TEXT FLY WITHIN
THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188993
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

طلسم ہوشربا

جلد

داستان

امیر حمزہ صاحبقران

[illegible]

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوئی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے بلا قیمت مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت مناسب رکھی گئی ہے یہان بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

المشتہر منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ باتصویر۔ ترجمہ مخزن سحر بیان ابو ناظم مولانا مولوی محمد حامد علیخان حامد کاغذ سفید عہ ۴ ر

〃 〃 کاغذ حنائی عہ ۲ ر

طلسم ہوشربا (جلد اول) ہیے ۸ ر

〃 (جلد دوم) سے ر

〃 (جلد سوم) سے ر

〃 (جلد چہارم) للعہ ۸ ر

〃 (جلد پنجم) کامل۔ سیے ۸ ر

〃 (جلد ششم) للعہ ۸ ر

〃 (جلد ہفتم) للعہ ۸ ر

طلسم فصاحت قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ ۱۲ ر

فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ ۷ ر

باریک قلم بلا تصویر۔ ۴ ر

سروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین سوودی۔ ۱۶ ر

باغ و بہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش باتصویر۔ ۴۰ ر

آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش۔ ۶ ر

ایضاً بغیر تصویر۔ ۵ ر

داستان امیر حمزہ۔ باتصویر۔ عہ ۸ ر

مقتول جفا۔ ۲ ر

نوطرز مرصع۔ ۲ ر

بستان حکمت۔ اُردو ترجمۂ انوار سہیلی ترجمہ فقیر محمد خان گویا۔ عہ ۴ ر

جام سرشار باتصویر۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ سرشار لکھنوی۔ عہ ۸ ر

فسانۂ آزاد کامل۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در کشمیری ہر چہار جلد۔ سہ ۵

فسانۂ جمیل۔ مترجمۂ منشی حامد حسین قصہ قابل دید ہے۔ ۵ ر

[illegible]

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر نو عروس
عالم زیبا و نوآموز اعجاز پر گوہر صد افسانہ پر حیرت افزا اسے جلد سوم

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

تصنیف ناظم دشتار زمان و داستان گوئے شیریں بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل کمال سخنور بے مثال رفتگاں سید محمد حسین جاہ

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بسلسلہ طبع تجلی یافت

اعلان - بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء رجسٹری نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۰ء ہوئی ہے کوئی صاحب بلا اجازت قصد طبع نہ فرمائیں

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ ۱۹۳۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز جلد سوم طلسم ہوش ربا

اے قلم فرض ہے ثنائے الٰہ
رب اکبر کا کرادا سجدا
اُسکی درگاہ بے نیازی مین
جو جہان مین ہے اُسکے کام یہ ہے
مالک الملک لا شریک لہ
کر خدا جسکا خود ہوا طالب
سارے پیغمبرون کے سر کا تاج
زیور عرش بہر زینت ہے
سایۂ جسم اقدس و اعلےٰ
یہ بھی ہے میرا بے نظیر رسولؐ
رازدار نبی ولی خدا
جسکو اپنی بنی نے دی دختر

حمد کا عزم ہے تو بسم اللہ
جس نے باغ جہان کیا آباد
دیکھو نرگس جھکاتی ہے آنکھین
ہے وہی بادشاہِ کون ومکان
وحدہ لا الہٰ الا ہو
سرورِ انبیاؑ حبیب خدا
انبیاؑ اُس کے در کے ہین محتاج
سُم توسن کا اُسکے ہے یہ کمال
اس لیے رب نے خلق تھا نہ کیا
مثل ہے اسکے گر تو بس ہے علیؓ
حاکم کار خانجات قضا
کب زبان سے ہو اُسکا وصف ادا

سر کو محراب ... و
دل بلبل کو گا...
سرو آ... ار
ہے وہی با... باغ جہان
نور حق کا بھی وصف ہے واجب
خادم ادنے ہے جبرئیلؑ اسکا
اُسکے نعلین کی یہ عظمت ہے
چرخ پر بنگیا ہے شکل ہلال
یعنے واحد ہو نمین کر دیہ قبول
کہ برادر ہے اسکا اور وصی
ناصر دین نفس پیمبرؐ
مرتبہ دان رسو...

اب پڑھون مین رسول حق پہ درود
رات دن ہر گھڑی درود وسلام

ہے اسی مین مرے لیے بہبود
اسپر اور اسکی آل پہ ہو مدام

التماس مؤلف بخدمت ناظرین

ناظرین داستان فصیح
اس جگہ پر کیا ہے ختم کلام
اور مہرخ مقابل حیرت
ہین لقا پاس داخل لشکر
عمرو تورج سے دلکے جو خراش
جا کے اُترے ہین ساتھ ہی لشکر
ہے جو افراسیاب کی وہ وزیر
لیکن اب پھر گئی ہے بے تکرار

سنئین اس طرح یہ بیان صحیح
کہ عمرو طالب اعانت ہے
اپنے لشکر مین ہے بصد عظمت
حمزۂ نامور کی ساری فوج
چلے ایرج ہین کرتے اسکی تلاش
سارے افراسیاب کے ہین کید
صنعت سحر ساز بے تدبیر
الغرض سب یہ حال بیش و کم

یعنے جلد دوم ہوئی جو تمام
ملک کوکب مین باصد عزت ہے
اور بلاؤ صبا ر جادوگر
ہے مقابل مین اُنکے باصد اوج
اور تورج طلسم کے در پہ
گنبد نور پر اسکے ہین قید
لڑنے آئی تھی پہلے وہ غدار
اپنی اپنی جگہ پہ ہوگا رقم

رہین اس سلسلے کے سب پابند
تا کہ ہون داستان سے فائدہ مند

آغاز داستان دلستان پہونچنا نامہ افراسیاب کا طاق حبشم جادو کے پاس اور عذر کرنا اسکا کہ مین علیل ہون اور بھیجنا اسکا اپنے اُستاد حسام جادو کو اور مارنا برق کا حسام جادو کو پھر بغضب تمام آنا طاق حبشم کا اور مہرخ و بہار کا شکو دیوانہ بنانا آخر مارا جانا اسکا اور آنا صنعت سحر ساز کا اور لشکر مہرخ پر آفت لانا اور عین وقت پر عمرو کا طلسم کوکب سے مع لشکر کثیر آنا اور صنعت کو لڑکر شکست دینا لشکر مہرخ کا خوشنود آمد عمرو سے ہونا

ساقی نامہ مؤلف

مئے توبہ شکن دے اے ساقی
عیش و عشرت کے کامرانی کے
ارے توبہ ابھی سے کی توبہ
بزم رندان کو چلکے رونق دو
روح جمشید کی قسم تمکو

ابھی فصل بہار ہے باقی
یار ہم مشربان کا ہے یہ قول
واہ وا واہ کون مانے گا
تم کو پیر مغان کے سر کی قسم
اپنی امید کی قسم تمکو

ابھی باقی ہین دن جوانی کے
بڑھو لے جاؤ جلد تر لاحول
لو اٹھو آؤ میکدے کو چلو
تم کو اس میکدے کے در کی قسم
آب آتش کی گرمیون کی قسم

دختر رز کی تریمون کی قسم
سچ بتاؤ کہ مے سے کیون ہو خفا
تم سے بنت العنب کی حرمت ہی
دیکھو سنسان میکدہ ہے پڑا
ساغر مے بھی چشم پرنم ہے
چلیے میخانہ کیجیے آباد
جھک کے سب نے لیے ہمارے قدم
لب ساغر پہ پھر ہنسی آئی
رند سجدے مین گر پڑے باہم
دف پہ مطرب نے ہاتھ پھر مارے
ہوگئی آج میکدے مین عید
لب ساغر کے پھر لیے بوسے
وقت افسانہ گوئی پھر آیا

تمکو سوگند جان رندان کی
دختر رز سے کیا قصور ہوا
محتسب تم سے خوف کھاتا ہے
ہے یہ میخانہ یا کہ ہے صحرا
نالۂ در گلو صراحی ہے
آپکے دم سے رند پھر ہون شاد
شیشے کرنے لگے مجھے تسلیم
مین نہین آیا دل لگی آئی
زہد و تقوی نے کی وہان سے گریز
لے نے ہائے خوشی سے پھر نعرے
بیعت خم پہ سب ہوے راضی
پھر صراحی کے ہم گلے سے ملے
جھک کے جام خوب پی کرکے

بادہ خوارون کے دین وایمان کی
تم سے پیر مغان کی عزت ہی
قاضی دستار کو بچاتا ہے
انجمن ہے کہ بزم ماتم ہے
جس طرف دیکھو اک تباہی ہے
الغرض آئے میکدے مین ہم
گردنین خم ہوئین پے تعظیم
ہوے محراب خم مین سر پھر خم
رند بیکارے مے بیار و بریز
ہر طرف کو یہی تھی گفت و شنید
آخر اُچھلا عمامۂ قاضی
اپنے ساقی کو مہربان پایا
ہان اُٹھاؤ قلم کہ وقت یہ ہے

بادہ خواران ساغر معنی | این حکایت کنند لاثانی

بادہ کشان رحیق مردق مصطبۂ خوش کلامی وجرعہ نوشان ساغر بادۂ حسن نظامی مستسقیان شراب حسن بیان وسرخوشان ساتگین میخانۂ داستان۔ ساغر ودائرہ حروف تحریر کو شراب کلام سے اس طرح لبریز فرماتے ہین اور انجمن قرطاس مین بسان بادۂ خواران الفاظ مضامین کو یون بٹھاتے ہین کہ جب افراسیاب کو حال خراب بلا وصبا بذریعہ عریضہ معلوم ہوا نامہ دار کو بعد فکر بسیار جواب دیا کہ جاکر بلا کو میری جانب سے دعا کہنا اور بیان کرنا کہ مین بہت جلد تیکا مدد دہی کا تمھاری کمر سے باندھونگا اور لباس اعانت تمھین عنایت کرونگا گھبراؤ نہین اطمینان تمام رکھو جنگ مسلمانان واعانت خداوند سے کام رکھو غرضکہ شاہ طلسم سے وہ نامہ دار یہ باتین سنکر اور خلعت رخصت پاکر جس راہ آیا تھا اُسی راہ پھر چلا اور بعد قطع راہ طلسم دار دبارگاہ لقا ہوا یہ مرتد تخت نکبت پر بیٹھا تھا اور گوہون کا مجمع تھا بلا وصبا بھی حاضر دربار بذمت مدار تھے نشۂ شراب سے سرشار تھے کہ نامہ دار نے آکر از تا بیان مین تصویر تقریر شاہ طلسم کھینچی جب سب کیفیت انھون نے سُنی باہم مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجواکر مقابلہ اہل اسلام سے کرین پھر آپ ہی کہا کہ اول اسم اعظم حمزہ کے بند کرنے کی فکر کرین پھر لڑین یہ کہکر تدبیر سوچ کرانے اسم اعظم مین بارگاہ سے اُٹھ کر غائب ہوگئے انکو تو اس فکر مین مبتلا رکھیے لیکن حال زبون خصال افراسیاب بدافعال سُنیے کہ اُسنے دوبارہ اپنے پیر بھائی کو نامہ بھیجکر خیال کیا کہ حیرت فی الحال بہت گھبرائی ہوئی ہے کئی شکستین کھاچکی ہے اُسکی دلداری چلکر کرنا چاہیے

یہ سوچ کر اُٹھا وہ بیابان نرگس جہان یہ بیٹھا ہوا تھا نہایت پر بہار تھا فرحت آگین گلزار تھا گلہائے نرگس چمن چمن کھلے تھے شاہدان گلشن آنکھین جوانان باغ سے لڑا رہے تھے زیر قدم بادشاہ بہار گلستان نے آنکھین بچھائی تھین یا دہر غدار نے بیوفائی سے بغصہ آنکھین دکھائی تھین بادشاہ جیسے ہی اُٹھا ہوا نے سر دائس صحرا مین وزان ہوئی اور گوشہ ہائے صحرا سے بارہ سو نازنینان جو پیکر سیمبر بصد حسن دادا لباس جواہر وو زیب جسم کیے زیور مرصع کا پہنے اپنی آن و ادا پر نوجوانان چمنستان دہر کو بھاتین زلفین ہر ایک چہرہ بے نظیر پر بل کھاتین گیسو کا رخسار پر لہرانا کفر کا اسلام پر غالب آنا ظاہر تھا یا ملک حلب پر تاریون کا چڑھ آنا باہر تھا زلف شکن در شکن تھی یا دلہائے عشاق کی جائے مسکن تھی حلقہائے زلف تھے یا حبشی نافۂ غزال ختن لیے تھے۔ بلکہ مشاطۂ بہار نے جعد سنبل کو پیچ دیے تھے۔ پیشانی پر ٹیکا جواہر کا لگا یا حسن کا اُسی ماتھے پر ٹیکا پٹیان سینن در خوبی کی محرابین تھین ابرو کے قریب تل تھا فلک حُسن پر اختر کامل تھا چشم سرمگین مین سرمہ کا دنبالہ تھا یا کوئی سیہ مست پائے خم سے لپٹا تھا نہین نہین محراب ابرو مین ہر آبادی میکدہ دعا کرتا تھا کہ

لمولفہ خداوند ا رہے پیر مغان شاد کہ رہے یہ میکدہ تا حشر آباد۔ چشم فتان کے اشارے انقلاب رنگ کالستان نگاہ کی گردش گردش آسمان رخسار نازک پر شمس و قمر صدقے اس آسمان حسن پر فلک تارے اُتارے ہیبنی چشمہ حیوان دہن کا راستہ بتاتی خود بینی حسینان اُس جگہ منھ کی کھاتی واقعی ہر ایک ماہ پارہ تھی کہ **نظم**

کمان یا ہے محراب یا ماہ نو ہے
یہ نشتر ہی یا تیر مژگان ہے کیا ہے
یہ زنجیر یا مار یا دام عاشق
یہ لب ہے کہ لعل بدخشان ہے کیا ہے

یہ ابرو ہے یا تیغ بران ہے کیا ہے
یہ ہے آئینہ یا ہے مہر درخشان
یہ سنبل ہے یا زلف پیچان ہے کیا ہے
صفا ایسی الماس مین کب ہوا ہے

یہ خنجر ہے جمدھر ہی یا تیر ناوک
یہ چہرہ ہے یا ماہ تابان ہے کیا ہے
عقیق ہین یا کہ مصری ہی یا قند
یہ سلک گہر یا کہ دندان ہے کیا ہے

یہ آفت ہے فتنہ ہے یا ہے قیامت
ترا قد ہے یا سرو بستان ہے کیا ہے

ایک تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے سر رشک جمشیدی کو جسپر رشک آئے گھڑے چاندی سونے کے رنگ سے بھرے کمر پر رکھے ہاتھون مین قمقمے لیے انگیا مین بھی گیند بلور کے چھپائے مسکراتین کمراور کولے کا عالم دکھاتین سامنے شاہ طلسم کے آئین بہر تسلیم سب نے گردنین جھکائین شاہ عالی پایگاہ تخت پر سوار ہوا گھنٹے ناقوس بجنے لگے تخت بزور سحر دوش ہوا پر روانہ ہوا ایک ابر سرخ سر پر آکر چھا گیا موتی برسنے لگے وہ پریزادین جو تخت لائی تھین رنگ کھیلنے لگین پچکاریان چلنے لگین مقیش اُڑانے لگین تارے ٹوٹتے نظر آتے تھے مقیش کے تار اس طرح جگمگاتے تھے صدائے دورباش سے گوش فلک کر تھا خلاصہ یہ کہ بڑا کر وفر تھا اسی طرح جانب **حیرت** بادشاہ بصد حشمت روان تھا اُدھر حیرت بارگاہ مین مقابلہ مہرخ اُتری ہوئی ہے اور تمام سردار سالار ساحران غدار حاضر دربار ہین اور اسی طرح بارگاہ لشکر عمر و مین بھی ساحر بیٹھے ہین لیکن بہار و نافرمان وغیرہ چند ساحرنیان **مہرخ** کے یہان کی اور **گیسو بن شہاب** و

شکوہ زرین تاج وغیرہ جادوگرنیان حیرت کی میدان بہر رزم درست کرا رہی ہین غار بھرے جاتے ہین درخت کٹتے ہین مورچے بندی ہو رہی ہے کس لیے کہ آمد ملکہ صنعت سحر ساز کی خبر لگی ہوئی دونون طرف کی بارگاہون مین ناچ ہو رہا ہے پیالہ شراب گردش مین ہے کہ یکایک سواری افراسیاب کی پیدا ہوئی ابر سُرخ ظاہر ہوا طبلے پر تھاپ پڑتی سُنائی دی ملکہ حیرت مع تمام ساحران افسران لشکر کے بارگاہ سے باہر آئی اور بہر استقبال شاہ بدافعال آگے بڑھی تخت بادشاہ نیچے اُترا ملکہ مذکورہ نے مجرا کیا اور کئی کشتیان زر و گوہر کی سر شاہ پر سے نثار کین بادشاہ نے ہاتھ ملکہ کا زیر بغل داب لیا ملکہ نے شانے سے پہلوا پنا ملا دیا دوش بدوش دونون روانہ ہوئے اسوقت صورت برج جوزا ظاہر تھی سب کہتے تھے کہ سنیچر کہان سے آیا ہے قران النحسین ہوا ہے غرضکہ اسی طرح یہ دونون داخل بارگاہ ہوے پریزادان ہمراہ سواری تخت شاہی لیکر دربارگاہ پر ٹھہرین بعض عہدے ہاتھ مین لیے شاہ کے ساتھ اندر آئین باقی انتظام ہوگیا کہ کوئی شخص اندر نہ جانے پائے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا ملکہ پہلو مین اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر تمکن ہوے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ملکہ نے حال اپنی شکست وغیرہ کا آبدیدہ ہوکر بیان کیا بادشاہ نے قفل دہن مفتاح زبان سے وا کیا اور تسکین آمیز کلام کیے اور کہا کہ ابھی مین نے طاق چشم اپنے پیر بھائی کو بلایا ہے وہ آکر سب باغیون کو غارت کر دیگا اور مثل برگ خزان رسیدہ باغ عالم سے بہ صرصر فنا اُڑا دیگا حیرت یہ کلام سنکر بہت خوشنود ہوئی اور کہا اے شہنشاہ مین حیران تھی کہ بڑے بڑے ساحر ملازمان شاہی ہین سرکار یہ جبر و تعدی ان نمک حرامون کی اُٹھاتے ہین اور ان ساحرون کو نہین بلاتے اب معلوم ہوا کہ آپ مخالفون کی سزا دہی اور گوشمالی دینے پر آمادہ ہوئے بادشاہ نے یہ سنکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیون صاحبو تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ جو میرے پیر بھائی کا سامنا کر سکے سب نے متفق اللفظ جواب دیا کہ واقعی پیر بھائی کا حضور کے کوئی سامنا نہین کر سکتا ہے وہ بڑے زبردست جادوگر ہین خوشامدی بادشاہ کے کلام کی اور زیادہ تر تائید کر کے مدح و ثنا مین طاق چشم کی تر زبان ہوے یہان تو یہ ذکر و تذکرہ ہے لیکن جاسوسان لشکر مہرخ جو قریب بارگاہ آئے دیکھا تو یہان کے لشکری خوشی کر رہے ہین غلغلہ برپا ہے کہ بادشاہ کے پیر بھائی طاق چشم آتے ہین سب نمک حرامون کا کام تمام کرینگے یہ خبر سرکارون نے جوسنی وہان سے پھر کر خدمت ملکہ مہرخ مین حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی کہ لشکر حریف مین اس طرح کی خبر ہمنے سُنی ہے آمد طاق چشم کی خوشی ہو رہی ہے ملکہ مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ ابتو افراسیاب ایسے ہی ایسے ساحر ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر بلائے گا خیر ہمارا بھی خدا مالک ہے یہ کہہ کر چُپ تو ہو رہی مگر رنگ چہرہ کا زرد ہوگیا برق عیار حسب اتفاق دربار مین موجود تھا اُسنے جو رنگ چہرہ ملکہ متغیر دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھ کر گویا ہوا کہ ذرا مین تو جاکر اس طاق چشم کو دیکھ آون کہ اسکی کیسی صورت ہے مہرخ نے یہ بات سُنکر کہا کہ اے برق واسطہ

خدا کا وہان جانے کا ارادہ نہ کرنا وہ مُواطاق حشیم اپنے فن مین طاق شہرۂ آفاق ہے زبردست جادوگر ہے افسون وسحر سے ماہر ہے مثل یہ اسی پر صادق آتی ہے کہ اُسکے کاٹے کا منتر نہین وہ موا بڑا موذی ہے خدا کی مار اُس پر برق نے کہا ہمکو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ اور تکیہ ہے وہ ساحر ہمارا کیا کریگا یہ کہکر ہر چند ملکۂ موصوف نے منع کیا اسنے نہ مانا اور روانہ ہوا جب قریب لشکر حیرت پہونچا دل سے مشورہ کیا کہ ابھی جس ساحر کی فکر مین تم آئے ہو وہ آیا نہین پس لازم ہے کہ کسی نہ کسی طرح بارگاہ مین حیرت کی اپنے تئین پہونچاؤ اور کسی سردار کی صورت بناؤ ٹھہرے رہو جب ساحر مذکور آئے تو اُسیر ہاتھ صاف کرو راہ عدم اُسکو دکھاؤ یہ سوچ کر بہ صورت مبدل داخل لشکر ہوا اور قریب بارگاہ پہونچ کر فکر کرنے لگا کہ کسی کو بیہوش کرکے اُسی کی ایسی صورت بنون اور اندر جاؤن اسی خیال مین تھا کہ وہان جو نازنینان ہمراہی شاہ طلسم دربارگاہ پر کھڑی تھین اُنمین سے ایک کو احتیاج کی حاجت ہوئی اُسنے اپنی ساتھ والیون سے کہا کہ بھینا سمجھا جائے ضرور پر جانے کی حاجت ہے کوئی چلتا ہے میرے ساتھ سب نے کہا تجھکو ہر بار ایسی ہی جگہ پر احتیاج ہوتی ہے بھلا یہ کون موقع ہے شہنشاہ آنے والے ہین نہ بی بی ہم مین سے کوئی نہ جائیگا یہ کیا تو نے عادت سیکھی ہے کہ ایک تو آپ جاتی ہے اور دوسرے اور کو لیے جاتی ہے ایک عورت نے اُنمین سے کہا کہ یہ زنڈی اپنے پیلے چمڑے پر اتراتی ہے جانتی ہے مجھ سے بڑھکر کوئی خوبصورت نہین اُس نازنین نے کہ جسکو احتیاج تھی ان باتون کا جواب دیا کہ اوئی اتنا میرا پوچھنا کہ ساتھ چلتی ہو غضب ہو گیا ہزارون باتین تم نے مجھے بکہ ڈالین اگر تم میرے ساتھ نہ جاؤگی تو مجھکو کوئی کھا نہ جائیگا یہ بکتی ہوئی وہان سے چلی اور لشکر سے نکلکر ایک گوشہ مین بہر رفع احتیاج بیٹھی برق اسکے ساتھ آیا تھا اور گھات مین تھا کہ اُسکو بیہوش کردن پس ایک عورت کی قطع بنکے جہان وہ بیٹھی تھی یہ بھی گیا اور جبتک وہ اُٹھے اُٹھے اُسنے کمند ماری وہ عورت دریائے نور کی رہنے والی کنیز شاہ جادوان عیارون کی مکاری کیا جانے کمند مین اُلجھ کر گری عیار مذکور نے خوب اُس کو بیہوش کرکے پیرہن اور زیور جسم سے اُتار لیا اور اُسکو وہین مٹی مین دبا دیا پھر آپ آئینہ سامنے رکھکر اُسی کی ایسی صورت بنا گیا قدرت نقاش ازل ومصوّر آفرینش نے اُس صورت نگار نیرنگ وعیاری کو عطا فرمائی تھی کہ **بیت** پل مارنے کی ہوئی نہ دیری ؎ سبحان اللہ شان تیری ـ ہوا ہی گویا پھر گئی وہ برق ہی نہ تھا وہی نازنین خواص افراسیاب کی تھی زلف چلیپا اُس سبزہ رنگ کی تھی یا کشت حسن پر گھٹا کالی چھائی تھی سبزہ رنگان دہر کے زلف کو دیکھ کر رشک سے رخسارون پر تیرگی آئی تھی گیسو کا پیشانی پر عکس پڑا تھا واقعی پری کا سایہ ہوا تھا نہین بلکہ اُسی گیسو دجبین نے ہزارون کو پری زدہ بنا کر سودائی مشہور کرایا تھا ابرو تھے یا نخلبند قدرت نے نیا تماشا دکھا تھا باغ رخسار کی نرگس مین تلوار کا پھل آیا تھا ترکان چشم نے تلوارون کی کوٹ بندی کی تھی قینچی باندھی تھی یا اُسکی جیتی بھوین تھین ایک ایک اشارے پر سیکڑون کشور دل لوٹ لینے پر جیتی تھین چشم مردم فریب نئے فتنہ اُٹھاتی تھی لیلی وہنا رفتہ رزا کو آنکھین دکھاتی تھی نرگس مست پر چشمک زن تھی بڑی

پُرفن بھی رخسار نازک کو کس سے مثال دون لازم ہی کہ اُسکو لامثال کہون سچ ہی وہ رخ لاجواب ہے مرقعۂ دہر مین یہ تصویر انتخاب ہی دہن تنگ موہوم کی صفت مین چُپ رہنا اچھا ہے اور کیونکر اُس عنقا بے اوج حسن کا وصف کرون مین نے کہان اُسکو دیکھا ہے غرضکہ از سر تا پا اُس بت پُرفن کا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

بلا وہ شوخی کی چال بھی ہی وبال کاکل کا جال بھی ہی
ادا سے دل پائمال بھی ہی قلق سے آشفتہ حال بھی ہی

نگہ فسون چشم عین جادو دو بال خم کمند گیسو
خدنگ مژگان کمان ابرو بلا سے دل خط و خال بھی ہی

ہرن ہین صیاد چشم جادو قضا کے پھندے ہین دام گیسو
شکار گہ آئینہ کو کر تو کمند بھی ہے غزال بھی ہی

نہ کیون ہو ہر بات مین دورنگی دماغ رہتا ہی آسمان پر
وہ شوخ مست شباب بھی ہی غرور حسن و جمال بھی ہی

وہ گورا گورا ہے منھ تمھارا ابھرا ایک ہی گال ماہ پارہ
قمر کی پتلی کا ہے وہ تارا سیاہ جو رخ پہ خال بھی ہی

اس صورت دلفریب سے جب درست ہو کر بن سنور چکا اٹھلاتا ہوا پانی سے لوٹے کے کھیلتا ہوا چلا اور دربارگاہ پر اُسی گروہ حسینان ہین آملا جو تخت شاہی لیے کھڑی تھین اور گویا ہوا کہ بوا تم جو میرے ساتھ نہ گئین تو میرا کیا ہوا کوئی مجھے کھا نہ گیا یہ کہہ کر ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے چلا کہ جا کر دیکھون شہنشاہ کے جلنے مین کتنا عرصہ ہی غرضکہ اندر جا کر ایک کنیز بادشاہ کے برابر کھڑا ہوا بادشاہ اہل دربار سے باتین کر رہا تھا جب اُسنے نگاہ اُدھر سے پھیری اسپر نظر پڑی ایسا حسن اسکا اچھا معلوم دیا کہ فریفتہ ہو گیا مگر مصداق اس مثل کے کہ - آن ہونی کی ہون کو تاکت ہین سب کوے - ان ہونی ہونی نہین ہونی ہوے سو ہوے - از بسکہ یہ عورتین خاص طلسم کی رہنے والی ہین جب برق نے اُس نازنین کو بیہوش کرکے صحرا مین چھوڑا فوراً ایک پنجہ پیدا ہو کر اسکو اٹھا لیگیا اور دریا سے نور پر اسکو پہونچا کر بادشاہ طلسم کو بھی اُسنے اطلاع دی کہ عیار برق فرنگی نام اس طرح کنیز بنکر آتا ہی پس اسوقت بادشاہ نے جو اُسکے حُسن پر نگاہ کی آگاہ تو ہو چکا تھا ہی دیکھتے ہی پہچان گیا اور جھٹ ہنسا برق سمجھا کہ یہ مجھپر مائل جو ہوا ہے اسوجہ سے ہنستا ہی یہ سمجھ کر اُسنے اور زیادہ تن کر اپنی گات کو دکھایا اور بناز و ادا مسکرایا بادشاہ نے اشارہ کیا کہ آگے آؤ یہ اٹھلاتا ہوا سامنے آیا شاہ نے بسبب اسکے کہ فرار نہو جائے بھلا دیا ہنس کر استفسار کیا کہ تو کیا کام کرتی رہتی ہے اُسنے آنکھین جھکا کے کچھ شرما کے جواب دیا کہ لونڈی سواری مین حضور کی حاضر رہتی ہے مورچھل ہلاتی ہے اور جو کچھ حکم ہوتا ہے وہ بجا لاتی ہے شاہ جادوان نے کہا ہمنے تیری نوکری معاف کی صرف پانون رات کو دبا نا اور کوئی کام نہ کرنا اسنے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بادشاہ اسکی ایک ایک ادا پر لوٹا جاتا ہے اور دل سے لینے کہتا ہے کہ کمبخت عیار کیا بلا کے ہین معشوقون کے ناز کو بھی اُنھون نے گرد کر دیا رنڈی کیا ایسی ادائین کریگی جو یہ کر رہا ہے فی الجملہ بادشاہ نے زیر لب کچھ افسون پڑھا کہ ایک چوکی سنگ مرمر کی ہشت پہل ترشی ہوئی اور مخمل سرخ سے منڈھی ہوئی فلک پر سے اتر آئی بادشاہ نے برق سے کہا کہ لو تم اس چوکی پر بیٹھو یہ بہت خوش ہوا کہ اب یہ بادشاہ مسخرا میرے جبل مین پھنسا آج رات کو باغ سیب مین لیجا کر اپنے ساتھ سلائیگا مین بیہوش کرکے اسکو راہ فنا دکھاؤنگا پس خوشی خوشی کمر کو تین بل دیکر تیوری نزاکت سے چڑھا کر چوکی پر بیٹھا شاہ نے ہنس کر کہا اے جانی

اب تم کہین نہ جا نا ہم تمھارے عاشق ہین عیار مذکور اس کلمہ سے کچھ کھٹکا اور غور جو کیا تو چو تر چوکی مین جم گئے ہین اور زمین سے چوکی اونچی ہوتی جاتی ہے عیار مسطور یہ حال دیکھ کر گھبرایا اور بادشاہ طلسم حسبت کر کے تخت پر سے چوکی پر آیا اور کہا میان **برق** اچھی طرح رہے **برق** نے کہا مین آداب عرض کرتا ہون اور یہ کہہ کر بہت جھک کر تسلیم کی شاہ جادوان قہقہہ مار کر ہنسا **برق** نے کہا آپ ہنستے کیا ہین ہمو قت ہم نہ عیاری کو آئے تھے نہ لڑنے کو آئے تھے تمکو دیکھنے چلے آئے تھے ہماری عادت کمبخت ایسی بُری اور نکمی ہے کہ جہان کسی کو دو تین مرتبہ دیکھا بس محبت ہو گئی چنانچہ تمھین عرصہ سے دیکھا نہ تھا آج سُنا کہ تم آئے ہو ہم بھی چلے آئے کیا جانتے تھے کہ تم یہ سلوک ہمارے ساتھ کروگے **افراسیاب** نے کہا اے تو نے میری لونڈی کو غارت کیا ہوتا کہ خاک مین دبا دیا تھا وہ تو میرے سحر کا پنجہ اسکو دریائے نور پر لیگیا اب مجھے تو فقرہ دیتا ہے مین بغیر قتل کیے تجھے زندہ نہ چھوڑونگا **برق** نے کہا تمہارا فرمانا سچ ہے لیکن اے بادشاہ جو لونڈی کو نہ بیہوش کرتا تو آپ تک کیونکر پہونچتا اور یون مار ڈالنے کا تمھین اختیار ہے مین جانتا ہون کہ تم زبردست ہو شہنشاہ ہو مالک ہو کوئی تمھارا سامنا نہین کر سکتا ہے جسکو چاہو مار ڈالو مجھے قتل کر دوگے تو کیا پاؤگے اگر چھوڑ دوگے تو تمھارا نام ہوگا شاہ جادوان یہ تقریر اسکی سُن کر بہ سر رحم آیا اور چاہا کہ رہا کر دے مگر ملکہ **حیرت** نے تیور بادشاہ کے پہچان کر کہا کہ اے شہنشاہ یہ موا دم دیتا ہے کہلا اسکی اور آپکی اُلفت لے یہ سرا سر جھوٹا ہے ذلیل بازار و مکار یہ چھوٹا تو آپ کے پیر کھائی آنسو لیے ہین اُنکا ناک مین دم کر دیگا اور علاوہ اسکے بموجب اس بیت کے **بیت** نیکی کرنا بدون سے ایسی ہے :: جیسے نیکون سے کی بدی تم نے :: اسکا رہا کرنا ہرگز نچاہیے شاہ نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مین اسکو دشمن سمجھکر اس طرح ہلاک کرتا ہون کہ بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے یہ کہکر ایک دانہ ماش کا چوکی پر پڑھکر مارا کہ وہ چوکی اُڑکر جانب فلک گئی اور بر دوئے ہوا جا کر معلق قائم ہو گئی اب جو **برق** نے دیکھا تو یار نہ مددگار رہے نہ آب و دانہ ملنے کا ٹھکانا نہ کہین جانا نہ آنا جیسے کہ عالم برزخ مین آگیا دھوپ کی شدت دلسوزی کے لیئے آفتاب سر پر فلک دشمنی سے بنگاہ گرم دیدۂ مہر سے گھورتا یہ بیچارہ باین آفت و خرابی بہزار ناچاری مہر خاموشی بر لب شکر خداوند عالم کرتا چوکی پر بیٹھا تھا سارا طلسم مثل نگاہ عمارت قلعہ جات طلسم دکھائی دیتی تھی زمین کی طرف دیکھنے سے روح نکلی جاتی خبر یک حال بیکسی و تنہائی تھی طالع لیستی نے یہ لبندی دکھائی تھی جب خیال اپنے دوستون کا آتا تو آہ کی نے بجاتا اور یہ اشعار حسب حال زبان پر لاتا کہ **ابیات**

مین وہ سوختہ دل ہون کہ مر گئے پر مری خاک سے دانہ شجر نہ ہوا
جو ہوا بھی تو ہو کے وہ جل ہی گیا کبھی قابل برگ و ثمر نہ ہوا
کہون کس سے ملال کا اپنے سبب وہی غم ہے سدا وہی رنج و تعب
گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب ترے دل مین ذرا بھی اثر نہ ہوا
کبھی دل کی ہوس بھی نہ نکلی ہوس رہا نالہ کنان مین برنگ جرس

ترے غم مین یہ مثل اسیر قفس کبھی قابل سیر سفر نہ ہوا

یہ تو اس طرح گرفتار بصد آہ و بکا بردے ہوا ہی مگر اب حال **طاق** حشیم مکار کا بیان ہوتا ہی کہ وہ مرض باطل پرستی کا بیمار پردۂ ظلمات طلسم مین ایک ملک کا مالک ہے اپنے مقام پر کہ نام اس مقام کا **کوہ لاجوردیہ** ہے سالک ہے جب نامہ بادشاہ طلسم اول مرتبہ اسکو پہونچا نامہ کو پڑھکر خاموش ہو رہا مگر فکر کرتا تھا کہ کیا عذر کرون او جنگ پر جانے سے باز رہون اسی فکر مین تھا کہ بیمار ہو گیا حسب اتفاق اسکا استاد **حسام جادو** اُس کے دیکھنے کو ایک دن آیا اسنے استقبال کراکر بڑی عزت و توقیر سے بلوایا اور مقام صدر پر بٹھایا ساقی مہر دیدار ورقاصان پری رخسار کو طلب کر کے سامان عیش استاد کے لیے مہیا کرایا جلسۂ عشرت جما پیالۂ احمر گردش مین آیا اسی ہنگامۂ نشاط مین دوسرا نامہ **افراسیاب** کا جو بیابان نرگس سے بھیجا گیا تھا اسکے پاس پہونچا نامہ پڑھ کر افسوس کرنے لگا کہ شہنشاہ ساحران مجکو طلب فرماتے ہین دو نامے آچکے ہین مگر مین کیا کرون ناچار ہون کہ صاحب آزار ہون اب کچھ بن نہین آتا ہے کیا جواب نامے کا لکھون نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن سخت مجبوری اسکے استاد نے جو یہ تقریر سُنی کہا اے فرزند تم مجکو کیسا ساحر جانتے ہو اُسنے کہا اے استاد آپ یہ کیا پوچھتے ہین بھلا آپکے فرمانے کی بات ہے اب آپکا ثانی اس طلسم مین کیا عالم مین نہین آپ ہی سے **افراسیاب** بڑھکر شاہ جادوان ہوا آپکا ادنیٰ غلام ایک مین ہون کہ کوئی میرا ہمسر نہین حضور نے خوب بات کہی کہ مین کیسا ہون واہ واہ واہ مین کہتا ہون کہ خداوند سامری بھی ہونگے تو اتنے ہی ہونگے جیسے آپ ہین اب اور آگے مین کیا کہون استاد جی اسکی تعریف پر بہت خوش ہوے اور پھول گئے اور بموجب **ع** خشامتین کسکے تھوڑے آتی ہین ؎ بے اختیار کھلکھلا کر ہنسے اور کہا اے بیٹا تو مجکو اپنے عوض شاہ طلسم پاس بھیجدے مین آپ چاہتا تو چلا جاتا لیکن اُس نالائق نے آجتک مجکو پوچھا نہین مین اُس سے ناراض تھا اب تیرے سبب سے بناچاری جاؤنگا سنا ہو کہ وہان کچھ ملازم بگڑ گئے ہین شاہ طلسم اُنکو گوشمالی دینا چاہتا ہے اسنے کہا ہان اور کون لڑنے والا ہی ایسے لڑنے والے ہین کہ بادشاہ کسی معزز کو اُنپر بھیجتے تنگ جاتا ہو **حیرت** زبردستی اپنی خوشی سے اُنکے مقابل جاکر اُتری ہو ورنہ بادشاہ راضی نہ تھا اب ایسی ہی کچھ ضرورت ہوئی جو مجکو بلایا نہین تو ابتک تو کچھ پرواہ بھی نہ تھی معلوم ہوتا ہے کہ **کوکب** کے یہان سے کچھ فوج برائے اعانت مخالفان آگئی ہے اسلیئے مجکو طلب کیا ہے **حسام** نے کہا سچ کہتے ہو اچھا مجکو روانہ کرو جو کوئی لڑیگا مین سمجھ لونگا **طاق حشیم** نے اُسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلایا اور حکم کوچ کا دیا پھر تو نفیر سحر بجی ساحرون مین کمر بندی ہوئی خیمہ و بارگاہ اژدہون پر لدگئی جادوگرنیان علم سحر سے ماہر کیسے کیسے کالے **کافر** ساحر ہنس و فیل و اسپ آتشین پرند پر سوار ہوے چلنے پر تیار ہوے ابر کے لکے ہوا پر چھا گئے سحر کے بادل آگئے بجلیان چمکنے لگین تیغین لپکنے لگین ڈمرو کی صدا سے مہر و چرخ گھبرایا جھانجھ اور نفیر کی آواز سے آفتاب جھانجھ کی طرح تھرایا باز و لطا و قرقرے جادو بھرے لگا ہائے ابر مین جاکر شور مچانے لگے جادوگر اُنپر سوار ہوکر جے سامری کی پکارتے تھے تخت سحر پر **حسام** سوار ہوا منقل آتشناک کو سامنے رکھ لیا ہار جواہر کے گینڈون کے گلے

سے

مین پہنا سارے جسم پر سیندور ملا بھبوت سے بدن رنگا تخت کے کونے پر ترسول گڑا ہوا جھولا سحر کا گلے مین پڑا ہوا سب کے آگے چالیس پشت دُو لاکھ ساحرون کا پرا ڈنکے اور گھنٹے بجتے ناقوس کی صدا سے دل لرزتے جادوگرنیان سحر آزمائیان کرتی کوہ و دشت مین آگ لگاتی چلی جاتی تھین دن دہاڑے یہ اندھیر مچاتی تھین کہ سحر سے رات دن کو بناتی تھین منھ سے رال کے شعلے اُڑاتی تھین کہ **نظم** ۔

چلی اس طرح فوج یہ بیشمار | کہ جلتی ہے جس طرح کوہ کُہسار | برسنے لگی آگ شعلے اُٹھے
تو گردون کو اندیشے پیدا ہوے | اُٹھا مہر نے دل سے مین جاؤن بھاگ | کہ سقف فلک مین نہ لگجائے آگ

اسی طرح جب چند منزل یہ باد ہوائی اُڑتا ہوا چلا ایک مقام پر اُتر کر شاہ جادوان کو نامہ لکھ بھیجا مضمون یہ تھا کہ نامہ تمھارا ابنا بر طلب **طاق حشیم** آیا اُسنے وہ خط مجکو دکھایا اور کہا کہ مین نہایت رنجور ہون جانے سے مجبور ہون مجکو اُسکے حال پر ترس آیا خود تکلیف سفر مین نے گوارا کی اُسکی عوض مین آتا ہون یہ لکھکر اپنا نام و نشان لکھا اور بچہ سحر کو دیکر کہا کہ جہان **افراسیاب** ہو وہان لیجا بچہ نامہ لیکر بارگاہ **حیرت** مین آیا کیونکہ شاہ طلسم بیابان نرگس سے یہان آیا تھا اور سامنے آمد **طاق حشیم** کر رہا تھا کہ نامہ بچہ نے دیا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہا کیون صاحبو تم **حسام جادو** کو جانتے ہو کہ کون ہے **ابریق** وزیر حاضر تھا ۔ اُسنے عرض کیا کہ حضور نے بھی کچھ کتابین اُس سے پڑھی ہین مع جناب شہنشاہ ہم سب کے وہ اُستاد ہین اور کون ہین شاہ نے فرمایا کہ وہی تشریف لاتے ہین یہ کہکر بجواب نامہ عریضہ تحریر کیا کہ مقدم فیض توام جناب سے اس خاکسار کو جو خوشی حاصل ہوئی حد و حصر اُسکا زبان قلم سے ناممکن ہے لازم ہی کہ ذات والاصفات پر تو افگن عزت و جلال سر پر اس احقر تلمذان کے ہو اور افتخار و اعزاز بخشے کہ **بیت** راہ توجہ راہ راست کراز غایت تعظیم بند دریا محیط فلکش ہمچو حباب ست ۔ جواب بچہ کو جب لکھکر دیا اُسنے لیجا کر **حسام** کو پہونچایا اُسنے حال مفہوم کرکے پھر نامہ لکھا کہ او بادشاہ مین چلا تو آیا ہون لیکن یہ شرط بھی رکھتا ہون کہ جب مین لشکر **حیرت** مین پہونچون تو جا دیجا جو کچھ کہ امورات جنگ مین کام کرون کوئی اس امر مین دخل نہ دے چنانچہ تمکو اگر یہ شرط منظور ہو تو ایک بیضہ سحر تمھارے پاس بھیجتا ہون اُسکو زمین پر توڑ کر پھینکنا مجکو معلوم ہو جائیگا کہ تمنے میری شرط قبول کی اب نامہ نہ بھیجنا مین چلا آؤنگا اور جو بیضہ نہ توڑوگے تو مین پھر جاؤنگا یہ لکھکر اور ایک بیضہ جھولے سے نکالکر ہمراہ نامہ بچہ سحر کو دیا اور وہ لیکر شاہ طلسم پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر کہا کہ جو وہ فرماتے ہین مجکو سب قبول ہے کسکی مجال ہی جو اُنکے مقدمہ مین دخل دیگا یہ کہکر وہ بیضہ زمین پر توڑ دیا بچہ جو نامہ لایا تھا غائب ہوگیا اور منظوری شرط مذکور کی خبر سحر نے **حسام** کو دی اُسنے پھر کوچ کیا یہان بادشاہ نے **حیرت** سے کہا کہ اے ملکہ اس بیضہ توڑنے سے **حسام** کو منظوری شرط کی خبر ہو گئی ایسا زبردست وہ ساحر ہوئے ملکہ اسکا سحر آب ہے کچھ مہینے آتش پرستی کرتا ہی اور چھ مہینے آب پرستی کرتا ہی مین اُسکے صفات بیان نہین کرسکتا ہون جس مرتبہ کا وہ ساحر ہی اگر وہ اکیلا ایک طرف ہو اور تمام طلسم کے ساحر ایک طرف ہون جب بھی وہی سب پر غالب آئے میرے دادا کی تلوار اُسکے پاس ہی کسی کو وہ دیتا نہین ہی آخر کو مین ہی جا کر لاؤنگا غرض یہ باتین کرکے بادشاہ دربار تعظیم

وتواضع حسام ملکہ کو تاکید بلیغ فرمائی اور آپ سوار ہو کر بحشم وخدم داخل باغ سیب رشک وہ گلزار ارم ہو کر مصروف عیش وتنعم ہوا اور یہان بعد قطع منازل وطے مراحل حسام بہ انجام دریائے سحر سے پار اتر کر قریب لشکر حیرت نافرجام پہونچا ملکہ کو طائران سحر نے اسکے آنے سے مطلع کیا چونکہ یہ استاد بادشاہ کا ہے اسوجہ سے ملکہ مذکو معہ ارکین سلطنت بہر استقبال روانہ ہوئی اور راہ مین جا کر اس سے ملی یہ بھی تخت پر سے اترا ملکہ نے تسلیم کی اسنے سر اسکا سینہ سے لگا یا دعائے خیر اپنے مذہب و مسلک کے طور پر دی ملکہ نے بارگاہ زربفتی نصب کرا رکھی تھی جملہ اسباب راحت سے آراستہ تھی پلنگ کرسی میز چھپر کھٹ شیشہ آلات فرش جملہ سامان مہیا تھا اسی مین اسکا اسباب رکھا گیا لشکر اسکا لشکر سے ملکر ملکہ کے اترا گھما گھم ہونے لگی بازارین کھل گئین حسام بارگاہ مین ملکہ کے ہمراہ آیا اور شراب خواری مین مصروف ہوا اور سارا حال باغیون کا پوچھکر کہا کہ مین ابھی جا کر سبکو غارت کیے دیتا ہون ملکہ نے کہا آپکے مقدمہ مین کوئی دخل دے یہ مجال نہین لیکن آج طبل جنگ بجوا کر شب بھر آرام بھی فرمایئے اور دشمنون کو مہلت بھی دیجیے کہ عذر غفلت اُنھین باقی نہ رہے صبح سبکو شام فنا دکھایئے گا اسنے یہ تقریر سنکر توقف کیا اور جب حسام مہر فلک ترک روزگار نے نیام مغرب مین رکھی اور ساحرہ شب تیرہ نے آئینہ ماہ لیکر انجمن عالم مین آئی کہ بمقتضائے ابیات

گیا دن شام آتش بار آئی | بغل مین مجمر مہتاب لائی
ہمائے شب ہوا جب سایہ افگن | قمر کو سلطنت حاصل ہمہ تن

شام ہوتے ہی نفیر سنتر بجی ملکہ مہرخ کو طائران سحر نے خبر دی اودھی لقا کے بالائے ہوا جادو کے لڑنے مرنے والے آگاہ ہوئے نامرد بزدل گھبرائے دربار برخاست ہوا سرداران ساحران ذلیوقار خیمون مین آکر درستی آلات کارزار مین مصروف ہوئے منتر ہر ایک زبان پر جاری کرتا دل سے یاد باری کرتا کہ خداوندا تو مشکل آسان کرنے والا ہے تیرے بحر کرم سے ہمارا بیڑا اس شورش قلزم فوج کے پار اترنے والا ہے غرضکہ ہر سمت سحر سازی تھی سب کو فکر جانبازی تھی رات وہ ایسی تاریک تھی کہ خوف سے دل ہلتے تھے بہادر تیغ کے گلے ملتے تھے دیدہ ساحرہ دنیا مین کاجل لگا تھا یا رات کا اندھیرا تھا سیہ دن کی تاریکی چھائی تھی یا کالی بلا ساحرون نے بلائی تھی تیغ تیز کی چمک روشنی مردمک دیدہ سواد شجاعت تھی جسنے لڑنے مرنیکی راہ دکھائی تھی سیرون پر پھول چڑھے تھے یا کالی کلکتے والی کے مندر پر پوجاری جمع تھے پھول مال منتا کے لیئے چڑھتے تھے تلوارون کے سر پر وہ زبردست بیر چڑھا تھا کہ جان بھینٹ مین لیتا تھا مبارز انکو جھکیر سر سے کھیلتے تھے وہ بیر جسپر سایہ ڈالتا بغیر جان لیے نہ اترتا تھا محراب خم شمشیر مین منچلے نوجوان مرادون والے سر چڑھانے پر تیار تھے گلہائے زخم کے ہار پہننے کی مراد تھی تام دنگ کے طلبگار تھے نئے نئے سحر و نیرنگ آشکار تھے کہ نظم

کوئی جھکر دور پڑھتا پڑھنتا | کوئی سامری کا بنا تھا مہنت
کوئی لیکے اکیس لونگ اور پھول | وہ جپتا تھا منتر گیا تھا جو بھول
بنا یا کسی نے شجر سحر سے | کہ پھل جسمین تلوار کی شکل تھے
کسی نے بنائے تھے تسمونکے سانپ | جنھین دیکھ ترک فلک جائے کانپ

جب منشی قدرت نے لوح زبرجدی چرخ سے نقاط انجم واسطار کہکشان کو بہ آبداری مہر دھو دیا استاد ازل نے طفلک خورشید کو مدرسۂ افلاک مین

بہر سحر خوانی دافع ظلمت شب بلا یا نظم

بڑی ساماں ظلمت پر تباہی
دھواں ہو کر چلی شب کی سیاہی
مزاج شب میں پھیلی بدحواسی
جمال شمع پر آئی اداسی

ہنگام سحر استاد افراسیاب اٹھکر رزمگاہ کو چلا دو لاکھ جادوگران کا پرا ہمراہ ہوا حیرت بھی بڑے کروفر سے سحر کے بنگلہ میں سوار ہو کر چلی فوج قاہرہ ہمراہ ہوئی ایک طرف سے مہرخ نے رخ اپنا جانب میدان کیا فوج ظفر موج کو ہمراہ لیا ملکہ بہار معشوقہ طرحدار گلعذار تخت سحر پر بہزاراں زیب و زینت سوار تھی جانب رزمگاہ اسطرح رواں ہوئی کہ گلستان لشکر میں نسیم بہار وزاں ہوئی تخت بلوریں ملکہ مذکور جلوہ بخش نور اس تخت پر صدہا گلدستے جو گلزار جنان سے ہمیشہ دستی کا دعویٰ رکھتے دھرے تھے بہار گلزار حسن کے جوبن پر بلبل دل عالم مرے ہوئے تھے ماتھے پر وہ غیرت قمر افشان چنے فلک ساحری پر گویا ستارے نکلے ہوئے لباس زعفرانی اس قتالۂ عالم کا برنگ لالہ خونیں قبا عاشقوں کو خونیں کفن بناتا معشوقان گل رخسار کو لال لال آنسو رشک سے رلاتا کالی گھٹا سر انور پر چھائی جیسے زلف سیاہ رخ پر نور پر لہرا گئی اس بدلی سے جانور فصل بہار کے مجز طاہر ہو کر زمزمہ سرائی کرتے دھانوں کو کلا ہٹر کویل پپیہا ہزار خوش الحانی تعریف اس غیرت گلشن کی پڑھتے کہ بموجب غزل

دعوی کرے وہ رخ سے ترے آفتاب کا
اتنا تو منھ نہیں بخدا آفتاب کا
بیوجہ تیرے رخ سے نہیں عشق عندلیب
سمجھی ہے اسکو پھول وہ شاید گلاب کا
تہا بستر فرش خاک یہ عشق کھلاکے گر پڑے
رخ سے اگر اٹھاوے وہ پردہ حجاب کا
بیدار شور حشر سے ناگاہ جاگ اٹھے
تہک مزا آگیا تھا نہ آنکھوں سے خواب کا
ایک طرف سے نافرمان کی نرالی

آن بان طاؤس جواہر بند سحر زیر ران دھانی جوڑا پہنے کشت حسن کو تازگی دسر سبزی دیئے زمرد میں زیور سے جسم آراستہ حسن سبزہ رنگی کے جلوے ہرے تہایت پیراستہ آمد بہار کے دن طرحدار کم سن کہ بموجب نظم

اداسے خوبی سے ناز و عشوہ سے لطف جو میرے یار میں ہے
نہ ایک میں ہے نہ دو میں یہ ہے نہ تین میں ہے نہ چار میں ہے
یہ کون آتا ہے خیر مقدم بغیر گلگشت باغ اس دم
کہ سرو سر در ریاض عالم اٹھائے سر انتظار میں ہے

ایک سمت سے ملکہ سمرخموشہ بصد آبرو ابر سحر پر سوار زلفیں کھولے بال بال موتی پروئے بالوں سے ستارے جھڑتے شب تار میں جگنو چمکتے یا سپہر حسن پر تارے نکلے ہوئے رخساروں پر سے ستارے کا ڈھلک کر گرنا تارے کا ثریا پاس ٹوٹنا نظر آتا تھا زلف پریشاں خاطر عاشقان گیسو کا دہن تنگ پر اڑکر آنا رہ چشمۂ جستجو میں سکندر کا جانا معلوم ہوتا کہ بمقتضائے ابیات

کیا تری زلف گرہگیر ہے اللہ اللہ
دلکو دیوانے کی زنجیر ہے اللہ اللہ
کیا ہی ظالم بت بے پیر ہے اللہ اللہ
شور ہے خلق میں بیداد کا اسکے ہر سو

اسی طرح یہ گروہ حسینان سپہ سالار لشکر ناز و ادا بہزار زینت و عظمت دشت وغا میں پہونچا نظم

ہمہ نامداران باجاہ و آب
ہمہ بر سپہر خرد آفتاب
ہمہ کینہ جویان ہمہ نامدار
ہمہ نیزہ بازان و خنجر گذار
ہمہ یکدل و یک زبان و سخن
ہمہ رزم جویان بنجون زخمتن
بجنبید دریا و صحرا و کوہ
بجان آمدہ گاؤ ماہی ستوہ
اس فوج کے آنے سے گرد و غبار

چھایا ابر سحر اور ساحرون کے اُڑنے سے وہ اندھیرا تھا کہ خاک کسی کو نظر نہ آتا تھا اور کوس دمامے نوبت گرجتے اور
بجتے تھے گوش فلک کر تھے غرضکہ بارخین سے ہولکے جھونکے آئے خس و خاشاک میدان کا اُڑا لیگئے پھر گھٹائین آئین
ہلکی ہلکی بوندیان اور پھوار پڑی چھڑکاؤ کر کے ابر کے سقے بھی چلے گئے صفین آراستہ ہوئین نقیب کڑکیت چاؤش
بگلکر پکارے کہ کہان ہین ساحران کاشغر و کشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کانورو دیس کے نامی جادوگر اب نہ جلال
ہے نہ شمار ہے نہ ساحر شمس ہے نہ نمرود ہے نہ فرعون ہے نہ ہزار شکل چرخ گردان ہے کسی کا نہ کچھ پتہ ہے نہ نشان ہے لیس
آج کون ایسا جادوگر ہے جو سامری و جمشید کا نام لیکر اس معرکہ جدال و قتال مین قدم آگے بڑھائے اور کچھ کرتب اپنی
سحر و ساحری کا دکھلا کر نام اپنا کر جائے کہ آخر یہ خاکدان عالم مین وہی غار تاریک لحد آخر ٹھکانا ہے **نظم**

کدھر آج ہے عدل نوشیروان	ہوا پر وہ تخت سلیمان کہان	کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج
کہان ہے وہ دارا کا لشکر سب آج	کہان اب کیومرث کا نام ہے	کہان اب وہ جمشید کا جام ہے
نظر کن درین دیر بازیچہ رنگ	کہ بشکست چون طاق کسریٰ بسنگ	

اس نہیب دینے سے ساحرونکے حوصلے بڑھے ناریل نارنج اُچھلنے لگے بیڑین اور جھنڈیان اُڑنے لگین **حسام** بدانجام فوج کے پرے سے الگ ہو
اجازت لینے کی عوض اُسنے **حیرت** کی جانب تنکر دیکھا **حیرت** نے پکار کر کہا کہ بول **حسام** اُستاد تیری صد
ہے سارے لشکر مین جے جے کا غل ہوا اور ناکام آگے بڑھا فوج کی طرف **مہرخ** کے بنگاہ تیز و گرم دیکھکر پکارا کہ اے فرقہ
نمکحرام تم سب مجکو جانتے ہو کہ مین کون ہون اور کس مرتبہ کا ساحر ہون اب بھی کچھ نہین گیا ہے اطاعت اہل اسلام
چھوڑ کر حاضر خدمت شہنشاہ عالی مقام ہو عفو تقصیرات چاہو نہ بدنام ہو ورنہ سر اپنے اپنے کنار زمین دیکھوگے ادھر سے ہرچند
کہ وہ اُستاد ساحران ہی مگر بموجب **مصرع** جواب جاہلان باشد خموشی :: کسی نے اُسکی گفتگوے بے معنی و لایعنی کا جواب
نہ دیا اُسنے غصہ مین آکر دو ناریل اپنے جھولے سے نکالے اور لشکریون کو دکھائے اُسوقت **بہار** نے تخت قریب تخت **مہرخ**
لیجا کر آہستہ سے کہا کہ یہ ناریل جو اسنے نکالے ہین خاص سامری کے بنائے ہین اس سحر کا رد کسی سے نہ ہو سکیگا مناسب ہے
کہ لشکر سے نکل چلو تا کہ اسکے شر سے محفوظ رہو **مہرخ** نے کہا لشکر کو اپنے آفت مصیبت مین چھوڑ کر جانا افسری سے بعید
نظر آتا ہے ہر چہ بادا باد دیکھین خدا تعالیٰ ہمکو کیا دکھاتا ہے کہ **بیت** ببینم کہ تا کردگار جہان :: درین آشکارا چہ دارد نہان
بہار ہنوز کچھ جواب نہ دینے پائی تھی کہ **حسام** نے نیام سحر سے تیغ انتقام کو کھینچا یعنی اُن ناریلون مین سے ایک کو زمین پر مارا
اور دوسرے کو جانب آسمان اُچھالا یہ کرشمہ کرتے ہی معاذ اللہ ایک آواز ایسی ہولناک آئی کہ ہر فلک تھرانے لگا فرط
خوف سے بخار چڑھ آیا گاؤ زمین کو غش آنے لگا ساحر چرخ گھبرا کر چرخ کھانے لگا جہان تک کہ لشکر مطیعان اسلام تھا۔
وہانتک زمین شق ہو کر نشیب عدم اور غار قبر تیرہ و تار بنگئی ساحر دھنسنے لگے **مہرخ** رونے لگی ساحران دشمن ہنسنے لگے
آسمان کی طرف ناریل اُچھالنے سے یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ ظلمت کدۂ دہر تاریک ہو گیا ایک چادر سیاہ بطور ابر کے لشکر
مہرخ پر آکر چھا گئی اُسمین سے سیاہی کاجل کی طرح گر کر پھیلتی تھی دیدۂ دہر سے اُس کاجل نے روشنی کھو دی شامت
ہر ایک کی آگئی تیرگی بخت تیرہ بختان سب اُسی جا اکٹھا ہو کر آئی تھی نور دھیانے مہر انور کا نور اقبال ہما کی طرح روشنی

دور خانۂ عالم مین اندھیرا مچگیا تھا کہ چشم نور آگین اہل دنیا کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا بوم شوم کا سایۂ نحوست اُس لشکر پر پڑا تھا کہ اندھیرے نے چار سمت سے گھیر لیا تھا ہر طرف بھگدر بڑی ململ ہوئی لیکن سوجھتا کچھ خاک نہ تھا سواد شہر نور منزلون دور تھا عالم عالم مین تاریکی کا ظہور تھا بھاگ کر سب کہان جاتے کدھر ٹھوکرین کھاتے اور سر ٹکراتے جو بھاگے وہ زمین کے پھٹنے سے گڑھے مین گرے اندھے راہ کہان پاتے ساحر جو نامی و نامور تھے وہ سحر پڑھکر دستک دیتے رد پڑھکر دم کرتے مگر کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور وہ چادر سیاہ بڑھتے بڑھتے گرد لشکر حلقہ زن ہوئی اور حملہ سیاہ مع بادشاہ زمین جوشق ہوئی اُسکے نشیب مین آگئی گویا زندہ در گور ہوئی سب زیب و زینت خاک مین ملگئی اُسوقت کی آفت کہان قلم سینہ چاک کی طاقت جو رقم کرے خامہ با چشم نمناک قطرات مداد سیاہ سے ماتمی پوشاک شاہد قرطاس کو پہناتا ہی اشک سیاہ آنکھ سے بہاتا ہی جو لفظ تحریر ہی سوگ نشین ماتمکدۂ کاغذ ہے صریر کلک سے آواز ہی ہی کی نکلتی سنیتی ہا ہو زہی جیم دائرہ نشین غم ہی تو عین بجنسہ چشم پُرنم ہی دلے ای فلک غدار یہ کیا ستم ہی کہ گلزار ان پاکمن ہیکر پر دزان صرصر الم ہی

نظم

گلشن دہر ہی دیکھ جب جس دم جائے نظر
سبزۂ دابر و ہوا لالۂ احمر اگل تر
قطرے باران کے ذرا دیکھ کر کیا عالم ہی
عالم خواب سمجھتے ہین جو ہین اہل نظر
چھوڑ دین اسکی محبت کو جو ہین صاحب ہوش
بلے بی مین ہوا گر عشق تو ہین لاکھ ضرر

نے قدے مطرب و ساقی شب نے نور سحر
دیکھ صحرا کو کیا سبزۂ و زمرد گون ہی
لوٹتے پھرتے ہین داماں صبا مین گوہر
لطف لاکھون ہین پر افسوس کہ ہی نقش بر آب
وہ دن آئیگا کہ اٹھنے کی نہ ہو جان کو خبر

جو کرتی ہی وہ ہی مرغوب دل پیر و جوان
دیکھ دریا کو کہ ہی موجون سے زنجیر بپا
شائق ہی انکی جدائی تو سمجھی کو لیکن
آبشارین ہین صدا نوحہ گر اس گلشن پر
اختیار اپنا جہان ہو نہ وہان الفت کیا

آخر الامر جب اس لشکر مین یہ آفت برپا ہوئی حسام نے پکار کر کہا کہ اے گروہ گمراہان اب تمھارا مار ڈالنا کچھ بات نہین مگر ابتدا سے مزاج ہمایون شہنشاہ جادوان کا حال مین نے سُنا ہی کہ تمھاری پرورش پر مائل ہو بدین سبب آج کا اتنا دن اور یہ رات تمکو اس عالم مین چھوڑتا ہون اگر تمنے اطاعت بادشاہ نہ کی تو جسطرح نشیب زمین مین سماگئے ہو اسی طرح زمین کو حکم دونگا کہ تمھارے سر پر دوڑ آئیگی اور برابر ہو جائیگی زندہ بہ بند ہو کر رہجاؤگے اور یہ سیاہی ظلمت عدم مین پھنسائیگی آگ تم پر برسائیگی نام و نشان تک تمھارا خاک مین ملائیگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر لشکریون نے ارادہ لوٹنے کا کیا حیرت مانع ہوئی کہ خبردار استاد کے مقدمہ مین کوئی دخل نہ دے ورنہ جان سے مارا جائیگا ہر ایک ملکہ کے منع کرنے سے رُکا اور حملہ افسران لشکر ہنستے باہم خوشی کرتے پھرے لشکر آکر اپنے مقام پر اُترا ملکہ مذکور استاد جی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی شاہ طلسم نے بھی بلکارے دم بدم کی خبر پہونچنے کیلئے مقرر کئے تھے اُنھون نے یہ خبر فتح کی پہونچائی شاہ بہت خوشنود ہوا مصور و صورت نگار داخل باغ ہوئے اُنکو حال آمد حسام نہ معلوم تھا پوچھنے لگے کہ اے بادشاہ یہ سحر کیا آپنے کیا ہی بادشاہ نے حال اپنے پیر بھائی کے ماندے ہو جانے کا اور اپنے اُستاد کے بھیجنے کا سب مفصلاً بیان کیا پھر ایک خلعت اور کشتیان زر و جواہر بے بہا کی اور تحفہ جات طلسم اُستاد کے لیے روانہ کیے اور عریضہ تحریر کیا کہ اُستاد آپ کے کرم سے میری سلطنت قائم ہوئی سب ملک و مال بچگیا اب غلام بھی حاضر خدمت ہوگا حجاب کی وجہ سے مین سامنے نہ آیا تھا کہ آجتک قاصر خدمتگزاری

رہا یہ عریضہ مع تحفون کے جب حیرت پاس پہونچا اُسنے اُستاد کو خلعت پہنایا اور جلسۂ عشرت جمایا اور کہا کل بعد قتل باغیان چالیس روز کا جشن کرونگی آج کے جلسۂ طرب کی سند نہین غرضکہ تازہ واردگان عہد دلربائی و زینت بخش بزم خوش ادائی رونق انجمن عشرت و لائق محفل بہجت جمع ہوئے گلعذارون نے بارگاہ کو رشک وہ گلزار جنان بنادیا اپنے زمزمے اور ترنم کے سامنے بلبلون کو شرمادیا ساقیون نے شراب عشرت آمیز سے اہل انجمن کو محظوظ و خوش کیا اور مغنیان خوش نوائے بالحان دلکش اس غزل کو گایا اور رقاصون نے اپنی ادائے دلفریب پر ہر ایک کو لبھایا۔ غزل

کنون کہ در چمن آمد گل از عدم بوجود	بنفشہ در قدم او نہاد سر بسجود	بنوش جام صبوحی بنالۂ دف و چنگ
بہوس غبغب ساقی بنغمۂ نے و رود	بباغ تازہ کن آئین دین زردشتی	کنون کہ لالہ برافروخت آتش نمرود
ز دست شاہد سیمین عذار عیسی دم	شراب نوش و رہا کن حدیث عاد و ثمود	شد از فروغ ریاحین ہوا آسمان گلشن
زمین اختر میمون و طالع مسعود	بدور گل منشین بے شراب و شاہد و چنگ	کہ ہمچو دور بقا ہفتہ بود معدود

غرضکہ شام تک یہی جلسۂ مسرت رہا جب نور دیدۂ فلک سحر حیام شب سے دور ہوا اور حبہ چرخ ستمگر نے انجمن عشرت مین ناہید فلک کو بلایا کہ نظم

ہوئی جب روشنی روز نابود	ہوئی پھر شام شب سے پہلے موجود	جو ناگہ یہ پری بن ٹھن کے آئی
چراغون نے چمک اپنی دکھائی		

حسام دن بھر کا تھکا ماندہ تھا بہر آرام اپنی بارگاہ مین جلسہ سے اٹھکر آیا پہلے کچھ غذائے لطیف زہر مار کی پھر سراچہ بارگاہ کے اٹھوادیے صحن خرگاہ مین پلنگڑی بچھوا کر لیٹا لطف شب ماہ دیکھتا جاتا تھا سامنے جنگل کا سبزہ خوب ہی کیفیت دکھاتا تھا اس خوشی مین تھا کہ نیند آتی تھی اُس طرف اہل اسلام کی دعا بصد نالہ و آہ تا بعرش کبریا جاتی تھی جب وہ زار زار اشکبار ہوتے تھے عشرت پذیران عالم کے ہوش کھوتے تھے بلبلا کر یہ کہتے تھے کہ ابیات

یارب ہے کریم نام تیرا	ستار و رحیم نام تیرا	کفار لعین و تیرہ ایمان
ہین تشنۂ خون دشمن جان	غالب ہوا کفر عاجز اسلام	یارب ہو ہمارا نیک انجام
اپنی وحدانیت کا صدقا	دے ہمکو نجات اب خدایا	یہ دعا انکی درگاہ کبریا مین قبول

ہوئی مراد دل حصول ہوئی یعنی اُستاد شاہ طلسم زمین کی سیر دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف دیکھنے لگا فلک پیر کو اُسکی اُستادی پہ رشک آیا کہ مجھ سے بڑھکر یہ کیگر پیدا ہوا اسنے چشم زدن مین جاہ و جلال لشکر اسلام ہٹایا بس گردون دون دشمن اسکا ہوا اور اسنے دیکھا ہوا ایک ستارہ چمکتا ہوا دکھا جیسے ساکنان فلک نے سقف سپہر مین قندیل لٹکائی ہو یا ستارہ ٹوٹکر کرۂ زمہریر پر جم گیا ہے حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہو آخر اس کو تعین نے دوربین سحر لگا کر دیکھا تو ایک جو کی بلور کی نظر آئی کہ ماہتاب کے عکس پڑنے سے وہ مثل کوکب درخشان نظر آتی ہو یہ دیکھکر اسکو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی گو وہ سحر شاہ طلسم کا تھا جو کسی سے رد نہو سکتا لیکن یہ استاد بادشاہ ہو اسنے رد کردیا وہ جو کی چکر کھاتی ہوئی سمت زمین چلی برق فرنگی اسیر دو روز کا بھوکا پیاسا اپنے حال پر روتا ہوا چپ بیٹھا تھا اور لشکر کے حال زبون کو بھی اسنے اسی بلندی پر سے دیکھا تھا دل سے کہتا تھا کہ اب رہائی نہ ہوگی کیونکہ ہمراہی بھی اپنے سب خاک مین مل گئے اسی فکر مین تھا کہ جو کی

نیچے اُترنے لگی اسنے بھی جھک کر دیکھا معلوم ہوا کہ ایک بارگاہ مین ایک ساحر بیٹھا ہے اُسکے پاس یہ چوکی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی گو دو روز زمین بوجہ گرسنگی وتشنگی پریشان حال تھا اور صورت جو کنیز بادشاہ کی اسنے بنائے تھا اسمین بھی کچھ کچھ تغیری ہوگئی تھی لیکن یہ بہت جلد اُترتے اُترتے درست ہو بیٹھا وہ چوکی جب زمین پر آئی اُستادجی نے اور ہی صورت ملاحظہ فرمائی دیکھا کہ ایک عورت قبول صورت بمشابہ شکل حور سراپا البقعہ نور لباس مع زیور سے آراستہ اُس چوکی پر بیٹھی ہے ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی بطور تمغہ کے لگی ہے اُسپر کھدا ہے کہ کنیز افراسیاب ہے یادو اور بسبب شدت وتکلیف اسیری کے منھ اُسکا تمتمایا ہے کھچا کھچا مکھڑا ہے با سر عریان وموپریشان ہے ہر ایک بال سیاہ اور دراز اُسکا افعی پیچان ہے یا شب ہجر عاشقان ہے ہوا کے سبب اس طرح لہرا رہا ہے کہ جیسے مار سیاہ بل کھا رہا ہے بالون کے گھن مین چہرۂ تابان اُسکا یون نظر آتا ہے جیسے بدلی سے چاند جھلک جاتا ہے فوج غم والم کی دل پر چڑھائی ہے رنگ رخ زرد ہے منھ پر پھٹکی ہوائی ہے پوشاک بھی ملگجی ہوگئی ہے لیکن باینہمہ رنج والم وہ صورت زیبا رکھتی ہے کہ حسینان جہان پر ہنستی ہے یوسف نے تو خواب مین بھی یہ صورت نپائی ہوگی وہ کونسی طبیعت ہے جو زلیخا اسکے عشق مین نہ بن آئی ہوگی کہ بموجب

ابیات

ناگہ اک چاند کے ٹکڑے پہ پڑی میری نگاہ
گلرخے سروقدے نوش لبے غنچہ دہن
رات بھیگی عرق شرم مین وہ ڈوبے بال
سر پہ تعویذ مرصع کی بیان کیا ہو پھبن
رو کش اختر تابان ہی سُنہری افشان

ہوگئین جلوۂ رخسار سے آنکھین روشن
قاتل خلق خدا جنبش تیغ ابرو
آنکھ سورج کی جھپک جائے وہ چہرہ روشن
طرۂ مقیش کا جوڑے پہ نیا طرہ ہے
نصف خورشید درخشان ہی جبین روشن

مہوشی غشوہ گری آفت جانے شوخی
خرمن ہستی عاشق پہ نگاہ برق فگن
چاند سورج نے کیا شب کو ثریا مین طلوع
سانپ بیٹھا شب تاریک مین ہی ڈال کے من

حسام اُسکی صورت دیکھتے ہی دیوانہ ہوا ساری اُستادی اُس پرفن نے بھلادی گھبرا کر پوچھا کہ اے ماہ پارہ تجکو کسنے یہ کاہش دی ہے اے پری تو کیون اُتر رہی تھی ماتھے پر تمغہ لگا ہے شاید تو کنیز بادشاہ طلسم کی ہے برق نے شرما کے مسکرا کے کہا کہ اے جادوگر تو کیون دیوانہ ہوا ہی میرے ساتھ اپنی بھی جان کھوئیگا مجکو شہنشاہ نے قید کیا ہے اگر تو معزز ساحر ہے تو میری خطا بادشاہ سے معاف کرادے نہین تو مجکو پھر اُڑادے اُسنے کہا اے جانی والے مایۂ زندگانی تجھ سے کیا خطا ایسی ہوئی جو زہرہ منش ہوکر ہاروت وار چاہ عذاب مین لٹکی یا شمع قندیل ہے تو کہ بغیر لٹکے حسن نہین دیتی اُسنے جواب دیا کہ مردوے باتین نہ بنا جلدی مجکو برے ہوا پہونچا ارے آفت آجائیگی ابھی تو مین قید ہون پھر قتل کی جاؤنگی جس بادشاہ نے اتنے سے قصور پر کہ جام شراب لیے آتی تھی ٹھوکر لگی مین گری جام چھوٹ کر جو گرا ٹوٹ گیا یہ حال میرا کیا کہ بے دانہ وآب قید کیا اب غیر مرد سے ہنستے سُنے گا تو مار ہی ڈالیگا۔ اسنے یہ تقریر سنکر کہا کہ شاہ کو اسوقت نشہ شراب ہوگا جو قید کیا ورنہ یہ کوئی ایسا جرم نہین مین تیری خطا معاف کرادونگا یہ کہکر اپنے دل سے کہا کہ اے حسام تو نے اتنا بڑا کام کیا ہے کیا بادشاہ اس کنیز کو تجھے نہ دیگا نہین ضرور دیدیگا یہ سوچ کر اُس غارتگر جان سے پوچھا کہ اے نازنین سچ بتلا افراسیاب نے کبھی تجھکو ہاتھ تو نہین لگایا اسنے کہا قسم ہے سامری جمشید کی کبھی آنکھ بھر کر بھی نہین دیکھا اور کیونکر دیکھتے کہ مین مرد سے خوف کھاتی ہون میرا

کلیجہ ہاتھون مرد کی صورت دیکھ کر اُچھلنے لگتا ہی یہ کہکر اس طرح انگڑائی لی کہ بغلین اور سینہ اور پیٹ کھلگیا اُستاجی کا تو جی لوٹ گیا کہ بیت انگڑائی لیکے اپنا جھبر جھار ڈالا ہے کافری اس ادا نے مجکو تو مار ڈالا لبس شگفتہ ہوکر پکارا کہ مطلع جان کیا تمکو کہون مین جان ہی جا نکلے لیے یہ دل سمجھتا ہون کہ دل ہوتا ہے آنے کیلیے یہ سُن گلبدن نے بھی ہنسکر کہا کہ مین سچ کہون مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی مگر تجکو دیکھ کر میرے دل کا حال اور ہوگیا ہے یون تو ہزارہا دن ہاتھون جوان پریزاد جوڑے ہیچ دیکھ ڈالے تجکو نہین معلوم کیا سبب ہے ستے ہی دل بیچین ہوگیا کہ فرد مطلع رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا حسام یہ پیاری پیاری باتین اُس ستمگر کی سنکر بہت خوش ہوا اور سحر پڑھا کہ چوکی مین جو یہ لپٹا ہوا تھا اور اُٹھ نہ سکتا تھا اُس حال سے اسنے نجات پائی اُٹھ کر بنا زو تجنر اُسکے پاس آیا اُسنے ایک رقعہ لکھ کر اِس مضمون کا کہ اے شاہ جادوان مین نے تمھاری کنیز معتوب کو چوکی سے چھڑا لیا اور اپنی خدمت مین مُنگوا لیا اطلاعاً تمھین لکھ بھیجا یہ تحریر اُسی چوکی پہ رکھکر سحر پڑھ کر اوڑا دیا اور کہا لے چوکی جہان بادشاہ ہو وہین جا چوکی اُڑ کر چلی برق نے جو یہ ماجرا دیکھا دل سے سوچا کہ یہ چوکی بادشاہ پاس کوئی دم مین جائیگی وہ تو میرے حال سے واقف ہو فوراً گرفتار ہونا سنکر دوڑا آئیگا پس جلد کوئی تدبیر کرون یہ سوچ پاس اُسکے بیٹھ گیا وہ اسیر دست انداز ہوا اُسنے اور تو کچھ نازو ادا نہ کیا مگر مسکی بھر کر کہا ٹھہرو مین بے قرینے ہوئی جاتی ہون چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہین تمھارے نوکر چاکر سب دیکھ رہے ہین سراپچے بارگاہ کے اُٹھے ہین کیا مجکو نگوڑی کسی خانگی سے بھی بدتر تمنے سمجھا ہے کسبیان بھی بیچ بازار مین مردوے کو لیکر نہین پڑتین یہ سُنکر اُسنے سراپچے گرا دیے اور خادم خدمتگار سب کو باہر بارگاہ کے نکال دیا اس اثنا مین عیار مذکور نے انگیا مین سے ایک گیند نکالا اور کہا دیکھو یہ کیا ہے اُستاد جی نے اُسکی بھولی باتون پر گلے سے لگایا اور کہا یہ گیندا ہے اور کیا ہے اس گلبدن نے کہا واہ یہی پہچانتے ہو یہ باغ خداوند جمشید کا گلاب ہے شہنشاہ گئے تھے تو کئی لائے تھے ایک مجھے بھی دیا تھا دیکھو سونگھو تو گلاب کی بو آتی ہے نہ اُسنے تعجب کر کے گیندا اس سے لیا اور سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہوگیا اُسنے فوراً خنجر کھینچکر سر اُسکا کاٹ ڈالا شور قیامت خیز اور آفت محشر انگیز برپا ہوئی آگ برسنے لگی آوازین مُہیب آنے لگین کہ اے ظالم غضب کیا تونے کہ اُستاد ساحران کو مارا ساحر غل سُنکر دوڑے برق نعرہ کر کے اُٹھی ہنگامہ گیرودار مین جست وخیز کر کے نکل گیا اس عرصہ مین وہی چوکی شاہ طلسم پاس پہونچی وہ اُستاد کو عرضی تحریر کر کے باغ سیب بیابان لالہ زار مین واسطے سیر کے گیا تھا چوکی کے آتے ہی نامہ پڑھا اور پکارا کہ ارے یہ کیا غضب اُستاد نے کیا کہ اُس بلائے آسمانی کو اُتار لیا ملازمون نے پوچھا کہ حضور کیا ہوا اُس نے سب حقیقت عیار کے قید کرنے کی بیان کی اور ابرق وزیر سے کہا جلد جا اُستاد سے بعد آداب تسلیم حال عیار عرض کرنا اور کہنا اور کنیزین آپ کی خدمت کو حاضر ہین اُسکو جلد قتل فرمایے وزیر مذکور چلنے پر تھا کہ پیر حسام کے روتے پیٹتے آئے اور حال اُسکے مرنے کا معرض بیان مین لائے بادشاہ سُنکر سُن ہوگیا بعد کچھ دیر کے ہاتھ ملکر گویا ہوا کہ خود کردہ را درمان چیست ۔ ہاے افسوس مین نے برق کو گرفتار جب

کیا تھا جب ہی مار ڈالنا چاہیئے تھا ناحق اُسکو قید کیا خیر مرضی سامری کی یہی تھی اے ابرلیق تو جلد جا لاش اُستاد کی طاق حشیم پاس بھجوا اور اُستاد کے مرنے سے جملہ نمک حرام رہا ہو گئے ہیں تو ایسا ہو کہ لشکر حیرت پر آکر گرین اور لشکر مذکور کو غفلت مین ضرر پہونچے وزیر حسب ارشاد بہت جلد چلا یہان بعد مرگ حسام وہ چادر ظلمانی دور ہو کر زمین ہموار ہو گئی لشکر مہرخ نے نجات پائی سجدۂ شکر خدا ادا کیا اور لشکر تو تیار دشت کارزار مین کھڑا تھا ہر ایک جانب لشکر حیرت چلا لیکن اتنے عرصہ مین وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا اُسنے آتے ہی سحر کیا کہ سب لشکر حیرت مین روشنی ہو گئی اور اُسنے نہیب دی کہ اے لشکریان خاتون شاہ طلسم آگاہ ہو کہ حریف کا لشکر آپہونچا سب لشکر مین مرگ حسام سے گھبراہٹ تو ہو رہی تھی اسکے آواز دینے سے کمر بندی ہونے لگی حیرت بھی پا بموے پریشان خوابگاہ سے نکل آئی مہرخ نے کہا کہ اب جا نا لڑنے کو سوقت بیفائدہ ہے یون تو بہت رہینگے وہ غفلت مین کار حریفان تمام کرنے کا لطف نہ آب پھر چلو یہ کہکر مع لشکر کے مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئی لشکری بھی آسودہ ہوے اب آج یہان جلسۂ عشرت جما لشکر دشمن مین شور واویلا بلند ہوا واہ رے انقلاب دہر کا ہے چنان المختصر ارباب نشاط حاضر ہوے جام مے سرخ گلفام کا دور چلنے لگا ہر ایک گلے ملنے لگا سامان شادی وجشن کیقبادی کی کیفیت کیا لکھی جائے اختصار منظور ہے حاصل یہ کہ برق بھی بارگاہ مین آیا مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا جملہ کیفیت سُنکر خوشنود ہوئی یہ سب تو بعشرت تمامتر یہان ٹھہرے اُدھر حسام کی لاش ساحران لشکر کے ہمراہ ابرلیق نے طاق حشیم کے پاس بھیجی اور آپ خدمت بادشاہ مین گیا شاہ طلسم یہان لالہ زار مین متفکر بیٹھا تھا وہان کے مالکانے حاضر خدمت ہو کر نذر دی اور عرض کی کہ شہنشاہ نصفت نشان آپ کچھ متردد معلوم دیتے ہین کتاب رخسار یعنی غم وملال سے تحریر نظر آتی ہے بادشاہ نے سارا حال اُستاد کا بیان کیا اُسنے عرض کیا کہ مجکو حکم ہو مین جاکر کار زندگی ان تمام کر دون میرا لشکر بہت آراستہ د تیار ہے فوج بھی آپکے اقبال سے جرار ہے بادشاہ کو اُسکے عرض کرنے سے خیال آیا کہ بلا سے جادو نے عرضی بھیجکر مدد مانگی تھی اُسکے پاس اسکو بھیجنا چاہیئے یہان لڑنے کو تو بیر بھائی میرا آئے ہی گا یہ سوچ کر گویا ہوا کہ اے زہیر بن قاہر قہر حشیم جادو اگر تمھارا لڑنے کا اور میری مدد کرنے کا ارادہ ہے تو میری اعانت کرنے سے خداوند باختر کی اعانت کرنا بہتر ہے تم جانب کوہ عقیق جاؤ اور دشمنان خداوند کا استیصال کرو اسمین مین بھی خوش ہونگا اور خداوند بھی راضی ہون گے دنیا اور آخرت تمھاری دونون سنجائینگی اُسنے یہ تقریر سُنکر عرض کیا کہ بہت مبارک انچہ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا شاہ نے خلعت دیا اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحران نابکار وغدار اپنے ہمراہ لیکر بقصد دشمنان تمام جانب لقائے بدانجام روانہ ہوا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب کچھ حال خجستہ مآل شہزادۂ ایرج اور شمہ احوال شہنشاہ طلسم ہزار برج اور شہزادہ تورج بیان کیا جاتا ہے کہ اسکا بیان ضرور تر ہے

داستان پہونچنا شہزادۂ تورج کے پاس ایرج کا اور تورج کا آہن بن فولاد کوہی سے

مقابلہ کرنا اور طلسم مین جانا لمولفہ

کدھر ہے تو اے ساقی سیمتن
سخن کی زمانہ مین عالی ہے شان
سخن کے طلبگار رہین عقلمند
زبان قلم سے بڑائی رہی
سخن کا صلہ یار دیتے رہے
سخن سنج اسکا طلبگار رہے
رہے جب تلک داستان سخن
نویسم یکے قصۂ دلپذیر

پلا جلد مجکو شراب سخن
سخن ہی جہان مین ہے سبکو عزیز
سخن سے ہے نام نکویان بلند
سخن سے وہی شخص رکھتے ہین کام
جو اہر صدا مول لیتے رہے
کہان رستم وگیو و افراسیاب
الٰہی رہین قدردان سخن

سخن کی کرین قدر سب نکتہ دان
یہ قول حسن ہے سن اے باتمیز
سخن سے سلف کی بھلائی رہی
جنھین چاہیے ساتھ نیکی کے نام
سخن کا صدا گرم بازار رہے
سخن سے رہی یادیہ نقل خواب
بیا ساقیا جام عشرت بگیر

مبارزان میدان تہوری. دقیقہ دانان طلسم نیرنگ و جادوگری جانبازی ہی سوار قلم کی دست نبردگاہ قرطاس مین اسطرح دکھاتے ہین کہ سر کٹا کر اس معرکۂ تحریر مین قدم جماتے ہین. وہ یہ کہ شہزادۂ عالیشان نورجح نوجوان جو دہنۂ طلسم ہزار برج پر ٹھہرے تھے اور قاصد تھے کہ عبادت صانع طلسم عالم کرکے مشرف بہ بشارت غیبی ہون لیکن ہنوز یہ نوبت نہ آئی تھی کہ شہزادہ بارگاہ سے اٹھکر استمالتاً اس قلعہ کی طرف چلا جسمین ہزار برج بنے تھے چنانچہ ایک برج کے قریب جب پہونچا دیکھا کہ زنجیر اسمین لگی ہے برج مقفل ہے شہزادے نے بسم اللہ کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا کوہی جو ہمراہ شہزادہ فلک مرتبہ تھے قدم پر شہزادے کے گرے کہ اے شہریار واسطہ خدا کا اپنی جان نہ دیجیے آفت برپا ہوگی یہ قیامت نہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ دفعۃً ایک تڑاقا ہوا اور ہٹی درۂ کوہ سے ایک طاؤس زمردین بال پیدا ہوکر اڑا اور برج پر ہوا جاکر ٹھہرایا اسکے منہ سے لڑی موتی کی نکلکر زمین تک آئی اور بہت سے بالے موتیون کے اسکے گلے مین پڑے تھے بس اس طاؤس نے پکار کر کہا کہ مین طاؤس جادو ہون اے شہزادے کیون اپنی جان کھوتا ہے آفت مین مبتلا ہوتا ہے غضب مین گرفتار ہوگا یہ قفل طلسم جمشید و سامری کے استاد کا ہے بہتر یہ ہے کہ یہان سے پھر جا نہین تو مین جاکر اپنے بادشاہ سے کہونگی وہ نہین معلوم کیا تمھارے ساتھ معاملہ کرے شہزادے نے جب یہ تقریر سنی کمان کیانی دوش پر سے اتار کر تیر بازوہ مشتی زرنگ خدنگ ششتہ سوفار عقاب پر پر کمان مین پیوستہ کرکے طاؤس کا پوٹا تاکا اسوقت وہ مور چلایا کہ اے تم بڑے زبردست دسرکش معلوم دیتے ہو کیا زلزلہ قاف اپنے تئین سمجھتے ہو یا انکے بیٹے پوتے ہو اچھا سمجھ لیا جائیگا تم یون نہ مانوگے یہ کہکر پھر درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا شہزادہ نے بعد اسکے غائب ہونیکے پھر قصد دروازہ کھولنے کا کیا یاقوت وغیرہ کوہی جو ساتھ تھے وہ عرض کرنے لگے کہ حضور کے لیے یہ امر بھی یہان ہوا کہ طاؤس طلسمی سمجھا کر چلا گیا ورنہ کوئی یہان سے زندہ پھرا نہین اب آپ اسی مقام پر بارگاہ استادہ کراکے تشریف فرما ہوجیے دیکھیے تو کیا ہوتا ہے شہزادہ نے یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ لشکر جہان اترا ہو وہان سے کوچ کراکے تم لاؤ یہ قصر کئی منزل تک ہے کس لیے کہ اسمین ہزار برج ہین بس مین منزل دو منزل یہان سے بھی اور آگے جاکر اترونگا دیکھون کو کر اس اطراف مین کیا

انتظام ہے اول نواح طلسم کا تسخیر ہو جانا بہت مناسب معلوم دیتا ہے کہ بعد میرے داخل کرنے طلسم کے تم لوگ دشمن کے شر سے محفوظ رہو گے سب نے رائے بیضا ضیائے شہزادۂ گرامی پر آفرین کہی اور وہاں سے آکر لشکر میں طبل سفر بجوا کر کوچ کر کے اُسی پہاڑ کی دامن کے نیچے نیچے ایک میدان سبزہ زار میں پہونچے اور منزل بھر آگے بڑھکر اُسی نقیر کے ایک برج پاس مقام کیا جب طلسم عالم سے قلاح طلسم ظلمت شب برج مغرب میں گیا اور فلک زمردین ستاروں سے بصورت بال طاؤس بن گیا نظم

بنا طاؤس کا یہ چرخ اخضر / ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر

یہ ہے نیرنگی عالم کا نقشہ / کہ زاغ شب بھی ہے صورت بدلتا

شہزادہ فتح کرنے پہ طلسم کے آمادہ اپنی بارگاہ میں آکر پلنگ طلائی جواہر نگار بچھوا کر آرام پذیر ہوا شیشہ آلات بے قیاس اُس بارگاہ میں لگا تھا فرش و کرسی و تخت سے آراستہ کیا تھا قناتیں ہر سمت کی گری تھیں صحرائے طلسمی کی کیفیتیں نظر آتی تھیں چاندنی چھٹکی تھی کوڑیالا کھیو لا تھا سبزہ لہلہاتا تھا ہر درخت قامت یار کا جوبن دکھاتا تھا زلف جانان کی طرح اُلجھی ہوئی جھاڑیاں نہر و چمن ٹھنڈا ٹھنڈا پانی رواں چاند کا عکس چشموں میں پڑا تھا ہزارہا چاند زمین کے منھ کو لگا تھا اُدھر برج قصر طلسم کے در کھل گئے۔ انمین پریاں کھڑی تھیں ساز ہاتھوں میں لیے تھیں زلفیں رخسار پر لہراتی تھیں اسطرح کا ساز بجا کر گانا گاتی تھیں کہ خاطر پیر فلک سے ترانہ زہرہ کا بھلاتی تھیں پیشوازیں ستارہ دار پہنے تھیں کچھ پائین پر کچھ دہنے پر تھیں شہزادہ جس طرف کروٹ لیتا تھا تماشائے عجیب ملاحظہ فرماتا اسی اثنا میں طرفہ تماشا نظر آتا کہ سامنے میدان میں مثل طاؤس زرین بال ظاہر ہو کر لوٹنے لگے اور لوٹکر بشکل زنان خوبرو بنگئے ایک ایک اُنمیں کا فرد ستمگر ادا مست لشکر حسن غارتگر جان شیدا تھی پیکر گل اندام و مہ لقا تھی کسی کی زلف مشکین سواد ختن کو مول لینے کا ارادہ رکھتی کسی کے ابرو خنجر کھینچکر ظلم پر آمادہ رہتے۔ آنکھوں پہ چشم غزالین قربان رہتی کسی کا رخسار نازک خانہ دلہائے عشاق میں آگ لگاتا۔ کسی کا لب معجز نما مردم چشم نظارگیان کو بیمار بناتا ہر ایک عشوہ گر گل سے زیادہ نازک چشم غارتین نرگس و غزال سے کہیں بڑھکر بلکہ صاد دفتر ناز و غمزہ سے بہتر ایک ایک اُن میں مہر جبین ماہ مبین کا ابیات

مُردے جی اُٹھتے ہیں جیدم ہو تکلم کرتے / زندہ اعجاز مسیحا کو ہو پھر کم کرتے

پان اگر کھاتے تو لاکھوں ہی کا خون کم کرتے / تیر چھوا انکے لہو تیغ تبسم کرتے

خاک میں روز ملا دیتے ہیں مل کے مسّی / پان کھا کھا کے ہوئے خون دل مردم کرتے

چُنتے افشان جو وہ پیشانی نور افشان پر / صدقے گردون طبق گوہر انجم کرتے

آپ دکھلاتے جو سلک دُر دندان کی چمک / آپ پایال حسد جلوۂ انجم کرتے

بس وہ سب نازنینان مہر تمثال اُچھلتی کودتی ایک برج کے قریب آکر پکارین کہ ملکۂ عالم آئیے تشریف لائیے اُنکے پکارنے سے ایک خورشید طلعت اُس برج سے بستان نیر اعظم طالع ہوئی جیسے برج حمل و اسد میں آفتاب کو عروج و شرف ہوتا ہے اسی طرح بصد شرف وہ مطلع الانوار ہوئی ہر تار زلف اُسکا مسطر رقم طرازی صحیفۂ حسن جانان تھا ہر وجہ حسن تھا حلقہ ہائے زلف کو روزن کاخ شہنشاہ حسن کہوں تو بجا ہے شکن گیسو کو صفحۂ معانی شاہان جبین

کہون تو روا ہے اُس صانع طلسم جہان کی قدرت پر مین فدا جسنے ایسا نقشہ بنایا سبحان اللہ کیا دلربا خلق فرمایا جسکی پیشانی نورانی پر خوش قسمتانی ہر ترابو چشم نعمتان پر غزالان ختن تیر خوردہ خدنگ مژگان کان کی لو شمع بزم خوبی کے دل مین شعلہ عشق بھڑکا دے اُسکی لو آگ لگا دے رخسار تابان کے روبرو آئینہ سکندر حیران دہن تنگ مسیحائے مردہ دلان نظم

قد اُسکا طوبائے دلنشین ہو تو سلسبیل جنان جبین ہے ۔ جو زیر لب خال عنبرین ہو سو مردم چشم حور عین ہے
قد اُسکا شمشاد دلنشین ہو وہ آنکھ نرگس سے شرمگین ہے ۔ کمر رگ گل سے نازنین ہے بدن سے شرمندہ یاسمین ہے
ہے چشم جادو کی یاد اُلفت خیال قامت کا ہو قیامت ۔ تصور زلف پر شرارت بلائے جان دل حزین ہے
تو ہے سلیمان پری سر پرت ہو ملک خوبی کو تجھ سے زینت ۔ جمال کی تجھ سے شان و شوکت تو خاتم حسن کا نگین ہے

پس وہ بحر حسن کی گوہر یکتا مثل طاؤس طناز بہزار حسن و ادا خرامان بارگاہ شہزادہ ذیشان مین آئی اور کنیزان خوش آئین کو دربارگاہ پر چھوڑ کر آپ قریب پلنگ کے پہونچی شہزادہ اُس مسیحا کو بالین پر آتے دیکھ کر بیمار محبت تو ہوا دل بیچین ہونے لگا لیکن صبر سے کام لیا جس طرح لیٹا تھا لیٹا رہا وہ راحت بخش پہلوے امید پائینتی آکر بیٹھ گئی اور لب معجز نما سے زندہ کن بدعا ہوئی کہ اے شہزادہ عالی تبار آپ کو بڑا غرور اپنی جوانی پر ہے کہ میری جانب نگہ لطف ذرا بھی نہین خیر اسکی کچھ شکایت نہین مجکو آپ کی پروا بھی نہین لیکن ایسے شخص کو بے حمیت شاید کہ اہل مروت کہتے ہین لوگ دشمن کی بھی تواضع کرتے ہین نہ کہ دوست ذرا اُٹھ کر بیٹھیے پھر لیٹ رہیے گا شہزادہ ہرچند کہ دل از کف دادہ ہو چکا تھا مگر ضبط کرکے صدف زبان سے گہرریز تکلم ہوا کہ مجکو غرور ذرا نہین آپ کی تشریف آوری کی خبر اصلا نہین اگر معلوم ہوتا تو سر کے بل بہر استقبال جاتا اور یون کسی کے گھر مین چلے آنا حرکت مجنونانہ ہے اور مین جو آپکو دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھتا تو خوشامدی ٹھہرتا اب یہ معلوم ہوا کہ آپ اپنے حسن بے نظیر کا جلوہ دکھاتی پھرتی ہین اور ہر ایک کو آزماتی پھرتی ہین اتراتی پھرتی ہین پھر مجکو کیا غرض جو مین آپ کی تعظیم کرتا یہ حسن آپ کا آپ ہی کو مبارک رہے مجھ سے اُمید خاطرداری نہ رکھیے جائیے اپنی راہ لیجیے اُس رشک قمر نے ہنس کر جواب دیا کہ اے شہزادہ کیون نہو آخر نبیرہ حمزہ صاحبقران ہو نہ واقعی اسوقت جو مجھپر تم فریفتہ ہوتے تو مین اپنے عشق مین تم کو دیوانہ بناکر نہین معلوم کس آفت مین پھنساتی اے شہریار مین طاؤس جادو ہون مجکو یہی خدمت متعلق ہے کہ جو کوئی طلسم مین جانے کا ارادہ کرے اُسکو منع کرون چنانچہ پہلے طاؤس بنکر تم کو منع کیا تھا اب حسب لیاقت تمھارے پھر سمجھاتی ہون کہ یہ مقام بہت سخت و صعب ہے یہان سے کوچ کر جائیے اپنے تئین بلا مین نہ پھنسائیے ہرچند کہ آپ پوتے ثانی سلیمان کے ہین لیکن یہان کچھ نہو سکے گا اس طلسم مین ہزار برج ہین اگر ایک ایک برج پر ایک ایک سال لڑیے گا تو ہزار برس لڑنے کو چاہئین پھر اتنی عمر کہان سے لائیے گا شہزادہ نے بجواب اس تقریر کے ارشاد فرمایا کہ اب تو ہم یہان آچکے قدم بہر فتح طلسم اُٹھا چکے ہمارے منہ سے جو بات نکلجاتی ہے پھر جان جاتی رہے لیکن وہ بات نہین جانے پاتی ہے بیت فعل مردون کا نہین کام ادھورا کرنا ہ منہ سے

جس بات کو کہنا اُسے پورا کرنا؛ اُس نازنین نے تیوری چڑھائی گویا صفحۂ پیشانی مین غلطی کی لکیر آئی شہزادہ اس ادا پر بیتاب ہوگیا مگر ساحرہ اُسکو پسن چکا تھا سُن ہوکر رہ گیا اور اُسنے بصد غصہ کہا کہ اے لو ؔ زر رشتۂ بیگانگی کیا طاقت تیری جو تو آگے قدم بڑھا سکے اور طلسم مین جا سکے کیا سیدھا راستہ مقرر کیا ہے جو تو چلا جائے گا مجکو تیری محبت ہوگئی ہے اور حکم بھی بادشاہ طلسم کا نہین ہے ورنہ ابھی تجکو مار ڈالتی شہزادہ نے فرمایا کہ جو تو میری بارگاہ مین بطور مہمانان نہ آتی تو مین بغیر قتل کیے تجکو نہ چھوڑتا یہ سُننا تھا کہ وہ شعلۂ حسن بہت جلی اور غصہ مین آکر تھرا کر اُڑ گئی کنیزین بھی غائب ہوگئین پھر قریب اُسی برج کے کہ جہان سے یہ آئی تھی ظاہر ہوکر بیٹھی اور زمین پر دو ہتڑ مارا پھر تو آندھی تیرہ و تار آئی ہوا نے وہ زور باندھا کہ ہر جھونکا طوفان باد قوم عاد کا پتہ دیتا تھا لشکر شہزادہ کے خیمہ وغیرہ اُڑ گئے لشکر جلد تیار ہوا ہر ایک سوار مرکب پر سوار ہوا پیادون نے غار مغاک مین پناہ لی شہزادے نے جلد اُٹھ کر ایک نشیب کی راہ لی مرکب سمیت غار مین اُتر گیا کچھ ہی عرصہ مین وہ تاریکی عالم مین پھیلی کہ شب دیجور ایسی ہزار راتین اُس سیاہی پر قربان تھین راہ ظلمات اُس کے سامنے تابان تھی آندھی کی ہیبناک صدائین زہرہ آب کیے دیتی تھین سائین سائین ہوا کے سناٹے خبر مرگ سُناتے تھے درختون کے جھکڑ کی مہیب آوازین جان لیے لیتی تھین مرکب سمیت سوار نشیب غار سے نکل نکل کر اُڑے جاتے تھے بارگاہین کہین تھین خیمہ کہین تھے شہزادۂ عالی تبار دعا ہاے صحائف انبیا علیہم السلام پڑھتا تھا اور آندھی کی جانب دم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھسے نادانی ہوئی جو مع لشکر مین یہان آیا اکیلا مجکو یہان آنا چاہیے تھا غرضکہ اسی طوفان نے آخر گلہاے گلستان افلاک برباد کیے اور نخل دشت عالم سے اُکھیڑ دیا زاغ شب ہلاک ہوگیا

نظم

ہوئی آندھی مین آخر آخری شب
ہوے روپوش تارے چرخ سے سب
ہمارے مہر نے جھاڑے پر و بال
رخ مشرق شفق سے ہوگیا لال

ہنگام سحر بقدرت مالک خشک و تر نہ اُس آندھی کا پتہ تھا نہ ہوا کا نشانا تھا نہ لشکر مین کچھ تباہی تھی اتنا تو البتہ فرق ہوا تھا کہ جہان سے کل کوچ ہوا تھا اُسی جگہ منزل پھر پہنچی لشکر شاہ اللہ اکبر شہزادہ نے فرمایا کہ یہ نیرنگی سرزمین طلسم ہے بغیر اسکے کہ راہ طلسم معلوم نہ کی جائے جانا اندر اس شہر کے دشوار ہے ابکی انشاء اللہ مین تنہا جاؤنگا نجم عیار اور خونریز وغیرہ کوہیون نے عرض کیا کہ ہم حضور کے ہمراہ چلین گے۔ شہزادہ نے فرمایا کہ اظلم کوہی کے لوگ میرے ہمراہ ہین اور عیار میرا باقی تم سب ٹھہر و کوہستان جو مین نے فتح کیا ہے اُس سے بھی خبردار رہنا یہ فرما کر عزم روانگی کیا تھا کہ بروے ہوا ایک ترہ اقا ہوا اور ابر سُرخ رنگ پیدا ہوکر تمام دشت پر چھایا رنگ صحرا و کوہ اُسکے عکس سے گلنار نظر آیا ہر ایک شجر لالہ کرتی پہلیٹن کا ملگا بنا یا قامت یار نے پیرہن سُرخ پہنا اُس ابر گلناری سے دس بارہ اژدہے شعلہ فشان ظاہر ہوے جن پر بارگاہ و خیام بار تھے اور دو تین عورتین دس بارہ زنگی آدم خوار سوار تھے چنانچہ وہ اژدر کچھ شعلہ منھ سے چھوڑ کر زمین سے اُتر آئے اُن زنگیون نے بارگاہ فلک فرسا مکلل بستون جواہر استادہ کی غرض عمدہ سے

آراستہ کی بعد اس انتظام کے اُس ابر سے ایک تخت یاقوت نگار پیدا ہوا جسپر ایک سفاکۂ عالم لباس زعفرانی اور زیور یاقوت رمانی سے آراستہ مسند پُرتکلف پہ بیٹھی تھی گرد تخت کے صدہا خواص حور پیکر تھی کہ بروے ہوا اُڑتی آتی تھی اپنی شعلہ رخساری سے وہ حور نژاد دل دہر مین آگ لگاتی تھی چہرہ بے نظیر کی صفا آئینہ آفتاب کو اندھا بناتی تھی برق نظر کی وہ چلبلاہٹ کہ ابر سُرخ مین بجلی کوندتی جاتی تھی چشم فتان بظاہر حیا پرور تھی مگر فتنہ انگیز محشر تھی کہ

نظم

گر ترے چاند سے چہرے کے مقابل ہو جائے
آئینہ جوش ضیا سے مہ کامل ہو جائے
کیا عجب چاہ زنخدان چہ بابل ہو جائے
زلف ہاروت ہے چشمان فسون ساز ہین سحر

پس وہ غیرت قمر جیسے ستارہ ٹوٹتا ہے اس طرح تخت بارگاہ مین اتار لائی عاشقون کی جان حزین پر غضب خدا نازل ہوا جیسے بُرج فلک مین ماہ کامل داخل ہوا یون تخت سے اُتری اور کُرسی پر جواہر کی بیٹھی خواصین گرد و پیش باادب استادہ ہوگئین اُسنے ایک خواص سے حکم دیا کہ جاؤ نبیرۂ حمزہ کو جلد میرے پاس بُلا لا خواص خدمت شہزادۂ فلک اساس مین آئی شہزادہ اس رنگ کا تماشا دربارگاہ پر کھڑا دیکھ رہا تھا کہ کنیز نے تسلیم کر کے عرض کیا کہ حضور کنیز میری آپ کو بعد سلام شوق پیام دیا ہے کہ لمحہ بھر کے لیے یہان قدم رنجہ فرمایئے دو باتین میری سُن جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم ساحرہ کے پاس جانے سے عار رکھتے ہین دشمن کو سرفراز نہین کرتے ذلیل و خوار رکھتے ہین کنیز یہ سُنکر پھر گئی اور ملکہ سے اپنی یہ گفتگو بیان کی اُسنے پھر اسکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپنے سچ ارشاد فرمایا لیکن اس وقت تو ضرور قدم رنجہ فرمایئے ایک بار کنیز نوازی لازم ہے خواص نے آکر پھر پیام شہزادہ کو دیا شہزادہ بمنت اُس کے بُلانے سے اُس کے پاس گیا ہمراہ شہزادۂ عیار نجم و خونریز و اظلم وغیرہ تھے غرضکہ ساحرۂ حسینہ نے اُٹھ کر تا دربارگاہ اُنکا استقبال کیا اور سامنے اپنے کُرسی پر لاکر بٹھایا بعد خاطر و مدارات کے قفل دہن کو وا کیا کہ اے شہزادے مین نے اس لیے تمکو تکلیف دی ہے کہ اس حوالی مین کوہ و دشت جسقدر ہین آپ کو اجازت دیجاتی ہے کہ جہان آپ کے مزاج مین آئے شکار کھیلیے سیر کیجیے جو ملک پسند فرمایئے وہ فتح کیجیے اگر آپ نہ فتح کرسکین مین خالی کرا دون اور جس تحفۂ طلسم کی ضرورت ہو وہ منگوا دون مگر آپ کی جوانی پر مجھکو رحم آتا ہے واسطہ اپنے دین و مذہب کا اس ارادۂ فتح طلسم سے باز آیئے کیونکہ اس طلسم کا کیا ہوا جیتا نہین پھرتا ہے اگر ایک در بند سے نکل گیا تو دوسرے پر ضرور رہ جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ عزم اپنا فسخ فرمایئے گھر پھر جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک رات کو ہمین نصیحت کرنے آئی تھین اسوقت تم دفتر پند وا کیے ہو اور اپنا یہ قول ہے کہ ع باطل ست انچہ مدعی گوید ✤ تم کیا ہمین ملک و مال دو گی ہم سوائے خدا کے اور کسی سے مدد مانگنے کو ننگ سمجھتے ہین اب اگر تم کو اپنا طلسم بچانا ہے تو بادشاہ طلسم سے جاکر کہو کہ دین اسلام قبول کرے اور خراج طلسم ملازمان شاہ اسلام سعد بن قباد کو دے اور مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت ما بدولت ہو کر عفو تقصیرات چاہے یہ تقریر سُن کر وہ نازک مزاج چین بجبین ہوئی اور پکاری کہ اے لو لیجیے رات کو بھی مین ہی تجھکو سمجھانے آئی تھی صرف اتنا تھا کہ اُسوقت صورت اور تھی اور اس وقت دوسرے طور پر ہون مجھکو بسبب تیری الفت

کے یہ سمجھانے مین کد ہے ورنہ مجکو منع کرنے کی کچھ ضرورت نہین مثل مشہور ہے کہ جو جیسا کرے گا ویسا پائیگا تو یج نے
کہا مین مقرر اس طلسم مین جاؤنگا تو لاکھ کہے مین ایک نہ سنونگا یہ سنکر اسنے کہا منم طاؤس جادو لے تو یج تو نے ہمکو
موم کا سمجھ لیا ہے کیا طلسم مین جانا سہل سمجھا ہے کیا مجال جو ایک قدم بھی اُٹھا سکے مین نے تجکو جب سے دیکھا تھا
دل میرا تجھپر آگیا تھا اسلیے اتین بار آکر سمجھایا اب مین دیکھیدین تو کیونکر اپنی بارگاہ مین پھر کر تو جاتا ہے بھلا طلسم مین جانا
تو بڑی بات ہی شہزادے کو یہ تقریر سنکر غصہ آیا اور پکارا کہ او قحبہ تیطھ مین مبتلا کروا ہیات کلام کرتی ہی دیکھ یہ سزا تیری ہے
یہ کہکر تیغ کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ اُسکے سر پر تیغہ پڑا اگا اُچٹ گیا ایک چھنا اٹھا ہوا جیسے گھن پڑا اور اُس ساحرہ نے اٹھکر
دونون ہاتھ پکڑ لیے اور زبرد سحر گزار دیا پھر کچھ ماش پڑھکر ہمراہیون پر مارے کہ وہ پتھر کے ہوگئے لشکر مین شہزادے کے کہ قریب
تھا یہ خبر گئی وہان کمر بندی ہونے لگی اسنے کچھ دانے سرسون کے اُدھر بھی پھینکے کہ سارا لشکر پتھر کا ہوگیا جب یہ سنگدلی
دکھا چکی تو شہزادے سے گویا ہوئی کہ اسی منہ پر دعوی طلسم مین جانیکا تھا دیکھا تو نے کہ دم بھر بھی تیری بربادی مین نہ گذرا اب
کہہ تو تجکو بھی پتھر کا بنادون لیکن پھر تجھپر رحم کھاتی ہون اب ایسا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ لشکری اور ہمراہی شہزادے
کے پھر اصلی صورت پر بنگئے جب نجم و اظلم وغیرہ کو ہوش آیا نجم نے کہا شاید ہم بھی پتھر کے بنگئے تھے ساحرہ نے کہا ہرچند
مین نے تمھارے مالک کو سمجھایا مگر اُنھون نے نہ مانا اُسوقت مین نے یہ حرکت کی ارے صاحبو یہ تو صاحبزادے ہین
مزاج مین انکے جہالت ہے تم لوگ تو دیرینہ ہو ان کو سمجھا کر پھیر لیجاؤ اور شہزادے سے دست بستہ ہوکر کہا مجھ سے
خطا ہوئی اب آپ تشریف لیجائیے شہزادے کو ہمراہیون نے بھی پانون پر گر کر سمجھایا کہ حضور یہان سے تو تشریف
لے چلیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ وہان سے آزردہ خاطر پھرا اور نجم عیار نے ساحرہ سے کہا کہ مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون
اُسنے کہا کہو اسنے عرض کیا کہ شہزادہ تمھاری بارگاہ مین آیا تھا تم بھی شہزادہ کی بارگاہ مین چلو مین دعوت کرونگا
دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا شہزادے سے صفائی بھی ہوجائیگی ساحرہ یہ بیان سنکر راضی ہوئی کس لیے کہ منت سے دھمکا کے
خوشامد کرکے سب طرح اُسکو طلسم مین نجانے دینا منظور ہے اور فریفتہ جمال بے مثال شہزادہ بھی ہو چکی ہے چنانچہ دو ایک رنگی اور
چند کنیزون کو ہمراہ لیکر شہزادے کی بارگاہ مین آئی نجم نے اُسکو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا اور شہزادے سے باشارہ کہا
کہ آپ فرمائیے تو مین کام اسکا تمام کردون شہزادے نے اُس کے کان مین کہا کہ گھر مین بحیلہ دعوت کسی کو بلاکر عداوت کرنا
شیوہ مسلمانان نہین ہے یہان کوئی برائی اسکے ساتھ نہ کرنا نجم خاموش ہورہا اور شہزادے نے سامان عشرت حاضر ہونے کیلیے
حکم دیا ساقیان سیمین عذار و خنیاگران کبک رفتار حاضر ہوے ساحرہ نے دیکھا کہ شہزادہ بہ محبت مجھ سے پیش آیا اب
یہ تجھپر فریفتہ ہے پس اگر یہ کام دل [illegible] تو زنگی اور غواصین تیری سب اس حال سے ماہر ہون گے سارے
طلسم مین تو ہوادار مسلمانان مشہور ہوجائیگی [illegible] کو بلاکے حکم دیا کہ تم مین سے دو ایک یہان ٹھہرین اور
خیمہ ایک رکھدین باقی سب ہمراہی میرے [illegible] جائین مین بھی جب فرصت ہوگی آؤنگی یہ حکم سنکر سب ہمراہی اسکے
روانہ ہوگئے اور یہ شریک جلسۂ عشرت ہوئی جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ساحرہ جب مست ہوئی دست ہوس
جانب شہزادہ بڑھانے لگی شہزادے نے فرمایا کہ اس رذیلے سے باز رہو مین ساحرہ کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہین دیکھتا چہ ف

تمہارے یہان آنے سے مہمان جانکر مین تمہاری صحبت مین بھی بیٹھا ہون طاؤس یہ باتین سُنکر بد مزہ ہوئی پھر سوچی کہ یہ ناز معشوقانہ کرتا ہے اور مجھ سے کھنچتا ہے تو بھی یہان سے اُٹھ جا کشیدہ خاطری دکھلا یہ نوجوان دام شہوت کا گرفتار آپ ہی تیری منت کر کے تجھے بلائیگا یہ سوچکر دو گھڑی اور بیٹھکر اُٹھی کہ اب مین جاتی ہون شہزادہ خاموش ہو رہا یہ وہان سے اُٹھکر اُس خیمہ مین اپنے جو رکھ لیا تھا آئی اور منتظر خوشامد کرنے شہزادے کی بیٹھی اُدھر نجم عیار نے شہزادے سے کہا کہ اب تو وہ ساحرہ آپکی مہمان نہین ہے مین مار ڈالون جا کر آپ ناراض تو نہ ہونگے شہزادے نے فرمایا اب تجکو اختیار ہے نجم اجازت یاب ہو کر چلا اور ایک زمرد کا خاصدان لیکر گلوریان عطر بیہوشی کی بسی اُسمین رکھکر بڑے تکلفات سے درست کر کے خیمہ ساحرہ مین آیا وہ سمجھی کہ شاید شہزادے نے بلایا ہے یہ منانے کو آیا ہے پس بخاطر پیش آئی اسنے وہ خاصدان پیشکش کیا اور کہا شہزادے نے آپکے لیے گلوریان بھیجی ہین ساحرہ بہت خوش ہوئی کہ بیشک اس مغرور حسن و جمال کو بھی میرا خیال ہے پس وہ خاصدان لیکر کھولا گلوریان بہت پر تکلف گنگا جمنی ورق لگی کتاؤ کی بنین اپنی سرخ لبی کی آپ گواہی دے رہی تھین اسنے ایک ایک گلوری کنیزون کو دی اور دو آپ کھائین باقی لیے خاصدان مین رکھ لین اور نجم کے خاصدان مین پانچ اشرفیان ڈالکر واپس کیا عیار مذکور ہنوز مراجعت نہ کرنے پایا تھا کہ وہان بیک حلق سے نیچے اُتری اور بیہوشی نے اثر کیا ساحرہ مع کنیزون کے بیہوش ہو گئی نجم تو اُسکے قتل کا بیڑا اُٹھا چکا تھا منہ کو لہو لگا ہوا تھا ساحرہ کو روئین تن بزور سحر کرخت بدن دیکھکر سیسہ گرم کر کے پلا دیا اور ہمراہیون کے اُسکے سر کاٹ ڈالے لیجیو گھیریو قید کیجیو کی آوازین ہولناک آئین سیر سحر کے کھل جانے لگے اندھیرا ایسا ہو گیا کہ شب ہجر عاشقان بھی ایسی تاریک نہ ہو گی عالم مین چادر سیاہ گھر گئی گویا رہزن روزگار نے دن دہاڑے دُنیا پر کملی ڈالی نجم جا دوہان سے بھاگ کر خدمت شہزادے مین آیا شہزادہ اس آفت آنے سے گھبرا کر بارگاہ کے نکل آیا تھا سردار حاضر خدمت تھے لیکن اس اندھیرے نے سب کے دم خفا کیے تھے اور سب دست بدعا تھے کہ اے خالق ظلمت و نور مالک لیل و نہار یہ بلا ہمپر سے تو دفع کر دے اثر دعا سے نور یان نے آخر نشانہ روشن کیا وہ سیاہی دھوان ہو کر سمٹی اور بردے ہوا جا کر ٹھہری اور وہ قلعہ اور پہاڑ سب غائب ہو گیا صرف ایک دیوار سیاہ منزل ہا منزل تک کھنچی نظر آنے لگی بلندی اُسکی تا چرخ برین تھی پس پشت اس دیوار کے صداے حزین تھی سر دیوار پر ایک عقاب تیز چنگال قوی بال آکر بیٹھا اور ہزار دروازے پیدا ہو گئے بیچ مین پھاٹک جواہر آگین لگا تھا پس یہ تماشا دیکھکر شہزادہ حیران تھا کہ دفعۃً وہ پھاٹک کھل گیا اور اُسمین سے ایک اژدر خونخوار شعلہ فشان موذی ایذا رسان نکلا اور اُس زہرناک مارنے دُم اپنی زمین پر ماری زمین سے پانی اسقدر جاری ہوا کہ ایک دریاے زخار و تیار پر تلاطم پیچ آفت خیز پیدا ہوا اور اتنا جلد بڑھا کہ کاسۂ فلک ہمسر قلزم عمیق کا ایک حباب تھا جو بلبلا تھا وہ دور بحر عالم کا پتا دیتا تھا نہنگان خون آشام اُس مین سے سر بدر کیے تھے حباب بسان چشم قہرناک و خشمگین آنکھین دکھاتے تھے موجین دُنیا کے ڈبونے کی چالین چلتی تھین ایک تلاطم برپا تھا آفت کا سامنا تھا اور پانی بڑھتا جاتا تھا شہزادے نے یہ طغیانی اُس بحر طلسم کی دیکھکر کنارہ کرنا چاہا لیکن اُنکے لشکر کی سمت کو چھوڑ کر وہ دریا بہتا تھا اسطرح سب

کھڑے تھے کہ سامنے وہ پھاٹک اور اژدہا تھا اور اُسکے پہلو مین وہ دریا بہتا تھا فی الجملہ شہزادے نے دیکھا کہ بعد
در ظاہر ہونیکے ایک آواز مہیب آئی اور دیوار کی پشت پر سے دو عورتین اُڑتی ہوئی سر دیوار پر آکر ٹھہرین پھر قریب اژدہا
اُتر آئین ہر ایک اُنمین حسینہ و جمیلہ نہایت شکیلا تھی گوہر بحر خوبی و صدف قلزم محبوبی واقعی بے نظیر و بعید یا تھی حباب بحر طلسم
نہ تھے دریا بچشم حسرت اُنھین دیکھتا تھا موجون کا دل اُنکی رفتار نرم پر پیتا تھا انھین کے عشق مین یم چشم پُرنم سر اپنا کنارہ
پر ٹکراتا تھا گوہر اپنے بہزشار لاتا تھا پس وہ دونون نازنین ایک نقارہ اور چوب اپنے ساتھ لائی تھین کوس محبوبی
بجانے آئی تھین اُس نقارے کو اُنھون نے اژدہے کے سر پر رکھکر چوب بھی قریب نقارہ رکھدی اور قہقہہ مارکر
ہنسین اور شہزادہ **نورج** سے آنکھ ملا کر گویا ہوئین کہ اے فتاح طلسم اگر طلسمات کی سیر کرنا ہے آفت مین قدم دھرنا
ہے تو بسم اللہ اس نقارے پر آکر چوب لگائیے اس اژدہے کا منھ کھلیگا یہی دروازہ اس طلسم کا ہے دہن اژدر مین
تشریف لیجائیے شہزادے نے یہ کلمات سُنکر قدم ہمت آگے بڑھایا **نجم** عیار اور **خونریز** وغیرہ جملہ سردار قدم اقدس پر
گرے اور عرض کرنے لگے کہ اے شہریار قول دشمن پر اعتماد کرنا دیدہ و دانستہ دہن اژدر مین جانا بلا مین پھنسنا خلاف
رائے صواب اندیش عاقلان ہے خوف بربادی گوہر جان ہی برائے خدا یہ ارادہ نہ فرمائیے منھ مین اژدر
کے نہ جائیے شہزادہ ہنوز کچھ جواب دینے نہ پایا تھا کہ حوالی دیوار طلسم کی جانب سے گرد اُڑی اور اسلحے
کی چقاچاق سُنائی دی شہزادہ اُس طرف دیکھنے لگا جب دامن گرد شگافتہ ہوا ایک لشکر ساٹھ ہزار
سوار کا نظر آیا کہ مرکبہاے تازی نژاد سوارون کے زیر ران غرق دریائے آہن ہر ایک نوجوان بر چھے
رکابون کے تسمون مین لگے پرچم اُنکے اُڑتے سردار لشکر بصد زیب و فر مرکب بری پیکر کو گانٹھے آگے آگے
ہراول فوج علم کو جلوہ دیتا خلاصہ یہ کہ بڑے احتشام سے لشکر آیا یہ لشکر **آہن کوہی** کا ہی جو اس طلسم کے حوالی
مین سلطنت کرتا ہے اور بادشاہ طلسم مذکور سے دوستی رکھتا ہی شاہ طلسم نے اسکو ماتحت **طاؤس جادو** کے معین
کیا ہی کہ جو کوئی طلسم کے اندر آنیکا ارادہ کرے تو اسکو یہ روکے چنانچہ جب **طاؤس** مارڈالی گئی اس بادشاہ نے
خبر سُنی کہ نبیرہ **حمزہ** نے آکر اطراف کوہستان تسخیر کیا ہی اور اب محافظ طلسم کو قتل کرکے اندر طلسم کے جایا چاہتا ہی
پس یہ سنتے ہی لشکر تیار کرا کر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا چنانچہ سامنے فوج ظفر موج شہزادے کے اُسنے
صف کشی کی اور آگے بڑھکر نہیب دی کہ اے نبیرہ **حمزہ** تو نے سب کو ہیان کو نامرد بنادیا اور ہر ایک کو اپنے دام
تزویر مین پھنسالیا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا ادھر آکر تو میرا شکار رہی شہزادہ یہ نعرہ دلیرانہ سُنکر مرکب پر
سوار ہوا لشکر مین قرنا پھنکی جان نثار شہزادہ مرگ پر آمادہ ہو کر کمر کسنے لگے طرفۃ العین مین لشکر ہتھیار سجکر تیار ہوا سوار و
پیادہ ہر ایک آمادۂ رزم و پیکار ہوا طبل جنگی گڑگڑایا فوج مین وردی بجی پلٹن قواعد سے بڑھکر جمی رسالہ تیار ہوا شور
نشور برپا تھا کرنا نے دم عدو کا بند کیا جھانجھ کف افسوس ملنے لگی نیزے جوانون کی طرح تننے لگے گرز سرکش بنگئے
نقیب للکارنے بہادرون نے نعرے رعد کی طرح مارے **آہن** صف لشکر سے آگے بڑھا اور سلحشوری
دکھانے لگا بعد اسپ تازی اور چوگان بازی وغیرہ کے شہزادے دلاور کی جانب دیکھکر للکارا کہ

بیت بیا تا بگردیم و کین آوریم ✽ بجنگ ابروان پر ز چین آوریم ✽ تورج یہ نعرہ سنکر گھوڑا ڈپٹ کر سامنے اسکے گیا اور ایک تگا و ر ایسی پڑی کہ مرکب اسکا سات قدم پیچھے ہٹا اور سمند چالاک شہزادہ تین قدم تھپیڑ کھا کر ہٹ گیا دونون رانون مین گھوڑے مسلتے ہوے متقابل ہوے

نظم

گرفتند پس آن عمود گران
پے حملہ کرد آن برین این بران
زمین گشت گردان و شد روز تار
یکے ابر بست از بر کارزار
تو گفتی شب آمد بر ایشان بروز
نہان گشت خورشید گیتی فروز
ازان چاک چاک عمود گران
شد آہن بکردار چاچی کمان
بچرخ اندرون بانگ پولاد خاست
بدریا سے شد اندرون باد خاست
تو گفتی کہ سنگ ستہ سر زیر ترگ
سیہ شد ز زخم یلان روے مرگ
گرفتند شمشیر ہندی بجنگ
فرو ریخت آتش ز پولاد و سنگ
ز نیروے گردن کشان تیغ تیز
خم آورد از خم شدہ ریز ریز
چو شد کام بے آب و پر خاک سر
گرفتند ہر دو دوال کمر

اسی طرح دونون لپٹے ہوے زمین پشت زین سے آئے اور دامن گردان کر سرگرم کشتی لبسد درشتی ہوے داؤن پیچ توڑ جوڑ بند شجاعت پسند ہونے لگے ایکبار وہ شہزادہ کو پکڑ لایا شہزادہ مثل برق جہندہ چمک کر نکلا اور اسکو پکڑ لایا اسنے نیچے آکر زمین پکڑی لیکن شہزادہ نے لنگر نہ قائم ہونے دیا اور توڑہ زنجیر کمر کا تھام کر ہتکا دیکر اول زور مین تا بہ کمر لایا اور دو بارہ مین اسکو سر سے بلند کر کے چرخ دیا وہ مکار الامان پکارا شہزادہ ایمان پذیری زبان پر لایا اسنے اقرار کیا اسنے زمین پر اتار دیا اور کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا وہ مکر سے کلمہ طوطے کی طرح پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ اسکو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سامان جلسۂ عشرت مہیا فرمایا اسنے بمنت تمام عرض کیا کہ اے شہریار والا تبار سیر الملک یہان سے بہت قریب ہے حضور قلعہ مین تشریف لے چلیں اور تمام رعایا و اہالیان ملک کو ہدایت فرمائیں اور قلعہ سلام آباد کریں مسجدین دیان بنوائین سرداران شہزادہ نے بھی اسکے کلام کی تائید کی کہ اے شہریار بہتر تو ہے کہ اہل قلعہ بیمین قدم جناب باطل پرستی سے محفوظ رہین اور در دولت اسلام پاکر ہمیشہ محفوظ رہین شہزادے تو اس طرف جانے کی اس پیہ سب نے ترغیب دی کہ طلسم مین جانے سے باز رہے شہزادے کو بھی منظور ہوا کہ حوالی طلسم کو تسخیر کرنا اچھا ہے پس عرض ہر ایکسا کی قبول فرمائی اور لشکر اپنا اسی مقام پر چھوڑ کر مع جملہ سرداران کے سوار ہو کر روانہ ہوا اور بعد طے کرنے چند فرسنخ راہ کے قریب قلعہ مذکور پہونچا شہر پناہ واقعی نزہتگاہ تھی دیوارین بلور کی تھین سراسر نور کی تھین نگارگاہین ہمین بنی تھین شاہان جہان کی تصویرین تھین در قلعہ پر سوارون کی چھاؤنی ہر سمت گھما گھمی سر قلعہ پر توپین چڑھی تھین سامان حرب و ضرب مہیا پل تختہ پڑا ہوا خندق پر از آب مصفا گولنداز برق انداز جوانان شکیل جرأت مین عدیل ہر ایکنے اپنے مالک کے آنے سے تعظیم کی سلامی اڑی شہزادہ داخل شہر ہوا اسکو بھی آباد پایا کوسون تک کی ہموار بستی رعیت خوشی سے بستی ہر سمت بازار عیش و نشاط گرم ہر شاہد بازاری کی رفتار رزم ملک تھا کہ شہر حسن و خوبی آباد تھا یا آسمان رفعت پر از انجم مسرت تھا نہیں نہین فلک ستمگر اس زمین سے بہت شاد تھا عمارات شہر نہایت بلند اور رفیع زمین فسحت آباد اور وسیع شہزادہ سیر و کیفیت دیکھتا دار الامارہ مین تشریف لایا اس جگہ کو بھی پاکیزہ اور عمدہ پایا اکابرین شہر جمع تھے ارکان دولت پا بہ جا یہ تھے شہزادے نے آہن کو موافق اپنے آئین کے تخت پر بٹھایا آپ

دنگل پر بیٹھا آہن نے ارباب نشاط کو طلب کیا جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُسنے شراب و کباب مین نجم عیار کو دھوکا دیکر بیہوشی ملائی اور شہزادہ کو مع رفقا و عیار کے بیہوش کرکے گرفتار طوق و سلاسل کیا اور افسران لشکر کو اپنے بلاکر ظاہر کیا کہ مین نے بمصلحت اس مسلمان کی اطاعت کی تھی اب چاہتا ہون اسکے لشکر کو تاخت و تاراج کرنا چاہیے مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ اسکو تنہا قلعہ مین چھوڑ کر جانا نچاہیے اور نہ ہمراہ لیجانا مناسب ہے کیونکہ مددگار اسکے بلوہ کرکے اسکو رہا کر لین گے پس آج کی شب اسکو مقید رکھیے اور ہنگام سحر سب کو قتل کرکے لشکر پر چلیے لشکر بے سردار کا لڑ نہ سکیگا شکست کھائیگا یہ راے اُسکو پسند آئی اور شہزادہ کو زندانخانہ مین بھیجا اور رات بھر بڑی ہوشیاری رکھی جسوقت کہ مہر فلک زندان شرق سے نکلا اور شاہ ماہ اسیر سلاسل شعاع خورشید ہوا کہ سبب برآمد ہوا شاہ سیارگان نے کیا نور سے اپنے روشن جہان کو ہنگام سحر اُس مفسد کوہی نے حکم تیاری لشکر دیا فوج تیار ہوئی شہزادہ اور اُسکے رفیق کو عرادہ پر بٹھا کر یہ مرتد بلاختر پر دن قلعہ لایا شہر مین غلغلہ برپا ہوا افسران لشکر صفین کھینچکر کھڑے ہوے خلقت شہر کی جوق جوق آکر جمع ہوئی جلادان قوی بازو طلب ہوے چبوترے ریگ کے بنائے گئے بورئیے ہلاکت آلودہ بچھائے گئے برگزیدگان مہد شجاعت و صدرنشینان مسند انجمن ریاست انپر بٹھائے گئے اہل شہر براہ دانشمندی افسوس کرنے لگے مذمت دنیا سے فانی زبان پر جاری تھی رحم دلون کو آہ و زاری تھی کہ بہ اقتضاے

مخمس

مثال اخگر کے فرصت الدم ملی نہ سوز نہان سے ہم کو
رہا بر نا سا جرس سدا ربط سوز آہ و فغان سے ہمکو
برا ہوا اس عمر بے بقا کا کہان یہ لائی کہان سے ہمکو
سواے اندوہ و یاس حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو
اُٹھائیں کاندھے پہ بار ہستی سفر ہی بہتر ہے یان سے ہم کو

ادھر تو یہ سب افسوس کرتے تھے ادھر شہزادے سے سردار عرض کر رہے تھے اے شمع شبستان صاحبقرانی و اے چراغ انجمن جہانبانی خدا نہ کرے کہ باد صرصر ظلم عدو آپکا چراغ ہستی گل ہو اور زندگی جاوید ہمارے لیے ہے جو آپکے قدم اقدس پر ہم نثار ہو جائین ہمارے لیے زیادہ فروغ حاصل ہو جائے جو مثل شمع سر کٹائین اور آپکی محبت مین مرگ سے لو لگائین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے بہادران مین تم سب کا کاروان سالار تھا سردار تھا قافلہ کے آگے مجکو چلنا زیبا تھا افسوس کہ میرے ہوتے تم سب قتل ہو اور رخت ہستی اس منزل سے بار کرو اور مین پیچھے رہ جاؤن واے صد واے اے برادران یہ اشعار میرے حسب حال ہین کہ

اشعار

یہ عمکدہ رہنے کا نہین چلے اقامت
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
عالم ہے پریشان شر و دادی غربت
اسباب لٹا راہ مین یان ہر سفری کا
سب راہ سفر چھوڑ کے جاتے ہین بحسرت
یہ کہہ کے وہ محراب خم تیغ کا ساجد

دست مناجات بلند کرکے درگاہ باری مین بصد زاری پکارا کہ

نظم

اے شہنشاہ عرب میر عجم عالی جناب
ہے یہی ورد زبان مجکو بعین اضطراب
تا بکے دنیا مین کھینچون مین عذاب بے حساب
یاعلی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
مصطفے کیواسطے میری مدد کیجیے شتاب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یہ تو مصروف دعا ہے مقتدی قبولیت آمین کہہ رہا ہے اُسطرف جلادان بے ایمان حکم قتل کر چکے لے رہے ہین سنگ سے چیٹا کر تیغون کو آب دے رہے ہین کہ بقدرت خالق چرخ کل دامن صحرا پر غبار ہوا اور غبار کینہ سے خاطر زنگار صاف ہوا چہرہ

شہریار آشکار ہوا یعنی شہزادہ ایرج نوجوان جو تلاش مین توریج ذیشان کے لشکر اسلام سے روان ہوا تھا اسوقت یہان آکر پہونچا جلاد اسکی آمد دیکھ کر ٹھٹکے اور ہر ایک نے دیکھا کہ آگے آگے ایک شہسوار عالی مقدار مرکب تازی پر سوار ہے پشت اسکے سپاہ جرار چلتہ پوش چار آئینہ بند شجاعت شعار آتا ہے ترک فلک بھی اسکی شوکت دیکھ کر خوف کھاتا ہے۔ خورشید اسکے ہلال کو خیال کر کے ٹھٹھرا آتا ہے زلفین براہیمی سلسلۂ اسمٰعیلی کی گرد چہرۂ انور کے بل کھاتی ہین بلائین اس کے صدقے بلائین نیکر ہوئی جاتی ہین یا یہ شعر اسکی زلفون کے حسب حال ہے شعر

حرارت ہوتی ہے سردار سے دونی سیاہی مین	زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

اسلحہ کی چقاچاق بلند ہوئی دشت آسمان آسکے رفعت مراتب ارجمند سپہ گردان جوان طرحدار شجاعت پسند اس شیر بیشۂ شجاعت و جلادت نے مجمع فوج دیکھ کر نعرہ کیا کہ نعرہ

منم ایرج ذی حشم نامدار	خدیو جہان خسرو کامگار
منم پور فرزند صاحبقران	سپہدار افواج اسلامیان

یہ نعرہ کر کے تیغ آبدار قاتل کفار اس ہیرا نے نیام انتقام سے کھینچی کئی لاکھ تلوارین ساتھ کھنچین اور گھوڑے بڑھا بڑھا کر دلاور صف لشکر دشمن پر آگرے پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

کشیدا زمیان تیغ زہر آبدار	چنان کرد در عرصۂ کارزار	یکے را ببازو یکے را بہ سر
یکے را بہ پشت و یکے برکمر	چنان نیزہ با نیزہ آویختند	سنان یک بدیگر در آویختند
کہ برہم نہ پیچید زان گونہ مار	شہان را چنین کی بود کارزار	شکستند صد ہا بگو یال سر
برون مغز صد ہا شدہ از تبر	چنان گرم گردید بازار جنگ	کہ میسوخت پر ہاے تیر خدنگ
پلیہ اسپ ہر سو ہزاران ہزار	ہمیگشت در دشت چون بیقرار	

آہن نے جب یہ ماجرا دیکھا تیغہ کھینچ کے اس ارادہ پر چلا کہ قیدیون کے سر کاٹ ڈالنا چاہیے اور قریب شہزادہ توریج پہونچا شہزادہ مذکور نے غیض مین کر قید آہن کو پارہ پارہ کر ڈالا رفیقون کو آکر ایرج نے رہا کیا ہر ایک دلاور ہتھکڑی بیڑی پٹک کر اٹھا اور صد ہا کو مار گرا دیا سوارون کے گھوڑے اور ہتھیار اپنے قبضہ مین کر کے سوار ہو کر تہلکہ ڈال دیا اسی گرمی جنگ مین آہن اور توریج سے مقابلہ ہوا اسنے بقوت تمام تیغہ مارا شہزادے نے روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر تلوار بیٹھ کر تا شکم زین پہنچ گئی رنگینی خلعت ہستی اسکے تن نجس سے اتارا پھر تو وہ تلوار گھمسان کی چلنے لگی کہ الحفیظ صد ہا ارجوان شکار شہباز تیغ تھے لشکری عدو کے زیر تیغ بیدریغ تھے آخر سپاہ بے شاہ کی ہو کی تھی بھاگ کر قلعہ کے اندر چلی گئی اور پل تختہ خندق پر کا اٹھا لیا پھاٹک بند کر دیا بالاے قلعہ جا کر توپین جھکا کر گولے مارے مگر یہ دونون نہنگ بحر شجاعت شہزادہ دودمان صاحبقرانی ہین ایسے قلعہ کو گھروندا جانتے ہین فوج کو اپنی روک کر آپ تنہا روانہ ہوے قلعہ پر سے گولا مثل اولے کے پڑنے لگا ابر دھوئین کا بنکر تیار ہوا رنجک کی بجلی چمکی توپین کڑکین اور گرجین گولے برسانے لگین لیکن ان شہزادون کا وہ دل گردہ تھا کہ یہ دریاے آتش کو شناوری کرنے لگے گو اندازون گرد کدورت کہ دل مین اپنے توپیے ہوئے تھے نکالنے لگے دستی گولے اور بان داغ داغ کرانے لگے یہ دونون اٹھتے بیٹھتے گولون کو رد کرتے

قریب خندق پہونچے اور گرز جھولا دیکے پہلے اُس پار پھینکے پھر آپ جست کرکے خندق فرا گئے قلعہ پر سے ہنڈیاں بارود کی حقہ ہاے نفطی پڑنے لگے تیروتبر دیدہ دہشت کی بارش ہوئی گرٹپ کے پولوں مین آگ لگادی تیل کے کڑھاؤ کھولتے ہوے پھینکے ان سمندر مزاجان بحر آتش نے سپر مقید پر لیکر وہ آفت جھیلی اور گرز پھاٹک پر بقوت تمام لگائے پھاٹک اڑا اڑا کر گرا پل تختہ خندق پر پڑ گیا فوج ظفر موج کا اُترنا تھا پھر تو اندر قلعہ کے تلوار چلنے لگی برنا سے خون کے بہنے لگے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے بازار اجل گرم ہوا ملک الموت جان کا خریدار تھا سر فروشی ہر ایک دوکاندار ملک جرات کا شعار تھا تیغ تیز اور خنجر ہنگام ستیز سرون کے مشتری تھے جان دہی کی تجارت مین بہادر بہتری جانتے تھے خلاصہ کلام وہ سب مردود بد انجام تھوڑی ہی عرصہ مین رو بفرار لائے بہت سے واصل دار البوار ہوے بہت کنوون کھتون مین گر گئے آخر طالب امان ہوکر قتل سے رستگار ہوے رعایا ے شہر ہاتھ باندھکر خدمت شہزادگان نامور مین حاضر ہوئی شہزادون نے طبل امان بجوایا فوج قتل کرنے سے رُکی دونون کشورستان دار الامارۃ آہن بے ایمان مین تشریف لائے اور اُسکے محلون مین تلاش فرماکر ایک لڑکا بارہ برس کا پاکر اُسی کو وارث تاج و تخت قرار دیا کلاہ مہی دافسر شہی کو اُسکے سر پر رکھا خراج اُس سے مقرر فرمایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوے دیر بتکدے لقا پرستون کے کھدوا ڈالے مسجدین بنوائین موذنون نے نداہاے اللہ اکبر سنائین جب سارا ملک اسلام آباد ہوچکا بفتح و فیروزی وہان سے نہضت فرماکر دونون شہزادے قریب در طلسم آئے وہان وہی سنا طلسمی پائے اسی طرح نقارہ سرا اُدہا پر رکھا تھا دریاے طلسم موج مارتا تھا نورج نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اور قدم بارادہ داخل طلسم آگے بڑھایا ایرج اور سب کو ہی اور عیار مانع ہوے منت کرنے لگے شہزادہ مذکور نے غور کیا کہ یہ وقت یہ سب کہین گے اور منع کرینگے مناسب یہ ہی کہ کل صبح کو کچھ رات رہے سے کہ ہنوز کوئی سوکر بھی نہ اُٹھنے پائے داخل طلسم مین کرنا چاہیے یہ سوچکر داخل لشکر ہوا افسر شرائط تعظیم بجا لائے یہ بارگاہ مین مع ایرج ذیجاہ کے مسند پر جلوہ گر ہوکر داد عیش دینے لگا ناچ ہانے ہونے لگا ایرج نے گوہر کلام اُس زینت انجمن پر نثار فرماے کہا کہ اے بھائی تم دادا جان صاحبقران عالیشان سے تین روز کا وعدہ پھر آنے کا کرکے شکار کھیلنے آئے تھے اتنا عرصہ ہوا کہ پھر کر نہ گئے امیر باتوقیر ناراض ہوتے تھے اور فرط اُلفت سے یاد تمھاری کرکے روتے تھے اور ہر ایک عزیز اور دوست کو تمھارا انتظار ہے تمھاری یاد مین ہر ایک بیقرار ہے لازم ہے کہ میرے ساتھ پھر چلو اور سبکو دیدار فرحت آثار دکھاکر تسلی وتسکین دو نورج نے کہا اے برادر فرمانا آپکا بجا ہے واقعی مجھکو عرصہ ہوا کہ قدم جد امجد سے جدا رہا لیکن اتنے ملک فتح لیے یہ کہکر جو جو قلعے کہ تسخیر فرمائے تھے اُنکا حال بیان کرکے کہا کہ مین اس طلسم مین ضرور جاؤنگا ایرج نے یہ سنکر ہر چند سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا ناچار وہ خاموش ہو رہا اور اُسنے ایک فرمان بنام حاکمان قلعہ جات کوہستان تحریر فرمایا مضمون یہ تھا کہ بعد میرے داخل ہونے طلسم کے شہزادہ ایرج نوجوان تم سب مالکان قلعہ جات کا مالک وحاکم ہے ہر ایک اُن کی اطاعت کرے درصورت انحراف ورزی حکم شہزادہ مذکور مین اُسکا دشمن ہون یہ نامے قلعہ کی جانب روانہ کئے ایرج ان باتون سے سمجھا کہ یہ ضرور طلسم مین جائیگا آج کی رات تنہائی مین اسکو اور سمجھانا چاہیے آیندہ جو منظور خدا ہو

یہ سمجھکر مجلس عیش مین بیٹھا رہا جبکہ شام سیہ فام بسان اژدرہ دہان مینہ کھولے دہر مین ظاہر ہوئی اور آفتاب تابان کو من کی طرح مار ظلمت نے نگلا **نظم**

شفق سے تھا شہر اشام کا رنگ
ستارون سے ہوئی شب رشک ارژنگ
ہوا زرد آب گل خورشید کا رنگ
زر گل روبرو تھا اُسکے بے ننگ

دربار برخاست کرکے دونون شہزادے ایک ہی مقام پر آرام پذیر ہوئے **ایرج** نے پھر دفتر نصیحت کھولا اور کہا اے برادر خلاف مرضی جد عالی وقار مناسب نہین کہ تم کوئی امر ظہور مین لاؤ **تورج** نے اب ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا جیکا سُنا کیا آخر ناصح بھی خاموش ہو رہا اور دونون آرام پذیر ہوئے جبکہ دفتر انجم کو مثل دفتر بیدبیر زال شب نے بند کیا اور شہریار مہر بارگاہ مشرق سے نکلکر داخل طلسم سپہر ہوا کہ **بیت** ذہن اژدر سحر سے مہرؔ ہوگئے ظاہر چلا بردے سپہر شہزادہ شائق سیر طلسمات **تورج** خوش صفات بیدار ہوکر طاعت الٰہی مین مصروف ہوا اور بعد فراغ عبادت کمر ہمت چست باندھکر عازم روانگی تھا لیکن محبت کے تقاضے سے ناچار ہوکر دل نے نہ چاہا کہ بھائی کو سوتا چھوڑ کر چلا جاؤن **ایرج** کو جگایا وہ شہزادہ بھائی کو آمادہ بر روانگی دیکھکر سمجھا کہ اب یہ نہ رُکیگا پس بھائی سے لپٹ گیا اور سرشک گریہ سے دامن قبا کو دامن دریا بنا دیا سرداران لشکر بھی آگاہ اس حال سے ہوکر حاضر خدمت ہوئے اور قدم پر سر رکھکر رونے لگے شہزادہ نے جواہر زواہر تسکین و تشفی سے اُنکے دامن بھرے اور فرمایا کہ فاتحۂ خیر سے مجکو یاد کرنا اور خلاف حکم برادر معظم کے قدم نہ دھرنا غرضکہ ہر ایک سے رخصت ہوکر بہزار دشواری بصد گریہ و زاری یہ شہریار روانہ ہوا ہر شخص کنارے لشکر کے پہونچانے آیا آخر سبکو پھرا کر آگے بڑھا اور قریب اُس اژدر کے جسپر نقارہ رکھا ہوا تھا پہونچکر چوب نقارے پر لگائی صدائے مہیب نقارے سے آئی اور منہ اژدہے کا کھلا قلاب آتشین اژدر نے چھوڑکر دم گھسیٹا شہزادہ اُسکے منہ مین چلا گیا پہلے تو وہ اژدر اس اژدر کو نگل گیا پھر اُسنے اُگلا سب نے دیکھا کہ نصف جسم شہزادہ کا اسکے منھ سے نکلکر دریا مین گرا اور نصف تن زمین پر رہا یہ حال دیکھکر شہزادۂ **ایرج** نے گریبان چاک کیا سردارون نے سر در دآلودۂ خاک کیا شور و واویلا و افغان تا بہ سپہر پہونچا وہ دیوار جو پیدا ہوئی تھی غائب ہوگئی پانی دریا کا ایسا بڑھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی پانی ہی پانی نظر آتا تھا لشکر کے دانشمندون نے یہ ماجرا دیکھکر شہزادہ **ایرج** سے کہا کہ بھائی آپکے زندہ ہین یہ مقدمۂ طلسم ہے ایسے ایسے نیرنگ اسمین بہت دکھائی دینگے آپنے بھی تو بہت طلسم فتح کیے ہین یہ کیفیتین ملاحظہ فرمائی ہونگی ایسے اضطراب کو دل مین راہ نہ دیجیے صبر کیجیے انشاء اللہ شہریار کچھ عرصہ مین بفتح و فیروزی آپ سے آکر ملاقی ہوگا یہ کہکر سمجھا کے شہزادہ کو بارگاہ مین لائے سرداران ... بیشمار و بیحد و بیقراری زیادہ تر کرنے لگے اُسوقت **ایرج** نے اپنے عیار **شاپور** اور **بجم** سے کہا کہ ہرچند طلسم مین جاکر بغیر فتح طلسم آنا دشوار ہے لیکن تم عیار ہو جسطرح ہو سکے میرے بھائی کی خبر لاؤ عیاران مذکور عرض پیرا ہوئے کہ اے شہریار آپ خاطر جمع رکھیے غلامان جانثار جاتے ہین یہ کہکر دونون بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئے اور قریب اُس دریائے طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ پاٹ

اُس بحر زخار کا کوسون تک ا ہے عیار کنارے کنارے اُسکے صورتین بدلے روانہ ہوے اور ایک مقام پر ٹھہر کر شاپور نے کلۂ فلاخن مین پتھر رکھکر دریا مین پھینکا وہ پتھر بیچ دریا مین گر کر ڈوب گیا اُسنے کہا کہ ایسا دھوکہ ہم نہ کھائینگے دریا مین ڈوبنے نہ آئینگے یہ کہکر پھر آگے بڑھے یہ اسلیے کہ ہمارے گرفتار کرنے کو کوئی ساحر دریا سے نکلے تو ہم اُسکے ساتھ کسی تدبیر سے اندر طلسم کے جائین فی الجملہ یہ تو اس فکر مین کنارے بحر کے روانہ ہین مگر حال شہزادہ نورسج سنیے کہ اُنکو جو اژدر طلسم نے نگلا بظاہر تو سب نے دیکھا کہ دو ٹکڑے اُنکے جسم کے اُس اژدر نے اگل دیے لیکن یہ شعبدۂ طلسمی تھا شہزادہ مذکور زندہ و سالم شکم اژدر مین غلطان و پیچان اسطرح چلا جیسے کوئی نشیب مین گرتا ہے اور تاریکی از حد پائی طبیعت شہزادہ کی گھبرائی دم خفا ہوا گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ چنگاریان بدن سے اُڑنے لگین یہ ایسا صاحب قوت تھا جو اُس گرمی کی تاب لاسکا دوسرا کوئی شخص ہوتا تو زہرہ آب ہو جاتا آخر کار خدا وند غفار نے اپنا فضل کیا کہ روشنی دکھائی دی اور پانون زمین پر ٹکا دیکھا کہ ایک صحراے ہول خیز و وادی پر آفت مین استادہ ہون جو بگولا اُڑتا ہے دیو آتشین نظر آتا ہے اُٹھے ہوے دل کی پھانسون کا نشان دینے والا ہر ایک کانٹا ہے آفتاب کی تمازت دھوپ کی شدت دل جلون کے سوز سے کم نہ تھی وہ کونسی جھاڑی تھی جو مثل دل برہم کے برہم نہ تھی زبان خار جھاڑ کا کانٹا بنکر پیچھے پڑتی تھی ندیان حسرت آلودہ گرمی کے مارے کی طرح سوکھ گئی تھین کوئین چشمے بسان چشم بیمار تمان ذرا بھی میل نرکھتے تھے چشم کور کی طرح سوکھے تھے کہ بیت مجمل اُس دشت سے صحراے محشر و جہنم سے زیادہ تر وہ بدتر ہے شہزادہ اُس منزل پر آفت کو طے کرتا بھوکا پیاسا چلا جاتا تھا سر کا پسینا پیر کو آتا تھا مالک خشناک دتر کو یہ یاد کرتا جاتا تھا تا اینکہ چند فرسخ کے بعد اُس دشت سے گذر ہوا اور سامنے ایک پہاڑی نظر آئی قریب اُسکے ایک کوٹھری بنی پائی سامنے کوٹھری کے ایک اژدہا بیٹھا تھا منھ اُسکا مثل قعر بلاخیز کے کھلا تھا اژدر سے کچھ دو پٹکا ایک درخت بلند درختان عالم سے ارجمند مثل سرو آزاد غلام اس نونہال ریاض صاحبقرانی کا بنا ہوا بصد ادب ایک پانون سے بے رنگ دربانان استادہ تھا اور اُسکی ایک شاخ مین کمان لٹکی اور دو تیر بھی کمان سے بندھے تھے شہزادہ نے یہ ماجرا دیکھکر دل سے تصور کیا کہ شاید اسی کمان سے اس اژدر کی قضا ہے یہ سوچ کر آگے بڑھا اور دست حق پرست جانب کمان دراز فرمایا کمان پر قبضہ کرنا چاہا فوراً ایک تڑاقا ہوا اور آواز آئی کہ ہان ہان اے اجل رسیدہ کیا کرتا ہے شہزادہ نے پھر کر جو دیکھا اُس کوٹھری کا دروازہ کھلا پایا اور زن پریفن حسینہ جمیلہ کو ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے دیکھا اور ایک مشعل کو اُسکے ہاتھ مین روشن پایا حسن اُسکا بہ از نور مہر انور ہے فروغ رخسار سے کوٹھری بُرج قمر ہے داقعی برج حمل مین داخل خورشید منور ہے بلکہ مشعل آفتاب رشک سے اُسکے حسن جہانتاب کے جلتی ہے قمر کی رنگت اُسی سے کہان ملتی ہے داقعی عجب حسن دلربا ہے یہ نقشہ نظم

موسیٰ بھی غش ہون دیکھ کے جلوہ حضور کا　　رخسار آتشین ہین کہ شعلہ ہے طور کا　　مانی سے کب کھنچیگا سراپا حضور کا
پتلا بنایا صانع قدرت نے نور کا　　دست حنائی پنجۂ مرجان سے بڑھ گیا　　شاک بازو دینہ ہوتا ہے شاخ بلور کا

وہ غنچہ دہن کمان ابرو شہزادہ سے مسکرا کر گویا ہوئی کہ صاحب پرائے مال پر ہاتھ دوڑانا اچھا نہین وادی پر آفت مین قدم دھرنا عاقل کو روا نہین مین آپ کی دوست ہون میرے پاس تشریف لائیے اس کرسی پر بیٹھیے مین

آپکو منزل مقصد پر پہونچا دینگی خاطرداری بدل کردونگی شہزادہ اُس زنِ پُرفن کی باتین سُنکر سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی
شعبدۂ طلسمی ہے یہ سمجھ کر بجواب ان کلمات کے اُس عورت سے کہا کہ ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہہ کر پھر تیغ اپنا جانب
کمان بڑھایا اُس ناوک مژگان نے کہا خبردار کمان نہ چھونا اے شخص متیز اسے آفت نہ ہونا میرا کہا مان یہان آ
اس کرسی پر جلوہ گری فرما شہزادے نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا اور جانب کمان رخ کیا پھر وہ چلائی کہ اے
نشانۂ تیر اجل جلد اس کمان کے لینے سے گوشہ گیر ہو اور تجھے پتہ نہین ہے میرے پاس آ کرسی پر بیٹھ جا شہزادے
نے دل سے شورہ کیا کہ یہ عورت بار بار مجکو بلاتی ہے ضرور کچھ اسمین فتور ہے اب وہ تمکو بلاتی ہے تو تم اُسکو اپنے پاس بلاؤ جیسا
وہ سوال کرے ویسا ہی جواب دو بس یہ تجویز کرکے جب اسنے اُنکو طلب کیا اُنھون نے کہا آپ ہی تشریف لائیے وہ
عورت کرسی پر سے اُٹھی شہزادہ سوچا کہ جیسے ہی یہ باہر نکلے ایک ہاتھ تلوار کا لگانا چاہیے اس کے حُسن کی خوبی پر نہ آنا چاہیے
کیونکہ شاید طلسمی قاعدہ یہ مقرر ہوگا کہ آنے والے کو کرسی پر بٹھاتے ہونگے پس اس عورت کے باہر آنے سے آئین طلسم
مین بھی فرق آئیگا نقص طلسم مین رخنہ پڑ جائیگا بنیاد فساد مٹے گی جو یہ کوٹھری سے نکلے گی یہ سوچ کر اُسکی جانب مخاطب
ہوا مگر وہ بھی دروازے تک آکر ٹھہر گئی اور پکاری کہ لے آئیے کچھ دور مین آئی کچھ دور آپ قدم رنجہ فرمائیے شہزادے
نے کہا واہ یہ ہونا ہی نہین جبتک آپ میرے پاس نہ آئیے گا میرا آنا دشوار ہے اے رونق قصر محبوبی مین تیرے
مکان عشرت کا مکین ہون تو مجکو پیشوائی کرکے لیجا باتین نہ بنا اُسنے ہنسکر کہا واہ یہ خوب بات ہے کہ اتنی دور سے تو
آپ چلے آئے یہان مجکو دیکھ کر پاؤن پھیلائے اب مین آؤن اور آپ کو گود مین اُٹھا کر لاؤن کیا آپ نام خدا سے
بچہ ہین اے صاحب آئیے باتین نہ بنائیے شہزادہ نے فرمایا کہ مجکو بھی ضد ہے جبتک تم باہر نہ آؤگی مین ہرگز نہ اندر آؤنگا
غرضکہ یہی تکرار اتنا دیر رہی آخرکار وہ زن ناچار پکار رہا باہر نکلی شہزادہ نے چاہا کہ دوڑ کر شمشیر لگاؤن پھر سوچا کہ شاید
یہ روئین بدن بزور سحر ہو تو وار خالی جائیگا پس گلا داب کر مار ڈالنا چاہیے یہ سوچکر تعریف کنان اُسکی جانب چلا اور قریب
پہونچ کر گردن اُسکی مضبوط پکڑ لی ہرچند وہ تڑپی مگر دست بلی سے نہ چھوٹی اور دو زانو بٹھا دی تو قریب تر اُس حجرہ کے تھی
ہی اُسی سے سر ٹکرا دیا کہ وہ تڑپ کر ہلاک ہو گئی شور و غوغا اُسکے مرنے سے بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا کو وہ جادو
کو اُسکے مرتے ہی اُس اژدہے کے پہلو سے ایک بچہ کوڑا لیے پیدا ہوا اور شہزادے کے وہ تازیانہ اس زور سے
مارا کہ ایسا صدمہ ضرب گرز کا بھی نہ پڑیگا اور وہ کوڑا مثل مار پیچان جسم شہزادے سے لپٹ گیا اور شہزادے کو
بھی لپیٹ کر لے گیا چشم عجائب بین اس سیاح طلسم کی تموّج ہوا سے بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی تو ایک شہر مین اپنے تئین
پایا نہ وہ حجرہ نہ وہ اژدر نہ وہ بچہ و تازیانہ کسی کا پتہ نہ تھا شہر مین آبادی بہت تھی عمارت ہر ایک پُر رفعت
و وسعت تھی گلی کوچے صاف سڑکین پختہ لبسان آئینہ شفاف قرینے بازارون کے بیچنے کے ہر جگہ سے بہتر اشیاے
نفیسہ و خوشتر ہر ایک عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر دوکاندار خوش و راست گفتار لین دین کا گرم بازار زینت کشور
روزگار وہ شہر سراسر خوبی دہر جو چیز چاہیے ہو وہان موجود اور ارزان نایاب سبھی اس ملک مین گران بیت

حسن مین وہ شہر پرستان تھا　　باغ رضوان بھی اُسپہ قربان تھا

یہ مشتری اشیاے غریب سیاح اقلیم عجیب سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا ایک سمت کو جاتا تھا کہ سامان سواری نظر آیا ہٹو بچو کا شور مچا نقیب بولتے بیادل دجوبدار عصاہاے جواہر کار ہاتھون مین لیے ادب سے اور تفاوت سے کہتے نمودار ہوے پھر سوارون کے پرے رسالے کے نوجوان سوار قوی تن شجاعت سے حفتہ مین بھرے خوبصورت خوبصورت پیادون کے پہرے گذر گئے بہر سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے عود و عنبر کے لوٹے طفلان ماہ طلعت لیے نکلے غرضکہ سامان باد بہاری اور جلوس سواری کا بنظر طوالت کلام بیان کیا ہو بعد نکلنے اسباب تزک و احتشام کے ایک تخت طاؤسی پہ بادشاہ پرشوکت وجاہ سوار چتر سر پر گردش مین تاج سر پر گوہر نگار مگس پرانی مین مصروف وزیر نامدار یہ سواری بصد جاہ و حشمت دار العمارۃ شہر کی جانب روانہ تھی شہزادہ بھی اسکے پیچھے پیچھے جاتا تھا یہانتک کہ ایوان شاہی اور کاخ سلطانی نظر آیا اور قصر پر ہزارہا عورتین قبول صورت و حسن کو استادہ پایا جب سواری وہان اُتری اندر سے اُس مشکوے خسروانی کے ایک عورت جوان حسین و طرحدار نکلی معلوم ہوا کہ مشرق ایوان سے مہر تابان حسن کی کرن پھوٹی کیا خوبی اُسکے جوبن کی بیان ہو کیونکہ عقل بشر اُسکا آئینہ رخسار دیکھکر حیران ہو سنبلستان شب اُسکے گیسوے پر پیچ و سیاہ کے سامنے کیون نہ پریشان ہو پیشانی انور اُسکی داغ وہ سیماے قمر گردش شمس کو خالی از علت نہین قربان ہو کہا ہے نظم

زلفین لہراتی نہین چاند سے رخسار پر
کیون نہ دشت کرین رم کہ چکائے ہین ہرن
غمزہ ہے ستم غضب عشوہ ابرو آفت

اُچھلی اک طرح شیر یہ ہین دو ناگن
سیطرف رُخ کرین وہ ناوک مژگان پر راز
صین فتنہ نگہ گرم قیامت چتون

چشم فتان سے نہ کیون آنکھ چرائے نرگس
دل مشبک ہون کلیجے مین پڑین سوراخ

لباس و زیور سے آراستہ کئی سو نازنین گرد و پیش اہتمام کنان خلعت حسن سے پیراستہ قریب بادشاہ آکر اُس دلبر نے تعظیم دی اور مسکرا کر ہاتھ مین ہاتھ تھام کر اندر مکان کے لیچلی شہزادہ بھی ہمراہ سب کے داخل قصر مذکور ہوا وہان دیکھا تو کئی درجے اُس قصر مین تعمیر ہین اور کئی ہزار آدمی اُسمین اسیر ہین زار و نالے کر رہے ہین شدت اسیری سے مر رہے ہین کوئی اُنمین بادشاہ زادہ ہے کوئی تاجر بچہ کوئی پسر وزیر ہے غرض جو ہے وہ مرنے پر آمادہ ہے دوسرے درجے مین اُس مکان کے فرش مکلف بچھا ہے مسند مغرق آراستہ ہے اُس مسند پر آکر وہ بادشاہ جلوہ گستر ہوا وہ نازنین پہلو مین بیٹھی پانچسو عورت دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی پانچسو زنگی اودی بنا ہوا باادب استادہ ہوا اُسوقت شہزادے کیطرف کچھ لوگون نے دیکھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شہریار زمین یہ جو سامنے حضور کے ہی بڑا چھپا دغاباز ہے کہ اسنے فقرے سے ملکہ کوہ جادو کو بلایا اور مار ڈالا وہ بیچاری اسکی خاطرداری کرتی تھی وہ کیا جانتی یہ مکار ہے اسکے دم مین آگئین وہ توفیل مست جادو وہان موجود تھے جو کمند مار کے اسکو پکڑ لائے ورنہ یہ قتل کرکے صاف نکلجاتا یہ تقریر سنکر بادشاہ نے کہا کہ سیر تو دیکھنا ہے کہ دیکھکر سحر تار شہزادہ نے دیکھا کہ اب میرے جسم مین بال کچھ دکھائی نہ دیتا تھا یا وہی کوڑا الیا ہوا ہے اب معلوم ہوا کہ اندر اُس ایوان کے مین آیا نہین آیا ہی کوڑا لایا ہو غرضکہ اک عورت نے بنا بر حکم شاہ تازیانہ جسم سے جدا کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کرسی جواہر نگار لاؤ عورتین کرسی لائین تعجب کر کے بادشاہ نے بخاطر تمام اُس کرسی پر بٹھایا اور کہا آپ تو زبردست خدا پرست مین کہ آپنے کوہ جادو کو مار ڈالا یہ سمجھ لیجیے کہ کوئی یہان سے آکر بچکے گیا نہین آپ کیون

اپنی جان دیتے ہین مال و اسباب کی طمع مین آفت مول لیتے ہین ابھی آپکا کیا سن ہے کیا زمانے مین آپ نے دیکھا کیا کھایا کیا
پیا جو زندگی دوبھر ہوئی جینے سے جی گھبرایا یہان آتے کچھ خوف نہ آیا اب بھی کچھ گیا نہین جسکو آپنے قتل کیا خیر کیا یہان سے
چلے جائیے شہزادہ نے فرمایا کہ آپ اپنا اسم مبارک تو بتلائیے میرے تو بڑے شفیق آپ نکلے فرمانا بجا ہے حضور کا
مگر میرے باپ دادا تو سودائی ہین ویسی ہی جھک مجکو بھی ہے جو کہا وہ کہا جو کیا وہ کیا اُس بادشاہ نے کہا اے تورج
آپ ان قیدیون کو بھی دیکھ چکے یا نہین یہ سب شاہ و شہریار زادے اسی طمع مین تباہی طلسم کی آئے تھے اب گرفتار بحیات
رہین گے یہی حال آپکا بھی ہوگا آیندہ آپکو اختیار ہے یہ ام تمھارے ہی واسطے ہے کہ اجازت پھر جانے کی ملتی ہے ورنہ جو کوئی
یہان آیا تا دور قیامت یہین رہا شہزادے نے کہا بجا ارشاد ہوا لیکن میرا آنا آپ دور قیامت سمجھیے اب یہ انشاء اللہ یہان
نہ رہین گے اور آپنے اپنا نام نہ بتایا اب بتلائیے تو کہ آپ رفیق و اُلفت جتانے والے میرے حال پر ترس کھانے والے کیا
نام رکھتے ہین اُسنے کہا مجکو **الوان جادو** کہتے ہین اور آپ مجھپر طنز کرکے ہنستے ہین خیر تقدیر تمھاری جب شامت آتی ہے
تو ایسا ہی ہوتا ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے شہزادے نے تیغ کھینچکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سحر پڑھا کہ انکے ہاتھ پاؤن کا دم
نکلگیا گر پڑے اُسوقت فرمایا کہ تم لوگ اسی بات پہ بڑا گھمنڈ رکھتے ہو اور بڑے دغاباز ہو ایسی نامردی مین نے کسی قوم
مین نہین دیکھی اور مجکو جو سمجھایا تھا تو اکیلے مین لیجا کر سمجھایا ہوتا کہ کہا مان لیتا یہان سب کے سامنے اپنے ارادے سے باز آنا
اپنے تئین نامرد کہلانا تھا افسوس کہ حسرت میرے دل کی دل ہی مین رہی **الوان** نے یہ کلمے جو سُنے سمجھا کہ بیشک
یہ خدا پرست صاحبان غیرت سے ہین انکو تنہائی مین فہمائش کرنا تھا مجمع کثیر مین ناحق کہا یہ سوچکر سامنے شاہزادے کے
ہاتھ باندھے کہ بیشک مجھسے خطا ہوئی آپ معاف فرمائین اور مین حضور کے مرتبہ سے آگاہ نہ تھا اب آپکو لشکر مین آپکے
پہونچائے دیتا ہون شہزادے نے فرمایا آپ کی مہربانی اُسنے سحر اُتار لیا مگر دل سے اپنے مشورہ کیا کہ نام طلسم کشا کا
تو طلسم مین مشہور ہی ہے جیسے ہو ویسے **تورج** اسکو مار ہی ڈالنا چاہیے ادھر تو یہ سوچ کر کچھ سکوت پذیر ہوا اُس طرف شہزادے
نے قصد کیا کہ اسکو الگ لیجا کر مار ڈالیے مگر اُسکو شہزادے کی خوشامد کرنا منظور تھی کہ یہ اُسکو فریب تو دیکا تھا ہی بس
اُسنے ملازمون کو حکم دیا کہ آپکو کھانا کھلاؤ وہ سب طعام لذیذ سامنے لائے شہزادے نے خشک میوہ کچھ کھایا پھر
اُسنے کہا کہ اے شہزادے آپ علیحدہ چلیے کہ مجکو کچھ عرض کرنا ہے شہزادہ یہ سُنکر اُٹھا اور وہ ہمراہ ہوا اُس قصر کے
ایک گوشے کی طرف دونون چلے شہزادے کے ہاتھ مین رومال تھا اُسکو ہلاتا ہوا اس طرح کہ جیسے کوئی بازی کرتا
چلتا ہے روانہ ہوا اور ایک مقام پر وہ رومال اُسکی گردن مین ڈال کر جھٹکا مارا کہ وہ گرا شہزادے نے ایک پاؤن
اُسکا اپنے پاؤن کے نیچے رکھا اور دوسرا پاؤن ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مارکر مثل کرپاس اُسکو چیر ڈالا یہ حال جو وہان نوکر
تھے اُنھون نے دیکھا تیغے اور لٹھ پکڑ کر آگرے ادھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ادھر لٹھ شہزادے پر پڑنے لگا اُسنے بھی
تیغ آبدار نیام انتقام سے لیا اور قتل کرنا شروع کیا لاش پر لاش گرنے لگی اُس قصر مین اجل کی بادشاہت تھی
رقص بسمل ہوتا تھا ہرکارے روح کے ملک فنا کی خبر لینے کو بھیجے جاتے تھے ضرب گرز شہزادے سے جہنم مین بھیجے
جاتے تھے شاہ اجل فتاح طلسم جسد و جان کو گوشہ قبر مین سمجھانے کے لیے جاتا تھا نقشہ تھا کہ **نظم**

یکے داشت در سر ہوائے گریز یکے مرگ را از خدا خواستہ	یکے چارہ جو از دم تیغ تیز یکے بود بے پا و بے سر یکے	یکے راز پیکان جگر کاستہ یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے

آخر کار فوج جو ہمراہ سواری الوان نابکار آئی تھی وہ اندر قصر کے آئی اور کمندین شہزادہ پر ہر سمت سے پڑنے لگین شہزادہ اُلجھ کر گرا سب ٹوٹ پڑے اور اسیر کر لیا پھر قید سخت مین گرفتار کر کے وہان سے لیچلے شہر مین ایک غل عظیم برپا ہوا ہر ایک شخص تماشائی تھا غرضکہ اس قلعے کے متصل اور ایک قلعہ تھا وہان شہزادے کو لائے وہ قلعہ بھی بہت آباد تھا جو شخص تھا وہ دلشاد تھا بر سبیل اختصار یہ کہ شہزادہ کو وہان کے ایوان شاہی مین لائے دیکھا کہ تخت شاہی پہ ایک بادشاہ بصد حشمت و جاہ بیٹھا ہے ارکین سلطنت کا مجمع ہے کرسی و دنگل سے قصر شاہی سجا ہے نام اس بادشاہ کا **کفل شاہ** ہے فی الجملہ شہزادہ جب سامنے اُسکے پہونچا اُسنے سب سے پوچھا کہ یہی شخص فتاح طلسم بنکر آیا ہے ہر ایک نے کہا جی بجا ہے یہی فتح طلسم کو آیا ہے **کفل** شاہ مخاطب شہزادہ کی جانب ہوا اور کہا اے **نبیرۂ حمزہ** کیا تجکو آج کے دن کی خبر نہ تھی اب بتا کہ کس حال سے تجکو قتل کرون **تورج** نے جواب دیا کہ تم لوگ بڑے نامرد ہو تمھاری غیرت جاتی رہی ہے ارے نامرد ازلی و ابدی بہادر بہادر کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہین جیسا تونے کیا کہ از روے بلوہ کے مجکو گرفتار کرایا اُسنے کہا اے شہزادے یہ فوج سحر بھی جانتی تھی لیکن تلوار سے اسلیے لڑی کہ تم نامرد ہمکو نہ سمجھو اب اگر تم کو یہ خیال ہے کہ وہ بہت تھے مین تنہا تھا تو اسکا بھی انتظام ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اگر تمکو بقوت بازو کوئی زیر کرے تو اطاعت اُسکی کروگے شہزادے نے فرمایا کہ اطاعت کرنا کیسی غلامی کرینگے یہ سننا تھا کہ اُسنے حکم دیا بلاؤ ہمارے پہلوان دوران کو بمجرد حکم لوگ گئے اور ایک پہلوان کو اپنے ساتھ لیکر آئے شہزادہ کیوان جاہ نے دیکھا کہ ایک زنگی ناپاک صورت کریہہ منظر در حقیقت ہے کہ بمقتضاے **ابیات**

مہیب و سیاہ نامرد و سخت دل شکم فربہ از لقمہ ہاے حرام	زناپاکی ابلیس از دے خجل	سرش خالی از عقل پر از احتشام

ایک زنجیر آہنی کمر سے باندھے چیٹ لنگوٹ کسے خم بجاتا چڑھے بیٹھتا سامنے آیا بادشاہ نے شہزادے کو کمندون سے کھلوایا اکھاڑا درست کرا دیا دونون اکھاڑے مین کودے خم بجا کر سرگرم تلاش ہوے یہ لڑ رہے تھے کہ در بارگاہ پر غل مچا اور ملازمون نے آکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین سب کی نگاہ یہ خبر سنکر جانب در لگی اور ایک زن سیمین بدن غنچہ دہن اندر دار العمارہ کے آئی حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تنویر معشوقی کے ہزارون دنگل جیتے ہوے سیکڑون زور آوران سر پنجۂ عشق کو چت کیے ہوے بہت شہ زور اُسکے عشق مین لنگوٹ باندھ کر فقیر ہو گئے لاکھون نے جی ہار دیے طاق ابرو مین اُسکے پہلوانان کشور عاشقی اپنا دل چڑھاتے ناز و غمزہ دل کے اکھاڑے مین پانون جماتے زلف کو اُسکی بہت سے پیچ یاد چشم فتان بیک اشارہ چت کر دینے مین اُستاد تیر مژگان کے توڑ خدا کی پناہ شمس و قمر کا رخسارون سے جوڑ کہان ہو سکتا کہ **ابیات**

کان کی بجلی سے ناخن بجگر ہے مہ نو شوخی سے دیدۂ نرگس کیطرف چشمک ہے	خرمن ماہ پہ بالا ہے بلا برق فگن رخ روشن مین ہے خورشید درخشان کا فروغ	ناز سے سوے گل تر بہ تھا رفتن ردکش خط شعاعی ہے دوپٹے کی کرن

دُرِ دندان ہین دیا موتیے کی کلیان ہین | لب ہین برگ گل تر غنچۂ گل تنگ دہن

پس وہ شہریار خوبی اکھاڑے کے قریب آکر ٹھہری اور سیر کشتی لڑنے کی دیکھنے لگی شہزادہ کی صورت پر جب نظر پڑی دل اُسکا کشتی نکل گیا زلف کے پیچ مین آگئی بنظر حسرت جانب شہزادے کے دیکھتی اور دانون گھات اُسکے ملنے کے لیے سوچتی تھی اور وہ پہلوان جو کشتی لڑ رہا تھا بظاہر پہلوان تھا اور بباطن ساحر زبردست تھا سحر کرتا جاتا تھا اور لڑتا جاتا تھا پس ایک مقام پر شہزادے کو ریل ریلا اور ایک نازنین سے آنکھ ملا کر گویا ہوا کہ دیکھیے مین حمزہ کے پوتے کو ریلے لیے جاتا ہون اور وہ حمزہ کہ جسنے دیو دشمن دون ہزار دست کو مارا یہ میراہی مرتبہ ہے کہ اُسکے پوتے کو ریل ریلا ہون وہ نازنین از بسکہ عاشق ہو چکی تھی سمجھی کہ شہزادہ زیر ہو جائیگا یہ سمجھکر اُس پہلوان نے جب فخر کیا بجواب کلمات تفاخر اُسنے کہا کہ اے پہلوان یہ شہزادہ اسوجہ سے پیچھے ہٹتا آتا ہی کہ یہ کہتا ہو مین آج نہ لڑونگا مجکو چھوڑ دے مین کل مقابلہ کرونگا پہلوان نے یہ سُنکر شہزادے سے پوچھا کہ کیون یہ نازنین جو کہتی ہو سچ ہی شہزادہ انکار کیا چاہتا تھا کہ اُس پری پیکر نے منع باشارہ کیا شہزادے نے کہا کہ ہان مین آج خستہ و شکستہ چلا آتا ہون بیشک کل لڑونگا پہلوان نے یہ سُنکر چھوڑ دیا اور چلا گیا بادشاہ نے اُس ایوان شاہی مین شہزادۂ توسیج کے لیئے ایک کمرہ رہنے کو خالی کرایا اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا مسند لگائی پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی شہزادہ مذکور اُس کمرہ مین آکر تشریف فرما ہوا جب آفتاب عالم افروز ایوان فلک سے مغرب کے کمرے مین جاکر آرام گیر ہوا اور عالم ضیائے ماہ سے پرتنویر ہوا نظم

بسر اوقات کی لڑ بھڑ کے دن بھر | چھپایا مہر نے جب روئے انور
ہوا تاریک عالم چھپ گئی راہ | اُٹھی ظلمت کی آندھی ایسی ناگاہ

بادشاہ یعنی کفل شاہ اور تمام حاضران دربار اُس ایوان سے اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر گئے شہزادہ اُس کمرہ مین تنہا بیٹھا رہا جب برنگ زلف جانان شاہد شب نے بھی مانگ نکالی یعنی آدھی رات آئی زمین تھرائی اور شق ہو گئی وہی گلبدن رشک چمن سبزہ نما زمین سے پھوٹی شہزادہ یہ سرزمین پر از عجائبات و طلسمات جانتا تھا اُسکے نکلتے ہی دست بقبضہ ہوا کہ شاید کوئی اور شاخسانہ نکلا اُس گل باغ خوبی نے ہنسکر کہا کہ اے میان ہوش مین آؤ اپنے حسن پر اتنا نہ اتراؤ دیکھو مین وہی تمھاری خیر خواہ ہون جسنے کشتی لڑنے سے منع کیا تھا مین سخت ناچار تھی میرا دل تم پر آگیا تھا خیر تمھین آفت سے چھڑا دیا اب کچھ پروا نہین بندی کو ستی تو چھپائی نہین ہی جو کسی کی ٹیڑھی نگاہ دیکھے اچھا صاحب تم خوش ہو ہم جاتے ہین شہزادے نے اپنے دل سے کہا بیشک اس سے کچھ مطلب نکل آئیگا محبت جتانا چاہیے یہ تجویز کر کے اُٹھا اور وہ جانے نہ پائی تھی کہ اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے غنچہ دہن تیرے منہ پھلا لینے سے میرا دل خون کر دیا اور طائر روح کو صیاد بے مہری نے تڑپایا مخمس

یہ کہ عاشقون مین محبت کہان ہے | صدا ایک سی اُن کی اُلفت کہان ہی
تجھے ویسے لوگون سے صحبت کہان ہی | ترے پاس عاشق کی عزت کہان ہی
تجھے بے مروت مروت کہان ہے

اُس غیرت گلزار نے ہاتھ پکڑنے سے شہزادے کے گلے مین باہین ڈال دین اور کہا اے بیوفا مخمس

گر چاہ عیب سمجھے ہو اچھا نہ چاہیے
یہ حق منصفی سے تو گذرا نہ چاہیے
ہمکو بھی آپکی نہین پروا نہ چاہیے
جو چاہے آپکو تو اُسے کیا نہ چاہیے
انصاف کر کہ چاہیے اب یا نہ چاہیے

یہ کہکر مسند پر آکر بیٹھی وہ عجب وقت خوش تھا کہ خانہ خالی از اغیار پہلو مین محبوب گلعذار گیا اُس جلسۂ عشرت انگیز کا بیان کیا جائے اُس معشوقہ عاشق خصال کا اُلفت جتانا کبھی بگڑنا کبھی منت کرنا گاہے اٹھلانا پھر مسکرانا اور شرمانا اس نفرے سے کوئی آنجائے ڈر کر پہلو سے سرک جانا شہزادے کا چھیڑنا اُسکا باتین سُنانا فرط خوف سے کبھی دوئی کرکے لپٹ جانا کبھی اقرار وصل کرنا اور کبھی مکر جانا غرضکہ اسی اختلاط و انبساط مین وہ زمانہ قریب آیا کرناہٹ شب نے آغوش و مہر سے کنارہ کرنا چاہا اُسوقت اُس معشوقہ صادقہ نے شہزادے سے رخصت طلب کی اور بروقت جانے کے ایک انگوٹھی اُس شہزادۂ ثانی سلیمان کو دی اور کہا یہ اُس پہلوان دیو صورت عفریت خصال کے باندھ لینے کی سند ہے یہ خاتم ساحری کے پہننے کی ہے آپ پہن لیجیے اُس پہلوان کو اُٹھا لیجیے گا اور جب اُسکو اُٹھا لیجیے گا تو زمین پر نہ ماریے گا اُس بادشاہ یعنی کفل شاہ کے تخت پر پٹک دیجئے گا فوراً آگ جسم شاہ مین لگے گی تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب جلین گے اور اس آتش مین سے سبز لوح جگر باندھ کر پیدا ہو گی اور اندر سے لوح کے نقشہ سا ظاہر ہو گا وہ گڑھا نہین چاہ سبز ہے اُس مین آپ کود جائیے گا وہی راہ طلسم کی ہے اور یہ مقام جہان آپ بیٹھے ہین حوالی طلسم ہے ابھی تک آپکو اندر طلسم کے جانا نصیب نہین ہوا یہ سب ساحر جو مارے گئے وابستہ طلسم نہ تھے ورنہ بغیر کسی تحفہ طلسم کے ہلاک نہ ہوتے پس اُس چاہ سبز مین جب آپ کود جائیے گا تو ایک بیابان مین آپکا گذر ہو گا وہان ایک درخت سے مین بندھی کھڑی ہونگی مجکو کھول لیجیگا خبردار بھول نہ جائیے گا نہین بہت پچھتائیے گا شہزادے نے فرمایا کہ اے نازنین مین تجکو یہان کا مالک کردونگا افسوس! تو ان باتین آخر شب ہوئی وقت مہاجرت قریب آیا سحر نے فراق کی منہ دکھایا نسیم سحر آہ سرد تھی شمع محفل غم سے زرد تھی وہ نازنین کہتی تھی کہ ابیات

کہ اتنی دیر کا آرام کیا تھا
دمِ رخصت قریب آیا ہے اے جان
بھر آئے آنکھ مین اُسکے بھی آنسو
جدائی ہے گلے سے میرے ملجا
رہے یہ حسنِ عالمتاب روشن
یہان پیدا کیا دل نے نہ پایا نہ
نہ وہ ساماں نہ وہ یاراں نہ وہ محفل

فقط اک رنج دینا مدعا تھا
جگر پر داغ فرقت لے چلے ہم
کہ ہوتا تھا جدا پیاری رو
مرے ہمدم مرے پیارے مری جان
الٰہی تا کہ ہے دنیا کا گلشن
اُڑ لے جلوہ ہائے صبح نے ہوش
بجز چند آہ یا کچھ حسرت دل

سو حاصل ہو چکا لو حق نگہبان
اسی کی میہمانی تھی یہ کچھ دم
اُٹھی وہ نازنین بولی ادھر آ
چلے ہم اے خدا تیرا نگہبان
ہوئی یہ کہہ کے وہ ظالم روانہ
بڑھین بیتابیان گھٹنے لگے ہوش

صبح ہوتے ہی نقارہ دربار کا بجا کفل شاہ تخت پر آکر بیٹھا پہلوان نے آکر اکھاڑے مین خم مارا اور پکارا کہ وہ مسلمان کہان ہے آئے میرے سامنے شہزادہ مسلح ہو کر کمرے سے نکلا اور سامنے آتے ہی لپٹ پڑا محبھر کشتی انگلی انگشتری کی وجہ سے کچھ مکر پہلوان کا نہ چلا

اور اُسنے کمر مین ہاتھ دیکر اُسکو اُٹھاکر قریب بادشاہ ہونچکے دے پٹکا آئین نیرنگ طلسم ہی تھا کہ تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب مین آگ لگی ایک سنگدل تو دوسرا آئین بدن تھا رگڑ کھاتے ہی شعلۂ آتش نے نکلکر سوختہ کیا اور وہ آگ ایسی بڑھی کہ ایوان شاہی سب جلکر اندھیرا ہوگیا پھر جو دیکھا تو ملک وقلعہ کچھ نہین ہے وہی جنگل در پہاڑی ہے جہان کوٹھری مین عورت مشعل لیے بیٹھی تھی اور وہ جنگل بھی جل رہا ہے شہزادے نے ہر سمت غور کرکے دیکھا تو ایک مقام پر شعلۂ آتش جلکہ باندھے تھا اور سبز لو اُٹھ رہی تھی بس یہ دیکھتے ہی شہزادہ قریب اُسکے گیا اور دونون پانون جماکر بسم اللہ کہہ کر کودا دیکھا تو واقعی مین کنوئین مین جا رہا اور آواز غرغرکی سُنائی دی پھر سلطان ویجان چلا اور اُس صدمے سے بیہوش ہوگیا

داستان طاق چشم سپر بھائی کا افراسیاب کے مقابلہ مہرخ مین آکر الٹے جانا اور افراسیاب کا غصہ کرکے خود لشکر کشی کرنا مہرخ پر اور آجانا صنعت سحر ساز کا بروقت مقابلہ اور سمجھا کر شاہ کو پھیر لے جانا پھر آپ مقابلہ کرکے شکست دینا لشکر مہرخ کو اور سرداران لشکر کو اسیر بلائے سحر کرنا اور آنا عمرو کا مع ماہی پریزاد طلسم نور افشان سے اور شکست دینا ملکہ صنعت کو اور جنگ عظیم ہونا اور پھر بلا لینا کوکب کا عمرو کو اپنے طلسم مین اور تدبیر جنگ کرنا المولفہ

غصہ ترا ساقیا بُرا ہے
تیور ہین کچھ اور ڈھنگ سا ہین اور
شیشہ کا بھی دل بھرا ہوا ہے
کب انہین بھری ہے بادۂ تیز
گردن جو صراحی کج ہے کرتی
کھسیانے ہوے ہین جام ہنسی مین
ہو وقت غضب جو چہرے کا حال
گلزار کی بھی ہوا ہے کچھ اور
نہرون مین ہے آب خجلت رو
کھسیانا ہے گل جو ہنس رہا ہے
غصہ سے ہے سرو بھی اکڑتا
افروختہ ہے برنگ دشمن
گو سوسن حسد وہ زبان ہے دیکی

میخوار ترا تڑپ رہا ہے
میخانہ مین ہی غضب کا وہ جوش
کف غیظ مین منھ سے بہ رہا ہے
گردن نہین عجز سے جھکاتے
رندون سے ہوئی ہے آج ٹیڑھی
قلقل کی نہین صدا ہے دیتی
منھ رندون کا نشہ سے ہے یون لال
ساقی کی نگاہ کیا پھری ہے
فوارون کے یہ رہے ہین آنسو
غصہ سے چنار جل رہا ہے
سنبل مین غضب کا بل ہے پڑتا
غنچے ہین چمن مین یون چٹکتے
شہرت سے زبان ہے ہاتھ بھرکی

ہے واہ کچھ آج رنگ ہین اور
غصہ سے ہین رند سارے بیہوش
ہین جوش غضب سے جام لبریز
شیشے ہین سرکشی دکھاتے
بڑاتے ہین رند میکشی مین
ٹراتی ہے رند سے صراحی
میخانہ مین جو غضب کے ہین طور
باغ دنیا مین بیکلی ہے
غنچون نے بھی منھ پھولا لیا ہے
مرجان کف دست مل رہا ہے
سُرخی سے گلون کی سارا گلشن
جیسے دشمن چٹاک کے بولے
پھولون کا چراغ جل رہا ہے

گلشن سارا چراغ پا ہے | مہندی کے بھی تلوون سے لگی ہے | نرگس آنکھین نکالتی ہے
گل اس طرح ہین چمن مین پھولے | دیدے کوئی جس طرح نکالے | ہم تم تو ہم ہین ساقیا ایک
رہتے ہین شریک ہر بد و نیک | خطِ ساغر کا ہے سبق یاد | ہم دونون کا ایک ہی ہے استاد
ہم کو لڑنے سے واسطہ کیا | ہم سے ساقی بگاڑنا کیا | طاق نسیان پہ غیظ کو دھر
لا جلد پلا دے بھر کے ساغر | احسان کرنے مین تو بھی ہے طاق | مہمان نوازی مین ہے مشتاق
نشہ میرا ابھی کم ہوا ہے | غصہ دل مین مرے بھرا ہے | کر دیر نہ ساقیا خدا را
دے منھ سے مرے لگا پیالا | وہ جام پلا کہ بات رہ جائے | میرا اور تیرا ساتھ رہ جائے
اے جاہ لکن چنین شکایت | مے نوش و نویس این حکایت | بزم آرایان قصہ افسونگری و انجمن

پیرایان فسانۂ ساحری۔ مہمانان کاشانۂ ظفر و احتشام و میزبانان مشاد سے کلام نصرت انجام بادہ پُرجوش سخن کو میکدۂ کلام سے اس طرح مول لیتے ہین اور بسان ساغر شکستہ دلی نشۂ غرور کو یون شکست دیتے ہین کہ جب **حسام** ناکام و بد انجام ہاتھ سے **برق** عیار ذی احتشام کے مارا گیا لاش اُس بدمعاش کی ملازم اُسکے اُٹھا کر نالان و گریان جانب **طاق** حشم بے ایمان روانہ ہوے اور سامنے پہونچکر حال قتل حسام معرض بیان مین لائے۔ العیاذ باللہ حال سنتے ہی اُس ناری پر وہ غصہ طاری ہوا کہ آتش غضب کے جوش سے انگارون پر لوٹا اور دود بد دماغی دماغ کے پار نکل گیا پس اُسی وقت نفیر سحر کو دم دیا ایک لاکھ بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر طائران سحر پر سوار ہوے **طاق** بھی سامان سحر سازی ہمراہ لیکر اژدر پر سوار ہوا خلاصہ یہ کہ بطمطراق کروفر سے لسبان موج ہوا لشکر نکبت قرین لیکر روان ہوا اُس طرف شاہ طلسم نے بھی جو کی کے پہونچنے سے ساحر روانہ کیے تھے وہ ساحر پھر کر گئے اور حال ہلاکت ساحر مذکور شاہ سے عرض کیا بادشاہ کو بھی بڑا صدمہ ہوا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ بیر بھائی میرا آتا ہے یہ خبر سُنکر **حیرت** کو اُسنے نامہ لکھا کہ اے ملکہ جسکو مین مدت سے طلب کرتا تھا وہ اب آتا ہے خبردار کوئی دقیقہ اُسکی تعظیم و خاطر داری مین فروگذاشت نہ کرنا یہ نامہ جب **ملکہ** مذکورہ کو پہونچا اُسنے ملکہ **شکوہ زرین قبا** و **شہاب جادو** و گیسوے بن **شہاب** وغیرہ کو کئی منزل آگے استقبال کے لیے بھیجا اور آپ بھی کنارے تک لشکر کے آئی اُس طرف سے وہ مسافر بیدائے ضلالت بعد قطع مسافت راہ قریب سرداران ملکہ پہونچا راہ مین ملاقات ہوئی ہر ایک سے وہ ملا اور بغلگیر ہوا پھر کنارے لشکر کے آکر **حیرت** سے ملاقی ہوا اور کہا بھابھی صاحبہ آپنے کیون میرے لیے تکلیف فرمائی یہ کہکر بسبب اسکے کہ ملکہ شہزادی کل **طلسم** کی ہے اسنے نذر دی ملکہ اسکو بعظمت تمام بارگاہ مین لائی خلعت دیا مقام بہتر پر بٹھایا لشکر اُسکا اترا اب ایک سمت لشکر **مصور** کا ہے ایک جانب لشکر **حیرت** کا پڑا ہے تیسری سمت کو لشکر اسکا اترا سامنے **مہرخ** کی فوج اُتری ہوئی اس ربع مسکون مین چار طرف فوج ہی فوج تھی کثرت لشکر سے زمین دہلتی تھی فلک چکر مین تھا مریخ کی طبیعت گھبرائی تھی غرضکہ جب یہ داخل بارگاہ ہوا **مصور جادو** بھی اسکی ملاقات کو جادو خانہ سے اُٹھکر آیا یہ بنا بر تعظیم شہزادہ اُٹھا اور اُسکے قدم پر گرا اُسنے گلے لگا لیا اسنے کہا کہ ہمارے مذہب مین آپکے

قدم آنکھون سے لگا نا بڑا ثواب ہے اُس خرس نے بھی اُسکی تعریف کر کے دعا دی سب بعیش و عشرت بیٹھے ساقی و مغنی حاضر ہوئے جام مے گردش مین آیا جلسۂ نشاط گرم ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کر کے اپنے لشکر کی راہ لی اور خدمت ملکہ مہرخ مین آکر بصد ادب نیائش کنان آنا طاق چشم کا بیان کیا اور کہا اس نابکار کے ہمراہ جو فوج آئی ہے اُنکے ماتھے پر ایک ستارہ لگا ہے کہ مثل کوکب تابندہ کے چمکتا ہے۔ یہ عرض کر کے جاسوس تو چلے گئے لیکن مہرخ نے برائے طمانیت قلب سرداران فرمایا کہ یہ موڑی کاٹا طاق جو آیا ہے تو ہمارا کیا کریگا جب پھڑوا اُستاد اُسکا کچھ نہ کر سکا تو اُسکی کیا حقیقت ہے یہ لاف زنی کر رہی تھی کہ ملکہ بہار نے کہا اے ملکہ عالم آج آپ بہت تیز در معلوم ہوتی ہین ملکہ نے کہا مدت سے مشتاق جنگ بھی ہم سب ہین خیر اب سمجھ لینگے لیکن اے بہار تم کیا کچھ طاق سے کم ہو بہار نے بھی اُسوقت جوش مین آکر کہا کہ اگر آپ فرمائین تو موا دہین بارگاہ مین اپنی دیوانہ ہو کر نکلے چلنے لگے یہ کلمہ زبان بہار سے سنکر سردارون کو ایسا اطمینان حاصل ہوا کہ ہر ایک اپنی بڑائی کرنے لگا سرخمود طاؤس و نافرمان وغیرہ سب نے کہا کہ ایسے گوے موئے کے مارینگے کہ یاد ہی تو کریگا اسی تقریر مین برق وغیرہ عیار آگئے اور کہا ہمکو حکم ہو تو جا کر اُسکا کام تمام کر دین بہار نے جواب دیا کہ اے برق ابتو میرے منہ سے نکلگیا ہے کہ مین اُسکو تنکے چنواؤنگی۔ پس اسکے باپ یعنی اُستاد کو تمنے مارا وہ تمہارا حصہ تھا یہ میرا ہے جب مین نہون تو تمکو اختیار ہے یہ کہکر اپنی جگہ سے اُٹھی اور ملکہ مہرخ سے کہا آپ بھی آیئے مجکو کچھ مشورہ کرنا ہے ملکہ مذکور بھی اُٹھ کر علیحدہ صحنچی مین آئی وہان بحر سخن روان کیا کہ یہ ساحر واقعی بڑا زبردست ہے کیا تدبیر اسکی نسبت سوچی ہے مہرخ نے جواب دیا کہ ایک دن مین دربار افراسیاب مین حاضر تھی اور بادشاہ مجھ سے بہت راضی تھا تو اُسنے ایک ناریل مجکو دیا اور کہا اس ناریل کو اگر پہاڑ پر مارو تو دریا پہاڑ سے پیدا ہوگا اُس بحر کا پانی اگر سامری بھی پی لین تو دیوانہ ہو جائین پس اے ملکہ حسین کی تم نانی ہو یہ ناریل اپنے پاس رکھو کہ ساکنان طلسم تمسے کمتر رہین مین نے وہ ناریل تسلیم کر کے لے لیا وہی میرے پاس آج تک ہے میرا ارادہ جنگ حسام مین اُس سے کام لینے کا تھا فی الجملہ اب اُسی سے کام لونگی یہ سنکر بہار نے کہا بہتر ہے ایک سحر مجکو بھی بادشاہ طلسم نے بتایا ہے تم اُس ناریل سے کام لو مین سحر کرون دیکھون کہ خدا کیا دکھاتا ہے یہ مشورہ کر کے پھر آکر تخت پر مہرخ جلوہ گر ہوئی اس عرصہ مین صنعت گر دہر نے طاق نیلی رواق سپہر سے آئینہ مہر اُٹھا کر طاقچۂ مغرب مین رکھا چشم خورشید کور ہوئی سواد ظلمت شب کا سرمہ چشم ماہ مین لگا فلک طاق چشم بنا کہ

بموجب ابیات

ہوئی کور جب چشم مہر فلک ستارون مین ظاہر ہوئی جب چمک
بڑھا دیدۂ نجم مین بسکہ نور ہوا نور کا چشم مہ مین ظہور

شام کو پہلے تو حیرت نے خاصہ طلب کیا دسترخوان شاہانہ آراستہ ہوا اسنے مع طاق چشم کھانا زہر مار کیا بعد فراغ اکل و شرب جلسۂ میخواری گرم رہا اُسوقت حالت مستی مین طاق چشم نے کہا کہ پھر بھابھی جان دیر کیون کیجیے کہ طبل جنگ بجے ملکہ نے کہا بہتر آپ لڑنے کو تو آئے ہی ہین اُسنے کہا مجکو ایک گھڑی بھر اس جنگ مین گذریگی زیادہ دیر نہ کرنا پڑیگی کہ سب کو غارت کر دونگا کس لیے کہ میرے ساتھ

جتنی فوج ہو سب ستارہ پیشانی اور روئین تن ہو یہ فوج نہ کسی کے مارے مرے گی نہ کاٹے کٹے گی ملکہ نے کہا اسمین کیا شک ہے آپ ایسے ہی ہین یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی ہرکارون نے جا کر صبح ہمایون مہرخ مین یہ خبر پہونچائی ملکہ موصوفہ نے بھی قرنائے جنگی کو پھونکا ادھر بھی تیاری آغاز ہوئی لیکن بہار نے چپکے سے کہا اے ملکہ مہرخ لشکر کے آراستہ کرنے سے کیا مطلب ہی تمکو جو سحر کہ تیار کرنا ہو وہ تنہائی کا ہے مہرخ نے یہ سنکر افسران لشکر کو اپنے طلب کرکے حکم دیا کہ تم سب فوج کو اپنے طور پر تیار رکھو میدان مین لیجانے کا قصد نہ کرنا ہم کچھ دیر کے لیے دو کوس تک لشکر سے جا نکلینگے اور تھوڑے ہی عرصہ مین پھر آئین گے جسدم تم دیکھنا کہ ہمپر وقت صعب ہے اُسوقت تم فوج لیکر آنا اور اعانت کرنا افسر لشکر یہ حکم سُنکر گئے اور کاربند حکم مذکور ہوے دکھلانیکی راہ سے تیاری اسباب سحر ہونے لگی کہ حریف ہوشیار نہ ہو جائے ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا کیا بیرون کا غل رہا جھنڈے کھڑے کیے گئے بھیٹین چڑھائی گئین ہتھیار صیقل ہوے باجے پلٹنون مین بجتے رہے جب بحر فلک مین ستارے ڈوبنے لگے اور زلف لیلائے شب تا بزانو پہونچی یعنی پچھلی رات رہی مہرخ اور بہار سوار ہوکر طاؤس پر لشکر سے چلین اور دو کوس پر لشکر سے ایک پہاڑ تھا اُس کے قریب آکر ٹھہرین مہرخ نے وہی ناریل جسکا ذکر ادپر ہو چکا جھولی سے نکالا اور کچھ اور افسون پڑھکر پہاڑ کے درے پر مارا فوراً پانی درۂ کوہ سے جاری ہوا اور سب گھاٹیون سے پانی بہنے لگا لمحہ بھر مین اُس آب نے وہ طغیانی کی کہ پہاڑ سے تا بلشکر حیرت مثل دریائے زخار کے موج زن ہوا ایک جانب لشکر حیرت تھا اور ایک طرف لشکر مہرخ بیچ مین یہ دریا لہرا رہا تھا اور پانی اُس بحر سحر کا ایسا شیرین دسرو تھا کہ جسے شیرین بھی ایسی شیرین نہ ہوگی کار فرہاد کوہکن بھی اُس ناریل کے سامنے گرد تھا موجین اُسکی رفتار معشوق کو شرماتین گردش فلک کو اپنی نیرنجی پر غیرت دلاتین آب گوہر کی آبرو مقابل اُسکی صفا کے جگر غیرت مین ڈوبی تھی ہر موج مصفا و پاکیزہ خاطر دلون کے ارادہ کی لہر تھی بلکہ رخسار شاہد محبوبی تھی بحر اخضر چرخ گردش کرتا تھا نہین نہین اُسی پر صدقے ہوتا تھا عکس فلک نیلوفری اُسمین پڑا تھا اور ستارہ ہائے چرخ کا اُسمین چمکنا معلوم ہوتا تھا کہ گلہائے نیلوفر کا تختہ کھلا تھا جسکو دیکھکر کنول دل کا کھلتا لہرین پیچ در پیچ تھین رد بر دجھکے زلف جانان کی پیچ کھاتین چشمۂ قمر سامنے اُسکے شرم سے عرق شبنم مین غرق ہو جائے چشمۂ مہر انکو غیرت سے اُسی مین ڈوبا نظر آئے اُسی کو دیکھکے آتش رشک سے جلا کرے زبان پائے تو اُف اُف کیا کرے سچ ہے کہ

ابیات

چودھوین تاریخ اک ابر تنک سا تھا جو رات وہ ڈوپٹا بادلے کا ساجو لہرایا کیا	ہم لب دریا عجائب سیر مین دیکھا کیا یون لگا معلوم ہوتی ہین یہ دو دریان ہم	جھیل مین سے چاند نہانا اُسیر برق کا ایک نے سایہ کہ گویا دوسرے پر تھا کیا

اُس بحر سحر کے کنارے اپنے لشکر کی طرف یہ تلازم ساحری اور دہ یم خوبی یعنی مہرخ و بہار آکر ٹھہرین اور خوش عقیدہ بہار نے سحر پڑھکر دم کیا کہ کنارے دریا کے چھوٹی چھوٹی کیاریان جواہر کے پھولدار درختون کی نمودار ہوئین اُسوقت عجب بہار تھی کہ جو خوشہ تھا وہ پروین پرن کو شرماتا تھا جو پھول تھا وہ تارا فلک اخضر کا نظر آتا تھا خسرو بہار کا فیض جاری تھا زنگل سے گنج بادآورد لٹ رہا تھا قرب صبح کا وقت قریب تھا تو سجود مین تھے شاخین رکوع مین تخل قیام قعود مین تھو دانہ آئے

اثمار کی تسبیح موظفان چمن لیئے تھے مسجان گلشن دست چنار بہر دعائے فتح وظفر ملکہ بہار اُٹھائے تھے شفق کنارے
بجہرکے پھولی تھی یا پھولی ہوئی ساؤنی تھی دوش شاہد ارض پر شالی رومال پڑا اگر کثرت سے گلون کے چار باغ کا تھا کہ **اشعار**

صبا کو حکم ہے فصل بہار آتی ہی
پری کی طرح نکالے سحاب نے پر و بال
نہین حباب عیان عکس آتش گل ہی
اودبے مروحہ جنبان ہی موج باد شمال

چمن سے نکہت گل جائے بہر استقبال
ہی رشک سینۂ شہباز ابر سی رخ چرخ
یہ بڑھ گئے ہین لب جویبار سے تجال
ہی جوش سبزۂ گل سے یہ رنگ پست و بلند

گلون سے صحن گلستان ہی رشک عارض حور
خجل کن دم طاؤس ہین گلون سی خیال
ہی خواب ناز مین سبزہ چمن کے دامن پر
کہ خاک دشت ہی سرسبز خرد مین جبال

اُس چمنستان مین ایک چبوترہ بادریہ دونون بہار باغ سحر بصد ادا و زیبائش مسند بچھا کر جلوہ گستر ہوئین اُس وقت ملکہ بہار کا حسن خزان بخش گلرخان غیرت دہ گلشن حسن معشوقان تھا زلفین اُسکی یون لہراتی تھین کہ بحر حسن مین موجین آتی تھین پیشانی کی شکن بحر نور مین مردم آبی غوطہ زن نہین عیسی غواص چشمۂ حیوان ابرو کے روبرو فخر اطاق حسن کیا طاقت جو سر اپنا اُٹھائے کمان لب سوفار سے یا صاحب قاب قوسین جلائے ادا دلی خطاب پائے مژہ سبزہ گلزار خوبی کو پامال کرے تیر کو شل معشوق چٹکیون مین اُڑلے چشم فتان فلک شعبدہ بازی کی استاد ہزارون کرشمے اُسکو یاد گردش چشم گردش چرخ جلاد سرمہ دنبالہ دار لگا ہوا فتنہ پردازی کی حد پر خط کھنچا ہوا کہ اس سے بڑھکر کوئی کرشمہ ساز نہوگا ہر ایک غمزہ اُنکا جانستان نظر ترحم مسیحائے مرگ عاشقان بینی بام حسن کی نردبان بلکہ الف وہ جو ہمزہ وصل کہلاتا ہی یا بامین آفتاب دماہ لکھا جاتا ہے رخسار ہر چند کہ بحر نور سکر تاثیر مین ابر چشمۂ حیوان لذت بوسہ جان بخش عاشقان دہن تنگ کو کس سے مثال دون لازم ہی کہ کچھ نہ کہون بالکل بے نشان۔ **نظم**

ذکر گنجائش خندہ نہین تنگی کے سبب
کرتا ہون مطلع رنگین و مضامین روشن
سرمۂ دیدۂ بینش ہی سواد گیسو
چاہ نخشب مین ہی گویا مہ مقنع روشن
شمع روشن کا شعلہ ہی رخ دیدہ زلف
حلقۂ طوق مرصع نہین زیب گردن

غنچہ سان جبین تبسم سے ہی لبریز دہن
عرق شرم مین تر ہین درخوش آب عدن
نور عینین بصیرت ہی بیاض گردن
رنگ پان پھوٹ نکلتا ہی صفائی دیکھو
آنکھین بادام ہین لب پستہ ہی اور سیب ذقن

وصف آب در دندان و لب لعلین کے
آتش رشک سے انگار ہی ہر لعل یمن
جلوہ گر کنج زنخدان مین نہین اختر خال
مے گلگون کی گلابی ہی وہ گوری گردن
خرمن ماہ مین ہی دانہ انجم کی بہار

بس اس صورت سے یہ عجوبۂ روزگار یار گلعذار طرحدار کی صورت بنکر مع مہرخ نامور جیب زینت طراز مسند بصد ادا ہو چلی۔ گفتگوے اُلفت و محبت کرنے لگی مہرخ سے کہا آؤ بہن صبح قریب ہے ایک بازی چوسر کی کھیلین مہرخ بولی کہ اچھا تو ہو منگاؤ اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ اُس گلستان روح پرور سے ایک زن رشک چمن غنچہ دہن چوسر لیے اُنکے سامنے آئی اور روبرو اُن کے بچھا کر آپ سر پر کھڑے ہو کر رومال جھلنے لگی یہ دونون چوسر کھیلنے لگین اب بساط فلک نردین کو اکب کی چلتی تھین زمین پر یہ چوسر بچھی تھی طاق چشم سے لڑنے کو تین کانے ہوئے تھے بلکہ چھکے اور پوبارہ تھے اس عرصہ مین سلطرہ شب نے خسرو روز سے بازی ہاری نردین انجم کی کنگئین خورشید اُلٹے پاسے جانب مشرق پھرا اور بساط فلک پر نمودار ہوا ننگ نور قمر بدرنگ ہوا کواکب سب گیارہ دو تیرہ ہوئے **نظم**

ظلمت شب ہجر کی گم نور رخ ماہرویون کا	یاسمن زار مین جس رنگ سے ہو برگ سوسن
بسکہ زندان جگر سوختہ ہر تر دامن	زاہد خشک کے تقوی کا خدا حافظ ہے

صبحدم سحر بہار رنگین بہار سے اُس دریاے سحر مین عجب کیفیت پیدا ہوئی کہ تیلہاے سحر گاذر نیلگر کپڑے دہلونے لگے چھو اچھو کی صدا بلند ہوئی بگلے قرقرے قازین مرغابیان سرخاب کنارے کنارے پھرنے لگے بن ڈبیان غوطے مارنے لگین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتین بطین خوش فعلیان کرتین لشکر مین نوبت جو بجتی اُسکی گھنگور دل کو بے آرام کرتی حجر خاطر کو بلور دیتی مندرون مین قلعہاے طلسمی کے گھنٹے بجتے لشکر اسلام سے آواز موذن کے اللہ اکبر کہنے کی آتی خفتگان خواب غفلت کو جگاتی چمن مین مور چنگھاڑتے صحرا مین جانور نعرے مارتے مرغان دشت چہچہاتے پپیہے کوئل صدائین مستانہ سُناتے شفق سے در و دشت سرخ تھا قباے عالم ارغوانی سورج کی کرن پھوٹتی تارون کی آبرو ڈوبتی فوجون مین صبح کی وردی بجتی فرمان لشکر اُٹھ کر اپنے اپنے کام مین مصروف ہوتے کوئی برلے رفع حاجت جاتا کوئی اشنان گیان دھیان کی فکر کرتا کوئی مصلے پر بیٹھا سجدۂ خالق لیل و نہار مین سر جھکاتا غرضکہ ہنگام سحر طاق حشیم بداختر جاگا ستارہ بخت سویا ایسا ان نزول بساط خواب سے اُٹھا اور قتل مہرخ کے داؤن گھات مین اسباب سحر سے درست ہوکر آیا نفیر سحر بجی ایک لاکھ بارہ ہزار رویٔین تن ستارہ پیشانی تیار ہوا طاق پہلے فوج کو روک کر حیرت پاس گیا وہ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ اسنے جاکر کہا بھابھی جان مین میرے بھائی شاہ طلسم کے جان کی قسم تم تکلیف میدان مین جانے کی نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو ناچ دیکھو مین دم بھر مین سب کے سر کاٹے لاتا ہون سامری کی قسم میرا کہنا تم نہ مانوگی تو مجھکو بڑا ملال ہوگا ملکہ مذکور اُسکی خاطر سے رُکی اور بارگاہ مین بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگی کچھ فوج تیار رہی کچھنے کمر کھول ڈالی ادھر لشکر مہرخ بھی بموجب حکم اپنے پڑاؤ پر مسلح و مکمل ہوکر ٹھہرا اور منتظر وقت کا ہوا اس طرف سے یہ سرکش حیرت کو ٹھہرا کر ملا فوج کا انبوہ ساتھ وردی فوج کی نیلی تھی ساحرون کے ماتھے پر ستارے چمکتے تھے سب پرا باندھ کر جو چلے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ فلک بیداد گر بہر ستمگری گردش پذیر ہوا ہے یا رات نے دن پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا ہے ساحرون کے ستارون کے نیچے قشقے کھنچے تھے ستارے دُنبالہ دار فلک ظلم پر نکلے تھے یا کرۂ نار سے شرار جستہ ہوکر جانب کرۂ زمہریر پر چلے تھے دیکھیے کیا حوادث پیدا ہون گے فی الجملہ ساحر با ضبط اُڑاتے توگل اور ررال کے شعلہ چمکاتے جانب خیمہ گاہ جاتے تھے کہ ہرکارے اور جاسوس لشکر خبر لائے مہرخ نے آج وادی گاہ مین ایک دریا بزور سحر جاری کیا ہے اور آپ دو کوس پرے اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر ایک باغ مین بیٹھی ہے اور جوسر کھیل رہی ہے طاق حشیم یہ خبر سنکر ہنسا اور گویا ہوا کہ اے واہ کیا میرے روکنے کو دریا بنایا ہے کیا مین اس دریا کے پار نجا سکونگا یہ کہکر اپنے افسران لشکر سے کہا کہ دریا کو بزور سحر اُڑا کر طے کرین یا پیر کر جائین سب نے کہا حضور دریا مین چلکر کودے اور اسکو بزور سحر مٹاتے ہوئے اُس نکاتہ پاس چلیے اور سر کاٹ لیجیے وہ بڑھیا عورت ہم جوانون کا کیا مقابلہ کریگی اسکو بھی غرور از حد تھا یہی مشورہ پسند آیا اور اژدر اڑا کر قریب ساحل پہونچا وہان دریا کی کیفیت جو کچھ بیان ہوئی اسکو نظر آئی بے اختیار ہوا کہ سواری پرسے اترا سب فوج اسکے ساتھ پیادہ ہوئی اور دامن گردان پانی مین اُترا کچھ آگے بڑھا تھا کہ پانی کی لطافت دیکھکر اور سردی اسکی معلوم کرکے دل پر قابو نہ رہا

اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہے تھوڑا سا پانی پینا چاہیے سب نے کہا یہی ہمارا بھی جی چاہتا ہے آپ پئیں تو ہم سب بھی سیراب ہوں فوراً دونوں ہاتھ سے چلو میں پانی لیا اور خوب سیر ہو کر پیا سحر نے فرصت نہ دی نالے کرنیکی نوبت آئی مہرخ کے چھینٹوں میں آ گیا وہ گرمی سب ٹھنڈی ہوئی سرد مہری نسبت مہرخ کے کرتی تھی اب محبت میں گرم ہوا ادھر اسکے لشکر نے بھی پانی پیکر آبرو اپنی دہی دریا کا باطل کرنا کیسا براہ راست پانی سمجھا کر کل لشکر پار اترا اور طاق حشیم سبکو ٹھہرا کر آگے بڑھا اس گلشن سحر میں کہ جو مذکور ہو چکا اس غارتگر جان یعنی بہار کو ہمراہ مہرخ دلستان چوسر کھیلتے پایا بے ساختہ اندر چمنستان کے قدم زن ہوا یہ نہ سمجھا کہ ع اس باغ کی اور ہی ہوا ہے بلبل سر چمن میں جیسے ہی قدم رکھا مہرخ نے کہا ہیں بہار اٹھو حریف آ پہونچا بہار نے کہا ہیں آنے دو ایک بازی تو اور کھیل لو یہ کہکر اسکی جانب آنکھ ملا کر کہا کہ اے طاق حشیم ہم ایک بازی اور کھیلیں یہ نقد ہوش و حواس ہار چکا تھا بے تامل عرض پیرا ہوا کہ اے نیرنگ باز حسن میں تیرا غلام بے دام ہوں بھلا میری مجال ہے جو تجھکو کھیلنے سے منع کروں لے جانی بیست

یہ چوسر کی بازی جواب کھیلئے : میری جان کا داؤں بد دیجیے :

جب اسکو ان قماربازان جادوگری نے لڑنے میں کچا پایا بیٹھکر بازی کھیلنا شروع کیا اور مہرخ نے کہا داؤں ہے بہار نے کہا قبول ہے مہرخ نے کہا کس برتے پر قبول ہے جو کچھ تمہارے پاس تھا رات سے اسوقت تک ہار گئی ہو اب تم دوگی کہاں سے بہار نے کہا ابھی تو میری بہن حسرت موجود ہے بھائی میرا یعنی بہنوئی شاہ طلسم ہے میرے دینے کی بھلی کہی تم کھیلو تو تم جی ہار سے دیتی ہو مہرخ نے کہا ہیں پر تمہارا زور کیا ہے اگر ایسے ہی تمکو دعوے ہیں تو بہن کی جان بد دو مگر اس شرط سے کہ پہلے اسکو قید کر لو جب ہارو تو فوراً سر کاٹ دو اسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر سر اٹھایا اور طاق حشیم سے کہا بھلا میرے صاحب میں تمہاری کون ہوں اسنے اس پوچھنے سے دل میں خیال کیا کہ اگر کہونگا میں عاشق ہوں تو یہ کیگی سر کاٹ دے پس تو کہہ کہ میں تیرا بھائی ہوں چنانچہ یہی اسنے کہا کہ اے ملکہ تم میری بہن ہو مجھ سے اسکے سوا کچھ واسطہ نہیں پھر اولاد آدم سب بھائی بہن ہیں جب کچھ اور تعلق ہوگا اسوقت یہ رشتہ بتانا نازیبا ہوگا موصوفہ نے ہنسکر کہا کہ میری طبیعت بھی تمھیں پیار کرتی ہے اب میں ششدر و پیچ میں ہوں کہ تمہاری جان کی بازی میں کیونکر بدوں اسنے جواب دیا کہ میں غلام ہوں جو حکم ہو وہ بجا لاؤں اسنے کہا کہ میری حقیقی بہن حسرت مجھسے یعنی بہار کی جو مرادی کا سر کاٹ لاؤ یا زندہ اسیر کر لاؤ تم بھی زندہ رہو اور میں چوسر بھی کھیلوں موجب ع بہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ۔ یہ حکم سنکر اسکو بہت خوشی ہوئی وہاں سے اٹھکر کہا خمسہ

جو عشق باز ہیں وہ رہ دین پہ آ چلے
واعظ برب کعبہ نجھے ہم جتا چلے
سر بازی وفا میں دیا گھر لٹا چلے
جو دل قمار خانے میں بت سے لگا چلے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چلے

اے طاق اگر بازیگر نیرنگ حسن سے جفت ہونا چاہتا ہے تو حکم برداری میں اسکی تین پانچ نکر چوسر کیطرح بچھ جا جو تیرے بچا لا اپنا رنگ جما نہیں لیسان نرد گھر بہ گھر مارا مارا پھریگا مدت سے بعد تقدیر کا پانسا پلٹا ہے اس کے وصل کے داؤں گھات میں بادشاہ طلسم رہتا ہے مگر بازی نہیں لیجاتا یہ دن تجھکو نصیب ہوا ہے کہ اسنے تیری

محبت کا اقرار کیا ہے پس بجواب حکم ملکہ مذکور عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ مین ابھی جاتا ہون حیرت کو پکڑ کر لاتا ہون وہ بیٹھی ناچ دیکھ رہی ہے ملکہ نے کہا ہان بھائی جلدی لاؤ میرا داؤن لگا ہوا ہے یہ اسی وقت پھر ا اور اپنے لشکر کے پاس آکر کہا کہ تم میرے شریک ہو یا شاہ طلسم کے سب نے عرض کی کہ ہم بادشاہ کو کیا جانین مالک ہمارے آپ ہین یہ سب اسوجہ سے اقرار اطاعت پذیر ہوے کہ پانی بحر سحر کا پی چکے تھے چنانچہ سب سے اقرار لیکر اسنے کہا کہ مین حیرت کو اسیر کرنے جاتا ہون تم سب جلکر اسکے لشکر پر حملہ آور ہو ہر ایک نے سمعنا و اطعنا کہا یہ اُلٹے پاؤن وہان سے پھر ا اور دریا سے اُتر کر تمام لشکر حیرت آیا جو فوج کہ وہان مسلح تھی اُسنے بھی اسکو آتے دیکھکر نہ روکا کس لیے کہ سب کو معلوم ہے یہ طرفدار شاہ طلسم ہے پس اُسنے آتے ہی ناچ تیغ مارنا شروع کیے خیمون اور بارگاہون مین آگ لگی فوج مین غلغلہ ہوا ہلچل پڑ گئی جو فوج کہ غافل تھی وہ پامال و قتل ہونے لگی جو تیار تھی وہ لڑنے لگی یہ سب رویین تن اور ستارہ پیشانی ہین کسی کا حربہ ان پر اثر کرتا ہے نہ جادو دیکھیے کام دیتا ہے پھر تو جو مجھے کوئی نہ مارے تو مین تمام دنیا کو قتل کر ڈالون ان سب نے اُس لشکر کو زیر تیغ رکھ دیا خون کا دریا بہا دیا ملکہ حیرت کی بارگاہ بھی طنابین کٹنے سے گری ملکہ مذکور گھبرا کر باہر نکلی اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی جملہ سردار سوار ہو کر لڑنے لگے مگر عیاذا باللہ لاش پہ لاش گر رہی تھی نرد بازار اجل نے جانون کی بازی بدی تھی سر چوسر کی طرح بچھ گئے تھے مقتولون کے سر گوٹین معلوم ہوتی تھین حیرت بازی ہار گئی تھی سحر کی آگ لگی تھی جان پر بنی تھی تلوار چل رہی تھی یہ آفت برپا تھی کہ **ابیات**

بیلے تیر باران بکردند سخت | چو باد خزان بر جہد بر درخت | تو گفتی ہوا پر کرگس شدست
زمین از پے پیل اطلس شدست | نہ بُد ہیچ پرندہ را جایگاہ | ز تیر و ز گرز و دلیران سپاہ
درخشیدن تیغ الماس گون | بکردار آتش بگرد اندرون | تو گفتی زمین روے زنگی شدست
ستارہ دل مرد جنگی شدست | ز بس نیزہ و گرز و شمشیر تیز | برآمد ہمی از جہان رستخیز
ز دشمن بسے نامور کشتہ شد | زمانہ ہمی بر بدی گشتہ شد

جب فوج حیرت نے یہ ماجرا دیکھا کہ ان ستارہ پیشانی مین کوئی نہین مارا جاتا ہے بس جی چھوٹ گیا بھگدڑ پڑی بہت دریا مین گر کر ساحل مرگ سے ہمکنار ہوے بہت سے آتش سحر مین جلے کچھ جان سلامت لیگئے حیرت بھی اُفتان و خیزان جانب دریاے خونبار دوان بھاگی اور طاق پیچھے دوڑا اور للکارا کہ لینا اسی لڑادی کو جانے نہ دینا بڑا عرصہ ہوا مجھکو لڑتے ہوے ایسا نہو کہ ملکہ بہار بازی ہار گئی ہون فوج اسکی اُسکا للکارنا سُنکر چار سمت سے گھٹا کیطرح گھر آئی ملکہ حیرت گھر گئی قریب تھا کہ پکڑ جاے لیکن ساحرہ زبردست ہے لڑنے لگی اور بچنے لگی کبھی ضرب سحر کی کرتی اور کبھی زمین مین سما جاتی کبھی پشت کی طرف لشکر کے نکلتی جب فوج ادھر دوڑتی یہ اپنی صورت کی پتلی بزور سحر چھوڑ کر آپ غائب ہو جاتی اور پھر ظاہر ہو کر حملہ کرتی اسی طرح یہ تو اس آفت مین پڑی ہے لیکن افراسیاب نے جب سُنا تھا کہ طاق خشم لڑنے گیا ہے تو اسنے پتلے پانچ سات مقرر کیے تھے کہ خبر اس لڑائی کی مجکو پہونچاتے رہین اُن پتلون نے جو یہ لڑائی دیکھی دوڑے ہوے گئے شاہ جادوان باغ سیب مین ناچ دیکھ رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اب خبر فتح آتی ہو گی کہ یکایک پتلے جاکر

پہونچے اور پکارے کر اے بادشاہ غضب ہوا طاق چشم مارے ڈالتا ہے شاہ نے کہا پھر وہ قتل کو تو گیا تھا ہی تیلون نے کہا ملکہ حیرت قتل ہوا چاہتی ہین شاہ نے کہا ارے خوشی مین ایسا گھبرا ئے کہ مہرخ کا نام نہین لیتے الٹی کہتے ہو تیلون نے کہا اے شہریار ہم سچ کہتے ہین مہرخ نے اسطرح دریا پیدا کر کے اور بہار نے باغ لگا کر چوسر کھیلکر اس طرح کا ہنگامہ ڈالدیا جملہ ماجرا مفصل بیان کیا شاہ کو بھی ناریل مہرخ کو دینا اور بہار کو سحر بتانا یاد آیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ارے بڑا غضب کیا ان دونون نے ہائے افسوس میرا لشکر میرے ہی ہاتھ سے قتل کرایا ایک لاکھ بارہ ہزار روئین تن مارا جائیگا اگر مین جا کر انکو نہ قتل کرون تو وہ سب کو مار ڈالین گے یہ سحر اُنپر جو کیا گیا ہے رد اسکا ممکن نہین اگر مہرخ کی نواسی کو مین بادشاہ نہ بناتا تو یہ روز بد نہ دیکھتا کہ میرا ہی سحر لوگ مجھی پر ختم ہوتا ہے یہ کہہ کر اپنے مقام پر سے کڑ کڑا کر اڑا اور طلسم کے ایک جنگل مین آ کر گرا وہان بالکل اندھیرا تھا اسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اُس تاریکی مین سے بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر گرا اور زمین سے بارہ ہزار پتلا روئین تن نکلا وہ ستارے اُن پتلون کی پیشانی پر چمکے جبین شاہد سحر پر افشان لگی اُن پتلون کو اپنے ساتھ لیکر ایک طرف کو چلا اور اُسی جنگل مین ایک مقام پر چند گنبد بنے تھے کہ ہر ایک سنگ سیاہ کا تھا اُنمین سے ایک گنبد کو وا کیا وہان ایک پتلا پتھر کا کرسی پر ناریل ہاتھ مین لیے بیٹھا تھا اسنے اُس پتلے سے کہا کہ یہ ناریل اور کلید قلعہ طلسم مجکو دے کہ جنگ عظیم درپیش ہے پتلے نے ہنس کہا کیون دیوانہ ہوا ہے کہین فوج طلسمی لیجا کر لڑوانے کا قصد نہ کرنا اگر وہ فوج کام آئی تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کرے گا اسنے پتلے سے کہا اسوقت مجکو فہمائش نہ کر جو مین کہتا ہون وہ بجا لا پتلے نے ناچار اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکال کر اسکو دیا اور وہ جو ہاتھ مین لیے تھا حوالے کیا یہ وہ دونون اشیا لیکر وہان سے چلا وہ بارہ ہزار پتلا روئین تن ساتھ تھا بس بعجلت تمام لشکر حیرت مین آیا حیرت پر وقت تنگ تھا بھاگ بھاگ کر اپنی جان بچا رہی تھی کہ اسنے آتے ہی کچھ سحر پڑھکر پھونکا آسمان کی طرف سے ایک لاکھ بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر اُن ستارہ پیشانیون کے ماتھے پر گرا جو ملکہ کو ر گھیرے ہوئے تھے گویا وہ شیطان رجیم تھے کہ تیر شہاب اُن پر پڑے چنانچہ ستارے ماتھے پر گرتے ہی مثل دیو آتشبازی کے وہ سب چھوٹنے لگے اور خاکستر ہو گئے انکے جلنے سے دو دھنجے پیدا ہو کر طاق چشم کو اُٹھا کر علیحدہ لے گئے شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو دوڑ کر گود مین اُٹھا لیا دیکھا تو بہت مضطر و سراسیمہ ہے دوپٹا سر سے گر گیا ہے سُرمہ آنکھون کا بہا ہوا ہے رنگ زرد دل مین قلق ماتھے پر خوف سے پسینہ دشوار جینا سکتے کا سا ڈھنگ غم سے زرد رنگ تھرتھر کانپتی ہوئی لڑنے سے ہانپتی ہوئی زلفین ہوا سے اُڑتین بال پریشان نہایت حیران تھی بادشاہ رومال سے پسینا پوچھتا گلے سے لگائے بارگاہ مین آیا اُسکو تخت پر بٹھایا جب وہ آفت ستارہ پیشانیون کی ہٹی سرداران فوج جو بھاگ گئے تھے مصور و صورت نگار و گیسوے بن شہاب وغیرہ سب حاضر خدمت ہو کر آداب بجا لائے بادشاہ نے سراچہ ہائے بارگاہ و خیمہ وغیرہ کہ پامال ہو گئے تھے درست کرائے چار لاکھ ساحر میدان مین مرا پڑا تھا اُنکی لاشین اُٹھوا کر میدان پاک و صاف کرایا اور آپ اُٹھ کر قریب اُس دریا کے جو سحر مہرخ سے پیدا ہوا تھا گیا اور وہ ناریل جو پتلے سے مانگ کر لایا ہے اُس بحر پر مار کر پکارا کہ جہان سے آیا ہے وہین جا دریا غرا کر پہاڑ کی طرف جا کر غائب ہو گیا چمنستان بہار خزان رسیدہ ہوئے یعنی جلکر غائب ہو گئے مہرخ

وبہار سحر کی جو سر کھیل کر بعد مسحور کرنے لشکر دشمن کے اپنے لشکر کو جو مسلح وقت کا منتظر تھا ہمراہ لیکر ایک مقام پر پھری تباہی و بربادی افواج حیرت دیکھ رہی تھین جب بادشاہ نے آکر وہ دریا مٹایا یہ دونون پھر کر داخل بارگاہ ہوئین مگر لشکر کو اسوقت حکم دیا کہ کمر نہ کھولے سب تیار رہے ایسا نہو کہ شاہ طلسم فوج بھیجکر بدلا لے لشکر حسب الحکم تیار رہا اور یہ بادشاہ کے سامنے سے ٹل گئین بادشاہ بعد مٹانے دریاے سحر کے بارگاہ مین حیرت کے پاس آکر تخت پر بیٹھا اور بہت کچھ کلمات شفقت آیات اپنی بی بی سے براہ تسکین و دلداری کہکر حکم دیا کہ عیار بچیون کو بلواؤ ملازم گئے اور صرصر کو خیمہ سے بُلا لائے ہر چند کہ عیار بچیان کوہ و دشت مین پھرا کرتی ہین لیکن لشکر مین بھی انکے رہنے کا مقام مقرر ہے اسوقت برباد ہونے سے لشکر کے یہ بھاگ گئی تھین مگر شاہ کے آنے سے اپنے خیمہ مین آئین اور بیٹھی تھین کہ طلب کی گئین فی الجملہ جب صرصر سامنے آئی شاہ نے فرمایا کہ تو جا کر مہرخ وبہار سے میرا پیام دے کہ بادشاہ نے کہا ہے مین تمھارے مقابلہ مین طبل جنگ کیا بجواؤن تم کو اطلاع کرا دی کہ ہوشیار ہو جاؤ مین لڑنے آتا ہون جتنے سحر یاد ہون سب کرنا دیکھون تم کیسی جادوگرنیان ہو یہ پیام صرصر شاہ کا لیکر روانہ لشکر مہرخ نامور ہوئی اور بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ جنے جو طاق چشم کو اُٹھالے گئے تھے وہ اُسکو لیکر سامنے آئے بادشاہ نے پانی پر کچھ افسون پڑھکر چھینٹا اسکے منھ پر مارا وہ بیہوش تھا پانی پڑتے ہی ہوش مین آگیا دیکھا تو شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہے اسنے فرط حیا و خجالت سے سر جھکا لیا اور کہا اے بادشاہ اب بعد اُستاد آپ بجاے اُستاد ہین میری خطا کو معاف فرمایے بادشاہ نے فرمایا کہ تمھاری کوئی خطا نہین تم آپ مین نہ تھے مسحور بہ سحر تھے اور وہ سحر بھی میرا بنایا ہوا تھا نہین تو کیا جان و مجال کسی ساحر کی جو تم کو ذلیل و زبون کر سکے خیر انچہ گذشت گذشت اب تم ناچ دیکھو عیش کرو میرے لنگوٹیا یار ہو کسی طرح کا رنج دل پر نہ لاؤ اے بھائی ہمکو تو وہ دن یاد آتے ہین جب تم ہم اور کوکب و استاد ظلمانی وغیرہ مکتب خانہ مین جمع ہوتے تھے اور باہم دل لگی مذاق کرتے تھے اگر ہم تمھین بُرا کہتے تھے تو تم ہمکو گالی دیتے تھے کیون بھائی وہ یارانہ کا ادھا بدا ہوا بھی یاد ہے افسوس ہے بیت اے مصحفی مین رؤون کیا پچھلی صحبتون کو ٭ بن بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین ٭ تو اب ہم تم وہی ہین اور بادشاہ وقت ہین مگر بموجب ع وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی ٭ وہ یا مین اب کہان میسر یہ کہکر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے سامنے ناچ ہو فوراً ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسہ عشرت جما دور شراب ناب آغاز ہوا یہان تو یہ کیفیت ہی ادھر صرصر لشکر مہرخ کے قریب پہونچی لشکر سے ضرغام آتا تھا اُسنے یہ دیکھ کر پوچھا کہ اُستانی کہان چلین صرصر نے کہا اے ضرغام یہ وقت دل لگی کا نہین ہے شاہ طلسم بارادہ جنگ آیا ہے بارہ ہزار روئین تن پتلا ساتھ لایا ہے مجھکو یہ پیام دیکر بھیجا ہے ضرغام بھی یہ ماجرا سُنکر پریشان خاطر ہوا اور عیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین آیا عیارہ نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے کرسی بیٹھنے کو دی عیارہ نے پیام بادشاہ حرف بحرف ادا کیا مہرخ یہ پیام سنکر لرز گئی مگر دل مضبوط کر کے گویا ہوئی کہ میری جانب سے عرض کر دینا لونڈی کو قابل مقابلہ حضور بلند اقبال نہین لیکن جو مرضی مبارک مین خیال جدال سمایا ہے تو یہان بھی انکار بافضال ذوالجلال نہین خدا کی قدرت بہت بڑی ہے کیا عجب ہے جو ادھر سے بھی ہنگامہ جنگ کچھ کمی نہو اور یہ تو آپ سے

بھی سنا ہوگا کہ بیت پشہ دے نمرود کو فاحش شکست ؛ باد صرصرے ہو قوم عاد پست ؛ پھر غرور کرنا بالکل نازیبا ہے اے صرصر کہہ دینا کہ یہان بھی ہر ایک مشتاق جنگ بیٹھا ہے جو کچھ آپسے ہوسکے قصور کرنا اسمین نہین روا ہے صرصر یہ جواب پاکر وہان سے پھری اور مہرخ فرط خوف سے کانپنے لگی بہار نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ اے ملکہ مرنے سے ڈرنا کیا انسان کو نام رہ جانے کی کوشش چاہیے بات نہ جانے پائے جان بلا پش سے جائے دنیا سے آخر ایک روز جانا ہے پھر اسکا کیا پچھتانا ہے دیکھو بڑے بڑے شاہان ذی مرتبت زیر خاک جاکر مقیم ہوے آج اُنکا کون ذکر و تذکرہ کرتا ہے ہان جو اُنھون نے کارنامے کیے ہین اُنکا بیان ہوتا ہے اس بحر ہستی سے سب کو کنارہ کرنا ہے پھر گوہر نام نژاد ہاتھ سے کھو کر آبرو دینا کب زیادہ ہے نظم

بزاد و بسختی و ناکام زیست	بدان زیستن زار باید گریست	سرانجام خاکست بالین اوست
دریغ آن دل درای و آئین اوست	ہمہ مرگ راایم پیر و جوان	کہ مرگست چون شیر و ما آہوان
دل سنگ و سندان بترسد ز مرگ	رہائی نیابد از و بیخ و برگ	نماند اندر سرای سپنج
چہ بادشا و مانی چہ با درد و رنج	چو دانی کہ ناچار باید برفت	ہمان بہ کہ کارے بسازی بہ تخت

اس سمجھانے سے مہرخ بھی قوی دل ہوئی لشکر تو مسلح تھا ہی سرداروں کو ہمراہ لیکر سوار ہوکر جانب میدان بڑھی اسلیے کہ شاہ جادوان یکا یک سامنے آپڑے ہو ہاتھ پاؤن ہلانے کی بھی مہلت نہ ملے غرضکہ یہ تو سمت جنگاہ چلی اُدھر صرصر خدمت شاہ طلسم مین پہونچی اور جو کچھ جواب سُن کر گئی تھی لفظ بلفظ بیان کیا بادشاہ سنتے ہی آگ ہوگیا اور دھوئین کی طرح پیچ و تاب کھا کر اُٹھا اُسوقت چہرۂ شاہ سے وہ آثار غضب پیدا تھے کہ کوئی کچھ عرض نہ کرسکا اور بادشاہ دربارگاہ پر جب آیا کچھ افسون زبان پر لایا فرط غضب سے سارا جسم مثل آتش کے بھڑک اُٹھا چابک غضب ہاتھ مین لیا یعنی ایک بجلی تڑپتی ہوئی بجائے تازیانہ ہاتھ مین تھی تیوری چڑھی تھی تیغہ کمر مین خود بخود تڑپ رہا تھا اسی حالت مین صحرا کی طرف سے ہزارہا پرچھائیان گھوڑون کی پیدا ہوئین بادشاہ آگے بڑھا سردار اور ملکہ حیرت باادب پیچھے چلے آتے تھے کہ بادشاہ نے وہی ناسخ جو تیلے سے کلید قلعہ طلسم تک لایا ہے زمین پر مارا زمین شق ہوگئی اور پہلے ایک فیل زمین سے نکلا کہ فیل فلک بھی اُسکی ٹکر کا نہوگا پیشانی فیل کی رنگین تھی دانت اُسکے تھے کہ دو طرف جاری جوئے شیر تھی پشت پر اُسکے جھول زربفتی پڑی زنجیرون کی نقرئی و طلائی ہر ایک کڑی دانتون پر چڑھے جواہر کار سونے کے چڑھے ریشمی اور سوتی رسے بندھے گردن پر فیلبان لباس عمدہ پہنے بڑی آن بان سے بیٹھا تھا بھٹیان چارون ہاتھی کی ٹیکتی مست و کنجل تھا چلنے مین لسان سایہ سحاب و اشجار جنگل تھا نظم

خامۂ مشکین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت	زلف جانان کا جم و خم چشم عاشق کی تری	کان ایسے پلۂ میزان ہین جسمین تول لو
کشور زنگ و حبش کا مال خشکی و تری	وہ نہانے کو جو آترا شور دریا مین ہوا	مردم آبی کرین اب مشک کی سوداگری

اُس فیل گردون پیکر پر ایک ساحر مہیب صورت فیل تن سوار گلے مین اُسکے زرہ جواہر کار بازوؤن پر بھجی بند

باندھے گلے مین ناڑے ڈالے سر سے ماران سُرخ وسیاہ لپیٹے بیٹھا ایک علم خوک پیکر نشان لشکر کا ہاتھ مین تھا کہ اُس علم مین پھریرا سُرخ کئی سو گز کا ملیا بندھا تھا اور ستارے پھریرے مین بشکل کواکب درخشان تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک لباس سُرخ پہنے ہے طرفہ تماشا تھا گویا فلک کا رنگ سُرخ تھا شاید پیر گردون کو بھی غصہ آیا تھا اُسی سُرخی مین ستارون کا ہونا اوج لشکر اسلام دیکھ کر فلک کی آنکھ مین خون اُترا ہوا معلوم دیتا تھا پھریرا تو آسمان سُرخ تھا علم کے پنجہ پر ایک ماہتاب لگا تھا کہ ضیاے قمر فلک کو اپنی ضیا کے روبرو ماند بتاتا تھا پس وہ نشان لشکر زمین سے نکلکر ایک مقام پر ٹھہرا پیچھے اُسکے اور بہت سے ہاتھی زمین سے نکلے کہ پتر طلائی اور نقرئی نقارے لیے تھے اور ساحر چوبین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے یہ بھی ہمی نشان کے ہاتھی کے پیچھے ٹھہرے اُنکے بعد ہزارہا اژدہا آتش فشان شعلہ در دہان پیدا ہوا کہ اژدرون پر کاٹھے کھچے تھے اور ساحران اژدر صورت اُنپر سوار تھے ہاتھون مین اُنکے بجلی کے تازیانہ مار تھے منھ سے ہر ساحر کے آگ نکلتی تھی نتھنون سے سانس لیتے وقت چنگاری گرتی تھی تن اُنکے لباس جنار شرر بار ترسول نیسول برق کردار سنبھالے پیچھے فیل نشان کے آکر صف کشیدہ ہوئے پھر اور ساحرون کے پرے زمین سے نکلے کہ طاؤس اور عقاب اور سیمرغ اور بوتیمار و پلنگ و اسد وغیرہ پر سوار تھے طاؤس و عقاب وغیرہ منقار بسان خنجر و تلوار رکھتے تھے جب یہ فوجین زمین سے نکل چلین تو بارہ ہزار سوار زمین سے نکلا کہ ہر ایک از سر تا پا سُرخ لباس پہنے تھا زرہ یاقوت نگار کلون مین خود یاقوت کے سر پر رکھے خنجر و تلوار و قرولی وغیرہ کے قبضہ بھی یاقوت کے تھے گویا گلستان شجاعت مین گل احمر پھولے تھے یا فلک لشکر مین ستارے نکلے تھے ہر ایک سوار بھی نوجوان ولالہ فام تھا قمر چہرہ وگل اندام تھا مرکب سواری کے ساز و یراق سُرخ رکھتے تھے اور کمیت و سُرنگ تھے رکابین یاقوت کی زین یاقوت نگار لگام و دوال وغیرہ ہر چیز یاقوت نگار گھوڑے ناکند چھپے ابلق لیل و نہار اُن پر سے صدقے سبزہ چرخ اُنکی چال کے آگے کچھ نثار اور ہم صبا مقابل اُنکے لنگ اور بیکار

نظم

کیا صفت ہو مرکبونکی تھے وہ ایسے بینظیر — سامنے جنکے پری کو بھی ہے عذر بے پری
اُنکے راکب کے اشارہ پر ہے اُنکی بگدھری — تازیانون کے برابر ہے اُنھین ایک نگاہ

وہ سب نوجوان اُن مرکبون کا سم سے سم اور دُم سے دُم ملائے دوش بدوش پرا باندھے عقب بادشاہ طلسم آکر ٹھہرے اُنکے آتے ہی ایک تخت فلک رفعت زمین سے نکلا کہ ہر پایہ اسکا پایہ مراتب شاہان ہفت کشور سے بہتر تھا اُس تخت کو کچھ ساحر اژدر صورت کاندھے پر اُٹھائے ہمراہ اُسکے جلوس شاہانہ ہزارہا لیساول و چوبدار عصاے سرخ مرصع کار لیے سقے پانی کے عوض گلاب کیوڑہ وغیرہ آگے آگے چھڑکتے بخور مشک و عنبر طفلان مہر دیدار کرتے ایک طرف آکر ٹھہرے پھر ایک گھوڑا سمند صبا سے باتین کرتا بلکہ ہوا بھی سامنے اُسکے شرمسار ہوکر فرار ہوتی دوڑ کے چلتی تو گر پڑتی دم بند ہوتا جو دعوی تیز روی کرتی کہ بموجب اشعار

جب قدم رکھتا ہے وہ محبوب تب ہر گام پر — صدقے کرتے ہین خرام ناز اپنا دلبران
ٹک ادھ چک جائے عنان اُسکی تو قاش زمین سے — اس طرح اوڑ جائے جون چہرے سے رنگ عاشقان
گر صفت اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر تفنگ — ڈانٹیے اسکو تو پہونچے بیش از آواز ہان

پر غلط ہے یہ کوئی اُس کو دبادے کس جگہ | صفحۂ روئے زمین کا اس قدر عرصہ کہان
ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اُس کے غرب | تک اگر راکب سکے اُس وقت اتنا بھی کہ ہان
پہونچنے پائے ہوا سے ہان نہ منھ سے لب تلک | پہونچے ہے یہ بادپیما یان سے وان اور وان سے یان

اُس مرکب پر زین جواہر کار کھنچا تھا بادشاہ اُسپر سوار ہوا اُسکے سوار ہوتے ہی بہت پرچھائیان ساحرونکی ایسی پیدا ہوکر وہ گھوڑے کی پرچھائیان جو صحرا سے آئی تھین اُنپر سوار ہوتین اور عقب شاہ چلین ڈنکے ہزارہا بجنے لگے بارہ ہزار روئین تن تپتلے دست چپ کی طرف بادشاہ کے اور بارہ ہزار یاقوت پوش سوار دست راست کی طرف آگئے پیچھے وہ پرچھائیان ہمزاد کی طرح تھین اُنکے بعد اژدر سوار اور طاؤس سوار حملہ فوجین ہمراہ چلین اور ایک ہمائے زمین سے نکلکر سر بادشاہ پر اپنے پرونکا سایہ کیا اسوقت کا جاہ و جلال بادشاہ طلسم کیا تحریر ہو صورت دیکھکر ترک فلک خوف کھاتا تھا جھکا نہین ہی سرکشی چھوڑکر عجز سے قدمبوس ہوا چاہتا تھا تخت خاقانی ہمراہ روان تھا تاج طلسمی اُسپر رکھا تھا جسکا ہر ایک لعل مثل آفتاب تابان تھا لاکھون گھنٹے اور ناقوس بڑے ہوا بجتے نقیب اور پیادل صدائین مہیب لگاتے تھے آگے آگے وہ فیل کہ جسپر نشان تھا پیچھے اُسکے یہ سب جنگی سامان تھا کہ ابیات

چو آن لشکر کش آراستند | درفش از دو رویہ بپیراستند
پس پشت گردان درفشان درفش | بگرد اندرون سرخ و زرد و بنفش
بلرزید گیتی ز بار گران | زمین کوہ آہن گران تا گران
سیہ لشکر آمد ز پہلو بدشت | کہ از گرد اسپان ہوا تیرہ گشت
درخشیدن خشت و زوبین ز گرد | چو آتش پس پردۂ لاجورد
تو گفتی کہ ابرے برنگ آبنوس | بیامد بیاراید از دست روس
جہان را شب از روز پیدا نبود | تو گفتی سپہر و ثریا نبود
از میان لشکر تا بمیدان رسید | شد سنگ و خاک از جہان ناپدید

اُس طرف سے مہرخ و بہار اپنی فوج لیکر روانہ ہوئین تھین میدان مین پہونچکر مقابل شاہ صف کشیدہ ہوئین مگر اس فوج طلسمی کو دیکھکر بغیر لڑے بھڑے ساحرون مین بھگدڑ پڑگئی وہ لوگ جو جان دینے پر آمادہ تھے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کرکے کھڑے رہگئے لیکن مثل مردے کے تھے لباس تن مین کفن بن گیا تھا جسم خوف سے کانپتا تھا بہار ملکہ مہرخ سے کہہ رہی تھی کہ اس فوج طلسمی سے سوائے طلسم کشا کے کوئی نہین لڑسکتا ہو آج بیشک ہم سبکی قضا ہی لازم ہو کہ رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرین کہ وہ رحیم اپنے کرم سے ہمکو بچائے مہرخ نے کہا اچھا تو ہے یہ کہکر دونون مصروف دعا ہوئین کہ اے یاور زیردستان و اے دستگیر افتادگان چارہ ساز بیچارگان واسطہ نور شیر کبریا کا کہ پنجۂ اسد ظلم شاہ طلسم سے ہمکو بچالے اے رب بیکسان ہمکو پناہ دے یہ دعا اُنکی بارگاہ باری مین قبول ہوئی ہنوز شاہ طلسم لشکر آراستہ نہ کرچکا تھا صف جنگ ترتیب پذیر ہورہی تھی کہ آسمان پر کئی طرح کا ابر اُٹھا کہین سبز کہین سرخ کہین زرد اور چابجا سے شعلۂ آتش کے بھڑکنے لگے لمحہ بھر مین یہ حال ہوا کہ کہین اژدر ہزارہا معلوم دیتے کہین عقاب منھ کھولے تھے کسی طرف ہاتھیون کے غول تھے اور ہزارہا جانوران موہوم درندہ بیشمار طائر آسمان و زمین سے ظاہر ہوکر اُس دشت مین قریب لشکر

بادشاہ آکر جمع ہوئے اور ابر جو ظاہر ہوئے تھے اُنمین بجلیان کوندنے لگین اور ایک آواز مہیب آئی پھر ایک پتھر ٹوٹکر مثل ستارہ کے شاہ طلسم کے سامنے گرا اور پھٹ گیا اُسمین سے ایک تختی الماس کی نکلی اور از خود اُٹھکر دست بادشاہ مین آگئی بادشاہ نے اُسکو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ لونڈی نثار لونڈی تصدق یہ کیا غضب کیا کہ حضور نے خود قدم رنجہ بہر تنبیہ مخالفان بدسگال فرمایا کیا لونڈی غلام سب مر گئے تھے جو آپ میدان مین نکلے واسطہ سامری کا تامل فرمائیے کنیز تیری **صنعت سحر ساز** حاضر ہوتی ہی شاہ نے یہ مضمون اُس تختی سے معلوم کرکے کہا کہ ابتک لونڈی کہاں تھی جو اب باتین بناتی ہوئی آئی ہی مین اپنا کام آپ کر دونگا اب کسی لونڈی غلام کی پرواہ نہین یہ کہکر وہ تختی پھینکدی اور مائل جنگ آوری ہوا تھا کہ چار لاکھ اژدر شعلہ فشان پیدا ہوا سے زمین پر اُترا اُن پر ساحران مہیب شکل سوار تھے اور ایک تخت چار اژدہون پر کسا ہوا اُسپر ایک عورت اژدہیر طرح کی لباس شاہی اور قبائے فرمانروائی سے آراستہ بیٹھی تھی اور کئی ہزار خواصین اُسکے گرد مثل سحر کے زور سے اُڑتی ہوئین ساتھ تھین پس وہ ساحرہ تخت سے اُتری اور بادشاہ کے گرد آکر پھرنے لگی اور کہا حضور میری فوج کو ملاحظہ کرین بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا تو ساٹھ لاکھ کا لشکر تھا ایک طرف دریائے قہار بہتا آتا تھا ایک سمت زمین کو زلزلہ تھا ایک طرف آگ لگی معلوم ہوتی تھی درخت جل رہے تھے شاہ نے کہا اس انبوہ سے کیا فائدہ ہی **صنعت** نے سر اپنا پیٹ لیا اور رونے لگی کہا اے بادشاہ اب یہ رتبہ آپکا ہوا کہ فوج قلیل لیکر مقابلہ ادنی ادنی ملازمون کے آنے لگے لونڈی اپنا گلا آج کاٹکر مر جائیگی اے بادشاہ تیرا وہ رتبہ ہی کہ فلک تیری بارگاہ کا سائبان ہی مریخ ادنی دربان ہی تیر ادنی نوکر شاہان ہفت کشور سے بہتر زین مہ و خورشید فروغ مین بڑھکر ہین ملوک تیری آستانہ بوسی کرکے اس مرتبہ کو پہونچے کہ آج جہان تو لیے کمترین خادم کو بادشاہ بنادیں اے شہنشاہ تیرا یہ مرتبہ ہی کہ **نظم**

تن و جانت یزدان نگہدار باد | دلت شادمان بخت بیدار باد
برزم اندرون شیر پایندہ | ببزم اندرون شید تابندہ
تو شستی بشمشیر روئے زمین | بآرام بنشین و رامش گزین
ازین پس ہمہ نوبت ماست رزم | ترا جائے تخت است و بگماز بزم

ان کلمات توصیف نے آب سرد بن کر آتش قہر گرم خوئی بادشاہ کو ٹھنڈا کیا کچھ غضب جو نہایت جوش پر تھا کم ہوا اور طبل بازگشت بجنے لگا حکم دیا فوراً جو ساٹھ ہزار نقارہ برسے ہوا بجگیا اور وہ لشکر طلسمی اسی جگہ کہ جہان زمین سے نکلا تھا آکر زیر زمین گیا بادشاہ نے اُن بارہ ہزار ساحرون کو بھی رخصت کیا آپ پھر کر بارگاہ **حیرت** مین آیا اسطرف **مہرخ** سجدہ شکر واحد القہار ادا کرکے اپنی بارگاہ مین آئی سپاہ نے کمر کھولی آسودہ ہوئی اُدھر لشکر **صنعت سحر ساز** ساٹھ کوس تک کنارے کنارے دریائے خون رواں کے اُترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی بازارین لشکر مین آراستہ ہوگئین ساحر اُترے چہل پہل شروع ہوئی **صنعت** بارگاہ زینت آمادہ کرکے خدمت بادشاہ طلسم مین حاضر ہو کر دنگل پر قریب تخت شاہی کے بیٹھی ناچ ہونے لگا دور شراب جلسہ چنگ و رباب آغاز ہوا یہان **مہرخ**

جب سر پر جہانبانی پر جلوہ پذیر ہوئی عیار جو فوج کشی کرنے سے شاہ طلسم کے لشکر سے نکل گئے تھے اب داخل بارگاہ ہوئے اور برق آکر کرسی زرین پر بیٹھا مہرخ نے اس سے کہا کہ اے برق آج تو خدا تعالیٰ نے بڑا اپنا فضل و کرم کیا کہ فوج طلسمی سے ہم سب کو بچا لیا اور بموجب ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد؛ اگر صنعت بادشاہ کو پھیر نہ لیجاتی تو غضب ہو جاتا برق نے جواب دیا کہ اے ملکہ فقط آپکا خیال ہی خیال ہے کہ ہمکو فوج طلسمی مار ڈالتی اگر ہماری قضا نہ تھی تو کوئی ہمکو مار نہ سکتا میری دانست مین لڑائی ہو جاتی تو بہتر تھا کہ بادشاہ کا گھمنڈ اور ہمارے دل سے وغدغہ نکل جاتا اور فتح شکست خدا کے اختیار ہے مہرخ نے کہا ابھی لڑائی کمبخت تھوڑی گئی ہے بادشاہ نہین اُسکے وزیر سے مقابلہ سہی صنعت بہت زبردست ساحرہ ہے خدا اسکے شر سے بچائے برق نے کہا جب یہ ساحرہ پہلے لڑنے آئی تھی اور صندوقچہ اسکا ہم لے آئے تھے اُسوقت سے ہم اُسکو پہچانتے ہین اور ہمسے اُس سے شناسائی بھی ہوگئی ہے آج دل مین آتا ہے کہ جاکر اُسکا مزاج شریف پوچھ آئین یہ کہکر اُٹھا مہرخ نے کہا اے برق ایسا کام نہ کرنا کہ اس ساحرہ پر عیاری کرنے جانا وہ بلائے بیدرمان اور آفت روزگار ہے شاہ طلسم اُسکی تعظیم کرتا ہے اور سحر مین مثل اپنے اُسکو سمجھتا ہے ساحران طلسم اُس کے مکتب کے ادنیٰ شاگرد ہین تم ہرگز وہان ارادہ جانیکا نہ کرنا برق نے کہا ہمکو غرور کرنا نہین زیبا ہے ورنہ وہ کیا تعجب ہے ع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است؛ اور اے ملکہ تم دیکھو تو کیا خدا دکھاتا ہے مین ابھی آتا ہون ذرا سیر کو جاتا ہون یہ کہکر ہر چند سب نے منع کیا نہ مانا اور روانہ ہوا جب لشکر حیرت کے قریب پہونچا صورت ساحر کی ایسی بنا کر داخل لشکر ہوا دیکھا کہ ہجوم سپاہ اور کثرت لشکر سے گاؤ زمین کا کلیجہ پھٹتا ہے جہان تک پیک نگاہ جاتا ہے لشکر ہی لشکر نظر آتا ہے بازارین کھلی ہین ساحرون کے خیمے نصب ہین بستر لگے ہین ہجوم ہوتا ہے ڈفلیان بجتی ہین ناچ ہوتے ہین ہر سمت گھماگھم ہے برق خاموش پھرنے لگا اتفاقاً کنیزان صنعت بارگاہ مین حیرت کی اپنی بارگاہ سے آتی جاتی تھین یہ ایک کنیز کو تنہا جانب بارگاہ جاتے دیکھ کر اُسکے پاس گیا اور اشارہ سے ہاتھ کے ایک طرف بتایا کہ ادھر جا کنیز سمجھی کہ میرے کسی دوست نے طلب کیا ہے اور اس ساحر کو مخفی طور پر بلانے بھیجا ہے پس اُسی سمت کو جدھر اُسنے بتایا چلی یہ بھی دوڑ کر پاس اُسکے گیا اور مقام تنہا پاکر بیضہ بیہوشی اُسکے منہ پر مارا وہ بیہوش ہوکر گر پڑی اُسنے اُسکا پیرہن لیا اور اُسکو کسی جگہ چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر لباس اُسکا پہنا آنکھون کو سرمہ کے خلعت سے مجلی کیا رخسار کو زیور گلگونہ سے مزین فرمایا دست و پا کو رنگ حنا سے سرخرو کیا مانگ سیندور سے بھری وہ حسن زیبا اور طلعت جہان آرا ظاہر کی جو مرغوب دلہائے عاشقان ہو فدا اُسپر سارا جہان ہو خال رخسار ہندوے متاع جان و ایمان تھا یہ نقشہ عیان تھا کہ نظم

وہ تیرے گیسو مین یار رہزن ہین گوہر گوش سانپ کا من ۔۔۔ وہ خال مشکین ہے دلکا دشمن بلائے جان زلف عنبرین ہے

وہ مانگ کا خط ہے کہکشان سا ان گہر مین مثل نجوم رخشان ۔۔۔ وہ چہرہ ہے ماہتاب تابان سپہر افشان جبین ہے

پری کا کیا منہ جو ہو برابر کہ حسن مین حور سے ہے بہتر ۔۔۔ جہان ہے پرتو سے تیرے انور تو مہر و مہ سے کہین حسین ہے

اس صورت سے درست ہوکر بارگاہ حیرت مین گیا اور قریب کنیزان صنعت جاکر کھڑا ہوا وہ کنیزین ٹھہرے

ہاتھون مین یہ گلوریان تھین کسی کے پاس نکلیھا بھی کوئی چنگیر چھوڑ گیا یہ بھی چنانچہ وہ کنیز جس کے پاس گلوریون کا خاصدان
تھا اُسکی صورت پیشیاب کی ہوئی اور وہ پاندان زونار باتینچے کلائی پر ڈالے برائے رفع احتیاج چلی جب عیار مذکور کے
پاس سے نکلی اسنے کہا دوئی رنڈی تجھکو سواے اترانے کے اور کچھ نہ آیا اب مٹکتی ہوئی نہین معلوم کدھر جاتی ہے
کچھ بھی تجھکو مالک کا خیال ہے اوس کنیز نے اسکو اپنے ساتھ کی سمجھ کے ہنسکر کہا کہ اے بی اترائی تم ہو کہ ہر بات مین
نکالتی ہو کوئی پیشیاب کو نجائے پھر کیا تیرے حلق مین موتے اسنے کہا جُروا تو بولا کیون گئی مین نے تیرے نفع کی بات
کہی کر تو جاتی ہے اور خاصدان بھی لیے جاتی ہے اگر ملکہ عالم گلوری مانگین تو کون دیگا بس نیکی بر باد گنہ لازم تو
مجھی کو قائل کرنے لگی اچھا تو جان اور تیرا کام جانے اس کنیز نے یہ تقریر سنکر کہا کہ بیوی ہنسی مین کھسیانی کیون
ہوگئین لو خاصدان لیے رہو اتنا کام میرا کرد کہ حضور کو گلوری کھلا دینا اور جو پان کی قسم سے کسی اور
مصالحہ کی ضرورت ہو تو سامنے صحنچی مین مقابہ حسن دان وغیرہ موجود ہے لے آنا اُسنے وہ خاصدان اُس سے
لے لیا اور وہ چلی گئی کچھ دیر مین صنعت نے گلوری طلب کی اسنے خاصدان وا کرکے نیچے جو گھر ہے مین دو تین الائچیان
ساختہ بیہوشی رکھ کر خاصدان سامنے ملکہ مذکورہ کے پیش کیا اُسنے ایک گلوری شگوفہ بہیئر کیلون تو نکالکر کھائی اور
جو گھر وا اکرکے الائچی نکالی توڑکر وہ بھی نوش کی کھاتے ہی صورت برق کی از سر تا پا دیکھی اور کہا گلوری والی
کہان گئی اسنے آنکھین نیچی کرکے شرماکر کہا بی بی مردوے بیٹھے ہین مین کیا کہون کہان گئین ہین جس بات سے بشر
ناچار ہے وہان گئی ہین ساحرہ مذکور سمجھ گئی کہ پیشاب کو گئی ہے اور یہ عیار ہے پس اپنی زبردستی دکھانے کو اُس سے
کہا کہ گلوری والی نے کچھ اچھی گلوریان نہین بنائی تھین تو اپنے ہاتھ سے بنا لا عیار مذکور یہ حکم سنکر خوش خوش حسب نشان
دہی کنیز صحنچی مین گیا وہان جو کی بچھی تھی زیرانداز مخملی پر پاندان طلائی مرصع کار رکھا تھا قفل اُسمین ابجد کے
طلسم کا لگا تھا اُسنے قفل حرفون کو برابر کرکے وا کیا اور چند گلوریان بنائین جز الائچی ناگیسر وغیرہ سب بیہوشی کی ڈالکر
پاندان بند کرکے چلا یہان ساحرہ نے الائچی جو بیہوشی کی کھائی تھی اسکے دفع کرنے کو پانی منگا کر پیا اور ایک سحر
پڑھکر اپنے اوپر دم کر لیا کہ اب بیہوشی مجھپر اثر نہ کرے یہ تدبیر کرکے بیٹھی تھی کہ برق گلوریان لیکر آیا اس نے وہ
گلوریان بھی کھائین اور کہا ساقی یہ شراب لیکر مجھکو پلا لے برق تو ابھی لونڈا ہے موتھی کاٹے دیکھون تو بیہوشی
کتنی پلاتا ہے یہ سنکر برق نے چاہا بھاگ جاؤن صنعت نے کہا موے ادھر آ کہان جاتا ہے عیار اُس کے
پکارنے سے مسحور ہوکر پھرا اسوقت افراسیاب اپنے مقام پر سے اُٹھا اور کہا او ناعیار تو قاتل میرے اُستاد کا
ہے مین بھلا کب تجکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر عیار کو قریب ترپند سحر طلب کرکے چاہا کہ ایک طمانچہ ماردون مگر صنعت
ہان ہان کرکے اُٹھی اور عیار کے بیچ مین آگئی اور کہا او موے چھچھورے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہم پر
عیاری کرے ابھی کچھ دنون جاکر کچھ سیکھ پھر عیاری کرنے آنا اور تو کیا ہے مین تیرے اُستاد کی تو حقیقت سمجھتی نہین
جسنے عنطلی آباد کے ساحرون کو مارا ساحر شمشش کا سر اُتارا وہ آئے گا تو مین سمجھونگی یہ کہکر کچھ اشارہ کیا کہ دو پنجے پیدا
ہوے اور برق کو اُٹھا کرلے گئے اُسنے کہا اسکو لیجاکر قریب اسکے لشکر کے چھوڑ دینا اور پکاری او ناعیار اب یہان

آنے کا قصد نہ کرنا پہنچی حسب الحکم اُسکے قریب بالشکر لا کر چھوڑ گئے اودھر شاہ جادوان نے کہا اے ملکہ صنعت یہ تم نے کہا کیا کہ دشمن کو پاکر قتل نہ کرنے دیا رہا کرا دیا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ حضور ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دین ملک جانب ظلمات طلسم تشریف لے جایئن کنیز سمجھ لے گی شاہ طلسم نے اسکی خاطر سے کچھ نہ کہا اور سوار ہوکر جانب باغ سیب چلا گیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ صنعت طراز کلک قدرت نے صفحہ رنگین دھر مین رنگ ظلمت شب بھرا اور لوح دنیا پر گیسوے لیل کا موقلم پھیرا کہ نظم

کہ عکس ماہ جب پھیلا زمین پر	چمک دینے لگے گردون سے اختر
ہوئی بس رخصت مہر آمد ماہ	چمک رستون مین تھی روشن ہوئی راہ

شام کو حیرت کی بارگاہ سے صنعت اوٹھکر اپنی بارگاہ مین بہر آرام آئی یہ بارگاہ کئی کوس تک استادہ ہے اندر بارگاہ کے بارہ ہزار دنگل لگا ہے آٹھ ہزار کرسی یاقوت نگار بچھی ہے اور ایک تخت پر از جواہر الماس کا مقام صدر مین آراستہ ہی اُسپر ادقچہ موتی کے جال کا پڑا ہے سامنے بارگاہ کے ایک لنگرہ کئی لاکھ روپیہ کی طیاری کا کھنچا ہے قالین گلدار کا فرش پیراستہ ہے ساحرہ مذکور تخت پر آکر بیٹھی شیشہ آلات روشن ہوا اور تمام سرداران کا بندھا کنیزان یاسمن پیکر سامنے دست بستہ استادہ ہوئین سرائچہ ہاے بارگاہ اٹھوا دیے ساٹھ کوس تک لشکر اُترا ہوا نظر آیا ملکہ کے سامنے ناچ ہونے لگا اودھر ملکہ حیرت نے کئی سو خوان طعام لذیذ سے درست کرا کر اور کئی ہزار کشتیان شراب کباب شیرینی سے تیار کرا کے مع نوا کہات کی ڈالیون کے ہمراہ گیسوے بن شہاب روانہ کین وہ بصد احتیاط لیکر نہایت ہوشیاری سے بارگاہ صنعت مین آیا ملکہ مذکور تخت پر جلوہ گستر تھی اسنے تسلیم کرکے وہ سب کھانا اور ڈالیان وغیرہ پیشکش کین ملکہ نے اپنی خواص خاص سحر کامل جادو نام سے حکم دیا کہ جو کچھ تحفہ جات ملکہ حیرت کے یہان سے آیا ہے اُسکو علیحدہ ایک سینچی مین رکھوا دو اور گیسو سے کہا ملکہ حیرت سے میری تسلیم کہہ کر عرض کرنا کہ کنیز کا جی چاہتا ہے کہ حضور کے ساتھ کھانا کھاے امید کہ خاتون معظمہ شاہ جادوان یہان قدم رنجہ فرما کر آرزوے خاطر حقیرہ پوری کرین یہ کہہ کر خلعت فاخرہ دیکر اُسکو رخصت کیا گیسو خلعت پہنکر حیرت کے پاس گیا اور پیام ساحرہ مسطورہ دیا حیرت منتظر اسکے کہ وہ ہماری مہمان ہے سوار ہوکر مع چند مصاحبون کے اُسکی بارگاہ مین آئی اُسنے تا لب بارگاہ پیشوائی کرکے تخت پر بیجا کر بٹھایا اور آپ باادب علیحدہ بیٹھنے کا قصد کیا حیرت نے ہاتھ پکڑ کر برابر اپنے بٹھایا یہ دونون تو اکل و شرب سے فارغ ہوئی ہین اور ناچ دیکھتی ہین مگر برق عیار کا ذکر سنیے کہ اُسکو جو پہنچی لشکر مین چھوڑ آئے تھے پس اُسنے اپنے دل سے کہا کہ اے برق اس سے کیا فائدہ ہوا کہ تم گئے اور خالی پھر آئے اب پھر چلو اور کوئی زک اوس ساحرہ کو دو یہ سوچ کر پھر روانہ ہوا اور صحرا مین آیا وہان زنبیل بفن عیاری بجا لائی اسلیے کہ قران جنگل مین رہتا ہے اُس سے ملاقات کرکے حال اپنے بھاگنے کا بیان کرون چنانچہ ہر چند اس نے قران کو طلب کیا وہ نہ آیا وجہ یہ تھی کہ جب سے صنعت کی بارگاہ نصب ہوئی ہے قران صحرا سے بارگاہ کی طرف نقب کھود رہا ہے اور تدبیر قتل ساحرہ مین ہے انشاءاللہ حال اسکا بیان ہوگا غرضکہ جب برق نے

قران کو نیایا بناچاری جانب لشکر حریف قدم بڑھایا راہ مین کچھ خدمتگار لشکر حیرت سے بارگاہ کی جانب ساحرہ کی جاتے تھے اونسے اسنے پوچھا کہ بھائیو کہان جاتے ہو انھون نے کہا ملکہ حیرت بارگاہ صنعت مین گئی ہین ہم بھی وہان جاتے ہین اسنے کہا مین نے اسلیے پوچھا تھا کہ مین بھی وہان چلتا ہون میرا تمھارا ساتھ سہی یہ کہہ کر اونکے ساتھ آکر داخل بارگاہ ہوا اور خدمتگار آپ بھی بنا ہوا تھا خدمتگارون ہی مین ملکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ حیرت وصنعت کھانا کھاکر تخت پر آکر بیٹھی ہین شراب پی رہی ہین اور باہم باتین ہو رہی ہین انھین باتون مین صنعت نے پوچھا کہ اے ملکہ شہنشاہ سے اور مہرخ سے جو لڑائی ہوتی ہے اُسکی اور شہنشاہ کی نسبت ہم کیا مین یہ حیران ہون کہ فتح کیون نہین ہوتی حیرت نے کہا کیا کہون اے بوی فتح کیون نہین ہوتی یہانتک تو ہوا کہ بازارین لٹ گئین خیمہ و بارگاہ جلے لشکر بھاگ گیا لیکن ان عیار رنڈی کاٹون کا ستیاناس جائے سامری ان کو غارت کرے فتح کی شکست کرا دیتے ہین جو ساحر کہ لڑائی فتح کرتا ہے اُسی کو مار ڈالتے ہین یہ پانچ عیار موئے طلسم مین وہ غدر مچا رہے ہین کہ اونکو فرط بیم سے ساحر چونک چونک اٹھتے ہین اُنمین سے جو سب کا اُستاد ہے کوکب پاس گیا ہے اور چار یہان قیامت کر رہے ہین صنعت نام عیارون کا سنکر ہنسی اور کہا مین سمجھی تھی کہ مہرخ کے پاس کوئی فرشتہ سامری جمشید نے بھیجا ہے وہ لڑائی فتح نہین کرنے دیتا ہے خیر عیارون کا تو حال مین جانتی ہون یہ کہہ کر سامنے سحر کامل خواص کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھ کر قہقہہ مارا خواص نے بھی اپنی بی بی کی تقلید کی قہقہہ مار کر ہنسی سات سو کنیز جو حاضر خدمت تھین وہ ہنسین گویا سب نے زعفران کا کھیت دیکھ لیا اتنی عورتون کا ایکبار ہنسنا یہ معلوم ہوا کہ دنیا پر از صدائے خندہ ہو گئی گنبد سما مین ندائے خندہ پیچیدہ ہوئی برق نے دلمین خیال کیا کہ یہ تمھین دیکھ کر سب ہنسی ہین اور واقعی خیال اسکا ٹھیک تھا اسی کو پہچان کر یہ ساحرہ ہنسی تھی وہ بہت زبردست جادوگرنی ہے جب عیارون کا ذکر ہوا جب ہی یہ پہچان گئی تھی کہ برق وہ خدمتگارون مین ملا کھڑا ہوا ہے اس ساحر کی ایک بیٹی اور ایک بہن بھی ہے کہ انکو اسنے قید کیا ہے اپنے سے زیادہ ان کو ساحرہ جانتی ہے اور ڈرتی ہے کہ وہ مجکو مار نہ ڈالین فی الجملہ جب برق سمجھا کہ یہ مجکو پہچان گئی بس یہان سے آہستہ چلا کہ نکل جاؤن مگر ایک عورت پہلو پر کھڑی تھی اُسنے کہا تم تو ملکہ حیرت کے خدمتگار ہو کھڑے کیون نہین رہتے اب چلے جب ہماری ملکہ نے پہچانا اے اب جاؤگے تو طوق و زنجیر مین جکڑ کر آؤ گے کیا دل لگی مقرر کی ہے کہ جب چاہا جب چلے آئے اور جب چاہا چلے گئے برق یہ گفتگو سنکر سوچا کہ بھاگے تو بیشک پکڑے گئے اب کچھ فقرہ کر دو یہ سوچ کر اوس عورت سے کہا اے بی تم اتنا چراغ پا کیون ہوئین کوئی بے مطلب بھی کہین آتا ہے ہم آپ سے نہین آئے ہین ملکہ مہرخ کا نامہ لائے ہین ہمین کیا غرض تھی جو بیکار اپنے پاؤن تھکاتے اور ایسی جگہ آتے اُس عورت نے یہ گفتگو جب سُنی کہا پھر نامہ ملکہ کو دیتے کیون نہین اسنے کہا میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ سامنے ملکہ کے جاؤن اُس عورت نے کہا مین تمھارا حال ملکہ سے کہے دیتی ہون یہ کہہ کر آگے بڑھی اور ملکہ سے عرض کیا کہ یہ یار کہتا ہے مین نامہ اپنے مالک کا لایا ہون

آپ سے نہین آیا ہون اُسنے کہا اچھا سامنے آئے برق فوراً سامنے گیا اور سلام کرکے ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر
بیٹھ گیا اور از بسکہ عیارون پاس نامہ ہر ایک سردار کے نام سے لکھے ہوے رہتے ہین اسلیے کہ نہین معلوم کسی وقت
کیا معاملہ پیش آئے پس اسنے ایک نامہ مہرخ کی طرف سے بنام صنعت لکھا رکھا تھا اور یہ نامہ جب لکھا تھا کہ جب
یہ ساحرہ پہلے آئی تھی خلاصہ کلام اسنے وہی نامہ کمر سے نکال کر ساحرہ کو دیا اوسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ صنعت
سحر ساز ہمارے مقابلہ مین جو ساحر آیا زندہ نہ بچا مارا ہی گیا تمکو لازم ہے کہ یہان سے چلی جاؤ ورنہ ہمون آتش درکاسہ
تمھارا بچنا بھی محال ہے صنعت یہ مضمون پڑھکر بہت ہنسی اور کہا ہم تو چلے ہی جائینگے لیکن تم اے برق اب
یہان نہ آنا اگر اب یہان آگئے یا اسوقت ٹھہر گئے تو مار ہی ڈالونگی برق نے کہا اے ملکہ لعنت ہے اُس پر جو
اب یہان رہے ساحرہ نے کہا کیون یہ اُلٹے ہمین کو لعنتی دیتا ہے اسنے کہا مین اپنے تئین کہتا ہون آپکے کہنے پر
کہ یہان نہ ٹھہرنا آپ فرماتی ہین کہ مجھکو کہتا ہے پھر کچھ چپ ہو کر کہا بس اب رخصت اوستاد جو آپ سمجھین وہی کی
صنعت نے کہا کیون شامتین آئی ہین جا یہان سے نہین مار ڈالونگی اسنے کہا خفا کیون ہوتی ہو ہم
چلے جائینگے تو لعنتی تم پر عائد ہو جائے گی ساحرہ اس کلمہ پر ہنس پڑی اور کہا تم لوگ بڑے لسان اور ظریف ہو
برق نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا قدردانی آپکی ہے مین کس قابل ہون یہ سب آپکی خوبیان ہین ساحرہ نے کہا بس
باتین ہو چکین اب تشریف لیجائیے اسنے جواب دیا کہ اے ملکہ آپکا کیا ہرج ہے لحظہ بھر ٹھہر کے ناچ دیکھ لین تو چلے
جائین گے صنعت تو یہ کلام سنکر چپ ہو رہی مگر حیرت بولی کہ اس موئی کی باتون پر نہ آؤ نہین تو
یہ آفت برپا کریگا صنعت نے کہا بیٹھا رہنے دو کیا کر لیگا حیرت بھی خاموش ہو رہی مگر چالباز ساحر بہت ہوشیاری
سے وہان ٹھہرے کہ ایسا نہ ہو یہ عیار کوئی فتور کرے برق یہ رنگ وہان کی خبرداری کا دیکھکر اُٹھا کہ ٹھہرنا یہان بیکار
ہے کچھ نہ ہو سکیگا پس ساحرہ سے کہا آپ خفا ہوتی ہین لیجیے مین جاتا ہون میری ملکہ بھی نامہ کے جواب کی منتظر ہوگی
یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور دل مین کہا کبھی ایسا ہوا نہین کہ تم عیاری کو آئے ہو اور بغیر کچھ کیے خالی پھر گئے ہو یہ سوچکر
پھر ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا اور آدمیون کے ہجوم مین پوشیدہ ہو کر ٹھہر گیا تھوڑے عرصہ مین رات
زیادہ آچلی تھی ملکہ حیرت رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کی طرف گئی صنعت بھی تخت سے اُٹھکر جانب خوابگاہ چلی اسی بارگاہ مین
ایک مقام پر پلنگڑی جواہر کار بچھی تھی بچھونا نرم و نازک تر مسہری تھا فرش گل سے آراستہ تھی اُس پر جا کر لیٹی سامنے آئینہ
سحر بارگاہ کی قنات مین لگا تھا لیٹ کر وہ آئینہ دیکھنے لگی اُس مین صورت اُس کی جو دکھائی دی اُس نے کہا
برق عیار تیری فکر مین کھڑا ہے یہ کلمہ اپنے عکس سے سن کر یہ عکس پر اُسنے کمر باندھی اور مثل اپنے طالع معکوس کے
پھری کنیزین گیسو دراز و سحر کاکل وغیرہ بہر خدمتگزاری حاضر تھین اُنسے کہا وہ موا عیار سامنے کھڑا ہے
میرے سحر سے بھاگ نہ سکیگا جاؤ پکڑ لاؤ گیسو دراز یہ حکم سن کر جھپٹی اور برق کو پکڑ لائی اُس نے ہر چند
چاہا کہ بھاگ جاؤن قدم نہ اُٹھ سکا آخر کنیز مذکور اُس کو سامنے لائی ساحرہ اُٹھ بیٹھی اور بعتاب
حرف زن ہوئی کہ کیون او موے ناعیار پہلے تو نامہ دار بنکر تو آیا تھا اب کیون تو نے یہان قدم رکھا

برق نے کہا کچھ تو دیوانی ہوگئی ہے اری قحبہ ہمارے آنے جانے کو بار بار کیا پوچھتی ہے ہم آئیں نہیں تو تیری
جان کیونکر جائے ساحرہ یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوئی اور تخت پر پلنگ سے اٹھکر آئی کہا چار طرف بند و بست کرو کہ کوئی
آنے نہ پائے میں اس موئے کو بغیر مارے نہ چھوڑونگی برق نے کہا اے ملکہ اتنی سی بات پر خفا ہوگئیں آپ تو ہمکو ظریف کہتی
تھیں ظریف تو انہیں معلوم کیا کچھ کہتے ہیں اچھا ابکی ہمیں چھوڑ دیجیے پھر نہ آئینگے اُسنے کہا قسم جمشید کی اب نہ چھوڑونگی
دو مرتبہ رہا کر دیا یہ تیسری بار ہے اب رہا ہونا تمھارا غیر ممکن ہے یہ کہکر اپنی کنیز گیسو دراز سے کہا اسپر سحر پڑھکر دم کر
اور ایک طمانچہ مار کہ سر اسکا اُڑ جائے کنیز مذکور سحر پڑھنے لگی اور برق سمجھا کہ اب بیشک قضا آئی بس بجمع قلب سے
دعا کرنے لگا کہ اے خالق جان و تن اس طمانچہ سے کہ طمانچہ دست ملک الموت ہے مجکو بچا لے دعا اُس کی قبول ہوئی
یعنی قران جو نقب کھود رہا تھا اُسنے نقب کا سرا زیر تخت صنعت آکر توڑا اور منتظر عیاری کے تھا کہ کیفیت
گرفتاری برق سب اُسنے تخت کے نیچے ٹھیر کر معلوم کی اور دل میں کہا اب توقف کرنے سے برق مار ڈالا جائیگا
نکلکر بعد ساحرہ کے مار دے بس یہ سوچکر اُسنے تخت صنعت دونوں ہاتھوں سے اُٹھایا صنعت گھبرائی کہ یہ
ماجرا کیا ہے اور وہ کنیز بھی طمانچہ مارنا بھولکر پکاری کہ بی بی بچا صنعت حیران ہوکر نیچے دیکھنے لگی اور قران جو
تخت لیکر کھڑا ہوا نقب کا کنارہ پھٹا اور پاؤں اسکا گڑھے میں گیا اُسنے تخت ایک سمت پٹک دیا اُلٹا اُدھر گرم
صنعت نیچے اور تخت اوپر اُدھر قران پھر سنبھلکر نقب سے نکلا اور کنیزوں نے جو اس کی ڈراؤنی صورت دیکھی
کہ بلند قامت سیہ فام حبشی سر سے پاؤں تک خاک میں اٹا ہوا لغدہ گراں بار لیے نکلا ہے بس دیکھکر دہلی اٹھکر بھاگیں
لیکن قران نے دوڑکر لغدہ گیسو دراز کے اس زور سے مارا کہ سر اُس کا پھٹ گیا غلغلہ گیر و دار بپا ہوا اور صنعت
جو کروٹ کے بل گری تھی تو کولا اُسکا ٹوٹ گیا اور ایسا درد ہوا اور صدمہ پہونچا کہ بیہوش ہوگئی اور بارگاہ میں
اندھیر امرگ ساحرہ سے ہوگیا قران اور ایک آدھ ساحرہ کو اُس اندھیرے میں مار کر سمجھا کہ صنعت جو تخت
کے نیچے سے نکلے گی تو آفت برپا کر دے گی بس یہاں ٹھہرنا نہ چاہیے یہ سمجھکر نقب کی طرف بڑھا تھا کہ برق سراسیمہ فرار کر
بھاگا اور یہ بھی نقب میں کودکر روانہ ہوا اور ساحر جو باہر بارگاہ کے تھے اندر لینا لینا کہتے چلے اور اندر کے ساحر گھبرا
گھبرا کہتے دوڑے اور کچھ کنیزوں نے سحر سے روشنی کرکے تخت کے نیچے سے صنعت کو نکالا اور پلنگڑی پر لٹایا اسکو بیہوش پاکر
تیمار داری میں مصروف ہوئیں اور باہر بارگاہ کے جو ساحر لینا لینا کہتے نکلے تھے تو لشکر کے ساحر گھبرا کر مسلح ہونے لگے
تھے اور سحر سے مشعلیں اسقدر روشن کی تھیں کہ دن سے زیادہ وہ رات روشن تھی بس برق جو بھاگا گیسوئے ظلمات
جادو بھائی گیسو دراز کا بارہ ہزار ساحر لیے طلایہ پھر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ عیار سراسیمہ بھاگا ہوا جاتا ہے
بس وہ مع جملہ ساحران ہمراہی کے پیچھے دوڑا اور برق مثل برق جہندہ کے بارگاہوں اور خیموں کی گردش
دیتا یہ جادو جا اس لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے پہونچا گیسوئے ظلمات نے دیکھا کہ عیار نکل جائیگا
اور تو ایسا بد حواس ہوا کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولکر پیچھے دوڑا اب سحر سے پکڑنے یہ تجویز کرکے ایک ساحر سے
کہا تو پنجہ بن کر اس عیار کو اٹھا لا ساحر بموجب حکم چلا ادھر برق جو لشکر حیرت کے قریب پہونچا

دو چار معدود سالار سردار جو پہرے پر تھے اسکے پیچھے دوڑے اور ترنج و نارنج سیدھے کیے کہ ساحر فرستادہ گیسو پنجہ بنکر جو گرا اسکو اُٹھا کر لے چلا برق سمجھا کہ گرفتار ہوے پس فوراً بہ مکاری پکارا کہ لے پنجہ سحر مہرخ تو وقت پر آکر پہونچا نہین تو مین قید ہو چکا تھا یہ ساحر میرے قتل پر آمادہ ہین تو جلد مجکو نکال لے چل یہ عبارت جو ساحرون نے سُنی سمجھے کہ یہ پنجہ اس عیار کے کسی دوست کا بھیجا ہوا ہے اسکو نکال لے جائیگا بس فوراً نارنج و ترنج پنجہ پر مارے کہ پنجہ جو ساحر کا بنا ہے اُسکو مار لین عیار تو سحر جانتا نہین کہان جا سکیگا چنانچہ ایک نارنج اُس پنجہ بنے ہوے ساحر پر لگا کہ وہ جلتا ہوا زمین پر گرا برق اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر سیدھا ہوا کہ بھاگے ساحر اس پر آپڑے اور چاہا گرفتار کرین اتنے عرصہ مین گیسو جو پیچھے آتا تھا اُس نے پہونچ کر اپنے بھیجے ہوے ساحر کو قتل ہوتے دیکھ کر ان سب ساحران حیرت کو ڈانٹا کہ لے نالائقان یہ تمنے کیا غضب کیا جو میرے ملازم کو قتل کر ڈالا یہ کہکر آمادۂ رزم ہوا ساحران حیرت اُسکی جانب مخاطب ہوئے برق بھاگ کر ایک نشیب کی طرف جا کر پوشیدہ ہو گیا ادھر گیسو ساحرون سے نقرہ دینا عیار کا سُنکر ہنسا کہ کیا برجستہ بات ان عیارون کو بنا لینا آتی ہے پس اون ساحرون کو چھوڑ سیدھا جانب لشکر مہرخ روانہ ہوا کہ مین اوس عیار کو اُس کے لشکر سے پکڑ لاؤن یہ تو راہ طے نہ کر چکا تھا کہ قران نقب صحرا مین نکلا اور وہان سے سیدھا اپنے لشکر مین آیا ایک طرف سے برق نے جب دیکھا کہ غلغلہ کم ہوا نشیب سے نکلکر راہ کرتا ہوا اپنے لشکر مین آیا یہان مہرخ و بہار آرامگاہ مین تھین لیکن لشکر صنعت بہت بڑا لشکر ہے اُسمین غلغلہ جو ہوا تو یہ دونون آرامگاہ سے نکلکر بارگاہ مین آئین اور از بسکہ اندیشہ ناک آمد صنعت سے ہو رہی ہین سب سرداروں کو طلب کر کے مستعد بیٹھین یقین کہ ایسا نہو غفلت مین ہمکو کچھ گزند پہونچے فی الجملہ عیار جو بھاگ کر بارگاہ مین آئے دربار معمور پایا آئین سریر آرائی بدستور پایا اور مہرخ نے اُنکو دیکھ کو بخندہ پیشانی کہا کہ

بیت کہان سے آتے ہوے مری جان مین تمپہ سو جان سے آج قربان ہو تمھاری رفتار فتنہ زا نے کیا کہان آج حشر برپا ہے عیارون نے اپنے مقام پر بیٹھ کر سب حال بارگاہ صنعت کا بیان کیا اور کہا یقین ہے کہ کولا اوس قحبہ کا ٹوٹ گیا ہوگا اور اگر کولا نہ ٹوٹا ہوگا تو چوٹ ایسی لگی ہوگی کہ بعد اچھے ہونے کے جب پُروا ہوا چلے گی جب درد کولے مین ہوگا اور ہمین وہ بیدرد یاد کرے گی یہ حال سنکر تمام سردار خوب ہنسے اور ملکہ بہار نے کہا اے ملکہ تخت کے اولٹنے سے فال صنعت کے لیے نگون بختی کی ہے گو وہ ساحرہ زبردست ہے لیکن ادبار آچکا ہے اب اُسکو انشاء اللہ تخت تابوت میسر ہوگا مہتر قران اوس شیطانیہ کے لیے فرشتہ لعذاب خدا بنگئے ہین یہ ذکر ہر ایک سوار کر کے خوش ہو رہے تھے کہ جاسوسان لشکر دوڑے ہوے آئے اور عرض رسا ہوے کہ اے ملکۂ دوران بادشاہ جہان **ابیات**

شہا ملک و دولت رہے برقرار	عدو ہو ترا خوار و بے اعتبار
ہوا آگے اسوقت ہے کینہ خواہ	لیے ساتھ ہے اپنے بارہ ہزار
تری فوج سے گیسوے روسیاہ	سواران جنگی و مردان کار

جاسوس یہ خبر عرض کر کے کنارے ہوے اور ملکہ موصوفہ نے نفیر جنگ بجائی جملہ سردار سالار بارگاہ سے نکلکر تخت و طائران سحر پر سوار ہوے تمام لشکر تیار ہوا آمادہ رزم دیکھا ہر سردار ہوا جھبلی رات اہل اسلام جہاد کو بھی

بہتر از عبادت جانتے ہین ہر شخص کو شہادت کا شوق غزا کی مشتاق شجاعت بھی مثل شب زندہ داران محراب شمشیر مین سر جھکائے تھی آیۂ نصر من اللہ زبان پر لائی تھی زبان دعا کی صورت تھی یا تیر آہ مظلوم کی تاثیر رکھتی تھی کمانین مثل زاہدان چلہ کش گوشہ گیر تھین سنا نہا ہے نیزہ زبان پیر دلگیر تھین علم بسان حاجتمندان دعا کو سر کھولے پھر پرونکی حاجت خواہون کی طرح دامن پھیلے کلہ ہاے عمود بصد تضرع منھ پھیلائے کہ اے ناصر حقیقی دشمن منھ کی کھائے لب سوفار ہلتے تھے یا قادر یا حافظ زیر لب ورد کرتے تھے اُس پچھلی رات کی کیا کیفیت بیان ہو ہر طرف رات کا سناٹا تھا دلون مین بہادرون کے ہواے شجاعت ساحرون کے طائر سحر اوڑتے مشعلہاے سحر فروزان سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا مین آگ لگی ہے یا دہر غدار و مفسد نے آتش افروزی کی ہے ابر کے لکے ہوا پر چھاے ہیون کا غوغا بلند باجے بجتے ہتیار چمکتے آگ پتھر برستے ناقوس پھنکتے ابیات

روان مثل دریا وہ لشکر ہوا
کہ تھا بحر پرجوش قہر خدا
فسون ساز تھے ساحر ہمراہ ایسے
جنھین کہتے ہین سب جادو کے پتلے

اس کروفر سے یہ لشکر جرار مقابل گیسو بدکار پہونچا اور نارنج ترنج چلنے لگا گردون کا دل دہلنے لگا صدائین مہیب آنے لگین جانے لگین گولے فولادی پڑتے تھے آفت عظیم برپا تھی اسی ہنگامہ مین ایک گولا سحر کا ساحرۂ شب کے بھی لگا اور نارنج خورشید نے رنگ ظلمت لیل مٹا یا کہ ابیات حجاب شب بنا دامن سحر کا دگرگون ہو گیا عالم قمر کا ؛؛ فروغ روشنی پیدا ہوا جب ؛؛ مٹائی مہر نے نیرنگی شب ؛؛ صبح کو بھی وہی گھمسان کی لڑائی رہی مگر گیسو کی فوج پسپا ہونے لگی اُسنے بزور سحر ملکہ صنعت کو اطلاع دی وہان گولا ساحرہ مذکور کا بجھایا گیا اور اُسکو ہوش آیا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر جنگ کہہ کر عرض کیا کہ جلد چلئے نہین تو گیسو شکست کھا چکا ہے لشکر حریف غالب آچکا ہے ملکہ مذکور نے یہ سُنکر چاہا کہ مع تمام لشکر کے چڑھ دوڑے لیکن یہ ساحرہ زبردست ہے مثل افراسیاب اس کے ہاتھون مین بھی حال نیک و بد ساعت کا معلوم ہوتا ہے پس اسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ تیرا جانا مناسب نہین مدد گیسو کیلئے کسی اور کو بھیجدے یہ دیکھ کر از بس کہ دردمند بھی تھی جانے سے باز رہی اور اپنی انیس و مصاحبون کی طرف نظر کی ایک مصاحب خاص آراستہ سحر نام حسین و گل اندام فن سحر مین یکتا پاس بیٹھی تھی ناگاہ متفکری ملکہ کی بھانپ کر عرض رسا ہوئی کہ خبر رزم سنکر حضور متردد ہین مجکو حکم ہو کہ مین جا کر نمک حرامان شاہی کا کام تمام کرون صنعت نے ہنسکر کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ اور سب کے سر کاٹ لاؤ وہ گلبدن اجازت پاکر بسان بوے گل اٹھی اور تسلیم کرکے چلی باغ حسن ایسا ہرا بھرا تھا کہ رفتار سے اسکی روش نسیم گلشن کا رنگ پیدا تھا مردم نگاہ اسکے چمن رخسار کی گلگشت کرین تو ہواے وصال مین اسکے گردش پذیر رہین تعشق گلہاے بوسہ مین شبنم نمط رو یا کرین وہ اسکا چھوٹا سا قد فتنہ برپا کرنے والا گلشن حسن کا بوٹا تھا قمری دل اسی سرو حسن پر لوٹا تھا غنچہ باغ کو اگر وہ غنچہ دہن منھ لگائے تو وہ ایسا اترائے کہ شگفتہ خاطرون کی طرح باغ باغ ہو جائے نازک برگ گل کہان سے یہ منھ لائے جو اسکے لبون پر نثار ہونے کے قابل کہلائے بیلا موتیا لاکھ اپنے تئین بنائے مگر اُسکے گوہر دندان کی ایسی صفائی کہان پائے کہ بموجب ابیات

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہے
فلک پر خوف سے ترک فلک کا دم نکلتا ہی
کوئی انداز ہو نام خدا تیر قریب ہے

ہماری ہر ادا میں یاں اک عالم نکلتا ہے	قد تیرا زلف تیری برابر ہے زمانہ میں	نہ اسکا بل نکلتا ہے نہ اسکا خم نکلتا ہے

سحر کرتے نکلے لباس سرخ وہ قتال عالم زیب قامت فرمائے اکڑتی ہوئی باہر بارگاہ کے آئی اور کچھ سحر پڑھ کر پھونکا صحرا کی طرف سے سترہ سو نازنین مہ جبین گلرخ جوانی کے دن حسن میں یگانہ دہر لڑنے میں خدا کا قہر پہن سرخ پہنے پھول پھول کمانیں دوش پر لگائے بہ قوس میں اختر آئے تیر سونے کے ترکشوں میں جواہر کے رنگے سامنے آئیں یہ سب اس آراستہ سحر کی پتلیاں بزور سحر بنائی ہوئی ہیں جہاں یہ جاتی ہے ساتھ یہ بھی جاتی ہیں اور لشکر سے ہٹ کر صحرا میں ٹھہرتی ہیں جب یہ سحر سے انکو بلاتی ہے جب آتی ہیں اس ساحرہ نے بڑی محنت کر کے مدت میں ان پتلیوں کو بنایا ہے اور بغیر قتل ہوئے آراستہ سحر کے یہ پتلیاں نہ مٹینگی فی الجملہ جب یہ پتلیاں بصورت نازنینان طائران سحر پر سوار حاضر خدمت ہوئیں آراستہ سحر بھی تخت پر سوار ہوئی کنیزان گل اندام نے گرد تخت حلقہ کیا اور ان پتلیوں نے طائران سواری کو اڑایا تخت ساحرہ مذکور ریگ میں رواں ہوا برقے ہوا بہ گرد اسکے پتلیاں جس طرح پروانہ تاباں تھا گویا ماہ تاباں لشکر سیارگان لیکر اوتر آیا تھا یا جلال پر آفتاب تاباں تھا ابر اور سیاہ سرخ [illegible] تھے اور ان گل اندامون کے سرخ پیراہن تھے [illegible] تھا کہ بجلیاں بدلی میں طپاں ہیں چھل بل سے [illegible] کمانیں دوش پر [illegible] کے ترکش برابر بغل کے لگے گویا طاؤس مست [illegible] عجب کیفیت دکھاتے تھے مختصر یہ کہ بڑی آن و ادا سے [illegible] جب قریب بارگاہ کے لشکر پہونچا یہاں گیسو سے ظلمات سے سحر کی [illegible] ابرو کمان [illegible] اتارین اور تیر ترکش سے نکال کر کمان میں پیوستہ کر کے لگا سترہ سو نازنین [illegible] کر کے چلا اور لشکر مہرخ نشانہ خدنگ اجل بنا ایک ایک تیر سے پانچ پانچ سات سات کے سینوں کو توڑا پہلے ہی حملے میں [illegible] [illegible] تیر قضا ہوا آراستہ سحر بڑھ کے ہوا تخت ٹھہرا کر قائم ہوئی اور کنیزین اسکی چاروں طرف آن کر کے [illegible] ہوئیں لشکر مہرخ سے بھی تاریخ دست پیٹنے لگے [illegible] اور وہ پتلیاں برابر [illegible] کر رہی تھیں تیر غضب کا سامنا [illegible] تھے [illegible] اجل کے جھوکے کے لشکر پر آتے تھے [illegible] تیغ بے دریغ [illegible] مرغ جان سہم کے [illegible] دل پر [illegible] سینوں کے تیر [illegible] عاشق ابرو مژگان کے آہ کی یہ تاثیر [illegible] ساحروں سے [illegible] کی تھیں لیکن وہ [illegible] طرح نہ رکتے تھے ہزار ہا الاش میدان میں [illegible] تھی وہ بدلی [illegible] کہ تیروں کا مینہ برس رہا تھا ایک [illegible] جان بچانے کو ترس رہا تھا تیروں کی کثرت بارش سے یہ شامت تھا [illegible] خوف سے رو رہیں کھڑے ہیں نہیں دنیا سے بے وفا رہے جینے سے ارمان [illegible] رہے ہیں [illegible] طاؤس سے [illegible] ہوا پر تھا یا ہوا نے بھی پر نکالے تھے موج ہوا میں سونے کے تیر آتش کے پرکالے تھے [illegible] آپ کو حرف ملامت تھا تیروں کا دریا ہوا پر بہ رہا تھا سرداران لشکر بہار [illegible] میں بڑھ کے جاتے تھے تیر دشمن کی زد سے ہٹ کر اپنی جان بچاتے تھے اور [illegible] تھی تو [illegible] آفت برپا کر دی تھی فوج میں بھگدڑ پڑا

چاہتی تھی شجاعت شعاران عالی گہر پاے ثبات گاڑے لیکن گھبرا کے [illegible] تھے یہ حال دیکھ کر مہرخ و بہار زرہ و [illegible]
اُڑتی ہیں اور تیروں سے بچتی ہوئیں قریب تخت آراستہ سحر پہنچیں چاہا کہ سحر کچھ کریں اُسنے جوان کو قریب تخت دیا پایا
بیضہ طاؤس سواری ساحری کا اسکے پاس تھا اُنکو زور سے دے مارا [illegible] ہوا اور وہ سحر پڑھ کر ان پر
مارا بیضہ اُن کے قریب آکر شق ہوا اور اسمیں سے ایسی بو سے پیدا ہوئی کہ نتھنوں میں تیر سا لگا ان دونوں کے ساتھ
اس رائحہ نے نتھنوں میں تیر چلایا یہ دونوں تاب اُسکی نہ لا سکیں بے ہوش ہوگئیں اور قلابازیاں کھاتی
ہوئی زمین کی طرف چلیں آراستہ سحر نے کنیزوں کو حکم دیا کہ گرفتار کر لیں [illegible] اسکی چلیں لیکن کچھ [illegible] عقب میں ان
دونوں کے بھی آیا تھا انھیں سے چند جادوگرنیاں [illegible] کر کے نیچے [illegible] ہوگئیں اور ان دونوں بیہوشوں
بیضہ سحر کو زمین پر مثل مادہ کے [illegible] دیا اٹھا لیں آراستہ سحر نے کہا لے جانے دو آخر کہاں جائیں گی
مین سب کو دم بھر میں اسے لیتی ہوں یہ کہکر متوجہ جانب [illegible] ادھر مہرخ و بہار کے شوہر سے
لشکر بے سردار کا ہوا اور فوج نے چھوٹ کھایا شکست ہوئی [illegible] نے اپنی تیغ رکھ لیا [illegible] پیادہ تو بھاگے [illegible]
دینے کے ارادے سے سینہ سپر کرکے دل پتھر کر کے ٹھہر گئے اور باقی سب بھاگے بلور جہاندست اور سرخمو
نافرمان وغیرہ کا لشکر [illegible] تیروں سے جان بچاتے تھے اور [illegible] جاتے تھے تلوار سحر کی
چل رہی تھی موت آگئی تھی زندگی جا رہی تھی [illegible] عدم کی راہ [illegible] جب

نظم

چو دریاے خون شد ہمہ رزمگاہ
بسے بیہش از رزم برگشتہ شد
مگر کردگار سپہر بلند
و یا نہ بدریاے آب اندرہم
درآمد بفریدن کوس و نا سے

خروشی برآمد [illegible] سیاہ
چنین گفت [illegible]
رہا ماندن و جان [illegible]
بیکے حملہ آوردند [illegible]
خروش [illegible]

ز سرداران لشکر بسے کشتہ شد
[illegible] دست شد
دگر [illegible] اندر ہم
[illegible] شیر [illegible]
[illegible]

نمایاں قدرت قادر ہوں سے رہا ہو کر [illegible] شکست اپنی فوج
کی دیکھی برق فرنگی چند ساحروں کو ساتھ لیکر لشکر سے نکلا اور ایک مقام پر بیٹھ کر صورت اپنی بہ صنعت عیاری شکل
صورت صنعت سحر ساز بنائی قباے پر زر لباس [illegible] پہنکر [illegible] پائجامہ آب و تاب کا [illegible]
کا پہنکر زر و زیور سے آراستہ ہوا اور یہ صورت بنائی کہ ان کو بھی صنعت کی [illegible] اپنی دختر ہی سمجھ جانے پس اُن
ساحروں سے کہا ایک طاؤس سحر سے بناؤ اور تم کنیزان صنعت کی سی صورت بنا لو ساحر حسب ارشاد عمل میں
لائے جب وہ طاؤس پر سوار ہوا کنیزیں [illegible] جلو میں چلیں [illegible] طاؤس پر سوار ہوکر بعجلت تمام رزمگاہ میں برق
آیا اور لشکرگاہ میں جدال و قتال گرم تھا کسی نے اسکی جانب خیال نہ کیا آتے قریب آراستہ سحر جب پہنچنے کی تدبیر نہ دیکھی
ایک کنیز سے حکم دیا کہ بآواز بلند ہو کر پکارے کنیز بلند ہو کر موجب حکم صدا زن ہوئی کہ اے آراستہ سحر ملکہ عالم تشریف لائی
ہیں اور تعریف تمھاری فرماتی ہیں یہ صدا ساحرہ مذکورہ نے سنی اور سر اٹھا کر جو دیکھا ملکہ صنعت کو آتے پایا تخت

بڑھاکر چلی فوج تو لڑتی رہی اور یہ اودھر مخاطب ہوئی جب قریب تر پہونچی ملکۂ مصنوعی نے کہا اے آراستہ واہ وا
کیا کہنا جیسا مین تمکو جانتی تھی اُس سے دہ چند پایا یہ تمھارے ہی واسطے تھا جو آن واحد مین ایسے لشکر سرکش کو پست
کردیا ساحرہ نے یہ تعریف سُنکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی طبیعت بھی دشمنون کی ناساز تھی
پھر کاہے کو یہ محنت گوارا کی حضور کا اقبال شریک حال تھا مین دم بھر مین ان سرکشان کے سر بہ نذر ملازمان سرکار
عالی قدر حاضر کرکے سر تفاخر اپنا تا بہ چرخ بازیگر پہونچاتی ملکۂ مصنوعی نے یہ سنکر خندان خندان اپنے طاؤس کو قریب تخت
پہونچایا آراستہ سحر بنا بر تعظیم تخت پر کھڑی ہوگئی اسنے کہا آ تو سہی کہ مین تجکو گلے سے لگاؤن میرا دل تجھپر نثار ہوا ہے کہ تونے
بڑا کار نمایان کیا ہے یہ کہکر طاؤس تخت سے ملاکر تخت پر اُتر گیا اور ہاتھ دونون پھیلائے آراستہ سحر نہایت
ادب سے سر جھکاکر قدمون کی طرف چلی اسنے سر اسکا اُٹھاکر اُسکو گلے سے لگالیا اس ساحرہ کا حُسن وجمال مشہر
مذکور ہوچکا ہی برق کو قتل کرنے مین تردد ہوا مگر خیال کیا کہ یہ انگبین پر از نیش زنبور ہی۔ اگر معشوق حسین ہی
تو میوہ فاصد رہی حنظل کا پھل ہی اسکے قتل نہ کرنے سے اپنی زندگی مین خلل ہی یہ سوچکر اتنا تو کیا کہ جب اُس کو
گلے سے لگایا دو تین مچھیان جیب خسار کی لین پھر ایک ہاتھ سے چوٹی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا ساحرہ
حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہوا اسنے ایک لات جو ماری وہ تخت کے نیچے چوٹی اُسکی ہاتھ مین وہ زیر تخت آویزان سمجھی
وہ سمجھی کہ یہ ملکہ صنعت نہین کوئی دشمن ہی بس سحر سے رہا ہونا چاہیئے یہ سوچکر چاہتی تھی کہ سحر پڑھے لیکن اسنے نہی
مہلت نہ دی خنجر کھینچکر گردن پر اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر اُسکے ہاتھ مین رہا اور دھڑ نیچے گرا اسکے مرنے کا غلغلہ
دار وگیر برپا ہوا آندھی پانی بڑے زور شور سے آیا اور وہ تخت جسپر ساحرہ مسطور سوار تھی چلنے لگا برق جست کرکے
اپنے طاؤس پر گیا کنیزین ساحرہ کی حربۂ سحر کے اسپر مارنے لگین اسکے ساتھ جو ساحرۂ صنعت کی کنیز بنی ہوئے تھے
وہ سینہ سپر ہوکر لڑنے لگے اور برق کو سحر کی مار سے بچاتے تھے اُدھر وہ سترہ سو پتلیان خوبصورت زنان خوبصورت
تیر مار رہی تھین ادھر ساحرہ کے مرتے ہی اُنکے جسم مین آگ لگی سترہ سو ہوائی ایکبار بر دوے ہوا چھوٹی وہ سب گلنار پوش
ہنگام رزم شعلہ بھبوکا ہوگئین آتشبازی کے دیو کی طرح وہ پریان چھوٹ رہی تھین تخت اور طاؤس وغیرہ اُنکی
سواری کے چرخی کی طرح چرخ مارتے پھرتے تھے چرخ شعلہ خو نے نیا چرخ اُن سب کو دیا تھا میدان ہوا کا
ہوائی ہوا تھا ہر سمت عجب گل لالہ پھولا تھا روے ہوا آتشبار ملکہ آتش بہار تھا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین تیر وتبر
انداز ہر ایک فی النار تھا ادھر نو دہ تا دک اگلن چلین ادھر ایک ساحر سے برق نے نیزہ لیکر سر آراستہ سحر کا سنان
پر رکھکر بلند کیا اور پکار اُٹھے افسران لشکر مہرخ منم مہتر برق فرنگی ہان مارلو ان نابکارون کو افسر جو گیسوے
ظلمات سے لڑ رہے تھے یہ نعرہ سُنکر خوش ہوے اور بڑے گھمسان کی مار ہونے لگی ادھر وہ ساحر جو مہرخ
وبہار کو اُٹھا لیگئے تھے اور صحرا مین جاکر ٹھہرے تھے آراستہ سحر کے مرنے سے اُن دونون کو ہوش آگیا اور
بزور سحر سناٹا مار کر جو لشکر مین آئین گیسو کو لڑتے پایا اور برق طاؤس پر سوار نعرہ کرتے سُنا بس مہرخ بجلی
بنکر گری گیسو کا ٹکڑا زمین مین اُتر گئی ستور اُس کے مرنیکا بلند ہوا فوج مہرخ جو بھاگی تھی پھر پڑی اور ہمراہیان

گیسو جو چند ہزار ساحر تھے انھین زیر تیغ رکھ لیا وہ ساحر اتنے بڑے لشکر سے لڑنے کی تاب نہ لا سکے بہت مارے گئے اور بہت ہزار دشواری جان سلامت لیگئے مہرخ طبل فتح و ظفر بجوا کر پھری برق عیار پر سے زر و گوہر نثار کیا اور بہت تعریف فرمائی کہ ماشاء اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو مصاحب خاص صنعت کو اس کر و فر سے سر میدان قتل کیا اور ہم سب کی جان بچائی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند * حاصل مرام دشت قتال سے لاشین اپنے مقتولون کی اٹھوا کر دفن کرائین میدان پاک و صاف کرا کے ملکہ موصوفہ داخل بارگاہ بلند پائگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا سردار بھی حاضر دربار ہو کر مصروف عیش و عشرت ہوے اُس طرف کنیزان آراستہ سحر و فوج وغیرہ جو بھاگی بارگاہ صنعت کے قریب پہونچی صنعت کو اس لڑائی کی کیفیت اس وجہ سے نہ معلوم تھی کہ لشکر اسکا بہت بڑا ہے اور تین حصہ اس لشکر کے ہین جلد دوم مین حال اُسکا تحریر ہے چنانچہ ساحرہ مذکور میدان جنگاہ سے منزل بھر پر ہے اور ملکہ حیرت بھی اُسکے آنے سے متصل اُسی لشکر کے اُتری ہوئی ہے غرضکہ فوج ہزیمت خوردہ نے قریب بارگاہ پہونچ کر شور فریاد و الغیاث بلند کیا صنعت کا کولا جو ٹوٹ گیا تھا اوسی کے درد مین مبتلا پلنگ پر لیٹی تھی کنیزین مصروف خدمت تھین شور فریاد سُن کر اُسنے کنیزون کو سامنے بلوا کر حال کیفیت قتل آراستہ سحر معلوم کی اور اس وجہ سے کہ میری شوکت مین فرق نہ آئے بظاہر تو ہنس کر کہا کہ اُس کنیز کو ناحق مین نے بہر رزم بھیجا اُسے کچھ سحر آتا نہ تھا بظاہر تو یہ کہا مگر دلمین وہ غصہ آیا کہ ہونٹھ چبانے لگی اور کہا مین افراسیاب سے جا کر ابھی طرح مصمم طور پر اجازت نسبت غارت کرنے ان باغیون کے لے لون تو ایک لمحہ مین سب کو فنا کر دون یہ کہہ کر ہر چند کہ درد مند تھی مگر تخت سحر پر بیٹھ کر جانب باغ سیب روانہ ہوئی اس اثنا مین صنعت گر قدرت نے صفحہ دہر پر نقش سواد شب بنائے ماہ و اختر ورق سپہر پر منقوش نظر آئے بموجب

نظم

عروج شب نمایان تھا سر شام
ہوا دن سے طلوع اختر شام
سوار چرخ نے مغرب کی لی راہ
عروس شب نے اوڑھی چادر ماہ

شاہ طلسم شام کو تخت حکومت سے اوٹھکر آئینہ سحر مین گیا تھا مثل تصویر معلوم دیتا تھا تمام ساحر مثل باغبان قدرت و گلچین و ابریق و سرمایہ و جنین وغیرہ پایہ بپایہ بیٹھے کرسی و دنگل جھٹے شیشہ آلات روشن تھا ایوان شاہی برنگ عروس جوبن تھا بادشاہ آئینہ سے بھی جا یا چاہتا تھا کہ صنعت جا کر پہونچی اس باغ و ایوان کی تعریف کئی جگہ تحریر ہو چکی ہے ساحرہ مذکور سیر گلشن دیکھتی ہوئی قریب ایوان جب پہونچی بادشاہ کو خبر سحر نے دی اوس ہلے ساحر اُس کے استقبال کو نکلے اور آپ آئینہ سے نکل آیا یہ الیاس زبردست ساحر ہے کہ آئینہ مین جب جاتا ہے تو اس جگہ سے جہان آئینہ رکھا ہوتا ہے منزلون پرے دور نکل جاتا ہے لیکن آئینہ مین بھی نظر آتا ہے اور بضرورت فوراً آئینہ سے نکلکر ظاہر ہوتا ہے ایسا کہ آجتک کسی نے اصلی افراسیاب کو نہین جانا کہ کون ہے مختصر یہ کہ شاہ تخت پر جلوہ گستر ہوا اور صنعت نے سامنے آکر مجرا کیا اُسنے پایہ تخت پر بیٹھنے کی اجازت دی یہ تسلیم کر کے پایہ چہارم پر متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر اعظم کچھ درد مند تو معلوم دیتی ہے اور فکرمندی بھی چہرہ سے ظاہر ہے اسنے

جملہ کیفیت اپنے تخت اُٹھنے اور کولا لوٹنے کی بیان کرکے حال جنگ اور قتل آراستہ سحر عرض کیا اور کہا کنیز اس واسطے
حاضر خدمت ہوئی ہو کہ آپ اجازت بربادی لشکر نمک حرامان عنایت فرمائین کس لیے کہ حضور اُنکے یکایک قتل کرنے سے رنجیدہ
ہوجاتے ہین مین جانتی ہون کہ جناب اُنکی پاسداری براہ پرورش فرماتے ہین شاہ نے کہا اے ملکہ جلدی کیا ہے مین
سمجھ لونگا ان سب کا مار ڈالنا ہی کیا انکا مارنا ایسا ہو کہ جیسے چیونٹی یا کھٹمل کو مل ڈالتے ہین صنعت نے عرض کیا
کہ اب مجکو تاب نہین ہو اگر حکم جنگ ملازمان شاہی نہ دینگے تو مین چلی جاؤنگی کہ اپنا ملک و مال تنہا چھوڑ آئی
ہون بادشاہ نے فرمایا اچھا تمکو قتل مخالفان کا اختیار ہو ابھی جاکر مار ڈالو ساحرہ یہ سُن کر اُٹھی شاہ نے خلعت
عنایت فرمایا اور استفسار کیا کہ اب پہلے لڑنے جاؤگی یا اپنی بارگاہ مین جاکر استراحت کروگی اسنے کہا کنیز پہلے بارگاہ
ملکہ حیرت ذیجاہ مین جائیگی یہ کہکر رخصت ہوئی اور باہر باغ کے آکر سحر پڑھا کہ چار سو کنیزین حسین خوش اندام تخت
لیکر حاضر ہوئین یہ سوار ہوکر دریائے سحر کے پار اُتری اور بارگاہ حیرت مین آئی اسنے بھی تعظیم کرکے بٹھایا جام
شراب اپنے ہاتھ سے دیا اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مثل شاہ جادوان تم بھی مالک ہو تم سے بھی اطلاع کرنا ضرور ہو بادشاہ
سے جاکر مین اجازت لے آئی کل لشکر نمک حرامان مین برباد کردونگی تمھاری اس امر مین کیا مرضی ہو حیرت نے
کہا اندھا کیا چاہے دو آنکھین بارے مین تو اپنے خدا سے چاہتی ہون کہ یہ باغی مارے جائین دیکھا چاہیے
کہ سامری وہ دن کب دکھاتے ہین جو یہ دشمن غارت ہونگے مجکو تو یہ اُمید نہین کہ کل تم سب کو ہلاک کرو صنعت
نے کہا اگر یہ امر ہو تو کل ذرا تکلیف فرما کر میدان تک آپ بھی چلیے اور تماشائے رقص بسملان عدو دیکھیے اے ملکہ
اُن سب کو اس حال خراب سے مار ڈالونگی کہ روح بھی اُنکی تا حشر مضطر و بیتاب رہیگی یہ کہکر وہان سے اپنے مقام پر آئی
اور ازبسکہ رات زیادہ آچکی تھی طبل جنگ بجوانا مناسب نہ سمجھی اپنے ملازمون مین سے ایک ساحرہ عجائب جادو
نام کو طلب کرکے حکم فرما ہوئی کہ اے عجائب تم جاکر لشکر مہرخ کی راہ روک دو اسلیے کہ صبح کو مین جب حملہ کرون
تو وہ بھاگ نہ سکین اور اگر ممکن ہو تو سب کو سحر سے بیکار کر دینا کہ صرف سر کاٹ لینا باقی رہجائے اور کچھ زحمت لڑنے بھڑنے
کی مجکو نہ ہو ساحرہ مذکور یہ حکم سنکر باہر بارگاہ کے نکلی اور چاہا کہ کچھ فوج اپنے ہمراہ لون پھر سوچی کہ لشکر ہمراہ لیجانے مین
دشمن ہوشیار ہوجائینگے تو اکیلی کیا کم ہون سبکو مین غفلت مین اندھا کرے صبح کو ملکہ آکر سر کاٹ لینگی یہ تجویز کرکے
تنہا روانہ ہوئی اتفاقاً ضرغام عیار ساحر بنا ہوا بامر جاسوسی بارگاہ حیرت مین شام سے موجود تھا اُسکی کے سامنے صنعت
آئی اور حیرت سے اجازت حرب لیکر اپنی بارگاہ مین گئی چنانچہ جملہ بیان صنعت کا عیار مذکور نے سُنا اور جب وہ اپنی بارگاہ
کی طرف چلی یہ بھی اس کے ساتھ الگ الگ چلا وہ تو بارگاہ مین چلی گئی یہ نہ جاسکا کہ متصل بارگاہ پہرہ تھا کہ دیکھین اب یہان سے
کیسے لشکر کی طرف لڑنے کو صنعت کیونکر جاتی ہو غرض کہ اسی فکر مین یہ ایک جگہ بطور مخفی کھڑا تھا کہ ملکہ عجائب جادو بارگاہ
سے نکلی یہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی اُسکے قریب آیا اور کہا اے ملکہ آپ دربار سے کیون چلی آئین کیا حضور نے آرام نہ کیا عجائب نے
کہا مجکو حکم راہ روکنے کا لشکر عدو کے ملا ہو اسوجہ سے مجکو اس طرف جانا ہو ضرغام نے چال سنکر چاہا کہ اسکو فریب
دیکر قتل کرے لیکن وہ کچھ دور چلکر نظر سے غائب ہوگئی ضرغام سمجھا کہ ہم اسکی تلاش مین اگر چلے اور لشکری تمھارے مشغل

ہین اُنکو کچھ ضرر پہونچا تو بُرا ہے چلکر پہلے مہرخ کو اس حال سے اطلاع کرنا چاہیئے یہ سوچکر وہان سے بھاگا اور
بہت جلد لشکر مین آیا ملکہ مہرخ وغیرہ کو صنعت کے آنے سے تردد زیادہ رہتا ہی اس باعث سے دربار مین بہت
رہتی ہین چنانچہ شب کا دربار برخاست نہ ہوا تھا کہ عیار مذکور پہونچا اور ملکہ موصوفہ سے جملہ کیفیت معرض بیان مین
لایا ملکہ نے فرمایا کہ خدا مالک ہی ہمارے دم مین جب تک دم ہی ہم بھی لڑے جائینگے اسمین کوئی کیون نہو سب جانتے
ہین کہ صنعت کا ہم مقابلہ نہین کر سکتے لیکن خدا کے فضل پر بھروسا رکھتے ہین یہ تقریر سُنکر برق عیار نے کہا کہ
اے ملکہ تم گھبراؤ نہین یقین ہی کہ خدائے تعالی ہماری مدد بھیجیگا کوکب کے یہان سے کوئی سردار آئیگا اور ابھی
تو صحیح و سالم ہین ذرا چلکر دیکھتے ہین کہ کون لڑنے آیا ہی مہرخ نے کہا کہین ایسا نکرنا جو عجائب کو ستانا ایسا نہو
صنعت غصّہ مین آکر اسی وقت چڑھ آئے تو ٹھہرنا ہمین مشکل پڑجائے اُسنے کہا آخر ایکروز صنعت سے لڑنا پڑے
ہی گا پھر عجائب کو کیون چھوڑین یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے نکلکر سوچا کہ ساحرہ مذکور سیر لشکر غارت کرنیکا
ارادہ رکھتی ہی پس اطراف لشکر کے صحرا و کوہ مین آئی ہوگی اسی جگہ ڈھونڈھنا چاہیئے اسکے لشکر مین جانا بیکار ہی یہ سوچکر
قریب لشکر دشت و کوہ مین ہیئت مبدل پھرنے لگا ادھر عجائب جو روانہ ہوئی تھی تو قریب لشکر اسلامیان ایک درّہ کوہ
مین آکر ٹھہری اور آگ روشن کرکے پانچ چار منقلین سحر کی جلائین اور سامنے رکھکر سحر پڑھنے لگی اور پاشانی سے بھبل
آگ دھتورے کے جلانے لگی دھوان اُن انگیٹھیون سے اُٹھنے لگا یہی دھوان بڑھتے بڑھتے لشکر اسلامیان مین جاکر سب کو
اندھا کردیگا چنانچہ برق جو ڈھونڈھتا اس ساحرہ کو پھرتا تھا اُسنے پہاڑ کے نزدیک پہونچکر روشنی دیکھی دور سے ٹھہر کر
جو دیکھا تو ایک ساحرہ جوان حسن ملیح و نمکین زیور جواہرین اور لباس رنگین پہنے نظر آئی کہ مصروف سحر خوانی ہی عیار
مذکور پہچان گیا کہ یہی عجائب جادو ہی پس اُسنے صورت اپنی مثل ایک ضعیفہ کے بنائی کہ منہ مین دانت ایک نہین گالون
پر جھریان پڑین سر لرزتا بڑے پائنچون کا پائجامہ پہنے چادر سفید اوڑھے کمر خمیدہ لکڑی ہاتھ مین اس شکل سے اس درہ کی طرف
چلا اور بکتا جاتا تھا کہ یہ عیار موئے غارت ہوئے اُٹھتے نہین لو صاحب میری بچی کا کولا ٹوٹ گیا سامری ان عیارون کا
نام لیوا پانی دیوا نہ رکھین میری لڑکی مارے درد کے کل سے تڑپ رہی ہی یہی بکتا جب درّے کی جانب سے ہوکر نکلا
عجائب نے اسکا بیان سُنکر پوچھا کہ بڑی بی کون تمہاری بچی تھی جسکا کولا ٹوٹ گیا بڑھیا نے کہا اے تو کون ہے
جو میری لڑکی کو نہین جانتی تمام طلسم تو اُسے جانتا ہی ملکہ صنعت سحر ساز شیطان کی طرح مشہور ہی مین نے اُس کو
دودھ پلایا ہی عجائب نے کہا بڑی بی تم میری بی بی کی انّا ہو اور اس طرح جنگل مین ماری ماری پھرتی ہو بڑھیا نے
کہا ارے تیری بیوی کون عجائب نے کہا ملکہ صنعت جس نے مجکو راہ مخالفان روکنے کے لیے بھیجا ہی بڑھیا نے
سارا حال سُنکر قریب آکر سر سے پاتک بلائین لین اور کہا اے بیوی مین دیوانی سڑن اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا
ہوکر اپنی پلائی کے پاس نہین رہتی ہون مدت ہوئی کہ اس لشتہ رنگین حصار کے کوہستان مین ایک جھونپڑا
ڈال لیا ہی وہین پڑی رہتی ہون خدا میری پلائی کو زندہ رکھے جو میرے کھانے کو بھیجدیتی ہے اے تم جو لشکر
مہرخ برباد کرنے آئی ہو تو اتنی مہربانی کرنا کہ میرے جھونپڑے کا خیال رکھنا اُسپر کوئی آفت نہ آئے عجائب نے کہا

نہین بڑھی امان یہ کیا بات ہے تم میری مالک کی اتا ہو میری بھی مان ہو بڑھیا نے کہا بیٹی پھر یہان سے میری جھوپڑی ہی
مین چل آگ پانی پان تماکو کا آرام ملے گا اور جو نہین چلتی ہے تو جو کچھ کہہ یہین لا دون اُسنے جواب دیا کہ نہین امان
مین بہت دیر یہان نہین ٹھہرون گی کسی چیز کی مجکو ضرورت نہین ہے تم سے باتین نہ کرتی تو ابتک سحر کو زور دیکر اپنا
کام کر چکتی ہان چلتے وقت اتنا بھول گئی کہ کسی لونڈی سے پاندان لانے کو کہتی آتی اب گلوری کی البتہ خواہش ہے کہ جا بجا یہان
چلی آتی ہون اور ابھی کچھ دیر ٹھہرنا بھی ہے بڑھیا نے کہا بیٹی تیرا جو رتبہ ہے اُس لائق تو پان نہین ہین اگر کہہ تو ٹپاری سے
دو تین پان بنا لاؤن ساحرہ نے کہا نہین تمکو تکلیف ہوگی بڑھیا اٹھی کہ تکلیف کیا میرے آنکھون سُکھ کلیجے ٹھنڈ ھک ہی
یہ کہکر چلی اور اُسکے سامنے سے ہٹ کر کسوت عیاری سے دو تین گلوریان بیہوشی آمیز نکالکر کچھ دیر ٹھہر کر اُس کے پاس آئی اور کہا
لو بیوی یہ پان حاضر ہین اسنے اُسکے ہاتھ سے پان لیکر چاہا تھا کہ منھ مین رکھے یکایک ایک سمت سے صدا آئی کہ دیکھ
دھوکا نہ کھانا سمجھ بوجھ کر پان کھانا ادھر تو یہ آواز آئی اور ادھر عیار بند کو مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا
بھاگ کر درہ کوہ مین پوشیدہ ہوگیا ساحرہ حیران ہوئی کہ یہ بڑھیا کدھر گئی اور یہ پان کھانے کو میرے سحر نے کیون منع کیا پھر سوچی
کہ بڑی خیریت گذری معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی عیار تھا پس اُسنے وہ پان پھینکدیے اور مشغول سحر خوانی ہوئی لیکن برق جو
درہ مین چھپ گیا تھا یہ کنیزان صنعت کو دیکھ رہا ہے پس اونھین مین ایک کنیز کی ایسی اپنی صورت بنائی سُنہری
لباس پہنا چاندی کی بجلیان اور چوڑیان پہنکر دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا کر اپنی چھب تختی دیکھتا اسطرح جست و خیز
کرتا چلا کہ معلوم ہوا اُڑتا ہوا آتا ہے غرضکہ قریب ساحرہ پہونچکر ہنس کے کہا کیون بیوی کیا مین نے وقت پر آواز
دی تھی نہین عیار تو کام اپنا کر ہی چکا تھا آپ فریب مین آچکی تھین ساحرہ نے اسکی صورت دیکھ کر کہا اے نازک سحر
تم کہان تھین برق سمجھا کہ جسکی صورت تم بنے ہو اسکا نام نازک سحر ہے پس اسنے کہا کہ بی بی صنعت نے
آئینہ سحر دیکھا معلوم ہوا کہ عیار برق بڑھیا بنا ہوا آیا ہے اور فریب دیا چاہتا ہے ملکہ عالم نے مجھ سے کہا کہ تو جا اور
عجائب کو اطلاع دے پس مین اوسوقت آکر پہونچی تھی کہ جب تم پان کھایا چاہتی تھین اور وہ آواز بھی مین نے
دی تھی پھر عیار کو ڈھونڈھنے چلی گئی تھی وہ تو نہین ملا مین نامہ بھی ملکہ عالم کا لائی ہون اسکو بھیجیے اور فرمایا ہے
حضور نے کہ اسکے اندر جو تحریر ہو اُسپر عمل کیجیے اب جو کوئی آئے نامہ مین دیکھ کر حال اُسکا دریافت کرنا معلوم ہو جا
یہ کہکر ایک کاغذ ساحرہ کو دیا وہ اُسکو لیکر پڑھنے لگی وہ تو ادھر مشغول ہوئی برق نے پشت پر آکر کمند ماری مگر
وہ ساحرہ زبردست تھی کمند پڑتے ہی اُن جو منھ سے کرتی ہے کمند جلگئی اور برق پھر بسان برق بھاگا لیکن
ساحرہ بھی پیچھے دوڑی اور درہ کوہ مین عیار پہونچا تھا کہ اسنے سحر سے پانون اُسکے بیکار کردیے اور قریب جاکر قید کرکے
درہ سے باہر لائی اور کمر مین پنجہ دیکر چاہتی تھی کہ اُٹھے اسلیے کہتی آتی تھی اے موے عیار مین تجکو پہاڑ پر سے نیچے
گرا دونگی کہ تیری ہڈیان ٹوٹ جائینگی غرضکہ جب اُسنے اُڑنے کا قصد کیا برق نے منت کہا کہ اے ملکہ آپ مجکو چھوڑ دیجیے
اب مین عیاری نہ کرونگا اُسنے جواب دیا کہ اے موئے کاٹے تو لاکھ عاجزی کرے مگر مین تجکو کب چھوڑتی ہون -
برق نے بہت زار و نالہ کیا اور ہاتھ باندھے اور اسی طرح منت کرنے کے حیلے سے ہاتھون کو بلند کیا اور اُسکی

ناک پکڑ کر جلدی جلدی چٹکی مین ایسی تیز بیہوشی بھر رکھی تھی کہ دماغ مین اُسکے تیر سا لگا اور تڑا تڑ چھینکین آنے لگین آخر چیخ کھا کر گری برق اُسکے نیچے سے چھوٹ کر گرا مگر طاقت رفتار نہ تھی نیچے کا دھڑ مسحور تھا یہ گھبرایا کہ تو جا نہین سکتا ہے اور بیر اسکے ساتھ ہین کہ آواز دے چکے ہین مبادا کوئی بیر اسکو ہوشیار کر دے یا اُٹھا لے جائے تو محنت تیری برباد ہو اور جان بھی جائے پس اسی گھبراہٹ مین ازبسکہ کوہستان تھا پتھر ہر جگہ پڑے تھے اسنے ایک سنگ گران اُٹھا کر قریب ساحرہ تو پڑا ہی تھا سر پر اُسکے مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا بھیجا نتھنون کی راہ بہ گیا وہ تڑپ کر فوراً ہلاک ہوئی غلغلہ دارو گیر برپا ہوا آندھی نے تمام دنیا سیاہ کر دی برق کے پانون کھل گئے یہ وہان سے بھاگا اور اُسکی لاش بونڈے اوڑا کر جانب بارگاہ صنعت لے گئے اور یہ سمند ذکر عیاری قلم فطرت سے صفحۂ ہستی عجائب پر حرف لا کر بسان سمند کلک اُسی کے لشکر کی طرف روان ہوا کہ دیکھون اب صنعت جنگنامہ مین کیا سبق پڑھتی ہے لیکن اس عرصہ مین خامۂ نور سحر نے سطر کہکشان کاٹ دی شب مثل حرف غلط مٹگئی کہ ابیات

چو خورشید تابندہ بنمود چہر　　بسان سبے بادل پر ز مہر
چو بر گنبد چرخ شد آفتاب　　برآورد صنعت سر خود ز خواب

صنعت سیاہ نامہ ورق بستر پر سے برنگ خط باطل اُٹھ کر چوکی پر گئی اور بعد انفراغ کنیزون نے سلفچی آفتابہ حاضر کیا اسنے ہاتھ منھ دھو کر عزم کیا کہ سرکشون کے سر کاٹنے کو روانہ ہو مگر خیال کیا کہ کچھ ناشتا کر لینا چاہیئے کیونکہ تمام دن قتل و قمع مین بسر ہوگا چنانچہ اسنے طعام چاشت طلب کیا فی الفور دسترخوان بچھا قابین کباب کی ڈالیان میوونکی پلیٹین مٹھائیون کی طشتریان شیر برنج کی اور طعامہاے لذیذ دیگر اقسام کے چنے گئے اسنے مع اپنی ہمرازون کے قصد کھانے کا کیا نوالا اُٹھایا تھا کہ بروے ہوا صداے گریہ و بکا پیدا ہوئی اور نعش عجائب کی صحن بارگاہ مین آکر گری بیرون نے سحر کے آواز دی کہ لے ملکہ برق عیار نے کام اسکا تمام کیا یہ سُننا تھا کہ نوالا ہاتھ سے چھٹ کر گرا اور کھانے کے عوض غم و غصہ کھایا سیخ پر الم کے طائر دل بھنا پشت دست کاٹنے لگی اور برگ بید کی طرح کانپنے لگی اور اسی غصہ مین کھانا چھوڑ کر مثل خاطر برخاستہ اُٹھی نفیر سحر اُٹھا کر دم دی جو ستھ لاکھ کا لشکر پڑا تھا اسکی نفیر کے ساتھ ہی کئی لاکھ بوق درا در درا اور لشکر مین بجگئی برق جو خبر لینے آیا تھا یہ غلغلہ سُنکر الٹے پانون پھرا اور دوڑتا ہوا لشکر مین آیا یہان مہرخ دم سحر سریر جہانبانی پر آکر جلوہ گستر ہوئی تھی کہ اسنے آکر خبر آمد لشکر دی ملکہ مذکورہ نے بھی نفیر سحر بجائی یہان بھی جلد جلد کمربندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے نکلکر تخت سحر اوڑا کر چلی پیچھے کئی لاکھ فوج تھی بہار و نافرمان و زلزلہ و لرزان وغیرہ بڑی آن و بان سے طاؤسہاے زرین بال پر سوار ہر ایک ساحرہ طرحدار باجے ہزار رنگ کے بجتے دلاور تنتے ساحر نیرنگیان سحر کی دکھاتے نئی نئی آفت ڈھاتے جاتے تھے کہ ابیات

چو بشنید مہرخ بزد کرناے　　تو گفتی کہ دارد مگر خاک پاے
بفرمود تا مہد بر پشت پیل　　بہ بستند و شد روے گیتی چو نیل
خروشیدن زنگ و ہندی دراے　　ہمی دل بر آورد گفتی ز جاے

ز لبس تخت پیروزہ بر پشت پیل	ادر فشان بہ کردار دریاے نیل
بچشم اندرون روشنائی نماند	ہمان باردان آشنائی نماند

اس طرف سے تو یہ لشکر چلا اور ادھر سے چونسٹھ لاکھ کا لشکر جب **صنعت** لیکر چلی زمین دہلنے لگی گرد لشکر نے جہان کو تیرہ کیا چشمۂ مہر گندلا ہوا چشم خورشید فلک کو خیرہ کیا العظمۃ للہ گویا آسمان حشمت زمین پر پاؤن پیدا کرکے روان ہوا تھا ترسولون کی نوکین چمکتی تھین یا خیل انجم لیکر دان کیوان تھا کثرت سپاہ بے اندازہ اور نیرنجات سحر تازہ طلسم عالم درہم نیرنگی افسون سے خاطر گیتی برہم کشتی ارض انبوہ مردم سے ڈگمگاتی دُنیا تہ و بالا ہوئی جاتی کہین سانپ پھنکارتے کسی جانب شیر نعرے مارتے کہین اژدہے آتش فشان کسی سمت زاغون کی صدا قان قان ہو رہی تھی بصد ہیبت چنگھاڑتا چیلون کا چلچلانا ساحران شیطان خصال و دیو صورت کا آگ برسانا **سامری** کی جے کی پکار اژدر آتشبار پر **صنعت** سوار مشعلہاے سحر روشن ہر سمت نگاہ گرم سے شعلہ فگن ہر بن مو سے اُس قحبہ کے آگ نکلتی غصہ مین آنکھ لال ہوئی سر پا برسحر چھایا اگر وہ بھی آگ برساتا در دشت جلاتا اسی طرح یہ نار یہ روانہ تھی یہ حالت فوج بیکرانہ تھی کہ **نظم**

جہان چون شب تیرہ در پاس گشت	ہمہ روے گیتی چو الماس گشت	ز پیکان و گرز و ز ژوبین و تیر
زمین شد بہ کردار دریاے قیر	بیابان ز تاریکی پیل و شیر	چہ جادو چہ نر اژدہاے دلیر
ز گردان شمشیر زن صد ہزار	ز جادوگران لشکر بے شمار	سپہ را کہ دانست کردن شمار
تو گوئی کہ رعد باز شمشیر ہزار	بجوشید گفتی ہمہ ریگ و شخ	سراسر بیابان چو مور و ملخ

جب یہ لشکر دار میدان ہوا ادھر سے لشکر گران **مہرخ** لیکر آئی رزم کا سامان ہوا صحرا صحرا اور کوہ کوہ لشکر سے بھر گیا ترک فلک ڈر گیا دنیا کہتی تھی کہ آج یہ ویرانہ اور زیادہ اُجڑا چرخ کہتا تھا کہ میرا قابو نہین ورنہ سر پر پاؤن رکھ کر بھاگتا بہرام فلک تیغ و خنجر کیا سنبھالتا برج حمل مین خوف سے چھپا تھا ہندوے چرخ ایسا گھبرایا تھا کہ زیج دلو مین جا کر ڈانوان ڈول تھا ملک الموت حیران کار کہ کہان تک روح قبض کرے امان حیران تھی کہ کدھر جاؤن وہ رن کا پڑنا بزن کا ہونا ساحرون کے بیرون کا غل باجون کا شور ہواے سحر کا زور گوش فلک کر دیا ہے گرد و فر دنیا کی ہوا بدلی ہوئی عرصۂ زیست تنگ دلون مین اُمنگ مرکب ہمت خوف سے لنگ شعلۂ تیغ کی گرمی خون کی بارش سرد مہری کی سردی پر فصل ہی اور تھی کہ بمقتضاے **ابیات**

ہوا کڑکا بجے ڈنکے مچا شور	دلونکا گھٹ گیا عبرت سے بس زور	وہ آندھی تھی اڑے جاتے تھے انسان
ہواے سحر کا برپا تھا طوفان	زمین پر فوج سے ایسی تھی ہلچل	کہ تھے لرزے مین سب کہسار و جنگل

المختصر دونون لشکر صف کشیدہ ہوئے اور نقیب نقابت کرنے لگے **صنعت** خودکش بلاے بے درمان و لبسان غول بیابان اس فوج کے جنگل سے بگولے کی طرح پیچ و تاب کھاتی ہوئی نکلی دراز آتش زبانی دکھلانے لگی کہ اے **مہرخ** تیری بھی یہ لیاقت ہوئی جو ملازمان حضرت شہنشاہ جادوان **سامری** قدرت کے مقابلہ مین آئے ہیچ ہے جو

فلک ذلت ہین دکھائے کہ بیت رنگ بزم دہر ایسا ہوگیا بے قاعدہ جو کھڑے رہتے تھے وہ اب ہین برابر بیٹھتے اچھا اب آ میرے مقابلہ کو مہرخ نے جواب دیا کہ اے ملکہ صنعت جو کوئی مارنے آئیگا پھر وہ کہانتک ہاتھ پانون نہ ہلائیگا جو کچھ اُس سے ہوسکیگا قصور نہ کریگا شہنشاہ اگر اطاعت حمزہ نامور کرین تو کاہے کو ہم لوگ اُن کے منھ چڑھین ہم جانین کہ ہم لائق مقابلہ شاہ نہین لیکن شاہ قابل مقابلہ حمزہ ذیجاہ نہین ہم اونکے ملازم ہین شاہ سے لڑتے ہین ہم سے لڑنا یہ نہین ہے بلکہ حمزہ سے ہے کیونکہ نواسہ اُنکا اور بیٹا اُنکا قید مین شاہ کے ہے وزیر اعظم حمزہ عمرو داخل طلسم ہے پس یہ مقابلہ زلازل قاف باطل کنندہ نیرنگ و افسون طلسمات سے ہے جنکو تم ایسون سے اپنے نوکرون کو لڑوانا ننگ و عار ہے یہ کلام سننا تھا کہ صنعت کو زیادہ غصہ آیا اور ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر زمین سے نکلا یہ اُسپر سوار ہوئی اور آگے بڑھی لشکر کے نشان جلوہ گر ہوئے ہزار ہا نقارے اور ڈنکے بج گئے باجے کا شور تا بہ سما پہونچا ابر گرد گڑ ایا اور تمام عالم پر آکر محیط ہوگیا اندھیرا چھاگیا اور اُسنے نعرہ مارا کہ اے مہرخ بھیج کسی کو میرے مقابل مین مہرخ یہ نہیب سنکر خود عازم میدان ہوئی مگر سرخ مو نے کہا اے ملکہ آخر تو ہم سب کو یہ ساحرہ قتل کرے ہی گی پھر اول میرا ہی تماشا دیکھیے آپ نہ تکلیف فرمائیے یہ کہکر طاؤس اپنا اُڑایا اور ابر سحر پیدا کیا اوسمین سے آگ برساتی ستارے گراتی یہ بھی چلی کہ بموجب

نظم

ز دریا نہنگے بجنگ آمدہ است	کہ چستش چرم پلنگ آمدہ است
یکے آتش آمد ز چرخ کبود	کہ در ارض و غبرا پراگند دود
برفتند چون باد گردان ز جائے	خروش آمد و نالہ کرنائے

ہزارون گھنٹے اس لشکر مین بھی بجے اور یہ سامنے صنعت کے پہونچی وہ بہت ہنسی اور پکاری کہ لا حربہ دیکھون تیرا حوصلہ اسنے کہا مین کنیز مسلمانان ہون سبقت نہ کرونگی اسنے کہا مین قسم دیتی ہون اور مشتاق تیرے وار کی ہون عجز کرنا پہلے طریقہ اہل اسلام کا ہے وہ تو کر چکی یہ پیشدستی تو میرے اصرار سے ہے سرخ مو کو دھوکے مین وار کرنا منظور بھی تھا یہ اصرار کر رہی تھی کہ ایک نارنج کمر سے اسنے چھپا کر نکالا یہ نارنج مدت مین سحر کرکے اسنے بنایا ہے کہ توڑ اسکا نہین ہے جسپر پڑیگا بغیر جان لیے نہ رہیگا پس عذر کرتے کرتے وہی نارنج مارا مگر صنعت ہمشاہ طلسم ہے بڑی ساحرہ ہے اُسکے پیرون نے خبر دی کہ اے ملکہ بچنا وہ اس جلدی سے شیر پر سے اُڑ گئی اور نارنج آکر شیر پر پڑا کہ وہ جل گیا اور اندھیرا ہوگیا سرخ مو نے جانا کہ صنعت پہ نارنج پڑا پس نعرہ زن ہوئی کہ مارا اور کام تمام کیا صنعت روے ہوا سے پھر اُتری اور قہقہہ مار کر ہنسی کہ کس کو مارا تو نے اری بیوقوف دیکھ یون حربہ کرتے ہین یہ کہکر ایک گولا فولاد کا اُسنے بھی مارا یہ بھی نہایت ہوشیاری سے لڑنے آئی ہے کئی سو یون اور پیر ساتھ لائی ہے پس اُن پیرون نے اس گولے کو روکا مگر سب پیر جل گئے اور یہ فوراً طاؤس سے گر کر زمین مین سما گئی گولا طاؤس پر پڑ کر اُسکو جلاتا ہوا ہاتھی کئی ہزار آگے لشکر مہرخ کے کھڑے تھے ادہر پڑا کہ وہ بھی سب جلے اور اُنکے پیچھے کئی ہزار ساحر کھڑے تھے اُنکا بھی خاتمہ ہوا اوسوقت وہ گولا سرد ہو کر گرا اس عرصہ مین سرخ مو زمین سے نکلی صنعت نے جیسے ہی اسکو زندہ دیکھا از فرط غضب ایک تکا اُٹھا کر

کچھ افسون پڑھا کہ وہ تنکا ایک شمشیر صاعقہ خصال و برق کردار بنا طول مین وہ تلوار چالیس گز کی تھی یہ وہ تیغ پکڑ کر مہرخ مو پر جاپڑی اور ایک ہاتھ اُسپر لگایا اُسنے سحر پڑھا کہ کئی سو سپر سحر کا اس تلوار سے لپٹ گیا اور ساٹھ ستر سپرین سامنے آگئین لیکن ضد کی پناہ وہ شمشیر کب رُکنے والی تھی سپر بھی جلے اور سپرین بھی کٹین تیغہ تا دو ابرو مہرخ مو کا سر زخمی کرکے اُترا اور وہ بیہوش ہوگئی اُسنے چاہا کہ سر کاٹ لون اُسوقت یاقوت سرخ چشم بہن کو مہرخ مو کے تاب نہ رہی سحر سے پنجہ بھیجا کہ مہرخ مو کو وہ اُٹھالے گیا اور آپ تلوار سحر کی کھینچکر **صنعت** پر جاپڑی اُسنے سحر پڑھا کہ سات سو زنجیر سحر کی درمیان مین آکر حائل ہوگئین یہ بیچاری کس کس کو کاٹتی ناچار ہوئی اور **صنعت** نے وہ تنکے کا تیغہ اسپر بھی تن کر لگایا اُسکو بچنا دشوار ہوا اوقات تمام بچی مگر زخمی ہو کر بیہوش ہوگئی پنجہ سحر اُسکو اُٹھا لیگیا اور مہرخ کو یہ حال دیکھکر بیتابی ہوئی اور خون آنکھوں مین اُتر آیا تخت پر سے کود دی اور للکاری کہ باش او قحبہ تونے غضب کیا کہ دو سردار زخمی کیے خدا اُنکو بچائے یہ کہتی ہوئی جیسے ہی بڑھی تھی کہ **صنعت** پکاری مین تیرے ہی تو انتظار مین تھی کہہ کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اور دو بیڑیان نکلکر از خود پاؤن مین **مہرخ** کے پڑگئین اور یہ بالکل ہو کر ایک جگہ رہگئی لاکھ لاکھ افسون پڑھے کچھ نہ ہوا اور **صنعت** تلوار کھینچکر چلی کہ سر کاٹ لون اُسوقت بہار تاب نہ لائی اور تخت اپنا آگے بڑھا کر پکاری کہ اے **صنعت** تیرے ہاتھ مین تلوار ہے یا پھولون کی چھڑی ہے یہ کلمہ بہار کا پڑا سحر تھا وہ تلوار پھولون کی چھڑی بن گئی اُسوقت **صنعت** نے کہا کہ اے بہار تو شہنشاہ کی ملازم نہین بلکہ عزیز خاتون شاہ ہے اسوجہ سے یہ رُتبہ تیرا ہے کہ تیرے سحر نے مجھپر اثر کیا خیر مہرخ کو تو چھوڑے دیتی ہون تجھپر سحر کرتی ہون اے بہار تیری پھولون کی چھڑی میرے واسطے اور میری تلوار تیرے واسطے بدلے اس تیغ سے تو کام لے یہ کلمات اس کے بھی اثر دار تھے **مہرخ** کے تو پاؤن سے بیڑیان کٹ گئین اور بہار کے ہاتھ مین وہی چالیس گز کی تلوار آگئی اور وہ تخت پر سے کود کر اپنے لشکر کو قتل کرنے چلی یہ ماجرا عیاروں نے لشکر مین عمرت بے لشکر ٹے تھے دیکھا اور **برق** نے دوڑ کر کمند ماری **بہار** اُلجھ کر گری اسنے حباب مار کر بیہوش کیا اور کندھے پر لاد کر لے بھاگا اور جنگاہ سے خیمۂ **شکیل** قریب تر تھا اُسی خیمہ مین لاکر ڈالدیا اور زیادہ تر بیہوش کرکے آپ سمت میدان چلا اس عرصہ مین **صنعت** کو اور زیادہ غصہ آیا اور وہ ابر جو محیط عالم ہورہا تھا اُسکی جانب اشارہ کیا ابر مین سے گرجا اور برق چمکی پتھر برسنے لگے ساحرہ نے وہ سنگدلی دکھائی کہ لشکر مہرخ کو سختی پیش آئی شیشۂ دل سنگ ظلم سے چور ہوا ہر ایک رنجور ہوا جسکے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا نصیب پھوٹ گئے سنگ تفرقہ فلک پھینکنے لگا لیکن اس آفت آسمانی سے عاشقان شاہد شجاعت کہان بچکر جاتے وہ ابر تمام عالم پر محیط تھا سر شوریدگان دشت رزم کے پھٹ رہے تھے عشق شیرین کارزار مین ہر ایک پر فرہاد کا عالم تھا دفتر عالم برہم تھا نقشہ بگڑ گیا ہزارون سحر پڑھے لیکن وہ ابر اور زیادہ بڑھا یہانتک کہ اندھیرا ہوگیا گھنگھور گھٹا چھائی اور سنگباری مثل ژالہ باری ہونے لگی مزرعۂ فوج مہرخ پامال ہونے لگا کشت لشکر پر بلا پڑا عجب ظالم سے پالا پڑا آخر مزرعہ گی

نظم

دریا و نہال ہستی ہستان سبزہ روندا گیا ہر سمت شور داد و بیداد کہ

خواجہ سلامت کو لیکر باغ عیش مین آؤ کہ وہ راہ میرے ظلمات طلسم کی ہے اور اُس راہ سے ایک دن مین انسان طلسم ہوشربا مین پہونچ جاتا ہے چنانچہ اُس باغ مین مین بھی ملاقات خواجہ سے کرونگا اور رخصت بھی کردونگا نامہ پڑھتے ہی فراق خواجہ یاد کرکے بران کی رنگت سفید ہوگئی خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ خیر تو ہے ملکہ نے مضمون نامہ سے آگاہی دی مخمور نے پوچھا کہ میرے بارے مین کیا حکم شاہ ہے ملکہ نے کہا تم بھی ہمراہ خواجہ رخصت کی جاؤگی یہ سنتے ہی مخمور ہر ایک سے ملنے لگی عمران و مجلس و اختر وغیرہ گلے ملکر رونے لگین ملکہ نے کہا صاحبو خواجہ اُس راہ سے بھیجے جاتے ہین کہ یقین ہے ہمیشہ آیا جایا کرین اب بادشاہ پاس تو جانے دو دیکھین کیونکر رخصت ملتی ہے یہ کہہ کر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر گرد تنہا بزور سحر اوڑی اور کہا خواجہ سلامت گھبرایئے گا نہین مین آپ کو لیجاتی ہون خواجہ کی توجہ ہوا سے آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا دیکھا کہ یہ گلزار مینو نشان ہے بلکہ غیرت وہ گلزار جنان ہے گل ہر رنگ کے کھلے ہین نازبردگان گلشن مہد شاخ مین جھولتے ہین دائیہ بہار نے سبزہ کو تھپک تھپک کر سلایا ہے اطفال غنچہ کا آب تراوت سے منہ دھلایا ہے چشم نرگس مین سواد زلف سنبل کا سرمہ لگا ہے یا عکس سنبل نرگستان پر پڑا ہے دامن ابر بہاری کا سایہ بنات نبات کے سر پر لقصد رحمت تھا چنار سر پر نہالون کے ہاتھ رکھے بہزار شفقت تھا بلبلون کا چہچہانا اور بیان دیگر کود کان گلستان کو آرام کرانا ہزار داستان کا کہانی کہہ کر بہلانا کلیون کے کرتے نکہت گل کے لیے جوڑے بھونرے تھے سوسن زبان دراز اشجار کو دیکھ کر پوچھتی کہ یہ کس کے نونہال ہین زبان برگ جواب دیتی کہ ہم مادر زمانہ اور زمین کے مائی کے لال ہین عروس چمن سہاگن بنی تھی اپنی آل اولاد سے پھولی پھلی تھی زرگل تصدق مین ہر صبح گلچین کو ملتا رد زر کیا سرو کو ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا تھا شاخون کا جھومنا لڑکون کا مچلنا تھا باد صبا کا محبت سے پنکھا جھلنا تھا کہ

نظم

نہاد باد تراوت سے اسکہ ہے معمور
بری زدہ ہے بنائے جو کوئی کھوے فال
سما یا ارض کی طینت مین اسکہ جوہر جان
لٹا یا نقرۂ و زر ہے ہزار ہا مثقال

پیئین نہ دودھ اگر ایک لمحہ بھی اطفال
نہ سمجھو نہر دمین یہ آب سیگون کا جوش
ضمیر خاک و فینون سے تھا جو مال الامال

طبیب نبض جو دیکھے جنون کرے تشخیص
چمن مین خرمن گلہا ہے تر کرد نہ خیال
بسان دست کریمان گنج گوہر بخش

عمر دگر براں سیر اُس گلستان کی دکھاتی بارہ دری کے قریب لائی خواجہ نے اُس ایوان کو دیکھا کہ طاق فلک کو روبرو اپنے پست تر بناتا تھا دیوارون مین جواہر جڑا کیا تھا گنبد آسمان جیسا روزن پر اُس کے بلا گرد لان تھا دالانون کے آگے چبوترے سنگ مرمر کے بنے سائبان زربفتی اون پر کھنچے اندر دالانون کے طاق محراب بنی محرابین بردان شاہدان قصر عالم کو شرماتین کہ بموجب

نظم

عظیم الشان گھر وہ اسقدر رکھتا
بہت اچھے بہت بہتر وہ سارے
گران قیمت طلائی کار کا فرش
لگے تھے ہر طرف گویا کہ اختر

نہین ہوگا زمانے مین اب ایسا
عجائب نقش بیتا رنگ ہر گام
کہ ایسا آنکھ نے دیکھا نہ تھا فرش
جسے دیکھا وہ تھا قیمت مین یکتا

پڑے تھے ریشمی دالان مین پردے
برابر ایک سا آغاز و انجام
جواہر لعل و یاقوت اور گوہر
چمک کا حال اونکی مین کہون کیا

دھری تھین فرش پر جو کرسیان اور
نہ او پنہر کرسکے انسان کبھی غور
نظر پہلے دم دیدار ہر دم
فزون تھا برق سے بھی اُنکا عالم
گران قیمت پھر اُسکے بعد اک تخت
میسر جسکو ہو اُس کے زہے بخت
فراز تخت پر تھا جلوہ گر شاہ
زہے شوکت زہے حشمت زہے جاہ
ہزارون نازنین ماہ رُخسار
کمر باندھے پے خدمت تھین تیار

خواجہ نے بادشاہ کو دیکھ کر سر بہر تسلیم خم کیا بادشاہ بھی تخت پر سے اتر کر بڑھا خواجہ لب بہر توصیف وا کرکے ہاتھ پھیلا کر بڑھے اور گوہر ثنا و صفت شاہ پر نثار کرنے لگے کہ نظم

رہو با جاہ و دولت تم سلامت
الٰہی تا قیامت تا قیامت
تمھارے لطف نے بندہ بنایا
بہت ہم نے یہان آرام پایا
نہایت عادل و جرار ہے شاہ
زمانہ خلق و ہمت سے ہے آگاہ
تمھین شاہنشہ دوران ہین کہتے
تمھارے زیر سایہ سب ہین رہتے

کوکب نے بھی زبان مدارات بیان سے درفشانی فرمائی اور وصف خواجہ مین زبان وا کی کہ اے شہنشاہ عیاران عالم نہ احسان آپکے شکریہ یہ حقیر کیا ادا کرے کہ نظم

وہ بولا مین فدائے لطف احسان
ہوئے جو آپ میرے گھر مین مہمان
عوض اسکا مین کرسکتا نہین ہون
یہ دولت ہے بڑی بدلے مین کیا دون
مگر خدمت کرونگا گو ہون مجبور
جہانتک ہوسکیگا تا بہ مقدور

یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ دیکر لیجا کے تخت پر برابر اپنے بٹھایا تا دیر بڑی گرمجوشی سے دونون نے تپاک ظاہر کیا پھر بادشاہ نے اپنی دختر بران کی طرف دیکھکر کچھ اشارہ کیا ملکہ مذکور اُٹھکر اُس ایوان مین ایک طرف گئی اور بعد لمحہ کے کئی سو کنیزان بہشتی پیکر حور مثال کشتیان لیے ہمراہ ملکہ حاضر خدمت ہوئین وہ کشتیان بادشاہ نے پیشکش کین اون کشتیون مین تحفہ جات طلسم اور جواہر بے بہا اور عمدہ ایسے تھے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے تھے تاج اور مالے گوہر آبدار کے تھے کہ ابیات

پیالہ لعل کا اک قیمتی تھا
زیادہ تھا گرہ بھر سے بھی دل کا
بہت سے موتیون کی گرد جھالر
درم سے بڑھ کے تھا ہر ایک گوہر
پھر اُسکے بعد تھی اک سانپ کی کھال
کہ اُسکے فلس کا مین کیا کہون حال
ریال اُسنے بہت کم عرض مین ہی
نہایت خوب و بہتر تھی وہ شے
اثر اوسمین عجب انداز کا تھا
کہ جادو سحر سب باطل تھا ہوتا
مگر اک خشک لکڑی عود کی تھی
بیان کیا ہوسکے تعریف اوسکی
خواص اُسمین بھی تھے صدہا معین
بدل خواہان جہان کے دوست دشمن
اسی صورت سے جو تھا اور تحفا
وہ کچھ کافور کے دانے تھے یکجا
بظاہر سب وہ پستہ کے برابر
نہین فرق ایک سے تھا ایک ہمسر
بہت سے تاج پر گوہر بہت خوب
نہایت قیمتی بہتر خوش اسلوب
سوا انکے پیالا ایک دیکھا
نہین آتا تصور مین وہ لیکھا
عقیق سرخ کا دل ایک انگشت
نہ آئے کھولکر باندھو اگر مشت
اسی مین ایک تھی تصویر کندہ
کہ جس کو دیکھکر ہر دل ہو بندہ
کمان و تیر اُسکے ہاتھ مین تھے
بھلائے دار اُسکے سب کو رستے

یہ تحفہ جات خواجہ کے سپرد کرکے بادشاہ نے بہت کچھ عذر خواہی کی اور کہا آپ کو مین رخصت نہین کرتا ہون بلکہ برائے مقابلہ صنعت بھیجتا ہون اور آپ ایک دن مین اپنے لشکر مین پہونچ جائینگے وہان لڑائی ختم کرکے ہر ایک سے ملاقات فرما کر ایک رات سے زیادہ نہ رہیئے گا یہان چلے آیئے گا

اور مین دروازہ اپنے طلسم ظلمات کا کھلوائے دیتا ہون ہمیشہ اسی سے آمد و رفت رکھیے گا یہ مقام اور طلسم ہوشربا اس راہ سے ایک ہے اس راہ کو بڑے استحکام سے بانیان طلسم نے مسدود کیا ہے بغیر میری اجازت کوئی آمد و رفت نہین کر سکتا شاہ ہوشربا بھی اس راہ سے واقف ہے مگر آ نہین سکتا اب مین وہ راہ کھولے دیتا ہون لشکرون کا آنا جانا اُسی راہ سے ہوا کریگا کنیز آپکی براان ہر وقت ہمراہ رکاب رہیگی مین بھی بمقابلہ شاہ جادوان آیا کرونگا آپ تشریف لے جایئے بسم اللہ دیر نہ فرمایئے وہان مقابلہ شروع ہو گیا ہوگا یہ کہہ کر براان سے حکم دیا کہ دروازہ ظلمات طلسم کا کھلوا کر خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچاؤ تم بھی آنا سرحد تک ساتھ جانا اور ماہی پریزاد اور سلیمان جادو کو لشکر دیکر بصد کروفر آپکے ساتھ کر دینا ملکہ نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ مخمور کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ جب راہ لشکر قریب ہو گئی اُنکا جی چاہے یہان رہین جی چاہے لشکر مین جایئن ملکہ اس تقریر کو سنکر بہت شاد ہوئی اور ابیات

ملا خلعت ہوا رخصت وہان سے
مبارکباد نکلی ہر زبان سے

بہت راضی ہوا مسرور و خرم
کہا ممنون بدل ہین شاہ کے ہم

مناسب ہے نہو کم رسم باہم
بہر صورت رہے ہر وقت ہر دم

کہا شہ نے کہ اے عیار ذیجاہ
جو کچھ درکار ہو کرنا بہر آگاہ

کہ طرز دوستی جاری رہے روز
ہمیشہ عید ہو ہر روز نوروز

خواجہ شاہ سے جب رخصت ہو چکے بادشاہ نظر سے غائب ہو گیا اور براان خواجہ کو وہان لیکر چلی اُس باغ سے نکلکر جب یہ اور آگے بڑھی ایک دروازہ رفیع الشان و بلند برتر از باب آسمان نظر پڑا ملکہ نے وہان پہونچ کر سحر پڑھا کر آواز تڑاقے کی آئی اور ایک برق چمکی کہ آنکھین بند ہو گیئن پھر جو آنکھ کھلی کنارے ایک دریاے زخار کے اپنے تیئن پایا کہ پانی اُسکا لطافت و خوبی مین بہ از آب حیوان تھا صفا مین بسان چشمہ خورشید تابان تھا قریب اُس بحر عمیق و بے پایان کے ایک چار دیواری باغ کی تھی اُس باغ کی دیوار پر ایک پُتلا سونے کا بیٹھا تھا شست ہاتھ مین لیے تھا ایک سرا اسکا دریا مین پڑا تھا ملکہ نے بزور سحر خواجہ کو اُس دیوار باغ پر برابر پُتلے کے پہونچایا اور پُتلے سے فرمایا کہ ارے موئے تجکو حکم تھا کہ جبتک ماہی پریزاد کو شکار نہ کر لینا بولنا نہین تو مجکو دیکھ کر ہنسا کیون ابھی جل جا اس کلمہ سے اس پُتلے کے بدن مین آگ لگی جلکر خاک ہو گیا ملکہ نے وہ ڈور آب لیکر کھینچی ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ چہرہ اسکا پری اور سارا جسم مچھلی کا تھا وہ صورت زیبا اسکی تھی کہ ماہ سے ماہی تک اُسیر جان فدا کرے مردم چشمہ چشم دہر اسی کی یاد مین دریا اشکون کا بہاتا فلک برج سنگین اُسیر سے تصدق اُتار کر دریا مین چھوڑتا سرطان کا رہنا ترک کرکے اُسی کے عشق مین پھرتے پھرتے سریع السیر مشہور ہوا ملکہ مذکور نے اُس مچھلی کے نکلتے ہی دوڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ وہ مچھلی اونچی ہوئی اُسوقت دو ہاتھ پیدا ہوے کہ جام نمرد کا ہاتھ مین لیے تھے اُنھون نے اُس مچھلی کو لیکر جام مین رکھا اور مچھلی نے دم اژدر کی طرح کھینچا وہ دریا سب خشک ہونے لگا آیا پنجہ نے اس جام پر سرپوش ڈھانک دیا مچھلی بند ہو گئی ملکہ وہ جام

ہاتھ میں لیکر خواجہ کی کمر میں پنجہ دیکر اتری اور ایک جنگل میں آکر اتری کوسوں تک وہ صحرا سبزہ زار نظر آتا تھا جناب خضر کا دل وہین رہنے کو چاہتا تھا ایک جدول آب اُس دشت مین تھی گویا صفحۂ دشت پر نقرئی جدول کھنچی تھی کنارے اُس غدیر کے سبزہ لگا تھا طغرائے خسرو بہار بنام مردمان آبی جاری ہوا تھا جدول آب پر ایک ابر سائیگن بھتا مے کشوں کی جان وہ بن تھا رندوں کے لیئے جیتے جی بہشت کا گلشن تھا ہولے سروے پانی کا لہرانا زلف لیلی کا پیچ کھانا نظر آتا میخوار کا دل جسے دیکھکر لہراتا نظم

برسات کے دن تھے ابر کا جوش
سبزے سے زمین تھی پریان پوش
بادل کا ادھر ادھر سے آنا
وہ قوس قزح کا رنگ پانا
کوئل کی وہ کوک مور کا شور
بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
کھیتے تھے بیٹھے کھول کر جی
ہر شاخ پر بیٹھکر وہ پی پی
ساقی سحاب نے بصد آب
مینائے فلک سے دی مے ناب

ملکہ نے کنارے اُس نہر کے کھڑے ہو کر پکار کر کہا اے سیلان جادو اے یاران جادو و حلم شاہ کو کب ہے کہ ہمراہ خواجہ عمرو بہر جنگ صنعت و افراسیاب جادو یہ صدا دیتے ہی ایک صدمۂ مہیب آئی وہ ابر زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور پانی مین تلاطم ہوا ابر اور نہر دونوں ساحر بن گئے ملکہ نے دو جام مچھلی کا اُنکے حوالہ کیا کہ وہ جام لیکر پھر زمین پر گر کر لوٹے اور ابر و نہر بن کر رواں ہوئے اب ایک نالی بہت باریک مثل خط کے بنتی ہوئی اُسپر گرد ابر کا چھایا ہوا ایک طرف چلا اُسکے پیچھے پیچھے ملکہ اور خواجہ روانہ ہوئے یہانتک کہ ایک پہاڑ کے قریب پہونچے وہان ٹھہر کر ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے بحرین جادو جو کچھ تیاری سواری خواجہ و ملکہ کی بموجب حکم بادشاہ سے کی ہو اُس جلوس کو مع لشکر کے لیکر جلد تر حاضر ہو یکتا تھا کہ درۂ کوہ سے کئی سو ہاتھی پیدا ہوا کہ سب جلہائے زرین سے آراستہ فیلبان پگڑیان زنگار رنگ کی سر پر باندھے لباس عمدہ سے پیراستہ پشت فیلان پر علمدار علموں کو جلوہ دیتے آگے بڑھ گئے پھر کئی سو دمامے اور نقارے چاندی سونے کے شتر و فیل پر لدے نقارچی چوب اُسپر لگاتے ہمراہ اُنکے فوج کے باجے کوس شاہی کا غلغلہ چار دانگ عالم مین پھیلا ہوا دُنیا کا دل دہلا ہزارہا نقارہ اُسپر دہل پڑتی نقارۂ چرخ کے شق ہو جانے کا اندیشہ ترک فلک کی خوف سے جان نکلتی اسی دھوم دھام سے یہ بھی گذر گئے پھر ایک لاکھ اسی ہزار ساحروں کا اور جادوگرنیوں کا لشکر پیدا ہوا اکر جادوگر دحیہ و شکیل مرکبہائے پرند پر بعض سوار بعضوں کے زیر ران شیر و پلنگان مردم آزار بعض اژدہے پر چڑھے غول ہر ایک جدا جدا بندھے ہوئے جھنڈے ہر گروہ کے نئے نئے رنگ کے تھے ساحرہ حسین و کمسن لباس زنار پہنے ماتھے پر قشقے صندل و سیندور کے لگائے چھوٹیاں بادلہ نگار رگلوں مین ڈالے طاؤس و ہما و عقاب پر سوار جدا جدا اُنکے جوبن کی بہار زر و زیور مین لدی جواہر کی پتلیان معلوم دیتین آپس مین چھیڑ چھاڑ کرتین طرفہ نیرنگ دکھاتین کنکری کو پہاڑ کرتین صحرائے پر خزان مین ظاہر بہار کرتین نکل گئین پھر ماہی مراتب جلوس سواری سامان ترک اور بادبہاری پیدا ہوا پھر غول مغنیان خوش آواز کا نکلا اور ہزارہا پیسادل وجیدار صدائے طرقوا دیتا گذر گیا پھر چالیس ہاتھی زنجیرہ بند کیے ہوئے اُنپر ایک تخت گوہر آگین اور طاؤس ہر پایہ پر اُسکے جواہر کے بنے ہوئے ظاہر ہوئے ہمراہ اُن فیلان فلک شکوہ کے ساٹھ ہزار جوان ہر اب وقت و اسفندیار زمانہ تھا کہ

ہتھیار ہر ایک تن پر سجے اوبچی بنے مرکبہائے تازی پر سوار اپنی چھلبل دکھاتے مونچھون پر تاؤ دیتے ہر ایک سے نوک جھوک کی لیتے کڑیان زرہون کی کڑکتین اسلحہ کی چقاچاق کا شور بلند ہر ایک باغ شجاعت نہال ارجمند سب سامنے ملکہ کے پہونچکر ٹھہر گئے ملکہ بران نے لباس شاہی اور قبائے فرمانروائی سے خواجہ کو آراستہ فرمایا تاج عطیۂ شاہ کوکب سر پر رکھا کہ جس کا ہر ایک شاہجہان محتاج تھا قبائے خسروی کہ جسکا ہر تار خراج ہفت اقلیم کہنا چاہیے جسم مین پہنائی اُسکے بازوون پر ادرمالے گلے مین پہنائے اور یاد دلایا کہ ان تحفہ جات عنایتی شاہ موصوف سے یہ کام لینا اور ایک رات سے زیادہ وہان نہ رہنا چلے آنا اور جب آنے کا عزم کرنا ایک مرکب مین تمھین دیتی ہون اس پر سوار ہوکر کہنا کہ مجھے طلسم نورافشان مین لیچل وہ مرکب راہ طلسم سے آگاہ ہو تمھین لے آئیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک گھوڑا ساز دیراق مرصع سے آراستہ طرارے بھرتا خوش فعلیان کرتا درہ کوہ سے ظاہر ہوا خرام مستانہ اپنا معشوقان خوش رفتار اسیر سے تصدق کرتے بال کی بٹی ہوئی کاکل پر زلف پرخم کی پھانسی لگاکر مرتے کیا کیا صفت اسب جہان پیما کی بیان ہو سمند قلم عرصۂ مدحت طے کرنے مین لنگ ہو شبدیز زبان کا میدان مین چلنے سے عرصہ تنگ ہو اُس مرکب کو ایک تیلا سحر کا شاطر بنا ہوا اگلا ریر لگائے گھوڑا دہانے سے کھیلتا ہوا قائزہ کیئے سامنے لایا ملکہ نے وہ مرکب کوتل خواجہ کے ساتھ کر دیا پھر کچھ سحر کیا ایک تخت پر ملکہ مخمور کو سوار کیئے ایک تیلا لایا اُسنے یہان لشکر اور خواجہ کی روانگی کا سامان دیکھکر ہوش اپنا کھویا پھر ملکہ کے گلے ملکر رخصت ہوئی ملکہ نے خواجہ کو ہاتھ پکڑ کر ہاتھیون کو ٹھلوا کر تخت طاوسی پر سوار کیا اُنکے سوار ہوتے ہی ہزارہا کرنا اور شہنا کو دم ملا تمام لشکر کے باجے ایکبار بجے کہ گوش فلک کر ہوا تا قوس دھنٹے ساحرون مین بجے روح جمشید وسامری زیر زمین کانپ گئی غلغلۂ محشر برپا ہوا سواری آگے بڑھی اُسوقت نعرہ ہوا کہ سنم بحرین جادو داب جو دیکھا تو ایک ساحرہ تخت پر سوار درہ کوہ سے ظاہر ہوئی کہ وہ حباب ہاتھ مین لیئے تھی اُس کے آنے کے بعد پھر ذبگاہ لشکر پیدا ہوکر آگے بڑھی اور بارگاہ فلک فرسا اژدھون پر لدی خواجہ کے لیئے آئی پھر شتر و فیل وعراد ون پر سنگین ہو بلخیام لشکریان وغیرہ لیئے ہوئے آئے خواجہ کو قلب لشکر مین فوج نے کر لیا ڈنکا بجا اور یہ سامان بعظم و شان آگے بڑھا اُسوقت باران جادو ابر بنا ہوا سر پر سایہ فگن تھا اور سیلان جادو دریا بنا ہوا برابر اُس لشکر کے روان تھا لشکر پر عجب طرح کا جوبن تھا ہر دلاور صف شکن تھا کہ

ابیات

فراز تخت پر جب شاہ آیا تو
بجا نقارۂ رخصت برابر
گھٹا اُمڈی ہوئی تھی آسمان پر
کہین آتش کے شعلون کی لپک تھی

پئے تسلیم سب نے سر جھکایا
بڑھا جب وہ شہ ذیجاہ اکسو
سیاہی سی تھی رخسار جہان پر
چلا القصہ وہ لشکر بعد جاہ

سلامی کے لیئے توپین ہوئین سر
اُسی جانب کیا ہر خیل نے رد
گرج بادل کی بجلی کی چمک تھی
ہوئی تاریک ابر سحر سے راہ

ملکہ بران نے بعد سوار ہونے خواجہ کے کہا کہ لے اب سپہر عیاری تمھین خدائے کریم کے سپرد کیا اللہ مدد مددگار رہے جائیے اور لڑائی میں فتح کیجیئے یہ کہکر نظر سے غائب ہوگئی اور سواری آگے بڑھی کچھ دور چل کر

تاریکی مین گذر ہوا ظلمات طلسم کی راہ ملی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا چشم دہر بالکل بے نور روشنی وہان سحر بالکل کافور لشکر اُس اندھیرے مین اس طرح روان تھا کہ جیسے روشنی مین چلتا تھا خواجہ کا مگر دم خفا ہوا بہت پریشان ہوکر ہر سمت آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا آخر پکار کر کہا کہ یارو کچھ سوجھتا نہین یہ براق نے مجکو کس مصیبت مین پھنسایا اتنا کہنا تھا کہ ایک آواز تڑاقے کی آئی اور پردے ہوا ایک چاند طالع ہوا جسنے تمام دُنیا روشن کردی خواجہ نے دیکھا کہ اس چاند سے چہرہ نورانی ابن ماہ منیر آسمان ساحری فلک افسونگری کی مہر روشن یعنی براق تمشیر زن کا دکھائی دیا اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم براق تمشیر زن خواجہ گھبرانا نہین مین آپکے ساتھ ہون یہ کہکر وہ چاند مثل ایک خط کے بسان شعاع نیر اعظم ہوگیا اور وہ لکیر جدول آب نور ہوکر دور تک روان ہوئی پھر تو وہ راہ باسانی طے ہوئی اور کچھ دیر مین تاریکی سے نکلکر طلسم ہوشربا مین داخلہ ہوا اُسوقت وہ لکیر سمٹ کر پھر قمر کی صورت ہوئی اور اسمین سے صدا آئی کہ خواجہ ابتک تو مین آپکے ساتھ تھی مگر اب رخصت ہوتی ہون خدا حافظ و ناصر یہ طلسم ہوشربا ہے آگے آپکا لشکر آپ کو ملیگا یہ کہہ کر وہ قمر بھی نظر سے نہان ہوا خواجہ کو شور و غوغا لڑنے والونکا سُنائی دیا کچھ دور اور جو بڑھے لشکر مہرخ نظر پڑا دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ پڑاؤ پر آکر فوج مسلمانان پہونچی ہے مگر یہان بھی کوئی صورت بچنے کی نہین ہے کُل لشکر تو بھاگتا پھرتا ہے آسمان پر سے پتھر پڑ رہا ہے خیمہ و بارگاہ سب برباد ہین ہزار ہا لاش پڑی ہے فرش مُردونکا بچھا ہے جو لوگ کہ زندہ ہین اُنکو پیام مرگ پہونچ رہا ہے سر ہر ایک کا شق دلمین مرنے کا قلق ہے صنعت کی تلوار چل رہی ہے شعلہ تیغ سے خرمن ہستی جل رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی خواجہ کو تاب نہ رہی تخت اپنا آگے بڑھایا اُدھر مہرخ وغیرہ نے جو ابر سحر آتے دیکھا اور فیلان لشکر پر جو نگاہ کی جان نکلگئی سمجھی کہ افراسیاب نے اور لشکر بھیجا بس ہر ایک گھبرا کر پکارا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون بس اب خاتمہ ہے برق فرنگی نے کہا بیشک اب سب مارے گئے اے ملکہ ذرا تامل کرو مین خبر لاتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا اتنے عرصہ مین عمرو نے لشکر مین پہونچکر نعرہ کیا کہ انا عمرو بن امیہ ضمری برق نے جو یہ نعرہ اُستاد کا سُنا اور ردے زیبائے خواجہ دیکھا شادان و فرحان کلاہ اُچھالتا دوڑا اور ملکہ مہرخ سے کہا کہ مبارک ہو طلسم نور افشان سے خواجہ سلامت تشریف لائے یہ لشکر انھین کا ہے یہ سُنکر ہر ایک سردار کے جسم مین روح رفتہ پھر آئی اور بسبب ابر سحر کے فوج بھاگ نہ سکتی تھی ہر سمت جان بچائی پھرتی تھی یہ مژدہ عیارون نے دوڑ دوڑ کر ہر ایک کو پہونچایا پھر تو جملہ فوج پھر پڑی اتنے عرصہ مین خواجہ نے ایک گوہر نکال کر جانب ابر سحر صنعت مارا کہ وہ ابر گرجا گرجا اگر لشکر ملکہ مہرخ پر سے ہٹا اور صنعت کی فوج پر جاکر پتھر برسانے لگا ساحرہ مذکور گھبرائی اور سحر پڑھا کہ وہ ابر دھوان ہوکر اڑتا رہا اور خواجہ نے اور ایک تحفہ کوکب کا دیا ہوا یعنی وہ چوب عود مثل نارنج چرخ دیکر صنعت پر ماری صنعت بہت جلد زمین مین غرق ہوگئی ورنہ سر اڑجاتا خواجہ نے مہرخ کو للکارا کہ ہان لینا اس قحبہ کو اس اثنا مین صنعت زمین سے نکلی فوج ایک لاکھ اسّی ہزار تیغہائے سحر و حربہ ہائے دیگر پکڑ کر اُس پر چلی سب نے نعرہ کیا کہ منم غلامان خواجہ عمرو یہ نعرہ سُنکر عیارون اور مہرخ کے لشکریون کو جوش محبت ہوا ہر ایک پکارا کہ ہم غلام عمرو ہین جادوگرنیون مین غریو ہوا

کہ ہم عمرو کی کنیزین ہین یہ نعرہ کرکے ہر ایک جو صنعت پر گرا اوسنے ایک گولا فولادی تاک کر خواجہ پر مارا خواجہ نے وہ جام جسمین تصویر بنی ہوئی تھی نکال کر سامنے کردیا اوس تصویر نے اُف جو کی گولا سرد ہوکر گر پڑا اور فوج نے صنعت کو آلیا اُسکا لشکر بھی آگرا ادھر تو یہ رزم کی صورت تھی کہ ابیات

بھم چلنے لگی شمشیر خونریز | لڑائی کی تھی کیفیت بہت تیز | صداے قتل سے ہر سو کیا شور
دکھایا موت نے ہر فرد کو زور | ہوئی جینے کی دشمن کو بہت یاس | ہوئی مشکل کشیدن چند انفاس

صنعت نے جوش غضب مین آکر زمین پر دو تھڑ مارا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر کریہہ منظر و سیہ فام زمین سے نکلا کہ ایک پولا خس کا ہاتھ مین لیے تھا صنعت نے اُسکو دیکھ کر ہاتھ اونچے کیے اوس ساحر نے وہ پولا اپنے مشعل آتشین سے جلا کر سامنے لشکر عمرو کے پھینکا اوسکے گرنے سے دریاے آتش جوشان و خروشان ظاہر ہوکر جلا لشکریان مہرخ لڑنے سے رُکے اور پناہ بخالق ذوالجلال لیگئے موجین اس بحر کی تا بکرہ نار جاتی تھین فلک اپنے پورانے جھیپر ڑے کو بچانے کی فکر مین تھا شعاع آفتاب کے تنکے جلجاتے تو تعجب نہ تھا وہ کون سا اوس بحر کا شعلہ تھا جو پر غضب نہ تھا عمرو نے دیکھا کہ کوئی دم مین سارا لشکر میری جانب کا جل جائیگا پس اسی وقت اس نے بھی ہاتھ اٹھائے کہ فی الفور دو ساحر پیدا ہوے کہ ہاتھ مین کاسہ زمردین رکھتے تھے اور سونٹا بھی لیے تھے ایک ساحر نے اس جام پر سونٹا مارا کہ جام ٹوٹا اور ایک مچھلی پر بیچرہ تڑپ کر نیچے گری اور مچھلی نے حباب منہ سے چھوڑے کہ وہ حباب پھوٹ کر پانی ہوے اور وہ پانی ایسا بڑھا کہ دریاے قہار بہنے لگا وہ مچھلی تڑپ کر اس بحر عمیق مین گئی تھی تو وہ دونون ساحر نعرہ کرکے کہ منم سیلات و باران جادو غائب ہوگئے اور دریا مین سے نعرہ ہوا کہ منم ماہی پریزاد اور آسمان پر سے پانی برسنے لگا زمین پر وہ بحر روان ہوا پھر تو دریاے آتش ساحرہ بجھنے لگا ہرچند وہ سحر کرتی تھی کچھ نہ ہوتا دونون بحر یعنی آتش و آب ملگئے تھے پانی جو گرم ہوا تھا بھاپ اٹھتی تھی دریا بھی صنعت کی طرح شیخی بگھارتا تھا ابر چھایا ہوا تھا مینہ موسلا دھار برستا تھا اہل اسلام جو درگاہ خدا مین روتے تھے اُنکے اشکون کی طغیانی تھی کہ بیت

کون یہ روز ازل رو یا تھا نالان ہوکر | اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہوکر
آپ کیا جانین حقیقت کو مرے رونے کی | حضرت نوح تھے کچھ دیدۂ تر سے واقف

المولف دیگر

دم بھر مین وہ طغیانی آب و باران ہوئی کہ طوفان جناب نوح بھی ایسا نہو گا مالک بر و بحر نے بمصداق دعاے نوح کنندگان لشکر کہ (رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا) کشتی جان ساحران صنعت غرق بحر فنا فرمائی اور بمقتضاے آیہ کریمہ (وفجرنا فیہا من العیون) زمین و آسمان کے پرنالے کھولدیے ایک ایک موج اس بحر سحر کی پہاڑ سے اونچی جانے لگی فلک اس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا عالم عالم غرقاب تھا چشمۂ خورشید سے یقین تھا وہ یم بے پایان ملجائے ساکنان عالم بالا کو تلاش ہوئی کرنا ڈاڈر جہاز آکے اُسوقت وہ دریاے آتش سب بجھ گیا اور تمام لشکر صنعت مین وہ پانی پہونچا ساحر غوطے کھانے لگے ہرچند سب نے سحر کیے لیکن پانی کم نہوا

صنعت نے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور کئی ہزار جادوگر سر پر اُس کے سپرین سحر کی سایہ کیے تھے کہ اُسپر مینھ نہ پڑتا
تھا مگر جب لشکر مین دریا کے بڑھنے سے تلاطم ہوا اور کسی طرح کنارہ نجات کا ساحرون کو نظر آیا جان بچا کر کنارے
اُس بحر کے بھاگے اور ہزارون غرق دریاے سحر ہوے اُسوقت عمرو نے زیر تیغ رکھ لیا ایک دریا سحر کا جاری
تھا دوسرا خون کا جاری ہوا ساحر تیغ کے گھاٹ اوترنے لگے دریا مین ڈوب ڈوب کر اُچھلتے تھے سوس و مگر و نہنگ
اوچھلتے معلوم دیتے تھے دریا بھی بڑھتے بڑھتے چڑھا رہا تھا ہر سمت ایک تلاطم پڑا تھا لشکر عدو یا تو سرکش تھا اب
بھاگ کر لیا دیا کہ بھیگی مرغی ہر ایک بشر ہوا وہ مار گھمسان کی ہوئی کہ ایک بھی لشکر دشمن سے زندہ نہ بچا وہ
برق کا کوندنا پانی کا برسنا دریا کا بہنا بیرون کا غل کرنا تیغ ترسول و تیغ سحر کا چلنا پناہ بخدا سے تہارذکر کرنے سے
اسوقت کے خوف ہوتا ہے ہنگامہ قیامت بھی ایسا ہو گا تلوارون کی لہرین تھین سپرین سنگ پشت بن گئین
تیرون کا مینھ برستا تھا ہر ایک جان بچانے کو ترستا تھا یہ حال تھا کہ بموجب ابیات

عجب وہ دشت ہیبت زا ہوا تھا
جسے دیکھے سے رنگت سب کی بدلی
نہ وہ جرأت نہ وہ ہمت نہ وہ زور
کہ جسمین اس طرح تھا قہر برپا
گری وہ ہر طرف سے سب پہ یکبار
زمین و آسمان سے اک اُٹھا شور
اُٹھی تھی ہر طرف سے ایک بجلی
قدم اُٹھنا ہوا اُسوقت دشوار
غرض کہان تک عرض حال کردن

کچھ لشکر بھاگ کر جانب لشکر برق گیا اور مہرخ کو لوگ بمنت تمام کھینچ کر لے ملکہ ایک دن کے سو ساٹھ
دن ہین پھر پیچھے کو میدان سے ہٹا کے گئے یہ ہزیمت خوردہ نالان و گریان بھاگ کر جان بچا لیگئی لشکر مہرخ مین
نقارے فتح کے بجے باقیماندہ لشکر بڑا اوڑ گیا برق و سب عیار اور مہرخ مع جملہ سردارون کے خدمت عمرو
مین آئین تسلیم بجا لائین خواجہ بھی تخت پر سے اُترے ہر ایک کو گلے سے لگایا اپنے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا لشکر مہرخ
سے ملحق ہوا لشکر خواجہ کا اُترا اور ابر پھٹ کر ایک لکہ بنگیا اور دریا بھی چھوٹا ہو کر مثل نہر کے بہنے لگا ماہی پریزاد
اوسی دریا مین رہی خواجہ کے لیے بارگاہ اوس لشکر مین جو ساتھ آیا ہے برپا ہوئی ملکہ مہرخ نے کہا قدیم لشکر مین تشریف
لے چلیے وہان سب منتظر ہوئی ہین خواجہ نے کہا مجکو ابھی پھر کوکب پاس جانا ہے ایک رات کی مہلت ملی ہی مہرخ
بجہد ہوئی آخر خواجہ اپنے لشکر قدیم مین آئے اور پہلے خیمہ شکیل مین جا کر ملکہ بہار کو بیہوش پا کر ساغر عطیہ شاہ کوکب مین
پانی بھر کر چھینٹا مارا کہ ملکہ مذکور ہوش مین آئی اور خواجہ نامدار سے اُٹھ کر ملی پھر وہان سے بارگاہ شاہی مین آکر بیٹھے جلسہ
جم گیا ہر ایک دیدار فیض آثار خواجہ نامدار سے مسرور و شاد تھا کاشانہ خاطر پریشان آباد تھا کچھ لمحہ یہان ٹھہر کر خواجہ
اُٹھے اور سب سردارون کو ساتھ لیکر اُس بارگاہ کی طرف جو ساتھ لائے ہین روانہ ہوے یہان آکر جو دیکھا تو دریا
سحر جاری ہے ماہی پریزاد غرق دریا ہے خیمہ و بارگاہ لشکریون نے آراستہ کیے ہین چار پانچ کوس تک لشکر
اُترا ہوا ہے قناتین زر سر اپردے جواہر دوز ہین ہر ایک ملگیرے مین جھالر سلک گوہر کی ہے خواجہ کے لیے
جو بارگاہ نصب ہوئی ہے وہ بھی جواہر کی ہے اندر اوسکے ذہل اور کرسیان یاقوت اور زمرد کی گستردہ ہین صحن بارگاہ
مین جال موتیون کا نمگیرہ کی طرح کھنچا ہے اُسکے نیچے تخت الماس کا لگا ہے کئی اسو زینہ کا ہے سامنے بارگاہ

کے بازار کھلی ہے ایک طرف سنہری ایک سمت روپہلی ہے دوکاندار لباس اوسی رنگ کا پہنے تھے چھڑکاؤ ہو رہا تھا دھوم دھام ہر طرح کا اہتمام تھا خواجہ مہرخ و بہار ونافرمان وغیرہ کو لیے داخل بارگاہ ہوا اور ہر ایک کو کرسیون پر بٹھایا مہرخ کو تخت پر متمکن کیا آپ بھی جلوہ فرما ہوا عیار بھی ساتھ آئے ہین وہ سب مقام بہتر پر بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا خواجہ نے برق و قران و ضرغام و جانسوز کو خلعت دیا اور بہت کچھ تعریف اُنکی فرمائی کہ مرحبا شاباش خوب خوب تم نے عیاران کہن حقیقت مین یہ تھا تین مجھکو بھی نہ سوجھین تم نے میری عزت رکھ لی حق تعالی اگر شاگرد اور فرزند عنایت کرے تو مثل تمھارے مجھکو دمبدم کی خبر تھاری بھو بجتی تھی غرض بعد دلجوئی عیاران طلسم کوکب کا حال عمرو بیان کرنے لگا بران کا خلق اور خاطرداری نیرنگ طلسمات کی سیر وہان کے عجائبات سب بیان کیے اسوقت مہرخ نے کہا خواجہ یہ سب کچھ ہے مگر افراسیاب بڑا زبردست جادوگر ہے ہماری تو خدا نے آجتک تمھارے تصدق سے عزت رکھی اب دیکھیے کیا ہو عمرو نے بجواب اسکے ہنس کر کہا کہ اے ملکہ شہنشاہ کوکب کے مقابل مین افراسیاب کی کچھ حقیقت نہین خیر بروقت جنگ دیکھ لینا کہ کون زبردست ہے مہرخ نے کہا آپ سچ فرماتے ہین اب پروردگار اس صنعت حرامزادی کے شر سے تو ہمکو بچائے عمرو نے کہا اسکا تو بہت جلد خدا نے چاہا تو کام تمام ہو جائیگا یہ کلمہ سنکر برق عیار ہنسا عمرو نے اوسکے ہنسنے پر کہا اے فرزند ہم جانتے ہین کہ تم اس قحبہ صنعت کو مار ڈالو گے برق نے کہا یہ سب آپ ہی کی جوتیون کا تصدق ہے فی الجملہ یہان تو ہر طرح کا ذکر واذکار ہو رہا ہے ہر شخص داد عشرت دیتا ہے لیکن لشکر حیرت کا حال سنیے کہ آمد خواجہ کی خبر اوس لشکر مین بھی منتشر ہوئی عیارچیان صرصر اور صبا رفتار پہلے بھی بلاکر ڈانٹی گئی تھین کہ تم سے کچھ نہین ہو سکتا عیاران اسلام کا رہائے نمایان کرتے ہین پس عتاب شاہ طلسم کا دیکھ کر عیارنیان فکر عیاری مین تھین اسوقت غلغلہ آمد خواجہ سنکر بہت فکرمند ہوئین کہ بادشاہ اور زیادہ اب خفا ہوگا لازم ہے کہ جلد کوئی عیاری کر کے غضب بادشاہ سے بچنا چاہیے پس صرصر اول تو دوڑ کر لشکر عمرو مین آئی وہان بہت ساحرہ اور لشکر ہر مقام پر اوتری ہوئی تھین انمین سے ایک دو جادوگرنیون کی صورت صفحہ خیال پر منقوش کر کے اپنے خیمہ مین آئی اور رنگ روغن عیاری سے لگا کر اُس ساحرہ کی صورت پر اپنے تئین درست کیا یعنی مانگ مین سیندور بھر قشقہ ماتھے پر کھینچا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک حسن پر فرمان خسرو انجم جاری ہوا ہے ٹیکا ماتھے پر لگا تھا یا حسن کا ٹیکا دسی کے سر تھا کانون مین بالے ڈالے رخسار پر اونکے حلقے پڑے تھے چاند کے گرد ہالے تھے رہے تابان غازہ گلگونہ لگا کر ایسا خوبصورت بنایا کہ فلک ساطبق بھر کر گوہر انجم بہر نثار لایا چشم فتان مین سرمہ کی تحریر بشہر حسن پر آشوب نقشہ پردازی کی تدبیر مختصر یہ کہ اُس جلوۂ حسن کے حسب حال یہ قول شاعر بے مثال کا بہت لاجواب ہے کہ غزل

جامہ زیبی کی ادا سرو صنوبر مین نہین
کون ایسی بات ہے جو حسن دلبر مین نہین
آب و تاب ایسی فلک کے کوئی اختر مین نہین

وہ جواہر ہی نہین جو تیرے جھومر مین نہین
دھوم ہے اے یار تیرے حسن دہر آشوب کی
خوبصورت کوئی ایسا ہفت کشور مین نہین

جان نامے سے جھومرا انکا پانی پی لیا
ایسی شیرینی تو آب حوض کوثر مین نہین
نقش پائے یار کو تعویذ تربت کیجیے

آئینہ اس طرح کا گور سکندر مین نہین	قدر کھو بیٹھے جواہر کی لب و دندان یار	رنگ ایسا لعل مین اور آب گوہر مین نہین

جب اس سج دھج سے آراستہ ہو چکی چار سو کنیزان گل پیرہن رشک چمن کو موافق پیرہن ساحرہ ہمراہی خواجہ برق کے لباس و زیور سے درست کرا کر اپنے خیمہ سے نکلکر جانب صحرا مین آئی پھر ایک ایک بطور تخفی متفرق ہوکر داخل لشکر عمرو ہوئین اور اسی طرح صبا رفتار بھی جادوگرنی بنکر لباس اور گہنے سے پیراستہ ہوکر لشکر مین آئی لشکر عظم و شان و جاہ و جلال دیکھ کر ان کو بڑی حیرت ہوئی آخر صرصر تو اندر بارگاہ کے چلی اور صبا رفتار در بارگاہ پر استادہ ہوئی یہان جو صاحب دربان تھے وہ سب طلسم کو کب سے آئے ہین کسی کو پہچانتے نہین وہ سمجھے کہ ملاقات کو خواجہ کی مہرخ کے لشکر سے ساحرہ آئی ہین پس یہ سمجھ کر صرصر کو منع نہ کیا اور وہ مع چار سو کنیز کے اندر بارگاہ کے آئی یہان سردارون کا ہجوم تھا مبارکباد کی دھوم خواجہ تخت الماس پر جلوہ گستر خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر یہ حشمت دیکھ کر اسکو حیرت ہوئی اور دل سے کہتی تھی کہ بیشک یہ طلسم فتح ہوگا ان عیارون کا بڑا رتبہ ہوگا اسی اندیشہ مین یہ ایک جگہ ٹھہر کر گھات مین لگی کہ خواجہ کو بن پڑے تو پکڑے جاؤن ادھر تو یہ فکر مین تھی اس طرف خواجہ نے باتین کرتے کرتے جو گردن اٹھائی سامنے ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ کو مع چار سو نازنینان پری طلعت کے استادہ پایا ازبسکہ خواجہ بے نظیر عیار ہین بنگاہ اول یہ پہچان گئے کہ صرصر شمشیر زن ہے چنانچہ اسکو پہچان کر اس طرح ادھر سے آنکھ چرائی گویا دیکھا ہی نہین مہرخ سے مخاطب ہوکر باتین کرنے لگا اس عرصہ مین صرصر ادھر ادھر ٹہلا کتراتی ہوئی پشت پر عمرو کے آئی عمرو کو تو خیال لگا ہوا تھا اب جو سامنے اسکو نہ دیکھا پیچھے مڑ کر نگاہ کی صرصر نے اسکے دیکھنے سے خیال کیا کہ شاید مجکو یہ پہچان گیا پس راہ فرار اختیار کی مثل باد صرصر کے در بارگاہ پر پہونچی اور وہان ٹھہر کر سوچی کہ تجکو اگر وہ دیکھتا تو لینا لینا کا غل پڑ جاتا معلوم ہوتا ہے کہ تو نہین پھر کر اسنے دیکھا تھا تو ناحق بھاگ آئی یہ سوچ کر پھر کرسی اور مسند کے پیچھے سے ہوکر پس پشت خواجہ آئی عمرو نے پرچھائین پھر دیکھی سمجھا صرصر پھر آئی لیکن اب جو پھر کر تونے دیکھا تو وہ بھاگ جائیگی بہتر یہ ہے کہ عیاری کرکے گرفتار کرو یہ تجویز کرکے بنظر خیال اوس جگہ کو خوب ذہن مین کر لیا کہ جس جگہ صرصر کھڑی تھی اور آپ جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھا رہا اور ہزار جادوگر حاضر تھے اونکی جانب مخاطب ہوگیا اور ایک زانو تخت پر جو تکیہ لگا تھا اوس پر رکھ لیا اور ایک گھٹنا استادہ کرکے بیٹھا اس لیے کہ معلوم ہو خوب غافل ہے پس اس طرح کی غفلت دیکھکر بیٹھے بیٹھے جسم کو ہلکا کرکے پچھلے دھڑ سے پیچھے کی جانب ایسی جست کی کہ صرصر کے اوپر ہی آیا صرصر سنبھلکر چاہتی تھی کہ جست کرے اسنے کمند آصفہ باصفا ماری کہ حلقہ اسکے گردن و کمر مین صرصر کے پیچیدہ ہوے اسنے چاہا کہ جست کرکے حلقون سے نکلون اسنے جھٹکا مارا کہ وہ الجھ کر گر گئی یہان تو یہ ہنگامہ ہوا ادھر قران کرسی پر سے اٹھکر نہین معلوم کیا سوچا کہ دروازہ بارگاہ پر دوڑ گیا صبا رفتار کھڑی تھی اسنے کچھ نہ کہا نہ سنا آتے ہی کمند اوسکے ماری وہ صورت بدلے کھڑی تھی جانتی تھی کہ مجکو پہچانیگا کوئی نہین اسکے کمند مین اپنی غفلت کی وجہ سے الجھ کر گری اسنے گود مین اٹھا لیا اور اندر بارگاہ کے لایا یہان جب عمرو نے صرصر کو اسیر کمند کیا تو اسکے ساتھ کی چار سو کنیزین کہ سب عیارہ اور ساحرہ تھین لینا لینا کہکر دوڑین لیکن یہان ہزارون ساحر تھے سب ٹوٹ پڑے اور ہاتھون ہاتھ سب کو

اسیر کرلیا عمرو نے کہا ایک لونڈی میری بھاگ گئی تھی آج ہاتھ لگی یہ کہکر صرصر کو گود میں اُٹھایا اور رخسار پر رخسار رکھکر کہا جانی میرے آنے کی خبر سُنکر مجھکو دیکھنے آئی تھیں صرصر نے کہا ارے موئے میں تجھکو کیا آگ لگانے آئی اے عمرو واسطے اپنے ایمان کا مجھ سے ایسی باتیں نکرین شہنشاہ کے یہاں سے نکالدی جاؤنگی اور ارے بے غیرت تجھکو شرم نہیں آتی کہ سب کے سامنے مجھکو پیار کرتا ہے عمرو نے کہا اے پیاری عشق میں غیرت پانی پانی ہو کر بہجاتی ہے کہ بیت عشق تا خام ست باشد بستہ زنجیر شرم بد پختہ مغزان عشق را کے حیا زنجیر پا ست صرصر نے کہا شین تیرے عشق پہ جھاڑو ن پھیر دن موئے خدا کرے تیرا منھ سڑ جائے جیسے تو نے مجھکو پیار کیا ہے عمرو نے کہا اب میں یہاں تو ایک ہی رات رہونگا تجھکو طلسم کوکب میں بھیجتا ہوں کل میں بھی آؤنگا تیرے ساتھ مزے اڑاؤنگا پھر جب یہاں آؤنگا تو ساتھ لیتا آؤنگا صرصر نے کہا تیرے مزے کو جھلسا کیا میں ناٹھی نگوڑی ہوں جو تو مجھکو وہاں بھیجیگا خدا میرے شہنشاہ ایسے وارث کو سلامت رکھے تیرا کیا منھ ہے جو تو مجھکو بھیج سکے عمرو نے اسکو گرفتار کرکے سامنے بٹھایا اور صبا رفتار کو معہ قران لایا یہ دونون قید ہو کر بیٹھیں اور عمرو نے ایک سردار اپنے ہمراہیوں میں سے تجویز کرکے حکم دیا کہ ہمارے خوش چشم جادو تم اس عیارہ کو طلسم نورافشان میں لے جاؤ صرصر یہ حکم سنکر گھبرائی اور گویا ہوئی کہ اے عمرو میں اوس طلسم میں جاکر وہ عیاریان کرونگی کہ تیرا سب تفصیل بگاڑ دونگی شاہ کوکب تجھکو نکالدیگا عمرو نے کہا تو مہلت کب پاوے گی میں دن رات اپنے پہلو میں تجھکو رکھونگا میرے تیرے اقرار ہی تھا ایک دن مقابلہ ہوگا جو زیر ہوگا وہ اپنے غالب کی اطاعت کریگا اب میں تجھکو زیر کرچکا تجھکو کنیز بناؤنگا صرصر گالیاں دینے لگی عمرو مضحکہ کرنے لگا یہاں تو یہ سامان عشرت ہے لیکن حال افراسیاب سنیئے کہ صنعت کو اجازت جنگ دیکر آپ بیابان نرگس وا رستہ باغ سیب میں گیا اور وہاں سے پانچ دیار پتلے روانہ کیے کہ خبر جنگ کی لاکر دین پتلے آئے اور صنعت نے جب شکست کھائی تو وہ پتلے پھر کر شاہ طلسم پاس گئے اور کہا ہے کہ بڑا ستم ہوا وہ مار ڈالی گئیں بادشاہ سمجھا کہ صرصر کو کہتے ہیں اُس سے کہ پہلے سے کہہ رہا تھا صنعت نے سب کو غارت کر دیا ہوگا غرضکہ پتلوں سے پوچھا ارے کون مارا گیا اُنھوں نے کہا حضور صنعت نے جاکر لڑائی فتح کی تھی صرصر وبہار زخمی ہوئی تھیں لشکر سارا تباہ و برباد ہوگیا تھا بارگاہ میں جل رہی تھیں کہ عمرو عیار طلسم کوکب سے آیا لشکر اون ساتھ لایا اسنے یقین ہے کہ صنعت کا کام کیا ہوگا جب لشکر ملکہ کا برباد ہوچکا تھا اسوقت ہم چلے تھے یہ خبر سنا تھا کہ شاہ طلسم برہم ہوا اور کہا پتلے حرامزادے بھی لشکر حریف سے ملگئے ہیں جب ہوتا ہے اودھوی کی فتح بیان کرتے ہیں میں ان سب کو جلاؤنگا یہ کہکر باغبان وزیر ساتھ تھا اُس سے کہا ان پتلوں کا بیان میری سمجھ میں نہیں آیا تم مفصل دریافت کیجے حضور میں عرض کرو باغبان پتلوں کو علیحدہ لے گیا اور مفصلاً وسترداً حملہ کو الف سے تا یے دریافت کرکے خدمت بادشاہ میں آکر عرض پیرا ہوا بادشاہ حال سنکر آگ ہوگیا اور کہا ہوا کہ میں صرصر کی کوکب کی قضا ہی آگئی ہمیشہ ہمارے پاس آیا تھا کہ وہ میرا ہم مکتب ہے افسوس ہے کہ مجھکو ایسے یار سے لڑنا پڑا دیکھو تو کیسی عذاب الیم سے

اوسکو ہلاک کرتا ہون غرض اُسوقت شاہ طلسم لیبان مجھنون بری دیر تک بکا کیا آخر یہ تجویز کی کہ ایک نامہ لکھکر کوکب کو بھیجا اُو بعد اسکے پھر اُس کے ہلاک پر فتح پاجون یہ سوچ کر باغبان سے کہا ہر چند کوکب میرا دشمن بسبب ہے لیکن مجھکو حجت ختم کر لینا چاہیے اور ایسی ایسے زبردست ساحر کو نامہ دا تربیت دیا دانشمندان کہ کوئی راہ مین اُسکو قتل نہ کر سکے وہ نامہ کوکب کے ہاتھ مین دے اور جواب صاف لے نامہ سابق جو بدست قرطاس مین نے بھیجا تھا وہ اُسکو پہونچا نہین یہ کہہ کر ایک بیضہ کرہ سے نکالا اور زمین پر مارا زیر زمین طلسم ایک جادوگر طاق طومطراق دندان جادو نام رہتا ہے دا تنی ابلیس کا بچہ ہے یہ بیضہ سحر تہ زمین طلسم پر اُسی ساحر پاس پہونچا تخت اُسکا شیطان کا پانی پر رہتا ہے اس طلسم کے زمین کے نیچے بھی ظلمات ہے دریا اور صحرا اور کوہستان ہے بڑا سامان ہے انشاء اللہ بوقت فتح طلسم اور داخلہ شہزادہ اسد بر جلد جات طلسم یہ بیان کیا جائیگا غرضکہ جب وہ بیضہ سحر اُسکے پاس پہونچا وہ سمجھ گیا کہ افراسیاب نے مجھکو بلایا بس فوراً اپنی جگہ سے اونچا ہوا اور طبقہ زمین توڑ کر نکلا اژدر پر سوار گرز ہاتھ مین لیے تھا خنجر کی جگہ بجلی کمر سے لپٹی ہر بن مو سے آگ نکلتی جسم کے رونگٹے تیر کی طرح کھڑے ہوئے سر خشکی مین نکلے کی طرح تھے سینہ کالا قد بالا اگرچہ منظور بیعیت دغو سر انہا کا جاہل مست ولا العقل شرارت اُس سے منزلوں دور تہذیب و ادب اُس سے نفور کہ بموجب ابیات

آک انسان تیرہ رو جیسے نکلا
لب بالا فراز دوش پایا
وہ دراز ایسا کہ انکا رہ سار دشن
زمین کہین پہاڑ تلن سے نکلا کبیر

زیادہ نخل سے قد طول مین تھا
بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
اسی صورت سے سب کیفیت تن

لب زیرین سے سینے کو چھپایا
گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ
بڑھے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر

جب وہ خبیث سامنے بادشاہ کے آیا سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے طومطراق ہماری جانب سے نامہ لیکر بادشاہ طلسم نور افشان کے پاس تم جاؤ اور اوسکے ہاتھ مین نامہ دینا اور کسی کو نہ دینا اور اسکے کلمات کی طرف متوجہ نا ہو ہرگز کسی سے نہ دبنا اور اسنے عرض کیا کہ حکم بجا لاتا ہون جس طرح مین جاؤنگا شاہ نے اوسی جگہ میر منشی کو طلب کیا اور اسے حکم تحریر نامہ دیا مضمون بتلایا منشی بدائع نگار نے عنبر و مشک مداد مین حل کرکے صفحہ قرطاس کو مضامین رنگین سے تختہ گلزار بنایا واقعی باغ پر بہار لگایا

نامہ شاہ افراسیاب مشتمل مضامین بطالت آگین جانب کوکب روشن ضمیر خوش آئین و رنگین مطلعہ

اوصاف مین ساحری کے تقریر
جمشید کے لب پہ جیسے ساغر
پونے دو سو کی ہے خدائی

کرتا ہے یہ کلک سحر تحریر
کرتا ہے جو صفت یہ لقا کے
کب لقا سے سب کو ہے جدائی

یون کلک دوات سے ہے منہ پر
سرمست ہی کلک اسی صفت کے
ابلیس کے سب ہی ہین نائب

اللہ کی بندگی سے تائب
کیا ان کے بیان ہون اوصاف
اے ساحر ذی بتار و ذیشان
دُرِ خوش آب بحر شاہی
شاہنشہ بر و بحر بر از جوش
خدمت مین ادا انکھاری کرکے
جادو کے ہین جسمین مہر او ماہ
وہ گل ہون کہ جسمین سحر کی بو
جادو ہی کی جسمین اُٹھتی ہے لہر
کیا آے گا دیو میرے آگے
ہیبت سے وہ دل ہو پارہ پارہ
کانپے خورشید میرے آگے
ہو چرخ بھی سامنے تو ٹل جائے
افلاک پہ کب ہین اتنے تارے
بتلاؤن شمار فوج کس سے
ہر اک جرار صف شکن ہے
زور و قوت مین سب یگانہ
آگے اب کیا لکھون بڑائی
لازم ہے غضب سے میرے ڈرنا
اور لوح طلسم نور افشان
غارت برباد بکو تمھارا
ان باتون کو سوچ کے سمجھ کے
جلدی بھجوا دو پاس میرے

جس نے معبودان کو جانا
اظہار ہے حال دل بس اب صاف
گلدستۂ بزم شہریاری
غواص محیط آشنائی
جو رسم ہے دوستی کے شایان
یہ لکھتے ہین تمکو دوستی سے
وہ باغ ہون جسمین سحر کے گُل
وہ نخل ہون جس کے پھل مین جادو
غصہ مرا قہر ہے بلا ہے
میرے سائے سے بھوت بھاگے
غصہ مجھے کوہ پر اگر آئے
بہرام مری صدا سے بھاگے
کیا اپنی لکھون مین شان لشکر
اشجار زمین کہان ہین اتنے
وہ وہ ساحر ہے افسر فوج
سہراب توان دیلتن ہے
آگلین دم جنگ ایسا وہ زہر
مین چاہون تو خود کرون خدائی
ہین میرے طلسم کے جو اسرار
معلوم ہے مجکو یار ذیشان
حجرے مرے پاس ہین بلا کے
لازم ہے کہ صلح کر لو ہم سے
بس ختم کلام ہے یہان پر

رسم جادوگری کو مانا
اے شاہ طلسم نور افشان
رونق وہ باغ کامگاری
فریجاہ و عقیل و صاحب ہوش
ممکن نہین جس کا ہم سے پایان
وہ چرخ بلند ہو نمین اے شاہ
چھوٹے ہین ہزارون بے تامل
وہ بحر ہون جسکی موج ہے قہر
کب اوس سے کوئی بھلا بچا ہے
ہو جسکی طرف مرا اشارہ
دل کوہ کا آب آب ہو جائے
تیور پہ مرے کبھی جو بل آئے
شیران زیان سگان لشکر
ذرے نہین اسقدر زمین کے
جمشید کا پست جنسے ہو اوج
ہین سحر مین نادر زمانہ
آنے لگے اژدہون کو بھی لہر
کب چاہیئے تمکو مجھ سے لڑنا
تم اُس سے نہین ہو کچھ خبردار
چاہون تو ابھی طلسم سارا
کب ٹل سکین وہ بھلا کسی سے
اوس دزد عمرو کو قید کرکے
اقبال سدا تمھارا یاور

یہ مضمون لکھ کر مہر شاہی سے منقش کرکے طوطراق کے حوالہ کیا اور بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا وہ زادۂ ابلیس نامہ لیکر اپنے مقام پر آیا اور چالیس ہزار اژدرہم لیکر چالیس ہزار ساحر سے بحشم و خدم روانہ ہوا اژدرہم یہ کہ بطور نظربندی کے ہر شخص کو دکھائی دین کہ اژدہے اس ساحر کے ساتھ ہین اور اصل مین کوئی اژدرہ نہو غرضکہ بعد اس کے رخصت ہونے کے افراسیاب پاس دو پتلے خبر لیکر حاضر ہوئے اور بعد بجا لانے

دعا و ثناے شاہی کے عرض پیرا ہوے کہ صرصر و صبا رفتار کو عمرو عیار نے گرفتار کیا ہے اور اُنکو طلسم نور افشان مین بھیجا چاہتا ہے یہ سُننا تھا کہ غضب بادشاہ پطاری ہوا اور سوچا کہ عیار بچیان بھیجدی گئین تو بڑی ذلت ہوگی پس اسی وقت سحر پڑھکر پکارا کہ اے ہنود جادو جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر روے ہوا سے اوترکر سامنے آیا اس ساحر کا یہ قاعدہ ہے کہ ہمیشہ بروے ہوا اوڑتا رہتا ہے اور پرواز کرکے سناٹے مین ایک ہی مرتبہ کوسون نکلجاتا ہے پس اس ساحر نے شاہ کو سلام کیا شاہ نے حکم دیا کہ تم جلد جاؤ بارگاہ عمرو مین صرصر و صبا رفتار قید ہین اُن اوٹھالاؤ یہ حکم سنکر ساحر مذکور سناٹا بھرکر روانہ ہوا اور آندھی کی طرح اوڑتا ہوا کچھ ہی عرصہ مین قریب بارگاہ خواجہ پہونچا یہان خواجہ عیارہ سے دل لگی کرتے تھے اور ارادہ تھا کہ جانب طلسم نور افشان انکو بھیجین اس اثنا مین ایک آندھی تیز و تند آئی عمرو کمند آصفہ سے صرصر کو رہا کرکے حوالہ ہما کرچکا تھا کہ اُنکو لے جائے پس وہ آندھی ایسی بڑھی کہ اندھیرا ہوگیا اور ایک پنجہ مثل برق چمک کر کمر مین عیاریون کے پڑا کہ اُٹھا کرلے چلا ساحران ہمراہی خواجہ نے بزور سحر روشنی کی اور عیاریون کو دیکھا کہ ایک ساحر اُٹھا کر اُنکو بلند ہوگیا ہے اور بڑی تیزی سے جاتا ہے یہ دیکھ کر یہان سے بھی ہزار ہا ساحر پر پرواز پیدا کرکے اوڑا لیکن ہنود ساحر کو اوڑنے مین چیدہ و منتخب کرکے شاہ طلسم نے بھیجا ہے اُس کے مقابلہ مین کوئی پرواز نہ کرسکا اور اسکی ہوا کو بھی نہ پہونچا مگر لینا لینا کا غلغلہ عظیم ہوا تمام لشکر کے ساحر سحر خوان ہوے اور باران جادو جو برپا ہوا دریاے ماہی پریزاد چھپا یا ہوا تھا وہ بھی مطلع ہوا اور ماہی پریزاد بھی خبردار ہوئی پس وہ دریا جو مثل نہر ایک طرف کو مختصر سا تھا اسقدر بڑھا کہ جتنی دور تک ہنود گیا دریا بھی روان ہوا ہنود جب لشکر خواجہ سے بہت دور نکلگیا ایک مقام پر اوترا کس لیے کہ سناٹا بھرے جو آیا تو دم چڑھ گیا تھا پس جیسے ہی یہ زمین پر اُترا ایک ساحر لشکر خواجہ سے مار سیاہ رو سیاہ تاب پیشانی اسکے تعقب مین آتا تھا وہ پکارا کہ اے بحرین جادو یہ چھوٹنا جانے نہ پائے یہ سنکر ہنود نے پھر چاہا کہ مین اوڑ جاؤن لیکن ایک جانب سے بحرین اور ماہی پریزاد دوسری جانب سے دریا پر اوبھر آئی اور ماہی تیر کی طرح سیدھی جست کرکے چلی ہنود اُڑنے نہ پایا تھا کہ یہ اُسکے سینے پر لگ کر پشت کے پار نکل گئی اور تڑپ کر پھر دریا مین گئی ادھر شور اُس کے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا ہنود جادو کو اندھیرا ہوگیا لاش کے سر سے دھوان پیدا ہوا اوس تاریکی مین عیاریان تو بھاگ کر درۂ پہاڑ مین چلی گئین اور وہ دھوان لاش مین لپٹا اور اُٹھا کر جانب افراسیاب چلا دریا پھر اوسی طرح گھٹ گیا اور مار سیاہ نے خدمت خواجہ مین آکر تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عیاریان نکل گئین اور ہنود مارا گیا خواجہ خاموش ہو رہے لیکن لاش ہنود دھوان لیے ہوے جاتا تھا کہ راہ مین صنعت نے اُسکو دیکھا کس لیے کہ یہ جو شکست کھا کر بھاگی تو صحرا مین ٹھہری تھی اور کچھ بھگیلی فوج اُسکے پاس جمع ہوتی جاتی تھی چنانچہ نعش مذکور کو جلتے دیکھ کر اسنے سحر پڑھا کہ وہ زمین پر اوترآئی اور بیر سحر کے حال اسکے قتل کا معرض بیان مین لائے یہ جملہ حال سنکر لاش اپنے ہمراہ لیکر خدمت افراسیاب مین گئی وہ بیابان نرگس سے اُٹھ کر باغ سیب مین آیا تھا کہ یہ جاکر پہونچی اور حال قتل ہنود اور

اپنا شکست کھانا سب بیان کیا بادشاہ اس ساحر کے مارے جانے سے بہت غضبناک ہوا اور اُسی وقت اوٹھا کہ اس ناعیار عمرو مکار کو ابھی جا کر گرفتار کیا تو نام اپنا شہنشاہ ساحران نرکھا پس بحالت غضب شعلہ بنکر چمکتا ہوا لشکر خواجہ کی طرف چلا یہ تو ادھر سے چلا ادھر کا حال سنئیے کہ ملکہ بران خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچا کر جو پھری تو اُسی راہ سے قلعہ ہفت رنگ مین آکر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھی مگر مفارقت خواجہ سے ملول نہ غمگین تھی اور شاہ کوکب بعد حضرت عمرو سریر جہانبانی پیرایۂ امارۂ طلسم مین آکر رونق پذیر ہوا لیکن بضیہ عقاب جمشید طلب کرکے حال خواجہ معائنہ کرنے لگا جملہ کیفیت تجمل سواری اور جنگ وغیرہ کی دیکھ کر خوشنود تھا یہان تک کہ مارے جانا ہنود کا بھی اُسی بضیہ مین دیکھا اور از بسکہ روشن ضمیر لقب رکھتا ہے یہ بھی بزور کہانت معلوم کیا کہ جب لاش ہنود کی افراسیاب پاس پہونچیگی تو وہ خود عمرو کو گرفتار کرنے آئیگا پس یہ دریافت کرکے فوراً اسنے ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہر عالم افروز سپہر عیاری ولے سپہر عظمت و کامگاری آپ مجھ سے وعدہ ایک روز کا فرما کر تشریف جانب لشکر لیے گئے تھے کو وہ دن اور رات تمام نہین ہوئی مگر مناسب یہ ہے کہ بفور ملاحظہ نامۂ احقر جلد تر نہضت فرما اس جانب ہوجیئے وہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایسا ہے تو پھر چلے جائیے گا دوسرے یہ کہ لڑائی فتح ہوگئے ہر ایک سے مل چکے پھر وہان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہے لازم ہے کہ اس نیاز کیش کو قدوم سعادت لزوم سے سرفراز و ممتاز فرمائیے زیادہ شوق ملاقات والسلام۔ یہ نامہ ایک پنجہ کو سحر کرکے دیا کہ طلسم ہوشربا مین عمرو کے پاس لیجا اور ایسا افسون پڑھا کہ پنجہ آن واحد مین عمرو کے پاس پہونچا اور نامہ دیا خواجہ نے مہر اُس پر کوکب کی دیکھی بصد شوق وا کرکے مضمون پر اطلاع پائی اور مہرخ وغیرہ سردارون سے کہا کہ خدا حافظ تو اب مین جاتا ہون شاہ کوکب نے کچھ مصلحت جانکر مجھکو طلب کیا ہے اور یہ نامہ لکھا ہے یہ کہکر وہ مرکب جو بران نے کوتل ساتھ کر دیا تھا اور کہا تھا کہ جب آنا تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر آنا یہ راہ ظلمات آگاہ ہے تمھین کچھ ہی دیر مین میرے پاس لے آئیگا پس اوسی مرکب کو آراستہ کراکر طلب فرمایا اس عرصہ مین سمند روز عرصۂ عالم سے طرارہ بھر کر نظر مردم دہر سے غائب ہوا اور توسن گلگون خورشید دست سپہر طے کرکے مغرب کے تھان پر گیا کہ بموجب

ابیات

یکایک شکل بخت ناتوان مین
نگاہون سے چھپے سامان افلاک
ہوا خورشید بھی محتاج تسکین
ردائے شام پھیلی جانب خاک

شام ہوتے ہی خواجہ سے مہرخ و بہار وغیرہ نے کہا کہ آخر تو آپ جاتے ہین ہم روک نہین سکتے مگر ہمارے ساتھ ایک عرصہ گذرا کہ آپنے کھانا نہین نوش فرمایا اسوقت کچھ تناول کر لیجیئے خواجہ نے انکی خاطر سے توقف کیا اور مہرخ نے خاصہ طلب فرمایا بکاولون نے دسترخوان دیا و بریان پیاغذیہ لذیذ و طعام شیرین و نمکین کو بصد تمیز چنا خواجہ بہار وغیرہ کو لیکر دسترخوان پر آئے اوسطرف کوکب آمد خواجہ مین دیر ہونے سے پھر بضیہ عقاب دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ کے آنے مین توقف کیا ہے اور افراسیاب اپنے مقام سے انکی گرفتاری کو روانہ ہوا ہے یہ معلوم کرکے اپنے سردارون سے کہ جو حاضر دربار تھے فرمایا کہ اے قیصر جادو

اے لنسران جادو اے فلان وفلان تم مین سے کوئی ایسا ہے جو افراسیاب کو جاکر روکے اور عمرو کو بچاے کس لیے کہ عمرو قید ہوا چاہتا ہے اور اب کی اسیر ہوا تو مارا جائیگا یکلمہ جاہنوین دربار سنکر عرض رسا ہوئے کہ آپکے ہم تابعدار ہین جان دینے مین ہمکو عذر نہین لیکن شاہ جادوان ہم سے رُک نہ سکیگا کوکب نے یہ سنکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ نگاہ مردم سے ناپدید ہوا اور مثل برق جہندہ یہ بھی لشکر عمرو کی طرف چلا لیکن افراسیاب مثل شعلہ جوالہ پیچ و تاب کھاتا ہوا کنارہ لشکر عمرو کے پہونچکر ٹھہرا اور زمین پر لوٹنے لگا اور آدھا پلنگ اور آدھا پہاڑ بنکر تیار ہوا اور آگے بڑھا پچھلا دھڑ جو مثل کوہ کے تھا ایسا بلند وگران تھا کہ جتنی بلندیان روے زمین کی تھین سب اسکے نیچے تھین خیمہ وخرگاہ وچبوترہ ودُکانات وبازار لشکر ونشیب وفراز سب کنکر پتھر ٹیلے ٹیکرے اُس پہاڑ کے نیچے دب کر سرمہ سا ہوتے تھے ایسا کالا پہاڑ تھا کہ عالم عالم اُس کے عکس سے تاریک وسیاہ تھا ملک عدم کی وہ کوہ راہ تھا آسمان ہیبت زمین پر تھا بلیات دنیا نے جمع ہوکر اس صورت سے اپنے تئین نمودار کیا تھا یا یہ کہ آفتون کا وہ گڑھ تھا دل کوہستان اوس سے آب آب کوہ فلک کو یہ رفعت دیکھ کر اضطراب تھا وزمین کی اس نگرانی سے کمر ٹوٹی جاتی لنگر اُٹھانے کی تاب لاتی قلہ کوہ خاطر آسمان کے پار ہوجاتا تو عجب تھا دل اہل دغیرا ہین لسان غار غم یہ کوہ گراں تھا پچھلا دھڑ تو یہ صورت رکھتا اور اوپر کا جسم چیتے کا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ دُرّہ کوہ سے چیتا نکل رہا ہے مگر وہ چیتا ہے جسکو دیکھ کے اسد چرخ چونکا اور چیتا ہے ضیغم چرخ چکرانا کیسا اُس کے سامنے سے مثل سگ دُم دباکر بھاگا جاہتا تھا گاؤ آسمان تو یہ جانتا تھا کہ میرا تو اب ایکہی نوالہ ہے نوج فلک کو خیال تھا کہ مین طعمہ بنا چاہتا ہون اس صورت مہیب کو دیکھ کر لشکر خواجہ مین شیر دل گھبرائے پہلتنون کو غش آئے ہزبران بیشہ شجاعت تھرائے قوی پنجہ خوف سے وہ ضعیف ہوے کہ مور بنگئے دہشت سے صاحب زور روباہ بنگئے دل ہرایک کے دو نیم تھے گرفتار رسن بیم تھے **نظم**

وہ پچھلا دھڑ تھا اُسکا کوہ آسا
مگر وہ سنگ اسود سے بنا تھا
قوی مانند کوہ وسخت خونخوار
بشکل قصد آپہونچا وہ نزدیک

شب آسا ہوگئی تاریک دُنیا
بنا سر سے کمر تک تھا وہ چیتا
ستمگر تیرہ دل بدخو ستمگار

بشکل رنگ زنگی اسکو پایا
فلک گرد دیکھتا اُسکو نہ جیتا
بہت تھا بخت عاشق سے بھی تاریک

جب اس صورت سے شاہ جادوان لشکر خواجہ مین در آیا لشکریان شیر توان ساحران اژدر صورتان اُسپر لینا لینا کہکر چلے اُسنے ایک نعرہ جانستان ایسا مارا کہ شیران ذیان صحرا مین دُم دباکر کُتّے کی طرح کچھار سے رو بفرار لائے سیمرغ قلۂ قاف مین پھڑپھڑا گیا نسر طائر سپہر کو آشیانۂ افلاک مین غش آگیا جتنے لشکری تھے سب بیہوش ہوکر فرش خاک ہوے دل سینون مین چاک ہوے لشکری تو بیہوش ہوے لیکن خفتگان زمین قبرون مین چونک پڑے کہ صور قیامت پھونکا گیتی کو زلزلہ آیا اس نعرہ مارنے پر بھی باران جو ابر بنا ہوا دریاے ماہی پر سر اوپر چھایا تھا گرد گرتا تا جانب شاہ جادوان چلا اور دریا کو بڑھاتی ہوئی ماہی بھی چلی شاہ جادوان نے دوسرا نعرہ ایسا مارا کہ یقین تھا سقف گردون پھٹ پڑیگی ایوان جہان ڈھے جاسکا باران کا زہرہ آب ہوجاتا تو عجب نہ تھا ماہی کا دل پانی پانی ہوتا تو کیا بعید تھا مگر یہ لوگ وابستہ

طلسم نورافشان مین ان کے گرفتار کرنے کو اور تحفہ طلسم ہے کہ حال اسکا بیان ہوگا غرض دوسرا نعرہ جب شاہ جادوان نے مارا تو ابر سمٹ کر مثل لکہ ختصر کے ہو کر کنارے ہو گیا اور دریا بھی گھٹ کر چقر کی طرح بنا افراسیاب نے دہن سے پنجہ پلنگا نہ اپنا دراز کیا اور جس بارگاہ مین کہ عمرو بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اسکا سرا پنجہ پنجہ سے پھاڑا اور پنجہ خواجہ پرطلا مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ دوسرا نعرہ شاہ کا سنکر بیہوش ہو گئی تھین کسی مین دست و پا ہلانے کی طاقت نہ تھی مثل تصاویر آذری و لعبتان حسن بیحس و حرکت تھین اور عمرو بوجہ تحفہ ہاے کوکب بیہوش نہ تھا مگر ایسا خود فراموش تھا کہ نہ بھاگ سکا نہ گلیم اوڑھ سکا جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا پنجہ نے گردن پکڑ کھینچا اور باہر بارگاہ کے لاکر پھرا کہ جانب باغ سیب روانہ ہون مگر رخ پھیرتے ہی ایک شیر غران کو دیکھا کہ اوپر کا جسم شیر کا اور جسم پائین مثل آسمان تمام عالم پر چھایا تھا برج اسد گویا لڑنے آیا تھا فلک ستمگار اپنا خونخوار ہوا جاتا تھا کہ شیر بنکر زمین پر آیا تھا کہ بیت وہ آدھا جسم اسکا آسمان تھا کہ فلک زیر فلک پیدا ہوا تھا کہ پس اوس شیر آسمان پیکر نے آتے ہی پلنگ کے طمانچہ مارا پلنگ نے پنجہ پر اوس تھپڑ کو روکا اور عمرو کو زمین پر رکھ کر ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے شعلہ چمک کر شیر پر چلا شیر نے اوس شعلہ کا بھی خیال نہ کیا اور تڑپ کر عمرو پر آیا اسکو پنجہ مین داب کر اس زور سے دھولا مارا کہ آگ لرز کر پھر زمین مین سما گئی پلنگ نے یہ دیکھ کر ایسی چیخ ماری کہ دنیا دہل گیا شیر نے بھی نعرہ جانستان کیا کہ ارض و غبرا مین زلزلہ پڑ گیا اب تو باہم طمانچہ چلنے لگا طمانچون سے آگ نکلنے لگی نظم

کیا نعرہ قریب شیر جا کر
بشکل مار اک کفچہ سا پیدا
ہزارون رنگ سے دیو ستمگار
کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ

لگا چلنے طمانچہ پھر برابر
بلائین آئین پھر چارون طرف سے
ہوے پیدا بھڑے آپس مین اکبار

لپک مثل زبان منہ سے ہویدا
ہزارون ابر چھائے اور برسے
بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ

غرض یہ ماجراے ہیبت زا کہانتک بیان ہو کبھی آپس مین لکڑین چلین کبھی طمانچے چلے اوسی گرمی جنگ مین شاہ جادوان نے اپنے بازو پر سے ایک تختی کھول کر سامنے کوکب کے کی اُسنے بھی فوراً اپنے بازو پر کا اکہ اوتار کر اسکو دکھایا ادھر یہ ہجوم کر چلا اور بیہوش ہو اُس طرف وہ بیخود ہو کر گرا یہ جو بیہوش ہوے زمین سے پریزادین افراسیاب کے لیے پیدا ہوئین اور دوسرے کے لیے سواران زرین پوش روے ہوا سے اُترے لیکن قران عیار صحرا مین ہمیشہ رہتا ہے اُسوقت غوغا سنکر لشکر مین آیا اور ایک طرف سے برق بیہوش ہونے سے بچ رہا تھا دوڑ آیا اور افراسیاب کو بیہوش دیکھ کر خنجر کھینچ کر دونون چلے کہ مار ڈالین مگر پریزادون نے پچکاری گلاب و کیوڑے کی بھری منہ پر شاہ جادوان کے ماری تو وہ اُٹھ بیٹھا عیار بھاگ کر ایک طرف چلے گئے اور کوکب سواران زرین لباس پہلے ہی ہوشیار کر چکے تھے وہ عمرو کو لیکر روانہ ہو چکا تھا شاہ جادوان ہوش مین آیا کسی کو اُسنے نپایا پکارا کہ اس لشکر پاشکستہ کو جو میری ایک چیخ سے بیہوش ہوا ہے کیا ہلاک کرون یہ کہہ کر ایک قہقہہ مارا اور کہا وہ جنگلی میرے سامنے سے

بھاگ گیا ورنہ مارا جاتا غرضنکہ بڑی دیر تک لاف وگزاف کرکے سحر خوان ہوا کہ ہوائے تند کے جھوکے آئے اور تمام لشکر مہرخ وعمرو کا مع سردارون کے ہوشیار رہو اور شاہ ہر ایک کو ہوشیار کرکے غائب ہوگیا ہر ایک لشکری سجدۂ شکر خدا بجالایا اور مہرخ سے قران وبرق نے آکر سارا ماجرا جنگ طلسم وپلنگ کا بیان کرکے کہا کہ مقرر وہ غیر شاہ کوکب تھا جو خواجہ کو آکر رہا کرے گیا یہ حال سُنکر ہر ایک کو خواجہ کی جانب سے اطمینان ہوا کہ وہ بخیریت ہین پس ہر ایک بدستور قدیم آباد وشاد ہوکر قیام پذیر ہوا اُدھر شاہ کوکب جو عمرو کو لے گیا تو وہ اس ہنگامہ سے بیہوش تھا شاہ مذکور اسکو لیے ہوئے اُس مکان مین آیا کہ جہان بران رہتی اور خواجہ بھی وہین رہتے تھے لیکن یہان آکر بادشاہ نے ایسا سحر پڑھا کہ بران مع تمام اپنی انیسون کے بیہوش ہوگئی اور بادشاہ نے بارہ دری مین آکر خواجہ کو ایک کمرے مین پہونچایا وہین خواجہ سویا کرتے تھے جبکہ یہان مہمان آئے تھے چنانچہ اُس کمرے مین پلنگڑی جو ادھر بچھی ہوئی تھی اُسپر خواجہ کو لٹا کر سحر اُن پر سے شاہ جادوان کا برطرف کیا اور آپ غائب ہوکر مقام پر چلا گیا دار الامارۃ مین آکر تخت پر بیٹھا وہان بعد لمحہ کے بران جو اوٹھ کر اندر اس کمرے کے آئی دیکھا کہ عمرو دوشالہ اوڑھے لیٹا ہی حیران کار ہوکر قریب تر آئی اور دوشالہ اُٹھا کر جو دیکھا تو خواجہ کو لیٹے پایا اُسنے ہاتھ تھام کر اُٹھایا عمرو نے بھی ملکۂ موصوف کو دیکھ کر اور اپنی جائے سکونت کو دیکھ کر استعجاب کیا کہ مین یہان کیونکر آیا ملکہ نے اسکو متعجب دیکھ کر کہا کہ اے شاہ عیاران آپ متفکر نہون ضرور آپ کو شاہ کوکب یہان لائے ہین خواجہ نے کہا مجکو افراسیاب نے چیتا بنکر پنجے مین دبا لیا تھا مین بیہوش ہوگیا پھر مجکو نہین معلوم کیا ہوا ملکہ نے کہا مین آپسے سب کہدونگی اب اس وقت چپ ہو رہیے یہ کہہ کر خوشی خوشی خواجہ کو لاکر زیر سائبان زرین مسند پہ بٹھایا باغ کی روشنی اور بہار گل وغنچہ دکھانے لگی جام مے ارغوانی پلانے لگی اس عرصہ مین سحر کا ایک پتلا اوڑتا ہوا آیا اور ملکہ کو تسلیم کرکے نامہ کوکب دیا ملکہ نے نامہ پڑھا اسمین کل کیفیت جنگ افراسیاب کی اور عمرو کے لانے کی لکھی تھی جسکو سنکر عمرو بھی مطمئن ہوا کہ مہرخ وغیرہ سب خیریت سے ہین کیونکہ اسکو یہ فکر تھی کہ مجکو تو کوکب لے آیا ہے وہان افراسیاب نے لشکر میرا برباد کیا ہوگا فی الجملہ اُس نامہ مین یہ بھی مضمون تھا کہ اے فرزند افراسیاب کا ایلچی طومطراق میرے طلسم کی ظلمات کی طرف سے آتا ہے تم اُسکو بلوا کر بموجب اس قول کے کہ ایلچی راز دارے نیست عزت اوسکی کرنا اور اگر وہ نامہ تحسین نہ دے تو زیادتی نہ کرنا میرے پاس بھیجدینا یہ مضمون فیض مشحون نامہ خیر ختامہ پدر گرامی قدر پڑھکر ملکہ بہت خوشنود ہوئی پتلے کو رخصت کردیا اور بقیۂ شب حکم جمع ہونے جلسۂ عشرت کا دیا مرزان وزیر بھی حاضر ہوا ارباب نشاط گائنین خوش گلو زہرہ پیکر آکر ناچنے گانے لگین ہنگامہ انبساط گرم ہوا جام شراب چلنے لگا اسی جلسۂ مسرت مین وہ رات تمام کی اور ساغر زرین مہر انجمن افلاک پر ساقی قدرت نے گردش پذیر فرمایا کہ

بیت

سبنے اختر چلے چشم جانان ‏   نظر آسا ہوئے نظرون مین پنہان

صبح کو بعد فراغ طاعت آلہ خواجہ و ملکہ نے آرام فرمایا اُس ہنگام شب سے سحر تک شاہ افراسیاب سیفہ اسا

بستر آتش غم پر جلا کیا اور صبح کو وقت دل کیطرح اُٹھ کر ظلمات مین جا کر بیٹھا دل سے سوچا کہ کوکب بچہ سے بڑا بری کر گیا
جو حال تیرا ہوا وہی اسکا بھی ہو پس اب سحر ایسا کرنا چاہیئے کہ حریف ہلاک ہو چنانچہ اسی فکر مین یہ غرق ہے اب چند
کلمہ لشکر ظفر پیکر صاحبقران نامور کے بیان ہوتے ہین کہ امیر بارگاہ آسمان جاہ مین بعشرت تمام تشریف
فرما ہین۔ اور لقاے بے بقا راندۂ درگاہ خدا زمرد شاہ تخت نکبت پر اندر قلعہ کے بیٹھا دربار جمع ہے اور
صبا و بلا بھی حاضر خدمت ہین بختیارک شیطنت کر رہا ہے چنانچہ صبا و بلا کو اُس شیطان نے پھر اغوا کیا یعنے
بیٹھے بیٹھے اوٹھ کر چلا لقا نے پوچھا کہان جاتے ہو کہا رات بھر خدا پرستون کے نعرون سے نیند نہین آئی ہے اسوقت
کسی جنگل مین جا کر سو رہونگا یہ کلام سنکر صبا و بلا نے کہا ملک جی ٹھہر جاؤ ہم بھی چلتے ہین اُسنے کہا تم ابھی ٹھہرو ایک
مرتبہ جنگل آباد کرنا چین سے پانون پھیلا کر خواب عدم مین سونا ساحر یہ کلمہ سنکر خفیف ہوے اور کہا ہم شاہ جادوان
کے مدد بھیجنے کا انتظار کر رہے تھے خیر اب طبل جنگ بجواؤ ہم آپ سمجھ لین یہ کہکر چاہتے تھے کہ حکم طبل رزم بجنے کا دین کہ
ہرکارے خبر لیکر سامنے آئے اور بعد دعا و ثنا کے لقا عرض پیرا ہوے کہ ایک ساحر زہیر بن قہر نام فرستادہ
[illegible]سم فوج کثیر سے آتا ہے واقعی بڑا پہلوان معلوم ہوتا ہے یہ کہکر ہرکارے چلے گئے اور لقا نے منصور
کوہی وغیرہ چند سردارون کو بہر استقبال روانہ کیا یہ سردار گئے راہ مین ساحر مذکور سے ملاقات ہوئی باعزاز تمام ہمراہ
لیکر بارگاہ مین آئے لشکر اُسکا اترا اُسنے سامنے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور تخت خداوندی کو بوسہ دیکر بلا گردان ہوا اور
دنگل پر بیٹھا بختیارک سے بھی ملا اوسنے بہت کچھ شیطنت کی اور کہا تم طلسم ہوشربا مین بالکل بیکار رہتے تھے اس لیے
خداوند پر تیل ماش ہونے چلے آئے اُسنے کہا ملک جی گھبراتے کیون ہو آج میرے نام پر طبل رزم بجواؤ کل سر میدان
تماشا دیکھو ملک جی نے کہا جلدی کیون ارٹتے ہو ایک دن تو جی بھر کے دیدار خداوند کیجو پھر آخر تم کہان اور خداوند کہان
اُسنے کہا ملک جی یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین آخر فنا آخر فنا یہ کہکر حکم دیا کہ ساقی نے لاکر جام مے زہیر بن قہر کو دیا لطف
ہونے لگا شام تک شغل بادہ خواری رہا جب آفتابی ساغر طاق مغرب پر رکھا گیا کہ بیت بہار شام نے پیدا کیا
رنگ + ہوئی کظلمت لباس صاحب ننگ + شام ہوتے ہی طبل جنگ پر لشکر ساحران مین چوب پڑی ہرکارے
خبر لیکر سامنے بادشاہ اسلامیان کے آئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوے کہ ایک ساحر بارگاہ لقا مین تازہ وارد
ہوا ہے اُسکے نام پر طبل جنگ بجا ہے یہ خبر سنکر امیر نے حسب ایمائے شاہ جلالک کو اشارہ کیا اوسنے جا کر
نقارخانہ سکندری یعنی طبل سکندر پر ڈال دی تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ دم سحر لڑائی ہے معرکہ آرائی ہے پس ہر ایک تیاری کرنے
لگا پہر رات گئے امیر نے بھی دربار برخاست فرمایا گرد گردن کش شمشیر زن و صف شکن اپنی اپنی بارگاہ مین آئے
اکل و شرب سے فراغت کر کے اسلحہ کی درستی مین مصروف ہوے طول ہر مقام کا نہین اچھا ہے چار پہر رات ہر سمت
شور تیاری حرب رہا جب خنجر مہر کو ترک دہر نے سان پر چرخ کے چڑھایا کہ بیت ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار
اُڑا عنقا صفت رنگ شب تار + امیر کشور گیر نماز سے فراغت کر کے بیٹھے تھے کہ مقبل نے صندوق اسلحے کا لاکر
سامنے رکھا آپنے تمام تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر اپنی آراستہ فرما کر باہر مسجد کے آکر خانہ زین اشقر

کو منور و روشن مثل آفتاب تابان فرمایا بہرام و لندھور وغیرہ نے آکر تسلیم کی آپ ہر ایک کو ہمراہ لیکر جلوخانہ بلورین
شہنشاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے بہت جلد برآمد ہوے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا
حضور عالم پناہ تشریف فرما ہوے ہزارہا فانوس میناکار اور پنجشاخے دوشاخے روشن تھے عودسوز و عنبرسوز جلتے تھے
نرگس دانون پر عود برکی کا بکٹا جھنکتا ہوا بسم اللہ کی آواز بلند اسی طرح جب شاہ ارجمند نمود ہوے امیر نے آگے
بڑھ کر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا سوار ہونیکا اشارہ فرمایا امیر سوار ہوے بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم تخت سے
آگے چلے اور تمام سرداران تہمتن و گرزن مجرئی ہو کر گرد شہنشاہ دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ روانہ ہوے اب تو
بڑے کروفر سے سواری شاہ گیتی پناہ کی روانہ ہوئی کہ ایک طرف عیارون کے غول دھمدھمیان بجاتے شالنگین بھرتے
کمندون کے لچھے باہم چلتے حقہ ہاے بیہوشی اوچھالتے جاتے تھے ایک جانب پیادہ پلٹنون مین سل جماے سوار
رسالون مین گھوڑے برابر ملاے چلے آتے تھے نوبت و نقارے بجتے سقے چھڑکاؤ کرتے نقیبون کا بولنا گھوڑدوڑ کے
ہمہمون کی صدا سمون کے کڑاکے کی آواز خوف سے ترک فلک کا مزاج ناساز غرضکہ بسبیل اختصار جا لگاہ مصاف
پر یہ لشکر دلاوران پہونچا صفین جمنے لگین قلب لشکر مین سر شاہ زمان قائم ہوا بیلدارون نے زمین رن کی ہموار کی تبردارون نے
جھاڑی جھنکاڑی کاٹ دی میدان مثل آئینہ کے پاک و صاف نظر آیا روے شجاعت اوس آئینہ مین ہر بہادر نے
دیکھا اوسوقت دروازہ قلعہ کوہ عقیق کا کھلا اور سواری لقا کی پیدا ہوئی تخت ہاتھیون پر کھچا ہوا گرد اون ہاتھیون
کے ساٹھ لاکھ کا لشکر دریاے آہن مین ڈوبا ہوا ظاہر ہو کر میدان مین آیا ایک طرف سے ساحرون نے پرا جمایا
بلاے جادو سحر کے بنگلہ مین سوار صبا پہلو مین دونون مشغول بوس و کنار ہمراہ فوج بے شمار لیے کوئی گروہ اژدر
سوارون کا کوئی غول ببر سوارون کا یہ سب ایک جانب کو آکر صف کشیدہ ہوے پھر زہر کی آمد ہوئی اوس کے
ساتھ کے ساحر صورتین ڈراونی بناے تھے بال ڈاڑھی مونچھ کے ایسے بڑھے تھے کہ چہرے اونکے چھپے تھے بعض
اونمین جوگی بنے گیروے کرتے پہنے تہمد باندھے بال سر کے اونکے کنگھے سر مین گھرے لکڑیون پر جھولیان
لٹکاے تونبیان منھ سے لگاے تھے بعض تخت سحر پر سوار سامنے منقل سلگاے ٹکٹی لکڑی کی بناے جوت کا دیا
جلاے تھے کسی کے ترسول مین فلیتہ روغن ترسول منھ مین اوترتا ہوا حلق کے پار گذرا ہوا منھ سے تیل نکلکر اوپر
کو چڑھتا فتیلہ تیز ہو کر بھڑکتا اوسکی لو سے پتلا آتشناک نکلتا بھینٹ دے کہکر غائب ہو جاتا
غرضکہ باین کروفر وہ جملہ لشکر آمادہ بہ شور و شر ہوا میمنہ و میسرہ و ساقہ و کمینگاہ ادھر بھی درست ہو کر نقیب
جانبین سے نقابت نکلکر گئے اور زہر نے اپنا مرکب اوڑا کر سامنے لقا کے آکر سجدہ کیا اور اجازت طلب
کی اوس روسیاہ نے گڑگڑا کر فیل پر سے نہیب دی کہ اے بندہ قدرت تجکو ید قدرت کے حوالہ کیا پس
صدا کو سنکر شاد شاد پھر سوار ہو کر میدان مین آیا اور مثل مبارزان صف شکن سلحشوری دکھا کر مبارزطلبی کی اس
طرف توہم دمشقیون مین علمون کو جلوہ ملا اور شہزادہ ملک دمشق ہام بن ہومان دمشقی نے گھوڑا اوڑا کر سامنے
تخت شاہ اسلامیان آکر مرکب سے کود پایہ تخت کو چوم کر اجازت میدانداری حاصل کی اور مرکب باد پیما ڈپٹا کر

قریب حریف جا کر طالب حرب ہوا اوسنے دلمین تو کچھ افسون پڑھا اور بظاہر تلوار کا وار کیا اس بہادر نے سپر پر اُس شمشیر آبدار کو روکا لیکن تیغ کی ہوا وہ زہر آلود تھی کہ بیہوشی طاری ہوئی ساحر مذکور نے تلوار نیام مین کرکے ان کے گھوڑے سے گھوڑا ملا قاش زین سے اس دلاور کو اُٹھا زمین پر مارا اور لشکریون کو اپنے پکارا کہ وہ آکر باندھ لیگئے پھر اُس ساحر خاسر نے آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان اور رزم مین سے جسکی اجل نزدیک آئی ہو وہ آئے اس صدا کو سنکر سرداران ملک دمشق مین تار بندھا یکے بعد دیگرے شاہ سے اجازت لیکر مقابل آنے لگے لیکن جو آیا وہ گرفتار صرصر حادثہ تیغ سحر ہوا مختصر یہ کہ کئی سو سردار ملک شام کا گرفتار بلا ہوکر قید ظلم مین پھنسا اور بہت لوگ جان سے مارے گئے اور ازبسکہ سرداران مذکور صفوف لشکر سے سبقت کرکے نکلتے تھے امیر کے نکلنے کی نوبت نہ آئی آخر وہ دن تمام ہوا شاہ خاور کا میدان سپہر تمام ہوا کہ ہیبت اک ابر نیلگون مغرب سے آیا + فروغ مہر دامن مین چھپایا + شام کو لشکر لقا مین طبل آسائش بجا لشکر جانب خوابگاہ پھرے لقا نہایت شادان و فرحان ساحر پرستے زرنثار کراتا پھرا بارگاہ اسکی نصب ہوئی لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا ادھر امیر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئے عیاران لشکر نے جو امیر کشور گیر کو اُداس دیکھا عرض کیا کہ جناب قدر داعلیٰ کسی طرح دلگیر نہون غلامان جان نثار جاتے ہین اور اون نابکار ساحران غدار کا سر بن پڑتا ہے تو لاتے ہین۔ امیر نے کچھ جواب نہ دیا عیار ایما پا کر روانہ ہوئے یہان کچھ دیر بادشاہ اسلام تخت نشین رہے پھر دربار برخاست فرما کر داخل شبستان ہوئے سردار خوابگاہ مین آئے طلایہ لشکر مین پھرنے لگا ادھر لقا نے ساحرون کے لیے حکم اجتماع جلسہ عیش و مسرت دیا ہے کامنین خوش آواز بعد کرشمہ و ناز عمدہ عمدہ ساز لیکر حاضر ہوئی ہین دور شراب ناب ہے جلسہ چنگ و رباب ہے بلاے جادو تو محفل مین بیٹھا لیکن صبا غائب ہوگئی ہے کیونکہ وہ غائب رہتی ہے زہر بھی پہلوان بنا ہوا بیٹھا ہے خوب ہی جلسہ جما ہے زہر کے لیے سامنے بارگاہ خداوند کے خیمہ زرنگنی استادہ ہوا ہے جملہ سامان راحت اسمین مہیا ہے کہ اس جگہ وہ بارگاہ سے آرام کریگا فی الجملہ اس خیمہ کے آراستہ کرنے کا جنھین انتظام سپرد تھا عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار یعنی چالاک و ابوالفتح صورتین فراشون کی ایسی بنا کر اونھین مین آکر ملے اور حاضر رہے جب رات زیادہ گئی زہر بارگاہ خداوند سے اُٹھ کر اوسی خیمہ مین بہر آرام آیا اور پہلے آکر مسند پر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا اتفاق زمانہ بلا جو دربار سے اُٹھا وہ بھی آواز گانے کی سنکر اُسکے خیمہ مین آیا اوسنے تعظیم دیکر مسند پر بٹھایا یہ ظالم اظلم جو بیٹھا ہر سمت بیک نظر دوڑانے لگا کس لیے کہ عیارون کی حرکات سے خوب آگاہ ہو چکا ہے پس اسنے دیکھا کہ کنول بجھانے ذیلے کر جو فراش آیا ہے یہ عیار ہے اور واقعی چالاک شمعون پر بیہوشی گل کترنے کے حیلے سے اور گلاسون مین [illegible] کے ذریعہ پہونچا رہا تھا اوسنے پہچانکر سحر پڑھا کہ پانون چالاک کے زمین نے پکڑ لیے بلا نے ایک ساحر سے کہا کہ اس فراش کو پکڑ لاؤ وہ ساحر اوٹھکر اسیر کرکے اسکو سامنے لے گیا یہ ماجرا دیکھکر میاں ابوالفتح جلد خیمہ سے نکل گیا اور وہان زہر نے بلا سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہے جسکو تم نے گرفتار کرایا

یہ سنکر وہ بہت ہنسا اور کہا یہ وہ ہین جنھون نے گھر ساحرون کے اوجاڑ دیے بستیان ویران اور برباد کر دین خاندان ساحرون کے دودمان سامری پرستون کے باقی نہ رکھے عیار انکا نام ہے یہ وہ افعی ہین کہ انکی نگاہ زہر آلود سے کام ہمارا تمام ہے یہ کہہ کر اُس ساحر سے کہا کہ اسکو باہر خیمہ کے لے جا اور سر کاٹ کر لے آ یہ حکم سنکر وہ ساحر چالاک کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا اور عازم قتل ہوا اُسوقت ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے پہلے سے آچکا تھا یہ حال اپنے بھائی کا دیکھ کر جلد ایک ساحرہ کی صورت بنا اور بال پریشان کر کے زار زار روتا پٹیتا لاکھون کوسنے عیارون کو دیتا آیا ساحر جو چالاک کو قتل کرتا تھا اسنے اوسکو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے جو گریان و نالان چاک گریبان مثل ماتم زدگان ہے اوس ساحرہ نے اسکی بلائین لین اور خوب روئی اور کہا بیٹا مین مصیبت زدہ کیا اپنا حال کہون اس موے نے کہ جسکو تو قتل کرتا ہے میرے کلیجے مین ناسور ڈال دیا ہے میرا جوان کڑیل بیٹا اسنے مار ڈالا ہے تو اگر مجھکو اس موڈی کاٹے کو دے تو بوٹیان کاٹ کر کباب لگاؤن اور انواع عقوبت و عذاب سے مارون اوس نے اس ساحرہ کی گریہ وزاری پر رحم کر کے سحر اپنا دفع کر کے چالاک کو اُس کے حوالے کیا اور کہا جلد اس کو قتل کر کے سر میرے پاس لا کہ بلا انتظار مین ہین ساحرہ نے اُسکا بازو پکڑا اور لیکر چلی آگے بڑھ کر دونون نے نعرہ کیا اور جھپک کر مثل برق سامنے سے نکل گئے ساحر نعرہ سنکر خفیف ہو کر خیمہ مین گیا اور بلا سے سارا حال کہا کہ اس طرح وہ عیار رہا ہو گیا بلا نے حال سنکر زہر سے کہا کہ بھائی بڑا غضب ہوا وہ ناعیار اب جیتا نہ چھوڑیگا مین یہان اب نہ ٹھہرونگا تم بھی بہت ہوشیار رہنا ورنہ مار ڈالے جاؤگے یہ کہہ کر بزور سحر غائب ہو گیا زہر کے دماغ مین بوے کبر و غرور سمائی تھی عیارون سے کبھی سابقہ اُسے نہ پڑا تھا کچھ بلا کا کہنا اسکی سمجھ مین نہ آیا بعد اوس کے جانے کے رات تھوڑی باقی تھی دروازہ پر پہرا مقرر کر کے پلنگ پہ آکر لیٹا اور بغیر حصار سحر کیے بیخوف ہو کر سو رہا یہان دونون عیار جو بھاگ گئے تھے ایک مقام پر ٹھہر کر صلاح پذیر ہوے کہ ابکی نقب دیکر اندر خیمہ ساحر کے چلین پھر دونون نے ہمراہیان بلا کی ایسی صورت بنائی اور قریب خیمہ آئے یہان جو چوکی پہرا دے رہے تھے اُنھون نے روکا کہ تم کون ہو جو خیمہ مین اتنی رات گئے جاتے ہو اُنھون نے کہا ہمکو بلا سے جادو نے بھیجا ہے وہ عیارون سے خوفناک ہین تو ہمسے فرما دیا ہے کہ تم اندر جا کر پلنگ کا میرے بھائی کے پہرا دو ایسا نہو کہ عیار آجائین پہرے دارون نے یہ مضمون سنکر ناچار اندر جانے کی اجازت دی یہ دونون جب اندر آئے دیکھا کہ شمعین روشن ہین زہر آرام مین ہے نفیر خواب بلند ہے یہ دیکھ کر انھون نے لوٹ ماری اور قریب پلنگ پہونچکر نے مین بیہوشی رکھکر اوس کے نتھنون سے ملا کر پھونکی کہ وہ بیہوش ہوا یہ چادر مین اُسکا پشتارہ باندھ کر سراچہ پھاڑ کے پشت خیمہ کی طرف سے نکلے اور طلایہ دار لشکر سے بچتے اوٹھتے بیٹھتے لشکر سے باہر نکلکر جنگل مین آئے اور باہم صلاح کی کہ اس خیرہ سر کو لاد کر لیجانا کیا ضرور لازم ہے کہ سر اسکا کاٹکر اپنا بوجھ ہلکا کرین اور اسکا بار ہستی بھی اوتر جائے گردن کا بوجھ جاے یہ سوچ کر زمین پر رکھکر پشتارہ وا کیا اور خنجر تیز کر کے جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا لیکن قضا اُسکی نہ تھی بروے ہوا صبا سے جادو رہتی ہے اتفاق سے اُسوقت رات جو پچھلی تھی تو جنگل کی بہار لطف پر تھی وہ

کیفیت صحرا دیکھ رہی تھی عیارون کو خنجر مارتے دیکھ کر اُسنے سحر پڑھا کہ بارہ خنجر کی کند ہو گئی عیار حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسوقت ایک آواز آئی کہ باشیداے تیرہ سران یہ آواز سُنتے ہی عیار زمین پر گرکر اسطرح چھپے کہ بالکل غائب ہو گئے اور حشرات الارض کی طرح رینگ کر یہ تو کسی غار و نشیب مین مخفی ہوے اور صبا روے ہوا سے نیچے اوترآئی عیارون کا تو فرط خوف سے تجسس نہ کیا اُس ساحر کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا وہ اُٹھ کر حیران دیکھنے لگا کہ اس صحراے ہولناک مین مجکو کون لایا صبا نے اُسکو بہت کچھ برا بھلا کہا کہ اتنا تجکو بلانے سمجھایا تھا پھر بھی تو غافل ہو کر سو رہا اسوقت مین نہ بچاتی تو کام تیرا تمام تھا غرضکہ زہرہ کے بھی اب کان ہوے اور وہان سے اپنے خیمہ مین آیا صبا پھر اوڑکر غائب ہو گئی عیار ناچار پھر آئے کیونکہ وہ رات تمام ہو چکی تھی یعنے شمع نور نے شبستان عالم مین روشنی بخشی کہ بیت کہ جب شب کا اُٹھا بستر جہان سے ؛ سحر نے منھ دکھایا آسمان سے ؛ دم سحر لقاے بد اختر سریر سلطنت پہ جلوہ گر ہوا زہرہ اور بلا بھی آکر دنگل پر بیٹھے اور صبا بھی آئی بختیارک کچھ تیور پہچان کر ہنسنے لگا اور کہا رات کا واقعہ ہمکو بھی معلوم ہے صبا نے اُسوقت سب حال عیارون کا بیان کیا شیطان نے کہا بڑی خیر گذری اب بچتے رہنا نہین کام تمام ہو جائے گا زہرہ نے جواب دیا کہ آج ہی مین لو کر فیصلہ کیے دیتا ہون یا مار ا یا مر گئے عیار میرا کیا کرینگے یہ کہہ کر گویا ہوا کہ ابھی سویرا ہے اسی وقت طبل جنگ بجوا کر لشکر تیار کرا کے مقابلہ کرنا چاہیئے یہ کیا ضرور ہے کہ رات کو طبل بجے اور صبح کو کل مقابلہ ہو رات کو طبل رزم اس لیے بجتا ہے کہ حریف ناتوان ہوشیار ہو کر درستی کر لے چنانچہ یہ حریف اس قابل ہین کہ ان کو ذرا بھی مہلت نہ دے یہ کہہ کر بکمال لاف و گزاف حکم نواختن نقارہ حرب دیا اوسی دم کوس جمشیدی لشکر لقا مین گرگرایا ساحرون نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی ادھر تو یہ سامان ہے اودھر چالاک ابوالفتح بارگاہ سلیمانی مین مین آکے شاہ عالیجاہ اورنگ خلافت پہ تشریف فرما تھے دربار معمور تھا کہ ان عیارون نے حال شبینہ عرض کیا اسی اثنا مین جوڑی ہرکارے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق مجرا گاہ پر آکھڑی اور بعد دعاے دولت خواہ گردون پایگاہ حال نقارہ زنی دشمنان معرض عرض مین لائے یہ خبر سنتے ہی بادشاہ عالم پناہ نے بھی حکم تیاری لشکر دیا سردار اوسی وقت بارگاہ سے نکلکر مرکب طلب کر کے سوار ہوے بادشاہ بھی برآمد ہوے طبل و نقارے بجے دلاور جلد جلد مسلح مکمل ہوے نظم

خروش سواران و اسپان ز دشت	ز بانگ تبیره همی در گذشت
دل کوه گفتی بدرد همی	زمین با سواران بپرد همی
ز جوشش سواران هر کشوری	ز هر مرز هر بوم هر مهتری
یکے باد ابرے دران تیره دز	برآمد رخ هور گیتی فروز
بپوشید روے زمین تیره گشت	همان دیده از تیرگی خیره گشت
دران روے لشکر بکردار کوه	برفتند جوشان گروها گروه
برفتند پیلان و نیزه وران	هم از قلب لشکر سپاه گران

ہمی آب گشت آہن و کوہ و سنگ — بدریا نہنگ و بہامون پلنگ
چو ہر دو سپہ اندر آمد زجاے — تو گفتی کہ دارند دو دشت پاے
زبس نالۂ بوق و بانگ سپاہ — زگرز یلان اندر ان رزمگاہ
زمین پر زجوش و ہوا پرخروش — ہزبر ژیان را بدر ید گوش
سپاہ دو کشور کشید ند صف — ہمہ جنگ را بر لب آورد کف

جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچ کر صف کشیدہ ہوئے زرہر نے سامنے لقا کے آکر عرض کیا کہ مین ایک ایک سے کہان تک لڑونگا آج مین ان مسلمانون پر حملہ کرتا ہون اوس نامرد عرصہ نبرد نے حکم دیا کہ جلد جا اور کام اُن سب کا تمام کر یہ اجازت پا کر وہ خرس تیغہ گھسیٹ کر گیدڑ بھبکی دکھاتا گینڈا اکڑتا جانب لشکر اسلام چلا اور پس پشت اُسکے ساحرون نے غول باندھکر حملہ کیا اور ایک طرف سے کوہیون کا لشکر چلا اور ایک سمت سے نجانی و باختری و مشتری حصاری جملہ لقا پرست حملہ آور ہوئے اور ایک طرف سے فرامرز بن نوشیروان نے اپنی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا تمام ساسانی و گرگانی و کیومرثی و جمشیدی و میلادی وغیرہ المدد یا خداوند لات اعلی منات معلی کہہ کر بڑھے اور لشکر اسلام کو چار جانب سے گھیر لیا اور زرہر جو آگے چلا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ہواے سرد روان ہوئی اور اُس ہواے سرد کی یہ تاثیر تھی کہ اہل اسلام جیسے کھڑے اُسکو آتے دیکھکر قصد رزم نہ کرتے تھے اور اسکو روکنے کے لیے تلوار نہ کھینچتے تھے سواے امیر با توقیر کے سب پر سحر اُسکا اثر پذیر ہوا تھا اور اُسنے صف لشکر پر آکر قتل کرنا شروع کیا از بسکہ اہل اسلام صاحبان زور و طاقت ہین آپ تو وار نہ کرتے تھے لیکن اسکی ضرب روکتے تھے یہ معاملہ دیکھکر امیر نے باواز بلند اسم اعظم پڑھا اور مرکب اوٹھا کر ساحرون پر حملہ آور ہوئے اور آواز اسم اعظم سرداروں کے کان مین جو پہونچی سوتے سے جس طرح کوئی چونکتا ہے اس طرح ربودگی سے ہوشیار ہوئے اور تیغ و تبر و خنجر لے کر چلے ایک طرف سے لندھور دوسری جانب سے مالک اژدر نعرہ بلند کرکے چلے پھر تو کرتبت سیر گردان نعمان بن منظر منظر شاہ یمنی - عامر شاہ رود باری سیفی ذو الیدین - ابو المعدن گرد - طوق حران گرد بہرام گرد بن خاقان چین - علمشاہ - قاسم - نور الدہر - داراب کشور کشا - ہاشم نیشزن وغیرہ ہر سمت سے حملہ آور ہوئے تخت بادشاہ کا بھی آگے بڑھا تیغ تیزی کی بردانی کا وقت آیا دلاورون کی جانفشانی کا ہنگام تھا خنجر گلوگیر شجاعان ہوکر عروس شجاعت کے طوق تھے جوہر شمشیر گوہر زیور پر فوق تھے زخم دامن دار گلے کے ہار تھے پیکان تیر الماس نگار کلیجے کے پار تھے ڈھکدھکی پر زینت طرازان بزم شجاعت کے دم تھے موت خلخال بنکر پانون پڑی تھی حلقہ پارہ زرہ کی ہر ایک کڑی جوشن پوشون کے زیور خفتان و جوشن تھے مردان شجاعت شعار زن تو نہ تھے مگر شمشیر زن تھے ادھر تو جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی ادھر اپنی شوکت دکھانے کو زرہر تلوارین مارتا صفوف لشکر کے پار نکلجاتا تھا اور سحر پڑھکر پھونکتا تھا کہ کسی کا حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور اس پار صف جاکر پھر گینڈے کو اوڑاتا دوسری صف پر جاتا پھر وہان سے قریب فیل لقا اپنی تعریف کرنے آتا اس رزم کو دیکھ

بختیارک نے ادس سے کہا کہ یہ لڑائی تمھاری بیڈول ہے اب اس طریقہ کو موقوف کرو تم شوم دستی ہلاسیا سے واقف نہین ہو اُسنے کہا ملک ابھی مردون کے ساتھ بچھڑے ہوتے ہین یہ کہکر پھر گینڈے کو دابا اور تلوارین مارتا ہوا لشکر اسلام کے پس پشت جا نکلا امیر اور سرداران نامی لشکر حریف سے بھڑے ہوے تھے اسوجہ سے یہ ادبگی زبردستی دکھا رہا تھا کسی نے اسکا خیال نہ کیا تھا غرضکہ یہ پشت لشکر سے جو پھرا ہندیون کی فوج مین آ گرا ادھر جو فوج کا دباؤ پڑا اور بہادرون نے تیر اور برچھا اور گرز مارنا شروع کیا یہ ادھر سے پھر کر قلب لشکر پر آیا یہان تخت شہنشاہی پر بادشاہ سوار تھے تاجدارون نے نیزہ لینا کا عمل کیا اور اُسکو زیر تیغ رکھ لیا مگر یہ قتل و قمع کرتا سامنے تخت کے پہونچ گیا چوبدارون نے غصے مارنا شروع کیے کہ او بے ادب کہان آتا ہے یہ شہنشاہ عالم و عالمیان ہین چوبدارون کا اور اہل ترک اور سپاہیان صف قلب کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ امیر جو تلوارین مارتے آگے جاتے تھے یہ شور سنکر پھر کھڑے ہوے اور دریاے فوج عدو کو شناوری کرکے قلب لشکر مین اپنے پہونچے اور ڈانٹا کہ او زہیر نابکار کدھر جاتا ہے وہ بادشاہ عالی تبار ہین اوسنے یہ نعرہ سنکر گینڈا بڑھا کر للکارا کہ حمزہ میرا مقابلہ کون کر سکتا مین تجکو ڈھونڈھتا تھا ہا سے سامنا ہو گیا اب کہان تو بچ کر جا سکتا ہے یہ کہہ کر سحر پڑھ کر تلوار کا وار کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور تلوار کو ہنکی رد کرکے عقرب سلیمانی کا ہاتھ ماتھے پر مارا اُسنے سحر کی سپر چہرہ پر پناہ کی مگر وہ شمشیر آبدار سپر کو کاٹ کر سر کو دو پارہ کرتی ہوئی صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو اجاڑ کے اوجھ جھوجھ کو کاٹ کر آخر گینڈے کے تنگ تک کٹ گئی زمانہ تیرہ و تار ہوا شور اُسکے مرنیکا ہوا ساحرہ نے زیادہ تر ٹوٹ پڑے پھر تو بڑے زور شور سے ہنگامہ جدال گرم ہوا آب آہن سے جامہ ہستی دھوگئے دریاے لشکر مین بہت سے گوہر جان کھو گئے ہولے تیغ کے سنائے تھے ابر سیہ کے بنکر کالے کالے بادل چھائے تھے ؎ نظم

ز پیوستگی یا انسان پر آو نجیدند
زبس خواش خون اندر آمد بجوے
سر بے تنان دتن بے سران
ہمی جست خورشید راہ گریز
ہمہ رنگ خون و سر دست و پاے
چو کہ پالیس آبا رو ادو حنون

چنان شد کہ گفتی بہ آمیختند
بیابان بہ کردار جیحون خون
چو نلیدن گرز ہاے گران
تو گفتی کہ ابرے بر آمد سیاہ
زمین را ہمی دل بر آمد ز جاے

چکا چاک بہناک زہر دو روے
یکے بے سر و دیگرے سرنگون
ز رخشیدن خنجر و تیغ تیز
ببارید خون اندران رزمگاہ
ہمہ بوم و بر زیر لعل اندرون

ہرچند ساحران نابکار نے سحر تیز رنگ آشکار کرکے اہل اسلام کو مغلوب کرنا چاہا لیکن اسم اعظم کی برکت سے پسپا ہوے اور ہزارون مارے گئے آخر بصد بدبختی بڑی لقا بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلا گیا لشکر اسلام مین طبل فتح و ظفر بجا بہت مال غنیمت نصیب غازیان صف شکن ہوا امیر لاشین اپنے لشکر کے مقتولون کی دفن فرما کر داخل بارگاہ ہوے لشکر نے کمر کھولی سردار بارگاہ مین آکر داد عیش و نشاط دینے لگے اُس طرف لقا باغ مینا مین آکر تخت خدائی پر لیٹنے بیٹھا سردارون کی زخم دوزی ہونے لگی جو سامان کہ باہر قلعہ کے چھوٹ گیا جو اسباب کہ لٹ گیا اسکی درستی ہونے لگی بلاوصبا بھی آکر بیٹھے اور کہا ہوے کہ بڑے غلطی ہوئی جو ہمنے پہلے اسم اعظم نہ بند کیا

خیر اب اسکی فکر کرتے ہین یہ کہکر ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ مدد جو آپنے بھیجی تھی چنانچہ زہرہ اسطرح مارا گیا مسلمان بڑے زبردست ہین اب آپ کسی بڑے زبردست کو براے اعانت کار اے نابکار بھیجئے یہ عرضی ساحران زہرہ کو دی کہ وہ روتے پیٹتے جانب طلسم روانہ ہوے یہ تو اوس طرف چلے اور لقا انتظار آمد کمک کرتا ہے ادھر شاہ جادوان فکر جنگ کو کلب مین ہمہ تن غرق ہے مہرخ جو لشکر عمرو کے ساتھ آئی تھی اُنکے افسرون کو لیکر بارگاہ مین بیٹھی عیش کر رہی ہے عمرو دوبارہ بران پاس پہونچ کر مصروف عشرت ہین ان سب کو لینے اپنے مقام پر چھوڑ کر حال شہزادہ توریج و طلسم ہزار برج و ایرج وغیرہ یہ پیچمیرز مؤلف فسانہ لکھتا ہے

داستان رنگین و افسانہ دلفریب و دلنشین سیر سرزمین طلسم ہزار برج کرنا شہزادہ توریج نامدار کا اور قتل کرنا ساحران نابکار کا اور فتح کرنا برج طلسم کا پھر حال داخل ہونیکا طلسم مذکورہ مین ایرج نامور کا اور مذکور نجم عیار و شاپور شیر دل پھر کیفیت گرفتاری ماہی پریزاد جنگ صنعت سحر ساز و ماجراے نامداری طاق طمطراق و ندان المؤلفہ

الا اے خرد مند و پاکیزہ راے
دکھا شب کو پھر جلوۂ آفتاب
جسے پیتے ہی دیدۂ دل ہو وا
کہ لطف سخن کی رہے ساتھ فوج
یہ رتبہ بھلا کب ہے لائق مرے
بلاغت مین تاج سر جبرئیل
بلندی مین طوبیٰ سے بڑھکر بلند
بہار رخ حور جسپر نثار
کلام ایسے مضمون کا بس ساقیا
جتاتا ہے کچھ مجکو جادو کا فن
ہے اوس آسمان مین نیا آفتاب
کہ مہر سخن کا ہے جسنے خروج
یہ نیرنگ جس مے سے آئے نظر
طلسمی کرے دم مین سطح آسمان

مرے مہربان ساقی رہنماے
وہ دے ساغر بادۂ خوشگوار
نظر آئے عالم طلسمات کا
دیار فصاحت کا ہون بادشا
تکلم مین ہے اب یہ دعویٰ مجھے
لطافت مین ہو مثل نہر جنان
متانت مین روح القدس سے دوچند
فصاحت کا مبدا بلاغت کا باب
مرے ہے صریر قلم کی صدا
بلند ایسی ہے میری طبع رسا
جسے دیکھ کر مہر ہو آب آب
نئی سیر ہے اور نئی بات ہے
اوسی مے سے دے ساقیا جام بھر
سپہر سخن پر مرا راج ہو

اُٹھا دختر رز کے رخ سے نقاب
جو ہو شکل مین صورت چشم یار
وہ ہو نشہ مین میرے مضمون کا اوج
زمین سخن پر ہون فرمان روا
وہ مضمون جو اثبات حق کی دلیل
صفائی مین مثل دل عارفان
وہ رنگین کہ باغ ارم شرمسار
معانی و مطلب مین جو انتخاب
بنانا مجھے ہے طلسم سخن کو
زمین سخن بن گئی ہے سما
ہزار اوس فلک مین بنے ہین برج
نیا دن ہے ساقی نئی رات ہے
براق قلم اس طرح ہو روان
مرے واسطے آج معراج ہو

بس اے خامۂ شوریدہ سر یاوہ گو ۔۔۔ خموش اب رہو ہرزہ گوئی نہ ہو ۔۔۔ نویسی یکے داستانے عجیب
ہین وفصیح ولطیف وغریب ۔۔۔ بیا سامع داستان سخن ۔۔۔ چنین قصۂ نغز را گوش کن

فروغ افزایان آفتاب سپہر سخن و سیاران بروج افلاک مضامین روشن ۔ فرس راندگان مضمار عجائب طلسمات وطے کنندگان مراحل عرصۂ طلسم رنگین نگار سمند گردون خرام قلم کو میدان مضمون غرائب مشحون طلسم مین اس طرح جولانگر فرماتے ہین اور نگاہ تیز رنگ بین کو سیر اطراف دشت طلسمات مین یون دوڑاتے ہین کہ جب رہگراے جادہ پرآفات طلسمات توجہ والاصفات طفل شاہ کے تخت پر پہلوان کو مار کر اُس چاہ سبز آتش مین کودا تو غلطان پیچان مثل حلقۂ زلف معشوقان دور تک چلا گیا آخر پانون زمین سے آشنا ہوئے تو ایک دروازہ رفیع کے قریب اپنے تئین پایا وہ در مثل آغوش تمنائے عاشق کھلا ہوا تھا یہ اندر اُسکے قدم زن ہوا جب اندر داخل ہوا کسی نے صدا دی کہ اے گرفتار طلسم اب تو روز قیامت تک یہین رہا ابتک تو بیرون طلسم تھا اب یہ دروازہ خاص طلسم کا ہے جسمین تو داخل ہوا ہے شہزادہ نے اس آواز پر کچھ خیال نہ کیا اور آگے بڑھا دیکھا کہ دشت رنگین و پُر بہار ہے خوبی مین دامن گلچین و رخسار یار ہے

نظم

داخل ہوا دشت مین جو وہ گل ۔۔۔ رشک گل و جان افزائے سنبل ۔۔۔ گل شاہد سرخ پیرہن تھا
دیکھا کہ بہار پردہ بن تھا ۔۔۔ نوخیز تھا ہر شجر وہان کا ۔۔۔ میوہ ہر ایک قوت جان تھا
بلبل تھی وہان پہ یون غزلخوان ۔۔۔ جیون زلف بتان مین دل ہو نالان ۔۔۔ تھی بوئے گلون سے عطر بیزی
شبنم بھی تھی گرم آبریزی

یہ گل بوستان شجاعت سیر کرتا ہوا اور آگے بڑھا تو ایک باغ بنا ہوا دیکھا کہ اسمین تین چار دروازے لگے ہین اون دروازون پر آئینہ جڑے ہین باغ ہر صورت خوبی مین یکتا ہے آئینہ مہر سامنے اُن درہائے آئینہ دار کے شرمندہ ہے شہزادہ حیران کار جب قریب در پہونچا ایک دروازہ اُس باغ کا وا ہوا اور ایک پریزاد قامت مین رشک سرو شمشاد باہر نکلی جس کے گل رخسار رو برو گل خورشید گلزار فلک باسی پھول رات کا معلوم دیتا تھا شب عشرت عالم مین پیدا ہوئی ہے یہ اُسی کی زلف عنبرین کا سایہ ہے لب لعلین پر اُس کے یاقوت معدن سے نکلکر تصدق ہونے آیا تھا

نظم

گوری گوری ہے ہر اک گول کلائی ایسی ۔۔۔ شمع کی جسکی صباحت نے جھکائی گردن ۔۔۔ اوسکے ساعد سے نہ کیون کی کلائی اوتری
پنجہ نے پھیر دیا پنجۂ مہر روشن ۔۔۔ شاخ گل وار کلائی کی ہے زیور سے بہار ۔۔۔ چوڑیان شیشے کی پہنے کڑے اور کنگن
وہ بر و دوش کی خوبی وہ صفا سینے کی ۔۔۔ گات پر نوک تو انگیا کا نرالا جوبن ۔۔۔ اُبھری اُبھری ہوئی وہ سخت نکیلی پستان
گدرا گدرایا وہ شکم نرم وہ مخمل سا بدن

شہزادہ اُسکو دیکھ کر بیچین ہو گیا اور چاہا کہ قریب اُسکے جائے اُس مہوش نے فروغ حسن اپنا دکھا کر اُسکو دیوانہ بنا کر سحاب حجاب مین اپنے تئین پوشیدہ کیا یعنی پھر در کے اندر چلی گئی یہ بھی سایہ سان عقب مین اُس پری کے اندرون باغ آیا کہین اسکا پتا نہ پایا لیکن باغ نہایت پُر فضا تھا نخل و شجر سے بھرا تھا سیب اور انار کے درخت اُسمین بیشمار تھے شجر سیب اگر قامت یار گلعذار تھے تو سب پستان معشوقہ وار رکھتے سیب قنات کو اس باغ کے دیکھنے کی چاہ تھی آسیب زدون کو وہین پناہ تھی انار پختہ ہو کر جو کھل گئے خندۂ دندان نما معشوق

سبز پوش و رنگین دہن کر رہے تھے کھلکھلا کر ہنس رہے تھے سالک گو ہر ادن دانون پر نثار واقعی طرفہ بہار کہ ابیات

حیا سے ہین متبسم جھکائے سر غنچے	ہین غش مین خاک پہ گل ہنستے ہنستے مستانہ	ہے تختہ زرچنبلی کا زعفران کی کشت
شگوفے ہین نکالے ہنسی مین دانت نہال	ترانہ سنج تو بلبل ہے نغمہ خوان قمری	نسیم برگ کی جنبش سے دے رہی ہے تال

تورج نے اُس باغ مین جب اوس رشک چمن کو نہ پایا ناچار کچھ سیب و انار توڑ کر نوشجان فرمائے اور بارہ دری مین گیا وہان آبدارخانہ موجود تھا سبو دان پر گھڑا رکھا تھا جھجر اڈھکا تھا اُسنے پانی ساغر زرین مین بھر کر پیا جب آسودہ ہوچکا قدم سیر کرنے کو اٹھایا بارہ دری مین جملہ سامان راحت مہیا پایا اور ایک طرف کو تخت جواہر نگار گستردہ دیکھا اسپر لقا مشرک خدا کو بیٹھے پایا یہ حیران تھا کہ لقا یہان کیونکر آیا پھر سمجھا کہ یہ پتلا کسی ساحر نے اُسکی صورت کو پوجنے کو بنایا ہے اسی سوچ مین تھا کہ یکایک وہ پتلا بولا منم لقا رب بقا اے تورج تو میری بہشت مین حور قدرت کے پیچھے آیا اب کیا کھڑا سوچتا ہے جلد مجکو سجدہ کر اور شکر میری عنایت فراوان و رحمت بے پایان کا کر کہ پہلے تو ماہ پرستی کرتا تھا تجکو خدا پرستی کی مین نے توفیق رفیق فرمائی اب تجکو اپنی بہشت مین زندہ بلا کر دیدار اپنا دکھایا اب تجکو تامل سجدہ کرنے مین زیبا نہین جلد گردن جھکا یہ کلمات سنکر شہزادہ ہنسا اور گویا ہوا کہ او مردود ازلی و ابدی یہ منھ اور دعوی خدائی کا تو کوئی شیطان رجیم ہے جو اس پتلے مین در آیا ہے او رجائی تیرا یعنے اصلی آقا بھی بچہ شیطان کوہ عقیق مین بندگان رب العزت کو بہکاتا ہے اُسی کی صورت کا ایسا پتلا کہ جسمین تو حلول کیے ہے کسی ساحر نے بنایا ہے دیکھ تو اپنی سزا یہ کہہ کر تیغ کھینچکر لپکا اوس پتلے نے کہا ہان ہان ارے کیا کرتا ہے جادۂ ادب سے قدم آگے دھرتا ہے مین خدا ہون تجکو غارت کر دونگا شہزادہ اولاد خلیل الرحمان نے اُسکا غل کرنا کچھ نہ سنا اور ہاتھ تلوار کا مارا مگر تلوار اوچٹ گئی اور اُس پتلے کو کچھ ضرر نہ پہونچا اور اُسنے شور مچایا کہ اے حوریان قدرت جلد دوڑو کہ اس بندۂ بے ادب نے کام میرا تمام کیا وہ تو چیختا رہا شہزادہ بت شکن نے گردن پکڑ کر تخت پر سے کھینچکر ستون بارہ دری سے سر اُسکا لڑا دیا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا معلوم ہوا کہ چینی کا پتلا تھا شہزادے نے پھر اُسکو چور چور کر ڈالا پسین مین تھرائی اور ایک عورت ساحرہ وضع چالیس برس کے سن کی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ او بے رحم تو نے ذرا بھی خداوند کے حال پر رحم نہ کیا کیسا کیسا وہ چیخے مگر تو نے اُنکو نہ چھوڑا اب دیکھ تو کہ کیا آفت تیرے اوپر مین لاتی ہون شہزادہ یہ سنکر تیغ بکف اوسپر جھپٹا اوسنے بڑھ کر دیوار پر بارہ دری کے لات ماری کہ آندھی پیدا ہوئی اور شہزادہ بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا ایک میدان لق و دق مین آگیا ہون نہ وہ باغ ہے نہ مکان ہے فقط کفدست میدان ہے مگر وہ عورت جو زمین سے نکلی تھی آگے جاتی ہے یہ دیکھ کر شہزادہ بھی چلا لیکن وہ عورت ساحرہ اس مقام کی مالک ہے اور اُسکا مطیع ایک دیو ہے کہ اس بیابان مین رہتا ہے چنانچہ اس ساحرہ نے آپ تو شہزادے کا مقابلہ نہ کیا اس خیال سے کہ یہ فاتح طلسم ہوگا تو تجھکو مار ڈالیگا دیو سے جلکر کہہ دے دکھا جائے گا بس جاتے ہی اوس دیو سے کہا کہ ایک انسان بہت فربہ تیری خوراک خداوند نے مقرر کیا ہے وہ لقمہ لذیذ آیا ہے جلد اُٹھ اور نوشجان کرے یہ سنتے ہی دیو قلقاری مار کر دم اٹھائے اشتلنگ کرتا چلا

شہزادہ تو چلا ہی آتا تھا دیو کا سامنا ہوا اوس دیو نے اوسکو دیکھ کر ایک درخت عظیم الشان اوکھیڑ کر کاندھے پر رکھا اور سامنے آکر نا چنے لگا پکارا کہ اب خوب ڈاڑھ گرم ہوگی اے انسان مین منھ کھولتا ہون تو میرے پیٹ مین اوتر جا کہ تجھکو میرے دانتون کے چبانے کی تکلیف نہو شہزادے نے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ دل کوہ وغیرہ مین تہلکہ و زلزلہ پڑگیا دیو نے گھبرا کر وہی درخت پیچ دے کر مارا اس نہال حدیقۂ صاحبقرانی نے پیترا بدلکر خالی دیا دیو نے ایک چیخ ماری کہ اسے تو بڑا زبردست ٹھہرا کہ میرے منھ مین کسی طرح نہین آیا رہ تو جا مین تجھکو نوچ نوچ کر کھاؤنگا یہ کہکر دوڑا اور شہزادے کے لپٹ گیا اوسنے ایک ہاتھ اوسکا کہنی کے نیچے رکھ کر دوسرے ہاتھ پر جو پیچ باندھا دیو ارے کیا کرتا ہے ارے کیا کرتا ہے کہکر زمین پر گرا شہزادے نے اوسکے سینگ پکڑ کر اوسکے کردہ چت ہو لیا اوسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی خداوند ہے اچھا میری چھاتی پر سے اوتر کہ مین سجدہ کرون شہزادہ نے فرمایا کہ استغفر اللہ مین ایک عبد ذلیل پروردگار عالم ہون پروردگار میرا وحدہ لاشریک ہے تجھکو تو بھی سجدہ کر دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو زنزلہ قاف ہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین زنزلہ قاف کا پوتا تورج بن بدیع میرا نام ہے دیو نے یہ سنکر دانت نکال دیے اور چاپ چاپ کرنے لگا شہزادہ اوسکے سینے پر سے اوترا اوسنے کلمہ پڑھ کر اسلام بصدق دل اختیار کیا یہ تمام ماجرا اوس ساحرہ نے کہ جس نے دیو کو بھیجا تھا دور سے دیکھا اور بغضب تمام سامنے شہزادہ کے آئی اور ایک اناماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ شہزادہ بحس وحرکت ہو اوسنے آکر کمر مین ہاتھ ڈالکر اوٹھایا کہ تجکو اوسی طرح پہاڑ پر سے نیچے گرا کر ماروںگی جس طرح تو نے خداوند کو ٹکڑا ٹکڑا کر کے چور کیا ہے یہ کہکر دیو کی جانب بھی دانت پیستی بڑھی کہ موے تو بھی اس نگوڑے سے ملگیا دیو نے فقرہ کیا اور کہا اے ملکہ مجکو یہ مارے ڈالتا تھا اگر مین منت اسکی نہ کرتا تو مارا جاتا مین اسکا دشمن صعب ہی ہون اسنے مجکو بڑی اذیت دی ہے مجکو دیجیے کہ اسکو کھالون یہ کہتا ہوا قریب ساحرہ پہونچتے ہی گردن اوسکی پکڑ کر بزور تمام دھڑ سے کھینچ لی شور اوسکے مرنے کا برپا ہوا اور آواز آئی کہ افسوس مارا زہر جادو کو اوسکے مرنے سے شہزادہ رہا ہوا اور دیو کو گلے سے لگایا دیو نے کہا کہ اے شہریار میرے ساتھ پہاڑ پر چلیے اور میوہ کچھ نوش فرمایئے اوسکے ہمراہ شہزادہ ایک پہاڑ پر آیا وہان درخت میوہ دار گنجان لگے چشمہ ہائے شیرین جاری تھے شہزادہ نے وہان میوہ کھایا پانی پیا آسودہ ہوکر سجدۂ شکر خدا کا کیا پھر دیو سے باتین کرنے لگا دیو نے عرض کیا کہ حضور یہان کیونکر تشریف لائے شہزادہ نے اپنا سب حال بیان کیا اوسنے کہا یہان سے اب جو کوئی باہر طلسم کے جائے تو وہ راہ کہ جدھر سے آپ آئے ہین ملنا دشوار ہے اب تین دریا راہ مین ملینگے ایک آتش کا دوسرا آب کا تیسرا ہوا کا اور یہ دریا چار طرف اس طلسم کے ہین اگر آگے جانیکا قصد کوئی کرے تب بھی یہ دریا ملینگے مگر محنت گوارا کیجے آپ کو کندھے پر سوار کر کے لے چلونگا اور آپکے لشکر مین پہونچاؤنگا اور وہان بھی حاضر رہونگا شہزادہ نے فرمایا اے رفیق شفیق مین راہ بھولکر نہین آیا ہون بلکہ بارادۂ فتح طلسم عمداً داخل طلسم ہوا ہون یہ میرا شیوہ نہین جو اپنے عزم سے باز آؤن اور بغیر فتح طلسم چلا جاؤن نزادانے میرے دیو سمندون ہزاردست کو مارا ہے مین اتنا بھی نہ کرون کہ اس طلسم کو توڑدون اب تم یہان آرام کرو میرا خدا شریک ہے انشاءاللہ

فتح کریگے مین تمسے پھر ملونگا دیونے عرض کی کہ یہ غلام بھلا قدم اقدس سے کیونکر جدا ہونے لگا اگر یہی ارادہ ہے تو میرے ساتھ چلیے اور بادشاہ طلسم کو ماریئے مین بھی جانبازی کرونگا شہزادہ نے منظور فرمایا اور ایک رات اُس پہاڑ پر بسر کی شب بھر ذکر طلسم نیرنگ رہا جب دوسرے دن کوہ طلسمات خاور سے شاہ زرین کلاہ خور نے سر بلند کیا کہ بیت

فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف | بڑھا صبح اکو سلطان پر انصاف

شہزادہ نے کمر ہمت بعد ادا سے فریضہ نماز باندھ کر قصد روانگی فرمایا دیونے عرض کیا کہ لے آقا تین روز مین ایک ایک دریا طے ہوگا آپ کچھ جانور شکار کرکے مجھپر لاد دیجیئے اور سوار ہوکر چلیے اسی طلسم مین راہ برج جمشیدی کی بھی ہے اور پرستان کو بھی راستہ گیا ہے آپ اسیلیے ہوکر کسی اور سمت چلے جائینگے تو راہ طلسم نہ پائینگے شہزادہ نے اسکے کہنے سے بہت سے گورخر گوزن و میش گاؤ وغیرہ شکار کرکے پشت پر اسکی بار کرکے آپ بھی سوار ہوا اور دیو اس نبیرۂ ثانی سلیمان کی ہوا خواہی مین بکمال شوق اُڑا کرکے اوڑا شہزادہ نشیب و فراز عالم ملاحظہ فرماتا جاتا تھا کہ بعد قطع مسافت دراز پہلے دریاے آب پر دیو لیکر پہونچا شہزادہ نے دیکھا کہ یہ دریا نہین قہر خدا کا نمونہ ہے جو حباب ہے وہ دماغ مین ہواے ہمسری حباب فلک رکھتا ہے چشمۂ خورشید اسکے نام سے جلتا ہے پاٹ اسکا آسیاے گردون کو پیس ڈالنا چاہتا گھاٹ اوسکا تیغ ظالم ستمگر کا گھاٹ نظر آتا دھارے مین اوسکے وہ پانی کا توڑ کہ پست اوس سے ہر صاحب زور کا توڑ جوڑ سمندر عجب نہین جو اسکے خوف و بیم سے آب آب ہوا اور گھٹ کر سمندر آتش بنے اور آگ مین رہنا اختیار کرے بحر اخضر ہوا اکا زہرہ آب آب تھا طوفان نوح مقابل اوس کے شرم کے پسینے مین غرقاب تھا کہ بیت

بڑھا ایسا کہ جون بیتابی دل | ہر اک لہر اوسکی موج تیغ قاتل

دیو تین شبانہ روز تک برابر چلا گیا اور جب بھوکا ہوتا تھا شہزادہ اوسکے منھ مین وہی گوشت شکار کا دیدیتا اور شہزادہ بھی میوہ وغیرہ کھا کر بسر کرتا آخر اُس بحر زخار کی سرحد سے گذرے اور کنارہ بحر آتش کے پہونچے دیکھا کہ یہان کوسون تک آگ کا میدان ہے شعلۂ شرار کی لپک سے پوشیدہ آسمان ہے فلک دسی آگ کی تیزی سے تاؤ کھا کر نیلا ہو گیا بلکہ دھوان بنگیا ہے چرخ اس نہج سے جھکا نظر آتا ہے جیسے دودی جہاز سمندر مین جاتا ہے جو شعلہ ہے وہان کا وہ شعلۂ آہ عاشقان کی طرح سرکشیدہ ہے ماہتاب وہین سے بھاگا ہے جو سریع السیر کہلاتا ہے العیاذ باللہ آگ اس طرح شعلہ ور ہوکر پیچ و تاب کھاتی تھی کہ آتش دوزخ اوس سے شرمندہ نظر آتی تھی زبانہ اوسکا زبانہ جہنم پر زبان درازی بیتابی مین مثل مزاج عاشق ناساز شور سے اُسکے برق تڑپ کر منزلون بھاگے رعد کا دم بند کور اس بحر کا زبان توم آتشی پر چھاپے ڈالے کہ ہیبت ہوتا تاریک مثل ابر گیسو + لبسان شعلۂ خور جلتی تھی تو + کنارے اوس بحر آتشی کے ایک دیوار آگ کی سر بفلک کشیدہ بھی درازی مین مثل عمر انتہا رسیدہ تھی دیو نے شہزادہ کو لیکر بڑی تیزی سے پرواز کی لیکن اُس دیوار آتش سے زیادہ تر بلند نہ ہوسکا اور حرارت آتش سے بیہوش ہونے لگا ناچار شہزادہ کو کنارے اوس بحر کے لاکر اتار دیا اور آپ چلا گیا اطراف مین وہان کسی چشمۂ آب کو تلاش کرکے غوطہ لگا کر خوب اپنا جسم بھگو کر آیا اور شہزادہ کو لیکر پھر اوڑا مگر دیوار کو نہ پھاند سکا پھر اُتر آیا تیسری مرتبہ پھر پرواز کی ابکی اس تیزی سے اوڑا کہ اُس

دیوار مین ٹکر کھائی اوس صدمہ سوزش سے بیہوشی طاری ہوئی جس طرح ہو سکا بدقت تمام شہزادہ کو زمین پر پہونچایا اور آپ بیہوش ہوگیا شہزادہ اوسکو اوٹھا کر ایک مقام سرد پر لایا کہ وہان اوسکو ہوش آیا عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار بڑی مشکل ہوئی اس دریا کے پار مین نہ جا سکونگا شہزادے نے فرمایا کہ بھائی خدا تعالی مسبب الاسباب ہے وہ کوئی سبب پیدا کریگا اس دریا سے بھی بیڑا ہمارا پار لگائیگا اب وسی کے کرم وفضل پر نظر رکھکر یہان ٹھہرو دیکھو تو کیا ظہور مین آتا ہے یہ کہکر مصروف دعا ہوا ادھر اس دریا کے محافظ جو ساحر ہین اونھون نے دیو کو کئی مرتبہ اوڑتے دیکھکر حال دریافت کرکے اپنی مالکہ ملکہ **شعلہ سان جادو** کو جا کر خبر دی یہ ساحرہ بادشاہ طلسم کی طرف سے اس حوالی مین حکومت کرتی ہے اور اس دریا کو بزور سحر اسنے بنایا ہے ساحرون کو بہر حفاظت مقرر فرمایا ہے چنانچہ انھین محافظون نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک دیو ایک انسان کو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے کئی مرتبہ اوڑا مگر دیوار کے پار نہ جا سکا گر پڑا آخر بیہوش ہوگیا اب کسی طرف وہ آدمی اوسکو لے گیا ہے یہ خبر سنکر **شعلہ سان** ہنسی اور اپنے مصاحبون اور ملازمون سے کہا کہ یہ شخص جو پشت دیو پر سوار ہو کر اس حوالی مین آیا ہے دعوی طلسم کشائی رکھتا ہے دیکھا چاہیے خداوند زرد **ہشت سامری** کیا کرتے ہین یہ کہکر ایک اپنی انیس سے پوچھا کہ اے گرم خوے و**شوخ چشم جادو** ملکہ **اخگر جادو** کا بہت دنون سے پتا نہین وہ کہان ہین انیس نے جواب دیا کہ لونڈی اونکے گھر جا کر دریافت کرتی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور مقام اخگر پر آئی اس بحر آتش کے اوس پار ایک برج اسی ہزار برجون طلسم مین سے ہے اور اس برج مین قلعہ بہت بڑا آباد ہے آدمی قلعہ مین شعلہ حکومت کرتی ہے مکانات عمدہ تعمیر ہین چنانچہ وہین گھر اخگر کا ہے اور یہ وہ ساحرہ ہے جو مقام **کفل شاہ** پر شہزادہ کے پاس آئی تھی اور انگوٹھی دیکر بتلا گئی تھی کہ پہلوان کو تخت پر بادشاہ کے اسکا آتش سبز پیدا ہوگی اسمین کو دیے گا چنانچہ شہزادے نے ایسا ہی کیا تھا اب وہ ساحرہ عاشق شہزادہ ہو کر اپنے گھر مین آئی اور بیٹھی ہے کہ گرم خو پہونچی اور گویا ہوئی کہ چلیے ملکہ عالم نے آپ کو بلایا ہے یہ اوسکے ہمراہ خدمت شعلہ مین آئی اوسنے سب حال دیو اور طلسم کشا کے آنے کا کہکر اوس سے کہا کہ تو میری رکن سلطنت ہے جلد جا کر اوس طلسم کشا کو گرفتار کر اور دریافت کرنا کہ وہ بندۂ جمشید ولقا ہے یا مسلمان ہے اگر ہمارے مذہب کا ہو تو کہنا کہ تم یہان رہو کچھ سرکار سے تمھارا مقرر ہو جائیگا اور اگر مسلمان ہو تو فوراً ذبح کرکے کباب اسکے لگانا اور میرے واسطے لانا کہ بڑا ثواب ہوگا اخگر یہ حکم سنکر وہان سے روانہ ہوئی اور دریا پر آکر آب سحر ساتھ لائی تھی اوسکا چھینٹا دیا کہ راہ پیدا ہوئی یہ اوتر کر اس پار آئی اور دیوار مین در پیدا کرکے کنارے پر جہان دیو اوڑا تھا پہونچی اور ہر سمت ڈھونڈھکر شہزادہ کے پاس پہونچی اور ہر چند کہ شہزادہ سے محبت رکھتی ہے مگر یہ سمجھکر کہ محافظان بحر آتش بطور مخفی یہان موجود ہین وہ تیری محبت جتانا دیکھکر ملکہ سے کہین گے شہزادہ کے حق مین بھی برا ہوگا بس یہ سمجھکر دھمکانے کی راہ سے ناریل سحر کا جھولی سے نکالا اور دیو کی طرف بہ نگاہ غضب دیکھکر نعرہ کیا کہ اے موے تو اس مسلمان کے ساتھ کیون دیوانہ ہوا تو تو لقا پرست تھا اب خدا نادیدہ کو پوجتا ہے دیو نے کہا مین لقا اور اوس کے باپ پر لعنت کرتا ہون اخگر نے ناریل دکھلانے کی راہ سے ہاتھ اوٹھا کر چاہا کہ مارون شہزادہ ان ہان کرکے

دوڑا کہ کیا کرتی ہے اخگر تو مائل تھی ہی تاب ضبط نہ لائی قریب آکر کہا اے شہریار مجھکو آپ بھول گئے یہ کہہ کر سب پتہ اپنا
بتایا شہزادے نے خوش ہو کر چاہا کہ گلے سے لگاؤن اوسنے منع کیا اور کہا اے شہزادے یہان بڑی بڑی آفتین اور
مصیبتین ہین یہ کنیز حضور کو منزل مقصد پر پہونچائیگی اور اگر حکم ہو تو آپ کو لشکر مین آپکے لے چلے اور تمام عمر آپ کی
کنیزی کرے شہزادے نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہین جو بغیر فتح کیے طلسم کے جائین یہ کہہ کر اور ساحرہ کو ہمراہ لیکر ایک
درۂ کوہ مین شہزادہ آکر بیٹھا اخگر نے وہان تخلیہ پا کر حال اپنا بیان کیا کہ اے مایۂ ناز وسراپا انداز مین دختر خواندہ
یعنے لے پالک شعلہ سان کی ہون آپ پر عاشق ہو کر پہلے بھی مین نے آپکی مدد کی تھی وہ پہلوان اور بادشاہ
کو آپکے روکنے کیلیے میری مان ہی نے بھیجا تھا اب آپ دریا پر آئے ہین یہ مقام بھی ایسا ہے کہ اس پار دریا
کے کوئی نہین جا سکتا ہے اور شعلہ سان رکن رکین سلطنت بادشاہ طلسم ہے اے شہریار جو اس پار دریا کے
گیا پھر وہین مر گیا ادھر نہ آسکا آپ بھی اس ارادے سے باز آئیے شہزادے نے فرمایا اے ملکہ ہم طلسم فتح کرکے بجاے
شعلہ سان تمھین بادشاہ کرینگے اور انشاء اللہ اس ساحرہ کو مارینگے اخگر نے کہا کہ خدا ایسا ہی کرے مگر اس مقام
کو دربند آتش نگار کہتے ہین دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے میرے دل مین بڑا ہول ودل اندیشہ ہے اچھا اب مین جاتی ہون
شعلہ سے کہونگی کہ مجھکو طلسم کشا نہین ملا اور رات کو چھپ کر آپ پاس آؤنگی شراب کباب بھی حضور کیلیے لیتی آؤنگی
یہ کہکر چاہتی تھی کہ روانہ ہو مگر اسکو عرصہ جو ہوا شعلہ سان گھبرائی کہ ایسا نہو کہ میری بیٹی مار ڈالی جائے بس اپنے
دربار مین چار سمت دیکھ کر ایک ساحرہ منقل جادو نام سامنے کھڑی تھی اُس سے کہا کہ جلد جا اور ہوسکے تو
طلسم کشا کو پکڑ لا اور نہین تو خبر دریافت کر آ مین آپ چلون منقل حسب الحکم آب سحر لیکر چلی اور دریا سے اوتر کر ہر سمت
ڈھونڈھتی ہوئی درۂ کوہ کے قریب جب آئی دونون شیداے یکدیگر کو سرگرم راز و نیاز دیکھ کر جلگئی غصہ سے رنگت
چہرہ بدل گئی پکاری کہ ارے موئی اس جوانی پیٹے موڑی کاٹے کو تو لیکر بیٹھی ہے اس نگوڑے کو گھڑی گور مین تو
تیرے اوپر سے صبح شام صدقے اُتار دون اخگر یہ باتین سنکر بیتاب ہوگئی اور پہلوے شہزادے سے اُٹھ کر قریب
اُسکے آکر بولی کہ بھلا بوا اسطرح نہ کہہ تیرا اُسنے کیا لیا ہے دیکھ تو کیسا کنور کنہیا ہے اور وہ تجھکو بولتا نہین تو اسطرح تو نہ اُسکو
کوس اُسنے یہ سنکر بغصہ کہا کہ او شفتل شہکارا ڈھکڑے کی سفارش مجھسے کرتی ہے یہ کہہ کر ایک گولا فولادی سحر پڑھکر
شہزادے پر مارا اخگر بیچ مین آگئی اور سحر سے گولا رد کیا اور شہزادہ تلوار کھینچکر دوڑا منقل نے بغضب تمام ایک
طمانچہ اخگر کے دوڑ کر مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا اور شہزادہ پر جھپٹی یہ معاملہ دیو نے جو دیکھا ہاتھ بڑھا کر گردن اوسکی
پکڑ لی وہ تڑپکر چاہتی تھی کہ نکل جائے شہزادہ قریب آچکا تھا ہاتھ جو شمشیر بُران کا مارتا ہے دو ٹکڑے اُس کے
ہوے غل وشور تاریکی ہوگئی آوازین مہیب آنے لگین کہ ہاے منقل جادو کو مارا اسیر لاش اوسکی اُٹھا کر
سامنے شعلہ سان جادو کے لیگئے اور عرض کیا کہ اسطرح یہ قتل ہوئی یہ سننا تھا کہ اُسپر غضب طاری ہوا آتش
رنج مین جل بھنکر کباب ہوئی اور اپنی جگہ سے غائب ہو کر مثل شعلہ پیچ و تاب کھاتی دریاے آتش کے پار اوتر کر
اُس جگہ تنہا آئی کہ جہان یہ دونون سواے شہر محبت بیٹھے تھے اور اخگر کہہ رہی تھی کہ اے یار شیرین طلعت مین تیرے

فرہاد وار نثار ہون اس کوہ مین اب نہ ٹھہریے وہ قحبہ شعلہ ساں آئے گی کوئی آفت مقرر لائیگی یہان سے مجکو بھی لے چلیے اور جلد روانہ ہو جیسے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ شعلہ آکر للکاری باش اے خیرہ سر تیرہ روزگار تو نے منقل کو مارا کہ جو روح رواں میری تھی یہ کہکر جانب شہزادہ جلی دیو نے پھر ہاتھ اپنا اسپر دراز کیا لیکن ایسی زبردست ساحرہ ہے کہ ہاتھ اُسکا جلنے لگا اور وہ سوزش تمام جسم مین پیدا ہو گئی کہ دیو بیہوش ہو گیا اور یہ قریب شہزادہ پہونچی شہزادہ نے چاہا کہ تیغہ ماردن مگر دست و پا مین جنبش نہ پائی اور اسنے ایک طمانچہ شہزادہ کے اور دوسرا اخگر کو مارا کہ یہ دونون بیہوش ہو گئے اسنے دونون کو پنجہ مین داب کر پرواز کی اور دیو کو چاہا کہ قتل کر ڈالون پھر سوچی کہ جب طلسم کشا مر جائیگا یہ آپ مطیع ہو جائیگا اسکا مارنا صلاح نہین فی الجملہ دیو کو اُس جگہ پر چھوڑ کر کچھ سحر پڑھا کہ ایک لکہ ابر سرخ ظاہر ہوکر قریب اسکے آیا اسنے شہزادہ اور اخگر کو اوسپر ڈال کر ہمراہ اپنے بیے دار الامارہ مین آئی سب نے اسکی تعظیم کی اسنے ابر پر سے ان دونون کو اُتار کر سامنے تخت کے ڈال دیا اور کہا صاحبو اسی طلسم کشائی دھوم تھی مین اسکو ایک طمانچہ مین پکڑ لائی ہون اس گیسو بریدہ کو مین نے پرورش کیا اسنے بھی اس مفتری بیدین کا ساتھ دیا خیر ان دونون کو دیکھو تو مین کس طرح ہلاک کرتی ہون ہر ایک ساحر حاضر دربار نے اسکی تعریف کی اور اسنے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلا کر طوق و سلاسل کرو یہ کہہ رہی تھی کہ اسکا ایک بیٹا ہیر شر ریار جادو وہ خبر گرفتاری فاتح طلسم سنکر دربار مین آیا یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہے اور ہمیشہ عیاشی مین اپنی اوقات خراب رکھتا ہے اخگر کو بھی پیار کرتا ہے مگر مان کے خوف سے اوسپر دست درازی نہ کر سکتا تھا آج اس ارادے پر آیا ہو کہ معشوقہ مذکورہ پر بن پڑے تو قبضہ کرنا چاہیے غرضکہ یہ نطفہ شیطان پنجون کے بل چلتا تھا ہوا جب سامنے آیا ماں کو سلام کیا ماں نے دعا دی کہ برخوردار عمر دراز ہو برابر تخت پر آکر بیٹھا اور شہزادہ اور ساحرہ مقیدہ کو دیکھکر مستفسر حال ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی اسنے کہا لائیے ان مجرمون کو میرے حوالے کیجیے رات کی رات قید رکھکر صبح کو قتل کر ڈالونگا اسکی مادر نے کہا بہتر ہے اس کافر نے سحر سے زنجیر آتشین مین دونون کو باندھا اور یاران آتشین دست و پا و گردن و کمر مین لپٹکر اُنکو رد سحر پڑھکر ہوشیار کیا جب شہزادہ ہوشیار ہوا دیکھا کہ ایک دربار کفر دار مین ہم زنجیر مین بندھے ہین ساحران کریہ منظر دیو فام بد ہیئت و نافرجام کرسی و صندلون پر بیٹھے ہین گوش و بینی سے اُنکے شعلہائے آتش نکلتے ہین سامنے تخت پر ایک ساحرہ لباس شاہی او تاج فرمانروائی پہنے بیٹھی پناہ خدا کی عجب صورت ہیبتناک اس قحبہ کی ہے ہر بُن موسے شرارے آگ کے نکل رہے ہین آنکھین ہین کہ دو فتیلے جل رہے ہین منھ کے باہر کچلیان نکلی ہین زرد ہلدی کی گرہ ہو سیسی ہین سر پہ بالون کی جگہ آگ چھائی ہوئی ہے اُس آتش مین چہرہ سیاہ اُس خالہ شیطان کا جو نظر آتا ہے دھوان معلوم ہوتا ہے پہلو مین اُس ابلیس طینت کی ایک ساحر نابکار بدکردار زبون شعار منھ پھاڑ سا پھیلائے ذنعی دو زبان سر سے لپٹے بیٹھا ہے یہ دیکھکر شہزادہ نے خدا سے پناہ مانگی اور وہ ساحر بد سرشت پہلو سے مادر کے اُٹھکر سحر خوان ہوا کہ دو پنجے پیدا ہوے اور ملکہ و شہزادہ کو لیکر اُڑے پہلی مادر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا اور کنارے اُسی بحر آتش کے ایک باغ اسنے سحر سے بنایا ہے اسمین ان دونون کو لایا اور ایک

برج مین اس باغ کی بارہ دری کے لاکر شہزادہ کو بند کر دیا اور دوسرے برج مین اخگر کو رکھا اسلیے ساتھ قید نہ کیا کہ رات کو اس سے سوال وصل کرکے بہ منت اور خوشامد راضی کر دونگا غرضکہ دونون کو قید کرکے آپ باغ کے چبوترے پر بیٹھکر مصروف میخواری ہوا اُدھر جب اخگر اس برج مین قید ہوئی اور اُسنے جانب باغ نگاہ کی ازبسکہ شہزادہ سے جدا ہوئی تھی تو بہار باغ دیکھکر رونے لگی اشکونکی جھڑی باندھ دی زلف سنبل کو اپنے اُلجھے ہوے دلسے تشبیہ دیتی سوسن کو ہمزبان خموش کہتی سرو کو آزاد دیکھکر کہتی کہ گنہگاران عشق قید ہین قمری بھی طوق محبت در گلو ہو فراسطن سے کہتی کہ تمکو رونے کی خو ہے بلبلون کو دیوانگان گلشن اُلفت خطاب کرتی شمشاد کا قد بالا دیکھکر تیر آہ عاشقان سمجھتی عنادل کا زمزمہ دل دکھاتا یاد گلعذار مین یہ نغمہ زبان پر آتا

خمسہ

قلق سے دل کے بیان کرین کیا اُٹھاتے ہین ہم جو صدمہ تجھ بن　　شب جدائی کی صبح کرتے ہین آسمان کے ستارے گن گن
نہ موت آتی ہے تیغ در کف نہ کاٹے کٹتے ہین ہجر کے دن　　اگرچہ یار و رفیق و ہمدم سبھی ہین غمخوار اپنے لیکن
کسی سے کیا کہوین حال دل کا نہین ہے فرصت فغان سے ہمکو

نہ موت کی یاد کیونکر اپنا کرے دل اندوہگین ہمیشہ　　لہو سے نم آلودہ اشک حسرت نہ کس طرح آستین ہمیشہ
سبب اگر ہمسے پوچھتے ہو کہ کیون رہے تم حزین ہمیشہ　　جہان ہے بد سرائے فانی یقین ہے رہنا نہین ہمیشہ
یہ غم ہے جانے کا بسکہ اُلفت یہان کے باشندگان سے ہمکو

فراق کی جب تلک تھی طاقت شکیب کا جب تلک تھا یارا　　سہین ہزارون جفائے ہجران آہ کھینچی نہ دم ہی مارا
پر اب تو خود داری اپنے دلکو ہوئی ازبسکہ ناگوارا　　دیار وحشت مین اے عزیزان ہے بے نشانی نشان ہمارا
نہ ننگ سے کچھ رہا ہے مطلب نہ کام نام و نشان سے ہم کو

ہمارے اشکون کے قطرے تار ہوا مین موتی پرو گئے ہین　　ہم اپنی بیتابیون سے دلکی مثال طاقت کے کھو گئے ہین
اجل کی دولت لب فغان کش ہمارے خاموش ہو گئے ہین　　لحد مین رہتے ہین چین سے تکا بھی تو رو کے سو گئے ہین
خدا کے واسطے فغان بلبل جگا نہ خواب گران سے ہمکو

اسی طرح یہ فغان کش ہمسر عنادل مصروف شیون تھی کہ دود آہ بھی یاد گلعذار مین گلشن سینہ داغدار سے بہ ہمدرد نکلا یعنی چمنستان عالم مین شام سوسنی رنگ کا تختہ پھولا کہ بموجب

نظم

قریب شام مہر عالم آرا　　جو تھا دن بھر شریک کار دنیا
ہوا پوشیدہ جیسے حسن جانان　　اندھیرے نے جمایا اپنا سامان

شام ہوتے ہی بہار آتش لالہ و گل نے اور بھی دلمین آگ لگائی جان مضطر فراق یار مین لب پر آئی وہ جانورون کا بسیرا لینا درختون پر سناٹا سا آجانا نہرونکا پانی نرم نرم ہوا چلنے سے آہستہ بہنا ماہتاب کا نمود ہونا تو سبزہ سبز کا جوبن سبزیکا نرمی سے لہلہانا گلونکا بزم گلشن مین مثل شمع روشن ہونا چاندنی مین غنچونکا مسکرانا دل مین یاد جلوۂ جانانہ زخم جگر کو خراش دل پاش پاش یہ مضطر اسیر سر پنجۂ تقدیر زنجیر آتش مین اسیر کا دوش پر تقدیر سراسیمہ دلگیر بیٹھی تھی اُدھر شہزادہ

شراب خواری سے بدمست ہوا تھا غلیان مستی و جوش شہوت پرستی دل مین آیا اپنی جگہ سے اوٹھکر اوس برج مین جہان بیٹھی تھی پہونچا وہ عشق کی بروگن یاد مین اپنے دلدار کے رونے لگی اور کہا اے شخص جسکو پیار کرتے ہین اوسکو قید کرکے اسی طرح آزار دیتے ہین اور پھر آنکھ چار کرکے محبت کا اقرار کرتے ہین مجکو ایسے جرتہ باز مردوے سے خوف آتا ہے ڈر ہے اُسکے دیدے سے نہین معلوم آگے بڑھکر وہ کیا روز بد دکھاتا ہے یہ سننا تھا کہ یہ موذی بر سر رحم ہوا اور دو سحر پڑھکر اوس اسیر زلف گرہ گیر کو آتش زنجیر سے چھڑایا اور زبان پر لایا کہ **بیت** یہ کیا اس قسمت بدنے دکھایا + کہ میرے ہاتھ سے صدمہ اُٹھایا + اے جانی دا اے مایہ عمر و زندگانی اس ظلم کا بدلا جو چاہنا سو لینا جیسی سزا چاہیے ہو مجکو دینا اب میری خطا معاف کر میری جانب سے دل صاف کر اوس حریق آتش اشتیاق کو اپنے شہزادے کی جو یاد آئی بلبلا کر اُسکی منت پر رونے لگی اسنے سر قدمون پر رکھدیا اُسنے کہا چلو ہٹو تم یہ خوشامد آبرو لینے کی کرتے ہو جب مطلب نکل جائیگا پھر جلادی کروگے اوسنے پھر قسم اپنے مذہب کے موافق شدید کھائی اسنے کہا اگر مجکو چاہتے ہو تو ان برج آتشین کے برباد ہونیکا راز بتاؤ اُسنے کہا تم اس بھید کو پوچھکر کیا کروگی ساحرہ نے جواب دیا کہ مین اُسکی لے پالک ہون کہ جس کے تم فرزند ہو میرے تمہارے دعوی برابری کا ہے تمکو اسنے سب کچھ تعلیم کیا اور شریک کاروبار مملکت فرمایا اور مجھکو دودھ کی ایسی مکھی نکال کر الگ پھینکا اسی سبب مارے غصہ کے مین شریک طلسم ہوگئی اور قسم کھاتی ہون جبتک مجھکو یہ راز نہ معلوم ہوگا کبھی تجھسے نہ راضی ہونگی **بیت** کہ جیتے جی نہ دیکھون شکل تیری + بلا سے اسمین جو حالت ہو میری + جب اس نابکار نے یہ حالت دیکھی فریفتہ تو تھا ہی گویا ہوا کہ سُن او جان جہان شکوہ تیرا بجا ہے وہ حال مین تجکو بتاتا ہون کہ جسکو کہنا کسی سے کیسا دل سے زبان پر بھی نہ لانا جو سامنے سرو کا درخت لگا ہے اُسکی جڑ مین ایک کمان اور تیر رکھے ہین کہ جادو کے ہین انکو کوئی نکالے اور اس دریا کے کنارے جاے ایک برج آتشین وہان بنا ہے اوسپر پتلا ایک آتش کا کھڑا ہے اُس پتلے کے منھ اور ناک اور کان سے آگ جوش زن ہے اور دریا اوسی آتش سے جاری ہے پس اُن تیرون سے اُس پتلہ کو نشانہ بنائے تو یہ دریاے آتش اور برج قلعہ طلسم سب غائب ہوجائے اور اس جگہ کی راکھ اُٹھا لاے تو شعلہ ساں کو بھی جانب ملک عدم پہونچاے یہ کیفیت بیان کی ہے جو تجھسے بیان کی اب تو مجھسے تو راضی ہوئی اخگر یہ باتین سُنکر بظاہر ہنس پڑی اور اُٹھکر اُس کے ساتھ چلی اور باغ مین آکر چبوترہ پر زیر نگیرہ زرتار بیٹھی وہ اوس مہ پارہ کے آنے سے باغ باغ ہوکر کشتی شراب کی اُٹھا لایا اور جام بھر کر اُس کے منھ سے لگایا اُسنے جام لیکر بناز و تبختر منھ بنا کر پیا پھر آپ ساغر مے سُرخ سے لبریز کیا اور راز بسکہ شہزادہ کو گرفتار کرنے گئی تھی وہان آپ قید ہوکر آئی تو اسباب سحر کا جھولا پاس رکھتی ہے چنانچہ ساغر بھر کر ساحر سے کہا کہ وہ پھول گلاب کا چاندنی مین دیکھو کیا لطف دے رہا ہے وہ پھول کی طرف اُسکے کہے سے دیکھنے لگا اور اوسنے ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولے سے نکالکر شراب مین ملادی پھر وہ پیمانہ اس پیمان شکن نے اُس بد باطن کے منھ سے لگایا وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سوجھنے سے رہ گیا اور مردہ صد سالہ ہوکر گرا اس مسیحا کے جلاد منش نے تیغ کھینچکر سر اوسکا جدا کیا شور و غل اوسکے مرنے کا برپا ہوا آگ برسنے لگی آندھی سیاہ آئی چارسو تم

کسی نے آواز دی کہ مارا شر بار جادو کو وہ باغ اور مکان اور برج سب جلکر برباد ہوے وہ برج جسمین تو رج قید تھا پھٹ گیا اور شہزادہ رہا ہو کر نکل آیا اس درخت سرو پر بھی مرگ ساحر سے آفت آئی جلگیا شہزادے نے حسب نشان دہی اخگر وہ تیر و کمان لیے اور اخگر تخت بزور سحر بنا کر شہزادہ کو بٹھا کر یہان سے بھاگی اور کئی منزل پر جا کر ایک پہاڑ پر اتری یہ تو ادھر نکل آئی اور وہان مرگ شر بار کا جو غلغلہ برپا ہوا ایسی آوازین مہیب آئین کہ شعلہ سان محل مین آرام کرتی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی اور اسی باغ کی طرف دوڑی اور تمام ساکنان قلعہ دوڑ کر ایک مقام پر جمع ہو کر اوسی مقام پر آئے اس عرصہ مین حالت ساحران پر سحر بھی خندہ زن ہوئی اور لباس ماتمی تاریکی شب کا بصد بشاشت روزگار بے مہر نے اپنے جسم پر سے اتارا کہ بمقتضائے ابیات

گہ اٹھا عکس زلف شب زمین سے
گھٹا کچھ نور شعلوں کی جبین سے | ہٹے پرتو انے شعلے جھلملا سے
فلک کے ناز خاطر نے اٹھا سے

صبح ہوتے ہوتے شعلہ سان مع گروہ ساحران اس باغ مین آئی دیکھا بارہ دری مکان باغ سب برباد ہے اور نعش شر بار کی جھلسی ہوئی پڑی ہے بیٹے کی لاش دیکھ کر کلیجہ منھ کو آیا لاش پر گر پڑی اور لپٹ کر بین کرنے لگی کہ اے میرے آس مراد والے ہے ہے میرے نازون کے پالے ہی ہی بیٹا اس مان سے منھ موڑ گئے ہی ہی مجھکو اکیلا چھوڑ گئے اے میرے بن بیاہے لے میرے کڑیل جوان یہ مان تجکو کہان پائے کون سے دیس ڈھونڈھنے جائے ہی ہی یہ کیا ہو گیا نوحہ

مین صدقے تجھپہ اور قربان ہی ہی | مری جان میرے پر ارمان ہی ہی | نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشہ
ابھی سے ملکوئی تمنے جان ہی ہی | اکیلی مین رہی جور فلک سے | ہوے تم موت کے مہمان ہی ہی

اسی صورت سے زار و نالے کر کے بڑی مصیبت سے لاش اوسکی اٹھائی کفنی سیاہ گلے مین پہنی گریبان چاک کیا بعد جزع و فزع بسیار جب رسم تعزیت سے فرصت پائی اس درخت سرو کو اور تیر و کمان کو ڈھونڈھا کہین پتہ نہ لگا کہ وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اخگر لیگئی ہے غرضکہ خانہ نشین ماتم ہوئی یہ خبر مرگ شر بار کی دور دور منتشر ہوئی یہان سے آگے دریا ہے بہتا ہے اور اس دریا کے حوالی مین ایک ساحرہ نسیم جادو نام حکمران ہے چنانچہ وہ اپنے دار الامارہ مین اورنگ حکومت پر جلوہ فرما تھی اوسکے سامنے کچھ طائر سحر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ قلعہ آتش نگار مین بڑا غلغلہ برپا ہے غدر ہو رہا ہے نسیم نے خبر سنکر ایک اپنی مصاحب ساحرہ کو خبر کے لیے بھیجا وہ عورت یہان آئی اور ہر سمت غدر دیکھ کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے اسنے کہا ایک خدا پرست طلسم مین گھس آیا ہے اوسنے بشراکت اخگر شر بار کو مارا ہے یہ حال دریافت کر کے وہ عورت پھر کر خدمت نسیم مین آئی ماجرائے شنیدہ زبان پر لائی اوسنے پوچھا کہ شر بار کیا ماندہ تھا جو مر گیا اوس عورت نے کہا کہ اس طرح مارا گیا سب کیفیت سنکر برسم تعزیت چار سو کنیزین اور مصاحبین ہمراہ لیکر نسیم روانہ ہوئی اور شعلہ سان پاس آئی دیکھا کہ اسکی عجیب حالت ہے گرفتار رنج و غم مصیبت ہے گریبان چاک ہے سر برخاک ہے زمین پر بیٹھی ہے نسیم نے فرش خاک پر سے اٹھایا اور کہا اے بہن یہ کیا غضب ہو گیا اوسنے رو رو کر سب حال بیان کیا اسنے سمجھانا شروع کیا کہ اے بہن جو مرضی جمشید کی اس امر مین ناچاری ہے شاہ و گدا سب کو یہ دن نصیب ہوتا ہے اوسنے کہا یہ مین بھی جانتی ہون لیکن کیا کرون دل نہین صبر کرتا ہے

کاش ہمنا مراد کے قاتل کو بھی پاتی تو بھی کچھ دلکو قرار آتا اب نہین معلوم وہ مردہ کدھر گیا نسیم نے اُسیوقت ہزار ہا ساحر بکمال بہر تفحص روانہ کیا اور شعلہ سے پوچھا کہ اس خداپرست کا نام کیا ہی اُسنے کہا تورج یہ سنتے ہی نسیم تھرا گئی اور کہا اے بہن یہ نام شکنندۂ طلسم کا ہی ہم اپنے بزرگون سے سُنتے ہین کہ نام فتاح طلسم کا نور ہوگا پھر تورج اور نور مین کیا فرق ہے خیر اب تو دیکھو جمشید کیا دکھاتے ہین یہ کہکر مکان شاہی مین بیٹھکر مشورہ کرنے لگی لیکن اخگر جو شہزادہ کو لیکر ایک پہاڑ پر آئی اور وہان ٹھہر کر کچھ میوہ وغیرہ بہم پہونچا کر کھایا چشمہ سے پانی پیا شکر خدا کیا پھر ایک تختہ سنگ پر دونون بیٹھکر دم لینے لگے مگر ساحر جو بہر تجسس نسیم نے بھیجے تھے وہ کوہ وغیرہ چھانتے پھرتے تھے اونمین سے چند ساحر طائر بنے ہوے اس پہاڑ کی طرف بھی آنکلے اور دونون دشت نوردان محبت کو بیٹھے دیکھکر عزم کیا کہ قید کرے جائین پھر خائف ہوے کہ وہ شخص بڑا زبردست ہے دست انداز نہوے اُڑکر بہت جلد خدمت شعلہ مین آکر خبر دی وہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی نسیم سے کہا بہن میرے گھر بار سے خبردار رہنا یہ کہکر ایسی دلکو لگی تھی کہ تنہا روانہ ہوئی پیچھے اسکے نسیم نے فوج ساحران روانہ کی لیکن یہ بہت جلد اوڑتی ہوئی اوسی مقام پر آئی کہ جہان شہزادہ اپنی معشوقہ سے سرگرم سخن تھا کہہ رہا تھا کہ اے نازنین نہین معلوم کہ بعد ہمارے ہمارے رفیق اُس دیو پر کیا گذری خدا جانے وہ کدھر گیا ہنوز یہ ذکر نا تمام تھا کہ نعرہ شعلہ بیان ہوا اے تیرہ سران کے گنارم کہ از دست من نجات یابی نعرہ سنتے ہی اخگر کے تو ہوش اُڑ گئے اور شہزادہ تیغ کھینچکر جھپٹا اور للکارا کہ ٹھہر او مجہ مین تیری جان کا ملک الموت آپہونچا یہ سنتے ہی اُسنے ایک ناریج سحر پڑھکر مارا اوسلیے قضا اس ساحرہ کی اور طرح سے ہے شہزادہ پر غالب آئی اثر ناریج سحر سے شہزادہ بیحس و حرکت ہوگیا اسنے پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ اخگر بھی بیہوش ہوئی اُسنے دونون کو گرفتار کرکے قصد مراجعت کیا تھا کہ فوج فرستادہ نسیم پہونچی اسنے لشکریون کے حوالے ان دونون کو کیا کہ بہن نسیم کے پاس انکو لیجاؤ کہنا مین آتی ہون تم اس مسلمان کو قتل کرنے کو کنارہ بحر آتش کے لیچلو ساحر دونون کو لیکر پھرے ادھر یہ بھی پھری مگر اور طرف سے آتی ہے حال اسکا بیان ہوگا لیکن ساحر قیدیون کو لیے خدمت نسیم مین آئے اوسنے قید سخت مین گرفتار کرکے حکم دیا کہ بحر آتش کے چبوترہ ریگ کے بنائے جائین جلاد حاضر ہون فوج تیار رہے پس حسب الحکم تیاری شروع ہوگئی اور شہزادے کو مع اخگر کے تخت سحر پر بٹھا کر کنارے بحر مذکور کے روانہ کیا حسب اتفاق کمان و تیر کا حال نسیم نہ جانتی تھی اور نہ کوئی ساحر اس راز سے آگاہ تھا اس سبب سے وہ تیر و کمان شہزادے کے پاس تھی یہ سمجھکر نہ چھینی تھی کہ سحر کے سامنے یہ کیا کریگا رہنے دو بروقت قتل لے لین گے غرض جب شہزادہ کنارے بحر کے پہونچا وہ افسر کہ جنکی قید مین یہان آیا ہی بمنت تمام اُنسے گویا ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر میرے پاس ہی اور کئی لاکھ روپیہ کا زیور ملکہ اخگر پہنے ہے یہ سب تم کو دو گھڑی کے لیے مجکو رہا کر دو اور تم میرے ساتھ رہو افسران لشکر نے لالچ مین آکر شہزادے پر سے قید سحر دفع کر دی اور ساتھ لیکر چلے شہزادہ کنارہ دریائے آتش کے تو آہی چکا تھا کچھ ہی دور چلا کہ وہ برج آتشین نظر پڑا اسنے اوس تیر و کمان سے کام لیا بقدرت قادر توانا نشانہ مراد پر تیر پہونچا وہ پتلا گرا اوس بحر آتشین مین تلاطم ہوا شعلہائے آتش اُڑکر جانب چرخ برین گئے اندھیرا ہوگیا شور ساتون دوزخون مین جیسے اوٹھتا

ہے ویسا ہی غلغلہ برپا ہوا بعد کچھ دیر کے نہ دریا تھا نہ دیوار آتش تھی ایک میدان منزلوں تک کا تھا یہ جو افسران
لشکر نے دیکھا گھبرا کر روبفرار لائے اور بعض جو ہمراہ سحر ملکہ کر شہزادہ پر حملہ آور ہوئے شہزادہ نے کچھ خاک اُس
مقام کی جلد تر اُٹھائی اور متوجہ حرب ہوا لیکن شعلہ سان شہزادہ کو قید کر کے جو روانہ ہوئی تھی تو اور راہوں سے
اپنی زمین حکومت کو ملاحظہ کرتی اُس پار دریائے آتش کے آئی اُس وقت اُس بحر کو ناپدید ہوتے دیکھا بیقرار ہو کر
کہ ہائے افسوس یہ کیا ہوا یہ تو ادھر سے چھپٹی مگر اُس پار دیو رفیق شہزادہ بھی ایک مقام پر پڑا رو رہا تھا اور ہائے آقا ہائے
توریج کہہ رہا تھا اُسنے بھی حبیب یا کو غائب ہوتے دیکھا بیتاب شہزادہ کے تجسس میں چلا راہ میں اُسکو نظر آیا کہ ایک ساحرہ
اُڑی ہوئی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی دیو نے قریب پہونچکر گردن اُس کی بزور تھامی از بسکہ وہ ساحرہ سحر سے روئین تن تھی گردن
دھڑ پر سے اُکھڑ نہ سکی اور تڑپکر چاہا کہ رہا ہو جاؤں دیو نے مضبوط دبوچا اور اِس کشمکش میں دونوں زمین پر
آ رہے دیو نے چنگھاڑ کر در و دشت میں زلزلہ ڈالدیا ساحر جو شہزادہ پر حملہ آور تھے چیخ کے سننے سے بھاگے اخگر بھی
ساتھ شہزادہ کے رہا ہو چکی تھی نعرہ دیو سنتے ہی شہزادہ کو پنجہ میں دابکر وہاں لائی کہ جہاں دیو اور ساحرہ گتھے ہوئے
تھے شہزادہ نے آتے ہی خاک اُسپر ڈالی کہ ساحرہ کا جسم نرم ہوا دیو نے گردن اُسکی دھڑ سے کھینچ لی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوئی
شور عظیم اُسکے مرنے سے بلند ہوا پہاڑ ٹکرا گئے درخت تھرایا آواز آئی کہ مارا شعلہ سان جادوگر قلعہ آتش نگار میں جو
مکانات اور باغ اور بعد ارا عمارت وغیرہ سحر سے بنے تھے وہ جلنے لگے قلعہ میں بھگدر پڑی آوازیں تڑاق پڑاق مکانوں کے
اُڑنے کی بلند ہوئیں نسیم شہزادہ کو ہمراہ قتل سمجھکر آپ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوئی اور فوج ہزیمت
خوردہ قیدی کے ساتھ کی سامنے آئی سارا ماجرا اُسنے سُنا اور اپنی ہمراز گلزار جادو سے کہا کہ خبر شعلہ کی لاؤ کہ
وہ کہاں ہے اُسنے کہا کہ بی بی ضرور شعلہ سان ماری گئی ورنہ یہ ہنگامہ نہ برپا ہوتا نسیم پہلے ہی سے توریج کو طلسم کشا
سمجھ چکی تھی اُس وقت یقین ہوا کہ بیشک میں بھی ماری جاؤں گی پس فرط خوف سے بھاگ کر اپنے قلعہ میں چلی گئی اور
ہوا کے دریا کو زیادہ زور دیکر قلعہ پر ساحران زبردست کو مقرر کر کے بڑے استحکام سے اپنے افسران لشکر کو پاس بٹھا
مشورہ کرنے لگی اور بیر سحر کے برائے دریافت حال شہزادہ جانب قلعہ آتش نگار روانہ کئے کہ ہر دم کی خبر افعال طلسم کشا کی
مجھکو پہونچاؤ میں یہاں شہزادہ بعد قتل شعلہ قلعہ آتش نگار میں آیا یہ قلعہ برباد پایا رعایا دہشت سے فراری تھی شہزادہ نے
ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اہل شہر کو امان دی گئی ہے سب آکر آباد ہوں سب مردم شہر حاضر خدمت ہو کر مطیع ہوئے شہزادہ نے
اخگر کو تخت شاہی پر بٹھایا اُسنے اپنے باغ پر بہار میں اس گل باغ شہریاری کی دعوت کا سامان کیا شہزادہ
اُس سرو گلزار وفا کو لیکر داخل گلشن ہوا چبوترہ پر زیر شامیانہ زرین بیٹھا ارباب نشاط حاضر ہوئے گلستان
مسرت میں ہوائے عیش و سرور وزاں ہوئی زمزمہ رقاصان و مغنیان عنادل وار آغاز ہوا ساغر رنگ ساغر
گل مل سے لبریز ہو کر چلنے لگے بادہ خوار پھول پیتے تھے یہ جملہ کیفیت سحر کے بیر دریافت کر کے خدمت نسیم میں گئے وہ
اپنے سرداروں سے کہہ رہی تھی کہ بعد تسخیر قلعہ آتش نگار فاتح طلسم دریائے ہوا پر ضرور آئیگا پھر اُس وقت
اگر بھاگ کر بچیے تو اُس وقت بچنا ممکن نہیں اس سے لازم ہے کہ جاکر یا تو مقابلہ کروں یا اطاعت کر لوں یہی گفتگو

تھی کہ بیرون نے حالات طلسم کشا سے آگاہی دی کہ ہمراہ اخگر مصروف نشاط و طرب ہے یہ سنتے ہی گلزار جادو جنار جادو وغیرہ ہر ایک افسر نے صلاح دی کہ اے ملکہ یہی وقت ہے کہ طلسم کشا غافل ہے آپ اُسکو گرفتار کر لیجیے اور نہین تو مرحلہ چھوڑ کر شاہ طلسم پاس چلیے ورنہ خرابی ہے اسنے کہا بہتر ہے چلو طلسم کشا کو پکڑ لین یہ کہہ کر بہ غضب تمام مع چند افسر کے روانہ ہوئی زیادہ فوج اسلیے نہ لی کہ ہجوم سے طلسم کشا آگاہ ہو جائے گا غرضکہ بزور سحر اُڑتی ہوئی قریب باغ پہونچی اور زمین پر اوتر کر اندر باغ کے چلی اور گلشن پر دیو بہر حفاظت بیٹھا تھا اسنے اُسکو براہ مکر سلام کیا اس پیے کہ قریب آئے تو گردن دابون ساحرہ مذکور تو حالات دیو سے آگاہ ہو چکی تھی اسکے فقرے پر نہ چڑھی اور ایک پڑیا خاک سحر کی نکال کر جھولی سے ماری کہ دیو بیحس و حرکت ہو گیا اور یہ اندر چلی دیو نے چیخنا شروع کیا کہ اے آقا اے شہزادے یہ مردار قحبہ بدکار مجکو گرفتار کر کے آپکے آزار دینے کو آتی ہے باغ مین ہر چند کہ ناچ گانے کا شور تھا مگر دیو کی صدا اُس شور پر بھی سبقت لیگئی شہزادہ نے آواز سُنکر فرمایا کہ دیو چیختا ہے یہ کہہ کر تیغہ کھینچکر دوڑا ساحرہ اندر آ چکی تھی کہ اُسنے کچھ نہ پوچھا نہ سوچا ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسوقت ہان ہان کر کے جنار جادو بیچ مین آگیا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی نہ پڑھا شمشیر آبدار شہزادہ کی جو پڑی دو پر کالے کر کے زمین پر ٹھہری شور اسکے مرنے کا بلند ہوا نسیم سامنے سے ہٹ گئی اور ازبسکہ ساحرہ زبردست ہے سحر پڑھکر پکاری کہ او تو بیچ تلوار پھینکدے یہ کلام اسکا پر اثر تھا شہزادہ نے تلوار پھینکدی اسنے سحر سے بیحس و حرکت کر دیا اور آگے بڑھی اخگر آئی تھی اسنے ایک ناریل سحر کا مارا اسنے دستک دی کہ ناریل اولٹا پھر گیا اور ازبسکہ یہ ساحرہ صاحب مرحلہ ہے اخگر اسکا سامنا کیا کر سکتی ہے اسنے دوبارہ جو سحر کیا ایک ہوا سے سرد ایسی وزان ہوئی کہ مع اخگر جملہ ساحر بیہوش ہو گئے اسنے در باغ سے دیو کو بھی اوٹھوا منگوایا اور سب کو ایکجا کر کے قصد قتل کرنے کا کیا اور شہزادہ و اخگر کو مقید کر کے ہوشیار کر دیا کہ اپنی حالت زبون مشاہدہ کر کے روئین جب شہزادہ کی آنکھ کھلی اجل بر سر قضا بر قفا دیکھی گردن جھکا کر خدا کو یاد کرنا شروع کیا اور برجوع قلب دعا کرنے لگا کہ خداوندا اس بلا سے تو نجات دے اودھر نسیم نے ہنس کر کہا کہ اے تو بیچ اس روز کی تجکو خبر نہ تھی اور اے اخگر تجکو شعلہ سان نے خاک سے پاک کیا بیٹی اپنی بنایا اور تو نے اوسکو قتل کرایا یہی عوض نیکی کا تھا جو تو نے کیا اخگر نے کہا مین واقف بھی نہین طلسم کشا سب کو ہلاک و غارت کرتے چلے آتے ہین انھون نے اسکو بھی مارا اُنسے پوچھو شہزادہ نے فرمایا کہ بیشک میرا شیوہ یہی ہے ساحرون کا نام بھی دُنیا سے باقی نہ رکھونگا اور اب اے نسیم جو دم تمھارا آتا ہے وہ غنیمت سمجھو صرصر فنا باغ بقا پر تمھارے بھی چلا چاہتی ہے ٹھنڈے ٹھنڈے گلزار عدم کی سیر کو جایا چاہتی ہو بالفرض مجکو تم مار بھی ڈالو جب بھی نہ بچوگی مین اکیلا یہان نہین آیا ہون میرے وارث میرے ساتھ آئے ہین اور علاوہ اسکے ہم لوگ خدا پرست ہین خدا تعالی ہماری مدد کو فرشتے بھیجتا ہے شعلہ سان کے لیے بھی خدا نے ایک فرشتہ بھیجا تھا کہ اُسنے آ کر جہنم واصل کیا شہزادے نے تو یہ کلمات اُسکے ڈرانے کو فرمائے اور اوسکے دل مین خوف پیدا ہوا کیونکہ طلسم کشا تو شہزادہ کو جانتی ہی تھی سوچی کہ شاید اسکے ساتھ فرزندان حمزہ وغیرہ اور بھی آئے ہون اور ر تجھ سے دعوی خون برادر کرین یہ سوچ کر اسنے بازو پر سے تختی جمشیدی کھولی اور اوسکو دیکھا کہ یہ کلام طلسم کشا کا سچ ہے

لوح مین لکھا تھا کہ اسکے ساتھ طلسم مین کوئی نہین آیا ہے یہ بالکل جھوٹ کہتا ہے ہان دہنہ طلسم پر ایرج پوتا حمزہ کا البتہ اوترا ہوا ہے تو اُسکو جلد قتل کر ڈال ورنہ بُرائی ہے یہ تختی سے معلوم کرکے اسنے اور بھی زیادہ احتیاط کی یعنی ماش کے آٹے کا ایک پتلا بنایا اور فصد اپنی کھول کر خون اسپر چھڑکا وہ پتلا اُٹھ کھڑا ہوا آداب بجالایا اور اُسکو حکم دیا کہ اے پتلے تو اُڑکر چاروانگ طلسم مین جا اور ہر پاس نظر دوڑا جس کسی کو مسلمان وضع دیکھ میرے سامنے پکڑ کر لا پتلا حسب الحکم اُڑکر پیلا اور قندیل فلک ہوگیا ہر سمت جویاے مردم مسلمان تھا ادھر حال سنیے کہ نجم و تشایور دونون عیار خبر لینے تورج کی چلے تھے اور بیان کیا گیا تھا کہ دریاے سحر کے کنارے کنارے روان تھے مگر باہم صلاح یہ کی کہ الگ الگ چلنا چاہیے کیونکہ مقام دشوار رہگذار ہے جو ایک مبتلاے بلا ہو جائے تو دوسرا اوسکی اعانت کو جاسکے چنانچہ علیحدہ ہوکر دونون دو طرف ہوگئے اور صورتین بدلے ہوئے تھے فی الجملہ نجم عیار ایک ساحر کی صورت بنا ہوا تھا لیکن بہت بوڑھا اپنے تئین بنایا تھا کہ بال کیا پلکین تک سفید تھین سر ہلتا تھا دست و پا مین بھی رعشہ تھا کمر خمیدہ تھی گویا جوانی کو ڈھونڈھنے نکلا تھا لاٹھی ٹیکتا چلتا تھا اُسپر بھی ہر گام پر ٹھوکر کھاتا تھا اور عصاے آہ تھام لیتا تھا کبھی ضعف و نقاہت سے بیٹھتا کبھی اُٹھ کر کراہتا جسم مین جھریان پڑین رنگین تن کی نکلی ہوئین مرزائی گلے مین پہنے دھوتی باندھے قشقہ ماتھے پر کھینچا بُت گلے مین پڑے مالا ہاتھ مین لیے سامری سامری جپتا چلا جاتا تھا لیکن مسکن ساحران ہر مقام کو سمجھ چکا تھا اس وجہ سے بہت سے بُت کمر مین عیاری کرنے کیلیے بنا کر رکھ لیے تھے اور حیلہ ہاے ناحق سے سارا جسم آراستہ کیے تھا کہ حال اُسکا مذکور ہوگا چنانچہ پتلے نے اُسکو جاتے دیکھا چونکہ وہ پتلہ سحر کا تھا اور حکم اُسکو یہی تھا کہ مسلمان کو پکڑ لاتا گو اسکی وضع ساحرون کی ایسی تھی مگر تاثیر سحر یہ ہوئی کہ پتلا جھپٹ کر جو گرا اسکو پنجہ مین داب کر لے اوڑا اور سامنے نسیم کے لاکر ڈالدیا اوسنے کہا لے موے یہ تو ساحر کو کیون پکڑ لایا اوسنے کہا حضور اور تو کوئی اس طلسم مین مجکو نہ ملا مین تو جانتا ہون کہ یہ مسلمان ہے ساحرہ نے کہا دیکھو معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر عیار پر متوجہ ہوا اسے بیہوش تھا اُسکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب نجم کی آنکھ کھلی اپنے شہزادہ کو اسیر و دستگیر دیکھا اور ایک دیو کو زمین پر تڑپتے پایا چند ساحرون کو پنج قید سے بلکتے پایا سمجھا کہ تم بھی اسیر ہوکر آئے ہو یہ سمجھ کر در مکاری وا کیا ایک ایسی آہ کی کہ دل سنگ بھی آب ہوجاتا تو عجب تھا ساحرہ کا دل موم ہوا اور پوچھا کہ اے آہ کیون کرتا ہے اُسنے رو کر پہلے تو کچھ وصف اسکا بیان کیا دعا بہت کچھ دی پھر کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے دریاے سحر جو در طلسم پر ہے وہان میرے سات بیٹون کو اسنے ذبح کیا ہے اے ملکہ اس بڑھاپے مین اسنے وہ داغ مجکو دیے ہین کہ جگر میرا زخمی ہے نسیم نے کہا اب تو اس سے بدلا اپنا لے اور اسکی بوٹیان کاٹکر زاغ و زغن کر دے بڈھے نے کہا اے ملکہ مین ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر رخسار پر مسا جو نشان شناخت کا ہے وہ شہزادہ کو دکھلایا شہزادہ مسا دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ نجم عیار میرا ہے پس بہت خوش ہوا اور خاموش رہا نسیم نے پوچھا کہ بڈھے میان تمھارا نام نام کیا ہے عیار نے جواب دیا کہ مجکو بندہ جمشید کہتے ہین ساحرہ نے کہا تمھارے باپ کا کیا نام ہے اُسنے عرض کیا بندہ جمشید اور باپ پر کیا موقوف ہے دادا کا نام بھی بندۂ جمشید تھا ہمارے خاندان مین سبکے نام بندۂ جمشید ہین ہماری قوم وہ ہے کہ خداوند جمشید کے یہان سے اُسکو جھوک عنایت ہوتا ہے پوریان اور دودھ روز کھانے کو آتا ہے اور ہمارا

دین و آئین تم سب ساحرون سے جدا ہے ہمارے پاس جو خداوند جمشید ہین وہ ہم سے باتین کرتے ہین اور ہم بولتے ہی خداوند کو سجدہ کرتے ہین گونگے کو نہین پوجتے اور ہر وقت اپنے خداوند کا دھیان گیان رکھتے ہین اور ساتھ لیے لیے خداوند کو پھرتے ہین اگر تم بھی سجدہ کرو تو ہم اپنے خداوند کو نکالین اور اوسنے باتین کرین نسیم کو بڑا تعجب ہوا کہ دیکھا چاہیے کہ خداوند کیا کہتے ہین کیونکر بولتے ہین چنانچہ نہایت اشتیاق ظاہر کرکے مصر ہوئی کہ بولتے خداوند کو نکالو نجم نے پہلے ہی سے بت وغیرہ اور دھوکا دینے کی چیزین بناکر اپنے پاس رکھی تھین چنانچہ ایک بت اوسنے اس طرح کا بنایا ہے کہ اُس کے سر مین سوراخ ہین اور جب اون سوراخون مین ہوا بھرتی ہے تو منھ سے اوس بُت کے آواز پیدا ہوتی ہے اس طرح سے کہ جیسے باجا بجتا ہے اور کبھی بعض سوراخ مین ہوا بھرنے سے ایسی آوازین آتی ہین کہ جیسے انسان باتین کرتا ہے لیکن کوئی بات سمجھ مین کسی کے نہین آتی ہے غرضکہ وہی بُت اسنے کرسے نکالکر ایک بلندی پر رکھا اور آپ ہاتھ جوڑکر سامنے کھڑا ہوا اسنے دیکھا کہ زمرد کا بُت ہے آنکھین یاقوت کی ہین ہیرے لعل اسکے جسم پہ ہر جگہ جڑے ہین یہ دیکھ رہے تھے کہ اُسکے مخرجون مین ہوا بھری اور آواز اُسمین سے پیدا ہوئی نجم نے کہا خداوند فرماتے ہین کہ جلد سجدہ کرو نسیم اور سب ساحرون نے اوسی وقت سجدہ کیا اور نسیم کو بڑی حیرت ہے کہ تیرے پاس دس دس ہزار بیس بیس ہزار روپیہ کے خریدے خداوند ہین لیکن چون بھی نہین کرتا یہ بڑا تپسّی جمشید کا سیوک معلوم ہوتا ہے جو اسکے خداوند بولتے ہین یہ تو اسی سوچ مین تھی کہ نجم نے تیور اسکے دیکھ کر قیافہ سے پہچانا کہ اسکو اس بُت کے بولنے کا سوچ ہے پس یہ معلوم کرکے گویا ہوا کہ ارے ملکہ خداوند فرماتے ہین کہ نسیم دل مین کہتی ہے کہ بڑا تعجب ہے خداوند بولتے ہین مگر مجھے سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کیا کہتے ہین تو اے ملکہ تم یہی سوچتی ہو یا کچھ اور ساحرہ کا اعتقاد اور زیادہ ہوا اور کہا واقعی مین یہی دھیان کر رہی تھی اسنے کہا اے ملکہ بشر کا کلام سمجھ مین نہین آتا ہے نہ کہ خداوند کا ایسی فہم ہماری کہان جو خداوند کی بات سمجھ سکین مین مدت تک خداوند کے پاس رہا ہون اس باعث سے کچھ سمجھ لیتا ہون اچھا اب پھر خداوند کو سجدہ کرو کہ خداوند کہتے ہین مین تم پر اپنی رحمت نازل کرون تاکہ تم بھی میری بات سمجھنے لگو سب ساحرہ یہ حکم سنکر سجدہ مین گرے اور اسنے ایک تھیلی جسمین مٹھائی بیہوشی آمیز بھری تھی اس بُت کے ہاتھ مین دی اور ساحرون سے کہا کہ سر سجدہ سے اُٹھاؤ سب نے سر اوٹھایا اور اسنے اوس بُت مین کل رکھی تھی کہ جب اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھے وہ ہاتھ اپنا بلند کرے پس جب ساحر سجدہ سے اٹھے اوسنے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا بُت نے ہاتھ اپنا بلند کیا اسنے کہا اے ملکہ خداوند یہ تھیلی تمکو عنایت کرتے ہین اسمین جو کچھ ہو وہ لیکر سب کو دو کہ کھائین اور تم بھی کھاؤ خداوند کی زبان سمجھ مین آئیگی نسیم نے وہ تھیلی بُت کے ہاتھ سے لی اور مٹھائی نکال کر سب کو ایک ایک ڈلی دی آپ بھی نجم نے کہا کہ اے ملکہ یہ خداوند بڑے بھولے ہین میرا کہنا مانتے ہین اور خلاف مرضی میرے کچھ بات کرین تو خوب جوتیان لگاؤن اور کبھی کبھی دس پانچ جوتے لگا بھی دیتا ہون نسیم نے کہا ارے بڈھے تیری شامت آئی ہے خبردار خداوند کی شان مین کچھ بیہودہ نہ کہنا نجم نے کہا او قحبہ مین تجکو قتل کرنے کو جب کہتا ہون یہ بت منع کرتا ہے پھر اُسکو جوتیان نہ مارون تو کیا کرون نسیم یہ گفتگو سنکر گھبرائی لیکن بیہوشی اثر کر چکی تھی زبان اینٹھ گئی کچھ سحر نہ کر سکی۔

ہچکیان لیکر بیہوش ہوگئی اور اس کے ساتھیون کا بھی یہی حال ہوا سب بیہوش ہوگئے اُسوقت دیو پکارا کہ بھائی
اس ساحرہ کو اُٹھا کر میرے منھ مین ڈال دے کہ مین چبا کر نوش کر جاؤن نجم نے نسیم کو گود مین اُٹھایا دیو نے منھ پھاڑ کر
پھیلایا اسنے اُسکے منھ مین ڈال دیا اوسنے جو چبایا ہڈیان کرکرا بولین اور وہ قحبہ واصل جہنم ہوئی شور بگیر و بہ بند کا بلند
ہوا آندھی پانی آگ پتھر برسنے کے بعد آواز آئی مارا نسیم جادو کو نجم نے جلد جلد اور ساحرون کے بھی سر کاٹ ڈالے دیو کے
اور شہزادہ کے ہاتھ پاؤن کھلگئے اخگر کو بھی ہوش آیا شہزادہ نے نجم کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف عیاری کی فرمائی
اخگر سے کہا یہ ہمارا عیار ہے اور بھائی ہے یہان تو یہ باتین خوشی کی ہین اُدھر مرگ نسیم سے وہ دریا سے ہوا اور قلعہ دیکھا تا
سحر سب برباد ہوگیا اور اہل قلعہ سمجھے کہ مقرر کوئی آفت آئی کچھ دیر مین طلسم کشا سب کو آکر قتل کریگا بیشک نسیم ماری گئی اب
یہان ٹھہرنا نہ چاہیے یہ تجویز کرکے رو بفرار لائے اُدھر سے شہزادہ مع عیارون اور اخگر اور دیو کے روانہ ہوکر دریا سے ٹھوا پر آیا
اُس بحر کا کہین نشان نہ پایا قلعہ بھی خالی تھا اس شہریار عالی تبار نے اُس قلعہ مین مع اپنی معشوقہ کے نزول فرمایا اخگر نے
سامان عشرت مہیا کیا وہ جلسہ جو قلعہ آتش نگار مین برہم ہوگیا تھا یہان پھر برپا کیا دیر تک سرگرم عیش و عشرت رہا
پھر اوس قلعہ کو بھی آباد فرمایا اور اون دونون قلعون کا اخگر کو حاکم کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا اخگر نے ساتھ نہ چھوڑا
حکومت ترک کرکے ہمراہ ہوئی عیار اور دیو بھی ساتھ چلے فی الجملہ یہ مرد میدان شجاعت رہگرا سے منزل مقصد ہوا اور کچھ دور
بحر ہوا کی حد سے آگے بڑھے تھے کہ ایک میدان کف دست بیابان مین گذر ہوا دیکھا تو منزلون تک سایۂ شجار اور مسکن
دور وحشت آباد آبادی اُس سے بدل نفور بوے ثمرات کیا چرند و پرند کسی کا نام نہ تھا اوس وادی ہول خیز مین
قدم رکھنا کسی رستم دل کا کام نہ تھا ہر سمت سناٹا دھوپ کا تڑاقا عالم یاس قلب مضطر دل ہر اس یہ یکتا زعرصہ
جرأت قدم ہمت بڑھائے روان تھا ہمراہ رفیقون کا مجمع تھا بگولے کی طرح خاک اوڑاتا جب دور نکلگیا نیا تماشا نظر
آیا یعنی ہزارون قوس قزح کو سامنے نکلے پایا میدان سرخ و سبز اوسکے عکس سے بنا تھا گنگا جمنی سطح غبرا تھا جب اور آگے
بڑھے دیکھا کہ ایک کوہ یاقوت احمر کا دوسرا زمرد اخضر کا بنا ہے دونون کے عکس سے طرفہ تماشا ہے کہ یاقوت پر مرصع
طراز قدرت نے زمرد کا مینا کیا ہے شاہد کوہ لالون لال ہے یاقوت سے چہرہ لال ہے لعل اور زمرد کی اوسی جا
کان ہے جوہری قدرت کی دوکان ہے مثل قلب سرور آگین ہر دوے کوہ بشاشت سے سرخ ہے سبزہ کوہ
سرخ پر یون نظر آتا ہے کہ معشوق سرخپوش نے زیور زمرد زیب جسم کیا ہے کوہ زمرد پر گلہائے سرخ کا جوبن
زیور یاقوت کا جسم سبز رنگان پر دکھاتا ہے ہزار ہا گل دونون کوہ پر کھلے ہین یہ کیفیت دکھاتے ہین کہ بہار
باغ عالم کو رد بروا اپنے شرماتے ہین

نظم

بہار کھیلتی ہوئی ہے دھوم سے اس فصل
ہوا اڑاتی ہو ہر بطرہ رنگ گل سے رلال
غبار کا گل سنبل یہ ہے عبیر فشان
درختو نہین ہین یہ نارنگیان کرو تھیا

ہزار رنگ کی لاتی ہو سماتک ابکی سال
نہین ہی جوش شفق سے سپہر یلی سرخ
بہار لالے کے چہرہ پہ مل رہی ہے گلال
نہین ہے قوس قزح آسمان پہ جلوہ نما

ہے دست شاخ پہ سوزان شگوفہ ہے کافور
یہ رنگ مہر کی پچکاری نے دیا ہے ڈال
یہ قمقمے ہین بھرے رنگ کے ہو دکھر بھرسے
یہ بیل ابر کی رنگی گئی ہے ستک لال

سامنے اُن دو پہاڑون کے ایک دیوار بلور سفید کی منزلون تک کھینچی ہوئی تھی اُس سرخی اور سبزی مین سفیدی
نئی بہار دکھاتی تھی آفتاب تابان کو فلک اخضر پر شرماتی تھی نور علیٰ نور وہ مقام تھا نور طور لاکلام تھا اُس دیوار
مین تین دروازے بنے تھے جنکی محرابون پر چاند سورج صدقے ہو رہے تھے پردے مخمل کاشانی کے دو دروازون
پر پڑے تھے بیچ کے دروازے پر تمامی کا پردہ پڑا تھا اس پردے کو اس رازدان طلسم نے بسم اللہ کہکر اُٹھایا اور
قدم آگے بڑھایا سب رفیق بھی ساتھ تھے کہ چند تیغے چمک کر گرے اور ان سب کو اُٹھا کر لیگئے بعد کچھ دیر کے
جو آنکھ کھلی سبحان اللہ وہ دشت دلکشا اور صحرائے نزہت انتما نظر آیا جسنے بہار شباب گلرخان کو دل سے
بھلا یا کوئی گلشن سبز و خرم پردہ دنیا پر شہزادے کی نظر سے ایسا نگذرا تھا کہ جیسا وہ جنگل فرحت افزا تھا
نو رین لبسان حوصلہ خاطر صاحبان جود و کرم روان تھین موجین خجل دست کریمان تھین سرگرم اہتمام باد بہاری
بہار پر تھی مستی اسجگہ طاری ہید طبری شاخہائے نرگسی پہ بایہ فگن گل و سنبل پر لاکھ طرح کا جوبن کہ بموجب ابیات

دفور نشو و نما ہے یہ جوش نامیہ سے
کہ ہنگی فصل بہاران خزان کا استیصال
نہین یہ لالہ ستان شقائق و نعمان

اگر دانہ گرتے ہی اک شاخ ہو ہو فی الحال
نہین جھکتی شگوفونکے بوجھ سے شاخین
خزان کے خون سے رنگین ہوئی ہے تیغ جبال

نیام شاخ سے ہے تیغ برگ بید علم
کیا وہ کھینچنے کی مشق کر رہی ہین نہال

اس وادی فرحناک مین ایک تالاب بصد
آب و تاب تعمیر سراپا نور چشم حور کی تصویر گرد اگرد اُس تالاب کے سبزہ جہار رحمت خدا کا پتا دیتا لب گردان تالاب کو
یاقوت سے بنایا تھا یہ نوجوان آبرو بخش دشت پر بہار لب جو بسیار ہو بحکر ٹھہرے اور کچھ فرش بچھا کر بیٹھے اخگر اپنے
ساتھ گلابیان شراب کی لائی تھی جام بھر کر شہزادہ کو دیا شغل بادہ نوشی شروع ہوا مگر دیو اس مقام پر نہ ٹھہرا سمجھا
کہ سبز باغ ساحرون نے ہمین دکھا یا قید کر کے اس جگہ بلایا ہے پس جب یہ کچھ دور آگے بڑھا زمانہ تیرہ و تار نظر آیا
بالکل اندھیرا چار سمت پا یا زمین آسمان کچھ نہ سوجھائی دیا گھبرا کر پھر آیا اور بدستور پھر ایک سمت کو اُٹھکر پھر وہی ماجرا
نظر آیا ناچار مراجعت کی شہزادہ نے اُسکو آتے جاتے دیکھکر پوچھا کہ کہان جاتے ہو کس فکر مین ہو اسنے عرض کیا کہ
شہر یار اس مقام کو سحر بند کر کے آپکو مقید کیا ہے مین گیا تھا کہ راہ پاؤن تو آگے لے چلون مگر آگے راستہ نہین ملتا جدھر
جاتا ہون اندھیر انظر آتا ہے کچھ سوجھائی نہین دیتا ہے اخگر نے کہا شاید یہ مقام ظلمات طلسم کا ہے کسی نے سحر
بند کیا ہے یہ کہکر مع شہزادہ سب آگے چلے اور قریب ظلمت پہونچکر اخگر سحر خوان ہوئی ہر چند سحر کیا لیکن کچھ ہوا
ناچار اُسی تالاب کے کنارے آکر مقام کیا اس اثنا مین طلسم گرد فلک ظلمت شب سے ناچار ہو کر کنار بحر مغرب کے آیا کہ نسبت
زمین کے سایہ نے کی پردہ پوشی اور مستی مہر فلک کی گرمجوشی سر شام کچھ عورتین روشنی ساتھ لیے دشت ظلمت سرا کی طرف
سے پیدا ہوئین نامد قریسان وادی بیابان طلسم کے آئین چند خوان پر از طعام ساتھ لاتی تھین وہ برابر
آگے اور دو تین بکرے دیو کے کھانے کو رکھکر چلی گئین اُن خوانون مین دو دو روٹیان اور پیالہ سالن
کا تھا شہزادہ نے نہ کھایا باقی دیو اور اخگر نے کھایا اب سب کو یقین کامل ہوا کہ ہم قید مین
غرضکہ وہ رات تو کنارہ تالاب کے بسر کی جب فلک اخضر پر چشمۂ خور روان ہوا کہ ہبیت دکھایا

صبح نے حسن جبین کو + کیا تابندہ رخسار زمین کو + صبح کو بھی کچھ زنان خوبرو باقد دلجو آب و طعام لیکر آئین اور
دیکر چلی گئین نجم نے دیو سے کہا کہ شہزادے نے رات سے کچھ نوش نہین فرمایا ہو آج ایک بکرا توکم کھا ہم اسکے کباب
لگا کر شہزادہ کو کھلائین دیو نے کہا بہتر ہے شہزادہ نے عیار کو منع کیا کہ مین بے اما چھتہ نہ کھا ؤنگا تو کباب نہ لگا
یہ سنکر عیار نے کچھ میوہ کسوت عیاری سے نکالکر شہزادہ کو کھلایا اسی طرح دو روز گذرے ابتو بھوک مین اس شہزادہ
کو غصہ آیا مثل مشہور ہے کہ بھوکے بھلے مانس سے ڈرنا چاہیے پس وہ عورتین کھانا لیکر جو پھر آئین شہزادہ نے
انمین سے ایک کو قریب کیر قریب بلایا اور چوٹی پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ مالزادی ہمکو فاقہ مست تو نے مقرر کیا
ہے جھٹکا دینے سے وہ عورت اوندھے منہ گری شہزادہ جست کرکے اُسکی پیٹھ پر سوار ہوا اور ایسا گھبرائی کہ شہزادہ
پر تو سحر نہ پڑھا پرپرواز پیدا کرکے اڑی کہ ایسا نہ ہو کہ رفیقان طلسم کشا مجکو مار ڈالین غرضکہ شہزادہ کو لیے اُس ظلمت کو
طے کرکے ایک باغ مین آئی شہزادہ کی آنکھ بند ہو گئی تھی جب آنکھ کھلی گلشن پر بہار دیکھا گل و لالہ و بلبل سے
آباد وہ لالہ زار دیکھا اور اسنے شہزادہ کو اُس جگہ بٹھا پرسے گرا کر بزور سحر بجس و حرکت کرکے آپ جاکر ملکہ ظلمات
سے کہا کہ آج طلسم کشا نے مجکو مار ڈالا ہوتا مین اُسکو اُڑا لائی ہون وہ مجھپر چڑھ بیٹھا تھا ظلمات نے کہا اری فجبا یہ آئین
طلسم یہی ہے کہ چالیس روز تک طلسم کشا کو قتل نہ کرنا چاہیے قید رکھنا مناسب ہے چنانچہ مین نے اُسکو قید کیا تم
تو بیہان کیون لے آئی یہ کہکر اُٹھی اور اُسی بارہ دری مین باغ کی ایک صحنچی تھی کہ وہان آئی اُسمین صندوق تھا
اُسکو وا کرکے کتاب آئین طلسم نکالی اور اس کتاب مین حال طلسم کشا دیکھا معلوم ہوا بیشک طلسم کشا ہی اُس پہلوان
طلسم کو جو تیرے پاس ہے بلوا کر مقابلہ کرا اور شرط کرلے کہ اگر اس پہلوان کو زیر کرو تو مین اطاعت کرون اور
تم زیر ہونا تو میرے مطیع ہو جانا اور اگر فاتح طلسم اطاعت کرے تو اُسکو چالیس لونڈیان خدمت کے لئے دینا اور
اس باغ مین بہ آسائش رکھنا یہ کتاب مین دیکھکر کتاب تو بند کرکے صندوق مین رکھی اور آپ وہان سے سامنے
شہزادہ کے آئی شہزادہ نے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ سن مین ادھیڑ ہے مگر سبزہ رنگ خوبصورت چہرہ سے متانت اور
دانش ہویدا ناصیہ سے رعب و جلال پیدا سراپا زیور زر مرصع یاقوت پہنے بنی سنوری ہوئی مانگ موتیون سے بھری
ہوئی غرض کہ اُس صاحب تمکین نے شہزادہ کو سلام کیا اور شرائط مذکور درمیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ
پہلوان کے باپ سے ہم مقابلہ کرین اگر تم لوگ ساحرہ ہو تمھاری بات کا اعتبار کیا ہو مین پہلوان سے لڑونگا
تم سحر کرو گی پھر میرا لڑنا بیکار ہو ساحرہ نے کہا اے شہریار مین اقرار نامہ لکھے دیتی ہون کہ سحر نہ کرونگی شہزادہ کو اُسنے
سحر کی قید سے رہا کرکے اقرار نامہ لکھدیا اور اپنی ایک کنیز کو بھیجکر اُس پہلوان کو بلایا وہ پہلوان کوس لمن الملکی
بجاتا رستم و سام و نریمان کو شاگرد اپنا بتاتا چٹ لنگوٹ باندھے بھبھوت ملے خم بجاتا آبنوس کا کندہ
بنا ہوا باغ مین آیا اور اُس دیو صورت نے شہزادہ کو للکارا شہزادہ بلند اقبال نے
بھی رستمانہ اُس کا مقابلہ کیا اس قوی تن درشت چنگال نے دستیان کھینچکر بغلیان ڈوبکر کشتی
آغاز کی شہزادہ کے پاس وہ انگشتری اخگر کے پاس کی جو مقام کفل شاہ پر پہلوان کے لڑنے

وقت ملی تھی اُس انگوٹھی کے سبب سے زور سحر پہلوان کا نہ چلا ہر چند کہ اُسنے ایسا زور کیا کہ کنپٹیان شق ہوگیئن
اور اونگلیان پھٹ گیئن آخر شہزادہ نے اُسکو اُٹھا کر جو مارا چارون شانے چت گرا یہ بہادر اُس کے سینہ پر چڑھا
اور سوال اسلام کیا اوسوقت ظلمات نے عرض کیا کہ اسکو چھوڑ دیجیے مین مسلمان ہوتی ہون شہزادہ اوسکے سینہ پر سے
اُٹھا ظلمات نے دوڑ کر سر قدم پر رکھدیا شہزادہ نے اسلام عرض کیا وہ بصدق دل مطیع اسلام ہوئی اوس
پہلوان نے حسب آئین طلسم ایک درخت مین دوڑ کر ٹکر ماری کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر وہ ہلاک ہوگیا شور مرنے سے
اسکے برپا ہوا ساحرہ شہزادہ کو لیکر بارہ دری کے چبوترہ پر لائی زیر نگیرہ زرتار اُسکو بٹھایا شہزادہ نے فرمایا کہ میرے
رفیق کنارہ تالاب کے بیٹھے ہین اونکو بلا دو ساحرہ نے عرض کی کہ وہ میرے بلانے کو شاید فریب سمجھیں پس آپ رقعہ
لکھ دیجیے شہزادہ نے ایک رقعہ دستخط خاص سے تحریر فرما کر دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور شہزادہ نے کھانا آسودہ ہو کر
کھایا کئی روز سے بھوکا تھا پھر شغل میخواری آغاز ہوا ناچ دیکھنے لگا یہ تو ہر آرام مین ہے لیکن جس قلعہ کی ظلمات حاکم ہے
وہان کی رعایا نے حال مطیع ہونے اپنے مالک کا جو سُنا ہر ایک گھبرایا اور فکرمند ہوا کہ اب ہم سب کو مسلمان ہونا پڑیگا
یا جان دینا ہوگا یا جلاے وطن کرنا ہوگا پس ابھی سے فکر ہلاکت طلسم کشا لازم ہے غرضکہ چند اکابرین شہر یہان سے
بھاگ کر ایک قلعہ ہے اس جگہ سے دس کوس پر کہ مالک اوسکا ایک ساحر زہر چشم جادو نام ہے اُس کے پاس گئے
اور بزور سحر ایک آن مین قریب قلعہ پہونچکر صداے استغاثہ بلند کی ساحر مذکور نے انکو سامنے طلب کرکے جملہ کیفیت دریافت
کی اور سوچا کہ ابھی جمعیت مطیعان فاتح طلسم کی کم ہے چلکر اُسکو قتل کرنا چاہیے فی الجملہ اپنے مقام پر سے بزور سحر اڑ کر با
اور بہت جلد باغ پر آ کر ٹھہرا یا شہزادہ غافل بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ اسنے سحر سے بیحس و حرکت شہزادہ کو کرکے پنجہ
بنکر چوٹ کر لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا ظلمات رفیقان شہزادہ کو لینے گئی تھی اور کسی کی مجال نہوئی جو اُسکو
روکتا وہ تمام محفل درہم و برہم ہوئی رعایاے قلعہ تو مدعی شہزادہ کی تھی کوئی خبر نہوا اور یہ شہزادہ کو لیکر اپنے قلعہ
مین آیا اور بارہ ہزار ساحران عدا کو حکم تیار ہونیکا دیا لشکر ساحران تیار ہوا یہ ہمراہ لشکر اپنے قلعہ سے باہر نکلا بارگاہ
استادہ کرائی اور شہزادہ کو قید سخت مین گرفتار کرکے ایک خیمہ مین رکھا اسلیے کہ دم سحر اُسکو قتل کرونگا پس خود مسلمان
اندر قلعہ کے نہ گرے کہ سبزہ رحمت خداوند سامری نہ اوگے گا چنانچہ یہ تو اس سامان سے بیٹھا ادھر ظلمات دیو اور
عیار وغیرہ رفیقان شہزادہ کے پاس پہونچی اور رقعہ دیا ہر ایک پڑھکر شاد شاد ہوا اور اسکے ہمراہ سب روانہ ہوئے
جب یہ یہان آئی ملازمون نے ماجراے شہزادہ سے آگاہی دی اسنے دیو سے حکم دیا کہ اعداے شہر کو گرفتار کرکے
کھانا شروع کرے اور آپ کو مع اخگر کے حفاظت دیو مین مصروف ہوئی کہ سحر سے اُسکو ضرر نہ پہونچائے اور علاوہ
حفاظت دیو کے سحر سے قلعہ کو برباد کرنے لگی رعایا برایا رو بفرار لائی لشکر نے امان چاہی اسنے ہر ایک سے یہی
سوال کیا کہ درصورت اطاعت طلسم کشا تمکو امان ملیگی لشکر کے افسر مطیع اسلام ہوے اسنے بھی لشکر چار رجمیں
ہزار ساحران نامدار کا درست کرا کر ہمراہ لیا اور سمت قلعہ زہر چشم کوچ کیا وہان ایک رات گذری تھی اور وہ وقت
تھا کہ چشم خورشید فلک سے سیاہی ظلمت شب کی دور ہوئی دنیا نور سے معمور ہوئی بیت کہ جب ادھار زمیں سایۂ شب

نظر آیا جمال صبح مطلب + ہنگام سحر چبوترہ نکبت کا بنوا کر بوریائے فلاکت پر شہزادہ کو بہر قتل زہر نے بٹھایا تھا گرد لشکر ساحران گھیرے تھا جلاد حکم پوچھ رہا تھا کہ ظلمات مع لشکر کے پہونچی اور حملہ آور ہوئی جلاد تیغے پھینک کر بھاگے کہ ایسا نہو ہم قتل ہو جائین سپاہ زہر مائل رزم ہوئی زہر بھی اژدرومان پر سوار ہوکر بڑھا ناقوس اور جھانجھ اور نفیر بجنے لگے ابر سحر گرجا کڑکا ایا چار سمت اندھیرا چھایا سحر کی مار ساحرون کی پکار شروع ہوئی نارنج ترنج نارئیل ہار مرچون کے چلنے لگے سحر کی بجلی چمکی جادو کے سانپ زہر اگلنے لگے منقار جادو سپہ سالار زہر کا نارنج مارتا آگے بڑھا آتا تھا اس طرف سے اخگر اوسکے سحر کو رد کرتی جاتی تھی اتفاقاً نجم عیار بھی ساحر بنا ہوا شریک لشکر تھا لڑتا ہوا قریب منقار پہونچا اور اوسکو خنجر سے دھکا یا دہ تو اوسکی جانب مخاطب ہوا اخگر نے اس طرف سے تاک کر ناریل جو مارا اوسکے سر پر جو پڑا سر اڑ گیا غل اوسکے مرنے سے بلند ہوا ساحران عدو نجم کو سمجھے کہ یہی ساحر نے سپہ سالار کو مارا سب اسپر ٹوٹ پڑے اخگر گروہ ساحران لیکر اوسکے بچانے کو جھپٹی رد سحر کرنے لگی اور اوسنے بھی لوٹ مار کر سیکڑون کی ٹانگین کاٹین اسوقت زہر کو تاب نہ آئی آگے بڑھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آگ برسنے لگی ہزار ساحر اس طرف کا جلا نجم تو جست وخیز کرکے نکلگیا اور دیو جھپٹا کہ مین بھی دو چار کو مارون ناگہان ایک چکر جو آکر لگا ہاتھ کا ایک تو ٹکڑا ہوکر کا کٹ گرا دیو اس زخم سے تڑپنے لگا مگر جی داری کرکے پھر آگے بڑھا پھر ایک تیر جو شانہ پر آکر پڑا شانہ نشانہ ہوا تیر توڑکر پار گزرا اس عرصہ مین زہر نے ظلمات سے مقابلہ کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ اسکے جسم مین زہر پھیلنے لگا اور سوزش ہوئی چھالے بدن پر پڑگئے آخر تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی زہر نے ایک نارنج مارا کہ تاریکی چھائی ظلمات بھی تلملانے لگی راہ نہ سوجھی زہر جھپٹا کہ پکڑ لاؤن راہ مین دیو زخمی پڑا تھا اسنے ڈانٹا کہ بھلا چھوٹے کدھر جاتا ہے اسنے تیغہ کھینچکر چاہا کہ ایک ہاتھ مارون دیو نے پاس بھی نہ آنے دیا ہاتھ بڑھا کر گردن اسکی مضبوط تھامی کہ آنکھین اوسکی نکل آئین ظلمات بھی پلٹی اور پکاری کہ لے دیو نہ چھوڑنا اسکو حیلہ القمر کرجا دیو نے فوراً اوسکو کھینچکر منھ مین ڈالا اور چبا گیا پیٹ مین سے اسکے غل بچو پکڑو نے کا بلند ہوا دیو گھبرایا اخگر مع فوج کے ساحرون سے بھڑی ہوئی تھی اب ظلمات پہ سے بھی سحر زہر کا اوتر گیا یہ بھی آکر گری اور قلعہ اور مکانات سحر کے جو بنے تھے مرگ زہر سے اسمین آگ لگی اور شہزادہ لوترج پر سے سحر اوتر گیا ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی قید آہن توڑکر اٹھا عیار نے تیغہ دوڑکر پہونچایا پھر تو دشت رنگین ہوا گلہائے زخم سے دامن میدان دامن گلچین ہوا تیغ کی جھنکار صدائے خندہ گل تھی اسلحہ کی چقاچاق آواز نغمہ بلبل تھی خون کی نہرین جاری زخمون کے فوارے چھوٹتے ہوائے تیغ باد بہاری کی تا دیر یہی ہنگامہ گرم رہا آخر لشکر عدو یعنی فرقہ اشرار ساحران نابکار نے شکست پائی شہزادہ نامدار سے بقیۃ السیف نے امان چاہی اور مطیع الاسلام ہوکر شہزادہ کو قلعہ مین لائے دیکھا تو اس قلعہ مین سحر کے مکانات و باغات سب نابود مین رعایا فراری ہے شہزادہ نے منادی کرا کر آبادی کرائی پھر دارالامارہ مین آکر قیام فرمایا حکم آغاز جلسہ عشرت دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش برپا ہوئی بعد دو روز کے پھر وہان سے عزم روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ اے شہریار آپ تو مجھکو چھوڑکر چلے جاتے ہین شہزادہ نے فرمایا کہ رفیق شفیق طلسم اکیلے ہی فتح ہوتا ہے

دیو نے کہا مجھے لیتے تو چلیے دیکھیے گا کہ مین کیونکر کھاؤنگا دشمنون کا سر چباؤنگا شہزادہ ہنسنے لگا اور برق عیار نے
عرض کیا کہ جو آپ کی مرضی وہی ہماری جو مناسب ہو وہ کیجیے دیو کو کہنے دیجیے فی الجملہ دیو اور اخگر و عیار وغیرہ اُنکو
کو ہمراہ لیا اور قلعہ سے نکلکر آگے کا راستہ پکڑا اکئی کوس پر ایک برج اور اُدن برج جہاں سے طلسم مین سے نظر پڑا کہ
نہایت بلند و رفیع تھا شہزادہ ایک صحرا مین مع رفقا ٹھہرا اوس بُرج کا حاکم ایک ساحر غدار تاجدار گنبد نشین
جادو نام ہے۔ ہرچند کہ نام بادشاہ طلسم بھی یہی ہے لیکن اسمین اتنا فرق ہے کہ شاہ طلسم جہاندار گنبد
جہان نشین کہلاتا ہی خلاصہ مرام ساحر مسبوق الذکر نے جب سنا کہ طلسم کشا قلعہ زہر کو فتح کرکے میرے برج کی جانب
آتا ہے پس یہ سُنکر اسنے سحر کا پتلا بنایا اور اُسکو بھیجا کہ دریافت کر آ طلسم کشا کہان ہے پتلا آکر شہزادہ کو
دیکھ گیا اور اس سے بیان کیا کہ وہ جو چار کوس جنگل اس برج سے ہے وہان مع اپنے رفیقون کے طلسم کشا ہے یہ معلوم کرکے
تاجدار نے فکر کی کہ اگر طلسم کشا یہان آگیا تو زیادہ تردد کرنا پڑیگا پھر وہان سے کہ جہان اب وہ ہے قید کرکے
مار ڈالنا چاہیے تمام طلسم اوسکے شر سے نجات پاویگا اور تیرا نام بھی ہوگا ایسا کچھ تجویز کرکے ایک برج آش کے
آٹے کا بنایا اور ایک چاردیواری بطور احاطہ کے اوسی آرد کی بناکر ہاتھ پر رکھکر اسی برج آرد سے حکم دیا کہ
دیو جو ہمراہ فاتح طلسم ہے اُسکو جاکر قید کرے اور احاطہ سے کہا کہ فتاح طلسم کو مع رفقا کے تو جاکر محاصرہ کر دونون
اشیا اُڑکر چلین یہان شہزادہ مع رفقا کے صحرا مین بیٹھا تھا کہ یکایک ایک گنبد بزرگ زیر گنبد فلک بروے ہوا اُڑتا
نظر آیا اور شل سحر ہوش کے دیو پر ڈھک گیا رنگ اوس برج کا بالکل سیاہ تھا اندر اوسکے دیو کا حال تباہ
تھا چیختا تھا کہ اے شہریار مجکو بچاییے اس تاریکی سے چھڑاییے شہزادہ اُسکی جانب تیغ پکڑکر جھپٹا تھا کہ وہ چاردیواری
اُڑتی ہوئی آئی اور گرد شہزادہ اور کل ہمراہیون کے محاصرہ پذیر ہوئی اُسوقت اخگر و ظلمات دونون بزور
سحر اوڑے یون لیکن جسقدر یہ بلند ہوئین دیوارین بھی اتنی ہی اونچی ہوگئین یہ نہ جاسکین اوتر آئین اور شہزادہ
فرط غضب سے ہونٹ چبانے لگا اور بحالت ناچاری دعا درگاہ باری مین فرماتا تھا بیت چو عاجز رہانندہ
دانم ترا ÷ درین عاجزی چون نخوانم ترا + یہان تو سب دعا کر رہے ہین لیکن تاجدار نے سحر سے معلوم کیا
کہ وہ اندر برج صاحبقرانی قید ہوچکا بس اپنے مصاحب ایک ساحر نگاہ جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور تورج
و برق کو میرے پاس اُٹھا لاؤ اور باقی سب اسی طلسم کے نوکر ہین اُنکو وہین قید رکھو بلکہ قتل ان دو خدا پرستون
کے وہ خود مطیع ہوجائینگے ساحرہ مذکور حسب الحکم اُسکے پرواز کنان اس احاطہ سحر مین آئی شہزادے
نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی سنوری سرخ چنری اوڑھے مشجر کا لہنگا پہنے مانگ مین سیندور بھرا ماتھے پر صندل
لگا سر سے پانو تک جڑاؤ گہنا پہنے پان کھائے ہوے انداز سے منہ بنائے تیوری چڑھی سحر مین بہت بڑھی
چڑھی آئی ہے ظلمات نے بھی اُسکو پہچانا اور اُسنے قریب آکر کہا کہ اے ظلمات تھوک ہے تیری جنتی پر
اور لعنت تیری اوقات پر کہ تونے دین سامری و لقا کھوکر دین طلسم کشا کا قبول کیا اور خداوند لقا جو پردہ دنیا پر
موجود ہین اور ہمارے پالنے کو وہ خداوند عرش اعلی پر نہین رہے۔ اُن کے دین کو ترک کیا یہ کہہ کر اخگر کی طرف

مخاطب ہوکر گویا ہوئی کہ پھٹے منہ لعنت خداوند تیرے اوپر کہ تو غیر مذہب الیکو دھگڑا بنا کر بیٹھی اور گھر برباد کیا
شعلہ سان کو قتل کرایا اوسکے بیٹے کو ہلاک کیا وہ جو مثل ہے کہ لے پالک گھر گھالک وہ اصل ہے
اسی واسطے تجکو پال پوس کے شعلہ نے اتنا بڑا دھینگڑا کیا تھا اخگر نے یہ باتین سنکر کچھ اسکا کہنا پڑا نہ کیا
اور ایک نارنج مارا کہ او قحبہ کیا تو نے تک تک مچائی شامت تیری آئی ہے اسکو اونے باتون کی دھن مین
پہلے تو خیال نہ کیا اب نارنج آتے دیکھ کر چاہا کہ رد سحر پڑھون مگر ظلمات جو بجلی بنکر گری سنبھلنے بھی نہ دیا اسکو
کاٹ گئی غل و شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا جادوگرنیون نے شہزادہ سے کہا کہ بلا سے قید تو ہم ہو گئے ہین اب جو
آئیگا مارین گے اودھر نگاہ کو دیر ہوئی تاجدار نے بزور سحر معلوم کیا کہ اخگر نے مار لیا یہ معلوم کر کے اُسے بڑا غصہ آیا
اور ایک ساحر قہقہہ جادو نام اپنے رفیق سے حکم دیا کہ تو جا کر ہر ایک کو گرفتار کر کے قتل کر ڈال قہقہہ زمین مین غائب
ہو کر روانہ ہوا لیکن اس طرف نجم عیار نے تجویز کیا کہ ان دو جادوگرنیون نے ایک ساحرہ کو مارا ہمیں مجکو بھی
لازم ہے کہ اب جو آئے اُسے قتل کر دون یہ تجویز کر کے ایک حباب بیہوشی منہ پر شہزادہ کے مارا اور جادوگرنیون و
دیو کو بھی کچھ بیہوشی دیکر بیہوش کر دیا اور آپ صورت اپنی بشکل ایک ساحر کے بنا کر خنجر کھینچکر ٹھہر اتھا کہ زمین
تھرائی یعنی ساحر جو زمین مین غائب ہو کر چلا تھا یہان آ کر پہونچا نجم نے جب زمین کو تزلزل دیکھا دوڑ کر سینۂ شہزادہ پر
باخنجر برہنہ سوار ہوا اس اثنا مین قہقہہ زمین سے نکلا اور دیکھا کہ ساحرہ و دیو بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر طلسم کشا
کو ذبح کر رہا ہے اس ماجرے کو دیکھ کر وہ متحیر ہوا اور اس سے مستفسر ہوا کہ تو کون ہے اسنے جواب دیا کہ مین نگاہ جادو کا
بھائی ہون اُسکا بدلا لینے آیا ہون یہ سنکر قہقہہ نے کہا کہ تیری بہن کو یہ دونون جادوگرنیان جو پڑی ہین اُنھون نے
مارا ہے تو اُنکا سر کاٹ مین اس مسلمان کو مار دون نجم سینۂ شہزادہ پر سے اوٹھا اور یہ شہزادہ کو قتل کرنے کے لیے بڑھا
نجم باخنجر برہنہ پاس تو کھڑا ہی تھا چمک کر ایک ہاتھ جو مارتا ہے سر اُسکا کٹ کر دور گرا صداے گیر و دار بلند ہوئی نجم
نے شہزادہ وغیرہ ہر ایک کو ہوشیار کر دیا تورج نے حال سُنکر اسکو گلے سے لگایا جادوگرون نے تعریف عیاری کی
کی اودھر تاجدار نے بزور سحر دریافت کیا کہ قہقہہ بھی مارا گیا بس اُسکو بہت غصہ آیا اور خود اُڑ کر اس احاطہ پر آ کر
ٹھہرایا اور سحر سے ہر ایک کو بے طاقت کر کے پنجہ بنکر گرا شہزادہ اور نجم کو اُٹھائے گیا اور اسقدر بلند ہوا کہ قریب
کہکشان فلک پہونچا اور پکارا کہ اے طلسم کشا تو نے ساحرون کو مارا ہے شرط کہ یہان سے تجکو نیچے گرا دون کہ ہڈیان
سرمہ ہو جائین شہزادہ نے کچھ اسکی بات کا جواب نہ دیا لیکن خدا نے اسکے دلمین یہ خیال پیدا کر دیا کہ سب کے سامنے
لے چلکر اوسکو مار ڈالا یہ کیا کر لیگا چنانچہ ایسا سوچ کر اپنے باغ مین کہ نام اُسکا باغ پریزاد ہے اوترا اور اُنکو سحر بند کر کے
چھوڑ دیا جب اُنکی آنکھ کھلی باغ فرحت انتما مین اپنے تئین پایا کہ گل و ریحان کی خوشبو سے مثل لباس عروس بسا
پھولون سے زیور دلھن کی طرح پہنے مرصع سب شاہد چمن کا گہنا تھا اور ساحر ایک سامنے کھڑا تھا اسنے کہا کہ اے خیرہ سر
تم خدا پرست ہو خداوند لقا کی پرستش چھوڑ کر خداے نادیدہ کو پوجتے ہو مین تمکو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑونگا یہ سنکر نجم عیار بولا
اے تاجدار تو نے کیا کہا ارے مین لقا پرست ہون اس خدا پرست نے بہت ساحر مارا ہا نسبت لقا کے مارے میرا

کچھ بس نہ چلا ناچار مین ساتھ اُسکے ساتھ ہولیا اور مین ہی تو اُسکو طلسم مین لگا کر لایا کہ یہان سے نکل نہ سکے مارڈالا جائے اور لے بادشاہ اگر تو مجکو مارے تو لقا پرستون کے مذہب مین اُٹھانا یہ کہکر لقا کی تصویر کمر سے نکالی اور کہا دیکھو ہم اسکو خدا جانتے ہین **تاجدار** نے کہا سامنے رکھ مین سجدہ کرتا ہون اور جھک کر اُس تصویر کو سلام کیا **نجم** نے کہا مجھپر سے بھی سحر اُتار لیجیے کہ اس خداپرست کو مارون اور خداوند کو سجدہ کرون اسنے اُسپر سے سحر اُتار لیا اسنے ایک بیضۂ بیہوشی کمر سے نکالا اور کہا دیکھو یہی گولا اس خداپرست کو مارونگا یہ کہکر وہ بیضہ اُچھالنے لگا اور کہا دیکھو یون مارتے ہین پس چرخ دیکر وہ بیضہ ناک پر **تاجدار** کے مارا کہ وہ ناک اپنی ملنے لگا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا **نجم** نے دوڑ کر خنجر مارا مگر اس کے بدن پہ سحر تھا خنجر اُچٹ گیا **نجم** نے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھا کر کپڑے اُسکے اُتار کر اُسکو تو کیلون مین چھپا دیا اور آب رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنا اور شہزادہ کو آکر زمین سے اُٹھایا اور اس باغ کی بارہ دری مین لاکر ایک پلنگ پر لٹا کر آپ باہر باغ کے گیا اور پکارا کہ کوئی حاضر ہے **بیرون گلزار** ملازم **تاجدار** موجود تھے حاضر حاضر کہکر سامنے آئے اُنکو ہمراہ لیکر یہ اندر باغ کے آکر تخت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ سردارون کو ہمارے بلاؤ غرض سب سردار حاضر ہوکر آداب بجا لائے اور بیٹھے اسنے ہر ایک سے پوچھا کہ یارو لوح تمکو معلوم ہے کہ کہان ہے کہین ایسا تو نہ ہو کہ کسی کے ہاتھ آجائے یہان خداپرست آئے ہین کچھ پیچ نہ پڑجائے مین سحر اُتار کے طلسم کشا کو قید کرنا چاہتا ہون سب نے عرض کیا کہ لوح کی کیفیت ہمکو نہین معلوم ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خبر پہونچی مالک قلعہ بیرانیہ **ببران شیر سوار** آپکی ملاقات کو آتے ہین اسنے حکم دیا کہ لوگ بہر استقبال جائین سردار استقبال کرکے اُسکو باغ مین لائے اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیر سوار شیر کی ایسی صورت بنائے لباس تاجداری سے آراستہ ہے اسنے تعظیم کرکے اُسکو تخت پر بٹھایا اور کہا شراب پیجیے دعوت کھائیے باعث تشریف آوری بتائیے اُسنے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ طلسم کشا کو تمنے گرفتار کیا ہے اُسکو دیکھنے کو مین آیا ہون اور شراب وغیرہ مین کچھ کلام نہین کہ تمھارے یہان عیار آئے ہوے ہین **نجم** نے کہا طلسم کشا وہ دیکھو پلنگ پر پڑا ہے اسنے جاکر دیکھا اور کہا اسکو تیغ سحر مار کر مع پلنگ پھونک دین ثواب عظیم ہوگا **نجم** نے کہا مین نے منت مانی جمشید کی نذر یکی ہو کہ بعد تین دن کے اسکو قتل کرونگا اچھا اگر تمھاری یہی مرضی ہو تو مین جاکر اپنے گرو سے پوچھ آؤن یہ کہکر تخت پر سے اُتر کر گوشہ باغ مین گیا اور وہان صورت اپنی مثل ایک مرد ضعیف کے بنائی کہ کمر جھکا ہوا ہڈیان پسلیان نکلی ہوئین منہ مین دو چار دانت باقی نذار و ایک کرتا پہنے پلکین سفید کیے اُن کیلون مین کہ جہان **تاجدار** پڑا ہو اُسکو فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا مین کیلون مین برہنہ تن پڑا ہون اور ایک بڈھا سامنے کھڑا ہے یہ حالت دیکھکر اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ ماجرا کیا ہے عیار نے کہا کہ تجکو اپنی بھی خبر ہے مین کون ہون ارے بیوقوف تو بندۂ خاص خداوند لقا آج سے ہوا تجکو **نجم** عیار نے فقرہ دیکر بیہوش کیا تھا مجکو حکم ہوا کہ تو جاکر میرے بندے کو اُٹھا اور سب کیفیت اُسکو بتا چنانچہ حسب الارشاد خداوند تجکو آگاہ کرتا ہون کہ عیار نے فریب دیکر **ببران** مالک قلعہ بیرانیہ کو بھی مسلمان کیا ہے اور مثل **اخگر و ظلمات**

وہ بھی شریک فتاح طلسم ہے وہ اب تیرے قلعہ مین آیا ہے اور تیرے مقام پر اسوقت بیٹھا ہی چاہتا ہی کہ تیرے سردار ملازمون کو دام تزویر مین پھانسے اور قلعہ تیرا چھین لے فی الجملہ حکم خداوند ہی کہ تو جاکر نہ اُس سے کچھ پوچھنا نہ کوئی بات کرنا مار ہی ڈالنا اگر کوئی بات کریگا تو فقرہ دیکر نکل جائیگا یہ حال سُن کر تاجدار قدم پر گر پڑا اور عرض پیرا ہوا کہ فرشتہ مقرب خداوند آپ نے میری جان بچائی مین یہان سے جاؤن تو آپکو پھر کہان پاؤن اسنے فرمایا کہ تم جاکر ببران کو قتل کرو بعد فراغ مجکو پکارنا مین ظاہر ہونگا تاجدار یہ اقرار لیکر بلسان شعلہ جوالہ چمک کر بحالت غضبناک روانہ ہوا جب بارہ دری مین پہونچا سب سردار بتعظیم کھڑے ہو گئے ببران نے بھی کہا آئیے تشریف لائیے اسکو تو مرشد کامل نے بخوبی پٹی پڑھا دی تھی تیوری چڑھا کر گھورنے لگا اور بزور سحر شیر بن کر ایسا طمانچہ ببران کے مارا کہ وہ تخت کے نیچے گرا اور ازبسکہ غافل اسکے ضرر پہونچانے سے تھا سحر بھی نہ پڑھ سکا اُسکو گراتے ہی پیٹ پھاڑ ڈالا شور و غوغا اُس کے مرنے کا بلند ہوا بعد شور و ہنگامہ کے تاجدار بیرون بارہ دری آیا اور سجدہ کرکے باادب تمام پکارا کہ اے ملک مقرب آئیے مین حکم عالی بجا لایا نجم ایک گوشہ باغ مین چھپا ہوا تھا اُسکو پکارتے ہی جست کر کے اس طرح سامنے اُسکے آیا کہ جیسے کوئی روے ہوا سے اُترتا ہے غرضکہ تاجدار نے اُس کو لاکر تخت پر بٹھایا اور سب اہل دربار سے کہا اُن کو سجدہ کرو کہ اُنھون نے جان میری بچائی ہے سب نے سجدہ کیا اور دست و پا کو بوسہ دیا پھر تاجدار نے کہا کہ اے ملک مقرب مین حیران ہون کہ طلسم کشا کو پلنگ پر کسنے اُٹھا کر لٹا دیا اسنے کہا بعد تمھارے بیہوش ہوجانے کے ایک فرشتہ خداوند نے بھیجا تھا اُسنے طلسم کشا کے قلب پر ہاتھ پھیرا کہ دل اُسکا خداوند کے سجدے کو راغب ہوا اور اُسی ملک نے طلسم کشا کو پلنگ پر لٹایا اب تمکو لازم ہی کہ اسکو ہوشیار کرو اور سحر اُسپر سے رد کرکے بعزت تمام پاس اپنے بٹھاؤ خاطر کرو کھانا کھلاؤ شراب پلاؤ وہ تمھاری اطاعت کریگا اور تمھارا نام اس طلسم مین ہو گا یہ سُنکر اسکو بڑی خوشی ہوئی اور اُسی وقت وہ سحر پڑھکر تورج کو ہوشیار کیا شہزادہ اُٹھ بیٹھا نجم نے پکارکر کہا کہ اے طلسم کشا خداوند کو سجدہ کرکہ تجھپر رحمت خداوندی نازل ہوئی ہی شہزادہ یہ سُنکر چاہتا تھا کہ کچھ جواب سخت و درشت دے نجم نے ستارہ شرارہ کا دکھایا پھر تو وہ سمجھ گیا کہ یہ میرا عیار ہے جو یہ کہے وہی کرنا چاہیے پس اُسکے کلام کا جواب نہ دیا کہ مین کچھ سجدہ کرنے سے انکار رکھتا ہون عیار نے کہا اے تاجدار لو اُٹھو طلسم کشا کے گلے ملو اُسنے تمھاری اطاعت قبول کی اور ہم اب تمھارے سب کام کرچکے خداوند پاس جاتے ہین یہ سُنکر تاجدار تخت پر سے اُٹھا ادھر پلنگ پر سے شہزادہ ہاتھ پھیلا کر چلا دونون باہم بغلگیر ہوے شہزادہ نے ایک ہاتھ کو گلے پر رکھکر فشردہ کیا اور کوسے مین اُسکو ایسا دبایا کہ ہڈیان ٹوٹنے کی کڑکڑ صدا آئی اور گلا دبنے سے دم رکا سحر بھی نہ پڑھ سکا آخر پھڑک کر مر گیا ملازم جو حاضر دربار تھے وہ چھڑانے دوڑے لیکن ایک لمحہ مین فیصلہ ہوگیا کام تمام تھا شہزادہ لاش اُسکی آغوش سے گرا کر تیغ کھینچکر ساحرون پر چلا اور نجم نے بھی خنجر کھینچا ازبسکہ مرنے سے اُس کے اندھیرا ہوگیا باغ اور عمارت وغیرہ مین آگ لگی شور و غل برپا تھا اسی ہنگامہ مین شہزادہ و عیار نے تلوارین مارنا شروع کین بہت ساحر اُس گھبراہٹ مین مارے گئے اور بہت سے اُڑکر فوج کی چھاؤنی مین گئے

لشکر تیار کرا کر لائے لیکن مرگ تاجدار سے دیو اور **اخگر و ظلمات** وغیرہ رہا ہوگئے تھے اور کرادسی باغ کی طرف آئے کیونکہ غوغائے عظیم برپا تھا اوسی نشان پر راستہ ملا جب یہان پہونچے لشکر کو دیکھ کر دیو نے ہاتھ بڑھائے اور دشمن کو کھانا شروع کیا اور **اخگر و ظلمات** نے گولے سحر کے مرچون کے ہار نارنج ترنج ناریل کچے سوئیون کے اور پیکانون کے مارنا شروع کیے کبھی **اخگر** نے آگ برسائی کبھی **ظلمات** نے تاریکی عالم مین پھیلائی اُس آفت جنگ مین شہزادہ کی بن آئی شمشیر صاعقہ خصال چمکا کر خرمن فوج عدو پر بجلی گرائی ہر سمت لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گرا پڑا تھا بڑا تہلکہ تھا آندھی کا شور بیرون کا غل ہوا کا زور جان دینے مین نہ کسی کو دریغ نہ تامل ہونے سے وہ لشکر ساری یہ اکیلا ہزارون پر بھاری تیغ کی روانی دشوار زندگانی کا مل تختہ تختہ بحر مرگ کی جوشش کوشش آب شمشیر کا پتہ دیتی کنارہ سلامتی کا نظر آتا دشوار بیڑا ایسا بیچ منجدھار کشتی حیات ڈگمگاتی یہ حالت نظر آتی کہ اب ڈوبی اب ڈوبی کاغذ کی ناؤ گلا تی اس لشکر بے سردار کا یہ حال ہوا کہ بجنا حال ہوا بموجب **نظم**

ز بس گرد توسن دران رزمگاہ	ز بیمش بلرزید خورشید و ماہ
بتیر و کمان و بہ شمشیر تیز	درافگند در سرکشان رستخیز
بس از بیش او لشکر جنگجوے	بروے اندر آوردہ بودند روے
ز خون روے صحرا چو جوے روان	ز بانگ سواران جہان پرفغان
وران کین و آشوب و دار و بکش	نہ با اسپ زور و نہ با مرد ہش

آخر شکست فاش سب نے کھائی اور چادر امان ہلالی شہزادہ نے ہاتھ کو رد کا ہر ایک نے قدم اقدس کو آنکھون سے لگایا مطیع اسلام ہو کر شہزادہ کو اندر قلعہ کے لیگئے دار الامارۃ مین لاکر تخت پر بٹھانا چاہا شہزادہ نے اخگر کو تخت پر بٹھایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوے شہر مین تسلط ہوگیا جلسہ مسرت و جشن عشرت کی بنیا دہولی کئی روز تک داد عیش و نشاط یہ سب دیا کیے پھر شہزادہ فلک جاہ نے فرمایا کہ یہ طلسم نہایت بیڈھول ہے زمین یہان کی پرہول ہے اب ٹھہرنا نہ چاہیے آگے بڑھ کر دیکھیے کہ کیا درپیش آئے فی الجملہ جب طلسم خاور سے فتاح طلسم ظلمت نے عزم میدان افلاک کیا کہ سبیت چھپا جب صبح کا نظرون سے تارا + ہوئی شکل سحر پھر آشکارا یہ اختر آسمان شجاعت نماز سحر سے فارغ ہو کر مع رفقائے با محبت کے اوس قلعہ سے نکلکر رہگراے منزل مقصد ہوا اور دن بھر مثل خورشید سیار دشت طلسم رہا قریب شام جب اس نیک انجام نے نظر کی تو انقلاب دہر نے نئی صورت دکھائی یعنی وہی جگہ نظر آئی کہ جہان سے صبح کو قدم اٹھایا تھا حیرت نے پانون گاڑے تعجب کا خانۂ دل مین مسکن ہوا کہ الٰہی یہ کیا گردش بخت نافرجام ہے جہان سے چلا تھا شام کو پھر اوسی جا مقام ہے ناچار باخاطر ناصبور قیام کیا اور ہنگام سحر جب مہر منیر مقام طلوع ہر روزہ سے طالع ہو کر طے منازل افلاک کرنے لگا اس وادیہ پیمائے صحرائے عجائبات نے ایک تیر کسی درخت کے تنہ پر برائے نشان مقام لگایا اور آگے کو قدم بڑھایا دن بھر سرگردان و پریشان رہا سر شام پھر اوسی مقام پر آگیا کہ جہان سے چلا تھا تیر اپنا درخت مین لگا پایا اب تو بالکل یقین ہوا کہ زمین طلسم مجھ سے چالین کرتی ہے چرخ کی گردش چکر دیتی ہے مجبور پھر کھانا

کھا کر سو رہا اور صبح کو اٹھ کر راستہ پکڑا شام کو پھر اوسی جگہ آ رہا اسی طرح کئی روز نصیبون کی گردش رہی ایک شب جب عابد نورانی چہرہ ماہ رشتہ کہکشان مین دانہ کواکب پرو کر سبحہ خوان ہوا کہ نظم

ده جلوہ ماہ تابان نے دکھایا — جہان کو نور کا عالم بنایا
ضیا سے اس طرح چمکے برابر — ستارے بن گئے ذرے زمین پر

شہزادہ ایک ساختہ سنگ پر چشمہ سے غسل کر کے مصلا بچھا کر بیٹھا اور درگاہ دادرس مین بصد تضرع و زاری بیقراری ظاہر کر کے دعا کرنے لگا کہ اے گردش دہ مہر و ماہ و اے چرخ دہ افلاک حکم روز جزا تیرے کرم کا بڑا مجھکو آسرا ہے اس ہرزہ گردی سے تو مجھکو بچا راہ راست پر لگا کہ ابیات

تجھی سے ہے پناہ اوج و پستی — عطا کی ہے ہمین تو نے ہی ہستی
تجھی نے روشنی آنکھون کو بخشی — دکھائی تو نے ہمکو راہ سیدھی
کٹے یارب یہ صحراے پر آفات — نظر آئے ہمین راہ طلسمات

رات بھر اسی طرح درگاہ کبریا مین رویا کیا اور مصروف حمد و ثنا رہا قریب سحر دیدہ ظاہری بند ہوے اور چشم حقیقت بین باطنی کشادہ ہوئین خواب طاری ہوا اوسی عالم رویا مین دیکھا کہ دشت و در و کوہ سب نورانی ہین در ہاے آسمان کشادہ ہین ملائکہ طرقوا گویان ہین ہر سمت صداے سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح بلند ہے اور ایک تخت نورانی مربع پر ایک مقدس سوار ہین لیس اوس تخت سے لبسان رحمت خدا نزول کیا اور وہ برگزیدہ خدا مقبول درگاہ کبریا تخت پر سے اوتر کر قریب اسکے آئے اور دست حق پرست اپنا اسکی پشت پر رکھکر ارشاد کیا کہ اے فرزند امیر کیا چاہتا ہے ہم گم کردہ راہ بادیہ طلسمات نے اپنے حال کو رو کر عرض کیا اون بزرگ نے تسکین دیکر ارشاد فرمایا کہ دم سحر نماز پڑھکر یہ دعا جو تجکو تعلیم کرتے ہین مع درود معظم پڑھ کر قدم بڑھانا اور سمت مشرق جانا خدا منزل مقصد پر پہونچا دیگا مگر کسی کو ساتھ نہ لینا تنہا جانا وہ جامع المتفرقین بعد خلاصی دشت طلسم پھر تم سب کو ملا دیگا اور دشمنون پر فتح دیگا یہ فرما کر وہ بزرگ تو نظر سے ناپدید ہو گئے اور آنکھ اس حقائق آگاہ کی وا ہوئی دیکھا تو وقت صبح صادق ہے رویاے صادقہ کا ہنگام ہے اور جسم میرا معنبر و معطر تمام ہے جانا خواب میرا سچا ہے جلد اوٹھکر وضو کیا نماز سحر برجوع قلب ادا کر کے وہ دعا جو عالم خواب مین بزرگ نے تعلیم فرمائی تھی اوس پر خیال جو کیا حرف بحرف یاد پائی مع درود معظم پڑھنے لگا جب زاہد صومعہ خاور نے سر سجدہ سے اوٹھایا اور دشت سپہر مین آیا کہ ابیات

نظر شائق ہوئی نور سحر کی — اجازت رات نے چاہی سفر کی
ردا سے نور نے ڈھانکا زمین کو — قدم گھسنے لگے اپنی جبین کو

صبحدم یہ نیر عالم افروز صاحبقران اعظم عبادتخانہ سے اٹھکر اپنے رفقا پاس آیا نجم نے قدم پر سر جھکا کر حال پوچھا شہزادہ نے بشارت یاب ہونا ظاہر فرمایا عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار مبارک ہو اب طلسم فتح ہوگا اچھا بسم اللہ کیجیے جائیے اور راہ مقصد پائیے یہ کلام سنکر دیو پکارا کہ اے شہزادہ مجکو نہ چھوڑیے گا مین کوسون اوڑا لیے جاؤن گا

اور تیرے دشمنون کا سر کھائیگا شہزادہ نے اوسکو تسکین و دلاسا دیکر وہان چھوڑا اور یکہ و تنہا دعا پڑھتا سمت مشرق روانہ ہوا دیو اور نجم و اخگر و ظلمات کو اوسی مقام پر چھوڑا یہ سب ایک درہ مین کوہ کے جاے تحفظ و آرام پیدا کرکے ساکن ہوے اب انکو تو اسی جگہ چھوڑیے اور شہزادہ کو مشرق جانے دیجیے لیکن اب چند کلمۂ افراسیاب کے سنیئے۔ مؤلف ہیچمدان ناظرین والاتمکین کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ طوالت قصہ سے آپ لوگون کا سر پھرے گا دم گھبرا جائیگا بدین لحاظ استعارات و کنایات شاعری جستہ جستہ کسی جگہ مین لکھتا ہون ہر جگہ لکھنا اس لیے ترک کیا ہے کہ فسانہ مین ہزارون باغ اور دریا اور کوہ اور لڑائی اور مجمع حسینان کا ذکر اور عیاریان اور صبح و شام ہین پس سب تصریح وار مع تعریف اگر لکھے جاوین ممکن نہین کہ یہ دفتر بے پایان انتہا کو پہونچے کیونکہ ابھی مطلب بہت باقی ہے فاماً میری ہیچمدانی پر خندہ زنی سب صاحب نہ فرماوین بنظر سنجیدگی عرض میری قبول کرکے زبان طعن و تشنیع نہ کھولین آمدم برسر مطلب۔ سابق مین ذکر کیا گیا تھا کہ عمرو دوبارہ بران پاس پہونچ گیا اور مصروف عیش و عشرت ہوا یہان افراسیاب نے نامہ لکھکر طاق طومطراق کو سمت کوکب بھیجا اور صنعت و زیرد ہزیمت خوردہ اوسکے پاس آئی ماجراے گذشتہ زبان پر لائی بادشاہ بعد بھیجنے ایلچی مذکور کے صنعت کو ہمراہ لیکر ایک بیابان مین طلسم کے کہ نام اوس صحرا کا بیابان لالہ زار ہے آیا وہان چمنستان طولانی لاثانی گلہاے خودرو کے بنے تھے نکہت سے پھولون کی دماغ بسے تھے ہر شجر خوبی مین قامت یار تھا ہر گل بہار افزا برنگ رخسار گلعذار تھا بیچ بیابان مین ایک نہر مصفا جاری کنارے اوس غدیر صاف و شیرین کے پختہ مقام سیرگاہ شاہان بنا بہت نایاب و عمدہ تھا شاہ نے اوس جگہ فرش آب روان بچھوایا اور مسند پر بیٹھا کچھ افسون زبان پر لایا اوس نہر سے ایک مچھلی باہر نکلی اور غوطہ مارکر بصورت پری بنی بہت نازک تنک سے درست چالاک و چست آنکھ نشیلی گات رسیلی عذار پر نور ضیا مین رشک وہ شعلۂ طور شام فرقت اوسکی سواد زلف پر قربان آئینہ شمس و قمر اوس کے رخسارون کے روبرو حیران کہ۔

نظم

نہایت خوبصورت اور کم سن — مرادون کے بہار افزا تھے وہ دن
مثال ماہ تھی مطلوبہ شاہ — خواصین گرد مثل نجم تھین واہ
وہ پہنے تھی جو اہر اس طرح کا — نظر کا اوسپہ مشکل تھا ٹھہرنا
ہوئی اس جاہ و حشمت سے نمودار — کہ تھی ہر ایک رشک ماہ رخسار
خرامان کبک کی صورت بصد ناز — پری زادون مین تھی وہ حور ممتاز

پس وہ نازنین مع خواصان مہر تمکین کے قریب شاہ آئی تسلیم بجالائی شاہ نے مزاج پرسی فرمائی کہ اے ماہی بدن مزاج اچھا ہے اوسنے عرض کیا کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتی ہون بادشاہ نے یہ سنکر اس ظلم حسن کو ہاتھ پکڑکر پہلو مین بٹھا لیا اور پھر کچھ پڑھا کہ اوس بیابان لالہ زار سے سترہ سو عورت قبول صورت زیور جواہر کے دریا مین غوطہ مارے لباس عمدہ سے مزین مانگ سنوارے ظاہر ہوئین اور لب نہر ایک تخت یاقوت کا گسترده کیا

گرد تخت سترہ سو کرسی جواہر جڑی بچھا دی بادشاہ آتش غبی کو جو نہر سے نکلی تھی لیکر تخت پر بیٹھا اور وہ سب اپنی اپنی کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور رقاصہ آکر ناچنے لگین جلترنگ بجنے لگا جام شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا صنعت سر پر بادشاہ کے رومال جھلنے لگی بادشاہ نے فرمایا کہ عیار بجیون کو جو ساحر کرا اٹھا کر لیے آتا تھا اسکو کس نے مارا وزیر نے عرض کیا کہ ماہی پریزاد و بحرین جو عمرو کے ساتھ آئی ہین اُنھون نے ہلاک کیا اور انھین دونون نے دریاے قہر کو پیدا کر کے میرے لشکر کو ڈبویا اور غارت کیا بادشاہ یہ تقریر سُنکر ہنسا اور کہا مین چاہون تو دن بھر مین ایسی ماہی پریزاد سیکڑون بنا کر چھوڑ دون اب میرا ایلچی اوس جنگلی کے پاس سے پھر آئے تو مزہ چکھاؤن صنعت عرض پیرا ہوئی کہ اس ماہی پریزاد کو تو فی الحال سزا دینا ضرور چاہیئے بادشاہ نے اوسوقت اس نازنین سے جو پہلو مین بیٹھی تھی فرمایا کہ اے ملکہ کسی کو بھیجدو کہ وہ ماہی پریزاد کو پکڑ لائے اس بحر محبوبی نے ہنس کر کہا کہ اچھا اور آواز دی کہ اے نکہت جادو آؤ آواز کے دیتے ہی صحرا کی طرف سے ایک عورت سانولے رنگ کی پوشاک نفیس سے پیراستہ جڑاؤ گہنا پہنے مانگ مین سیندور بھرے حسن مین یگانہ وہر آفت دقہر سامنے آئی آداب شاہ و ملکہ کو بجا لائی شاہ نے فرمایا کہ تمھین ماہی کے شکار کا شوق بہت ہے جاؤ اب ماہی پریزاد کو پکڑ لاؤ اُسنے سلام کیا اور اس نہر کے کنارے جا کر چارہ اپنے ہاتھ سے کھود ا پھر دوڑ اور قرول لیکر کیٹا مگن نشست وغیرہ جملہ سامان سے درست ہو کر روانہ ہوئی صنعت نے چاہا کہ مین بھی اسکے ساتھ جاؤن بادشاہ نے منع کیا اور کہا وہ کون ایسا کام ہے جس کے لیے تم جاؤگی تم یہان ٹھہرو دعوت کھاؤ عیش کرو کچھ دیر مین وہ مچھلی پکڑ کر آتی ہے صنعت کہنے سے شاہ کے رُکی اور ادھر مہرخ بارگاہ مین تخت پر بیٹھی ہے وہ فوج جو خواجہ کے ساتھ آئی ہے اوسکے افسر بھی حاضر ہین اور بحرین بھی دربار مین ہے لیکن ماہی پریزاد اسی طرح غرق دریا ہے۔

باران وسیلان ابر سحر مین غائب ہین غرضکہ نکہت دریاے خون روان کے پار اُتری اور پہلے بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے اسکی حرمت کی کرسی بیٹھنے کو دی اسنے سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مذکور نے کہا جاؤ شکار ماہی تمھین مبارک ہو یہ وہان سے پرواز کر کے کنارے اس بحر کے آئی کہ جسمین ماہی پریزاد تھی اور کیٹا مین چارہ لگا کر وہ کانٹا دریا مین پھینکی اسوقت بحرین جو مہرخ پاس بیٹھا تھا اُسکو سحر نے اسکے آنے سے باخبر کیا اور اسنے کہا کہ اے مہرخ افراسیاب نے نکہت کو بہر گرفتاری ماہی پریزاد بھیجا ہے وہ جمشیدی نہر کے کنارے سے چارہ لیکر آئی ہے اوس چارہ سے یقینی ماہی مذکور پکڑ جائے گی مین جاتا ہون یہ کہہ کر وہان سے چلا اسکے جانے سے برق عیار بارگاہ مین موجود تھا وہ بھی روانہ ہوا اور وہ کوہ مین قریب دریا جا کر چھپ رہا ادھر بحرین نے چلتے چلتے ایک سحر پڑھا کہ دریا مین ڈورجو نکہت نے پھینکی تھی اُسکو ایک کیچوے نے کاٹ دیا کھٹکا ہوتے نکہت بہت خوش تھی پکڑ کو جو ڈوبا اسنے ڈور کھینچی دیکھا تو ڈور کٹ گئی تھی اُسکو بڑا غصہ آیا اور وہان سے ہٹ کر ایک جگہ پر اور کنارہ بحر کے آئی اور زمین کھودی کہ چارہ یہان کا خوب کام دیگا غرضکہ اس عرصہ مین بحرین آکر پہونچا اور للکارا کہ باش اے شوریدہ بخت میرے ہوتے تو ماہی پریزاد کو کب لیجا سکتی ہے نکہت نے اسکا نعرہ سُنکر ایک نارنج جھولی سے نکالا اور اسپہ

سحر پڑھا کہ وہ نارنج آگ کا گولا بنگیا اسنے وہی کھینچ مارا ہر چند کہ بحرین نے سحر پڑھا اور رد کیا مگر اثر پذیر نہوا اور نارنج سینہ پر آ کر گرا گیا کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا تو وہ نارنج توڑ کر پشت کے پار نکلجاتا مگر اس کے پاس تحفہ جات عطیہ شاہ کوکب بہت تھے نارنج ہلاک تو نہ کر سکا مگر وہ بیہوش ہوگیا نکہت نے چاہا کہ سر کاٹ لون برق جو چھپا کھڑا تھا وہ جھپٹ کر آیا اور کاندھے پر لاد کرکے بھاگا نکہت حیران کہ یہ کون تھا تا دیر حسرتناک کھڑی رہی پھر چارہ کھونے مین مصروف ہوئی اور برق جو بحرین کو لے گیا تھا درۂ پہاڑ مین لیجا کر رکھا اور لباس اوسکا لیکر اوسی کی ایسی صورت بنا اور وہان سے کنارہ بحر سحر کے آیا دیکھا تو نکہت چارہ ڈھونڈھتی ہوئی اُس پار اس دریا کے اوتر گئی ہے اسنے پکار کہا کہ اے ملکہ مجکو معلوم ہوا کہ شاہ جادوان بڑا زبردست ہے کوکب کی اوسکے سامنے کچھ حقیقت نہین بس مجکو تم خدمت بادشاہ مین لے چلو اور تقصیر میری معاف کرا دو مین ماہی پریزاد کو پکڑ وا دونگا اور ہمیشہ مطیع حکم تیرا رہونگا نکہت اس کلام سے بہت خوشنود ہوئی اور کہا اچھا میرے پاس آ برق حیران ہوا کہ اُس پار کیونکر جاؤن بس عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہون ایکساچیز اپنی اس درہ مین بھول آیا ہون لے آؤن یہ کہکر چلا اور درہ مین آ کر بحرین کو ہوشیار کرکے سب حال کہا اور پوچھا کہ اوس طرف دریا کے کیونکر جاؤن اُسنے ایک دانہ ماش کا دیا کہ اسکو دریا مین جا کر پھینکو بچہ پیدا ہو کر اوٹھا لے جائیگا یہ وہان سے دانہ لیکر کنارے بحر کے آیا اور دانہ کو دریا مین پھینکا ایک بچہ دریا سے نکلا اور اوسکو اُٹھا کر اوس پار لے گیا نکہت نے کہا اب تجھ مین ایسا زور نہین رہا کہ پرواز کرے اسنے کہا اے ملکہ یہ تحفہ جات سحر پھر کس کام آئینگے مین انھین سے کام لیتا ہون آپ آرام سے رہتا ہون نکہت نے کہا میرا ارادہ ہے کہ ایک کانٹا سحر پڑھکر ایسا دریا مین ڈالون کہ ماہی پریزاد کا کلیجہ چھید جائے مگر تو آ کر میرا مطیع ہوا ہے اس سبب سے خاموش ہون اسنے کہا اے ملکہ تم ماہی کو زندہ پکڑ لو اسی مین نام آوری ہے اچھا تم شکار کھیلو مین کچھ کھا لون کہ بھوکا ہون یہ کہکر میوہ بہت سا کمر سے نکالا اور کہا اگر مزاج مین آئے تو آپ بھی کھا لیجئے اسنے کہا کہ اے بحرین یہ حرکت تو نے ایسی ہوشیاری کی کہ جیسے عیار کرتے ہین اوسنے وہ میوہ اُٹھا کر دریا مین پھینکدیا اور کہا اے ملکہ دمبدم کی خبر کوکب کو پہنچتی ہے اب مین نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا رہا تمکو میری طرف سے خطرہ بدگمانی ہے اب مین کہ کا ہو کر رہونگا کوکب مجکو مار ڈالیگا پھر بارہ میرا غارت کر دیگا اے ملکہ مین منع نہین کرتا ہون تم چاہو ماہی پریزاد کو مار دو یا گرفتار کرکے یار ہا کر دو میرا ٹھکانا کہین ہو جائے نکہت کو اُسکی عاجزی پر رحم آیا اور کہا کہ گھبراؤ نہین یہ کہکر چارہ جمشیدی کہ ڈنڈا مین لگا کر دریا مین پھینکا مچھلی کی عادت ہے کہ چارہ پر بہت دوڑتی ہے یہ مچھلی اگر سحر کی ہے تو چارا بھی جمشیدی ہے بس ماہی پریزاد نے آ کر چارہ کھایا ساحرہ نے جھٹکا مارا کانٹا چھد گیا اور کھینچ آئی اوسنے باہر نکالا دیکھا چہرہ پریزاد کا دھڑ مچھلی کا ہے چاندی کے تیر کی طرح چمکتی ہے یہ تو مچھلی کے نکالنے مین مصروف تھی برق نے کمند ماری کہ ساتون حلقے اس کے گردن کمر مین اوتر جائے لیکن چند بچہ پیدا ہوئے اور کمند کو انھون نے روکا برق نے جست کی کہ کلیجا لون

ساحرہ نے گیر کھہ کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ یہ اوندھے منھ گرا ساحرہ خنجر پکڑ کر دوڑی کہ سر کاٹ لون اسوقت آواز آئی کہ باش یہ برق عیار رہے شہنشاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی مچھلی کے ساتھ میرے پاس لانا چھوڑنا نہین اسنے یہ نعرہ سنکر ہاتھ کو روکا اور نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا تو ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا کہ جھولا گلے مین ڈالے سانپ سر سے لپیٹے دھوتی تہمری باندھے آتا ہے اسنے ہاتھ اوٹھایا ساحر نے بھی سلام کیا اور قریب آکر کہا کہ اے ملکہ جب سے تم آئی ہو افراسیاب کتاب سامری دیکھ رہے ہین چنانچہ جب یہ عیار آیا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ ملکہ کو خبر کرو مجکو آنے مین عرصہ ہوا تمنے پکڑ لیا خیر اب پہلوانون کو حضور منتظر ہین ساحرہ نے یہ سنکر دورہ مین مچھلی کو لٹکایا اور بقچہ مین عیار کو دابا اور لیکر چاہا کہ اوڑ جاؤن اسوقت ساحرہ نے یہ کہا کہ لاؤ ایک گنہگار کو مجھے دو مین لے چلون اسنے کہا نہین مین لیے چلتی ہون ساحر نے کہا شہنشاہ کو تاب نہین ہے دیکھو اور ایک ساحر کو بھیجا ہے وہ داہنی طرف نگاہ کرو اوڑتا ہوا آتا ہے مخمت اسکے کہنے سے اسی طرف دیکھنے لگی اور اوس ساحر نے کہ اصل مین قران ہے چمک کر بغدہ مارا سر اوسکا پاش پاش ہو گیا بھیجا نکلکر دور گرا شور اوس کے مرنے سے برپا ہوا قران نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم بحکم خالق جملہ عالم ماہی پریزاد تڑپ کر دریا مین چلی گئی اور برق بھی رہا ہوا قران نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے برق جس پہاڑ پر کہ مین رہتا ہون اس وقت تم اوس جگہ میرے ساتھ چلو مین تمھین ایک تماشا دکھاؤن برق اسکے ہمراہ روانہ ہوا اور درہ مین جب پہونچا کہا خلیفہ صاحب بتلائیے یہ کونسا تماشا ہے جو آپ دکھلانے لائے ہین اونسے کہا کہ یہ ساحرہ جو ہلاک ہوئی ہے اس کے مرنے کی خبر سنکر شاہ طلسم ہماری فکر گرفتاری کریگا اور تم یہان سے لشکر مین جاتے مبادا گرفتار بلا ہو جاتے پس مین اسی لحاظ سے یہان لے آیا کہ کچھ دیر ٹھہر کر جہان جی چاہے جانا برق کچھ دیر وہان ٹھہرا رہا پھر ایک سمت کو روانہ ہوا۔

قران نے کہا ابھی لشکر مین نجانا اودھر ہی اودھر رہنا اوسنے کہا اچھا اور صحرا کی جانب چلا گیا اودھر لاش مخمت کی بیر سحر کے اوٹھا کر افراسیاب پاس لیگئے اور حال عرض کیا کہ اس طرح عیارون نے کام اسکا تمام کیا بادشاہ نے کف افسوس ملکر فرمایا کہ ان عیارون کی کوئی تدبیر نہین ہوتی اور انھون نے سارا گھر میرا برباد کر دیا اچھا اے ملکہ صنعت تم خود جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کر لاؤ مین ملکہ ماہی برن کو بھیجتا لیکن یہ حالات مکاری عیاران سے بالکل نابلد ہین ایسا نہو دھوکا کھا کر جان دین مین انکا سحر تمھین تعلیم کیے دیتا ہون یہ جاتین تو یہی سحر کرتین جو مین تمھین بتاتا ہون عیارون کے حال سے تم بخوبی آگاہ ہو نہایت ہوشیاری سے کام کرنا یہ کہکر سحر تعلیم کرنے لگا کہ حال اسکا بیان ہوگا اب طومطراق ایلچی کی کیفیت سنیئے کہ نامہ شاہ طلسم لیکر اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحر چیدہ و منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا جب دریاے خون رواں کے پار اوترا خیال مین اوسکے آیا کہ یہ سب فتور برپا کیا ہوا مہرخ کا ہے اور وہی بادشاہ لشکر باغیان ہے اگر وہ قتل ہو جائے تو سب لشکر مسلمانون کا برباد و تباہ ہو پس مناسب ہے کہ اوسکو پکڑ کے جانب طلسم نور افشان لے چل راہ مین کسی جگہ مار ڈالنا یہ تجویز کر کے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو مین بھی آتا ہون لشکر تو کوچ کر گیا اور یہ اکیلا بزور سحر جانب لشکر مہرخ روانہ ہوا اتفاق سے دن دوپہر آچکا تھا ملکہ مذکورہ دربار برخاست کر کے سو رہی تھی اسنے قریب بارگاہ

پہونچکر حاجب و دربانون پر ایسا سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے یہ اندرون بارگاہ گیا اور مہرخ کو حالت خواب مین خاک جمشید ڈالکر زیادہ تر بیہوش کرکے پنجہ مین داب کر اوڑ گیا اور سیدھا اپنے لشکر مین آیا لشکر اسکا کئی منزل آگے بڑھ گیا تھا اور قریب ایک درۂ کوہ کے اوترا ہوا تھا کہ اسنے آکر ایک صندوق مین مہرخ کو بند کیا اور قصد کیا کہ کچھ دور اور بڑھکر اسکو قتل کرون غرض وہان سے بھی کوچ کرکے آگے چلا یہانتک کہ قریب ایک قلعہ کے پہونچا کہ وہان کی مالک ملکہ زیور چشم جادو ہے جب اس قلعہ کی حوالی مین اُترا سیر صحرا دکوہ مین مصروف ہوا چنانچہ ایک کنیز زیور کی بھی بیرون قلعہ آئی تھی اوسنے لشکر جو اُترے ہوے دیکھا لوگون سے دریافت کرکے قلعہ مین گئی زیور سر یر جہانبانی پر جلوہ گر تھی کہ اسنے آمد لشکر کی خبر گذارش کی زیور نے جب سُنا کہ طاق ایلچی ہوکر کوکب پاس جاتا ہے پس بخیال حرمت ایلچی شاہ سامان دعوت مہیا کیا ہزار ہا خوان اغذیۂ لطیف گوناگون سے مملو کرکے تنگ ہاے شراب و شیرینی وغیرہ ہمراہ لیکر آپ زر و جواہر کی کشتیان تیار کرا کر گہنا اور لباس پر تکلف سے آراستہ ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور کئی ہزار کنیزین اپنے ہمراہ لین بڑے تزک و احتشام سے قلعہ کے باہر نکلکر اوسکے لشکر مین پہونچی اُسنے بھی خبر سُنکر استقبال کر لیا اور فرش تک لینے کو آیا مسند پر لیجا کر برابر اپنے بٹھایا ملکہ نے سامان دعوت پیشکش کیا اوسنے بھی کشتیان شراب ارغوانی کی منگا کر ملکہ کو شراب پلائی پھر ملکہ نے کہا اندر قلعہ کے تشریف لے چلیے دو ایک روز آرام کیجیے پھر تشریف لے جائیے گا اوسنے کہا کہ مین قلعہ مین نہین جاسکتا ہون اس لیے کہ مہرخ سردار لشکر عدو کو پکڑ لایا ہون ڈرتا ہون کہ وہ چھوٹ نہ جائے اُسکا سر کاٹ لون تو مجکو اطمینان ہو زیور نے یہ ماجرا سنکر کہا کہ مہرخ مجرم افراسیاب کی ہے تمکو لازم نہین کہ بغیر اجازت شہنشاہ سر اوسکا کاٹو بہتر یہ ہے کہ خدمت بادشاہ مین لیجاؤ وہ جو چاہے سو کرے اسے یا بخشے اوسکو اختیار ہے اسنے کہا اے ملکہ راہ مین عیار دھوکا دیکر چھڑا لینگے اور ساحر لشکر عدو کے مقابلہ کرینگے پھر مین برسم ایلچی گری جاتا ہون لڑائی مین عرصہ ہوگا اس سے یہی مناسب سمجھتا ہون کہ اُس جگہ کام اوس نمکحرامہ کا تمام کرون اور تم بیٹھی رہو مین تمہارے سامنے اسکو قتل کرتا ہون یہ کہکر وہ صندوق جسمین مہرخ بند ہے اوٹھا لایا چاہا کہ باہر نکالکر اوسکو آزار دون زیور کو خوف طاری ہوا کہ تیرے ملک مین یہ ایلچی قتل کرکے چلا جائیگا عیار لشکر مہرخ خاک اس قلعہ کی برباد فنا اُڑا دینگے علاوہ اسکے عمرو ملک کوکب مین گیا ہے بتران یہ خبر سنکر آفت برپا کرے گی اگر یہ کہا جاے کہ افراسیاب حمایت کریگا تو وہ ان عیارون کا آجتک کچھ نہ کرسکا میری اعانت بھی نہ کرسکیگا آجتک تو نہ شاہ طلسم کی طرف گئی تھی نہ لشکر عمرو سے کچھ مطلب تھا اب مفت خرابی آئیگی مناسب ہی کہ اسکو قتل مہرخ سے منع کرے یہ سوچکر گویا ہوئی کہ اے طاق مین اپنی عملداری مین مجرمۂ شاہ کو قتل نہونے دونگی اسمین کچھ ہی کیون نہو اگر تمکو خوف عیاران ہی تو لاؤ اسکو مجھکو دو مین قید رکھون جب نامہ داری کرکے تم پھرنا تو خدمت شاہ مین لیجانا اوسنے یہ گفتگو سنکر للکارا کہ اے اونمکحرامہ معلوم ہوا کہ تو باغیون سے ملی ہوئی ہے اسکا قتل ہونا نہین چاہتی ہے پھر کیا مجکو کمزور سمجھا ہے جو قتل نہونے دیگی جادو در ہو زیور سمجھی کہ یہ خبر افراسیاب کو پہونچے گی وہ بھی جانیگا کہ مہرخ سے تو ملگئی ہے پس وہ تجکو غارت کر دیگا

خیر ابتو بگڑ گئی پھر ایکطرف ہو رہ اس سے مہرخ کو چھڑا لے بس اُسنے بھی ڈانٹا کہ او نابکار خیرہ سر تیرہ روزگار تو بکتا ہی کیا ہے بڑا تجکو گھمنڈ ہو گیا ہے بے خبر دار ہو جا یہ کہہ کر مثل برق جہندہ مسند پر سے اوٹھی اور نیمچہ صاعقہ کردار جو زیب کمر تھا کھینچکر ایک ہاتھ اُس کے ارادہ ساحر زبردست ہے ایک قلابہ آہنی سامنے از خود آ گیا کہ نیمچہ اُسپر پڑا اور قلابہ کٹ گیا اس عرصہ مین اُسنے بھی اوٹھکر تلوار کھینچی اور وار کیا اُسکے سامنے بھی قلابہ آہنی آ گیا کہ تیغہ ٹکرا کر رکا اب تو غلغلہ برپا ہوا کہ اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہے افسران لشکر ساحر کے دوڑے وہ کنیزین جو زیور کے ساتھ آئی تھین اُنھون نے سردارون کو روکا سحر کی مار ہونے لگی نارنج ترنج چلنے لگا ادھر تو یہ لڑائی آغاز ہوئی ادھر بابر شمشیر زنی طاق و زیور مین ہونے لگی جب یہ تلوار مارتی ہے سپر پیدا ہوتی ہے اور وار روکتی ہے جب وہ تیغ لگاتا ہے ادھر بھی سپر ظاہر ہو کر آڑے ہو جاتی ہے اس لڑائی مین زیور سمجھی کہ یہ زبردست ہے تو مغلوب ہو جائیگی جلد کوئی تدبیر کریں بچالاکی لڑتے لڑتے اوس صندوق کے قریب آ گئی کہ جسمین مہرخ بند تھی اور ایکبارگی اُسکا پڑا اڑا کیا پھر لڑنے لگی دوبارہ کڑکڑا کر جو گری بیچ مین اُسکو داب کر لے اوڑی طاق اُسکے تعقب مین اوڑا لیکن وہ قندیل فلک ہو گئی اور ایک ہی سناٹے مین اپنے قلعہ مین آ گئی یہ اندر قلعہ کے اکیلے جانا مناسب نہ سمجھا پھر آیا اودھر کنیزون اور ملازمون نے جو اپنی ملکہ کو نکلجاتے دیکھا یہ بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلی آئین طاق نے اپنی فوج درست کرا کر قلعہ پر یورش کرنیکا قصد کیا اوسکے ساتھ کے ساحر جو دانشمند تھے اونھون نے سمجھایا اسکو کہ انکا ملک ہے لڑائی بہت دنون تک ہوگی یہ خبر لشکر مہرخ مین جائیگی وہان سے فوج آئیگی مدت تک یہ لڑائی فتح نہو گی شہنشاہ بھی ناراض ہونگے کہ مین نے نامہ لیکر بھیجا خلاف حکم میرے کیون کیا چنانچہ لڑائی مدتون نمک حرامون سے ہو رہی ہے آپ حکم شاہ کیجیے اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے اس فہمائش سے لڑائی موقوف کر کے اُس سرحد سے کوچ کر کے جانب منزل مقصد راہی ہوا ادھر لشکر مہرخ مین ملکہ مذکور کے غائب ہونیکا غلغلہ ہوا سردار سب بیدل ہوے رعایا وغیرہ اپنا اپنا انتظام کرنے لگے کہ شاہ طلسم نے ملکہ کو پکڑ وا بلوایا مبادا کوئی آفت آ جائے تو سب اسباب لُٹ جائیگا غفلت مین جان جائیگی اس سے مناسب ہے کہ اسباب ہٹا دین آپ الگ بیٹھین پھر جس راجہ کا راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا غرض ایکا کھلبلی پڑ گئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ناچ دیکھ رہی تھی کہ ہلکارون نے خبر دی ملکہ مہرخ لشکر سے غائب ہو گئی ہے کہین پتا اوسکا نہین ہے لشکر سارا تباہ ہوا چاہتا ہے حیرت نے یہ حال سنکر شاہ طلسم کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ایسے مین لشکر حریف بغیر سردار ہے عمرو بھی یہان نہین ہے اگر حکم ہو تو مین حملہ کرون طائر سحر نامہ لیکر بیابان لالہ زارین بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ مہرخ ہمارے غضب مین گرفتار ہو گئی اور اے ملکہ یہ کام عاجزون کا ہے کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرین ہم کچھ عاجز نہین ہین جو ایسے وقت مین لشکر کشی کرین یہ جواب ملکہ مذکور کو بھیجکر سحر صنعت کو سکھانے لگا اور وہان جب لشکر تباہ ہونے لگا عیار یہان ضرغام و جانسوز موجود ہین آپسمین مشورہ پذیر ہوے بہار کو جلد تر بادشاہ کرنا چاہیے پس خدمت بہار مین آ کر عرض کیا کہ اے ملکہ لشکر کو سنبھالیے ورنہ برباد ہو جائیگا آپ سلطنت کرین تو ہم ملکہ کو ڈھونڈھنے جائین

بہار نے کہا میری طبیعت آجکل علیل ہے مجھ سے جہانداری اس زمانہ مین نہ ہو سکے گی مخمور آئی ہوئی ہین اُنکو
بادشاہ کر دو دونون عیار وہان سے پھرے اور فکر کرنے لگے آخر باہم خوشنود ہو کر پکارے کہ ایک تدبیر ذہن مین
آئی ہے دوسرے نے کہا بھائی ہم کہین گے نہین دیوار ہم گوش دارد غرضکہ ایک کاغذ پر لکھہ یا دونون نے پڑھا
لکھا تھا کہ کسی ساحرہ غیر کو صورت مہرخ کی بناکر تخت پر بٹھا دو یہ پڑھکر کاغذ چاک کر ڈالا اور دونون اسی لشکر مین
روانہ ہوے اور جنگل مین پھرنے لگے اطراف مین یہ قریہ جو آباد ہین وہان کی ایک ساحرہ ادھر کسی کام کو صحرا مین آئی تھی
اُسکو اُنھون نے سلام کیا اور کہا ہم فرشتے خداوند سامری کے ہین تمکو خداوند نے آج سے مہرخ بنایا اس عورت
نے کہا کہ میری صورت اُنکی ایسی کہان ہے اور نہ میرے ایسے نصیب ہین اُنھون نے کہا ابھی ویسی ہی تم ہوئی جاتی ہو
یہ کہکر ایک حباب بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُنھون نے رنگ و روغن عیاری لگا کر بشکل مہرخ اُسکو بناکر
ہوشیار کیا اور آئینہ دکھایا اُسنے صورت جو اپنی بدلی پائی بہت حیران ہوئی اُنھون نے کہا اب جاؤ تخت پر
سلطنت کرو خبردار کسی سے یہ راز نہ کہنا اور جو کوئی پوچھے تو اپنے تئین مہرخ بتانا اُس عورت کو کچھ سحر بھی
آتا تھا خوشی خوشی اُڑکر روانہ ہوئی اور لشکر مین آکر پہونچی غلغلہ ہوا کہ ملکہ عالم آئین سردار بہر استقبال دوڑے
اور اُسکو لاکر اورنگ حکومت پر جلوہ گر کیا بلبل عشرت پر چوب پڑی سب نے نذرین دین اور پوچھا کہ حضور
کہان تشریف لے گئی تھین اُسنے کہا مین سحر تیار کرنے صحرا مین گئی تھی فی الجملہ لشکر مین غدر جو برپا تھا موقوف ہوا
سب اطمینان سے ساکن ہوے ہلکارے حیرت کے سامنے گئے وہ نامہ بادشاہ پڑھ رہی تھی کہ ہلکارون نے خبر عرض
کی لے ملکہ مہرخ داخل لشکر ہوئی اہل اسلام مین خوشی ہو رہی ہے حیرت یہ ماجرا سنکر حیران ہوئی کہ شہنشاہ
نے لکھا ہے وہ سیر غضب مین گرفتار ہوئی ہے یہان وہ لشکر مین آگئی یہ کیا بھید ہے آخر اُسنے پھر نامہ لکھا اور
یہان کا حال سب تحریر کرکے بادشاہ پاس بھیجا بادشاہ پاس جب نامہ پہونچا اُسنے نامہ ملاحظہ کرکے کتاب سامری
منگائی اور مطالعہ فرمائی اسمین لکھا تھا کہ ایلچی تیرا مہرخ کو پکڑ لے گیا اُس سے زیور نے چھین لیا اب وہ
اُسی کے پاس ہے یہ مہرخ عیارون نے بناکر تخت نشین کی ہے اصلی مہرخ کی قلعہ آراستہ مین دعوت ہو رہی
ہے یہ جملہ حقیقت کتاب سے معلوم کرکے حیرت کو لکھ بھیجی کہ یہ سانحہ اصلی مہرخ پر گذرا ہے یہ جو اب تخت پر
بیٹھی ہے نقلی ہے نامہ تمام اُدھر بھیجا اور آپ کچھ سحر پڑھکر آواز دی کہ اے مریخ جادو جلد حاضر ہو کچھ دیر مین
سب نے دیکھا کہ ابر سے ہوا اچک ہوئی اور ستارہ سا ٹوٹا ہوا مین پر وہ ستارہ آکر لوٹا اور ایک ساحر کی صورت بنا دھوتی
سُرخ ریشمی باندھے تھا چہرہ پر سیندور ملے تھا آنکھین لال لال چہرہ پر ہیبت و پُر جلال کمال بادشاہ کو اُسنے سلام کیا
شاہ نے یہ کلام کیا کہ تم قلعہ آراستہ پر جاؤ زیور و مہرخ کو پکڑ لاؤ یہ حکم سنکر مجرا کرکے وہ روانہ ہوا بعد اُسکے جانیکے
بادشاہ نے ملکہ ماہی برلن سے فرمایا کہ تم اپنے قلعہ سے ایک سردار کو فوج بیشمار ہمراہ کرکے جانب قلعہ آراستہ روانہ
کرو کہ سردار اُس قلعہ کو خاک سیاہ کر دے ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور سحر پڑھکر دستک دی صحرا کی طرف
سے آواز ناقوس و گھڑیال اور نقارے کی پیدا ہوئی اور آگے آگے ایک ساحر مہیب شکل اژدر پر سوار پیچھے اُس کے

اسّی ہزار ساحران نابکار باز و لقلق وغیرہ طایران سحر پر سوار ظاہر ہوے اس ساحر اژدر سوار نے ملکہ و بادشاہ کی تعظیم و تسلیم کی ملکہ نے فرمایا کہ تم اے سرکش جادو بحکم شاہ ذیجاہ سمت قلعہ آراستہ جاؤ اور اس مقام کو برباد کردو یہ ساحر حسب ارشاد اسی شوکت و حشمت سے روانہ ہوا اب قلعہ آراستہ کی کیفیت سنیے کہ زیور جو مہرخ کو لیکر قلعہ مین آئی تو اپنے مشکوے خسروی مین لاکر پلنگ پر اسکو لٹایا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوشیار ہوئی مگر وہ خاک جمشیدی سے بیہوش ہوئی تھی کسی طرح ہوش مین نہ آئی اُسوقت یہ اُڑکر نہر کی طرف چلی اسکی عملداری مین ایک نہر ہے کہ پانی اُسکا خاک جمشیدی کی بیہوشی کو دفع کرتا ہے چنانچہ اُس نہر سے پانی لیکر یہ آئی اور مہرخ پر چھڑکا کہ اسکو ہوش آیا جب آنکھ کھلی زیور کو سامنے دیکھکر خوفناک ہوئی کہ مین تو اپنے بستر پر سو رہی تھی یہان کیونکر آئی اور زیور مجھ تک کیونکر پہونچی اُسکو حیران دیکھکر زیور نے کہا کہ اے ملکہ تم ششدر کیون ہو یہ معاملہ اس طرح گذرا کہ طاق الجی ہوکر شاہ جادوان کی طرف سے سمت نور افشان جاتا تھا تمکو پکڑ لایا تھا مین نے جاکر اس سے ملاقات کی کہ وہ تمکو قتل کرنے لگا مین نے کہا کہ اسکو بادشاہ پاس لیجا یہان نہ مار وہ اس سمجھانے سے مجکو مدعی سمجھکر لڑنے لگا مین تمکو لے آئی اب یہان تم رہو اور اس مکان کو اپنا کفش خانہ سمجھو ضیافت کھاؤ دل بہلاؤ یہ کہکر ہاتھ پکڑکر ہمراہ لائی اور دارالامارہ مین تخت پر برابر اپنے بٹھایا سامان دعوت کی تیاری کا حکم دیا ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو بہ آرام تمام اس جگہ ہے مگر مریخ کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ستارے نے کیا بُرائی کی اور فلک خونخوار نے کیونکر بے اجل خنجر ظلم سے اُسکو ذبح کیا وہ یہ کہ برق عیار قران کے پاس جو چلا از بسکہ لشکر مین تو جانا منظور نہ تھا ہر سمت پھرکر دوبارہ قران کے پاس آیا اُس وقت قران اس درۂ کوہ سے اسکو اپنے ساتھ لیکر کئی کوس اور آگے گیا وہان بھی ایک کوہ سر بفلک کشیدہ تھا اور قلعہ کوہ سے پایٔن کوہ تک ہزارہا اشجار گلہائے زنگار رنگ کے لگے تھے طایران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے تھے پہاڑ کی گھاٹی سے جھرنا جھڑتا تھا دامن کوہ مین غزال و آہو اور نیل گاؤ وغیرہ چرا کرتے تھے آسمان پر دھنک نکلی تھی عجب کیفیت بہار آگین تھی اس کوہ کے درے مین شیر کی کھال منڈھی کی طرح تنی تھی اندر منڈھی کے بھی پوست شیر کی بچھی تھی سامنے منڈھی کے کھپر سلگتا دھونی رمی تھی وسپنا کھپر مین گڑھا سا بنوا کنڈ اوبا ایک طرف منڈھی مین پنجرے بلبل بیتے ڈھیر کے ٹنگے تھے دامن کوہ مین گھوڑیا یا نون سنے ہوئے چرتی پھرتی تھی قران یہان پہونچکے فقیر کی صورت بنا لنگوٹا باندھکر بال فتیلہ فتیلہ بٹ کر لٹکائے منھ پر بھبھوت ملکر قشقہ کھینچکر کھنور بدن مین لگاکر کنڈل کان مین ڈالکر بیٹھا برق سے کہا مین عیاری کرنے کو اس درۂ کوہ پر جاتا ہون کہ جو تمنے پہلے دیکھا تھا اور آرام اس درۂ کوہ مین کرتا ہون اور یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ گلگونیہ اُسکو کہتے ہین مالک اُس قلعہ کی ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا ملکہ گلعذار گلگون پوش جادو ہے وہ میری بہت معتقد ہے اور میرے لیے کھانا مع نشہ پانی کے بھیجتی ہے اور مین نے کہدیا ہے کہ سیدھا شیرینی یا میوہ وغیرہ خشک سا میرے لیے آیا کرے کس لیے کہ مین فقیر ہون میرا پنتھ یعنے مذہب و مسلک تم سب سے جدا ہے چنانچہ جو مین نے کہا ہے ویسا ہی ہوتا ہے

تم بھی صورت بدلکر یہان ٹھہر و اور تماشہ دیکھو برق نے فوراً صورت اپنی بالکون کی ایسی بنائی اور ٹھیک پاس جاکر حلم گانجے کی باباجی کے لیے حمائی باتین اسی طرح کی کرنے لگا یا داتا یا معبود زبان پر جاری تھا اور ادھر مہرخ گردش کا مار لجو روانہ ہوا تھا یہ ملکہ گلعذار کو پیار کرتا ہے اسوقت اسکے خیال مین آیا کہ لڑنے جاتے ہو جنگ دوسرداد سامری جانے زندہ پھرون یا کہ ہلاک ہو جاؤن پس مطلوب کو ایک نگاہ دیکھتے چلو یہ سوچکر سینچر جو سوار ہوا تو راہ کا ٹکر قلعہ گلگونیہ مین آیا ملکہ کو جو خبر ہوئی بہ تعظیم تمام بلوایا بخاطر و مدارات پیش آئی اس عرصہ مین وہ دن کم باقی رہا اسکے آنے مین کھانا جو صبح کو باباجی یعنی قران کو جاتا تھا اوسکے جانے مین بہت دیر ہوئی دوپہر گذر کر پچھلا پہر دن باقی رہا اُسوقت گلعذار کو خیال آیا کہ کھانا سائین کو نہین گیا پس بہت جلد میوہ و شیرینی وغیرہ خوانون مین لگا کر دو کنیزین لسترن وسمن نام کے ہاتھ روانہ کی وہ دونون کنیزین باباجی پاس آئین باباجی سونٹا لیکر اُٹھے کہ ارے اونڈی خردمند کی لیجا اپنا کھانا فقیر کچھ اسکا بھوکا نہین ہر کی دیا ہے اور معبود کے صدقے سے یہان سب کچھ ہے اُٹھا جلد اپنا جھول جھال کہہ دینا اُس لونڈوری دُم کٹی سے کہ اب بہت کچھ تجکو غرور ہو گیا یہ کہہ کر دو دو سونٹے اون کے جو تڑ دن پر جمائے مگر اس زور سے نہین کہ وہ دردمند ہو جائین وہ کنیزین بہت خوبصورت اور نازک بدن تھین سونٹے کھانے سے تڑپ گئین مگر فرطِ اعتقاد سے آہ بھی نہ کی آنکھون مین آنسو بھر کر باادب تمام دست بستہ عرض پرداز ہوئین کہ سائین داتا آج ایک مہمان ہماری ملکہ پاس مہرخ جادو نام آیا ہے اور وہ جسطرح قلعہ اراستہ کی بربادی کو جاتا ہے یہ کہہ کر جملہ حال ایلچی اور مہرخ اور زریور کا جو پہلے مسطور ہو چکا اُنھون نے بیان کیا یہ ماجرا اُسنکر فقیر صاحب کا غصہ کم ہوا وہ کھانا کھا لیا اور اپنے پاس سے تھوڑا میوہ نکال کر اون کنیزون کو دیا کہ لو تمنے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے یہ میوہ کھا لو تمھاری عمر بڑھ جائیگی انھون نے وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گئین۔ قران نے برق سے کہا کہ مین تو کبھی عورت کی صورت بنتا نہین تم انمین سے ایک کی صورت بنو اور دوسری کو ہوشیار کرکے اُسکے ساتھ جاؤ اور جو ہو سکے وہ کرو۔ برق نے اونمین سے سمن کے کپڑے اور گہنا اوتار لیا اور اُسکی ایسی صورت آپ بنا لی۔ سبب یہ کہ سمن بہت خوبصورت تھی اسی وجہ سے یہ اسکی صورت بنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ روے تابان اوسکا شمع بزم خوبی ہے یا گل باغ محبوبی ہے بلکہ جان گلہاے گلزار وجاہت اور سپہر غش ہے سراپا وہ گلعذار پری تمثال ہے حور وش ہے ملاحت اسکو بہت عزیز رکھتی ہے صباحت اوسکی کنیز تھی اگر اُسکا روے انور دیکھتا دیدۂ آفتاب بھی مثل چشم عاشق تر رہتا سیہ بالون مین مانگ نکلی تھی یا ظلمت مین خضر کو راہ ملی تھی یا ابر سے ماہ نو نمودار تھا یا شب تاریک مین کہکشان کا اظہار تھا یا ورق مشکین و عنبرین پر خط کا نور کھنچا تھا نہین نہین شب زلف مین یہ خط استوا تھا کہ بموجب

نظم

پُرنور جبین ہے غیرت بدر
جبہ کہ نمونہ کلک شاخ آہو
رخسارہ وہ آفتاب پُرنور
طوبے پہ بہشت ہے نمایان

گیسوے سیاہ لیلۃ القدر
ابرو کہ ہلال عید ہے یہ
شبنم ہے جہان تجلی طور

ہرگز نہ لکھون مین وصف ابرو
بہر ورد دل کلید ہے یہ
دیکھو تو قد و عذار خندان

اس صورت پر بنکر اوس کنیز کو ایک غار مین چھپا دیا اور لسترن کو ہوشیار کیا

جب اوسکی آنکھ کھلی کہا بہن تو بیٹھی ہے مجھے تو نیند آگئی تھی اسنے کہا تیری عادت ہے کہ جہان پانی ہے پڑ جاتی ہے اب چل ملکہ راہ دیکھتی ہونگی کام کاج سب پڑا ہوگا نگوڑا مارا دنیا کا دھندھا ایسے ہی سر آپڑا ہے یہ کہکر کٹنی ہوئی کنیز کے ہمراہ خوان لیکر روانہ ہوئی کچھ دور چلکر در قلعہ نظر آیا یہ اندر قلعہ کے آئین برق نے شہر آبادی و رونق سے گلزار پایا نہایت قطعدار پایا حسینون کی بستی خرمی ہر سمت بستی رعایا سے شہر وجیہہ و شکیل دکانداروں مین امانت و اعتبار کی دلیل گلی کوچے صاف مکانات نہایت عمدہ شفاف یہ سیر دیکھتا ایوان شاہی مین آیا برتن سپرد داروغہ باورچیخانہ کیے آپ کاروبار مین ہمراہ گلستان کے مصروف ہوا دیکھا تو اندر بارہ دری کے **مریخ و گلعذار** بیٹھے تھے یہ دونون کام کے حیلہ سے اندر گئین اور **برق** نے اپنی گات کو تنکر دکھایا حسن نے اسکے **مریخ** کو دیوانہ بنایا تیر مژگان سینہ سے پار ہوے آنکھون نے جادو کیے گھبرا کر اٹھا **گلعذار** نے کہا کدھر چلے اس نے کہا اے ملکہ مین کبھی اکیلا سویا نہین یہ کہہ کر **سمن** کی طرف یہ شعر پڑھا **شعر** دل کو تم نے مرے چرایا ہے؟

لاؤ اچھی نہین ہنسی دل کی + **گلعذار** اس کنایہ سے سمجھ گئی کہ **سمن** پہ یہ فریفتہ ہوا ہے پس اسی وقت کنیزون کو بلا کر حکم دیا کہ سامنے کمرے مین پلنگ آراستہ کرو سامان آرام و راحت مہیا کرو کنیزون نے جاکر پلنگ پر بچھونا نرم و نازک تر کیا شراب کی بوتلین اور گزک کے لیے شیرینی میوہ وغیرہ وہان رکھ دیا ہار پھول موجود کر دیے عود سوز عنبر سوز لخلخون سے کمرہ بسا دیا عطر خاص سہاگ گل تکیون مین لگا دیا جب سب تیاری ہوچکی کمرہ بند کرکے چلی آئین **گلعذار** نے **مریخ** سے کہا آپ کمرے مین جایئے مین مطلوبہ کو بھی بھیجتی ہون وہ وہان سے اوٹھ کر کمرے مین آیا اور گلعذار نے سمن سے کہا کہ تو بھی کمرے مین جا جو کچھ **مریخ** کہے وہ کرنا یہ بھی بناز و ادا تیوری چڑھائے منھ بنائے اٹھلاتی ہوئی کمرے مین آئی **مریخ** نے اوٹھ کر اوسکو گود مین اوٹھا لیا یہ بھی غمزہ جتانے لگی ہاتھ جھٹک کر پیچھا چھڑانے لگی اوسوقت حسب اتفاق کمر مین **مریخ** کے ایک رقعہ جمشیدی تھا وہ گر پڑا اسنے اٹھایا اور آنکھون سے لگایا اور چلتے وقت شاہ نے کہہ دیا تھا کہ عیارون سے بچتے رہنا اور جہان تمکو کچھ شبہ ہو فوراً سحر سے حال دریافت کرنا فی الجملہ رقعہ مذکور کے گرنے سے اسکو وسواس ہوا از بسکہ رقعہ تو ہاتھ مین تھا ہی اسنے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یہ جو پہلو مین تیرے بیٹھی ہے یہ **برق** عیار ہے جلد اسکا کام تمام کر یہ معلوم کرکے اسنے کہا کہ باش او ناعیار پہچانا مین نے تجکو عیار بیچارہ وہان سے کہان جاتا جلد اسنے ایک بیضہ بیہوشی نکال کر اسکے منھ پر مارا اسنے کچھ سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور بیضہ اسنے روک لیا اور **مریخ** نے سحر سے اسکو بےحس و حرکت کرکے سحر پڑھا کہ چھت اس کمرے کی شگافتہ ہوئی یہ **برق** کو لیکر اوڑا اور چھت سے نکلکر صحرا کو روانہ ہوا اسکے خیال مین یہ گذرا کہ **گلعذار** بھی عیارون سے ملی ہوئی ہے جب تو اسنے اپنے گھر مین عیار بٹھا رکھا ورنہ یہان عیار کیونکر آتا اب جو باہر کمرے کے اس عیار کو لے جاؤنگا تو وہ مجھ سے لڑکر اس کو چھڑا لیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ صحرا مین لے جاکر اس عیار کو پہلے مار ڈالون پھر اس ملکہ سے آکر سمجھون غرضکہ جب یہ صحرا مین آیا سامنے پہاڑ دکھائی دیا اور **مہتر قران** دڑہ کوہ سے نکلکر اسی طرح فقیر بنا ہوا پہاڑ پر آیا تھا اور سیر سبزہ زار کر رہا تھا اس لیے کہ دن بہت کم تھا قریب شام شفق پھولی تھی طائر

بسیرا لیے رہتے تھے مور جنگلی اڑتے تھے سہانا وقت تھا جنگل کی سیر قابل دید تھی بلبل و گل مین کچھ گفت و شنید تھی حاصل
مرام اسنے دیکھا کہ ایک ساحر پنجہ مین کسی کو دابے اڑتا جاتا ہے یہ دیکھکر اسنے پکارا کہ ارے میان کہان جاتے ہو
آگے راستہ نہ ملے گا یہ جنگل مین نے سحر سے باندھا ہو یہ سنکر مریخ نے چار سمت نگاہ کی چونکہ وقت شام کا تھا اور قاعدہ ہے
کہ سر شام اطراف عالم مین ایک غبار سا معلوم ہوتا ہے اور کہر اڑتا ہے وہی غبار جو اسنے دیکھا سمجھا کہ بیشک
یہ سحر اسی کا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ آگے جاؤ اور رد سحر کرنے مین وقت اٹھاؤ اس عیار کو اسی پہاڑ پر مار ڈالو یہ
سوچکر اس پہاڑ پر اتر آیا قران نے برق کو اسیر دیکھا سمجھا کہ مریخ یہی ساحر ہے بس اس سے پوچھا کہ بھائی یہ
کون ہے جسکو تم لائے ہو اسنے سب حقیقت اپنی بیان کی اسنے مجمل کیفیت سنکر کہا کہ رقعہ جمشید مین اسکا حال تو نے
دیکھا مگر میرا حال نہ دیکھا کہ مین کون ہون اسنے کہا کہ تم جمشید کے جوگی ہو اور ساحر ہو اور کون ہو اسنے کہا بھلا
میرا حال تو رقعہ مین دیکھو تو شاید مین کوئی عیار ہون اسنے اسکے اصرار سے رقعہ نکالا اور یہ اس کے برابر جا کھڑا
ہوا جب وہ رقعہ پڑھنے لگا اسنے بعدہ اس زور سے اسکے جھکے ہوے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گیا
وہ تڑپ کر ہلاک ہوا آواز ہائے مہیب آئین زمانہ تاریک ہوا بیر دن نے غل مچایا کہ مارا اور کام تمام کیا مریخ
جادو کی لاش اسکے بگولے اڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے برق نے ہائی ہائی قران بولا کیا ارادہ ہے اسنے کہا
لشکر مین جانے کا قصد ہے قران نے کہا ملکہ مہرخ کی کیفیت تو معلوم ہوئی کہ زیور جادو پاس ہین چنانچہ آج رات
کو پہاڑ کے درے مین ہم تم رہین اور صبح کو جانب قلعہ آراستہ راہ لین برق یہ سن کر خاموش ہو رہا قران اسکو اپنے
ساتھ لیکر درہ کوہ مین آیا اس اثنا مین مریخ فلک نے تیغ تیز اپنی سپر ظلمت شب پر رکھی اور تمام عالم مین ستارون
کی روشنی پھیلی کہ بمقتضاے **ابیات** تا در وہ چاندنی کا عالم + مہتاب کا خود بھڑک گیا دم + کیا نور تھا دیکھیے
جدھر نور + آتی تھی نظر تجلی طور + رات کے ہونے سے ملکہ گلعذار نے ایک کنیز کو کمرے مین بھیجا کہ جا کر مریخ سے
کہے آئیے کھانا لیجیے کنیز جو کمرے مین گئی چھت اسکی شگافتہ پائی اور کسی کو وہان نہ دیکھا اسنے آکر ملکہ موصوف سے
خبر دی یہ جو اسنے سنا پہلے تو سمجھی کہ مریخ کنیز پر مائل تو تھا ہی اپنے ساتھ لے گیا پھر سمجھی کہ کنیز کو تو مین نے اسکو
دے ہی دیا تھا پھر اسکو چھپکر جانا کیا ضرور تھا بیشک کوئی پیچ پڑا لحاصل مرام اسنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ مریخ مارا گیا اور یہ سانحہ گذرا یہ دریافت ہوتے ہی اسکے حواس جاتے رہے اور سمجھی کہ افراسیاب
اگر سنے گا تو یہی سمجھے گا کہ سازش کر کے گلعذار نے مروا ڈالا اب اپنا بچاؤ کرنا چاہیے اور یہان سے نکلنا اچھا ہے
تو صحرا مین جا کر عیارون کو ڈھونڈھ کر گرفتار کر کے شاہ طلسم کے پاس لیجانا چاہیے یا قلعہ آراستہ مین زیور کے پاس
چلنا بہتر ہے کہ ہم اور وہ ساتھ کھیلے ہین جو اسکی لائے ہوگی وہ کرین گے بس یہی مشورہ دل کا اسکو پسند آیا کیونکہ
غور کیا کہ عیارون کو بڑے بڑے نہین پکڑ سکتے تو بھلا انکو کب پاؤنگی ناحق تیری بھی جان جائیگی پس اسی وقت
سوا سو ڈیڑھ سو انیسین اور کنیزین اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ سے اپنے جواہر اور اسباب عمدہ
ساتھ لے لیا یہ تو ادھر سے چلی اور اس طرف عقب مریخ شاہ طلسم نے سرکش کو بھی بھیجا تھا چنانچہ مریخ تو

قلعہ گلگونیہ پر آکر ٹھہر گیا مگر وہ سیدھا قلعہ آراستہ پر گیا اور قلعہ مذکور کو جاکر گھیر لیا یہ خبر زیور نے جب سُنی چالیس ہزار ساحران نامدار کو ہمراہ لے کر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ رفعت پناہ استادہ کرائی لشکر بمقابلہ فوج عدو اُترا مہرخ بھی ساتھ آئی ہے چنانچہ جبس رات کو کہ گلعذار اپنے قلعہ سے بھاگی ہے اور مریخ سرشام مارا گیا اسی رات کو یہان سرکش نے طبل جنگ بجوایا ہے اور لشکر زیور مین بھی بجواب اُسکے نقارہ حرب ترا گرڑ ایا ہے نفیر سحر کودم ملا ہے تیاریاں جانبین مین ہو رہی ہے ڈمرو بجتا ہے ہوم ہو رہا ہے جھنڈے ہوتے ہین اگیا رنگی ہے جوت کھڑی کی ہے بنگالی سحر کر رہا ہے وہین کالور دیس کے جوگی جاپ مین مصروف ہین سحر کی ہوا چل رہی ہے بیرون کے شور سے دنیا دہل رہی ہے یہ عالم ہر سمت ہے کہ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی	دیتا تھا نہ کچھ وہان دکھائی	ہوش اُڑتے تھے دیکھ کر سپاہی
پھیلی تھی ادھر ادھر سیاہی	ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی	ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز	سُنتا تھا کسی کی کون آواز	آوازین تھین وہ مہیب اقدر
تھا گوش فلک مین پنبۂ آہ	وہ شور اگر سُنے نہو فرق	بجلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق
اِک سمت بہادران ذیجاہ	ہتیارون کو صاف کرتے تھے واہ	مریخ پہ تیغ آختہ تھے
گردون پہ علم فراختہ تھے	دشمن ہو مقابل اولنے کس طور	آفاق مین پلٹنون کا تھا زور
القصہ کٹی وہ رات ساری	پیدا ہوئی مہر کی سواری	تارے چھپے آفتاب نکلا
لڑنے کو ہر اک شتاب نکلا	میدان کی طرف بڑھے دلاور	مہرخ کے بھی ساتھ ساتھ زیور
آراستہ وہ بھی اسقدر فوج	وہ بحر کی جسکی تھی ظفر موج	میدان مین جو پہنچے یہ بہادر
بولی یہ ظفر کہ رب انصر		

جب نہنگ فلک نے مہر کا پشت نیزہ خط شعاع مہر کی نذر کیا سرکش بھی اسّی ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ لیکر مقابل اس فوج جرار کے آیا صفین آراستہ ہوئین میدان پاک و صاف ہوا نقیب آوازین لگا کر ہٹ گئے اسوقت سرکش اژدر اُڑا کر میدان مین آیا اور للکارا کہ اے زیور آجتک بادشاہ ساحران کی جاگیر دی ہوئی تو کھایا کی آپسر نمک حرامی کی ایلچی شاہ سے مہرخ نمک حرام کو چھین لیا اب بھیج کسی کو میرے سامنے زیور نے یہ سُنکر جواب دیا کہ جو کچھ ہم نے کیا خوب کیا دیکھ تیرا سرکوب بھیجتی ہون یہ کہہ کر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ ہنس آتشین اڑا کر سامنے اُس خیرہ سر کے گیا اسنے ایک گولا سحر کا مارا اس بہادر نے دستک دی کہ گولا اولٹا پلٹ گیا اوسوقت اُسنے غصہ مین آکر بروے ہوا کچھ پڑھ کر پھونکا کہ ایک ستارہ مثل شہاب ثاقب ٹوٹ کر گرا اور سر پر بیٹھ کر مع ہنس توڑ گیا اُسوقت اور ایک بہادر سامنے آیا اُسنے تاک کر ناریل اُس کے سینے پر لگایا کہ وہ بھی سیار گلزار عدم ہوا پھر تیسرے مرد میدان جرائت نے نکلکر مقابلہ کیا اوسنے ایک پیکان سحر سے اسکو بھی نشانہ خدنگ اجل بنایا اسوقت تو زیور کو تاب نہ آئی طاؤس اوڑا کر سامنے اسکے آئی لشکر مین نفیر بجی علم جلوہ پذیر ہوے کڑکا ہوا اور ملکہ موصوف نے بڑھ کر

اوس نابکار کو للکارا اوسنے ایک نارنج ملکہ پر مارا اوسنے اونگلی سے ایک خط کھینچنے کا اشارہ کیا کہ نارنج دو ٹکڑے ہوکر گرا اُسنے اور ایک گولا مارا اس آفت زمانہ نے چٹکی دینے کا اشارہ کیا گولا زمین پر گرکر سرد ہوگیا اس روسیاہ نے بروے ہوا افسون پڑھکر پھونکا کہ ستارہ ٹوٹ کر گرا ملکہ نے ہاتھ اونچا کیا کہ سپر مثل ابر کے سر پر آگئی مگر وہ ستارہ نہ رکا سپر کو توڑکر سر کی طرف چلا اسوقت ایک پنجہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُٹھائے گیا اور ستارہ آکر مرکب پر گرا کہ اُسکی پشت توڑ گیا ملکہ پھر زمین پر اُتری اور پکاری کہ تین وار تو کرچکا اب ایک وار میرا بھی روک یہ کہہ کر چاہتی تھی کہ سحر کرے یہ تو اسکو چاہتا ہے کہ اب یہ اپنا طوق یا کوئی گہنا کھینچ مارے گی اور ایک عورت گہنا پہنے پیدا ہوگی اُسکو دیکھکر نقد ہوش تلف ہو دیگا پس اُسنے عجلت تمامتر ایک پڑیا خاک قبر جمشید کھینچ ماری کہ ملکہ اُسکے پڑنے سے بیہوش ہوگئی یہ پنجہ بنکر جو گرا ملکہ کی چوٹی پکڑکر کھینچتا لیچلا اسوقت تو مہرخ بیقرار ہوئی اور للکاری کہ باشی زر غلام خیرہ سر کہان جاتا ہے یہ کہکر ترسول پکڑکر آگری اُسنے ظاہر ہوکر ایک نارنج بجانب فلک مارا کہ اوسمین سے دھوان پیدا ہوا اور تمام لشکر زیور پر چھاگیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا وہ مقام وہان اژدر بنگیا چشم روزگار مثل دیدہ اعمی تھی دنیا سب بخیل کا دل نظر آتی کہ بیت جس سمت نگاہ کی اندھیرا + کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا + اُس تاریکی مین ملکہ مہرخ یقین تھا کہ ہلاک ہوجاتی لیکن یہ بادشاہ لشکر عمرو ہے اس ساحر سے کیا زیر ہوتی جبکہ شاہ طلسم سے دعوی مقابلہ کا رکھتی ہے فوراً سحر پڑھکر اپنے منھ پر اُسنے ہاتھ پھیرا کہ چہرہ اوسکا مثل آفتاب تابان روشن ہوگیا اور مثل بخت روشن اوس مقام کو اُسنے منور کردیا بسان صبح امید خورشید مقصد طالع ہوا کہ فرد روشن ہوئی شمع بزم دولت + ظلمت کو ملی وہان ہزیمت + روشنی ہوتے ہی سرکش برنگ شعلہ جوالہ چمکا کر قریب آیا اور ہاتھ شمشیر سحر کا سر پر ملکہ کے لگایا تلوار سر پر ملکہ کے پڑکر اُچٹ گئی اور ملکہ نے بھی ایک نارنج مارا اوسنے اونگلی سے اشارہ کیا نارنج کٹ گیا اب تو ملکہ کو غصہ آیا اور کچھ دانہ ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ ایک زنجیر آہنین از خود پیدا ہوکر دست و پا مین سرکش کے پڑگئی اور ایک طوق آتشین گلے مین پڑگیا ملکہ نے اوس زنجیر کو پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ نابکار بندھا ہوا گرا ملکہ جست کرکے اُسکے سینے پر سوار ہوئی اور زیور کو اُسکے ہاتھ سے لیا اور فرمایا کہ جلد ظلمت کو میرے لشکر پر سے رفع کر ورنہ تاریکی سواد ملک عدم دیکھیگا اوسنے ملکہ کے کہنے کو کچھ خیال نہ کیا ملکہ نے خنجر بران اُسکے گلے پر رکھا اور کہا جہان وہ خاک ہے وہان تو بھی خاک ہے اسوقت اُسکو گرمی معلوم ہوئی اور یقین تھا کہ جلکر خاک ہوجائے خوف جان سے وہ سحر ظلمت کا برطرف کیا روشنی ہوئی ہر ایک لشکری نے دیکھا کہ ملکہ سینہ دشمن پر سوار ہے اور سرکش کو غیرت آئی مگر کیا کرسکتا تھا سوا اسکے کہ منت پذیر ہوا کہا اے ملکہ مین آپکا غلام ہون اطاعت سے گردن تابی نہ کرونگا ملکہ اوسکے سینے پر سے اُتری اور سحر رد کیا کہ زنجیر و طوق غائب ہوگیا اوسنے قید سے رہائی پاکر سر قدم پر رکھا ملکہ نے سر اوسکا اُٹھاکر سرفراز فرمایا وہ براہ عناد مکاری مطیع ہوا لشکر مین طبل آسائش پر چوب پڑی اُسنے ملکہ کو منت اپنے ساتھ لیا زیور کو بھی ہوشیار کیا اور اپنی بارگاہ مین دونون کو لایا خاطر و مدارات کرکے رخصت کیا ادھر لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا یہی ملکہ کی

بارگاہ مین آیا ملکہ نے اسکی دعوت کی دور شراب ناب رہا جلسہ چنگ و رباب رہا یہ فکر مین رہا اور جب اپنے مقام پر آتا ایک پنجہ ماش کے آٹے کا بناتا یہانتک کہ چوبیس پنجہ اسنے بنائے یہ اسکا سحر کائنات کا ہے کہ رد اسکا ہونا ممکن نہین غرضکہ جب وہ پنجہ تیار ہو چکے اونکو غائب کرکے یہ لاگ رکھی کہ حسب المطلب پیدا ہوکر کام دین غرضکہ پنجون کو غائب کرکے بارگاہ ملکہ زیور مین آیا اُسنے بساط تمام بچھایا اسنے ملکہ مہرخ سے کہا کہ مجکو کچھ کان مین آپکے عرض کرنا ہے ملکہ موصوفہ نے کان لگایا اسنے قریب گوش منھ لاکر اوف جو کیا ملکہ بیہوش ہوکر گر پڑی یہ کیفیت جو زیور نے دیکھی پکاری کہ اے دغا باز یہ تو نے کیا کیا اور ایک ناریل مارا اسنے سحر پڑھا کہ ناریل زمین پر سرد ہوکر گرا اور دو ہتڑ زمین پر مارا زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک پنجہ نے نکلکر زیور کو زیر زمین کھینچا یہ غرق زمین ہونے لگی اسنے ایک پڑیا خاک قبر جمشید مارکر اُسکو بیہوش کردیا سردار حاضرین دربار تر سول پسلی پکڑکر آگرے اسنے پھر دو ہتڑ مارا کہ چوبیس ۲۴ پنجے زمین سے حربہ ہائے آتشین گرز وغیرہ لیے پیدا ہوے اور سرداران پر گرے اور جس کے وہ حربہ پنجہ نے مارا اگر جسم سے چھو بھی گیا انسان بیہوش ہوا اور جس کے پوری ضرب پڑ گئی وہ جلکر خاک ہوگیا سردار بعض بیہوش ہوے اور بعض بھاگ کر بارگاہ سے باہر آئے باہر لشکر پڑا تھا غلغلہ جو ہوا لشکر مین نفیر سحر بجی جلد جلد کمر بندی ہوئی اس عرصہ مین ادھر کا لشکر بھی کہ حکم ساحر مسطور تیاری کا دے آیا تھا اس فوج پر آ گرا اور یہ بھی دونون ملکہ کو گرفتار کرکے بیرون بارگاہ آیا چوبیس پنجہ حربہ آتشین سے اوس فوج پر مثل بھق گرنے لگے اور ہر ساحر بار سحر کی دینے لگا پھر تو قیامت کبری برپا ہوئی دم بھر مین ہزارہا لاش گر گئی تیغ تیز نے غلاف سے نکلکر مثل عروس زیبا گھونگھٹ سے جلوہ دکھایا ہزارہا مشتاقون نے گلے لگایا اجل کا بازار گرم ہوا سنگ جسم بھی آہن تیغ سے نرم ہوا جو ہر شمشیر پھندے دام مرگ کے بنے ہزارون طائر جان پھنسے صیاد اجل نے اُڑتی چڑیا پھانسی روح روان بھی بھاگنے نہ دی قفس تن مین پھڑپھڑا کر رہی شمشیر مثل سیماب بیتاب سیم جان جسکی تاب سے آب آب کشتہ ہر ایک زندہ دھوکنی ہر قالب بسمل زمین پر طپیدہ ترک فلک کو نہایت بیم دل جوزا کا خوف سے دو نیم سمند تیغ کی میدان مین روانی روح رستم و سہراب کو زیر زمین سرگردانی و پریشانی کہ

نظم

لکھون جو بیان ریزش خون　ق　تب زنگ قلم ابھی ہو گلگون　　تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار　　تلوار کو وان جو عزم کین تھا　　دم خنجر برق مین نہین تھا
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ　　خاکستر ابر مین فسردہ　　وہ تیغ تھی یا کہ آہنی پل
روحون کا گذر تھا اور سیہ بالکل

آخرکار بہت جرار اس لڑائی مین کام آئے اور بہت بھاگ کر اطراف مین جانب کوہ و صحرا گئے تمام لشکر تباہ و برباد ہوگیا سرکش نے قلعہ کی جانب رُخ کیا اہل قلعہ ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت ہوے کہ ہم بے قصور ہین راہ عناد سے دور ہین اسنے کھڑے کھڑے تمام قلعہ تسخیر کیا خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کرکے خزانہ قلعہ سے بار کراکر زیور و مہرخ کو بطوق و مسلسل کرکے عرادہ پر بٹھاکر یہان سے کوچ کیا

یہ تو ادھر سے روانہ ہوا اُدھر جب ہنگام سحر ہوا تھا تو قران و برق بھی درۂ کوہ سے نکلکر قلعہ آراستہ کی طرف چلے تھے مگر علحٰدہ علحٰدہ روانہ ہوے تھے اور برق ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر چلا جاتا تھا کہ راہ مین اسکو ڈیڑھ سو جادوگرنیان ملین اونمین ایک شہزادی تھی برق نے پہچانا کہ ملکہ گلعذار جادو ہے پس اوس کے قریب آیا اور کہا اے ملکہ سُنا ہے کہ قلعہ آراستہ پر بڑی لڑائی ہوئی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ مین بھی اُسی طرف سے چلی تھی مگر یہ خبر سُنکر کہ سرکش نے زیور دھرخ کو پکڑ لیا ہے مین یہان ٹھہر گئی ہون اب سرکش کا حال اچھی طرح معلوم کرلون تو آگے بڑھون برق یہ حال سُنکر اوس سے رخصت ہوکر آگے بڑھا اور لشکر سرکش ڈھونڈھتا ہوا چلا آخر ایک دامن کوہ مین فوج اُتری ہوئی پائی اسنے ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک ساحر ملازم حیرت کی ایسی بنائی اور ایک رقعہ لکھکر کمر مین رکھ لیا اور داخل لشکر ہوا دیکھا تو بہت رونق ہے بازارین کھلی ہین جھنڈے گڑے ہین کٹورا کھنکتا ہے سوار پیادے بستہ جاتے ہین لین پڑی ہے گھوڑے شیہے بھرتے ہین کوتوالی چبوترہ بیچ مین ہے انتظام و بندوبست ہرطرح کا ہو رہا ہے سپاہیون کے بستر پر دائرہ بچتا ہے چکارہ جلتا ہے ہر سمت چہل پہل ہے خیمہ و بارگاہ نصب ہین بارگاہ بلند رتبہ سرکش کی آراستہ ہے سراپچے اُس کے اُٹھے ہین وہ سامنے تخت کے بیٹھا سیر لشکر کی دیکھ رہا ہے اُسنے اسکو دیکھکر قریب جاکر سلام کیا اور رقعہ کمر سے نکال کر دیا کہا یہ میرے پاس سند ہے کہ مین اور میرا بھائی ملازم حیرت ہین چنانچہ مین سیر دوست ہون اب وہان نہ جاؤنگا اگر آپ نوکر رکھ لین تو آپ پاس رہون اُسنے یہ حال سُنکر کہا کہ اچھا رہو گھر ہے تمھارا جاؤ سامنے خیمہ مین کمر کھولو اور کسل راہ سے آسودہ ہو کل تمھاری تنخواہ تجویز کرکے مقرر ہو جائے گی برق سلام کرکے اوس خیمہ مین گیا وہان اور بھی ملازم سرکش تھے اُنھون نے حال سُنکر اسکو بٹھایا اُسنے بستر اپنا لگایا جب دشت نوردِ مہر نے بستر اپنا خیمۂ مغرب مین جمایا بیت اُٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی + ہوے مصروف راحت مرغ و ماہی اہل لشکر آب و خورش سے فارغ ہوکر آرام پذیر ہوے جب زیادہ رات گئی برق عازم ہوا کہ اب اوٹھکر خیمہ سرکش مین جاؤن اور اُسکو بیہوش کرون چنانچہ اس عزم پر اوٹھنے جو لگا بیچ کا دھڑ رہ گیا اُٹھا نہ گیا کس لیے کہ سرکش سحر کرکے سویا ہے کہ بارادۂ ضرر رسانی کوئی مجھ تک نہ آسکے برق نے رات بھر مین کئی مرتبہ ارادہ کیا مگر اوٹھا نہ گیا ناچار سو رہا جب سمند کہنہ لنگ فلک نے گردش کرکے منزل شب تمام کی اور طفلک خورشید نے رات کے پیٹ سے پاؤن نکالے کہ بیت نکلکر خیمۂ مشرق سے یکبار + ہوا پھر فلک بھی گرم رفتار + صبح کو سرکش اوٹھا اور سحر اوسنے برطرف کیا برق مین بھی قوت اٹھنے کی آئی سب ملازم اُٹھے یہ بھی اُٹھکر احتیاج سے فارغ ہوکر سلام کرنے سرکش کو گیا اور وہان ٹھہر کر تعریف صحرا و کوہ کرنے لگا کہ واہ کیا سبزہ زار ہے طرفہ بہار ہے شکار سے جنگل قابل سیر و شکار ہے سرکش کو بھی اسکی باتون سے ہوا لگی خواہش صید افگنی ہوئی تیر و کمان لیکر مرکب پر سوار ہوا نوکر اسکے شراب و کباب و فرش وغیرہ لیکر پیچھے چلے اور یہ دشت مین آکر تیر سے نخچیر کرنے لگا برق اوسکو ایک درہ کوہ کی طرف لگا کر لایا اور ایک ہرن کے پیچھے بیدل دوڑا ہرن درہ مین بھاگ کر گیا اس نے

درّہ مین جاکر کھال مادہ ہرن کی نکال کر پہنی اور آواز بھی ویسی ہی بنا کر بولی بولی آہو گم گیا اور قریب اس کے آیا اسنے ہاتھ اپنا اُس کھال سے نکال کر کمند ماری کہ ہرن پھنسا اسنے کھال اوتار کر اُسکو ذبح کیا اور پکارا کہ آئے شہریار آئیے مین نے شکار مارا سرکش گھوڑے سے اوتر کر اندر درے کے گیا اور اس سے بہت خوشنود ہوا کہ اسنے پیدل ہرن کو کمند سے پکڑ لیا پس وہ ہرن اُٹھا کر باہر درے کے لایا اور فرش بچھوا کر بیٹھا برق نے ہرن کو صاف کرکے کباب اُسکے لگائے اور تمام گوشت آغشتہ بدارو بیہوشی کردیا اس اثنا مین ملازم اور رفیق بھی سرکش کے آئے ہر ایک نے شراب پی اور وہ کباب آہو تعریف کرکے کھائے سرکش نے بھی دو کباب اُٹھا کر کھانے کا قصد کیا اوسی وقت دو پنجے پیدا ہوے اور ہاتھ سے کباب چھین لیگئے برق نے یہ دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر نے سحر کیا کہ یہ بیحس ہوگیا اوسنے پھر سحر پڑھ کر پوچھا کہ تو کون ہے برق پر جادو اثر کرچکا تھا قبول دیا کہ مین برق عیار ہون سرکش نے کمند سحر سے اسکو باندھ دیا اور وہ ہرن پھنکوا دیا جو لوگ کباب کھا کر بیہوش ہوے تھے ان کو ہوشیار کیا اور شراب پینے اور کباب کھانے لگا جو شکار کہ سامنے آتا اُسپر نشانہ تیر کا لگاتا یہ تو اس شغل مین ہے لیکن گلعذار جو چلی آتی تھی مفصل حال زیور کا دریافت کرکے قلعہ آراستہ کی طرف پھری اور سرکش کی طرف چلی کہ بن پڑے تو اوسکی منت خوشامد کرکے شاہ طلسم پاس جاؤن اور جان اپنی بچاؤن عرض کرون کہ میری خطا کچھ نہ تھی عیارون نے مریخ کو قتل کیا اے بادشاہ آپ کتاب سامری مین میرا حال دیکھیے اگر میرا گناہ کتاب مذکور مین نکلے تو مجھکو سزا دیجیے پس شاہ طلسم کتاب سے حقیقت دریافت فرماکر قلم عفو جرائد گناہ پر پھیرینگا زندگی پہ تیری حرف نہ آئیگا الغرض یہ تجویز کرکے عنان سمند عزم کو قلعہ آراستہ کی طرف سے منعطف کرکے باغ سیب کی سمت روانہ ہوئی اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچی کہ اوس کوہ کے درہ سے راستہ تھا اور اُس درہ کو شاہ طلسم نے سحر سے مسدود کردیا ہے کہ دامن کوہ مین میری سیرگاہ ہے ہرکس وناکس کا آنا ادھر اچھا نہین ملکہ مذکور نے جو اس درہ کو بند پایا سحر پڑھ کر راستہ پیدا کرنا چاہا ازبسکہ وہ مسحور بسحر شاہ جادوان تھا کیک کھُل نہ سکا اوسوقت اُسنے پوجے کا سامان منگایا دو ایک سور ذبح کرکے پھر لہو اُسپر چھڑکا زمین پر چوکا دیا اپنے جسم پر ملا اور لہنگا پہنا ساری اوڑھی ہنسلی جمشید کے نام کی گلے مین پہنی اور سحر خوان ہوئی بعد کچھ دیر کے اتنی تاثیر ہوئی کہ ہمراہی تو اوسکے نکل نہ سکے لیکن یہ اکیلی اوس درہ سے نکلگئی اور خیال کیا کہ جب تو خدمت بادشاہ مین پہونچے تو بادشاہ سے عرض کرکے ساتھیون کو بُلوا لینا فی الجملہ یہ تو اُدھر سے چلی اور سرکش اُس طرف سے آتا تھا اس نے چاہا کہ مین بہیئت گدائی لہنگا پہنے شکستہ حال ہون اُسکے لشکر مین جاکر تبدیل لباس کرکے شاہ پاس جاؤن یہ اگر اس پریشانی سے دیکھ لیگا تو کچھ حجاب چندان نہین کہ تنہا ہے مگر دربار شاہی مین ہزارہا ساحر ہوگا وہان بڑی ندامت ہوگی یہ سوچ کر اُسکے لشکر مین آئی ساحر مذکور دربارگاہ پر فرش بچھائے صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اسکو اس حیثیت سے دیکھ کر حیران ہوا مگر شناخت کرکے اوٹھا اور بتکریم تمام پاس اپنے بٹھایا جام شراب پیش کیا اور حال اس پریشانی کا پوچھا گلعذار نے جملہ کیفیت بیان کی اسنے کہا اے ملکہ جس عیار نے کہ مریخ کو مارا ہے

اسکو مین نے گرفتار کیا ہے اسنے کہا پھر وہ موا برق کہان ہے اسنے حکم ساحرون کو دیا کہ وہ عیار مذکور کو سامنے لائے اور اُسنے آکر دیکھا کہ ایک ساحرہ لہنگا پہنے خون جسم پر ملے بحالت خراب برابر سرکش کے بیٹھی ہے برق کو اُسکی صورت دیکھکر عیاری سوجھی کہ اس ساحرہ کی صورت اسوقت اس قابل ہے کہ اُسکو متہم بشکل عیار کیا جائے تو زیبا ہے پس جب گلعذار نے اسکو ڈانٹا کہ کیون اوستیاناس گئے مرتیخ کو تو نے ہی قتل کیا اسنے ہنسکر کہا کہ کیا تم نہین جانتے میرے بھائی ایک ہین اونکے بعد سے واصل جہنم ہوا اور ابھی جبکہ کام کو تم آئے ہو جلدی اسکا انتظام کرو نسود دست ہین تو ہزار دشمن ہین لیست دلعل لگانا اچھا نہین یہ کلمہ سنکر سرکش کو کچھ مطنہ ہوا اور کہا او عیار یہ تو نے کیا کہا اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین وہ مقرر آوین پر آدین ملے سرکش اب بچنا تمھارا مشکل ہے بھلا خدا کو دیکھا نہین تو عقل سے پہچانا ہے ملکہ گلعذار پر کیسا ہی وقت کیون نہ پڑتا مگر اس طرح لہنگا پہنکر نہ آتی مثل مشہور ہے کہ ہاتھی لاکھ لٹے گا جب بھی سوا لاکھ کا یہ تقریر سنکر سرکش گھبرایا اور نہ اوسکے ملازم ساحر جو بیٹھے اوسمین سے بھی ایک ساحر نے اُسکے کان مین کہا کہ یہ عیار سچ کہتا ہے حضور ہم بھی آپکے پرانے نوکر ہین نمک حلال ہین ضرور یہ کوئی عیار ہے جو گلعذار کی صورت بنکر آیا ہے اب سرکش کو بالکل یقین ہوا کہ یہ ملکہ بیشک عیار ہے اور ایک گولا جوے سے نکال کر گلعذار پر اس نے مارا گلعذار ساحرہ زبردست ہے اوسنے اُف جو کیا گولا سرد ہوکر گر پڑا اور یہ خود غرق زمین ہوئی اور بعد لمحہ کے جو زمین سے نکلی ایک بھال بنکر نکلی اور پیٹ مین سرکش کے سماگئی وہ ہرچند سنبھلا نہ بچ سکا تڑپ کر ہلاک ہوگیا صداہاے مہیب گیرودار کی بلند ہوئین اور فوج کے لوگ دوڑے گلعذار نے تابیغ و ترنج مارنا شروع کیے اور مرنے سے ساحر مذکور کے ملکہ زیورہ و مہرخ بھی رہا ہوگئین اور لڑنے لگین بہت سے ساحر لشکر کے مارے گئے آخر وہ لشکر بے سردار تھا کچھ لوگ بھاگ گئے اور کچھ طالب امان ہوے اُنکو امان دیکر ملازم اپنا کیا اور ملکہ گلعذار سے زیورہ و مہرخ ملین اور کہا اب یقین افراسیاب زندہ نہ رکھے گا کہ تم نے سرکش کو مارا ہے اب تم ہماری شریک ہو جاؤ اوسنے منظور کیا اور زیورہ نے قسم اوس سے لی کہ اب کوئی دغا نہ کرنا پھر بارگاہ مین سرکش کی یہ تینون داخل ہوئین اور جلسہ عشرت منعقد کیا دو روز کے بعد کوچ کرکے لشکر مہرخ کی طرف روانہ ہوئین یہ تو بجشم و خدم اپنے لشکر کو روانہ ہوئین لیکن خبر مرگ مرتیخ بیون نے افراسیاب کو پہونچائی بعد اس خبر کے لاش سرکش کی آئی بادشاہ فرط غضب سے کانپنے لگا اور ملکہ صنعت سے کہا کہ اب تم جلد جاؤ اور ماہی پر زاد کو گرفتار کرو مین ان نمک حرامون یعنی زیورہ وغیرہ کو قید کرا کر بلواتا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی اور اُسکو وا کیا تو اوسمین کچھ ماش رکھے تھے پس ایک دانہ اوسمین سے لیکر زمین پر اسنے مارا کہ وہ دانہ غرق زمین ہوگیا اور اوسی جگہ سے ایک شعلہ آتش کا پیدا ہوا کہ رنگ اوس شعلہ کا سبز تھا کچھ عرصہ مین ماش کے درخت کی طرح وہ شعلہ پھیل لایا اور پھلیان پختہ ہوکر خشک ہوئین شاہ نے صنعت سے فرمایا یہ پھلیان توڑ کر دانہ نکال لو اور دریاے سحر ماہی کے کنارے جاؤ پہلے ایک دانہ دریا مین پھینکنا پانی مین جوش و خروش پیدا ہوگا اسوقت چھ دانہ

اور پھینکنا یہ کہکر کچھ کان مین بھی کہا اور سحر کیا کہ ایک پنجہ سبز رنگ پیدا ہوا اوس پنجہ سے حکم دیا کہ جب صنعت دریا سے ماہی کو نکالے اور اُسکی حمایت کو بحرین آئے تو تمکو تم اُٹھا لانا یہ حکم سنکر پنجہ غائب ہوگیا اور صنعت دانے ماش کے لیکر چلی بعد اوسکے جانے کے شاہ نے سحر پڑھا ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا اُسنے حکم دیا کہ جاؤ ساحران طلسم کو اطلاع دو کہ گلعذار و زیور و مہرخ اپنے لشکر مین آتی مین اونکو روکین اور قید کرلین اور مجکو خبر دین یہ حکم پاکر وہ ساحر بھی غائب ہوگیا حال اُسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا صنعت بدطینت کا مذکور ہوتا ہے کہ یہ بدسرشت کنارے اوس بحر کے پہونچی اور ایک دانہ ماش کا پہلے پھینکا دریا مین شور و غل اور تلاطم پیدا ہوا اور بحرین جادو دریا مین تھا دانہ کے گرتے ہی تڑپکر کنارے پر آیا اُسوقت ایک آواز کڑاکے کی آئی اور وہ پنجہ سبز جھپٹکر گرا اور اوسکو اُٹھا کر لے گیا پھر صنعت نے وہ چھ دانہ دریا مین مارے پانی اوس بحر کا روغن کی طرح جلنے لگا اور دریا خشک ہوگیا ماہی پریزاد ظاہر ہوئی اس طرح سے کہ ایک دانہ ماش کا مثل شعلے کے چمکتا ہوا جما تھا اور تین دانہ ایک پہلو مین جمے اور تین دوسرے پہلو مین جمے تھے مچھلی بالکل بیدست و پا اور بے قابو تھی صنعت نے اُسکو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوئی لیکن دریا کے خشک ہونے سے لشکر جو کنارے بحر کے اُترا ہوا تھا اُسکو خبر ہوئی اور ملکہ بہار نے بھی سُنا ضرغام عیار سے کہا کہ لشکر تیار کراؤ اور ماہی کو نہ لے جانے دو عیار مذکور نے کہا یقین ہے کہ شاہ کوکب اُسکی تدبیر کرے تم خاموش ہو رہو بہار کو اسکے اس منع کرنے سے تسکین نہوئی اور بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا آپ کیا غافل بیٹھی ہین ماہی پریزاد صنعت پکڑے لیے جاتی ہے جلد لشکر درست کرا کر چلیے مہرخ از بسکہ بنائی ہوئی عیارون کی ہے اصلی نہین ہے اسکو اتنی جرأت کہان جو لڑنے جائے ملکہ بہار کی بات کاٹ کر اور کچھ باتین کرنے لگی اتنا تو کہا کہ اچھا سمجھ لون گی بہار اس بے پروائی کو اسکی دیکھ کر ناراض ہوئی اور دل سے اپنے کہا کہ مجھکو کیا مطلب ہے جو اکیلی لڑنے کو جائے اور اپنی جان گنوائے پس رنجیدہ ہوکر بارگاہ سے اُٹھی اور اپنے خیمہ مین آکر بیٹھ رہی ادھر ملکہ حیرت نے خبر سُنی کہ اس طرح ماہی گرفتار ہوئی اسنے اپنے سردارون شہاب وغیرہ سے کہا کہ فوج کو مسلح و مکمل رکھو اسلیے کہ شاید بہار وغیرہ کچھ فساد کرین اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ اہل اسلام سے کوئی آمادہ نبرد نہین ہے یہ خبر سُنکر اسنے بھی تامل کیا اور صنعت ماہی کو گرفتار کیے سامنے بادشاہ کے لائی شاہ کے پاس اوسوقت باغبان و گلچین و وہم وغیرہ بہت سے ساحر حاضر تھے سب نے تعریف کی کہ آپکے سحر کا مثل و نظیر نہین ہے اس اثنا مین پنجہ بھی بحرین کو لایا شاہ نے فرمایا کہ اے پنجہ سحر چھوڑ دے اسکو پنجہ نے چھوڑ دیا شاہ نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک ٹکڑا ابر آسمان پر ظاہر ہوا اور برستا ہوا نکلگیا وہ پانی جو بحرین پر پڑا پانون اُسکے زمین مین گڑ گئے اور ہاتھ مین ہری ہری شاخین اور کونپلین نکل آئین سبز سبز پتون سے تمام جسم عجیب کیا سبز بختی پر خزان آگئی سیہ بختی نے یہ بہار دکھائی بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ ایک عورت اُڑتی ہوئی آئی ہاتھ مین اُسکے ایک جام زرین تھا اور پانی سے لبریز تھا شاہ نے صنعت سے کہا کہ اس جام

مین ماہی کو ڈال دے اوسنے ماہی کو جام مین ڈال دیا مچھلی نے غوطہ مارا وہ ساتون دانہ ماش کے جسم سے چھوٹکر مثل گل لالہ کے ہوے اور اوپر کاسہ کے تیرنے لگے ماہی پریزاد غوطہ مارکر جو ابھری چاہا کہ جام سے نکلجاوُن لیکن وہی پھول اسکو دام نظر آئے دیکھا تو جال آگ کا کاسہ پر پڑا ہے ہرچند ماہی نے زور کیا مگر نہ نکل سکی اور بادشاہ نے للکارا کہ او مچھلی تجھکو کچھ میرا خوف نہ تھا کہ مین شاہ ساحران ہون تو مجھ سے مقابلہ کرنے آئی۔ ماہی نے کاسہ سے سر اونچا کرکے جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم مطیع و منقاد بادشاہ کوکب ہین اور نمک حلال ہین ہماری قضا اگر تیرے ہاتھ ہے تو ناچاری ہے شاہ نے فرمایا کہ مین اس مچھلی کے کباب کھاوُنگا اب وہ نمکحرامہ مہرخ بھی پکڑ آئے تو اسکو مارون یہ کہہ کر مصروف عیش و عشرت ہوا مگر اب حال ماہی پریزاد کی رہائی کا سُنیے کہ ایلچی یعنے طاق طومطراق جو قلعہ آراستہ پر سے نادم و خجل ہوکر روانہ ہوا تو اوسی راہ سے جو بہت نزدیک کی ہے اور افراسیاب نے اوسکو بتلائی ہے یہ قریب ملک کوکب پہونچا شاہ کوکب نے نامہ ملکہ بران کو لکھا کہ ایلچی افراسیاب کا پھر آتا ہے تمکو چاہیے کہ جاہ و جلال اپنا ایلچی کو دکھاوُ اور خواجہ عمرو کا بھی رتبہ اُسکو دکھاوُ کہ شاہ ہوش ربا خبر سُنکر رشک کرے اور ایلچی اگر نامہ تمھین دے تو پڑھکر جواب جنگ کا دینا اور اگر مجکو نامہ دینے کو کہے تو میرے پاس اُسکو آنا اور اب ہرزان وزیر کو فوج دیکر روانہ کرو کہ وہ پیشوائی کرکے ایلچی کو لائے یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے وزیر مذکور کو طلب کیا اور حکم بادشاہ سنایا وزیر آداب بجا لاکر چلا اور باہر آکر پانچہزار ساحر سواران جوہرپوش کو اپنے ہمراہ لیکر مع تزک و احتشام کے روانہ ہوا نقیب اور پیادل ہمراہ ڈنکا بجتا آبپاشی ہوتی بڑی چہلک دکسے سپاہ کو بمقتضائے

نظم

خدام و مصاحب و اراکین | پہنے ہوئے جامہائے زرین
شلک کی صدا وہ چرخ فرسا | گردون پہ اچھل پڑے مسیحا
آئینۂ دل ہوا مصقل | آئے جو نظر سوار و پیدل
راکب تھے تمام برق رفتار | پیدل تھے روان نسیم کردار

باین تجمل و شوکت وزیر باحشمت دروازہ ظلمات طلسم سے باہر نکلا تو لشکر ایلچی کا ڈانڈے پر اپنے طلسم کے آکر ٹھہرا تھا ایلچی سے ملاقات ہوئی اور وزیر نے عرض کیا کہ لشکر جو آپکے ہمراہ ہے اسکو اسی مقام پر چھوڑیئے اور آپ تشریف لے چلیے ایلچی نے غور کیا کہ لشکر سمیت جانے کی ہٹ کرنا فضول ہے اس لیے کہ اگر اسنے راستہ نہ دیا تو لڑائی ہوگی اور لڑنیکا مجکو حکم نہین ہے بس تنہا چلنا چاہیے کیونکہ مین قاصد ہون اور قاصد کو کسی نے ضرر نہین پہونچایا ہے ایسا کچھ تجویز کرکے ہمراہ وزیر روانہ ہوا اور وزیر اسکو لیکر اسطرف چلا کہ جدھر بران نے حکم دیا یعنے کہہ دیا تھا کہ قلعہ ہفت رنگ مین نہ لانا باغ فولاد مین لانا فی الجملہ بعد کچھ عرصہ کے وزیر اور ایلچی قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اور اوسکے درہ سے گذر کر ایک پھاٹک عظیم الشان سامنے

نظر آیا وزیر نے آگے بڑھکر کچھ افسون پڑھا کہ وہ پھاٹک کھلگیا یہ مع ایلچی جب داخل دروازہ ہوا دیکھا تو اسب سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہے رفعت پہ قلعہ کی چرخ بریں رشک کھاتا ہے وہان ہزارہا ساحرون کا پہرا ہے فوج اُتری ہے سارا قلعہ مستحکم بنا ہے غرض وزیر ایلچی کو لیے ہوے داخل قلعہ ہوا ایلچی نے عجب ایک دیار یادگار روزگار دیکھا کہ جسکا نظیر پردہ دنیا پر کبھی چشم خیال نے بھی نہ دیکھا تھا ہر قصر رفیع کی دہلیز کے روبرو پست آسمان گنبد فلک ہر مکان کے قبہ پر بلا گردان جو دروازہ تھا وہ باب فیض جاوید تھا جو روزن تھا وہ حاجت روائے چشم امید تھا ہر در سے خوبان عالم کا برآمد ہونا گویا مطلع آفتاب انور وہ دروازہ ہر دکان جوش صفا سے غیرت بخش آغوش حور تھا شائیون کی آنکھ مین جسکے نظارے سے نور خلقت کی کثرت راستون کی صفا سے نفاست ہر سڑک شرمندہ کن کہکشان فلک بازاریون کی پوشاک مین مثل انجم کے چاک نظم

ہر چشم کو شوق سیر بازار
صرافون کی بار بار چاندی
آراستہ ہر طرف دکانین
دلال سے لڑ پڑا خریدار
القصہ وزیر کی سواری
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
شوکت نے جو کی ادب سے درخواست
گوشے مین ہراک غریب ٹھہرا

ہر ایک دوکان مین سو خریدار
ہر ایک دکان مین بھاری بھاری
دلالون کی اور رہی زبانین
ہر ایک دکان نئی نیا فرش
گلشن مین چلی ہوا بہاری
پیدا جو ہوا بچہ کا تھا غل
رہرو ہوے پیچ سے چپ و راست

زر بیحد و بے شمار چاندی
پٹھا پھکا بنت کناری
سودے مین ذرا ہوئی جو تکرار
کمخواب کے تھان جا بجا فرش
آواز نقیب کی یہ صورت
چہکار رہی تھی صاف بلبل
پانی ہوا رعب سے جو زہرا

یہ تو اس طرح سے روانہ ہین لیکن ملکہ بران بعد روانہ کرنے وزیر کے عمرو کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھی اور اپنے مکان دلستان سے نکلکر ایک سمت روانہ ہوئی یہان تک کہ قریب قصر دار الامارہ پہونچکر ایک اور مکان مین آئی اس مکان مین ایک حجرہ مقفل تھا اُسکو وا کیا اندر جاکر جو دیکھا تو ایک کنوان پختہ بنا تھا لب چاہ یاقوت سرخ کا نظر آیا چار برج کنوئین پہ بنے تھے ہر ایک برج کو رشک برج دیو عمرو نے پایا ملکہ اوس کنوین مین خواجہ کا ہاتھ تھام کر کود پڑی تا دیر دونون غلطان و پیچان چلے گئے جب تہ سے پانون آشنا ہوے وہان اور دروازہ یاقوت احمر کا لگا تھا اسکو ملکہ نے کھولا اور قدم آگے بڑھایا خواجہ کو باغ جنت نظیر نظر آیا کہ چار دیواری اوس گلشن رشک فردوس کی فولادی ہے لیکن ایسا فولاد کو صاف کیا ہے کہ آئینہ سے بہتر مصفا ہے اشجار باغ اور طائر سب فولاد کے ہین پتے درختون کے اور پر طائرون کے برنگ مرآت صورت نما چمکتے ہین آنکھین جانورون کی یاقوت کی ہین اور منقارین مثل خنجر آبدار کے تیز اور دمکتی ہین ہر سمت جوش بہار ہے جو پھول ہے وہ فولاد کا ہے مگر قطعدار اور مزیدار ہے جو پھول ہے وہ خوشبودار اور پر بہار ہے روح سکندر ہ فدا ہے اُن پھولون پر دیجاے تو بجا ہے گو رہ پر اُسکے انھین پھولون کی چادر چڑھائی جاۓ تو روا ہے شاہد بہار کے سنگار کرنے کیلیے ہر شجر آئینہ دکھاتا تھا یا تیغہاے فولادی شاخسار کی لیکر ہمہ تن تیغ جوانان چمن خزان کا استیصال چاہتے سبزہ فولاد

فولاد دل کرنے پر آمادہ تھا کہ نظم

وہ باغ کہ جسمین سرو کو ناز
جادو ثمر اور برگ اعجاز
مثل دل عارفان کشادہ
گلزار بہشت سے زیادہ
وہ بلبل و گل مین خوش بیانی
بحث ارنی و لن ترانی
خمیازۂ حور نہر کی موج
طوبے کا ہر ایک نخل مین اوج
خورشید ہر ایک گل کا رخسار
سنبل کو دماغ گیسوے یار
ہر آئینہ رو روشن وہ شفاف
جو چاہے وہ چہرہ دیکھے صاف
وہ قصر تھا جلوہ گر چمن مین
جیسے دل صاف قصر تن مین
آراستہ اوسمین فرش دیبا
بنگلا تھا کہ نو عروس زیبا
یون گرد تھین چلمنین نمایان
جس طرح کہ گرد چشم مژگان

اوس قصر مین چار سو ذنگل فولادی بچھا تھا اور ہر ذنگل پہ ایک ایک پہلوان فولاد بدن بیٹھا تھا جسم ہر ایک کا آئینہ کی طرح چمکتا تھا ہر ایک مسلح و مکمل اوسی بنا تھا مگر کردگار بالکل نقش دیوار ہر ایک فولاد کا پتلا تھا اور وسط باغ مین ایک چبوترہ فولاد کا بنا تھا اوسپر ایک سفینہ فولاد کا رکھا تھا اور پہلو مین چبوترہ کے ایک نہر رواں تھی صفا مین بہ از گوہر غلطان ملکہ خواجہ کو لیکر اوس حوض مین کود پڑی اور کئی غوطہ لگائے خواجہ نے دیکھا کہ میرا جسم بھی سب فولاد کا ہوگیا ہے اور ملکہ بھی فولاد کی ہوگئی ہے غرضکہ ملکہ نہر سے باہر اسکو لیکر نکلی اور اندر اوس قصر کے آئی وہان ایک تخت جواہر نگار گسترده تھا اور طاقون پر ہزارہا شیشہ سبز و سرخ برنگ متلون چنا تھا انمین سے ایک شیشہ ملکہ نے اوتارا اسمین آب سبز رنگ بھرا تھا اوس پانی کا چھینٹا سب پتلہاے فولادی پر ملکہ نے دیا کہ وہ سب مثل انسان بنے کھڑے ہوکر آداب بجا لائے اور سامنے باادب استادہ ہوے اور ملکہ اوس تخت پر جلوہ فرما ہوئی پہلو مین خواجہ کو بٹھایا اس عرصہ مین اوس قصر کے ایک گوشہ مین سے دو سو زنان مہر دیدار پیدا ہوئین کہ ہر ایک شیشہ دل کو سنگ ستمگری سے چور کرنے والی ادا اہل ریک کافر کیش کی نرالی چال متوالی زلفین ہر ایک کی کالی کالی زلف کا دوش پر لٹکنا طائر دل کا شکار کرنا صیاد کا دام بردوش ہوکر چلنا چہرہ ہر ایک کا فروغ مین برق حیا کی تصویر از قدم تا فرق کہ نظم

ہر شاہد گلعذار و گلپوش
خندان لب نمکین و خاموش
مغرور جمال و مست بادہ
ابرو کہ در جان کشادہ
پیراہن سرخ پر جواہر
تارے ہوے تھے شفق مین ظاہر
ذرے تھے کہ سو چراغ روشن
افشان کی چمک سے باغ روشن

یہ سب نازنینان حور سیر بھی فولاد بدن ہین پس ملکہ کو تسلیم کرکے اپنے اپنے مقام پر حسب رتبہ ٹھہرین بعد بہت سی گلعذار جام بادۂ خوشگوار سے لبریز کرکے شراب پلانے لگین ملکہ نے حکم رقص ہونے کا دیا کہ اس اثنا مین ہرزان ایلچی کو سیر شہر کی دکھاتا اس باغ کے در پر لایا ایک دروازہ اس باغ کا اس شہر مین ہے اور دوسرا دروازہ کنوئین کے اندر ہے کہ جدھر سے ملکہ آئی ہے اور اس راہ سے کوئی سواے ملکہ کے آ بھی نہین سکتا ہے غرضکہ مذبر مسطور در باغ پر ایلچی کو ٹھہرا کر اندر آیا ملکہ کو تسلیم کرکے حال آمد ایلچی گذارش کیا حاضر ہونے کا شرف نفاذ پایا وزیر جاکر اندر باغ کے ایلچی کو لایا گلشن کے عجائبات دیکھ کر طائر ہوش ایلچی اوڑ گیا رنگ رخ غیرت سے مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا اسپ پہ گذر آہ سرد ہوا سواری سے اوتر بارہ دری مین آکر

ملکہ کے جاہ و جلال کو دیکھ کر اور زیادہ گھبرایا عمرو کو داہنی جانب برابر ملکہ کے بیٹھے پایا رعب و داب سے تاب
نہ کر سکا سر نیاز بہر آداب جھکایا اور مثل خادم کمترین کھڑا رہا جب حیرت نے دامن چھوڑا اور حواس درست ہوئے
اسوقت لب پر دعا و ثنا سے بادشاہی اس طرح لایا کہ بمقتضائے **قطعہ**

اے جسم تو جان آفرینش
حکم تو روان آفرینش
درگاہ سپہر احتشامت
ملجاؤ مکان آفرینش
یک ریزہ زخوان نعمت لست
ہر نعمت خوان آفرینش
بر سینۂ دشمنت نشیند
ہر تیر کمان آفرینش

ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا یہ بادب ایک ڈنگل پر بیٹھ گیا ملکہ نے حکم دیا کہ
جام آب کو دو ایک ساقی عشوہ گر دپیمان شکن یعنے **زن جادو فن** نے پیمانہ ہوشربا اسکو دیا اور گوشہ قصر سے کافر
کیشان مست ادا رقصان مہر سیما و سیمین تنا ظاہر ہو کر ناچنے گانے لگیں **ابیات**

دل سے گئیں ایک تھاپ کے ساتھ
طبلے پہ انھون نے جب رکھا ہاتھ
گامین تو ہوا کا بند رستہ
کیا مین بجاتی تھین خوش آئین
یا رب تھے دو دو چشم بد بین
موجود تھا راگ دست بستہ
ہر راگ روان تھا صورت رود
بھوپالی ہو کا نہ تھا کہ کا مود
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

بعد کچھ دیر کے ملکہ زبان مدارات بیان سے یون دُرفشان ہوئی کہ لاؤ کسکا نامہ تم لائے ہو سناؤ کیا پیام سنانا چاہتے
ہو ایلچی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ مجکو نامہ دینے مین کچھ عذر نہین مگر حکم میرے مالک کا شاہ عالیجاہ یعنی آپکے قبلہ گاہ
کو نامہ دینے کا ہے ہر چند کہ آپ اونکی دختر نیک اختر ہین لیکن مجکو بجا آوری حکم اپنے مالک کی ضرور چاہیئے ملکہ نے یہ
تقریر سنکر ایک پتلہ فولاد کا خدمت **کوکب** مین روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ایلچی نامہ حاضر خدمت ہو کر دینا چاہتا ہے
پتلا بادشاہ پاس گیا اور پیام ملکہ عرض کیا شاہ نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہو ایلچی کو ہمراہ وزیر میرے پاس بھیدین اور
آپ **عمرو** کو لیکر باغ عیش مین آئین پتلے نے یہی جواب آکر ملکہ کو دیا ملکہ نے ایلچی اور وزیر کو رخصت کیا اور آپ
خواجہ کو ساتھ لیکر چلی مگر چلتے وقت ایک شیشہ طلب کر کے پانی سرخ رنگ اوسمین سے لیکر اُن پہلوانون پر
چھڑکا کہ وہ پھر بیہوش اور بیحس ہو گئے وہ مجمع سب برخاست ہوا ملکہ مع خواجہ اوس چبوترہ پر آئی کہ جس پر بیضہ
رکھا تھا اور سحر پڑھ کر اُس بیضہ پر پھونکا کہ وہ بیضہ شق ہو گیا ملکہ مع خواجہ اسمین سمائی اور وہ بیضہ پھر برابر ہو گیا اور
جانب فلک اوڑا خواجہ کو اُسوقت کچھ معلوم نہوتا تھا کہ مین کہان ہون عالم بیخودی تھا یہان تک کہ بعد کچھ دیر کے
وہ بیضہ زمین پر اوترا ملکہ خواجہ کو لیکر اوسمین سے نکلی خواجہ نے دیکھا کہ ایک میدان سبزہ زار ہے صدہا فرسنگ تک
پھولون کی بہار ہے ہر طرف جوش بہار شادمانی د بہار نظر آتی ہے یا بہار عالم جوانی کی کیفیت دکھاتی ہے
سرمستان چمن محفل جمائے ہین چشم نرگس کے جام اوس بزم مین لگائے ہین سبزے کی بہار ہے نہرون کی سیر ہے نفس
گل کا داخلہ مع الخیر ہے جام گل مین شبنم بھری ہے سرو کی صورت مینائی ہے بلبلون کی بن آئی ہے بے پردہ فروغ
رخسار گل سے آنکھ لڑائی ہے ابر اٹھکھیلیان دکھلاتا ہے طاؤس مست رقص کر کے دل کو لبھاتا ہے نہرون کی
موجین تار ساز رباب ہین جلترنگ کے پیالے حباب ہین طرفہ بہار ہے شاہد گل سرشار ہے **نظم**

پتے ہین ہرے بھرے نمودار
پھولون کے بھرے بھرے ہین رخسار
ہے صحن چمن مین سنبل تر
رخسار پہ گیسوے معنبر
بیئل ہین لاجواب ہین پھول
مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
ہے تختہ لالہ زیب مین طاق
یا سینۂ داغدار عشاق
سوسن کو نہین خزان کا آسیب
محبوب کا ہے دہن مسی زیب
نسرین دمن بہار پر ہین
سرو قد نوخطان شجر ہین

جسمین قدر سبزہ ہی زمرد کا ہی اور گز گز بھر کے فاصلے سے یاقوت رنگ کے گھانس کی کیاری دی ہوئی ہی اور نوک ہر گھانس کے موتی پروئے ہین اور بیچ مین اس دشت فرحت آگین کے سات بنگلے اسطرح کے بنے ہین کہ ایک طرف کے بنگلون کے یاقوت گھونگھیان اور زمرد کے کٹہرے اور دوسری جانب کے بنگلون مین زمرد کی گھونگھیان اور یاقوت کے کٹہرے ہین اور ہر بنگلہ مین پردے مخمل سبز و سرخ کے پڑے ہین کہ کلابتون جواہر دوز زرنگار ہین ہر ایک بنگلہ خرم و دلکشا کسریٰ کے محل سے کہین عمدہ فریدون اوسکو اگر دیکھے غیرت سے پردۂ خاک مین منہ چھپائے کرسی ہر بنگلہ کی کرسی فلک کو شرمائے چمک دمک مین ہر ایک رشک برج قمر صفا مین دل عارف سے زیادہ صاف تر اونکی علوے رفعت کے روبرو چرخ مقرنس کا گنبد پست رواق آسمان بے رونق دبے بندوبست خوبی اون بنگلون کی کیا تحریر ہو الحق ابیات

آنے کا بیان نہین جو سامان
ہین قاف مین بیقرار پر بال
وسعت کا حساب ہے نہ حد ہے
حد ایک ازل ہے ایک ابد ہے
جھک جھک کے ہو دیکھتا عجب ہے
گردون مین ہو خم اسی سبب سے
عیسیٰ اگر آتے اس زمین پر
پھر جاتے نہ چرخ چارمین پر
دو ہین کہ کھلے ہین باب رحمت
دو پٹ ورق کتاب رحمت

ان بنگلون مین فرش رنگ برنگ کا نہایت صاف و ستھرا بچھا تھا پلنگین رنگین عمدہ تر مین مسند تکلف و زیبا قاقم و دیبا کا بچھا ملکہ نے قریب اُن بنگلون کے پہونچکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ہزار در ہزار پنجہ پیدا ہوا اور ان پردون کو باندھکر غائب ہوگیا اب دیکھا تو ہر بنگلے مین ایک ایک پلنگ جواہر کا بچھا ہے اس صورت سے کہ کسی پلنگ کا یاقوت سیروا ہے زمرد کی پٹیان اور موتیون کے پائے ہین اور کسی پلنگ کی پٹیان نیلم کی اور پکھراج کا سیروا ہے اور ہیرے کے پائے ہین اور ان پلنگون پر ایک ایک پری زاد حسن اُنکا خداداد دوپٹے آنچل پلو کے اوڑھے جوانی کی نیند مین غافل پڑی سوتی ہین اور گرد ہر پلنگ کے چالیس چالیس زنان یاسمین بدن آرام مین ہین پلنگ پہ جو لیٹی ہین وہ ملکہ پر آن کی کنیزین ہین اور پلنگ کے نیچے جو آرام مین ہین وہ کنیزون کی کنیزین ہین اللہ رے جاہ و جلال ملکہ پر ان کا کہ جس کی کنیزون کی خدمت مین چالیس پرستارے ہین غرضکہ پردے جب بندھے ہوا لگتے ہی وہ ناز سے بیدار ہوئین اور بعد انداز پلنگون پر سے اُٹھین انہی کنیزون نے انکا ہاتھ منہ دُھلایا چہرہ اُن کا چاند سا نکل آیا ایک ایک اُن مین قمر کو داغ غلامی دیتین شاہ حسن سے خراج لیتین دیار خوبی کی ہر ایک شہنشاہ کشور محبوبی کی پناہ عشاق اُنکے عشوے کی شاگرد بلا اُنکے زلفون کی بلا گرد

نظم

کیا خوب جبین ہے مطلع نور
رنگ رخ صبح جس سے کافور
شیرازہ لیے کتاب ہر ناز

فہرست جریدہ ہائے اعجاز
کیا خال نے بھی نام دکھایا
یان رہ گئی مردمک کسی کی

دونون رخ صاف باغ امید
زنگی پے سیر باغ آیا

گویا ہے قران ماہ و خورشید
زلف آئی جو رخ تلک کسی کی

جب وہ نازک بدنان مہ جمال کنگھی چوٹی سے درست ہوچکین شوقتہ خدمت ملکہ بران مین حاضر ہوکر تسلیم بجا لائین اور عہدے ہاتھ مین لے کر ساتھ چلین کوئی پنکھا ہاتھ مین لیے تھی کوئی مورچھل جھلتی کوئی اوگالدان کوئی مجمر سنبھالے کوئی دست پاک لیے ساتھ تھین اور ملکہ وہان سے آگے بڑھ کر ایک بنگلہ کے قریب آئی کہ وہ سراسر ہیرے کا تھا اور فرش عمدہ سے سجا شیشہ آلات آراستہ ایک جانب کو تخت جواہر آگین گستردہ تھا ملکہ اوس تخت پر آکر متمکن ہوئی خواجہ کو پہلو مین بٹھایا رقاصون کو بلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جما یہ تو بعشرت تمام یہان بیٹھی اور وزیر ایلچی کو لے کر جو روانہ ہوا باغ فولاد سے نکلکر ایک سحر اُسنے پڑھا آندھی سیاہ آئی اوسی کی تاریکی مین نہ معلوم دیا کہ کہان جاتے ہین جب وہ آندھی موقوف ہوئی اوسی بیشہ مین کہ جو باغ عیش ہے ایلچی پہونچ گیا اور ملکہ سریر عشرت پر جلوہ گر ہوئی تھی کہ خبر آمد ایلچی ہوئی ملکہ نے طلب کرا کر دنگل پر بٹھایا ایلچی حشمت و شوکت ملکہ دیکھ کر دنگ تھا سکتے کا سا رنگ تھا ملکہ نے یہان سے بھی خدمت بادشاہ مین ساحر بھیجکر کہلا بھیجا کہ ایلچی حاضر ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ ایلچی کو بارگاہ عیش مین ہمراہ وزیر بھیجو اور تم بھی مع خواجہ اسی جگہ پر آؤ یہ حکم سُنکر ملکہ نے رومال ہلایا وہ سب لونڈیان اپنے اپنے بنگلون مین چلی گئین اور پھر پیدا ہوے پردے بدستور گرا دیئے ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو لے کر آگے بڑھے وزیر ایلچی کو لیکر وہان سے اور آگے بڑھا ملکہ خواجہ کو ساتھ لیکر اون بنگلون سے نکلکر کچھ دور گئی تھی کہ ایک پہاڑ نظر آیا سر او سکا تا بچرخ برین بلند پایا اوسمین ایک درہ برنگ سیاہ تھا ملکہ اوسی درہ مین قدمزن ہوئی دیکھا اوس جگہ بالکل تاریکی ہے ملکہ نے اپنے پاس سے ایک تختی الماس کی نکالی اور اُسکو جو بلند کیا ایک آفتاب نکل آیا ایسی اُس لوح مین روشنی ظاہر ہوئی ملکہ اور خواجہ اوسکی روشنی مین روانہ ہوے اوس طرف ایلچی جو ہمراہ وزیر چلا اُسکو بھی ایک کوہ پر شکوہ نظر آیا وزیر کے ہمراہ جب داخل درہ ہوا ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ معلوم دیا طبقۂ زمین کا اولٹ گیا دنیا دہل گئی یہ صدا خواجہ اور ملکہ کو بھی اپنے درہ مین سنائی دی اور ہر ایک اپنی جگہ پر بیہوش ہو گیا پھر جو آنکھ کھلی ایک ناؤ پر اپنے تئین سوار پایا دریائے ذخار دوتھار نظر آیا کہ ہر موج اوسکی دریائے اخضر فلک تک جاتی تھی کشتی دنیا بہ جانے کے خوف سے ڈگمگاتی تھی مینڈھے اوسکے مینڈھے لڑانے پر آمادہ نہنگ اوسکے نہنگ لاڈلے شوخی و شرارت بھرے کنارے پر افتادہ پانی اوسکا نہایت صاف اور ستھرا آب گوہر کو شرماتا اوس بحر مین ہزارہا بجرے پیرتے نظر آئے ایک پر ملکہ اور خواجہ سوار تھے دوسرے بجرے پر ایلچی اور وزیر بیٹھے تھے ایلچی کا دریا کو دیکھ کر دم نکل گیا دل مین کہتا ہے کہ کوکب اگر چاہے تو اس دریا مین تجکو غرق کردے کچھ تیرا بس نہ چل سکے غرض اسی طرح بیچ دریا مین جب پہونچے ایک دیوار

بلور کی دکھائی دی کہ سامنے اوسکے پانی پر چبوترہ بلورین بنا تھا اوسپر گلکاری زمرد کی تھی جھاڑ اور بوٹے
اور بیل سب فیروزے کے تھے اور چار کونون پر نرگس دان جواہر کے دھرے تھے اور دہنی سمت کو ایک
چمن جواہر کے درختون کا لگا تھا پھولون سے پُر بہار اور خوشنما تھا نظم

		دریا تھا وہ مثل مہر انور
یا نہر تھی سلسبیل و کوثر	اُس بحر کی دیکھ لے جو تزئین	صدقے کیے جوے شیر شیرین
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون	جس پر تھا نثار حرت گردون	سرسبز نہ کیون ہو وہ گلستان
پیاسون پہ سبیل آب حیوان	تصویرین تھین جابجا وہ گلفام	سانچے مین ڈھلے تھے اُنکے اندام
اوس تازہ چمن مین اک چمن ہے	خوبان جہان کی انجمن ہے	جلوہ مہ مصر کا عیان ہے
کیا حسن فروش کاروان ہے	ہر برگ پہ لبس یہی رقم ہے	باد سحری مسیح دم ہے

اوس چبوترے کے کنارے قریب چمنستان ہزارے کے ہزارون فوارے چھوٹ رہے ہین اور کاسہ بلور کے
دھرے ہین اونمین لالہ پھولا ہے کہان تک وصف اُسکا تحریر ہو ملکہ بحرے سے اوتر کر اوس چبوترے پر آئی
اور مسند پر تکلف پہ بیٹھی ایلچی بھی مع وزیر خوش تدبیر وہان حاضر ہوا بس بعد لمحہ کے ہوائے سرد وزان
ہوئی اور لکہ ابر کا دریا کے کنارے سے اٹھا اور محیط عالم ہو کر موتی برسانے لگا اون موتیون کے گرنے سے
مچھلیان رنگ برنگ کی تمام دریا مین پیدا ہو کر اوچھلنے اور شناوری کرنے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحر حُسن
معشوقان قلزم عالم مین جوش پیدا ہے یا محبوبان دہر کے طبیعت رنگین کا رنگ غمزہ و ناز و کرشمہ
بنکر ظاہر ہوا ہے خاطر خود پسندان کے دل مین موج اُٹھی ہے تلون طبعی ظاہر کی ہے کہ بموجب ابیات

اوس بحر کی دیکھ لے جو تزئین	صدقے کرے جوے شیر شیرین	وہ بحر تھا یا کہ مہر انور
تھی اوسپہ نثار نہر کوثر	اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون	جس پر صدقے ہو حوت گردون
پُرنور یہ شب کو بحر نایاب	ہے چادر آبشار مہتاب	

بران و عمر مع ایلچی کے اُس
چبوترہ پر بیٹھے یہ سیر و کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دفعتاً ایک طرف اُس دریا مین غلغلہ برپا ہوا اور ہزارہا کشتی اور
مورپنکھی جواہر جڑی پیدا ہوئین جسیم شمس و قمر جنپر شیدا ہوئین زورق نہ افلاک اُنپر ہزار جان سے قربان حوت
چرخ کو نثار ہونے کا ارمان اون کشتیون کے بیچ مین ایک مورپنکھی نہایت نایاب برنگ ہلال فلک با صد
آب و تاب اسطرف آتی تھی اور اسمین ایک بنگلہ زمرد کا بصد عز و شان بنا تھا گویا سب کشتیون کی جان تھا
گرد بنگلہ کے چلمنین پڑی تھین جسکی تیلیان نزاکت مین تار نگاہ شوخ چشمان جہان تھین نہین نہین حوران جنان
نے مشتاق دید ہو کر آنکھین لگائی تھین یہ اُنکے تار نظر کی تیلیان تھین ہر چلمن مین آویزے لعل و یاقوت و زمرد
و گوہر کے آویزان تھے ستارے فلک کے اُنکی چمک دمک پر قربان تھے کہ نظم

محراب کی طرفہ عز و شان ہے	شرمندہ فلک پہ کہکشان ہے	وہ نقش و نگار زمین ہے ایجاد
دیکھے تو ہو تازہ روح بہزاد	گلدام نظر ہر ایک چلمن	ہے چشم پری ہر ایک روزن

ہر در مین عجب صفا کا تھا جوش ۔ کھولے ہوے حور خلد آغوش ۔ یون گرد تھین چلمنین نمایان
جسطرح کہ گرد چشم مژگان

گرد اس بنگلہ کے چار آفتاب نکلے ہوے تھے اور اندر بنگلہ کے بھی روشنی مثل آفتاب کے تھی ایک طرف اوس بنگلہ کے پتلی بلور کی کتاب ہاتھ مین لیے بیٹھی تھی اور دوسری جانب ایک آفتاب سبز رنگ نکلا ہوا تھا اور اوس آفتاب مین سے چہرہ پریزاد کا پیدا تھا کہ وہ ہنستا تھا اور ہنگام خندہ منھ سے مثل مہر تابان روشنی پیدا ہوتی تھی تیسری سمت بنگلہ کے ایک آفتاب سرخ رنگ بسان شمس ساطع الانوار تھا اور چوتھی جانب سوا سو پتلا طلاے احمر کا چنور ہاتھ مین لیے بنگلہ پر مرحہ جنبانی کرتا بس وہ کشتیان اور بنگلہ وغیرہ جب قریب چبوترہ کے آیا دو پنجہ پیدا ہوے اوس بنگلہ کا پردہ اٹھایا سب نے دیکھا کہ ایک بقعہ نور تخت پر جلوہ گر ہے اور اسمین سے آواز آئی کہ اے شہنشاہ عیاران مزاج آپکا اچھا ہے خواجہ و ملکہ نے بہر تسلیم گردن جھکائی اور عمرو نے عرض کی کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتا ہون یہ شوکت و شہامت کوکب کی دیکھ کر ایلچی بیہوش ہوگیا اور اوس بجرے سے پھر صدا آئی کہ اے ملکہ اس ایلچی کو لیکر تم بارگاہ مین طلسم کی آؤ مجھکو ایک کام اس سے لینا ہے اس آواز کے آتے ہی وہ بنگلہ نگاہ سے غائب ہوگیا اور ملکہ و خواجہ وغیرہ کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا سیر دیکھتے طرفۃ العین مین کنارے اوس بحر کے پہونچے اور اتر کر آگے چلے وہ کشتیان غائب ہوگئین ملکہ نے آگے بڑھ کر ایک کوہ پر شکوہ کے قریب اپنے تئین پہونچایا اور اسکے درے کو طے کیا جب اوس طرف پہونچے ایک میدان وسیع و سبزہ زار نظر آیا گلستان ارم سے اسکو بہتر پایا رضوان بھی اوس دشت مین آکر آثار سیر فردوس بھول جاتا اس جگہ کی بہار دیکھ کر غش کھاتا اگر بھولے سے کبھی گلزار بہشت کو یاد کرتا تو ہر ایک غنچہ بیان کا چٹک کر باتین سناتا پھر اسکو خود فراموش کرتا خاموش اسکا خروش کرتا صبا وہان کی دم مسیحا خضر وہان کا سبزہ خضرا غنچون کے شاخون سے ہر دم یہ اشارے کہ شاخ کہکشان ہم پر سے تارے صدقے اوتارے ۔

نظم

ہر نخل کو نشۂ جوانی ۔ ہے اوسکی بہار عاشق زار ۔ ہے باغ بہشت صدقے ہر بار
مستی سے درخت جھومتے ہین ۔ شبنم ہے شراب ارغوانی ۔ ہین اوج پہ بخت جھومتے ہین
گل پھولے ہین جوش ہر طرف ہے ۔ گلبن ہے ہر ایک چتر طاؤس ۔ ہے افسر گل کہ تاج کاؤس
طوطی کا بھی بولتا ہے طوطی ۔ بلبل کا خروش ہر طرف ہے ۔ سرسبز ہے خوشنما ہے طوطی

اوس دشت پر فضا کو کہ بہتر از باغ حسن سبز رنگان زمانہ تھا ایسا آراستہ کیا کہ نہین معلوم کس گلرو اور غنچہ دہن کی سیرگاہ بنایا تھا بیچ مین اوس صحرا کے ایک بارگاہ رنگین ہزار زیب و زینت استادہ تھی بارہ سو ستون مکلل بہ جواہر اسکے تھے الماس کے استادے تھے رفعت مین اوس بارگاہ کے روبرو فلک پست دکھائی دیتا جناب مسیح کا یہان اگر پہونچ چارم پر جانے کو جی نہ چاہتا اوس بارگاہ کی نسبت یہ کہنا روا ہے کہ رواق کسریٰ کہان ایسا ہی سرا پردے اسکے جواہر و جگمگ دمک مین ہفتم آسمان تو افزوں کہ ابیات

کریتے نہ کبھی بہشت کا غم ۔ آتے اگر اس مکان مین آدم ۔ وہ صحن جہان کہ چرخ ہو فرش

وسعت مین جواب ساحت عرش ہموار و مسطح و برابر ایسا تو نہوگا صحن محشر
پر نور صفا سے اسقدر ہے جب کھلگئی چشم دل سحر ہے دیکھے نہ سنے مکان ایسے
ممکن نہین سائبان ایسے اوس خیمہ مین گر سکندر آئے آئینہ دل تلک لگائے
فرش اُسکا صفا جو اپنی دکھلائے پائے نگہ تیان پھسل جائے زر ریز تمام نور پردے
ہین پردۂ چشم حور پردے ہے جھاڑ ہر ایک نور آگین سو جان سے نثار عقد پروین
ہانڈی جو بلور کی عیان ہے قندیل حرم سے ہم زبان ہے

غرضکہ اُس بارگاہ کے قریب پہونچکر ملکہ ٹھہری تھی کہ بڑے ہوا صداے نوبت نقارہ پیدا ہوئی اور اسباب تزک احتشام زمین پر ساحر لیکر اوترے دم بھر مین تمام صحرا انسانون سے معمور ہوگیا اب جو دیکھا تو ہزار ہا مرد ہا عصا ہاے طلائی جواہر کار لیے طرح طرح اترتے آگویان پیدا پھر طفلان قمر پیکر کا مجمع لخلخے لیے نکلا پھر کئی ہزار سوار زرین لباس اسلحہ جواہر نگار تن پر آراستہ کیے ظاہر ہوا اُنکے بعد ہزار دن غلامان حور صورت پوشاک رنگین و گرانمایہ سے پیراستہ عہدے لیے نکلگئے ازان بعد ساحرون کے اور جادوگرنیون کے تخت پیدا ہوے کہ ایک ایک ساحرہ صورت مین بہتر از حور و غلمان زینت طرازی مین آرائش و زیبائش کی جان زلف چلیپا اُنکی سواد بخش دماغ زاہدان رخسار تابان اُنکے فریب دہ خاطر عابدان و پرہیزگاران ہر ایک ساحرہ کے سر پر لکہ ابر چھایا ہوا ابر و رسحر وہ ابر موتی برساتا یہ گروہ بھی جب آچکا تو ایک تخت خوبی مین خوش قسمتون کا بخت ظاہر ہوا گرد اوس تخت کے افسران لشکر کا مجمع تھا مگر تخت پر کوئی سوار نہ تھا صرف ایک تاج رکھا تھا برابر اُس تخت کے مرکب باد رفتار پر شاہ گردون وقار سوار تھا لیکن افراط نور سے چہرہ اوس بادشاہ کا نظر نہ آتا تھا ایسا منور و روشن تھا کہ آفتاب کی ضیا کو شرماتا تھا چتر زرین سر پر گردش پذیر سراپا وہ بادشاہ نور کی تصویر اسپ پری نژاد ایسا ہی زیر ران اسلحہ کا جواہر مثل مہر فروزان لباس کی عمدگی پر اطلس چرخ قربان نظم

آئینہ دل ہوا مصفّٰی کچھ آئے نظر سوار پیدل راکب تھے تمام برق رفتار
پیدل تھے روان نسیم کردار آواز نقیب کی یہ صورت ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
پیدا جو ہوا بجو کا تھا غل چھا رہی تھی صاف بلبل اوس مجمع مین ایک شاہ دیکھا
تارون مین فلک پہ ماہ دیکھا سچ ہے کہ عیان وہ نور دیکھا دل جس سے کہ چور چور دیکھا
تھا اسپ جو زیر ران فلک تاز طائر سے زیادہ گرم پرواز سر آگے قدم پہ برق دھر دے
چلنے مین صبا کو گرد کردے سیار برنگ نجم سیار مانند نگاہ تیز رفتار
تھی تاج مین شان شہریاری زیبا تھی اوسی کو تاجداری کیا تاج تھا تاج بادشاہی
ہمسایۂ رحمت الٰہی مجرے کو نگون ہے تاج قیصر کرتا ہے سلام شاہ خاور
وہ چتر محیط دو جہان تھا سایہ مین اُسی کے آسمان تھا وہ چتر تھا سائبان ایام
وہ چتر تھا نور بخش اجرام تھی اس کے سبب بہار جاوید تھا فصل ربیع کا وہ خورشید

خلاصہ مرام وہ بادشاہ ذی احتشام بارگاہ کے در پر اوتر کر داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا جلوخانہ مین ملازمان ہمرکابی ٹھہرے سرداران اندر بارگاہ کے کرسی و دنگل پر جلوہ گستر ہوئے ملکہ بران خواجہ اور ایلچی کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی دیکھا کہ بارہ ہزار دنگل جواہر نگار لگا ہے ہر ایک پر سردار بیٹھے ہین سامنے تخت گستردہ ہے اسپر شاہ کوکب جلوہ فرما ہے اسوقت چہرہ روشن اسکا صاف دکھائی دیتا ہے کہ ایک جوان حسین نہایت خوبصورت ہے جٹی بھوین ہین شکل مین ماہ طلعت ہے پیالہ شراب کا ہاتھ مین لبون پر ہنسی ہے رعب داب ایسا ہے کہ رستم کا زہرہ آب ہو شوکت برستی ہے ملکہ نے بادب تمام تسلیم کی اور خواجہ نے مجرا کرکے یہ اشعار دعا و ثنا مین اس بادشاہ فریدون جاہ کے پڑھے ابیات

اورنگ نشین بخت و اقبال	ہنگامہ فروز جاہ و اجلال	طغرائے مثال بخت و دولت
منشور شہامت و جلالت	جم مرتبہ ہمسر سلیمان	قیصر ہے غلام بندہ خاقان
فرمان مین جزو کل زمین ہے	فیروزۂ آسمان نگین ہے	ظاہر ہو فروغ اختر بخت
خورشید تو چتر ہو فلک تخت	جھک جائے زمانہ بہر تسلیم	ہو زیر نگین تمام اقلیم

خواجہ کو اس ثناخوانی کے عوض قریب تخت ایک تخت نور بچھوا کر بادشاہ نے متمکن فرمایا برابر ملکہ بران جلوہ گستر ہوئی پھر ایلچی کا مجرا وزیر نے ادا کرایا اسکو بھی دنگل زرین عنایت ہوا جب قاعد بھی اٹھ چکا ناچ پریزادان طلسم کا شروع ہوا ایک ایک پریزاد حسین مہ جبین سامنے آکر ناچی فلک پیران کے عشق مین آج تک گردش کھاتا ہے بدر کامل انھین کے غم محبت مین گھٹ کر ہلال ہوا ہے کہ بمقتضائے ابیات

دیکھے جو وہان کا رنگ بلبل	اشکون سے بجھائیے آتش گل	وہ آئینۂ صفا ہویدا
ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا	ہر عضو سے رنگ جان نمایان	سب جسم لطیف صورت جان
آئینہ مین منھ تو ماہ دیکھے	تب سینہ کو آب نگاہ دیکھے	طبلہ پہ اٹھا کے جب رکھا ہاتھ
دل دے گئین ایک تھاپ کے ساتھ	غش لوگ ہوئے عجب بندھا رنگ	گائین جو ذرا وہ گھوسا رنگ

ساقیان مہر دیدار نے شراب ارغوانی پلانا شروع کی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایلچی نے بادب استادہ ہو کر عرض کیا کہ نامہ دار ہون پیام شاہ طلسم ہوش ربا نے دیا ہے کہ اے شاہ دیجاہ آپکی ہی پریزاد کو میری وزیرہ ملکہ صنعت نے ایک ادنی اسحر کرکے پکڑ لیا مناسب ہے کہ آپس مین فساد نہ کیجیے یہ نامۂ محبت شمامہ لیجیے اور داد اتحاد و ودو اد دیجیے یہ کہکر وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے منشی کو اپنے اشارہ فرمایا کہ اسنے نامہ لیکر پڑھا مضمون نامہ مشتمل مضامین نامہائے سابق تھا کہ عمرو کو قید کرکے بھیجدو باہم رنج نہ کرو ورنہ مجکو لوح تمھارے طلسم کی معلوم ہے اور میرے طلسم کی لوح کسی کو نہین معلوم ہے علاوہ اسکے میرے قبضہ مین حجرۂ ہفت بلا ہے جسوقت مجکو غصہ آئے گا بنیاد تمھارے طلسم کی ڈھا دونگا اینٹ سے اینٹ بجا دونگا یہ مضمون نامہ سنکر ملک کوکب غضبناک ہوا اور خواجہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا آپنے کچھ سُنا افراسیاب نے مجکو دھمکایا ہے تمھارا سر مانگا ہے خواجہ نے کہا اے بادشاہ مین حاضر ہون، مناسب سمجھیے تو مجکو بھیجدیجیے بادشاہ ہنسا اور گویا ہوا کہ خواجہ ایک مچھلی کے پکڑ لینے سے

افراسیاب نے مجکو قید کرلیا ہے سب ملک میرا اُسنے چھین لیا ہے اب بھلا مجھ سے کیا ہوسکتا ہے جو کچھ تھی وہی
مچھلی میرے پاس بھی خواجہ اور ملکہ یہ تقریر سنکر ہنسنے لگے اور بادشاہ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ نے ایلچی سے
پوچھا کہ تو کیون ہمارے پاس آیا ہے اُسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون افراسیاب کا نامہ لیکر آیا تھا جواب مجھکو
عنایت ہو کہ پھر جاؤن یہ عرض اسکی سنکر ملکہ قہقہہ مارکر ہنسی ساتھ ہی ہنسنے کے ایک لکہ ابر پیدا ہو کر برستا ہوا
نکل گیا ہوا سے سرد ایسی چلی کہ جسم مین طاق کے سردی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے بادشاہ نے پوچھا کہ اے ایلچی تو کسکا غلام
ہے اُسنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ مین آپکا غلام ہون اگر حکم ہو تو ابھی افراسیاب کا سر کاٹ لاؤن یہ سنکر بادشاہ نے
خواجہ کی طرف دیکھا عمرو نے کہا سبحان اللہ حضور کا کیا کہنا قالب کو پلٹ دیتے اتنا جلد ہم نے کسی ساحر کو نہین دیکھا
واہ وا بادشاہ نے ہنسکر پھر ایلچی کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ آنکھین اپنی بند کر اُسنے آنکھین بند کین پھر جو آنکھ کھلی
تو دیکھا کہ مین دریا مین غوطہ کھا رہا ہون گھبرا کر ایک طرف کو جو اُبھرا تو دیکھا ایک برج بلورین مین کھڑا ہون اور سامنے
ایک پتلا بلور کا تخت پر بیٹھا ہے پس اُس پتلے نے نعرہ کیا کہ منم کوکب ایلچی نے بہت جلد تسلیم کی اسوقت
ایک اور پتلا زمین سے نکلا اس بلورین پتلے نے اُس پتلے سے کہا کہ دے ٹیکا اسکے ماتھے پر اور پتلے نے ایک
ڈبیا اپنی کمر سے نکالی اسمین اگیاری کی خاک تھی اسی کا ٹیکہ جبین ایلچی پر دیا اور پتلا بلور نے حکم دیا کہ اے ایلچی جلد جا
اور ماہی پریزاد کو شاہ افراسیاب سے چھین لا اگر شاہ آنے نہ دے تو مارنا اس نابکار کو ایلچی نے یہ حکم سنکر سلام کیا اور
اُس پتلے نے کہ جس نے ٹیکا دیا تھا اسکے کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑا ایک آن واحد مین اس راہ سے کہ جدھر سے خواجہ
کوکب نے بھیجا تھا اسکو طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا یہ وہان سے شاہ جادوان کو گالیان دیتا سمت باغ سیب
چلا اور دریاے خون رواں کے اُتر کر جہان بادشاہ ساحران بیٹھا تھا وہان آیا تمام ساحر حاضر دربار تھے
اور ماہی پریزاد اسی طرح جال مین گرفتار تھی ملکہ صنعت بھی حاضر تھی کہ یہ جا کر پہونچا باغبان قدرت
سنگین جادو وغیرہ ہر ایک نے دیکھا کہ طاق طمطراق تیوری چڑھائے آیا ہے نہ اسنے شاہ کو سلام کیا نہ جواب
نامہ کا لایا ہے پس ایک ساحر پکارا کہ اے طاق شہنشاہ کو تسلیم کر بے ادبانہ قدم یہان نہ دھر اسنے جواب دیا
کہ مین اس مسخرے افراسیاب کو تو جانتا بھی نہین کہ کس باولان کا گدھا ہے مین تو غلام شہنشاہ اعظم جناب
کوکب روشن ضمیر کا ہون اور اب ماہی پریزاد کو لینے آیا ہون بادشاہ جادوان افراسیاب کو یہ کلمات
سنکر غضب طاری ہوا اور کہا او بے ادب تجکو کیا سودا ہوا ہے کہ ایسے سخنان بیہودہ زبان پر لاتا ہے اُسنے کہا سودائی
تو اور تیرا باپ بے ادب تو اور بیحیا تیری مان کہ جس نے تجکو جنا اگر مجکو شہنشاہ کوکب کا حکم تیرے قتل کرنیکا ہوتا تو
مین تیرا سر کاٹ کر اسکی خدمت مین لیجاتا مگر مجکو اتنا ہی حکم ہے کہ ماہی پریزاد کو لے آ اس سبب سے مجبور ہون شاہ
جادوان کو یہ تقریر سنکر ظاہر ہوا کہ یہ سحر مین کوکب کے گرفتار ہے آپ مین نہین ہے پہلے تو اسکی بد زبانی سے قصد کیا تھا
کہ مار ڈالون مگر پھر خیال کیا کہ کوکب کہیگا کہ میرا سحر بر طرف نہ ہو سکا اور مین نے اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا پس ایسا کچھ
سوچ کر ایلچی سے کہا کہ اچھا تم ماہی پریزاد کو لیجاؤ مین منع نہین کرتا دیکھو وہ جام مین مچھلی ہے جا کر لے لو وہ

اسوقت جام کے پاس آیا اور شاہ جادوان سحر پڑھنے لگا جتنے ساحر یہان ہین دلمین کہتے ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی
غرضکہ طارق نے اُس جام مین ہاتھ ڈالا بیساختہ آپ تمام جسم سے اس جام مین جاتا رہا ماہی پریزاد کو تو پکڑ لیا
لیکن غوطہ کھا گیا اور تڑپ کر باہر جام کے آیا سحر کوکب کا غوطہ کھانے سے اتر گیا باہر آکر جو دیکھا افراسیاب کو سامنے بیٹھے
پایا نہایت خفیف ہوا اور شاہ نے پوچھا کہ بتا تو کسکا مطیع ہے اسنے کہا کہ مین آپکا غلام ہون مجکو کوکب نے مسحور کیا تھا
یہ کہہ کر قدم پر دوڑکر گرا اور گویا ہوا کہ اسے بادشاہ میری خطا معاف فرمایئے بادشاہ نے ایک خنجر اپنے پاس سے
نکال کر اُسکو دیا اور کہا کہ اس مچھلی کو بحرین جو سامنے درخت بنا ہوا ہے لیجا اور سامنے اس مرد صحرائی کے
پہونچکر دونون کا سر کاٹ ڈالنا یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ بحرین درخت سے انسان بنا اور اسنے سحر سے اسکو بھین وحرکت
کرکے کمر مین پنجہ دیا اور ماہی کو بھی مضبوط تھا نبا اور پر پرواز پیدا کرکے چلا اور دریاے سحر کے پار اُتر کر پہلے بارگاہ
حیرت مین آیا اور ملکہ کو مجرا کیا اسنے بخاطر تمام بٹھا یا جام شراب دیا اسنے اُن دونون قیدیون کو دکھا کر کہا کہ مین
سامنے کوکب کے لیجا کر اُنکو ذبح کرونگا یہ کہہ کر روانہ ہوا اثناے راہ مین سوچا کہ انکو پنجہ مین دابے تو کہانتک
جاونگا لازم ہے کہ کچھ لشکر ساتھ لے اس فکر مین پلٹنا چاہا تھا کہ وہ لشکر جو پہلے ہمراہ اپنے لے گیا تھا پھرا ہوا
ملک کوکب سے آتا تھا اسکو ملا کس لیے کہ یہ ہمراہ ہرزبان وزیر تنہا خدمت شاہ کوکب مین گیا
تھا ہمراہی اسکے در طلسم پر اُترے ہوے تھے بعد اس کے مسحور ہوکر پھر آنیکے بادشاہ مذکور نے لشکر کو بھی اس کے
صحراے طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا غرض اس لشکر مین یہ داخل ہوا بحرین و ماہی کو قید کر دیا اور کوچ کرکے
بحشم و خدم چلا ادھر سے یہ چلا اور ادھر سے ملکہ مہرخ و زیور جادو و گلگون جادو مع لشکر کے اپنی فوج کی طرف
جو چلی آتی تھیں اُسکو ملیں ان کے لشکر سے کچھ ہٹ کر اسکا لشکر اترا اسنے حال انکا دریافت کرکے دل سے غور
کیا کہ تجکو بادشاہ کوکب نے دیوانہ بنا کر سامنے تیرے مالک کے بھیجا تھا اور ذلیل کیا تھا اسوقت تو اسکا معاوضہ
کر یعنے عمرو خدمت کوکب مین موجود ہے اسکے لشکر کی بادشاہ مہرخ ہے تو اُسکو دیوانی بنا کر مع
اسکے ساتھیون کے خدمت کوکب مین بھیجدے کہ یہ جا کر اُسکے طلسم مین غدر کرین اور ساحرون کو مارین یقین ہی
کہ کوکب ابھی اسکو قتل کرے اور عمرو کو بھی اپنے یہان سے نکالدے کہ تیرے ہمراہی مجھ سے لڑنے آئے ہین تو
بھی جا اور اگر نہ نکالیگا تو سمجھ ضرور جائیگا کہ ایلچی نے اپنے مسحور ہونیکا بدلا لیا غلامان افراسیاب ایسے ہین بس یہ سوچ کر
آپ خیمہ سے اُٹھ کر جانب بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور جب بازار لشکر ملکہ موصوفہ مین پہونچا ایسا سحر کیا کہ جس جادوگر نے
اسکو دیکھنا چاہا زبان اسکی بند ہوگئی غلغلا اسکی آمد کا برپا ہوا بارگاہ ملکہ مذکورہ مین بھی اسکی خبر گئی ملکہ بھی عجب ہو رہی اور
یہان برق عیار موجود تھا وہ یہ رنگ دیکھ کر سمجھا کہ یہ ساحر زبردست ہے جو آتا ہے مقرر کچھ آفت آئیگی تم نکلجاؤ
بس یہ بارگاہ سے نکلکر صحرا مین گیا اور ایلچی داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ساحران نامی افسران گرامی دنگلون پر بیٹھے
ہین یہ بھی ایک کرسی پر بیٹھا اور باب تکلم وا کیا کہ اے مہرخ تم نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑی اور نمکحرامی
پر کمر باندھی مین طارق طمطراق غلام شہنشاہ ہون ماہی اور بحرین کو پکڑ لیجاتا ہون سامنے کوکب کے

ذبح کرونگا تمکو لازم ہے کہ افراسیاب سے ملجاؤ ملکہ مسطورنے جواب دیا کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین وہ ہمارا دشمن ہے ہم اسکے مدعی ہین یہ سنکر ایلچی ہنسا اور سحر پڑھ کر تن دستکین دین اور پوچھا کہ اے ملکہ مہرخ تم کس کی تابعدار ہو ان سب نے جواب دیا کہ ہم تیرے مطیع اور کنیزین شاہ جادوان کی ہین آپ جو فرمایئے ہم بجالائین ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرادیجیے اسنے کہا تمھارا قصور معاف نہوگا مگر ایک طرح سے کہ تم مع فوج کے سوار ہوکر کوکب کے ملک پر چڑھ جاؤ اور افراسیاب کی طرف سے اس سے مقابلہ کرو کہ اسنے خداوند شاہ افراسیاب عالیجناب سے مقابلہ کیا ہے تم ہراول بنکر آگے چلو اور ملک کوکب کو لوٹ لو مین تقصیر تمھاری شاہنشاہ جادوان سے معاف کرادونگا ان سب نے عرض کیا کہ بہت بہتر اور اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئین طاق طمطراق وہان سے اٹھ کر اپنی بارگاہ مین آیا اور ان سبنے اسی وقت قرنائے جنگی کو بجا کر لشکر نصرت اثر تیار کرایا تو یہ حال ہوا کہ بموجب

نظم

آراستہ سب ہوے رسالے　ہتھیار سوارون نے سنبھالے
آراستہ اسقدر ہوئی فوج　وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج
آشوب سما گیا زمین مین　فتنہ کا تھا ہاتھ آستین مین
تمکین ہو نہ کیون نثار لشکر　بے حد شمار سے یہ باہر

غرض حشم وخدم جانب ملک کوکب روانہ ہوئین اور اس طرف کہ جدھر سے عمرو کے لیے راہ متعو کوکب کی ہے چلین اس لیے کہ جلد پہونچین اور بعد طے مسافت راہ قریب سرحد ملک بادشاہ مذکور پہونچ گئین کیونکہ اثنا راہ مین نہ ٹھہرین دوسرے یہ کہ درہ کوہ جسکو افراسیاب نے بند کیا ہے اور پہلے بیان ہوا کہ ملکہ زیور مشبک سحر کرکے اس درے سے نکلی تھی چنانچہ یہ سب سحر مین مدہوش اسی درے سے روانہ ہوئین اور محافظ درہ نے کہ نام اسکا آگے بیان ہوگا انکو روکا نہین اسلیے کہ یہ جا کر آفت مین مبتلا ہون حاصل لامر یہ کہ اس درہ سے راہ بہت نزدیک تھی اور اسی وجہ سے شاہ طلسم نے بند کیا ہے یہ سب اسکو طے کرکے مقام مذکور کے قریب پہونچین وہان ایک دیوار کھچی تھی اور دو سو سوار بطور نگہبانون کے وہان شاہ کوکب کی طرف سے اترے ہوئے تھے یہ شہزادیان یعنی مہرخ وگلعذار وغیرہ فن سحر مین کامل تھین یہ محافظ سحر جادو کے علم سے انکے مقابل مین جاہل کیا کہ انسے لڑ سکتے یہ تیغہاے سحر کھینچکر جا پڑین اور مارنا شروع کیا دو گھڑی کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ سب کو مار کر گرا دیا ہنگامہ شور و شر مچادیا سحر کی بجلی چمکی گھٹا گھنگھور گھر آئی سحر کی مار تیرون کی بوچھار ہوئی جب وہ نگہبان کام آئے یہ سب آگے بڑھنے لگے اسوقت زمین تھرائی اور ایک پتلا یاقوت احمر کا سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا آنکھین مثل مشعل کے اسکی روشن تھین اور زمین سے نکلتے ہی اسنے للکارا کہ باشتید اے خیرہ سران یہ کیا غضب تمنے کیا کہ ملازمان شاہ طلسم نور افشان کو قتل کیا یہ ڈانٹنا اسکا اس آواز مہیب سے تھا کہ سارے لشکر ملکہ مہرخ بہ شور کی صدا چھا گئی کانوں مین بھر آگئی اور اس پتلے نے دو ہتھڑ زمین پر مار کر نعرہ کیا کہ اے زمین روک ان مسحورون کو یہ اسکا کہنا تھا کہ مہرکہاے فوج ملکہ کے پانون زمین مین دھنس گئے یہ سب سواریون کو چھوڑ کر پیادہ ہوے اور آگے بڑھے پتلے نے پھر ایک دو ہتڑ مار اکہ اے زمین روک انکو انکے پانون بھی زمین نے پکڑ لیے اور پتلا زمین مین غائب ہوگیا اور سامنے کوکب کے آیا شاہ موصوف اسی بارگاہ مین کہ جسمین ایلچی سے ملاقات کی تھی بیٹھا تھا خواجہ اور ملکہ بران

بھی تخت پر جلوہ گر تھے ناچ ہو رہا تھا جام مے گلفام چل رہا تھا کہ چیلے نے آکر دعا بادشاہ کو دی اور خبر بغاوت ملکہ مہرخ عرض کی بادشاہ یہ خبر سنکر کچھ کہنے نہ پایا تھا ایک تیلا اور اُڑتا ہوا آیا اور بادشاہ کو تسلیم کرکے عرض رسا ہوا کہ طاق طمطراق ماہی بریزاد اور بحرین کو گرفتار کیے آپکے پاس آتا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ ان دونوں کو سامنے بندگان دارا دربان کے ذبح کرے یہ خبر سنکر بادشاہ نے رُخ جانب عمرو کیا اور کہا کچھ آپنے سنا کہ ملکہ مہرخ لڑنے آئی ہے کیسی آپ کی دوست اور آپکے لشکر کی بادشاہ ہے خواجہ نے یہ سنکر فرط خجالت سے گردن جھکائی اور بادشاہ نے سحر پڑھ کر دستک دی ایک لکہ ابر اسوقت برسے ہوا پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک مورنی رنگ طاؤس آسمان نکلی اس کے پروں پر ایک کتاب جسمیں نیرنگی طلسم مثل نیرنگ بازی فلک تحریر تھے رکھی ہوئی اور مورنی بھی نہایت خوبصورت تھی پر دُم پر اسکے داغ مثل گلہائے گلزار پر بہار تھے یا داغ دلہائے عاشق بہار پر تھے چال اسکی مثل معشوق طناز تھی پیاری صورت رشک شاہد عربدہ ساز تھی پس وہ مورنی خرام ناز دلبران کا رنگ دکھاتی چھان چھان سامنے بادشاہ کے آئی بادشاہ نے وہ کتاب ڈھونڈت کرکے اسکی پیٹھ سے اُتاری اور نہایت ادب چومی چاٹی اسوقت دو تیلے نظر آئے کہ اس کتاب کو مورچھل جھلتے تھے چنانچہ بادشاہ نے سوا سو اشرفی انکو نذر دی اور کتاب کو وا کیا اور حال مہرخ دیکھا کتاب میں لکھا تھا کہ ایلچی کو تونے مسحور کیا تھا اسنے عوض اسکا لیا کہ اس ملکہ کو دیوانہ بنا کر تیرے اوپر بھیجا ہے یہ معلوم کرکے کتاب بند کی اور پشت پر مورنی کے رکھدی اور سحر پڑھا کہ مورنی اُڑ کر ابر میں گئی اور ابر چلا گیا بادشاہ نے خواجہ سے کہا کہ آپ فکر نہ فرمایئے اور رنجیدہ نہ ہوجیئے شکایت میری آپسے در بارۂ انحراف مہرخ بیجا ہے اسلیے کہ وہ آپ میں نہیں ہے ایلچی نے اسپر سحر کیا ہے اب جبتک کہ وہ ایلچی مارا نہ جائیگا ملکہ مسحور کا ہوش میں آنا محال ہے خواجہ نے یہ کلمات سنکر صفت بادشاہ میں زبان کھولی اور ندامت کے رفع ہونیسے قوی دل ہو کر عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ ایلچی اتنا بڑا زبردست ساحر جیسا کہ افراسیاب نے آپ پاس بھیجا تھا کہ جسنے ملکہ مہرخ ایسے ساحر کو مع اسکے لشکر ہمراہی کے مسحور کردیا پس ایسے ساحر کو دیوانہ بنانا آپ ہی کا کام تھا واہ واہ اب آپ ہی کا کرم جان ہم ہیچمدان ضعیف و پا شکستہ کے بعد افضال خدا چاہیے کہ جلد الہو میرے کا دست انتظام پائیں اور سب کام بنجائیں بموجب نظم

بیٹھے جو ترے وہ خاک در پر
جاتا رہے بخل کیمیا گر
دارائے جہان خدیو کیہان

دارا سے ہزار تیرے دربان
بخشا ہے خدا نے زور وہ دل
رستم بھی نہ ہو سکے مقابل

یہ حسن یہ زور یہ حکومت
یارب رہے تا ابد سلامت

بادشاہ یہ تعریف سنکر خوش ہوا اور فرمایا کہ ماہی کو جو گرفتار کیا تو یہ کمبخت سیلان و باران کدھر گئے یہ کہکر ایک سحر پڑھا کہ جہاں سیلان وغیرہ ہوں جلد حاضر ہوں یہ دونوں ساحر لشکر ہمراہ خواجہ جو گیا تھا اسمیں تھے سحر نے بادشاہ کے جب خبر دی ایک نے دوسرے سے کہا کہ اب بڑا غضب ہوا بادشاہ نے ہمارے یاد کیا ہے ہم لڑکر مرجاتے تو اچھا تھا اب کچھ چارہ نہ ہوسکے گی غرض حکم حاکم سے ناچار ہوکر اسی وقت حاضر خدمت ہوئے بادشاہ نے انھیں بہت کچھ لعنت ملامت کرکے فرمایا کہ اب تمھیں لازم ہے کہ جبتک اپنے افسر ماہی بریزاد کو رہا نہ کرلاؤ اسوقت تک مجکو صورت نہ دکھاؤ جلد جاؤ اور ایلچی دشمن کو قتل کرو اور لشکر

جو خواجہ کے ساتھ گیا تھا اسکو ہمراہ اپنے لو یہ حکم سن کر دونون لشکر مین پھر آئے اور لشکریون کو حکم بادشاہ سنایا وہ فوج ظفر موج مسلح و مکمل ہو کر مثل دریائے فنا و سیلاب بلا زم قضا روان ہوئی قرنا کا شور تا بہ گردون پہونچا ساحرون کے اژدرون سے ہٹیے دہر کالا ہو گیا سم قاتل ماران سحر نے ہوا کو دنیا کی مسموم کر دیا باد مخالف بحر عالم مین چلنے لگی آتش سحر ابلنے لگی کشتی حیات عدو تباہ نظر آتی تخت ہائے سحر بمثل ہوا روان تھے ابر کے لکّے سرون پر سایبان تھے جنگل آتش سحر سے جلتے سانپ زہر اگلتے بیر غل کرتے بادلون سے آگ پتھر برستے ہتھیارون کی چکاچاک سے کرو بی فلک پر دہلتے کانون پر ہاتھ دھرتے شورش آب تیغ و خنجر سے محیط خوف و خطر مین عالم غرق وقت فرق کرون جو فرق **نظم**

دیکھا نہین اس طرح کا لشکر
تھا حد شمار سے وہ باہر

دستہ تھا ہر ایک برق سے تند
تلوار سے تیغ کوہ ہے کند
وہ آب کہ جس سے کشتہ سیماب

وہ تاب کہ جس سے سیم بھی آب
آئے جو خنک کے سوے سیلاب
وہ ہوکے بہے ادھر ادھر آب

موجین اگر اس روش روان ہون
قیمہ تہ آب مچھلیان ہون
چنانچہ یہ لشکر تو بڑے کروفر سے برسم یلغار ایلچی پر روانہ ہے مگر پہلے حال برق فرنگی کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو لشکر سے بر وقت آمد ایلچی نکلگیا تھا صحرا مین ٹھہر رہا جب شاہد روز نے مقنعۂ سیاہ شب مین روے انور اپنا چھپایا اور صحرا مین شام کا سہانا وقت آیا **نظم**

فانوسون مین یون تھی شمع روشن
شیشے مین پری کا جیسے مسکن

تارون کا ہجوم سے نکلنا
صحرا مین ہوا کے سرد چلنا
سر شام عیار ندکورنے ایک مقام تنہا مین

ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک عورت کسی کے بنائی گیسوے سیاہ سر پر قریب جبین آراستہ کیئے حبش سے حلب کو فیض دیے آنکھین جادو نگاہی اور سحر کاری رخسار غیرت بخش فصل بہاری بالاتری طرح عشاق اسکے گرد پھرے عشوۂ و ناز پر نگاہ مشتاقان دیدار تصدق ہو بلائین لے پلک نگاہ جادو نگاہان فنا کر دہی کرے غبغب و زنخدان طفل کی بازی کیلیے یہ گو وہ چوگان نہین نہین سیب قرن ریاض حسن کی زیب تھا یا دریائے صفا کا گرداب بلا ریب تھا گردن وہ نازک اور اسکے قریب گوشہائے نرم کا ہونا صراحی و جام کا بزم حسن مین جمع ہونا تھا کان شوکت و شان لازم انکو کہنا تھا سینا انمول چھاتیان اسکی گول سڈول باغ خوبی کے دو ترنج سے زرین ٹھہرے باز و کبوتر لقا کس ٹھہرے یا دو لعابدار کش یا دو جام دار گون پر از بادۂ خوش الحاصل **نظم**

کیا خوب جبین ہے مطلع نور
رنگ رخ صبح جس سے کافور
شیرازہ پئے کتاب ہر تار

فہرست جریدہ ہائے اعجاز
صحبت مین جو بار یاب ہو جائے
آئینہ حیا سے آب ہو جائے

دونون رخ صاف باغ امید
گویا ہے قران ماہ و خورشید
سینہ کے بیان کیا ہون اوصاف

دنبیان معجون باہ کی صاف
کیا نور ابد ملا ازل مین تو
سینہ ہے کہ آئینہ بغل مین

پر نور شکم ہے آئینہ صاف
ہو چاہ ذقن کا عکس وہ ناف
چھپنے کی کمر بہت ہے مشہور

نازک ہو یہ اس سی چشم بد دور
توصیف ہو زانوؤن کی کیونکر
دو ملتہ حسن ہین برابر

ہر گام پہ ہے یہ قول و قامت
کل کیسی کہ آج ہی قیامت
اس صورت زیبا سے درست

ہو کر جانب لشکر ایلچی چلا اور قریب لشکر جب پہونچا دیکھا کہ کمیدان رسالہ اور افسران لشکر خیمون کے دروازون پر کرسیان مونڈھے بچھائے بیٹھے کسی طرف گھوڑون کی لین تھی کہین سپاہ مشغول آرام و چین تھی بازار لشکر مین کھلا تھا کٹورا کھنکتا تھا سپاہیون کے بستر لگے تھے کڑھاؤ چڑھے تھے ہر سمت گھماگھم مردان لشکر خوش و خرم ان لشکریون نے جو دیکھا کہ ایک معشوق گلبدن و گلپوش خندان لب شیرین سخن مگر خاموش بصد آن و ادا اٹھلاتی اس طرف آتی ہے رفتار اسکی گردش محبت کو بھی چالین سکھاتی ہے زلفین دوش پر کھلی ہین تہ کلاہ طائر ہوش کرتی ہین پیراہن جسم مین رنگین و بیند ہے شفق سرخ مین جلوہ اختر ہے اس طرح سرخ دوپٹے مین ٹکا جواہر ہے اور بیت افشان کی چمک سے گوشت روشن + اور رخ پہ بھی محرکا تھا جوبن + یہ دیکھتے ہی ہر ایک لشکری مفتون و فریفتہ ہوا مفلس کا تو کمر بند ڈھیلا ہوا دہ تو گردن جھکا کر رہ گیا مالدارون نے سربلند کیا نوجوان حسن جوانی اور دولت شباب سے مغرور تھے کہ اپنی اسنگ دکھانے لگے زر دار تمکنت کا ڈھنگ دکھانے لگے جب وہ دولت بیدار قریب تر آئی عاشق تنون نے یہ بات سنائی کہ بیت بیمار محبت کو شفا ہو ابھی حاصل + کیون جی تجھے دامن کی ہوا کیون نہین دیتے کوئی نوجوان قریب آکر پکارا کہ ؎ تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنیوالے + دھمکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے۔ کوئی اسکی زلف پرخم کی تعریف کرتا اور کوئی رخسار انور کا دم بھرتا کوئی شعر عاشقانہ پڑھتا کہ بیت جان دینے کا بھی ہے ترک جفا کا پہلو + تم یہ سمجھو کہ جفا میری اٹھائی نہ گئی + کوئی پکارا کہ اے جانی و اے مایۂ جمع و زندگانی ؎ ذرا دم لے کہ تا ہم کچھ نگاہ یار مین ٹھہرے + نہین اتنی مروت اپنی بینائی مین پاتے ہین ۔ یہ اشعار جو اس عیار دلدار نے سنے اور زیادہ کمر کو بل دیا کولونکا عالم دکھایا کبھی مسکرائی کہین تیوری چڑھائی دوپٹے کو کاندھے پر سے ڈھلکایا سینہ کھل گیا نوکیلی پستانین برچھی کی انی بن کر جوانون کے سینہ مین پار ہوئین ایک خدمتگار سے ایک کمیدان نے اشارہ کیا کہ لا اس نازنین کو میری خدمت کے لیئے خدمتگار اٹھکر ساتھ ہوا اور ایک مقام تنہا پاکر اس غنچہ دہن کو روکا اور کہا آپ طوائف ہین تو بیوی اپنا معمول بنایئے آپ کے سبب سے دو پیسے ہمین بھی ملجائین اس فتنہ گر نے ہنسکر کہا کہ کس کی طرف سے تو پوچھنے آیا ہے اسنے کہا بیوی ہمارے میان کمیدان صاحب پانسو روپیہ کے ملازم ہین انسے تم سے رسم ہو جائیگی تو آج پر کیا ہے بہت کچھ فائدہ ہمیشہ ہوا کریگا اس پری نے کہا مین پانچ اشرفی شب بھر کی لیتی ہون خدمتگار یہ سنکر کمیدان پاس گیا اور اشرفیان اس ستمگر پاس لایا اشرفیان دیکر اپنے حق کا طالب ہوا رنڈی نے کہا تو مجھکو میان پاس لیچل بہت کچھ دلاؤنگی خدمتگار اسکو ہمراہ لیکر پشت خیمہ کمیدان مذکور کی طرف آیا اور سراپچہ اٹھا کر اندر خیمہ کے اسکو پہونچایا اور آپ آکر میان کو اشارہ کیا کہ جایئے مین لے آیا اندر خیمے کے وہ موجود ہے کمیدان برخاست کرکے اٹھے اور اندر خیمہ کے آئے یہان فرش مکلف بچھا تھا پلنگ ایک طرف آراستہ تھا نیچے پلنگ کے مسند بچھی تھی رنگین پھولون کی دھری کشتی شراب ناب کی آراستہ تھی کمیدان نے آتے ہی اسکو آغوش محبت مین کھینچا تیوڑ کر علیحدہ ہوئی اور کہا صاحب پہلے بیٹھو مجکو یہ دھڑا جو کڑی مین پیچ کھون کھوٹے دید وین نہین بھاتی -

کہا نگوڑا اس نوجوان کو جی ہی مین اخلاص رہ گیا ہے کمیدان نے کہا اے آرام جان بیٹھو ذوق شوق بھرے ہوئے ہین
یا دل + ہو دل کا ابھی یہ جوش ابل + اس عیار کو تو یہ منظور ہو کہ کسی طرح مین طاق ایلچی کے پاس ہونچون اور اس کو
قتل کرون جب کمیدان کو جوش مستی مین پایا ہاتھا پائی کرنے لگا کبھی گود مین آبیٹھا کبھی مثل سیماب پہلو سے بیتاب
ہوکر نکلا جیسے عاشق کا دل پر اضطراب بیقرار ہو یون پہلوے یار مین تھا کبھی سسکی بھرتا کبھی غمزہ چشم ابرو سے
بسمل کرتا کبھی ہاتھا کوٹتا اور کہتا فرد آیا ہو کہان سے مرد بے ننگ + مین سخت ہون اس کے ہاتھ سے تنگ + اسی
ہاتھا پائی دھینگا مشتی مین اسنے ایک جام شراب کا پیا اور چاہا کہ اب اس شوخ و چنچل کو اپنے ڈھنگ پر لاؤن اس
عیار نے اس کے تیور پہچان کر اور اُسکی آغوش سے نکلکر در خیمہ پر اپنے تئین پہونچایا اور کہا دہائی ہے طاق جادو
کی اس موے کمیدان نے میری آبرو بھی لی اور میرا سارا گہنا اُتار لیا ہاے میرے جھڑے بڑے کڑے ین سے
اُتارے جو ہے دتیان بھی موس لین بالیان ٹالا بالا تھا تحس نحس کین کیا اس کمبخت کے یہان روپیہ کا توڑا تھا
جو میرا توڑا ایسا سر کا چھپکا لیکر محتاج کر دیا ارے دوڑو میری فریاد کو پہونچو اتو لشکر کے لوگ دوڑے کمیدان
صاحب حیران سب مستی غائب کہ مفت مین بدنام بھی ہوے کہ بڑے یہ بدمعاش عیاش ہین اور چور بھی بنے
لعنت بکار شیطان جو آتا ہو وہ دیکھتا ہو کہ اس عورت کے بال کھلے ہین بوسون کے نشان رخسار پر ہین پائنچے
چڑھے ہین رانین مبلکی اسنے لال کی ہین کمیدان چپ سکتے کے عالم مین کھڑے ہین لنگی باندھ رہے ہین یہ حال
دیکھکر بازاری آدمیون کی زبان کون روک سکتا ہے کوئی کہتا ہے کہ بھئی غریبون کا کیا ذکر امیرون کا
یہ حال ہے کوئی کہتا ابھی امیرون کی توبت بڑی ہے وہ جانتے ہین ہمین کوئی کچھ نہ کہے گا اور اگر کہے گا بھی تو
کوئی یقین نہ کریگا کوئی بولا ارے بھائی نام بڑا درشن تھوڑے مشہور تو کمیدان صاحب اور حرکتین نامعقول
کوئی پکارا کیون بیوی تم اس قزاق کے پاس کیونکر پڑین تمہارا گہنا قیمتی ہوگا رنڈی بولی کہ اے میان فقط
ہیرے کے کڑے ہزارون کے تھے ایک بازاری نے سنکر یہ جواب دیا کہ بھائی لعنت ہے ایسی عیاشی پر دوسرے
نے کہا یہ کمیدان آخر کیونکر بنے یون ہی مال مار مار کر آخر موٹے ہوگئے کمیدان کے ملازمونکو یہ آوازے جو
بُرے معلوم ہوے سبکو مارنے دوڑے کہ بدمعاشو تمکو کس نے انصاف چکانے بلایا ہو وہ سب پہلے تو متفرق ہوگئے مگر
کہتے ہوئے یہی تو ترکیب رکھی ہو کہ جو کوئی بولیگا تو اُسکو ڈانٹ لینگے لو صاحب پرایا مال چھین لین گے کہ بولو نہین
یہ کہتے ہوے آگے بڑھے اور ہجوم کیا پھر خدمتگارون نے کمیدان کے للکارا چلو میان کیا بھیڑ لگائی ہے اس رنڈی نے
دور کر دو ایک کا دامن پکڑا اے میان تمہارے صدقے گئی میرا اسباب دلادو ابتو انکو زیادہ تر بولنے کا موقعہ
ہاتھ آیا رنڈی کے وارث بنکے بولے ہم تو دم بھر مین انسان کی آبرو بگاڑ ڈالتے ہین اسمین اپنا سگا باپ
کیون نہو یہ تو کمیدان ہی ہین کیا دل لگی ہے رنڈی کا مال ہضم کئے لیتا ہے لائیے اسی مین خیر ہے کہ چپکے سے لا دیجئے
نہین ساری کمیدانی معلوم کر دینگا کمیدان کو غصہ ان باتون سے آیا اور کہا جا ورنہ مار ڈالونگا ملازم تلوارین پکڑ بڑھے
بانکے لوگ رنڈی کے حمایتی یہ کہتے ہوئے پیچھے ہٹے کہ اری آ ہم دیکھ ابھی انکا زبردستی بنا دکھائے دیتے ہین دیکھو

سارا

ساری ہیکڑی نکلی جاتی ہے یہ کہکر رنڈی کا ہاتھ پکڑے سیدھے بارگاہ طاق کی طرف چلے اب پھر ان پر لوگون نے آوازے کسنا شروع کیے کسی نے کہا کہ لٹی کے وارث ہین کوئی بولا بھائی خوب کمیدان یاس بھیجی کسی نے کہا اےمیان یہ پیشہ کب سے تم نے سیکھا اور اگر پیشہ بھی اختیار کیا تو ایسے لنگرون مال مردم خورون سے بچتے رہے ہوتے ان باتون کا جواب یہ دیتے کہ یہ ہم پیشہ نہ کرتے تو مارے فاقون کے تم مرنہ جاتے پھر تمھاری بہنین روٹی کیونکر کھاتین غرضکہ خوب پھکڑ ہوتا غول کے غول ساتھ شور قہقہون کا بلند قریب بارگاہ ایلچی پہونچے اسنے جو یہ ہنگامہ اور غوغا اندر بارگاہ کے سنا گھبرا کر سب نے سلام کر کے حال عرض کیا جملہ ماجرا سنکر رنڈی سے کہا رات کو میری بارگاہ مین چلکر رہ صبح کو کمیدان سے گہنا بھی دلا دونگا اور مین بھی بہت کچھ سرافراز کرونگا رنڈی راضی ہوئی اور اندر بارگاہ کے گئی بانکے لوگ منھ دیکھ کر رہ گئے یارون نے پھر کہا اے میان اپنا حق تو مانگ لو ایک بولا بھئی پہونچائی خوب دوسرے نے کہا اجی رات خیریت سے گذرے تو صبح خیر صلاح پوچھنے آئین گے ہی وقت انعام بھی پائین گے غرضکہ یہ مجمع ہنستا بولتا تو ایک طرف روان ہوا اور طاق پھر بارگاہ مین آیا رنڈی ایک کونے مین گوشۂ فرش پر بیٹھی تھی اسنے اسکو صورت دار اور صاحب وضع دیکھ کر کمال پسند کیا اور خادم خدمتگار وغیرہ کو اشارے سے کہا تم باہر جاؤ وہ سب چلے گئے تنہائی جب ہوئی یہ اس غارتگر جان کے پاس آیا اسنے بھی انگڑائی لیکر اپنی گات دکھائی چھاتیون نے سرکشی جتائی یہ دوڑ کر لپٹ گیا اسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا گود مین اسکو اٹھا کر مسند پر لایا اسنے جلدی سے چھوٹے کپڑے ڈھانکے اور جوڑا بال کا سمیٹ کر باندھا منھ بنا کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو دابا اور کہا نگوڑے کے ہاتھ ٹوٹین جیسا میرا گہنا موے نے اتار لیا یا سامری ستیاناس کمبخت کا ہو جمشید اچھی طرح سے میرا مال نہ کھانے سنا میان مین نے بھی موے کی خوب بوٹیان نوچین ایسا کاٹا ہے کہ موڈی کاٹے کا پنڈا ہی جانتا ہوگا ایلچی نے یہ کوسنا اور منھ بنانا دیکھ کر نقد ہوش کھویا اور گلے سے لگا لیا کہا مین ابھی گہنا تجکو دیتا ہون یہ کہکر اٹھا اور ایک طرف کو اس بارگاہ مین صندوق رکھے ہین ہین سے ایک صندوق وا کیا کہ ہمین کچھ زیور اور روپیہ رکھا تھا غرضکہ یہ تو صندوق کھولنے مین مصروف تھا اس عیار نے کشتی شراب کی کھینچکر ایک گلابی سے شراب ساغر مین بھری اور اسمین بیہوشی ملائی اتفاق سے اسوقت طاق نے بھی پھر کر دیکھا اس لیے کہ اس نے حسین کو پاس بلا کر گہنا دکھاؤن بس نگاہ اسکی بیہوشی ملانے پر پڑی کہ اس عورت نے کچھ پڑیا سے نکال کر جام مین ڈالا یہ دیکھتے ہی اسکو گمان بد ہوا اور عیار مذکور کی طرف گھورنے لگا عیار بھی اسکی نگاہ پہچان گیا اور دور تو بیٹھا ہی تھا غلطک مار کر قریب سراچہ پہونچا طاق حیران تھا کہ یہ لوٹ کیون گئی اس عرصہ مین اسنے سراچہ اٹھا بقوت تمام اپنے تئین باہر پہونچایا ابتو طاق بھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیار تھا کس لیے کہ اس صحرا مین ایسی حسین اور نامی رنڈی کا ہونا ممکن نہین اگر ہوگی بھی تو کوئی پردے مین دیہاتن ہوگی اور پھر اتنا تو زیور اپنا بتلاتی تھی مگر ملازم کوئی ساتھ نہین پیادہ یہان تک آئی اور یہ فقرہ ہی کہ کمیدان نے مال میرا لے لیا واقعی یہ عیار تھا بس یہ سوچ کر صحن بارگاہ مین آکر بزور سحر یہ بھی اڑا اور تجسس مین برق کے علاوہ اتنے عرصہ مین بہت دور نکل گیا تھا اور صحرا مین آکر ٹھہرا تھا یہ اسکو ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرا اس عرصہ مین جسم خاہد شب سے

زیور انجم عیاش روز نے اُتار لیا اور سحر خندان بارگاہ عالم مین آئی اور بادۂ آفتابی عیار سحر نے ساحر شب کو پلائی بموجب نظم

غرض انجام شب نے منہ دکھایا
فروغ صبح کا پھر خیمہ آیا
نگہبانونکی آنکھین ہوگئین بند
اُٹھے واعظ برائے پرسش و پند

صبح کو طاق پھر بارگاہ مین آیا اور رقعۂ جمشیدی منگا کر دیکھا کہ عیار جو عورت بن کر آیا تھا کہان ہے رقعہ مین معلوم ہوا کہ سامنے جو پہاڑ ہے اس کے درہ مین بیٹھا ہے یہ معلوم کرکے اسنے پرواز کی اور بہر گرفتاری برق درۂ کوہ مذکور کے قریب پہونچا اس مقام پر برق اس فکر مین تھا کہ اب کسی اور تدبیر سے جاکر کام اس ساحر کا تمام کرون اسی اندیشہ مین تھا کہ طاق جا پہونچا اور للکارا کہ باش او نا عیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا برق یہ نعرہ سُنکر بھاگا مگر اسنے سحر ایسا پڑھا کہ پانون زمین نے پکڑ لیے ساحر خوش ہوکر ڈانٹتا ہوا اچلا کہ بغیر مار ڈالنے کے کب چھوڑونگا یہ تو اسطرح چلا ادھر برق نے جلوۂ شاہد مرگ کو دیکھ درگاہ رب العزت مین برجوع قلب استغاثہ کیا کہ اے چارہ ساز درماندگان میری مدد فرما کہ فرد زخم دل سینہ درمین تیرے + دلہائے شکستہ گھر ہین تیرے + ناوک وحادث مراد پر بیٹھا یعنی قران جو اول بیان کیا تھا کہ برق کے ساتھ تھا اور جوگی بنکر مرتیخ کو اسنے مارا تھا فی الجملہ اسوقت وہ ساحر بنا ہوا اس ارادے سے کہ لشکر ایلچی کا حال چلکر مین بھی دیکھون ادھر آتا تھا اسنے دور سے قید ہونا برق کا دیکھا ایسلیکہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی دوڑا اور پکارا کہ اے بھائی طاق طمطراق ذرا ٹھہرنا مین بھی آلون تو اس ناعیار کو مارنا کہ میرے دلکی لگی بھی بجھ جائے طاق یہ آواز سُنکر ٹھہرا اور پھیر کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک ساحر جسکے ہر بن مو سے شعلۂ آتش نکلتے ہین تہمد کھاروے کا باندھے جٹائین سر پر سے زمین پر گھسٹتی ہوئین کانون مین کنڈل ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے اسطرف آتا ہے یہ دیکھ رہا تھا کہ قران قریب آیا طاق نے پوچھا کہ اے برادر کہو کیا کہتے ہو قران نے کہا اے ایلچی صاحب اس پہاڑ کے ادھر میرا گھر ہے مین ایک کام کو گیا تھا بیٹا میرا گھر مین تھا یہ کمبخت عیار وہان گیا اور میرے بیٹے کو بیہوش کرکے اسنے مارا اور گھر میرا لوٹ لیا تھا کہ مین آگیا مجکو دیکھکر یہ ایسا بھاگا کہ پتہ نہ لگا آج تمنے اسکو قید کیا مین تلاش مین اسکی تھا اب تم صحرا کی طرف دیکھتے رہو کہ کوئی حمایتی اسکا آنہ جائے مین سر اسکا کاٹ لون طاق اسکے کہنے سے مڑکر جنگل کیطرف دیکھنے لگا اسنے خنجر کمر سے کھینچکر کہا دیکھیے آخر وہ حمایتی اسکے ادھر سے آگئے ساحر اس کہنے سے مڑکر دیکھنے لگا اور اسنے پہلو پر سے بغدہ بقوت تمام اسکے سر پر مارا کر سر پھٹکر بھیجا پاش پاش ہوگیا وہ تڑپکر داخل جہنم ہوا غلغلہ گیرودار برپا ہوا آندھی آئی آگ پھر برسنے بعد ہنگامہ عظیم آواز آئی کہ مارا طمطراق طاق جادو ایلچی تباہ جادوان کو یہ آفت جو برپا ہوئی لشکر ایلچی مین بھی خبر مرگ ساحر ندکور پہونچی اور لشکر کے ساحر دوڑے برق سا ہوکر تعریف عیاری قران کر رہا تھا کہ لشکر نے آکر ان دونو کو گھیر لیا یہ بھی خنجر کھینچکر بہ نفس نفیس بیجا پڑے اس فوج مین ساحر سب ہین یقین تھا کہ گرفتار ہو جائین مگر بقدرت کردگار مرنے سے طاق کے ماہی پریزاد اور بحرین جو قید تھے انپر سے سحر اُتر گیا اور رہا ہوگئے پس بحرین زمین پر گرکر دریا بنا اور مچھلی دریا مین کود گئی اور دھڑیا موج مارکر چلا دم بھر مین قریب لشکر مخالف پہونچکر بڑھنے لگا لشکری بہت گھبرائے اور آگ برسانے لگے کہ شعلۂ آتش دریا کو خشک کردین لیکن وہ دریا کب خشک ہوسکتا ہے کیونکہ صنعت کو جب بادشاہ ساحران نے سحر تعلیم کرکے

بھیجا تھا تو اُسنے بدقت تمام ماہی کو کپڑا تھا لشکری کب اُسکو گرفتار کر سکتے ہین آخر دریا ایسا بڑھا کہ لوگ اسمین غوطے کھانے لگے پانی کی طغیانی ہوئی مشکل جان بچانی ہوئی یہ آفت تو تھی ہی طرہ اسپر یہ ہوا کہ سیلان وباران جو لشکر لیکر راہی تھے اسوقت یہان آکو پہونچے اور ہنگامہ رزم بپا دیکھکر لشکریون کو حکم دیا کہ لینا ان ان خیرہ سرونکو لشکری سب تلوارین کھینچکر تارنج و ترنج بکر ڈکرا گرے اور سیلان زمین مین گر کر غائب ہوا اور سیلاب پیدا ہوئی اور باران بروئے ہوا جاکر ابر بنا اور برسنے لگا انعوذ باللہ زمین سے دریا جاری اور برسے آب سحر بدستا لشکری سحر کی مار کرتے جس پر بوند پانی کی پڑتی جسم غربال ہوتا ایک طرف یہ مصیبت کہ لشکریون نے باران کرماسے تلوار کے تہلکہ ڈالدیا بھاگنے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی قدم اُٹھانا محال تھا صرف تلوار چلتی تھی تیغ کی روانی نے زندگی کا گھاٹ بند کر دیا تھا موت کا دریا بڑھا چڑھا تھا یا فسون پانی سحر کا اونچا تھا تلوار کی حباب سیلاب تھی کشتی حیات غرقاب تھی وہ لشکر جو ان عدو کا پیاسا تھا طاق کا لشکر حباب آسا تھا برق خنجر دشمن مین دم باقی نہ تھا اسطرح سحر کی بجلی چمکتی تھی کہ جرعہ کشان ساغر اجل کیلیئے ابر تھا دریا تھا مگر سوائے موت کے کوئی ساقی نہ تھا ردھونکے گزر جانیکو تیغ آہنی بحر ہستی کی پل آہنی تھی شمشیر کی دھار دھار ابنکر روان سر تیغ مین دشمنی جاتی تھی گرداب بلا تلوار کا گھاٹ اس بحر آہنی مین تو ٹہر کے بدلے غضب کا کاٹ تھا ڈورا حسام تیز کا ماہی گیر اجل ماہی جان کیلیئے جال اسکا پھل قضا سے کسی کو چارہ نہ تھا جو ہر روانی دکھلانیکا صمصام دشمن کو یارا نہ تھا کہ بموجب ابیات

تھا گرم وہان اجل کا بازار
ہے تیغ قضا کی بھی کہین ڈھال
دہشت تلوار کی جو چھائی
مانی کو ذرا ہو وقت تصویر

تھے ایک کے دو دو کے تھے چار
کس طرح چلے نہ خصم سرکش
مشکل ہے بدن مین روح آئی
اول تو قلم کا سینہ پھٹ جائے

لایا جو سر عدو پہ کیا مال
وہ تیغ تھی موج بحر آتش
یاد آئے اگر یہ تیز شمشیر
تصویر کھینچے تو رنگ کٹ جائے

تا دیر غوب لوہا برسا ہر ایک کا فر جان بچانے کو تڑپا آخر موت کے گھاٹ تیغ کی کشتی پر چڑھکر سب کے سب زندگی کے دریا سے پار اُتر گئے جو لشکر ہمراہ الجی تھا زندگی سے ہاتھ دھوکر بپیام اجل لشکر جانب عدم گیا ایک متنفس نہ بچا دم بھر مین سب کا دم گیا جب میدان صاف ہوا سیلان و باران ظاہر ہوئے ہر ایک نے قران و برق کے قدم آنکھون سے لگائے ماہی پر یزاد بھی تہ آب سے نکلی اور سیلان وغیرہ سے شاکی ہوئی کہ خوب تمنے ہماری خبر لی ان ساحرون نے بہت کچھ عذر کیا اور فردہ فتح لیکر خدمت کوکب مین قصد چلنے کا کیا اس لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ اُترے اور ماہی پریزاد سے کہا کہ تم بارگاہ استاد کر اکر ٹھہرو اور ان عیارونکی دعوت کرو ہم خدمت شہنشاہ مین جا کر عرض حال کرتے ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ عمل مین آئیگا ماہی نے منظور کیا لشکر اُتارا بارگاہ استاد ہوئی ماہی اس بارگاہ مین جو مثل ایک سحر سے بنا کر شادی کرنے لگی بحرین بارگاہ مین عیارونکو لیکر آیا عیار صورت بدلکر آرام تمام بیٹھے اور ساحر مذکور خدمت بادشاہ موصوف مین گئے لیکن مہرخ وغیرہ جو سحر تسبیح الجی سے کوکب پر چڑھ گئی تھین اسکے مرنے سے ہوشیار ہوکر آپسمین گویا ہوئین کہ یہ ہم کس سے لڑنے آئے تھے افسوس کہ اپنے طرفدار شاہ کوکب سے ہم مقابلہ کرنے آئے اب لازم ہے کہ بھاگ جائین لیکر عنان عزیمت منعطف کی اور جانب طلسم ہوشربا کی جانب چلین

باذن انکے جو زمین نے پکڑ لیے تھے وہ چھوٹ گئے اور اُنھون نے رو بفرار رکھا ادھر وہی تیلا یاقوت سرخ کا جسنے پہلے انکو روکا تھا
بادشاہ کے پاس گیا اور بعد تسلیم بصد تعظیم عرض رسا ہوا کہ مہرخ اپنے آنے سے منفعل ہو کر بھاگی ہے شاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ آپنے
کچھ سنا جو ہمسے لڑنے آئی تھین وہ بھاگی ہین عمرو نے پھر تعریف کی کہ لے بادشاہ آپکے اقبال سے وہ یقین ہے کہ قتل ہوا کی ان
ناچیز کی مجال ہے جو ملازمان حضور سے مقابلہ کرین اس گفتگو مین سیلان و باران حاضر خدمت ہو کر دعا و ثنا بادشاہی بجالائے
اور حال قتل ایلچی عرض کیا کہ اس طرح عیارون نے اسے مارا بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت تعریف و تحسین خواجہ کی کی
کہ خواجہ صاحب آپکا اور آپ کے شاگردون کا مثل و نظیر نہین سبحان اللہ ابیات

دشمن کو ستم شعار ہین سب | بس فتنۂ روزگار ہین سب | بجلی کو صلاح دین لگا آگ
خرمن سے کہین کہ ہو ہوا آگ | تلبیس ہے ریشہ ریشہ انکا | عیاری و مکر پیشہ انکا
حیلہ جسے کہیے ذات ان کی | تہمت جسے کہیے بات انکی | یہ باتین ہین پھر قتل کفار
لیکن ہین وہ دین پناہ و دیندار | تعظیم و شرف مین کعبہ کردار | ویران کن سومنات و کفار
فرمان قضا مین نام انکا | توقیع خرد کلام ان کا | یہ تعریف فرما کر ارشاد فرمایا کہ اب

ہم بغیر دعوت کیے مہرخ کو جانے نہ دینگے آپ خواجہ صاحب تشریف لیجائین اور ان سب سے ملاقات کیجیے اور انکی دعوت
بھی فرمائیے پھر رخصت کر دیجیے یہ خواجہ سے خطاب کر کے مخاطب بجانب ملکہ بران ہو کر فرمایا کہ اب فرزند خواجہ سلامت کو
سمت ملک یاقوت رنگ روانہ کرو اور تم بھی عقب مین سامان مہمانداری درست کر کے جاؤ اور ملکہ موصوفہ کی خاطرداری
مین مصروف ہو یہ ارشاد کر کے ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر خواجہ کو دیا اور کہا اس کاغذ کو جام آب مین گھولنا
ایک ساحر پیدا ہوگا جو حکم کیجیے وہ بجا لائیگا غرض کاغذ دیکر ساحرون کو حکم دیا کہ خواجہ کو ملک یاقوت رنگ مین لیجاؤ
ساحر تخت پر سوار کر کے خواجہ کو لیچلے ایک حکمنامہ بنام حاکم قلعہ یاقوتیہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا اسکا مضمون یہ تھا
کہ خواجہ تشریف لاتے ہین اپنا حاکم انکو جاننا اور اطاعت مین انکی بدل سرگرم رہنا ورنہ معرض عتاب شاہی ہو جاؤگے
یہ حکمنامہ قبل از پہونچنے عمرو کے حاکم قلعہ مذکور کو پہونچا اور اسکے بموجب کاربند ہوا اور عمرو کو ساحر لیکر چلے بعد انکے
جانیکے ملکہ بران کو پھر حکم ہوا کہ اب تم سرحد پر ہمارے طلسم کے جہان مہرخ ہے ایک بارگاہ عالیشان بھجوا دو کہ جبتک
خواجہ انکو بلائین وہ آرام سے رہین ملکہ مذکور یہ حکم سنکر اُٹھی اور شاہ کو تسلیم کر کے باہر دربار سے آئی اور تعمیل حکم
کرنے لگی ادھر مہرخ جو بھاگی تھی اسنے دیکھا کہ ایک بیابان کوسون تک سبزہ زار ہے اور اس صحرائے لق و دق مین
ایک دیوار دھوئین کی نظر آئی اور آگے جانے کی راہ نہ پائی ناچار ایک جگہ ٹھہرین اسوقت ایک بارگاہ عالی اس
بیابان مین استادہ دیکھی کہ کلس اسکے آسمان سے باتین کرتے ہین چار سو کلسیان یاقوت رمانی کی اسپر چڑھی ہین
اور ہر کلس پر ایک ایک مور بیٹھا ہے منقار مین ان مورون کی موتیون کے دانے ہین بیچ مین قبہ بارگاہ پر
بہت بڑا کلس چڑھا ہے سپر سو بیچ کھی لگی ہے شمس سپہر کو بھی شرماتی ہے اور فرش شیشہ آلات وغیرہ سے وہ
حباب دلکشا ایسی آراستہ ہے کہ جیسے بارگاہ زنگاری گردون کواکب سے پیراستہ ہے کہ بموجب نظم

کیا بیش نظر چھپتین ہین رنگین
مہتاب ہے ناصبور کیا کیا
کرسی ہے ہر ایک عرش پایہ
آئے ابھی اُڑ کے تخت طاؤس
ہر جا پہ کنول ہین حد سے باہر

سب رشک نگار خانۂ چین
شطرنجیون مین جو خط عیان ہین
اللہ کا اس جگہ پہ سایہ
زینت کی ہوئی یہ طرفہ تکمیل
گردون پہ کہان ہین اتنے اختر

ہین چاندنیون مین نور کیا کیا
ہم شکل خطوط آسمان ہین
دے کو رنج جو رخصت قدمبوس
جو جھاڑ ہے عرش کی ہے قندیل

مہرخ حیران ہوکر قریب بارگاہ کھڑی تھی کہ چند ساحر معززان طلسم مین سے قریب اسکے آئے قبا مین سب کے گلون مین عمامے سرون پر ہین ہر ایک مسن مہذب کے سب کے دن انھون نے بادب سلام کرکے عرض کیا کہ یہ بارگاہ حضور ہی کیلئے شاہ کوکب نے بھیجی ہے اور یہ زمین بھی انھین کی عملداری مین ہے آپ بارگاہ مین تشریف لے چلین اور راحت و آرام کرین شاہ مذکور کے یہان آپکی دعوت ہے مہرخ نے کہا از خوردان خطا و از بزرگان عطا ہم قصوردار شرمندۂ احسان بادشاہ ہین کہ ہمنے انکے ملازمون کو تہ تیغ کیا اب کیا منھ لیکر بارگاہ مین جائین ساحرون نے کہا ان باتون کا ذکر نہ کیجیے ملازم شاہ آپکے ہاتھ سے نہین مارے گئے افراسیاب کے ہاتھ سے مارے گئے لڑائی مین ہوتا کیا ہے کچھ آپکی ہی نہین خطا کیا ہی ایلچی کو ہمارے شاہ نے مسحور کیا اُسنے آپسے بدلا لیا الغرض ملکہ مسطور سرداروافسر کی سواری سے اُتر کر جانب بارگاہ چلی نقیب صدائے ادب تفاوت لگانے لگے ڈنکے بجے بڑی شان و شوکت سے ملکہ چلکے خانے مین پہونچی دیکھا دو رویہ قنایتن پر از نقش و نگار کھنچی ہین بیچ مین سڑک ہی سرخی اُبر کٹی ہے جواہر پڑا ہے دو طرفہ بازار لگا ہی ہر قسم کی اشیائے نفیس کا ڈھیر وانبار ہے ہر دو کاندار ساحرہ و ساحر و ضعدار ہے لیلی اگر اس بازار کو دیکھتی بازار محبت قیس کے چھوڑ دیتی دیا مصر کی عشق یوسف مین زلیخا خواہش نہ کرتی ہمیشہ تا لعل ایسے کہ جنسے سرخ بازار + یاقوت کے موتیون کے انبار + سامنے دروازہ بارگاہ کا باب خلد برین پر دے ہر ایک غیرت پردہ چشم حور العین سقے سڑک پہ گلاب و کیوڑا چھڑکتے کرین انکے کٹورے چاندی سونے کے کھڑکتے مہر و ماہ کی تھالی کو اپنے جوڑے کے برابر نہ سمجھتے ملکہ موصوفہ سیر دیکھتی داخل بارگاہ ہوئی صفت اسکی بیان ہو چکی لشکر گرد بارگاہ جو خیام استادہ تھے سمین اُتر آئی ہزار معزز ساحر ہمراہ ملکہ ذی محل و کرسی پر اندر بارگاہ کے متمکن ہوا الملکہ تخت پہ جلوہ گر ہوئی اسوقت کچھ تخت اُڑتے ہوئے بارگاہ مین آکر اترے جنپر نازنینان مہر طلعت سوار تھین سامان رقص ہمراہ رکھتی تھین چنانچہ وہ سامنے آکر ناچنے لگین پیمانہ شراب گردش مین آیا اسی ہنگامہ مین حباب غروب دائرہ ماہ مین شراب نور ساقی قدرت نے معمور فرمائی آفتاب آفتاب کی جھلکی دن گذرا رات آئی۔ نظم

رات آئی۔ نظم
تا دور وہ چاندنی کا عالم

بیٹھے جو وہان تمام تھا روز
مہتاب کا خود بھڑک گیا دم

تھا ماہ فلک پہ جلوہ افروز

سر شام کچھ ساحرون نے ایک صحنچی مین بارگاہ کے دسترخوان دیا بتکلف تمام بچھایا اور روشن جو کی بچی ہوئی بڑے تکلف سے خاصہ آیا اور دسترخوان چنا گیا پھر ملکہ کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور خاصہ المرسل فرمادین ملکہ اور سرداروں نے خاصہ نوش فرمایا اور سر اپچہ بارگاہ کے اٹھوا دیے سیر کیفیت صحرا کی سب دیکھنے لگے اور میخواری مین پھر اپنی جگہ پر آکر مصروف ہوئے ناچ ہونے لگا اب دو طرفہ تماشا ہوا کہ آندھی ایک سیاہ آئی دنیا تاریک ہو گئی ہر ایک پر بیہوشی چھائی بعد لمحے کے جو ہوش آیا نہ وہ بارگاہ نہ وہ بازار کسی کا پتہ نہ پایا اور اپنے تئین ایک کرسی مرصع نگار پر ملکہ نے بیٹھے پایا اور سب سردار بھی کرسیون پر کہ سادی طلائے احمر کی تھین بیٹھے تھے اور کرسیان سطح آب پر بچھی تھین نیچے انکے

دریاے ذخار موجزن تھا اسی بحر پرجوش پر فرش مصفا بچھا تھا ہر سمت مسندین عمدہ آراستہ تھین فرش پر ناچ ہو رہا تھا پانی بحر کا ایسا صاف تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے بلور کی زمین لہرون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلور کو تراشا ہے اور نقش دار بنایا ہے دریا مین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی تھین چاند کی روشنی لہرون مین ملکر بلورین لیتی تھی ستارہاے فلک کا عکس جو پانی مین پڑا تھا ہزارہا کنول دریا مین تیرتا نظر آتا تھا چادر آب پر چادر مہتاب کا فرش عجب کیفیت دکھاتا تھا کہ ابیات

دریا تھا کہ غیرت چمن تھا | ایک نور کا بحر موجزن تھا | کیا نور تھا دیکھیے جدھر نور
آئی تھی نظر تجلی طور | دریا کی وہ ہر طرف روانی | تھا آب حیات اسکا پانی

غرضکہ یہ سب تو محو حیرت ہو کر نیرنگی دیکھنے مین مصروف ہین لیکن اب حال مبارک فال مہر فلک عیاری سنیے کہ جو ہمراہ ساحران کے روانہ ہوے کچھ دیر کے بعد قریب ایک ملک کے پہونچے سواد شہر کے عوض آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی جب قریب تر پہونچے تو چاردیواری شہر کی یاقوت احمر کی پائی اور دروازہ بھی اسکا یاقوت کا ترشا ہوا تھا جسپر زمرد کا مینا کیا تھا ہزارہا ساحر یاقوتی لباس پہنے بعہدۂ دربانی حاضر تھا سب نے خواجہ کو سلام کیا اور خواجہ ہنوز داخل شہر نہوے تھے کہ ڈنکا بجنے کی صدا آئی اور سواری کے اہتمام کرنے والے ظاہر ہوے یعنی اس ملک کا بادشاہ ملک لالان یاقوت پوش تخت یاقوت نگار پر سوار تاج یاقوت سر پر قباے قلمکار یاقوت احمر در بر چار قب شاہی سے آراستہ چتر سر گردش پذیر جلو مین ہزارہا امیر ووزیر مالا ہاے مروارید سے گردن پیراستہ کئی ہزار یاقوت پوش سوار ہمراہ بان بردار برچھی دار خاص بردار عہدے ہاتھو مین لیے خادم خدمتگار سواری کی شوکت قابل داد خواہ خواجہ عالیجاہ کے استقبال کو آیا اور اپنے ہمراہ تخت پر بٹھا کر اندر قلعہ کے لیچلا قلعہ کو جو خواجہ نے دیکھا تو عجب سامان آرائش نظر آیا ہر مکان یاقوت سرخ کا تعمیر پایا دوکانات مثل گلشن رنگین پر از نقش ونگار ترمین مین پیرایۂ یار ہے

نظم

دیکھا عجب اژدحام مردم
ہر سمت ہجوم عام مردم | بھنگیلون کی کہین دوکانین | اڑتی ہوئی وان عجیب تانین
ساقی کا منا کے بول بالا | منھ سے کسی نے دھوان نکالا | عالم وہ دوکان جوہری پر
جس طرح کہ ماہ برج واختر | بیٹھے ہوے اک طرف کبابی | آئے ہوے وان کئی شرابی
پر نور مٹھائیون کے وہ تھال | خورشید کی ٹکیہ پڑے رال | پر نور مٹھائی کی دوکانین
بھوکون کی غذا تھی جن پہ جانین | بھٹیاری کی طرفہ آبداری | لیلٰے نے بکائی تھی نہاری
اثمار بھی تازہ تازہ موجود | سیب اور بھی انار وامرود | پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب
ڈلیان مصری کی جن سے بے آب

خواجہ عمرو اس شہر کی سیر دیکھتے دارالامارۃ شاہی مین آئے اور سریر حکومت پر بادشاہ نے وہان کے بٹھایا آپ سرگرم اطاعت ہوا خواجہ نے اس شہر مین آکر اپنا لباس بھی سرخ کر لیا یاقوت پوشی اختیار کی پھر ہمراہ ملک لالان باغ یاقوت مین آیا حصار باغ جواہر سرخ کا پایا اس باغ کی کیا تعریف کی جائے طلسمات کا باغ نگینون سے بھرا ہر درخت یاقوت رمانی سے منڈھا گلستان عالم مین یہ باغ ہر ایک گلزار سے سرخرو نہرون کی یہان کے نہرہاے بہشت سے زیادہ آبرو پھل ہر ایک لطیف وخوشگوار ہر ایک شاخون کو فرط نزاکت سے بار درخت موزون برنگ قامت یار سرخ پوش

ہر چمن مین بلبلون کا خروش جو نہال تھا وہ معشوق گلابی پوشش کا جو بن دکھاتا یہ عالم نظر آتا کہ نظم

پتے ہین ہرے ہرے نمودار
رخسار پہ گیسوے معنبر
ہے تختۂ لالہ زیب مین طاق
محبوب کا ہے دہن مسی زیب
آراستہ سب مکان وہ نایاب
گل تکیے ہین مہر و ماہ جیسے
دالانون مین فرش ہین جو خوشرنگ
پھولون کی سیج نزہت انگیز
شمعون کے زبان مین انا الشرق

پھولون کے بھرے بھرے ہین خسار
بے مثل ہین لاجواب ہین پھول
یا سینۂ داغدار عشاق
تھے گرد چمن مکان بہ کثرت
پر نور بسان برج مہتاب
آراستہ ہر پلنگ زرین
پیدا ہے بہار نقش ارژنگ
دیوار مین نصب جو کنول ہے
شعلے سے بھی کم تجلی برق

ہے صحن چمن مین سنبل تر
مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
سوسن کو نہین خزان کا آسیب
جس طرح کہ قصر ہاے جنت
دیکھے نہین فرش روشن ایسے
پھولون کی چمن مین جیسے تزئین
ہر ایک طرف لگی ہے جو میز
روشن دل عارف ازل ہے

خواجہ عمرو بیچ مین باغ کے قصر عالی تھا اسمین فروکش ہوکر نظارۂ گلہاے گلشن مین مصروف ہوے اور ایک جام مین پانی طلب کر کے کاغذ عطیہ کو کہ اسمین کھولا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جسکی ناف سے پانی جاری تھا نکلا اور خواجہ کو تسلیم کر کے عرض پیرا ہوا کہ غلام کو گرداب جادو کہتے ہین اور فی الحال حسب الحکم شاہ عالی جاہ کوکب ملکہ مہرخ کو سیر دریائے سحر دکھا رہا ہون اگر آپکا حکم ہو تو ملکہ مذکور کو داخل باغ یاقوت کرون خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تجکو اسی لیے بلایا تھا جلد ان سب کو یہان لے آ ساحر مذکور یہ حکم سنکر زمین پر گرا اور پانی ہوکر زمین مین جذب ہوگیا وہان مہرخ وغیرہ دریا مین کر سیون پر بیٹھی سیر دیکھ رہی تھین کہ دفعتہ ایک شاق دریا مین چمکی سب کی نگاہ خیرہ ہوئی پھر جو دیکھا تو اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا کہ دریا مین وہ کشتیان روان ہین یہان تک کہ بیچ دریا مین پہونچکر وہ کشتیان چکر کھا کر غرق ہوئین ان سب کی کچھ عرصہ کے بعد جو آنکھ کھلی تو دیکھا نہ وہ دریا ہے نہ کشتیان نہ وہ سامان آرائش و زیبایش ہے ہم سب ایک قلعہ سرخ کے قریب استادہ ہین حیران ہوکر آگے قدم بڑھایا اسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا اور اسنے کہا اے ملکہ مہرخ وغیرہ آپ سب کی دعوت خواجہ عمرو نے ملک یاقوت نگار مین دھوم سے کی اور منتظر آپکے ہین جلد تشریف لے چلیے ان سب نے یہ سنکر جواب دیا کہ ہم بھی مشتاق ملازمت خواجہ ہین جلد انکی خدمت مین ہمکو لے چلو یہ کہنا تھا کہ کچھ تخت سحر کے آئے اور ان سب کو سوار کر کے لے چلے اور داخل قلعہ یاقوت کیا یہ سب سیر آبادی قلعہ مذکور کرتے ہوے جیسا کہ اوپر وصف اس شہر کا بیان ہوا قریب باغ یاقوت پہونچے اور باغ پر خواجہ کی طرف سے کچھ ساحران معزز برسم استقبال آئے اور ہر ایک کو خدمت خواجہ مین لیگئے انھون نے باغ کی بہار اور مکانات کی آرائش ویسی جیسا مذکور ہوا ملاحظہ فرمائی اور خواجہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت عنایت فرمایا مقام صدر پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ساقیون نے بادۂ ارغوانی سے دماغ اہل انجمن گرم کیا یہان تو یہ مصروف عشرت ہین اودھر شاہ کوکب نے سیلان و باران کو حکم دیا کہ تم جاکر ماہی پریزاد کو معہ تمام لشکر کے میرے طلسم کی سرحد پر لے آؤ مین ہمراہ خواجہ اور لشکر کے بھیجونگا تم سے کچھ کاربرآری مقابلہ افراسیاب مین نہوسکی اب تم نگہبان در طلسم رہو اور عیارون کو رخصت کردو یہ حکم سنکر دونون ساحر منفعل ہوکر روانہ ہوے

اور لشکر مین پہونچکر قران و برق کو رخصت کیا اور آپ معہ بحرین وغیرہ کوچ کرکے در طلسم پر آکر ٹھہرے یہان دور و نزدیک خواجہ نے ملکہ مہرخ کی دعوت کی اس دعوت مین ملکہ بران بھی بحشم و خدم معہ کئی ہزار کنیزان زرین پوش کے تشریف لائین اور ہر ایک سے ملین ملک لالان نے نذر دی نذر اسکی معاف فرمائی پھر مہرخ سے بڑی گرمجوشی سے باتین رہین اور کئی ہزار کشتی جواہر کی ملکہ مذکور کو اس شاہزادی نے پیشکش کی اسی طرح دو روز مصروف عیش و نشاط رہے جب تیسرے دن مہمان فلک چہارم دستر خوان اطلس سبز چرخ پر آبیٹھا اور مطبخ عالم سے دھوان سواد شب کا دور ہوا کہ **ابیات**

وہ صبح کہ ہوش کو کرے گم | محبوب کا جس طرح تبسم | دیتی تھی نسیم صبح گاہی
اعجاز مسیح پر گواہی

صبح کو ساحران ذی تبار طلب ہوئے اور مہرخ کو تحفہائے سحر پر معہ تمام سرداران کے سوار کرا کر رخصت کیا ساحران کو راہ نزدیک سے سرحد طلسم ہوش ربا مین پہونچا گئے یہ سب لشکر اپنا ساتھ لیکر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے ادھر سے تو یہ چلے اور اس طرف سے دونون عیار برق و قران آتے ہین اور بعد رخصت مہمانان ملکہ بران و عمر کو ہمراہ لیکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین آئی اور شاہ کوکب اپنے مقام پر جا کر مصروف عیش و آرام ہوا۔

داستان رنگین بیان خبر پانا افراسیاب کا دعوت مہرخ اور قتل ایلچی سے اور غضبناک ہونا اسکا اور راہ روکنا مہرخ کی شیاطین جادو کا اور آنا ملکہ بران کا رہائی مہرخ کیلیے اور راہ کھولدینا پھر آنا باغبان وزیر کا بدلے گرفتاری برق و قران اور پکڑ لینا قران کا باغبان کو اور منت کرکے چھڑانا گلچین زوجہ باغبان کا اپنے شوہر کو اور اقرار کرنا باغبان کا عیارون سے کہ عمرو سے مین برائی نہ کرونگا اور یہ خبر سنکر بدظن ہونا افراسیاب کا وزیر مذکور سے ادھر شیاطین کا راہ روکنا مہرخ کی اور آنا ملکہ حنائے گلگون پوش معشوقہ کوکب کا بمقابلہ شیاطین اور گرفتار کرنا اسکو اور داخل ہونا مہرخ کا اپنے لشکر مین اور چلے جانا حیرت جادو کا اندر طلسم کے للمولفہ

ہر پھر کے ہمین تجھی سے ہے کام | ہان ساقیا پھر ہو دورۂ جام | یون دور مین آئین جام تیرے
جیسے پھرتے ہین دن کسی کے | کیا گردش بخت کی شکایت | کیا جور فلک کی بس حکایت
میخانہ کا آج بند ہے در | لو پھوٹ گیا مرا مقدر | کرتے نہین رند آج مستی
مستی کیسی ہے فاقہ مستی | ساغر کا بھی دل الم سے ہے خون | میخانے کا رنگ ہے دگرگون
منھ باندھے صراحیان پڑی ہین | اور شیشون کی ہچکیان بندھی ہین | ٹوٹے ہوئے دل ہین شیشے سارے
ہین جام بھی پھوٹ پھوٹ روتے | میخانے مین تھے جو رند سب یار | وہ ہوگئے آج اپنے اغیار
نفرت انھین مجھ سے ہوگئی ہے | راحت مرے دل کی کھو گئی ہے | مین نا بلد رہ محبت

کیا جانون کہ کیا ہے راہ اُلفت
ہر وقت تھے جو کہ ساتھ رہتے
منھ پھیر کے دوست چلتے ہین راہ
بیچین بہت ہے رند تیرا
مجکو مرے اشک رو گئے ہین
کب دیکھیے عیش کے دن آئین
کب دیکھیے شام رنج جائے
شیشے ہین جو آہ آہ کرتے
غفار و رحیم ہے وہ اللہ
بس حکم کا انتظار ہے اب
پھر آتے ہین رند انجمن مین
امید کی لو ہوا پھر آئی
پھر جمع ہین یار انجمن مین
ہان ساقیا دے شراب سرجوش
بھولا رہا راہ میکدہ آہ
سچ ہے یہی قول بے کم و کاست
کیون بھٹکے گا کاروان مطلب
از راہ رود نصاحت

بیتاب ہون آج غم کے مارے
آتے نہین خواب مین بھی میرے
ساقی مرے درد کی دوا دے
ہے جور فلک سے غم نے گھیرا
بر آئین جو اپنے دل کے مطلب
میخانے مین میرے ہمسن آئین
کب دیکھیے میکدے مین ہو عید
کب دیکھین ہین قاہ قاہ کرتے
گر حکم کرے تو آب رحمت
آنے کو یہان بہا ہے اب
باب مطلب کی ہے خبر بھی
دیکھو تو ذرا گھٹا پھر آئی
ساقی کی نگاہ دیکھو یہ بی
کھوے ہوے آئین پھر سے ہوش
ہے خضر کرم جو تیرا رہبر
ہے رند کو موج مے رہ راست
بس جاہ لکھو نیا فسانہ
کردند رقم چنین روایت

مین رات کو گن رہا ہون تارے
دشمن جو ہوا ہے چرخ جانکاہ
پیمانے کو منھ سے پھر لگا دے
رخصت مرے ہوش ہو گئے ہین
ساقی کے کرم ہون دیکھیے کب
کب صبح نشاط منھ دکھائے
کب ساقی مہ لقا کی ہو دید
اللہ پہ بس نظر رکھو جاہ
برسائے شراب عیش و عشرت
لو کھلتے ہین پھول اب چمن مین
لو کھلگیا میکدہ کا در بھی
ہے جلسۂ میکشی چمن مین
لو کھلگئی رنج و غم کی بدلی
زاہد نے کیا تھا مجکو گمراہ
بھٹکا یا ہوا آیا راستے پر
قلقل ہے صراحی کی جرس جیب
صدقہ جسپر ہو اک زمانہ

محصوران حصار سحر و نیرنگ و سرگردانان کوہسار و بیابان پرخار و سنگ مسحوران جادۂ پرآفات و خطرناک و آوارگان بادیہ وہم و ادراک کشافان راہ سحر و افسونگری و قطع کنندگان منازل جادوپروری ساحران لشکر مضامین کو دشت قرطاس مین یون محصور فرماتے ہین اور جادۂ ہنر و معانی گستری مین بیخوف ہوکر اسطرح قدم اُٹھاتے ہین کہ شاہ جادوان بے ایمان افراسیاب سرگردہ مشکبران بیابان طلسم سے اُٹھکر باغ سیب مین پھر آیا تھا اور تخت نکہت پر بیٹھا تھا کہ چند طائر سحر لو بگوے لاش طاق ایلچی کی اُڑاتے ہوے اس مقام پر آئے اور طائرون نے تمام ماجرا قتل ایلچی کا بیان کیا کہ اسطرح برق رندی بنکر آیا اور یون قران نے لعنہ اسکے سر پر لگایا بادشاہ مذکور یہ حال سنکر آگ ہو گیا اور سامنے باغبان وزیر کھڑا تھا اس سے کہا کہ کیون اے وزیر خوش تدبیر ہوسکتا ہے کہ تو اس برق ناعیار کو گرفتار کرکے سامنے میرے لائے اور اسکا لیے قران کو برا کیفر کرداری پہونچانے سر اسکا کاٹ کر قیادہ پر طلسم کے کنگرہ پر چڑھائے وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اقبال حضور شریک حال چاہیئے ابھی گیا اور ان دونون کو پکڑ کے روبرو سے بندگان والا شان شہنشاہ لایا بادشاہ نے یہ سنکر خلعت رخصت عنایت فرمایا اور وزیر روانہ ہوا جب یہ چلنے لگا نوبت اسکی

ملکہ گلچین جادو کہ حاضر دربار تھی بنگاہ حسرت منہ اسکا دیکھنے لگی یہ صورت جو بادشاہ نے دیکھی ہنسکر فرمایا کہ کیون اے ملکہ تمھارے شوہر کو نہ بھیجین ساحرہ نے باادب تمام عرض کیا کہ مین کنیز شہنشاہ ہون اور شوہر میرا غلام ہے میری مجال ہے جو اسکو منع کرون ملکہ چاہتی ہون کہ مین بھی ہمراہ اس کے جاؤن بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ تمھین بغیر خاوند چین کہان اچھا جاؤ یہ حکم پاکر عقب وزیر یہ بھی چلی اور بہت جلد اپنے باغ مین کسی ایک کنیز سے کہا جلد جاؤ وزیر اعظم صحرا کمک باغ سیب کی حوالی کے قریب پہونچے ہونگے انکو میرے پاس بلا لا کہنا بیوی نے کہا ہے گھر مین ہوتے جاؤ ایک بات سن لو پھر جانا کنیز حسب ارشاد ملکہ تعجیل تعجیل اڑکر پاس وزیر مذکور کے پہونچی اور پیام وزیر کو دیا وزیر ناچار خفا ہوتا ہوا کہ کام مین شہنشاہ کے دیر ہوگی انکو ایسے وقت مین کچھ نہ کچھ جھگڑا نکالنا آتا ہے گھر مین آیا زوجہ نے اُسکی اُٹھکر اُسکا ہاتھ پکڑ کر دلداری کرکے مسند پر بٹھایا جام شراب پلایا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا سنو صاحب مین نے اسلیے تمکو بلایا ہے کہ جہانتک ہوسکے سمجھا دون تم عیارون کو پکڑنے چلے ہو تو زندہ نہ بچوگے تمکو لازم نہین ہے کہ عیارون کے مقابلہ مین دخل دو وزیر نے کہا صاحب مثل مشہور ہے کہ نوکری کیا ہے خالاجی کا گھر ہے مالک نے جس کام کو فرمایا ملازم کو بجا لانا اُسکا ضرور ہے اُسمین جان جائے یا رہے بی بی نے کہا جہاد یا کر مین آگ لگا دون ایسی نوکری کو اور ملک ہاتوان صدقے اتار دون اس تابعداری کو جسمین میرے وارث کے دشمنون مدعیون کہنے والی بندی کی جان پر بنے نہ صاحب مین کبھی نہ جانے دونگی کیا مین میان شاہ از اسباب کی سلامتی مین رنڈیا ہوکر بیٹھونگی اپنا راج سہاگ لٹوا دونگی وہ ابھی نوکری ترک کرو کہین اس وزارت سے بیچے مجکو مخفی منظور نہین ہے مثل کہتے نہین کہ پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان میرا وارث سلامت ہے تو ایسی پچیس ۲۵ نوکریان ہو رہین گی اور نہ ہوگی تو جوتی کی نوک سے یا پوش کے صدقے سے ہم دونون میان بیوی بھیک مانگ کھائین گے دیس چوری پردیس بھیک اور کسی ملک کو نکل جائینگے کیا ہمارا طلسم ہوشربا مین نال گڑا ہے باغبان نے کہا سنو صاحب آپے سے باہر نہو تمھاری تو مثل ہوئی کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو جب تک گھر بیٹھی تنخواہ ملا کی وزارت کا کاروبار رہا جاگیر پائی منصب ملا انعام پایا اسوقت تک تو تم اچھے تم اچھے دنیا کا عیش چین کرتی رہین وزیر کی بی بی کہلائین اب جو سرکار دولتمدار کا کام پڑا ہے تو ایسی باتین کرتی ہو تمھاری تو وہ مثل ہے کہ شتر کیا کرینگے نوکری رہینگے اپنے گھر + کرتے ہے عاشقی اور خالاجی کا ڈر + واہ وا وا نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین اے بی بی جان ومال جورو لڑکے اسوقت جو سرکار کے کام آئین ملازم کیلیے دریغ نہ کرنا چاہیئے اچھی رہو فوراً حق نمک آقا سے جان وآبرو دیکر ادا ہو یہی امر باعث نام آوری جہان مین اور سبب خوشنودی خدا ہے گلچین نے یہ سنکر ابرو پر تیوری چڑھا کر کہا اے مردوے ہوش پکڑ حواس مین آ تو مجھے پانچ برس کی ان کو سمجھانے آیا ہے مین کیا ایسی ننھی ہون جو دنیا کا اونچ نیچ نہین سمجھتی تو میرے صاحب بادشاہ کو کیا ایسی گاڑھی پڑی ہے جو تجکو عیارون پر بھیجا ہے کیا جانتا نہین کہ موئے عیار آفت کے پرکالے تمام دنیا کے جعلساز مکار دغاباز ہین عورت بنین مرد بنین بھوت ہوکر لپٹین منت کرین مکر دکھائین ہر رنگ مین پانی ہو جائین اور پھر جھپٹ ستیاناس گئے ایسے ساحر کو اس طرح مار ڈالتے ہین جیسے کوئی جون یا کھٹمل کو مارتا ہے انھین کمبختون پر بادشاہ

تمکو بھجتا ہے یہ دشمنی نہین تو اور کیا ہے اب بادشاہ کا جی چاہتا ہے کہ یہ وزیر نہ رہے تو نہ رہے اسکے دشمن تو وہ جم جم رہے وہ نہ ہین جو اسکا برا چیتے ہون ہان اس بادشاہ کی نوکری نہ کرینگے اس سرکار مین نہ رہین گے ایسی جگہ سے ہم خود بھاگتے ہین وہ جو کہاوت ہے ندیا تو گھبراتی کیون ہے بندی پانون ہی نہ دھرے گی باغبان نے کہا بس لیں بان رہو کو قسم ہے مجکو سامری کی کہ مین شہنشاہ کی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا اور انکے کام پر جان دونگا نمک حلالی کرجاؤنگا نمکحرامی مجھسے کبھی نہوگی کہ مین حکم بادشاہ کا نہ مانون یہ سننا تھا کہ گلچین کھڑے ہوکر پیٹنے لگی لوگو دوڑو اس مردوے کو سمجھاؤ یہ مجکو رانڈ بناتا ہے میرا راج لٹا جاتا ہے ارے بیویو میرا وارث مجھسے چھٹتا ہے باغبان گھبرا گیا اور سمجھانے لگا کہ اجی ذرا آپ مین آؤ دیکھو سو دوست سو دشمن ہین کوئی شہنشاہ سے جاکر لگا دیگا مفت کی بدنامی ہوگی مین منھ دکھانے کے قابل نہ رہونگا گلچین نے کہا لگا دے گا تو کوئی لگا دے میرا کیا کریگا جب نہین کہتی تھی تو اب کہتی ہون کہ یہ بادشاہ ہمارا دشمن ہے اب وہ دیکھیئے جلا جاتا ہے اسکے منھ کو سات چھیپڑ و نکا پھوس جو میرے وارث کو دیکھکر خار کھائے وہ مواانیے ہوتون سوتون کو دیکھ سکے وزیر نے کہا تو دیوانی ہوگئی ہے مین جاتا ہون تو پانچ بچون کی مان ہوئی پچاس برس کا سن آیا مگر گدھی رہی سوائے پیٹنے کو سنے کے اور کچھ نہ آیا قسم ہے جمشید کی مین ہی ایسا مرد تھا جو تیرے ساتھ نباہ کرتا رہا یہ کہکر اٹھا اور قصد چلنے کا کیا بی بی نے اسکی دامن پکڑا اور کہا یہ تو مین جانتی ہون کہ جو تم کہتے ہو وہی کرتے ہو میرا کہنا نہ مانوگے ہر ا فراسیاب کی رفاقت مین میرا پہلو اجاڑوگے اس کہنے والی بندی کو اب دور آٹھ آٹھ آنسو رلاؤگے اپنی لاش مجکو دکھاؤگے یا سامری وہ دن نہ دکھانا کہنے والی بندی دور پار شیطان کے کان بہرے یون ہوجایئن اور مین جیتی دیکھون بلکہ میری لاش پہلے نکلے وہ بندی سہاگن مرے یہ کہکر گردن شوہر مین ہاتھ ڈال کر بولی کہ سنو تو بھلا یہ نہین ہوسکتا کہ یہان بیٹھے رہو اور ایسا سحر کرو کہ موے عیار قید ہوجایئن تم بادشاہ سے کہدو کہ لیجیے مین آپکے نمک سے ادا ہوگیا وزیر مذکور نے کہا تم ڈرتی کیون ہو مین بہت ہوشیاری سے رہونگا اور خبرداری اور کیا یہی چاہیئے کہ اپنے پاس کسی کو نہ آنے دے اور کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائے پیئے نہین مین جاتے ہی انکو گرفتار کرلونگا اور اپنے بیگانے ساحر غیر ساحر جو ہر دلڑ کے بھائی جس کسی کو آتے دیکھونگا عیار سمجھونگا اور اپنے قریب نہ آنے دونگا پھر بھلا انکی عیاری مجھسے کیا چلے گی یہ کہکر بی بی کو تسکین و دلداری کرکے گھر مین بٹھایا اور آپ روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد زوجہ اسکی تا دیر نالان و گریان بہ مثال شمع اشک ریزان رہی انیسین جلیسین سمجھانے لگین کہ بی بی بدشگونی نہ منایئے میان کے لیے دعا کیجیے کہ دشمنون پر فتحیاب ہون انسے ایک نہ سنی اور جذبۂ عشق مین یہ ترنگ آئی کہ تو بھی عقب شوہر چل اور دیکھ کہ اس سے اور عیارون سے کیا معاملہ گزرتا ہے بس یہ سوچکر شوہر کے جانے سے پہر بھر کے بعد یہ بھی بزور سحر اڑی اور ڈھونڈھتی ہوئی چلی اب ان زن و شوہر کو تبلاش عیارون کے جانے دیجیے شمہ حال مہرخ سنیے کہ یہ جو معہ زلولہ وغیرہ کے لشکر لیکر روانہ ہوئی بعد قطع مسافت راہ قریب اسی درہ کوہ کے پہونچی کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا کہ افراسیاب نے مسدود کیا ہے چنانچہ اس درہ کوہ کے قریب ایک ملک ہے کہ نام اس ملک کا ابلیسیہ ہے اور اس سبب سے اسکو ابلیسیہ کہتے ہین کہ وہان جتنے ساحر رہتے ہین سب ابلیس پرست ہین شیطان کی

تصویر کو سجدہ کرتے ہین اور سوا ان کے اور ساحر طلسم کے سامری کو خدا کہتے ہین اور حاکم اس قلعہ کا شیاطین جادو نام ایک ساحر زبردست ہے خراج گذار شاہ افراسیاب اور اسکو شاہ مذکور نے یہ درہ سپرد کیا ہے اور روزانہ ہر ملک کا اسطرح لکھا ہے کہ یہ پہاڑ جسکا درہ مسدود ہے سترہا منزل تک ہے لبرایک مقام پر دامن کوہ کے نیچے غار عمیق ہے اسی غار کو دروازہ قرار دیا ہے اور جب غار مین کوئی آتا ہے تو اندر اسکے پہلے جنگل ملتا ہے پھر ایک صحرائے سبزہ زار مین گذرتا ہے کہ جسمین چشمہ جھیلین تالاب ہین اور باغ سیرگاہ شیاطین ہے پھر اسکے آگے قلعہ ابلیسیہ ہے ساحر مذکور اس صحرا مین قریب غار ہیبت رہتا ہے اور یہان کئی سو کنیزین اسکی خدمت مین حاضر رہتی ہین انسے عیش بھی کرتا ہے اور محافظ درہ بھی رہتا ہے فی الجملہ اپنے مقام پر یہ خاص شیطان پرست بیٹھا تھا کہ طائران سحر اڑتے ہوے آئے اور خبر آمد ملکہ مہرخ بیان کی اسنے خبر سنکر درہ کوہ اور اس نواح کے صحرا کو سحر بند کیا اور آپ وہان سے بزور سحر جانب باغ سیب چلا شاہ جادوان بعد روانہ کرنے باغبان کے غصہ مین بھرا بیٹھا تھا اور کسی کو بہر گرفتاری مہرخ بھیجا چاہتا تھا کہ یہ شیطان پہونچا اور تسلیم کرکے عرض رسا ہوا کہ مہرخ معہ لشکر کثیر میرے ملک کی طرف سے آتی ہے آپ کا کیا حکم ہے آنے دون یا روکون افراسیاب نے کہا تمھارا کیا ارادہ ہے اُسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تمام عمر اسی صحرا مین وہ باغیہ شکار کھیلا کرے باہر نہ نکلے افراسیاب جوابدہ ہوا کہ آگئے تو یہ نمک حرام مین ہمارے تمھارے گھر چھیننے کا ارادہ کرتی تھین مگر اب تو مسلمانون کی شراکت کرکے معبد جمشید و سیرگاہ جمشیدی و برج سامری باغ زرد ہشتی سب کے برباد کرنیکا قصد کیا ہے لہذا تم سے جو کچھ انکے لیے ہوسکے اُٹھا نہ رکھو یہ سنکر شیطان لعین پھرا اور قریب اس درہ کوہ کے آکر ایک مقام پر تنہا بیٹھ کر سحر کرنے لگا کچھ عرصے مین حوالی لشکر مہرخ مین ایک سمت دریا پیدا ہوا اور ایک سمت دیوار کھنچ گئی ایک طرف تو پہاڑ تھا ہی اور ایک جانب تو بیابان سبزہ خرم ظاہر ہوگیا اس صحرا مین جانور سحر کے اسنے چھوڑ دیے یعنی کاغذ اور آرد ماش کے طائر اور جانور جو قابل صید کرنے کے ہون چھوڑے اور آپ اپنے مقام پر چلا گیا یہان دوسرے روز مہرخ کوچ کرکے جب روانہ ہوئی دیکھا کہ ایک طرف دریاے زخار تھا موجزن ہے موجین اسکی برابر کوہ کے اٹھتی ہین اور دور ایک دیوار دودی نظر آتی ہے کہ سر بفلک کشیدہ ہے عکس اسکے آسمان بلند پر نیلا تھا یا اس خاک دنیا کو چاہ بابل کہنا زیبا ہے دھوان تمام عالم مین گھٹا ہے یا سر بگلوے زال دنیا مین پہونچا ہے کہ کسی نوجوان سے مکر کی گفتگو نہ کرے ملکہ اسی دیوار کی طرف روانہ ہوئی کیونکہ راہ اسی طرف تھی دن بھر تمام لشکر رہروی کیا کیا جب دیوار سیاہ تاب شب معمار قدرت نے خاکدان عالم مین تعمیر فرمائی بیت

نظر خورشید آیا چو لب بام + ہوئی داخل جہان مین تیرہ رو شام +

شام ہونے سے مقام کیا گرد دیکھا تو جہان سے چلے تھے پھر اسی جگہ آگئے ہین یہ سحر کیا ہے کہ زمین چرخ کھاتی ہے زلور چشم نے گلعذار جادو سے کہا کہ یہ وہی مقام ہے جہان سے چلے تھے ملکہ مہرخ از بسکہ نہایت عاقلہ ہے وہ یہ صورت دیکھ کر خاموش ہے کہ تمام لشکر بیدل ہو جائے گا الغرض اسی مقام پر پھر قیام کیا اور رات بھر اندیشہ مین بسر ہوئی جب دوسرے دن مسافر فلک نے مسوری ظلمت قمر ساحر دشت شب سے رہائی پاکر راہ مغرب لی کہ بیت

ہوئی جب دم جہان سے رخصت شب + نظر مہرخ کو آئی صبح مطلب +

دم سحر پھر وہان سے کوچ کرکے بعجلت تمام ترروانہ ہوئی زیور نے کہا اے ملکہ وہی دیوار پھر نظر آتی ہے مہرخ نے کہا مین ایسی نادان نہین ہون سب کچھ جانتی ہون معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے سحر سے راستہ بند کیا ہی پھر ہماری تو وہ مثل ہے کہ اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر ہم تو لڑنے مرنے پر آمادہ پھرتے ہی ہین وہ البتہ نامرد ہے جس نے کہ چھپ کر سحر کیا رو برو مقابلہ نہ کر سکا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہہ کر فرمایا کہ چلنا بیکار ہے دن بھر سوائے پانون تھکانے کے اور کچھ فائدہ نہوگا یہ کہہ کر ہر سمت پیک نگاہ دوڑانے لگی کہ مقام عمدہ اور پاکیزہ دیکھکر خیمہ استادہ کردن اسی تجسس مین ناگاہ اس صحرائے سبزہ زار پر نگاہ اسکی پڑی کہ جسکو سحر سے شیاطین نے بنایا ہے دیکھا کہ زیر دامن کوہ لکہ ابر کے شامیانے کھچے ہین انکے نیچے فرش مخمل سبز کا بچھا ہے وہ سبزہ ایسا دل فریبندہ ہے کہ مردہ دل اسکو دیکھکر زندہ ہے گلہائے زنگار زنگ جو ٹوٹ کر گرے ہین تو مسند مشجر پر بوٹے بنے ہین گلہائے بوقلمون سے تمام درخت لدے ہین گویا بزم چمن مین گلدستے دھرے ہین آمد شاہد بہار ہے گلون پر غضب کا جوبن اور نکھار ہے ابر سقائی کرتا ہے باد بہار فراش ہے بلبلون کو عشق گل مین خراش ہے ہزارہا چشمہ اور پچکا بوجاری انجمن بہار کے جھاڑ ہر ایک جھاڑی کنارے چشمون کے مرغابی اور سرخاب اور قرقرے اور بوتیمار اور پنڈبیان اور جانوران آبی پھرتے صحرا مین ہرن بارہ سنگھے چیتل غزال نیل گاو وغیرہ چرتے آہو ترائی مین سیر کرتے طاؤس مست سرگرم خرام ناز پہاڑ کے دردن سے قہقہہ کبک دری کی آواز ہر نخل پر عالم نور سبزہ رحمت خدا ظہور کلیان مسکراتین تبسم شاہدان رنگین دہن کا رنگ دکھاتین ہر سمت طرفہ بہار عالم اظہار

دیکھا کہ ہے طرفہ دشت رنگین
پتون کا دلون کی طرح ہلنا
آئینہ بہار فیض جاوید
یاقوت پہ موتیون کا عالم

پھولون سے چمن چمن ہے تزئین
پھولون کی ہنسی نئی ادا کی
کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید
بلبل کسی گل پہ گرم فریاد

کلیون کا وہ مسکرا کے کھلنا
خود جان ہوا ہوئی ہوا کی
پھولون پہ وہ قطرہ ہائے شبنم
قمری بھی کہین فدائے شمشاد

انداز خرام لبک زیبا طاؤس کا رقص ایک تماشا مہرخ نے اس کیفیت و بہار صحرائے لالہ زار کو دیکھکر حکم قیام لشکر دیا اور آپ ملکہ زیور سے فرمایا کہ یہ جنگل قابل صید افگنی ہے آؤ آج شکار کھیلکر دل بہلائین سب نے عرض کیا بہت بہتر اور سامان شکار درست کراکر مرکبون پر سوار ہوئین لشکر سب قیام پذیر ہوا اور یہ سب صحرائے پر بہار مین پہونچ کر نخچیر زنی کرنے لگین بازان تیز پرواز کو جانوران پرندہ پر چھوڑا اور پر عقاب پیکان کو آہوان دشت پر کھولا یہ تو اب بادیہ پر فضائے نیرنگ مین مصروف صید افگنی ہین اور شیاطین اپنے مقام سے شادان و فرحان بھر خدمت شاہ جادوان مین آیا بادشاہ سریر عزت پہ متمکن تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور تمام ماجرا معرض بیان مین لایا اس طرح مہرخ مصروف شکار ہے اور دیوار سحر کے پار نہین جاسکتی اب جبتک اسکے لشکر مین غلہ وغیرہ ہے کھائے گی اور رہے گی جب غلہ ہوجائیگا مارے فاقون کے کوہ و دشت سے سر ٹکرا کر مرجائیگی لیکن میرے طلسم پر رہنے دیجیے آپ خبر نہو جیسے شاہ نے فرمایا کہ اچھا مین عیارون کی قید کی فکر کرتا ہون ساحر مذکور یہ سنکر پھر اپنے مقام پر آیا لیکن حال مہرخ پھر بیان ہوگا اب حال برق و قران بیان

کیا جاتا ہو کہ یہ تازگی بخش گلشن عیاری و رنگ افزائے بہار بوستان مکاری جب ماہی پریزاد سے رخصت ہوکر چلے
تو راہ لشکر بھولکر بتلاش لشکر مہرخ کئی روز تک آوارہ و سرگردان کوہ و بیابان مین رہے آخر ایک درۂ کوہ مین
تھک کر بیٹھے اور باہم مشورہ کیا کہ کئی روز سے ہم راہ غلط کرکے طلسم مین پھرتے ہین ایسا نہ ہو کہ اسیر دام تزویر
ساحران بے پیر ہون مناسب ہے کہ علیحدہ علیحدہ رہگرائے منزل مقصود ہون فی الجملہ برق نے صورت اپنی ساحر
ناپاک کی بنائی جھولی اسباب سحر کی گلے مین ڈالی چھاتی پر سیندور سے تصویر سامری کھینچی پانون مین کھڑاؤن پہنی
مالا آدمی کی ہڈی کا ہاتھ مین لیا جٹا سر پہ باندھی ترسول کاندھے پر رکھا اور درۂ کوہ سے نکلکر روانہ ہوا قران
اسی مقام پر ٹھہرا رہا اور اسنے بھی شکل اپنی اسی طرح ساحر کی بنائی غرضکہ جب برق روانہ ہوا اسنے دور سے ایک
ساحر کو دیکھا کہ بیک نگاہ ہر سمت دوڑ رہا ہے اور کسی کو ڈھونڈتا ہوا آتا ہے پس اسنے بنگاہ اول اسکو پہچانا
کہ یہ ساحر باغبان قدرت وزیر ہے کس لیے کہ وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا تو عیارونکا جویا حسب نشاندہی
بادشاہ اول اس مقام پر گیا کہ جہان ایلچی قتل ہوا تھا وہان سے ڈھونڈتا ہوا اپنے سحر سے نشان عیاران معلوم
کرتا ہوا اس دشت مین آیا چنانچہ برق اسکو دیکھکر قریب اسکے گیا وہ اپنی زوجہ سے کہ آیا ہو کہ مین کسی کو اپنے پاس
نہ آنے دونگا اور ہوشیاری رکھونگا اس عیار کو دیکھتے ہی سحر سے معلوم کیا کہ برق ہو اور پکارا کہ بھائی صاحب تم کہان
پھرتے ہو ادھر آؤ ہمارے یہان کھانا کھاؤ دل بہلاؤ پھر چلے جانا برق نے کہا ہم آپ ہی کا دیا کھاتے ہین سامری
آپکو بہت سا دین اسوقت مجھکو بھوک نہین ہے اسنے کہا واہ واہ دو روز سے تم اور تمھارے بھائی پیاسے پریشان
و سرگردان پھرتے ہین مجھکو بھوک نہین اچھا یہ بتاؤ تمھارا گھر کہان ہے عیار نے جواب دیا کہ صاحب آپکو شبہ ہے کوئی
اور شاہ پھرتا ہوگا میرا مکان تو قدیم سے اسی جگہ ہے باپ دادا پر دادا سب یہین کے باشندے ہین باغبان اس
تقریر کو سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ اے عیار تم بڑے آفت کے پرکالے ہو کہین چوکتے نہین برق یہ کلام سنکر
سمجھا کہ اسنے پہچانا مجھکو پس قریب تو آچکا تھا ایک بیضۂ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا وزیر بہت ہوشیار تھا بیضہ سیدھا
اڑتا ہوا جانب آسمان چلا گیا اور اسنے جھک کر ایک لکیر زمین پر کھینچدی اور اس سے کہا کہ جلد میرے پانون پر گر پڑ عیار
دوڑکر پانون پر گرا وزیر نے پھر زمین کی طرف اشارہ کیا کہ ایک زنجیر آہنی زمین سے نکلی اور عیار کے لپٹ گئی وزیر اسکو
کھینچتا ہوا لیکر چلا اس اثنا مین قران بھی درۂ کوہ سے نکلا تھا اسنے قید ہونا برق کا دیکھا اور صورت ساحر
کی تو بنے ہوئے تھا ہی دوڑکر جانب وزیر چلا ہنوز قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ جیسے کوئی پکارتا
ہے کہ اے باغبان خبردار باش ہوشیار باش قران جیسا سنا لئے یا فرن پھرا اور وزیر نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون
تمنے غضب کیا جو قریب نہ آنے دیا مجھکو کیا آگاہ کیا دشمن کو ہوشیار کر دیا یہ کہکر آگے بڑھا اور قران پھر ایک گوشہ مین
بھاگ کر آیا اور صورت اپنی مہنت کی وضع پر تبدیل کی بیراگی ہاتھ مین جام کا جوڑا سر پر کڑے لوہے کے ہاتھون مین
پڑے گھنگھرو چندن کے جسم مین اس صورت سے بنکر پھر سامنے وزیر کے گیا اسنے اسکو آتے دیکھکر جھولے مین سحر کے ہاتھ ڈالا اور قران سمجھا
کہ یہ بھی مجھے پہچان گیا فوراً پکارا کہ مہاراج ہمکو دیکھکر کیا جھولا ٹٹولتے ہو وہ کمند گردن مین پہنائے دیتے ہین انکو نہین دیکھتے

وزیر اس کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھنے لگا یہ سامنے سے جست کرکے پھر بھاگا کس لیے کہ یہ دھوکا اسنے اپنے بھاگنے کے لیے دیا تھا اگر یہ نہ بھاگتا تو وہ بزور سحر پکڑ لیتا غرضکہ ابکی جو بھاگا دل سے مشورہ کیا کہ یہ وزیر اعظم شاہ جادوان ہے جس صورت سے اسکے سامنے جاؤگے یہ پہچان لیگا اور سوائے قید ہو جانیکے اور کچھ نہ ہوگا ایک مقام پر ٹھہر کر فکر بلیغ کرنا چاہیئے یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور گلشن عیاری کی سیر کرنے لگا چمنستان تفکر مین پھرتا تھا اور گلہائے حزم کو سونگھتا تھا مگر کسی مین بوئے مطلب برآری نہ پاتا تھا گلبن خیال کا ہر غنچہ چٹک کر سونگھی سناتا تھا آخر باد مراد نے گلہائے آرزو شگفتہ فرمائے نسیم امید و کامرانی گلستان مین وزان ہوئی تار خیال نے گلدستہ مکاری باندھا فرط عشرت سے برنگ گل خود کھلکھلا کر ہنس پڑا اور لبہائے بوئے گل اٹھکر روانہ ہوا صبا کی طرح چلکر ایک کوس اس مقام سے آگے نکل گیا لیکن راہ چلنے مین بھی یہ کام کرتا گیا کہ جو درخت گلدار پھولون سے صحرا مین لدا تھا اسکی ٹہنیان توڑتا ہوا چلا گیا کئی سو رنگ کے پھول دم بھر مین جمع ہو گئے اسنے دامن کوہ مین ایک مقام سبزہ زار دیکھکر ایک درخت ایسا تجویز کیا جو اکیلا میدان مین لگا تھا اور مصور آفرینش بہار نے ہر پتی اسکی برابر قلم قدرت سے بنائی تھی باغبان ازل نے سر تراشی اسکی فرمائی تھی چار طرف سے گول معشوق کی کات کی طرح سڈول قامت اسکا مثل قد لونہالان باغ خوبی لوٹا سا یا لبان سہی بالائے صنوبر قدان قامت زیبا اسنے ہر شاہ بہار کو مثل عروس شب اول زیور گلہائے رنگا رنگ سے آراستہ فرمایا اور حلل گرانمایہ پہنا کر یا تو جوان چمن تھا اب عروس گلشن بنایا یعنی وہ پھول جو توڑتا لایا تھا درخت پر پیچ ہر شاخ مین باندھے اور اسطرح پتون کے اندر انکی بندش کو چھپایا کہ درحقیقت یہ ظاہر تھا کہ اسی درخت کے یہ پھول ہین لیکن اس نیرنگ طرار عیاری نے طرفہ شگوفہ کاری کلک فکر عالی سے فرمائی تھی کہ ہر شاخ مین دس طرح کی ڈالی لگائی تھی کوئی پھول سرخ تھا کوئی زرد تھا نگارخانہ اثر رنگ مانی و بہزاد سامنے اسکے گرد تھا ہر شاخ سے نیا شخانہ قدرت گلدستہ بند آفرینش پتی پتی سے ہویدا اور نیا یہ تماشا کہ ایک پھول ببول کا تو دوسرا جھبلکٹیا کا تیسرا اکوڑ یا لے کا چوتھا کٹیلے کا اسی طرح تھوہڑ وغیرہ کے طرح طرح کے پھولون سے تمام شجر لدا تھا عروس نہال کا نیا گہنا مرصع طرار عیاری نے بنایا تھا جب یہ نیرنگی ظاہر کر چکا کسوت عیاری سے کنٹر نکالکر عطر بیہوشی تمام درخت پر چھڑکا لباس شاہد سحر بس جانا کیسا مشام باد صبا بس گیا کوسون تک اس عطر کی لپٹ اور مہک گئی قسمت اس دشت کی چمک گئی گل مجرد مزاج تھے انکو فرحت بھی بھرے کیفیت ہوئی کہ تنہ درخت کو طلائے احمر سے منڈھا اسپر سنگ یشب کی ایک تختی لگائی اور اسپر یہ لکھدیا کہ یہ درخت خداوند جمشید کا نشیمن ہے کہ وہ چڑیا کے برن مین ہو کر اسپر بیٹھتے ہین اور کڑ بال کیا کرتے ہین اپنے ہاتھ سے یہ شجر خداوند نے بویا ہے ہر پھول اسکا دافع رنج دیتا ہے اور عمر بڑھاتا ہے رکھنے والا اسکے پھول کا خداوند کی محفل مین روز جاتا ہے فرشتہ مقرب کا مرتبہ پاتا ہے نیچے اس درخت کے جو تھالا بنا ہے اسمین خداوند کا پیشاب بھرا ہے جو کوئی اسکو آنکھون سے لگائے وہ سب کو دیکھے کوئی اسکو نہ دیکھ پائے جو کوئی اس حشیشہ مستر کو پیے سب پاپ اور دیدھا دکھ اسکی دور ہو جائے یہ تختی مین لکھکر پتھر دامن کوہ سے لاکر تھالا درخت کا بنایا اور اسکو بھی سونے سے منڈھ دیا چشمے سے پانی لاکر تھالہ وہ بھر دیا اور پانی مین بیہوشی گھولدی اور ایک شیشہ کیوڑے گلاب کا اسمین لنڈھا دیا کہ وہ پانی بھی خوشبودار

ہوگیا پھر کچھ ہار گلہائے بیہوشی سے گندھے کسوت سے نکالکر تنۂ درخت مین سہرا باندھا ایک آدھ ہار اوپر درخت کے ڈال دیا اور دو ایک دونے مٹھائی کے تھالے کی جگت پر رکھدیے ابتو کوسون تک دشت مہک گیا دشت ختن اس صحرا پر صدقے تھا اسپر نثار پھولون کی وہ رنگینی خوشبو ہر سمت بھینی بھینی بوقلمونی سحر بہ بہار غیرت دہ نگارخانۂ چین مشاطۂ نسیم و سحاب کیا آرائش و زیبائش خوش قامتان معشوقہ گلزار کرسکتے جو اسنے طمع سازی فکر و خرد سے یہ تزئین آرائشگی اسکی فرمائی تھی واقعی طرفہ بہار دکھائی تھی کہ ابیات

جادو ثمر اور برگ اعجاز
تھا خوب شجر مین کار باریک
ہر شاخ شجر پہ عنادل
رفعت مین تھی برج شاہ منزل
ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم
ہر غنچۂ گل بہ زیب فرمان

وہ نخل کہ جسکو باغ سے ناز
نقشہ چمن بہشت کا ٹھیک
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
معشوق کا تکمۂ گریبان

یہ نخل عیار مذکور تیار کرکے بخوبی اپنا رنگ جما کر دامن کوہ مین کہ قریب تر نخل مذکور سے تھا وہان جاکر آپ چھپ رہا اس عرصہ مین وہ باغی یعنی وزیر برق کو گرفتار کیے قران کو ڈھونڈھتا ہوا جب اس صحرا کے قریب آیا خوشبوی عطر بیہوشی نے دماغ جان بسایا حیرتناک ہوکر چار سمت دیکھنے لگا نگاہ اس سحر بہ جا پڑی تو عجب تماشا نظر آیا کہ ایک درخت مین ہزار رنگ کے پھول کھلے ہین گچھے کے گچھے پھولون کے لگے ہین زرد و سفید و سرخ اودے اور کپاسی و عباسی و بیجنی اور شفتالوی رنگ کے پھول کھلے ہین خوشبوئین آتی ہین جب اوپر سے شجر کے نگاہ ہٹی تنہ پر جو نظر گئی تختی لگی دیکھی بس عبارت پڑھتے ہی نعلین پاؤن سے اتار کر گرد درخت کے چند بار پھرا اور تختی کا آکر بوسہ لیا دماغ تو پہلے ہی بیہوشی کے عطر سے بس گیا تھا تختی مین بھی عطر بیہوشی ملا ہوا تھا یہ بوسہ لیتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہوگیا نہ پھول توڑنے پایا نہ جمشید منزل پینے پایا اور برق کو بھی یہ زبردست لایا تھا از بسکہ وہ زنجیر مین بندھا تھا سو جبہ سے نتھنون مین وہ پھول یا پینہ دافع بیہوشی حسب قاعدہ عیاران رکھ سکا وہ بھی بیہوش ہوگیا قران دامن کوہ سے یہ دام بچھا کر مثل صیاد دمن کے دیکھ رہا تھا کہ کب شکار پھنسے اور کب مین جاؤن انکو بیہوش ہوتے دیکھکر ہنستا ہوا بغدہ تانے دوڑا ناک مین روئی دیے تھا بس قریب پہونچکر چاہتا تھا کہ سر باغیان پر بغدہ مارے کہ زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو جو عقب مین اسکے چلی آتی تھی آکر پہونچی اور اسنے دیکھا کہ شوہر میرا چپ پڑا ہے اور وہی کالیا عیار اتنا کا سفاک ہی بغدہ مارا چاہتا ہے یہ دیکھکر بدحواس ہوگئی سحر بھی یاد نرہا پکاری کہ ارے واسطے تجکو اپنے خدا کا کہ میرا بادشاہی تخت نہ الٹ میرے سر کا چھتر نہ اٹھا میرے وارث کو نہ مار اور مجھکو بیوہ نہ بنا مین کہتی تھی موئے شامت غارت گئے سے کہ عیارون سے لڑنے نہ جانا نہ مانا کمبخت اب کیسے چت انٹا غفیل پڑے ہین کوئی پوچھے کہ اب وہ شہائی او خبرداری کہان گئی یہ کہتی ہوئی جب زیر شجر آئی یہ بھی چھینک مار کر بیہوش ہوگئی لیکن یہ اپنے ساتھ پتلے سحر کے رکھتی ہے وہ پتلے زمین سے پیدا ہوئے اور انھون نے پچکاری منہہ پر پانی کی ماری کہ اسکو ہوش آیا اسنے گھبراہٹ مین ہوش آتے ہی سحر پڑھا کہ قران کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے قران نے کہا ارے تو کمبخت مین تیرے خاوند کو تو مار ڈالون آخر تو پکڑا گیا ہون یہ کہکر پھر بغدہ تانا وہ سمجھی کہ جبتک مین سحر پڑھونگی منتر ختم نہوگا کہ یہ بھیجا پاش پاش کردیگا بس یہ سمجھکر قریب آئی اور ہاتھ جوڑتی ہوئی پاس آکر قران کو زمین سے نکالا اور کہا مجھ سے قصور ہوا تھا یہ کہتے کہتے پھر بیہوشی نے

تاثیر کی اور یہ پھر چرخ کھا کر چلی مگر کہتی ہوئی کہ اے عیار یہ کیا کیا تو نے کرتب رکھا ہے کہ باتین کرتے کرتے انسان بیہوش ہوتا ہے یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئی پھر تیلون نے ہوشیار کیا اب جو اٹھی تو اس جگہ سے بھاگ کر الگ کھڑی ہوئی قران نے قتل وزیرین تامل کیا کہ زوجہ اسکی منت پذیر ہے شاید یہ دونون مطیع اسلام ہوجائین تو لشکر کو ہمارے بڑی تقویت حاصل ہوگی غرضکہ اب جو ساحرہ اس درخت سے دور جا کر کھڑی ہوئی پھر اس خیال سے سحر قران پر کردیا کہ میرے شوہر کو مار نہ ڈالے اور شوہر کو فرش خاک پر پڑے دیکھ کر جانتی تھی کہ اس عیار نے کوئی کرتب اسپر کیا اگر کچھ دیر یہ ہوش مین نہ آئیگا تو یقین ہے کہ مرجائیگا لیکن کون ہوشیار کرے وہان گئی اور بیہوش ہوگئی فی الجملہ منت کرنے لگی کہ اے عیار مین تجھکو قید سے چھوڑ کر قسم کھاتی ہون کہ حتی الامکان مین کبھی دغا نہ کرونگی گر جہان کہین بمقابلہ ساحران طلسم تو اسیر ہوجاے گا تو افراسیاب جادو سے چھپ کر تیرے پاس آؤنگی اور تیری مدد کرونگی اور ہمیشہ تیری پرستار باطنا رہونگی اور موقع پاکر جان نثاری مین دریغ نہ کرونگی تجکو واسطہ اپنے دین کا اور صدقہ اپنے پیر پیغمبر کا کہ میرے خاوند کو میرے حوالہ کر مگر بخوشی اور اپنا کرتب اس پر سے اُتار رے جسمین اسکو ہوش آئے اُٹھ کے بیٹھے کھائے پیئے اپنے بیگانے کو پہچانے قران نے جو یہ خوشامد آمیز باتین سنین کہا کہ تیرا نام کیا ہے اسنے کہا کہ تمھاری لونڈی ہون **گلچین جادو** مجھے کہتے ہین۔قران نے کہا کہ تو نے اپنے خاوند کو پہلے نہ سمجھایا کہ ہم لوگون کا مقابلہ نہ کرے اور اچھا آج ہم نے عاجزی سے چھوڑ دیا اور میرے بھائی بندمارڈالین گے اور یہ تو غرور نہ کرنا کہ مین نے قران عیار کو سحر سے قید کرلیا تُن مین نظر کردہ غالب کل مولا نا مقتدانا مظہر العجائب والغرائب مشکلکشاے عالم ہون مین ابھی کہہ تو سحر سے نکلجاؤن ساحرہ نے کہا اے میان سچ ہے قربان جاؤن لنکے نام سے مولا مشکلکشا تمھارے بڑے زبردست پیر ہین مین نے بھی انکا نام سُنا ہے اور یہ سحر تو مین نے اپنے میان کے بچانے کے لیے کیا ہے تو مین ابھی اُٹھا لیتی ہون یہ کہہ کر سحر اپنا اُتار لیا قران نے کہا یہ جو بھائی ہمارا زنجیر سحر مین بندھا پڑا ہے اسپر سے بھی سحر دور کر اسنے برق پر سے بھی سحر دور کیا قران نے فلیتہ دفع بیہوشی برق کو سنگھایا اور جب اسکو ہوش آیا کہا دماغ اپنا بند کرو اسنے نتھنون مین روئی دی اور صنعتگری قران دیکھ کر عش عش کرنے لگا قران نے وہی فلیتہ دافع بیہوشی جلتا ہوا لاکر گلچین کو دیا اور کہا ناک اپنی بند کرکے قریب اپنے شوہر کے جا اور فلیتہ سنگھا وہ اچھا ہوجائیگا اور کہدینا ہمنا لائق ہے کہ کبھی ہمارا اور ہمارے اُستاد کا اور ہمارے بھائیون کا سامنا نہ کرے نہین تو اسکو گھر مین اسکے گھسکر مار ڈالونگا اور تیری ناک کاٹ ڈالونگا ساحرہ دوڑ کر قدم پر اسکے گری اور کہا اب کیا مجال جو غلام تمھارا تم سے بے ادبی کرے یہ کہہ کر شوہر کو ہوشیار کرنے چلی یہ دونون عیار تو درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہے اور اسنے باغبان کو فلیتہ سنگھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی اسنے پوچھا اے بی بی یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا تم اس جگہ سے ہٹ کر الگ آؤ تو مین بیان کرون وہ سایۂ درخت سے علیحدہ آیا اسنے کہا اے میان جو مین کہتی تھی وہی ہوا نہ تم اس طرح چیت پڑے سےتھے اور ایک لحظہ مین اور نہ آتی تو کام دشمنون کا تمام تھا باغبان نے کل ماجرا سُنکر اور وہ درخت دیکھ کر ہوش اُڑ گئے کہ کیا عیاری کی ہے اور کس صنعت سے مجکو گرفتار کیا ہے کہ جیسا میرا نام باغبان تھا ویسے ہی درخت بنا کر مجکو اسیر کیا واہ واہ ان عیارون کے فطرت کا کیا کہنا یہ تو ثناخوان عیاران ہے زوجہ نے اسکی اسکے پاؤن پر سر رکھ دیا ہے اور سمجھانا آغاز کیا ہے کہ اے میان

واسطہ سامری جمشید کا کہ اب عیارون سے مقابلہ نہ کرنا میری ناک نہ کٹوانا سامری کی قسم وہ چلتے چلتے کہہ گئے ہین کہ ہین
ناک کاٹ لونگا اور مجھکو بڑا خوف تمھاری جان کا ہے اُنھون نے کہا ہو کہ ہم انکی بغیر مارڈالے نہ چھوڑینگے اے میان مین نے
انکے سامنے قسم کھائی ہے اب تم بھی باز آؤ انکے مقابلہ سے ہاتھ اُٹھاؤ باغبان نے کہا یہ سب سچ ہے کہ وہ ایسے ہی عیار
ہین لیکن مجھ سے نمکحرامی کبھی نہ ہوگی مین شہنشاہ افراسیاب کے کچھ ہی کیون نہو نہ پھرونگا زوجہ نے اسکی کہا کہ اگر تم میرا کہنا
نہ مانوگے تو مین زہر کھاؤنگی اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگی سنو صاحب شہنشاہ سے مہرخ و بہار وغیرہ نئی جادوگرنیان بھی
اور مقابلہ کرتی ہین توانکا شہنشاہ کچھ نہین بنا لیتے تمھارا کیا کرینگے اے میان اپنی جان ہے تو جہان ہے باغبان اس
عیاری کو دیکھ کر عیارون کو مان تو گیا ہی ہے گھبرا کر گویا ہوا کہ اے ملکہ مین عجب طرح کے مخمصے مین گرفتار ہون کیا کرون
کیا نہ کرون خیر اب دو چار روز کے بعد تمھین ان باتون کا جواب دونگا اور جیسا تم کہوگی سمجھ لونگا یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک آواز آئی
اے باغبان جلد آؤ اسنے گھبرا کر کہا حاضر ہوا زوجہ نے اسکی پوچھا کہ کسنے پکارا اسنے کہا مجھکو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ
ساحران پکارتے ہین یہ کہہ کر بہت جلد بتیا بانہ اُڑا اور آن واحد مین باغ سیب مین آیا شاہ طلسم تخت پر بیٹھا تھا اور تیلے
نے سحر کے سبب گفتگو زن و شوہر کی سُنکر عرض حال کیا تھا اور یہ آواز بزور سحر اسی نے دی تھی جسکو باغبان نے اتنی دور سے
سُنا تھا کہ لئے وزیرآؤ غرضکہ وزیر مذکور خوف بادشاہ سے بیمان برگ بید لرزان بہت جلد بزور سحر سامنے شاہ طلسم کے آیا
بادشاہ نے بطور تجاہل غصہ کو ضبط کر کے مسکرا کر فرمایا کہ کیون لے باغبان تم دو چار روز مین بی بی قلبی جادو کو کیا جواب دو گے
باغبان نے یہ سُنکر تخت شاہی کو بوسہ دیا اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے شاہ مین آپکا بدل غلام ہون مجھ سے یہ امید نہ رکھیے گا
کہ مین نمکحرامی کرونگا کیونکہ مین وہ تخم نہین ہون کہ جسکا ثمر حنظل ہوا اور وہ گلشن نہین ہون جو بوقت شگفتگی گل ہو از بسکہ بی بی
میری ناقص العقل بیوقوف عورت ہے اسکے بہلانے کو مین نے کہدیا تھا کہ چند روز مین جواب دونگا بس اے شہنشاہ جہان
اگر یہ اقرار میرا باعث تکدر آئینہ مزاج ہمایون شاہ عالمپناہ ہو تو اُمید رکھتا ہون کہ خلعت عفو سے مین تجلی و خلع کیا جاؤن

ہم سے گناہ رحم ہے لائق حضور کو | کیجیے معاف ہم ہین گنہگار آپکے
ہم سے گناہ جو کہ ہوا وہ تو ہو چکا | اب آپ کیجیے جو سزاوار آپکے

افراسیاب نے فرمایا کہ اے باغبان مین تجکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اور
ترقی خواہ سلطنت اور بڑا نمک حلال جانتا تھا مگر افسوس ہے کہ تیری زبان سے ایسا کلمہ نکلا کہ اب مین بشراکت نمکحرامان
چار روز کے بعد جواب دونگا اس بات کا بیشک مجھکو بڑا ملال ہے کس لیے کہ تجکو کہنا چاہیے تھا کہ مین ہزار بار مر کر زندہ ہونگا
جب بھی شراکت نا عیاران نہ کرونگا اسوقت خطا تیری تو معاف کی مگر آیندہ جو تیری زوجہ سے یا تجھ سے ایسا کوئی کلمہ سنونگا
تو بڑے عذاب الیم سے تجکو مارونگا اور وہ آزار پہونچاؤنگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اور مردمان دنیا تجھپر افسوس کرینگے
اور تجکو رحم نہ آئیگا وزیر یہ کلمات عتاب سنکر تھرایا اور تخت شاہی کے گرد پھر کر سات بار تصدق ہوا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ
فلک بارگاہ عورتون کی نسبت قول بزرگان ہی کہ سعدی علیہ الرحمۃ اگر نیک بودے سرانجام زن * زنا را مزن نام
بودے نہ زن * واقعی میری زوجہ نے مجکو کمین کا تیر کیا تھا آپکا کرم میرے آڑے آیا جو اس روسیاہی سے کونین کی مین
بچ گیا ورنہ دین بھی جاتا اور نمکحرام بھی کہلاتا اب مجکو دامن عاطفت خاوندی مین چھپا لیجیے اور میرے گناہ پر قلم عفو

پھیرے بادشاہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ اسکو فی الحال دشمن بنانا مناسب نہین پس ہنسکر گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب خطا کے عوض اس دزد مکار یعنی عمرو عیار کو گرفتار کرنا اور مہرخ مسحور سحر ہے یقین ہے کہ وہ اسکی رہائی کے لیے طلسم کوکب تکے اور یا تو وہ بار بار اس طلسم سے یہان آیا کرتا ہے کیونکہ اس ہیدین اژدہ گلی نے راہ کھولکر آمد ورفت سہل کر دی ہے اب تم جا کر عیارون کو گرفتار کرو وزیر حسب ارشاد شاہ تسلیم کرکے روانہ ہوا حال اسکا انشاء اللہ آیندہ بیان ہوگا اب مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ مقیدان سحر شیاطین ہر روز سوار ہوکر اسی صحراے سبزہ زار مین جاتی اور شکار و سیر مین مصروف ہوتی ہین جب شام کو بارگاہ مین اپنی آتی ہین سوقت اثر سحر کا ان کے دلون سے کم ہوجاتا ہے اور جانتی ہین کہ ہم مسحور ہین اور یہ اس لیے شیاطین نے بوقت سحر بہت کم ہونے کو مقرر کیا ہے کہ مقید اپنے حال پر آگاہ ہوکر اشک حسرت بہائین اور میرا نام ہو کہ باوجود آگاہی میری قید سے رہا نہین ہوسکتے فی الجملہ ایک روز جب شہباز روزنے بہ صید زاغ شب کاشانہ عالم سے پرواز کی اور صیاد لیل نے دام کہکشان مین دانہ انجم کا ڈالکر مرغ سوز آفتاب کو پھنسایا کہ بموجب ابیات

بڑا میدان جھمیلا آہوؤن سے	سیاہی شام کی گردون پہ چھائی
شکار خواب کھیلا آہوؤن نے	گیا دن مہر ڈوبا رات آئی

یہ سب صحراے سحر و سیر تماشا سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آئین اور بعد فراغ اکل و شرب ہر ایک کو اپنی گرفتاری کا خیال آیا صداے آہ و نالہ بلند کی اور بخدمت مہرخ مین سب سردار آکر عرض پیرا ہوے کہ اے ملکہ ہماری آخر ہم کبتک یہان اسیر رہین گے کوئی تدبیر کرنا آپ کو لازم ہے کس لیے کہ آپ ہم سب کی سردار ہین مہرخ نے فرمایا اگر کوئی سامنے آکر مجھپر سحر کرتا تو اس سے لڑکر فیصلہ کرتی اب تو سواے اس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہین ہے کہ مین آگے کھڑی ہوکر درگاہ خدا مین فریاد کرون اور تم سب آمین کہو اس رات کو اسی طرح تضرع و نیاز بدرگاہ کریم کارساز کرکے بسر کرو شب غم یقین ہے کہ سحر عشرت سے بدل جائے اور نسیم تمنا گل مراد گلشن آرزو مین شگفتہ فرمائے سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ کیجیے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے باہر ایک میدان مین آئی اور تاج سر سے اُتارکر محتاج بدرگاہ احکم الحاکمین ہوکر روے عجز و تضرع جانب قبلہ کرکے استادہ ہوگئی اور پس پشت سردارون نے صف جمائی ملکہ نے دست بہر دعا بلند کیے اور گڑگڑا کر یہ کلمے زبان پر لائی کہ اے مسلمانون کے خدا واسطے اپنے خاصون کا ہم کو اس بلا سے نجات دے الٰہی ہمنے زبانی عیارون کے تیری صفت سنی ہے تو ایسا خدا ہے نظم

یوسفؑ پہ رہی بہت تباہی	آخر کو ہوئی نصیب شاہی	موسیٰؑ رہے تیہ مین جو حیران
آخر ہوا ان پہ فضل یزدان	یونسؑ رہے حوت کے شکم مین	چاہا تو نے تو چھوٹے دم مین
ایوبؑ کی کس نے کین دوائین	یعقوبؑ کی کٹ گئین بلائین	قزاق ستم ہین نہ لوٹین
اس قید الم سے ہم بھی چھوٹین		

یہ دعا انکی قبول ہوئی یعنی ملکہ بہاران جو عمرو کو لیکر اپنے مقام پر آئی تو اس شب کو اسے بھی یہ خیال آیا کہ افراسیاب کو ہمارے متوسلین کا ذرا پاس نہین ہے ایسا نہو کہ مہرخ کو اسنے بعوض قتل ایلچی کسی آفت مین پھنسایا ہو بس مجھکو اسکی خبر لینا ضرور ہے یہ سوچ کر یہ مادہ تمام خواجہ سے بحیلہ آرام رخصت ہوکر بالاے بام آئی خواجہ اپنے مقام پر جاکر استراحت پذیر ہوے اور ملکہ مذکور نے سب کنیزون کو حکم دیا کہ تم سب نیچے کوٹھے کے آج رہو مجھکو ایک سحر تیار کرنا ہے خبردار یہان کسی کو نہ آنے دینا کنیزون حکم بجا لائین اور ملکہ نے تنہائی پاکر ایک سحر پڑھا کہ پردے ہوا اسمان تا

پیدا ہوا اور ایک ہنس جواہر کا مگر چاند اڑتا ہوا سامنے آیا زمین جواہر دوز اسپر کھنچا تھا گلے مین یاقوت کا مالا پڑا سراپا مثل معشوق زیبا آراستہ اور پیراستہ تھا ملکہ نے ڈوپٹے کی گاتی باندھی اور جست کرکے اسپر سوار ہوکر یکہ و تنہا جانب طلسم ہوشربا روانہ ہوئی اسوقت اس عنقاے اوج حسن کے جمال کی عجیب کیفیت تھی کہ ماہ تابان سپہر و چندان حسن سے اسکے شرمندہ تھا اور ضو سے رخسار درخشان کے زہرہ کا حسن ضیا ماند ہوگیا تھا وہ چہرۂ مصفا کی چمک اور زیور کی پھبن وہ اسکا اٹھتا جوبن کبھی کاہے کو پیر فلک نے دیکھا تھا اپنے تارے اسپر صدقے اُتارا چاہتا تھا اس چاندنی رات مین ایک چاند فلک پر اور ایک دے ہوا چمکتا جاتا تھا ہوا کا صحرا مین سناٹا تھا برسے ہوا اس بلقیس حشم کا چلنا تھا یا دل روزگار کا حوصلہ نکل رہا تھا دیے ہوا کا رتبہ بڑھا تھا

نظم

بزم عالم مین شمع رخسار کی روشنی تھی

در پیش قیامتین بلائین | انداز نئے نئی ادائین
گر سامنے اسکے بدر آیا | عارض کی چمک سے داغ کھایا
کیفیت نشۂ جوانی | انداز خمار و سرگرانی
کھایا جو کہین کمر نے لچکا | پہونچا دل دہر مین بھی جھٹکا

ہر صحرا سے مثل ایام بہار گذرتی ہوئی ہر کوہ سے بزنگ طائر رنگ لالہ زار اُڑتی ہوئی اپنے طلسم سے نکلکر رفتہ رفتہ اسی صحرا مین کہ جسمین مہرخ اسیر تھی رہائی کی دعا مانگ رہی تھین پہونچی وہ صحرا از بسکہ مسحور و مسدود تھا اسوجہ سے ہنس اسکی سواری کا بھی رُک گیا اور اسنے جانب صحرا جو دیکھا تو ایک لشکر کو اترے پایا اور مردان لشکر کو میدان مین جمع پایا یہ دیکھ ہنس اپنا زمین پر اُتار لائی اور اس گروہ کے قریب آئی اور ہر ایک کو پہچان کر گویا ہوئی کہ ہائین تم لوگ یہان کہان مہرخ نے دعا موقوف کرکے تسلیم کی یہ ہر ایک سے گلے ملی اور بارگاہ مین ہمراہ ان کے آکر بیٹھی حال استفسار کیا مہرخ نے کیفیت بیان کیا کہ کسی ساحر نے چھپکر ہمکو روکا ہے اگر سامنے ہمارے آتا تو ہم مقابلہ کرتے اب بالکل مجبور ہین بران یہ ماجرا سنکر فرط غضب سے بسان آتش تند افروختہ ہوئی اور کہا اس افراسیاب نے تمھاری قضا گویا اپنے ہاتھ مین رکھی ہے مگر یہ نہین جانتا کہ میری موت اب قریب آئی ہے یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی پردے ہوا سناٹا پیدا ہوا اور وہ تخت اُڑتے ہوے زمین پر اُتر آئے اپر دو عورتین پریزاد حور چہرہ لباس بہ تکلف اور زیور گرانمایہ سے آراستہ و پیراستہ سوار تھین انھون نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے انکو حکم دیا کہ اے نسیم تیز رو وا‌ے دختران صبا شتاب سرداران کو اور مہرخ کو اپنے تختون پر سوار کرکے اس صحرا ے مسدود سے نکال لے جاؤ نازنینان مہر پیکر حکم ملکہ بجا لائین اور سب کو سوار کرکے لیچلین اسوقت بران نے ایک نارنج سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ اے زمین بستہ کھلجا فوراً ایک آواز ایسی پیدا ہوئی اور بجلی چمکی زمین کو تزلزل ہوا یہ معلوم ہو کہ دنیا تہ و بالا ہوگئی مہد زمین ہنڈولا ہوگیا بعد کچھ عرصے کے راستہ کھلگیا دنیا ساکت ہوئی بران نے نہیب دی کہ اب جو کوئی مہرخ کا راستہ روکے گا تو طبقہ اُلٹ دونگی غرضکہ درہ کوہ ظاہر ہوا راستہ نظر آیا دریا اور صحرا ے سبزہ زار کا اب نشان نہ رہا وہ دونون جادوگرنیان نسیم وغیرہ تخت اُڑا کر چلین لشکر مین بھی طبل سفر بجا ہر شخص کمر باندھکر روگرداے منزل مقصود ہوا اور ملکہ بران انکو رخصت کرکے ہنس پہ سوار ہوکر پھری اسوجہ سے کہ خواجہ وغیرہ صبح کو میرے حال سے مطلع نہون غرضکہ جب یہ قافلہ روانہ ہوا تو وہ وقت تھا کہ سورہ شب کا حصار اسیران صحرا ے دنیا کے واسطے ٹوٹ چکا تھا در خاور کھلا تھا شاہ مہر تخت فلک پر سوار ہمراہ نسیم سحر آیا تھا کہ **نظم**

فلک دکھین دکھائے کیا یہان رنگ + کہ بدلا شب نے مثل آسمان رنگ + سحر بہر خنجر خورشید سے لے کر
ہوئی ہے آشکارا آسمان پر + صبح ہوتے ہوتے ملکہ مہرخ کو لیکر وہ دونون جادوگرنیان درۂ کوہ مسدود سے باہر
صحرائے مسحور سے نکل گئین تھین اور ٹھہرین کہ لشکر بھی سب آکر جمع ہوا ملکہ داخل لشکر ظفر پیکر ہوکر رہرو راہ امید ہوئی براّن
نے جادوگرنیونکو رخصت کردیا اور ملکہ براّن قریب سحر اپنے کوٹھے پر پہونچکر آرام پذیر ہوئی ادھر مہرخ اپنی فوج لیکر روانہ ہوئی
لیکن افراسیاب بعد رخصت اعیان و وزیر نہایت بدمزاج مکدر بیٹھا تھا کہ یکایک ہوا نوبت و نقارے بجنے شنائی دیے اور تین
لاکھ ساحر برستے ہوا بادولطہ ہنس پر سوار نظر آئے آگے آگے تخت ہائے سحر پر ایک ساحر اور دو جادوگرنیان سوار تھین سبکی
سرداری تھین لشکر مین ڈمرو بجتا تھا ناقوس اور گھنٹون کی آواز سے دل دہلتا بڑے تزک و احتشام سے در باغ سیب
پر وہ لشکر اترا اور میدان باغ کے سامنے کا فرودگاہ سب نے مقرر کیا تینون سردار باغ مین آئے شاہ جادوان کو مجرا کیا
بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر تو وہی شیاطین جادو ہے اور ریحانہ جادو نگار جادو دونون کنیزین مادر ملکہ
حیرت ہین انھون نے حیرت کو گود مین پالا ہے ملکہ مذکور انکو بجائے مان کے سمجھتی ہے اور سلام کرتی ہے چنانچہ یہ دونون
شہر ریحانہ اور نگارستان کی حکومت کرتی ہین یہ ملک انکو جاگیر مین ملے ہین اب جو انھون نے حال جنگ و جدال
سنا اپنی شہزادی کی مدد کو لاکھ لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوئین اور بعد قطع منازل اسی درہ کے قریب پہونچین کہ جو مسدود
تھا از بسکہ یہ حال طلسم کو جانکر درے کو چھوڑ کر قلعہ ابلیسیہ پر آئین شیاطین نے خبر آمد سن کر استقبال کیا اور
در قلعہ تک خود لینے آیا کیونکہ خاتون بادشاہ انکی تعظیم کرتی ہے غرضکہ باغ مین لیئے لاکر ان کی دعوت کی اور
سبب آنیکا پوچھا انھون نے کہا ہم اپنی شہزادی حیرت پاس جاتے ہین چونکہ درۂ کوہ ہمیشہ مسدود ہے اور
تم اس کے محافظ ہو اسوجہ سے تمھارے پاس آئے ہین کہ ہمین راستہ دو اسنے جواب دیا کہ مین نے مہرخ کو اس طرح سیر
گردان کیا اب اس کے مطیعون کو چاہتا ہون کہ جا کر قتل کرون اور بہار وغیرہ کو گرفتار کر کے حوالۂ شاہ کردون
اچھا تمھارے ساتھ مین بھی چلتا ہون یہ کہکر ایک لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر انکے ساتھ بکروفر تمام روانہ ہوا اور اسوقت
آکر خدمت بادشاہ مین پہونچا الغرض بادشاہ نے انکو اشارہ بیٹھنے کا کیا یہ تینون کرسیون پر متمکن ہوئے اور بادشاہ
کو اس ساحر کی صورت دیکھکر مہرخ یاد آئی بس حسب آئین پوجا وغیرہ کر کے کتاب سامری منگائی اور اس مین
حال مہرخ دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ براّن نے آکر راہ کھولدی اور مہرخ رہا ہوکر اپنے لشکر کی طرف آتی ہے یہ دیکھکر
کتاب بند کی اور شیاطین کی طرف دیکھکر کہا کہ قیدی تو تمھارے چھوٹ گئے اسنے کہا اے شہنشاہ ایسا کون تیرے سوا ہے جو میرے
سحر کو روکے ان بکھراموں کو نکالدیگا مین ایسی طاقت تو سوائے آپکے کسی مین نہین دیکھتا بادشاہ ازبسکہ اول سے رنجیدہ خاطر تھا
اسوقت اسکو گھڑک بیٹھا کہ او بیہودہ ادھر سے ادھر تو ناچتا پھرا حفاظت تو انکی نہو سکی اب یاوہ گوئی کرتا ہے ایک سے ایک
ساحری نے بہتر بنایا ہے تو یہین جھک مارا کیا لے جا وہ سب چھوٹ گئے اسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ اگر وہ رہا ہو گئے تو مین جاکر انکو پھر
قید کرتا ہون کیا مجال انکی جو آگے بڑھ سکین بادشاہ نے کہا اب وہ سب اپنے لشکر کے قریب پہونچ گئے ہین اب اسیر نہونگے کس لیئے کہ انکے
لشکر کے عیار ہر سمت پھرا کرتے ہین اور ساحر کو منزل مقصود تک پہونچنے بھی نہین دیتے رستے ہی مین مار ڈالتے ہین اسنے عرض کیا کہ

مین عیارون کو بہانے ہی قید کر لونگا شاہ نے کہا بس زیادہ نہ بکو اب تم لشکر لیکر آئے ہو تو یہین ٹھہرو سمجھ لیا جائیگا
جلدی کیا ہے بادشاہ کے خفا ہونے سے یہ خاموش ہو رہا اور ریحانہ و نگار تا دیر حاضر دربار رہ کر عرض رسا
ہوئین کہ کنیزون کو حکم کیا ہوتا ہے کس لیئے کہ ہمارا ابھی یہی ارادہ تھا کہ اس نمکحرام مہرخ کو جھونٹے پکڑ کے سامنے حضور
کے لے آئین وہ وہی ہے آپ شہنشاہ ہین آپکا مقابلہ وہ کیا کر سکیگی بادشاہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر ابتو ان
باغیون نے جمعیت پکڑی ہے تم اب ملکہ حیرت کے پاس جاؤ انسے ملو جب مہرخ اپنے لشکر مین آکر داخل ہوگی اسوقت
مین حکم لڑنیکے لیئے بھیجدونگا یہ حکم سنکر دونون اٹھین اور شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوئین اسوقت شیاطین نے عرض کیا
کہ مین بھی انھین کے ساتھ خدمت حیرت مین جاتا ہون آپ جیسا ارشاد فرمائینگے بجالاؤنگا بادشاہ نے اسے
بھی رخصت کر دیا اور یہ تینون شیاطین باغ سے باہر آکر سوار ہوئے اور معہ تمام لشکر کے دریائے خونخوار سے اتر کر
قریب لشکر حیرت پہونچے ملکہ موصوفہ نے خبر آمد سنکر استقبال کیا لشکر انکا متصل اپنے لشکر کے اتروادیا بارگاہین انکے
لیئے آراستہ ہوئین کئی کوس کے گرد مین تین لاکھ کا لشکر اترا اور ریحانہ و نگار بارگاہ حیرت مین آئین ملکہ نے
انکو سلام کیا انھون نے دعا دی کہ جی مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہو بوڑھ سہاگن ہو وارث جیسے سہاگ بنا ہے
تیری ایڑی دیکھکر میان تیر کسی کا منہ نہ دیکھے یہ دعا دیکر بلائین لین گرد پھرین پھر دنگل بزم مہیا ہونے لگا جام
شراب گردش مین آیا انکی آنیکی خبر طائران سحر نے ملکہ بہار کو پہونچائی یہان مہرخ بنائی ہوئی عیارونکی سر پر حکومت
بیٹھی تھی اسنے بھی سنا اور صرصر خانم عیار روانہ ہوئی کہ مین جاکر ان ساحرونکو ماردون ادھر ریحانہ و نگار ملکہ سے
رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آئین اور نگار ریحانہ سے بہت چھوٹی ہے اور یہ دونون حقیقی بہنین ہین ریحانہ چھوٹی
بہن کو بجائے دختر کے سمجھتی ہے اور جب سے شوہر اسکا مر گیا ہے یہ بہت دلجوئی اسکی کرتی ہے اور وہ ہمیشہ ایک ساحر
پر عاشق ہو کر غمگین رہتی ہے چنانچہ اسوقت جو بارگاہ مین دونون آئین نگار نے کہا باجی امان میرا تو دم گھبراتا ہے
مین تو سیر کو جاتی ہون ریحانہ نے کہا بیٹا یہ مقام پر آشوب ہے دشمن سے مقابلہ پڑا ہے صدقے یہ بھی کیا تمنے اپنا گھر بنایا کہ جہان
پایا وہان ماری ماری پھرین اب یہان تو وہ بیٹھو اسنے کہا ابھی تو لڑائی موقوف ہے مین خالی بیٹھکر کیا کرون نا صاحب میرا دم اکتاکر
نکلجائیگا اور دشمن سے مقابلہ ہے تو دنیا مین اسکے لشکر مین تھوڑے جاؤنگی جنگل مین پھر چلکر دو گھڑی دل بہلاؤنگی پھر چلی آؤنگی جنگل مین
کسی کا اجارہ ہے یہ سب طلسم میرے شہنشاہ کا ہے ریحانہ یہ گفتگو سنکر سمجھی کہ جائیگی یہ ضرور کیونکہ اسکی عادت ہے کہ ایک جگہ
تلوا نہین لگاتی ہے دل سے مشورہ کیا کہ میری بہن شوہر کے غم مین گھلی جاتی ہے تھوڑی مدت کے بعد یہان آئی ہے خیر پھر چل
آئے دو لیکن جنگل مین اسکا اکیلے پھرنا اچھا نہین عیارون کا بڑا خوف ہے بس بہتر ہے کہ لب دریا صحرائے سبزہ زار مین فرش بچھا کر
اسکو بٹھا دینا چاہیئے اور خاصہ ساقی اور کنیزین متعین کرنا چاہئین کہ اکیلی نہ رہے سب ملازم اسکے محافظ رہین بس یہ سوچکر اس سے کہا
کہ بیٹا ہوا لیدینا تو ہمیشہ سے تم ہوا اچھا اس شرط سے جانے دیتی ہون کہ لب دریا فرش بچھا کر جلسہ جماؤ ہر سمت دوڑتی نہ پھرو
میری جان مین تمھارے ہی بھلے کو کہتی ہون یہان نگوڑے عیار غضب کے ہین انسے مجھکو خوف ہے بہن نے اسکی کہا اچھا باجی امان کیا
مضائقہ کہین نہ جاؤنگی ایک ہی جگہ پر بیٹھکر دل بہلاؤنگی یہ سنکر ریحانہ خوش ہوئی لشکر تو دور تک اترا ہوا تھا اور قریب دریا

قاعدہ ہو لشکر کے اُترنے کا چنانچہ لشکر سے کوس دو کوس کے فاصلہ پر ایک دریا رواں ہو کنارے اسکے صحرا رشک بوستان ہے متصل اسکے پہاڑ گلون سے غیرت دہ جہان ہو اسی صحرا مین کنارے دریا کے فرش ہونے کا حکم دیا گیا اور چونکہ یہ دونون اپنے ملک کی شہزادی ہین تمام سامان عیش و راحت انکے ہمراہ ہے پس ملازمون نے جملہ سامان مسرت و آرام وہان مہیا کیا اس بحر کے کنارے جنگل آراستہ ہونے سے وہ ناحسن ہو گیا ادھر تو با فراش نے فرش زمردین سبزہ صحن دشت مین بچھایا تھا ادھر فرش قالین گلدار کا فراشون نے آراستہ کرکے سطح غبرا کو لالہ زار بنایا ادھر مصور بہار نے تصاویر گلہائے بوقلمون سے صفحہ بیدا کو اثر رنگ مانی کیا تھا اس جانب نقاشی فرش رنگین گلکاری شیشہ آلات پر تو تھین سے ورق طبق ارض نگار خانہ چین ہوا تھا انکو ہائے رنگین یا مین چھپے گئے جو شب کو ستارونکی طرح چمک دکھائین قمقمے درختون مین لٹکا دیے جو صحرائے خضر مین مثل انجم فلک زبرجدی شمع ماہ کوثر مین بہشت سنبا مین ستارے آئے ہوئے نظر آئین لب ساحل کشتیان شراب ناب کی لگا دی گئین بجامے کے قہقہے اڑانیکا وقت قریب آیا گل ستے سامنے مسند کے رکھدیے زیرانداز پر ساتھ ان بڑی آن بان کے لگا دیے یہ سامان عیش و نشاط وہاں جگہ مہیا کر دیا جسکا نقشہ یہ تھا نظم

وہ دشت جو دشت دلکشا ہے
مے نوش ازل تھے جا بجا جست
جو پھول ہین قدرت خدا ہے
کرتی تھی بہار باغبانی
اس دشت مین واہ رہی وہ مجلس
بیٹھے جو وہان نہ پھر اُٹھے حور
شیشون کی چمک گلون کا جوبن
پہنے ہوئے جامہائے رنگین

جس دشت مین خلد کی ہوا ہے
ہر برگ ہو تازہ ہر شجر سبز
جو سبزہ ہے خضر رہنما ہے
دریا کی وہ ہر طرف روانی
تھا حسن سے فروغ چشم نرگس
ہر ساغر بادہ ہمسر گل
میخوارون کے گرد مرغ گلشن
ارباب نشاط سب فراہم

نخل و گل و بلبل و صبا چیست
سبزے سے تمام دشت سبز
گل میکش بادہ جوانی
تھا آب حیات یا کہ پانی
وہ صاف بچھا تھا فرش بلور
تھی ربط سے جواب بلبل
خدام و مصاحب و ارا کین
باجون کو خوشی مین ساز باہم

القصہ جب یہ درستی ہو چکی کئی سو کنیزان انیسون اور جلیسونکو ساتھ لیکر ہمراہ لیکر سوار ہوا اور اس مقام فرحناک پر آکر لب ساحل مسند پر جلوہ گر ہوئی اور سیر دریا اور صحرا کرنے لگی اسوقت مغنیان خوش نوا گرمی کی تانین اڑاتا بجھا لا ہر رنگ باقی عجب سماں تا وقت گرمی مجلس گرما گرم ساقی ہنگام نزدیک صبح بنارس سے بہتر وہ سر پردہ زرد دھوپ کا عالم جنگل مین کشت زعفران کا جوبن دکھاتا آفتاب ایک سپہر کا رخ دہر کی دیوار مین آئینہ لگا نظر آتا جانور بسیرا لیتے سر جھکاتے تھے نعرے مارتے ایسے مقام فرحت بیز پر وہ شراب ناب و جلسہ رنگ و رباب کا یہ عالم دکھاتا تھا کہ خاطر روزگار کو لبھاتا تھا نظم

تھا جام شراب دست کا ہاتھ
نہرون مین رواں تھا آب حیوان
پالکون کو طیور چومتے تھے

چلتی تھی ہوا شراب کے ساتھ
گانے کا تھا شغل بزم معمور
مستی سے درخت جھومتے تھے

تھا خضر کہ سبزہ گلستان
چھڑتے تھے قریب دوہرے طنبور

اس ہنگام فرحت و سرور مین وقت آیا کہ صحرائے فلک مین قنادیل انجم کو فراش قدرت نے منور و روشن فرمایا اور بہر سبزہ زار سنبلہ فلک خسرو ماہ آیا زہرہ نے ترانہ خرمی سنانا چاہا کہ نظم

بہار شام آنکھون مین پھر آئی ۔ ہر اک کے نیند پھر آنکھون مین آئی ۔ نظر کی سوے صحرا خوش ہوا دل
جمی ساحل پہ پیخوارون کی محفل ۔ رات کو فراش مہتاب نے فرش چاندنی بزم عالم مین گسترده کیا ہر طرف پھولون کی
خوشبو آنے لگی صحرا مین سناٹا ہوا ہوا سرد نے دلون مین جوش وحشت پیدا کیا یہ عالم ہوا ابیات

گل مست طیور بوستان مست ۔ بلبل سے زیادہ باغبان مست ۔ سب بزم نشین تھے نقش دیوار
شبنم سے تھے اشکبار اشجار ۔ کیون مست نہو ہر اک صنوبر ۔ دیتی تھی بہار لالہ ساغر
غنچون کے تھے شاخ سے اشارے ۔ تو کاہکشان ہے ہم ستارے ۔ اس بہار کی سیر مین نئی سیر سنیے

کہ بعد رہا کرنے باغبان وزیر کے قران و برق اپنے لشکر کی طرف چلے آتے تھے یہان تک کہ اس صحرا مین جہان جلسہ ہو رہا ہے پہونچے اور دور سے ٹھہر کر تمام کیفیت دیکھی پھر اپنے لشکر مین داخل کر ملکہ بہار وغیرہ سے ملاقات کر کے حال قتل ایلچی اور مہرخ وغیرہ بیان کیا بہار نے آثار ریحانہ و نگار کا اسے کہا برق نے حال سنکر کہا کہ اے ملکہ مین نے سبزہ زار مین جلسہ ساحرون کا دیکھا ہے یقین ہے کہ یہ وہی ساحرہ ہے جسکا ذکر تم نے کیا ہے بس جب یہ مقابلہ آپ کریگی تو آپ کو زحمت ہوگی مین جا کر انکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اور کنارے دریا کے آیا از بسکہ وہ دریا جس کے کنارے ساحرہ ٹھہی ہے بہت دور تک ہے ایسا کہ لشکریان مہرخ بھی بحر سے پانی لیتے ہین بس یہ عیار جب کنارے اسکے پہونچا سیر بحر جو ملکہ بہار کی طرف ہے مقرر ہے اس سے ایک مورچھل طلب کر کے اپنی صورت ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی بالکل شہزادی مہرخسار دیوقار معلوم ہوتا تھا یعنہ آفتاب بیدار تھا بلکہ خورشید کو شرماتا چہرہ دور اسکے جمال سے کیا آنکھ ملائے شرما کر نقاب سحر مین منھ چھپائے غیرت سے بحر مغرب مین ڈوب جائے اس روے تابان کو دشمن جو دیکھے رعب حسن سے تھرائے اسکے عشق مین مثل شمع سینہ سوزان رہے چشمہ چشم مین تری آجائے چہرہ بے نظیر مین بالائے بینی الف ابرو بسان کمان کشیدہ جیسے تحریر مین الف آفتاب سرمد ہوتا ہے زلف چلیپا کے سامنے شب تار کا سو لودہ ہوتا ہے رخسار پر اوکر زلف کا آنا اور گیسو کا لہرانا قرص ماہ پہ ابر کا چھا جاتا تھا جو ڑا ترچھا بندھا تھا مشک نافہ تھا مانگ کا جوبن بالون مین یون ہویدا جیسے ظلمت مین راہ خضر پیدا نہین نہین بہین ماہ نو نمودار رات کو کہکشان کا اظہار جبین غیرت بخش بدر مہ نو کی سامنے اسکے کیا قدر رخسار پر خال سیاہ کا جوبن یا میدان تاتار مین پڑا ہوا مشک نافہ ختن وصف دہن مین دہن کھولنا بیجا ہے یہ عقدہ بھلا کس سے حل ہوا ہے کلام تبسم اس نمک کا عالم مین شور ہے جس پر پسا ہوا دل مور ہے لب لعل یاقوت کی معجون خندہ قوت روح و دافع جنون غرضکہ سراپا اسکا بے نظیر یہ اسکی تصویر

نظم

خورشید سے جیتنا ہے میدان ۔ بالون کی صفت بہت ہے مشکل ۔ جبتک کہ نہ منہ شگاف ہو دل
یہ شام کو خط استوا ہے ۔ رکھی ہے سپر پہ تیغ عریان ۔ یا یہ کہ سمجھیے مانگ کیا ہے
سنی سے پے صورت صفا ہے ۔ دونون رخ صاف باغ امید ۔ گویا ہے قران ماہ و خورشید
مضمون کہان ہین ایسے زیبا ۔ آئینہ قدرت خدا ہے ۔ کیا اسکا رقم کرون سراپا
نظارہ کرے جو چشم تحقیق ۔ کس طرح سے آن بان لکھے ۔ مقدور کہان کہ شان لکھے
تب میرے کلام کی ہو تصدیق ۔ اس شکل و شمائل سے آراستہ ہو کر

بجرے پر فرش عمدہ بچھا کر شست ہاتھ مین لیکر سوار ہوا اور ماہ انجمن سے کہا کہ سحر سے صورت بدلکر مورنکھی پر بیٹھے اور کھیتی ہوئی چلے ماہ انجمن حسب ارشاد عمل مین لائی اور مورنکھی روان ہوئی اس چاندنی رات مین ماہی کا شکار ریلہ تابان حسن کھیلتی روانہ تھی مورنکھی ہوا کی طرح سن سن چلی جاتی تھی یہان تک اسی مقام پر پہونچی کہ جہان نگار لب ساحل جلسہ جمائے بیٹھی تھی اسنے جو دیکھا کہ ایک شہزادی مورنکھی اڑائے جاتی ہے سمجھی کہ طلسم تو بہت بڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعہ کی شہزادی سیر دریا کو نکلی ہے بس اسکو بلانا چاہیئے اور صورت بھی ایسی پیاری ہے کہ جس سے تیری محفل کو رونق ہو جائیگی ازبسکہ یہ ساحرہ حسن دوست بہت ہے تاب لا اسکی کھڑی ہوگئی اور آگے بڑھکر پکاری کہ بہن ذرا ٹھہرو اس پر خوبی نے کچھ جواب نہ دیا اس سے اسکا اور اشتیاق زیادہ ہوا اور پھر پکار کر کہا اللہ رے غرور آپکا اور غصہ ہم پکارتے ہین اور آپ جواب نہین دیتین لے صاحب ذرا ٹھہریے اپنے حسن پر مغرور نہ ہو جیسے لے بوا ہم کوئی رذیل نہین ہین اپنی جگہ کی شہزادی ہین قربان آپکی بے اعتنائی کے ہم جانتے ہین کہ کبر ابھی آپکا ہے مانگے کا نہین ہو آپ شہزادی ہین لیکن اتنا غرور سامری کو پسند نہین کہ منھ ہی سے نہین بولتے یہ خلاف انسانیت ہو ذرا ٹھہر جاؤ کیا ہرج ہوگا اس قلزم جمال نے اسکے بکنے پر بھی کچھ جواب نہ دیا جب تو اسکو غصہ آیا اور گھٹنون بھر پانی مین اتر گئی اور ماتھے پر ہاتھ برسم سلام رکھا۔

اس بحر حسن نے جواب سلام دیکر کہا کہ بہن مجھکو معاف کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتی ہون ورنہ تم سے ضرور ملاقات کرتی یہ کلام جو اسنے سُنے اور زیادہ جسارت کلام ہوئی بولی کہ زندی اتنی باتین نہ بناتی تو کیا ہوتا کیا تمہارے دشمن کسی کے نوکر ہین جو میان خفا ہون گے دیر کیا ہوتی ہے ایسی باتین مین بہت جانتی ہون تم مجھکو کیا چٹکیون مین اڑاؤگی مین تم ایسی دس کو راہ بتاؤن لو صاحب ہمارا تو اس پیار سے بلانا اور آپکا یہ اترانا جبرو اتو ناک چوٹی مین گرفتار کیون ہے اتنا بھی رکھا آدمی مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا ذرا یہان آجا چاندنی کا جلسہ دیکھ کر اور دو ایک جام شراب کے ہم تم ساتھ پئین گے ذرا ہنسین گے بولینگے اور ہمارا کیا کام ہے تجھ سے عیار نے یہ گفتگو سنکر تیوری چڑھا کر کہا لے بی ہوش مین آکر ہوش و حواس پکڑو عقل کے ناخن لو بھلا مجھ سے تم سے کہان کی جان پہچان ہے جو اتنا جلد پھسل پڑین میرے پیچھے بھوت ہوگئین بلا کی طرح چمٹ گئین واہ واہ واہ جو چلے کی خوبی بندگی خردی سب اس دریا مین ڈوبی نگوڑی مین کیا جانون کہ تم کون ہو تمھین میرے روکنے سے کیا مطلب مین اپنی راہ جاتی ہون تمھین کیا معلوم کوئی کس کام کو جاتا ہے کس کام کو نہین تم سے کوئی کیا بتائے تم تو لپٹ پڑین کہ یہان آؤ یہان آؤ لے بی ذرا تمیز سیکھو بوڑھی جو ہوئی بدتمیزی یہ کچھ نگار نے کہا ماشاء اللہ کیا کیا فرفر زبان چلتی ہے جھاڑ کا کانٹا ہوگئین ہماری تو یہ محبت اور عاجزی اور آپ کی یہ بے پروائی آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین آپ کو خود تمیز نہین ہے آدمی سے آدمی ملتا ہی ہے مین نے پکارا تو کیا قباحت ہوئی لے بی آدمی کو آدمیت لازم ہے تمکو اتنی تو انسانیت نہ آئی کہ مین پانی مین تمھارے لیے اتر آئی اور تم نہ ٹھہرین ہان ہان سچ ہے تمھارا کوئی منتظر ہوگا اسکا پاس کروگی ہا میرا سامری کی قسم مین نے اول جلول اور جلد باز زندی نہین دیکھی خیر اچھا ہے اپنے منتظر کی جہان اتنی دیر ہوئی مشتاق وہان لمحہ بھر اور سہی تمکو اپنے چاہنے والے کی قسم تمھین اپنے دیدون کی قسم ذرا ٹھہرتی جاؤ بھی آگے جائے تو دیسے ہی پہونچین اس گوہر محیط خوبی نے جواب دیا کہ لے واہ تم تو خبطیل لائین لے بی میرا منتظر نگوڑا کون ہوگا

یہ تم ہی ایسی احمق ہو کہ جنگل میں منگل کر رہی ہو یہ کہو کسی کے انتظار میں یہان آکر بیٹھی ہو مجکو بھی وہی راہ سکھایا چاہتی ہو سو یہ میری جان بخیریت ہے بندی ایسے بھڑے مین نہین آنے کی یہان جمشید کی قسم میرا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے کبھی اتنی دور اکیلی کاہے کو آتی آج شامت جو آئی ادھر نکل آئی مین کمبخت کیا جانون اندھیرے اوجانے نکلنا میرا دیدہ ایسا ہوتا کاہے کو ہے کہ غیر جگہ اُتر پڑون ہوقت لکا حال سارے جاتے ہین بوٹی بوٹی میری کانپ رہی ہے جب گھر پہونچون تو زندگی دوبارہ ہو اسنے کہا اے بی یہ باتین نہ بناؤ یہان کوئی غیر نہین ہے ہم بھی ملازم شہنشاہ کے تم بھی انکی رعیت کسی آدمی کی بھی طاقت نہین جو ہم سے آنکھ ملائے تم خوف نہ کھاؤ اُترا آؤ ہماری جان کی قسم زیادہ نہ ٹھہرنا لمحہ بھر مین چلی جانا مین کوئی باجی نہین ہون کوہ ریحانیہ و نگارستان کی شاہزادی ہون اسنے جواب دیا کہ تم سچ کہتی ہو لیکن بڑے بھیا کی طبیعت بہت خراب ہے وہ اگر سن لین گے تو مار ڈالین گے نگار نے کہا آؤ بھی چلی بھی آؤ عیار کو تو اُترنا منظور رکھا ہی بعد تکرار بسیار ہو نیکی سے اُتر اسنے ہاتھ پکڑ کر مسند پر لیجا کر بٹھایا ساقی نے جام دیا اس نازنین نے شرما کر جام ہاتھ سے رکھ دیا اور نیچی نگاہ کر کے بیٹھی نگار اسکا حسن و جمال دیکھ کر فریفتہ ہو رہی تھی اسکی گردن مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہتے ہین تمھین شرم بہت آتی ہے تم یہان میدان مین بیٹھو میری باجی امان پاس یعنی ریحانہ کے پاس چلو اس عیار شوخ طرار نے جھجک کر کہا اے بی کیون مجکو دیوانہ بنائی ہو ناصاحب وہان مردانہ ہوگا کیا تم میری آبرو کے پیچھے پڑی ہو ساحری کی قسم ابا جان تو خیر بڑے بھیا اگر یہان کا ٹھہرنا سن پائین تو میرے ٹکڑے اُڑا دین نہین معلوم میرا کیا حال کرین نگار نے یہ تقریر سنی اور چپ ہو رہی لیکن اسکو تاب کہان پھر بولی کہ لے بہن تم بہت آدمیون مین شرماتی ہو تو چلو وہ جو سامنے سبزہ زار ہے ہم تم چلکر بیٹھین یہ عیار اس کلام پر چپ رہا اور وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھی مگر مستفسر ہوئی کہ تمکو کچھ گانا بھی آتا ہے اسنے کہا گانا رونا سب کو آتا ہے بس یہ سنکر خواصون سے کہا کہ ستار اور رباب لیکر چند آدمی میرے ساتھ آؤ کنیزین یہ حکم عمل مین لائین اور یہ کچھ دور جلسہ کے مقام سے آکر لب ساحل بیٹھی اور کشتی شراب طلب کی اور اس نازنین سے کہا کہ مین باپان بجاتی ہون تم ستار چھیڑو گانے مین تم کو شرم آئیگی یہ تو ہاتھ کا کام ہے اسنے اسکے اصرار سے ستار کی طرفین درست کر کے اس طرح بجایا کہ درو دخت کو مست بنایا کہ **نظم**

سنتے ہی وہ نغمہ تھی کہان تاب
ہونے لگا دل مین خود بخود درد
نکلی بھی تو لب سے واہ نکلی
ہر چشم بہ آب چاہ سیماب
جامے سے ہوئے سب اپنے باہر
پرواہ کے ساتھ آہ نکلی
ہوش اُڑ گئے چہرہ ہو گیا زرد
ہاتھ اُٹھ گئے ہلگیا کبھی سر

نگار محو ہو کر تعریف کرنے لگی کہ اور جام شراب سے لبریز کر کے قسمین دینے لگی کہ تم بھی پیو اس حیا والے نے جام لیکر لبون سے لگایا اور منھ بنا کر کہا یہ شراب بہت تیز ہے میرے کام کی نہین مین اپنے نشہ کی چیز پاس اپنے رکھتی ہون یہ کہکر ایک قلم شراب کی کمر سے نکالی اور کہا دیکھو یہ شراب مین پیتی ہون پھر اس شراب دوگانہ مین ملا کر ایک جام بھر کر نگار کو دیا وہ بے وسواس پی گئی اسنے ایک ایک جام اور جو جو عورتین تھین انکو دیا کہ یہ سب پی گئین اور تھوڑے عرصہ مین معہ نگار ہر ایک بیہوش ہو گئی عیار نے خنجر نکالکر بے وسواس پہلے نگار کا سر جدا کیا پھر اورون کو قتل کرنے لگا شور گیرو دار بپا ہوا ساحر جو الگ ٹھہرے ہوئے تھے غل سن کر دوڑے اور ادھر ریحانہ کو بھی خیال آیا کہ بہن میری دیر سے

گئی ہے مین بھی جاکر دیکھون بس اُڑ کر چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق جادوگرنیون کو مار رہا تھا اسنے آتے ہی سحر پڑھا کر برق کو بے حس و حرکت ہو گیا اور یہ زمین پر جو اتری بہن کا اپنی سر جدا پایا بس اپنا گریبان پھاڑا اور نعرہ آہ مار کر پچھاڑ کھائی پھر لاشہ ہمشیر سے لپٹ کر بین کرنے لگی کہ اے میری ناشاد و نامراد بہن اسی مین کہتی تھی کہ تو سیر کو آگ لگا میرا کہنا نہ مانا اے بیٹا مجھے اکیلا کر گئین اے بہنا اپنی چند روزی پر یہ آفت تمنے لی میری کمر توڑ گئین ابھی تمنے دنیا کا کیا دیکھا تھا اے مجھ دکھیا کو موت نہ آئی اے بیٹا اپنی تنگی بھی نہ میری سنی ہائے مجھ سے ایسی بیزار ہوئین کہ اب منہ سے نہین بولتین افسوس اب کسی بات سے تمھین مطلب نہین اے بیٹا سیر کرنے جاؤ اے فرزند اب مجھ سے ضد کرکے اٹھلاؤ میری گود مین مچل جاؤ پھر چپکے چپکے مجھ کو کوسو پھر روٹھ کر مجھ سے الگ جا کر بیٹھو اے اب تم نہ مجھ کو روگی تمہارا خیال ہے کرکے نظم

تقویم کہن قوائے جسمانی　　نذر کردہ کتاب زندگانی　　سو تخت گور یا برابر
بیگانہ و آشنا برابر　　تربت پہ چڑھاؤ گل انہین کیا　　ٹھکرا کے چلے جو کوئی اچھا
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک　　تن خاک ہر ایک آرزو خاک　　دنیا کی طمع نہ حرص و دولت
اک عالم بیکسی و غربت

الغرض رو پیٹ کر لاش بہن کی اٹھوا کر برق کو گرفتار کیے اپنی بارگاہ مین آئی اس عرصہ مین خنجر آفتاب سے عیار روز نے سر ساحر شب کا جدا کیا اور نقش و نگار انجم کو ضیائے مہر نے مٹایا نظم

نظر جب دم پڑی نور سحر پر　　نظر آئے گریبان چاک کیسر　　ادھر تو رنج و غم کا یہ سبب تھا
ادھر مرگ بہن داغ ہجر شب تھا

صبح کو تمام ساحر لشکر کے اور سردار وغیرہ حیرت کے اسکی بارگاہ مین جمع ہوئے اور بڑی دھوم سے لاش نگار کی اٹھوائی رسم تعزیت ادا کی دن بھر اسی رنج و الم مین ہر ایک رہا جب فلک پر نبات النعش بصورت جنازہ ظاہر ہوا اور عالم سواد شب سے سیاہ پوش نظر آیا ابیات

کہ جب چمکا سرا بان فلک پر
اندھیرا چھا گیا نظرون مین کیسر　　ہر ایک ساحر کا دل تھا رنج سے خون　　سنو اب قتل ریحانہ کا مضمون

یعنی سرشام اسنے برق عیار کو قفس مین بند کرکے سامنے اپنے رکھ لیا اور نعرۂ غضب نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے طبل جنگ بجا اسنے کہا کہ تمام لکھو امونکا عوض مین اپنی بہن کے کام تمام کرونگی پھر اس عیار کو بڑے عذاب سے مارونگی الغرض جب اسکے لشکر مین نفیر سحر کی طائران سحر نے سامنے بہار وغیرہ کے جاکر خبر عرض کی ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی غلغلہ لشکر مین برپا ہوا تیاری حرب اور درستی آلات جدال ہونے لگی صدائے طبل رزم جب ضرغام عیار نے سنی یہ برق سے بھی پہلے ہر عیاری روانہ ہوا القابس اسوقت گھبرا کر تو دور دور سے پھر رہا ہوا اور کچھ ہو نہین سکتا برق کے جاتے ہی فیصلہ کیا آج تو بھی صبح نہ ہونے دے کہ ساحرہ لڑ کر تیرے لشکر کو رنج پہونچائے بس اسی فکر مین ساحر بنا ہوا لشکر حریف مین پھرنے لگا اتفاق روزگار سے کیفیت سنیئے کہ ملکہ حیرت نے اپنی وزیرزادی یاقوت جادو سے کہا کہ تم معہ چند سردار ونکے کھانا لیکر ریحانہ کو میری طرف سے جاؤ اسنے کل سے غم ہمشیر مین کھانا نہین کھایا ہو سمجھا کر کھلاؤ حکم سنکر یاقوت و سحر نگار و شیاطین وغیرہ چند سردار خوانہائے طعام ہمراہ لیکر روانہ ہوئے حیرت نے صرصر عیارہ کو بلا کر فرمایا کہ تو بھی کھانے کے ساتھ جا ایسا نہو کہ کوئی عیار دست اندازی کرے عیارہ بھی عقب سرداران بانہ عیاری کے پہن کر روانہ ہوئی اور راہ مین

ضرغام نے ان سب کو جاتے دیکھا پہلے تو ساحرون کو دیکھکر چھپ رہا مگر کھانا وغیرہ جاتے دیکھکر سمجھا بیشک اسکے ہمراہ کوئی عیارہ بھی ہوگی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ صرصر کو آتے دیکھا بس ایک مقام تنہا پر جب صرصر پہونچی یہ جھپٹکر قریب گیا اور کہا اُستانی جی بندگی صرصر نے ہرچند یہ صورت بدلے ہوئے تھا مگر پہچانا برا بھلا کہنے لگی کہ تیری اُستانی کے منہ کو جھلسا اور تیرے اُستاد کو گھری گور مین تو یون نگوڑے تو اپنی بدذاتی سے باز نہین آتا ضرغام نے کہا اُستانی تم خفا نہ ہو یہ بتاؤ کہ آج تم سُست کیون ہو اسنے کہا تیری ایسی تیسی کی تو پھر وہی کہے جاتا ہے اُستانی جی تیری کون الزادی فاحشہ ہے اسنے کہا اچھا یہ بتاؤ اُستاد نے یہ عیاری کیسی کی عیار نے یہ سنکر خیال کیا کہ شاید عمرو طلسم کو کب سے آگیا بس یہ سوچکر کہا دغا اُستاد تیر کیا یہان آیا اسنے کہا واہ آپ ایسی غافل ہین ور آپکو گود مین لیا چاہتے ہین پیچھے کھڑے ہین یہ سننا تھا کہ اسنے گھبرا کر پیچھے کیطرف دیکھا عیار نے کمند کا حلقہ گردن مین پہنایا وہ اسطرف پھری تھی کہ اسنے حباب بیہوشی مارا وہ چرخ کھا کر گرا چاہتی تھی کہ اسنے چادر عیاری مین اُسکو لپیٹا اور لیکر بھاگا اور جنگل مین لاکر ایک غار مین اُسکو ڈالکر خوب بیہوش کرکے پیراہن اُسکا لیکر آپ پہنا اور آپ اُسی کی صورت بنا نیمچہ تولتا ہوا اور کمند کے پھندے دوش پر ڈالے چست و خیز کرتا روانہ ہوا اس عرصہ مین یاقوت وغیرہ کھانا لیئے بارگاہ ریحانہ مین آپہنچی تھین کہ اسنے بھی لوگون سے دریافت کرکے بارگاہ مین اپنے تئین پہونچایا یاقوت نے پوچھا کہ اے صرصر تم کہان ہو گئی تھین اسنے کہا رفع احتیاج کو ٹھہر گئی تھی یہ کہکر وہ لوگ جو کھانا لیکے آئے تھے ملازم اور مزدور وغیرہ ان سب کو باہر نکال دیا کہ مجھکو حکم ملکہ کا ہے حفاظت طعام ہی تم مین عیار نہ ملکر چلے آئین یہ کہکے سب اسکے کہنے سے چلے گئے اور اسنے سب خوانون سے سرپوش اتار کر کھانا دیکھنا شروع کیا ادھر ریحانہ نے یاقوت و شیاطین وغیرہ کی تعظیم کرکے صف ماتم پر لیجا کر بعزت تمام بٹھایا پہلے تو سب نے پُرسا دیا پھر آخر ایک نے دوسرے کے منہ سے آنچل ہٹایا اور باب نصیحت وا کیا کہ سنو میری جان ہمیشہ کوئی جیا نہین جس نے سان کا پیٹ دیکھا اُسنے رونے کو ضرور دیکھا سوائے صبر کے چارہ نہین ہے ریحانہ ملکہ حیرت نے اپنے سر کی قسم دی ہے اور فرمایا ہے کہ مین بھی کھانا نہ کھاؤنگی اگر وہ نہ کھائیگی بس مناسب ہے کہ اپنی شہزادی کا کہنا مانو کھانا نوش کرو ادھر تو یہ سب فہمائش مین مصروف ادھر عیار یعنی صرصر نقلی نے تمام کھانے مین بیہوشی ملا دی آخر ریحانہ کھانا کھانے پر راضی ہوئی اور یاقوت نے دسترخوان طلب کیا عیار نے کورے دسترخوان بچھا کر کھانا چنا اور سب نے کھانا شروع کیا جب پانی طلب کیا عیار ہی نے پانی بھی بیہوشی آمیز پلایا ریحانہ کی انیسین وغیرہ بھی بسبب رنج اپنی مالکہ کے طعام ترک کیے ہوے تھین اُنھون نے بھی کھانا کھایا کھاتے ہی ہر ایک بیہوش ہو گیا عیار نے ملازمون کو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ اندر نہ آنا اسوقت دربارگاہ کا تکمہ کیا اور خنجر کھینچکر پہلے ریحانہ کا سر جدا کیا اسکے مرتے ہی برق جو قید تھا اسمیں سے سحر اتر گیا اور قفس کی کھڑکی توڑ کر وہ بھی نکلا اور جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی مگر اس جلدی مین صورت کیا بدلی جاے اسنے دھوتی باندھ چادر منہ سے چھپا بدن پر زخم کے نشان بنا کپڑون پر خون چھڑک کر انھین بیہوش شدہ لوگون مین اپنے تئین پہونچایا اور لیٹ رہا یہ اس لیئے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل مچا تھا تو جانتا تھا کہ ساحر لشکر کے یہان ضرور آئینگے پس مین ٹھہر رہون اور کچھ کام کرون غرض ادھر تو مرگ ساحرہ سے غلغلہ بلند ہوا ادھر عیار نے جلد جلد چند ساحرون کے سر کاٹے شور زیادہ بلند ہو ساحر جو

باہر تھے اُنمین جو بہادر تھے وہ تو بارگاہ کی طرف دوڑے اور باقی ملکہ حیرت پاس دوڑ گئے وہ منتظر ملکہ یاقوت کی بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر فریاد کی یعنی پکارے کہ اے ملکہ غضب ہوا وہ ان سب مارے گئے ملکہ مذکور یہ خبر سُنکر گھبرائی اور بزور سحر اُڑکر چلی یہان ضرغام نے سوڈیڑھ سو مصاحبون ریحانہ کے سر کاٹے تھے اور یاقوت وزیرزادی کا سر کاٹ کر شیاطین کے سینہ پر سوار ہوا تھا کہ ایک برق چمکی یہ سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس جست کرکے سراپچہ پھاڑکر بھاگا اور وہ برق آمد حیرت سے چمکی تھی چنانچہ وہ بارگاہ مین اُتری اسکے ساتھ چند خواصین اور زمرد بہن یاقوت کی بھی اور باہر سے جو ساحر کہ دوڑے تھے وہ بھی اندر بارگاہ کے آئے اور سب نے ایک سیل خون بہتے دیکھی صدہا ساحر کی گردن جدا جسم سے پائی زمرد نے اپنی بہن کو مقتول دیکھکر گریبان چاک کیا اور بین کرتی ہوئی لاش سے دوڑکر لپٹی کہ اے میری مان جائی اے میری ساتھ کھیلی تو نے میری کمر توڑ دی ہائے اس بہن کو موت نہ آئی ہائے مین ناشاد تیرا مردہ دیکھنے کو جیتی رہی افسوس یہ کیا غضب ہوگیا ہائے آج بچپنے کا ساتھ چھُٹ گیا غرض یہ تو بین کر رہی تھی کہ برق جو زخمی پڑا تھا اسنے لیٹے لیٹے کمند ماری کہ حلقے اسکے گردن و کمر مین زمرد کے پیچیدہ ہوئے اور یہ گھبرا کر سحر پڑھنے لگی اور دھوان بنکر کمند سے نکل اور بھاگ کر فرط خوف سے الگ کھڑی ہوئی مارے ڈر کے گھگھی بندھ گئی ساحر کہتے ہوئے کہ اے کیا ہے اے کیا ہے پاس آئے برق سمجھا کہ اب تم پکڑے جاؤگے بس لوٹ مار کر ایک قنات پاس پہونچا اور اُسکو چاک کرکے پار نکلگیا یہان ہزارہا مشعلین روشن ہوگئین کون تھا کون تھا شور مچا حیرت نے باران سحر برسایا کہ جو ساحر قتل ہوئے تھے انکو ہوش آیا شیاطین بھی اُٹھا کیفیت سے واقف ہوکر گویا ہوا کہ اب تو ملکہ مین یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا اور طبل سفر اسی وقت بجواکر کوچ کر گیا اور کہتا گیا کہ مین اپنا عوض مہرخ سے لیتا ہون کیونکہ عیارون سے چھپکر اپنا کام کرنا چاہیے غرضکہ لاکھ ساحر اپنے لیکر یہ تو چلا گیا اور حیرت لاشہ ریحانہ پر خوب روئی پھر سب لاشونکو اُٹھوایا اور ملکہ صورت نگار بھی قتل ہونے سے بچ رہی تھی اسنے جاکر مصور سے یہ سب حال کہا اس مردود نے جواب دیا کہ مین سب تصویرین عیارونکی کھینچ چکا ہون کچھ ہی کسر باقی ہے اب ان سبکو ماردونگی الجملہ ایسا ہی ہنگامہ برپا رہا حیرت روتی ہوئی لاشین اُٹھواکر بارگاہ مین آئی اودھر عیارون نے جاکر بہار وغیرہ کو جملہ حقیقت سنائی وہان جو طبل رزمی بجا تھا تیاری ہو رہی تھی وہ موقوف رہی دلاورون نے کمر کھولڈالی اسی معرکہ مین شب نے بھی مثل روح تیرہ ساحران جسم عالم سے نکلکر راہ گریز اختیار کی اور تیرگی بسان تیرگی سحر دنیا سے روان ہوئی کہ بیت کہ جب شب کی برہمی پیرانہ سالی مد فروغ صبح نے کی پائی وقت سحر مہرخ نقلی دربار مین آئی سب سردار بھی زیب دہ کرسی دنگل ہوئے اور جب سے کہ برق و قران آئے ہین اور حال مہرخ اصلی بیان کیا ہے کہ اس طرح ملک کوکب مین ملکہ مذکور گئین تھین اب بحشم و خدم تشریف لایا چاہتی ہین یہ حقیقت سُنکر سب سردار جانتے ہین کہ یہ مہرخ اصلی نہین ہے اور ادھر مہرخ جو سحر سے شیاطین کے رہا ہوکر روانہ ہوئی معہ تمام لشکر کے آتے آتے اپنے لشکر کے قریب پہونچی ایک منزل ادھر درۂ کوہ مین بارگاہ استادہ کرائی اور لشکر کو حکم قیام دیا اور آپ ایک شقہ بنام سرداران لشکر رقم لکھا یہ مضمون اس کا تھا کہ ما بدولت و اقبال بصد جاہ و جلال مقام پر پہونچے ہین اب داخل لشکر فیروزی اثر ہوا چاہتے ہین چاہیے کہ بمجرد دیکھنے شقہ خاص فیض

اختصاص کے تاج و تخت لیکر معہ اسباب تزک و جلوس شاہی چند سوار برسم استقبال حاضر بارگاہ عالی ہون اور مورد الطاف خسروانی اپنے تئین کرین یہ شقہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا یہان سب دربار مین بیٹھے تھے کہ طائر شقہ لیکر آیا ملکہ بہار نے وہ شقہ لیکر پڑھا اور مہرخ نقلی کی طرف دیکھکر مسکرائی عیار بھی سب موجود تھے اُنکو وہ شقہ دیا انھون نے اسکو پڑھکر مہرخ نقلی سے کہا کہ یہ رقعہ ملک کو کب نے ہمکو بھیجا ہی اسکے جواب دینے کیلیے آپ تنہائی مین کچھ مشورہ کرنا ہی الگ تشریف لائیے وہ سنکر ایک صحنچی مین علحدہ آئی عیارون نے اس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر چلی جاؤ سرکار سے تنخواہ تمھاری بسر اوقات کو ملیگی یا اس لشکر مین خلل در سردارون کے رہو کس لیے کہ مالک سلطنت اب تشریف لاتی ہین یہ سننا تھا کہ وہ بہت خفا ہوئی اور کہا کہ اے بے ادبان ہے شرط کہ تمکو اس گستاخی کی سزا دلواؤن تم نہین جانتے ہو کہ مین مالک لشکر ہون میری جناب مین ایسے بیہودہ کلام تم کرتے ہو عیار سمجھے کہ اسکو نشہ سلطنت کا پڑگیا اور فرط عیش سے دماغ مین خلل آگیا ہے خیر ہمنے تو چاہا تھا کہ اسکو رتبۂ عالی پر پہونچا دیا ہے اب اسکو آزار نہ پہونچے مگر نا چاری ہے بس یہ سمجھکر اسکے منھ پر ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام عیار نے تاج شاہی اور قباے فرمانروائی اسکے جسم سے اُتار کر اسکا وہی پرانا لباس جو وہ اول مین پہنے ہوے ملی تھی پہنا دیا اور کپشتارہ مین لپیٹ کر لشکر سے دور تر صحرا مین لاکر کپشتارہ سے کھول کر لٹا دیا اور دوا دافع بیہوشی ناک کے پاس رکھکر آپ لشکر مین چلا آیا وہان کچھ دیر کے بعد وہ ضعیفہ ہوشیار ہوئی آنکھ کھلتے ہی وہ خواب وحشتناک دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے جلد آنکھین بند کرلین دماغ بوے حکمرانی سے مملو تھا پکارنے لگی کہ کوئی حاضر ہے وہان جواب کون دے صحراے لق و دق اور بیابان وحشت زا اسنے پھر پکارا کہ اے بہار و محمود والے فلان فلان کیون تمھاری شامت آئی ہے کہ میرے کلام کا جواب نہین دیتے ہو ارے کوئی ہے لیجائے انکو اور سزا دے اس کہنے کی بھی کسی نے سماعت کی اسوقت پھر للکاری کہ اے ملازمان ما بدولت کچھ تمکو عتاب شاہی کا ہراس نہین جو تعمیل حکم مین فرق کرتے ہو غرض تا دیر یہی صورت رہی کہ کبھی اُٹھکر بیٹھتی اور آنکھین کھولتی تو درختان صحرا کو سواران لشکر اور سنتری سمجھتی اور سبزہ کو فرش سبز مخمل کا تصور کرتی ساقی کو پکارتی اور کبھی چلو منھ سے جام کی طرح لگاتی اور غٹ غٹ کی صدا بلند کرتی ابیات

روان اسما خواصون کے زبان پر
ابھی سے مجکو بھولین تم غضب ہے

جو تھین خدمتگزار اسکی ہی ماہ پر
نہین معلوم کیا اسکا سبب ہے

یہ کہتی تھی کہان ہو پاس آؤ
شہنشاہ زمان میرا لقب ہے

مجھے پھر صورتین اپنی دکھاؤ
مرے زیر نگین یہ ملک سب ہے

مین مہرخ ہون ہمائی بادشاہ ہون
سراپا نور ہون ظل خدا ہون

فی الجملہ یہ سوداے خام اور تصور ناتمام جب کچھ کم ہوا تو آنکھین پھاڑکر چارطرف اسنے نظر کی تو سمجھی کہ عیار مجکو صحرا مین چھوڑ گئے ہین اب سریر جہانبانی پر بیٹھنا غیر ممکن ہے یہ سوچ کر اسنے ایک پتھر اُٹھا کر اپنے سر مین مارا کہ سر پھٹ گیا اور یہ تڑپ کر ہلاک ہوئی چلیے فرصت شد خس کم جہان پاک ادھر مہتر قران نے چند ساحر اپنے ہمراہ لیے اور دو تین پلٹنین اور رسالے بھی ساتھ چلے تاج شاہی تخت حکمرانی پر رکھکر جلوس و اسباب تزک لیکر مہرخ کے استقبال کو روانہ ہوے

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
ٹوپی مہ و مہر اچھالتے تھے

بیدار تھے مردے زیر تربت
وہ تخت کہ مثل تخت جم تھا

جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
تسلیم کو آسمان بھی خم تھا

باجون کی تھی صدا مبارک	یہ تاج و نگین شہا مبارک	سحر کر چلے پلٹنین رسالے
تھے جان کے کافرون کو لالے		

یہ تو اس طرف چلے اور مہرخ انتظار آمد جلوس مین اتری ہوئی کہ شیاطین
جو کوچ کرکے چلا تھا اسنے درہ کوہ مین اسکو اترے دیکھا کیونکہ منزل پر تو یہ اتری ہی ہوئی تھی اس کے راستہ مین
اسکا لشکر پڑا غرضکہ ساحر مذکور نے اسکو دیکھکر قصد رزم کیا مگر کچھ سوچ کر لشکر اپنا اور راہ سے جانب لشکر ابلیسہ روانہ
کردیا اور آپ چھپکر سحر پڑھا کہ سامنے لشکر مہرخ کے دیوار پیدا ہوکر دور تک کھنچگئی اور اول مرتبہ کی طرح ایک طرف دریا ایک طرف
صحرا سبزہ زار پیدا ہوگیا شیاطین جب یہ سحر کرچکا لشکر حیرت مین پھر آیا کہ یہ مقام قریب تر تھا ملکہ حیرت غم مین اپنی
گھلا کیون کے مبتلا تخت پر بیٹھی تھی کہ یہ آکر پہونچا اور کہا اے ملکہ آپ غمگین نہون مین نے مہرخ کو اس طرح
مقید کیا ہے اب جبتک کہ مین زندہ ہون کوئی اسکو چھڑا نہین سکتا حیرت جواب دہ ہوئی کہ اسکے مددگار بہت
ہین وہ مقید نہ رہیگی تم جاکر اسکو مار ڈالو اسنے کہا اچھا مین شہنشاہ سے پوچھ لون تو جاکر مار ڈالون یہ کہکر وہان سے
باغ سیب مین گیا اور بادشاہ کو مجرا کرکے تمام ماجرا عرض کیا کہ ملکہ کی رائے قتل مہرخ کو کرنے کی ہے آپ بھی
اجازت دین بادشاہ بھی حال مرگ ریحانہ وغیرہ سنکر رنجیدہ بیٹھا تھا بے تامل گویا ہوا کہ اچھا زیور اور رگلزار کو پہنے دینا
مہرخ کو جاکر مار ڈال یہ حکم سنکر اسنے تسلیم کی اور پھر چلا جب دریائے خونروان کے پار اترا قضارا مہتر برق بالا دوی
کو ادھر آیا تھا اسنے اسکو جاتے دیکھکر دلمین کہا یہ ملعون خیمہ مین ہمارے ہاتھ سے بچگیا اب بن پڑے تو مار ڈالو بس یہ بھی
بطور خفی پیچھے پیچھے اسکے چلا کچھ دور چلکر وہ اڑا عیار بھی اس طرف کہ جدھر وہ اڑا جاتا تھا نہایت تیز روی سے روانہ
ہوا یہانتک کہ ساحر مذکور اسی دیوار کے قریب جو اسنے بنائی ہے پہونچا اور دیوار کے ادھر چلا گیا برق دیوار سے ہٹکر
ایک جگہ چھپ رہا وہان مہرخ شقہ روانہ کرکے بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر عرض کیا اے ملکہ ایک دیوار سامنے لشکر کے
کھنچی ہے دریا بھی ہے صحرا بھی ہے شاید ہم پھر مسحور ہوگئے یہ خبر سنکر ملکہ گھبرا کر باہر بارگاہ کے آئی دیکھا تو واقعی سیہ بختی نے بلندی پائی
ہے دیوار سیاہ اٹھائی ہے بنیاد ستم کسی ماجوج منش نے ڈالی ہے نئی آفت ڈھائی ہے درانہ مردانہ وار مقابلہ نہین کرتا
نامرد ہے جو پس دیوار چھپتا ہے نہایت درجہ فسادہ رخنہ پرداز ہے جو آزار دہی مین قصر نہین کرتا ہے غرضکہ ملکہ ایسا
کچھ دلمین سوچ کر دوسرے سمت جو چلی اسطرف دیکھا تو ستارا قسمت کا برج آبی مین آگیا ایک دریائے زخار موج مارتا
ہر حباب بسان چشم دشمن آنکھین دکھاتا ہی ملکہ ادھر سے جب تیسری جانب قدمزن ہوئی تو بیابان پرخار کو غیرت بخش بہار
پایا فی الجملہ آفت و صعوبت نے منہ دکھایا لشکر مین تلاطم پڑگیا ہر سمت یہ ہنگامہ تھا کہ بمقتضائے ابیات

جوان ہر ایک غصہ مین بھرا تھا	برابر زخم ہر دل کا ہرا تھا	کوئی کہتا تھا بیشک اب ہمارا
برا آیا ہے گردش مین ستارا	بلاشک رنج آئیگا کوئی پیش	چھبین گے پھول دلمین صورت نیش
کہان سے یہ بلا بیوقت آئی	بری ساعت مقدر نے دکھائی	بعض ساحر جو زبردست تھے وہ پر

پرواز پیدا کرکے اڑے اور دیوار سے ادھر نکلنا چاہا لیکن ممکن نہوا اکثر ڈر کر اسی طرف گرے یہ سب لوگ
اس ہنگامہ مین ہین لیکن شیاطین جو دیوار پھاند کر اس طرف آیا یہ صحرا دو رنگ ہے وہ ایک مقام تنہا

مین آکر بیٹھا اور اگیاری کرکے تا دیر سحر پڑھتا رہا یہان تک کہ مہرخ کے جتنے بیرجادو کے تھے اُنکو اپنے قبضہ مین کیا ملکہ مذکور تو غافل کھڑی تھی کوئی سامنے ہوتا تو مقابلہ کرتی اسنے بخوبی کام اپنا کرکے پرواز کی اور سر ملکہ پر آکر تھپڑ ایا ملکہ کا لیان دیسے رہی تھی کہ وہ چمک کر گرا اور کمر مین پنجہ دیکر سے اوڑا گلزار و زنبور وغیرہ معہ چند ساحرون کے لینا لینا کہکر اُڑین اور ناریج و تیغ بھی لگائے مگر پہلے سے مسحور محصور یہ سب ہین اسپر کچھ ان کے افسون نے اثر نہ کیا اور نہ یہ اسکے قریب پہونچ سکین اور وہ دیوار کے اسطرف نکل آیا لشکر مین پس دیوار غوغا عظیم برپا ہوا ایسا کہ ادھر برق عیار جو ٹھہرا ہوا تھا اسنے بھی سنا اور گھبرا کر جو اوپر دیکھا تو مہرخ کو پنجہ ستمگار مین پایا عیار مذکور نے اتنی دیر مین کہ جتنے عرصہ تک ساحر ملکہ مذکور کو پکڑنے گیا تھا اپنی صورت مثل ایک سردار شیاطین کے بنائی تھی کیونکہ یہ اسکے سردارون کو دیکھ چکا تھا سوقت امین سے جس کسی کا نقشہ خوب یاد تھا اسکی ایسی صورت بنا اسلیے کہ ساحر مجکو دیکھ بھی لیگا تو یکایک مجکو گرفتار نکریگا المختصر ملکہ کو اسیر سرپنجہ ظلم ساحر ستمگر جو اسنے دیکھا عقب ساحر مذکور یہ بھی چلا اور ساحر نے یہ سمجھ کر کہ یہان سے لشکر اسلامیان قریب ہے مبادا اس محرسہ کو مین قتل نہ کرسکون کوئی اسکا مددگار ساحر یا عیار آجائے یہ سوچکر سناٹا بھرے بعد قطع مسافت راہ اپنی زمین حکومت مین آیا عیار مذکور بھی اسکے نیچے نیچے بطور مخفی نہایت تیز روی سے چلکر ساتھ ہی پہونچا اور الگ ٹھہر کر جو دیکھا تو اس ساحر کو ایک غار مین کودجاتے دیکھا یہ ٹھہرا رہا اور بعد لمحہ کے یہ بھی قریب اس غار کے آیا مگر اسکو وہ غار نہ دکھائی دیا کس لیے کہ یہ غار دروازہ قلعہ ابلیسیہ ہے اور حال اسکا اول مین بیان ہوچکا بس جب کوئی ساکن شہر آتا ہے غار ظاہر ہوتا ہے باقی ناپدید ہوجاتا ہے غرض عیار مذکور یہان کے ساکن شہر کی ایسی صورت تو بنے ہوئے تھا پکارا کہ اے محافظان غار کیا آج مجکو راستہ نملیگا یہ صدا دیتے ہی پھر وہ غار ظاہر ہوا بسم اللہ کہکر اسمین کود گیا اور تمادیر غلطان و پیچان رہا آخر تہ پر پانون لگا تو دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہے ہر طرف پھولونکا انبار ہے ہزارہا چشمہ و چکا پوچاری سرگرم اہتمام بہاد بہاری ایک طرف باغ پر بہار رنگا نظر آتا ہے دم باد صبا کی بانی اپنی سرسبزی کی خبر عالم مین پھیلاتا ہے دشت مین بھی گلستان سے زیادہ لطف بہار ہے جو گل اور کلغہ طرحدار ہے ہزار رہزار تختہ گلہا ے خوشبودار کا لگا ہے کہین نسترین کی جا یاسمن کسی کسی سمت پھیلا ہے سرخی گلون کی رمانی یاقوت ہے یا ہر قوت روح مجروح معجون یاقوت ہے سبز شاخ مین سرخ پھول کا رنگ نیا جوبن دکھاتا زلف سنبل سے ہانگ مین شاہد چمن کی سیندور بھرا نظر آتا ہے زمین وہان کی ہمسر آسمان تھی کثرت گلہا ے منور سے لیکر راہون کی شاخ کہکشان پر از انجم درخشان تھی نالہا ے بلبل پرگل شوخی دکھاتے ہنسکر اسکو شرماتے غنچہ مہذب ظریف تھے جو چپکے چپکے مسکراتے داغہا ے لالہ کی بہار داغ دل عاشقان کی کیفیت ظاہر طرفہ تماشا کہ خزان مین بہار آشکار کہ بموجب

نظم

ہر گل تھا چمن مین صاحب زر　ہر برگ زبان شکر داور　ہے ایک سے ایک بڑھ کے تردست
چشمک زن لالہ نرگس مست　ہے عطر سے بڑھ کے بو سمن کی　بو غنچون مین نافہ ختن کی
آرائش بوستان ہے سوسن　طرار ہے وہ زبان ہے سوسن　خوشبو کی بہار قابل سیر
خیری سے تمام باغ کی سیر

اس دشت رنگین مین دوسری بہار یہ کہ لالہ رخون کا مجمع ہر سمت گل لالہ کھلا

صحرا نظارا جسکے اندر کا اکھاڑا نظر آتا پریزادان سمن پیکر و گلفام مصروف عیش و نشاط ہر جانب گرم ہنگامہ انبساط لب جوئے
فرش دیبا و پرنیان گسترده مسندین آراستہ صدہا نازنین غرق دریاے جواہر برنگ اشجار صحرا گلگون زیور سے لدی
نیچے درختون کے گلون کی طرح شگفتہ خاطری دکھلاتین ہر ایک حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تنویر بلکہ حور کی تصویر ہر سمت
بازی کنان پھرتین کوئی چھلی چھپلیا کھیلتی کوئی دس گھر اچھا ہے بازی کر رہی کسی کو بیجیسی کا شوق کسی کو گنجفہ کا
ذوق روح عاشقان انکے گنجفہ کھیلنے پہ نثار بہ محبت یہ کہے ہر بار ع گنجفہ تم نے کھیل کے سیر کیا غلام کو۔ ان
خوش قامتون سے علحدہ ایک نہر کے کنارے فرش تکلف پہ مسند آراستہ تھی اور ایک نازنین جسکو ہر طرح خوبی و
بہم پہنچا یان حسن و محبوبی اس مسند پر جلوہ آرا تھی نہر بھی چشم حباب سے اسکی صورت دیکھتی ہر صدف گوہر اسپر سے نثار
کرنے لاتی آفتاب اسکے رخسار کا پانی مین چمکتا ستارۂ قسمت مردمان آبی چمکا ہوا آفتاب فلک پانی مین طرح دینا
لیتا تھا یا اسکے عکس رخسار کے گرد پھر کر تصدق ہوتا تھا زلف مشکین اسکی سواد ملک ختن نہین نہین حبش ہے جسپر دل
ترکان عالم کا غش ہے سبزہ رنگ پر زلف سیاہ کا ہونا واقعی سبزہ زار مین کالی گھٹا کا چھا جانا تھا پیشانی پر اس کے
کندنا کندہ تھا عنوان دفتر حسن لکھا ہوا تھا لوح جبین پر تصویر سامری کندی تھی پیشانی نویس افراد کائنات نے فرمان حسن پر
بڑی خوش عنوانی سے نشانی بنائی تھی مابین دو ابرو ٹیکا سیندور کا دیا مہندی لگی دائرہ اطاعت مین خوبان عالم کو
لانے کی ہوس سر چڑھی ہوئی آنکھین غزالان دشت ختن کو چوکڑی بھولائین شکار شیر دلون کا فرمائین طرفہ تماشا یہ
سیاہی و سفیدی چشم کا گردش کرنا یہ بازیگری دکھاتا کہ حبش کو تاتار بناتا اور تاتار کو حبش کر دکھاتا انقلاب دہر سے
لیل و نہار کا ساتھ گردش کرنا غرضکہ وہ رشک بتان سر تا پا حسن مین بے نظیر سراپا اسکی زیبائی کی نسبت تقریر نظم

ابرو کو کوئی کمان کہے کیا یہ بل ہے اگر تو حسن دریا شمشیر زنی مین دونون ہین طاق
قبضہ مین ہے ان کے جان آفاق آنکھون کی صفت مین ذہن قاصر اچھا رہنا کہون کہ ساحر
سرمہ بگلو نگر سخنور خود ساقی و خود شبیہ ساغر بینی کہ ستون طاق ابرو
زیبالش ہر رواق ابرو کہیے اسے موج چشمہ نور باطور پہ ہے یہ شعلۂ طور
القصہ وہ سر سے لیکے پا تک اک شعلۂ حسن تھی بلاشک

برق نے اس جلسہ کو دیکھ کر اپنے تئین مخفی کیا اور ایک طرف کو دیکھا کہ بہت سے ساحر بلازمان شیاطین آبدار خانہ اور میخانہ و باورچی خانہ وغیرہ
مین مصروف کاروبار ہین کس لیے کہ ساحر مذکور ہمیشہ اسی صحرا مین براے حفاظت درۂ کوہ مسدود رکھتا ہے یہ صحرا اسکی
سیرگاہ اور یہ نازنین جسکا ذکر بیان ہوا اسکی معشوقہ ہے مگر وصل سے اسکے انکار رکھتی ہے ملکہ خمار چشم جادو نام ہے یہ
ساحر ہمیشہ اسکی خاطر داری مین مصروف رہتا ہے اور اسکو راضی کرنا چاہتا ہے برق راہ کترا کر باورچیخانہ کی طرف آیا
ایک باورچی کو پکار اکہ ارے میان ذرا یہان آنا باورچی نے کہا کیون اسنے کہا مین بھی جا کر کہے دیتا ہون کہ وہ کہتے
ہین کیون یہ کہکر آگے بڑھا باورچی سمجھا کہ یہ کچھ پیام سرکار کا لایا ہے ایسا نہو کہ خفا ہو کر جائے اور سرکار کی خفگی
بجھپر آئے یہ سمجھ کر دوڑا کہ ٹھہریے تو عیار کچھ دور جا کر تھم گیا جب یہ قریب گیا ہاتھ پکڑ کر کہا بھائی ادھر

اکیلے میں آؤ تو میں کہوں تمہاری چغلی کسی نے کھائی ہو کہ کھانے میں تمنے زہر ملانیکا قصد کیا تھا باورچی گھبرا گیا ایک جھاڑی کے پیچھے عیار کا ہاتھ پکڑے لایا اور کہا صاف بیان کر دعیار نے نہ کچھ کہا نہ سنا ایک طمانچہ اسکو مارا ہاتھ بیہوشی آلودہ تھا وہ طمانچہ کھا کر بیہوش ہو گیا اسنے اُسکو تو جھاڑی میں چھپایا اور کپڑے اسکے لیکر اسی کے ایسے نقشے پر تیار ہوکر باورچی خانہ میں آیا اور مصروف کار ہوا ادھر شیاطین جو فرخ کو لیے یہاں قریب اپنی معشوقہ کے پہونچکر ملکہ کو بیحس و حرکت کرکے کنارے نہر کے ڈالدیا اور آپ مطلوبہ پاس بیٹھا اسنے دو ایک جام شراب کے دیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُٹھا کر فرخ کا سر کاٹکر شہنشاہ پاس لیجاؤں اسوقت معشوقہ اسکی بگڑی کہ واہ صاحب تمنے خوب مجھکو جنگلے میں لاکر ڈالدیا اور آپ دو دو دن غائب رہتے ہو لو صاحب ابھی آئے ابھی پھر چلے میں نے رات سے کھانا نہیں کھایا ہو تمہیں اسکا بھی خیال نہیں ساحر نے یہ کلمات شفقت آیات جو محبوبہ سے سنے نہایت خوش ہوکر اُسکو گلے سے لگالیا اور کہا اے جانی دلاے مایۂ زندگانی میں اس بکرامہ کا سر کاٹ لوں تو کھانا کھاؤں سر اسکا شہنشاہ پاس دینے نہ جاؤنگا کسی کے ہاتھ بھیجدونگا پھر باطمینان تمام بیٹھکر داد عشرت دونگا اس معشوقہ نے کہا کہ پھر تم لحہ بھر میں کہیں بھاگ نہ جاؤگے کھانا کھالو تو جو تمہارا جی چاہے وہ کرنا یہ سنکر ساحر بخاطر یار طرحدار ٹھہر گیا اور کھانا طلب کیا بکاول نے دسترخوان لاکر بچھایا برق نے تھوڑے سے کباب زہر آلودہ کیے اور ایک پلیٹ میں لگاکر سامنے لایا ساحر معشوقہ کے کھانا کھا رہا تھا کنیزیں مگس رانی کر رہی تھیں کہ اس نے آکر عرض کیا حضور کباب میں نے بڑے تکلف سے تیار کیے ہیں دیکھیے گرما گرم ہیں نوش فرمائیے ساحر نے پلیٹ اس سے لیکر سامنے رکھی اور ایک کباب توڑکر کھانا چاہا اُسوقت کنارے نہر کے ایک تڑاقا ہوا برق تو تڑاقا ہوتے ہی پچھلے پاؤں ہٹا اور کنارے سے نہر کے ایک تیلی نکلی اور پکاری کہ اے شیاطین بغیر ہمارے تو کبھی کوئی چیز ابھی نہ کھاتے تھے آج یہ کباب اکیلے اکیلے کھانے لگے ہاں سچ ہے ان کبابوں میں زہر بھی تو ملا ہو گر مثل چلی آتی ہے کہ دوست بغیر زہر کی چیز بھی نہیں کھاتے یہ کہکر وہ تیلی تو غائب ہوگئی اور ساحر نے کباب پھینک کر کہا لینا اسکو جو یہ کباب لایا تھا برق پہلے ہی سے بھانپ چکا تھا دور کھڑا ہوا تھا اسکے نعرہ کرتے ہی سمجھا کہ یہ سب ساحر ہیں تم بھاگ نہ سکوگے یہ سوچکر ایک نہر میں کود گیا اور غوطہ مارکر بہت دور نکلگیا وہاں ملازمین شیاطین ہر سمت دوڑے کہیں پتہ نہ پایا ناچار پھر آئے اور عیار مذکور نہر سے ایک مقام پر نکلا دیکھا یہاں سناٹا ہے سوائے صحرا کے کچھ نہیں اسنے وہاں ٹھہر کر پھر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی دھوتی پانی سے بھگو کر باندھی اور بہت جلد قریب شیاطین آیا وہ کھانا کھاکر فکر قتل فرخ میں تھا یہ بھی سامنے آکر کھڑا ہوا اسنے دیکھکر پوچھا تو کون ہے اسنے کہا آپکی رعیت اسی قلعہ میں رہتا ہوں اسوقت ایک کام کو باہر قلعہ کے جاتا تھا ادھر سے غل سنا اور ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا میں سمجھا کہ یہ مجرم بادشاہ ہے پکڑلوں بادشاہ سے چلکر انعام لوں یہ سمجھکر میں اُسکے پیچھے دوڑا وہ پانی میں کود گیا میں بھی پانی میں کودا مگر نہیں معلوم کہ وہ کیا ہوگیا ہر چند ڈھونڈھا اُسکو نہ پایا اُسوقت میں آپکا منتظر اسی حسرت میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر اُس مجرم کو پاجاتا تو آپسے انعام بھی ملتا اور سرکار کے ملازموں میں داخل ہوتا یہ تقریر سنکر شیاطین نے اُسکو انعام میں بہت کچھ زر دیا اور کہا اچھا تم ٹھہرو

ہم نوکر رکھ لین گے برق سلام کرکے اسکے پشت پر آکھڑا ہوا اور اُسنے پھر بقصد قتل مہرخ کیا اسوقت برق گھبرایا کہ اسے
سر دست کیا تدبیر کرون چنانچہ وہان سے ہٹ کر الگ آکر ہرچند فکر کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی لیس بنا بر قاعدہ اہل
اسلام کہ وقت مشکل مین خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہین اسنے بھی استغاثہ کیا اور رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے صدا
آئی کہ اے برق بڑے پھنسے اور ناحق یہان آئے اسنے یہ صدا سنکر گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا اسکو تعجب ہوا
اور پوچھا کہ تم کون ہو جو بولتے ہو اور نظر نہین آتے اسوقت ایک پتلا پہلو سے ظاہر ہوکر گویا ہوا کہ مین ملازم شہنشاہ
کوکب ہون ایک وقت مین آپکو یاد ہوگا کہ آپ اور قران باغ مینا مین مہمان بادشاہ ہوئے تھے اور عمرو آپکی ملاقات
کو آئے تھے چنانچہ اسی وقت سے شہنشاہ موصوف نے مجھکو آپ لوگون کی خبرگیری کیلیے مقرر کیا ہے سنو اے برق اب شہنشاہ
ہمارا تم لوگون سے غافل نہین ہے افراسیاب اور ہمارے بادشاہ سے اب تو بگڑ گئی ہے انکو ہر دم خیال ہے
کہ ہمارے طرفدار کسی وجہ سے پریشان نہون برق نے یہ حال سنکر دل خرسند کیا اور اسکو ڈانٹا کہ او پتلے تو باتین بناتا
ہے یہ نہین کرتا کہ جلد ہماری خبر جاکر اپنے بادشاہ سے کرے یہ وقت باتین بنانیکا نہین پتلے نے کہا مین ابھی جاتا ہون
یہ کہکر زمین مین سما کر غائب ہوگیا یہ تو ادھر گیا یہان برق پھر شیاطین کے قریب آیا وہ خنجر کھینچکر سر مہرخ جدا کیا
چاہتا تھا کہ اسنے آتے ہی کہا ہان ہان یہ کیا غضب آپ کرتے ہین اسنے کہا کیون غضب کیسا اسنے کہا کہ مین تو آپکے
سامنے کا بچہ ہون مجکو مذہب خداوند باشد الشیاطین کے مسائل کہان اتنے یاد ہین جسقدر کہ آپکو یاد ہون گے
بھلا کتاب الملیسی مین دیکھیے تو خداوند کیا لکھ گئے ہین اسنے یہ تقریر سنکر کہا مجکو اسوقت یاد نہین آتا تم بتاؤ کہ کیا
لکھا ہے اسنے کہا خداوند نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کو قتل کرنیکا ارادہ کرے تو پہلے اسکو بہت کچھ سمجھائے اور دین خداوندکی
کی ترغیب دلائے جب نہ مانے تو قتل کرے مگر اس طرح سے کہ اسکا خون اپنے مقام مسکن اور جائے حکومت پر نہ گرنے دے اس لیے
کہ جس زمین پر خون گریگا وہ جگہ کبھی آباد نہ ہوگی اور نہ سبزہ کبھی اوگے گا باران رحمت خداوندی نہ برسے گا اور رحمت
خداوند کبھی وہان نازل نہوگی ساحر نے کہا پھر کیا کرون اسنے کہا پہلے تو اسکو سمجھائے جب نہ مانے تو مجکو اسے دیجیے کہ
جاکے ویران مین لیجا کر قتل کرون ساحر مذکور نے کہا اے بھائی اس نمکحرامہ کو شہنشاہ ساحران نے بہت کچھ سمجھایا مگر
اسنے نمانا اگر منظور کرتی تو اسکا وہ مرتبہ ہوتا اور تھا کہ ہم سب اسکے غلامونکی بھی برابری نہ کرسکتے تو اب سمجھانا اسکو بیکار ہے
مگر ہان الگ لیجا کر قتل کرنا چاہیے عیار نے کہا اچھا مجھے اجازت دیجیے کہ ایک مرتبہ مین بھی سمجھا کر اپنے دل کا حوصلہ
نکال لون اسنے کہا کیا مضائقہ ہے عیار قریب ملکہ مجرمہ بہرنید فہمائش آیا اور ساحر اپنی معشوقہ پاس جاکر بیٹھا
عیار موصوف نے یہ تدبیر اسلیے کی ہے کہ دیر ہو اور پتلا کوکب پاس پہونچ جائے غرض انکو تو اب اس کیفیت مین چھوڑیے
اور حال اس پتلے کا سنیے کہ وہ پتلا کیا ہے سراسر جادو ہے بادشاہ کوکب کا بس جہان بادشاہ تھا وہین آیا
بادشاہ موصوف کے طلسم مین ایک بیابان نگار رخا بیند نام ہے کہ اسکی مالکہ ملکہ حنائے گلگون پوش نام
معشوقہ شاہ ذی احترام پہلے اسی کی سیر کے لیے اس جنگل کو رشک باغ خلد بادشاہ نے بنوایا ہے اور ایک محل بھی اس
نازنین کو دیا ہے بادشاہ اس گلبدن کو ایسا چاہتا ہے کہ اپنی بی بی ملکہ مروارید صدف چشم اور ہیران سے بھی

رغبت ترک کردی ہے اور وہ ملکہ بھی بادشاہ سے لڑکر اپنے باپ کے یہان چلی گئی ہے فی الجملہ اس بیابان کی جسکا نگارستان نام ہے عجب بہار دلفزا اور فرحت بخش ہے ہر سمت مہندی کی روشین ہین جسکی شوخی خوبان عالم کے دلپر نقش ہے معشوقہ بادشاہ کی جو سیرگاہ ہے توصحرا بھی مثل محبوبان دہر خوبصورت اور آراستہ ہے جو شجر ہے وہ قامت سروقدان تو خط ہے اس صحرا کی بہار کے روبرو نام لینا بہار باغ شداد کا زبان خامہ سے القط ہے گل ایسے زنگار رنگ ومتلون ہین کہ رنگ نیرنگی ایام وتلون طبع دہر نا فرجام بھی اس رنگ پر نہین پتے درختون کے ہرے ہرے جنکے سامنے بہار گلشن جو آئے تو یہی کہیے کہ ہم ہرے ہرے پھلون کے رخسار بھرے بھرے غدار نو بادگان اسلئے کیا ہمسری کرے غنچون کے غرور سے منھ پھولے ہوے گلون کے گالون مین جانول بھرے صحن چمن مین سنبل تہ دشک فرمائے گیسوے معنبر گلعذاران تختہ لالہ سینہ داغدار مشتاقان نہین نہین تشبیہ بیجا ہے صحرا مثل فلک اخضر ہے داغ لالہ داغ سینۂ مہر و ماہ منور ہے سوسن نے گل کی بہت منھ چڑھی تھی معشوقون کے وہان مسی آلودہ کو شرماتی غنچہ چٹک کر اگر ایک کہے تو وہ دس سنانے کو موجود ہو جاتی نرگس کی ہر چند کہ نگاہ بیباک تھی مگر معشوقان باحیا و پر شرم کی آنکھ کو شرم سکھاتی یعنی ایک طرف دیکھنے کے سوا کسی طرف نگاہ نہ فرماتی نافرمان کا فرمان مثل بادشاہان جاری بلبلون کو سوائے زمزمہ عشرت کے نفرت از نالہ وزاری مرغان خوش الحان کو دماغ باغبان غیرت بخش سبد گل ہر ایک کا آشیان کوچۂ باغ برنگ جادۂ کہکشان دماغ بہار پہونچا ہوا تا آسمان نہرین ہر سمت جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری بادبہاری کا حکم جاری کہ ابیات

تھا قہقہہ کبک کا دوچند ان
تھی عید غدیر اسکے گھر مین
نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر
ہو گل کی چھڑی عصائے زاہد

طاؤس روش روش پہ رقصان
تھالے مین درخت کا یہ احوال
ہے گرد چمن فضائے کشمیر
ہر ایک چمن مین عالم نور

بوادر حباب جو کے سر مین
پہنے ہوے نو عروس خلخال
گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہر نخل پہ اک تجلی طور

اس دشت رشک گلزار مین شاہ کوکب اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑے گلگشت کر رہا تھا عکس رخسار رنگین سے ہر گل خوبی کے گلون مین رنگت دونی پیدا تھی زلف پر پیچ جو اسکی سنبلستان پر سایہ ڈالے تھی تو ہر شجر کی بلا دفع ہوئی تھی شامت سیہ بختی سر شاہد بہار سے دفع ہوئی تھی کلیون نے اسی کا مسکرانا یاد کیا تھا غنچہ لاکھ اسکے دہن کا طرز اڑا کر منھ بناتا مگر منھ کی کھاتا زبان برگ سے یہی سنتا کہ جا اپنا منھ تو اسیب اسکے زنخدان کو دیکھ کر آسیب مین گھرا تھا انار اسکے پستان کو دیکھ کر دانت حسرت سے نکالے تھا نار حسد مین جلکر سرخ انگارا تھا یہی کو اسکے گلت کی ایسی فربہی کہان نصیب وہ گدرایا گول بدن دل عالم کا جیب نافرمانی جوڑا اسکے گلے مین پڑا جوڑا بالون کا بندھا جسکو یہ کہنا زیبا کا فردن نے فوج کا لام باندھا یا یہ کہ خوشنویس نے دائرہ لام کا لکھا یا نیچے کلائی پر زمانے سے ڈالے تھی آگے پیڑو کا ابھار اپنا ناف کے اوپر شکم صاف کا عجب جوبن تھا الماس کی تختی پر ہائے ہوز کاتب قدرت نے لکھی تھی یا پیٹ کے نیچے ناف کی گنڈلی تھی ناف کے بعد وہ مقام نازکتر تھا جس کے بیان سے خامہ بھی بسان خرما کان سر جھکائے ہے پری بال کھولے ہر پرواز تھی رگ جان خواہش کی دمساز تھی برج حوت کا سب انداز نہین نہین اس چیز سے کہا ہی

ماہ و ماہی کو بھی آگاہی نہیں نجم کہتے ہیں کہ ستارہ دنبالہ دار ہے یا شکل دو ہلال آشکار ہے فی الجملہ وہ رنگ افزائے باغ نشاط ہمراہ بادشاہ خراماں ہر سمت رواں تھی اور بادشاہ اسکے لب لعلیں اور رخسار رنگیں کو بوسوں سے نیلم اور سوسن بناتا وہ کبھی شرماتی اور کبھی سر دوش پر رکھکر اٹھلاتی چلنے میں شور خلخال بلند ہوتا ہر ایک گھنگرو مسیحائی کا دم بھرتا اسی ہنگامہ گرم بازاری حسن و ہوس میں تیلا آکر پہونچا اور بادشاہ کے روبرو جملہ کیفیت ملکہ مہرخ و برق معرض بیان میں لایا بادشاہ نے حال سنکر قصد کیا کہ نامہ ہیران کو لکھکر اس حال سے آگاہ کرے اور کسی کو لڑنے بھجوائے لیکن معشوقہ شاہ نے کہا آپ نامہ نہ لکھیے مجکو رخصت دیجیے کہ مین جاکر مہرخ کو رہا کردون شاہ نے فرمایا اچھا جاؤ اور شیاطین کو سزائے معقول دو یہ حکم سنکر اس رونق گلشن خوبی نے کچھ سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی موسم برسات کی ایسی چلنے لگی فلک پر کالی گھٹا چھائی اور رنگلابی جوڑے پہنے ہوے کئی سو کنیزین زیور یاقوت و زمرد مین لدی حاضر ہوئین اور چار پریزادین تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے آئین کہ وہ تخت مثل مسہری کے کٹہرے دار تھا مسند اسپر لگی تھی اور چار کونوں پر اسکے چار رنامدے یاقوت کے رکھے تھے اور انمین مہندی کے درخت لگے تھے اس رنگین ادا نے اس تخت پر جلوہ گستری فرمائی اور ان درختوں مین سے مہندی کی پتیان توڑکر ہاتھ مین ملین ہاتھ مثل خون کے سرخ ہوگئے مہندی لگاتے ہی یہ عالم پیدا ہوا کہ ہر سمت موسم برسات کا نظر آتا تھا ساون کا وہ زمانہ تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

وحشت کا پیام سیر گلزار
شبنم کے نکل پڑے تھے آنسو
زیبا ہے نسیم مست اگر ہے
آئے ہوے تھے چمن مین سبزہ زار

کوئل کہین کوکتی تھی ہر بار
ہر سینے مین سوز الفت باغ
کرتا ہے سحاب بارش سے

قمری کی چمن مین سینکے کوکو
لالے کا جگر تھا خود وہان داغ
بدلی تھی گھری ہوئی دھوان دھار

اسی عالم مین ہوا کی طرح تخت اس بہار باغ عشرت کا سن سن روانہ ہوا گھٹا بھی اسکے ساتھ چلی بہار عالم مین ہر جگہ آتی اور چلی جاتی یہ تو اس طرف سے روانہ ہوئی ادھر ہیران نے اپنے مقام پر سحر سے دریافت کیا کہ ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین پہونچی یا نہین سحر نے خبر دی کہ وہ پھر مسحور ہوگئی یہ معلوم کرکے آج اسنے خواجہ سے کہا کہ مین اس طرح مہرخ کو بیابان سحر سے چھڑا آئی تھی اب کی پھر اسی ساحر نے اسکو مسحور کیا ہے اور جو کچھ حال برق پر گزرا تھا بیان کیا عمرو ماجرا سن کر بیقرار ہوا ہیران نے کہا آپ گھبرائیے نہین میرے باپ نے اپنی معشوقہ کو بھیجا ہے وہ جاکر آپکے شاگرد کی اعانت کریگی عمرو نے کہا اے ملکہ اب تو آنا جانا اس جگہ سے طلسم ہوشربا مین سہل ہے مجکو آپ اجازت دین کہ اپنے لشکر سے جاکر ملون اور جلد چلا آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہے لیکن ایک رات سے زیادہ نہ رہنا یہ کہکر ایک طاؤس سحر کا بناکر خواجہ کو سوار کیا اور اس طاؤس سے حکم دیا کہ قریب لشکر مہرخ انکو پہونچا دے طاؤس خواجہ کو لیکر اڑا آنکھ انکی بند ہوگئی لمحہ بھر مین طاؤس زمین پر اترا خواجہ اسپر سے اترے وہ تو اڑکر چلا گیا خواجہ اپنے لشکر کی طرف چلے لیکن راہ مین سوچے کہ پہلے مہرخ جہان ہے اسطرف چلنا چاہیے یہ سوچکر قلعہ ابلیسہ کی طرف روانہ ہوے اور وہان برق اجازت شیاطین سے لیکر قریب مہرخ گیا اور سمجھانے لگا جب عرصہ زیادہ گذرا اسنے چپکے سے کہا اے ملکہ مین برق عیار ہون جو مین کہون آپ اسکو منظور فرمائین تاکہ یہ ساحر آپکو رہا کرے پھر سمجھ بوجھ لیجیے گا ملکہ مذکورہ

یہ کلام سُنکر خوش ہوئی اور اشارہ کیا کہ مین ابلیس پرست ہوتی ہون عیار نے ساحرہ کو ہر سے کہا وہ بھی خوش ہوا اور چاہتا تھا کہ ملکہ کو رہا کرے اُسوقت زمین شق ہوئی اور وہی تیلی جو پہلے نکلی تھی اب بھی نکلی شیاطین اُس کو دیکھکر پکارا کہ اے ملکہ مہر جادو آ ہیئے نہ وہ تیلی باہر نکل آئی اور عورت کی صورت بنکر گویا ہوئی کہ کیا خاک آؤن تم تو قریب مین اس عیار کے آکر اپنی جان دیا چاہتے ہو یہ کلمہ اسکی زبان سے جیسے ہی نکلا برق سمجھا کہ اب تم بھی پھنسے بس اسنے تیغہ کھینچکر شیاطین پر جھپٹکر وار کیا وہ تو باتون مین اس ساحرہ کی مصروف تھا کچھ اسکا اُسنے تو خیال نہ کیا مگر اسی ساحرہ نے جو تلوار کی چمک دیکھی ہان ہان کرکے بیچ مین آگئی برق کا ہاتھ پورا اسیر پڑا کہ وہ وار کرچکا تھا بس سر اس ساحرہ کا کٹ گیا غل دار وگیر برپا ہوا کہ مار امہر جادو کو اس مقام پر بعض داستان گو نے بیان کیا ہے کہ ملکہ خمار حتیم معشوقہ شیاطین بیچ مین آجاتی ہے اور اُس کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہین بہرصورت بعد قتل ساحرہ شیاطین گھبرا کر اُٹھا اور انیسا سحر پڑھا کہ برق جس وحرکت ہوگیا اسنے اُسکو بھی قریب مہرخ بٹھایا اور تیغہ کھینچکر دونون کا سر جدا کرنا چاہا اُسوقت عیار اور ملکہ نے برجوع قلب احکم الحاکمین کو پکارا کہ اے رحمت فرمائے برحال بیچارگان کر ابیات

کس سے کہین کون ہے ہمارا	ہے ہمکو فقط ترا سہارا	اک مرد غریب ہون مین غمناک
آزردہ دست جور افلاک	ہرچند ہم آج ہین گرفتار	راحم ہے تو اے خداے غفار
تو چاہے تو قید غم سے چھوٹین	دشمن یہ فلک ستم کے ٹوٹین	یہ دعا انکی درگاہ خدا مین مستجاب

ہوئی اس دشت مین ہواے سرد وزان ہوئی اور گھٹا چھاگئی کچھ منہدی کی پتیان فلک کی طرف سے گرین شیاطین جو تیغہ کھینچکر چلا تھا ہواے سرد کا جھونکا منھ پر کھاتے ہی حیران و ششدر ہوکر سمت صحرا دیکھنے لگا تیغہ ہاتھ سے پھینکدیا یہ عالم اسوقت نظر آیا کہ کالی گھٹاین پہاڑون سے اٹھکر کسقدر نیچی ہوئی تھین کہ سبزہ پر لوٹ رہی ہین صحرا مین درخت ساونی کا لگا ہے ساونی کے پھولنے سے جنگل گلابی پوش ہوا ہے منہدی کی روشین آراستہ ہین اُسپر بیلین گلدار درختون کی چڑھی ہین پھولون سے چمن پیراستہ ہین برق دمبدم گھٹاین چمکتی ہے ہواد وش ابر پر گنگا جل لاتی ہے بادل جو ادھر سے ادھر جاتے ہین متھرا سے کاشی مین آتے ہین درختان دشت اس طرح جھومن دکھاتے ہین کہ سروقدان گوکل جیسے اشنان کو جمنا پر جاتے ہین جہان سے یہ خبر اڑتی ہوئی آتی ہے کہ تیرتھ کو بندوے سحاب کی بدوش ہوا سواری جاتی ہے اُس گھٹا مین بارش پیدا ہوئی اور کوئل کے کوکنے کی صدا آنے لگی پپیہا پی کہان پی کہان سُنانے لگا گوپیون کا دل سرکشن کے درشنون کو ترسنے لگا درختون مین جھولے پڑے نظر آے معشوقان برق صورت اسپر ملار گا رہے تھے درختون سے پانی ہوا کے جھکورے سے جھڑتا پیڑ ہر ایک سادھو کی طرح جھکا جاتا فلک پر بدلی زمین پر آتش گل کا دھوان اٹھتا نظر آتا غضب دیجور زمین ابر کے عکس مین دن کو عالم مین قدم رکھا تھا پر بھی مشکل سے چلتا تھا وہ اندھیرا گھپ ہورہا تھا رعد برق کی مشعل جلاے تھا بجلی جدھر جاتی ادھر ہی رہ جاتی قلعہ ابر مین بھول بھلیان بنی تھی اسی برسات مین درختون کے نیچے صدہا دوکانین

ساقنون کی لگی تھین گلابیان بئے سرخ سے بھری دھری تھین ساقیین نئی ٹھنی بیٹھی تھین پیمانہ بھر بھر کے چھلک رہا تھا ہر شیشہ کو چشم تر کی طرح ڈھلکا لگا تھا کہ نظم

چھائی جو گھٹا گھٹا غم و درد
جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے
بجلی کی کڑک ہوا کا وہ زور
شاخ گل تر یہ جھولتی تھی
میخوار پکارتے تھے ہر سو
دور ساغر چلے دما دم
بحر صہبا مین رند پیرین

سنجیر بڑھی ہوا چلی سرد
کوئل کی صدا پپیہون کا شور
کوندے کی لپک ہوا کا وہ شور
طاؤس ملار گا رہے تھے
ساقی دُنیا ہوا ور ہو تو
اودی اودی گھٹائین آئین
دیکھین کشتی یہ چڑھ کے سیرین

مانند سرشک بادل اُمڈے
رقصان تھین چکورین بلبلین مور
بلبل گلشن مین پھولتی تھی
طوطے تانین اوڑا رہے تھے
ساقی برسات کا ہے موسم
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین

اس عالم برشگال کا ظاہر ہونا تھا کہ تمام ملازمان شیاطین خوش فعلیان کرتے اور ساون گاتے تالیان بجاتے اُن مہندی کی روشون مین پھرنے لگے کنیزان گل پیرہن جھولون پر جا بیٹھین بعضی مینھ مین نہانے لگین خمار چشم اور شیاطین بھی نہر مین اُتر کر چھینٹے اڑانے لگے اس ثنا مین روے ہوا سے ایک تخت اُترا اور اسپر ایک معشوقہ گلابی پوش سوار تھی ہیرے کا تاج سر پر تھا جسپر بجلی کی تڑپ نثار تھی چار درخت مہندی کے کاسون مین یاقوت کے لگے سامنے رکھے تھے ہاتھون مین بھی مہندی رچی تھی شوخی مزاج گل رخان عالم انھین ہاتھون کی بلائین لیتی تھی پنجہ مرجان مرجانے پر رشک سے تیار صدقہ اُن ہاتھون کے پنجہ چنار اور عالم حسن اسکا اول بیان ہو چکا مکرر لکھنا طول سمجھا گیا ساحرون اور شیاطین نے جو اُسکا حسن زیبا دیکھا بیتابانہ شعر عاشقانہ پڑھتے اسکی جانب چلے گریبان اپنے چاک کیے اور یہ کہتے تھے غزل

شہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا
ادھر تو آنکھ پھری دم ادھر روانہ ہوا
دکھا دے زاہد مغرور کو صنم تو آنکھ
ہمین تو گوشہ صحرا بھی قید خانہ ہوا
ہوا جو دن تو ہوا اُسکو پاس رسوائی

اُڑا یا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا
حنائی ہاتھون سے چولی کو کھولتا ہے یار
جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا
خدا کیواسطے کر یار چین ابرو دور
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
کہان سے پنجہ مرجان حریف شانہ ہوا
دکھائے چشم غزالان نے حلقہ زنجیر
بڑا ہی عیب لگا جس کہان مین خانہ ہوا

جب دیوانہ وار یہ سب دوڑے اُسوقت اس بہارستان حسن کی کنیزون نے پکار کر کہا کہ اے عاشقو ملکہ عالم فرماتی ہین کہ ہمارے لیے مہندی توڑو اور پھول چنکر گہنا بناؤ ہم تم سے خوشنود ہونگے یہ حکم سنکر ہر ایک مہندی توڑنے مین اور پھول چننے مین مصروف ہوا بعد لمحہ کے ایک کنیز پکاری کہ اے عاشقان ملکہ یہ جو شیاطین پھول چُن رہا ہے نہایت کام مین سستی کرتا ہے ملکہ فرماتی ہین کہ اسکی مشکین باندھکر میرے سامنے لاؤ یہ ارشاد سنکر جملہ ملازم ساحر مذکور کے لپٹ گئے اور اُسکو باندھکر سامنے لائے ملکہ حنا نے قتل کرنا چاہا تھا کہ دو ساحر اُڑتے ہوے آئے اور دو نامہ ملکہ مذکور کو اُنھون نے دیے حنا نے ایک نامہ کو وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ آئینہ مین ہمنے سب سحر کرنا تمھارا دیکھا ماشاء اللہ کیا کہنا اب اس

شیاطین کو مسحور سحر کرد اور موسم برسات کا سحر موقوف کرکے اسکو یہ دوسرا نامہ دو کہ افراسیاب کے پاس لیجائیے مگر سحر اس سے جو اسنے کہ لشکر مہرخ پر کیا ہے دفع کرالینا اے جان من یہ زیادہ تر حریف کی ذلت ہے کہ اسکا سحر وہ آپ اُتارے اور اپنے شاہ سے جاکر اپنا حال بیان کرے یہ مضمون حنا نے دریافت کرکے شیاطین تو بندھا سامنے کھڑا تھا اسکی زبان مین سوزن دیا اور سب دیوانہ محبت ہو رہے تھے انکو اپنی کنیزون سے گرفتار کرا کر سحر اپنا برطرف کیا کہ وہ عالم برسات کا اور وہ لطف سبزہ زار ستے چشم زدن مین مٹگیا پانی کھلا ابر ہٹیا مطلع صاف نظر آیا ہر شخص اپنے ہوش مین آیا لیکن اپنے تیئن مقید پایا اور حنا نے خطاب فرمایا کہ اے شاطین قسم ہے اپنے ایمان کی کہ بڑے عذاب الیم سے تجکو قتل کرونگی نہین تو سحر اپنا لشکر پر سے مہرخ کے دفع کردے اسنے دیکھا کہ اب سوائے ہلاکت کے کچھ چارہ نہین اور یہ بھی غور کیا کہ اگر لشکر اپنا طلب کرکے بعد رہائی اس سے مقابلہ کرتا ہون تو یہ سحر برسات کا سوا شاہ طلسم کے اور کوئی رد نہ کرسکے گا سب لشکر بھی تباہ ہوجائیگا پس یہ سوچ کر اشارہ کیا کہ مجکو رہا کردو ملکہ نے سوزن اسکی زبان سے نکال لیا اور ملکہ مہرخ اور برق کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا خاک جمشیدی جسم مین لگائی کہ مہرخ کے پیر جو قابو مین نہ رہے تھے وہ پھر قبضہ مین آئے اور شیاطین نے ایک نارنج سحر پڑھ کر اسی طرف مارا کہ جدھر وہ دیوار تھی وہان سب لشکر مصروف نالہ وبکا تھا کہ یکایک دیوار دھواں ہوکر جاتی رہی دریا مین بھی تلاطم ہوا اور روغن کیطرح سے پانی اُڑ گیا راستہ کھلگیا شیاطین نے عرض کیا کہ راستہ مین نے کھول دیا حنا نے فرمایا کہ تو بھی میرے ساتھ چل مین دیکھ لون کہ راستہ کھلا ہے تو رہائی تجکو دون اور یہ نامہ اسی وقت سامنے اپنے بادشاہ کے لیجا اسنے یہ حکم سنکر بنا چاری ہمراہی اختیار کی حنا نے مہرخ کو تخت پر برابر اپنے بٹھا لیا برق نے کہا مین پیدل چلونگا کیونکہ مین عیار ہون عیار کسی مقام صعب گذار مین سوار ہوتے ہین ورنہ کچھ ضرر نہین غرضکہ شیاطین ان سب کو لیکر اُس غار سے باہر آیا دل سے کہتا تھا کہ جان بھی بچی اور ملک ومال بھی باقی رہا غرضکہ جب غار سے باہر نکلے عمرو جو اسطرف آتا تھا اس سے ملاقات ہوئی اور بڑے تپاک سے حنا اس سے ملی اور انکو بھی ہمراہ لیکر مقام فرودگاہ لشکر پر آئی یہان دیکھا تو واقعی راستہ کھلا ہوا تھا لشکری آنے سے اپنی مالکہ کے خوش ہوکر رسم استقبال بجالائے زیور وگلزار بھی حنا سے بغلگیر ہوئین مہرخ نے حکم دیا کہ طبل سفر پر چوب پڑے سب نے قصد چلنے کا کیا خیمہ اور بارگاہ لدنے لگے اسوقت مہتر قران جو اسباب ترک ہو جلوس لیکر چلا تھا بسبب دیوار سحر کے آ نہ سکتا تھا صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا دیوار موقوف ہونیسے مع جلوس حاضر ہوا جو سردار کہ برائے استقبال آئے تھے حنا سے ملے یہ سب ماجرا دیکھ کر شیاطین چلا گر کیا کرسکتا تھا نامہ لیکر جانب افراسیاب روانہ ہوا اور حنا بھی ملکہ سے رخصت ہوئی کہ شاہ کوکب میرے منتظر ہون گے مین ٹھہر نہین سکتی کیونکہ میرے ہی گھر مین بادشاہ تشریف رکھتے ہین ہرچند مہرخ نے دعوت کھانے کے لیے اصرار کیا مگر وہ نہ ٹھہری اور روانہ ہوئی بعد اسکی روانگی کے ڈنکے پر چوب پڑی صدائے طرقوا بلند ہوئی ملکہ مہرخ پھر سوار ہوئی پلٹنین اور رسالے جلو مین ہمراہ ہوے ساحرون کے غول طائران وجانوران سحر پر چڑھ کر ابر سحر سرون پر سایہ فگن لشکر کی شان وآن بان ہر ایک جوان قلعہ شکن جب ملکہ مہرخ

۲۶

سوار ہوئی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ تشریف لے چلیے مین پیدل سیر کرتا آتا ہون اسلیے کہ میرے آنے کا غلغلہ مجکو ابھی شاہ کوکب نے رخصت نہین کیا ہے آپ سے چلا آیا ہون ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو کر میری کسر شان ہوئی مین بڑی شان و شوکت سے رخصت کرتا یہ کہکر ملکہ کو چھوڑکر روانہ ہوا اُسکے ساتھ قرآن و برق بھی چلے کہ ہم بھی اُستاد کے ہمراہ آتے ہین آپ چلیے ملکہ موصوف یہ سنکر اس کروفر سے روانہ ہوئی کہ رفعت مرتبہ پر چرخ بریں بھی جھکا آیا تھا قرنا اور نقارون کی صدا نے زمین طلسم کو سر پہ اُٹھایا تھا سوارون کے پرے ہاتھیون کے غول رسالون کے جوان سجے سجائے جلو مین کوتل ہزار ہا گھوڑے خاص بردار خدمتگار بان بردار برچھی بردار غول کے غول ہمراہ کئی فیل زنجیر بند کسے ہوئے اپر تخت ملکہ ذیجاہ آگے آگے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے راستہ صاف ہوتا جاتا سڑک بنتی جاتی جریب ہلتی جاتی کوس بجتا چلتا جال ادب کا چارسمت حلقہ نقیبون کی اور جاہ و شان کی للکار اور دورباش سے خورشید فلک یہ تھراتا تھا خوف سے بخار چڑھ آتا تھا اور ترک فلک بھی ادب سے لپشت جھکائے رفعت و جاہ کا قدم بڑھ آیا تھا زمانہ ایسا دشمن سخت یا صادق اور محب واثق تھا ایسا موافق تھا عنقا نے اس مرتبہ کا حال سنکر شرم سے ایسا منھ چھپایا تھا کہ اپنے تئین مفقود الخبر بنایا تھا ہما نے آوارگی اختیار کی تھی بال بال کو اس کے ہوس گمس پہائی مین سرگردانی تھی خلاصہ یہ کہ سواری نہ تھی گویا آمد نوجوانی تھی نظم

خیل خادم اور کروفر سے
شاہانہ چلی وہ دشت و در سے
اُڑتے جو پرند اک طرف تھے
موجود درند صف بصف تھے
اقبال تھا ساتھ دست بستہ
مانند کمان کمر شکستہ
آمد آمد کا مچ گیا غل
شادان ہوئے دوست سب خوش کل
با این تجمل و شوکت و صاحب

تمکنت و حشمت جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچی طبل داخلہ کے بجے جملہ سردار پیشوائی کو کنارے لشکر کے آئے ملکہ حیرت کو بھی خبر طائر سحر نے آمد ملکہ مذکور کی پہونچائی اسنے بھی باہر بارگاہ کے آکر سامان سواری دیکھا اور جملہ کیفیت لکھ کر شاہ طلسم کو نامہ بھیجا یہان ملکہ مہرخ اترکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی لشکر ہمراہی اترا بارگاہین زلیورو گلزاری نصب ہوئین ملکہ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی سرداروں کی نذرین گذرین حکم جشن ہونے کا ہوا ساقی و رقاص حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا جام بادۂ ناب گوش مین آیا یہ حال ہوا نظم

دور قدح شراب آیا
جیسکر مین آفتاب آیا
تھا دور کہ گردش زمانہ
یا گردش چشم جادووانہ
مست مے ناب جھومتے تھے
ہنسکر لب جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز
میٹھی وہ دھنین سریلی آواز
یہ تو سب مصروف عیش و عشرت

ہین مگر طرفہ حال سُنیے کہ ضرغام عیار نے جو صرصر عیارہ کو بیہوش کرکے غار مین ڈالدیا تھا اور آپ اُسکی صورت بنکر ریحانہ کو قتل کرنے گیا تھا چنانچہ اُس دن جنگ موقوف رہی تھی اور حال مہرخ کا جو کچھ لکھا گیا اُسی روز گذرا یہان لشکر کے چند لڑکے کھیلتے ہوئے صحرا مین نکل گئے ازبسکہ وہ غار جسمین عیارہ پڑی ہوئی تھی لشکر کے قریب تر ہے لڑکے سب وہان پہونچکر دوڑ دھوپ مین مصروف ہوئے اور کھیلنے لگے انمین سے ایک لڑکا قصاب کا کہ پندرہ برس کا

سن رکھتا تھا اور سب لڑکون سے بڑا تھا مگر بالجیون کے لڑکون کی طرح قد چھوٹا حقیر صورت اور کم رو لیکن سن بڑا تو مڑی سا بنا ہوا مگر بموجب ع اصل بد از خطا خطا نکند + شیطان مجسم بنا ہوا آفت کا پرکالہ تھا وہ کھیلنے مین چور بنا لڑکون کو ڈھونڈھتا ہوا غار مین اُترا وہان ایک عورت کو اُسنے پڑے ہوئے دیکھا کہ سینہ سے لگا کر رانون تک ایک کپڑا اسکے بندھا ہے اور باقی بالکل برہنہ ہے کیلیے کہ عیاران سلمان کو حکم صاحبقران ہے کہ عورت کو بیہوش کرکے ستر پوشی اُسکی کر دینا اور اُسکی ستر کو ہرگز نہ دیکھنا عیار ایسا ہی کرتے ہین کہ ایک پرانا کپڑا باندھ دیتے ہین پس اس عیارہ کو اسی سبب سے اور زیادہ بردہ کر دیا تھا کہ معشوقہ اُستاد ہے فی الجملہ اس طفلک نطفۂ حرام نے دیکھتے ہی عیارہ کو غار سے باہر نکالا اور پانی چشمہ سے لاکر منھ پر چھینٹا عیارہ کو ہوش آیا چونک کر اُٹھی اپنے تئین برہنہ دیکھکر چاہا کہ نکل جاؤن لڑکون نے چارطرف سے آکر گھیر لیا عیارہ نے کہا تم ٹھہر جاؤ مین تم سے باتین کرونگی مگر کپڑے پہن لون لڑکون نے کہا اچھا اپنے کسوت عیاری سے کپڑے اور نکالے کیونکہ ضرغام نے کسوت عیاری اسکی نہ لی تھی صرف پیراہن ہر لیئے ضرورت لے لیا تھا اور یہی قاعدہ ہو کہ عیار کو عیار ہزار مرتبہ بیہوش کرتے ہین مگر کسوت عیاری نہین لیتے کسوت جب لیتے ہین کہ جب باہم شرط ہو جاتی ہے کہ ہم تم مقابلہ کرتے ہین جو جسکو زیر کرے وہ اُسکی کسوت چھین لے فی الجملہ جب عیارہ نے کپڑے پہنے چاہا کہ اپنا راستہ لون لڑکون نے کہا جان جہان کہان جاتی ہو ذرا ادھر تو دیکھو یہ کہکر ایک تو پس پشت آگیا اور ایک گلے سے لپٹ ایک نے آگے کی طرف دست درازی کی اور دست گستاخ سے کچھ کام لینا چاہا عیارہ نے ایک حقہ دا غکر یا کہ وہ جتنے لڑکے کہ قریب آگئے تھے بیہوش ہو کر گر پڑے اس حال کو دیکھکر وہ لڑکا پسر قصاب کا کہ اب باپ اسکا سحر سیکھ کر فوج مین حیرت کی بھرتی ہوا ہے اور زہر جادو اپنا نام رکھا ہے قصاب جادو کہنے سے بُرا مانتا ہے پس یہ لڑکا دو ایک سحر بھی جانتا ہے اسنے سحر پڑھا کہ صرصر کے پانون زمین نے پکڑ لیے جسطرح درخت ہوتا ہے یہ سرو خرامان بھی جگہ ہی اب اس قصاب زادے نے بھی لپٹنے کا قصد کیا اور جیسے ہی ہاتھ پھیلا کے قریب آیا صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اور لونڈون نے جو یہ ماجرا دیکھا دامنون کی جھولی بنا کر خاک صحرا بھری اور اُسکے منھ پر ڈھیلے مارنے شروع کیے وہ بیچاری اس شیطانی لشکر مین گرفتار اور سخت ناچار کیا کرے نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن آنکھین ملتی تھی مگر بھاگ نہ سکتی تھی اور لونڈے قصابی زادے کے ساتھ جو رہتے تھے تو باتین بھی ویسی ہی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ ۵ ادھر دیکھ تو کسکو اب تک رہی ہو + کلیجی ترے عشق مین پک رہی ہے + کوئی یہ مضحک شعر پڑھتا تھا ۵ بیا پناہی دل گردہ ہے تو نے جانا + کہ راس آیا ہم کو محبت جتانا + ایک لونڈے نے کہا پھر اب راستہ کس کا تکتے ہو اُسکو اُٹھا کر گود مین وہ جو ادھر کا کھیت ہے وہان لیچلو اور اپنا مزا کرو دوسرا بولا ابھی وہان لیجانا کیا ضرور ہے ایک ہمکو بچھا ڈے ہم سب پہرہ پر کھڑے ہین بادشاہ بھی آئیگا تو نہ آنے دینگے بس اسی طرح ار ہی بار ہی سے ہم سب سمجھ لینگے صرصر یہ باتین ان شیطانون کی سنکر گالیان دیتی ہو کہ ایسے کے تیسوکیون مجھے بے بس کرکے ستاتے ہو اور ناحق کو دق کرتے ہو اور اگر چھوٹ گئی اور تم سبکو مین نے جان سے نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالنا اور مجکو صرصر عیارہ نہ کہنا لونڈے یہ سنتے تھے تو اور زیادہ خوش ہوتے تھے

تالیان بجاتے تھے منہ چڑھاتے تھے کوئی پاس آکر چٹکی لیتا تھا اور کوئی بھاگ کر دور کھڑا ہوتا تھا اور پیچھے سے
چپت مارتا اور کود کود کر الگ کھڑا ہوجاتا صرصر اپنا ہاتھ بڑھا کر پکڑ سکتی ہے مگر وہ بجلی کی طرح کوندرہے ہین اور جب کسی
لونڈے کو پکڑ پاتی ہے تو سب ملکر اُسکی آنکھون مین خاک جھونکتے ہین کہ یہ دونون ہاتھون سے آنکھین ملتی ہے وہ
لونڈا بھی چھوٹ کر بھاگ جاتا ہے یہ بیچاری کبھی تو گالیان دیتی ہے کبھی کوستی ہے کہ سامری تمکو غارت
کرین اتنے ہی سے ناشاد و نامراد مرو تمکو اگلا سال دیکھنا نصیب نہ ہو تمھاری امان ہائے ہائے کرکے روئے تمھاری اٹھتی
نکلے تمکو بھوکی بھوانی کھائے اس کوسنے کی بھی لونڈے سماعت نہین کرتے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہے بندر کی آشنائی
مشہور ہے لونڈون کے ہاتھ عنقا جیسا ہاتھ آئی بوزنہ نے آئینہ پایا ہے کیا خوب اس حسینہ کے حسن کی قدر کی ہے کہ آئینۂ
رخسار کو خاک سے صیقل کیا ہے اس کدورت پر صفائی کی تمنا ہو سر پر خاک اسکے پڑی ہو کر زلف سیاہ پر بلا آئی ہے
چہرہ وہ غبار آلودہ ہو کر نقشہ کا خاکہ بگڑا ہوا ہے گویا غبار مین آفتاب دھندھلا ہے بھبھوت ملے جنگل مین جوگن
کا گذر ہوا ہے انگیا اور کرتی کھینچ کر ٹکڑے ٹکڑے اڑگئی ہے گھٹنا چست عیارہ پہنتی ہین اُسیر ہاتھ لونڈون کے پڑکر مسل
گئے ہین ورنہ وہ بھی ٹکڑے اُڑ جاتا لیکن خاک مین اٹ گیا ہے دھول دھپڑ مچادی ہے ہولی کے ہڑدنگ کی قطع صرصر کی
بنادی ہے جب کوئی لونڈا ادھر سے آیا اُسنے جھپٹ کر ہاتھ مارا کہ موئے تیری ایسی تیسی کی تو ناشاد مرے وہ لونڈا اُچک
کر دوسری طرف نکل گیا ادھر سے پھر ایک نے حملہ کیا اسنے پھر جھپٹ کر ہاتھ مارا وہ پشت پر چار ہاتھ ایک دھما چوکڑی مچادی
صرصر نے ناچار ہو کر کمند نکال کر چاہی ایک لونڈے کی گردن پھنسی اسنے کھینچ لیا سب لڑکون نے کہا بھئی غضب ہوا
ایک گیان ہمارا پھنس گیا آؤ اب دھاوا کرین یہ کہکر یکبارگی سب نے خاک عیارہ کی آنکھون مین جھونکی اور سب ملکر لپٹ
گئے کمند بھی چھین لی اور نیمچہ بھی کمر سے کھول لیا اور زور کرکے پچھاڑنے لگے اسوقت صرصر نے رجوع قلب سے دعا کی کہ اے عمرو کے
خدا میری مدد فرما مین جانتی ہون کہ جب مسلمان تجکو پکارتے ہین تو انکی مدد کرتا ہے یہ دعا کرتی تھی اتفاقاً عمرو و قران جو بیدل کی
روانہ ہوئے تھے اس طرف آنکلے اس ارادہ سے کہ چلو لشکر حیرت کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر مین جائین فی الجملہ انھون نے
جو یہ ماجرا دیکھا کہ لڑکے ایک عورت سے لپٹے ہین للکارے کہ ہان ہان کیا کرتے ہو لونڈے عیارہ کو چھوڑ کر الگ ہوئے
اُنھون نے پہلے تو بسبب گرد و غبار کے عیارہ کو پہچانا نہ تھا اب قریب آکر پہچانا اور از بسکہ یہ ساحرہ بنے ہوئے تھے تو
صرصر نے نہ پہچانا تھا اب جو اُنھون نے کلام کیا تو اسنے بھی پہچانا اور فرط ندامت سے عرق عرق ہوگئی گردن جھکا لی
کٹ کٹ گئی کہ ہائے بڑا غضب ہوا اپنے ہم پیشہ نے اس ذلت و خواری مین تجکو مبتلا دیکھا علی الخصوص عمرو ایسے عیار
کے سامنے یہ ذلت کہ جو تجکو اپنی معشوقہ کہتا ہے غرض قہر درویش بجان درویش چارہ ہی کیا تھا سر جھکائے کھڑی ادھر
عیارون نے لونڈون سے پوچھا کہ ارے میان یہ کیا ماجرا ہے وہ بولے سنیئے صاحب ایک ہمارے ساتھ کا گیان
اس عورت کو گدھے سے نکال کر لایا اور عاشق اسکا ہوا اسنے اسکو بیہوش کر دیا اور دو تین ہمارے ساتھ کے جوان اس نے
توڑ دیے وہ دیکھیے بیہوش پڑے ہین اب ہم اسکو اپنی جورو بنائین گے آپ اس مقدمہ مین نہ بولیگا اس جان جہان کو جو کچھ ہو
ہم چھوڑینگے نہین عمرو نے کہا بھئی ہم بھی ذرا اسکی صورت دیکھین یہ کہکر پاس عیارہ کے گیا اور لونڈون سے کہا

ارے میاں یہ تو لونگ چڑے والے کی لونڈیا ہے تمنے نہین دیکھا تھا لشکر مین لونگ چڑے کباب پکارتی پھرتی تھی ابھی کچھ دن ہوے ہین کہ یہ اپنے میاں کو زہر دیکر بھاگ گئی تھی آج تمہارے ہاتھ کیونکر لگ گئی صرصر یا تو گردن جھکائے کھڑی تھی یہ باتین سنکر تاب ضبط نہ رہی بولی کہ مونڈی کاٹے ستیاناس گئے وہ تیری ہی جورو ہین لونگ چڑے بیچتی ہونگی لو موا آیا ہے سمجھی گنوار نے مجھ سے جلی کٹی کرتا ہے عمرو نے چپکے سے کہا پیاری لونڈون کو پسند کیا تمسے یہ چرب بانگی یہ کہکر لونڈون سے کہا بھائیو یہ بڑی چرب زبان عورت ہے اسکے فقرون پر نہ آنا ہم بھی تمہارے شریک ہین چھوڑنا نہین اسے لونڈون نے پھر ستانا شروع کیا عیارہ بھڑک کر گالیان دینے قران نے کہا ارے لڑکو تمنے اسے ستایا ناحق وگرنہ یہ لڑکون کی استانی ہے تمکو خود اپنے ساتھ لیجائیگی لونگ چڑے خوب کھلائیگی عیارہ نے کہا اسی کی جورو لونگ چڑے بیچتی ہے یہ جو تمسے کہتا ہے قران نے کہا دیکھو مین راضی کیے دیتا ہون اچھا تم سب ہٹ جاؤ لونڈے دور چلے گئے قران نے پاس آکر کہا کیون استانی یہ لونڈون سے بے حرمتی کراتی ہو ہو شرط کر ناک کاٹ لون یہ ہمارے استاد کے سامنے لوٹتے تمہارے لیٹے ہوے تھے صرصر نے کہا تیرے استاد کی اور تیری ایسی تیسی نگوڑے تجھکو غیرت نہین آتی کہ مین اسطرح بے آبرو ہوتی ہون اور تیرے استاد کی بھی غیرت اڑ گئی ہو کہ لونڈون سے ہنسواتا ہے تو کیا منہ لگا تجھکو استانی کہتا ہے یہ باتین جو عمرو نے سنین آگے بڑھ کر گویا ہوا کہ کیون پیاری اپنے وقت پر کیسا ہمکو ابھارتی ہو اور غیرت دلاتی ہو اچھا وعدہ کرو کہ بعد رہائی کی آج جو تم کہوگے وہ مان لینگے صرصر نے مصلحۃً انکار مناسب نہ جانا نہ اسکا اقرار نہ کیا مگر گردن ہلائی کہ ہان مانونگی عمرو نے کہا تو جھوٹی ہو یہ کہکر لونڈون کو پکارا کہ ارے میاں آؤ یہ راضی نہین ہوتی اب تم جانو تمہارا کام جانے لونڈے پھر دوڑ آئے اور عیار وہان سے آگے بڑھے صرصر نے بڑی حسرت سے منہ عمرو کا دیکھا اگر عمرو نے قران سے کہا آؤ ہم بھی آؤ چلین وہ بھی ساتھ ہوا اور یہ دونون کچھ دور جاکر پوشیدہ ہوے اور عمرو نے ایک گلدستہ گلہاے بیہوشی آمیز کا زنبیل سے نکالکر صورت اپنی مثل باغبانون کے بنائی جھولی کمر سے باندھ کر بہت سے پھول بھر لیے اور ٹوکری کمر مین لگائی اور راہ کتراکر ادھر سے نکلا کہ جدھر لونڈے تھے انھون نے جو گلدستہ گلہاے نایاب و خوشرنگ دیکھا بیچین ہو گئے اور دوڑ کر قریب آئے کہا میان باغبان یہ گلدستہ کس کے لیے بنایا ہے ذرا ہم بھی دیکھین اسنے کہا لو لیکن خراب نہ کرنا ایک امیر نے بنوایا ہے یہ کہکر گلدستہ ایک لڑکے کو دیا اور تھوڑے تھوڑے پھول سب کو دیے کہ لو یہ سب کے کھیلو وہ پھول لیکر سب نے سونگھے اور بیہوش ہو گئے عمرو قریب صرصر آیا اور بے اختیار صرصر عیارہ کو گلے سے لگایا اور صرصر نے ہاتھ پکڑ لیئے خواجہ کے جب ہاتھ دونون رک گئے خواجہ نے زور کر کے ہاتھ چھڑائے اور بوسے لیے اور کہا اے گل باغ کامرانی یہ رسوائیاں کرتی ہو میری چھاتی پر کودون دلتی ہو مین نے ہزار مرتبہ کہا کہ صاحب گھر مین بیٹھو جو مجھکو میسر ہے وہ کھاؤ آرام اڑاؤ مگر تم نہین مانتی ہو آج مین ناک کاٹے لیتا ہون صرصر نے کہا اے عمرو مجھکو واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ پہلے تو مجھکو رہا کر دے پھر تیرا جو جی چاہے وہ کر لینا ایسا کہ کوئی اور سردار طلسم مین سے آکر میرا حال دیکھ لے عمرو نے کہا ہاتھ مار کر چھوڑ کر بے اعتنائی نہ کرین گے تمہارے ساتھ ہی رہینگے اور مطلب دلی بر لائینگے صرصر نے یہ سنکر منہ چڑھا دیا اور انگوٹھا دکھا دیا کہ سوے تو اسی تمنا مین رہے گا خواجہ نے کہا کیون ابھی سے یہ

باتین صرصر نے کہا ارے او مرچا جن میرا مردہ دیکھے جو دیر لگائے ہمین کو روئے جو جلدی نہ چھڑائے خواجہ کو
ان قسمون کے سننے سے تاب نہ آئی فوراً اس لپیر قصاب کو مارڈالا عیارہ پر سے سحر دفع ہو گیا طاقت رفتار آئی خواجہ نے کہا
اب کہہ کیا ارادہ ہے عیارہ نے کہا ٹھہر جاؤ مین وعدہ وفا کرون گی خواجہ مجھے آج یہ مسلمان ہو گی اس وجہ سے الگ
کھڑے ہوے اور عیارہ نے سب لڑکون کا زیور جو کچھ کہ کپڑے باے وغیرہ وہ پہنے تھے اُتار کر خواجہ کو دیے اور از بسکہ
ایسی اُنسے رنجیدہ تھی کہ خنجر پکڑ کر سر کاٹنے ہر ایک کا چلی خواجہ نے فرمایا کہ ارے مین نے تو تجھ کو سمجھ کر چھوڑ دیا تھا
لیکن تو رحم نہین کرتی اس عیارہ نے ایک نہ سُنا اور سب کو ذبح کرڈالا بعد اُسکے جست کر کے چلی خواجہ نے پکار کر کہا
اری او بیوفا وعدہ وفا کرتی جا اُسنے پلٹ کر جواب دیا کہ جاؤ رہنے ہو موے یہ منھ اور رلیدہ تو اپنی صورت تو جیتی مینا
بیتاب کر کے دیکھ موا جیسے بن مانس یہ کہکر یہ جادہ جاشل برق چمک کر نکل گئی ادھر خواجہ اور قران اپنے لشکر
کی طرف روانہ ہوے اور کچھ دیر کے بعد لشکر مین آکر شریک جلسۂ مسرت وانبساط ہوے اور صرصر نے جاکر سارا حال
اپنا ملکہ حیرت سے بیان کیا ملکہ مذکورہ نے فرمایا کہ اب یہ تو نہ کہہ کہ مین نے لڑکون کو مارا ہے کس لیے کہ جنکے لڑکے
قتل ہوے ہین وہ سب تیرے دشمن ہو جاوینگے یہ کہکر ایک نامہ ان سب کیفیتون کا تحریر کر کے شاہ جادوان کے
پاس بھیجا ادھر لشکریون نے جب اپنے اپنے لڑکون کو تلاش کیا صحرا مین انکی لاشین ملین بصد گریہ وبکا اٹھائین اور
حیرت سے آکر استغاثہ کیا کہ آپ حاکم ہین ہماری داد دیجیے ملکہ مذکورہ نے حکم تحقیق کرنے کا دیا کہ قاتل تلاش کیا جاے
یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن افراسیاب نکبت انتساب باغ سیب مین تخت رفعت مآب پر جلوہ گستر تھا کہ شیاطین
علیہ اللعن والعذاب نامۂ شاہ کوکب عالی جناب لیے حاضر خدمت ہوا اسوقت خدمت شاہ طلسم مین سترہ ہزار
کنیز بعہدۂ خدمتگذاری موجود تھین اور حاضر ساحر نامی ونامور کرسیونپر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا جام شراب گردش مین تھا
کہ شیاطین نے سامنے آکر رونا شروع کیا بادشاہ نے فرمایا کہ کیون خیر تو ہے اسنے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر سر اپنا بادشاہ
کے پانون پر رکھدیا اور رو رو کر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ مجھ سے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ خوف جان سے قیدیون
کو آپ مین نے رہا کر دیا اے بادشاہ آپنے سچ ارشاد فرمایا تھا کہ جمشید نے ایک سے ایک زبردست بنایا ہے اس طرح
کوکب کی طرف سے ملکہ حنا دست آئی اور برسات کا عالم ظاہر کر کے مجکو گرفتار کیا اور نامہ اسکے بادشاہ کا
آیا کہ اسکو مارو نہین پس اسنے مجھ سے میرا سحر رد کرایا اور نامہ دیا کہ اپنے بادشاہ پاس لیجا وہ نامہ لیکر آیا ہون نہایت
شرمندہ ہون فلک کا ستایا ہون بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا کاخ دماغ مین دود غضب پیچ وتاب کھانے لگا اور
ساحر مذکور سے نامہ لیکر لفافہ اسکا چاک کر کے کاغذ کو وا کیا کچھ اسمین لکھا نہ دیکھا ایک پُتلا صندل سے اس قرطاس
پر کھنچا تھا بادشاہ حیران ہو کر کاغذ کو دیکھنے لگا کہ یہ تصویر کس لیے مجکو بھیجی ہے یہ تو متحیر تھا کہ وہ تصویر
صندلین گویا ہوئی کہ اے بادشاہ مجکو کیا دیکھتے مین اور ہاتھ مین لیے بیٹھے ہین اگر زمین پر یہ کاغذ رکھدیجیے تو مین
آپسے باتین کرون بادشاہ اس تصویر کی گفتگو سنکر زیادہ تر حیرت مین آیا کہ نگارخانہ آذری مین مصور قدرت نے جان ڈالدی
ہے بڑی کاریگری دکھائی ہے لوگ مثل کہتے ہین کہ تصویر ایسی بنائی ہے جو منھ سے بولا چاہتی ہے یہان حاشا

یہ تصویر بولتی ہے غرضکہ حیرت مند ہوکر کاغذ ہاتھ سے رکھدیا وہ تصویر قہقہہ مارکر ہنسی اور گویا ہوئی کہ سُن اے
بادشاہ میرے مالک شاہون کے شاہ جناب کوکب والاخطاب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ہم کو دوست بنانا چاہتے
ہو تو مناسب ہے کہ شاہزادہ اسد کا عقد ہمراہ مہجبین کرکے بصد ادب وعزت ہمارے پاس بھیجدو اور تم بھی طلسم کا
خراج لیکر ہمراہ آؤ کہ مین تم کو آستانۂ سلطان گردون سریر شہنشاہ با توقیر خدیو کیہان خداوند جہان چراغ لشکر
اسلام و مومنان ذوالکرام یادگار نسل کیان شاہ فریدون فر عدل گستر سعد بن قباد والا نژاد پر لیچلون اور خطا
تمھاری معاف کراؤن اور اگر یہ امر تم نے منظور نہ کیا تو سزا اپنی اپنے کنارے مین دیکھوگے بہت پچھتاؤگے جان اپنی
مفت گنواؤگے یہ کلمات اس تصویر سے سنکر افراسیاب خود قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا اے پیکر بیجان اپنے بادشاہ سے جاکر
کہدینا کہ اگر تجکو ملک ومال اپنا بچانا ہو تو یہ بیدینی چھوڑے اور اُس دزد مکار عمرو عیار کو باندھ کر میرے پاس
بھیجدے ورنہ بپاس دین جمشیدی اُسپر لشکر کشی کرکے صفحۂ روزگار سے نام اسکا بسان حرف غلط مٹا دونگا اس کی
عمارت خاک مین ملا دونگا کہدینا خبردار ہو رہ یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا ان باتون کو جب اُس شبیہ نے سُنا تو وہ ہنسی
اور وقت خندہ زنی ایک آواز مہیب اسکے منھ سے پیدا ہوئی اور وہ کاغذ جسپر تصویر بنی ہوئی تھی جلکر دھوان ہوگیا
اور وہ دود سمٹ کر مثل لکۂ ابر کے ایک طرف چلا گیا بعد اسکے جانے کے نامہ حیرت کا بادشاہ کے پاس آیا اور اُس سے
حال آمد مہرخ وغیرہ معلوم کرکے جواب لکھا کہ اے ملکہ اب تمکو لازم ہے کہ اندر طلسم کے چلی آؤ کس لیے کہ عیارون کے
ضرر سے بھی محفوظ رہوگی وینز جب کوئی سردار لڑنے کو میری طرف آئیگا اُسکو بھی آسائش ملیگی اور تم بغیر کسی
سردار کے آئے لڑتی نہین ہو پھر کیا ضرور ہو کہ سامنے حریف کے خیمہ زن رہو اب سامنا اس مرد صحرائی سے یہ اہم
بیٹی اسکی قریب ہو کر لشکر لیکر آئے چنانچہ میدان مین ٹھہرنا مناسب نہین جیسا مین نے لکھا ہے ویسا ہی کرنا
خلاف اس کے عمل مین نہ لانا یہ لکھکر تیلہ کو دیا کہ وہ حیرت پاس لایا ملکہ نے بنا بر حکم شاہی سرداران لشکر کو ہمراہ
لیکر جانب دریائے خون روان چلی اسکے جانے سے کل لشکر کمر باندھ کر ہمراہ ہوا اور ملکہ نے دریا پر آکر ایک چھڑی
ماری کہ پانی اودھر اُودھر ہٹ گیا بیچ مین دروازہ پیدا ہوا ملکہ اُس دروازہ مین داخل ہوئی اور اسی مقام پر پہونچی
کہ جیسا سابق ہنگام آمد مختار جادو حال طلسم بیان کیا گیا تھا چنانچہ ظاہر مین تو شہر ناپرسان بہت دور نظر آتا
ہے لیکن براہ طلسم وینز بہت قریب ہو ملکہ اسی شہر مین آکر گنبد نور پر ساکن ہوئی اور فوج کی چھاؤنی زیر دیوار
شہر مذکور پڑی اب دریائے خون روان کے ادھر ایک دیوار سبز لون تک کھنچی نظر آتی تھی اور اُس دیوار پر کاخ
وعمارت بنی تھی لوگ پھرتے چلتے نظر آتے تھے غرضکہ اس لشکر کے جانے سے غلغلہ جو ہوا لشکر مہرخ مین بھی خبر پہونچی
عیار اور سردارون نے جو آکر دیکھا تو دریا کے اس طرف دیوار کو دیکھا لشکر حیرت کا پتہ نہ پایا
ناچار سب جاکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے ادھر افراسیاب کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ تو نے نامے
جتنے بھیجے سب ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور شاہ کوکب نے بجائے نامہ صندل کی تصویر بھیجی جو تقریر بہتر از
تحریر کرتی تھی پس یہ اپنی شوکت اُس صندلی نے تجکو دکھائی ہے اب لازم ہے کہ تو بھی اسی طرح ایک نامہ

اسکو بھیجکر اپنی اولوالعزمی دکھاؤ یہ سوچکر اپنے مقام سے بزور سحر غائب ہوگیا اور باغ سیب سے کچھ دور جاکر ظاہر ہوا اور پران پران سرحد طلسم کی طرف چلا اس ارادہ پر کہ دیوار نورافشان اور دریا جو عمل مین کوکب کے ہے اسکو خشک کردے اور دیوار کو ڈھا دے اور ملکہ حنا دست کو اپنے قبضے مین لائے تا ایسا سحر کرے کہ وہ اپنا گلا کاٹ کر آپ مر جائے چنانچہ کوکب کو اپنی دیوار طلسم کی خبر نہین ہے اور یہ جانتا ہے اور لوح طلسم نورافشان ہزار برج مین ہے اور بادشاہ طلسم ہزار برج مطیع و منقاد افراسیاب جادو ہے حال اسکا بیان کیا جائیگا فی الجملہ افراسیاب بحالت غضب و بجان بیتاب و پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب سرحد طلسم پہونچا اور ایک پہاڑ پر آکر اترا وہان ہزارون پتھر سنگ یشب و سماق کے پڑے تھے شاہ کے پہاڑ پر پہونچتے ہی زمین پشت کوہ شق ہوئی اور ایک پتلی پتھر کی نکلی صورت اس پتلی کی تپائی کی ایسی تھی پس وہ پتلی آکر بیٹھ گئی بادشاہ اسپر بیٹھا اور سحر پڑھا آکر اس پتلی کی پیٹھ سے ایک پتلا بالشت بھر کا پتھر کا باہر نکلا اسکے ماتھے پر کچھ لکھا تھا بادشاہ نے اسکو پڑھا معلوم ہوا کہ پیشانی اس پتلے کی جمشیدی تختی ہے بادشاہ نے یہ نیت کی کہ مین سرحد طلسم نورافشان برباد و غارت کرنے جاؤن میرے حق مین بہتر ہے اس نیت کرنے سے پتلے کی پیشانی پر حرف ظاہر ہوئے کہ بیوقوف ہے بغیر لوح اور بغیر طلسم کشا کہین مرحلہ طلسم باطل ہوا ہے جو تو یہ حملہ کرتا ہے خبردار اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ خطا پائیگا بہت پچھتائیگا یہ ارادہ اگر رکھتا ہے تو لوح طلسم نورافشان بہم پہونچا اور نسل حمزہ سے کوئی شہزادہ پیدا کر اس سے طلسم کوکب فتح کردا یہ حال معلوم کرکے بادشاہ نے ایک پتھر اس پہاڑ کا تجویز کرکے ایک تصویر اسپر نیل کے قلم سے کھینچی اور ایک دانہ ماش سحر پڑھکر مارا کہ وہ سل جسپر تصویر کھینچی تھی اُڑکر سامنے آئی اس کو حکم دیا کہ اے شبیہ سحر تو جا طلسم نورافشان مین شاہ کوکب کے پاس اور اس سے پیام دے کہ خبردار رہنا کہ مین ہوشیار نہ تھا تمھارے طلسم کو اب مین غارت کرتا ہون کیونکہ لوح طلسم مجکو معلوم ہے کہ جہان ہے اور سوا اسکے مین مالک حجرہ ہفت بلا ہون اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اس ناعیار کو میرے پاس قید کرکے بھیجدو وہ پیکر بیجان یہ حکم بادشاہ ذیجاہ سنکر اس طرح روانہ ہوئی کہ وہ سل جسپر تصویر کشیدہ تھی بر روے ہوا اُڑکر نظر سے غائب ہوگئی ادھر ملکہ حنا بعد رہائی مہرخ جو مراجعت فرما ہوئی اپنے مقام پر کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا پھر ناچ ہونے لگا ساغر بادۂ ارغوان کا دَور شروع ہوا اس عرصہ مین وہ پتلا جو صندل کا دھوان بنکر چلا تھا آکر پہونچا اور حال اپنی پیام گذاری کا عرض کرکے غائب ہوگیا بعد کچھ عرصہ کے یہ سل اڑتی ہوئی اس جا پہونچی اور سامنے تخت بادشاہ کے جاکر بصورت راست استادہ ہوئی اسمین جو تصویر کھینچی تھی وہ پکاری کہ اے بادشاہ میری بھی تسلیم پہونچے اور لونڈی جو کچھ عرض کرے وہ بادشاہ بدل مخاطب ہوکر سنے شاہ نے فرمایا کہ بیان کر۔ اسنے کہا کہ مالک ساحران شاہ جادوان عالیجناب والا خطاب بقیہ نسل سامری چراغ دودمان ساحری و افسون گری مصباح انجمن فسون سازی مشعل بیضا خانہ عربدہ و نیرنگ پردازی حضرت مستطاب شہنشاہ افراسیاب نے آپ کو آگاہ کیا ہے اور طلسم کی بربادی کا آپکے زمانہ قریب آیا ہے ایسا کچھ بادشاہ نے فرمایا ہے شاہ کوکب حلیم بیان اس تصویر کی زبانی سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ اے شبیہ میری طرف سے کہہ دینا کہ اے بادشاہ واقعی تم ہر طرح مجھ سے زبردست ہو الا ملک

خزانہ و فوج سحر و نیرنگ ہم سے دو نا رکھتے ہو اور جانتے ہو ہم کبھی تمھارا مقابلہ نہ کرتے مگر کیا کرین مجبور ہین اس لیئے کہ ایک شخص ہمارے پاس منزلین طے کرکے بمصیبت تمام آیا اور اب ہمارے دامن مین چھپا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسکو نکال دین کسی مذہب و ملت مین یہ جائز نہین اور آدمیت سے بھی بعید ہو لہذا اب تمسے کہا جاتا ہے کہ ہر چہ باداباد جو کچھ تم چاہو کرو ہم نہایت ہوشیار ہین خدائے ما بزرگ است بموجب مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است یہ فرما کر جانب زمین اشارہ کیا کہ ایک پتلا زمین سے موتیون کا مالا لیئے ہوئے نکلا اور بپائے بادشاہ اس سل کر وہ مالا پہنا دیا ایک وہ گدگی اس مالے مین گندھی تھی وہ سینہ پر تصویر کے آگئی اور سل وہان سے اڑکر جانب کوہ مذکور چلی اور سامنے شاہ جادوان کے آکر گری اور تصویر نے پیام شاہ کوکب حرف بحرف عرض کیا اور سل پر سے غائب ہوگئی بادشاہ لوح طلسم کوکب ملنے کی فکر مین روانہ ہوا یہ تو تلاش لوح طلسم نور افشان مین جاتا ہے اور ملکہ حیرت داخل طلسم ہے خواجہ عمرو ایک شب کے لیے مہرخ پاس آئے تھے ہر ایک سے ملکر کہا دس سحر طلب فرما کر پھر بران کے پاس چلے گئے ادھر باغبان وزیر تلاش مین عمرو کے گیا ہے اس مقام پر صاحب دفتر نے یہ ایما کیا ہو کہ باغبان ایسا زبردست ساحر وزیر بادشاہ کا شریک عیاران ہوا اور شہزادہ اسد قید رہین یہ امر خلاف عظمت وزیر مذکور ہی لیس بدین سبب داستان گو وزیر موصوف کو قریب رہائی شہزادہ اسد شریک مسلمانان کراتے ہین اور انھین کی تبع یہ احقر خادم داستان گویان جاہ مؤلف فسانۂ ہذا بھی کرتا ہے و نیز یہ بھی اس کمترین نے اس قصّے کے لکھنے مین رعایت خلاف دفتر کی ہو کہ داستان جو ٹکڑے ٹکڑے تھی اسکو ایک ہی جگہ جمع کرکے لکھدیا چنانچہ داستان ریحان و نگار کی اسی طرح دفتر مین تھی کہ کچھ حال لشکر امیر کا اور کچھ حال طلسم ہزار برج کا اور کچھ کیفیت ان دونون جادوگرنیون کی تھی قس علی ہذا اکثر مقامات پر یہی صورت تھی اسکو بنظر سلسل افسانہ ایک ہی مقام پر لکھا ہے تاکہ ناظرین با تمکین کتاب ہذا حظ وافی اور لطف کافی اٹھائین اور ساہر و ان فن داستان گوئی پس و پیش ہوجانے سے دستان کے انگشت اعتراض صفحۂ حال اس سراپا تقصیر پہ نہ رکھین اور میری محنت کی داد دین آمدم برسر مطلب یعنی حال افراسیاب اسی مقام پر کہ جیسا اوپر بیان ہوا ترک کرکے اب خمسہ کیفیت لشکر ظفر پیکر امیر با اقبال و شہزادہ تورج وغیرہ مع کوائف لقائے بدخصال لکھی جاتی ہے وباللہ التوفیق

داستان دلستان آنا بہرمد و زمرد شاہ باختری آفت کوہی عنصر کوہی کے بھانجے کا اور عاشق ہونا اسیر صبا ر جادو کا اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے اور اسیر ہونا سرداران اسلام کا اور عیاریان کرنا عیار رنگی اور حال طلسم ہزار برج فتح کرنا مرحلات طلسم تورج کا پھر ساحران نامی بہرمد دلقا افراسیاب کا بھیجنا اور شہزادہ ایرج کا آکر اسکو قتل کرنا پھر آنا سیماب بدن کا لقا کی مدد کو اور اسکو آکر قتل کرنا شہزادہ تورج کا پھر حال شہزادہ قاسم

یعنی جانا شہزادۂ مذکور کا براے فتح طلسم گوہر کوہ لمولفہ

اے مرے ساقی مرے پیر مغان
وقت ہی اب عیش کے اجلاس کا
فوج کے سب مست سپاہی ہوکے
تکیہ خم بادۂ گلنار رہے
شیشۂ محل بن گئے جام شراب
مہرے ناب کے ہے نام کی
نقلین ہین شیشۂ صہباے ناب
حجلہ مین سامان جلوس شہی
جسمین طبیعت کی روانی دکھاؤن
جادو بیرنگ ہے القصہ ہو

نشۂ صفت کیون ہے نظر سے نہان
کشتی مے تخت شہی آج ہے
خم جو بجے نقارۂ شاہی ہوے
فضل خدا ہے مے گلفام پر
نقل بنے سکۂ نام شراب
جام کا خط غیرت شمشیر ہے
گولیان صندوق کی ہین یا کباب
مجکو نچھاور ملے اس عہد کی
جوہر اعجاز بیانی دکھاؤن
جادہ پیما قصۂ نادر نویس

عہد کیا وسوسہ و یاس کا
قیف نہین بادشہی تاج ہے
صافی مے مسند زرکار ہے
قبضہ ہوا سلطنت جام پر
بوند جو ہے بادۂ گلفام کی
سیخ جسے کہتے ہین وہ تیر ہے
بجتا ہے میخانہ مین کوس شہی
دے مے گلرنگ مجھے شہد کی
حال کہون وہ جو میرا حصہ ہو
آنکہ بود خوب و فصیح و سلیس

بلبلان نغمہ پرواز گلشن سخن دیرنگ و قمریان سرو دستان کلام ہاے رنگارنگ و طوطیان شیوا زبان شکرستان شیرین زبانی و زمزمہ پیرایان حدیقۂ جادو طرازی و سحر زبانی شاخ رنگین دیرہار خامہ تحریر سے مضمون گلزار کی گلفشانی اس طرح فرماتے ہین اور باغ پر بہار اسمار کی سیریون دکھاتے ہین کہ بعد قتل مہتاب جادو و ماہ جادو ساحران بے ایمان یعنی صہباے جادو و بلاے جادو نے بمشورہ بختیارک بے آبرو نامہ بنا بر طلب امداد بجانب افراسیاب بدنہاد روانہ کیا تھا چنانچہ اس ثانی شداد نے نامہ پڑھ کر زہر چشم کو بھیجا تھا حال اسکا طلسم ہزار برج مین بیان ہو چکا فی الجملہ اب مقابلہ و مجادلہ ساحران مذکور نے لشکر اسلام سے موقوف رکھا ہے اور انتظار آمد کمک کر رہے ہین چنانچہ ایک روز لقا راندۂ درگاہ کبریا تخت نکہت پر بارگاہ مین بصد عظم و شان بیٹھا تھا کوہی اور باختری سرداران لشکر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے جام شراب ناب کا دور تھا ہر ایک مست و مخمور تھا کہ ہرکارے مجرا گاہ پر آکر حاضر ہوے اور بعد ادا ے دعا و ثنا عرض پیرا ہوے کہ عنصر کوہی کے بھانجے آفت کوہی ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے حضور کی امداد کو آتے ہین اور قریب پہونچ چکے ہین داخل لشکر خداوندی ہوا چاہتے ہین یہ خبر سنکر بختیارک مع چند سردار کے براے استقبال روانہ ہوا واضح ہو کہ پیشتر بھی حال آفت کوہی بیان ہو چکا ہے چنانچہ یہ وہ آفت نہین یہ بھانجا عنصر کوہی کا جو سپہ سالا سلیمان عنبرین مو سے ہے اسکا ہی اور از بسکہ یہ سر زمین کوہستان ہے تو ہزار کوہی قلعجات متعدد کا مالک یہان رہتا ہے اسوجہ سے نام مین توارد واقع ہوتا ہی اور صاحب دفتر نے یہ سلسلہ رکھا ہے کہ جب تلک طلسم ہوشربا فتح ہو اس کوہستان اور اسکے اطراف کے طلسمات بھی فتح ہو جائین غرضکہ شیطان خداوند نے جاکر استقبال کوہی مذکور کیا

اور لشکر اسکا ملحق لشکر خداوند اُتر پایا بارگاہ اسکے لیئے استادہ ہوے مگر وہ پہلے بارگاہ مین سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا خداوندکو نذر دی خلعت پایا پھر اپنے ماموں سے ملا اور دنگل زرین پر بیٹھا حال لشکر امیر پوچھا بختیارک نے خوب نمک مرچ لگاکر بیان کیا کہ اس طرح فرزندان حمزہ خداوند کی بیٹیون کو نکال لے گئے اس کلام پر لقا خفا ہونے لگا اسی گفتگو مین صبائے جادو بھی دربار مین آئی اور اُسنے اس کوہی کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل دیو صورت قامت مین تاڑ جسامت مین پہاڑ پر غضب اور شہوت پرست مزاج مین حرص و آز کا مسکن خود پسندی پسند ابرون مین بدچلنی کا چلن مونچھین کھڑی کھڑی ڈاڑھی ساحرون کی ایسی نشۂ نخوت سے آنکھین لال بیچیا کمال زود رنج نہفتہ دست شرارت سے پر رگ و پوست دنگل پر بیٹھا تن رہا ہو آپ ہی آپ بن رہا ہے پر لکا تہ دیکھتے ہی ایسے جوان قوی کو فریفتہ ہوئی اور دنگل پر اسی کے پہلو مین آکر بیٹھی اور راز لبکہ یہ سحر سے صورت اپنی حسینہ بنائے ہوے تھی اس کوہی نے بھی اسکی طبع گری پر نظر کی دیکھا کہ ایک زن جمیلہ سانولا رنگ گول بدن آنکھین غیرت بخش دیدۂ ہرن سینہ پر اُبھار سے نیا جوبن معشوقہ عاشق خیال جربہ سازی مین جسکو حاصل کمال تھا ہر بہت خوبرو یہ باطن سیہ چہرہ وتند خو پیر زال فرہادکش جان شیرین کی دشمن پر عیب مکار و زانیہ و بدچلن یہ بھی ہا سپر اسکی ہوا اور ساحرہ نے جام شراب اپنے ہاتھ سے اُسکو دیا اُسنے بھی شعر مستی مین عاشقانہ پڑھے بختیارک نے یہ رنگ جو دیکھا چپکے سے کان مین صبا کے کہا کہ اے ملکہ اپنے بھائی بلار جادو کو کیا جواب دوگی اس نے کہا وہ نگوڑا کیا میرا خاکہ ہے میر لوچی چاہتا ہے وہ مین کرتی ہون یہ کہکر آفت سے کہا اے جان ہم آج تیری بارگاہ مین آئینگے اسنے کہا مین جب تک ان خدا پرستون کو قتل نہ کرلونگا عیش و راحت مجھے حرام ہے ساحرہ نے کہا اچھا تم طبل جنگ بجواؤ ہم بھی تمھاری اعانت کرین گے اسنے کہا پہلے تو اپنے زور کے بھروسے لڑونگا پھر آگے سمجھ لونگا جب مین مغلوب ہوجاؤن اسوقت تم مدد کرنا یہ کہکر بختیارک سے کہا ملک جی طبل جنگ بجواؤ اسنے کہا اتنی جلدی نہ کرو موت بلانا اچھا نہین یہ شتابی یہ بیتابی روا نہین کوہی کو اسکی باتون پر ہنس پڑا انھین باتون مین آخر وہ وقت آیا کہ کوہی کوہ خاورسطے منازل کرکے بارگاہ مغرب مین آیا اور ساحرہ لیل نے ضیائے ماہ کا غازہ چہرہ پر مل کر دھر پر آفت کو لبھایا کہ

نظم

شب مہتاب نے جوبن دکھایا
چھپا جب اشہب گردون کا سوار
پیادے بن گئے سب نجم و سیار
عروج ماہ کا پھر وقت آیا
سر شام باصرار آفت ناکام

لقا نے نقارۂ رزمی بجوایا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے تئین بارگاہ سلطانی مین پہونچایا اور زبان ادب سے صفت و ثنائے شاہ اسلام ادا کرکے خبر آمد کوہی اور بجوانا طبل جنگ کا عرض کیا بادشاہ عالم پناہ نے چہرہ لشکر جانب امیر نظر کی امیر نے حسب ایمائے بادشاہ حکم نواخت کوس حرب یا جرار ون نے تعمیل حکم مین ذرا دیر نہ کی نقارۂ سلیمانی مین طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا دہل گئی مریخ کا بالائے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک مین جھنجھناٹا پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاوران بہادر آگاہ اور ہوشیار ہوے دربار شاہی برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگے تلوارین نیام سے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دل مین

رکھتے تھے وہ اُگلنے لگے رشتۂ جان اور رشتہ تیغ سے رشتہ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر برّان نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی سنائی حلقہ خنجر طوق گلوگیر اجل تھے نخل تمنائے مردان مین تلوارون کے پھل تھے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلۂ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار اور خنجرون کی دھار سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا قلزم زخار جدال و قتال مین طوفان عظیم تھا کفار کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کہان تک عرض کرون رات بھر یہی شورش و ہنگامہ برپا رہا تلوارین سان پر چڑھین دلاورون پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت منچلون کے من پر چڑھی تیر زہر آبدار ہوتے نیزے بہر پیکار تیز و تیار ہوتے گھوڑون کا ساز و یراق درست ہوتا ہر بہادر چالاک و چست ہوتا شور کرنا اور بوق سے گوش روزگار مین پنبہ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا ذرہ ذرہ بلسان شیر غراتا تھا اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی بقصد جانستانی فروغ افروز ماہ سلاح شعاع مسلح و مکمل میدان فلک پر آیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود چہر — جہان کرد از چہرۂ خود پر ز مہر
پئے جنگ آمد ز لشکر خروش — زمین آمد از بانگ اسپان بجوش

وقت سحر دو طرف سے لشکر وارد میدان قتال ہوا امیر مسجد کر پاس سے بعد فراغ طاعت باری سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر دولت شاہی آئے سرداران ذیوقار بھی بامید ادائے آداب حاضر آستانۂ شہنشاہی تھے کہ یکایک نور افزائے چشم ایمان و مسلمانان حضرت قدرت فخر الملوک السلاطین خدیو کیہان سعد بن قباد والاشان برآمد ہوئے صدائے بسم اللہ کا شور از فرش تا لب عرش پہونچا امیر اور سب سرداران کا مجرا و سلام ہوا سواری ظل اللہ کی طرف جنگاہ کے اس عظم و شان سے روانہ ہوئی کہ ہزارہا رسالے اور فیل و اسپ اور پلٹنین و شاہان سبے زمین مثل ملازمان ہمراہ تھے جان نثار و خیر خواہ تھے اسی شوکت و شہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوئے اس طرح سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر پر بیم چشم زمانہ پر آشوب تھی خیریت گریزان آفت پر رعب نظم

یکے ابر بست از پئے گرد سم — بر آمد خروشیدن گاو دم — شدہ جمع چندان سیاہ فام پیل
کہ روے زمین شد بکردار نیل — درفش و سنان را خود اندازہ نیست — خور از گرد بر آسمان تازہ نیست
اگر شمری نیست اندازہ مر — ہمی از ستیزہ شدہ گوش کر

حاصل مرام بعد درود موکب بزد از ما ترتیب صف محاربہ ہر دو سو ہوئی نقیب نقابت کرکے کنارے ہوے آفت پر فتنہ اجازت حرب لقا سے لیکر وسط میدان مین آیا اور سلاح شوری دکھا کر نعرہ زن ہوا کہ ہان کون زندگی سے بیزار ہے جو میرے سامنے آنا چاہتا ہے اس نہیب کو سنکر لشکر اسلام سے شہزادہ صفدر و صف شکن خورشید بن ہاشم تیغ زن نے گھوڑے کی باگ لی کل صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آے سردار پاپیادہ ہوکر رکاب مین چلے شہزادہ نے ہر ایک کو تسکین دیکر رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے خلعت اجازت لیکر مرکب اُڑاتا سامنے حریف کے آیا وہ بتہیۂ نگاور گینڈا بڑھا کر چلا باہم نگاور زنی ہوئی سات قدم گینڈا اسکا اور پانچ قدم گھوڑا شہزادہ کا گھٹ بڑھ رہا دونون نے مرکبونکو اوتین

مسلکر سامنا کیا نیزہ زنی آغاز ہوئی سنان بر سنان اور بنان بر بنان بجنے لگی بعد رد و بدل ہونے چند طعن کے شہزادہ
نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا اُسنے غصہ مین آکر تیغہ آبدار نیام سے لیا اور خبردار کہکر سر شہزادہ کے لگایا
شہزادہ نے اپنی تلوار کی پشت پر تیغہ کو روکا کہ تیغہ اسکا جھناکر دو ٹکڑے ہوا اور دشمن شمشیر زن نے ہوشیار باش کہکر
ہاتھ مارا اس رو سیاہ نے سپر فراخ دامن کو چہرہ پر پناہ کیا لیکن اس تیغ کی روانی سے پناہ پانی مشکل ہوئی سپر کو
کاٹ کر تلوار خود پر آئی اُسوقت صبائے جادو بر مے ہوا اُڑ رہی تھی اور بزور سحر پوشیدہ تھی سمجھی کہ یہ تلوار
سپر کو کاٹ چکی ہی اب خود پر کاٹے کر یگی پسران حمزہ بڑے شہزور ہین جلد خبر لینا چاہیے ورنہ یہ بیچارہ کوہی ہلاک ہوجائیگا
یہ سوچکر بہت جلد اسنے سحر پڑھکر تلوار کی دھار باندھی شمشیر شہزادہ خود و دو مغفر زرہ اُڑاپ جرق جین کاٹ کرتا یہ کاسہ
سر پہونچی تھی کہ کند ہوئی اور سا جٹ گئی چالاک اور ابوالفتح سیر جنگ دیکھنے کو آگے بڑھ آئے تھے یہ کیفیت
دیکھکر گویا ہوے کہ شاید یہ کوہی ساحر ہے غرضکہ شہزادے کے عیار نے اطلاع کی کہ ذرا خبردار رہنا یہ ساحر معلوم
ہوتا ہے اور ادھر شاہزادے نے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جست کرکے کفل کر گردن پر جا نارہا تلوار نے گھوڑے کا
قتل کیا کوہی جست کرکے زمین پر آیا اور شہزادے کے گھوڑے کو پے کرنا چاہا شہزادہ بھی زمین پر کود ادہ دوڑ
کر لپٹ گیا باہم سرگرم کشتی دونوں ہوے دو پہر تک خوب کشمکش ریلا پیلی کے زور رہے جب شل ہوے صبا نے دیکھا کہ
اب معشوق تیر النخل نے لگا دم اسکا آگیا قریب ہے کہ جیت ہوجائے بس یہ دیکھکر اسنے سحر پڑھا کر شہزادے کے جسم سے
طاقت جاتی رہی کوہی نے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے حوالہ کیا اور پھر نہیب دی کہ اے مسلمانان اور کسی کو بھیجو میرے مقابلہ
مین اُسوقت سرداران دست حبیب نے لشکر اسلام سے نکلنا شروع کیا لیکن جو گیا اسنے باعانت سحر ساحرہ گرفتار کرلیا شام
تک بیش چالیس اسیر ہوے شام کو جب ساحر روز زرد پوش ہوا اور عالم سیہ پوش کہ سو بنی گونہ تا تیرہ خد جاے بولا
ہمکو نہ بردست ہرگونہ شورہ شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوے لقا اپنی بارگاہ
مین شادان و فرحان آکر بیٹھا کوہی بھی آیا ساحرہ مذکور بھی آئی اور سرداران اسلام کو سحر کی قید مین مبتلا
کرکے اپنے ساحرون کے سپرد کیا کہ اُنھون نے مقید کیا اور آپ یار کے ساتھ بیٹھکر شراب خواری کرنے لگی ادھر امیر بارگاہ
مین رنجیدہ خاطر بیٹھے چالاک نے آپکو غمگین خاطر دیکھکر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار یہ کوہی نابکار ساحر غدار معلوم
ہوتا ہے یہ غلام جان نثار خبر اسکی لیتا ہے امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے رفیق شفیق تم دو ایک روز سے کچھ کبیدہ خاطر
رہتے ہو اول اسکا سبب بتاؤ پھر جہان مزاج مین آئے جانا عیار مذکور نے بلائے امیر پر سر جھکا کر عرض کیا اب
میرا دل یہان رہنے سے گھبراتا ہے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ شہنشاہ عیاران والد بزرگوار کی خدمت مین جاؤن
امیر نے یہ عرض سُن کر فرمایا کہ اے فرزند قسم ہے مجکو یزدان پاک کی کہ خواجہ کو اپنے سے بہتر مین جانتا ہون میرا بھی دل اُنکی
خیریت سننے کو چاہتا ہے مین موقع و محل دیکھکر تمکو جانب طلسم رخصت کرونگا ابھی توقف کرو عیار یہ کلمات عنایت آیات
امیر سے سنکر باہر بارگاہ کے آیا وہان ابوالفتح موجود تھا اُسکو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور بصورت مبدل لشکر لقا مین دونون
آئے بارگاہ پر اس گبر کے خادم خدمتگار وغیرہ استادہ تھے انھون نے بفطرت جیسا اکثر بیان ہوا ہے دو خدمتگارونکو

الگ لیجا کر بیہوش کر کے غار مین چھپایا اور انکا لباس لیکر انھین کی ایسی صورت بنکر اندر بارگاہ کے داخلہ کیا یہان ناچ ہو رہا تھا شراب کا پیالہ چلتا تھا اور اتفاق سے بلائے جادو بھی بارگاہ مین آیا ہوا تھا صبا بخاطر اپنے برادر آشنائے دیرینہ کے کوہی سے ہٹ کر بیٹھی تھی مگر اشارے ہو رہے تھے صحبت عیش برپا تھی یہ دونون عیار بھی ایک سمت کھڑے ہو کر سیر دیکھنے لگے لیکن صبا بہت دنون سے یہان آئی ہے حال عیاران کا جانتی ہے اسنے باحتیاط اسکے کہ عیار آ کر صحبت برہم کرین سحر پڑھا کہ حال انکا معلوم ہوتا ہے چنانچہ سحر نے اسکو باخبر کیا کہ دو عیار یہان آئے ہین وہ حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی چالاک اسکی نگاہ متفکر دیکھ کر جہان کھڑا تھا وہان سے ٹہکر بختیارک کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور ابوالفتح سے اشارہ کیا کہ وہ باہر بارگاہ کے چلا گیا اس اثنا مین ساحرہ نے بغور ہر سمت نگاہ کی چالاک کو قریب شیطان استادہ دیکھا اور پہچانا اور شیطان سے کہا ملک جی مجکو تم سے کچھ کان مین کہنا ہے یہ کہکر باتین کرنے کے حیلے سے قریب آئی اور کلام کرنے کیلیے جانب شیطان جھکی بس جھکتے ہی چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا اس نے جست کر کے ایک لات اس زور سے ماری کہ یہ تخت لقا پر جا گری اس سبب سے کہ عیار بیل ہاتھ مین رکھتے ہین جب کوئی ہاتھ انکا پکڑتا ہے وہ ہاتھ کو اس طرح کن دیتے ہین کہ وہ بیل ہاتھ مین ہاتھ پکڑنے والے کے آجاتا ہے اور انکا ہاتھ چھوٹ جاتا ہے گرفتار کرنے والا حیران ہو کر گنبد کو دیکھنے لگتا ہے کہ یہ کیا ہاتھ مین آگیا وہ عیار نکل جاتے ہین غرضکہ اسوقت عیار مذکور نے بیل عیاری کا تو ہاتھ مین ساحرہ کے دیا اور لات مار کر آپ بھاگا لوگ سب حیران کہ یہ کیا معاملہ گذرا ہر سمت آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے چالاک باہر بارگاہ کے نکل آیا ساحرہ کے چوٹ بہت لگی لوگون نے دوڑ کر اسکو اٹھایا بختیارک ناچتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور قریب ساحرہ تمسخر کرنے لگا کہ آج تو آپ بھی نظر کردہ ہوئین لات اعلیٰ نے یہ رتبہ دیا کہ لات کھائی خیر یہ تو ان کی عنایت تھی کہ خنجر نہین مارا ورنہ سر اڑ جاتا اب انکی تعریف کے سوا کچھ اور کسی طرح کا کلام زبان سے نہ نکالنا کیونکہ وہ مرشد زادہ برحق ہین جتنے کام ان سے ناحق ہین وہ سب حق ہین اور وہ یہان ضرور تشریف رکھتے ہونگے ایکی جو برا کہتے سنین گے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے اسکے کہنے سے کچھ برا بھلا عیارون کو نہ کہا جب سکوت مین آ کر بیٹھی اور لقا نے حکم دیا کہ یہان اب تخلیہ کیا جائے خدمتگار فراش سب باہر جائین اور پہرا بیٹھ جاے کہ کوئی اندر آنے نہ پائے حسب الحکم انتظام ہو گیا اور صبا نے بزور سحر خوب دریافت کر لیا کہ عیار اب بارگاہ مین نہین ہین فی الجملہ باطمینان تمام صحبت آرا ہوئی لیکن اتفاق سے ابوالفتح جو پہلے باہر بارگاہ کے آیا تھا اسنے دور سے کچھ کشتیان کہاریون کو لاتے دیکھین دیکھکر آگے بڑھا اور دیکھا کہ آگے آگے ایک کوہی لباس پر زر پہنے کلاہ مروارید سر پر دیے ہاتھ مین گلابی شراب کی لیے کمر مین جام زرین رکھے آتا ہے اور پیچھے بہت سی خمین شراب کی چھکڑون پر بار ہین اور بہت سی کشتیان جنپر تورے پوش پڑے ہین۔ کہاریان سر پر رکھے ہین کشتیون مین قابین کباب کی اور میوہ مٹھائی ہر رنگ رکھا ہے اور شیشہ بادہ ارغوانی کے چنے ہین جنکے منہ سموسے سے بندھے ہین وہ شخص جو آگے آگے آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ میخانہ ہے عیار مذکور یہ سامان دیکھ کر صورت کو بدلے ہی تھا قریب اس داروغہ کے گیا اور سلام کر کے

ہنسکر بولا کہ اخاہ آج دار وغہ صاحب کہان اسنے کہا بھائی یہ میخانہ میرے مالک سلیمان عنبر مو نے خداوند کے لیے بھیجا ہے مین پہونچانے آیا ہون اسنے حسب سب حقیقت دریافت کرلی اس سے کہا اے برادر آپ وہان جاتے ہین تو مین کیا کہون خیر جانیے آپ معلوم ہو جایگا مین نہ کہونگا دار وغہ کو خلجان ہوا اور قریب آکر ہاتھ پکڑکر منت کرنے لگا کہ تمکو قسم ہے خداوند کے سر کی جو کچھ حال ہو ضرور بیان کرو کس لیئے کہ دربار سرکار کا مقدمہ ہے شاید مجھ میرے لیئے قباحت ہو اسنے کہا خیر خاطر ہے آپ ادھر تشریف لائیے مین بتا دون واقعی مین آپکے فائدے کی بات یہ کہکر اسکو الگ تنہائی مین لایا اور کہنا سننا کیا تھا آتے ہی بیضہ منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے اسکو خوب بیہوش کرکے گڑھے مین ڈالدیا اور اُسکے کپڑے لیکر بہت جلد اسکی ایسی صورت بنکر قریب میخانہ آیا ملازمین کو ٹھہرا کر کشتیان سب ایک جگہ رکھوالین لوگون سے کہا تم ہٹ جاؤ مجکو ایک خبر معلوم ہوئی ہے ایک ترکیب ایسی کرنا ہے کہ شراب عمدہ ہو جائے نوکر ماتحت دار وغہ کے تھے حسب الحکم ہٹ گئے اسنے سب مین بیہوشی ملادی اور ایک خم مین بھی بیہوشی نہ ملائی پھر وہان سے میخانہ لیکر دربار گاہ پر آیا یہان اتنے عرصہ مین صبا نے بختیارک سے کہا کہ ملک جی مین ایک پہلوان پہلے لڑوا چکی ہون ابکی اور ایک پہلوان بلواتی ہون کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر ایک دستک دی کہ ایک پہلوان زمین سے نکلا قامت مین عوج بن عنق عقل مین احمق تھا سحر بند کیا ہوا تھا کہ کوئی حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور نہ کسی پہلوان زبردست سے زیر ہوتا واضح ہو کہ دو ایک لڑائیان اس پہلوان کی بھی داستان گو بیان کرتے ہین لیکن اس احقر کو بے سود داستان لکھنا طوالت فسانہ نظر آیا اس سبب سے مختصر حال اسکے مرنے کا بیان کیا جاتا ہے کہ اس پہلوان نے بھی مقابلہ کرکے کئی سو سردار اسلامیان مثل آفت کے گرفتار کیے آخر ابجدکر کیا گیا کہ عیار بارگاہ مین آئے اور ساحرہ کو ایک تو باہر بارگاہ کے نکلگیا اور دوسرے نے دار وغہ کو میخانہ کے بیہوش کرکے دربارگاہ پر اپنے تئین پہونچایا فی الجملہ اس پہلوان کی لڑائی جو بیان کی جاتی ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ پہلوان بھی مثل اور دون کے دنگل پر بیٹھا مصروف میخواری تھا اور جو لڑائی اسکی نہ بیان کی جائے تو اسوقت ساحرہ نے اسکو بلایا اور دنگل پر بٹھایا غرضکہ خبر پہونچی کہ سلیمان کے یہان سے میخانہ لیکر دار وغہ آیا ہے لقا نے حکم دیا کہ میخانہ حاضر کرو ملازم کشتیان وغیرہ بارگاہ مین للائے ابوالفتح دربارگاہ پر ٹھہرا رہا اس لیے اندر بارگاہ کے نہ گیا کہ ساحرہ پہچان جائیگی اور واقعی ایسا ہی ہوا کہ کہار یون وغیرہ کو جو کہ کشتیان لیکر اندر گئین ساحرہ نے سحر سے دریافت کیا کہ انمین کوئی عیار تو نہین چنانچہ معلوم ہوا کہ کوئی عیار نہین پہر ساقیون کو حکم دیا کہ اسی شراب کو بلا دُجود دو ایک ساقی کہ وہان حاضر تھے انھون نے انمین گلابیون سے شراب ناب ساغر مین بھر بھر کر اہل انجمن کو دینا شروع کی از بسکہ تخلیہ تو پہلے ہی سے تھا مقرب سردار کئی سو حاضر دربار تھے لیکن خادم خدمتگار فراش وغیرہ کوئی نہ تھا عیارون کے خوف سے دو ایک ساقی اور کو لیے رکھ لیے تھے اور سب باہر تھے پس خم سے شراب نکالنے کی نوبت بھی نہ آئی گلابیون ہی کی شراب کا دور چلنا کافی ہو گیا یکایک بیہوشی نے تاثیر کی لقا تخت پر سے اُٹھا اور کہا خداوند نے اسوقت تقدیر ناچنے کی فرمائی ماہ دولت بھی ناچتے ہین تم بھی سب ناچو یہ کہکر بھاؤ بتاتا ہوا اُٹھا سردار حاضران دربار بھی

مست و لایعقل ہو چکے تھے کسی نے کسی کے دھول ماری تھی کسی کے مونچھ پر ہاتھ ڈالا تھا کہ میان رات کا وقت ہے کوا
بسیرا لیتا ہے غرضکہ اسی دھول جھکڑ مین خداوند جو ناچتے ہوئے اُٹھے ہر ایک اہا ہا کرتا اور مٹکتا ہوا اُٹھا اور
گت بھرنے لگا اس عرصہ مین ساقیون نے بھی اہل محفل کو خوشحال شراب کو عمدہ سمجھ کر آپ بھی دو جام پیے اور رقاصون
کو بھی دیے پھر تو ایسی بُری گت ہوئی کہ سازندون نے سارنگی اُلٹی کر کے رتینا شروع کیا اس طرح جیسے گلے پر چھری
پھیرتے ہین اور رقاصہ نے پیشواز اُلٹ کر سر پر اوڑھ لی اور ہر ایک ساحر سردار چوتڑ پیٹتے اور ناچتے بکر کود کرتے
تھے یہان تک کہ جب دماغ ماؤف ہوا بیہوش ہو کر ہر ایک گرا اور جب عرصہ کچھ گذرا عیار جو داروغہ بنا ہوا باہر
کھڑا تھا سمجھا کہ اندر سب بیہوش ہو گئے ہون گے بس اندر جانیکا قصد کیا دربانون نے کہا داروغہ صاحب آپ تو
ناحق اندر نہین جاتے آپ کیلئے مانعت تھوڑی ہے اسنے کہا بھئی مین احتیاط کرتا ہون خیر تمہارے کہنے سے مین
جاتا ہون خداوند کو سلام کرلونگا یہ کہکر کہاریون اور اپنے ہمراہیون کو باہر چھوڑ کر آپ اندر بارگاہ کے آیا ادھر
چالاک بھی ایک معزز کوہی کی صورت بنکر آیا اُسکو بھی کسی نے منع نہ کیا اب یہ دونون جب اندر پہونچے ہر ایک کو
بیہوش پایا پس داروغہ مصنوعی پھر کر دروازے پر پھر آیا اور کہا خداوند فرماتے ہین کہ بارگاہ کے در پر بھی تنہائی کردو
سب اپنے اپنے بستر پر جاؤ نوکری اسوقت کی معاف کی حاجب دربان یہ حکم سُنکر وہان سے چلے گئے اب بالکل
تنہائی ہوئی چالاک نے پہلے بختیارک کو ہوشیار کیا جب اسکو ہوش آیا عیار کو خنجر بکف سر پہ دیکھ کر جلد
کھڑا ہو گیا اور کہا اے مرشد برحق کے یادگار مجھکو تو اپنا غلام ہی آپ سمجھیے گا بلکہ غلامون کا آپکے مین غلام ہون اور خود
ہمیشہ چاہتا ہون کہ اس لقا بے ایمان کو آپ جوتیان لگائین نے آئیے بسم اللہ کیجیے چالاک نے کہا ملک جی اگر
ہمارے تم دوست ہو تو لو یہ استرہ اور خداوند کی داڑھی مونڈو اب تو شیطان گھبرایا اور عیار نے زور سے ڈانٹا کہ بات
اے دورنگی منافق اب ہم تجکو عورت بناکر عنصر کوہی کی بغل مین سلائین گے وہ یہ سنکر منت کرنے لگا کہ نہین مرشد
زادے ایسا نہ کیجیے لیکن عیار نے نہ مانا اور ایک خرما بیہوشی آلود نکالکر کمر سے اسکو دیا کہ کھا اسکو جلدی ناچار اسنے
کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے اسکو بہت خوبصورت بنایا اور پیرہن بھی عمدہ پہنایا مسی مہندی کنگھی چوٹی سے درست
کر کے پھر اسکو ہوشیار کیا اور آئینہ ہاتھ مین دیا اسنے صورت اپنی آئینہ مین جو دیکھی خوب ہنسا اور اپنے دل سے کہتا
تھا کہ کیا بلا کے یہ عیار ہین مجھ مین اور عورت مین کیا کچھ فرق نہین رکھا ہے خوب بنایا ہے کبھی سینہ پر ہاتھ پھیرتا اور
کہتا کہ واہ واہ کیا خوب سینہ بنایا ہے غرضکہ جتنی دیر مین اسکو چالاک نے عورت بنایا **ابوالفتح** نے مع لقا
سب کی داڑھیان مونچھین بھوین مونڈین چار ابرو کا صفایا کر کے پیرہن ہر ایک کا اُتارا اور منھ نصف سیاہ نصف
سرخ ان پر سفیدی کے ٹیکے اور گلے مین جوتیان ہار کی طرح ڈوری مین باندھ کر پہنا دین ہاتھ مین بھی جوتی
پہنا دی منھ سب کے کالے کر دیے اور بعض کو قنات سے بارگاہ کی تکیہ دیکر بٹھا دیا اور انکو ایک ڈفلی ہاتھ مین دیدی
اور ماتھے پر شعر لکھ دیے کہ وہ فحش کے سبب لکھے نہین گئے پھر عنصر کوہی کی بغل مین ملک بختیارک کو ننگا کر
لٹا دیا اور لقا کے ہاتھ مین ڈگڈگی دیکر آفت کوہی کو خرس کی صورت بنا کر پٹا گلے مین ڈالکر رسی ستون مین باندھ کر

لقا کے ہاتھ مین دیدی اور لقا کی ڈاڑھی مین دو بال چھوڑ دیے تھے اسمین گھنگرو باندھ دیے اور ایک رقعہ بھی باندھ دیا جسمین یہ لکھا تھا کہ اے خرس بادیۂ ضلالت یہ کام مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کا ہے جب یہ حالت سب کی کر چکے خنجر کھینچکر بلا صبا ساحرون کا سر کاٹنا چاہا مگر صبا نے دو پتلے سحر کے بنائے ہین کہ وہ اسکی حفاظت کرتے ہین اسوقت بھی کھڑے ہوا سے دو پتلے پچکاری ہاتھ مین لیے اترے عیار دونون انکو دیکھتے ہی بارگاہ سے نکل گئے اور پتلون نے پچکاری کہ جسمین آب سحر بھرا تھا ساحرہ کے منھ پر ماری کہ وہ ہوشیار ہوئی اور بارگاہ کا حال دیکھ کر کچھ سحر پڑھا کہ ہوا سرد چلی لکہ ابر برستا ہوا نکلگیا اسکی تاثیر سے ہر ایک ہوشیار ہوا اور اٹھنے کا جو ارادہ کیا تو گردن مین ایسا جھٹکا لگا کہ آہ کرکے پھر لیٹ گیا اور جس نے گھبرا کر منھ پر ہاتھ پھیرا جوتی منھ پر لگی ادھر لقا جو اٹھا اور اٹھنے سے اسکے ہاتھ کو جنبش ہوئی ڈگڈگی بجنے لگی اسنے جھنجھلا کر دوسرے ہاتھ سے ڈگڈگی کو دور کرنا چاہا رسی ہاتھ مین بندھی تھی وہ کھنچی اس کے ساتھ آفت بھی کھنچتا چلا کیونکہ پٹا اسکے گلے مین تھا ایک طرف عنصر کوہی کو جو ہوش آیا ڈاڑھی جوان قبول صورت کو پہلو مین پایا سمجھا کہ خداوند لقا نے مجکو حور عنایت فرمائی ہے بس یہ سمجھ کر بختیارک سے لپٹا اور جان جہان کہہ کر پستان پر ہاتھ ڈالا اور شیطان بھی ردی کہہ کے ہن سے لپٹا اور پھر یکایک اسکو چھوڑ کر بھاگا وہ اٹھ کر برہنہ اسکے پیچھے دوڑا شیطان دوڑ کے لقا پاس آیا کہ یا خداوند مجکو عورت سے مرد بنا دے ہر چند کہ لقا اس مضحکہ مین گرفتار تھا مگر شیطان کی یہ صورت دیکھ کر ہنسا اور کہا ابکی نوروز کو تجھے مرد بنا دونگا اسنے کہا تو میری آبرو اس کوہی کے ہاتھ سے بچا لقا نے عنصر کو گھرکا کہ کہان ننگا دوڑتا پھرتا ہے اسنے خداوند کی آواز پہچانی اور بالکل اسکو شناخت نہ کیا اور کہا اگر تو لقا ہے تو مجکو کیا ڈانٹتا ہے خود تو آپ ننگا کھڑا ہے اور عجیب اسوقت تیری برنخ اور قطع ہے یہ سنکر خداوند شرمایا اور ڈاڑھی کو جو ہاتھ سے دیکھا رقعہ بال مین بندھا تھا اسکو نوچ لیا ساحرہ نے مشعل سحر تو پہلے سے جلالی تھی روشنی بہت تھی اس رقعہ کو پڑھکر معلوم کیا کہ یہ ذلت ہمکو عیارون نے دی ہے پس ہر شخص کو لعنت کے پھندون سے رہا کیا اور ہر ایک علیحدہ اٹھ کر گیا تبدیل لباس کیا لقا نے بھی پوشاک عمدہ زیب بر کرکے تخت پر جلوس کیا منھ پر ڈھاٹا باندھ لیا غرضکہ سب پرستار اسکے کپڑے بدل کر منھ چھپا کر دربار مین آئے بختیارک اسی طرح عورت بنا ہوا ہر ایک کو چھیڑنے لگا اور خداوند سے کہتا تھا کہ آپ مجکو پہچانتے ہین مین کون ہون وہ خرس بیکی کی راہ سے ہنسا آخر پکارا کہ منم وزیر اعظم درگاہ خداوند دیکھ مجھ مین یہ صفت ہے کبھی عورت بنتا ہون کبھی مرد بنتا ہون یہ کہہ کر پانی منگا کر منھ ہاتھ دھویا رنگ روغن چھوٹ گیا یا تو صاحب حسن وجمال تھا اب پھر وہی شیطان مجسم بن گیا اور اسی طرح ہر شخص کا منھ آب گرم سے دھولا یا کہ وہ روسیاہی ظاہری دفع ہوئی اسوقت لقا نے ہر ایک سے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر کئی دن پیشتر سے کر رکھی تھی کہ بندگان مغضوب آجکی شب قدرت سے دل لگی آکر کرینگے اسوقت خداوند کو تمھارے جہل سوجھی تھی سب نے کہا برحق اگر تو نہ چاہتا تو عیار ہمارا یہ حال نہ کرتے اسنے کہا دیکھو میری رحمت کہ تم سب کے ساتھ اپنا بھی حال ایسا بنوالیا یہ اسلیے کہ تم لوگونکی دلشکنی نہو

غرضکہ ایسی کچھ باتین بنا کر چاہا کہ رات زیادہ آئی ہے دربار برخاست کرے بختیارک نے کہا اس رات کو جاگ کر بسر کرنا صلاح ہے عیار فکر مین ہین ضرور دو ایک کے ماتھے جائیگی صبا نے کہا ملکہ جی مین بہرہ دونگی ہوشیاری کرونگی خداوند کو آرام کرنے دو یہ کہکر آفت کو ہی اور اپنے پہلوان سحر بند کو بارگاہ مین پہنے لائی لقا عیش خانہ مین جا کر آرام پذیر ہوا ہر سردار دربار سے ڈاڑھی مونچھ نذر کرکے اپنے اپنے مقام پر گیا ادھر عیار جوان سب کی گت بنا کر بھاگ گئے لشکر کے باہر نہ گئے اور باہم صلاح کی کہ بغیر قتل کیے ایک دو ساحر کے جانا نہ چاہیے پس ابو الفتح نے ایک مقام تنہا تجویز کرکے غار سکو دیکھ کر خنجر سے اس غار کو گہرا کرکے صحرا سے لکڑیان جمع کرکے اسمین بھرین اور آگ دہکائی اور آپ چھپ رہا اور چالاک ایک مہیب ساحر کی شکل بنا ماتھے پہ نگینہ الماس کا جڑا کہ ستارے کی طرح چمکتا تھا اور ایک تاج یاقوت احمر کا سر پر رکھا تھا جسمین چار چہرے حور کے بنے تھے ایک خنجر کمر مین لیٹی ایک تھالی ہاتھ مین لی کہ اسمین چوکھلتی تھی اور دو رقعہ بخط طلسم لکھے ہوئے اسمین رکھے تھے اور کان آنکھ منھ ناک سے شعلے آگ کے نکلتے معلوم ہوتے تھے پس اس صورت پر درست ہو کر قریب پشت بارگاہ صبا یہ آیا اور جانتا تھا کہ رات زیادہ آئی ہے ہر شخص دربار سے اپنی جگہ پر آیا ہوگا چنانچہ پشت کی طرف سے پہلو سے بارگاہ پر آکر ایسی جست کی کہ جیسے کوئی اڑتا ہوا آتا ہے بیچ بارگاہ کے صحن مین یہ اترا صبا اسکو دیکھ کر کھڑی ہو گئی اسنے سلام کیا اور نامہ تھالی مین سے اٹھا کر ہاتھ مین دیا اسنے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ آج خداوند سامری نے اپنی قدرت سے بچا لیا ورنہ عیار کام تمام کر چکے تھے اب ذرا سمجھ کے مسلمانون سے مقابلہ کرنا اور ایک ہار ہمنے بھیجا ہے وہ ہار اپنے پہلوان کو پہنا دینا وہ سب کو گرفتار کر دیگا اور دوسرا نامہ ہمنے پہلوان کو لکھا ہے اسکو تم نہ پڑھنا انھین کو دینا کہ وہ آپ پڑھین صبا نے یہ حال پڑھ کر دوسرا نامہ اور ہار طلب کیا عیار نے آگے بڑھ کر ایک ہار پہلوان کے گلے مین پہنا دیا اور اسی کے ہاتھ مین نامہ دیا اور آپ جست کرکے سراچہ پر آکر باہر بارگاہ کے پہنچا صبا سمجھی کہ نامہ دیکر یہ ساحر جانب طلسم گیا بیشک یہ فرستادہ شاہ جادوان تھا ادھر پہلوان نے جو لفافہ پر نامہ کی نظر کی لکھا دیکھا کہ اس نامہ کو ایسے مقام پر پڑھنا کہ جہان آدمی کے نام سے تمھاری پرچھائین بھی نہو پس یہ دیکھ کر وہ اٹھا صبا نے کہا کہان جاتے ہو کہا ابھی حاضر ہوتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا ساحرہ سمجھی کہ رفع احتیاج کو گیا فی الجملہ یہ تو آفت سے اختلاط کرنے لگی وہان پہلوان نے نامہ وا کیا ایک الائچی اسمین سے نکلی اور عبارت یہ لکھی تھی کہ اے پہلوان اس الائچی کو کھا کر جانب مشرق سو قدم گن کر اٹھانا ایک نور تم کو اس طرف روشن نظر آئیگا بصدق عبادت قدم عقیدت جلد جلد بڑھاتے اس نور کی طرف آنا ایک غار پر پہونچو گے کہ اسمین سے مثل آتش کے نور شعلہ فگن ہے بس اپنی آنکھین بند کرکے کنارے غار کھڑے ہونا ہم آکر تمکو اپنا منظور کردہ کرین گے اور بڑی دولت تمکو نصیب ہوگی کہ آج تک نہ کسی کو ملی ہے نہ ملے گی یہ مضمون پڑھ کر پہلوان نے الائچی کھائی اور سو قدم گن کر آگے بڑھا وہ غار جو ابو الفتح نے روشن کر رکھا ہے اسکی روشنی دکھائی دی نہایت اعتقاد سے تعریف سامری پڑھتا ہوا سر غار پر آیا اور آنکھین بند کرکے کھڑا ہوا ابو الفتح تو وہان چھپا ہوا تھا آہستہ آہستہ قریب اسکے آیا اسنے آہٹ جو قدم کی سنی سمجھا کہ

شاہ جادوان نظر کردہ کرنے آئے اسی طرح آنکھیں بند کئے کھڑا رہا عیار نے پشت پر پہونچکر ہاتھ چوتڑون مین دیکر اس زور سے ڈھکیلا کہ منہ کے بل وہ اُس غار مین گرا گویا قعر جہنم مین زندہ پہونچگیا گرتے ہی جلکر خاکستر ہوا اور شور اسکے جلنے کا بلند ہوا اُدھر بختیارک کو تو خوف عیارون کا لگا ہوا تھا ہی اپنے خیمہ سے اُٹھکر بارگاہ مین آیا اور صبا سے پوچھا پہلوان کہان گئے ہین اُسنے حال نامہ آنے کا بیان کیا اور کہا وہ باہر گئے ہین اس شیطان نے حال سنکر کہا ہے ہے مار ڈالا اے تم غافل بیٹھی ہو جلد خبر لو وہ پہلوان ملک عدم کو پہونچے ہونگے ساحرہ یہ سنکر گھبرائی اور ہمراہ شیطان باہر آئی دربان جو دروازے پر تھے انسے پوچھا کہ پہلوان کدھر گئے اُنھون نے کہا یہان سے سو قدم گن کر آگے بڑھے تھے پھر ہمین نہین معلوم کدھر گئے بختیارک یہ سُن کر ناک پر اُنگلی رکھکر ناچنے لگا اور ساحرہ مع آفت کے پہلے بارگاہ لقا مین آئی شیطان نے اُس گبر کو بیدار کیا اور ساحرہ نے رو رو کر کہا خداوند بتلایئے پہلوان میرا کدھر گیا مارا گیا یا زندہ ہے لقا نے جواب دیا کہ یون ہے یا دون ہے قدرت تو سوئے تھے تقدیرین بھی سو رہی تھین اسوقت قدرت بتا مینگے نہین ہر چند کہ جانتے ہین مگر موقع نہین ساحرہ زبان سے ناچار ہمراہ **بختیارک و آفت** اسی طرف ڈھونڈھتی ہوئی چلی کہ جدھر پہلوان گیا تھا اُسکو بھی روشنی دکھائی دی پس سر غار یہ بھی آئی وہان بیر غل مچا رہے تھے اُسکو یقین ہوا کہ پہلوان اسی گڑھے مین گرا دیا گیا ہے بس رونے لگی اور عیار جو بطور تفنن وہان حاضر تھے اُنھون نے اسکی صدا سُن کر دور سے نعرہ کئے کہ باش اولکا تہ ہملے اس تیرے پہلوان کو واصل جہنم کیا اور انشاء اللہ جب تک سرداران لشکر اسلام قید ہین یوہین آکر ہم تجکو زک دینگے اور بن پڑے گا تو تجھے بھی تیرے پہلوان کے پاس بھیجدینگے یہ نعرہ سُن کر بختیارک نے کہا کہ یہان نہ ٹھہرو ورنہ جان کی خیر نہین ہے وہان سے واپس ہوکر بارگاہ مین آئی بختیارک نے کہا مین تو جاتا ہون تم عیارون سے خبردار رہنا مقرر وہ اپنے سردارون کی رہائی کو آئینگے اسنے یہ باتین سنکر بظاہر تو کہا ملک جی ان موذی کاٹون کی کیا مجال ہے جو میری جانب نگاہ کج دیکھ سکین شیطان تو ایسے کلمات سنکر چلا گیا اور ساحرہ نے بظاہر تو لاف زنی کی تھی مگر بباطن عیارون کا خوف پیدا ہوا کیونکہ عیار کہہ بھی گئے تھے کہ ہم برائے رہائی سرداران آئینگے چنانچہ اسنے فرط خوف سے زندان خانہ مین جاکر جتنے سردار کہ اپنی قید مین رکھے تھے اور پہلوان پکڑ لایا تھا اُنکو قید سے رہا کر دیا وہ سب رہا ہوکر اپنے لشکر کی طرف چلے اس عرصہ مین شعلہ آفتاب نے غار مشرق سے سربلندی کی اور جسم ساحر کو جلا کر ظلمت عالم کو مٹایا بیت کہ بعد از شب ہوئی جب صبح روشن * زمین آئی نظر پاکیزہ دامن صبح کو بادشاہ لشکر اسلام تخت سلیمانی پر جلوہ گستر ہوے دربار گاہ پر نقارہ بجا مجرائی آنے لگے سرداران ہمتن بھی زیب دہ کرسی و ذیجل ہوے اسوقت سرداران رہا شدہ بھی آکر بارگاہ مین پہونچے بادشاہ کو مجرا کیا امیر بھی مسجد سے تشریف لائے قدم سب نے آنکھون سے لگائے اس اثنا مین عیارون نے آکر حال کیفیت قتل پہلوان اور رئیس لقا خدمت امیر مین عرض کی سب یہ حال دشمن سُن کر خندہ زن ہوے اور آنے سے سرداران مقید کے بزم عیش ترتیب دی اس طرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین سر پر آ رہا ہوا جملہ کفاران

حاضر دربار ہوے مگر آفت کا اعتقاد عیارون کی ڈاڑھی مونڈنے سے خداوند کی طرف سے جاتا رہا یہ جو سوار ہوا دربار لقا مین نہ گیا اپنے افسران لشکر سے کہا کہ مین خدمت بادشاہ اسلام مین جاتا ہون جسکو آنا ہو میرے ہمراہ آئے بہت سردار اور کئی ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوکر جانب لشکر اسلام چلے جب قریب لشکر مذکور پہونچے ہرکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ آفت کوہی بارادہ اطاعت آتا ہے امیر نے کچھ سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ پیشوائی کرکے اسکو لائے لشکر اسکا اترا اسنے آکر امیر کے قدم کو بوسہ دیا بادشاہ کے گرد پھر اندر دی امیر نے سر اسکا چھاتی سے لگایا ذگل سردارون مین عنایت فرمایا خطاب و خلعت سے سرفراز ہوا پھر حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب حاضر ہوے رقاصون نے بزم کو بزم کیقبادی بنا دیا راجہ اندر کا جلسہ نظر سے پریون کے گر گیا محفل جمشیدی کا رنگ بگڑ گیا یہان تو یہ سامان ہے ادھر ہرکارون نے یہ خبر لقا سے جاکر عرض کی اسنے کہا وہ بد اعتقاد جب آیا تھا قدرت کو عیار ستاتے تھے خوب ہوا جو چلا گیا اسنے تو یہ کہا مگر صبا کا رنگ رخ زرد ہوگیا کیونکہ یہ کوہی مذکور کو پیار کرتی تھی آخر بصلاح بختیارک نے پھر نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ جادوان یہان کمک بھیجیے کہ مسلمانون نے ہم کو پریشان کیا ہے یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھ کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اٹھا کرلے گیا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب امیر کشورگیر مصروف راحت ہین لقا کو انتظار کمک آنے کا ہے ساحرہ وغیرہ فکر اسم اعظم بند کرنے کے لیے کرتی ہین ان کو اس حال مین چھوڑ کر اور حال سنیے

حال شاہزادہ توریج و طلسم ہزار برج و شمہ کیفیت شاہزادہ ایرج اور بند ہونا اسم اعظم امیر کا اور آنا ایرج کا مؤلفہ

آب انگور ہے ہر شیخ و برہمن کو عزیز
دل مرا گو بیون کی طرح ہے ساقی بیکل
مے رنگین سے مجھے جلد چھکا دے ساقی
آئین نیرنگی مضمون سے کر گر بادل

آب زمزم یہ سمجھتے ہین تو وہ گنگا جل
میکدہ مین مجھے آتا ہے بڑا ہی تیرتھ
لالی آنکھون مین مرے نشہ کی ہوے کاجل
جاہ مضمون کو ند و طول لکھوا فسانہ

مجکو بھی آج دکھا دختر رز کا درشن
جس طرح شیخ کا دل چاہے کہ کعبہ کو چل
کس لیے دیکھنا ہی مجکو طلسمات کی سیر
ہے طلسمات کی دیکھوا ابھی منزل اول

نظارگیان نیرنگ طلسمات و سیاران منازل دشت عجائبات میدان قرطاس کو یون مضامین افسونگری و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامۂ سحر سے طلسم بیان کو اس طرح فتح فرماتے ہین کہ وہ تمام شجاعت کا سورج یعنی شہزادہ توریج ایک ایسے مقام پر طلسم ہزار برج مین وارد ہوا تھا کہ دن بھر بیابان مہتابان طے منازل دشت طلسم فرماتا اور شام کو پھر جہان سے چلتا وہین پہونچ جاتا رجوع بطرف صانع طلسم عالم کرکے بشارت یاب ہوا کہ یکہ و تنہا جانب مشرق روانہ ہوا چنانچہ حسب ہدایت ہاتف غیب وہ مہر سپہر صاحبقرانی اپنے رفقا کو چھوڑ کر رہگرائے منزل مقصود ہوا اور تین شبانہ روز برابر رہرو جادہ پر آفات طلسمات رہا کہین صحرائے پرخار نظر آیا اور کسی مقام کو سبزہ زار بہ از گلزار پایا کبھی دریائے زخار پر گذر ہوا کبھی درہ کوہ بلند اس مسافر کا گھر ہوا اسی طرح صحرا د

بیابان ہو مارنے کے مکان طے کرتا ہوا چلا جاتا تھے روز جب مسافر دشت چرخ چہارم فلک اخضر کے میدان مین آیا اسکا بھی گذر ایک بیشہ فرحناک و وادی خس و خاشاک مین ہوا لطافت چشمہائے آب پاکیزہ دامنون کو تر دامن بناتی تھی نزہت و تراوت گیاہ جناب خضر کا دل لبھاتی تھی جو پھول تھا وہ اپنی سرسبزی پہ پھولا تھا جو درخت تھا وہ اکڑ کر شاہ بہار کے برابر پھولا ہوا تھا مختصر یہ کہ ایسا اس صفحۂ دشت رشک بہشت کا نقشہ تھا کہ نظم

تھی ساری زمین بہشت تزئین　　ہو دامن یار جیسے رنگین　　پھولے ہوئے پھول مختلف رنگ
گلزار ہو جسکو دیکھکر دنگ　　بو باس گلون کی وحشت انگیز　　اور سبزۂ دشت سب جنون خیز
سرسبز درخت لہلہے تھے　　مرغان چمن کے چہچہے تھے

اس دشت رنگین مین ایک خیمہ سرخ بقصد عظمت و شان استادہ تھا بارگاہ فلک کو اپنے روبرو شرماتا تھا سر الجے اس خیمہ کے ہر طرف سے اٹھے تھے اندر شیشہ آلات سجا تھا مسند زرنگار آراستہ تھی صحن خیمہ مین کرسی و دنگل لگے تھے شہزادہ مسافرت کشیدہ تھا عازم ہوا کہ اس خیمہ مین چلکر آرام پذیر ہون اسی فکر مین چند قدم بڑھا تھا کہ ایک جھونکا ہوا لے تند کا آیا اسنے پھر کر جو دیکھا قریب خیمہ اژدر دمان ایک بیٹھے پایا اور کوہ و دار کو دیکھکر دم کھینچی اسنے لنگر مارا اور بہت جلد قریب اس موذی کے پہونچکر اس زور سے تیغہ مارا کہ اسکو دو ٹکڑے کیا اور چند تلوارین مارکر پانچ چار ٹکڑے اسکے کیے مگر منہ کی طرف کا ٹکڑا انہ کٹا جیسا تھا ویسا ہی رہا شہزادہ اسکو مارکر خیمہ کی طرف پھر اکہ معلوم ہوتا ہے مقدمہ سحر و افسون ہے اندر جانا زبون ہے غرضنکہ یہان سے پھر کر قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا تھا کہ خیمہ کی طرف سے ایک زن حسینہ لباس و زیور سے درست نہایت چاق و چست پیدا ہوئی اور شہزادہ کو سلام کیا اور یون آہستہ سے گویا ہوئی کہ اے شکنندۂ طلسم اس بیابان کی مالکہ ملکہ ابلق جادو سامنے خیمہ زن ہے اور آپکی طالب ہے پر فن ہے حضور خیمہ مین قدم زن ہون اور ساحرہ مذکورہ سے ہم سخن ہون شہزادہ کو تو جانا منظور ہی تھا اسکے ہمراہ اندر خیمہ کے آیا یہان راجہ اندر کا اکھاڑا جمع پایا کئی سونا زنینان کمسن خورشید مثال حور تمثال جنکا مثل ہونا ناممکن عہدے ہاتھون مین لیے استادہ تھین نازو دلبری پر آمادہ تھین ہر ایک شوخ دیدہ پردۂ ناموس ان سے دریدہ نہایت گرما گرم چنچل اور بے شرم زلف سیاہ انکی چشم مشتاق کی روشنی مانگ عشاق کی باعث خاطر شکنی ابرو کا خم خوبی کی طاق بلکہ دلبری مین طاق جٹی بھوین خوبی سے جفت دل لینے پر چڑھی ہوئین چہرہ بے نظیر خورشید تنویر چشم فتان مین سرمہ کی تحریر یا غبار عاشق سیہ بخت و دلگیر انھین سنگدلان کافر کیش کے بیچ مین ایک سیمتن غنچہ دہن نازک بدن کبک رفتار شیرین گفتار مسند ناز پر بصد تمکین و انداز جلوہ فرما تھی ہزار دل اسکی دلربا تھی جو طلعتان مہوش اس کے ہر ناخن پا پر نثار بلائین تمام عالم کی اسکی زلف چلیپا کی فرمانبردار چشم سرمگین کی گردش پر تصدق نیل و نہار چہرۂ تابندہ کی چمک سے زمین کے منہ کو چار چاند لگے تھے دونون رخسار کے دو عکس اس طرح پڑتے تھے نظم

آئے جو نظر وہ روئے انور　　ہو دیدۂ آفتاب بھی تر　　گیسوے سیہ جو خم بخم ہے
جو وصف کرین ہم اسکا کم ہے　　جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے　　زنجیر فسون سامری ہے

ہے مار سیہ سے بڑھ کے کاکل — یہ زہر کہاں سے لائے سنبل — کیونکر کوئی مرغ دل ہو آزاد
یہ دام بلا ہے حسن صیاد — چسپاں دل عاشقاں پر غم — سنبل پہ پڑی ہو جیسے شبنم
دے موج ہوا ذرا جو جنبش — اس پر سے ہو دلوں کی بارش

شہزادہ اس غارتگر جان و دل کو
دیکھ کر حیران رہ گیا اور اُس دلفریب نے اٹھ کر تعظیم دی اور ایک کرسی زرین پر بٹھایا سامنے آپ بیٹھی اور درج دہن سے گہرفشان ہوئی کہ اے طلسم کشا زہے نصیب تیرے جو مقام تک تیرا گذر ہوا یہ وہ جگہ ہے کہ پریوں کا گذرنا مشکل ہے پر جلتے ہیں جنون کا سایہ بھی یہان نہیں پڑ سکتا دیوؤں کی جان ہوا ہوتی ہے یہاں آتے ڈرتے ہیں اب اس طلسم کی جو سرحد لپسندہ وہ تو قبضے مین کر اور طلسم شکنی سے ہاتھ اُٹھا اور اگر جمشید کو سجدہ کرے تو مجھ ایسی معشوقہ تیری ہمیشہ صحبت مین رہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین جمشید پر لاکھ بار لعنت کرتا ہون اور اُسکے پرستارون پر کرور کرور اور ایک سرحد لپسند کرنیکی کیا احتیاج ہے بحول و قوت الٰہی سارا طلسم قبضہ مین لاؤنگا اور تم ساحرون کو راہ ملک فنا دکھاؤنگا یہ کلمات سُنتے ہی اس شعبدہ گر نے لبون کو جنبش دی یہ سمجھا کہ اُسنے سحر آغاز کیا ہے جلد اسکا کام تمام کر اسکے حسن و جمال پر نظر کرکے فریفتہ نہو بس یہ سوچتے ہی تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اسکو مارا لیکن تلوار اسکے سر پر پڑکر اُچٹ گئی اور اُسنے قہقہہ مارا اور کرسی پر سے اٹھ کر کمر مین شہزادہ کے ہاتھ دیکر اُدھر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر وہ اژدر جو در خیمہ پر بیٹھا تھا اور شہزادے نے اسکے ٹکڑے کیے تھے پس اسکے منھ مین ڈال دیا اور از بسکہ یہ واقف نہ تھی کہ اس اژدر کے شہزادہ ٹکڑے کر چکا ہے اس باعث سے شہزادہ کو خیمہ کے اندر ہی سے چرخ دیکر پھینکا اور بنا بر آئین طلسم شہزادہ دہن اژدر طلسمی مین پہونچا اور وہ شہزادہ کو پھینک کر سحر خوان ہوئی کہ آندھی آئی خیمہ وغیرہ سب غائب ہو گیا اور یہ ساحرہ خدمت طلسم بادشاہ مین گئی اور شاہ مذکور کو مبارکباد دی کہ مین نے اسطرح فاتح طلسم کو اژدر طلسمی کے منھ مین ڈال دیا بادشاہ نے اسکو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور از انجا کہ وہ حسن و جمال ساحرہ بیان ہو چکا ہے یہ بادشاہ ہیرائل ہے آج اپنے پہلو مین اسکو بٹھایا اور شراب خواری مین مصروف ہوا ادھر برکت ہمارا آلٰہی سے شہزادہ اژدر کے ٹکڑے کر ہی چکا تھا منھ مین اسکے گرتے ہی بیش قبض سے سینہ اسکا چاک کرکے باہر نکلا مگر تمام پوشاک و سر و منھ آلائش مین بھر گیا پس فکر مین تھا کہ کوئی چشمہ ملے تو کپڑے پاک کرون وہان یا تو صحراے سبزہ زار تھا ہزار در ہزار چشمہ جاری تھے اب سواے خارستان و بیابان وحشتناک کے اور کچھ نہ تھا یہ صاحب آبرو تلاش آب مین ایک سمت چلا جب کئی کوس راستہ طے کیا ایک جھیل میدان مین لہراتی نظر آئی کہ کنارے اسکے سبزہ لگا تھا اور بیلین کنول گٹے اور کوکابیلی کی اسمین پڑی تھین شہزادے نے کنارے اس جھیل کے ہاتھ منھ دھو کر لباس اپنا پاک کیا اسوقت ایک پھول کوکابیلی کا بہتا ہوا قریب آیا اور سامنے آکر کھل گیا اسمین سے ایک چہرہ پری کا پیدا ہوا اور کھل کھلا کر ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شہزادہ تو سچ دنیا بھی مثل طلسم کے ہے پس ہر چیز کا یہ حال سمجھنا چاہیے کہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند یہ کہکر وہ پھول اور چہرہ غائب ہو گیا اور شہزادہ جھک کر کلی کرنے لگا ہاتھ مین سوار دریا کی لپٹ گئی اور کسی نے ایسا جھٹکا مارا کہ شہزادہ جھیل مین گر کر ڈوب گیا اور ہر چند چاہا کہ سنبھلون لیکن نہوا اور غلطان پیچان تہ کی طرف

چلا بعد کچھ دیر کے جو پاؤن زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ نہ وہ میدان ہے نہ جھیل ہے اور ایک سرحد ہے کہ جس کے سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہے شہزادہ بے اختیار ڈرتا ہوا اس قلعہ کی طرف چلا اب جو غور کر کے دیکھا تو ایک رسی بہت باریک میرے ہاتھ مین لپٹی ہے اور کوئی قلعہ کی طرف اس رسن کو کھینچ رہا ہے غرضکہ یہ کھنچتا ہوا جب اس قلعہ کے قریب پہونچا آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک برج تنگ و تاریک مین کھڑا ہون کہ اس برج مین پانچ چار درازین پڑی ہین انھین درازون سے روشنی کچھ نظر آتی ہے ورنہ بالکل اندھیرا ہے شہزادہ کا دم اُس تاریکی مین خفا ہوا اور دعا پڑھنے لگا ہوقت وہ برج پھٹا اور نیچے سے برج کے چار زنگیان سیہ رو آدم وخوار پیدا ہوے کہ ہرایک قوی ہیکل اور ورشت چنگال صورت مین کریہ و بدخصال تھا پس اُن زنگیون نے آتے ہی ہاتھ پاؤن شہزادے کے پکڑے اور اُٹھا کر جانب نشیب چلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس برج کے نیچے تہ خانہ ہے آنکھین شہزادے کی پھر بند ہوگئین بعد کچھ عرصہ کے جو دیدۂ طلسم مین وا ہوا ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا کہ روش اور کیاری سے آراستہ کنوین پختہ چارون کونون پر بنے ہر یوسف حسن کا دل جنکی چاہ مین باؤلا رہے لب گردان چاہ یاقوت فام کلی کے لال بہتے نیل گانو گاڈی پر مین جُتتے باغبانیان لہنگے کمر سے گھرے گاتیان باندھے پانی کے بردھے درختون کے چمنون مین بناتین اپنے جوبن کے پھلنے پھولنے پر اترائین درخت سب سرسبز وشاداب تھانون مین بھرا ہوا بجاے آب وگلاب پھل ہرایک اُس باغ مین لطیف شریفون سے زیادہ کون شریف کہ بموجب نظم

پانی سے بھرا ہرایک تھالا
ہرایک روش پر ایک مہوش
ہرایک روش کا اور ہی ڈھنگ
اس باغ کے بیچ مین بنی تھی

ہرسمت کھلا چمن مین لالا
کرتی چمنون مین باغبانی
پھل پھول لطیف اور خوشرنگ

بیٹھین باد اے خوب دلکش
تھا جوش مین نشہ جوانی
بارہ دری ایک مختصر سی

وہ بارہ دری عجیب دلچسپ عمارت تھی در و دیوار مصفا آئینہ مین نصب تمام مکان مثل قلب روشنضمیران جگمگاتا پردے مخمل کاشانی کے پڑے تھے لیکن بندھے ہوے بیچ دالان مین تخت طلائی گسترده تھا اس پر ایک زنگن نوجوان زنگ رخسارہ سیاہ مگر باحسن وجوبن جسن اسکا سانولا نمکین پیچ درپیچ موے مشکین چہرے کا رنگ ہمرنگ گل اور سینہ پر ابھار اُٹھتا جوبن سامنے اُسکے ناچ ہو رہا تھا کئی سونا زنینان حور طلعت کا گرد و پیش مجمع تھا زنگیون نے شاہزادہ کو سامنے اس تخت نشین کے پہونچایا اسنے شہزادہ سے خطاب کیا کہ اے تونے یہ جسارت کی کہ جھیل پر چلا آیا منم ظلمانہ جادو میرے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم جھیل پر کیا آئے تمام طلسم مین پھرتے ہین خدا ہمارا امددگار ہے دشمن کیا نا بکار ہے ساحرہ نے کہا کے تو بچ یہ زبردستی کسی کی ہر جگہ چلی نہین اور یہ وہ مقام ہے کہ آجتک جہان سے کوئی زندہ بچ کر نہین گیا اب تجکو لازم ہے کہ طلسم سے نکلجا اور یا سجدہ خداوند جمشید کو کر ورنہ بُرے حال سے ہلاک ہوگا شہزادے نے جمشید کو بُرا بھلا کہا ساحرہ نے کہا تو نے مجکو بھی ہن ظلمات جادو بنایا کہ اُنکو تو نے اپنا کرلیا اور اس گیسو بریدہ افگر جادو نے کچھ پاس و لحاظ ہم لوگون کا نہ کیا انکو بھی دیکہ تجکو یہانتک پہونچایا خیر اب بھی ہماری طاعت تو

کرے تو اسکا نکاح تیرے ساتھ ہو جائے ورنہ اسکو اور تجکو بڑے عذاب سے مارونگی یہ کہکر شہزادے کو ایک ستون سے بزور سحر چپکا دیا اور حکم دیا پنجہ سحر کے بھیجے کہ شہزادے کے رفیق بیابان میں سرگردان ہین انکو اٹھا لائین چنانچہ پنجہ اخگر و نجم و گلزار وغیرہ کو اٹھا لائے جب پنجون نے انکو اٹھایا بسبب اثر طلسمات کے سب بیہوش ہوگئے کیونکہ اسی صحرا مین یہ سب تھے جہان دن بھر انسان چلے اور شام کو وہین آجائے کہ جس جگہ سے صبح چلا تھا غرضکہ سامنے ظلمانہ کے پہونچکر سب کو ہوش آیا اور اخگر نے جو اسکو دیکھا خالہ جان کہکر سلام کرکے گلے سے دوڑ لپٹ گئی اسلیے کہ یہ شعلہ سان کی بے پالک تھی اور ظلمانہ اسکو بہن کہتی تھی حاصل مطلب یہ کہ جب اخگر گلے سے لپٹی اسنے بھی بلائین لین پاس بٹھا کر سمجھایا کہ اری تو نے یہ کیا غضب کیا جو اس مسلمان پر فریفتہ ہوکر شعلہ کو قتل کرایا اب یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ دربدر خاک اڑاتی پھرتی ہے اخگر نے کہا خالہ جان آپنے کیا آئین طلسم کی کتاب مین نہین دیکھا کہ طلسم کشا کا نام تورج ہوگا پھر جیسے تور دیسے تورج یہ بیشک فاتح طلسم ہے آپ بھی اسکی شریک ہو جائیے اسنے یہ باتین سنکر دل سے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہے اور خوف پیدا ہوا مگر بادشاہ طلسم کے ڈر سے بظاہر تو شریک نہوئی باطن مین شراکت قبول کی اور اخگر سے کہا اسکو علیحدہ ایک مکان مین لے جاؤ وہان پند و نصائح کرکے دین جمشیدی قبول کرا تاکہ تیرا نکاح اسکے ساتھ کردون یہ کہکر شہزادے پر سے سحر دفع کرکے اسکے حوالے کیا اور سب رفیقان شہزادہ کو اسی باغ مین ایک مکان رہنے کو دیا دس بیس لونڈیان خدمت کو مقرر کردین سامان راحت و آرام مہیا کردیا ہر ایک کو یقین کامل ہوا کہ یہ مطیع ہوگئی سب باطمینان تمام سکونت پذیر ہوئے ادھر بہت کنیزین ہمراہ اخگر کرکے ایک صحرا مین شہزادہ کو بھیجدیا کہ اس جنگل مین ایک بارہ دری یاقوت کی بنی تھی سراسر وہ طلسمی تھی سامنے اس بارہ دری کے کوسون تک صحراے پر بہار تھا رنگ رنگ کے گل پھلے تھے جو غنچہ خاطر کو شگفتہ فرماتے تھے روح کو ریحان سے تازگی حاصل پہاڑون کی داگن سے قابل پانی کا آبشار نگاہیتون سے ہوتا دامن کوہ مین ہزار ہا جانور چرند پرند بھیر تا خوش فعلیان اور کلیل کرتا تھا ابیات

موزونی سے یہ دار اشجار
ایسی کہ نہو نظیر گلزار
جاری چمنون مین نہر ہر سو
ریبا لب نہر سرو دلجو
نسرین و سمن گل و شقائق
ایک ایک سے نازکی مین فائق
تھا شیشۂ عطر ہر گل تر
ہو جس سے دماغ جان معطر
بارہ دری رشک قصر گردون
تھی ایسی بچی کہ دل ہو مفتون
بیٹھی وہ پری اسی مین جاکر
اور ساری کنیزون کو بلاکر
فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز
موجود ہو سب سرود کا ساز

حسب الحکم اخگر سامان عشرت مہیا ہوا شہزادہ کو وہ سراپا ناز پہلو مین لیکر بصد عیش وہان بزم آرا ہوئی اور کہا اے شہریار یہ ساحرہ ضرور ہماری شریک ہوئی ہے اب چندے اس مقام پہ رہ کر آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادے نے فرمایا کہ مجکو یہ قرار کہان جو بیٹھا رہون اگر آرام کرتا تو گھر سے نہ نکلتا یہ میدان جو سامنے نظر آتا ہے مین وہان جاکر تلاش منزل مقصد کرتا ہون اخگر نے کہا یہ میدان سحر بند کیا ہوا ہے جبتک ظلمانہ اجازت نہ دے گی راہ نہ ملے گی شہزادہ یہ سنکر

خاموش ہورہا اور ناچ ہونے لگا جام بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو یہان مصروف عیش و عشرت ہین لیکن حال افراسیاب اس مقام پر لکھنا ضرور ہے وہ یہ کہ شاہ مذکور جو تلاش لوح طلسم نور افشان مین روانہ ہوا تھا اپنے طلسم کے ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا اور وہان کچھ افسون ورد زبان کیا کہ آندھی آئی اور بعد آندھی پانی کے کئی سو پریزادین قامت انکے باغ دلبری کے شمشاد لباس جواہر و زیور زیب تن کیے جواہر کے دریا مین گویا غوطہ مارے ہوئے مین لدی حسن پر از ماہ و مشتری سامنے شاہ کے آکر استادہ ہوئین پھر چار پریزادین ایک تخت زمردنگار لیکر حاضر ہوئین اور دو پریان صندوق جسمین پیرہن خسروانی بند تھا لیکر آئین بادشاہ نے تاج یاقوت کا سر پر رکھا قبائے زراندوز زیب بر کیا نورتن بازو پر باندھے مالے گوہر آبدار کے گلے مین پہنے اور تخت پر سوار ہوا وہ پریان دونون پہلو کی طرف آکھڑی ہوئین انکے کاندھے پر ہاتھ دھر دیے کئی سو پریان آگے پیچھے ہو کر ہمراہ چلین ناقوس بجنے لگے ابر کے لکہ سر پر آکر چھا گئے اور موتی برسانے لگے درخت صحرائی جھومنے لگے جانوران صحرا یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو پکارنے لگے تخت بادشاہ بروے ہوا بدوش پریزادان روانہ ہوا آفتاب تابان بھی پریزادون کے رخسار سے شرمندہ تھا فلک پر ایک خورشید بروے ہوا سیکڑون سورج چمکتا تھا لباس انکے برنگہاے مختلف یہ پتہ دیتے تھے کہ نیرنگی روزگار کے ایسے آثار ہوتے ہین صداے طرقوا ہر سمت بلند تھی پریزادین سبو بدست بادشاہ کے مرحبا جنبانی کرتین اور دو پریان جو دلبری مین طاق حسن دیگانہ دہر و شہرۂ آفاق تھین وہ جام مے گلفام بادشاہ کو دیتین اور بادشاہ سرخوش اور مست ہو کر ان کے لب شیرین کو گزک بنا تا بوسے نقل دہن کے لیکر کام جان کو شیرین فرماتا فی الجملہ اسی جاہ و تجمل سے بقصد عیش و سرور روانہ تھا نظم

چلا اس طرح شاہ آسمان جاہ	لیے خیل پریزادان کو ہمراہ	ہر اک ایما خبر از انداز خاطر
وہ مہ پارہ کہ جسکا نام ساحر	بعد آن واداخدمت مین حاضر	زبان ہے وصف مین آن سب کے قاصر
اسی صورت سے وہ شاہ طلسمات	بڑھائے تخت جاتا تھا خوش اوقات	یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم ہزار

برج مین پہونچا یا بادشاہ طلسم مذکور ایک برج مین اپنے قلعے کے بیٹھا تھا دربار جمع تھا کہ یکایک ہوا سرد چلنے لگی پھول سونے کے برسنے لگے گھنگھرون کی آواز سنائی دیتی تھی درخت جھومنے لگے یہ بادشاہ جلد اٹھ کھڑا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین پس تمام ارکان سلطنت کے سوار ہو کر بڑھا اور راہ مین آکر استقبال کیا ہر تسلیم سر جھکایا اور کہتا ہوا کہ نہ ہے فخر میرے لیے کہ تجھ ایسا بادشاہ گردون پانگاہ میرے گھر مین تشریف فرما ہوا کر بموجب نظم

زیبائش افسر حکومت	پیرائش مسند سیاست	سلطان ستارہ فوج ذیشان
اے شاہ جہان و شاہ شاہان	کیا کہئے جو افتخار پایا	توقیر علی وقار پایا
خاطر ہے تجھے بہت ہماری	ہمکو بھی ہے قصد جان نثاری	یہ ملک رہے یہ کشور آباد
پہ تخت رہے یہ افسر آباد		

شاہ جادوان اس کلمات سے بہت خوش ہوا اور اسکے ہمراہ سواری سے اتر کر برج مین آکر مسند پر بیٹھا طلسم ہزار برج کے بادشاہ نے طائفے بلوائے ناچ ہونے لگا شراب کا جام

اپنے ہاتھ سے شاہ جادوان کو دیا بعد کچھ عرصہ کے جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا افراسیاب نے کہا کہ لوح طلسم
کوکب تمھارے طلسم مین ہے اور مین اُسکو لینے آیا ہون تمھین مناسب ہے کہ اس لوح کو جلد منگا دو تاجدار نے
عرض کیا کہ فرمان قضا جریان شہنشاہ ذیشان کا ٹالنا بندگان احقر کی مجال نہین لیکن میرے طلسم مین فی الحال طلسم کشا آیا
ہوا ہے کئی مرحلے ٹوٹ چکے ہین مین نہایت متردد ہون اس باعث سے لوح مذکور نہین منگا سکتا ورنہ حاضر کرتا اور
علاوہ برین بانیان طلسم نور افشان سے اور میرے بزرگون سے ایسا ہی رسم تھا کہ اس طلسم کی لوح یہان رکھی گئی وہ لوح
دینا مجکو مناسب نہین افراسیاب نے کہا اب تجکو کوکب کا ذرا بھی پاس کرنا نہ چاہیے کیونکہ وہ بیدین ہوگیا
یہ کہہ کر سارا قصہ کوکب اور عمرو کا بیان کیا اور پوچھا کہ تیرے طلسم مین جو فاتح طلسم آیا ہے اُسکا کیا نام ہے اُسنے بیان
کیا کہ شہزادہ لوح فرزند شہزادہ بدیع بن حمزہ ہے یہ سنکر پھر تاکید برائے احضار لوح حکم دیا تاجدار نے پھر بہت
کچھ عذر کیا اور بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ لوح طلسم نور افشان لیکر کیا کیجیے گا کیونکہ بغیر طلسم کشا لوح بیکار ہے اور طلسم کشا
بغیر نسل صاحبقران ہو نہین سکتا پس وہ خاندان صاحبقران ہے جنسے آپ مقابلہ کر رہے ہین طلسم نور افشان کا
توڑنا بہت مشکل ہے کیونکہ پسران حمزہ شراکت کوکب کرینگے نہ کہ اُسکے طلسم کو برباد کرنا چاہین گے شاہ جادوان نے
یہ باتین سنکر بغضب تمام خطاب کیا کہ تو مجکو کیا سمجھتا ہے کیا مین یہ امر سب نہین جانتا ہون مین نے تجھسے ایک چیز
طلب کی تو نے اسمین یہ تقریر بیہودہ کرنا شروع کی پس معلوم ہوا کہ تو بھی باغی ہے خیر فہمیدہ خواہد شد یہ کہکر منغص ہوکر
اُٹھا تاجدار گنبد نشین پاؤن پر گر پڑا کہ حضور ناراض نہون مین منگائے دیتا ہون یہ کہکر بادشاہ کو منت
تمام بٹھایا اور کچھ منتر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پنجہ گلاب کے پھولون کا ایک گلدستہ لیے ہوئے آسمان سے اوتر کر سامنے
آیا وہ گلدستہ اُس سے لیکر شاہ مذکور نے سامنے رکھا اور ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر پنجہ کو دی کہ عقاب
پریزاد کے منھ مین دیدینا اور عقاب سے لوح طلسم نور افشان لیکر حاضر ہونا پنجہ وہ انگوٹھی لیکر روانہ ہوا یہ تو ادھر سے
چلا ادھر شاہ کوکب جو سنگھاسن پر بیٹھا تھا اُسکو یکایک یہ خیال آیا کہ افراسیاب نے تصویر میں پہ کھینچکر مجکو بھیجی تھی
کہ مین تمھارے طلسم مین دیوار اور دریاے زخار تیار کیے دیتا ہون ہوشیار ہو جاؤ پس اُسکو عرصہ ہوگیا پھر کسی نے
کچھ نہ پوچھا کیا اسکو چاہیے تھا دشمن سے غافل نہ رہتا نہ کہ اُسنے خبر بھی نہ لی اور وہ غافل بیٹھا ہے اس غفلت مین
دشمن اپنا کام کر جاے تو کیا ہوسکے سواے پشیمانی کے اور نہ کچھ حاصل ہو بس یہ سوچکر اپنے جوز سے ایک پتلا بلور
کا نکالا اور اپنی انگلی کاٹ کر خون اسکے منھ مین لگایا وہ پتلا گویا ہوا کہ اے بادشاہ آپ کیا چاہتے ہین اُسنے یہ کہا کہ بتا کہ
افراسیاب کس فکر مین ہے اور کہان گیا ہے اسنے کہا کہ آپ غافل بیٹھے ہین اور دشمن طلسم ہزار برج مین آپکے طلسم کی
لوح مانگ رہا ہے یہ سنتا تھا کہ بادشاہ نے پتلا اُٹھا کر توجہ دان مین رکھا اور آپ علطک مار کر بصورت آفتاب تابان
بنا اور روانہ ہوا اور پہلے قریب قلعہ ہفت رنگ پہونچکر چمکا اور پکار کر کہا کہ اے فرزند ملکہ بُران مین جانب طلسم ہزار برج
جاتا ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ روانہ ہوا یہ آواز ملکہ مذکورہ نے جو سنی رقعہ جمشیدی نکالکر ملاحظہ کیا اسمین حال لوح
طلسم پر آفت آنے کا معلوم کرکے خواجہ سے کہا کہ اسطرح ہمارے طلسم کی لوح افراسیاب نے حاصل کرنا چاہی ہے بدر بزرگوار

اڑنے گئے ہین مین بھی جاتی ہون خواجہ نے کہا اے ملکہ مجکو بھی آپ ہمراہ لیتے چلیے سرحد طلسم مذکور مین ہونچکر تخت سحر
سے اُتار دیجیے گا مین بھی بہت کام آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہے اور بہت جلد تخت سحر تیار کرکے خواجہ کو سوار کرکے
روانہ ہوئی اسکے روانہ ہونے سے کنیزین بھی اس کی آگاہ ہوئین اور نسرین اور شگوفہ سحر وغیرہ بھی بعجلت چلین
چنانچہ یہ تو یکے بعد دیگرے جاتی ہین اور شاہ کوکب پہلے چلا ہے لیکن اتفاق زمانہ کی کیفیت سنیے کہ شہزادہ تورج
جو اپنی معشوقہ کو لیے اس بارہ دری مین بیٹھا تھا تو گھبرایا تھا اور کنیزین اسکا دل بہلا رہی تھین یہ بھی اُنسے کہہ رہا
تھا کہ تمنے ہماری خدمت بہت کی ہو تمھارا اس طلسم مین بڑا رتبہ ہوگا قلعہ جات طلسم متعدد مین ایک ایک کو
حاکم کردونگا کنیزین یہ مژدہ سُن کر بہت خوش ہوئین اور طرح طرح کی باتین طلسم کی بیان کرنے لگین اور اٹھلا اٹھلا
اپنی ادائین دکھاتی تھین اسی کیفیت مین ایک کنیز نے کہا قربان جاؤن اے شہزادے مجھ نگوڑی کو تو کچھ حال طلسم
معلوم نہین لیکن اتنا جانتی ہون کہ اس بارہ دری کے پہلو مین ایک تہ خانہ ہے اس مین کچھ تحفہ طلسم رکھا ہے شہزادہ
یہ کلام سنتے ہی اُٹھا اور ہمراہ کنیز اس تہ خانہ کے پاس آیا دیکھا کہ پہلوئے بارہ دری مین ایک حجرہ بنا ہے قفل اسمین
برابر ران خر کے لگا تھا شہزادہ نے قفل بزور نسل صاحبقرانی وا کیا یعنی توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر اندر گیا تو ایک پتھر
زمین مین نصب دیکھا اسنے بقوت تمام اُس پتھر کو بھی اُٹھایا تہ خانہ ظاہر ہوا اسپر سیڑھیاں پختہ بنی تھین اور تاریکی تھی
اس کنیز نے سحر سے روشنی کی اور سر تہ خانہ پر ٹھہری رہی شہزادہ بلند ہمت پستی کی طرف متوجہ ہوا تہ خانہ مین اُترا
وہان ایک پرچھائین عورت کے جسم کی دیکھی اور اُس پرچھائین نے اس عکس فتح و نصرت کو سلام کیا اور کہا اے
شہزادے فلک جاہ مین آپکی منتظر اس نشیب مین پڑی تھی اپنی امانت لیجیے اب میرا وقت بھی آخر ہوچکا ہے یہ
کہکر زمین پر لوٹ کر عورت کا جسم پیدا کیا اور شہزادے سے کہا مجھپر اپنا سایہ نہ ڈالیے گا بچتے ہوئے جدھر مین چلون
آپ بھی آئیے گا یہ کہکر آگے بڑھی شہزادہ اپنا سایہ اسپر سے بچاتا ہوا اُسکے پیچھے چلا اُس تہ خانہ مین ایک چھتا
پٹا ہوا تھا اُسکو طے کرکے ایک ایسے مقام پر پہونچے کہ باغ لگا ہوا تھا آسمان نظر آتا تھا اس باغ کی بہار اور
وصف سرسبزی اگر بیان ہو طول داستان ہو مختصر یہ کہ اُس بوستان کی بارہ دری مین ایک صندوق رکھا تھا
اس عورت نے اُسکو وا کیا شہزادہ اس اشتیاق مین کہ دیکھون اسمین کیا رکھا ہے قریب اسکے آیا عکس تن انور
شہزادہ والا گہر جو اُسپر پڑا اسپر سے اُس عورت کے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگئی آواز
آئی کہ اے شہزادے مار ڈالا خیال جادو کو شہزادہ کو اسکے مرنیکا صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اور اُسمین دیکھا
تو ایک کمان اور تین تیر رکھے تھے اُس کمان کو اُٹھا کر دیکھا تو قبضہ اسکا جواہر کار تھا ہلکی خوبی دیکھکر بیچ قوس
تصدق اور نثار تھا فلک نے خم ہوکر اسکی صورت بننا چاہا مگر بن نہ آیا گوشہ کمان بیت الشرف مریخ یا مسکن
مشتری تھا ابرو کمان اُنکی بھوون کو خم اسکا کاواک بتاتا لب سوفار قوس حاجت کو باتین سناتا چلہ اسکا عاشق
شانہ شجاعت کے لیے عشق مین چلے کھینچتا تازاغ کمان گلستان جرات کا بلبل تھا یا قمری باغ جلادت بے بال تھا
گوشہ کمان پر لکھا تھا کہ جو اس اسم کو پڑھے اُس سے یہ کمان چلیگی شہزادہ نے وہ اسم پڑھکر جو گوشہ پر لکھا تھا کمان پر قبضہ

اور تیرون کو بھی لیا تیرون مین گانسیان تین پہلو کی لگی تھین سرپان جواہر نگار تھین پر عقاب کے جڑے تھے موتی بیچ
جڑے تھے اور ایک طرف قبضہ پر لکھا تھا کہ یہ اسم جو قبضہ کے دوسری جانب لکھا ہی اگر تیر پر دم کرکے لگائے تو عقاب
پریزاد کو نشانہ بنائے شہزادہ حیران ہوا کہ یہ عقاب پریزاد کون ہی مگر اُس کمان کو لیکر اسی راہ سے تہخانہ کے باہر
آیا اور میدان مین بارہ دری سے نکلکر بیٹھا اُدھر وہ پنجۂ انگشتر تاجدار لیکر بڑھے ہوا پہونچا بیچ طلسم مین ایک
عقاب اُڑ رہا ہی کہ ہما کی خصلت رکھتا ہی نیچے کا دھڑ بالکل بصورت عقاب ہی چہرہ لبان پری ہی سینہ اُبھرا ہوا
ہے شانون پر دو پر ہین گلے مین بجائے ہیکل لوح طلسم نور افشان پڑی ہی پنجہ نے آتے ہی انگوٹھی اس پری کے منھ مین
دی اور سا آواز پیدا ہوئی کہ اے عقاب پریزاد بادشاہ پاس مع لوح جلد جاکر حاضر ہو پریزاد یہ سن کر اڑتی ہوئی
جانب بادشاہ مذکور روانہ ہوئی اور کمند اجل اُسکو کھینچتی ہوئی نشانہ تیر قضا بنانے کو اسی طرف لائی کہ جدھر
شاہزادہ تورج تیر و کمان سے لیس بیٹھا تھا اُسنے سناٹا جو بال عقاب کا سُنا دیکھا کہ ایک پری جسکا نصف جسم
عقاب کا ہو اُڑی جاتی ہو پس یہ دیکھکر سمجھا کہ عقاب پریزاد جسکا حال قبضۂ کمان پر لکھا ہو شاید یہی ہو پس اسکو
مارنا چاہیے یہ سمجھکر تیر بہر کمان پیوستہ کیا لیکن وہ گلدستہ جو پنجہ سے لیکر تاجدار نے سامنے رکھ لیا تھا وہ اسواسطے
بانیان طلسم نور افشان نے بنایا ہو کہ عقاب پریزاد جب کوئی آفت آنیکا موقع ہو تو یہ گلدستہ مرجھا جائے اور
جب پریزاد مر جائے تو گلدستہ مین فوراً آگ لگے اور جل جائے چنانچہ جب شہزادہ نے کمان تہخانہ سے پائی وہ گلدستہ
مرجھا گیا تاجدار نے کف افسوس ملکر افراسیاب سے کہا کہ اے بادشاہ ضرور عقاب پریزاد پر کوئی آفت آئی افراسیاب
کہا مین خود اسکی حفاظت اور خبرگیری کو جاتا ہون یہ کہکر بزور سحر معلوم کرکے کہ پریزاد مذکور کہان ہے سناتا ہوا اسی جگہ
آیا کہ جہان شہزادہ مذکور تیر لگایا چاہتا تھا چنانچہ ادھر تو یہ اس جگہ پہونچا ادھر سے شہنشاہ کوکب آفتاب بنا ہوا آگیا
اور اسنے افراسیاب کو للکارا کہ باتش اوخیرہ روزگار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب یہ نعرہ سنکر ڈانٹتا ہوا
اسکی طرف چلا اس عرصہ مین شہزادہ تورج نے بسم اللہ کہکر تیر مارا از بسکہ وہ تیر اور کمان اسکی قضا بانیان طلسم نے بنائی
ہے تیر بقدرت قادر توانا ہدف مراد پر پڑا یعنی سینۂ پریزاد مذکور پر لگ کر پشت کے پار نکل گیا اور جسم پریزاد مین
آگ لگی کہ جلکر راکھ زمین پر گر پڑی اور لوح بھی پیچ کھاتی ہوئی جانب نشیب چلی افراسیاب نے جو لوح کو چکر کھاتے
جاتے دیکھا از بسکہ مصروف جنگ کوکب سے تھا اتنی مہلت نہ پائی جو لوح کو روک لیتا پس اس جلدی مین ایک
سحر پڑھا کہ ایک شیطان منجملہ اُن شیطانون کے جو اسکے قابو مین ہین فوراً سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ روک
لوح کو وہ شیطان چونکہ کفاران جن مین سے ہے ہاتھ تو لوح پر نہ ڈال سکا مگر ایک تختہ سنگ صاف بنکر زیر لوح
آگیا کہ لوح اُس پر آکر حکمی واقع ہو کر لوح طلسم باطل کنندۂ سحر ہے اسوجہ سے افراسیاب بزور سحر و پنجہ وغیرہ سے
اُس کو مٹوا نہ سکا اور جن کی قسم سے شیطان ہین گو ببرکت اسمائے الٰہی اسپر ہاتھ نہین ڈال سکتے مگر مثل اسکے کہ
جیسے ساحر ہاتھ سے لوح اُٹھا سکتا ہے ویسے ہی شیطان بھی اُٹھا سکتے ہین ہان سحر لوح پر کسی کا البتہ
نہین چل سکتا فی الجملہ جب لوح سطح سنگ پر حکمی کوکب نے چاہا مین لیلون اور افراسیاب نے چاہا مین لیلون

دونون نے دو طرف سے حملہ کیا بیچ مین اُس تختہ سنگ کو رکھ لیا اور ایک دوسرے کو روکنے لگا آپس مین سحر چلنے لگے جب افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح اُٹھالون کوکب نے سحر کیا کہ ہاتھ کو پنجہ نے پیدا ہو کر روک لیا اسنے سحر کیا کہ پنجہ جلگیا اور اسنے جب ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے سحر کیا کہ برچھا مین ظاہر ہو کر ہاتھ مین لپٹ گئی اسنے افسون دم کر کے برچھا مین کو مٹا دیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی بڑی زور سے پیدا ہو کر اشجار روئے زمین کو اُکھاڑنے لگی افراسیاب نے جادو کیا کہ کوہستان سے ایک لکہ ابر کا سیاہ اُڑتا ہوا آیا اور تمام عالم پر محیط ہو کر وہ کالی گھٹا بن کر چھاگیا کہ دُنیا تاریک ہوگئی اور گھٹا سے سیاہی برسنے لگی پلنے کا جل جھڑنے لگا جسنے یہ تاثیر اُلٹی بخشی کہ چشم جہان یعنے دیدۂ آفتاب کو کالا کر دیا بالکل نور مردمک جاتا رہا ہر سمت اندھیر الغیب ہوگیا اس اندھیرے مین نئی نئی شعبدہ بازی اور سحر سامری دونون بادشاہون مین آغاز ہوئی کبھی کبھی دونون نے نعرون کی آواز آجاتی تھی ورنہ کچھ نظر نہ آتا تھا خدا کی پناہ تمام دُنیا تاریک تھی اور اُس اندھیرے مین صدائے ہیبت کا آہ شعلونکا چمک جانا عالم کا دل آب کیے دیتا تھا افراسیاب کبھی مار سیاہ بنکر اس سے لپٹتا وہ بھی افعی دو زبان بنتا باہم کفچہ چلاتا پھنکار سے چراغ ہستی اہل دُنیا بجھنے کا گمان تھا کبھی شیر و پلنگ بنکر دونون مقابلہ کرتے ڈھکارون سے اسد چرخ اور فوج فلک دونون ڈرتے برج اسد برج حمل کا اسلیے دہشت بنا تھا کہ مریخ یعنی ترک خاک کے پیٹون مین خوف سے چھپتا تھا آفتاب ہندوئے چرخ یعنی زحل سے کہتا کہ تو سحر کر کے مجکو بچا لینا افراسیاب یا شیر بنا تھا یکایک بجلی بنکر سر کوکب پر چمکا وہ جلد اپنی صورت کا پتا چھوڑ کر نزد سحر نظر سے غائب ہوگیا یہ برق بنا ہوا اسی پتلی پر جو گرا اکا مگر اُسکو پھر بصورت اصلی ظاہر ہوا اُسوقت کوکب بجلی بنکر اسکے سر پہ پہونچا اسنے بھی اپنا ہم شبیہ چھوڑ کر اور آپ نگاہ سے پنہان ہوا تادیر اس طرح بجلیان گرا کین خرمن جہان وہر کو جلنے کی دہشت تھی ساکنان بحر و بر کو وحشت تھی جب بجلی کڑکتی گاؤ زمین کی چھاتی تہ ارض دہل جاتی اسی آفت مین افراسیاب نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا توڑ کر کھینچ مارا کہ وہ کمند بن کر سر و گردن پیکر مین کوکب کے پیچیدہ ہوا اسنے فوراً سحر پڑھا کہ ایک پتلا مقراض سحر لیے پیدا ہوا اور کمند کے حلقون کو اسنے کاٹ دیا اُکے کوکب نے اپنے سر کے بال نوچکر جو پھینکے وہ ہزار ہا مار سیاہ زہریلے سانپ جنکے کاٹے کا منتر نہین خدا کی پناہ بنکر جانب افراسیاب گمراہ چلے اسنے جلد سحر دم کیا کہ روئے ہوا سے چند طاؤس نے پیدا ہو کر اُن سانپون کو کھا لیا اسی طرح تادیر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی کہ

نظم

کبھی رعد آسا گرجتا تھا وہ
مٹادیتا ظلمات افراسیاب
تھے جادوان بنکے مار سیاہ
اسی طرح سے کوکب شہ صفات
بہم نور و ظلمت تھے یون بھڑ گئے
ہوا تھا خدنگ بنکے کبھی کینہ خواہ
لڑائی مین تھا سوتیا اپنی گھات
یہ کیسے کہ ہین دو رتب لڑ رہے
کبھی بنکے بجلی چمکتا تھا وہ
کبھی بنکے سورج لعبت آفتاب

فی الجملہ یہ تو دونون باہم لڑ رہے ہین لیکن بہار ان جو عمرو کو لیکر چلی تھی قریب اس مقام کے آکر اسنے تخت زمین پر اُتار کر عمرو کو اُتار دیا اور آپ برائے اعانت پدر روانہ ہوئی اور آتے ہی اختر سحر کو جوڑے سے نکالکر ہاتھ پر رکھکر تو بن کاٹنے لگی اور وہ لوبین تیر شہاب بن کر جانب افراسیاب چلین اسنے جلد سحر دم کیا

کہ چند پتلے قرولی ہاتھون مین لیے پیدا ہوے اور تیرون کو کاٹنے لگے اور افراسیاب نے پہلے سحر کرکے اندھیرا کر دیا تھا اسکو کوکب نے سورج بنکر دفع کیا تھا اب پھر اُسنے سحر کرکے برسے ہوا دیکھا لگا ابر پیدا ہوکر کاجل جھڑنے لگا تیران نے چاہا کہ اس بادل کو مین ٹکڑے ٹکڑے کرکے سر عدو پر گرا دون چنانچہ پر پرواز پیدا کرکے جانب ابر چلی لیکن عمرو کو جو اسنے تخت سے اُتار دیا تھا وہ بھی قریب اُس لڑائی کے آکر تماشا دیکھ رہا تھا کہ برسے ہوا ایک سل معلق جمی ہے اور اس پر ایک لوح چمک رہی ہے گرد اس سل کے لڑائی ہو رہی ہے پس یہ دیکھ کر سوچا کہ لوح طلسم کوکب یہی ہے اور اسی کے لیے یہ لڑائی ہو رہی ہے اسکو لینا چاہیے چنانچہ اسی فکر مین فرغول اور بادمہرے حضرت جبرئیل کے دیے ہوے نکالکر پاؤن مین باندھے صفت انکی یہ ہے کہ زمین سے جسقدر چاہے انکو باندھکر انسان اونچا ہو جاے غرضکہ خواجہ اپنی تدبیر سے درست ہوکر گھات مین تھے کہ یکایک سحر افراسیاب سے اندھیرا ہوا اور تیران اسکے دفع کرنے کو چلی مگر ہنوز وہ ابر تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ خواجہ نے اس اندھیرے مین جست کی اور باعجاز بادمہرہ اونچے ہوکر قریب تختہ سنگ پہونچکر جال الیاسی مارا کہ مع اُس شیطان کے جو سل بنا ہوا تھا لوح کو کھینچ لیا وہ شیطان بہت حیران کہ مین کس بلا کے پھندے مین پھنسا اور جال مین آتے ہی سل کی طرح تو نہ رہا بصورت اصل ہو گیا اور تڑپا کہ اس پھندے سے نکل جاؤن عمرو نے کہا بس خیریت اسی مین ہے کہ چپکے پھنسے رہو وہ بنظر حسرت خواجہ کی صورت دیکھنے لگا آپنے فرمایا کہ بھئی کیسا مزاج ہے خوب چپکے ٹھہرے ہوے تھے اُسنے کہا اجی حضرت لوح آپ لے لیجیے لیکن مجکو تو چھوڑ دیجیے خواجہ نے کہا بھئی مین کیا جانتا تھا کہ تم چھپے ہوے ہو اور خیر پھنس گئے ہو تو کچھ قباحت نہین ہے سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر جلد تر زنبیل مین اسکو ڈالکر زمین پر اتر آئے اور الگ جاکر کھڑے ہوے اس عرصہ مین تیران اس ابر کے قریب پہونچی اور اختر مرد افرید کے تیر مارا کہ وہ ابر پھٹکر ٹکڑے ہوکر افراسیاب کی طرف چلا اور آواز مثل صور اسرافیل کے پیدا ہوئی قیامت تازہ برپا ہوئی شہ جادوان گھبراکر زمین پر اُتر آیا اور غائب ہو گیا وہ ابر کوہ پر جاکر گرا اُجالا ہو گیا دامن سحاب سحر کے چاک چاک ہونے سے شمع نور مہر فانوس ظلمت سے باہر نکلی افراسیاب پھر ظاہر ہوا شاہ کوکب بھی زمین پر اُتر آیا اور ایک طرف سے تیران اور ایک جانب سے افراسیاب پر حملہ کیا اس عرصہ مین شاہ طلسم ہزار برج لڑائی کی خبر سنکر فوج اپنی لیکر برلے مدد افراسیاب کئی ہزار ساحرون کی جمعیت سے آ پہونچا ادھر تیران کی خواصین جو چلی تھین آکر داخل ہوئین اور دونون طرف سے جنگ عظیم ہونا آغاز ہوئی یہ معاملہ جو شہزادہ تورج نے دیکھا تیغہ کھینچکر یہ بھی چلا اور اخگر وغیرہ بھی لڑنے لگین اور اتفاق سے ملکہ حیرت جو داخل طلسم ہوئی تھی تو اسنے اپنے رفیقون سے کہا میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ شہنشاہ پاس جاؤن رفقا نے عرض کی کہ دریافت تو فرمایئے شہنشاہ کہاں ہین اُسنے رقعہ دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم ہزار برج مین لڑ رہے ہین یہ معلوم کرکے اپنی انیسون سے کہا اے بی میرے مردوے کو بھی انتہا کا غصہ ہے آگ ہی کا بنا ہوا ہے سامری نہ کرین جو انکو بھی غصہ آے اب یہ دل تو دیکھو اکیلے طلسم ہزار برج مین گئے ہین اور دشمنون نے انکو گھیرا ہے جب ہی مین کہتی ہون

کہ میرا دل کیوں گھبراتا ہے یہ کیا جانتی تھی کہ میرے وارث پر ایسی کچھ بنی ہے خوب جانتی ہوں کہ وہ آفت میں اسی طرح گھسکر ایک دن مجکو بے آبرو بنائینگے انیسوں نے کہا بی ساحری نہ کرے تم کیا اپنے منھ سے فال بد نکالتی ہو شہنشاہ سب کو مارینگے انکا رویاں بھی میلا نہ ہوگا دشمن نگوڑے غارت ہونگے اسنے کہا یہ تو سب کچھ ہے مگر مجکو جانا چاہیے یہ کہکر کئی ہزار ساحر تیار کرا کر طاؤس سحر پر بیٹھکر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی مگر جبتک یہ پہونچے پہونچے وہان افراسیاب نے روشنی ہونے سے دیکھا کہ لوح مع تختہ سنگ ندارد ہے حیران ہوا کہ لوح اگر کوئی لیتا تو ہو سکتا ہی لیکن وہ تختہ سنگ تو اصل مین شیطان ہی اسکو کسنے لے لیا اور اگر یہ کہیے کہ وہ خود لوح لے گیا تو وہ لیجا نہ سکتا تھا پس جس کسی نے اس شیطان کو قید کیا کاٹے کردہ خیر دریافت ہوجائیگا اب لڑنا بیکار ہے یہ سوچ کر اپنے بازو پر سے آنکھ لکھ کو کوکب دکھایا کوکب نے اسکو آنکھ کھولتے دیکھ کر سحر پڑھا کہ ایک پریزاد آئینہ لیکر آئی ادھر اسنے آنکھ دکھایا پری نے آئینہ دکھایا ادھر اسکو غش آیا ادھر اُسکو غش طاری ہوا اور دونون زمین پر گرنے لگے یکایک پردے ہوا سے سواران زرین پوش پیدا ہوئے اور زمین سے ایک مچھلی نے کہ زمرد رنگ تھی سر نکالا سواروں نے آکر شاہ کوکب کو اٹھایا اور تخت پر ڈال کر جانب طلسم چلے ادھر ماہی زمرد رنگ اژدر کی طرح دم کھینچکر افراسیاب کو نگلا اور زمین مین غائب ہوکر اندر ہی اندر روانہ ہوئی جب شاہ افراسیاب اور کوکب جا چکے اخگر سمجھی کہ اب تاجدار اور تورج سے سامنا ہوگا پس وہ بادشاہ طلسم ہے یہ شہزادہ لوح نہیں رکھتا ہے گرفتار ہو جاویگا یہ سوچ کر چاہا کہ تورج کو جنگ سے منع کردن مگر یہ فرزندان حمزہ ہین جنگ سے پھرنا نہیں جانتے چنانچہ اخگر نے ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہوگیا یہ عقاب بنکر جھپٹی پنجہ مین داب کر اٹھا لیگئی اور درۂ کوہ مین جاکر ٹھہری اب بہار نے بھی پھرنا چاہا مگر اسوقت حیرت جو روانہ ہوئی تھی آکر پہونچی اور فوجون کو جمع دیکھ کر بے اختیار حملہ آور ہوئی ملکہ بہار نے اس سے مقابلہ کیا سحر کی چوٹین چلنے لگین دوبارہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکار ہوا کئی ہزار کنیزان بہار ان لشکریان حیرت پر جا پڑین سحر و سیز تمک آغاز ہوا نارنج و ترنج کی بوچھار تھی دنیا دھوان دھار تھی کبھی آگ برستی خلقت جان بچانے کو ترستی کبھی پتھرون کی بارش ہوتی گیتی گرانباری سے رو رو دیتی مینھ موسلا دھار برستا قیامت کبری برپا دونون شاہزادیاں آستینیں کھینچتی ہوئی کبھی وہ اختر مرواریدی کی لوین کاٹتی اسکی روشنی ایسی پھیلتی کہ حیرت اندھی ہوجاتی جلد سرمہ سحر آنکھوں مین لگاتی اور اپنے گیسوئے مشکین کو پراگندہ کرتی کہ تاریکی چھا جاتی بلا سر دشمن پر لاتی بہار پھر اختر چمکاتی کہ دھوپ نکل آتی فروغ مدعیہ مٹاتی اور ایسا سحر کرتی کہ حیرت دیوانہ وار بکنے لگتی پھر حواس درست کرکے کمند سحر اسیر لگاتی وہ منھ سے اف کرکے کمند جلاتی ادھر لشکر مین ہنگامہ بپا کوس دبوق کی صدا سے سپہر دوار کا سر پھرتا لاشین میدان مین گرتی جاتین بیرون کے غل سے آندھیاں آتین حیرت زوجۂ شاہ جادوان ہو آجتک اپنا ہمسر کسی کو نہ سمجھکر اچھی طرح نہ لڑی اسوقت بہار کو اپنے برابر کا سمجھکر کا لحاظ سحر کرنے لگی بہار بھی جان لڑا رہی تھی دونو مین کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا کہ یکایک ہوا تند چلی اور برفباری اور سنگباری ہونے لگی بعد اس آفت کے ایک ساحرہ تخت پر سوار نظر آئی کہ نہایت پیر و کہن سال تھی سر پہ جوڑا اتنا بڑا تھا کہ جیسے مٹکا اوندھا لیا تھا وہ جوڑا مٹی سے لتوپا ہوا کچھ

جتیں خاکستری زمین پر لٹکتی تھیں رخساروں پر جھریاں پڑی تھیں سر پر نیا قصابہ بندھا تھا چادر محمودی اوڑھے تھی صورت
ایسی ڈراونی دکھتی تھی کہ واقعی بلا ہے دہان تھی کان آنکھ ناک سے شعلے نکلتے تھے آنکھیں سرخ جیسے دو طاؤس پر خون دست
پا بدوی نہایت زبون چار پتلیاں سونے کی تخت اسکا اٹھائے ہوئے اور بہت سی پتلیاں سونے کی گرد و پیش تخت کے
عہدے ہاتھوں میں لیے ناقوس بجا سر پر اس ضعیفہ کے چنور ہو رہا تھا اسکے دو دراز اور دو ہاتھ مثل انسانوں کے
لیس جیسے ہی وہ لکاتہ آتی آمد سے اسکی یہ اثر ظاہر ہوا کہ ہر سحر بھول گیا اور ملکہ حیرت نے دوڑ کر تسلیم کی اور عرض کیا دادی جی
دیکھیے یہ چھوکری میرے منہ چڑھتی ہے وہ ساحرہ کہ نام اسکا **آفات چہار دست جادو** ہے **افراسیاب** کی دادی
ہے حیرت کی یہ فریاد سن کر برّان کی طرف مخاطب ہوئی ملکہ نذر گزرنے بھی جھک کر سلام کیا اسنے دعا دی کہ بچی جیتی
سلامت رہو نصیب کھلے سونے کا سہرہ بندھے بیاہ ہو کہو میرے بیٹے **کوکب** کا مزاج کیسا ہے اسنے کہا جی دعا
کرتے ہیں اچھی طرح ہیں اسنے کہا لے چھوکری ادھر آ ذرا میری چھاتی سے لگ جا بیٹا تو بڑی بہروت ہے برّان سر
جھکا کر قریب گئی اسنے سر سینے سے لگایا اور کہا کیوں ری اب تو بڑی لڑاکا ہوگئی ہے اے فرزند تو میرے آگے کی گڑیا
اری تجکو سحر کسنے بتایا تجکو کرنے سے اپنا ناک پونچھنا یاد نہ رہا تیرا زچہ خانہ کیا تیرے باپ کے زچہ خانہ میں جاگی
ہوں اور قسم ہے سامری کی جو بہت دن تجکو نہیں دیکھتی ہوں تو میرا دل لگا رہتا ہے میاں کوئی آپس میں فساد کرتا
ہے میرے نزدیک جیسے **افراسیاب** ویسے تیرا باپ یہ کہکر حیرت کو قریب بلا کر بلائیں لیں اور دعا دی کہ بیٹی پھلیں
پھولو اپنی جوانی کا سکھ دیکھو ناتک کوکھ سے ٹھنڈی رہو تمکو بھی آپس کا پاس چاہیے لڑائی موقوف کرو دیو میں جاتی
ہوں کہ کچھ ایسے لوگ آ گئے ہیں کہ باہم صفائی ہونا مشکل ہے لیکن جہانتک ہو سکے فساد نہو تو بہتر ہو تو بس جاؤ
اپنے اپنے مقام پر آرام کرو دونوں کو رخصت کیا حیرت فوج لیکر اپنے طلسم کی طرف چلی اور آفات بھی چھپا کر سحر خوان
ہوئی کہ تخت اسکا دفعتہ قندیل فلک ہوگیا برّان نے جاکر ڈانڈے پر طلسم کے شہزادہ ایرج ہو اس سے ملاقات
کرتی چلوں لیکن خواجہ عمرو ساتھ آئے تھے انکو تنہا جانب طلسم روانہ کرنا مناسب نہ سمجھی اور نہ سامنے انکے ملاقات
کرنا بہتر جانا پس خواجہ کو کر لوح لیکر مخفی ہو گئے تھے تلاش کر کے تخت پر سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوئی مگر خواجہ
نے مطلق لوح لینے کا ذکر ملکہ سے نہ کیا ملکہ نے ہر چند پوچھا کہ لوح کا حال کچھ آپکو معلوم ہوا انھوں نے جواب دیا کہ میں نہیں
جانتا غرضکہ یہ تو اپنے مقام پر پہونچکر مصروف عشرت ہوئے کوکب بھی ہوشیار ہو کر اپنے قلعہ کو کبہ میں آئے ادھر
ماہی نے ظلمات طلسم ہوشربا میں پہونچکر **افراسیاب** کو دُگلا جب وہ ہوشیار ہوا بہت کچھ اسکو سمجھایا آخر
شاہ جادوان اس سے رخصت ہو کر اس فکر میں چلا کہ جس طرح ہو سکے کوئی طلسم کشا ہم پہونچا کر طلسم نور افشان
تو ڑوا ڈالوں فی الجملہ اسی فکر میں جانب کوہ نیلم روانہ ہوا واضح ہو کہ یہاں سے حال جہانگیر بن امیر حمزہ کہ حالت کفر
میں ہے بیان کیا جاتا ہو کہ شاہ جادوان اسکو لاکر طلسم نور افشان کے توڑنے کو بھیجا ہو مگر یہ احقر مترجم پہلے عرض
کر چکا ہو کہ تسلسل فسانہ کا میں خیال رکھتا ہوں پس حال تو رج اس بیان میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا بدیں سبب
اول طلسم ہزار برج کی داستان بیان کیجاتی ہو پھر انشاء اللہ کیفیت جہانگیر بیان کرونگا ۔

کنون باز گویم ہما داستان ا | شنیدید گشتید مشتاق آن

افسانہ خوانان جرائد طلسمات نیرنگی تحریر اس طرح دکھاتے ہین کہ جب سب افسر و لشکر اس بادیۂ طلسم سے لڑ بھڑ کر چلے گئے تاجدار بھی اپنے مقام پر آیا اور اپنے طلسم کے بچانے کی فکر کرنے لگا مگر اخگر جو شہزادہ تورج کو لے کر پوشیدہ ہو گئی تھی بعد میدان صاف ہونے کے ظاہر ہوئی اور شہزادہ کو ہوشیار کیا اور سب حقیقت عرض بیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا اب مین یہان نہین ٹھہرونگا برائے فتح طلسم جاؤنگا اخگر نے عرض کیا اچھا آپ ادھر تشریف لے جائیے مین فقیرنی بنکر پھرونگی جب خدائیتعالیٰ آپکو امیر اس طلسم کا کریگا مین بھی مل رہونگی ہزاران ہزار گریہ و زاری اس سیاح دشت محبت کو رخصت کرکے آپ فقیرانہ لباس کیا چہرۂ انور کو خاک آلودہ کرکے کو بلجاند پر خاک ڈالی مطلب کی فقیری اختیار کی لباس گیروا رنگا کنیزون کو بالکیان مقرر کیا بال بھی مٹی سے بھر لیے کفنی گلے مین پہنی جھولی گلے مین ڈالی بستر کے لیے مرگ چھالا لیا اور صحرا صحرا پھرنا آغاز کیا ادھر شہزادہ جو روانہ ہوا واسطے منازل طلسم فرمانے لگا کس لیے کہ یا تو یہ صحرا طلسم بند تھا مگر مرنے سے عقاب پری کے راستہ کھل گیا شاید اسکی حفاظت کے لیے صحرا کو باندھا تھا غرضکہ یہ رہرو بادیۂ طلسمات کوہ و بیابان طے کرتا ایک کوہ زمرد نگار کے قریب پہونچا دیکھا کہ اس جگہ طرفہ بہار ہے پہاڑ کا رنگ بھی سبز اور دامن کوہ مین سبزہ زار درختون کا لباس اور سر کوہ پر آسمان اخضر سایہ فگن دور تک رحمت خدا جوش زن پہاڑ نہ تھا ایوان بہار تھا جو گل تھا شمع شبستان بہار تھا فلک زمردی اسپر تصدق ہر بار تھا عکس کوہ سے افتخار ارض وغیرہ جو چند سبزۂ خفتہ کا بخت بیدار و بلند جو کوئی اس جگہ آتا پھر اسکے عشق مین زہر کھاتا ہر درخت سبز رنگان باغ عالم کا نصیب تھا ہر برگ شاہ بہار کا رفیق و حبیب تھا زمین سب اطلس سبز کا لباس پہنے درخت ہر سمت سایہ ڈالے گھنے گھنے ایک طرف اس پہاڑ کے دامن مین جھیل جیسے بہشت مین نہر سلسبیل گلہائے سرخ سے یاقوت زمرد پر مینا یا شاہد بہار سبز پوش کا یاقوت نگار گہنا سبزہ جوش بہار سے اس طرح زمین سے اُگ رہا تھا کہ صفحۂ دشت رخسار نوخطان سبزۂ آغاز بنا تھا کہ نظم

گل تازہ چمن نیا نیا رنگ | ایام پھرے بدل گیا رنگ | صحرا مین وہ جوش گل تھا ہر سو
پھولون کی چھڑی تھی شاخ آہو | خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز | تھی صبح بلند صبح نو روز

یہ سرسبزی اس کوہ کی ملاحظہ فرماتا شہزادہ ایک طرف بڑھا تھا کہ ایک مکان دامن کوہ مین بنا ہوا نظر پڑا ایک ڈال زمرد کو تراش کر گویا بنا تھا اس طرح زمرد اسمین بچی کیا ہوا تھا شہزادہ جب اندر اس قصر کے گیا طاق و ایوان و صحن و در و واق ہر ایک کو زمرد کا پایا لیکن کوئی ساکن اسمین نظر نہ آیا ہان یہ دیکھا کہ صحن مکان مین چار سو اسی گھوڑا زمرد سبز کا ترشا ہوا بندھا ہے تھان انکے درست ہین گھاس کے گٹھے سامنے کھلے ہین دہانے انکے منھ سے اترے ہوئے ہین وہ گھاس کھا رہے ہین پشت پر انکے زین زمرد رنگ اور زمرد د زر کسے ہین رکابین بھی زمرد کی ہین ہتھونیر یا کھرپین زمرد مین تری ہین اور ہر ایک کی پشت پر ایک ایک سوار زمرد کا پتلا بیٹھا ہو واقعی اس اصطبل مین وہ وہ سبزہ ہے کہ سبزۂ فلک جسکے سامنے شرمندہ اور سر فگندہ ہے سم انکے

بدر سے کہین بہتر خورشید فلک سے ہزار درجہ منور و مدد رسمون کو دیکھ کر ہر چشم حیران رہے پیش نظر پتلیون کا تماشا ہو نیرنگ نمایان رہے دم انکی طرۂ گیسوے پری ذوذنب کی صورت مگر خاصیت مین سعد اکبر مثل مشتری کفل پر نگاہ پھسلتی دو کوہ بلند نظر آئے نگاہ مردم پھسلجاتی اسکا ماتھا آئینہ بجبر گردن ہلال سپہر جلد کی باریکی مثل برگ گل کو ہوا جسکو حرکت صرصر کان خوشنویس کے بنائے ہوے قلم یا آبدار رسان نہین نہین مثل بیکان یہ بھی نہین بلکہ سنان مژگان معشوقان دہانہ ایسا چھوٹا کہ دہان معشوق تنگ دہان یا غنچہ بوستان آنکھین چشم غزالان ختن واقعی چیتے کی کمر اور آنکھین مثل دیدۂ ہرن کہ

نظم

طاؤس کی طرح دم تھی رنگین
تھے جام شراب حسن مین ہم
کنگھی چوٹی بلا غضب کی

زرریز تھی مہر کی طرح زین
ہے مشک پہ بال سب کے طرا
جس طرح عروس پہلی شب کی

شیشہ کا گلا کہ پر جسم دم
خجلت دہ گیسوے چلیپا

شہزادہ یہ کیفیت دیکھ کر متحیر تھا کہ آئینے سے ایک پتلا بولا اے طلسم کشا ہم سب آپ کے نوکر ہین مگر ابھی نہین جب آپ لوح طلسم پایئے گا اسوقت ہمین اپنے جلو مین دوڑا یئے گا شہزادہ یہ کلام سنکر سمجھا کہ پتلا سچ کہتا ہے مقدمہ طلسم کا ہے تم بھی خبر ہوا اور یہان سے آگے بڑھو یہ سمجھ کر عنان عزم کو اس طرف سے منعطف کرکے اُس قصر کے دوسرے دروازے سے باہر نکلا یہان دیکھا تو ادہا جرا نظر آیا یعنے ایک پہاڑ یاقوت احمر کا سُرخ بالکل دیکھا زمین بھی سُرخ درخت بھی سُرخ عکس کوہ سے روے ہوا سرخ آفتاب کی تمازت اور دھوپ جو عکس کوہ مین شامل ہوئی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین سے فلک تک آگ بھری ہے گلہاے سُرخ سے تمام درخت مملو شاہد بہار کا تام گلزو درخت ہر ایک لالون کے لال یاقوت اور زر سرخ سے مالامال تھا لاہر درخت کا کان یاقوت وطلا عکس کوہ سے ہر چشمہ آب مطلع آہوان دشت تک اس جگہ سرخ فام سنگریزے زمین کے ماہ تمام زمین وزمان سب سرخ روز لف سنبل مین حنا ہو بخلافکہ حمزہ کا لال یہ حال دیکھتا وہان سے چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک بنگلہ یاقوت رُمانی کا بنا ہوا نظر پڑا وصف مین اس بنگلہ کے زبان لال ہے واقعی بے مثال ہے شہزادہ جب اس بنگلہ مین آیا میز کرسی ذنگل شیشہ آلات سے اُسکو سجا ہوا پایا لیکن ہر چیز سرخ رنگ دیکھی عقل اپنی دنگ تھی کہ یہ کیا اسرار ہے یہان کا مالک کون ہے کسکا دربار ہے سوچ مین تھا کہ ایک طرف صحن مین بنگلہ کے درخت لالہ کے مگر جواہر یاقوت کا سرخ رنگ کا اُسکے نیچے صندلی بچھی اسپر ایک بجلی تڑپ رہی تھی شہزادہ کس سے پوچھتا کہ یہ کیا ماجرا ہے چپکا کھڑا دیکھتا رہا آخر دل مین آیا کہ لاؤ وہ انگوٹھی جو اخگر نے دی تھی دیکھون اُسمین شاید اسکا کچھ حال لکھا ہو یہ سوچ کر انگوٹھی کے نگینہ پہ نگاہ کی لکھا دیکھا کہ یہ سب مقام طلسم کشا کے لیے ہے وہ جہان چاہے بیٹھے شہزادہ یہ دیکھ کر ایک کرسی یاقوت نگار پر اس بنگلہ مین بیٹھا بیٹھتے ہی بنگلہ کی چھت چرچرائی اور تڑا قا ہوا ستون بنگلے کے پھٹے یہ گھبرا کر اُٹھا تھا کہ بنگلہ سر پر آیا شہزادہ نے ہاتھون پہ روک کر بازو اپنے ستون بنائے لنگر مار کر پانون قائم کرکے بنگلہ کو ایک طرف پھینکا بنگلہ تو ایک طرف گر گیا مگر لنگر مارنے سے پانون زمین مین دھنس گئے شہزادہ فلک وقار برزور صاحبقرانی پانون زمین سے نکال کر الگ استادہ ہوا اسوقت ایک

آواز آئی کہ ہائے مارے ڈالتا ہے اور کوئی نہین سنتا ہے ساکنان طلسم ہماری فریاد کو پہونچو یہ آواز آتے ہی از خود ہر گوشہ دشت و در سے شور و غوغا بلند ہوا کہ لیجیو گھیرو پکڑ لینا مارنا یہ غل سنکر شہزادہ گھبرایا اور انگشتری پر نگاہ کی اسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم یہ جو سامنے کرسی بچھی ہے اسکو اٹھا اسکے نیچے ایک تختہ سنگ ہے اسکو ہٹانا دہانہ نقب کا ظاہر ہوگا اسمین چلے جانا اگر اس کام مین ذرا بھی تامل ہوا تو مورد صد آفات و بلا ہوگا اجل کا سامنا ہوگا شہزادہ نے فوراً کرسی کو اٹھا تختہ سنگ کو سرکایا پھر تو وہ غلغلہ قیامت انگیز برپا ہوا کہ رستم بھی ہوتا تو زہرہ فرط خوف سے آب آب ہو جاتا خاکدان عالم بالکل ظلمت سرا تھا چار سمت اندھیرا تھا شہزادہ نے کچھ خوف و خطر نہ کیا بے تامل اندر نقب کے قدم رکھا یہ معلوم دیا کہ آتشکدہ مین کسی نے ڈال دیا سارے جسم مین آگ لگی اور تڑاقا ہوا شہزادہ تاب لا سکا بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی تو ایک دریاے ذخار مین اپنے تئین پایا کہ بہتا ہوا جاتا ہون اس ماجرے سے بہت حیران تھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا غرض دریا مین ہاتھ پاؤن مارتا شناوری کرتا چلا اگر دم چڑھ گیا دست و پا شل ہوے اسوقت یقین ہوا کہ زندگی حباب آسا ہے یہ خراب آباد دہر سراب آسا ہے کشتی حیات تباہ ہوا چاہتی ہے ساحل نجات کو سون کیا منزلون دور اب مرنا ضرور ہے بس آبدیدہ ہو کر یہ شعر زبان پر لایا کہ

بیت

اتنا تو پوچھا ہوتا بس اے ساحل نجات	کشتی یہ کس کی تھی جو تباہی مین رہ گئی

غرض نظر بفضل مالک بر و بحر کرکے کہ توہی بیڑا پار لگانے والا ہے چند قدم آگے بہا تھا کہ ایک ٹیکرا نظر آیا اور اسپر ایک ملاح کو بیٹھے پایا کہ ڈور دریا مین پھینک کر مچھلی کا شکار کرنا چاہتا ہے شہزادہ غوطہ مار کر اس ٹیکرے سے قریب گیا اور جب غوطہ سے ابھرا ملاح پکارا کہ اے نوجوان اگر تو ڈوبتا ہے تو یہ ڈور تھام لے کس لیے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے شہزادہ نے ڈور تو نہ تھامی مگر انگشتری دیکھنا چاہی فوراً تلاطم آب ہوا اور موجون کے طمانچے منھ پر پڑنے لگے پانی کے چھینٹے آنکھیں بند کیے دیتے تھے ناچار بوجہ کے ملاح کے اس ڈور کو پکڑا اور ملاح نے کھینچا یہ نہنگ بحر شجاعت اسکے سہارے سے باہر نکلا ملاح نے کہا کہ تم ڈوب جاتے اگر مین نہ نکالتا یہ احسان میرا مانو اور جو مین کہون وہ کرو سنو ارادۂ طلسم شکنی سے باز آؤ طلسم مین کچھ مال و متاع نہین صرف بندگان سامری و جمشید رہتے ہین اور انھین غریبون کی اسمین روٹی ہے تم مسلمانون کے لیے سارا عالم چھوڑ دیا ہے یہ کونا بندگان سامری و جمشید نے لیا ہے انکو ستانا اچھا نہین شہزادے نے فرمایا کہ او بیہودہ تو کیا جھک مارتا ہے مین سامری پرستون کا نام تو دفتر عالم مین رکھونگا نہین سب کو غرق قلزم فنا کرونگا ملاح یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا اوخیرہ سر طلسم ہزار پیچ ہے کوئی ایسا ویسا مقام نہین تو کیا توڑ سکے گا اچھا اب اس دریا سے دیکھون تو کیونکر نکلجاتا ہے یہ کہکر اٹھا اور ایک طرف چلا اور پھر کر کہا کہ اب بھی میرا کہنا مان اور میرے ساتھ آ شہزادے نے موقت انگشتری کو دیکھا معلوم ہوا کہ ہر چند زبردستی نہ چلنے گی اسکے ساتھ تمکو جانا ہوگا شہزادہ یہ دیکھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ وہ ملاح زمین پر گرا اور تڑپ کر شیر غران بنا اور اس اسد بیشۂ شجاعت پر حملہ آور ہوا یہ اسکے ہمہمہ کو روک نہ سکا گر پڑا اپنے منھ مین داب کر جو

اچھالا یہ پشت پر اُسکی پہونچا وہ پیٹھ پر لاد کر اس دریا مین کودا اور شناوری کرکے آن واحد مین پار پہونچا دیکھا اس
پار دریا کے صحراے ویران و ہول خیز ہے نہایت وحشت انگیز ہے غول بیابانی شعلہ فگن ہین اژدرون کے
غار ہین شیرون کے مسکن ہین جناب خضر بیابانی جو وہان آئین یقین ہے کہ خوف کھائین اور خوف و دہشت
سے قدم نہ رکھین حضرت خضر دعاے حفظ و صحت دم کرین جو درخت تھا مثل مرد مفلس پریشان جو برگ تھا رنگ
دیوانگان آئینہ دار حیران وحشت کی گھٹا چھائی غیرت و آفت و برستی آفتاب دیدہ وحشتناک کی طرح آنکھ
پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہر بگولا دیو سیاہ نظر آتا مختصر یہ کہ اُس صحرا مین ایک منڈھی سرکی کی پڑی ہوئی وہ بھی نہ
سرکی نہ نیبر کی مثل عاشق شوریدہ سر جھاڑ اسمین ایک جوگی بیٹھا ہوا لیکن سر جھاڑ منہ پہاڑ موٹا خنگا نہایت
وبنگا ازسرتا پا ننگا بال جٹا دھاری زمین پر گھسٹتے چلتے توند نکلی ہوئی ہاتھ مین دو دلکڑ جلتے لیئے ماتھے پر صندل سے
ایک سورج بنا ہوا پنجہ ترسول چھاتی پر سیندور سے چھپا ہوا کھڑاؤن پہننے کی آگے دھرین سُرخ سُرخ آنکھین
حدقہ چشم سے باہر نکلی پڑتین بیراگی ٹیڑھی بغل کے نیچے تکیہ کیے بیٹھا تھا شہزادہ کو اس شیر نے سامنے اسکے لا کر
ڈالدیا اور آپ مثل انسان بنکر پکارا کہ اُستاد یہ مقید طلسم حاضر ہے جوگی یہ سُن کر شہزادہ سے گویا ہوا کہ لمے
تو یہ جو تجکو یہانتک آنا مناسب نہ تھا یہ طلسم ٹوٹنا نہایت محال ہو تجکو لازم ہے کہ اُٹھ اور خداوند سامری کو سجدہ
کر شہزادہ کو اس گفتگو سے بہت غصہ آیا اور کہا اے تیرہ روزگار تم مین سے ایک کو بھی مین انشاء اللہ زندہ نہ چھوڑون گا
سنگ طلسم سے سر توڑونگا جوگی نے کہا اب تیری قضا ہی آگئی یہ کہکر ایک خنجر بوریے کے نیچے سے نکالا اور اُٹھکر جانب
شہزادہ چلا شہزادہ نے بھی حملہ کرنے کا ارادہ کیا دیکھا تو وہ ڈور جو دریا مین سے پکڑی تھی میرے بازو پر بندھی ہو ہاتھ
قابو مین نہین ہین یہ دیکھکر چاہا کہ انگشتری کو دیکھون اس عرصہ مین اُس جوگی نے خنجر مارا شہزادہ انگشتری پہنے تھا اسکی
برکت سے خنجر اُچٹ گیا اور جسم صحیح و سالم رہا اور اُسنے انگشتری کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ اس اسم کو پڑھکر بازو پر دم کر مشکین
کھلجائین گی اسنے اسم ورد زبان کیا اُدھر جوگی نے خیال کیا کہ پھر خنجر نے اثر نہ کیا شاید یہ بھی ساحر ہو یہ سمجھکر گویا ہوا کہ
اے طلسم کشا مسلمانون کو سُنا تھا کہ ساحر نہین ہوتے ہین مگر تو ساحر بھی ہے شہزادہ نے اسم تو بازو پر دم کیا کہ وہ ڈور جل گئی
جب اس بند سے رہائی پائی جوگی سے کہا ہم ساحر ہین تو اپنے لیئے نہین ہین تو اپنے لیے تو اپنی سزا اپنی کنار مین دیکھ
جوگی نے اسکو ڈور سے چھوٹتے ہی دیکھا تھا سمجھا کہ یہ قہر طلسم کشا ہے اس سے آشتی کرنا چاہیئے یہ سوچکر کہا اے
شہریار معلوم ہوا کہ آپ فتاح طلسم ہین اچھا مین سحر آپ پر سے دفع کیے دیتا ہون آپ تھمیے اور جو کچھ مین کہون
اُسکا جواب دیجیے یہ عرض کر کے رو بسحر پڑھا کہ شہزادہ پر بالکل اثر سحر باقی نہ رہا یہ کیفیت دیکھکر وہ ملاح جو فسین کر
اس ضیغم نیستان جلاوت کو یہان لایا تھا گھبرایا اور بسرعت اُڑا لایا یہان سے کچھ فاصلہ پر ایک اور ساحر رہتا ہے کہ نام
اسکا فیلان جادو ہے اُس سے جاکر اُسنے سب کیفیت بیان کی وہ حال سُنکر غضبناک ہوا کہ یہ اس جوگی نے کیا کیا
مسلمان سے مل گیا دین و دُنیا دونون کو کھو بیٹھا اب مجکو لازم آیا کہ اُسکو سزا دون اور ابھی سویرا ہے دین قدیم
کی طرف اسکو پھیر دون یہ کہکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور زمین پر لوٹ کر ایک مست ہاتھی بنا کہ چارون گھنٹیان ٹنگتی تھین

کجلی بن خود نظر آتا تھا قد اتنا بڑا تھا کہ کوہ معلوم ہوتا تھا بلکہ فیل فلک اس سے خوفناک ہوا اسد چرخ کو ٹھوکر دن مین اڑانے کا ارادہ رکھتا تھا دو دانت فیل قامت اوج بن عنق منھ سے باہر نکلے ہوئے گورکن قضا کے معلوم دیتے اس ہیئت سے بنکر روانہ ہوا اور سامنے جوگی کے پہونچا وہ جوگی تو سیج کو منڈھی مین لیکر بیٹھا تھا اور مناظرہ اپنے دین کے آئین کا کر رہا تھا کہ یہ پہونچا اور للکارا کہ او بیحیا و بیدین یہ کیا تو نے غضب کیا کہ متاع ایمان کو مع نقد جنس تو کھو بیٹھا اپنی ایمانداری سے بھرے ایمانی مین ہاتھ دھو بیٹھا اب تجکو لازم ہے کہ تجکو سزاے معقول دون اس جوگی نے کہ نام اسکا بیابانی فیل ہیکر جادو تھا یہ گفتگو جو سنی غصہ ناک ہوا کہ یہ نالائق میرے مقابلہ مین آیا ہو اور بے سمجھے مجکو بے ایمان بناتا ہو اور اپنا تاؤ پیچ دکھاتا ہو حالانکہ مین ابھی شریک طلسم کشا نہین ہوا پس بغضب تمام تر اپنی جگہ سے اٹھا شہزادہ نے کہا کہ تم تامل کرو مین اس سے سمجھ لیتا ہون اسنے کہا نہین آپ تماشا دیکھیے اس نالائق کی بھی حقیقت ہو کہ میرے مقابلہ مین آیا ہو یہ کہکر منڈھی سے نکلا لوٹنے لگا اور ہاتھی مست بنکر سپہر جھپٹا یہ بھی ایسا فیل دہابت شکوہ بنا کہ گاؤ زمین کو بار اٹھانا مشکل ہوا طبقہ زمین مین زلزلہ آیا کشتی ارض ڈگمگانے لگی مالک بر و بحر کو کعبہ حاجت سمجھ کر دنیا پناہ چاہنے لگی اور یہ اٹھکر اس فیل سے مقابل ہوا باہم دھڑاکا ٹکر کا چلنے لگا زمین و زمان ہلنے لگا۔

خرطوم کے گھونسے پڑنے لگے بھسونڈے سے بھسونڈے لڑنے لگے تا دیر باہم لڑا کیے آخر دونون کے سر پھٹے اور شرارے نکلے اسکے سر کا شرارہ اسکے سر کا اسکے سر پڑا دونون مثل دیو آتشبازی کے جلنے لگے اور ایک شرارہ آکر اس مارح یہ بھی پڑا کہ وہ بھی جلنے لگا آخر یہ تینون شیاطین فی النار ہوا مستقر ہوے اور جلکر خاکستر ہوے شہزادہ یہ قدرت خدا تعالی دیکھکر ششدر تھا کہ اس دافع البلیات نے ان بلاؤن کو کیا بطور آسان دفع فرمایا اور مجکو بچایا غرض شاہ ان فرمان وہان سے آگے روانہ ہوا اور سیر صحراے وحشتناک کو طے کرکے ایک ایسے بیابان مین پہونچا کہ سراسر منور و روشن تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزار ہا آفتاب نکلا ہوا ہو فلک سے نور برستا تھا ابر کے سفید ٹکڑے چھاے جو چمک مہر تابان کی رکھتے تھے شاہد روزگار کس خوبروئی سے لباس نورانی زیب قامت کیے چہرۂ عارفان لبسان قلب روشنضمیران زمین و زمان روشن ہر چشمہ آب کی موج بقعہ پر چمک زن ہر شجر نہال وادی ایمن ہر شاخ صبان شاخ بلور ہر سنگ چمک مین بہ از رخسار حور شہزادہ اس وادی نور کو ملاحظہ فرماتا ہوا جب کچھ آگے چلا سامنے ایک قلعہ سنگ سے بنا ہوا نظر پڑا کہ سنگ مرمر اسکو دیکھ کر غیرت سے مر جاے شب کا نوری رشک سے مہر اکھاے ہر دیوار اسکی صفائی مین ردمے تابان معشوق سے بہتر ہر کنگرہ اسکا رفعت مین فلک کا ہمسر شہزادہ قریب در قلعہ آیا دروازہ بھی سنگ سفید کا پایا کہ مثل چشم جناب یعقوب انتظار مین کسی یوسف لقا کے کھلا ہوا اور سفید ہو گیا تھا اور قلعہ پر ہزار ساحر بعہدہ دربانی بیٹھا تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوا کسنے منع کیا جب اندر آیا تو سکان بستی رشک غیرت عشرت سے بہشتی ذی ہوس کاتات ہر قسم کی اشیا رکھنے معمور ہر شخص فارغ البال و مرفہ حال ملکر و بجنود جدھر دیکھیے سامان عشرت فراہم کثورہ بجا ہنگامہ نشاط برپا نہایت کھا کم کہ بمقتضاے ابیات

بازار مین یون سڑک صفا خیز	جس طرح کہ نہر آب لبریز	شیرینی ہوائی روح کے لیے قوت

کوٹے ہوے اُسپہ لعل و یاقوت
تھے جمع کسی طرف فسون گر
مین دار پہ ہون جواب منصور
پوری سے گرسنگی کو دو رہی
یان جسکے ہوس مین آئے آدم

سرخی سے عجیب عالم نور ہ
بنجاتے تھے دم مین پرکبو تر
تیار کہین جو نان دسلوا
بھوکون کی ہوئی مراد پوری

یا مانگ مین مہوشون کی سیندور
نٹ بانس پہ کر رکھا تھا مذکور
اُترا تھا فلک سے من و سلویٰ
وہ گرم کچوریون کا عالم

شہزادہ فلک جاہ یہ کیفیت شہر کی دیکھ کر بہت محظوظ ہوا اور از بسکہ تشنہ و گرسنہ تھا ایک دوکان کے قریب گیا اور جیب سے خست زر و جواہر نکالکر دوکاندار کو دیا اسنے ایک خوان مین مٹھائی طرح طرح کی نکال کر اپنی دوکان کے ایک گوشہ مین بچھوائی اور قالین بچھوا دیا شہزادہ وہان جا کر بیٹھا اور مٹھائی کو اُٹھا کر قریب دہن لایا تھا کہ ایسی بوے بد آئی کہ دماغ پریشان ہوا گھبرا کر مٹھائی کو جو دیکھا بھیجا سڑا ہوا کسی جانور کا نظر آیا اسنے اسکو پھینک کر پھر دوسری ڈلی اُٹھائی ویسی ہی بو آئی اب دیکھا تو گوشت سڑا ہوا ہے شہزادہ نے وہ سب خوان اُٹھا کر قریب حلوائی آکر اُسکے منہ پر مارا اور کہا او بیحیا ڈھٹ بندی کر کے مٹھائی کے عوض سڑا ہوا گوشت بیچتا ہے حلوائی عذر کرنے لگا اس سے حجت کر رہا تھا کہ اُس حلوائی کا باپ آیا اور اسنے پوچھا کہ یہ کیا تکرار ہے حلوائی نے سارا ماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت سُنکر معلوم کیا کہ یہ شہزادہ شکنندۂ طلسم ہے پس اسنے شہزادے کے سامنے ہاتھ باندھے اور روپیہ جو کچھ لئے لیا تھا وہ سامنے حاضر کیا او رعرض پیرا ہوا کہ آپکے قابل یہ مٹھائی نہین ہے اور کہین سے لیجیے شہزادہ نے دام تو واپس لینا خلاف شان سمجھا اور آگے بڑھا ادھر حلوائی کا باپ اس شہر کے حاکم پاس گیا حاکم کا یہان کے قیصر جادو نام ہے چنانچہ وہ دار الامارۂ شاہی مین اورنگ خلافت پر بیٹھا تھا کہ اسنے اطلاع کرائی کہ یہ احقر آپکے فائدے کی بات تخلیہ مین عرض کریگا شاہ نے اُسکو تخلیہ مین طلب کیا اُسنے عرض کیا کہ اے بادشاہ عالیجاہ آپکا ہم رعایا سے حکم تھا کہ جب کوئی ایسا شخص آئے کہ اُسکے ہاتھ مین مٹھائی یا روٹی یا بوٹی ہو جا تو اُسکی ہمسے خبر کرنا پس آج وہ شخص آیا ہے اور یہ ماجرا گذرا ہے بادشاہ نے جب تمام ماجرا سُنا حلوائی کو تو انعام دیکر رخصت کیا اور کوتوال کو شہر کے بلا کر حکم دیا کہ پانچ چار سو پیادے ہمراہ لیجا کر طلسم کشا آیا ہے اسکو پکڑ لا کوتوال حسب ارشاد بادشاہ کوتوالی مین آیا اور پیادون کو حکم سنایا تہی بھکی پیادون نے کمر کسی روند تیار ہوئی توڑے شیر ہوے تیر و کمان سنبھالے تلوارین پرتلون مین ڈالین ساز سینگرہ لگا یا جنگ پر آمادہ ہوکر ہر ایک پیادہ چلا اتنے عرصہ مین شہزادہ تورج نے نانبائی کی دوکان سے کھانا مول لیا اور بدستور اول جب کھانے بیٹھا خون کی بو آئی دیکھا تو روٹی سڑی بوٹی ہے شہزادہ نے وہ پھینک کر حلوائی اور نانبائی سب کو گالیان دینا شروع کین نانبائی کے یہان سے پانچ چار رکیرے کفگیر پکڑ کر دوکان پر سے کودے اور پکارے کہ دہ تو جا ہم ابھی ایتر احمیر بگاڑے دیتے ہین قسم دانیال کی جواب تونے ہمارے مالک کو کچھ کہا تو مارتے مارتے قورا کر دینگے شہزادے کو اُن کے کلمات بیہودہ سُنکر زیادہ غصہ آیا دو ایک کا سر پکڑ کر بھیجا پھاڑ دیا اور آتش غضب تنور سینہ مین جو زیادہ مشتعل ہوئی دو تین کو جان سے مار ڈالا اور دیکھا کہ چند خوان کھانے کے تیار کسی امیر کے یہان

بھیجنے کو نانبائی نے الگ رکھے ہین اُنکو دیکھ کر سمجھا کہ مجکو مسلمان سمجھ کر یہ بھیجا ایسا کچھ کرشمہ کرتے ہین ان خوانون کا کھانا اچھا ہوگا پس یہ سمجھ کر نانبائی کو تو مار کر دُکان سے بھگا دیا اور وہ خوان اپنے قبضہ مین کیے نانبائی اور ملازم اُس کے آسیائے ظلم سے مثل دانہ گندم پسے ہوے دُہائی دیتے جانب کوتوالی روانہ ہوے کہتے جلد تھے کہ ایک زبردست ایسا آیا ہے کہ اُسنے مادر شیر مال ہمارا سمجھا ہے اور ہمکو مار کر دل و جگر ہمارا قلیہ کیا ہے غلغلہ یہ ہے کہ وہ طلسم کا توڑنے والا ہے یہ تو سب دوہائی دیتے اُدھر چلے ہین ادھر شہزادہ نے خوان کھول کر کھانا کھانیکا قصد کیا تھا کہ کوتوال پیادے لیے آپہونچا شہزادہ اُسکو دیکھ کر دکان پر سے مثل شیر غضبناک کے کودا اور تیغ تیز کھینچکر اُنپر جا پڑا شمشیر بران بھی تشنہ خون و گرسنہ جان دشمن تھی دانایان ہنر جنگ کے لیے گلخن بھی جسمن نے سرون کے پڑے تنور مرگ مین لگا دیے پیادے پیادے شطرنج کے بنا دیے لاش پہ لاش گرنے لگی شہر مین ہلچل پڑ گئی دوکانین جلدی جلدی دوکاندارون نے بند کین بعض دوکان چھوڑ کر بھاگے دروازے گھرون کے بند ہوے رعایا بھاگنے لگی بدمعاش اچکون کی بن پڑی تھی نے تھارا تم نے اسکا گھر لوٹ لیا تمام شہر مین غدر مچ گیا کوتوال اُن پیادون کو اس فیل تن سے کیا لڑا سکتا آخر خیچ ہو کر دو بفرار لایا اسپ ہمت میدان نامردی مین دوڑایا مات ہو کر رخ جانب در دولت بادشاہ بھیرا جنگ کا مُہرہ نہ رک سکا بادشاہ نے جب یہ حال کوتوال کا دیکھا اپنے بساط مین جسقدر لشکر رکھتا تھا اُسکو تیار ہونیکا حکم دیا دس ہزار سوار اور پانچہزار پیادے تیار ہو کر اُسکے ساتھ چلے قرنائے جنگی بھنکی طبل و بوق کی صدا نے دنیا دہلا دی سپاہی تا ہے اپنے چمکاتے ساحر سحر کی نیرنگی دکھاتے روانہ ہوے آگے سب کے بادشاہ مرکب اژدر دمان کو بنائے تاج سر پہ ہتھیار جسم پر لگاے اسباب سحر سازی وغیرہ جو تھی ساتھ لیے بڑے کر و فر سے شہزادہ نامور کے قرین آکر پہونچا شہزادہ بیخوف و خطر اس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا اب تو چار طرف سے سحر کی مار اور تیرون کی بوچھار ہونے لگی کہیں طرف سے نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ برستے تھے کسی جانب سے تیر و تلوار و خنجر و نیزہ پڑتے تھے سحر کے اژدر قلاب آتشین چھوڑتے منہ پھیلا کر دوڑتے ساحر سحر سے آگ و پتھر برساتے لیکن بسبب انگشتری شہزادے کا کچھ نہ کرسکتے اور حربہ ہائے تیر و گرز کو یہ بہادر ہمہ تن چشم بنکر روکتا اور دو ایک کو مار کر مرکب حاصل کر کے سوار ہوتا تھا تیغ دودم نے اس بہادر بے عدد کا دم بند کیا تھا اس شہر مین تلوار کا رواج تھا متاع جان کی گرم بازاری تھی امان کو ہر ایک محتاج تھا شمشیر کا خم محراب دوکان نظر آتا جوہر کا جواہر جسمین تکتا ہر ایک پاتا دلال اجل ہر پیر و جوان کی جان کا ایک ہی نرخ بتاتا تا کاخ تن سے مکین یعنی روح فراری مرگ مفاجات کی تھی بستی زندگی دیار جسد مین ایمان کے کال ہونے سے عاری شہزادہ نے دم بھر مین سرون کے کنگرے اور بست و پا کے ستون بنا دیے جسد عدو مسمار کر کے سینون کے چبوترے درست کیے لاشون کے ڈھیر لگا دیے کہ نظم

زمین کرد سرخ آن دلاور بجنگ
بکے گرزہ گاو پیکر بجنگ
بہر سو کہ مرکب بر انگیختے
چو برگ خزان سر فرو ریختے
بہ شمشیر بران چو بگذشت دست
سر سرفرازان ہمی کرد پست
اگر بر زدی بر سر آن سرفراز
بدو نیمہ کردیش با اسپ و ساز
چو شمشیر بر گردن افراختی

چو کوہ از سواران سر انداختی | زخون دلیران بدشت اندرون | چو دریا زمین موج زن شد بخون

اور از بسکہ یکہ وتنہا اتنی بہادری سے لڑ رہا تھا تو پلٹنون رسالون مین قتل وقمع کرتا ہوا لشکر شقاوت اثر کے
ریلون کو روکتا قریب بادشاہ پہونچا اس فکر مین کہ جبتک بادشاہ گرفتار یا قتل نہوگا فتح ہونا دشوار ہے تم اکیلے
کہان تک قتل کروگے سور ما جنا بھاڑ نہین پھوڑتا یقین ہے کہ مار ڈالے یا گرفتار ہوجاؤ چنانچہ جب قریب قیصر پہونچا
اسنے ایک سحر کا نارنج سینہ بے رنج شہزادہ پر مارا مگر بوجہ انگشتری کچھ نہ رنج پہونچا نارنج اُچٹ گیا بادشاہ سمجھا کہ طلسم کشا
ہے جنگ مین زیر نہوگا اس سے مکر کرنا چاہیئے اسی اندیشہ مین تھا کہ شہزادے نے گھوڑا اثر دے سے اُسکے ملا کر کمر زنجیر
مین اسکی پنجہ بلی اپنا دیکر زور کیا اور ہاتھ پر اُسکو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر چو رنگ ہوائی کا لون لیکن وہ دغا باز
پکار اُٹھا کہ اے شہریار غلام طالب امان ہے شہزادہ نے اُسکو زمین پر اُتار ا اُسنے لشکر کو اپنے جنگ سے منع کیا اور آپ رکاب
ظفر انتساب شہزادہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا حضور میرے کلبۂ احزان کو اپنے قدم سعادت توام سے شبستان عشرت
بنائین مجکو اور تمام ارکین سلطنت کو مطیع اسلام کر کے سرچشمۂ ہدایت پر پہونچائین کہ آپکا بمقتضائے بیت

آواز قدم دم مسیحا | نقش کف پا چراغ موسے

یہ انکسار جو شہریار عالی تبار نے اُس مکار غدار کا دیکھا چشم مروت جانب پشت پا جھکائین اور عنان مرکب
کو اسکے خانۂ پر نیرنگ کی طرف منعطف فرمایا وہ ننگ خاندان لشکر بقیۃ السیف کو جلو مین لیے ڈنکے بجواتا بعظم وشان
تمام اس ذوالاقتدار کو اپنے گھر لایا اور دربار عالی مارہ مین پہونچکر عرض پیرا ہوا کہ یہ بدبخت و تاج حاضر ہے شہزادہ نے
اُسکو تاج بخشی فرما کر تخت پر بٹھایا ارکان دولت نے نذرین شہزادہ کو دین اور اُسنے اطاعت اسلام کا جب اقرار کیا اُسوقت
اس سیر چشم نے خاصہ طلب فرما کر نوش فرمایا پھر سے حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا ساقیان حور شمائل وطوافان زہرہ مثال
ومیری خصائل حاضر ہوکر داد عیش ومسرت دینے لگین جام خندہ زن ہوے مسرور اہل انجمن ہوے کہ ابیات

جادو نگہان وسحر کاران | غارتگر ہوش ہوشیاران | گل پیرہنان نازک اندام
بس لے گئے دل سے چین وآرام

دن بھر اسی طرح ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہا ہر ایک فرط شوق سے بے شرم رہا جب ساحر شب کے قلب
مین شل نور اسلام نور قمر ضیا افروز جلوہ گستر ہوا اور آفتاب نے مطیع الاسلام ہوکر سر بسجود مغرب رکھا کہ بمقتضائے نظم

ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر | زمین پر چاندنی چھٹکی برابر
جو کین خورشید نے طی منزلین چار | گیا دن آئی شام روشنی بار

بادشاہ نے ایک قصر عالی رفعت
اس صاحب منزلت کیلئے بہر آرام خالی کرا کر پلنگ کرسی میز فرش سے آراستہ کرایا اور جملہ سامان راحت وہان
مہیتا کر کے عرض کی کہ آپ کسل راہ رکھتے ہین جا کر آرام فرمائیے شہزادہ اُسکے کہنے سے مکان مذکور مین بآرام
آیا اور وہ اُٹھکر اپنے شبستان مین گیا اس بادشاہ کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا موسے جادو ہے اتنی بڑی ساحرہ
ہے کہ بال بال مین اُسکے ساحری ہے رگ رگ مین مکاری بھری ہے چنانچہ اسوقت محل مین وہ سحر خوانی کررہی تھی
سامنے صحن مکان مین چمنستان لگے ہین سیر بھی دیکھی جاتی ہے یہ بادشاہ اُسکے پاس آیا اُسنے براہ تعظیم سر جھکایا

تسلیم بپدر بجالائی لیکن صورت باپ کی متفکر اُسنے پائی حال ملال استفسار کیا بادشاہ نے جملہ کیفیت آمد طلسم کشا اور اپنا بمکر اطاعت کرنا بیان کرکے کہا کہ کوئی صورت آئینہ خیال مین جلوہ گر نہین ہوتی کہ اس مسلمان کو اسیر کرون اُس لکاتہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ گھبراتے ہین مجکو بزور سحر حال اسکا معلوم ہے اس شہزادہ پر ایک ساحرہ کے فریفتہ ہوکر انگوٹھی طلسمی اُسکو دی ہے جس کے باعث سے وہ ہر جگہ غالب ہوتا ہے پس حضور غافل پاکر اُس کے ہاتھ سے وہ انگوٹھی اُتار لین وہ قید ہو جائیگا پھر کچھ زور نہ چلیگا یہ کلام اس دختر نافرجام کا سُنکر بادشاہ شاد کام ہوا اور بزور سحر اُڑکر اُسی مقام پر آیا کہ جہان شہزادہ آرام مین تھا یہ قریب پلنگ کے بیٹھ گیا شہزادہ ازبسکہ خستۂ راہ بہت تھا بدینوجہ غافل سو رہا تھا اُسنے دست حق پرست سے اُسکی انگوٹھی کو اتارا ہاتھ کو تکان جو ہوئی اس ثانی سلیمان کی بھی آنکھ کھلگئی دیکھا تو قیصر عفریت خصال میرے ہاتھ سے کچھ اُتارتا تھا غور جو کیا تو انگوٹھی کو نہ پایا بس فوراً اُٹھ بیٹھا قیصر اسکے اُٹھنے سے ایسا گھبرایا کہ سحر کرنا بھولا اور رو بفرار لایا شہزادہ اُسکے پیچھے دوڑا چنانچہ وہ ساحر زبردست تھا اُسنے پرواز کی اور اُڑتا ہوا اندر شبستان کے چلا گیا شہزادہ اُسکے عقب مکان آرامگاہ سے نکلکر تا بقصر شاہی آیا لیکن جب وہ نظر سے نہان ہوا یہ زیر دیوار قصر ٹھہر گیا اور فکر کرنے لگا کہ اندر ایوان کے جاکر اُس دیو سیرت کو تلاش کرون یہ تو اس سوچ مین ہین اُدھر وہ بدسیرت اپنی دختر پاس آیا اور انگشتری دیکر اُس سے کہا کہ اب اس مشتری کو قید کر اس گیسو بریدہ نے انگشتری لیکر اپنے گلے کی ہیکل مین باندھ کر ہیکل گلے مین پہن کر انگوٹھی چھوٹے کپڑے مین رکھ لی اور ایک نارنج پر سحر دم کرکے اس مکان کی دیوار پر مارا جہان شہزادہ موصوف جس دیوار کے نیچے کھڑا تھا اُسین سے ایک طوق اور زنجیر آہنی نکلکر گردن و کمر مین پڑ گئی اور چار دیو روے ہوا سے بسان برق چمک کر گرے اور شہزادہ کو اُٹھا لے گئے اور سامنے اُسی مکارہ کے لائے شہزادہ نے دیکھا کہ ایک رواق یہ از طاق کسرے و خورنق بہرام تعمیر ہے حسن و خوبی مین سراسر پری کی تصویر ہے سامنے ایوان کے باغ لگا ہے باغ خاطر شاعران سے بھی رنگین زیادہ ہے بیچ مین اُس گلشن کے چبوترہ نادر کا رنہا ہے اسپر مجھکو دیوون نے لاکر بٹھا دیا ہے زنجیر کمر مین ہے طوق گلے مین پڑا ہے یہ دیکھ کر خاموش تھا کہ سامنے سے موے جادو اپنے باپ کو لیے ظاہر ہوئی اور قریب اس شہزادہ پری جمال کے آکر قصد آزار رسانی کیا مگر چہرۂ بے نظیر سراپا تنویر کو اس ماہ منیر کے دیکھ کر یقین تھا کہ غش کر جائے اُسیر طرۂ زلف گرہ گیر ہوئی گولا سحر کا مارنا چاہتی تھی عشق کا گولا خود چھاتی پر کھایا لشکر عشق نے ملک دل تاراج کر دیا ہجوم غم و ہم نے گھیر لیا سیاہ رنج کے الم پہ پا نظر آئے الم کے نشان ہویدا ہوے مورچہ صبر و ضبط کا ٹوٹ گیا اس معرکہ مین جی چھوٹ گیا رنگ رخ سفید جینے سے نا امید آنکھین ڈبڈبا آئین ہوش و حواس نے رخصت طلب کی جامہ شکیبائی پہ رزے پُرزے ہوا آہون نے سربلند بان چاہین اس جوان زیبا شمائل فرشتہ خصائل حور صورت ماہ طلعت کو دیکھا جسکے دیکھنے سے پریون کو عشق ایسے جن کا سایہ ہو جاے بہار باغ رخسار دیکھ کر حورون کا دل گلزار جنان مین رہنے کو نہ چاہے کہ بموجب

نظم

گیسوے سیہ جو خم بخم ہے	جو وصف کرین ہم اُسکا کم ہے
جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے	

زنجیر فسون سامری ہے　　شہباز نگاہ بے تامل　　مژگان کو جو دیکھیے تو چنچل
صانع ہے خط جبین سے محفوظ　　زیبا ہے کہین جو لوح محفوظ　　ہر چند خرابیان تھین اظہار
سوجھا اسے کچھ بھی پھر نہ زنہار　　مژگان نظر آئے پر اتیسر　　ابرو کی کجی پہ کھائی شمشیر
اڑنے لگے جسم سے شرارے　　آہون کے شرر بنے ستارے　　کچھ درد لگا جو دل مین ہونے
آنکھین لگین زار زار رونے

اپنے باپ سے کہا اب آپ تشریف لیجایئے کنیز اسکا سر کاٹ کر آپکی خدمت مین حاضر ہوگی باپ اسکا اسکے چہرہ کو دیکھ کر پہچان گیا کہ یہ اس نوجوان پر فریفتہ ہوئی پس بغور اسکے سراپا کو دیکھنے لگا اس عرصہ مین وہ چبوترے کے اوپر آکر شہزادہ کی صورت دیکھنے مین محو تھی باپ نے اسکے یہ دیکھ کر کہا کہ اے چھوکری تو کون فریب دیتی ہے معلوم ہوا کہ تو اس مسلمان پر عاشق ہوئی ہے خیر جو تو سمجھ وہ کر مگر انگوٹھی میرے حوالے کر یہ کہکر اسکے سینہ پر ہاتھ ڈالا اسلیے کہ انگوٹھی لیلون لیکن قضا کا نیا حیلہ سنیے وہ ساحرہ بہر قتل شہزادہ ایک سانگ بہت تیز لیکر آئی تھی وہ سانگ اسکی بغل مین دبی تھی باپ نے سینہ پر جو اسکے ہاتھ ڈالا از بسکہ وہ اسکی دختر ہے اور سینہ مقام حیا عورت کا مقرر ہے ایک تو بسبب شرم کے اور دوسرے اسکو انگشتری دینا بھی منظور نہ تھی پس اسکے ہاتھ ڈالتے ہی وہ جھجک کر پیچھے ہٹی یہ اس سے دو قدم بے تحاشا لپٹا سانگ کچھ بغل مین دبی تھی باقی سب آگے نکلی ہوئی تھی اسکے پیٹ سے دو بیت پر جو پڑی توڑ کر پیٹھ کے پار نکلگئی اور وہ تڑپا اور آہ کہکے چبوترے کے نیچے گرا اس کے گرنے سے جھٹکا ایسا پڑا کہ سانگ تو بغل سے نکلگئی مگر ساحرہ بھی آگے کھنچ گئی اور باپ پر یہ سانحہ گذرنے سے گھبرا کر نیچے چبوترہ کے اترنا بھی چاہتی تھی پس کھنچنے سے اس اضطرابی مین پانون اسکا بھی پھسلا اور باپ کے اوپر گری سانگ اسکے پیٹ سے دار کی طرح نکلی ہوئی استادہ تھی یہ جو پہلو کے بل گری کوکھ مین سانگ در آئی اور دوسری طرف نکلگئی اسوقت یہ پدر اور دختر بہ صورت برج جوزا نظر آتے تھے خط توام کی شان دکھلاتے تھے عطارد ان دونون پر بھاری تھا قران النحسین اس باغ مین گویا برج سنبلہ مین واقع ہوا تھا غرضکہ دونون تڑپ کر ہلاک ہوے صداے گیر و دار بلند ہوئی آندھی پانی کے بعد صدا آئی کہ مارے گئے رقیصر اور رموے جادو انکے جہنم رسیدہ ہونے سے شہزادہ رہا ہوگیا سحر اور جبر دفع ہوگیا چبوترے پر سے اتر کر انگشتری قریب ساحرہ پڑی تھی اٹھائی کیونکہ مرگ کے وقت تڑپی تھی تو انگوٹھی گر پڑی تھی فی الجملہ مرگ ہر دو ساحران سے غل و شور جو برپا ہوا تھا دمان محل تیا بانہ دوڑے شہزادہ نے تیغ کھینچکر نعرہ شیر آسا بلند کیا کوئی ہیبت سے ہی دلاور کے آگے نہ بڑھ سکا اور یہ بہادر اس مکان سے دروازہ تلاش کرکے باہر نکلا اسی اثنا مین وہ وقت آیا کہ شعاع آفتاب کی سانگ نے شکم ساحر شب کا چاک کیا اور فروغ عطارد و ماہ گلیم شب مین لپٹا نظم

لیس ہر شب ہے آمد لشکر صبح　　ضیا ڈن سے بھر اتھا کشور صبح　　جو پھر خورشید نکلا آگ ہو کر
ہوا کاشانۂ عالم منور

شہزادہ دار الامارۃ شاہی مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے گروہ ساحران آگاہ ہو کہ کل بادشاہ یہان کا میرا مطیع ہوا تھا مگر رات کو اسنے دغا کرنا چاہی آخر اپنے کردار بد کی سزا پائی مع اپنے دختر نحس اختر کے جانب سقر گیا اب تم مین سے اگر کوئی ارادہ فاسد براہ مرتدی رکھتا ہو تو وہ آکے میرے

مقابلے مین افسران لشکر ارکان سلطنت جو حاضر دربار تھے عرض پیرا ہوے کہ ہمنے آپ کی غلامی بدل قبول کی ہے
اور بہزار جان سے آپکے تابع فرمان مین شہزادہ نے ایک وزیر کو مالک تخت وتاج کیا اور اب انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا
اسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم اس قلعۂ سفید کے آگے ملک لوح داران طلسم پڑیگا چنانچہ لوح پاکر ایسی غفلت نہ کرنا
کہ جیسے آپ انگوٹھی سے غافل ہوگئے تھے اس انگشتری کا اب یہ حکم آخری ہے آگے اس سے کچھ ظاہر نہوگا تجکو چاہیے کہ
اس قلعہ سے باہر نکلکر جانب شمال روانہ ہو ایک میدان مین تیرا گذر ہوگا وہان ٹھہرنا ایک گھوڑا زمرد کا باساز
ویراق زمردنگار تیرے پاس آئیگا اُسپر سوار ہوتا وہ تجکو جانب منزل مقصد لیجائیگا یہ کیفیت انگشتری سے دریافت
کرکے وزیر کو برلے عدل وداد اور رعیت پروری تاکید اکید فرمائی اور قلعہ مین منادی کرادی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت
نکریگا گردن مارا جائیگا غرضکہ سب انتظام مملکت فرماکر وہان سے رخصت ہوکر باہر قلعہ کے آیا وزیر مذکور ہمراہ
رکاب پہونچانے آیا تھا اُسکو وداع کرکے پیادہ پا جانب شمال قدم بڑھایا اور بعد قطع چند منازل ایک مرغزار
روح پرور جانفزا مین پہونچا ہواے بہارین لئے گلہاے بوقلمون کھلا کر روے شاہد دشت رنگین فرمایا تھا دامن صحرا
مین سنجاف لگانے دامن ابر سرخ بصد تزئین آیا تھا مختصر یہ کہ بمقتضاے اوج صاحبقرانی وہان بانتظار مرکب طلسمی استادہ
ہوا ابھی کچھ دیر کے سامنے سے گرد اُڑی اور ایک سمند باد رفتار گلگون صرصر قدم صبا دم پیدا ہوا دہانہ رشک دہ ہلال
منھ پر اُسکے چڑھا اس دہانے سے وہ کھیلتا ہوا کان دونون قلم کیے دم اپنی علم کیے کاوا ریان شیر کی طرح مارتا زین جلاجل
آگین ہزار زیب وتزئین اُسپر آراستہ حلقہ رکاب پر حلقہ مہر وہالہ ماہ تصدق روبرو اُسکے شرمندہ تھے شبدیز
بادپیما وخنگ بارگی جہان فرسا کہ تیز روی مین یون تیز دم کہ عرصہ کونین دو قدم سرعت مین صورت نظر جانے مین
منزلون بسان خیر حد جہان سے ہر گام باہر تعریف مین اُسکی امکان قاصر فی الحقیقت وہ ایسا ہی شاطر نظم

اسوار نہ ہان کبھی لگنے پاسے
یون آتا ہے جیسے طبع مشتاق
یہ چارون طرف مین لے جاسے
تیزی مین برنگ عقل دانا
یون جاتا ہے جیسے ہوش عشاق
ہمت سے بھی بڑھ کے تھا توانا

شہزادہ نے اس مرکب بینظیر کو چمکارا وہ قریب آکر گردن ڈال کر استادہ ہوا اس شہسوار توسن جلادت
نے دامن گردان کر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لکھ کر حلقۂ رکاب کو مشرق خورشید کف پا
بنایا اور رخانہ زین کو رشک کاشانہ سپہر برین فرمایا وہ شبدیز بادپیما اپنی پشت کو راکب آباد دیکھ شاد
ہوا اور سبکدری کرتا ہوا کی طرح صحراے طلسمات کو طے کرتا ہوا کچھ دیر مین اس بیشہ فرحت آگین سے
گذر کر ایک دشت غیرت گلزار بہشت مین پہونچا کہ انواع اقسام کے گل اُسمین کھلے تھے اشجار وہ نونہال
جو دایہ بہار کی نازون کے پلے تھے خار مژگان یار کا پتا دیتے تھے کہ ابیات

سیب جو گرے تھے جھڑ کے ہر جا
ہر نخل وہان کا خوان نعمت
ہر گل تھا وہان کا صاحب زر
جنگل مین بچھا تھا فرش دیبا
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
ہر برگ زبان شکر دادر
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
بیچ مین اس وادی نزہت نما کے

ایک نہال سرسبز زرگل سے مالامال لگا تھا اس طرح اکیلا اُٹھا جیسے باغ عالم کی ہوا و ہوس سے کوئی آزاد آزاد ہو نہ فریاد بلبل سے کچھ مطلب نہ زمزمہ مرغ خوش الحان سے شاد ہو قامت مین وہ درخت رشک سہی و شمشاد زبان برگ کو فقرے موزون و رنگین بہت سے یاد بہشت طلسم کا وہ طوبیٰ تھا شاخون کی ہوا کا جھونکا دم عیسیٰ تھا نیچے اُس شجر کے چبوترہ مربع ہشت پہل کا زمرد اخضر کو تراش کر بنایا تھا گویا بہر جلوس شاہ بہار اریکہ فیروزہ رنگ زمردنگار رُستہ وہ تھا لوح چرخ اخضری و زبرجدی کو اپنی رفعت شان کے روبرو شرماتا تھا تخت ایسا کاوس و جمشید نے کہان پایا بلکہ سر پر فلک کے سوا یہ خورشید نے کہان پایا **نظم**

جھک جھک کے ہے دیکھتا عجب ہے | گردون ہے خم اسی سبب سے | عیسیٰ اگر آئے اس زمین پر
پھر جائے نہ چرخ چارمین پر

اس چبوترہ عالیشان تحت سبز رنگان جہان پر ایک کٹورا سونیکا پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا طرفہ تماشا تھا کہ سبو چہ مہر زرین مین بھی پانی نظر آتا تھا ایک آبخورہ یاقوت احمر کا اُسپر ڈھکا تھا جو ساغر ماہتاب کو شرماتا تھا یہ سامان دیکھ کر شہزادہ متحیر تھا کہ الٰہی اس دشت مین کیا خضر نے سبیل رکھی ہے بہر کاروان نئی دلیل رکھی ہے یا اسی سوچ مین عازم ہوا کہ آگے بڑھون مگر وہ سمند چالاک قریب چبوترہ آکر ٹھہر گیا ہرچند اس سیار عرصہ طلسم نے مہمیز کیا اُسنے قدم نہ اٹھایا ناچار اس عالی ہمت نے لبسان رحمت خدا زمین پر نزول فرمایا اور جس طرح کسی سبز رنگ پر دل آ لے اس طرح جو چبوترہ پر آیا وہ گلگون خوش قدم مجسم بنگیا اور کھلا نظر سے کافور ہوا یہ صاحب حشمت چبوترے پر بیٹھا تھا کہ ایک سمت سے اُس دشت کے چند نازنینان گل پیرہن ظاہر ہوئین کہ آن داد ایین یگانہ آفت زمانہ تھین انکے ہمراہ بہت سی کنیزان خوش رو زیور سے آراستہ موجود فرش و پلنگ اسباب راحت لیے بعض کے سرون پر کشتیان نقل و شراب نواکہات کی بعض خوانہاے طعام لذیذ اُٹھائے سلفچی آفتابہ لیے ادھر آتی تھین جب وہ قریب تر آئین شہزادہ نے اُن کنیزون کی مالکون کو جو دیکھا وہ صورتین انکی پائین کہ کبھی اس مرقع دہر بوقلمون مین ایسی تصویرین اور یہ نقش نگاہ سے نہ گذرے تھے زلف شبگون اُنکی بہت شب دیجور شاگرد جسکی خاطر مکار د پُر زور ہر حلقہ سیکڑون دل پیچ جانتا بلاؤن کو اپنا مطیع فرمان بناتا دلہاے عشاق کو اُلجھن سکھاتا پیشانی پر اُنکے وہ وفور نور سراسر قدرت رب اکبر کا ظہور چشم فتان فتنہ انگیز عشوہ و کرشمہ اُنکا غلام گردش بخت سے زیادہ چال یار ابرو خنجر سے زیادہ تیز رخسار تابان آئینہ مہر و ماہ کو اندھا بناتے شعلہ طور کو خجل فرماتے گردش چشم کے اشارے نیرنگی لیل و نہار یہ دکھاتے کہ کسی کو امیر اور کسی کو فقیر بناتے کہ **نظم**

وہ آئینہ صفا ہویدا | ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا | سانچے مین ڈھلے ہوے بر و دوش
دریائے صفا کی موج آغوش | گردن کی بیاض صفحۂ سیم | خورشید و قمر کو لوح تسلیم
ہے صاف شکم وہ تختۂ سیم | دے آئینہ کو صفا مین تعلیم | کیون اُس سے نہ خضر دل ہو بیتاب
وہ آب بقا تو ناف گرداب

پریزادان طلسم تھین اُنکا سراپا کیا لکھا جائے ناحق کلام کو کیون طول دیا جائے اسیقدر کافی ہے چنانچہ اُن شہریاران کشور خوبی نے حسن کی طرح گردن جھکا کر

شہزادہ نے تسلیم کی اور اسباب وغیرہ جو ہمراہ لائین تھین اُنکو علیحدہ رکھکر اُس چبوترہ پر فرش عمدہ و صاف گسترده مسند تکیئے لگا دیئے ایک طرف پلنگڑی جواہر کار گستردہ کرکے بچھونا نرم و نازک اُسپر بچھا دیا پھر ایک چوکی قریب چبوترہ بچھا کر کشتیان شراب ناب کی چُن دین اور شہزادہ سے بنازو تبختر ہنسکر کہا کہ اے وارد میدان طلسمات و اے رہرو بیابان پر آفات آج تو بعیش و عشرت بسر کرلے صبح ہم کہان اور تو کہان شہزادہ اُنپر ایسا مائل اور فریفتہ تھا کہ اُنسے کچھ کلام نہ کرتا تھا اُسوقت سمجھا کہ یہ جادوگرنیان نہین ہین کچھ اور ہی اسرار طلسمی ہین اچھا یہ جو کچھ ہین وہ ہی کر دو دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہو یہ سمجھکر چبوترہ پر گیا اور مسند زر پہ بیٹھا اِس عرصہ مین چبوترہ فلک پر بھی مسند کمخواب بوٹہ دار انجم کی بچھی اور سبوچۂ زرین مہر اُٹھا لیا گیا کہ نظم

نہیا تھا جو دان خلوت کا اسباب
جلائی شام نے بھی شمع مہتاب
پھر آئی زرفشان شاہنشہ شام
ستارون سے لیا دنیار کا کام

شام کو اُس صحرائے طلسمی مین ہر گل مثل گوہر شب چراغ فروزان نظر آیا چاندنی نے چھٹکر کچھ اور ہی لطف دکھایا وہ ہولے ہولے سرو کا چلنا جانورونکا بسیرا لینا بزم کواکب کو چبوترہ فلک پر ترتیب پذیر ہوتا صحرا کا سناٹا نہرون کا بہنا ولولۂ دل بڑھاتا اسی عالم مین اُن گل اندامون نے شہزادہ کی خاطرین کرنا شروع کین سامان رقص و غنا مہیا کیا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ بموجب نظم

گلون سے نکلے سر آواز کیساتھ
لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ
کہ لٹتے مین اُٹھی اک ادر گلفام
مے خوشرنگ کا چھلکا ہوا جام
ملا لب سے کہا پی اسکو جانی
کہ حاصل کچھ ہو لطف نوجوانی
بہار عمر ہے معشوق بساغر
یہ خالق نے دیئے تجکو برابر
غنیمت جان لطف زندگی کو
نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو
لب گلگون کا بوسہ اک ہمین دے
کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے
چلو لیٹو چھپر کھٹ پر بہ آرام
بتاؤ کس طرف سے آئے کیا نام
طعام عمدہ و دسترخوان شفاف
بشکل حسن جانان پاک اوصاف
بچھا اسنے کھاتے کھائے باہم
پھر اُسکے بعد تھا لطف اور ہمدم
شراب لالہ گون کے جام چھلکے
جھلکے شیشے بہا ساغر اُبل کے
ذرا پیدا ہو گرمی آرزو مین
بڑھے لذت مذاق گفتگو مین
لب نازک ملائے سب کے لب سے
ارادے بڑھکے آئے اور ڈھب سے
سحر تک عیش و راحت مین بسر کی
رہی صحبت بہم زیر و زبر کی
طلوع مہر کا ہو نجا جو ہنگام
نئی پوشاک پہنی بعد حمام

جسوقت چبوترہ فلک زمردین پہ شہسوار مشرق آیا شہزادے نے فریضہ نماز سحر بعد غسل ادا فرمایا دیکھا تو وہ جنگل بریہ ویران مع اسباب و سامان غائب ہو گیا اب خواب تھا کہ صبح آنکھ کھلتے ہی کچھ نہ تھا اس رہرو جادہ عجائبات نے کمر باندھکر آگے چلنے کا ارادہ کیا مگر شب کا جلسہ جو آنکھون کے نیچے پھرتا تھا تو قدم اُس جگہ سے اُٹھنا مشکل ہوا تھا جی آگے جانے کو نہ چاہتا تھا اسی ارمان و حسرت مین ایستادہ تھا کہ ایک طرف ایک کنیز نازک اندام پیدا ہو کر قریب آئی اور کہا اگر آپکا جانیکو جی نہ چاہے تو ہمیشہ اُس جگہ تشریف رکھیے آگے بجائے ہر شب جلسہ گذشتہ سے بہتر جلسہ حسب برائے عیش عشرت میسر آئیگا زندگی بھر چین سے گذرے گی۔

فلک بے رحم نہ ستائیگا شہزادہ کو اسکے کہنے سے لالچ آیا ہوس غالب ہوئی حرص و آز دونے دامن پکڑا چاہا کہ ٹھہر جاؤن پھر خیال آیا کہ نیرنگی طلسم پر رنگ نیرنگ بازی دنیا ہے جو آدمی پھنسا تمام عمر قید ہوا ہوس کے زندان مین رہا اور جو اسکو چھوڑ کر آزاد ہوا انعمائے بہشت سے آخر کامیاب ہو کر شاد ہوا یہ سوچکر اس کنیز سے فرمایا کہ او بیہودہ مجکو اپنے گھر کا آرام کم تھا جو یہان بیٹھ رہون مین تیرے بہکانے پر کبھی نہ آؤنگا سیر گلزار طلسم فرماؤنگا اسنے کہا آگے آگے بڑی مصیبتین ہین شہزادہ نے فرمایا کہ انشاءاللہ لعبد اُن مصیبتون کے راحتین ہین یہ فرماکر اُس چبوترے سے نیچے اُترا اور مثل تارک الدنیا راہنمائے فانی دنیا پر لات مارکر براہ مردانگی قدم آگے بڑھایا وہ کنیز جو بصورت مال و متاع دہر سامنے آئی تھی اور نفس امارہ کو قلب باصفا پر غالب کیا چاہتی تھی مثل شیطان رہزن ہوئی تھی جب اس وقت در نفس امارہ کو فریب نہ دے سکی غائب ہوگئی اور شہزادہ قید تعلقات ہوس سے آزاد ہو کر جلدی ہی آگے بڑھا یہ اشعار جناب مولانا مقتدانا مفتی میر عباس صاحب دام فیوضہ کے پڑھتا جاتا تھا اشعار

وا لکن از خواب نوشین چشمکے
خواب راحت بر سر پل خوب نیست

خفتۂ بسیار بنشین اندکے
داعی حق چون رسا بودن کجا

بگذار از عالم تا پل خوب نیست
مہلت کفہا ہم سودن کجا

غرض چند گام اُس مقام سے آگے بڑھا بوندا باندی گرد کا پیدا ہوا اور وہی اسپ جو جنگل کی منزل مین زیر ران تھا سامنے آیا شہزادہ فلک رفعت نے اسکو مرکب بنایا وہ لیکر روان ہوا دن بھر مثل قمر سریع السیر منازل دشت طلسم رہا جب وہ زمانہ آیا کہ منازل افلاک کو طلسم کشائے ظلمت طے فرماکر جانب قلعہ مغرب گیا کہ

سیاہی رات کی عالم مین پھیلی
نکل محمل سے بن مین آئی لیلی

سر شام اس سیاح وادی پر آفات و نیرنگ کو ایک قلعہ یاقوت رنگ نظر آیا اور قریب در اُس قصر کے پہونچکر گھوڑے نے قدم نہ اُٹھایا یہ سمجھ گیا کہ منزل تمام ہوئی فوراً پشت فرس خوش خرام سے اُتر کر جانب قلعہ چلا تو سن ایک جانب سن سے نکلکر غائب ہوگیا یہ کمین کاشانہ عجائبات اُس قلعہ کے اندر قدم زن ہوا ہر مکان اُسکا برنگ رخسار خوش مزاجان سُرخ دیکھا ہزار دو ہزار برج اُسمین بنا تھا گویا فلک چہارم طارمے انجم کا تھا یا مسکن مریخ اُسکو کہنا روا تھا وصف مین اُس کی زبان عاجز و خامہ قاصر ہے یہ بیان مختصر ہی کہ نظم

وہ قصر کہ رشک قصر گردون
کہیے اُسے قصر باغ جنت
رفعت سے زمین بھی آسمان ہو
گلدستہ قصر دلکشا ہے
پتھر کے مکان وہ چشم بد دور

ششدر رہو جو دیکھ لے فرید وقت
ہے برج قمر یہی ضیا مین
کونین مین ایک یہ مکان ہے
رخشان ہر جو گنبد طلا کار
فرہاد ہے جنکا ایک مزدور

ہے طرفہ بہار و تازہ نزہت
مثل دل عارفان صفا مین
ہے مہر کو ناز اگر بجا ہے
سونے کا پہاڑ ہے نمودار

اندر اُس قصر دلکشا کے کسی کو سا نہ پایا مگر برج پر جانے کا زینہ نظر آیا اس رفیع المنزلت مسافر دشت حیرت نے خیال کیا کہ دیکھوں برج پر کون کیا نظر آتا ہے خالق طلسم ظلمت و نور دیکھیے کیا دکھاتا ہے یہ سوچکر مثل بخت بلند اوج گرائے بام ہوا

برج مکان موصوف پر آکر ہر برج کو بشان عروس نو آراستہ با یا شیشہ آلات سے وہ مقام برج بیت الشرف کوکب نظر آیا پلنگ مرصع کار بچھے مسندین آراستہ فرش مشجر و کمخواب سے زمین زرین پوش میز و کرسی سے پیراستہ ہر طرح کا سامان راحت مہیا چنگیرین پھولون کی دھری طاقون پر گلدستہ چنے قرابے گلاب کیوڑے بید مشک وغیرہ کے ہر کے رخ پر منھ کھلے ہوے رکھے کشتیان شراب سرخ کی ایک سمت چنی ہوئین خوان الوان نعمت سے پُر ایک طرف لگے مگر کوئی مکین اُس کاشانہ غیرت مین نہین یہ غریب الدیار ایسی جاے آرام و دلکش پا کر ایک برج مین بسان مہر جلوہ فگن ہوا مسند پر بیٹھ کر سیر وادی پر بہار طلسم کرنے لگا وہ سرخی قلعہ یاقوت کی اور آمد شام کی سیاہی سے اودا ہین وہان مسی زیب محبوب سبز رنگ سی کیفیت دکھاتا تھا شاہد عالم نے مسی لگا کر لالی جمائی تھی کہ عکس قلعہ سرخ مین جو شامل ہوئی تھی تو زمین و آسمان سب سرخ تھا پیر فلک نے ڈاڑھی مین منھدی لگائی تھی نہین نہین زال دُنیا پیر زنگ بار نہ ہے اپنی سرخروئی جتانے آئی تھی شہزادہ فلک جاہ صنعت خلاق کون و مکان دیکھ کر دنگ تھا کہ یکایک چھت اس برج کی کہ جبین متمکن تھا شگافتہ ہوئی اور ایک پریزاد پیدا ہوئی چھت نہ تھی افق خورشید انور تھا جبین سے یہ مہر فلک حسن طالع ہوا شہزادہ سمجھا کہ آفتاب برج عروج مین آیا وہ مہ لقا چھت سے نکلکر خراماں خراماں قریب آئی اور رنگیلا پھولون کی اُسکے دست نازک مین تھی وہ ازراہ ہوا خواہی جھلنے لگی شہزادہ ہنوز اُس سے کچھ پوچھنے نہ پایا تھا کہ اندر سے قلعہ کے روشن چوکی بجتی ہوئی سُنائی دی اور ایک گروہ حور پیکران دخیل پریزادان خاص لیے بعنوان شایستہ و با آداب شاہانہ اُس برج مین آیا اور بدستور شب گذشتہ ہاتھ منھ اس مسافر کا دھلا کر خاصہ کھلایا اُسنے اُنسے حقیقت استفسار کی کہ تم کون ہو اور یہ مکان کسکا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ آپ خاصہ نوش فرمائین صاحب خانہ بھی مشتاق ملاقات ہین خود آئینگی اور جملہ کیفیت بیان فرمائینگی یہ کہکر بعد کھانا کھلانے کے سامان رقص و سرود ہر ایک مہیا کیا اور شراب پلانے لگین اُسوقت قلعہ کے اندر کی سمت سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا تو آگے آگے کچھ کنول بردار زنیان فانوس ہاے مینا کار روشن کیے و چپ و راست کنیزان یاسمن بو عہدے ہاتھون مین لیے بیچ مین اُنکے ایک آفتاب محشر جلوہ کنان بصد ناز دلربا چیان چیان اس طرف آتی ہو قیامت دامن سے لپٹی ہے مگر پیچھے رہی جاتی ہے اُسی رفتار فتنہ زا سے وہ ماہ تمام اُس برج پر آئی اور شہزادہ نے اُسکے حسن یگانہ آفاق سے آنکھ ملائی مثل کلیم اللہ غش کر گیا قدرت خدا نظر آئی خواصون نے گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر جو آنکھ کھلی یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف علیپا اُس شہنشاہ خوبان کی تا بہ کمر چھوٹی ہوئی ہے عشاق کو جادہ ملک عدم کا پتہ دیتی تھی خوبی مین حلقہ حلقہ دیدۂ پری مار سیاہ جادو گری رخسار تابان چرخ حسن کی خورشید خال جبین نگاہ امید چہرہ کتابی مصحف کی شان سورۂ نور کے معنی عین آئینہ قدرت خدا کتاب ناز وحسن کا دفتر کھلا ہوا جبین عیرت مبین فہرست خط و خال خوبی جریدۂ بیمثال و محبوبی کہ بموجب ابیات

ہے مطلع آفتاب صولت | مصداق طلوع صبح دولت

ہے گرچہ مرلعین چشم جادو | کھینچے ہے مگر کمان ابرو | وہ ترک کہ قابل نظارہ

کھنچے ہوے خنجر اشارہ
مژگان کو جو دیکھیے تو ترکش
تیغین ہین کھنچی ہوئی برابر

کس دل پہ چڑھا نہین یہ خنجر
ہر تیر پہ جسکے مرغ جان غش
القصہ وہ سر سے لیکے تا پا

فتراک نگاہ خون سے ہے تر
انسان کا دل نہ بچے تو کیونکر
محبوبہ تھی بے نظیر و یکتا

اُس معشوق لاثانی کو دیکھکر شہزادہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اُسنے آتے ہی دل کی طرح پہلو مین جگہ لی اور سرگرم اختلاط ہوئی کبھی گدگدایا کبھی منھ بنایا کبھی ہنسکر دل بیتاب کو شاد کیا کبھی آزردہ ہوکر خفا نمایان حسرت و امید برباد کیا گاہے تسلی بخش خاطر مضطر تھی گاہے نگاہ ناز سے تیر انداز دل و جگر تھی کہ **نظم**

کبھی پہلو مین تھی گاہے بہ آغوش
بھرے کچھ جام کج کرکے سبو کو
ہنسا وہ اور پیے دو جام لبریز
دلون نے حوصلے اپنے نکالے
دفور جوش مستی مین جو آئے
ہوا آخر فلک کو یہ نہ مرغوب
وہ چمکی صبح رخصت ہوتے ہین ہم

نئی شوخی کی دکھائین تھین نئے جوش
ملائے لب سے اور بولی کہ کیون جی
ہوئین آخر نگاہین کیف آمیز
کبھی کرتی تھی آنکھون سے اشارا
کہون کیا جو مزے دل نے اٹھائے
جگایا اسکو وہ بولی کہ اے جان
کیا اس چرخ نے آرام برہم

سمجھ کر دل کی اُسنے آرزو کو
نہین اب بھی تمھارا چاہتا جی
گلے مین اُس پری نے ہاتھ ڈالے
کیا اُف اُف کبھی زانو کو پیٹا
غرض دونون بہم سولیے خوب
اٹھو پیش نظر ہے اور سامان

جب آغوش شب سے شاہد ماہ جدا ہوا اور پہلو سے سحر مین مثل معشوق آفتاب جلوہ آرا ہوا شہزادہ نے اٹھکر بعد طہارت فرض باری تعالی ادا کیا اور قصد روانگی فرمایا اُس زہرہ جبین نے آہ سرد بھر کر یہ سنایا کہ او بیمروت اتنا جلد بار فراق سر پر دھرنا غم ہجر مین دوسرے کو ہلاک کرنا زیبا نہین محبت کا یہ شیوہ نہین شہزادہ نے فرمایا تا وقتیکہ مین کماحقہ تمھارے حال سے آگاہ نہونگا ہرگز قیام نہ کرونگا اُس شاہد پرفن نے یہ کلام سنکر اُنکو علیحدہ لیجا کر پردۂ اسرار طلسم یون اُٹھایا صندوق دہن کو کلید زبان سے وا کیا کہ اے شہریار یہ مقام ہوا و ہوس بانیان طلسم نے مقرر کیا ہے یہان ہم پریزادین آکر فتاح طلسم کو ذائقہ مواصلت چکھا کر دیوانہ اپنے حسن و جمال کا بناتے ہین اگر وہ ہمپر شیدا ہوکر اس جگہ رہ گیا تو فتح ہونے سے طلسم محفوظ رہا لیکن اسمین شرط یہ بھی ہے کہ کوئی پری طلسم کشا پر فریفتہ نہو اور یہ راز بیان نہ کرے فاتح طلسم آپ ہے یہان رہ جائے اب خلاف آئین طلسم یہ امر وقوع مین آیا کہ میرے دل کو آپنے کمند الفت مین پھنسایا آپ اس جگہ تشریف رکھیے مین خدمت گذاری کرونگی اور رازہاے طلسم سے آگاہی دونگی ہم سب کی حفاظت کے لیے بادشاہ طلسم نے ایک ساحرہ کو مقرر کیا ہے کہ وہ بھی کبھی کبھی اس قلعہ مین آتی ہے کیونکہ ہم پریزادین تو مسلمان مقرر کردہ بانیان طلسم ہین اور بادشاہ ساحر ہے اسوجہ سے ہمکو اپنے قبضہ مین رکھا ہے شہزادہ یہ کلام اُس کے سُنکر ازبسکہ فریفتۂ جمال اُسکا تھا رہنے پر راضی ہوا اور اُسکو آغوش مین لیکر آرامگاہ پر آیا دور شراب آغاز ہوا ایام دلنوازی سے دمساز ہوا اب اُنکو تو چندے مائل عیش و راحت رکھیے کیونکہ راہ طلسم طے کرتے کرتے تھک گئے ہین مگر اب کیفیت لشکر حمزہ صاحبقران جسکے ضمن مین حال شہزادۂ ایرج بیان ہوگا سنیے ؎

مضامین حسن معشوقی دکھائین	زبان پر اس طرح الفاظ آئین

حالیان صحف بلاغت دمحرران دفتر فصاحت توسن خامہ کو میدان بیان مین یون جولان فرماتے ہین کہ شیر بیشۂ عربستان شکنندۂ کمان رستم دستان جناب حمزہ صاحبقران اپنے لشکر ظفر پیکر مین جلوہ فرما ہین اور لقائے بے ایمان کے یہان بلا وصبا متفکر و پراگندہ ہین انتظار کمک آنے کا کرتے ہین ایک دن جو وہ دونون بدطین بارگاہ مین خداوند کی آئے بختیارک نے کلمات طعن و تشنیع سے کلیجے انکے غربال بنائے یعنی کہا کہ اے ساحران جو کچھ آدمی سے ہوسکے وہ کرے پرائے بھروسے پر نرہے جبتک تم انتظار کمک کروگے بندگان خوابی بارگاہ خداوند مین گھس آینگے اگر تمکو جان کا اپنی خوف تھا پھر ناحق طلسم سے یہان آئے بموجب بیت

نہ سمجھے یہان کر بے کمین گاہ	پوشیدہ ہین راہزن سر راہ

بیکار اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈالی اور اب بھی کچھ نہین بگڑا ادھر بھاگ کر جانب طلسم چلے جاؤ یہی نہ کہ کوئی نامرد کہیگا پھر بلا سے جان کا رونا تو نہوگا یہ کلمات سن شیطان نے اسطرح نمک مرچ لگا کر کہے کہ ساحر افسردہ خاطر ہوئے اور انتظار مدد آنیکا بھی نکیا بارگاہ سے اُٹھکر جنگل مین آئے لشکر سے کئی کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ تھا اُسکے درہ مین آکر ٹھہرے اور بزور سحر ایک مکان وہان بنایا اور نیچے اُس کوہ کے ایک غار عمیق تجویز کرکے بزور افسونگری تہ خانہ غار مذکور کو قرار دیا اور اپنے لشکر سے چند زنگیان آدمخوار تیرہ رو و تیرہ درون قوی ہیکل طلب کرکے اُس تہ خانہ کا محافظ بنایا اور کہدیا کہ جس کسی کو ہم تمھارے سپرد کرین اس تہ خانہ مین قید کرنا اور سحر سے یہ مقام پوشیدہ رکھنا اور تم بھی پوشیدہ رہنا کوئی ہرگز تمکو نہ دیکھے وہ زنگی حسب الحکم سر غار پر ایک مکان رہنے کا بنا کر سکونت پذیر ہوئے اور ان دونون ناہنجار و نابکارون نے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ وہ نارنج زمین مین سما گیا اور زمین سے دھوان اسقدر نکلکر پھیلا کہ درہ پہاڑ کا بالکل نظر آنے سے موقوف ہوگیا بلکہ دور تک سوائے تاریکی کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا جب یہ تدبیر کر چکے اُسوقت تھالیان برنجی اور پھولون کی سرخ و سفید سامنے رکھے اور لونگ اور کافور و سپند وغیرہ قدمے قدمے آگ پر ڈالا اور سحر کرنا شروع کیا الگیاری کرکے جوت کھڑی کی اور آرد ماش کا ایک سو پتلا بنایا ہر ایک کے قالب مین سحر کا بٹھایا کہ ہر ایک پتلا اسطرح کا جاندار تیار ہوا کہ جاہے تو نیچے بیٹھ جائے جاہے نظر سے غائب ہو جائے اور کوئی کیسا ہی حربہ آتشی لگائے کچھ اُنکو ضرر نہ پہونچا سکے نہ وہ مارنے سے مرین نہ کاٹنے سے کٹین نہ جلائے سے جلین بس ان پتلون کو بنا کر منتظر وقت ہوئے جب دن تمام ہوکر وہ ہنگام آیا کہ ساحر شب نے پتلہ ہائے بہرام و زحل و ناہید کو مرقع خانۂ افلاک مین صورت پذیر فرمایا کہ بموجب ابیات

زر خورشید کا بھی زرد تھا رنگ	
زر گل رو بزردی تھا اُسکے پاسنگ	شفق سے تھا سنہرا شام کا رنگ
ستارون سے ہوئی شب بھی شفق ار رنگ	

امیر کشورگیر سریر حکومت پر بادشاہ خوش تدبیر مع سرداران با توقیر کے بارگاہ دلپذیر مین جمع تھے جبکہ وقت برخاست آیا شاہ عالم پناہ داخل شبستان ہوئے سردار اپنی اپنی جگہ پر آکر آرام گزین ہوئے ایسے وقت مین ان

دونون ساحران بیحیا یعنی بلا و صبا نے تیلہ ہاے سحر کو حکم دیا کہ یہ تصویرین ہم تمکو دیتے ہین اس صورت کے آدمی ہمارے دشمن ہین جہان تک ہوسکے انھین گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ کہہ کر تصاویر سرداران امیر اُنکے حوالہ کین اور وہ پتلے اُڑ کر اوز نگاہ سے غائب ہو کر روانہ ہوے یہان سرداران موصوف اپنی اپنی بارگاہ مین آکر مسند و پلنگ پر لیٹے بیٹھے ہین منجملہ اُن کے شہزادہ **علم شاہ** نوجوان زیب و زینت بارگاہ سلیمان خلف الرشید امیر صاحبقران بارگاہ فرنگستانی مین آکر مسند پر بصد عز و شان جلوہ کنان تھے اور گرد بارگاہ کے یکلٹ کھڑا تھا گوردن کا گارد اُترا ہوا تھا کرچین اُپی ہوئی ننگی ہاتھون مین گورے لیے ہر سمت ٹہلتے تھے برگیڈیر کرسی پر بیٹھا تھا کوٹ ہتھیارون کا بندھا سیارہ رومی غول عیارون کا ساتھ لیے بانہ عیاری کے جسم پر لگائے بارگاہ کے چار طرف پھرتا تھا اور علاوہ اسکے لشکر مین جس سردار کا طلایہ تھا وہ ساٹھ ہزار سوار اپنے ساتھ مسلح و مکمل لیے رونہ پھرتا نرسنگا پھونکتا ڈبے کی چوکیان مقرر جو مشعلین اور رن مہتابین روشن بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند ہوشیار رہو سردار ارجمند ہر خیمہ مین ہنگامہ عشرت برپا کوئی سپاہی بستر پر اپنی رنڈی سے جلت بولتا کوئی گلہ و شکوہ کرتے کرتے لڑنے لگتا کوئی اختلاط مین سرگرم کہین گانے بجانے کا چرچا آراستگی بزم کہین چوسر ہوتی گنجفہ مین خلال دینے کی شدت قہقہے پڑتے ہین داستان ہوتی کوئی شاہنامہ پڑھ رہا کوئی اپنے گھر کا ذکر کرتا کوئی آگے کی فکر کرتا کہ مجکو ایسا کچھ کرنا ہے ایسی ہوشیاری اور زمانہ بیداری مین ایک پتلا بیچ بارگاہ مین شہزادہ **علم شاہ** کے آکر اُترا اور قریب شہزادہ آکر پنجہ اُسنے دراز کیا شہزادے نے قصد اُٹھنے کا اور اُسکے گرفتار کرنے کا کیا تھا کہ عکس جسم پتلۂ مذکور سے بیہوشی طاری ہوئی اور پتلا شہزادہ کو اُٹھا کر نظر مردم سے پنہان ہو کر اُڑا باہر سبنے دیکھا کہ شہزادۂ **علم شاہ** اُڑے جائے ہین سبنے لینا لینا کا غل کیا تیراندازون نے خدنگ بھر کمان مین پیوستہ کیے لیکن نشانہ کس کو بناتے کس پیے کہ سواے شہزادۂ مذکور کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا ناچار پیچھے پیچھے دور تک دوڑے مگر پتلا قندیل فلک ہو گیا کچھ دکھائی نہ دیا پھر آئے اسی طرح بارگاہ سے اور سردارون کے بھی غلغلہ بلند ہوا اور اُس رات کو ساٹھ ستر سردار ذی وقار مالک **اختر** و **لندھور** و **بہرام** و **نور الدہر** و **قاسم** و **داراب** و **ہاشم** وغیرہ بستر خواب سے اُٹھ گئے لشکر اسلام مین چار طرف شور و غل برپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ دیو طلسمات مین جو بھاگ کر ساکن ہین اور فسر زندان امیر کے دشمن ہین وہ اُٹھا لے گئے ہین کوئی کہتا تھا کہ **افراسیاب** نے طلسم سے ساحر بھیجکر سردارون کو اُٹھا منگایا ہے کہین حالت ظلم و تعدی ہونے اور گزند پہونچنے پر سردارون کے لوگ تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا رفیق و مونس ملازمان سرداران ڈاڑھین مار مار کر روتے تھے منھ اشکون سے دھوتے تھے غلغلہ شیون و شین سے یہ غمکدۂ دہر بھر گیا دود آہ نے چرخ تک سربلندی کرکے دیدۂ ثوابت کو رولایا تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پر اوس پڑ گئی تھی جنگل مین غنچہ لبسورتے تھے صحرا مین بادصبا خاک اُڑاتی تھی برگ ہاے خزان رسیدہ زمین پر گر گر کر بچھونا ہوے تھے یا ہوا اسف ماتم

بچھائی تھی بازارین لشکر کی رونق سے بیزار فلک پر قمر کا رنگ سفید سراسر رنج کا رخ سے اظہار خیمون کے پردے اٹھے ہوئے گریبان چاک وہ بھی نظر آتے قناتین نقاہتین دکھاتین ضعیف حالون کی صورت کمر جھکاتین ہوائے غم کے جھونکے سے ٹیڑھی ہوئی جاتین پر فرط رنج سے سر ٹکراتین طنابین وابستۂ اندوہ و ملال میخ ہر ایک رنج مین ڈوبکر زمین مین گڑی جاتی چوب کڑی صدمہ کی اٹھاتی مرکبان لشکر مثل زن سوگوار بال یال کے پریشان کیے تیغین ندامت سے جھکی ہوئین علم مثل مصیبت زدگان سر کھولے نخل ماتم کا نشان بتاتے تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک دنگ خانۂ ترکش تنگ غم مین مبتلا ہر سوار و پیادہ عورات محلات سر کشادہ ہر سمت تلاطم ہر ایک اپنی خودی سے گم

نظم

کبھی طوفان جوش چشم تر تھا | کبھی مدّا ہوا دود جگر تھا
کہیں آنکھوں کو حیرانی یہ کیا ہے | کہیں وحشت کہ اب آتی بلا ہے | کسی کو فکر یہ کیونکر جئیں گے
کہاں تک اشک تر دامن کئیں گے | کسی لب پہ ہجوم آہ و فریاد | کہیں نالوں کے غل سے خانہ آباد
کوئی ممنون احسان مقدر | کہیں کچھ خندۂ حسرت فلک پر

امیر جو مصروف طاعت رب قدیر تھے شور و اویلا سنکر اسم اعظم پڑھتے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ سردار بارگاہ سلیمانی مین چلے آئین لیکن ہر سردار ماتحت کئی کئی سو سردار ہے انکو مبتلائے آفت و بلا رکھنا اور آپ راحت سے رہنا خلاف شان سرداری ہر ہمادر سمجھا اور بارگاہ سلیمانی مین جانا گوارا نہ کیا خدمت امیر مین عرض رسا ہوئے کہ جو ہمارے متعلقین دوستون کا حال ہوگا وہی ہمارا بھی ہم بارگاہ مین نہ جائین گے امیر خاموش ہوکر عبادتگاہ مین آئے اور درگاہ خدائیتعالی مین استغاثہ کرنے لگے کہ اے دافع البلیات وکافی المہمات ہمپر سے یہ بلا دفع کردے غرض اسی غم و اندوہ و الم مین وہ شب بسر ہوئی ہر گل تر باغ عالم مین اشک شبنم سے تر رخسار نظر آیا سحر نے بھی گریبان چاک کیا نسیم آہ سرد بھرنے لگی کہ

نظم

کہ جب آغاز شب آخر ہوا جلد | یہان تک قصد شاعر اڑ گیا جلد | ظہور صبح نے بستر جمایا
قدم لینے فلک سے مہر آیا

صبحدم بادشاہ عالم پناہ اورنگ شاہی پر جلوہ فرما ہوئے امیر اور بقیہ سردار بھی دربار مین آئے اخبار غم آثار شبینہ سنکر بہت متفکر ہوئے عیار بھی اس جگہ حاضر تھے انمین سے چالاک بن عمرو نے کہا کہ یہ کام میری دانست مین بلا و صبا نے کیا ہے غلامان جانیا زجاتے ہین اور پتا لگاتے ہین یہ عرض کرکے عزم چلنے کا کیا مگر ادھر ساحران مذکور کا حال بیان ہوتا ہے کہ جب تپلے سردارون کو سامنے ان بجاؤن کے لائے انھون نے سحر پڑھا کہ زنگیان بدخصال حاضر ہوئے اور سردارون کو زنجیر سحر مین باندھکر تہخانہ مین لے گئے انھون نے چلتے وقت ان سے کہدیا کہ یک مشت نخود اور ایک کوزۂ آب ہر مسلمان کو دینا اور زندانخانہ نظر سے مخفی رکھنا عیار نہ آنے پائین بہت ہوشیار رہنا غرضکہ تہخانے مین پہونچکر جو ہر سردار کی آنکھ کھلی اپنے تئین لحد تیرہ و تنگ مین جیتے جی پایا کہ بمقتضائے

ابیات

دیکھا تو عجب خراب زندان
کچھ دیو نژاد تھے نگہبان | جلاد کی آنکھ سخت ہر بات | بیرحم ستم شعار بدذات
رخسار سیہ مہیب اشکال | جیسے کہ ہمارے زشت اعمال | قسمت نے سیہ مکان دکھایا

تو خانۂ گور یاد آیا | نہ فرش نہ بیٹھنے کو تھا تخت | چھائی ہوئی تھی سیاہی کمبخت
جس سمت نگاہ کی اندھیرا | کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا | جب بارگاہ مشرق سے شاہ سیارگان

اٹھواکر زندان فلک مین زنجیر شعاع سے باندھا گیا دونون اژدر سحر پر سوار ہوکر بارگاہ لقا مین گئے لقا کو بھی خبر رہائی اسلامیان پہونچی تھی بہت خوش تھا اور ہر ایک سے کہ رہا تھا کہ اے بندگان قدرت میرے غضب سے ڈرتے رہو دیکھو رات کو بندگان مغضوب کیسا میرے غضب مین مبتلا ہوے اسی طرح مین جسکو چاہون غارت و برباد کر دون سب کہہ رہے تھے کہ یا خداوند سچ ہو تو ایسی ہی قدرت رکھتا ہو اسی گفت و شنید مین بلا صبا نے آکر سجدہ کیا کہ یا خداوند تیرے غضب کا کمان ٹھکانا ہو تو جسے چاہے غارت کر دے خداوند نے بھی کہا کہ جو طاقت قدرت نے تمکو عنایت فرمائی ہے کب کسی کو وہ مرحمت ہوئی ہو تمھارا درگاہ مین میری بڑا مرتبہ ہو ان ساحرون نے دوبارہ سجدہ کیا اور عرض رسا ہوے کہ یا خداوند ہمنے کچھ بندگان مغضوب کو گرفتار کیا ہو اگر ارشاد ہو تو قتل کر ڈالین اس گبر نے جواب دیا کہ حمزہ کو لکھ بھیجو کہ آکر سجدہ کرے ورنہ سب لشکر اسی طرح تباہ و برباد کر دونگا یہ حکم سنکر اُن ساحرون نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندگان مغضوب اب پیر غضب خداوندی نازل ہوا ہو لازم ہو کہ اپنے کردار و سرکشی سے باز آؤ اور خداوند کو سجدہ آکے کرو ورنہ وہ روز دیکھوگے کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ لکھکر وسواس کو دیا کہ وہ خدمت امیر مین لایا امیر نے عیارونکو سامنے طلب کرکے نامہ پڑھا اور چالاک سے فرمایا تم سچ کہتے تھے یہ کام انھین ساحرونکا ہو یہ کہکر جواب نامہ تحریر فرمایا کہ اے ساحران جو کچھ تم سے ہو سکے قصور نکرنا ہم نکرو خدائے ما بزرگ ست نامہ کا جواب وسواس لیکر روانہ ہوا اور چالاک نے خدمت امیر مین عرض کیا کہ آپ اسم اعظم سے ہوشیار رہیئے گا اور سردار اگر بارگاہ سلیمانی مین نہین ساکن ہوتے ہین تو انکو لشکرہی مین رہنے دیجیے بلکہ اسم اعظم بھی گرد بارگاہ و لشکر نہ کریئے ہم جاکر تدبیر کرتے ہین اگر ہمسے کچھ نہ ہو سکے تو پھر جو مزاج ہمایون مین آئے کیجیےگا امیر نے عرض اُنکی قبول فرمائی اور عیار چالاک و ابوالفتح و تیزک خطائی و سرہنگ مصری وغیرہ روانہ ہوے اور بارگاہ لقا مین صورت بدلکر گئے دیکھا کہ ساحر دونون دنگلون پر بیٹھے ہین جلسۂ عشرت جمع ہو تذکرہ گرفتاری سرداران اسلام ہو رہا ہو عیار سب کیفیت سنا کیے ساحرون نے اپنا مسکن تو نہ بتایا اور سب حال بیان کیا پھر لقا نے خاصہ طلب کیا اور ہمراہ ساحران کھانا تناول فرمایا بعد ازان ساحر وہان سے اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوے عیاران اسلام بھی پیچھے اُنکے روانہ ہوے لیکن جب قریب اُس کوہ کے سواری ساحرونکی پہونچی عیارونکی آنکھون مین اندھیرا آیا سوجھنے سے جاتا رہا سوائے سیاہی کے دور تک کچھ اور نہ دکھا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ سواری ساحرونکی کدھر گئی انھون نے بہت کچھ تفحص و جستجو کی کہین پتہ نہ لگا ناچار پھر کر اپنے لشکر مین آئے اس اثنا مین وہ دن بھی آخر ہوا فروغ شمع کا وقت آیا چشم و پہلو کو مائل خواب و درخت پاکر بیت

اسی عالم مین تھے جو گم ہوا روز | آگیا گھر اپنے مہر عالم افروز

رات کو امیر نے ہر سردار سے کہا کہ بھائی ہوشیار رہنا یہ کہکر آرام فرما ہوے لشکر مین روز گذشتہ سے

آج سنو حقہ بڑھکر نگاہبانی اور ہوشیاری ہو ہر بارگاہ و خیام کے گرد پھرا کیں کئی سو عیار و سرہنگ کا مقرر
ہے لیکن کیا ہوسکتا ہے بدستور اول پتلے آئے اور سردارون کو اُٹھا لیگئے لشکر مین غلغلہ برپا ہوا عیار چار
سمت دوڑتے پھرے رات بھر وہی شیون و شین برپا رہا ہر ایک متردد بیچین رہا آخر وہ شب بیقرار ہو کر
رو بفرار لائی اور آفتاب لرزتا ہوا دریچہ مشرق سے باہر نکلا بیت | اُٹھے سوئے ہوئے بستر سے اکیا
پھر اک خیمہ سے پیدا غم کے آثار | آج بادشاہ اسلامیان سے ہلکارون نے خبر عرض کی کہ چار ہزار سردار
بستر خواب سے غائب ہوگئے ہین بادشاہ صبر کے کلمات زبان پر لائے امیر نے فرمایا کہ جو رضی میرے رب اکبر
کی شکر ہے اُسکا یہان تو بے اعتباری دنیا کا افسانہ ورد زبان ہو اُدھر عیارون مین چالاک وغیرہ نے
زمین و آسمان ایک کیا ہے مگر کہین نشان ساحران زشت کردار نہین پایا مگر ذکر کرنا کیا ضرور تین چار
راتون مین جتنے بیٹے پوتے اور رفیق جان نثار حمزۂ نامدار کے تھے گرفتار بلا ہوے صرف امیر اور بادشاہ اور شہزادہ
کرب پر حسب نظر کردہ شاہ ولایت امیر عرب اور چند سردار اور بچ رہے ایکدن جب تیرگی غم سے یہ خاکدان
عالم ظلمت سرا ہوا یعنی شب لباس ماتم زدگان سیہ پوش نظر آئی بیت | کہ رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم
ہوا سامان تاریکی فراہم | عیاران اسلام تو بہر تجسس شب و روز پھرتے ہی تھے چنانچہ اس شب صحرا
مین پھر رہے تھے کہ یکدفعے ہوا سناٹا ہوا انھون نے دیکھا کہ پتلے اُڑتے ہوے جاتے ہین سب نے کہا دیکھو یہی
پتلے سردارون کو اُٹھا لیجاتے ہین یہان دکھائی دیے لشکر مین تو نظر بھی نہین آتے ہین اُسوقت چالاک نے
باہم مشورہ کیا کہ بھائیو آخر یہ پتلے تو سردارون کو ہمارے اُٹھا لیگئے ہین اور ساحر ہمسے پوشیدہ ہین پس
ہمکو بھی لازم ہے کہ لشکر لقا مین جاکر جسکو پائین مار ڈالین یہ صلاح سب کو پسند آئی اور چالاک نے صورت
اپنی جمعدار چوکیداران کی ایسی بنائی پگڑی سرخ سر پہ باندھکر گھٹنا چست پہنا تیر کمان ہاتھ مین لیکر ہتھیار
جسم پہ آراستہ کرکے چلنے پر آمادہ ہوا اور عیار سات آٹھ پاسیون کی قطع پر بنے یعنی گھٹنون تک دھوتی باندھکر
مرزائی پہنکر تیر کمان لیکر اُسکے ساتھ ہوے اور قریب لشکر پہونچکر پہلے تو ایک ایک علیحدہ ہو کے داخل سپاہ عدو کے
گمراہ ہوکر پھر ایک جگہ مجتمع ہوکر بہ مسل اور بر خیمہ و بارگاہ کے گرد جاگو جاگو کہکر پھرنا شروع کیا اسیطرح پھرتے
پھرتے ایک خیمہ کے قریب پہونچے وہان چند سردار لشکر بزم آراستہ کیئے بیٹھے تھے اُنکو دیکھکر کہا جمعدار یہ کسکی
یہان کی روند ہے عیار تو یہان کے سب افسرون کو پہچانتے ہین چنانچہ چالاک نے کہا غالب جنگ یہان کی افسرون
نے کہا تو آئیے جمعدار صاحب حقہ پیجیئے یہ عیار وہان ٹھہرے افسرون نے حقہ ان کر دیا عیارون نے پیکر کہا یہ تو چلگیا
ہمارے پاس تمباکو ہی ہم بھر بھرتے ہین یہ کہکر چلم مین بہت سی بیہوشی شریک تمباکو کرکے بھری اور اُن سب کو
پلائی وہ سب بیہوش ہوے اُنھون نے سب کے سر کاٹ ڈالے اور رقعہ لکھکر ڈالدیا کہ یہ کام عیاران لشکر اسلام
کا ہے پھر وہان سے آگے بڑھے جس خیمہ مین سناٹا دیکھا کہ سب سوتے ہین بس کچھ عیار تو اُس خیمہ کے در پر کھڑے رہے اور کچھ
پشت پر سے سلاخچہ سے چاک کرکے اندر خیمہ کے گئے ساکنان خیمہ کو بیہوش کرکے قتل کیا اور رقعہ لکھکر ڈالدیا اور آگے بڑھے

اور متفرق ہوگئے کوئی حلوائی بنا کوئی فقیر بنا کوئی لونگ چڑے والا بنا اسی طرح ہیئت بدلکر پلٹنون رسالون مین
پھرنا شروع کیا جو حلوائی بنا تھا تھال ہاتھ مین لیے مونڈھیا بغل مین دابے ہینے کمر سے گھڑنیے تھال کے کنارے
چراغ جلتا ہر طرف پھرتا پلٹن والے بلاتے مٹھائی چکھاتے بہت ارزان قیمت بتاتا لالچ مین آکر لوگ مول لیتے
جب کھاتے بیہوش ہو جاتے یہ سر انکے جدا کرتا جو فقیر بنا تھا وہ کشکول گدائی ہاتھ مین لیے تہمد باندھے رومال جھڑی
سنبھالے صدا کہتا جاتا تھا جو کوئی کچھ دینے کو بلاتا یہ دہان کچھ کرامات کی باتین کھجارتا وہ معتقد ہوکر بٹھا کے حقہ تماکو
پلاتے یہ بیہوش کرکے مار ڈالتا اسی طرح اور عیار کوہیونکی شکل بنے پھر رہے تھے جس جگہ دس پانچ آدمیون کو کھانا پکاتے
دیکھتے قریب آتے اور کہتے کیون بھائی ہمکو بھی کھلاؤ گے وہ کہتے ہان یہ جواب دیتے کہ ہم منگتے نہین ہین اگر ہمکو بھی کھلاؤ
تو لو یہ روغن آج ہمنے خرید کیا ہی بہت عمدہ ہی کھانے مین صرف کرو وہ روغن بعد انکار و اصرار لیکر داخل طعام
کرتے اور کھا کر بیہوش ہوتے یہ انکو طعمۂ دہان گور بناتے پس اسیطرح لونگ چڑے والے نے جا بجا بہت لوگون
کے سیخ مکاری پر کباب کیئے تھے رات بھر مین کئی سو آدمی رہرو ملک فنا ہوئے آخر وہ رات بھی راہی دیار عدم
ہوئی اور برنگ تیرگی جان کافران تیرگی شب مٹی کربیت سحر نے خور کا آئینہ دکھایا ہر اک کافر کو بھوچکا بنایا
ہنگام سحر عیاران خوش سیر تو لشکر شقاوت اثر سے نکل گئے اور کافر بستر خواب سے اٹھکر احوال سے ماہر ہوئے
ہر ایک کا عزیز و فرزند راحت جان جگر بند خواب مرگ مین مبتلا نظر آیا پھر تو کہرام یہان بھی پڑ گیا دنیا ماتم سرا
تھی ہر سمت بلند نالہ و آہ کی صدا تھی لقاے بے بقا تخت پر آکر بیٹھا تھا سردار آتے جاتے تھے کہ یکایک غلغلہ شیون
سنائی دیا یہ گبر سردارونکی گرفتاری سے بہت خوشنود تھا اور حکم دیا تھا کہ ناچ کا جلسہ مترتب ہو اسوقت شور گریہ
سنکر گویا ہوا کہ شاید اہل اسلام اسقدر زور سے روتے ہین کہ یہانتک انکے رونیکی صدا آتی ہی جو لوگ کہ واقف حال
نہ تھے وہ کہتے تھے کہ خداوندا ابھی کیا روتے ہین اب آگئے وہ بندے تیرے روئینگے یہ ذکر تھا کہ بختیارک جو اپنے خیمہ
سے دربار مین آنے لگا راہ مین لشکریون کو گریان و نالہ دیکھکر مستفسر حال ہوا لشکریون نے لاشہاے مقتولان
دکھائین اور شیطان کے ساتھ بارگاہ خداوندی مین آئے پہلے شیطان خچر پر سے اترکر داخل بارگاہ ہوا اور لقا کو
مجرا کیا رقیدہ سر سے اپنے اتار کر ناچنے لگا اور کلمہ پڑھتا جاتا تھا اور خداوند کو برا کہتا جاتا تھا اور کہتا کہ خداوند
وہ جو بہشت آپکی ہی وہ آباد ہوتی جاتی ہی لقا نے کہا آخر کہہ تو کیا ہوا کہا رات کو بہشت خداوندی بندگان
خاص سے معمور ہوئی لقا بولا کہ بندگان خرابی بھی میرے ہی بندے ہین اور تم سب کا بھی مین خالق ہون پس مین
دونون طرح کے بندونکی طرف ہون کبھی انکو غالب کر دیتا ہون کبھی انکو بندون کو چاہیے کہ آپس مین سمجھ لین
میرے اوپر نہ رہین مین ایسا رحیم ہون کہ آپ بھاگتا پھرتا ہون یہ کہہ رہا تھا کہ کچھ افسر ناالائق و گریان وہ رقعہ جو عیار
لکھکر ڈال گئے تھے لیے ہوئے بارگاہ مین آئے شیطان نے وہ کاغذ انسے لیکر آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا
لقا نے پوچھا کہ یہ کیا ہی شیطان نے جواب دیا کہ وہی ہی اور کیا ہی لقا سمجھا کہ شاید عمرو آگیا اسنے یہ کاغذ بھیجا ہی یہ
سمجھکر گویا ہوا کہ کیا بندۂ خاص طلسم سے آیا شیطان نے کہا اے تیرے منھ بتول شخصے چندین مدت خدائی

کروہی ہنوز گاؤ خر را نشناختی اے اوگیدی یہ فرمان واجب الاذعان فرزند شہنشاہ عیاران مرشد زادۂ برحق بہترین بہتر جناب چالاک بن عمرو کا ہے یہ کہکر اُس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا کہ او شیطان تو نے امیر باتوقیر کے مزاج ہمایون کو ذرا بھی مثل آئینہ مکدر کیا اور سردار اسلام کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو ساری خداوندی خاک مین ملا دینگے خیمہ گور مین تجکو سلا دینگے او روبحنتا رگ یہ سب حرمزدگی تیری ہے اگر اپنی شیطنت سے باز نہ آیا تو پھر یہ تیر اپکایا جائیگا یہ مضمون پڑھکر شیطان کانپنے لگا کہ ایسا نہو عیار مجکو مار ڈالین اسوقت لقا نے کہا اے شیطان تو گھبرا نہین میری اور تیری موت نہین ہے اس کلمہ سے شیطان کو تسکین کب ہوتی ہے غرضکہ یہ تو خائف و ترسان قرار پزیر ہوا اور لقا نے لاش مقتولان کو دفن کرنیکا حکم دیا اہل لشکر بصد گریہ و زاری لاشین اٹھانے مین مشغول ہوے دن بھر اسی کاٹرنے و اٹھانے مین بسر ہوئی جب ظلمت شب نے مثل تیرگی لحد آغوش کھولی اور آفتاب غاریمغرب مین جاکر دفن ہوا کہ

	بڑھا یا ہر طرف ظلمت نے دامن		گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن

رات کو لشکر اسلام و سیاہ کفار دونون فوجون مین حد کی ہوشیاری و بیداری ہوتی ہر جگہ چوکی دہرا مقرر ہوا لیکن ساحر ونکی طرف سے تیلے اور مسلمانو نکی طرف سے عیار روانہ ہوے اور آج چالاک نے نسیم بن عمرو و قسیم بن عمرو و سمک بلطاقی و سمکت خیبری و قاسم کستوری قاسم تنک رو احلی و برق سر ہنگ و ابو الفتح و کلیاد و کلباد وغیرہ تین سو عیار اپنے ہمراہ لیئے اور لشکر دشمن مین آکر کسی نے کسی سردار کی رنڈی کو بیہوش کیا اور اسکی صورت بنکر گیا اور کام اُس سردار کا تمام کیا اور کسی کے خدمتگار کی ایسی صورت بنا اور اپنا کام اُسنے کیا کسی نے کسی کو راستہ مین مار ڈالا کوئی کسی خیمہ مین کمند مار کر گیا اور قتل کر آیا غرضکہ اگر فرداً فرداً عیاری ہر ایک کی بیان کیجائے تو بہت طول ہوگا آج چار ہزار سردار دنکے سر کاٹکر یہ عیار اپنے لشکر مین آئے بڑے بڑے سردار کو ہی مارگیے جب ناخن مہر سے سحر پُر غم نے چہرہ خراشی کی اور زمانہ مین وہ اندھیر تھا کہ فلک پیر نے چراغ خورشید اپنے جھونپڑے مین جلایا کہ بیت قریب ختم حسن روئے شب ہے ✣ یہ غفلت ہوش والون کو غضب ہے صبحدم وہ شور فریاد لشکر لقا مین برپا ہوا کہ شور محشر بھی اُسکے سامنے شرمندہ تھا کوئی پسر کے لیے خاک اڑاتا کوئی برادر کو پچھاڑین کھاتا ہر جگہ یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر اک خیمہ سے اٹھا شور فریاد
یہی غل تھا کہ ہم ہوتے ہین برباد
ہر اک نے سر کو دے ٹپکا زمین پر
یقین تھا دم نکل جائے وہین پر
ہر اک نے مثل گل سینہ کیا چاک
ہوا غل ہر طرف اُڑنے لگی خاک
بشکل شوق اُبلے لوگ غم سے
ہوے ممنون گردون کے ستم سے
گذر گاہین ہوئین سونی برابر
اندھیر اچھا گیا ہر بام و در پر

فی الجملہ لاشین ہر سمت اٹھنے لگین وہ کاغذ جو آجکی شب عیار ڈال گئے تھے اُن مین یہ مضمون ہے کہ آجکی رات جو آتی ہے اس رات کو خداوند لقا مع اپنے شیطان اور پرستش کرنے والون کے بہشت مین اپنی جائینگے وہ کاغذ مردمان لشکر بارگاہ خداوند مین لے کر آئے شیطان نے جو اُسکو پڑھا لرزنے لگا اور لقا سے کہا اے اوگیدی سحر سے اگر اپنی زندگی چاہتا ہے

تو اپنے اُن ایسے تیسے ساحرون سے کہکر مسلمانون کو چھڑوائے اور آیندہ ایسی حرکتین کرنیکے لیے اُنکو منع کر لیتا بھی اتنے سرداران لشکر کے مرنے سے گھبرایا تھا شیطان سے کہا تو سچ کہتا ہے اچھا پھر ساحرون کو بلانا چاہیئے شیطان اُٹھا کہ مین جا کہ کسی طرح اُن کو بُلا لاؤن مگر آج تیسرا دن تھا اور سرداران اسلام بہت قید ہو چکے تھے ساحرون نے خود یہ قصد کیا کہ خداوند سے کہہ کر مسلمانون کو قتل کرائین پس وہ دونون اژدر سحر پر سوار ہو کر خدمت خداوند مین آئے شیطان نے وہ نامہ اُنکو دکھایا اور کہا جلد سرداران مغضوب کو رہا کردو کیون خداوند کی جان کے پیچھے پڑے ہو آج مرشدزادہ لکھتے ہین کہ مع خداوند سب کا خاتمہ ہے **بلاوصبا** جملہ کیفیت معلوم کر کے گویا ہوے کہ ملک جی تم گھبراؤ نہین آج ہم لشکر **حمزہ** کا خاتمہ کیے دیتے ہین یہ کہہ کر اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکالا اور کہا دیکھو ملک جی یہ سحر ہم نے تمام محنت کر کے تیار کیا ہے آج تک ہم نے یہ سحر نہ کیا تھا طرح دیتے چلے آتے تھے ہماری زندگی بھر کی مشقت ہے غرضکہ بہت کچھ صفت اُس سحر کی کر کے وہ نارنج زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہو کر ایک جگہ اکٹھا ہوا اور ایک پتلا حبشی کا بنگیا اُس پتلے نے ساحرون کو سلام کیا اور کہا مجھکو کس لیے یاد فرمایا ہے انھون نے حکم دیا کہ جاؤ اسم اعظم حمزہ بھلا دو پتلا سلام کر کے رخصت ہوا اور اُسی طرح دھوان بنکر بلند ہو کر نگاہ سے ناپدید ہوا جب دو پہر بجی اور جناب حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے اُٹھکر برائے نماز پیشین جانب مسجد کریاس روانہ ہوئے راہ مین ایک سمت سے دھوان پیدا ہو کر گرد امیر گردش پذیر ہوا اور بہت دور تک تاریکی ہو گئی اسم اعظم الٰہی لوح سینہ سے مسلوب ہو گیا آپکو حالت غشی طاری ہوئی بیہوش ہو کر گر پڑے ملازمان ہمراہی گھبرائے نالان و گریان اُٹھا کر بارگاہ سلیمانی مین لائے دعاہاے صحائف ابراہیمی پڑھکر پھونکی کہ ببرکت کلام ربانی و تاثیر سایہ بارگاہ سلیمانی ہوش تو آگیا لیکن ربودگی مزاج ہمایون پر طاری ہوئی عقل و دانش گم صم و بکم ہو گئے چپ اور سن جہان لٹا دیا پڑے ہین انکا تو یہ حال ہے غم سے بادشاہ کا دل نڈھال ہے ماہ تابان صاحبقرانی کو زوال ہے اُدھر وہ دھوان پھر بارگاہ لقا مین آیا اور مجتمع ہو کر حبشی کا پتلا بنکر ساحران مذکور سے اُسنے عرض کیا کہ مین حسب ارشاد حضور اپنا کام کر آیا ساحرون نے یہ سُنکر ایک شیشہ اپنے جھولے سے نکالا اور اُس پتلے کو دکھایا وہ سحر کا جن دھوان بنکر اُس شیشہ مین اُتر آیا انھون نے منہ شیشے کا سحر پڑھکر موم سے بند کیا اور کہدیا کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم حمزہ کا نہ چھوٹے جب یہ تدبیر کر چکے انکی ملازم ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا مہر جادو ہے اور وہ طلسم ہزار برج کی رہنے والی ہے پس اُس ساحرہ کو وہ شیشہ انھون نے سپرد کیا کہ لیجا کر طلسم ہزار برج مین اپنے مقام سکونت پر رکھے یا یہ کہ خدمت **افراسیاب** مین لے جائے اور وہ اسکو بہت حفاظت سے رکھے غرض ساحرہ مذکورہ وہ شیشہ لیکر بزور سحر تخت پر بیٹھ کر روانہ ہوئی حال اُسکا معرض بیان مین آئیگا اب ان ساحرون نے بعد جانے ساحرہ کے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ چند پتلے دو صندوق سر پر اُٹھائے روے ہوا سے نیچے اُتر آئے یہ صندوق ہین کہ جنپر سوار ہو کر یہ دونون ساحر طلسم سے یہان آئے تھے حال انکا جلد دوم مین لکھا گیا ہے کہ ان صندوقون کو انھون نے کھولا تھا اور کئی ہزار پتلا بالشت بالشت بھر کا نکلا تھا اور بڑھکر مثل انسان قد آور ہوا تھا اور ہر پتلا مرکب پر سوار تھا وہ گھوڑا بھی جسیم ہوا تھا حاصل مرام اسوقت جب پتلے وہ صندوق لائے انھون نے وا کیے تین ہزار پتلا انمین سے روئین تن اور فولاد بدن

نکالا کہ وہ نکلتے ہی سب قامت پیدا کرکے سوار ہنگئے اور باہر بارگاہ کے جاکر انکا پڑاؤ پڑا اُنھون نے صندوق بند کرکے پتلون سے کہا جہان سے لائے ہو وہین لے جاؤ پتلے صندوقون کو لیکر غائب ہوے اور یہ دونون ساحر بارگاہ سے اُٹھ کر کنارۂ لشکر کے آئے اور ایک ناریل اپنے جوڑے سے اور نکال کر جانب صحرا مارا کہ وہ شق ہوا اور زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے اور روے ہوا سے بھی آگ برسنے لگی اور اسقدر بحر آتش کی طغیانی ہوئی کہ گرداگرد لشکر نحوست اثر حصار آتشین کھنچ گیا چادرین آگ کی فلک کی طرف سے گرز حصن حصین آتشین گرد لشکر ہوگئین ان ناریون نے راہ دریافت لشکر کے اندر کی بند کردی اسلیے عیار جو اندر لشکر کے آئے ہون وہ اپنے لشکر مین جا نہ سکین اور اپنے مقام سے یہان قیام گاہ عسکر شقاوت پیکر مین آ نہ سکین جب یہ انتظام کرچکے بارگاہ مین آکر بیٹھے اور شراب پینے لگے یہان تک کہ حرارت آتش مہر کم ہوئی اور گرم بازاری رونق کم ہوئی اور زر طلاے احمر خورشید کو زرگر دہر نے بوتۂ مغرب مین رکھا اور کورۂ آہنگر فلک مین اخگر نجم تابندہ ہوے کہ نظم

کہ اس دن کے قدم اُٹھے وہان سے ہوا سامان رخصت اس جہان سے
فروغ مہر نے دامن اُٹھایا ہجوم شام کا اک ابر آیا

سر شام ان ساحران بدانجام نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر نقا مین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی فوج کوہیان و ساحران و لقا پرستان مین نہایت خوشی ہوئی کہ اب انتقام مسلمانون سے اپنے عزیزان مقتول کا لین گے عیاران لشکر اسلام جو بارادۂ داخلہ سپاہ عدو سے ہمراہ کنارۂ لشکر بد اختر پہونچے حصار آتش گرد لشکر پایا ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگے اس اثنا مین شور حرب کوس گوشزد ہوا غلغلہ سپاہ کینہ خواہ سے گوش روزگار کر ہوا مضطربانہ ان عیارون نے خدمت بادشاہ اسلام مین اپنے تئین پہونچایا یہان عجب ہنگامۂ رنج و غم برپا تھا ڈنکون پر سردارون کے غاشیہ پڑے تھے بادشاہ اکیلے تخت پر بیٹھے تھے امیر ایک صحنچی مین بحالت دیوانگی پڑے تھے وہ لوگ جو مجرے کو بھی باریاب نہو سکتے تھے آج براے زینت بارگاہ حاضر دربار تھے یا خلد زانوے غم پہ سر جھکاے تھے محلات سے رونے کی عورتون کی صدا آتی تھی فرط قلق سے سینہ شق ہو تنگ رونق کی اندوہ کی چھائی تھی کہ بیت

جہان تھا رنج سے آنکھون مین اندھیر فقط رونے سے دل ہوتا نہ تھا سیر

اسی رنج و ملال مین عیار حضور بارگاہ پر آکر ٹھہرے اور بہزار ادب تسلیم کرکے دعا و ثنا بادشاہ ذیجاہ بجالائے کہ ابیات

سرو قد خسرو خوش انجام منصور نشان فوج اسلام
چکر مین ہے بحر مثل گرداب دیکھی ہے جو تیری تیغ خوش آب
آئینہ تیغ برق تمثال دعواے اجل کا صورت حال
گردون سے بلند ہے ترا ادر گلدستۂ عرش تیرا افسر
سامان جدال سب ہے تیار آمادۂ جنگ سب ہین کفار

نقارۂ حرب سپاہ دشمن مین بجا ہے اور حصار آتش گرد لشکر ساحرون نے سحر سے کھینچا ہے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سُنکر فرمایا کہ یہ کافران بے حیا ایسے ہی وقت مین آمادۂ کارزار ہوتے ہین کہ جب ہم ناچار ہوتے ہین خیر خداوند زمین و زمان ہمارا نگہبان ہے یہ فرماکر جوش شجاعت مین آکر حکم دیا

کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل خداے قدیر طبل رزمی پر دوال بجائے بجرد امداد حکم محکم شہنشاہ عالم پناہ طبل سکندری و سامی پر چوب پڑی صدا سے طبل سے لشکر میں اور زیادہ بدحواسی ہوئی کیونکہ جملہ سرداران گرفتار امیر بوجہ فراموشی اسم اعظم مجبور و ناچار لیکن شجاعان روزگار منچلے تیغ و سپر کے سایہ میں پلے جلادت شعار دم شوری کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے تیغ بران بار غم سے اس رات تو غم ندامت سے گویا سر در گریبان خنجر گلو گیر حسرت جوہر کیا دکھاتے فرط رنج سے خجل ہو کر دانت نکالتے تیر ہر ایک آہ دل دردمند نیز دن میں فکر دور دراز کے بند کمان بسان خاطر کبیدہ کشیدہ کبادہ ایک غبار الم کا تودہ کمندوں کو دل عاشق کی طرح الجھن حلقہ حلقہ پریشان بہ رنگ گیسوے جانان پر فن ہر چند کہ آثار غم و ہم سے سرہنگان لشکر کا دل خون تھا مگر جان دینے کا سودا لڑنے مرنے کا جنون تھا آب آہن کا قلزم ذخار بانعرہ پر تھا تیغ کے گھاٹ جان دیکر اُتارنا بہادر چاہتے کشتی شجاعت میں سلسلہ رگ جان کا لنگر تھا بادبان حوصلہ شمشیر زنی اڑ رہا تھا ہر سمت شورش بحر دلیری برپا نقیبوں کی صدا سے دل ترک فلک کا ہلتا دوست دوست کے گلے ملتا نصیحت اور وصیت کرتا کرناے کے نعرے ترک بہرام کا دل دہلاتے طبل و بوق پل من مبارز کی صدا سناتے پلٹنیں اور رسالے مسلح و مکمل ہوتے نامرد بیدل ہوتے گھوڑے بغیر سواروں کے تیسے بھرتے دلاور بھیے شرارت کرتے آمادہ مرگ مردان نبرد غضنفر گردوں جنکے مقابل گرد بر ودہ بمقام اُس شب کو بیشہ شیران با شجاعت کا نیستان تھا ہر سمت یہ سامان تھا کہ نظم

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
آواز سے شق ہو جبل کوہ
دیکھو دم تیغ اور جوہر
روحوں کا گذر تھا آئینہ بالکل
کیا شور بپا تھا اللہ اللہ

بیدار تھے مردے زیر تربت
تھا ترک فلک کو بیم اُس شب
تھا ایک تو شعلہ سو سمندر
شہرہ تھا یہ چار حد میں ہر سو
تھا گوش فلک میں پنبہ ماہ

رہتا ہے کہاں عدو کا انبوہ
جوزا کا تھا دل دو نیم اُس شب
تلواریں عقیق یا کہ آہنین پل
تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو

اسی تردد اور تیاری حرب میں سرہنگ مہر جان پر کھیل گرد اور گاہ فلک میں آیا اور روزگار غدار نے مثل شہریار زرہ طلائی صباے خورشید کی پہنی کہ نظم

ہوئی جب صبح روشن آشکارا
ہوئی پیدا سحر اتنے میں ناگاہ
فلک پر صبح کا چمکا ستارا
ستاروں نے بھی لی سوئے عدم راہ

لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہو کر جانب جنگاہ چلا بلا و صبا اژدر سحر پر سوار پیچھے اُنکے جوق جوق ساحران نابکار طائران سحر و اژدر افسونگری پر چڑھ کر روانہ ہوے نہایت بیرحم و بددین و ستم شعار تھے کہ ابیات

دیکھو تو یہ کس بلا سے کم ہیں
نیش اُنکا رواں تھا شکل کژدم
پیاسے کو پلاتے ہیں وہ خونریز

مثل دم اژدر اُنکے دم ہیں
انسان کی شکل دیو کردار
آب دم تیغ و خنجر تیز

کتنے ہیں سیاہ دل یہ مردم
یاجوج کی طرح آدمی خوار

علاوہ اُن ساحران بدطینت کے وہ تین ہزار پتلے رویین تن و فولاد بدن ہتھیار جسم پر لگائے حصار آتش سے گذر کر میدان نبرد میں آ رہے

تھا بھی اُسی کروفر و عظمت سے فیلان جنگی کو زنجیرہ بند کرا کے تخت اُن پر کھچوا کر سوار ہوا تھا اور کئی لاکھ کوہی اور باختری ہمراہ لیکر وارد دشت قتال تھا اس طرف بادشاہ دین پناہ نے لباس خسروی دور کر کے زرہ و چار آئینہ وخود جسم پر آراستہ کیے شبستان سے برآمد ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے جلو مین کمیدان و رسالہ دار ہوے فوج گروہ گروہ وانبوہ انبوہ موج دریا کی طرح روان ہوئی شجاعت اُنکی ہمت پر آئینہ وار حیران ہوئی لشکر پر برنگ شمع سحری اداسی چھائی تھی ہوائے خزان نے اُس گلستان کی بربادی چاہی تھی ہر نونہال گلشن ارجمند ہم رنگ گل خزان رسیدہ خمول و پژمردہ بظاہر سرسبز مگر دل مردہ آمد سے لشکر کے گرد اُڑی تھی یا گرد کدورت دلون کی اکٹھا ہوئی تھی زمانے کے دل مین غبار جو کبھی کا بھرا تھا وہ اُسوقت نکلا تھا طبل و بوق کا بھی قلب ہول سے خالی تھا چہرونکے نظری ہونیکا زمانہ آیا تھا گُم امان بجائی تھا گلستان جلادت مین عنادل دار زمزمۂ عشرت کے عوض نالہ و شیون برپا بہادر کو موت کا کھٹکا لگا ہوا صیاد اجل کا مرغ جان کو دھڑکا نسیم سحری مژدۂ مرگ سناتی شمع حیات جھلملاتی گل ہوئی جاتی صحرا مین بسان خانۂ ویران سناٹا زمین مین سائین سائین کی صدا طائر روح قفس تن مین مثل مرغ بسمل دائل پرواز ہوا مزاج کے مخالف نہایت ناساز اس عالم مین بھی شہنشاہ عالم کا وہی بہادری کا عالم وہی تیور وہی تیکھی چتون شیرانہ نظر کوہ کا اس صاحب حشمت و شکوہ کی حالت بیکسی دیکھ کر سینہ شق ہوتا مگر لعل دل سنگ سے نکال کر اس حمزہ کے لال پر چھاور کرتا فلک ہر چند کہ مخالف اور دشمن تھا لیکن بہر اطاعت جھکائے گردن تھا زمین ہر چند کہ پانون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی مگر رعب و داب بادشاہ ذیجاہ سے دبی ہوئی تھی وہ لشکرون کا بن بن کے چلنا جوانون کا تن تن کے اکڑنا ڈنکون کا بجنا صدائے نصر من اللہ نقیبون کا بلند کرنا ہتیارون کا کڑکنا نظم

کب عیان مین ہے جہاد اصغر	تھا سہل اُنھین جہاد اکبر	عاجز ہین حساب مین محاسب
اتنا نہین لشکر کو اکب	دیوار حصار شہر یاری	تھا حصن حصین ملکداری
فوج ایسی ہو شہریار ایسا	مغلوب ہون کیون نہ سارے اعدا	اسی رفعت و منزلت سے جب میدان

قتال مین پہونچے جم گئے بیلدار زمین ہموار کر کے ہٹے سقے آبپاشی کر کے تھم گئے صفین ترتیب پذیر ہوئین میمنہ نے معین ہونیکا دم بھرا میسرہ کو ارادہ جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پائے ہمت گاڑ دیے جناح نے بازو سے سعی کھولے کمینگاہ والے گھات سوچنے لگے چو دھنین جب آراستہ ہو چکین نقیبون نے نعرے مارے کٹر کیت کر دکا کہا کر کنارے ہوے بلا اژدر بڑھا کر سامنے لقا کے آیا اور اجازت حرب طلب کی اُس حیلہ نے کہا کہ تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر وہ ساحر اپنے لشکر مین آکر ٹھہرا اور اُن تیلہاسے روئین تن سے حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر حریف کا کام تمام کرو بمجرد حکم وہ تپلے کہ سواران فولاد بدن ہین مثل اسفندیار تیغین کھینچکر صف لشکر اسلام پر آگرے اس طرف سے بھی بہادران روز ہیجا ہزار در ہزار شیرانہ حملہ آور ہوے شمشیر صاعقہ خصال کھینچی زندگی کا جھگڑا بہت دنون سے پھیلا ہوا تھا دم بھر مین فیصلہ پانے لگا قافلہ ملک عدم کو جانے لگا گوشہ مرگ مین بعافیت ہر ایک آرام پذیر ہوا ہنگامہ دارو گیر ہوا

ہر سمت سے ابر سیاہ نے بارش آب تیغ دتیر کی یہ تدبیر کی کہ ابیات

ز بس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ
تو گفتی ہوا ژالہ بارد ز میغ
برفتند ازان بیہدی گندآوران

بزہر آب دادہ پرندآوران
ز کشتہ ہمہ دشت آوردگاہ
تن بی دو دست و سر بی دو ترک و کلاہ

بلند آسمان چون زمین شد ز خاک
بسے گردن و بر شدہ چاک چاک
چنین گفت لشکر ہمہ ہمگروہ

کہ از کشتگان گشت ہامون چو کوہ

ہر چند کہ دلاور جانبازی کر رہے تھے مگر وہ پتلے سحر کے تھے کسی کا حربہ اُن پر اثر نہ کرتا تھا تلواریں اُنکے تن پر اُچٹ جاتی تھیں اور اُنھوں نے زیر شمشیر آبدار رکھ لیا تھا منچلے مر رہے تھے دم محبت اسلام کا دم بھر رہے تھے جو کوئی مسلمان مرکر گرتا تھا کلمۂ شہادت پڑھتا تھا گرم بازاری مرگ کا ہنگامہ تھا مقام عبرت و جائے تاسف تھی کہ وہ سر جو دعویٰ چتر و افسر رکھتے تھے ٹھوکریں کھاتے تھے وہ جسم جو بازو دزرہ بکتر رکھتے تھے بارہ بہتی سے سبکدوش نظر آتے تھے پتلوں نے پتلہائے انسان خاکی بنیان کے نقشے مٹا دیے تھے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے تھے خون مسلمانان کے دریا بہا دیے تھے زمین ارغوان پوش تھی رات بھر کے جاگے نوشاہ عروس مرگ سے ہم آغوش خون کی دھاریں چہرے پر سہرے کی لڑیاں جسم پر ضرب اسلحہ کی بدھیاں نظر آتیں دست و پا عوض حنا کے خون سے رنگین حوصلوں سے برچھیاں تھیں نظم

کچھ صحبت نہ گفتگو نہ تقریر
خاموش برنگ بزم تصویر
سوتے تھے منھ ایک بھی نہ کھولے

دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے
ارمانوں کے بند در برابر
سب خواب میں تھے برابر

یوں بلبل و فاختہ کی فریاد
وہ گل ہیں کہاں وہ شمشاد

یہ ماجرائے جنگ جو شہزادہ کرب نا د
امیر عرب نے دیکھا قریب بادشاہ عالیجاہ آکر عرض کیا کہ یا ظل اللہ اسوقت جو غلام عرض کرے وہ حضور پذیرا فرمائیں بادشاہ نے انگشت قبول دیدۂ حق بین پر رکھی شہزادۂ مذکور نے عرض کیا کہ سپاہ دشمن سے کوئی مارا نہیں جاتا اور یقین ہے کہ نصیب اولیائے دولت قاہرہ خدانکردہ شکست ہو پس ایسے ہنگام میں ناموس صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی قبضۂ کفار ان میں آجائیگی یا نہ صاحبقرانی بھی ہاتھ سے جائینگے بڑی رسوائی ہوگی پس مناسب ہے کہ بقیہ فوج کو جناب ظفر رکاب ہمراہ لیکر دامن کوہستان میں تشریف لیجائیں اور قلعۂ کوہ کو ماوا و ملجا اپنا بنائیں بادشاہ نے فرمایا کہ اے کرب عرض تمہاری قبول و منظور ہے اب جو کچھ میں کہوں وہ رد نہ کیجیو کرب نے عرض کیا کہ منت بجان پذیرم جو ارشاد عالی ہو شاہ نے فرمایا کہ ہمارے سر کی قسم تم ناموس امیر و سرداران و جملہ حرم محترم کو سوار کراکر قلعۂ کوہ پر چلے جاؤ مجکو رہنے دو میں کبھی اُن کافروں کے مقابلہ سے قدم ہمت نہ ہٹاؤنگا جب اپنی جان دے لونگا اسوقت ع اعداز سر من کنند فیکون شد شدہ باشد کرب قسم دینے سے اس دلاور کے ناچار ہو گیا اور جنگگاہ سے پھر کر دروازہ پر خاتون معظم امیر کے آیا ملکہ کردیا بانوانی ساس کو تسلیم عرض کر بھیجی اور کہا جلد تمام مخدرات عصمت و طہارت کو سوار کرائیے کہ مقدمۂ جنگ دگرگون ہے ملکۂ مذکور نے بہت جلد انتظام کیا اور سکھپال فنس چوپہلے وغیرہ پر تمام پردگیان محترمات سوار ہوکر ہمراہ کرب دلاور روانہ ہوئیں کئی ہزار سوار محافون کو گھیرے نواب ناظر خواجہ سرا یکانے کہاریاں وغیرہ ساتھ بڑے انتظام سے بتجارت تمام جانب کوہستان چلے شہزادہ کرب نے بارگاہ سلیمانی کو ساتھ نہیں لیا اس

سبب سے کہ بارگاہ اٹھارہ سو شتر و قاطر و عرادہ پر بار ہوتی ہے اُسکے لدوانے مین عرصہ بہت ہوتا پس خیال کیا کہ ناموس امیر گھر جائینگی اُنکو پہونچا کر جائے محفوظ پر پھر بارگاہ لیجاؤنگا فی الجملہ امیر کو باہر بارگاہ سے ساتھ لیا ہی اور جب باہر بارگاہ سے نکلے اثر سے جادو کے بیہوش ہوگئے اُنکو ہوادار پر ڈالکر ہر ایک راہی ہوا اور کوہ سفید کے قریب پہونچکر کچھ لوگ درۂ کوہ مین پنہان ہوے اور کرب نے گھاٹیان کوہ کی طے کرکے قلعۂ کوہ پر تمام عورات کو پہونچایا اور امیر کو سبزۂ زار مقام پر کچھ بچھا کر لٹا دیا پھر شہزادہ موصوف کی غیرت مقتضی نہوئی کہ شاہ اسلام کو زغنۂ اعدا مین محصور چھوڑکر آپ تنہا بیٹھے رہے بس محلات کو سپرد خدائے حافظ و نگہبان کرکے آپ پشت مرکب پر بیٹھا پھر روانہ ہوا یہان اتنے عرصہ مین لشکر اسلام نے شکست پائی تھی بدینوجہ کہ ساحرون نے سحر کرکے دست و پا ہر ایک کے بیحس و حرکت کردیے تھے تپیلے قتل کرتے تھے لشکری ہاتھ بھی نہ ہلا سکتے تھے ناچار جنپر سحر کا اثر نہونے پایا تھا وہ رو بفرار لائے اور بادشاہ ذیجاہ اُس جنگ مین بہت زخمی ہوے تھے عیاران لشکر اُنکو بھی بحالت زخمداری کہ ظل اللہ پر غش طاری تھا ہوادار پر ڈالکر بھاگے کفاران نابکار و ساحران غدار پڑاؤ پر آ گرے اہل اسلام بادشاہ کو لیکر وہان سے بھی بھاگے دشمنون نے تعاقب کیا اُسوقت شہزادہ کرب آکر معین و ناصر ہوا اور لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرکے بادشاہ کو گروہ دشمنان سے نکالکر کوہ سفید کے قریب لایا اور اس جنگ مین کہ شہزادہ دلاور تنہا تھا زخمی ہوگیا لیکن جرأت کرکے شاہ عالم پناہ کو قلعہ پہاڑ پر پہونچا کر برابر امیر کے لٹا یا اپنے زخمون کو باندھکر انتظام مین مصروف ہوا تیر انداز اور سنگ انداز گھاٹیون کو روک کر استادہ ہوے عیار تھپر گوپھن مین رکھکر مرگ پر آمادہ شعاب جبال مین استادہ ہوے لیکن بعنایت رب العزت لشکریان فوج شقاوت و عداوت جو اہل اسلام کے عقب زدوکشت کرتے آتے تھے مسلمانونکے نکلجانے سے اس طرح مین آکر پھرے کہ خیامگاہ مسلمانان چلکر لوٹین چنانچہ ایسا ہی کیا کہ بازارین اور خیمہ لوٹنے لگے اسوقت مختیار رکنے لقا سے کہا کہ یہ خیمہ بارگاہ و سراپردہ جو فرزندان حمزہ اور اُسکے سرداران ذیشان نے طلسمات فتح کرکے بہم پہونچائے ہین اس قابل نہین کہ لُٹ جائین یا جلادئے جائین خداوندان تحفۂ اشیا کو اپنے قبضہ مین فرمائین اور لشکریون کو غارت کرنے سے منع کرین لقا نے اُسکے کہنے سے ساحرون کو پاس بلا کر حکم دیا کہ لشکر تاخت و تاراج کرنے سے رد کو ساحرون نے بزور سحر منادی کرائی کہ ہرگز لوٹنے کا مال مسلمانان کے ارادہ نکرے لشکر کے لوگ دست کشیدہ ہوے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ سرہنگ شب نے سونا آفتاب کا لوٹنا چاہا وہ متاع جان اور پونجی اپنی بچا لے گیا اور بغار مغرب مین جاکر پوشیدہ ہوا کہ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی — دیتا نہ تھا کچھ بھی دکھائی — تاریکی شب تھی ایسی چھائی
چشم اعمیٰ بخیل کا دل

شام کو اس لشکر ضلالت اثر نے بھی کمر کھولی بارگاہ سلیمانی اور تمام خیام و خرگاہ اہل اسلام قبضۂ دشمن نافرجام مین آئے لقا اُترکر تخت فیلان سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا مقام سلیمان دیو کو ملاخزانہ پر جانب بیٹھا لیکن بارگاہ مذکور مین ساحر نہین آسکتے ہین اس سبب سے یہ گمراہ بھی اُس جگہ نہ ٹھہرا کہ بغیر ہمنشینون کے لطف صحبت نہ ملے گا پس بارگاہ سامری مین تخت نکبت آثار

پھوا کر متمکن ہوا ساحران نابکار بھی وہان آکر کرسی و ذنگل پر متمکن ہوے اور صندوق ساحری طلب کرکے بلاو صبا نے سوارون کو پتلے بنا کر بند کیا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین اس مضمون کی لکھکر روانہ کی کہ لے شاہ ساحران ہم نے باقبال شہنشاہی کل مسلمانون کو تباہ و برباد کیا اسم اعظم حمزہ بھلادیا چند با شکستہ ہمارے ہاتھ سے بچ کر ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہین اور جملہ سردار حمزہ کے ہمارے قید مین ہین اب بہت جلد ہم فتح کامل حاصل کرکے خداوند کو تخت خدائی پر تمام عالم کی قائم کرینگے اور خداوند سے طرہ بیغیری لیکر حاضر خدمت بادشاہ جادوگران ہون گے اس عرضی کو حسب دستور ہوا پر رکھوا کر نقارہ بجوادیا پنجہ اٹھا لے گیا بعد بھیجنے عرضی کے وہ مسلمان جو اس جنگ مین بے حس و حرکت ہوے تھے انکو اسیر کرکے زندانخانہ مین بھیجا بازارین مسلمانون کی بند تھین رعایا فرار ہوگئی تھی اپنے لشکر کی بازارین وہان کھلوادین اور حکم دیا کہ رات بھر بازارین کھلی رہین دکانین کھلی رہین ہر سمت ہنگامہ عیش و نشاط برپا رہے یہ انتظام کرکے آپ بھی جشن کیا ارباب نشاط کو بلایا ساقی گلبدن و سیمین حاضر ہوے جلسۂ عشرت جمع ہوا وہ سامان انبساط اُس شب کو مہیا تھا کہ فلک زر آفتاب و سیم طلا کو اُس انجمن پر نثار کرتا تو بجا تھا زرگل گلشن عالم کا گلرخون کے حصہ مین آیا تھا غنچہ خاطر کا فران بخیل بھی تنگدست نتھا شگفتہ ہوکر فراخ حوصلگی دکھاتا تھا دولت نشاط سے ہر ایک مالامال گریزان وہان سے رنج و ملال زنان پری پیکر کا بناؤ جوبن کی بہار غضب کا نکھار ساقیان مہر دیدار کی پکار کہ ادھر آؤ شراب خرمی پی جاؤ نازک اندام رقاص اُس رعایتی و ستعار خوشی کو دیکھ کر یہ شعر حسب حال گاتے تھے شعر

کٹے خوشی سے تو ہے عمر خضرؑ بھی تھوڑی
وگرنہ نیم نفس بھی بہت ہے جینے کو

اس جلسہ نشاط بیدنیان کی کیا تعریف بیان کی جائے اسیقدر صفت کافی ہے اب کیفیت نامہ پہونچنے کی شاہ جادوان پاس بیان کی جاتی ہے کہ شاہ مذکور طلسم ہزار برج سے جو بغیظ و غضب تمام اس فکر مین روانہ ہوا تھا کہ طلسم نورافشان کسی طلسم کشا کو پیدا کرکے توڑ ڈالون چنانچہ اسی فکر مین کوہ نیلم چلا کوہ مذکور کا راستہ ظلمات طلسم سے ہے پہلے یہ ظلمات مین آیا اور اُس مقام پر ایک صحرائے طلسمی گلون اور درختون سے پر بہار تھا بادشاہ وہان ٹھہر کر سیر کرکے غم دل کو اپنے بہلائیگا اُسی اثنا مین پہلے پنجہ نے نامہ لاکر دیا کہ اسمین مضمون مدد مانگنے کا تھا شاہ نے نامہ پڑھکر سحر پڑھا اور دستک دی کہ جنگل کے ایک گوشہ کی طرف سے گرد اُڑی اور زنجیر کی جھنکار سُنائی دی اور ایک ساحر بال منہ پر بکھرائے لنگوٹ باندھے زنجیر پانون مین پڑی سامنے آیا بالکل دیوانہ مزاج تھا سارا جسم مٹی مین بھرا بایان نتھنا ناک کا فترا تا یہ اشعار جنون خیز زبان پر لایا کہ بمقتضائے نظم

میدان جنون کے مرد کم ہین
ڈھونڈھیگا ہمین غبار صحرا
سجادہ نشین قیس ہم ہین
ہے ہم سے جنون کا گرم بازار
ہم پر ہے فقط مدار صحرا
جب ہم نہوے کہان یہ دربار

غرض اس وحشی صحرائے افسونگری نے بادشاہ کو پانون اُٹھا کر بجائے تسلیم تلوا دکھایا پھر اپنا سر اپنے ہی پیر پر جھکا کر ایک قلقاری ماری اور ہر سمت دوڑتا پھرا جب جوش و خروش کم ہوا اُسوقت سامنے آکر ٹھہرا

بادشاہ نے فرمایا کہ اے مجنون جادو ہم ایسے مقام پر تمھین روانہ کرین کہ تمھاری نجات ہو جائے اُسنے کہا کیا خداوند لقا پاس بھیجیے گا شاہ نے فرمایا کہ ہان اُسنے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور خوب ہنسا اور کہا آج رات کو خداوند میرے پاس آئے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چل شاہ جادوان یہ تقریر استماع کرکے سمجھا کہ اس نے خواب مین خداوند کی زیارت کی بس اُس دیوانہ کے گرد پھرنے لگا وہ اسکے گھومنے سے آپ بھی چکر لگاتا تھا غرض بعد اس گردش کے ہنوز کچھ اور کلام نہوے تھے کہ نجبہ عرضی مشتمل مضمون فتح لیکر آیا بادشاہ پڑھکر شادکام ہوا اور دل سے کہا کہ جب اتنا بڑا لشکر حمزہ کا دو ساحرون نے برباد کردیا تو ایک اسد کی کیا حقیقت ہے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند لقا اب تقدیر زبردست کرتے ہین اور اُنکو بربادی بندگان مغضوب کی اب منظور ہے یہ دل سے تجویز کرکے ساحر دیوانہ سے کہا کہ تو تمھارے بھیجنے کی نیت ایسی مبارک ہوئی کہ بلا و صبا نے تمام لشکر مسلمانون کا غارت کردیا چند مسلمان ایک پہاڑ پر چھپے ہین اُنکو جاکر تم گرفتار کرو اور سرداران لشکر اسلام قید ہین اُن کے سرکاٹو لیکن بلا و صبا سے لڑنا نہین اُنکی اطاعت مین رہنا زیادہ دیوانہ پن نہ کرنا اسنے عرض کیا کہ غلام جاتا ہے اور جیسا ارشاد ہوا بجالاتا ہے میرا دیوانہ پن بھی خدمت خداوند مین جاتا رہے گا اور نام بھی میرا ہوگا کہ لڑائی فتح کی یہ کہکر ناچتا ہوا اور خاک اُڑاتا اپنے مقام پر آیا اور وہ مقام جہان یہ رہتا ہے ایک درہ ہے اور اُس دامن کوہ مین کئی ہزار دیوانہ اسکا مطیع و منقاد رہتا ہے اُسنے آتے ہی ایک چنگھاڑ دیو کی طرح لگائی کہ وہ سب دیوانہ اُسکے سامنے جمع ہوکر آئے اُسنے اُن کو حکم روانگی دیا ابتو وہ سب دیوانے بیابان مین چکر لگانے لگے دیوانگی جتانے لگے کوئی ہنستا کوئی روتا کوئی یہ شعر مجنونانہ پڑھکر جنگل سے وداع ہوتا

آوارہ پھرے ہے گرد بہر سو
چھالون کو کرینگے یاد کانٹے
بربادی وسعت بیابان
چلائینگے نعرے مارینگے غول

دکھلائین کس کو آنکھین آہو
دیکھے گا اُٹھا کے سر بگولا
ویرانی سایہ مغیلان

ہو جائین گے نامراد کانٹے
اس دشت کے کیا ہوے وہ شیدا
ہے کون کسے پکارینگے غول

یہ اشعار پڑھکر کبھی خار دشت سے رخصت ہوے اور کبھی جھاڑیون کے گرد پھرے اسی جوش و خروش مین تھے کہ مجنون جادو نے پھر ایک چیخ ماری اُسکے چیختے ہی گوشہ صحرا سے ہزار پتلے غولہاے بیابانی کی گردن پر سوار ہاتھون مین جھنڈیان لیے نفیرین منھ سے لگائے پیدا ہوے اُس جگہ پہونچتے ہی نفیرون کو اُنھون نے دم دیا پھر کیا تھا دیوانہ کو ہو بہت ہے نہ کہ نفیری کی آواز بس ہر ایک دیوانہ زمین پہ گرکر تو بعض انمین ناپدید ہوکر غبار زمین بنا اور بگولے کی طرح پیچ و تاب کھاتا اُٹھا اور بعض شعلہ بنکر زمین پر چمکا اور اگیا بیتال ہوکر جابجا روشنی دکھانے لگا اسی طرح کوئی بونڈلا بنکر چکر کھاتا اور کوئی اگیا بیتال بنا ہوا روانہ ہوا پتلے نفیر بجاتے جھنڈیان سر ہلاتے آگے بڑھے مجنون نے پھر تیسری چیخ ماری ایک مرتبہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی مین یہ دیوانہ بھی لپیٹ کر یعنی ایک بلاے سیاہ بنکر روانہ ہوا ابتو نفیرون کو دم ملنا دیوانون کے قلقاریون کی صدا آندھی کا شور اگیا بیتالون کا بھق بھق آگ روشن کرنا پناہ بخدا عجب طرح کا ہنگامہ آفت خیز برپا تھا کہ چرخ پر خورشید بھی خوف

ٹھہراتا تھا زمانہ پر از بلیات نظر آتا تھا چرخ سے جتنی بلائین کہ نازل ہونے کو تھین ایکبار اُتر کر اس جگہ اکٹھا ہوئی تھین اور مسلمانون پر چلی تھین خدا تعالی اہل اسلام کا حافظ و نگہبان ہے یہ بلائین اُن پر جاتی ہین دیکھیے کیا آفت لاتی ہین ادھر لقا بارگاہ حشامی مین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے اور مسلمان پہاڑ پر پناہ گزین ہین لیکن چالاک اور ابوالفتح کو فرط رنج سے قرار نہین ہے یہ پہاڑ پر سب کو چھوڑ کر اس فکر مین جانب عدو چلے کہ حصار آتشین سے باہر لشکر مسلمانان کے مقام لقا اُترا ہوا ہے بن پڑے تو ساحرون کو مار ڈالیے یا اور کافرون سے جو کوئی ملے اُسکی جان لیجیے غرض اسی فکر مین صورت خدمتگاران دشمن کی ایسی بنا کر بارگاہ حشامی مین داخل ہوے دیکھا تو ہنگامۂ عشرت ہے جلسۂ عیش و مسرت ہے یہ تو ٹھہر کر تدبیر کرنے لگے لیکن سحر بلخی اور کلبا دعراقی اور یزک وغیرہ چند عیار ملکر اسی فکر مین یہان آئے تھے انمین دو تین عیار تو آبدار خانے کے پاس آئے اور ملازم جو صراحیان برف مین جھل رہے تھے پانی کا انتظام کر رہے تھے اُنکو مکر سے پاس اپنے بُلایا اور تنہائی مین لیجا کر اُنکو بیہوش کرکے مار ڈالا اور پیراہن اُنکا اُتار کر اُنکی ایسی صورت بنکر آپ آبدار خانہ کا انتظام کرنے لگے اور سر ہنگ قریب بارگاہ آکر پھرنے لگا اتفاقاً ایک کنیز صبا کی باہر کسی کام کو آئی حقیقت مین صاحب حسن وجمال تھی کنیز نہ تھی مالک خوبان اور دولت حسن سے مالامال تھی زلف پُر شکن اُسکی دام دلہاے عشاق چتون اُسکی دلبری مین طاق ابرو اُسکے محبوبی سے جفت خوبی مین طاق چشم فتنہ زا کے اشارے کہ دل عاشقون کے ہم سے ہارے گوشہ چشم مین قیامت نہان شوخی و شرارت سرور گریبان کہ ہم ایسے کہان رخسار پر اُس کے ملاحت قربان نظم

ہر موے مژہ وہ عربدہ ساز | خونریز لبان ناخن باز | وہ ترک کہ وقت ترکتازی
ہے مرگ قتیل تیغ بازی | دانتون کا دہن مین ہے وہ عالم | غنچہ مین ہین قطرہ ہاے شبنم
حسن اُسکا فروغ جاودانی | لیتی تھی بلائین خود جوانی

عیار مذکور نے جو اُس سراپا حسن کو دیکھا صورت تو بدلے ہی تھا قریب اُسکے گیا اور کہا اے صاحب حسن مین اپنی بی بی کو بھی اپنے ساتھ رکھتا ہون چنانچہ اسوقت وہ خیمہ مین تنہا ہے اور نہین معلوم کہ کیا عارضہ اُسکو ہوا ہے جو اسوقت لوٹ رہی ہے اور کہتی ہے کہ کسی عورت کو بُلا دو تا اُس سے اپنا حال بیان کرون مرد سے وہ عارضہ قابل اظہار نہین تو واسطہ سامری کا میرے حال پر آپ رحم فرما کر میرے خیمہ مین تشریف لے چلین بعد لمحہ کے چلی آئیے گا کنیز ترس کھا کر اُسکے ساتھ ہوئی یہ اُسکو راہ کترا کر اکیلے مین لایا اور حباب مار کر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی غار مین چھپا کر کپڑے اُسکے پہن کر بارگاہ مین آیا اور سامنے بلا کے استادہ ہوا اس اثنا مین بلا کو پیاس معلوم ہوئی اُسنے سر بلند کرکے ملازمان کی جانب دیکھا اور کہا کوئی پانی پلاے چالاک جو پہلے سے یہان موجود تھا اُسکے سر اُٹھانے سے و ایک ساحرون کی آڑ مین ہو گیا کہ مجکو شناخت نہ کرے اُدھر آبدار خانہ مین جو عیار منتظم تھے اُنمین سے ایک گلاس تھالی جوڑ مین لگا کر پانی بیہوشی آلود سامنے ساحر مردود کے لایا اُسنے پانی پیا لیکن نگاہ اُسکی کنیز مصنوعی یعنی سر ہنگ پر پڑی ایک تو وہ کنیز تھی ہی خوبصورت دوسرے اس عیار کی بناوٹ دیکھتے ہی

طائر دل اسکا اسکے دام زلف مین اسیر ہوا اور اپنی بہن سے کہا کہ اس کنیز سے ہمبستر ہونا چاہتا ہون تم اجازت
دو اُسنے کنیز کو بُلا کر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے ساتھ جا اور جو کہین بجا لا یہ کہکر برادر کو اشارہ کیا کہ جائیے از بسکہ
یہ درۂ کوہ مین جا کر مقیم ہوے اور خیمۂ بارگاہ اُنکا لشکر لقا مین ہے یہان کہان کنیز کو یہ ساحر لیجا نا لیس اُسنے
اُٹھ کر آبدارخانہ مین جانے کا قصد کیا پردے چھڑوا دیے اور کنیز کو ہاتھ پکڑ کرے چلا چونکہ پانی مین بیہوشی پی چکا تھا
بیہوش ہونے لگا عیار اُسکو بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالتا ہوا اندر آبدارخانے کے لایا وہان سب عیارون ہی کا
انتظام ہے ساحر کو بیہوش ہوجانے دیا اور صلاح کی کہ قتل کر ڈالین لیکن یہ خوف طاری ہوا کہ اسکے مرنے سے
غصہ مین آکر صبا سرداران اسلام کو نہ ضرر پہونچاے پس یہان سے لیجا کر قید کرنا چاہیے یہ صلاح کرکے
پشتارے مین باندھا اور کہا نقب دیکرکے چلنا چاہیے یون تمام ساحر جمع ہین لیجانا مشکل ہوگا غرضکہ نقب کھودنا
چاہا اسمین ایک عیار نے کہا یہ بارگاہ حسامی ہے خواجہ عمرو اور ہم عیارون نے جابجا کنوین اور سرنگین
کھود رکھی ہین اسی دن کے لیے کہ اگر بارگاہ مین کبھی ہم گھر جاین تو براہ نقب نکل جائین چنانچہ اس مقام پر
بھی ایک نقب ہے مین اُسکا دہنہ کھولتا ہون تم سب اُسی راہ سے چلو عیار یہ کلام سنکر خوش ہوے اور
خنجر سے ایک جگہ زمین کھودی دہنہ نقب ظاہر ہوا یہ سب اُتر کر روانہ ہوے بلا کا پشتارہ سرہنگ نے لادا
اور بہت خوش ہوکر جلد قدم زن ہوے لیکن بارگاہ مین صبا کا دم گھبرایا اور بختیارک سے کہا مین نے سُنا کہ
بھیا بڑی دیر سے ہمراہ کنیز گئے ہین ابھی تک آئے نہین شاید وہین سو رہے تو صاحب مین نے کنیز کو اس لیے
تو دیا نہین جو ہر وقت اس سے کام لیا کرین اور وہ نیکبخت بند و ڈ میری سوت بنکر بیٹھے مین نے اسلیے اسکو دیا ہے
کہ فیر بھی اُنکے پسند ہے کبھی کبھی اُسکو بلا لیا کرین کیونکہ اچھی چیز سب ہی کو پسند ہوتی ہے بختیارک نے یہ تقریر سُنکر
جواب دیا کہ اے ملکہ اس بھروسے نہ رہنا کہ وہ کنیز کے پاس آرام کرتے ہین ذرا خبر تو لو کہین عیار نہ فقرہ دین اور
کام اُنکا تمام کرین ساحرہ یہ سنکر بتیابانہ اُٹھی شیطان بھی ہمراہ ہو لیا کہ ایسا نہو تنہا جانے سے یہ بھی مبتلاے بلا ہو
غرضکہ آبدارخانہ مین دونون آئے یہان دو ایک آبدارون کے سر کٹے پڑے تھے گھڑے پانی کے غیرت سے پانی
پانی تھے جام ہنسنے کے عوض رونا چاہتے تھے دہنہ نقب کھلا ہوا تھا اور کوئی نہ تھا شیطان نے کہا بڑا غضب ہوا
مین نہ کہتا تھا کہ اس کنیز مین کچھ نہ کچھ فتور ہے اب عیار چلے ہوے ہین بغیر مار ڈالے نہ رہین گے بلا کی جان مفت گئی
ساحرہ نے یہ سنکر اُسی وقت اپنے کان پر ہاتھ ڈالا اور اُس کے کان مین جو بالا پڑا ہے اسمین بجاے جھومر کے
ایک مگر جواہر کا لٹکا ہے چنانچہ اس مگر کو اُسنے بالے سے نکال کر زمین پر پھینکا اور سحر پڑھ کر پکاری کہ ہان لینا عیارون
کو جہان کہین میرے بھائی کو لے گئے ہین جلد گرفتار وہان جا کر کرنا مگر یہ صدا سنتے ہی لوٹا اور اصلی مگر دریائی
بنکر مثل اژدر نقب مین در آیا عیار دوسرے سرے پر نقب کے پہونچے تھے ہنوز باہر نہ نکلے تھے کہ مگر نے جا لیا اور
اژدہے کی طرح دم کھینچا کچھ عیار تو کود پھاند کر باہر نقب کے نکل گئے اور بھاگے لیکن سرہنگ جو پشتارہ لیے تھا
ہرچند بھاگا مگر بھاگ نہ سکا مگر مع پشتارہ اُسکو اور ایک عیار اور جو اُسکے پیچھے تھا ان دونون کو نگلکر پھرا اور آبدارخانہ مین

بند

آکر نکلا ساحرہ منتظر کھڑی تھی اُسکے پھر آنے سے اپنے مقام پر آئی یہان ساحر کی گرفتاری سے غلغلہ برپا تھا جلسۂ عشرت درہم برہم ہوا تھا لقا کو بڑا تردد تھا کہ اگر ساحر کو عیارون نے مارا تو سردار چھوٹ جائینگے اور یہان آ کر آفت ڈھائینگے پھر بھاگنا پڑیگا اسی فکر مین ناچ راگ سب موقوف تھا کہ ساحرہ آئی اور ذخل پر بیٹھ کر مگر سے کہا جنکو تو نگلگیا ہے اُگل دے مگر نے دونون عیارون کو مع پشتارے کے اُگل دیا اور آپ اسی طرح چھوٹا ہو کر جواہر کا بنگیا ساحرہ نے اُٹھا کر بالے مین ڈال لیا بختیارک نے یہ سحر دیکھ کر بڑی تعریف کی کہا اے ملکہ سامری بھی کہتے تو اتنا ہی سحر اُن سے ہوتا جیسا تمنے جادو کیا واہ کیا کہنا لقا نے کہا قدرت نے یہ تقدیر ساحرا سلیے فرمائی تھی کہ اس بندی قدرت کا مظہر تو ہماری خاص بندی ہے ہمنے بڑا تجکو رتبہ دیا ہے ہاتھی کی طرح تجھکو اپنا زور خود نہین معلوم ہے ساحرہ نے یہ سنکر سجدہ خداوند کو کیا اور پشتارہ سے بلا کو کھول کر ہوشیار کیا عیار بھی دہن مگر مین جا کر بیہوش ہو گئے اُن کو باندھ کر ہوشیار کیا یہ سب کیفیت چالاک و ابو الفتح نے جو یہان موجود تھے دیکھی از بسکہ ملازم بنے ہوئے تھے مشکین باندھنے کے حیلے سے قریب عیاران آئے اور موقع پا کر اُنکے کان مین کہا کہ یہ بارگاہ ہم لوگون کی سمجھی ہوئی ہے یہین برابر آبریز کے بھی ایک نقب ہے تم جس طرح ہوسکے اُسی مقام پر جا کر بیٹھنا ہم باہر جا کر اندر نقب کے آئینگے اور کمر کو کمند مار کر کھینچ لینگے وہان سے بھاگ چلنا یہ سمجھا کر اُنکو باندھ کر کسی حیلے سے آپ باہر بارگاہ کے نکل گئے اور جس جگہ دہنہ نقب باہر بارگاہ کے تھا وہان پہونچکر اُسکا وا کیے اندر آئے یہان سرسنگ و برق جو بندھے کھڑے تھے ساحرہ سے گویا ہوئے کہ اری دیوانی تو نے ہمکو ناحق گرفتار کیا ہے ہماری قضا کسی طرح نہین ہے اگر تجکو اعتبار نہو تو برابر آبریز کے سحر اُتار کر ہمکو چھڑوا دے پھر جاسے کہنے کا امتحان کر لے شیطان نے یہ تقریر سنکر کہا تم تو ایسی باتین کرتے ہو جیسے کہ قید ہی نہین ہو کیا آبریز کے پاس جا کر چلے جاؤ گے عیارون نے کہا کچھ اسمین شک بھی ہے ہم کو روک کون سکتا ہے ہم جب چاہین چلے جائین اسوقت بھی برابر آبریز کے پہونچے اور گئے ساحرہ کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور کہا اسی مقام پر کہ جہان تمھاری خواہش ہے بٹھلائے دیتی ہون اور سحر بھی اُتار لیتی ہون دیکھون تو کہ تم کیونکر چلے جاتے ہو عیارون نے کہا از ین چہ بہتر نیکی کا کیا پوچھنا ساحرہ ایسا تیہے مین آئی کہ جادو گرون کو حکم دیا ان عیارون کو جہان یہ کہین بٹھا دو ساحرون نے اُنکو اُٹھا کر اسی جگہ حسب خواہش عیاران بٹھا دیا عیارون کو جو مقام کہ چالاک بتا گیا معلوم تھا وہی پسند کر کے بیٹھے بختیارک ساحرہ کو بہت مانع آیا کہ یہ عیار جو کہتے ہین سچ ہے بیشک یہ چلے جائینگے اے ملکہ تم کو غصہ دلاتے ہین اور فریب دیتے ہین انکے مکر مین نہ آؤ ساحرہ نے کہنا شیطان کا پذیرانہ کیا غرضکہ جب عیار برابر آبریز کے بیٹھ چکے چالاک نے صدا اُنکی نقب مین سُنی اور طبقہ زمین کو خنجر سے کاٹکر دہنہ نقب پیدا کیا جیسے ہی زمین کھدی عیارون نے کہا اے صبا ہم جاتے ہین اُسنے کہا واہ دیکھا نہین ہنوز یہ کلمہ دردہان تھا کہ چالاک نے نقب کے اندر سے کمند ماری عیارون پر سے ساحرہ از بسکہ سحر اُتار چکی تھی فقط بندھے تھے کمند مین الجھا کر اُسنے کھینچ لیا بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ وہ گئے وہ گئے صبا گھبرا کر اُٹھی اور اُسی طرف دوڑی صبا تو گھبرائی ہوئی تھی مگر بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ جلدی مگر کو چھوڑو اُسنے جلدی کان سے بالا اُتار کر مگر کو نکالا اور زمین پر پھینک کر سحر پڑھا کہ وہ اصلی مگر بنا اسکو حکم دیا کہ اس

نقب مین دشمن ہین انکو پکڑ لا مگر تڑپ کر اندر نقب کے چلا چالاک عیارون کو کھینچکر مشکین انکی کھول رہا تھا تنے مین
مگر اندر نقب کے کود ا آستے سنبھلکر کمند مگر پر بھی لگائی مگر کی کمر مین جو حلقہ کمند کے جال کی طرح لپٹے آہنین سے نکلنے کے لیے
جو تڑپا حلقہ کمند تو ٹوٹ گئے لیکن وہ اس زور سے تڑپا تھا کہ نقب کے باہر نکل آیا دہنہ نقب پر ساحرہ وغیرہ تماشہ دیکھنے
کھڑے تھے مگر مین وہ زور سحر کا تھا کہ کمند کو توڑا اور اس طرح پر باہر نکلا کہ چند ساحرون کے سینے توڑ کر دور جا کر گرا وہ ساحر
تو فی النار والسقر ہوے شور انکے مرنے کا بلند ہوا بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا ساحرہ مگر کے پیچھے دوڑی کہ مبادا اور ون کو
ضرر پہنچاے اودھر چالاک نے مشکین عیارون کی کھولدین وہ سب بھاگ کر دوسری طرف سے نقب کے باہر نکلگئے ساحرہ نے
جا کر مگر کو پھر اٹھا کر بدستور سابق پالے مین ڈال لیا لیکن طائر ہوش پران تھا کہ بلا کے عیار ہین کہ میرے سحر کو بھی رد کر دیا
شاید وہ بھی ساحر زبردست ہین غرض پھر کر اپنے مقام پر آئی یہان ہنگامہ برپا تھا بیرغل کررہے تھے اندھیرا تھا ہر شخص بدحواس
تھا کہ یہ کیا آفت آئی لقا کا عیش منغص و تلخ تھا رقاص بھاگ کر آگ چھپے مطرب کہین ساقی کہین تھے جام انجام کے
سوچ مین یہ نیرنگی دیکھ کر سرنگون شیشون مین شراب سرخ نہ تھی خوف سے دل خون گویے تھر اگ مین بم کے پھنسے ہوے
رامشگر بھاگ بھاگ کر متیا ناچ ناچتے شب عشرت کم رہی تھی تو بہاگ گاتے اودھر بختیارک کھڑا ناچ ناچ رہا تھا کہ واہ واہ
کیا نئی اپیج کی لی ہے اب کوئی دم مین مرلیا با جاچاہتی ہے ہم کہتے تھے کہ عیارون کے کہنے مین نہ آؤ نہ مانا ویسی
ہی سزا پائی ساحرہ یہ باتین سنکر خفیف تھی اور گردن جھکاے بیٹھی تھی مختصر یہ کہ بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا
لقا نے ساحرون کو مکدر دیکھ کر کہا اے بندگان قدرت تم نے میری نیرنگی قدرت کا تماشا دیکھا یہ میری قدرت کے ادنی
کھیل ہین اور باتین ہاتھ کے کرتب ہین کبھی دشمن کو قوت عطا کرکے تماشا دیکھتا ہون کبھی تم بندون کو زور عطا کرتا ہون
اب تم گھبراؤ نہین ابکی ایسی تقدیر کرونگا کہ عیار سب گرفتار ہوجاینگے ساحرون نے یہ عنایت خداوندی دیکھ کر سجدہ
کیا اور کہا یا خداوند ہم تیرے بندے گندے ہین تجھکو ہماری فکر نہوگی تو کسے ہوگی ہمکو ان عیارون نے ذلیل بہت کیا ہے
ہم صبح کو ان مسلمانون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دینگے ملک عدم انکی روحون سے بسا دینگے لقا بولا کہ یہ
تقدیر مین نوے ہزار برس پیشتر سے کرچکا ہون کہ صبح کو سب مسلمان تمھارے ہاتھ سے مارے جاینگے اچھا اب تم فراہم
ہو ناچ دیکھو اور داد عیش و نشاط دو یہ کہکر دوبارہ جلسہ عشرت مرتب فرمایا رات گذر چکی تھی کافرون کو دم بھر بھی عشرت
نصیب نہوئی کہ نہنگ بحر اخضر فلک سینہ خاور توڑ کر غار مشرق سے باہر آیا اور صبا سحر کو سناٹا ہوا کہ **نظم**

چو خورشید تابان زبرج بره | بیاراست روے زمین یکسره
جہان شد پر آواے بوق و سپاہ | یلان بر نہادند زآہن کلاہ

ہنگام سحر بعد فراغ احتیاجات ضروری ساحران نابکار سوار ہوے تیلہا
روئین تن اپنے ہمراہ لیے لقا سے گمراہ بھی فیلان زنجیر بند پر تخت نشین بصد فر و تمکین ہوا ساحران کوہی اور
سنجانی باختری مشتری حصاری سبائی اور ساسانی گرگانی پشیدادی کیانی شدادی تمام قومین مثل
مور و ملخ کے جانب کوہ برائے قتل مسلمانان روانہ ہوئین ساحرون کے سحر سے آفتاب ہزارون نکلتے اور
غروب ہوجاتے اژدر رسن اور ثعبون کے بنتے زہر اگلتے مثل ہوا کے سنسناتے جاتے ایک طرف سیاہ عدو سے گمراہ

گھٹا کی طرح اُمڈی ہوئی سواروں کے گھوڑے ہنہناتے اسلحہ کی چقاچاق گنبد سما اور جوف دنیا میں گونجتی گیتی تمام لرزتی گرد غبار کا تتق بلند دل و ہر دردمند

نظم

ز لشکر ہر آنکس کہ بد پیش رو ۔ برانگیختند اسپ و برخاست غو
غو طبل بر کوہ و زین نجاست ۔ ورفتش سپہ را بر آورد راست
برفتند شمشیر و تر دین بکف ۔ کشیدہ سپہ بر سہ فرسنگ صف
سپہ اندر آمد ہمی فوج فوج ۔ بر انسان کہ برخیزد از آب موج
بتقریر اندر اندوہ چہر سپہر ۔ کسی را نہ بد بر تن خویش مہر

یہ ساحران بیحیا آمادۂ جفا بارادۂ قتل و قمع مسلمانان اشقیا روانہ ہیں انکو تو راہ میں چھوڑیے اب انکے سرکوب کا حال مبارک فال سنیے بیت کنون من کہن داستان نو کنم ہمی در رہ یاد خسرو کنم سابق میں بیان کیا گیا تھا کہ شہزادۂ ایرج و تورج پاس دمہ طلسم ہزار برج پر پہونچے تھے اور تورج کو بہت کچھ سمجھایا تھا کہ طلسم میں نجائیں مگر اُنھوں نے آخر کار داخلہ طلسم مذکور میں کیا اور ایرج نے انکی خبر کے لیے عیاروں کو بھیجا چنانچہ وہ حال سب ترقیم ہوگا حاصل مرام جب شاپور و ضرغام بھی داخل طلسم ہوچکے اور پھر کر نہ آئے ایرج عالیمقام نے لشکر اسلام کی طرف پھر آنا مناسب نہ سمجھا فوج کوہیان کو اپنے ہمراہ لیکر آپ بھی جانب طلسم ہزار برج چلا اور راز اسکے راہ سے نابلد تھا اُسطرف کہ جدھر تورج طلسم فتح کرتا ہوا گیا ہے بھولکر نکلگیا اور سمت کوہ اگلی طلسم کے رُخ اُٹھ گیا یہانتک کہ بعد قطع منازل و مراحل ایک قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ طلسم ہزار برج کے گرد کوہستان ہے اور ساحران زبردست اور کوہیان سرکش بستے ہیں شہزادۂ موصوف خارج از طلسم ہی قلعہ کے نزدیک پہونچا یہ قلعہ جات برائے حفاظت طلسمات ہیں اس سبب سے بادشاہان طلسم نے ساحروں کو خارج از طلسم بھی قلعہ عنایت کرکے حاکم بنایا ہے غرضکہ شہزادۂ مذکور نے اس حصن حصین کو بہت مستحکم دستوار پایا خندق گرد قلعہ کے مثل دریائے زخار تھی فیلبند دروازہ کی ہر ایک کیلی پائدار تھی پل پختہ پڑا تھا اور قلعہ دار تھا ہزارہا ساحر اترا ہوا تھا برج مارے لنگوں کے فصیلیں قلعہ کی بہت مضبوطی سے آراستہ تھیں نگہبان کٹی زندے نسے بے ہر برج پر ساحران غدار اُترے ہوئے ہجوم کرتے اُس عمارت کا یہ نقشہ تھا

نظم

چو کوہ بلند آن در حصن بود ۔ برآوردہ سر تا بچرخ کبود
یکے جائے دار و سر اندر سحاب ۔ ز خارا بر آوردہ از قعر آب
کہ گر حصن دریا بود جائے او ۔ کسے نگسلاند زین پائے او

شہزادہ اُس قلعہ کو دیکھکر وہاں سے کچھ دور ہٹکر قیام پذیر ہوا لشکر کو اُترنے کا حکم دیا بارگاہ برپا کرائی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا شہزادہ بھی داخل بارگاہ ہوکر آرام فرمانے لگا لیکن اُس قلعہ کے جاسوس اس لشکر کے آنیکی خبر مفصل دریافت کرکے مع نام و نشان شہزادہ سامنے حاکم قلعہ کے گئے حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ ہے کہ نام اسکا ملکہ شہدا جادو ہے چنانچہ دار الامارۃ میں وہ سریر فرمان روائی پر جلوہ گستر تھی کہ ہرکارے سامنے آئے دعا و ثنا زبان پر لائے پھر عرض پیرا ہوے کہ نبیرۂ ززلقات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران یعنی شہزادۂ ایرج نوجوان مع لشکر فراوان کے زیر قلعہ آکر اترا ہے غلاموں کو نہیں معلوم کہ کیا ارادہ رکھتا ہے اور کیون آیا ہے یہ خبر سنکر ساحرہ کا طائر رنگ رخ پرواز کر گیا مگر دل مضبوط کرکے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوئی اور ایک سردار سے کہا کہ تم دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور دریافت کرو کہ شہزادہ کس واسطے آیا ہے

سردار حسب ارشاد باہر آکر سوار ہوا اور دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر بڑے کر و فر سے لباس پر تکلف پہنے اسلحہ
سے آراستہ جانب شہزادہ چلا اور قلعہ سے باہر نکلکر جب قریب لشکر فیروزی اثر شہزادۂ نامور پہونچا اُسکو بھی
اُسکے آنیکی ہرکاروں نے خبر دی اُسنے ایک سردار بھیجکر اپنے پاس باعزاز تمام بلایا اور مقام بہتر و پاکیزہ پر
بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب یاحب مبلغ اُس سردار کا بادۂ ناب سے گرم ہوا شہزادہ سے باعث
تشریف آوری پوچھا شہزادہ نے شبدیز کلام عرصہ بیان میں یوں جولان کیا کہ نام و نسب تو ہمارا اظہر من الشمس ہے
کچھ اظہار کی اُسکی ضرورت نہیں اور آنا ہمارا بھی ادھر راہ بھولنے کا باعث ہوا ہم اپنے ملک سے چاہتے ہیں جانب طلسم
ہزار برج جانیکی راہ دو اور رہبری کر کے راہ پر ہمیں لگا دو ہمکو کچھ تمہارے ملک و مال سے مطلب نہیں یہ کہہ کر اُس سردار
کو موافق رتبہ کے خلعت عنایت فرما کر رخصت کیا وہ پھر سامنے حاکم قلعہ کے آیا اور اوصاف حمیدہ شہزادہ بیان کر کے
درخواست شہزادہ کا اظہار کیا ساحرہ ازبسکہ بددین اور سیہ قلب تھی تعریف شہزادہ کی سُنکر گویا ہوئی کہ مسلمان
اسیطرح خلق ظاہر کر کے لوگوں کو بندۂ بیدرم بناتے ہیں یہ کہکر ایک اپنی کنیز سے کہا کہ تو جاکر اُس مسلمان کو میری جانب
سے پیام دے کہ ہملوگ جادوگر ہیں تم مسلمانوں کی پرچھائیں سے بھاگتے ہیں بہتر یہ ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ ذلت
اٹھاؤ گے اگر شر بڑھاؤ گے تو منہ کی کھاؤ گے کنیز یہ پیام اُس ناکام کا سُنکر ازبسکہ ساحرہ تھی پرواز کر کے بارگاہ
شہزادۂ عالیمقام میں آئی اور پیام اپنی مالکہ کا حرف بحرف ادا کیا اُس شہزادۂ ذی وقار کو گفتار نا سزا اُس کنیز بدکردار
کی ناگوار معلوم ہوئی اپنے سرداروں کو اشارہ کیا کہ یہ ساحرہ ہے کہیں اُڑنے نہ پائے بحیلہ گرفتار کر لو تاکہ اپنی تقریر نالائق کی
سزا پائے سردار اٹھکر ہر سمت سے یکایک ٹوٹ پڑے اور کسی نے گردن پکڑ لی کسی نے گلا دبایا کہ سحر نہ کر سکے غرضکہ
مشکیں باندھکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور منہ میں کپڑا ٹھونس کر بحکم شہزادہ خوب پاپوش کاری کی اور ناک
کان کتر چھوڑ دیا وہ کنیز بے تمیز باہر بارگاہ کے نکلکر نالاں و گریاں کپڑا منہ سے نکالکر آمادہ ہوئی کہ سحر سے کچھ عوض اپنا
لے مگر مسلمانوں سے بغیر اپنی مالکہ کی رضا کے فساد کرنے سے خائف ہوکر بزور سحر اُڑ کر سامنے ہوشیار بدسیر کے آئی اور اپنا
حال زار دکھا کر گویا ہوئی کہ بی بی وہ موئے بڑے ہیکڑ ہیں کسی کی نہیں سنتے آپکو تو گالیاں دیں اور مجھکو باندھکر
ناک کان کتر جوتیاں لگائیں یہ کیفیت سُنکر ملکہ کو اُسکے کان ہوئے کہ معاملہ دگرگوں ہے لیکن کنیز کی حالت دیکھکر غضب
طاری ہوا اور لشکر کے سرداروں کو حکم آراستگی لشکر دیا مگر اُسکی ایک شہزادی دختر خواندہ ہے کہ نام اُسکا محبوب نازک
اندام جادو ہے وہ شہزادی ملک حسن کی شہنشاہ ہے بہتر از مہر و ماہ ہے کہ حال اُسکے حسن خداداد کا آگے بیان ہوگا
اسوقت اُسکے پاس بیٹھی تھی جب حکم تیاری فوج کا دیا اُس ترک ستمگر نے منع کیا اور کہا اے والدہ مہربان یہ کنیز ناچیز
اُس شہزادہ کی خدمت میں جاکر کچھ کلمات بیہودہ زبان پر لائی ہوگی چونکہ شریف اور نجیب ان باتوں کا متحمل نہیں ہوتا ہے خواہ
کیسا ہی قریب ہو کر بموجب بیت سنی نہیں کبھی گالی کہ آشنا ہو کان :: ذرا انکار کے پھر کیسے ہوا ان کیا کیا :: بس جب شریعت
مفلس کا یہ حال ہو تو وہ شہزادہ ہے کوئی پاجی نہیں اُسکو نا بدا آئی آپنے اور مرتبہ سردار کو بھیجا تھا اُسنے گفتگو
معقول کی شہزادہ موصوف نے دیکھیے اُسکو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جواب بھی عجز آمیز آپکے کلام کا کہلا بھیجا یا فی العجلہ

مناسب نہین کہ اس لونڈی کی ذلت ہونے پر نبیرۂ حمزہ سے فساد کیجیے یہ لوگ برباد کن خانمان ساحران جہان ہین جہانتک ممکن ہو انسے آشتی ہی کرنا جان بچنے کے سامان ہین ہوشدار اسکے سمجھانے سے تامل پذیر ہوئی اور یہ غارتگر ہوش و خرد خود اٹھی کہ لے ما درمین جاکر اس مسلمان صاحب فر کو یہان سے رخصت کرائے دیتی ہون یہ کہکر بصد زیب و زینت مع چند کنیزان ماہ طلعت کے ہوادار پر سوار ہو کر روانہ ہوئی چنانچہ سواری اس گل بوستان رعنائی کی برنگ باد بہاری قریب بارگاہ گلچین باغ حسن و خوبی کے پہونچی شہزادہ سرا پردۂ بارگاہ کو اٹھوائے سیر دشت فرمارہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک آفتاب تابان سپہر حسن عکس صحرا سے ساطع انوار ہوا جس کے ضیائے رخسار نے دشت و در کو منور و روشن کردیا صحرا کو وادی ایمن کردیا تین چار سو عورتین خوبصورت مثل نجم فلک گرد بیچ مین وہ ماہ منیر مقابل جسکے مہتاب گرد ہوادار پر سوار ایک کنیز مہر جواہر نگار سر پہ لگائے ایک چنور سر پر جھلتی کچھ نازنین عمدے ہاتھون مین بہادرون مین کسی کے ہاتھ مین گڑگڑی جواہر کی کوئی پنکھیا جھیو لونگی لیے کسی نے ہوا خواہی ظاہر کی کوئی دور باش سناتی گڑگڑی والی برابر ہوادار کے حقہ پلاتی وہ گلفام دل عاشق کے دھوین اڑاتی آتی غرضکہ وہ قمر پیکر در بارگاہ پر آکر ہوادار پر سے اتری اور بہزاران ناز و انداز اندر آئی شہزادہ نے قریب جو اسکے حسن زیبا پر نظر کی دل لوٹ ہوا پردہ عشق کا عقل و خرد کیلیے اوٹ ہوا دیکھا کہ زلف چلیپا اسکی سودا بخش بیدلان و ہوشیار کاروان کاروان یوسف دل کو اسکی خریداری کا ارمان آفتاب تابان کیا دل ہر پیر و جوان اسکے رخسار پہ قربان آفتاب جاروب شعاع سے ہر سحر اسکے در کی آستانہ روبی اس امید پر کرے کہ دامن اسکا عکس رخسار سے پر از نور رہے مجھ ذرۂ خاکسار کو عوض حسن خدمت کے نام نہ دھرے مثل قمر کہین داغی کا دھبا نہ لگے فلک نے مہر اسقدر رجو جلیہ لگا رہا ہے اسکا دل اس پردہ پوش عصمت و شرم کے دیکھنے سے نہین ہوا ہے شمع نے جو اس شعلہ رخسار سے لو لگائی اسقدر روشنی ہاتھ آئی نہین نہین یہ چرب زبانی لطف نہین دیتی شمع روشن اسکے حسن جہانتاب کا ایک پرتو ہے اور مہر تابان مین اسکے عارض درخشان کی فوج ہے کیا اسکا سراپا لکھون کہ بموجب نظم

سراپا حسن و خوبی تھی وہ مہرو
کمان غمزہ پر کھنچی تیغ ابرو
جب اسکی مدح خامہ نے لکھی ہے
قبائے نور معنی کو ملی ہے
وہ چشم مست و مخمور مے ناز
لیے صید غزالان ناوک و انداز
کبھی خندہ بشکل گل دہان پر
کبھی لب بستہ جون غنچہ دہان پر
جدھر کرتی تھی وہ مہرو اشارہ
دل عاشق کتان کیطرح پارہ
لباس حسن اور وہ قد بالا
غرض خوبی مین وہ سب سے دوبالا

اس قیامت خیز کو خم کرکے سامنے شہزادہ ذی حشم کو سلام کیا شہزادہ دلدادہ ہو چکا تھا الیقین تھا کہ غش کر جائے مگر ساحرہ سمجھکر دل قابو مین رہا اور پکارا کہ مبت تم آئے تو زندہ ہو گئے ہم خوش ہو مژدہ دلو کہ مسیحا وہ گلبدن مسکرائی شہزادہ نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اس بادشاہ حسن نے بھی شہزادہ کے حسن جمال بمثال اور شوکت و اقبال کو دیکھکر عشق عشق کیا یعنے صورت مین بنظیر بسکہ بدر منیر چہرۂ نورانی سے آئینہ کو حیرانی زلف عنبرین سے سنبل کو پریشانی گلہائے بوستان عالم کا اسکے عارض رشک رنگ کو دیکھکر رنگ اڑ جائے یہ حسن یہ چمک یہ نمک تازگی کہانسے

پائین آنکھین نرگس شہلا اور آہوے ختن کو جنگلی اور وحشی بتائین نرگس کے پھول کھلائین اور ہرن اُن کے روبرو بیچارہ ہو جائین سر سے پا تک حسن خداداد قامت رشک شمشاد

نظم

نہال گلشن خوبی و آرام | غضب تھا گر خوتین حسینؑ چالاک | وہ رشک مہ پری طلعت گل اندام
عضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر | طلب مین نافہ آہوے اسیر | دل عشاق کے لیتے ہین بیباک
جنون کے واسطے اک سلسلا تھا | | پریشانون کو سودا زلف کا تھا

وہ نازنین بھی آئینہ رخ کو دیکھ کر حیران رہ گئی مگر غرور حسن سے آپکو سنبھالا اور درج دہن سے یون گوہر فشان ہوئی کہ اے شہریار عالی آپ زبردستان روزگار سے ہین لونڈی امید رکھتی ہے کہ عرض میری بدرجہ اجابت پہونچے گی اور وہ التماس کرتا یہ ہے کہ یہان کی مالک سخت بیمروت ہی ہر چند کہ مجکو اپنی دختر اُسنے بنایا ہے مگر بیمہری کا سودا سر مین سمایا ہے آپ یہان تے کوچ کر جائیے سرحد ملک پر ایک کوہ ہے اُسکے دامن مین مقام کیجیے کیا ضرور ہے جو زیادہ طول کھیچیے شہزادہ نے فرمایا کہ تمہارا فرمانا میں بسر و چشم بجالاؤنگا فوراً یہان سے چلا جاؤنگا مگر اے شاہ کشور خوبی مقام غور ہے کہ جو کوئی کسی کے یہان آتا ہے اُسکو اسی طرح نکالتے ہین ہمتو تمہارے نہ کھانے مین نہ پینے مین نہ ملک سے غرض نہ مال سے مطالب رکھتے تھے نہ بر سر فساد ہوے اور تمنے بے اعتنائی بھی کی اُسکو بھی مصلحت پر محمول کر کے خاموش ہو رہے اب ایک شب یا دو شب اس سر زمین پر پڑے رہتے پھر آپ ہی چلے جاتے اُسکے لیے تم لوگون نے یہ قیامت برپا کی بل بے تمھاری بیمروتی خیر اچھا صاحب مین کوچ کرتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ طبل سفر کے بجنے کا حکم دے محبوب تو اسکی ادا پر دیوانی ہو چکی تھی ہوش و خرد سے بیگانی ہو چکی تھی یہ کلمات سنکر تاب مہاجرت نہ لاسکی گویا ہوئی کہ آپ تشریف فرما رہیے مین قلعہ مین جاتی ہون اور امی جان کو سمجھاتی ہون اور سامان دعوت ہمراہ لاتی ہون یہ کہکر تجمل سواری بھی اسی جگہ چھوڑا اور تخت سحر پر بیٹھ کر دو کنیزین ساتھ لیکر پاس اپنی مادر کے آئی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اے مادر گرامی قدر اُس شہزادۂ دلاور نے تو ایسی باتین کی ہین کہ مین بہت محجوب ہوئی ہون یہ کہکر کچھ شہزادہ نے کہا تھا مِن عن بیان کیا اور کہا سچ تو یہ ہے کوئی گھر آئے کتے کو بھی نہین نکالتا دوسرے یہ کہ سبیت بزرگان سلف جہان پرور بند ؎ کہ نام نکو شان بعالم برند ؎ آپکو یہ بے اعتنائی اِس شہزادہ ذیشان کی نسبت زیبا نہین لازم ہی کہ اُسکی خاطر مدارات فرمائیے وہ اسوقت جاتا تھا مین روک آئی اِس تقریر کو سنکر ہوشدار تو پہلے ہی سے غصہ مین بھری ہوئی تھی اُسکے سمجھانے سے بغضب تمام گویا ہوئی کہ ارے کنواری کنیان ننگ خاندان تو اس مسلمان کو دیکھکر پھسل پڑی اسیواسطے گئی تھی وہ موے تو ہمسے زیادہ ساحر ہین ایسا تو نہین موہ لیتے ہین کہ اُنکے پھندے سے انسان تمام عمر نہین نکلتا معلوم ہوا کہ تو اُسپر فریفتہ ہو کر آئی ہی اور دھگڑے کی طرف سے سفارش کرتی ہی مجکو بھی کوئی گنگلی تونے مقرر کیا ہو جا دور ہو اس مقدمہ مین دخل نہ دے محبوبہ نے یہ غصہ دیکھکر کہا اے واہ آپ تو خوب مجکو جب ہوتا ہی جب باتین سنا لیتی ہین ہر ایک کو یار دھگڑا بنا لیتی ہین تو بی بی کیا مین نے برا کہا جو آپ اتنی گرم ہوئین ہوشدار کو اُسکے گرم ہونے سے اور زیادہ غصہ آیا اور چوٹی پکڑ کے ایک طمانچہ اُسکے مارا کہا اری او ستیاناس گئی مجھا تان ٹی تیرے دھگڑے کی مین خاطر داری ہرگز نہ کرونگی اور تجکو زہر دیکر سلا رکھونگی تو اس مقدمہ مین نہ بول نہین مین اپنی

اور تیری جان ایک کرونگی محبوب نے دلمین کہا کہ نہین دھگڑا تھا تو اب سہی اور وہان سے چپکی اُٹھے پانون پھری باہر دار العمارۃ کے آکر سحر کرکے شہزادہ ایرج پاس آئی اُسوقت فرط رنج سے اور راہ کی تکان سے جسم مین پسینا تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ رنگ رونق ظاہر آثار قلق جوش محبت یا ز عقل مصلحت سنج سے اور عشق سے غادہ دلمین تکرار شہزادہ نے جو اُسکو اس کیفیت سے دیکھا اُٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے مایۂ ناز تیرے بگڑنے مین بھی لاکھ بناؤ ہین بیت

پسینے مین تمھارے رنگ ہے سونیکے بانی کا	اگر شبنم کا دوپٹہ بنگیا ہے کامدانی کا

اُس صاحب حسن نے یہ سنکر پیچ دل کا اظہار کیا کہ میان دھگڑے ہم تمھارے واسطے خوب ذلیل ہوے اب آپ بیٹھے کیا کرتے ہو یہان سے کوچ کرکے سامنے پہاڑ کے دامن مین جا کر قیام کرو اور یہ کنجی مجھسے لو درۂ کوہ مذکور مین بتخانہ ہے اُسمین تین ہزار بتلا میرے سحر کا بنایا ہوا بند ہے جو کوئی آپ کو وہان سے بھی آکر ٹھہرنے کو منع کرے آپ اس بتخانہ کو کھولدیجیے گا پھر کیفیت ملاحظہ کیجیے گا شہزادہ موصوف کو اُٹھنا مقام قیامگاہ سے ننگ تھا مگر اس مدد غیبی کے ملنے سے خوشنود ہو کر لشکر کو حکم پہاڑ کی طرف کوچ کرنے کا دیا ملکہ محبوب نے کنجی حوالہ کرکے کہا کہ مین قلعہ مین جاتی ہون جو فوج ذاتی میری ملازم ہے اُس کو لے کر بہر مدد آتی ہون یہ کہہ کر جانب قلعہ روانہ ہوئی اور شہزادہ کوچ کرکے دامن کوہ مین آکر مقیم ہوا اور درۂ کوہ مین جا کر دیکھا تو حقیقت مین بتخانہ پایا قفل اُس مین مثل ران شتر کے لگا تھا وہان سے پھر کر بارگاہ مین آکر آرام فرمایا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ ساحر آفتاب نے عزم سفر جہان سے کیا اور کوہ مغرب مین جا کر قیام فرمایا کہ **بیت** کہ عکس ماہ مثل حسن جانان ہے نگاہ چشم سے دست گریبان ہے رات کو محبوب نے اپنے ملازمون کو بلایا اور ہر ایک کو انعام وافر عطا فرما کر سرفراز کیا پھر اپنا راز دل سب سے کہا کہ مین مطیع نبیرہ حمزہ ہون تم لوگ میرا ساتھ دو تو اپنی مادر سے لڑکر ملک مال لُون پس جب مین حاکم ہونگی تو تمھارا بڑا مرتبہ کرونگی افسران لشکر رضامند ہوے اور ہر ایک نے اطاعت کا اقرار کیا اس طرف ہوشدار نے اپنی فوج کے افسران سے کہا کہ یہان جو مسلمان آئے ہین اُنسے ہر چند چلے جانے کو کہا مگر وہ نہ گئے اب لڑنا ہی مناسب ہے کیونکہ خداوند لقا اگر سنینگے کہ ہمارے دشمنون کو چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا تو بہت ناراض ہونگے افسرون نے کہا آپکا فرمانا بجا ہے ہم سب جانبازی کو حاضر ہین جو فرمایئے گا اُسمین قصور نہ کرینگے حاصل کلام یہ سب انتظام کرکے آرام پذیر ہوئی جب رخ شمع براداسی آئی اور خاطر شب مین بدحواسی کہ **بیت** کھلی سرخی کنارون سے فلک کے ؛ اُٹھے ہر آنکھ سے پردے پلک کے ؛ ہنگام سحر ہوشدار بدسیر اسباب سحر سے درست ہو کر اژدر پر سوار ہوئی ہمراہ بارہ ہزار ساحر کی فوج نابکار ہوئی ناقوس کی صدا نے ہندوے فلک کو گھبرا دیا کرنا کے شور نے دل ترک روزگار کا دہلا دیا اژدہون کی پھنکار سے ہوا مسموم ہو گئی گیتی رنجور و مغموم ہو گئی ہواے سحر نے اپنی ہوا باندھی ہر سمت سے سیاہ آئی آندھی شعلہاے فسون نیرنگ نے خراب آباد دہر کو کورۂ آہنگر بنایا تھا اُس پرانے گھر کو جلانے کا طور جتایا تھا نیزے علم تھے خنجر و تیغ آمادۂ ظلم و ستم تھے کہ **ابیات**

جو او بست بر کوہۂ پیل کوس	ہمہ انگشت از گرد چون آبنوس	بترہ زنان پیش پیلان بپاے

بہر سو خروشیدن کرنائے | سیہ و داغ دل شاہ باہائے ہوئے | سیہ کوہ ایرج نہا وندر وسے
سپہر و رسپر یافتہ دشت و زاغ | و خرشیدن تیغہا چون چراغ | جہان سر بسر گشتہ دریائے قار
بر افروختہ شمع از دے ہزار

اُسی کروفر سے قلعہ سے نکلکر جانب شہزادہ نامور چلی مگر محبوب نے رات ہی سے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ فوج کو متفرق کر کے قلعہ کے باہر بھجوا دیا تھا وہ سب کوہ و دشت مین آکر بطور مخفی جمع تھی دم سحر محبوب باد فنا اکیلی سوار ہو کر باہر قلعہ کے آئی اور اپنے لشکر مین جا کر ٹھہری اور اُس وقت کی منتظر ہوئی کہ جب ہوشدار لشکر شہزادۂ نامدار سے جا کر بھڑ جائے اور جنگ آغاز ہو اُس وقت عقب سے جا کر پشت پر گر دون یہ تو یہان فکر مین ٹھہری ہوا اسطرف ایرج صبح کی نماز پڑھکر باہر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا سیر دیکھ رہا تھا کہ یکایک قلعہ کیطرف گرد اُڑتے دکھائی دی ابر سحر بھی نظر آئے گھوڑون کے ہمہمے اور بانگ یلان سے دشت گونجنے لگا شہزادہ لا کلام سمجھا کہ یہ علامت آمد فوج عدو ہے پس فوراً حکم آراستگی اپنے لشکر کو دیا دلاوروں نے طبل جنگ بجایا اور جلد جلد کمربندی ہوئی تمام لشکر مسلح و مکمل ہو گیا شہزادہ دوڑ کر اندر کوہ کے درہ مین آیا کلید سے تہ خانہ کا قفل وا کیا دروازہ کھلگیا اندر سے تین ہزار تیلا مسلح بالشت بالشت بھر کا فولاد بدن گھوڑون پر سوار باہر نکلا اور بڑھکر مثل قامت انسان قد پیدا کر کے آگے بڑھا اتنے عرصہ مین ہوشدار نامدار کا لشکر فوج شہزادہ پر آپڑا اور دلاورون نے تیغ و گرز و خنجر سے کام لیا ساحرون نے نارنج و ترنج ناریل مارنا اختیار کیا مگر سپاہ مسلمانان سے ہنوز کچھ لگ کام نہ آئے تھے کہ تیلہائے روئین تن پہاڑ کی طرف سے آکر سپاہ ہوشدار پر گرے ہر تو قیامت کبریٰ برپا ہوئی تلوار کی باڑھ جا دم راہ فنا ہوئی مسلمان جو سحر سے مغلوب اور عاجز تھے وہ بھی بڑھ بڑھکر تلوارین لگانے لگے شجاعت دکھانے لگے ساحران تیلون سے ایسا گھبرائے کہ سحر بھی یاد نہ آئے کلوا کو پکارا تو بھیڑ وہان اچھا نظر آیا آمنا کو طلب کیا تو دم خسینا نے دُم دبا کر رخ دکھائے لوتا جا رہی تو سب تلے پڑی تھی مردار بیزار ہٹی کے خوف سے دور کھڑی تھی بدبخت کی گُھٹنت پر نہ آتی تھی ایک طرف سے شیران بیشۂ جلادت بھپرے ہوئے تھے ساحرونکو زیر تیغ رکھ لیا تھا منتر جنتر سب گر نہ تھا بڑے بڑے منترون کے منتر بگاڑ دیے تھے جنتر خوانون نے سات پشت کے وہ اکھاڑ دیئے تھے سحاب شجاعت سے لوہا برس رہا تھا تلوار دن مین عدو کے دندانے پڑے تھے یا جو ہر تیغ کھسیانی ہنسی ہنس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

ز نالیدن بوق و بانگ سپاہ | تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ
بگفت این و از جائے برکرد رخش | چنین نعرہ زد ایرج نامدار
زمینے فرو رفتہ مغفر سر | بز خمی سواری ہمیکرد بخش
یکایک ربودی سواران زین | بکوشید یاران و رین کا زار
بہ نیرو ہنیدا ختی نشان زدست | سر و گردن و پشت شان می شکست
کیے را گرفتے ز و مے بر دگر | بسر پنجہ ویر زدی بر زمین

ایک طرف تیلہائے روئین تن نے تلاطم عظیم برپا کیا تھا کیونکہ اُنپر نہ سحر اثر کرتا تھا نہ حربہ ہتھیار کا کارگر ہوتا تھا ساحرہ سحر سے اپنی جان بچاتے تھے اور بھاگے بھاگے جاتے تھے اسی گیرودار مین پشت لشکر پر کئی ہزار ساحر اور سواری محبوب طرحدار آگری پھر تو یہ حال ہوا کہ کشتی ارض ڈگمگانے لگی موج بحر آہن تا بفلک جانیلگی چمک شمشیر آبدار کی ساتھ زخار قلزم فنا تھی رگ جان سالکان عمر اپنے بقا تھی معاذاللہ لوہے کی جھنکار

تیرون کی بوچھار نیزہ ہاے ستم ہر لشیک یار زندگی مستعار بالکل بیکار دم آیا نہ آیا سانس کا شمار یہ عالم اظہار کو نظم

برآمد یکے ابر برشان قیر — سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر — دو لشکر برآمد زیک ہر بجاے
نہ سر بود پیدا سپہ را نہ پاے — سپر نوک نیزہ ستارہ ببرد — سپر تیغ تاب از شرارہ ببرد
زخون خاک میدان کہن گشت سیر — زشمشیر شیران نیرست شیر

اُسی گرمی جنگ مین ہوشدار تابکار ہر سمت سے گھر گئی کچھ لشکر تو اُسکا کام آیا اور کچھ رو بفرار لایا لیکن وہ ساحرۂ غدار بھاگ نہ سکی تیلون سے ہر سمت ہر طرف گھیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا لشکر شہزادہ ذیجاہ مین طبل فتح پر چوب پڑی اور جانب قلعہ رخ کیا جب قریب قلعہ پہونچے رعایا برایا اکابرین شہر ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت والا نہمت شہزادۂ فلک مرتبت ہوے اور عذر کرنے لگے کہ ہم لوگ بیقصور ہین رعایائے حضور ہین ہماری جان بخشی فرمایئے شہزادہ نے سب کو مطیع الاسلام کر کے سرفراز فرمایا پھر مع ملکہ محبوب دارالامارۂ شاہی مین تشریف فرما ہو کر ملکۂ موصوفہ کو سریر حکومت پر بٹھایا شہر مین منادی نے امان کی ندا دی اکابرین شہر نے نذرین جلسۂ عشرت و مسرت شروع ہوا ساقی مطرب قاص اپنی آن واد ادکھاتے اہل انجمن کے ہوش وحواس نذرانہ مین لیجاتے محبوب نے پتلہاے روئین تن کو بھینٹ دیکر درۂ کوہ مین پھر بند کردیا اور آپ انتظام ملک مین مصروف ہوئی یہان تو ہنگامہ انبساط گرم ہے لیکن ہوشدار کی فوج کہ رو بفرار لائی وہ جانب قلعہ صندلیہ گئی یہ قلعہ بارہ کوس کے فاصلہ پر اس قلعہ سے آباد ہے ملک زرخیز ہے رعایا دلشاد ہے حاکم قلعہ مذکور ایک ساحر صندل بدن روئین تن جادو نام ہے نہایت غیور و شجاع و ذی احترام ہے فی الجملہ افسران فوج ہزیمت خوردہ قریب اس قلعہ کے جب پہونچے حاکم قلعہ مسطور کو خبر ہوئی افسرون کو سامنے اپنے بلوایا اور تمام حال بربادی قلعہ اور قتل ہوشدار اور فسر اکت محبوب گلعذار سنکر غصہ مین آیا اور گویا ہوا کہ مجکو قسم ہے جمشید و سامری کی کہ جاکر جبتک اُس مسلمان کے ٹکڑے نہ اُڑا دونگا چین نہ لونگا اور اُس چھوکری محبوب کو وہ روز بد دکھاؤنگا کہ کبھی اُسکے دشمنون کو بھی وہ دن پیش نہ آیا ہوگا غرضکہ بہت کچھ لاف وگزاف کر کے حکم تیاری اپنے لشکر کو دیا بارہ ہزار ساحران نابکار چیدۂ روزگار مسلح ہو کر طائران سحر پر سوار ہوے جلو مین حاکم مذکور کے بارہ ہزار ساحران آزمودہ کار ہوے شور بوق و دہل تا بہ فلک چہارم گیا مہر تابان لرزنے لگا کہ اب دم گیا دنیا گرد سواران سے گرد برد نظر آئی گرم بازاری مریخ سرد نظر آئی طائران سحر برے ہوا چھائے ساحران خود سر دل دہر مین آگ لگاتے شور مچاتے جاتے تھے سوارون کے نیزے بجلی کی تڑپ دکھاتے تھے صندل تیغ روئین شگاف اپنی کمر سے لگائے مرکب پر سوار رواں تھا تیغہ اُسکا چشمۂ سحر سامری مین بجھا ہوا تھا حاصل کلام بعد طے مسافت راہ سامنے قلعہ ہوشدار کے پہونچا اور میدان بہر جنگ درمیان مین چھوڑ کر لشکر اُتروایا آپ داخل بارگاہ ہو کر ایک نامہ اس مضمون کا شہزادہ فلک جاہ کو لکھا کہ اے ایمرج نوجوان بیقین لائق و لازم ہے کہ بعد دیکھنے نامہ کے قلعہ چھوڑ کر اپنے دادا کے لشکر کی طرف چلے جاؤ اور اُس چھوکری محبوب شوخ دیدہ کو باندھ کر میرے پاس بھیجدو کہ اُسکو سزاے معقول دون کہ اُسنے گھر سارا برباد کردیا اگر اسکے خلاف تم نے کیا تو یقین جاننا کہ بیدے گور دیکھو گے جسم اپنا طعمۂ کرم و مور دیکھو گے یہ لکھکر ایک ساحر زیر دست کو دیا کہ وہ لیکر

حد قلعہ پر آیا شہزادہ مجلس عشرت مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے پہلے خبر آمد لشکر بیان کی پھر آمد نامہ دار کی اطلاع دی شہزادہ نے ساحر ایلچی کو روبرو طلب کرکے مضمون کو دریافت فرما کر جواب لکھا کہ اے ساحر نابکار و غدار تو سخت دیوانہ ہے عقل و خرد سے بیگانہ کہ بیدرے گھر چڑھ کر آیا ہے اور خیر اگر آیا ہے تو جو کچھ تجھ سے ہو سکے اسمین قصور کرنا سراسر حماقت ہے ہم کو قادر و توانا کے عنایت کی بڑی قوت ہے یہ لکھ کر حوالۂ ایلچی بدسیر کیا کہ وہ اپنے مالک کی طرف گیا اور آپ لشکر باہر قلعہ کے تشریف فرما ہوا بارگاہ قلب لشکر مین نصب ہوئی فوج ظفر موج بمقابلہ لشکر دشمن اتری محبوب نے جا کر درۂ کوہ مین تہخانہ وا کیا تین ہزار تیلا رویئن تن نکلکر لشکر مین شہزادہ کے آیا دن بھر آراستگی لشکر رہی جب تشقۂ گلستان پیشانی ہندوے شب پر نظر آیا اور صندل سفیدۂ سحر کا جسم ترک روزگار سے دور ہوا کہ **بیت** چو خورشید بابان زگنبد بگشت ؁ بگردار آہن تہ فسید دشت ؞ زرہ آہنی سیاہی شب سرہنگ دہنے بھی **صندل** نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجایا طائران سحر **محبوب** خبر لیکر سامنے اپنی مالکہ کے آئے اور حال نواختن نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے شہزادہ نے باخبر ہو کر اپنے یہان بھی کوس حرب پر چوب دلوائی ساحر اور دلاور آگاہ ہوے حربہ سحر کے درست ہونے لگے سپاہی چاق و چست ہونے لگے کسی نے آتش جدال و قتال گرم و افروختہ کرنے کو اگیار کی کسی نے تیغ سنگ سے رگڑ کر شعلہ بار کی کسی نے کمان کا چلہ درست کیا کسی نے چلہ بھر کا منترات بھر مین پڑھا کوئی جوت گھڑی کرتا کوئی بیر بلانے کو آہٹ دیتا خنجر کی زبان کلیجہ کاٹ افسون پڑھتی تیغ کی زبان بچل دو ڑ ہو جاتی جیسی تیر دہن زخم کا منھ کھولنا چاہتے تھے لب سوفار جی لینا مناسب تھے شمشیر دو دم کے جوہر الٹی سیفی کا اثر رکھتے نیزے زبان سنان سے جگر توڑنے کی دعا کرتے تیر ہر ایک اسم مین تجنیس بیر اسن اسن چلنے مین پون یا آسیب جان گیر نقیب لشکر فتنہ ہائے خفتہ کی طرح اپنا سحر جگاتے یہ منتر زبان پر لاتے کہ بھو ربھے رن چڑھے بھاگ بھاگ مین پت ہو سو رہا غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ دونون جانب برپا رہا جب زاغ شب کو ساحر روز نے بھینٹ چڑھا دیا اور ساحر سحر نے آفتاب کی اگیاری پر اسپند انجم فلک ڈالا کہ **نظم**

بہ ہنگامہ کہ بیدار گردد خروس	ز درگاہ برخاست آوائے کوس	سپیدہ چو از کوہ سر بر دمید
شد دامن تیرہ شب ناپدید	ز آواز شیپور و بزخم درائے	تو گفتی برآید ہمی دل زجائے
بگردار کوہ از دو رویہ سپاہ	از آہن بسر بر نہادہ کلاہ	ز گرد سپہ بعد روغن نماند
ز نیزہ ہوا جسم بجوشن نماند	از آواز اسپان و گرد سپاہ	بشد روشنائی ز خورشید و ماہ
ستارہ سنان بود خورشید تیغ	از آہن زمین بود و ز گرد میغ	بترقید از آواز گردان زمین
ز ترک دسنان آسمان آہنین	سپہدار آن ایرج شیر دل	کز آتش ستاند بشمشیر دل
بآسودہ اسپ اندر آوردہ پای	یلان را بہر سو ہمی ساخت جائے	یعنی سپاہ ہر دو سو میدان جنگاہ

مین ہو بجلہ صف کشیدہ ہوئی ساحرون نے روے گیتی آندھی سے سیاہ کر دیا مبارزون نے برق تیغ سے زمین و زمان کو شعلہ بار بنایا **صندل** اژدہ سحر پر بیٹھ کر آمادۂ پرخاش میدان مین آیا آفت افسون و نیرنگ سے

دھانے لگا بعد اسلحہ ورزی حریف کو بلانے لگا ایرج دلاور نے قصد جنگاہ کیا تھا کہ محبوب شب قدمی کے روبرو اسکے گئی اور گویا ہوئی کہ اے بھیا شہزادہ ہمارا سحر نہیں جانتا ساحر سے ساحر ہی لڑتا ہے میں دیکھوں کہ تو میرا کیا کرتا ہے اسنے یہ کلمات سنکر ایک ناچخ سحر کا اس ماہ وش پر مارا اسنے پرواز کر کے خالی دیا اور زمین پر آکر گرز نارنگی اسکے سینہ پر لگایا اسنے بھی رد کیا اور غصہ میں آکر ایک بھال پر افسوں دم کر کے اس سنان حمزہ ونازبر مارا اس نے رد سحر پڑھکر دستک دی مگر بھال نہ رکا آخر یہ اڑکر اُڑی اُڑنے میں بھال نے پاؤں کو زخمی کیا اسنے زخم کھا کر بغضب تمام تر اپنے روئین تن پتلون کو للکارا کہ ہاں لینا اس ساحر بھیا کو پتلے نعرہ نا کہ شنکر لبیان ستد اسکندر چار طرف سے گھر آئے صندل بھی روئین تن ہوا اور تیغہ روئین شگاف چشمہ سامری کا بجھا ہوا رکھتا ہو اس دہی تیغ کھینچکر پتلون پر آگرا اور اسکی فوج نے بھی حملہ کیا پھر تو شہزادہ ایرج نے بھی گھوڑا اٹھایا ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تیغ تیز نے روانی دکھائی خنجر بران نے جانفشانی دکھائی تیر نقش جان کے لیے لکیر ظاہر تعویذ بغض کی تاثیر پیکان خدنگ سہ شعبہ بصورت مہندسہ نقش ہستی کا گڑا ہوا نقشہ بھالا مثلث کی تعویذ صورت مربع اشین صد شجاعت کی ہیبت بدلنے پر آمادہ طلسم نویس ورق رخیر کلک شمشیر اجل دامنگیر سوار وپیادہ سیف کے الف پر گیر دہ پیر کا جرا جانا تعویذ پندرہ کا ہندسہ بنکر نقش حوا کا نقشہ دکھا جاتا عناصر آب وخاک وآتش وباد نکوہ عامل شمشیر بناتا خاکی نژاد آتش خوئی دکھا کر نقش ہیات بیاد فنا اڑاتے آب تیغ میں تعویذ جان ڈوب جاتے سخت آسیب ہر جان مبارزان تھا آفت کا سامنا زیب گلوبسان تعویذ خنجر جانستان تھا

نظم

چنان تیرہ گون شد زگرد آفتاب
تو گفتی بر آمد ہمے رست و خیز
بہر سو کہ ایرج برافگندہ رخش
عنان ہیونے گسستہ مہار

تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب
بپوشید روے ہوا را بہ تیر
سران سواران ہمی کرد بخش
ز قلب اندر آمد بکردار گرگ

درخشان بکردار اندرون تیغ تیز
بخورشید گفتی براندود قیر
بجنگ اندرون گرزہ گاو سار
پراگندہ کرد آن سپاہ بزرگ

فوج محبوب بہت بھی سیاہ دشمن پر چیرہ دست ہوئی صندل نے ہر چند شعلہ ہائے روئین تن کو رد کیا تیغ نی سے اپنی قتل کرنا چاہا لیکن وہ تین ہزار یہ تنہا مرد عرصہ کارزار کہاں تک انکو دفع کرتا آخر تاب نہ لا سکا اور دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ صحرا میں چلکر ایک سحر ایسا تیار کرے کہ پتلے محبوب ایرج کو میرے طرفدار ہو کر پکڑ لائیں غرض کہ یہ سوچکر گھوڑا اپنا جانب دشت روان کیا یہ جو اسکی فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا بھاگا پس تمام لشکر بھی ہار کر رو بفرار لایا فوج محبوب نے دور تک تعاقب کیا پھر خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب انکا لوٹ لیا لشکر میں طبل فتح وظفر بجنے لگی سب نے خوشنود ہو کر کمر کھولی ملکہ مذکور نے شہزادہ سے کہا اندر قلعہ کے چلیئے اس بہادر نے جواب دیا کہ حریف زندہ بچکر نکلگیا ہے یقین ہے کہ پھر آئیگا اس سے مناسب ہے کہ آج کی شب اسی جا رہیے یہ فرما کر بارگاہ میں تشریف فرما ہوا لشکر میں بھی بازار میں جھلکنیں ہر خیمہ میں ناچ ہونے لگا ہنگامہ عیش وعشرت گرم ہوا اس اثنا میں سوار زرین لگام شہدیز فلک عرصہ عالم سے رو بفرار لایا اور محبوبۂ شب نے بارگاہ عالم میں مع شہزادہ ماہ منیر داخلہ کیا

چو بنمود شب جعد زلف سیاہ | از اندیشہ خم شدہ پشت ماہ | خرامان بدرگاہ خسرو شدند
برائے وبہ اندیشہ نو شدند

رات کو لشکر مین طلایہ پھرنے لگا یہان تو یہ انتظام تھا مگر صندل جو رو بگریز لایا ایک دامن کوہ مین جا کر ٹھہرا اسکے پیچھے جو فوج کہ بھاگی ہوئی آئی تھی وہ بھی اُس سے ملی اسنے حکم دیا کہ اسی جگہ سب جمع ہوکر قیام کرین لوگون نے عرض کیا کہ اے شہریار آپکی طرح دینے سے بڑی شکست ہوئی اُسنے جواب دیا کہ اُن لوگون کی یہ مجال نہ تھی جو مجھکو بھگا دیتے مگر رو مین تن تپلے باعث شکست ہوئے خیر اب تم سیر دیکھنا مین آج ایسا سحر تیار کرتا ہون کہ وہ تپلے مطیع ہوکر اپنی مالکہ کو پکڑ لائین یہ کہہ کر لشکر کو قرار بندی کرکے آپ اسباب ساحری ہمراہ لیا یعنی ایک پھول کی تھالی لیکر اُسمین سیندور ماش کا آٹا انڈے لونگین گوگل لوبان کچھ پھل خوشبودار دو تین کالا دے ناڑے سیاہ مرچین چار پانچ کیلین لوہے کی رکھ کر چلا اور بطور مخفی اُس صحرا مین جہان لشکر ایرج اُترا ہوا ہے آیا اور درۂ کوہ مین جا کر اس طرف کوہ کے نکلا ایک چشمہ کے کنارے جگہ معقول تجویز کرکے چبوترہ بنایا اور اُسکو لیپ کر خوب صاف کیکے چشمہ کا پانی لیکر سحر پڑھنے بیٹھا اُس چشمہ کے کنارے ایکطرف کو کلک کا جنگل لگا تھا اور بانس کی بانسواڑی تھی یہ سحر پڑھتا جاتا ہے اور روباہ بازی ضیغم دہر سے بیخبر بیٹھا ہے بموجب بیت ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست * شاید کہ پلنگ خفتہ باشد * اُسکو تو اس حال مین چھوڑیے لیکن کیفیت شہزادہ ایرج سنیے کہ یہ جو بارگاہ مین بیٹھے ناچ دیکھنے لگے معشوقہ گلفام کے ساتھ میخواری کرنے لگے کیونکہ وہ محبوبہ اظہار اطاعت کر چکی تھی پہلو مین بیٹھی تھی باہم لذت بوس کنار حاصل تھی زیادہ رات گئی ناچ موقوف کرا کر تخلیہ کرایا تھا سراچہ بارگاہ اُٹھے تھے صحرا مین طرفہ بہار تھی وزان نسیم مشکبار تھی ایسی فرحت مین شہزادہ کو خیال آیا کہ ہم تلاش مین شہزادہ نورج کے چلے تھے نہ اُنکا پتا ملا نہ اپنے لشکر مین جانا ہوا ایسی مفارقت اعزا و دوستان یاد کرکے آنسو آنکھون مین بھر لایا اور آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی محبوبہ عاشق و دلدادہ تھی آئینہ رخسار مطلوب مکدر دیکھ کر سیماب وار بیقرار ہوگئی اپنے آنچل سے گوہر اشک پاک کیے اور کہا اے دلدار محبوب خوش کردار تیرے دشمنون کو رُلائے کیون اس وقت تونے آنسو بہائے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک بھائی ہمارا طلسم ہزار برج مین جا کر مفقود الخبر ہوگیا ہے اسی کو اسوقت مین نے یاد کیا ہے اُسنے کہا اے شہریار طلسم ہزار برج کے اطراف مین یہ قلعے واقع ہین بعد فراغ جنگ مین آپکو جانب طلسم لے چلونگی یہ کہکر دلاسا دیکے چھپر کھٹ مین لا کر لٹایا اور بہت کچھ سمجھایا آخر گلے مین ہاتھ ڈال کر اُس محبوبہ نے آرام فرمایا شہزادہ کو اُسوقت جنون زیادہ تھا اُسکے پہلو سے آہستہ اُٹھ کر بارگاہ پر آیا کچھ عجب رنگ صحرا کا پایا کہ سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار چاندنی کھلی ہوئی تھی دشت و در چاندی کا تھا شاہد بہار کو مشاطہ شب آئینہ ماہ دکھاتی شہزادہ کو وہ صحرا پُر فضا بہت پسند آیا اور چاہا کہ سیر کرتا ہوا دور تک جاؤن اسپ کمان دوش سے لٹکا کر چند تیر ترکش مین ڈال کر تیغہ ہاتھ مین لیکر سیر کو بڑھا اور لشکر سے نکلکر دامن کوہ مین آیا طلایہ دارون نے تنہا جاتے دیکھ قصد ہمراہی کیا اُنکو منع فرمایا اور چاندنی کی بہار دیکھتا اور آگے بڑھا دیکھا رات کا سناٹا میدان تمام سفید ہو رہا ہے جانور اپنے اپنے مسکن مین بیٹھے ہوئے کبھی جو ہوا کے جھونکے سے کوئی درخت کھڑکتا ایک اُدھر ہرن خرگوش جست کرکے جھاڑی سے نکل آتا اِدھر اُدھر

دیکھ کر بھر چوکڑی مارجاتا جھاڑیون سے ہرن باڑھے چیتل نیل گاؤ سر نکالے جھیلون کا یہ عالم کہ جیسے خانہ زین مین
آئینہ جڑے ہوے کنارے بگلے قازین سرخاب پرون مین منھ ڈالے ایک پانون سے کھڑے ہوے دامن
کوہ مین کوڈیالا کھلا ہوا نرگستان کواکب کو شرماتا **نظم**

سازِ یک ذرہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار
ریزۂ شیشہ سے جوہر تیغِ کہسار

سایۂ لالہ بیداغِ سویداے بہار
کوہ صحرا ہمہ معموری شوقِ بلبل

مستی بادِ صبا سے ہے بعرض سبزہ
راہ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

شہزادہ یہ کیفیت دیکھتا درہ کوہ مین حد آیا اور اسطرف نکلکر بانسواڑی کے قریب ٹھہر کر جھیل کی سیر دیکھتا تھا وہان
صندل اپنے چبوترہ پہ بیٹھا پانی توبنے مین بھرے سحر پڑھتا اور پانی بہاتا جاتا چنانچہ اس توبنے کا پانی ہوگیا
یہ چبوترہ پر سے اُٹھ کر جھیل سے پانی لینے آیا وان بھی جھاڑیون سے اندھیر اتھا پیڑ درختون کے پانی پر جھکے تھے جا بے
خوفناک تھی یہ تو ساحر ہے بیخوف و خطر وہان سے پانی بھرنے لگا وہان ترائی کے سبب سے شیر غران سو رہا تھا اُسنے جو
آہٹ اسکی پائی اُٹھ کھڑا ہوا اور انسان کی بو پاکر جھاڑی سے انگڑائی لیکر باہر نکلا اس اثنا مین یہ بھی پانی بھر کر پھرا
جیسے ہی اُس مقام تاریک سے باہر نکلا شیر نے اُسکو اور اسنے شیر کو دیکھا بدحواس ہوکر سحر بھی یاد نہ رہا اور شیر نے غرا کر اُس پر
حملہ کیا آتے ہی دو ہتڑہ مار کر اسکو گرادیا از بسکہ یہ روئین تن تھا اُسکے دو ہتڑے سے ہلاک نہوا کوئی اور ہوتا تو مرجاتا فی الجملہ
شیر نے اسکو گرا کر ہمہمہ کیا اور پیٹ پھاڑنا چاہا بانسواڑی کے قریب شہزادہ ایرج بھی تھا اُسنے غرض شیر کی آواز سُنی جھپٹ کر
اسی طرف آیا دیکھا ایک آدمی کو شیر ہلاک کیے ڈالتا ہے خیال مین آیا کہ نہین معلوم یہ خدا پرست ہے یا پرستار لقا
چھڑانا بیفائدہ پھر سوچا کہ کوئی ہے مگر بندۂ خدا ہی یہ سوچکر ایک تیر جوڑ کر کمان مین ماتھے پہ شیر کے مارا جو ماتھے پہ اسکے
پڑا اسا غری توڑ کر پار نکلگیا ٹیک کی چوٹ کھانے سے شیر اُلٹ کر گرا اور تڑپ کر اُچھلا آخر سرد ہوگیا شہزادہ نے
صندل کو اُٹھایا وہ بیہوش تھا پانی اُسکے منھ پر چھڑکا دامن کی ہوا دی کہ اُسکو ہوش آیا جب اُسنے آنکھ کھولی دیکھا
ایک آدمی سرپہ کھڑا ہے شیر مرا پڑا ہے وہ شہریار شیر صولت میرے جسم سے خاک پاک کر رہا ہے یہ دیکھ کر دل سے
کہا اسی نے شیر کو مارا ہی ہو قت میرے لیے اُسکو خداوند سامری نے فرشتہ بنادیا ہے بس اُٹھ کر شہزادہ کے پانون پر گر پڑا
اور کہا مین تیرا غلام ہون اے شخص خداوند لقا تجکو سلامت رکھین کہ تونے میری جان بچائی شہزادہ نے فرمایا کہ مین لقا
گمراہ پر لعنت کرتا ہون خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جانتا ہون اے عزیز تجکو شیر مارے ڈالتا تھا مین نے چھڑا دیا خیر
آدمی کے آدمی کام آتا ہے اب تو چلا جا ساحر نے جب یہ کلمات سُنے پوچھا کہ اے محسن میرے آپ کون ہین شہزادہ نے
فرمایا کہ الحمد للہ مین مسلمان ہون **ایرج** میرا نام ہے **ہوشدار** کو مین نے قتل کیا ہے یہ سنکر عرض کیا کہ اے شہزادہ ذی تبار
مین آپکو ایسا صاحب خلق و مروت نہ جانتا تھا مین آپکا حریف **صندل روئین تن** ہون یہان سحر کرنے کو آیا تھا
کہ اس آفت مین مبتلا ہوا زندگی میری باقی تھی جو خدا نے آپکو بھیجدیا اب مین بندۂ بیدام ہون ادنی آپکا غلام ہون یہ کہکر
قدم پر شہزادہ کے سر رکھا اس بہادر نے سر اُسکا چھاتی سے لگایا اُسنے بصدق دل اطاعت اسلام اختیار کی اور
جملہ حقیقت اپنے بھاگنے اور سحر تیار کرنے آنا سب کہکر عرض کیا کہ آپ تشریف اپنے لشکر مین لیجائیے مین فوج اپنی لیکر

حاضر خدمت ہونگا شہزادہ یہ سنکر باہر درۂ کوہ کے آیا اور اُسکو رخصت کرکے اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوا یہان بعد جانے شہزادہ کے محبوب کی آنکھ کھلی تھی پہلو خالی از دلدار پاکر بیقرار ہوئی تھی اور بارگاہ سے نکلکر ڈھونڈھتی پھرتی تھی کہ شہزادہ آکر پہونچا اسنے دوڑکر گردن مین ہاتھ حمائل کر دیے اور کہا اے جان من باعث زندگانی مجھ حرمان نصیب کو کہان چھوڑ گئے تھے بانے بموجب ع کھلی مرے خدا نصری بیکسی کی شرم ÷ کہ پھر ملاقات میسر آئی یہ کہکر بارگاہ مین مطلوب کو لائی سردار خرابگاہ ہون سے بیقراری ملکہ کے سبب نکل آئے تھے وہ بھی حاضر خدمت ہوے شہزادہ نے اس راہ سے کہ ایک شیر کا مارنا کیا ایسا بڑا کام ہو مطلق کچھ ذکر ساحر کے چھڑانے کا نہ کیا وہ باقی رات عیش و نشاط مین بسر کی آخر مالک برج اسد نے پنجۂ تیز سے سینۂ ساحر شب نگار کیا اور فسونگر نسیم صبح دم نے صندل سحر کو دہر مین پھیلایا بیت چو از کوہ خاور سپیدہ دمید ÷ فروغ ستارہ شدہ ناپدید ÷ صبح دم شہزادہ عالم طاعت خلاق دو عالم سے فارغ ہوکر صدر نشین دربار تھا سرداران وغیرہ سے مجمع حضار تھا کہ یکایک سامنے سراپچہ جو اُٹھے تھے اُدھر سے گرد اُڑتے نظر آئی محبوب سمجھی کہ فوج غود سر آئی اسنے حکم تیاری لشکر دیا جابجا کمر بندی ہوئی شہزادہ نے منع بھی کیا کہ تم دخل نہ دو کہ عورت ہو مین سمجھ لونگا مگر اُسنے نہ مانا لیکن اس عرصہ مین وہ من گرد شگافتہ ہوا اور صندل کا مرکب نظر آیا ملکہ گھبراکر اُٹھی کہ اے شہزادہ وہ حریف آگیا شہزادہ نے فرمایا کہ بیٹھی رہو آتا ہو تو آنے دو یہ گفتگو تھی کہ ساحر گھوڑے پر سے اُترکر اندر بارگاہ کے آیا شہزادہ کو تدر دی اور ملکۂ موصوف سے کہا اے بہن میری خطا کو معاف فرما ملکہ نے بھی اُسکو سرفراز فرمایا مگر بہت حیرت زدہ تھی کہ یہ کیونکر بغیر کچھ کہے سُنے یکایک مطیع ہوگیا غرضکہ اسکے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا کہ ملحق لشکر شہزادہ نامور اُترا و رونق بے اندازہ حاصل ہوئی شہزادہ نے ساحر مذکور کو خلعت سرداری سے مخلع فرماکر دست راست مین بٹھایا پھر ساقی مہ لقا نے جام شراب ہوش ربا بالایا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ملکہ نے ہدایت پانیکا اُسکے سبب استفسار کیا اُسنے شیر کی کیفیت اور شہزادہ کی شجاعت اپنے حال پر عنایت فرمانیکی حقیقت بیان کی ملکہ جرأت و جلادت پر شہزادہ مصولت کی آفرین خوان ہوئی پھر قلعہ مین سب نے داخلہ کیا دونون ملک اسلام آباد ہوے دو ایک دن یہان جلسہ رہا پھر ملکہ کو قلعہ ہوشدار کا حاکم کرکے رخصت طلب کی ملکہ نے کہا اے شہریار اس قلعہ مین چار کوٹھے مال و خزانہ کے ہین وہ آپ ہمراہ لیجیے اور میرے قبیلے رو مین تن ساتھ لیکر کوچ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ کوٹھے کس اسباب کے ہین ملکہ نے کہا ایک مین روپیہ ایک مین اشرفی ایک کوٹھا ہیرا جواہر سے بھرا ہے ایک مین ہتھیار اور ہر طرح کا اسباب نادر ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ گنج و زر تم اپنے قبضہ مین رکھو کہ تم عورت ہو مین سپاہی ہون میرے ساتھ قبیلے البتہ کردو ملکہ نے سواران سحر کو ہمراہ کیا لیکن عرض یہ کی کہ مین غم جدائی مین مرجاؤنگی آپ جہان سے اپنے لشکر مین جائیے اور اپنے دادا سے اجازت لیکر مجھکو وہین بلوا لیجیے پھر آپکو اختیار ہو طلسم ہزار برج مین جاسیے جائیے خواہ وہین تشریف رکھیے اسکے کہنے سے شہزادہ نے عزم قلعہ طلسم فسخ کیا اور بحشم و خدم مع بتاہماسے رو مین تن اور کئی لاکھ سپاہ صف شکن اور ساحران فسون ساز رونق کے کوچ کیا

اور داخل قلعہ صندلیہ میں آیا دو دن وہاں قیام فرمایا صندل نے دعوت و ضیافت کی پھر اپنے نائب کو اپنی جگہ پر حاکم کرکے شہزادہ کی رفاقت چاہی تیغہ رومین شگاف زیب کمر کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا یہ شہریار بتمکین ووقار بڑے عظم وشان سے روانہ ہوا کہ ابیات

ممکن نہیں کلک سے ہو تحریر
جیسے مہ نو قریب اختر
وہ اسپ کہ صورت پری تھا
حاسد کے لیے کجک ہے یا گرز
ہمراہ تھا سب یہ ساز و سامان

سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر
وہ چاٹتی تھی ہر ایک کا خون
طالع میں بلند اختری تھا
وہ پلٹنیں اور وہ رسالے
شوکت تھی نثار فتح قربان

تھی زیب کمر وہ برق پیکر
ہوگا وہ زمین کہ شیر گردون
وہ فیل کہ مثل کوہ البرز
جیسے کہ عدو کی جان کے لالے
اسی طرح بعد قطع منازل طے

مراحل جب لشکر اسلام دو منزل رہگیا تو ایک دامن کوہ میں اس کوہ وقار نے مقام کیا یہ تو ادھر سے آتے تھے لیکن لشکر اسلام کا حال بیان ہوچکا کہ اہل اسلام پہاڑ پر پناہ گزین ہیں ساحر اُنپر چڑھکر جانے میں جنانچہ تمام فوجیں لقا و بلا دصبا کی قریب کوہ پہونچیں اور کوہ محصور کرکے بلا نے پکارا ہے رذیلین تن کو للکار کر پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور ہمارے دشمنون کے سر لاؤ تپلے تیغہائے سحر لیکر چلے اور سنگ اٹیون کو طے کرنے لگے پیچھے انکے تمام لشکر حملہ آور ہوا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا بلا بھی سحر پڑھتا آگے بڑھا اُسوقت جیالے روں نے سنگباری کرنا شروع کی اور تیر برسانے لگے شہزادہ کرب لسان شیر زبان گھاٹی پر راہ لشکر دشمنان روک کر کھڑا ہوا کہ اوپر پہاڑ کے ناموس امیر ہی اگر یہ کافر چڑھ آئے تو بڑی بیحرمتی ہوگی بس اپنی جان دیدینا چاہیے اور تاحیات اپنی دشمنون کو آگے بڑھنے دینا نہیں لازم ہے شورش سپاہ اور بانگ اسپان سے بادشاہ جرز حمی اور بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوے اور جرأت ذاتی سے سنبھلکر اُٹھے قلعہ کوہ پر آکر کھڑے ہوے دیکھا تو بازار موت کا گرم پایا ہنگامہ گیرودار نظر آیا جب تپلے آگے بڑھتے ادھر کے لوگ سینہ سپر کرکے گردن زیر تیغ و خنجر دھرتے پہاڑ پر سے سر کٹکر نیچے گرتے ایک فریاد واویلا سو پیشے ایک جان شیرین دیا ور لاکھ اندیشے کلمۂ شہادت مسلمانون کے ورد زبان و دہن کو خون سے برنگ ارغوان گھاٹیون سے آبشار کے بدلے خون روان رگ ابر کے لیے نشتر شمشیر خون فشان برق شمشیر آبدار کی چمک موج بحر مرگ و غدہ ہونا میں غرق خرد دستر گرا ایک طرف سے پیلے شورش بکنان ایک سمت سے ساحر سحر خوان آندھی سیاہ آئی ہوئی تاریکی چھائی ہوئی لقا حالت تباہ اہل اسلام دیکھ قہقہہ مارتا اور کہتا جاتا کہ اے بندگان قدرت دیکھو میرے غضب کو کہ ان بندگان مغرور کو آج پناہ نہیں ملتی بلا جو قتل عام کرتا پہاڑ پر چڑھتا جاتا تھا تو لقا فرط عشرت سے نعرہ مارتا اور کہتا کہ دیکھو میرا شیر جنگی آج بپھرا ہوا ہے الحاصل جب قلعہ کوہ قریب رہگیا مسلمانون میں بھگدڑ پڑی گھاٹیان طے کرکے جا بجا کمین گاہین تھیں مگر لیٹنا دشوار تھا اسلیے کہ سب طرف سے پہاڑ گھرا ہوا تھا یہ جان دینا گوارا کیا مر مر کر گرنے لگے وار ہل پروردگان عہد شجاعت کو آغوش میں اُٹھانے لگی خواب مرگ میں سلانے لگی جو پہلوان کہ مثل اطفال مچلکر زمین پر لوٹتا اسکو تھپک کر گہوارۂ لحد میں آرام کراتی دامن تیغ سے پنکھا جھلتی زبان خنجر سے لوری سناتی ناموس امیر حرم محترم فرزندان امیر بال کھولے

نالان وگریان گرد امیر جمع تھے اور امیر بیہوش پڑے ہوئے بصورت مردگان تھے بادشاہ ذیشان جب جھپٹ کر قلعہ کوہ سے آگے بڑھتے زخم پھٹ جاتے یہ بیہوش ہوتے عورتین پیٹ رہی تھین کوئی کہتی کہ خداوندا میرے وارث کو بچالے کوئی پکارتی کہ یا خدا مجکو دنیا سے اُٹھالے کسی کی فریاد تھی کہ مجکو میرے وارثون کا مردہ نہ دکھانا اے کریم ان کے غم مین نہ رلانا کوئی گود پھیلا کر دعا کرتی ماتھا زمین پر رگڑتی کوئی بالون سے جھاڑو دیتی کسی نے پیر ایکا ایک سا پیہ اٹھایا کہ ایکا ایک میری مراد آئے کسی نے اہی پیادہ سو سوار کونا تھا کہ میرے یہ بیمار دہوے کوئی ترت پھرت کی نذر مانتی کہ ہماری مدد غیب سے آئے کسی نے سہ ماہی کے روزے اپنے اوپر قبول کیے تھے کسی نے پیر دیدار کے کونڈے مانے تھے کوئی کہتی کہ مین کھڑے پیر کا روزہ رکھونگی اور میری تمنا پوری ہوگی تو کھڑا دونا دونگی وہ وہ نازنینان گل پیرہن جلکے اوپر بلبل دل فریفتہ ہو نالان وگریان بسان عندلیب قفس اسیر پاس دھران تھین صاحبان عصمت و شرم موئے شکین و زلف عنبرین کھولے تھین کہ بہار کو سنبلستان کہنا بجا تھا یا دختران نے اُنکے رخسار رشک گلستان کو بے رنگ غنچہ کھلا دیا تھا رخسار کے جو رشک قمر تھے وہ خاک پر جانب قبلہ رکھتی تھین مٹی گالون مین بھرنے سے چاند پر خاک پڑی نظر آتی آفتاب حسن کو تیرگی رنج سے گہن لگا تھا نہ وہ رنگ تھا نہ وہ نقشہ تھا لیکن با این رنج واندوہ بھی عجب خوبی ہویدا وہ سراسیمگی سے چہرون کا رنگ فق فق گل یاسمن کو شرماتا وہ اُنکے ناز وانداز کا عالم کہ آشوب دہر بھی تصدق ہوا جاتا کوئی حیران ہو کر ماتھا کوٹ لیتی تو پنجہ دست نگارین پنجہ آفتاب سپہر حسن پر نظر آتا بال جو رخ پر بکھرے تھے تو پنجہ دست رنگین شب زلف مین ماہتاب کی چمک دکھاتا کوئی جو چیخ کر بات کرتی تو دوسری انگشت ماہین ہر دو لب رکھ کر چپ ہونے کا اشارہ فرماتی گویا پیغمبر حسن تھی کہ معجزۂ شق القمر دکھاتی نہین سر میم پر الف امید تحریر فرماتی کوئی اس سوچ مین سر در گریبان کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کسی کا سر آئینہ زانو پر بصد حیرانی رکھا ہوا کہ خدا جانے کیا صورت ہو دیکھین کیا نقشہ یہ فلک پیر دکھاتا ہے آخر ملکہ مہر نگار تاجدار سردار حسینان روزگار جو کل بیبیون کے امیر کے افسر تھی بال کھول کر گود پھیلا کر جانب کعبۂ اکرم رخ کر کے مصروف دعا ہوئی سب بیکسون نے پشت پہ آمین کہنا شروع کی اور کہنے یہ استغاثہ کیا کہ اے کارساز حقیقی میرے حال پر رحم فرما کہ نظم

جو غم کے حزن مین مبتلا ہے	اُسکو تیرا آسرا دوا ہے	ہوجاتا ہے دور ہو کوئی رنج
مشہور ہے بعد رنج ہے گنج	مفلس ہے بشر کبھی تو نگر	جاتے ہین کسی کے دن برابر
جسکو کہ کوئی مرض ہوا ہے	آخر اُسے ایک دن شفا ہے	ہرچند ہم آج ہین دل افگار
راحم ہے تو اے خدائے غفار	کیا راز ہے تیرے کوئی آگاہ	کوئی تو نکال دیگا تو راہ
اسوقت مین کون ہے ہمارا	ہے تیرے کرم کا بس سہارا	

آخر تھی دعا آماجگاہ قبول پر ان مستمندون کا بڑا یعنی لشکر اسلام مین جو بھلدڑ پڑی تھی تو جو عیار کہ زیر کوہ راتہی سے برہم مانگی تھے وہ وہان بھاگ کر صحرا مین اسلیے گئے کہ ہم اپنے لشکر کا تباہ ہونا اور اپنے مالکون کا مارے جانا اپنی آنکھون سے نہ دیکھین چنانچہ کلہیا د عیار تو صحرا مین بھی نہ ٹھہرے بہت دور نکل گئے اور ایک درہ کوہ سے جو اُنھون نے سر ملک کرکے

قدم آگے بڑھایا دامن کوہ میں کئی لاکھ کا لشکر اُترے پایا نشان جو کھلے تھے حمد و نعت خدا و رسول سے مزین نظر آئے عیار خوش ہو کر اندر لشکر کے گئے دیکھا کہ ایک بارگاہ کے سامنے میدان پڑا ہے اُس میدان میں ایک جوان مرکب پر سوار برچھا ہلا رہا ہے اُنھوں نے پہچانا کہ یہ شہزادہ ایرج والا قدر ہمارا آقا ہے بس دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئے اور چلا کر روئے شہزادہ مرکب سے کود پڑا اُنکو گلے سے لگایا اور کہا خیر تو ہے کیا رنج تمکو پہونچا ہے اُنھوں نے امیر کا اسم اعظم بھولنا سرداروں کا قید ہونا لشکر کی تباہی پہاڑ پر حملہ ساحران کی حقیقت سب کہہ سنائی شہزادہ نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی رو دیا اور کہا حال جد والا تبار رہا ہے افسوس اس مرتبہ تباہ ہوا یہ کہکر اُسی وقت طبل سفر بجوایا اور برسم یلغار ہر ایک کو حکم چلنے کا دیکر آپ سب سے پہلے مسلح و مکمل ہو کر گھوڑا اُڑایا افسران لشکر بھی اتنا جلد چلے کہ پہاڑ پر لوگ دعا کر رہے تھے کہ پہونچ گئے بلا ہنوز بالائے کوہ نہ پہونچا تھا وقت اسیری اسلامیان تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے پر خاست غبار کا سر سقف آسمان سے لگا ہوا اور پاؤن زمین سے سیاہ ہوا بسان شعلہ جوالہ ہر ذرہ بیتاب کھاتا چمک و نمک کی لشکر کے گواہی دیتا جاتا کہ شعر

پدید آمد از دور گرد سیاہ | غو دیدبان آمد از دیدگاہ | اگر آمد از ایرج سپاہے پدید

بار سیہ گردشان بر دمید

دل گردے علمہاے بادلہ نگار ہاتھیوں پر جلوہ دکھاتے دکھائی دیے پھریرے انکے جو اہر دوز تعریف خدا و رسول سے بہرہ اندوز بعد انکے دمامے شتری فیلی بجتے زمین و زمان لرزتے پھر سامان جلوس سواری پلٹنیں اور رسالے وہ جنکی صولت سے بہرام فلک پر خوف طاری ظاہر ہوئے بعد از ان ساحر طائران سحر پر سوار جادوگرنیاں بیشمار لنگوٹیاں باندھے سرخ سرخ جھنڈیاں ہاتھوں میں لیے طاؤس و ہنس اُڑاتیں سحر کی نیرنگی دکھاتیں آئیں لشکر کی چمک دمک پر اور عظم و شان پر دل ہر و سپہر ہزار جان قربان زیر سایۂ علم شیر پیکر شہزادہ ایرج نوجوان کہ بموجب نظم

فرو کوفت بر پیل روئینہ خم | رسیدند شیپور با گاؤ دم | بر دمیدہ زرجام بر پشت پیل
زمین را تو گفتی برانزود نیل | ہوا شد سیاہ و زمین نیل رنگ | دلیران لشکر بسان پلنگ
بجنگ اندرون گرز و دل پر زکین | چو دریاے جوشان زگردان زمین | دلیران گردش کش از کوہیان
بسیجیدہ جنگ و شمشیر زبان | ابا زنگ زرین و گوپال و تیغ | خروشان بکردار غرندہ میغ
رسیدند لشکر گروہا گروہ | زمین شد ز گردان بکردار کوہ |

جب اس شان و شوکت سے وہ لشکر آئے دیکھا بختیارک خواصی میں فیل پر کھڑے ہو کر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ دیکھیے وہ ساحروں کے سر کوب آ پہونچے لقانے کہا ارے شیطان کیوں بکتا ہے آج قدرت نے تقدیر اپنی شکست ہو سکی نہیں فرمائی شیطان نے کہا تو قدرت کی آج شامت بھی اچھی طرح سے آئی یہ وہ کہہ نہ چکا تھا کہ شہزادہ نامدار رہوار چمکا کر اور تیغہ علم کر کے فوج کفار پر جو زیر کوہ صف کشیدہ تھی آ پڑا کئی لاکھ ہاتھ تلوار کا ایک بار جو بلند ہو کر پڑا الا کھوں بجلیاں دفعتہً رزمگاہ چمک گئیں آنکھیں جھپک گئیں معاذ اللہ تلوار کی آنچ گیا سو کھا سب جلا ہزاروں سر دم بھر میں کٹ کر گر پڑا ابلا یا تو بالائے کوہ جاتا تھا یہ حال دیکھ کر پھرا اور پہلوانے روئین تن سے حکم مقابلہ دیا وہ لشکر شہزادہ پر گرے

شہزادے کے ساتھ کے تیلے اُنسے بھڑ گئے چوٹ برابر کی چلنے لگی جو یہ اُنکے حربے سے کٹتے ہین تو اُنکے ہاتھ سے وہ بھی مرتے ہین ایک سمت ساحر سے ساحر لڑنے لگا تا ریج اور تریج اُچھلنے لگا پر شور کرنے لگے دریا سحر کے بڑھنے لگے شعلہ باری برق باری سے جان عاری گیتی کو زلزلہ فلک تک غبار کدورت خاطر کا اثر ہیونچا دود سحر نے سقف سپہر کو دھوان دیا زہر ماران سحر نے چرخ کو سبز رنگ بنا دیا اُسی وقت کا ایک بھورنیگ کژدم گیا ہی جو برج عقرب کہلاتا ہی پناہ بخدا کسی ساحر نے اپنا گلا اُلٹی چھری سے کاٹا دشمن کا گلا کٹ گیا کسی نے پان کھا کر سامنے تھوکا غورہ آ حریف نے خون تھوکا بیرے کلیجہ کا لہو جاتا سوئیونکے تھے چلتے تھے ملک عدم کے ناکے سوئیون کے ناکے مین نظر آتے تھے ادھر تو یہ گیر و دار کا ہنگامہ تھا اُدھر بہادران روزگار نے عدو کو زیر تیغ رکھ لیا تھا تیر جوشن مین جاتے تھے مژدہ آمد شاہد مرگ کی خبر دشمن کو سناتے تھے نیزے جو نیزون سے ملتے تھے مدت کے بچھڑے بغلگیر ہوتے تھے مگر مجرم سرکار عشق رزم جوئی ٹھہرائے گئے تھے کہ بند بند باندھے ہوئے تھے زبان سنان طعن ہر مبارز پر کرتی کہ واہ کچھ ننگ نبرد نہین دلمین زخم کا ور نہین شمشیر کا جوہر حرف دفتر الفت عروس اجل سے گلے ملنے کی جا ہ ہمت جوانمردی دست و بغل تیغ کی جھنکار مبارکباد مرگ تو گاتی دہان زخم کی ہنسی پسند آتی سر و تن کی جدائی حیات ابدی کی خوشخبری دیتی شجاعت جان بیچ کر نیک نامی مول لیتی کہان تک یہ ہنگامہ گذارش ہو کہ

ابیات

ز اسپان جنگی سواران جنگ — بکندہ کشیدند چون سنگ سنگ
دہان خشک و غرقہ شدہ تن در آب — ز ریغ دز تا بہ بدن آفتاب — ہمہ گرز را برکشیدند پاک
یکی ابر بست از بر تیرہ خاک — ہوا سر بسر گشت زنگار گون — زمین شد بگرد اندر دریائے خون
چو پیلان ہمہ دست بر یکدگر — فگندہ ز تنہا جدا کردہ سر

ایک طرف صندل تلہائے رویین تن پر گرا ہوا تھا اسکا تیغہ چشمۂ سامری مین بجھا ہوا تھا تیلون کے سر قلم کرتا جاتا تھا اُسی گرمی جنگ مین بلا رجادو للکارتا ہوا اُسکے مقابلہ مین آیا ہر چند کہ یہ بھی رویین تن ہین لیکن اُسکا تیغہ سامری کے چشمہ کی آبداری رکھتا تھا اسکا حربہ رد کر کے اُسنے جو ہاتھ مارا کمر پر پڑا خیار کی طرح دو ٹکڑے ہوئے غلغلہ برپا ہوا کہ مارا بلا رجادو کو یہ معرکہ صبا نے دیکھا بیقرار ہوکر رونے لگی مگر خیال آیا کہ جانی بھیا کے مرنے سے سرداران اسلام جو درہ کوہ مین قید ہین رہا ہو جاتے ہین اُنکو چلکر روکنا چاہیے یہ سوچکر بزور سحر اُڑکر روانہ ہوئی فوج ساحران اسکا جانا دیکھکر سمجھی کہ ملکہ ہماری بھاگی بس جملہ لشکر رو بفرار لایا اور بلا کے مرنے سے تلہائے سحر بھی چلگئے شہزادہ ایرج قتل کرتا ہوا جانب فیل لقا چلا لشکر لقا پرستان تو مسلمانونکا لوہا مانے ہوا تھا ساحرون کے بھاگنے سے ہر ایک لشکری گریزان ہوا بختیارک نے فیلبان کی پگڑی اُچھالی اور پکارا کہ یا خداوند اب جلدی تقدیر گریز کر دو نواسا تمہارا بگڑا ہوا ہی لقا نے کہا ہر چند کہ تقدیر فرار قدرت کو منظور نہین مگر نواسے کی خاطر ہو اچھا بھاگو فیلبان نے ہاتھیون کو بہت جلد بھگایا شہزادہ ایرج نے تعاقب کیا زیر تیغ رکھ لیا ایک طرف سے کرب بھی تعبیہ فوج اسلامیان لیکر اُتر آیا تھا ہزارہا ساحر و لقا پرست مارا گیا دشت لاشون سے بھر گیا اہل اسلام

قتل کرتے ہوئے جہان تک کہ حصار آتش کا بلا نے کھینچا تھا آئے وہ حصار بھی بلا کے منہ سے مٹ گیا تھا لقا
اپنے لشکر کے پڑاؤ پر بھی نہ ٹھہرا اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا اسیوقت شہزادہ کرب نے کہا اے ایرج بس بھاگے کا
تعاقب کرنا شیوہٴ خاندان حمزہ نہین شہزادہٴ موصوف یہ سنکر پھرا میدان سے لاشہائے مسلمانان اٹھنے کا حکم دیا عیارون
نے آکر قدم اقدس شہزادہ کو بوسہ دیا شہزادہ نے چالاک ابو الفتح سے کہا کہ تم جاکر بادشاہ اسلام کو اور داداجان کو
لشکر اسلام مین لاؤ بارگاہ سلیمانی وحشامی اسباب کا فران سے خالی ہے عیاران مذکور خدمت شاہ جمجاہ مین پہاڑ
پر آئے اور عرض کی کہ مبارک ہو دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا شہزادہٴ ایرج انتظام لشکر آرائی مین ہین ورنہ حاضر ہوتے
حضور خود بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما ہون بادشاہ ذیشان یہ سنکر ہوادار پر سوار ہوکر چلے شہزادہ کرب نے
فرمایا کہ امیر اور خوانین معظمہ کو سوار کرکے لاؤ یہ فرما کر پہاڑ سے اترے تھے کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے خواجہ سیاوش
سامنے آئے اور کہا اے بادشاہ عالم پناہ بہتر نہین کہ چند روز آپ یہان سے تشریف لیجائین اسلیے کہ لشکر مسلمانان
پر سے ہنوز قران صعب دفع نہین ہوا ہے بڑی مصیبت کا خدا نکردہ سامنا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ مین نہ جاؤنگا
تو لشکر تباہ شدہ جمع نہوگا دوسرے یہ کہ ابتو مین روانہ ہوچکا پھر جانا میرا دستور نہین اچھا کچھ عیار رہجائین اور شہزادہ
کرب سے نسبت لانے ناموس ور امیر کے ممانعت کرین عیار حسب ارشاد گئے اور شہزادہٴ موصوف کو روکا ادھر شاہ گردون
بارگاہ قریب لشکر پہونچے ایرج نے استقبال کیا اور بارگاہ سلیمانی مین لاکر تخت پر جلوہ گر فرمایا لشکر مین بازارین
کھلین رعایا آباد ہونے لگی لشکری جو فرار ہوئے تھے آنے لگے عیارون نے کوتوالی چبوترہ کا بندوبست کیا یہان تو یہ کیفیت ہے
مگر صبا جو ازمکر درہ مین گئی سحر سے سرداران اسلام کو زیادہ تر مسحور رکھکے اُس مقام کو بدستور اول سحر سے ناپدید کرکے
غم برادر مین نالان وگریان اُڑکر قلعہ کوہ عقیق مین آئی یہان لقا بدحواس دارالامارہ مین بیٹھا تھا کوہی وغیرہ شکستہ
خاطر حاضر دربار تھے کہ یہ مردار پہونچی سب نے دیکھا کہ آنکھون مین آنسو بھرے رنگ چہرہ کا زرد ہے دل غمگین دیدہ پر درد
غرض اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور روکر کہا کہ ہائے میرا بازو بھی ٹوٹ گیا اور مانگ بھی اُجڑ گئی یا خداوند یہ کیسی آپنے
تقدیر فرمائی لقا نے کہا اے بندی میری تیرے بھائی نے مجکو راضی بہت کیا ہے مین نے خوش ہوکر اُسکو داخل
اپنی بہشت مین کردیا ہے اب اگر تجکو اُسکا رنج بہت ہے تو مین بروز نوروز اُسکو زندہ کردونگا بختیارک بولا کہ اے
صبا دنیا ہیچ ہے کوئی کسی کا نہین جیتے جی سب رشتہ ناتا ہے مرنے پر کوئی نہین پوچھتا اے جان من اب کیون
اپنے جانی بھیا کی عقبیٰ برباد کرنا چاہتی ہو جو کچھ گذرا وہ گذرا اب تم اپنے بھائی کا عوض ان خداپرستون سے لو
سب کو قتل کرو بھائی کی روح بھی خوش ہوگی اور ثواب بھی ہوگا خداوند بھی خوش ہونگے تمہاری عاقبت
بھی درست ہوگی بہشت مین تمکو بھیا ملینگے ساحرہ کو مرگ آشنا و برادر سے غم وغصہ بہت تھا کہنا شیطان کا
منظور کیا اور کہا ملک جی مین جاتی ہون جو سرداران اسلامیان میری قید مین ہین انکو مارے ڈالتی ہون پھر اور
مسلمانون کی بھی تدبیر کرونگی شیطان نے کہا بہت اچھا سوچین تم خود عاقلہ ہو تمھین کوئی کیا سمجھائے اب دیر
نہ کرو جلد جاؤ کار خیر مین تاخیر مناسب نہین مگر اپنے رہنے کا ٹھکانا مجھکو بھی بتلاتی جاؤ کہ مین بھی جب چاہون

وہان چلا آؤن کس لیے کہ سلمان مرنا جانتے نہین اُنکے قتل کرتے وقت عیار تمکو آکر زک نہ دین ساحرہ تو اسکے قول کو آزما چکی ہی کہا اچھا مین دو ساحر چھوڑے جاتی ہون جب تم میرے پاس آنا چاہو گے اُنسے کہنا وہ میرے پاس لے آئینگے یا مجکو خبر کرینگے مین بلا لونگی یہ کہکر جادوگر بارگاہ مین چھوڑکر جانب درۂ کوہ روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اُدھر حسب بادشاہ اسلام بارگاہ مین آچکے اور آبادی لشکر کا سامان ہو چکا عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک ساحرہ صہبا جادو جو باقی ہی اُسی کے سبب سے سردار ہمارے ابھی قید ہین اور امیر بھی اپنے حواس مین نہین پس چاہیے کہ اُسکو بھی کسی طرح واصل جہنم کرکے سردارون کو رہا کرین تا لشکر بدستور قدیم آباد ہو غرضکہ یہ مشورہ کرکے چالاک نے تجویز کیا کہ ساحرہ بہر ملاقات لقا اپنے مقام سے قلعہ مین ضرور جائیگی اور وہان سے پھر کر اپنے مسکن مین آئیگی چنانچہ اثنائے راہ مین اُس سے براہ عیاری ملاقات کرکے اُسی کے ہمراہ اُسکے مقام سکونت پر چلنا چاہیے یون جانے مین تو راستہ نہین ملتا فی الجملہ ایک عیار کوتاہ قامت کو اپنے عیارون مین سے تجویز کرکے طلب کیا اور کہا ایک لڑکے کی صورت بن آؤ وہ عیار کہ نام اُسکا تجمل کوتاہ قامت ہی طفل نابالغ کی صورت بنا ہاتھ پاؤن نازک نازک چہرہ بھولا بھالا ناک بہتی کرتا گلے مین آستین سے ناک پونچھتا گال پھولے پھولے لیکن سردی کے سبب سے جا بجا سے شق ہوکر دبچے پڑے ہوئے کرتے کی گھنڈی کھلی ہوئی دامن چاک پیر اُڑتی ہوئی تتلا کر اٹھلا کر باتین کرتا ہاتھ مین کڑے چاندی کے چیلے تیلے بڑے شوخی و شرارت چتون سے ظاہر اس صورت سے جب بن چکا چالاک ایک بڑھیا کی صورت بنا بنا چادر گاڑھے کی اوڑھی سر کے بال سفید سوسی کا پائجامہ پہنے پٹاری پان کی بغل مین دابے بہت پیرانہ سال نہین اوسط درجہ کی ضعیفہ بنکر اُس طفل کو ہمراہ لیا اور لشکر سے ایک غریب شخص کو بلاکر کہا کہ تیری لڑکی آٹھ نو برس کی ہو کچھ دیر کے لیے ہمکو دے ہم دو روز مین لڑکی بھی تجکو دینگے اور یہ مال اُسکے عوض مین اسوقت تجکو دیتے ہین اُسنے کہا بہتر صاحب قتل ساحران کی تدبیر کرنے مین ہم اپنے اہل وعیال کے ساتھ حاضر ہین چاہے لڑکی مار ڈالی جائے خواہ زندہ رہے آپ لے جائیے مال کی احتیاج نہین غرض اس مرد دیندار نے اپنی دختر نیک اختر چالاک عیار خوش سیر کی اُسنے مینڈھیان اُسکی گوندھین کچھ گہنا پہنایا اور ان دونون کو ساتھ لیکر جانب کوہستان گیا اور راستہ مین ایک مقام پر ٹھہر کر دونون کو گود سے اُتار دیا اور بیٹھکر رونے لگا وہ عیار جو لڑکا بنا تھا اُس لڑکی کے ساتھ کھیلنے لگا دونون نے بالو سمیٹ کر گھروندا بنایا اور ارتن گھرتن پاؤن پھیلا کر کھیلنے لگے اس اثنا مین ساحرہ جو قلعہ سے چلی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکی چاند کی ایسی صورت اُسکے گلے مین آستینون کی کرتی پہنے اور اوڑھنی سر سے ڈھلکی ہوئی چوٹی پیچھے چھوٹی سی پڑی ہوئی۔

مینڈھیان گندھین گورا گورا بدن ایک لڑکے کے ساتھ پاؤن پھیلائے کھیلتی ہے وہ لڑکا بھی قبول صورت بھولا بھولا ہے دور ایک بڑھیا پٹاری سامنے رکھے ڈلی کترتی جاتی ہی اور روتی ہی یہ دیکھکر ساحرہ نے سواری ٹھہرائی اور ضعیفہ سے پوچھا کہ بڑی بی تم کون ہو اور یہ بچے کس کے ہین اتنا سنتے ہی بڑھیا چیخ مار کر رو دی اور اُٹھکر ساحرہ کی بلائین لین اور کہا مین صدقے مین نثار گئی ان بچون کمبختون کا حال بیان کرون

مان باپ دونون مرگئے مجھ بڑھیا نانی کے سوا کوئی باقی نہین رہا سو میرا ابھی کیا بھروسہ بوڑھا دم آیا آیا نہ آیا نہ
آیا کوئی دن کی مہمان ہون اسی واسطے روتی ہون کہ ہائے انکا کوئی نہین صبا کو بھائی کا غم تھا ہان مین ہان
ملانے لگی کہ بڑی بی سچ کہتی ہو تم بوڑھی ہو یہان جوانون کا بھروسہ نہین کیا موت کو کہین لینے جانا ہے ہمارے
جانی بھیا ابھی جوان تھے جو مارے گئے اے ضعیفہ اگر اپنے بچون کو لیکر ہمارے پاس رہو تو ہم وارثی کرینگے بڑھیا
نے دعائین دین اور کہا وارثی تم وارثی نہ کروگی تو اور کون کریگا میرا مزاج خفقانی ہے گھبرا کر جنگل مین نکل آتی
ہون روتی ہون دل بہلاتی ہون بھڑاس دل کی نکل جاتی ہے ورنہ ترک کر مرجاؤن ساحرہ نے کہا تمھین اختیار ہے
جہان جی چاہے جانا آنا مجکو تو ان بچون سے مطلب ہے کہ انکی بھولی باتون سے غم میرا غلط ہوگا عیار مذکور کو تو ساتھ
جانا منظور ہی تھا بعد اقرار و انکار ساحرہ کے ہمراہ ہوئی اُسنے دونون بچونکو ہوادار کے آگے بٹھا لیا اور بڑھیا
کو بھی ایک طاؤس پر سحر کے بٹھا کر داخل درہ کوہ ہوئی درہ کوہ مین گھر بنانے کا حال پہلے بیان ہوچکا ہے چنانچہ
اُسی مقام پر ایک صحنچی بزور سحر اور بنادی اور بڑھیا کو اُسمین فروکش کیا بچون کو اپنے مقام پر لیجا کر رکھا وہ سیانے
کھیلنے لگے چالاک نے اتنے دنون مین بدقت تمام یہان رسائی پیدا کی اور قصد کیا کہ اب کام اسکا تمام کردن کیونکہ
یہ غم مین اندھی ہورہی ہے پہلے جو یہان آنا چاہتے تھے تو اندھے ہوجاتے تھے غرضکہ یہ تو اس فکر مین ہے اُدھر
بختیارک کی رگ شیطنت پھڑکی دم گھبرایا اُن ساحرون سے کہا مین صبا کے پاس جانا چاہتا ہون ساحر
وہان سے اُڑکر ساحرہ کے پاس آئے اور کہا ملکجی یہان آنا چاہتے ہین ساحرہ نے چند جادوگر اور بھیجے کہ جاکر
ملکجی کو لے آؤ ساحر شیطان کے پاس آئے اور کہا چلیے آپکو بلایا ہے شیطان نے براہ احتیاط کہ یہ ساحر کوئی عیار نہ ہون
جو میرے ساتھ مقام ساحرہ تک پہونچ جائین اُنکا منھ گرم پانی سے دھلوایا اور کچھ باتین امتحاناً پوچھکر سوار ہو
روانہ ہوا راہ مین بھی اُنکے باپ دادے کا نام پوچھتا جاتا تھا جب درہ کوہ مین پہونچا صبا استقبال کرنے کیلئے گئی اور
مقام بہتر پر بٹھایا اور کہا کیونکر تشریف لائے اُسنے کہا میرا دم گھبرایا جی مین آیا کہ قتل مسلمانان کا چلکر تماشہ دیکھون
ساحرہ نے کہا آپ نے بہت مناسب کیا شیطان بولا کہ پھر دیر کیا ہے جلد بازار موت گرم کرو ساحرہ نے پیوست
دستک دی زمین کو زلزلہ ہوا ایک عورت پیدا ہوئی کہ ہر بُن مو سے اُسکے شرارہ آتش نکلتے تھے پس یہ کالرآتش نے
اس قحبہ کو تسلیم کی اُسنے اُسکی جانب خطاب کیا کہ اے زنار قہرناک آتش بدن تم جاکر تہ خانہ کا دروازہ کھولو اور
قیدیون کو باہر نکالو ہم بھی آتے ہین اُس ناریہ نے عرض کیا کہ جب سے آپکے بھائی صاحب خداوند کی بہشت مین گئے
اُسدن سے قیدی میرے سپرد حضور نے کرگئے ہین کیونکہ وہ زنگی انکے مرتے ہی مرگئے تھے جو کہ محافظ زندان تھے جناب
اب اسیر میرے قبضہ مین تو ہین مگر اسقدر میرا اختیار نہین کہ اُنکو تہ خانہ سے باہر نکالون ہان آپ اپنا سحر اُنپر سے رد کیجیے
تو بالکل میری قید مین وہ ہوجائین اس طرح کہ اگر مجکو کوئی ہلاک کرے تو وہ رہا ہوجائین اور جب تک مین زندہ ہون
وہ چھوٹ نہ سکین ساحرہ نے کہا مین تجکو رد سحر کا طریقہ سکھائے دیتی ہون یہان سے رد سحر کی ضرورت نہین یہ کہکر کچھ
اُسکو تعلیم کیا وہ سحر یاد کرکے روانہ ہوئی کجل عیار جو لڑکا بنا ہوا یہان کھیل رہا تھا اُسنے من وعن تمام ماجرا سُنا

اور دوڑ کر بڑھیا یعنی چالاک پاس بحیلۂ لہو ولعب گیا اور اس سے سب حقیقت بیان کر کے پھر سامنے ساحرہ کے آکر کھیلنے لگا اور چالاک بجملہ کیفیت سے آگاہ ہو کر سوچا کہ اس زنار کو مار ڈالون کہ یہی محافظ سرداران ہے خیال کیا کہ اُسکے مارنے سے سردار رہا نہون گے کیونکہ سُن چکے ہو کہ صبا نے رد سحر نہین کیا پس مناسب ہی کہ اس کے ساتھ چلو جب یہ رد سحر کر چکے جب مار ڈالو یہ تجویز کر کے اپنے مقام پر سے اُٹھ کر سامنے صحن مین ٹہلنے لگا زنار جیسے ہی ساحرہ کے پاس سے چلی اسنے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ وہ اُسی طرف آئی اسنے کہا تم اسوقت ملکہ کے کام کو جاتی ہو ٹھہرو نہین مین تمھارے ساتھ چلتی ہون راہ مین جو کہنا ہوگا کہونگی یہ سُنکر وہ اسکی خاطر سے غائب ہو کر نہ گئی باتین کرتی پیادہ پا چلی چنانچہ مکان قیدیون کے رہنے کا بیان ہو چکا کہ دوسرا ہی یہ دونون اس مکان سے باہر نکلین بڑھیا نے باہر آتے ہی کہا کہ بی بی پانے کی محبت بھی بڑی ہوتی ہی تم تو جیسے چھٹ اتقین مجکو کیا پہچانو گی مین نے تمھاری مان کو پالا تھا تم اُسی کی نشانی ہو آؤ میرے گلے سے تو لگ جاؤ وہ سر جھکا کر سینے سے لگ گئی اسنے بلائین لین کہا اے بچی تو موئی مٹی کی نشانی ہے مین اور تیری مان ایک ہی جگہ رہتی تھی کچھ ایسا تفرقہ ہوا کہ اب تیری صورت دیکھنا دشوار ہو گیا اے بیٹی ایک امانت بھی تمھاری مان کی میرے پاس ہی مین تم کو دونگی اور وہ ایسی چیز ہے کہ تم مالامال ہو جاؤ گی تمھاری بیزار پھر کسی کی نوکری کریگی اور اے فرزند مجکو اب مال و اسباب کیا کرنا ہے آج مری کل دوسرا دن ہان تمھارے کھانے پہننے کے دن ہین ابھی تم میرے دیدون مین خاک ہو نہار ہو ساحرہ یہ باتین سُنکر سمجھی کہ یہ مقام صبا نے ہر ایک سے پوشیدہ رکھا ہے ایسی ہی معتمد اور قدیمی ہوگی جب تو اسکو یہان رکھا ہی پس جو کچھ یہ کہتی ہے بیشک سچ ہے بس یہ سمجھکر نانی جان کہہ کر باتین کرنے لگی اور مال ملنے کے نام سے زیادہ تر خوشنود ہو کر بعجز تمام متر ہم سخن رہی تا اینکہ دونون در زندان پر پہونچین یہان دیکھا تو زمین دوز تہخانہ بنا ہے قفل اسکا ایک شیر زبان منھ مین ڈالے بیٹھا ہے زنار نے وہان پہونچتے ہی سحر پڑھکر دستک دی ایک قفل اور تہخانہ سے نکلا اور ماہتاب کی طرح چمک کر جانب ہوا گیا اور وہان سے جو برق بنکر گرا اس شیر کے منھ کو کاٹ کر زمین مین اُتر گیا دروازہ کھل گیا یہ دونون اس تہخانے مین اُترے دیکھا تو زمین مین ایک اور دروازہ لگا تھا اُسکے قریب دو دیو گرز پکڑے بیٹھے تھے اسنے چار دانے اتش کے افسون پڑھکر مارے وہ دیو بھی جل گئے وہ دروازہ بھی کھلا اب مکان بنا ہوا ظاہر ہوا اور سرداران اسلام زنجیر آتشین مین بندھے نظر آئے کہ ماران سحر اُنکے جسم پر لپٹے تھے ساحرہ نے اُنکے جسم پر سے بھی وہ قید دور کر کے اپنے سحر سے انکو بیحس و حرکت کر دیا اس عرصہ مین صبا و نجیبا کر سا بھی سامنے سے آتے نظر آئے ہو جہ سے کہ جب وہ شیر اور دیو فنا ہوئے تو تہخانہ بھی کھل گیا تھا کہ سحر سے ساحرہ کے بنا تھا اور اُسی نے رد سحر اسکو بتایا تھا الغرض بجملہ چالاک نے جوان دونون کو آتے دیکھا سمجھا کہ اب شیطان مجکو آکر پوچھیگا کہ یہ کون اور تیرا حال سُنکر ضرور پہچان لیگا ساری محنت تیری برباد ہوگی اب جلد اپنا کام کر یہ سوچ کر کمر سے ایک لعل بدخشانی نکالکر پکارا کہ اے زنار اب یہان صبا آتی ہین اُنکے سامنے مین دے نہ سکونگی لو یہ لعل بے بہا تمھاری مان کی امانت ہی جلد لے لو کہ کوئی نہ دیکھے نہین زنار لعل کو دیکھتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ چہرہ فرط خوشی سے لال ہو گیا اور دوڑ کر قریب آئی عیار نے وہی لعل منھ پر مارا کہ ناک پر پڑا وہ حیران کہ یہ اس نے کیا کیا اسی حیرت

مین تھی کہ وہ لعل حباب کی طرح ناک پر پڑتے ہی پھوٹ گیا تھا اور بیہوشی دماغ مین پہونچتے ہی یہ بیہوش ہوگئی عیار نے فوراً سر اُسکا جدا تن سے کر ڈالا پھر تو غلغلۂ آفت خیز برپا ہوا دُنیا سیاہ ہوئی آواز آئی کہ مارا نار کو وہ مکان کہ اُسکی حفاظت مین تھا نابود ہوگیا سرداران اسلام رہا ہو چکے تھے وہ زنجیر وغیرہ بھی دفع ہو چکی تھی چھوٹ کر استادہ ہوگئے ادھر بختیارک پکار اُٹھا کہ اے ملکہ یہ کیا ہوا جلد سحر پڑھو ساحرہ بیتاب ہو کر دوڑی تھی کہ وہ عیار جو لڑکی کا بنا ہوا تھا اسکے آنے سے وہ بھی پیچھے اسکے آیا تھا چو وہ حلقۂ کمند کے گانٹھ کر چبا تا ہی صبا کی گردن و کمر مین پیچیدہ ہوے اور اُلجھکر وہ گری اور میدان تو ہو چکا تھا ہی چالاک نے دوڑ کر بختیارک کا گلا دابا غین غین کرنے لگا اور بجل نے خنجر نکالکر صبا کو قتل کرنا چاہا مگر وہ نیچۂ سحر محافظ رکھتی تھی جیسے ہی خنجر چاہا کہ مارین وہ نیچۂ مثل برق چمک کر گرے اور انکو اُٹھا لیگئے عیار سمجھے کہ ایسا نہو یہان ٹھہرنے سے کوئی آفت آئے پس بختیارک کو چھوڑ کر اُس لڑکی کو کہ جسے ساتھ لائے تھے ڈھونڈھنے چلے وہ لڑکی جب مکان سکونت صبا غائب رہا تھا تو دروازہ سے باہر نکلکر درۂ کوہ کے ایک غار مین مارے ڈر کے چھپ رہی تھی چالاک نے پکارا کہ بیٹا کہان ہو وہ اُسکی آواز پہچانکر اس سے آکر لپٹ گئی یہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اُدھر بختیارک بھی فرار ہوکر جانب قلعۂ کوہ عقیق گیا اور جملہ سرداران اسلام رہا ہوکر اپنے لشکر مین آئے عیارون نے اُس دختر کو اُسکے باپ پاس پہونچا دیا اور کئی ہزار روپیہ دیکر کہا کہ اس کی شادی کر دینا فی الجملہ جب سردار بارگاہ سلیمانی مین پہونچے بادشاہ اسلام کو تسلیم کر کے اپنی اپنی جگہ کو رونق بخشی اور حال امیر خوش تدبیر پوچھا شاہ اور ایرج نے سب حقیقت بیان کی ہر ایک نے کہا ہم وہان جاکر قدمبوس ہونگے اور سب جمع ہوکر روانہ ہوے جب دامن کوہ مین پہونچے شہزادہ کرب نے مستورات حرم سلطانی کو قلعۂ کوہ سے اُتارا خیام وسرا پردہ مین بٹھایا تھا اور امیر کو الگ خیمہ مین رکھا تھا امیر مرنے سے بلا کے ہوشیار ہوگئے تھے کیونکہ اُسکا سحر اُنپر سے اُتر چکا تھا صرف اسم اعظم بھولے ہوے تھے اسوجہ سے خاموش تھے کہ سرداران ذی تبار خدمت اقدس مین حاضر ہوکر رسم نیاز مندی بجالائے ہر ایک تصدق اور بلاگردان ہوا اور کہا اے شہریار لشکر آپکے ہمارا ابھی بارگاہ مین نہ لگیگا حضور تشریف لیچلین آپنے فرمایا کہ چلتا ہون اور اُٹھکر خیمہ سے باہر آئے چاہا کہ سوار ہون ہرکارون نے خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ مجاہد راہ خدا آتے ہین بادشاہ نے خواجۂ دریادل کو بلا کر فرمایا کہ دیکھو تو قران صعب دفع ہوا یا نہین خواجہ موصوف نے قرعہ پھینک کر کہا کہ ابھی زمانہ نحوست کا باقی ہی بہتر یہ ہے کہ امیر یہان نہ آئین بادشاہ نے فرمایا کہ آپ خود جاکر امیر کو یہان سے منع کیجیے خواجہ زادہ وہان سے سوار ہوکر دامن کوہ مین آئے قاسم وعلمشاہ سے کہا کہ ہم اور آپ خیر خواہ امیر مین سے ہین بہتر یہ ہی کہ چندے امیر کو قلعۂ کوہ پر لیجا کر رکھیے سردارون نے کہا فرمانا آپکا بدل قبول ہی یہ کہکر امیر سے کہا کہ ہم اسیر سے ہین اب یہ چاہتے ہین کہ صحرا مین رہکر کیفیت سبزہ زار دیکھین امیر اُنکے کہنے سے رُکے اور اُسی جگہ فروکش ہوے محلات مین نذرین نیاز زین ہونے لگین یہان تو یہ حال ہو لیکن بختیارک جو بھاگ کر قلعہ مین آیا لقا تخت ظلمت پہ بیٹھا تھا اُس سے آکر کہا کہ سب بندے تیرے بہشت مین چلے گئے اُس گبر نے کہا مین نے یہی تقدیر

کی بھی شیطان نے کہا بندگان مقہور چھوٹ گئے اور عیار رہ گئے ہین کہ ہم لقا کو بانس پر چڑھائین کے ایک ایک بوٹی کاٹ ڈالین گے پھر ایک بوٹی خداوند کی کٹ گئی تو دو میری کاٹی جائینگی خداوند تو خدا ہین انکو تو کچھ ایذا نہوگی میری جان تکا بوٹی ہو جائیگی یہ کلمہ سُنکر کوہیون نے کہا ملک جی تم خداوند کو ہمارے سامنے ایسا کچھ بے ادبانہ کہتے ہو لقا نے کہا جو یہ کہتا ہے اسکے معنے ہم خوب سمجھتے ہین ہماری قدرتون کے راز سے یہ خوب آگاہ ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ صبا جادو رٹے ہوئے سے یہان اُتری اور خداوند کو سجدہ کرکے اپنی جگہ پر بیٹھی لقا نے کہا اے بندی قدرت یہ ہماری رحمت تھی کہ عیارون کے ہاتھ سے بچ گئی ہمارے فرشتگان رحمت تیرے محافظ تھے ورنہ عیار مار ڈالتے ساحرہ نے یہ سنکر پھر سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوئی کہ اب تو ایسی تقدیر کرو کہ مین ان مسلمانون کو غارت کردون یہ کہہ رہی تھی کہ فلک پر بجلی چمکی اور صدا سے نفیر پیدا ہوئی لقا نے کہا دیکھ قدرت نے اپنی خاص فوج طلب کی تیری دعا قبول فرمائی ساحرہ جانب فلک نگران ہوئی دیکھا تو اگیا بتیال اور بگولے آنے لگے تیتلے جھنڈیان ہلاتے ظاہر ہوئے شیطان نے اُٹھ کر دارالامارۃ سے باہر آکر اُس فوج کو ٹھہرایا اندر دارالامارۃ کے ایک ساحر ژولیدہ مو بدہیئت اور سیہ رو آیا آتے ہی تخت خداوند کے سامنے لوٹ گیا پھر اوندھا ہوا خداوند پکارا کہ اے بندۂ رحمت اختصاص بس عبادت تیری قبول ہوئی وہ ساحر سیدھا ہو کر قلقاریان مارنے لگا آخرالامر دنگل پر شیطان نے بٹھایا اور صبا سے کہا لو تمھاری دلگی آئی اُسنے کہا ملک جی یہ موا دیوانہ ہے شیطان نے مجنون سے کہا کہ یہ عورت تم کو پسند کرتی ہے ذرا ہوش کی باتین کرو تو جوڑا لگا دیا جائے وہ یہ سنکر کچھ سمجھ کر ہنسا اور صبا سے اختلاط کی باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے اُٹھا اور ہنسکر گویا ہوا کہ آؤ ملکاسجی ہم تم گلے ملین شیطان یہ سُنکر اُسکے گلے ملا اُسنے خوب اسکو دابا اور گال اسکا دانتون سے پکڑ لیا یہ چیخنے لگا کہ او دیوانہ نامعقول کیا کرتا ہے میری جان جاتی ہے چھوڑ دے ارے تو نے منھ چومتے ہی گال کاٹا اسکے چیخنے سے صبا نے اُٹھ کر اُس سے کہا کہ اے مجنون یہ وزیر اعظم خداوند شیطان درگاہ قدرت ہے تم اسکے ساتھ ایسی بے ادبی کرتے ہو ہاتھ جوڑو دیوانے سے اُسکے سمجھانے سے چھوڑا اور کہا کچھ عجب اس حرامزادے کی قطع ہے ساحرہ نے کہا نہ ایسا نہ کہو شیطان نے کہا ہمسے اور کسی سے گالی گلوچ کی ہنسی جو ہوتی ہے تو ہم دوست زیادہ تر اسکو جانتے ہین تم اسکو منع نہ کرو مین سمجھ لونگا ساحرہ خاموش ہو گئی اور دیوانہ نے کچھ سحر پڑھ کر قلقاری ماری کہ کئی سو تھیلا روپے ہوا سے اُترا کشتیان زر و گوہر کی لیے تھا وہ کشتیان دیوانہ نے خداوند کے نذر کین خداوند نے خلعت دیا وہ خلعت اُسنے چاہا کہ چاک کرے پُرزے پُرزے اُڑا دے شیطان نے وہ اُسکے ہاتھ سے لے لیا الحاصل اُسکو کرسی پر بٹھلایا اور شیطان نے اہل اسلام سے لڑوانا چاہا لیکن آئینہ بارگاہ مین قدآدم لگے ہین ایک آئینہ مین دیوانہ کو دکھلایا اُسنے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی شیطان سے کہا یہ میرا بھائی کہان رہتا ہے شیطان نے جواب دیا کہ دیکھتے نہین اس گھیرے مین یہ قید ہے خدا پرستون نے مقید کیا ہے یہ سنتے ہی دیوانہ چیخ مار کر رویا اور اُسی وقت نفیر کو اُسنے بجایا لشکر دیوانگان مین خبر ہوئی وہان بھی نفیر بجی دیوانہ دارالامارۃ سے باہر آیا لشکر اسکا تیار ہو کر اسکے ساتھ ہوا اُسوقت تو صبا جادو بھی اپنے ساحر لیکر چلی پھر تو کوہی وغیرہ خداوند کو اپنے لیکر باہر قلعہ کے آئے اور مقابلۂ اسلامیان لشکر

آراستہ کیا خیمہ و بارگاہ نصب ہوے دل بھر اسی سامان مین اوقات بسر ہوئی آخر جوش صفرا مزاج دہر سے کم ہوا اور حرارت مہر گرم ہوکر سربروزمین سودائے سواد شب کا خلل نظر آیا کہ بیت کھلا بجز قلعۂ افلاک کا ورد نظر آنے لگا انجم کا لشکر سرشام بحکم لقا نافرجام طبل رزمی پرچوب پڑی ہرکارے لشکر کے باہر آنے سے خبر لینے فوج اسلام سے چلے آئے تھے جملہ حقیقت دریافت کرکے سامنے بادشاہ ذوی الاحتشام اسلام کے آئے اور بعد دعاء ثنا کے آنا دیوانہ اور نکلنا لشکر کا قلعہ سے اور بجنا طبل جنگ کا معرض بیان مین لائے شاہ جمجاہ نے ہرچند کہ زخمی ہین لیکن جرات کو کام فرمایا کہ حکم نواخت طبل جنگ دیا ادھر بھی نقارۂ حربی گڑگڑایا لشکر اسلام تو خستہ و شکستہ تھا لیکن منچلاپن کرکے دلاور آلات جنگی درست کرنے لگے ساحرون مین سحر خوانی ہونے لگی صرف باذخران شمشیر گلشن جوانی ہونے لگی ایک طرف تیز تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت کلوا بھیر دان نارسنگہ کی پکار شجاعون کے سر مین سودائے شجاعت عروس مرگ کے دیوانۂ الفت لیکن ان دیوانون کو نام و ننگ اور کار نامردی سے عار آمادۂ کارزار نہ پرواے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے طلبگار تلوارون کی جھنکاران سودا زدون کے حق مین دیوانہ کے لیے ہو وحشت کا جوش نامور ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا ارادہ کرتے تو دامن صحرائے کارزار مین بھرتے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اڑاتے سر پر تیر کو نوک خار سیاہ جلادت سمجھ کر پا دلمن کے آبلے پھوڑتے لباس نامودی پارہ پارہ فرماتے شاہد تہوری کے عشق مین جان گنواتے غرض رات بھر یہی شورش رہی کہ نیزہ بسان دیوانگان صحرائے نبرد سر کھوے تھے تلوارین پیرہن خلاف و نیام اتار کر عریانی پسند تیر وحشت مین آکر بھاگنے پر آمادہ خلش بانکی علاج دل دردمند سپرین برنگ خون سودائیان سیاہ گرزون کو سر پر پیا با ضرب رکھنے کی چاہ لب سوفار چلا کر بڑھ مارنا چاہتے گوشۂ کمان سے خدنگ نکلکر رو بفرار لاتے کمندین دل کی الجھن کا پتا دیتین زرہین حلقۂ زنجیر دیوانگان تھین ہر سمت شورش برپا یہ ہنگامہ تھا نظم

مشہود ہے وحشت جوانی
برکچھ نہین سوجھتا تھا زنہار
دیوانۂ رزم تھا دل زار
دل ہوگیا مثل سبزہ پامال

آفت ہے طبیعت جوانی
مرنے کی ادا پسند خاطر
پروانۂ حرب شمع رخسار
بھایا زخمون کا مسکرانا

ہرچند خرابیان تھین اظہار
جینے سے قضا پسند خاطر
تیغون کی پسند آگئی چال
دم عشق مین حرب کے دوانا

جب جوش سودائے شب خاطر دہر سے کم ہوا اور بیخبری نوم سے ہر غافل چونکا کہ ابیات

وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود
اک نگار آتشین رخ سر کھلا
لاکے ساقی نے صبوحی کے لیے

صبح کو راز مہ و اختر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب رد سحر
رکھدیا ہے ایک جام زر کھلا

صبح آیا جانب مشرق نظر
بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
صبحدم جو سروا کا مہر نامدار

پاس چلے گئے تھے خبر طبل جنگ نہ سمجھے کہ سنکر رات سے یہان آئے اور در دولت شہنشاہ پر صولت پر حاضر ہوئے ایک طرف سے ابرہہ فوج ساحران کو جانب جنگگاہ بھیجکر آستان ظل اللہ پر آیا بادشاہ لباس رزمی سے آراستہ برآمد ہوے ہر آیئنے مجرا کیا کہ ابیات

تاج زرین مہر تابان سے سوا	خسرو آفاق کے منہ پر کھلا	ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
اب فریب طغرل و سنجر کھلا	مہر کا پنجا چرخ جھک کر کھا گیا	بادشہ کا رایت لشکر کھلا
پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام	اُسکے سرہنگون کا جب دفتر کھلا	ایسے شاہ گردون اساس کو ہر ایک

جرأت شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سلطانی سویرے ہی سے گروہ گروہ اور انبوہ انبوہ جانب رزم گاہ روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا بہ گنبد سما پہونچی نقارون سے آواز نصر من اللہ آئی جب عرصہ کارزار مین شجاعان روزگار پہونچے ترتیب صفوف مین مصروف ہوے اُس طرف سے لقا فوج کو ہمیان وغیرہ لیکر فیلان جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا ایکطرف اُسکے صبا رجا جادو دوسری جانب مجنون جادو اژدہون پر سوار تھے دیوانہ کے ہمراہ سردار فوج دیو افگن شعل احمر جادو و استر جادو وغیرہ بیشمار تھے چنانچہ صفوف کارزار جب آراستہ ہوچکین نقیب بول کر ہٹ گئے ساحرون مین نارنج ترنج اچھلنے لگے شور بوق و کوس بلند ہوا استر جادو قلقاری مارکر خداوند سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور کچھ دیوانہ بن جا کر طالب مرد مبارز ہوا اس طرف سے صندل گھوڑا اڑا کر بادشاہ کے سامنے آیا اور مرکب سے کود کر عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ ساحر سے ساحر ہی اگر لڑے تو بہت موزون و زیبا ہے مجکو رخصت ملے تو بہت اچھا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے یہ بہادر اجازت یاب ہوکر سامنے حریف کے آیا استر نے اُسپر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا اس دلاور نے سحر سے اُسکو رد فرما کر ایک گولا مارا کہ اُس بیحیا نے ہر چند چاہا کہ رد کرے ممکن نہوا سینہ اُسکا گولا توڑ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا یہ ماجرا جو مجنون نے دیکھا خود ایک چیخ مار کر صندل پر جھپٹا اور ایک ناریل چیخ دیکھ مارا صندل مرکب پر سے پرواز کر گیا ناریل گھوڑے پر پڑا کہ وہ اُڑ گیا دیوانہ نے پھر ایک چیخ ماری جتنے دیوانہ کے ساتھ تھے زمین پر گر کر غائب ہوگئے اور پرچھائیان بنکر صندل کے چار طرف سے لپٹنے لگے اس کے پاس تیغہ آب چشمہ ساحری کا بجھا ہوا ہی وہ اسنے کھینچکر چرخ دینا شروع کیا کہ اُسکے عکس سے یہ پرچھائیان دُور ہٹ گئین اُسوقت مجنون اُسکے مقابل آیا اور ایک تصویر اپنی کمر سے نکالکر اُسکو دکھا کر پکارا کہ لے ساحر تو دیکھ تو کیسا انسان ہے کہ جو اس شبیہ کو دیکھ کر مالک تصویر کے عشق مین دیوانہ نہین ہوتا عقل و خرد سے بیگانہ نہین ہوتا جلد دشت نورد بادہ محبت ہو یہ سنتا تھا اور اس پیکر دلفریب غارتگر صبر و شکیب کا دیکھنا تھا کہ صندل گھوڑے پر سے اُترا اور لباس اپنے جسم سے نوچ کر پھینکا پھر شعر عاشقانہ پڑھتا دیوانہ وار بکتا جانب صحرا چلا اُسکے جانے کے بعد سرداران اسلام یکے بعد دیگرے مقابل اُس دیوانہ جاہل کے آنے لگے اور تصویر دیکھکر دیوانہ ہوکر جانب کوہ و دشت جانے لگے عجب طرح کا غلغلہ برپا ہوا صدہا آدمی دیوانہ وار بکتا جنگل کیطرف چلا ہو جب نظم

اے طالع واژگون مبارک	ہے آمد غم جنون مبارک	ایام بہار سر پر آئے
پیغام جنون برابر آئے	پھر ہونے لگی جنون کی تاثیر	پھر موج ہوا ہے شکل زنجیر
کانٹون پہ ہے دشت پھر پریشان	پھر چاک ہوا ہر اک گریبان	پھرتا ہے جنون کہان بلا لو
عقل آئے اگر اُسے نکالو	آمادہ زبان خروش پر ہے	وحشت کی بہار جوش پر ہے

جب لشکر اسلام مین تفرقہ پڑا صبا جادو نے سحر پڑھکر دستک دی چند پتلے صندوق بلور کا ندھے پر رکھے حاضر ہوئے اس نے اس صندوق کو وا کیا ہزار ہا پتلا روئین تن پھر اسمین سے نکلا اور بڑھکر مثل انسان قد آور ہوا ساحرہ نے انکو حکم دیا کہ جاؤ اور کام دشمن کا تمام کرو وہ پتلے تیغ و خنجر پکڑ کر لشکر اسلام پر چلے ادھر سے ایرج نے اپنے پتلون کو للکارا اب پتلے سے پتلا بھڑ گیا فوج لقا بھی حریف کو مغلوب دیکھکر یورش کر کے چلی مسلمان بھی نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آگے بڑھے پتلہائے روئین تن کو سر پنجہ فولادی دراز کر کے پکڑتے اور بقوت تمام چیر کر پھینکدیتے تلوار گھمسان کی چلنے لگی مگر مجنون دوڑ دوڑ کر تصویر دکھاتا اور لشکریان اسلام کو دیوانہ بناتا لشکر کم ہوتا جاتا اور یہ کیفیت دیکھکر پلٹنین اور رسالے جی ہارے دیتے پاؤن اکھڑے جاتے لشکر ساحران اور کوہیان غالب آنے لگا جو سردار کہ دیوانہ ہونے سے بچے وہ زخمی ہو گئے آخر یہ ہنگامہ ہوا کہ ہر بہادر چمنستان جنگ مین بفیض باد بہاری تیغ برنگ نخل گلشن گلہائے زخم سے ارغوان پوش نظر آیا آب آہن کی آبیاری نے نو رسیدگان باغ جلادت کو مراد پر پہونچایا نام و ننگ کا ثمرہ حاصل ہوا ہر چند کہ شجر حیات کٹ گیا لیکن پھلنے پھولنے کے قابل ہوا ایسا ہی جان لڑانے لگے نامرد پیٹھ دکھانے لگے جوہر شجاعت کھلے دلاور ڈٹ گئے بھاگے بزدلے کھیت پڑے کی کسانی سے میدان رزم عرصۂ جوانی ہو گیا شور دستگاہ سینہ سپر کر کے دلو شجاعت دینے لگے جان دلیرانہ موری مول لینے لگے تلوار کا سکہ پڑا جو ہر تیغ و خنجر کا مثل سکہ زر چلن ہوا گرم بازار آہن ہوا کانٹ چھانٹ کی وضع رعایا سے فوج نے اختیار کی شمشیر کی چال ڈھال پسند آئی تراش خراش خنجر و زخم نے نئی نکالی نازک مزاجی ایسی بڑھی کہ نیمجانی ہر ایک کے حصہ مین آئی قتل و قمع کا حکم شہنشاہ جلادت کی بارگاہ سے جاری فرط نازکی سے جان سبکو بھاری نیزہ کا جھنڈا گڑا ہوا سر فروشان بازار شجاعت کو جان دینے کا سودا زبان خنجر و سنان بسان مشتری و خریدار کف گوے جانستانی کرتی متاع جان نامردان کاسد جانکر نام دھرتی ہر سمت آفت برپا یہ حال تھا کہ نظم

بگردار باران از ابر سیاه
ببارید تیر اندران رزمگاه
جہان چون شب تیرہ از تیرہ میغ
چو ابرے کہ باران او تیر و تیغ
زمین آہنی گرد اسپان بنعل
ہمہ دست گردان بخون گشتہ لعل
زبس کشتگان اندران رزمگاه
بہ بیرہ سران شان فگندہ براہ
زمین لالہ گون شد ہوا نیلگون
برآمد ہمی موج دریائے خون

بادشاہ اسلام کے ساتھ داراب و خورشید و علمشاہ و قاسم وغیرہ سب سردار جان لڑا رہے تھے فوج بھاگی تھی مگر سردار بھاگنا کیا جانین لڑ رہے تھے اور زخمی ہوتے جاتے تھے اور اس خیال کہ ناموس امیر دامن کوہ میں اترے ہوئے ہین لشکر دشمن یورش کر کے ادھر نہ جا پڑے پسپا ہوتے جاتے تھے اور جانب کوہستان ہٹتے آتے تھے مجنون نعرہ مارتا تھا کہ ان مسلمانون کو جانے نہ دینا گھیر کر قتل کرنا فوج لقا مثل بحر فنا طغیانی پر تھی بختیارک ہنسکر کہتا تھا کہ اے مجنون بس اب کل سمجھ لینا وہ جواب دیتا تھا کہ مین کل اور آج کمیان جانتا ہون شیطان کہتا تھا کہ زیادہ حد سے نہ بڑھو ورنہ خداوند کو بھاگنے مین تکلیف ہوگی دیوانہ اپنی دھن مین کسی کی نہ سنتا تھا بڑھتا چلا آتا تھا یہانتک کہ لشکر مسلمان قریب دامن کوہ پہونچ گیا اور

قول حکیم زادون کا ظاہر ہوا کہ شاہزادہ کرب کو بھر قلعہ مکوہ پر ناموس شاہی کو لیجانا پڑا لیکن سرداران اسلام نے پائے شجاعت گاڑے وہان پہونچکر پیچھے ہٹنا ننگ دعا سمجھے گھمسان کی مار ہونے لگی حرم محترم امیر مین پھر وہی قیامت شور وشیون کی برپا ہوئی ان کو اس حال مین مبتلا دیکھکر حال دوسرا مذکور ہوتا ہی یعنی شہزادہ تورج طلسم ہزار برج مین اندر قلعۂ یاقوت نگار کے مقیم ہوا اور پریزاد طلسم نے نہایت اطاعت کی ہر وقت دلجوئی اور خاطرداری مین مصروف رہتی ہی ناچ ہوتا ہی پیمانۂ شراب سرخ گردش کرتا ہی اسی ہنگامۂ عشرت ونشاط مین ایکدن وہ ساحرہ جسکو پریزاد نے محافظ قلعۂ بادشاہ طلسم کی جانب سے بیان کیا تھا آئی اور جہان شہزادہ برج پر مقیم ہو وہان کرسی بچھا کر بیٹھی اور شہزادہ کو سمجھانے لگی کہ اے طلسم کشا یہ پریزاد آپ خدمت مین اپنی رکھیے اور تین ہزار نازنین اس قلعہ مین ہین جسکو آپ پسند فرمایئے وہ حاضر خدمت ہو اور تمام عمر اسی مقام پر بعشرت تمام بسر کیجیے شہزادہ نے ہنوز اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا تھا کہ پردے ہوا سناٹا ہوا اور ایک تخت زمین پر اُترا یہ ساحرہ جو شہزادہ سے ہمکلام تھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور اس تخت پر بھی ایک جادوگرنی سوار تھی اسکی تعظیم دی وہ بھی تخت سے اُتر کر بغلگیر ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ اس جادوگرنی کے گلے مین جھولی بادلے کی پڑی ہو ماتھے پر بندلی لگی ہو قشقہ سیندور کا کھینچا ہے ہاتھا فیل کی مستک کی طرح رنگا ہو صندل اور چندن سے تمام جسم رنگین ہو ماران سیاہ سے گردن کو تزئین ہو رنگ سرخ سیاہ نقشہ بھونڈا گدی پر جوڑا پڑا سا بندھا گدا ناٹھڈی پر گدا منہ پھاڑ سا کھلا اس ہیئت سے وہ بدسرشت دوسری کرسی پر آکر بیٹھی نام اسکا مہر جادو ہو اور وہ جو پہلے سے یہان آئی تھی گاؤسر جادو نام رکھتی ہو خلاصہ یہ کہ گاؤسر نے سبب آنے کا اُس سے استفسار کیا اور کہا آج کیا تھا جو ادھر بھول پڑین اے بہن ساحری قسم تم بڑی بے مروت ہو میری آنکھین تمھین دیکھنے کو ترستی ہین اور تم کبھی ادھر جھانکتی بھی نہین مہر جادو نے جواب دیا کہ بوا تمھارا گلا میرے سر آنکھون پر مگر تمنے یہ بھی نہ جانا کہ مین کس حال مین تھی جو تم تک نہ آئی یہ کہکر صبا جادو کا لقا پاس جانا اور حال جنگ مسلمانان اور بند ہونا اسم اعظم کا بیان کرکے کہا اب مین وہ شیشہ جسمین اسم اعظم قید ہی طلسم ہوشربا مین لیے جاتی تھی تمھاسے دیکھنے کو اسطرف چلی آئی۔ گاؤسر نے کہا اے بوا ذرا مین تو دیکھون کہ وہ شیشہ کیسا ہی اسنے جھولی سے نکالکر وہ شیشہ دکھایا شہزادہ تورج وہان بیٹھا ہی تھا یہ ماجرا اسنے بھی سُنا اور ساحرہ تو ساحرہ سے باتون مین مشغول تھی اسکا خیال نہ رکھتی تھی اسنے تیر کمان مین جوڑ کر جیسے ہی شیشہ اُسنے دکھایا ساتھی تیر شہزادہ نے لگایا کہ شیشہ کو توڑ کر تیر مہرہ پشت ساحرہ سے پار گذرا وہ تڑپکر کرسی سے نیچے گری اور سرد ہوئی شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا مہر جادو کو یہ ماجرا جو گاؤسر نے دیکھا پہلے آئینہ وار حیران رہی پھر برق کیطرح تڑپی اور پنجہ بنکر شہزادہ پر گری اور اُٹھاکے اُڑی پکاری کہ ارے ظالم تونے بڑا غضب کیا جو میری بہن کو مار ڈالا ادھر تو یہ شہزادہ کو لیکر اُڑی اودھر وہ پریزاد بیقرار ہو مثل سیماب کے اُٹھی اور برو کے ہوا پہونچکر ساحرہ سے لپٹی اُسنے ایک ہاتھ سے تو شہزادہ کو سنبھالا دوسرے ہاتھ سے اُسکے بال پکڑے سامنے اُسکے چھوٹنے لیے اور جب ہاتھ سے وہ شہزادہ کو لیٹی تھی اُسنے اس ہاتھ کو کاٹنا اور نوچنا شروع کیا اور بالونکو اُسکے خوب نوچا وہ ساحرہ سمجھی کہ یہ پری طلسم کی ہی قتل نہو سکیگی بس ہاتھ جو

کاٹنے سے زخمی ہوا شہزادہ کو چھوڑ دیا پری نے شہزادہ کو روکا اور اُسکے بال چھوڑ دیے اُسنے بھی اسکو چھوڑا اور پرواز کرکے جانب بادشاہ طلسم روانہ ہوئی پری شہزادہ کو چھین کر قلعہ مین لائی اور مصروف راحت و آرام ہوئی لیکن یہ قید سحر کی تھی کہ جب تک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ بلائے جادو بھی مر چکا تھا اسوقت جو شیشہ ٹوٹا وہان اسم اعظم امیر کو یاد آ گیا لشکر لقا قتل و غارت کرتا جیسا اور بیابان ہرا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب خیام ذوی الاحترام پہونچ گیا اور شور دار و گیر قیامت خیز بپا تھا امیر کو اسم اعظم یاد آتے ہی ہوش بجا ہوے اور معلوم کیا کہ ساحرون نے ہنگامہ جدال و آتش قتال کو مشتعل کیا ہو بس یہ جانتے ہی بسان شیر غضبناک اسم اعظم برلب عمرو سلیمانی بردوش خیمہ سے باہر نکلے اور نعرہ بلند کیا کہ بیت امیر عرب شیر دل پہلوان: فتد لرزہ از تیغ من در جہان نعرہ بلند کرتے ہی دشت و کوہ گونج گیا جو سٹھ کوس تک صدا گئی فوج بھاگی ہوئی نعرہ سُنکر پھر پڑی چار سمت سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی مجنون اُس صدا کو امیر کی سُنکر دوڑا اور قلقاریان مارتا سامنے آکر تصویر دیکھنے لگا امیر نے اسم اعظم پڑھکر جو دم کیا وہ تصویر جل گئی دیوانہ دانت نکالکر دوڑا اور چاہا کہ لپٹ جائے امیر نے سر کو بتلا کر کمر پر جو عقرب کا ہاتھ مارا کھیرے کی طرح دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا فوج دیوانہ امیر پر آپڑی آپ بھی اس دریائے لشکر مین غوطہ مار گئے اسوقت شمشیر برق کردار کا اُس مجاہد کی چال تھا نظم

چلنے مین وہ تھی زبان طرار	کھنچنے مین صاف دامن یار	جانسوز لسان نار فرقت
خون ریزی برنگ تیغ الفت	دیوانون کے دلمین تھا گھر اسکا	مژگان پری تھا جوہر اس کا
اک دم ہو جو اس سے صحبت قیس	لیلی سے ہو قطع الفت قیس	وار روز کرے کلید بن کر
قفل در فتح ہفت کشور		

بختیارک ابھی پر پھرا ناچ رہا تھا اور کہتا تھا قربان اس نعرے کے اور صدقے اس ضرب دست کے یا خداوند بھاگے سپہ سالار کا غصہ بُرا ہو ابھی سب تقدیرین خاک مین ملا دیگا قدموں کو گور مین سلا دیگا لقا فوراً رو بفرار لایا اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا پڑاؤ پر آکر لشکر لقا ٹھہرا اور طبل امان بجوایا امیر بھی پھرے بادشاہ زر نثار کرتے سر امیر پر سے داخل بارگاہ ہوے سرداروں نے کمر کھولی وہ فوج جو تصویر لونڈی کی دیکھکر سودائی ہوکر صحرا کو گئی تھی مرگ دیوانہ سے ہوش مین آکر داخل لشکر ہوئی لشکر کی آرایش و زیبایش از سر نو ہوئی کرب لا اور حرم سلطانی کو سوار کراکے دامن کوہ سے لشکر مین لایا امیر پر سے ہزار ہا روپیہ کا تصدق اُترنے لگا بارگاہ سلطانی مین سردار اپنی اپنی جگہ پر جلوہ فرما ہوے جام بادۂ ناب گردش پذیر ہوا یہان تو ہنگامہ عشرت ہے مگر لقا جو اپنی بارگاہ مین آیا نہایت رنجور و آزردہ خاطر تھا صبا رجادو نعرہ امیر سُنکر سب سے پہلے بھاگ گئی تھی اسوقت بارگاہ مین آئی بختیارک نے باعزاز تمام بٹھایا اور کہا اے ملکہ یہ اسم اعظم تمنے اور تمہارے بھائی نے کیسا بند کیا تھا جو چھوٹ گیا ساحرہ نے کہا جب تقدیر بگڑتی ہے ایسا ہی ہوتا ہے لقا بولا کہ ہم یہ تماشا مدت سے دیکھتے چلے آتے ہین کبھی بھاگتے ہین کبھی بھگاتے ہین قبر کی کھیل بندون کو دکھاتے ہین ساحرہ نے کہا سچ ہے تو چاہتا تو بیشک سچ ہو جاتی یہ کہکر دوسرا نامہ شاہ جادوان کو تحریر کیا جسمین حال قتل مجنون و بلا درج تھا چنانچہ نامہ لشکریان مجنون جو قتل ہونے سے بچ رہے اور بھاگ کر طلسم مین جانے لگے انکو

دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئے **افراسیاب** بعد روانگی فوج دیوانگان جانب کوہ نیلم جانیوالا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے ایک پریزاد پیدا ہوئی نہایت حسینہ جمیلہ تھی اُسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے بادہ خوار بادیہ پیمائے جادو کدھر چلین اُسنے عرض کیا کہ اس کنیز نے خبر تشریف آوری حضور سنی حاضر ہوئی شہنشاہ براہ نوازش میرے مقام سکونت پر قدم رنجہ فرما کر مجکو برتبہ اعلی پہونچائین تو نہایت کنیز نوازی ہو بادشاہ حسب استدعا اُسکے ہمراہ ہوا اور بعد کچھ دور کے ایک باغ رنگین مین پہونچا درختون کو سرسبزی سے پر تزئین پایا شاخ گل کو تخت چمن پر بصد فر و تمکین پایا مختصر یہ کہ وسط گلشن مین چبوترہ پر زیر نگیرہ زرتار مسند گوہر نگار بچھی تھی بادشاہ نامدار بیٹھا اُس ساحرہ نے اسباب مہیا کیا مصروف بادہ پیمائی ہوا اور کئی روز تک اُسی مقام پر داد عیش دیتا رہا ہنوز وہان سے روانہ نہوا تھا کہ ملازمان مجنون نامہ لقا لیکر پہونچے اور اُسی باغ مین آکر بادشاہ کو نامہ دیا شاہ مضمون سے واقف ہوکر بہت متردد ہوا اور سوچا کہ اب کی مرتبہ دیوانے کے بیٹے یعنی **جنون بن مجنون** کو خداوند پاس بھیجنا چاہیئے کس لیے کہ اس صحرا مین نزدیک تر اور کوئی ساحر زبردست نہین ہے اور وہ بقصاص پدر خود لڑیگا بھی خوب یہ تجویز کرکے کچھ اسما سحر کے پڑھکر جانب صحرا دم کیے ردے ہوا پر جھنکار زنجیر کی پیدا ہوئی اور ایک دیوانہ نامعقول عقل سے مجہول زمین پر اُترا بالکل برہنہ تھا موے زہار لٹکے ہوئے دانت منہ مین سیاہ تھے جھولا گلے مین پڑا کان آنکھ ناک منہ سے شعلہ نکلتا دم بدم قلقاری مارتا اور وحشت آمیز کلام کرتا کہ **بموجب ابیات**

بھیجا ہے بلانے پیک غم کو
آئے ہین پیام طوق و زنجیر

زنجیر بلا رہی ہے ہم کو
محنت سے یہان کسے خطر ہے

اب دشت کہان کہان یہ دلگیر
آتی ہے بلا تو اُسکا گھر ہے

غرضکہ اُس ننگ عقل و نامور جنون نے شاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ اے جنون تم خداوند لقا پاس جاؤ اور اُنکے شریک ہوکر کار خدا پرستان تمام کرو اور تمہارا باپ خداوند کی بہشت مین سیر کررہا ہے یہ سننا تھا کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری اور بہت رویا پھر آپ ہی آپ ہنسنے لگا شاہ نے پوچھا کہ کیا ہنستے کہا جاتے ہی مسلمانون کو خداوند کی جہنم مین ڈال دونگا اور اسلیئے اور بھی ہنسا کہ باپ میرا بہشت مین جو بقدرت کے ساتھ سیر کرتا ہوگا اگر میرا وہان جانا ہوا تو مین بھی اسی طرح سیر کرونگا بادشاہ اس کلمہ سے بہت ہنسا اور اُسکو تسکین دیکر رخصت کیا دیوانہ اپنے مقام پر آیا اس جنگل مین اسکا باپ رہتا تھا اور اُس کے متصل جو صحرا ہے اُسمین یہ ساکن ہے اور اُس مقام پر غار کھود کر رہنے کی جا بنائی ہے کئی ہزار دیوانے اسکے ساتھ کا وہان رہتا ہے چنانچہ اسنے آکر ایک چیخ ماری وہ سب دیوانے اپنے مغاک سے نکلکر سامنے آئے اسنے حکم روانگی ہر ایک کو دیا پھر تو صحرا مین آندھیان آئین بگولون نے سرکشی کی غل مچائے پیا پانی شعلے چھوٹنے لگے دیوانہ اژدر پر چڑھکر با فوج گران روانہ ہوا اور بعد چند روز کے قریب کوہ عقیق پہونچا یہان بارگاہ لقا مین صبا پہر روز آتی اور فکر قتل مسلمانان کرتی ہے شب کو خوف عیاران سے غائب ہو جاتی ہے چنانچہ اکیروز دربار لقا گرم تھا کہ ہوا پر شعلے چمکے علامت سحر پیدا ہوئی لقا نے کہا ہمارا بندہ خاص آتا ہے یہی کہہ رہا تھا کہ دیوانہ فلک کی طرف سے اُترا اور خداوند کے گرد پھرنے لگا اُس متکبر نے شیطان کو اشارہ کیا اُسنے اُٹھکر تسکین دیکر قریب صبا اُسکو بٹھایا اور بارگاہ سے جاکر لشکر

دیوانگان اُفرد ایا دیوانہ نے تمام ماجرا جنگ پدر کا اپنے زبان شیطان سے سنکر گرما کر چاہا کہ نفیر سحر بجائے شیطان نے روکا اور شام ہونیکا انتظار کیا جب بزم عالم مین چراغان انجم ہو اور نور شعل مہر گم کہ نظم

سیاہ شب تیرہ بر دشت و راغ | یکے فرش افگندہ چون پر زاغ | چو پولاد زنگار خوردہ سپہر
تو گفتی بقیر اندر آمد دو چہر

سر شام طبل جنگ بحکم لقائے نافرجام بجا ہر کا بے لشکر اسلام کے خدمت شاہ عالیمقام مین حاضر ہو کر بعد ادب دعا و ثنا زبان پر لائے کہ نظم

یہ تخت یہ تاج ہو مبارک | کشور کا خراج ہو مبارک | لائے پے جس چرخ گردان
خورشید کی اشرفی درخشان | جاری رہے حکم بادشاہی | اجرائے اوامر و نواہی

لشکر دشمن مین ایک دیوانہ ساحر اور آیا ہے اُسکے بھروسے پر لقا نے نقارہ حرب بجوایا ہے یہ عرض کر کے کنارے ہوئے شاہ جمجاہ نے بھی حکم نواخت کوس رزم دیا چالاکون نے حکم کی تعمیل کی طبل سکندری کی صدا سے دنیا دہلی تیاری طرفین مین شروع ہوگئی دربار سے سردار اُٹھ کر اپنے اپنے مقام پر آئے سلح خانے کھلے ہتیار رسید ہونے لگے تلوارین دونون باگین کسنے لگین کمانین ٹیڑھی سیدھی چلا کر سنانے کو او کسنے لگین خنجرون کی جھنکار سے آواز اقتلوا آئی لب فارنے والے نیزے کی سنائی زبان سنان سیدھے فراج کے آدمی کی صفت دو ٹکڑے بات زبان پر لائی وہان تیغ و تبر نے لگی لیٹی نہ رکھی بہادرون کو جان دینے کی خبر ہوئی نظم

چنین گفت لشکر بہ بانگ بلند | کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند | د سپیدار بگرز و بز دبین نوید
سران را ز خون تاج بر سر نہید | ندیدہ کسے یال اسپ و عنان | ز تنگی بچشم اندر آمد سنان
ز جوشن تو گفتی بہ بار اندر اند | ز ماری بد ریائے قار اندر اند

اس طرف ساحرون مین ہوم جلاکر منترون کی جاپ رہی آلیاری کیگئی بیرون کا غل رہا رات بھر یہی شورش اور ہنگامہ تھا جب تیر خطوط شعاع سے ترک مہر نے سینہ سرہنگ شب غربال کیا اور آتشبازی آہن آفتاب سے روئے ہوا لال ہوا کہ نظم

پدید آمد آن خنجر تابناک | بکردار یاقوت شد روئے خاک | سپاہ دو لشکر بر آمد بجوش
بچرخ بلند اندر آمد خروش | ہمی لرز لرزان شدہ دشت و کوہ | زمین شد ز نعل ستوران ستوہ
ازان روے لندھور بر میمنہ | پس پشت او ژندہ پیل و بنہ | سوی میسرہ مالک دیو بند
زرہ دار در جنگ می پر ند | بقلب اندرون جاے بہرام چین | شدہ آسمان تار و جنبان زمین
شہ صف شکن سعد با جاہ و مال | بر آمد روان گشت سوے قتال | سپہدار لشکر باقبال و جاہ
شہ نامور حمزہ دین پناہ | ہمی بر خروشید چون پیل مست | یکے گرزہ گاو پیکر بدست

اُسی کروفر سے بادشاہ لشکر اسلام کو حمزہ ذوی الاحتشام مع سرداران نیک انجام کے لیکر دار و میدان قتال ہوئے اُس طرف سے مجنون کا بیٹا ایک اژدر بزرگ پر سوار فوج ساحران ہمراہ اُسکے بیشمار دشت نبرد مین آیا لقا ہاتھیون پر تخت رکھوا کر چلا خواصی مین بختیارک ہوا کئی لاکھ فوج کا براعظم جب لشکر دشت کین مین آچکے دلاوران صف شکن جا بجا نقیب بولنے لگے جوہر شجاعت میزان سخن مین تولنے لگے اُنکے ہٹنے کے بعد

جنون اژدر اُڑا کر میدان مین آکر قلقاریان مارنے لگا اس طرف سے بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر شہزادہ ملک مغرب پسر
خواندۂ امیر فرامرز عاد مغربی اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے اژدر پہ سے کود کر سحر پڑھا کہ اژدہا قلابہ آتشین چھوڑنے لگا
شہزادہ نے کمان کو دوش پر سے لیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدر نے دم کھینچا یہ بہادر مع مرکب کھنچکر چلا اور جب قریب
اژدر پہونچا چند ہاتھ تلوار کے بھی اژدر پر لگائے مگر کچھ اثر نہوا اور اژدر نگلگیا غریو لشکر اسلام مین برپا ہوا مغربیون کے
لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور سرداران شہزادۂ نامور اجازت شاہ سے لیکر یکے بعد دیگرے جانے لگے اور طعمہ اژدر
ہونے لگے آخر دست راستکے سردارون مین لگا لگ اُنمین سے بھی ساٹھ ستر سردارون کو اژدر نے نگلا اب کئی سو سردار
دہن اژدر مین گئے اور دیوانہ مجہول نے کئی سو اژدہے آرد ماش کے بنا کر میدان مین چھوڑے اور پکارا کہ اے بندگان
مغضوب خداوند مین سوائے حمزہ کے اور تم سب سے کہتا ہون کہ تم سنو دو دو سو ملکر ایکبار آؤ اور حملہ کرو دیکھون تو کہ تم کیسے
زبردست ہو یہ نہیب سنکر ہر سمت سے سردار آکر اژدہون پر ٹوٹے مگر خدا کی مار اُن موذیون پر کہ مسلمانون کو نگلنے لگے ہر طرف
زہر اگلنے لگے ہوا مسموم ہوئی فوج اسلام مغموم ہوئی کئی ہزار سوار اژدر کی خوراک ہوا اثر زہر سے زہرۂ ترک روزگار آب
تھا تریاک اسلامی نایاب تھا امیر نے یہ حال ملاحظہ فرما کر قصد کیا کہ مین اس دیوانہ کے مقابلہ مین جاؤن لیکن اژدر شب
سرہنگ روز کو نگلنے کے لیے منہ کھولے نظر آیا وہ دن آخر ہوا ۔ بیت ستارہ دران دشت نظارہ بود ۔ کہ این لشکر اژدہا
بیچارہ بود ۔ علاوہ شام ہونے کے بختیارک ملا میر جنگگاہ مین دیکھ کر پریشان ہوا کہ اسم اعظم پڑھکر امیر فتح کی شکست
کردینگے پس اُسنے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ خاطر پھر کر بارگاہ مین آئے اسطرف لقا دیوانہ پر سے
زر نثار کراتا ہوا داخل خرگاہ ہوا لشکریون نے کمر کھولی اور بختیارک نے دیوانہ سے کہا آج کی رات تم عیارون سے
اپنی حفاظت کرو اور اسم اعظم حمزہ بھولانے کی تدبیر کرو ورنہ بربادی تمھاری خاک مین ملجائیگی دیوانے نے یہ سنکر ایک بارگاہ
اپنے لیے لشکر سے علیحدہ برپا کرائی اور اژدہے جو میدان جنگ مین بنائے تھے اُنکو بلا کر بزور سحر سردارون کو اُگلوایا اور سحر سے
بیحس و حرکت کرکے اُس بارگاہ کے قریب خیمہ استادہ کرا کر قید کیا اور اُن اژدہون کو سحر پڑھکر گرد بارگاہ بٹھایا کہ جو کوئی یہان آئے
اُسکو نگل جائے انتظام کرکے آپ اندر بارگاہ کے تنہا جا کر بیٹھا اور مصروف سحر ہوا ادھر عیاران لشکر اسلام اس فکر مین
داخل لشکر لقا ہوئے کہ موقع پائین تو ساحر مذکور کو قتل کرکے سردارون کو چھوڑائین چنانچہ بصورت مبدل ہر سمت پھر کر
پتا لگایا کہ لشکر سے علیحدہ ایک بارگاہ مین دیوانہ ہے اور اسی جگہ خیمہ ہے کہ اُسمین سرداران اسلام مقید ہین یہ حال معلوم کرکے
عیار اُسی طرف آئے اور میدان فطرت مین سب نے ہیون مکاری دوڑائے لیکن جو قریب بارگاہ و خیمہ گیا اژدہا اُس کو
نگل لیا عورت مرد خدمتگار فراش جس صورت پر کسنے حوصلہ جانیکا کیا حوصلہ خاطر کیطرح قالب اژدر مین سمایا کئی سو
عیار رات بھر مین طعمۂ اژدر سحر ہوا یہانتک کہ کالبد ظلمت سے نور سحر ساطع ہوا کہ بیت کھلا اژدر شب کا
جسد م دہن ۔ تو پیدا ہوا مہر تابان کا من ۔ صبح کو دیوانہ نے اژدرون سے عیارون کو اُگلوا کر قید سحر نہانی اور
پہلو کے سرداران اسیر شدہ مین جگہ دی صاحب دفتر کا بیان ہے کہ کئی روز اسنے مقابلہ اہل اسلام سے کیا اُس طور سے
کہ دن کو تو نفیر سحر بجا کر لشکر تیار کرا کر مسلمانون پر چڑھ جاتا ہے اسطرف سے امیر بھی خبر سنکر مقابلہ مین

مع لشکر آتے ہین یہ پکارتا ہے کہ مین امیر سے لڑنا نہین چاہتا ہون سوا اُن کے جسکا جی چاہے سامنے آئے چنانچہ قاعدۂ مسلمانان یہی ہی کہ حسب خواہش دشمن مقابلہ کرتے ہین اور جو شرط حریف کرتا ہے اُسکو پورا کرتے ہین پس سردار اُسکے کہنے کے بموجب ہر روز لڑنے نکلے اور اژدہون کی خوراک ہوے اور امیر بموجب اسکے منع کرنے کے سامنے نہ آئے تاکہ سحر اسکا باطل کرتے یہ ہر روز فتحیاب ہوا اور شب کو بارگاہ مین تنہا بیٹھا کہ منتر کا چلہ پورا ہو جائے تو اسم اعظم خاطر شریف حمزہ سے بھولا کر اُنکو بھی اسیر کرون اس منتر کے پورا کرنے مین ہر شب عیار اسکے قتل کرنے کو گئے اور اژدہون کے شکم مین سمائے کہ چند روز مین کئی ہزار عیار و سردار اسیر سرپنجہ تقدیر ہوئے مین نے بخیال اختصار و بخوف طوالت قصہ جنگ روزانہ نہین لکھی کہ ایک ہی طور کا بیان لڑائی اور عیاری کا تھا خلاصہ کہ جب سرداران نامی و پہلوانان گرامی لشکر اسلام کے مقید ہوے اور عیاران ذیشان بھی بہت سے گرفتار ہو چکے چالاک عیار سفاک بہت گھبرایا غم یاران و برادران سے کلیجہ منھ کو آیا بحر ناپیدا کنار فطرت مین غوطہ لگا کر گوہر مدعا حاصل کیا ایک روز جب دیوانہ بکار خویش ہشیار لڑنے سے فارغ ہو کر بارگاہ مین گیا یعنی وہ وقت تھا کہ سیاہ شام نے ترک روز پر غلبہ پایا فرد ترانہ گردون گردان بجاے دو شدہ سمت خورشید را دست دہائے ۔ چالاک نے اُس شب کو ایک رقعہ اُس دیوانہ کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ اے فخر سامری کیشان والے شرف جمشید پرستان بیت ستائش تیرے سحر کی کیا کرین ۔ یہ تعریف حد کی ہے جو چپ رہین ۔ بعد اس قول کے کہ ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ۔ معلوم ہو کہ یہان بڑے بڑے ساحران نامور آئے سحر اپنے ہم پلہ سامری جتائے مگر ہمارے ہاتھ سے جانب ملک عدم گئے تو تم کیا ہو تمھارے باپ ابھی کل کا ذکر ہے کہ واصل جہنم ہوے سوائے تمھارے کسی کو اس طرح کی نصرت میسر نہین ہوئی ہم سمجھے کہ ہمارے لیے ادبار ہے زمانہ آجکل تم سے یار ہے لیس اطاعت صاحب بخت کی سب کو لازم ہے مجھکو تم سے باتین تخلیے مین پوچھنا ہین تنہائی مین طلب کرو تو مین آکر اطاعت کرون اور سمجھا کر امیر کو بھی مطیع کرا دون یہ رقعہ ایک ملازمان تھا اُن مین سے خدمتگار کو دیا کہ دیوانہ پاس لیجائے اور اُسکے صلہ مین بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا خدمتگار مذکور نامہ دیوانہ کے پاس لیگیا اُسنے پڑھ کر خوش ہو کر اجازت لکھی اے عیار طرار تم میرے پاس آؤ اور جو کچھ چاہو پوچھو تم سے کوئی اژدر نہ بولیگا یہ جواب خدمتگار نے لاکر عیار موصوف کو دیا اُسنے جامۂ عیاری جسم پر لگائے فلاخن سر سے لپٹی ہوئی کمندون کے پیچھے بازوون پر پڑے ہوے توبڑا پتھر کا شانہ مین لٹکا ہوا ترکش مثل دم طاؤس کے چتر پہلو پر کیے کمان شانے پر لٹکی ہوئی قنطورے زر بفتی اور بیتا دے سقرلاتی سے آراستہ حقہاے نفتی مگدانون مین دبے توڑے تیر کیے ہوے حباب بیہوشی ہاتھون مین لیے حیلہ ہاے ناحق سے چست ہو کر ایک لٹیا برنجی اس طرح سے تیار کی کہ کنارون پر اُس کے کنڈے لگے اور اُنمین زنجیرین بندھین اور سب طرف سے زنجیرین ملکر ایک زنجیر لوہے پر گرفت کرنے کی جو تھی اُسمین اٹکی ہوئین مثل اسکے کہ جیسی انگیٹھی لوہے کی زنجیر دار ہوتی ہے اور اہل کشمیر گلے مین زنجیر سے ڈال لیتے ہین پس اُس لٹیا مین نیچے ایک مخزن ایسا بنایا کہ آگ اُسمین دہکتی تھی اور اوپر اسکے سیماب اور روغن مثل تیزاب کے چرخ کھاتا نظر آتا تھا اُس لٹیا کی زنجیر پکڑ کر گوپن کی طرح جب یہ گھماتا تھا تو سیماب اُسمین سے گرتا نہ تھا ایک شعلہ چرخ کھاتا نظر آتا تھا فی الجملہ اس ہیئت سے درست ہو کر یہ عیار دلاور روانہ ہوا ۔ ادھر دیوانہ نے جب خبر اُس کے

آنے کی اُسنی سحر پڑھا کہ کسی اژدہے سے اُسکو ضرر نہ پہونچا اور یہ داخل بارگاہ ہوا دیوانہ نے دیکھا کہ عیار بانون سے آراستہ نہایت چالاک و چست ایک شعلہ آتش کو گردش دیتا آرہا ہے اور اُس شعلہ کو چکر کھاتے دیکھ کر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بانہ عیاری کا ہے یہ سمجھکر خوب قلقاریان مارکر ہنسا عیار نے قریب ہو کر کچھ نہ کہا نہ سُنا وہی لٹیا چرخ دیکر اس ترکیب سے اُسکے منھ پر ماری کہ روغن اور سیماب جلتا جلتا منھ پر پڑا اور کان آنکھ منھ ناک سب مخرجون مین بارا سرایت کر گیا منھ بھی جھلس گیا اور براہ دہان و بینی سیماب گلو مین پہونچا بلکہ تا جگر نفوذ کر گیا فوراً وہ چیخ بھی نہ سکا تڑپ کر مر گیا موت آنے کے لیے برنگ سیماب بیقرار تھی جہنم کو صبر اُسکا ناگوار تھا اور عیار نے کرنے بھی یہی تدبیر سوچی تھی کہ دفعتہ یہ ساحر ہلاک ہو تو بہتر ہے اس لیے کہ حباب اگر بیہوش کرتا یہ احتمال رکھتا تھا کہ ساحر زبردست ہے نہ بیہوش ہوگا یا یہ کہ نیچہ اُسنے لگا رکھا ہوگا وہ اُٹھا لیجائیگا یا کوئی سحر کر رکھا ہوگا کہ وہ مجکو قتل نہ کرنے دیگا کیونکہ جانتا ہو کہ عیار کی ملاقات مین دغا ہے لہذا ایک ہی وار ایسا کیا کہ نہ وہ سحر پڑھ سکا نہ منھ سے بول سکا اور چلکے جانب دوزخ روانہ ہوا شور اُسکے مرجانیکے بعد بپا ہوا دیو نے کہا کہ افسوس مارا حیفون جادو کو آندھی پانی وغیرہ سے دُنیا مین شورش ہوئی اور جو سحر کھ پانی ہو کر بہ گئے ساحر جو قریب تر لشکر مین تھے مینگا دیکھکر جانب بارگاہ دوڑے یہان جتنے سردار اور عیار کہ قید تھے چھوٹ گئے اور تیغ پکڑکر نعرے بلند کرکے آگے بڑھے ساحر اس آفت آنیسے بدحواس ہوے کہ نعرہ دلاوران سُن کر بھاگ گئے پیدل اور آگے جا کر لشکر لقا پر گرے بارگاہ لقا مین تعریف دیوانے کی ہو رہی تھی کہ یکایک نعرہ شیر بیشگان اسلام کی صدا آئی بختیارک پکارا کہ وہ مارا ہے تیرے دیوانے کی ایسی تیسی صلوٰۃ صلوٰۃ صلوٰۃ یا خداوند تیرا اور تمھاری تقدیر پر لعنت جاہد بھاگو نہین تو آفت آئی لقا نے کہا التقدیر کر یز قدرت نہین کرینگے صبا ہماری بندی جاکر مسلمانوں کو کے شیطان نے کہا اب قدرت اس بندی کی بھی جان کے پیچھے پڑے ہین یہ بندی کیا کریگی حمزہ شور و غوغا سنکر آپڑیگا بچنا اسکا دشوار ہوگا صبا یہ بیان سنکر گھبرائی اور اُڑکر بر روے ہوا چلی گئی لڑنے نہ آئی یہان شمشیر زنی کرکے تہلکہ مسلمانون نے ڈالا اُس شب تار مین شمع حیات ہزار ہا ستمگاران گُل کردی مشتعل تیغ کی روشنی تیز تھی جادۂ ملک فنا صاف نظر آئی کاروان ارواح کے لئے اسلحہ کی جھپا چاق بانگ جرس تھی بند راہ آمد و شد نفس تھی دلیل قافلہ مرگ کی دلیل چمکنا تیغ و خنجر کی صدائے رنگ ستمگرنا کیطرف لیجانیکی کفیل سر و تن مین جدائی غضب کی جسم و روح مین لڑائی القصہ سر لاوران کے باہر بارگاہ سے نکل آیا تھا رات مہتاب مین بھینک رہی تھین مشعلین جلتی تھین عیار جو قید سے چھوٹے تھے انھون نے حقہ نفتی مار کر خیام بارگاہ مین آگ لگائی دلاوران نے شعلہ شمشیر سے خس ہستی دشمن جلائی وہ ایک حصہ روز کر خدمت امیر کشور گیر مین آئے اور خبر قتل دیوانہ معروض بیان مین لائے امیر اسلئے کہ شبخون بادتانگ و عار جانتے ہین اس باعث سے سوار نہوے ادہر طرف لشکر لقا بھی بے انتہا ہو سرداران اسلام دیکھا کہ اب قتل و غارت کرتے ہوے دوسرے کونے پر لشکر کے نکل گئے اور وہان سے اپنے لشکر ظفر پیکر مین آئے یہان اس ہنگامہ آرائی سے لشکر مین بیداری و ہوشیاری تھی سردار ہر ایک سے ملے اور خیام و بارگاہ مین آسودہ ہوے جب کوہ سیاہ شب سے سفیدہ سحری آشکار ہوا کہ بیت چو خورشید تابان برآمد ز قوس ‡ درفشان شدہ روئے چرخ بنفش ‡ سحر گاہ حمام کرکے

سردار خدمت شہنشاہ ذی تبار مین آئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ پائے بزم عشرت آراستہ ہوئی داد عیش و نشاط بصد کامرانی دینے لگے۔ ادھر لقا نے لاشین مقتولان شبینہ کی اٹھوائین صبا بھی سحر کو آئی شیطان کی صلاح سے نامہ بجانب افراسیاب کے تحریر کیا اور اس خیال سے کہ جلد تر نامہ پہونچے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا پنجہ اٹھائے گیا دیوانہ کی فوج بھی بھاگ کر جانب طلسم گئی ادھر شام کو طلسم بادہ خوار کے باغ سے رخصت ہو کر پھر جانب کوہ نیلم روانہ ہوا تھا اور راستے راہ مین مالکان دربند طلسم کے مقام پر اس لیے ٹھہرتا جاتا تھا کہ شاید کہین کوئی طلسم کشا ملجائے تو اپنے دام مکر مین اسکو اسیر کر کے بہر شکست طلسم نور افشان روانہ کرون فی الجملہ قریب دربند سیمابیہ پہونچا تھا کہ پنجہ نے نامہ خداوند لقا لا دیا اسمین حال قتل جنون لکھا تھا اور کمک کی طلب خداوند نے کی تھی یہ مضمون پڑھ کر شاہ بہت پریشان ہوا اور سوچا کہ ابکی ایسے شخص کو خدمت خداوند مین بھیجون جو نہ مارے سے مرے نہ کاٹے سے کٹے عیار اسکو بیہوش نہ کر سکین کوئی حربہ اسکے جسم پر اثر نہ کرے بس یہ سوچکر دربند سیمابیہ کے اندر چلا اور قریب قلعہ پہونچا جو سیماب کا بنا تھا دیوارین قلعہ کی ہوا کے جھونکے سے لہرا کر جھک جاتی تھین اور سیدھی ہو جاتی تھین برج قلعہ بھی یہی خاصیت رکھتے تھے نیچے قلعہ کے ایک خندق گرد اگرد تھی اسمین سیماب جوش مارتا تھا جب بادشاہ وہان پہونچا سحر پڑھا کہ پل تختہ گر ا جھاتک قلعہ کا کھلا بادشاہ اندر نہضت فرما ہوا سحر پڑھا کیا دفعۃً تمام قلعہ مثل دریا کے لہرانے لگا اور جوش و خروش ہر طرف پیدا ہوا بعد شور و غل کے ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ تاج و قبائے شاہی سے آراستہ ساحر بے عدیل و بے نظیر عجیب الخلقت صورت مین ماہ منیر سیاہ قلب پر از مکر و تزویر باہر قلعہ کے بہر استقبال شہنشاہ جادوان آیا سارا جسم اسکا پارہ کا تھا اور یہ طرفہ ہیئت تھی کہ کبھی پارہ کی طرح سر الگ دھڑ الگ پاؤن الگ عضا تمام جدا ہو جاتے اور کبھی لہرا کر ملجاتے اور مجسم ہو جاتا غرضکہ اس بیقرار نے اکٹھا ہو کر بادشاہ طلسم کو سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ فرد بر و بوم ما بر تو فرخندہ باد ✦ دل و چشم بدخواہ تو کندہ باد ✦ اے شہنشاہ ذیجاہ اندر قلعہ کے تشریف لے چلیے اور رہما کی طرح ظل عاطفت ہمپر ڈالیے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ مجھکو ایک کام ضروری ہے اور جانب کوہ نیلم جاتا ہے اور تم سے یہ کہنا ہی کہ جانب کوہ عقیق تم جاؤ وہان مسلمانون نے خداوند لقا کو ستایا ہے تم خداوند کی طرف سے مقابلہ کر کے انکے مخالفون کو تباہ و برباد کر دو لیکن عیارون کے شر سے بچتے رہنا اور لشکر مسلمانان مین فرزندان حمزہ بڑے طاقت دار ہین انسے اپنے تئین بچانا ساحر مذکور کہ نام اسکا سیماب تن جادو ہے اس تقریر کو سنکر بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ عیار میرا کیا بنا لین گے اور اہل زور میرا کیا بگاڑ سکینگے جسم میرا تیر و تبر سے اگر پارہ پارہ کر دینگے تو مین خود ٹوٹ جاتا ہون اور پھر بنتا ہون عیار مجھکو بیہوش کرینگے تو قتل نہ کر سکین گے مین باقبال شہنشاہ

نظم

نہ حمزہ بماند دران دشت کین
سر ایشان ببرم بشمشیر پست
کسے را کہ ہستند از ایشان سران
فرستم بہ نزدیک افراسیاب

نہ ایرج نہ لندھور خاقان چین
بسوزیم ہم خاک ایشان بباد
کنم پائے آنان بہ بند گران

ز لشکر ہر آنکس کہ آید بدست
نگیرم ازان بوم و بر ہیچ داد
نہ آرام جویم برین برز خواب

اب شہنشاہ باقبال و جاہ برائے ایک لحظہ قلعہ مین تشریف فرما ہون بعد عظمت حضور معلیٰ مین کوچ کرونگا شاہ طلسم اسکے منت و اصرار سے ناچار ہو کر اندر قلعے کے قدم رنجہ ہوا دیکھا

نظم

برآن بارهٔ دژنه پرد عقاب ۔ نه بنید کسے آن بلندی بخواب ۔ بہر گوشہ چشمہ آب گیر
ببالا و پہناے پرتاب تیر ۔ یکے گنگ بودش بسان بہشت ۔ گلش مشک سارا بدو زو بخشت

بادشاہ عمارات عمدہ و رونق شہر و آبادی رعایا ملاحظہ فرماتا داخل دارالامارہ ہوا اور تخت طلائی پر بیٹھا ارکان دولت نے نذرین دین قدمبوسی حاصل کی سیماب نے سامان دعوت وغیرہ حاضر کیا ناچ گانے کا چرچا ہوا جام مے گلفام کا دور چلنے لگا یہ عالم تھا کہ بموجب

ابیات

کمر بستہ در پیش سالار بار ۔ مے اندر قدح چون عقیق یمن ۔ ہمہ پر نگہ پر ز رنگ و نگار
یکے جام یاقوت پر مے بچنگ ۔ دل و گوش دادہ بآواے چنگ ۔ بہ پیش اندرون دستہ نسترن
گل و مجلس و رطل و افراسیاب ۔ ۔ مے و گلشن و بانگ چنگ و رباب

اس قلعہ مین ایک روز شاہ طلسم بہجت اندوز رہا آخر رخصت ہو کر تلاش طلسم کشا بہر فتح طلسم نور افشان جانب کوہ نیلم روانہ ہوا بعد تشریف بری شاہ سیماب گمراہ نے بارہ ہزار ساحر برائے حفاظت ملک و مال قلعہ مین چھوڑے اور بارہ ہزار جادوگر چیدہ و منتخب ہمراہ لیے ساحرون کو حکم روانگی دیا اور زمین پر گر کر پارے کی طرح بہہ کر نہر کی صورت چلا جوے سیماب روان تھی فوج طائران سحر پر اڑ کر چلی تھی رال و گوگل کے شعلے اڑتے جھانجھ اور نفیر و ناقوس بجتے تھے ببر قین رنگ برنگ کی جلوہ دکھاتی تھین بدلیان چھائی تھین جے جے سامری کی پکار تھی داقع مین کو اٹھا رکھی ساحرون کی صورتین نرالی کالی کالی بعض زرد زرد بعض کے رخ زشت پیکر پر سیند و کی لالی کہ بموجب

نظم

گروے سران چون سرکاوئیش ۔ ہمہ مردم و موبہا چون کمند ۔ ہمہ تن پر از پشم چون گوسفند
یکے سر چو گور و تنش چون نہنگ ۔ دو دست از پس پشت بد پاے پیش ۔ یکے تن چو ماہی و سر چون پلنگ
۔ یکے را سر خوک و تن چون برہ ۔ ہمہ فوج ازینہا بدی یکسرہ

غرضکہ یہ فوج زبون شعار دنا ہنجار بعد قطع راہ طلسم سے باہر نکلی اور لشکر لقا سے گمراہ کے نزدیک پہونچی بارگاہ مین لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ آتشبازی ہونے لگی شعلہ لسان تیر شہاب ردے ہوا سے گرنے لگے معلوم ہوا کہ کوئی شیطان آتا ہے خداوند باطل گویا ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص آتا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی اور چشمہ پارہ کا پیدا ہوا اور مجسم بشکل انسان ہو کر خداوند کے سجدہ مین گرا اور اعضا اعضا اسکے جدا ہو گئے پھر مجتمع ہوا اہل بارگاہ کو دیکھ کر تعجب گھیرا اور پکارے کہ زہے قدرت خداوند باختر شیطان نے اٹھ ساحر مذکور کو زمین سے اٹھایا اور باعزاز تمام قریب تخت خداوند ذگل پہ بٹھایا باہر جا کر لشکر کو اتروایا پھر جلسۂ عشرت آغاز ہوا اور دور شراب ناب چلنے لگا ساحر نے تمام ماجرا مسلمانون کا زبانی شیطان سنا اور گرما کر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا شیطان نے کہا جلدی نہ کرو ورنہ مارڈالے جاؤگے ساحر نے ہنسکر ویسا ہی وصف اپنا جیسا شاہ طلسم کے واسطے بیان کیا تھا بیان کیا شیطان نے کہا اچھا آج کا دن توقف کرو کل سمجھ لینا ساحر اسکے کہنے سے رکا اور مصروف عیش و نشاط ہوا یہ تدبیر جنگ جبتک کرے اسوقت تک کرے اسوقت تک حال سعادت اشتمال شہزادہ تورج خوش خصال بیان ہوتا ہے

داستان لوح پانا شہزادہ تورج کا اور شکست کرنا طلسم ہزار برج کا اور مطیع ہونا بادشاہ

طلسم مذکور کا اور قصد کرنا شہزادیکا کہ طلسم ہوش رُبا مین برائے رہائی پدر جاؤن اور بیان کرنا اس عزم کا بادشاہ طلسم سے اور آنا اُسکا اور حال آمد سیماب ساحر بھیجنا شہزادہ کا جانب لشکر اسلام بیان سیماب کا لوٹنا اور سرداران اسلام کو گرفتۂ سحر کرنا حال لشکر اسلام ابتر ہونا عین حالت اضطرار مین پہونچنا تورج کا لشکر مین بھیجنا شہزادہ قاسم کا جانب طلسم گوہر اول بطور تمہید گریۂ مؤلف غم اولاد مین و تعریف جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ وخطاب بساقی و آغاز فسانہ لمؤلفہ

مین اک شب غم و رنج سے بیقرار
پڑا ایک گوشہ مین روتا تھا زار
ڈراتا تھا دیو شب غم مجھے
سیہ دیو تھا منہ کو کھولے ہوے
ہر اک سمت تھا بحر ظلمت کا جوش
دد و مرغ و انسان و ماہی خموش
ہر اک سو سیاہی تھی اُمڈی ہوئی
بلا جمع ہو کر وہ بنجاتی تھی
جدھر دیکھتا تھا مین آنکھون کو پھاڑ
نظر آتا تھا صاف کالا پہاڑ
نہ آواز انسان نہ شور جرس
فقط نوم مردم سے بانگ نفس
فلک سا میرا دشمن تھا ایسا ہوا
کہ بہتا وہ دیدۂ نجم سے گھورتا
کھٹکا تھا جو گردون بشکل کمان
تو برساتا تھا تیر غم بے گمان
غم مرگ اولاد سے بے قرار
مین گریان تھا مانند ابر بہار
شب تیرہ اور اشکباری مری
لگائی تھی کالی گھٹا نے جھڑی
شب تار و تاریکی رنج و غم
بلاؤن کا تھا سامنا دمبدم
زیادہ اندھیرے کا یہ تھا سبب
کہ گھر بیچراغ ہو گیا ہے یہ اب
اندھیرا نہ کیون آئے مجکو نظر
چھپے گئے دو ہون نور نظر
بجز غم خوشی آب و گل مین کہان
توانائی و تاب و دلمین کہان
مری چشم دل کی گئی روشنی
مری آرزو خاک مین ملگئی
مرے قرۃ العین و لخت جگر
مرے دل کے آرام تو ہے کدھر
یہ اُس شب کو تھا درد کا دلکے حال
طپان دل تھا سیماب ماہی مثال
کبھی دل کو رویا جگر کو کبھی
کبھی دختر کو پسر کو کبھی
مری بعد فرزند دختر مری
اکیلا مجھے آہ وہ کر گئی
وہ شب تیرہ ہے جب نہ ہو ماہتاب
وہ دل بے سکون جسمین ہی اضطراب
یہی نالہ کش بلبل زار ہے
جہان گل نہین بلبل بیکار ہے
کہان تک لکھون آہ جور فلک
کہ ہو درد سے دلمین اٹھتی چمک
نہین میرے گلشن مین کوئی شجر
نہین تحمل مین آہ کوئی ثمر
جہان میری نظرون مین اندھیر ہے
مرے اختر کا کچھ پھیر ہے
شب آرزو کے مرے دو چراغ
مجھے ایسے دل ہو گیا داغ داغ
وہ تتلا کے باتون کا کرنا غضب
وہ طوطی و مینا کا پڑھنا غضب
تڑپتا تھا ہجران سے اُنکے کمال
دکھاتے نہین خواب مین بھی جمال
تھے القصہ روشن مرے دو لگے داغ
نہ اختر فلک پہ نہ گھر مین چراغ
نہ تھا کوئی اُس شب کو میرا انیس

غم و رنج دونون کا بس تھا جلیس
جو دیکھا تو ہے شاہد خوش جمال
کہ سو جان سے صدقہ ہو مہر فلک
لب نازک اُسکے ہین جون برگ گل
غرض وہ قریب آکے کہنے لگا
ہوا اے طرب ہو دل داغ باغ
کہ پھر نام روشن ہو اندر جہان
بتا کون ہے نام کیا ہے ترا
جو ہر وقت مین تیرا مونس رہا
چراغ نوجوان بخت و فرخ نہاد
مہر اک ہے مہم اُس کے ایما سے حل
پیو جام مے داد عشرت کی دو
لیا ہم نے اُس ماہ تمثال کو
ہوا مست پھر کھلگیا یون ذہن
مرتب ہو پھر عیش کی انجمن
ادھر مہر نشہ کرے پھر طلوع
مجھے یاد آتا ہے سعدی کا قول

یکایک ہوئی اک طرف روشنی
بھوین جسکی دونون ہین رشک ہلال
شب تیرہ ہے اُسکی زلف دراز
لیے دست رنگین مین اک جام مُل
کہا اے جاہ جانے دو یہ رنج و غم
بجھا دو ذرا داغ دل کے چراغ
کہا مین نے اے یار دمساز من
تو گویا ہوا مجھ سے وہ مہ لقا
نہین جانتا اُسکو اے خوش مقال
بجز نیکوی کچھ نہین جس کو یاد
ہے ظل ہما جسکا ظل کرم
بنام مبارک فسانہ لکھو
لیا ہاتھ سے جام مے اور پیا
کیا اس طرح سے شروع سخن
شب غم گئی دے مجھے پھر شراب
ادھر کو ہو تصنیف تازہ شروع
بدہ ساقیا آب آتش لباس

چمک مثل مہتاب پیدا ہوئی
یہ ہے اُسکے چہرہ مین پیدا چمک
دہن اُسکا پوشیدہ مانند راز
اُسی کے یہ تھی حسن کی بس ضیا
مے جام عشرت پیو دم بدم
کرو شمع روشن اُٹھو میری جان
شب تیرہ مین خلوت راز من
کہ مین فیض ہون تیرے ممدوح کا
وہ ہے مرتبہ دان اہل کمال
نکلجائین گے صاف قسمت کے بل
وہ نام نول اور کشور بہم
سنا جب یہ مژدہ تو خوش حال ہو
مزا فیض ممدوح کا لگیا
کدھر ہے تو اے ساقی گلبدن
دکھا صبح عشرت کا پھر آفتاب
اُٹھادون شب غم مین یکبارگی
کہ مستی کند اہل دل التماس

عشرت اندوزان شب خلوت فیض دلدار و خلوت گزینان انجمن عشرت آثار وصال یار۔ فروغ افزایان شمع جمال شاہد کلام۔ و رونق دہندگان محفل بیان فصاحت التیام۔ کاشانہ خاطر غم دیرینہ سے اسطرح خالی فرماتے ہین اور منزل قرطاس مین اولاد مضامین کو آباد کرکے بیان داستان رنگین قلب سامعین پر یون حالی فرماتے ہین کہ وہ فلک خاندان حمزہ کا سورج یعنی شہزادہ تورج برج یاقوت نگار قلعہ طلسمی مین ہمراہ پریزاد طلسم کے عیش گزین تھا اور تیر مارکر مہر جادو کو مارا تھا گاوسر جادو کے پنجہ سے چھٹکر اُسی برج مین پھر بعشرت صدر نشین تھا پریزاد گو ہر چند کہ ساحرہ سے چھین لائی تھی خوفناک ہوئی کہ یہ نقارہ طلسم ہے گاوسر شاہ طلسم پاس جاکر فریاد کریگی وہ ضرور یہان آئیگا آفت لائے گا یہ سوچ کر شاہزادہ کو بیہوش کرکے کمرین پنجہ دیکر اُڑی اور ایک بیابان مین آکر اُتری وہ صحرا نہایت سرسبز و شاداب تھا لائق سیر و گلگشت احباب تھا گلہاے زنگارنگ کھلے درخت ہرے بھرے نہرون مین بطین کنول کی پتیین نیلوفر اور کوکا بیلی داغ دل عشاق کا تہ دیتے کنول کے پھول رنگین رخسار معشوق کو چھپا دیتے۔ پریزاد نے ایک نہر کے کنارے فرش سبزہ پہ شہزادہ سبزہ رنگ کو لٹاکر ہوشیار کیا اور آپ پاؤن دبانے لگی ہُش نہال حدیقہ شجاعت کی نرگس نیم مست

جب وا ہوئی اپنے تئین دشت مین دیکھکر پریزاد سے مستفسر حال ہوا اُسنے سر قدم پر رکھکر بمنت و عجز کہا کہ اے یار دلنواز و سراپا ناز اے باعث زندگانی اے میرے دلدار جانی اس طلسم مین تیری جان نازنین کے ہزار ہا دشمن ہین بڑے بڑے ساحران پُرفن ہین بس ارادہ طلسم کشائی سے باز آ اور مجھ ایسی پریزاد کو ہمراہ لیکر اپنے دادا کے لشکر مین چل پانون پھیلا کر زیادہ نہ چل اپنی جوانی پر رحم فرما میرے حال زار پر ترس کھا ورنہ ہیبت و رمیش ہو ذلت و خرابی مردوت سے بھری ہو خاک یان کی + شہزادہ نے بجواب اس نصیحت کے شمشیر زبان سے کام لیا جوہر شجاعت کا اظہار کیا کہ مین باہر جانے کے لیئے اندر طلسم کے نہین آیا ہون بغیر حصول گنج مقصود ہاتھ نہ اٹھاؤنگا پانون سمت راہ گم ہمتی نہ بڑھاؤنگا اور بموجب فرد یہ مرگ ہو عمر جاودانی + حقا ہے یہ موت زندگانی + پریزاد نے کہا طلسم مین مال و دولت ملنے کا جو لالچ تجکو ہے مین باہر طلسم کے سونے اور جواہر کے گھر تجکو بتادونگی بادشاہ ہفت اقلیم کر دونگی لیک لازوال دولا دونگی۔ اس گفتگو کا سبب بھی سنیئے از بسکہ اثر طلسم کا یہ ہے کہ جو کوئی مقام ہوا و ہوس کے راز سے آگاہ ہوکر پریزاد کا فریب نہ کھائے بلکہ پری خود عاشق ہو جائے تو موات اُس پری کی آئے اور فاتح طلسم بہر فتح طلسم روانہ ہو جائے نتیجہ بہ تاثیر طلسم یہ ہوا کہ بیچ بختی شروع ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ مال و دولت ملے یا نہ ملے مین بغیر فتح طلسم کیے نجاؤنگا پریزاد کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا اے شہزادہ مین تیرے ساتھ بدنام ہوئی یہی رسوائی میرے لیے کیا کم ہو نہ کہ بس طلسم مین اور میری بہنین رہتی ہین انکو تیرے ہاتھ سے قتل کراؤن چنانچہ ابتک تو تیری مین دوست تھی مگر اب بیت قسم تجکو حضرت سلیمان کی ہے کہ دشمن ہوئی اب تری جان کی + یہ کہکر کچھ پڑھکر پھونکا کر دست و پا کا شہزادے کے دم نکل گیا شہزادہ بھی جبتک اندر قلعہ طلسم کے تھا اُس پری پر شیفتہ و فریفتہ رہا اب اُسکی صورت سے نفرت ہوئی اسیر ہوتے ہی سوچا کہ کچھ مکر کرنا چاہیئے یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے غنچہ دہن ذراسی بات مین تم ہمکو ستانے لگین بیوفائی دکھانے لگین ہم تمھارے بلبل نمط عاشق و شیدا تھے یہ کلام سنکر وہ پری تو عاشق تھی ہی جلد سحر دفع کر کے گویا ہوئی کہ اے جان من اگر میرا کہنا مان تو مین تیری کنیز ناچیز ہون شہزادہ آنسو آنکھون مین بھر لایا وہ آنچل سے ڈوپٹے کے اشک پاک کرنے لگی شہزادہ نے ہاتھ پھیلا دیئے وہ گلے سے لپٹ گئی اسنے ایک ہاتھ منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا اور الیاز در کیا کہ مرغ روح قفس تن سے اُسکے پرواز کرگیا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا لاش اُسکی اُڑکر جانب فلک گئی شہزادہ نے اپنی راہ لی اُس صحرائے سبزہ زار کو طے کر کر جب کئی فرسخ آگے چلا ایک بیابان ریگ کا ملا جہانتک نگاہ کام کرتی ہر ریگ بھری ہی دریا ریگ کے لہراتے ہین دنیا سرابگاہ ہی واقع مین اس بیوفا کا یہی نقشہ ہی جدھر دیکھا ریگ کے ٹیلے اور ٹھیکرے بندھے تھے ایک طرف پہاڑون کے پتھر شرر ریز تھے کوسون تک چٹیل میدان تھا ۵ انسان تھا نہ وان حیوان تھا فقط اک لق و دق میدان تھا + درندے بھوکے پیاسے پھرتے اژدرون کے منہ غار کی طرح کھلے منزلون شجر کا نام نہین درخت امرت پر طائر عنقا جب جنگل مین سایہ کو وہان کچھ کام نہین اور سایہ کیسا اپنا سایہ خود بھاگتا جن و پری کا سایہ بھی میسر نہ ہوتا در حقیقت مثل دیوانگان عریانی سے عار نہین تعلقات سے آزاد بار برگ و بار نہین کہ بمقتضائے ابیات

اس دشت مین لے گیا مقدر	گم خضر جہان ہین ہو کے رہبر	صرصر بھی چلے تو پانون بھر جائے

کیا دخل جو وہم بھی گذر جائے گرمی کی وہ فصل دوپہر ٹھیک منزل ہوئی سخت راہ تاریک
وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم کپڑے ہوئے تر عرق مین پیہم رہ دور و دراز کوس کالے
کانٹے کف پا مین اور چھالے ایک آدھ سوکھے درخت مین ٹُنڈ نکلا ہوا سپر چھان بیٹھ جاتی ہو پانون

جلنے لگتا ہے چلچلا کر منزل ناری ہے آخر تھک کر گرتی ہے اور ریگ گرم مین گھس جاتی ہے شہزادہ کے حواس گم ہین پیاس سے زبان منھ کے باہر ہے آبلے پانون مین پڑ گئے ہین کانٹے کڑ گئے ہین تلوون کی کھال اُڑ گئی ہے ریت زخمون مین سمائی گرمی ایسی ہے کہ آگ تلوون سے جو لگی ہو سر کو آئی بیتاب ہوکر بیٹھ جاتا ہے پھر دلکو سمجھاتا ہے کہ اے تو پوتے حمزہ کا پوتا ہو کر گھبراتا ہے ہمت ہارا جاتا ہو چل اس بیابان آفت خیز سے نکل یہ باتین دل سے کر کے پھر روانہ ہوا آخر خدا خدا کر کے اُس وادی گرم کو طے کر کے قریب ایک دروازہ کے پہونچا اور آواز کسی کے نالون کی کان مین آئی یہ بیتاب ہو اور آگے گیا کہ شاید پانی بھرا جاتا ہو جب در سے سر نکالا تو ایک سمت کنوان پختہ بنا پایا اُسمین چاہ تھا جڑی نگاہ کی جتی تھی کنوئین کے نیچے نالی پانی سے بہتی تھی اور پانی بہکر سامنے ایک باغ پرفزا لگا ہوا اُسمین جاتا تھا دروازہ باغ کا کھلا تھا نالی کے کنارے کنارے سبزہ نوساختہ لہلہا رہا ہے شہزادہ اُس سبزہ کو روندنے لگا تا تشنگی کم ہو ہری ہری گھانس آنکھون مین تراوت اور قلب مین خنکی دینے لگی لیکن عجب تاثیر ظاہر ہوئی کہ پیاس بھی بجھ گئی اور گھانس مین پانی نالی سے چھلک کر آگیا تھا اُسمین پانون بھیگے بس سارے زخم اور چھالے وغیرہ سب اچھے ہو گئے کھال نئی پیدا ہوگئی طاقت بھی آئی بشاش اور فرحناک ہوکر جانب باغ قدمزن ہوا اور بعد بشاشت اندر اُس گلشن کے آیا یہ نقشہ اُسکا پایا کہ لعل مین اُس گلزار کی سرخی گلہائے خوش رنگ دیکھکر رشک سے ہیرا کھاتا سنگ مرمر گل یاسمن کے عشق مین مرا جاتا وہ اُس گلبن کی بہار برابر برابر اشجار کی قطار بولے رو کا چلنا درختونکا جھومکر مثل معشوقان چلنا فوارونکا بر نگ دل بیقرار عاشق اُچھلنا نہرون کا لبان خاطر شاعر روان ہونا پانی کا مثل شوریدگان الفت شور کرنا کلیونکا تبسم کرنا شاہدان دہر کا ہنسنا تھا پتون کا ہلنا عاشقون کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا اُس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدۂ دلتنگ غنچہ کھولتا تھا باغ سارا مہکتا تھا بلبل چہکتا تھا کہ ابیات

تھا داغ جگر نصیب لالہ ہمارے عشق سے پیالہ سوسن کا لباس تھا سیہ فام
سودائیون مین لکھا ہوا نام خندان تھے چمن چمن وہان گل گلشن مین چہک رہا تھا بلبل
ہر غنچہ دہان شکر رب تھا ہر برگ زبان شکر رب تھا دلگیر بہت تھا غنچۂ گل
گل ہو کے ہنسا تھا بے نالی یہ گل بوغ احمد ہی سیر کرتا بارہ دری کی طرف اُس گلستان پرخوبی کے

پڑھا تھا کہ یکایک گوشۂ چمن رنگین کی جانب سے ایک نازنین جسکی زلفین دام دلہائے عاشق حزین تھین آشکار ہوئی رخسار پر بہار سے اُسکے اُس گلبن کی دونی بہار ہوئی آنکھین اُسکی نرگس مست کو کیا ترا تین بلکہ ہر پھول اُسکے تماشے کو دیدۂ گل نرگس بنا تھا لالہ اُسکے رخسار سرخ پر داغ کھاتا سرو گلشن عشق قامت

مین باجگل قربان اُسپر گلون کا دل اگر شمشاد اُس سروقامت سے دعوی ہمسری کرتا تو الف قد کو باد صرصر نون نفی بناتی گل اُسکے منھ اگر چڑھتا اور خوبی جتاتا تو ہوا طمانچے لگاتی شاخ گل اُسکے دست رنگین کے عشق مین گل کھانے پر تیار رہوا محبت سے سنبل حلقہ بگوش خاطر تار تار زار زار کر

نظم

دیا خون دل دلدادگان تھا	زبان اُسکی برنگ برگ گل تھی	لب نازک پہ اُسکے رنگ پان تھا
لباس اُس ماہ کا تھا سرخ یکسر	شفق پھولی ہے گرد ماہ انور	سخن سے جان جاتی بلبلون کی
یہ کہتا تھا کرون گا قتل عالم		لبون سے مسکرانا اُسکا پیہم

اُس گلعذار سراپا بہار نے لب رنگین سے گلفشانی فرمائی کہ صاحب کوئی بھی بغیر اجازت برائے نکاہین چلا آتا ہی جو آپ درانہ چلے آئے شہزادہ نے فرمایا کہ بیت کوچہ یار مین مشتاق رخ و قد آئے + ہوگئے بلبل و قمری سے گلستان خالی اُس گلبدن نے کہا ہمارا احسان یاد کیجیے کہ آپکے پاؤن کیسے اچھے کردیے شہزادہ نے کہا آپکا نام نامی کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ بندی کو لعل جادو کہتے ہین اس بارہ دری مین آپ نہ جایئے میرے ساتھ آیئے ورنہ گرفتار بلا ہوجیئے گا یہ کہکر ہنستی ہوئی قریب آئی اور دست نگارین سے ہاتھ شہزادہ کا تھام کر ایک طرف روانہ ہوئی اور اُس باغ مین ایک بنگلہ بہت عمدہ بنا تھا نہایت آراستہ تھا فرش وکرسی و شیشہ آلات سے سجا تھا اس بنگلہ مین مسند پر تکلف پر شہزادہ کو بٹھایا جام مے ارغوانی سے بھر کر دیا شہزادہ نے جام تو لے لیا مگر پیا نہین باتون مین اُس ماہ پیکر کو لگایا پوچھا کہ ملکہ اس طلسم کا کوئی کوئی اور بھی راستہ ہے اُسنے کہا اے شہزادہ اس بارہ دری مین ایک چھتا ہے شمین ایوان بنا ہے اُس ایوان مین ایک تلوار لٹکتی ہے جو کوئی ساحر یا غیر ساحر جاتا ہے اُسکے دو ٹکڑے وہ تیغ آبدار کرتی ہے پس اے شہریار مین تمپر فریفتہ ہون اسی لیے بارہ دری مین تمکو نہین جانے دیا اب مجھ سے دارومدار کرو وصل کا اقرار کرو تمام جہا نین مجھ سا معشوق باوفا چراغ لے کر ڈھونڈھوگے تو نہ ملیگا شہزادہ نے فرمایا کہ سوائے اُس بارہ دری کے اور بھی کوئی راستہ طلسمات کا ہے وہ قمر طلعت گویا ہوئی کہ ہان ایک راستہ اور بھی ہے لیکن کوئی نہین جاسکتا ہے بڑا پُر خطر رستہ ہے ہم تم ایک ہوے اگر وصل ہمارا منظور کروگے ہمارے پاس ہمیشہ رہوگے تو سب راہین بتادینگے شہزادہ نے کہا سب مطلب سازی کرتے ہین اپنے کام کے وقت محبت جتلاتے ہین پھر ٹالا بالا بتاتے ہین تم مجکو کیا راستہ بتاؤگی مین خود تم ایسی کو چالین سکھا دونگا اگر تمکو راہ بتانی ہے تو ابھی بتاؤ ورنہ جاؤ ہوا کھاؤ مین آپ چلا جاؤنگا کیا تمھارے بتانے سے مین یہان تک آیا ہون ایسے فقرے مین بہت جانتا ہون جب وصل ہوجائیگا پھر کون کسی کو بتائیگا مطلب تو نکل جائیگا علاوہ اسکے راہ بتانے کا لالچ دیتی ہو راہ تم خود نہین جانتی ہو یہ بھی ایک عاشقی کی راہ ہے سراسر فریب کھلا ہوا ہے اُس پری کو یہ طنز آمیز کلام سنکر تہا آیا اور کہا چلیے میرا جھوٹ سچ دیکھ لیجیے شہزادہ نے کہا اچھا چلیے غرض دونون اُٹھ کر روانہ ہوے اور وہ معشوقہ نیرنگ نما اس اہل تمنا کو اُس بنگلہ سے ایک کوٹھری کے پاس لائی کہ وہ کوٹھری اُسی بارہ دری کے ایک گوشہ مین تھی شہزادہ نے دیکھا کہ بارہ دری نہایت آراستہ ہے چھت پردے چلمنون سے پیراستہ ہے اور اندر کے ایوان مین ایک تلوار برق کردار آویزان ہے اُس زن پُرفن نے کہا دیکھیے یہی شمشیر طلسمی ہے جو کوئی اُس ایوان مین قدم رکھتا ہے دو ٹکڑے کرتی ہے یہ کہکر اُس کوٹھری کا دروازہ وا کیا اور اندر آئی ایک غار عمیق تھا بالکل اندھیرا تھا

گو رجھو وکا نقشہ تھا وہ غار ظلمت عالم کا مخزن تھا بلاؤن کا مسکن تھا چاہ بابل کا سا سر اندازہ مثل طول امل دراز بحر ظلمت کا منبع تمام دنیا کی تاریکیون کا وہان مجمع بے نور وہان عقل کی شمع کہ **ابیات**

آسیب جو اسمین آئے ڈر جائے
چشم اعمی بخیل کا دل
دیوانہ ہو دیو بلکہ مرجائے
وہ پست زمین نہ تھی کنوان تھی
تاریکی و تنگی اسمین حاصل
گرد اسمین اگر اڑی دھوان تھی

شہزادہ اُس غار کو دیکھ کر تلاوت سورہ کہف کرنے لگا دلمین ڈرنے لگا اور اُس زن ماہ سیمانے مشعل سحر جلا کر شہزادہ کا ہاتھ پکڑا اور اندر اُس غار کے اُتری شہزادہ نے دیکھا کہ پہلومین اُس غار کے ایک کھڑکی ہے اور اس کھڑکی کے پہلومین دو طاق بنے ہین ایک طاق مین شمع روشن ہے اور دوسرے مین بلور کا بیضہ رکھا ہے - اب حالت تاثیر طلسمی سنیے یہ ساحرہ ایک تیلی طلسمی ہے اور بانیان طلسم نے یہ راہ مقرر کی ہے کہ طلسم کشا کو یہ تیلی اپنے حسن پر فریفتہ کرے اور طلسم مین نہ جانے دے اور اگر طلسم کشائی اُسکے نصیب مین ہے تو فریفتہ جمال عدیم المثال اُسکی تیلی کا نہوگا اور اُسکو اُبھار کرکے اس غار مین لائیگا چنانچہ اُس غار مین طاق پر جو بیضہ رکھا ہے اُسپر کچھ لکھا ہے وہ اُس شمع کی روشنی مین پڑھے گا اور اپنا کام کریگا فی الجملہ موافق تاثیر طلسم شہزادہ یہان آیا اور بیضہ مذکور کو طاق پر سے اُٹھایا اس تیلی کو اوپر کچھ لکھا نظر نہ آتا جب آکر یہان دیکھتی تھی بلور کا گول بٹا دکھائی دیتا تھا شہزادہ نے جو اُسکو اُٹھایا اُسپر لکھا پایا کہ اے فتاح طلسم و اے بنیدہ عجائبات غریبہ جو شخص کہ تجکو اس مقام پر لایا ہے اسی کے سر پر یہ بیضہ کھینچ مارنا سر اُسکا پھٹ جائیگا اور بال و پر جسم مین نکل آئینگے تو اُس طائر عجیب الخلقت سے لپٹ جانا وہ تجکو یہ دریچہ واکرکے اندر لے جائیگا اور منزل طلسم پر پہونچائیگا یہ مضمون اُس بیضہ سے پیدا کرکے نعل تو پاس کھڑی ہی تھی اُس کے سر پر مارا اسی وقت سر اُسکا شق ہوا اور خون مین اپنے گر کر لوٹی فوراً تمام جسم مین پر نکل آئے اور کھڑی ہوئی چاہتی تھی کہ اُڑ جائے شہزادہ اُس سے لپٹ گیا اُسنے پر اپنا کھڑکی پر مارا وہ کھلی اور طاق کی شمع روشن بجھ گئی وہ طائر طلسمی کھڑکی سے جو باہر اُدھر کو نکلا شہزادہ نے یہان بھی اندھیرا دیکھا اور تیلی ٹھہری نہین شہزادہ کو سنبھال کرکے اڑی شہزادہ حبب اوج گرائے افلاک طلسم ہوا شدت ہوا سے آنکھین بند ہو گئین بعد کچھ دیر کے وہ تیلی یعنی طائر طلسمی زمین پر اُترا شہزادہ کی آنکھ کھلی ایک بیابان سبز و خرم مین اپنے تئین پایا پشت طائر پر سے کود کر زمین پر آیا وہ طائر زمین پہ گر کر تڑپا تمام جسم سے شعلۂ آتش نکلا اور جلا کر خاکستر کیا صدائے دار و گیر برپا ہوئی وہ طلسم باغ اور غار اور صحرائے ریگستان سب ٹوٹ گیا صرف وہ بارہ دری اور تلوار باقی رہگئی حال اُس تلوار کا بیان کیا جائیگا غرضکہ شہزادہ فتح طلسم پر آمادہ بعد جلنے اُس تیلی کے آگے بڑھا جب کچھ دور راہ طے کی ایک قلعہ کے قریب گذر ہوا سر قلعہ تا بفلک رسیدہ تھا برج صدہا تھا دربان دروازہ پر ہزارہا تھا شہزادہ بسم اللہ کہہ کر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا شہر نہایت آباد دیکھا رعایا کو دلشاد دیکھا مگر نیا تماشہ نظر آیا کہ کاغذ کے آدمی چلتے پھرتے تھے دوکاندار اور خریدار سب کاغذ کے تھے مکانات عمدہ بنے تھے کاخ و ایوان شاہانہ آراستہ تھے دوکانین رنگین تھین نہایت تزئین تھین جملہ اسباب ہر قسم کا آئین آراستہ تھا تماشا ہر طرح کا سڑکون پر ہوتا تھا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

نظارۂ جانفزا سے دل شاد — معشوق کا جیسے قد آزاد — ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
ضحاک کا دل تھا جیسے شیدا — لہراتے تھے سانپ یون سڑک پر — جس طرح کہ ذو ذنب فلک پر
بازار مین قصہ گو بھی آکر — دل سے کوئی داستان بنا کر — کرتا تھا دل زمانہ تسخیر
جادو کی ہر ایک سخن مین تاثیر — سر کھا نمتی کبوتر سی تھی — پرواز مین صورت پری تھی
وہ گرم کباب سیخ پر کے — یا ٹکڑے سر مژہ جگر کے

شہزادے نے ایک مردم شہر سے پوچھا کہ کبھی مزاج اچھا ہو اُسنے جواب دیا کہ تمھارے پوچھنے سے ہمکو رنج ہوتا ہو اور بات کرنا ناگوار گذرتا ہو تمسے کچھ لینا نہین اپنا کام کرو شہزادہ اُس کاغذی انسان کی گفتگو سنکر بہت ہنسا اور دل سے کہا کہ بہیت نقش فریادی ہو کس کی شوخی تحریر کا * کاغذی ہو پیرہن ہر پیکر تصویر کا * کیا حکمت بالغہ و قدرت کاملہ خلاق طلسم ارض وسماکی ہو کہ ایک حکیم کو اُسنے یہ طاقت عنایت فرمائی ہو کہ کاغذی پتلے شکل انسان بنائے ہین غرضکہ حمد و ثنائے باری زبان پر جاری کرتا بیچ چوک مین شہر کے آیا اور اس مقام پر ایک بنگلہ جواہر کا بنا پایا کوئی اُسمین ساکن نہ تھا بسان آغوش عاشق مہجور خالی عمارت کی خوبی نرالی چلمنین طلائی نقرئی پتلیون کی پڑی تھین دیوارون مین خوبصورت تصویرین جڑی تھین فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ تھا شہزادہ اندر اُسکے آکر ٹھہرا اس اثنا مین کاغذ و فتر روز فرشی قدرت نے تہ کیا اور شہزادہ ماہتاب کو قلعۂ افلاک مین پتلہائے انجم چلتے پھرتے نظر آئے کہ نظم

ہوئی کچھ روشنی پھر آشکارا — شب مہتاب کا چمکا ستارا — دل تشنہ کو تھی لب حیرت افزا ان
کرے خالق طلسمی ہین یہ سامان — شام کو سب دکاندار دکانون پر سے گر پڑے اور رہ گئے شہر سب مردہ ہو گئے

کاغذی تصویرین پڑی تھین نہ حس و حرکت تن مین نہ منہ سے بولتی تھین شہزادہ بنگلہ سے بازار مین گیا اور مٹھائی ایک دکان سے اُٹھائی کس لیے کہ گرسنہ تھا غرض چاہا کہ وہ شیرینی نوش کرے غور کرکے جو دیکھا تو کاغذ کی وہ بھی ہی استغفر اللہ کہہ کر مٹھائی تو وہین رکھدی اور آپ بنگلہ مین آبیٹھا اور یاد خدا تعالے کرنے لگا کہ اہل دل کیلیے یاد اللہ کی غذائے روح ہی اور طعام ظاہری قوت نفس ہی اسی لیے خاصان خدا کا کھانا بالقدر قوت لا یموت پسند کرتے تھے اور فاقہ کشی زیادہ فرماتے تھے فی الجملہ طاعت الٰہی مین وہ شب شہزادہ نے بسر فرمائی اور بمصداق یخرج الحی من المیت پتلہائے خاکی اس طلسم دنیا مین مرگ خواب سے پھر زندہ ہوئے اور انسان اپنے کو شمار کرنے لگے کہ نظم

ہوا خورشید عالمتاب پیدا — ہوئی روشن فلک پر مشعل روز — بنی بے نور وہ شمع شب افروز
ہوا عالم مین نور اُسکا ہویدا

شہزادہ نماز سحر پڑھکر بنگلہ کے باہر نکلا دیکھا کہ سب پتلے کاروبار کرتے پھرتے ہین دکاندار بیٹھے ہین شہزادہ نے دو آدمیون کو اشارے سے پاس بلایا وہ قریب آئے شہزادہ نے بنگلہ مین لاکر اُنکو بٹھایا اور کہا بھائیو تمھین رات کو کیا ہوا تھا جو اوندھے منہ گر پڑے تھے پتلے بولے ارے میان کفر نہ بولو سامری سامری کرو ہم تو جیسے دن کو ویسے ہی رات کو تمکو جمشید نے مٹی کا بنایا ہے ہمکو کاغذ کا بنایا ہے شہزادہ نے کہا ابھی رات بھر تم کاغذ کی تصویرین بنے رہے

بالکل مردہ تھے اور ایسے کہتے ہو کر کفر نہ بولو تیلون نے کہا کیون طوفان برپا کرتے ہو دروغ گویم برروے تو ہم تو مردہ تھے تم آپ مرے پڑے رہے شہزادہ بولا کہ اچھا یون ہی سہی لیکن کچھ کھانا تو کھلاؤ یہ سنکر ایک تیلا وہان سے گیا اور دو روٹیان لے آیا شہزادے سے کہا لیجیے نوش کیجیے شہزادہ نے جو وہ روٹیان لین کاغذ کی تھین پس اُنسے کہا ارے میان کاغذ کی روٹیان لائے ہو تیلے نے کہا لائیے لائیے آپکے نصیب مین کھانا نہین ہی یہ کہکر ہاتھ سے لین اور توڑین اب وہ روٹیان آٹے کی تھین کہا دیکھیے یہ منہ در منہ آپ جھوٹ بولتے ہین آٹے کو کاغذ بتاتے ہین شہزادہ نے حیران ہو کر پھر اُسکے ہاتھ سے روٹی لی اب پھر وہ کاغذ کی تھی شہزادہ نے کہا دیکھو تو اوا ندھے یہ آٹا ہی یا کاغذ تیلے نے کہا چلو بھئی یہ بڑا دغا باز ہی یہ کہکر دونون چلے گئے شہزادہ نے روٹیان پھینک دین اور آپ بنگلہ مین جا بیٹھا جب طباخ دہر نے نان آفتاب تنور مغرب مین لگائی کہ بیت بجھا گردون یہ دسترخوان انجم ہوئی نان ضیا سے بہر گرم بہ شام کو وہ تیلے پھر تصویر کاغذی ہوے شہزادہ نے اُٹھکر چاہا کہ ان سب کو جلا کر خاک کر دے بس ایک تیلے کو بازار مین جاکر اُٹھانا چاہا جیسے ہی ہاتھ لگایا تیلے نے کہا ہون ہون شہزادہ نے کہا ابے تو بھی جیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ سب مکار دم چرائے پڑے ہین یہ کہکر وہان سے پھر آیا اور بنگلے مین بیٹھا کچھ دیر نگذری تھی کہ ایک طرف سے روشنی ظاہر ہوئی اور چند نازنینان قریب یاسمن اندام بنگلہ مین آئین اور کئی خوان میوون کے ہمراہ لائین شہزادہ کو آداب بجا لاکر خوان سامنے رکھے اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے جو یہان کی مالک ہین اور اُنکا نام صولت کش جادو ہی یہ خوان آپکے لیے بھیجے ہین اور راز لسکر ملکہ صاحبہ واقف ہین کہ آپ ساحرہ کے یہان کا کھانا نہین کھاتے ہین لہٰذا میوہ خشک طعام کی قسم سے بھیجا ہی آپ نوش فرمائین شہزادہ نے یہ حال سنکر شکر رزاق مطلق کیا فرد نعمت کے خوان آتے ہین شاہ و وزیر کو ٭ کبتر یہ بھیجتا ہی ٹکڑا فقیر کو ٭ غرضکہ وہ فواکہات وغیرہ نوش فرمایا پانی اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر پیا اور جب آسودہ ہوا اُن عورتون نے کہا یہ جو بنگلہ ہی اسکے پشت پر ایک دیوار ہی اُس دیوار کے پیچھے تمہاری قضا ہی لہٰذا ہماری بی بی نے کہا ہی کہ اے شہزادے آپ آگے بڑھنے کا ارادہ نکیجیے ورنہ قتل ہو جیے گا اور اگر آپ کہنا نہین مانتے ہین تو ہمارے پاس دو مانتین طلسم کی ہین ایک گھوڑا اور دوسرا طائر طلسمی چنانچہ وہ دونون آپکی خدمت مین بھیجے جاتے ہین اگر آپکو باہر طلسم کے جانا منظور ہو تو طائر پر سوار ہو جیے گا اور اگر طلسم کے اندر جانا مرکوز خاطر ہو تو مرکب پر سوار ہو جیے گا وہ آپکو طلسم مین لیجائیگا شہزادہ نے یہ ماجرا سنکر جواب دیا کہ جب وہ سواریان آئینگی اُسوقت عنان عزم جس طرف منعطف ہوگی تھم لیا جائیگا وہ عورتین یہ سنکر چلی گئین بعد تھوڑے عرصہ کے ایک طائر خوش رنگ اور ایک مرکب کف درخ کے ہمراہ سامنے آیا اور اُنکے ساتھ سمند خوش رفتار خوش فعلیان کرتا طرارے بھرتا پیدا ہوا وہ گھوڑا تھا کہ سبزہ فلک نے بھی ایسا اسپ تیزرو برق صبا رفتار نہ دیکھا ہوگا کہا ہے

ہے دامن زین سے تند و سرکش	دامن سے بھڑک اُٹھی ہو آتش	سرعت مین یہ صورت نظر ہے
جانے مین یہ منزلون خبر ہے	اُڑنے مین ہوا کی اسمین تاثیر	کیا کھینچے ہوا کی کوئی تصویر
کیا خوب رکاب کیا عنان ہے	وہ ہو مہ تو یہ کہکشان ہی	شہزادہ ذیجاہ توسن چالاک پر

سوار ہونے سے اندر طلسم کے جانا ہوگا پس قریب مرکب جاکر دامن گردان بسم اللہ کہکر خانہ زین پر

بالکل مردہ تھے اور ایسے کہتے ہو کر کفر نہ بولو پتلون نے کہا کیون طوفان برپا کرتے ہو دروغ گویم بر روے تو ہم تو مردہ تھے
تم آپ مرے پڑے رہے شہزادہ بولا کہ اچھا یون ہی سہی لیکن کچھ کھانا تو کھلاؤ یہ سنکر ایک پتلا وہان سے گیا اور
دو روٹیان لیکر آیا شہزادے سے کہا لیجئے نوش کیجیے شہزادہ نے جو دہ روٹیان لین کاغذ کی تھین پس اُنسے کہا ارے
میان کاغذ کی روٹیان لائے ہو پتلے نے کہا لائیے لائیے آپکے نصیب مین کھانا نہین ہی یہ کہکر ہاتھ سے لین اور
توڑین اب وہ روٹیان آٹے کی تھین کہا دیکھیے یہ منہ در منہ آپ جھوٹ بولتے ہین آٹے کو کاغذ بتاتے ہین
شہزادہ نے حیران ہو کر پھر اُسکے ہاتھ سے روٹی لی اب پھر وہ کاغذ کی تھی شہزادہ نے کہا دیکھو تو وا دندھے یہ آٹا
ہی یا کاغذ پتلے نے کہا چلو بھئی یہ بڑا دغاباز ہی یہ کہکر دونون چلے گئے شہزادہ نے روٹیان پھینک دین اور آپ
بنگلہ مین جا بیٹھا جب طباخ دہر نے نان آفتاب تنور مغرب مین لگائی کہ بیت بچھا گردون یہ دستر خوان انجم نما
ہوئی نان سنہرے ہر طرف گم شام کو وہ پتلے پھر تصویر کاغذی ہوے شہزادہ نے اُٹھکر چاہا کہ ان سب کو چلکر
جلا دون میں ایک پتلے کو بازار مین جا کر اُٹھا نا چاہا جیسے ہی ہاتھ لگایا پتلے نے کہا ہون ہون شہزادہ نے کہا ابے
تو بھی جیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ سب مکار وم چرائے پڑے ہین یہ کہکر وہان سے پھر آیا اور بنگلے مین بیٹھا کچھ دیر نگذری
تھی کہ ایک طرف سے روشنی ظاہر ہوئی اور چند نازنینان قمر پیکر یاسمن اندام بنگلہ مین آئین اور کسی خوان میوون کے ہمراہ
لائین شہزادہ کو آداب بجا لا کر خوان سامنے رکھے اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے جو یہان کی مالک ہین اور اُنکا نام
صولت کش جادو ہی یہ خوان آپکے لیے بھیجے ہین اور اسلیے ملکہ صاحبہ واقف ہین کہ آپ ساحرہ کے یہان کا کھانا نہین
کھاتے ہین پس میوہ خشک طعام کی قسم سے بھیجا ہی آپ نوش فرمائین شہزادہ نے یہ حال سنکر شکر رزاق مطلق کیا فرد
خاصے کے خوان آتے ہین شاہ و وزیر کو + بستر پہ بھیجدیتا ہی ٹکڑا فقیر کو + غرضکہ وہ فواکہات وغیرہ نوش فرمایا پانی
اپنے ہاتھ سے اُٹھکر بھرا اور پیا جب آسودہ ہوا اُن عورتون نے کہا یہ جو بنگلہ ہی اسکے پشت پر ایک دیوار ہی اُس
دیوار کے پیچھے تمھاری قضا ہی لہذا ہماری بی بی نے کہا ہی کہ اے شہزادے آپ آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہو جیے گا اور
اگر آپ کہنا نہین مانتے ہین تو میرے پاس دو امانتین طلسم کی ہین ایک گھوڑا اور دوسرا طائر طلسمی چنانچہ وہ دونون آپکی خدمت
مین بھیجے جاتے ہین اگر آپکو باہر طلسم کے جانا منظور ہی تو طائر پر سوار ہو جیے گا اور اگر طلسم کے اندر جانا مرکوز خاطر ہی تو مرکب
پر سوار ہو جیے گا وہ آپکو طلسم مین لیجائیگا شہزادہ نے یہ ماجرا سنکر جواب دیا کہ جب وہ سواریان آئینگی اسوقت عنان عزم جس طرف منعطف
ہوگی سمجھ لیا جائیگا وہ عورتین یہ سنکر چلی گئین بعد کچھ عرصہ کے ایک طائر خوش رنگ ابر سیمرغ کے ادھر کر سامنے آیا اور ایک اسپ سمند خوش رفتار
خوش فعلیان کرتا طرارے بھرتا پیدا ہوا وہ گھوڑا تھا کہ سبزۂ فلک نے بھی ایسا اسپ تیز رو برق صبا رفتار نہ دیکھا ہوگا کہ ابیات

ہے دامن زین سے تند و سرکش
دامن سے بھڑک اٹھی ہو آتش
سرعت مین یہ صورت نظر ہے
جانے مین یہ منزلون خبر ہے
اُڑنے مین ہوا کی اسمین تاثیر
کیا کھینچے ہوا کی کوئی تصویر
کیا خوب رکاب کیا عنان ہے
وہ ہو مہ تو یہ کہکشان ہے

شہزادہ دیکھ چکا تھا کہ مرکب پر
سوار ہونے سے اندر طلسم کے جانا ہوگا پس قریب مرکب جا کر دامن گردان بسم اللہ کہکر خانہ زین مرکب طلسم کو

منور فرمایا اور وہ بادپا لیکر روانہ ہوا شہزادہ کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا بیرون شہر مذکور آیا اُس جگہ وہ گھوڑا پر پیدا کرکے اُڑا شہزادہ کی آنکھیں بند ہوگئیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک اور قلعہ فلک فرسا کا دروازہ نظر آیا اور اُس دروازہ مین کئی سو آدمی دیوانہ مثال سر برہنہ گریبان چاک ننگے پاؤن استادہ تھا گھوڑا اس شہسوار کو لیے دروازہ مین داخل ہوا جب قریب اُن دیوانون کے پہونچا وہ سب دوڑکر ہر طرف سے لپٹ گئے شہزادہ کیا جانتا تھا کہ یہ آمادہ پرخاش ہین غفلت مین سب نے لپٹ کر مرکب سے اُسکو جدا کیا شہزادہ نے بھی گھونسے اور لاتین مارین دو چار کو اُٹھا کر دے مارا دس پانچ کا سر آپسمین ٹکرا دیا مگر وہ مردمان طلسمی باز نہ آئے اور بموجب قول ع دو ایک کی دو ہین اور دو کی چار ہ شہزادہ کا اسلحہ سب چھینکر اشارہ کیا کہ کئی سو دیوانہ قلعہ مین گیا بعد کچھ عرصہ کے ہزارہا آدمی ڈھول گلے مین ڈالے پیدا ہوا اور بجانے لگا یا جمشید کی صدا بلند ہوئی پھر ایک قفس آہنی لاکر اس ہمائے اوج شجاعت کو بند کیا اور اندر قلعہ کے لیکر چلے کچھ دور نہ گئے تھے کہ ساحر سیاہ فام اسباب ساحری تخت سحر پر رکھے گلے مین ایک لوح بہت بڑی پہنے منقل آتشین پر ہوم جلاتا بڑے تزک سے قریب پہونچا ناگہان آیا اُن سب نے اُسکو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے مالک ہمارے اس طلسم کے یاد کنندہ کو ہم آپکی خدمت مین لے چلے تھے آپ اسی جگہ آگئے اب کیا اس کے لیے آپ حکم دیتے ہین یہ عرض انکی سنکر اُس ساحر نے لوح اپنے گلے سے اُتاری اور اُسکو منقل کا دھوان دیکر بعد ادب دعا سامری سے مانگکر کہا کہ مجکو جو مناسب ہو وہ حال نسبت طلسم کشا کے معلوم ہو اُس لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ اُسکو باہر قلعہ کے لیجاؤ جو پہاڑ بانی طلسم نے بنایا ہے اور کوہ ظلمت کہلاتا ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک سل بہت بڑی یاقوت کی پڑی ہے پس اس سل پر اُسکو بٹھا کر ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اسکے اُڑادے اور وہان لے جانے کی شرط اسی لیے ہے کہ اُس یاقوت کی سل پر کچھ لکھا ہے کہ وہ سوائے طلسم کشا کے اور کوئی پڑھ نہین سکتا ہے اگر یہ طلسم کشا ہے تو اُن حرفون کو پڑھیگا ہمکین بھی حال معلوم ہوگا پس اسی جگہ لیجانا اصلاح ہے یہ اُس تختی سے معلوم کرکے اُس ساحر نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور سب دیوانون سے کہا اس مسلمان کو میرے ساتھ لے آؤ غرضکہ آگے یہ اور پیچھے سب ساحر شہزادہ کو لیے قلعہ سے باہر نکلے اور ایک کوہ پر شکوہ پر لائے اُس پہاڑ پر چشمہ جاری میوہ اور گلون کے درخت بیشمار فیض باد بہاری پر بیچ مین کوہ کے قلعہ پر ایک سنگ سرخ نصب زمرد کے حرف اُسمین بھی لکھے ہوئے طغرائے بہار انگیز خط بہار تھا دیوانون نے اس ہوشیار کو اُس پتھر پر بٹھایا اور درپے آزار ہوئے لیکن اُن ساحرون سے تو حرف اُس پتھر کے پڑھے نہ جاتے تھے اس رازدان طلسم سے پڑھے گئے لکھا تھا کہ یہ طلسم ہم نے مسلمانون کیلیے بنایا ہے ہم بھی حکیم اہل اسلام مین سے تھے اور جانتے تھے کہ بعد ہمارے قبضہ ساحرون کا طلسم پر ہو جائیگا اور تمام طلسم کفر آباد ہوکر کفرستان کہلائیگا آخر کو طلسم کشا مسلمان آئیگا پس شکنندہ طلسم اگر اس مقام پر آئے اور سل پر بٹھایا جائے تو یہ اسم پڑھے قید سحر سے نجات پائیگا اور قید ظاہری بھی دور ہو جائیگی پھر دوسرا اسم جو قریب اسم اول لکھا ہے اُسکو پڑھکر دستک دے تو جملہ ساحران جیا بیہوش ہو جائینگے پھر تیسرا اسم جو حاشیہ سنگ پر لکھا ہے پڑھے زمین سے ایک عورت قبول صورت پیدا ہوگی اُسکے حسن بے نظیر پر فریفتہ نہو اور اُسکو پکڑکر اس سل پر بٹھائے یہ سل شق ہوکر

اُڑ جائیگی اور برو سے ہوا جاکر معلق ٹنگے گی اور وہ عورت منت بہت کرے گی کہ مجکو اُتارو چنانچہ جب وہ از حد منت کرے تو اسم چہارم پڑھ کر دم کرے یہ سل اُتر آئیگی آگے پھر اس پتھر مین جو کچھ لکھا جائے اُسپر عمل کرے شہزادہ نے یہ مضمون جو پڑھا نہایت خوش ہوا اور اول فاتحہ بروح حکماء ربانی طلسم پڑھی پھر اسم اول کو پڑھکر اپنے اوپر دم کیا مشکلین کھلگئین دست و بازو مین قوت آئی اُٹھکر ساحرون پر چلا وہ سب لپٹنے کو دوڑے اور غلغلہ برپا ہوا کہ لینا گھیرنا یہ بھی ساحر ہے جانے نہ پائے اسنے دوسرا اسم پڑھکر دستک دی یکایک ایسی ہوا غیب سے چلی کہ سب ساحران نابکار مثل مردۂ صد سالہ زمین پر گرکر بیہوش ہوگئے اس بہادر نے سب کے سر کاٹ ڈالے شور آفت خیز اور ہنگامہ قیامت انگیز برپا ہوا شہزادہ نے اسم سوم ورد زبان کیا دفعۃً زمین شق ہوئی اور گنجینہ حسن ظاہر ہوا وہ زن خوبرو با حسن نیکو پیدا ہوئی کہ مشاطۂ فلک اشرفی طلاے مہر اور گنجینہ اختر اُسکے رخ و دندان پر سے نثار کرتی زلف اُسکی یون زمین سے نکلی کہ مار گنج پر سے باہر آیا گات نے اُسکی درج جواہر کو شرمایا کمر نے اُسکی تار طلائی شعاع مہر کا عالم دکھایا سرین کو بموجب نقرئی پایا از سرتاپا وہ زور رقم طرفہ تو ام تھی حسن کی اس کے دھوم تھی نظم

غضب تھی زلف مشکین اسکے رخ پر
ہوا خواہ اُس سمن بر کی تھی بلبل
پریشانون کو سودا زلف کا تھا

حلب مین نافہ آہو سراسر
غضب تھی عطر کی فتنہ کی خوشبو
جنون کے واسطے اک سلسلہ تھا

لباس اُسکا معطر صورت گل
کہ فتنہ خیز تھی وہ ماہ ہر سو
بس وہ گوہر گنجینہ اسرار پہلوے

شہزادہ ذی تبار مین آکر آبرو بخش ہوئی اور لب کو یون دُرفشانی فرمائی کہ سامری قسم تم بڑے بیمروت ہو ہم تم کو ڈھونڈھتے پھرتے ہمین نادیدہ فریفتہ تمپر ہوے ہین اور تم آنکھ بھی نہین ملاتے ہو ہمکو ہجر مین تڑپاتے ہو شہزادہ نے اُسکی صورت نوزیبا کو بدتر از آسیب سمجھ کر مکر کی راہ سے محبت جتائی اور آغوش مین لینے کا ارادہ کیا وہ بھی لپٹ گئی اسنے اُسکو اُٹھاکر اُس سل پر بٹھا دیا وہ سل ہٹی اور تڑاقا ہوا یکایک سل جانب فلک بلند ہوئی اور برو سے ہوا جاکر ٹھہری وہ زن رسیا پکاری کہ اے صاحب اسطرا اپنے دین و مذہب کا مجکو اُتار لیجیے دیکھیے اتنی بیمروتی نہ کیجیے کسی کو یون بیچ ادھر مین نہین چھوڑتے رشتۂ اُلفت نہین توڑتے ہاے جمشید کیسی میری جان آفت مین پھنسی ہاے مین غضب مین گھر گئی یہ کہتی تھی اور ہاتھ باندھتی تھی جب منت و زاری اُسکی حد سے زیادہ ہوئی شہزادہ نے اسم چہارم پڑھا کہ وہ سل اُتر آئی اُسوقت پہاڑ کے ایک گوشہ کی جانب سے ایک ساحر غدار پیدا ہوا کہ سر پہاڑ سا تھا مکار و پُرتلبیس تھا آتے ہی اُس زن پرفن کو اُسنے ڈانٹا کہ اری او قحبہ تو اس مسلمان سے ملگئی رہ تو جا تیری سزا تیرے کنار مین رکھتا ہون یہ کہکر نارنج جھولی سے نکال کر مارا اُس عورت نے سحر پڑھکر نارنج رد کیا اور وہی سل کہ جسپر اُڑ گئی تھی اُٹھاکر بزور سحر ساحر پر ماری کہ ہرچند وہ بچا لیکن نیچ نسکا سر پر جو پڑی ٹکڑے ٹکڑے سر کے ہوے غل اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور آسمان کی طرف سے شعلہ چمک کر زمین پر گرا غلطاک مارکر صورت عورت کی بنا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عورت مثل بلاے ناگہانی سیہ رو سیہ دندان سیہ قلب بیجا کی ایسی ڈراونی کالی بھوانی شیطان کی سگی نانی ہے غارتگر راحت و آرام باعث صد ہزار پریشانی ہے بس وہ کفر تیہ چنگھاڑی کہ اری دھگڑے باز تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا

اور میرے نئے دولھا پر ارمان نوشاہ کو عروس مرگ سے ہم آغوش کیا میرے بیاہ کو ابھی چند روز گذرے تھے کہ
تو نے مجھے رانڈ کر دیا مین جاکر بادشاہ طلسم ہزار پیچ سے فریاد کرونگی اور جسطرح میرے دل مین لگی ہو ویسے ہی تجکو بھی
آتش عذاب مین جلواؤنگی اس نازنین نے یہ بیان اُسکا سُنکر اُسکو للکارا کہ جا مال زادی ایکغریا دہین اٹھا جا
نالشین میری کر وہ تیرا بادشاہ میرا کیا کریگا اور شہزادہ کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھ یہ میرا بادشاہ ہو یہ میرا کنور کنہیا ہو
یہ میرا سانولا سلونا ہو یہ میرا کھلونا ہے تجکو او فاحشہ کبھی ایسا مرد والا تھا یا کبھی خواب مین بھی تو نے دیکھا تھا اب جلد یہان سے گذر جا
ورنہ اپنے دھگڑے کے پاس تو بھی جائے گی یہ سُن کر طیش مین آکر وہ ساحرہ ایک طرف شعلہ بنکر اُڑ گئی بعد اُسکے
جانیکے اس گلبدن نے ہاتھ اپنے گردن مین شہزادۂ باغ صاحبقرانی کے ڈالدیے اور کہا اے گل بوستان بیوفائی ہر چند
کہ تجھ مین رنگ وفا نہین مگر ہم اپنی سی اُلفت جتائے دیتے ہین لوح طلسم بتائے دیتے ہین سنو اے پیارے
نام میرا آرایش جادو ہو اور بہت مدت سے شیفتہ اور فریفتہ ہون مین نے کتاب آئین طلسم مین پڑھا تھا کہ طلسم کشا اس
بیابان پر آئیگا جو کوئی اُسکی رفاقت کریگا زندہ رہیگا رتبہ اعلی پر پہونچیگا اور جو کوئی اس سے بغاوت کریگا مارا جائیگا
یہ مضمون کتاب مذکور سے پڑھکر منتظر آپکی تھی اور اس بیابانکی حفاظت کرتی تھی آج طالع یاور ہوئے اور بخت رسا نے آپکی
خدمت مین پہونچایا اب میرے ساتھ آپ چلیے مین لوح طلسم جہان ہو اُس راہ پر لگا دون آپکو منزل مقصد پر پہونچا دون
یہ کہکر بزور سحر تخت تیار کیا اور شہزادہ کو لیکر سوار ہو کر روانہ ہوئی بعد کچھ عرصہ کے ایک بیابان مین آکر اُتری وہ جنگل
نہ تھا زمین پر طبقہ بہشت اُتر آیا تھا بلکہ اُس صحرا کو دیکھکر دبی کا بہشت مین جانے کو جی نہ چاہتا تھا ہر قسم کے درخت
اُس جنگل مین لگے تھے یا مسافران عدم جو بہشت کو جاتے تھے یہان کی سیر دیکھنے ٹھہر گئے تھے زمین وہ صاف و شفاف بلور کی
طرح چمکتی تھی سراسر نور کی معلوم دیتی تھی اُس سفیدی مین درختونکی سبزی اور گلون کی سُرخی سے الماس پر زمرد یاقوت جڑا نظر
آتا تھا زیور مرصع کا رشاہان گلعذار کا رنگ دکھاتا تھا ہوائے سرد اور غالیہ بیز ہر سمت وزان تھی مشام اہل انجمن
روزگار بساتی تھی نہرونکی لطافت و تراوت پاکیزگان و سبز کی جان جاتی تھی دل مین ٹھنڈک بڑھاتی تھی یہ کیفیت نظر آتی تھی

نظم

جنت سے تھا بڑھکے وہ بیابان
کیونکر نہ فدا ہو اسپہ رضوان
پتے جو گرے ہین جھڑ کے سر با
گلشن مین بچھا ہے فرش دیبا
ہین منتظر بہار اشجار
باندھے ہوئے ہین قطار اشجار
ہر چشمہ ہے مثل چشمۂ خور
بہتے ہین ستارونکی طرح دُر

شہزادہ اس بیابان مین تخت سحر سے اُترا
وہ معشوقہ با وفا ہاتھ پکڑ کر خراماں خراماں چلی اور ایک نخل سرسبز کے نیچے آکر ٹھہری ایک نخل کی ایک شاخ جانب زمین
جھکی تھی مثل عابد پاک طینت سر بسجدہ باغبان قدرت تھی ایک چھینکا اُسمین بندھا تھا وہ بھی کلابتونکا تھا چھینکے
مین ایک پتھر یاقوت احمر کا رکھا تھا اُس غنچہ دہن نے مسکرا کر کہا کہ اے نہال باغ ارجمندی اس سنگ مین کچھ لکھا ہو
اور جو کچھ تحریر ہو مین اُسکو پڑھ نہین سکتی آپ طلسم کشا ہین پڑھکر اُسی طریقہ پر عمل کیجیے کیونکہ اُسپر لکھا ہوا پتھر کی لکیر
ہے بہر طلسم کشائی یہ تحریر اکسیر ہو شہزادہ نے اُس سنگ کو اُٹھایا ہشت پہل یاقوت کا تراشا ہوا نگینہ پایا نگاہ اُسپر ٹھہرنا
محال تھی آفتاب کے جوت کی طرح سُرخی اُسکی آنکھوں مین اُتری جاتی تھی خوب شہزادہ نے غور کرکے جو پڑھا

لکھا دیکھا کہ اس درخت کا نگہبان ایک اژدہا ہے جب وہ آئے تو اسپر بھی پتھر لگائے کہ وہ ہلاک ہو جائے اُسکے مرنے سے درخت گل حیات ملکہ ہوا دار جادو ظاہر ہوگا اور اُس پھول پر بھی کچھ لکھا ہوگا یہ مضمون ہنوز پڑھ چکا تھا کہ آواز سایئن سایئن کی آئی نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا ایک اژدر مہیب کو آتے پایا کہ کنکر پتھر ٹیکرے جنگل کے اُس کے سینے کے نیچے سرمہ ہوتے تھے آنکھین مشعل کی طرح روشن تھین منھ بھاڑ کی طرح کھلا تھا عقرب فلک کا سامنے اُس کے زہرہ آب ہوتا تھا بھوت زمین کا ایک ہی نوالا کرنے والا تھا غرضکہ وہ بلاے ناگہانی بہت جلد قریب شہزادہ پہونچ گیا اور شعلہ منھ سے چھوڑ کر قلّہ اُسنے کھینچا شہزادہ تو سرعت اور پھرتی رکھتا تھا جست کر کے اُس درخت کی آڑ مین جا رہا مگر وہ تا زمین دم اژدر مین بندھ گئی اور قریب تو تھی ہی بہت جلد کھنچکر منھ مین اُسکے پہونچی شہزادہ نے اس عرصہ مین لنگر قائم کر کے وہی پتھر اُس موذی پر کھینچ مارا پتھر جو سر پہ پڑا اژدر پانی ہو کر بہا آندھی پانی ظاہر ہوا طوفان عظیم برپا ہوا تمام جنگل آتش بہار ہوا جدھر دیکھا شعلہ اُٹھتے نظر آئے بعد کچھ دیر کے اندھیرا ہو گیا اور آوازین مہیب آنے لگین کہ ارے غضب کیا اس مسلمان نے جو اس دشت مین آیا

نظم

صدا کے ساتھ اٹھا اک ابر بدرنگ
گرے سہمے سو سو من کے بس سنگ
وہ ابر تیرہ اُس جنگل مین چھایا
اندھیرا سامنے آنکھون کے آیا
بڑھی خود رفتگی مانند مے نوش
گھٹا دم جسم مین رخصت ہوئے ہوش
سنبھالے سے نہ سنبھلا دل غش آیا
زمین پر آپ کو بیہوش پایا

بعد کچھ دیر کے جو ہوش شہزادہ کو آیا دیکھا کہ نہ وہ بیابان ہے نہ وہ آشوب کا سامان ہے مگر ایک اور صحرا ہے کہ مثل مرد مفلس کے پریشان ہے نہ کوئی شجر ہے نہ دریا ہے نہ انسان ہے نہ حیوان ہے صرف کفدست میدان ہے مگر وسط صحرا مین ایک درخت بہت مختصر طول مین ہمرنگ قامت یار ہے بہت پر بہار لگا تھا ہر برگ اُسکا مثل زمرد اخضر چمکتا تھا تنہ درخت کا یاقوت احمر کا تھا شاخین نیلم کی تھین اور مثل دست رنگین معشوق نزاکت سے بھری تھین اور نشۂ بادہ بہار سے جھومتی تھین درخت کی چوٹی پہ ایک پھول جواہر کا لگا ہے جان گلہاے زمانہ ہے چمنستان دہر مین یگانہ ہے پنکھڑیان اُسکی لب نازک معشوقان عالم کو شرماتین خوشبوئین طرح طرح کی اُس مین آتین دماغ گل پیرہنان دنیا بساتین شہزادہ کا گل باغ خاطر اُس پھول کو دیکھ کر شگفتہ ہوا اور چشم نرگسی سے ٹکٹکی اُسی کی جانب باندھی اُسوقت اُس درخت کے پاس زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نکلی کہ بالکل خبیثہ تھی غول بیابانی اُس سے خوف کھاتا چڑیلون کو اُسکے سایۂ نحس کا آسیب ہو جاتا اُس زشت کردار نے ہں سعید کو گھورا اور کہا تو کیا تک رہا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ پھول مجکو بہت پسند ہے تو مجکو توڑ دے اُس عفریتہ خصائل نے ٹھُرک کر کہا کہ موذی کالے تیری نظر کو چھاپون پھوڑوں تو نگوڑے یہ حوصلہ رکھتا ہے کہ پھول توڑے ارے تجکو خاک مین ملاؤن اس پھول کے تاکنے والے کو صدقہ اُتارون جا دور بھی ہو یہان سے شہزادہ نے کہا تم جو کچھ چاہو کہو مین بغیر پھول لیے نجاؤنگا یہ کہکر قریب درخت آکر زمین پر لوٹ گیا اور پاؤن پھیلا کر بیٹھا وہ خبیثہ ہنستی ہوئی اسکے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ لے واہ تم تو خوب راہ لائے مجلکر پاؤن پھیلا سکیون تیری شامت آئی ہے موت نے گھیرا ہے لے اجل رسیدہ جلد اس شجر کے پاس سے ہوا ہو یہ کہکر شہزادہ کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ کر اُٹھا دون از بسکہ قریب تو استادہ ہی تھی اسنے دونون ہاتھ سے پاؤن

اُسکے پکڑکر جھٹکا جو دیا منھ کے بل وہ گری اسنے تصور کیا کہ یہ ساحرہ ہے سحر پڑھکر چھوٹ جائیگی پس وہ تدبیر کرو کہ
سحر نہ پڑھنے پائے چنانچہ گراتے ہی اُسکو زمین سے اُٹھا کر پاؤن تو پکڑے ہی تھا اُسکو تھمانا شروع کیا چکر ایسے دیے کہ
ساحرہ کی عقل چکر مین آئی متوحش ہوا اسے بیہوشی چھائی اسنے خوب تھماکر ایک پتھر پر سر کے بل دے پٹکا سر اُسکا پھٹ گیا
سانس بھی اُسنے نہ لی واصل جہنم ہوئی پھر غلغلہ دار و گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا بیابان جادو کو اُس کے
مرتے ہی اُس درخت مین آگ لگی اور سب درخت جلتے جلتے جب اُس پھول کے پاس آگ پہونچی وہ ٹوٹ کر زمین
پر گرا شہزادہ نے جلدی اُٹھا لیا اور غور سے دیکھا تو جواہر کا پھول کنول کا ہے بلور کی ڈنڈی لگی ہے اُس ڈنڈی پر
لکھا ہے کہ اے شکنندۂ طلسم جس کے پاس طلسم کی لوح ہے وہ اس پھول کی عاشق ہے اور اسکی جان یہی پھول ہے
کسی کو یہ راہین طلسم کی کاہے کو ملتین جو یہان تک آتا اور ان جادوگرون کو مارتا تو بہت صاحب نصیب ہے جو یہ
پھول تیرے ہاتھ آیا اب اس گل کو لیکر بہت ہوشیاری سے آگے روانہ ہو ایک ملک مین پہونچیگا اُس ملک مین جو
کوئی کہ تجھ سے یہ پھول طلب کرے جاننا کہ لوح کا محافظ وہی ہے آگے عقل کا کام ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ یہ
مضمون اس پھول پر تحریر دیکھکر شہزادہ نے پھول تو کمر سے باندھا اور دعاے ماثورہ اور آیہ وغیرہ صحائف الہیہ
کی اپنے اوپر دم کین اور وہان سے آگے بڑھا سیر طلسمات کرتا چند منزل طے کرکے ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا کہ
حصار شہر پر مصقلہ سونے کا کیا ہے آفتاب کی جوت سے ہر سمت آفتاب نکلا نظر آتا ہے دیوار و در جگمگاتا ہے
دروازہ مین تمام جواہر پچی کاری کیا ہے آیند و روند کا رستہ ہے مردم کم ہین ہزارہا زن خوبرو حور شمائل کا پہرا ہے شہزادہ
اندر دن شہر قدم زن ہوا اندر آکر جو دیکھا ہر سمت عورتون ہی کا انتظام پایا ہر بازار مینا بازار نظر آیا وصاف اُس شہر
کی توصیف مین مقطوع اللسان خامۂ تحریر کی قاصر زبان ہر طرف راز و نیاز کی گرم بازاری خوبرویون کی طرحداری
زلف کا سودا ہر خاطر بلبتیان ارزان نظارہ اپنے اوپر آپ نازان ہر مکان رفعت مین فلک کیوان طاق ہر ایک
رشک ابروے پریرخان محراب خم ہلال عید دہر ایک دیدہ شنیدہ ستون ہر ایک پُر نور غیرت دہ ساعد حور بام پر
خدا کی قدرت کا ظہور چبوترہ مکان کے آگے مصفا آئینہ سکندر کا نقشہ دکانون مین سرمایۂ عمدہ و بدیع دکاندار کی
شان رفیع کہین تمبولن اپنی سرخروئی جتاتی کہین ساقن دل عشاق کے دھوئین اُڑاتی تمبولن کی دکان پر ہر ایک کو
دعوی جان سپاری دل خون ہو جاتا بیڑا اُٹھاتا عاشق کے خون تھوکنے کی تیاری اُگال اُسکا یاقوت یا ہر جان عشاق قوت
سامنے تمبولن کے آئینہ لگا ادھر ادھر آئینہ کے سونے چاندی کے مرتبان جنہین معنبر و معطر کتھا چونا پانون کی سامنے
کھلی ہوئی ڈھولیان سرمایہ نقد ہوش ڈھولیتی تھی حسن پر اپنے موہ لیتی تھی کہ بیت سرخی لب کے وصف مین جسنے
ایک مصرع کہا تو خون تھوکا ÷ وہ لب رنگین پر اُسکے مسی کی دھڑی اور اُس پر پان کا لاکھوٹا شب دیجور مین شفق
کا تماشا نظر آتا بلکہ ع مسی مالیدہ لب پہ رنگ پان ہے ÷ تماشا ہے تہ آتش دھوان ہے ÷ یاپک جہان
وہ تھوکتی زمین کان یاقوت بنتی زبان اُسکے وصف مین لال ہے ساقن کے حسن کا بھی یہی حال ہے کہ دم اُسکا
بھی غنیمت تھا حقہ لعل اُسکا دہن بہ نزاکت تھا زلف پیچان پر اُسکے دود آہ عاشق کا گمان تھا رخسار آتشین پر

اُسکے خال سیاہ عیان تھا یا سویداے خاطر عاشقان تھا وہ میز ون پہ قرینے سے پیچوان دھرے پینے والون کے دماغ خوشبوے تنباکو کے بسے اور بھرے فرشی حقون کی تمنا مین لب فرش خریدار کھڑے سافن کے رخ کا پسینہ عرق بہار سمجھ کرنے جان کو اُس سے بہلاتے وارہ مدار یہ اُنسے ہوتے جاتے کہ دم بغیر ہم نہ محروم پھرین تیرے عشق مین لے گل بیان جل جل کر مرین جب دم حقہ پر لگاتے سر در آنکھون مین آتا اُسوقت جھوم کر یہ سناتے کہ بموجب قطعہ

بزم توحید ست تنباکوے ما ٭ بوے وحدت میدہد ہر دم ما

اولش اللہ و آخر ہو کشند ٭ ان جوانانے کہ تنباکو کشند

کوئی نوجوان عشق مین سافن کے دل جلا مال و دولت سلفا کیے یہ اشعار پڑھتا کہ اشعار

بتوان آموخت آداب محبت را ازد ٭ حقہ نے مجلس نواز و دلفریب و دلبری

سر نمی پیچد اگر بر سر نہندش اخگری ٭ تا بہ سر سندش نگوید حرف تلخ و دیگری

کسی طرف بزازہ گلبدن دکان لگا بیٹھی اطلس فلک اول اپنے کپڑے کے سامنے داغہاے انجم سے مشجری بناتی جس خریدار نے اُسکے پان جالی لوٹ اُسپر دل ہوا الاہی الّی خیر دود دل ہوا شفق کی اطلس سرخ نظر مین ناپسند ٹھہری قباے گل گلزار با لکل بری سکلی کف افسوس ململ کر آخر جان دی نین سکھ اُسی بزازہ کو دیکھ کر پاتی سودے مین عریانی تنزیب نظر آتی مرطلعتون کا دل اُسکے حسن کو دیکھ کر کتان کی طرح پارہ پارہ عاشقون کو کمخواب آتا دل اُسی کا یار گاڑھا اسی طرح ایک سمت شیرینی فروش یعنی حلوائن لحکامی خریداران کھو یا کرتی جب مٹھائی تھالون مین بھری دکان اُسکی کیا کھلتی در بہشت کا دا ہوتا شیرہ جان عاشقان کا قوام بگڑتا لب شیرین پر اُسکے اگر مکھی بیٹھ جاتی تو یہ بات عاشقون کو یاد آتی کہ فرد

بیٹھنے سے تیرے ہم سمجھے لب یار کو قند ٭ بات مشکل تھی دلے تو نے یہ حل کی مکھی ٭

تھال اُسکی دکان کے مہر و ماہ کے تھالون کو شرماتے جلیبیون اور امرتیون کے پیچ دل کو پیچ مین لانے برفی پہ برائی کا شک کرنا سراسر تلخکامی ہے شکرپارون کو اختر چرخ کہنا بدنامی ہے کہان تک وصف اُسکا بیان ہو بہتر یہ ہے کہ توصیف صرافہ مین خامہ روان ہو کہ وہ صرافہ نوجوان عاشق کو کوڑیون کے مول لیتی فلک کا سینہ اخترون سے بھرا ہے یا وہ پیسہ کا داغ دیتی اشرفی کو اُس سیمتن نے بمہری سے دیکھا ہے جب تو زرد روئی نصیب ہی سیم سادہ نے جو اُسکے تن صاف سے دعوی ہمسری کیا تو سکہ کی ضرب کھائی گلی گلی ماری ماری پھری آوارگی کا چلن ہوا دکان پر ہر ایک طرف اشرفیون کا ڈھیر دوسری جانب روپیون کا انبار پیسے تھے یا داغ خاطر عاشق زار محک امتحان مین ہر ایک سنجیدہ نظر سنجیدگی تول لیتی گانٹھ گرہ کا اُسکی زلف رسا کھول لیتی دولت ہوش و حواس جان و دل مول لیتی عاشق تن سکہ دل وہان بھناتے یہ شعر زبان پر لاتے

بیت

طالب نہین دولت دنیا کا دل مرا ٭ اس سیمتن کا وصل ہے تھیلی زر مجھے ٭

ایک طرف گندھن رشک چمن گل پیرہن دماغ جان خریداران خوشبو سے بساتی قرابہ دلمین گلر خساری اُسکی برنگ عطر گل بھری جاتی پسینہ اُسکا گلاب کہین بہتر مجموعہ کا عطر پریشان خاطرون کے لیے بہت خوشتر دمبدم فتنہ سازی کرتی دل بلبل کو آگ پہ دھرتی جب گلاب کشید کرتی جو کوئی صندل مول لینے جاتا اُسکو دیکھ کر زرد اون و درد سر خریدن کا نقشہ نظر آتا پھول ٹوکری مین بھرے دکان مین دھرے تھے دیار گلشن چھوڑ کر اسی کے کوچہ مین آ بسے تھے اگر کی بتیان سوز دروں کا پتا دیتین جلنے اور

دل جلانے کی راہیں بساد میتیں شمعیں سر کے بل ٹنگی مگر بزبان بیزبانی یہ کہہ رہی تھیں کہ فقط لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیان نہو ٭ جل بجھیے اس طرح سے کہ مطلق دھوان نہو ٭ غرض کون ایسا تھا جسکو اُسکا سہانا سماں تھا شہزادہ یہ سیر دیکھتا جب آگے بڑھا سامنے جوہری بازار نظر پڑا ایک ایک جوہری بھی کان جواہر دکان کو بنائے بیٹھی تھی جواہر کے دریا میں خود بھی ڈوبی ہوئی تھی اگر جھمکا اُنکے کان کا عقد ثریا پر پرتو افگن ہوتا تو اُسکا ستارۂ قسمت پھر جاتا بالا اُنکے کان کا ہالۂ مہر و ماہ سے بالا عاشقوں کو تباتی وہ ٹالا بالا نورتن اُنکے ستارہ سحری سے زیادہ روشنی گوہر دندان سے مملو اُنکا دہن لب اُنکے یاقوت رمانی کو شرماتے عاشق اُنکے چہرۂ زیبا کو دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتے کہ شعر

کیا یاقوت موتی کو جو کھایا پان اُس گل نے ٭ کلی مستی تو نیلم کر دیا لعل بدخشان کو ٭

وہ جواہر اُنکی دُکانوں میں تھا کہ ایسا کاہے کو کانوں میں تھا اگر جوہری فلک اپنے جواہر کواکب کو اُنکے سامنے لاتا تو داغی نگینہ مہر و ماہ ٹھہرایا جاتا چرخ فیروزوں کے سامنے فیروزی بنا تا رنگ بدل بدل کر مقابلہ کرنا چاہتا تھا جواہر پوش معشوقوں کا کیا وصف بیان ہو نظارہ باز خیال نیرنگی حسن کو اُنکی طلسم جانتا کیونکہ لب یاقوت رنگ کے عکس سے کبھی گوہر دندان پارۂ لعل و عقیق میں بنجاتے اور لب لعلین کا ہے عکس دُرِ دندان سے ہمسلک گوہر نظر آنے عاشق بار بار یہ شعر زبان پر لاتے شعر

اُس جواہر پوش کے دیکھے ہیں وہ یاقوت لب ٭ جسکی رنگینی کے آگے لعل بھی اک سنگ ہے ٭

بلکہ بموجب بیت

بسا آبداری لعل لبش نخواہد بود ٭ اگر ہزار عقیق از یمن شود پیدا ٭

شہزادہ تا دیر اُس بازار میں ٹھہر کر مصروف تماشا رہا اور دامن نظارہ کو جواہر حسن سے بھر لیا پھر آگے بڑھا تو قسم قسم کی دکانیں نظر آئیں کہیں میوہ فروش کہیں ترہ فروش اپنی خوبی حسن کی سرسبزی دکھاتیں کرتیں انگیا میں کوے چھپائیں عاشق تن دولت عشق سے نہال شجر محبت سے باغ دل بھرے ثمر الفت سے مالا مال نگترے رس بھرے عاشق چاشنی اُنکی چکھنے کو کھڑے پیمانۂ صحن میں شفق سرخ فلک نے بھری تھی یا ٹوکری میں نارنگی دھری تھی خربوزہ پسند خاطر وضیع و شریف تھا میٹھا بہت لطیف تھا خریدار لگھاتے آبلہ ہائے دل کو خوشۂ انگور سے عاشق لڑائے خوشی خوشی آتے اور ترشروئی سنگترنی کی اُٹھاتے شیرین کا می مول لیجاتے میوہ فروشنیں ذقن حسن بہ برباد چشم سے صاد کیے تھے میوہ جات عاشقاں برباد کیے تھے سرو قد پستہ دہن تھی معشوقہ زیبا رشک حسد بہار چمن تھی پستان اُسکے انار وہی عاشق کو اُسکے عشق میں جان دہی انناس پسند خاطر عوام الناس لیکن پستان کا لاانناس اور ترکیا کہوں لیکن پناہ من شر الوسواس الخناس سیب ذقن عاشقوں کے لیے بلا رب آسیب جان مضطر ناشکیب شفتالو کو دیکھکر لب نازک کا بوسہ لینے کو جی چاہتا آیہ ولسانا و شفتین زبان پر لاتا فی الجملہ سیب ذقن پر اُسکے جو اکبار آئے نہال آرزو میں بار آئے ٭ شہزادہ تعریف سرسبزی شہر فرماتا جاتا تھا کہیں کنجڑن کسی جا حلوائن کسی مقام پر بھٹیاریوں کی طرفہ آبداری پاتا تھا کہ حسن نمکین اُنکا دلمیں شور محبت ڈالتا تھا طلعتوں کا دل شعلۂ حسن پر اُنکے کباب ہر کردہ نان اُنکی دکان کا آفتاب سنبوسوں میں وہاں معشوق کے بوسوں کا مزا کلیجہ وہ اچھا کہ جسکو کل چاہیں کھانے والے قوت پائیں خطائی کبابوں کو ناپسند خاطر کرنا خطا تھا زردے نکلے عشق میں زرد یکر غلہ دیوں کو سودا کیسا یہ فان ہوا تھا کہ جدھر دیکھو زردہی زرد نظر آتا تھا طباخ فلک آفتاب و ماہ کے دو دیگڑے لیے صبح و شام پھرتا ہے مگر آٹا گیلا رہتا ہے اُس کے

نظم

پیڑون سے کب مقابل کرسکتا ہے حسن بھی اُنکا نمک پاش زخم جگر دلسوز غم مین کباب بدتر — ملاحت اُنکے رخ پر بھی نمودار
صباحت کا ہوا تھا گرم بازار — جو وہ شیرین دہن کرتین تبسم — تو خوش آتا تھا اُس جا شور مردم

کہین کلال کی دکان تھی کلوارن نشۂ حسن سے مخمور بیٹھی تھی پیمانہ چشم سے شراب غمزہ وناز دیتی تھی بادہ کشون کا اُس جا جاؤ ہر ایک کی زبان پہ لاؤ لاؤ گلابیان شراب ارغوانی و زعفرانی کی میزون پر چنی ہوئین میخوارون کی نگاہین اُسپر جمی ہوئین کوئی عالم مستی مین یہ شعر زبان پر لاتا کہ بیت زمیدہ چشم یار مین سُرخی ہے نشہ کی ✦ کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہے ✦ کوئی کہتا تھا کہ شعر وہ صراحی تو ساقیا ڈھلکا ✦ کاگ اُڑتا ہے جس سے بوتل کا ✦ شہزادہ اس شہر پُر نزاد کو دیکھ کر بہت محظوظ و مسرور ہوا اور قریب دارالامارۂ شاہی سیر کنان پہونچا یہان طرفہ ماجرا دیکھا کہ قصر شاہی سے بہت دور تک ہزارہا مالن غنچہ دہن ٹوکریان پھولون سے بھرے بیٹھی ہین ہرے ہرے پتون کی چنگیرین بنا رہی ہین چھڑیون مین گہنا گوندھ کر لگا رہی ہین گل سرسبد کی شوخ رنگی دکھا رہی ہین ایک ایک اُنمین حور بہشت بریں ہے لباس انکا نہایت پر تزئین ہے اگر وہ مالنین پھولون کو رشتہ مین نہ گوندھتین تو ہر پھول بیقرار ہوکر شب کو جگنو بنکر باغ عالم سے اُڑ جاتا فرط غم سے صورت داغ جگر عاشق بنجاتا غنچہ اپنی گرہ زر خرچ کرکے اُن مالنون پاس آیا تھا بہار نے در پردہ گل اشرفی کا خزانہ اُنپر سے لٹادیا تھا لالہ اُنکا داغی غلام تھا عندلیب سفید اکی طرح شہزادہ دل سے اُن گل رخسارون کے عشق مین بدنام تھا سوسن اُنکی ادنی کنیز تھی سیدھے منھ بات کرین یہی آرزو رکھتی ہمہ تن زبان ہوکر خاموش ہوکر بصد تمیز تھی جو بہی جو ہے وہ ان البیلون پر نثار تھی چنپا چنپا کلی بنکر گلے کا ہار تھی غنچہ اُن کے دہان تنگ کے روبرو خاموش نرگس کو انکی چشم حیا پوش کے دیکھنے کا دل مین جوش گل انکے سامنے کیا دعوی نزاکت کرتا جبکا یہ حال تھا کہ بیت نازک اندامی کین کیا نسبت کسی کو یارے ✦ بدھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہارسے ✦ شہزادہ نے اُن گلرخسارون کا باغ لگا ہوا دیکھ کر غنچہ خاطر شگفتہ فرمایا اور اُنسے پوچھا کہ اے گلعذاران سراپا بہار یہان تم کس گل کی ہوا سے محبت مین جمع ہو اُنھون نے جواب دیا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو نو وارد ہے یہانکا مین نہین جانتا ہے اس شہر کی مالکہ ہوا دار جادو جسکو پھول بادشاہ زادی بھی کہتے ہین اُسکو ایک پھول کی خواہش ہے اسی کی تلاش مین ہر روز یہان آتی ہے اور تمام بازار کے پھول خریدے جاتی ہے اور ہم سے تاکید فرماتی ہے کہ دور دور کے باغون اور صحراؤن سے ہر روز پھول لاؤ ہم اسکی خاطر سے بڑی فکری دور سے پھول لاتے لاتے ہین اور اُسکے لیے گہنا بناتے ہین یہ سب اُسی کے دم کا مجمع ہے ابھی تک تو جس پھول کی اُسکو تمنا ہے وہ دستیاب نہین ہوا ہے شہزادہ نے یہ ماجرا جو سُنا دل سے کہا اُسی پھول کی یہ شہزادی عاشق ہے جو مجھکو ملا ہے تو بھی اپنا پھول ہاتھ مین لیکر اس بازار مین کھڑا رہ دیکھ تو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے بس یہ سوچ کر کمر سے وہ پھول طلسمی نکالا اور ہتیلی کی چنگیر پر رکھکر ایک سمت اُس بازار مین کھڑا ہوا جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور گل آفتاب زرد ہونے لگا کہ بموجب شعر بہار شام طرفہ رنگ لائی ✦ گل خورشید پر آئی تباہی ✦ سہانا وقت ہوتے ہی اُس بازار مین سقینان بھی نوجوان حسینہ و جمیلہ تھین دست نگارین اُنکے حنا آلود جوڑے اُنکے ترچھے بندھے بادلہ کا

لنگیان کندھے پر ڈالے آڑے تسمہ گلے مین بڑے سونے کے کانٹے لگے وہ انکا اترا کر چلنا قمقمون مین انگیا کے واڑ گون
گلاس کا عالم لبون پر مسّی کی دھڑی امسیر لالی جمی کالی گھٹا مین بجلی چمک رہی کانون مین بجلیونکا تڑپنا دلپر بجلی گراتا
دست رنگین کا ہر چھلا عاشقون کو گل کھلاتا پائے نازک مین کڑے پڑے نرم دل عشاق کو کڑا دن دکھاتے
پامال ہونیکی ہوس بڑھاتے ان رنگین اداؤن نے تمام بازار مین جھمکڑا کیا اور سڑک کو ہمشکل آئینۂ سکندر
بنا دیا کوچہ کوچہ گلاب کیوڑے سے بسا دیا بعد کچھ دیر کے اہتمام سواری کا ہوتا نظر آیا آگے آگے صدہا نازنین کو تلم
پاپا بچہ زر رنگین حسن غضبین قلماقنیان اسوہ بیگنیان و اغستانیان بندوقین کاندھون پر رکھے گذرین انکے بعد کئی سو
چوبدارنیان عصا ہائے طلائی و نقرئی لیے وہ بلبل کی طرح چہکتین آوازین طرقوا کی دیتین ہٹو بچو کا شور بلند بڑھے
عمر و دولت شہنشاہ ارجمند پکارتین چاوشون کیطرح للکارتین نکلتین ایک ایک انمین پری رخسار تھی حسن کے جوش جوانی
کی بہار تھی وہ انکا اٹھلا کر پانون دھرنا وہ سرینون کا مٹکنا مچھلیونکا ہلنا عکس ان مچھلیونکا آئینۂ رخسار مین
انکے جو پڑتا تو بحر حسن مین ماہیون کا تیرنا معلوم دیتا انکے گذرجانے کے بعد ہزارہا کنیزان عہدہ دار لباس
ارغوانی و زعفرانی زیب جسم کیے زیور جواہر آگین پہنے مرکبہائے باد رفتار پر سوار پیدا ہوئین کلغیان مرصع کی
چوٹیون پر لگین زین جواہر دور کسا پاکھر بنت پر تکلف ہتھون پر پڑین دہانے خنگ سال چڑھے کندہ کیے ہوے **قطعہ**

کیا کیجیے وصف ساہ و رہوار	ہو ٹھیک برنگ نغمہ و تار	زیور سے لدا ہر ایک گھوڑا
گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا	سرعت مین ہوا سے تھے کہین فزون	زیور سے تھے گنج باد آورد

وہ نازنین شمشاد قامتان چہرہ چھپائے آپس مین کرتی جاتین کوئی اپنے عاشق کو کڑا دن دکھاتی کوئی آنکھ سے
آنکھ لڑاتی کوئی شرما جاتی تنکر جوبن کا عالم دکھاتی اسی طرح یہ مجمع بھی گذر گیا پھر سامان بادبہاری اور جلوس
سواری پیدا ہوا اول تماشائیون کا جسپر شیدا ہوا اس پھول بازار مین حور کردارونکا جمع ہونا گلزار بہشت کا
رنگ نظر آتا تھا عود و عنبر کے لخلخون پر مشک ختن صدقہ ہوا جاتا تھا مشام دہر معطر تھا فروغ حسن مہر طلعتان سے
کاشانۂ عالم منور تھا مغنیون کی صدا لغمۂ بلبل گلزار کی آواز صدا خندۂ گل چشم لطف گیان سواری کے
اشتیاق دید مین ہمہ ابرنگی تھین نرگستان باغ فردوس کا رنگ دکھاتی تھین آئینہ رو پریون کا براہ صفت باندھکر
چلنا چشمۂ صفا کا لہراتا تھا یا روح سکندر کو تڑپاتا تھا آئینہ خانۂ عالم مین حیرت کا عالم نظر آتا تھا لب ہر
محبوب کے مستی زیب تھے تختہ سوسن کا بھولاتا تھا خوش خرامی پر انکی کبک چال بھولاتا تھا نواب ناظر اور خواجہ سرا
غلمان پیکر سرگرم اہتمام ہٹو بچو کا غل نہایت دھوم دھام کناریون کی صورتین پیاری مچھلیان سرون
پر کلغین لٹکے پالکان مین بھاری ہر ایک اپنے جوبن مین اتراتی ہنستی کھلکھلاتی تھی کہ بموجب **نظم**

سواری سے ہوئی پہلے نمودار	بہت آراستہ افواج جرار	پھر اسکے اردلی کے خاص بردار
ہزار اک لخت تھے ہمراہ سردار	لباس انکے بدن پر زعفرانی	بھرا ہیلون مین تھا سونیکا پانی
علم ہاتھون مین تلوارین برابر	سرد کان وہ ٹھہرے افسر آکر	عقب خواجہ سراؤن کا تھا حلقہ

ترک اُنکا زمانہ سے جُدا تھا
مرصع تھا یراق و ساز زرکار
ہر اک خورشید اور مہتاب سیما
ہر اک پہنے مرصع کار زیور
فرین برچھیان ہاتھون مین سب کے
پری تھی ایک اس حلقہ کے اندر

قباؤن مین وہ اُنکے صرف کمخواب
یہ سب خواجہ سرا گھوڑون پہ اسوار
جوان ہر ایک کمسن رو کش حور
مقابل اُنکے ذرّہ مہر انور
پیادہ باخزانان تھین زمین پر
خجل تھا جس کے رخ سے مہر انور

خجل تھا اشرفی بوٹی سے مہتاب
گروہ انکے عقب پھر عورتون کا
سراپا پیرہن جسمون پہ پُرنور
عیان ناز اور کرشمے تھے غضب کے
یہ نکلین آکے دوکان کے برابر
یعنی ایک سراپا ناز عربدہ ساز

ہوادار پر سوار گرد اُسکے پریون کی قطار ظاہر ہوئی شہزادہ نے ایسی صورت کبھی نہ دیکھی تھی دراصل وہ زینت فزاے انجمن رونق کاشانہ جان وتن روح روان عاشقان جان جہان سردار محبوبان زمان گل باغ شرم وحیا گلدستۂ بزم جفا غارتگر کشور دل کاروان اضطراب کی منزل ترک ستمگر لشکر غمزہ وناز کی افسر غیرت رو خوشخو گل اندام باعث صبر وآرام سرو گلزار رعنائی شمشاد گلستان زیبائی دلدار ودلبر گلفام وسمنبر۔ بلکہ اور دنیا بھر کی خوبیان اسمین تھین کرشمہ وناز وادا کی پوٹ دل اسیر لوٹ بہار گلشن وصل زمانہ حسن کی فصل نظم

وہ تھی ایسی حسین وخوبصورت
خجل ہے آفتاب آسمانی
ہوئی پیدا نہ ایسی اور نہ ہوگی

قمر کے دل مین ہے داغ کدورت
بلاشک قوم مین آدم کے تھی فرد
نظر آتی تھی اک قدرت خدا کی

نہین ہے قاف مین ابتک کا ثانی
کہ چہرہ شرم سے ہے حور کا زرد
اس حسن خداداد پر نزاکت اس رشک

حور کی ایسی تھی کہ ہوا کے جھوکے سے مرجھاتی تھی مگر اس گل کی وہ ہری ہوئی جاتی تھی پس اس نازک بدن نے تمام بازار مین پھر کر جتنے گلفروش بیٹھے تھے سب کے پھول مول لیے اور پھرتی ہوئی قریب شہزادہ آئی طرفہ ماجرا دیکھا کہ ایک گل باغ نوجوانی شہزادہ حسن مین لاثانی روح قالب حور بلا ایک فریب چشم حسن کا نور رخسار جس کہ ساحر زلف کے افسون سے تہ دام جادو نگاہون مین اُسکا افسر نام لب جان بخش کا اُسکے مسیحا تشنہ خضر چاہ زنخدان پر آب مصفا کا پیاسا دہن غنچۂ باغ لطافت آتش نمرود نخوتان کیلیے گلزار ابراہیمی اُسکا رخسار پر نزاکت لیلی اسکی مجنون خرمن مشتری حسن ہزار دلبر مفتون قامت اسکا قیامت سرو بار وار آفت سرآمد خسروان زمن شیرین سخن عنقاے اوج رعنائی ہمایون طاؤس چمن زیبائی دافع حزن دل رنجور سراپا ابتہاج وسرور خوبی مین فلک کی تقدیر چین کی صورت راحت کی تصویر کہ نظم

ٹھلتے پاؤن تک ہین موے مشکین
ملے ہے خوشۂ انگور کو آب
بیاض صبح کی وہ لوح ہو صاف
بھرا ہے آفتاب سحر کا نور

فدا ہین نافہاے آہوے چین
عجب بالون مین پیشانی تھی پرنور
وہ آئینہ جلا جسپر ہے شفاف

جب اُن بالون کو دیتا ہو وہ گل تاب
میان ابر تیرہ جلوۂ حور
سیہ آنکھین ہین ایسی چشم بد دور

پس وہ شہی بالا ایک پھول ہاتھ پہ رکھے کھڑا ہو غور سے جو دیکھا دہی پھول پایا کہ جو اپنی زندگی کے باغ کا ہے پھول تو باعث حیات ہی مگر پھول والا سبب ممات ہی دیکھتے ہی ہواے عشق نے گلہاے ہوس ریاض دل مین کھلائے بادم مرنے گلستان صبر وقرار تاراج فرمایا

بیتاب ہوکے نقد ہوش وحواس کھوکے اپنی کنیزون سے کہا کہ جس پھول کی مین تمنا مین تھی وہ آج نظر آیا گل مراد بوستان اُمید مین باغبان قدرت نے شگفتہ فرمایا تم جلد یہان سے جاؤ اس جوان رعنا کو جو پھول لیے کھڑا ہے میرے پاس بُلا لاؤ یہ حکم سُنکر محکم جادو نام ایک انیس مع چند کنیزان بآئین سلیس روانہ ہوئی اور بصد انداز شہزادہ کے پاس آکر گلفشانی کی کہ اے میان مسافر چلو ہماری ملکہ نے تمھین بُلایا ہے شہزادہ کا بھی اُس آئینہ رو کو دیکھکر سکتے کا عالم تھا گریبان تا بدامن دریدہ تیغ الم سے سر عشرت بریدہ درود رمان سے بہتر سینہ یا درو سے مصفا مین آئینہ تابان سے بڑھکر کہ بیت تیرے جلوہ کا وہ عالم ہے کہ گر کھینچے خیال ✤ دیدۂ دل کو زیارتگاہ حیرانی کرے ✤ اُن کنیزون کے کلام کا اس حیران نے مطلق جواب نہ دیا پھر تو وہ قہقہہ مارکر ہنسین اور گویا ہوئین کہ خدانخواستہ کیا حضور کے دشمن بہرے ہین لے صاحب ہم غریبون کی طرف نظر رحمت فرمایئے ملکہ صاحبہ نے بلایا ہے تشریف لے چلیے شہزادہ نے ابھی لبون سے سخن کو آشنا نہ کیا ایک کنیز نے انمین سے کہا اے بوا اس مردوے کو بڑا غرور ہے اپنے مکھڑے مین کسی سے آنکھ نہین ملاتا ہے دوسری نے کہا بہن نہین ایسا تو نہ کہو یہ تو ہنستی پیشانی نظر آتا ہے چھوا اسکا روتون کو ہنساتا ہے تیسری بولی کہ مجھے اپنے دیدون کی قسم اتنا اغماض بھی پھوٹے دیدون نہین بھاتا چوتھی نے شہزادہ کا بازو پکڑ کر ہلایا اور کہا اے میرے اللہ آپکو مارے غرور کے بات کرنا بھی دشوار ہے ذرا تو منھ سے بولیے سب سے کیلیے کیا ہم سب کو آپنے کوڑا سمجھ لیا ہے یا دیوانہ بنا ہی شہزادہ نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ ہمارے چشم نمناک ہی دل وحشت منزل صد چاک ہے جامۂ ہستی اندام شوق پہ تنگ جینے سے ہمکو ننگ دل پھوڑے کی طرح تپکتا ہے کچھ خون بدن کا خشک سا ہوتا ہے کچھ آنکھون سے ٹپکتا ہے زبان ناطقہ لال ہی ہمھین کیا تماشا ہین کہ کیا حال ہے بیت وہ بدخماد میری داستان عشق طولانی ✤ عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جاے ہے مجھسے ✤ یہ جملہ سنکر وہ گل اندام پھر کھلکھلا کر ہنسین اور آپسمین کہا اے بوا یہ امردہ دیکھیے کچھ بھی تیری سمجھ مین اس مردوے کا کہنا آیا اُسنے جواب دیا کہ بہن مین تو خاک بھی نہین سمجھی یہ کہکر تیسری کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا اے بہنیا سچ کہنا کچھ تیری سمجھ مین آیا کہ اسنے کیا کہا اُسنے جواب دیا کہ اپنی جوانی جوانی کی قسم جو ذرا بھی میرے خیال مین ان کی بات آئی ہو اب اس سے دوبارہ مین پھر پوچھتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور شہزادہ سے گویا ہوئی کہ حضور کو ملکہ صاحبہ بلاتی ہین وہان قدم رنجہ فرمانے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین شہزادہ نے بجواب اسکے کلام کے یہ اشعار پڑھے کہ اشعار

ہوے ہین پانون ہی پہلے نبرد عشق مین زخمی
نہ بھاگا جاے ہے مجھسے نہ ٹھہرا جائے ہی مجھسے
سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہی
کہ داماں خیال یار چھوٹا جاے ہی مجھسے
اُدھر وہ بدگمانی ہے ادھر یہ ناتوانی ہے
نہ پوچھا جاے ہے اُس سے نہ بولا جاے ہی مجھسے

اُن نازنینون نے کہا اے بہن واسطہ سامری کا جلد یہان سے چلو نہین تو دق کا عارضہ ہوجائے گا دم گھبرا کر لب پہ آگیا مین تو سرسان ہوجاؤنگی اس اُلجھن کی کب تاب لاؤنگی انھین مین سے ایک بولی کہ نوج بیوی ایسا کون مقصون مردوا مین نے نہین دیکھا اور نہ یہ تین سیپارون کا سبق آج تو نے مجھکو پڑھایا بیناہ اے نہ صاحب بھلا ان سے کون مغز بھونکائے گا ہان ہان چلو ملکہ صاحبہ جانین اور اُنکا کام جانے یہکہکر سب وہان سے پھرین اور آن وادا دکھاتین ملکہ پاس جاکر عرض پرداز ہوئین کہ واری وہ مردوا تو نہین

معلوم کیا پڑھتا ہے جمشید قسم کچھ ہم نگوڑیون کو سمجھائی نہین دیا اور نہ کچھ اُنسے ہماری بات کا جواب دا کیا کچھ عشق عشق بکے گیا ملکہ یہ سنکر سمجھی کہ یہ شخص کسی پر فریفتہ ہے جب ہی اس طرح حیران کھڑا ہے تو خود چلکر اس مریض عشق کی عیادت کرے یہ سوچکر ہوادار کو بڑھا کر قریب تر شہزادہ شوریدہ سر کے آئی اور اُتر کر زمین پر کھڑی ہوئی شہزادہ نے دیکھا کہ سا مردمان بھی اُسپر بار ہے نازکی سے کھڑا ہونا دشوار ہے شہزادہ ہزار جان سے اُسپر فریفتہ ہوا اور اسنا زکنے پائینچے سنبھالکر کلائی پر ڈالے کنیزون کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بہت آہستہ سے لبون کو جنبش دی اور بولے کلام نے نگہاے بیان کی خوشبو مشام شہزادہ مین پہونچائی یعنی وہ پری یہ سخن زبان پر لائی کہ ابیات

کیسے ہو قتل لگاوٹ مین تیر ارو دینا — تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے — دکھا کے جنبش لب ہی تمام کر ہم کو
نہ دے جو بوسہ تو منھ سے کہین جواب تو دے

اے گلچین باغ محبت اپنا نام بتا یہان آنے کا کام بتا شہزادہ نے یہ گلفشانی سن گلرو کی دیکھ کر فرمایا کہ نظم

چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے — تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے — ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے — جلا ہے جسم جہان دل بھی جل گیا ہوگا
رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی — رگون مین دوڑنے پھرنے کے ہم نہین قائل — جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے
تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے

اس سمن اندام نے یہ اشعار سنکر خیال کیا کہ اس صحرا نورد اُلفت کو اپنے گھر لے چلنا چاہیے وہان یہ پھول دستیاب ہو جائیگا اور اپنا حال یہ بتائیگا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے ہی گلزار رخسار کا بلبل ہے تجھی پر مائل ہے پس یہ سوچکر ہنستی ہوئی آگے بڑھی اور شہزادہ کا ہاتھ تھام کر گویا ہوئی کہ آئیے آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غریب خانہ کو اپنے قدم سے کاشانہ شاہی بنائیے دعوت نوش فرمائیے شہزادہ اس رشک صد بہار پہ ہزار جان سے نثار ہو چکا تھا کچھ عذر چلنے مین نہ کیا اور اس باہوش نے ایک شبدیز باد پیما پر سوار کرایا تمام بازار مین ایک غلغلہ برپا ہوا کہ آجتک اس مہر سیما نے کسی کو بنظر مہر نہ دیکھا تھا اس شخص کا نیر اقبال تابان ہوا جو اس آسمان حسن نے پسند فرمایا غرضکہ ہر ایک اہل حرفہ نے اپنی اپنی متاع عمدہ کو اُس مشتری خصائل پر سے نثار کیا ملکہ موصوفہ نے بھی زر و گوہر بہت کچھ لٹایا کہ ہر ایک حاجتمند نے گوہر و جواہر پایا اور سواری بڑے تزک و احتشام سے جانب دولتخانہ شاہی روانہ ہوئی اور ہی کچھ دور سے کہ مشکوے خسروی نظر آیا شہزادہ نے اس کاخ کو طاق فیروزہ فام آسمان سے بہتر پایا کہ مثل انجم کے تمام دیوارون مین جواہر تابندہ تھا ابیات

دیوارون مین جواہر تابندہ تھا ابیات — در تھے کہ کھلے تھے باب رحمت — دو پٹ ورق کتاب رحمت
ہے قصر فلک رواق اُسکا — ہے عرش بھی پیش طاق اُسکا — وہ باب تھا باب فیض جاوید
کھولی تھی جہان نے چشم امید

ملکہ اس قصر کے دروازے پر اُتری سامان تزک و ملازم سب اپنے مقام پر گئے کنیزین ہمراہ ہوئین شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر ملکہ نے اندر قدم رکھا پیش دالان دھا جب محلدارنے مجرا کیا جب اندر داخل ہوئے باغ پر بہار لگا پایا بارہ دری کا جوبن عروس سے بہتر تھا اُس بہار کی گلریزی کی توصیف مین فرمایا نظم

پھر اس انداز سے بہار آئی — کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی — دیکھو اے ساکنان خطۂ خاک
اسکو کہتے ہین عالم آرائی — کہ زمین ہو گئی ہے سر تا سر — روکش سطح چرخ مینائی

سبزہ کو جب کہین جگہ نہ ملی | بنگیا روے آب پر کائی
سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے | چشم نرگس کو دی ہے بینائی

شہزادہ اُس باغ کو دیکھ کر باغ باغ ہو گیا کہ ہر روش اسکی برنگ خط گلزار یا بسان کہکشان پر انوار تھی ہر تختے مین طرح طرح کے درخت لگے چشم دل کو ٹھنڈھک بخشتے سُہانا سُہانا سایہ ایسا دلکش کہ بیان اُسکے سایہ مین دم لینے کی آرزو کرین فرشتے باغ جنان چھوڑکر اُسی کی جستجو کرین بلبل شوریدہ کا شور چمن چمن رقصان مور چاندنی رات مین زینت افزاے گلشن گل و لالہ نافرمان وصد برگ پر جوبن وہ سرو ناز شہزادہ کو سیر دکھاتی بارہ دری مین آئی اس جگہ کے وصف مین یہ کافی ہے

نظم

جو درجہ ہے منزل قمر ہے | لائے گا کوئی کہان سے یہ ظرف | کیا نور فزا ہر ایک گھر ہے
پھونکے کئی موتیون کے انبار | چونے کو کیا تب اُسکے تیار | انگیٹھین ہین طلا و نقرہ کی صرف
ہر چھت مین ٹکے ہین لعل و گوہر | گر دیکھتے اُن چھتون کی پریان | ایوان مین ہے فرش سنگ مرمر
گلرنگ ہے فرش جس مکان کا | وہ قطعہ ہے گلشن جنان کا | بلقیس کو چھوڑتے سلیمان
گویا وہ زمردین ہے ایوان | | جس گھر مین ہے سبز سارا سامان

ملکہ نے شہزادہ کو مسند زرکار پر بٹھایا کنیزان نازک اندام نے کشتیان شراب ناب کی حاضر کین رقاصون نے اور مطربون نے آکر ساز ملایا ملکہ نے جام مے سُرخ سے بھرکر شہزادہ کو دیا ملت و مذہب کا جھگڑا شہزادہ درمیان مین لایا کہ اے بت ستمگر خدا کو تو پرستش کر تو مین تجھ سے رام ہون ملکہ نے کہا آپ نام نامی اپنا بتایئے یہان آنیکا سبب ارشاد فرمایئے شہزادہ نے کہا نام میرا تورج بن بدیع بن حمزہ ہے اور طلسم ہزار برج فتح کرنے کو آیا ہون ملکہ نے فرمایا کہ یہ پھول تم کہان سے لائے ہو شہزادہ نے کہا ایک جنگل مین تھا توڑ کر لا یا ہون اور جانتا ہون کہ ملکہ ہوادار جادو کی یہ پھول جان ہے ملکہ یہ کلام سُنکر سُن ہو گئی اور دل سے کہا اے میرے نصیبون کی شامت کہ اُس شخص پر بھی تاثیر اس پھول کی ظاہر ہے اس شہزادی کی ایک دایہ ہے کہ نام اُسکا محو جادو ہے اُسنے چپکے سے کان مین کہا کہ اے شہزادی علحدہ چلو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ الگ اُسکے ساتھ آئی اُسنے کہا کہ نام اس شخص کا جو مین نے سُنا تو طلسم کشا کے نام سے ملتا ہے سنتے آتے ہین کہ طلسم کشا کا نام تورج ہوگا بس یہ بیشک فتاح طلسم ہے تم اُسکو مار ڈالو ملکہ نے یہ سنکر اپنا منھ پیٹ لیا اور کہا اے انا آج تمھاری عقل کدھر ہے کیون میری جان کے پیچھے پڑی ہو بھلا سنو تو سہی مین اگر اسپر ذرا کچھ زیادتی کرون اور وہ پھول کو مل ڈالے تو پھر کہو کیسی بنے بس مین منت خوشامد کرکے پھول لے لون تو مار ڈالون دایہ یہ باتین سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ پھر شہزادہ پاس آئی اور وہ پچھلا دن تو تمام ہو چکا تھا ہی ناہید ماہ بزم آراے کاخ فلک تھے کہ بہیت پری بنکر پھر آئی شام دلخواہ ہوا شائع جہان مین جلوہ ماہ ملکہ نے آکر پہلوے شہزادہ مین زینت بخشی تمام باغ اور ایوان مین فراشون نے روشنی کی ملکہ نے سوال اسلام اختیار کرنے کے جواب مین شہزادہ سے کہا کہ اے شہزادہ معلوم ہے کہ آپ مسلمان ہین اور بارادہ طلسم شکنی یہان تشریف لائے ہین اب میرا حال سنیے کہ مین دختر بادشاہ طلسم ہون جب میرے باپ نے قضا کی تو یہ بادشاہ جو اب تاجدار ہے اس نے سلطنت بزور حاصل کی اور یہ پھول سحر کا میری قضا کا بنوایا اور درخت سحر مین لگا کر بیابان حیرت مین درخت

بھجوادیا اُس روز سے مین خالف ہوئی اور بادشاہ مذکور کی مین نے اطاعت اختیار کی اُسنے چند ساحر میرے نگہبان مقرر کیے اور میری دایہ کو مع ان کنیزون اور انیسون کے اس قلعہ مین رہنے دیا اور اژدر سوار جادو نام ایک ساحر کو یہان کا حاکم کرکے میرا محافظ کیا مین خراج اس قلعہ کا اژدر سوار پاس بھجدیتی ہون اور مین نے اپنے بزرگون سے سُنا تھا کہ گلِ حیات میرا منگوایا جائیگا اور اسکو کوئی شخص میرے پاس لائیگا چنانچہ اُسکی تلاش مین ہر روز مین پھول لینے بازار مین جاتی تھی اب یہ حقیقت سُنیے کہ بادشاہ طلسم نے اُس پھول کو منگواکر مجکو قتل کیون نکیا باعث اسکا یہ تھا کہ میرے باپ کے عہد مین حکیم خردمند زندہ تھے اور لوح طلسم اُنھون نے والد کو شادی تھی اور والد نے وہ میرے حوالہ فرمائی تھی چنانچہ وہ میرے قبضہ مین ابتک ہے بس اسی خوف سے بادشاہ طلسم میرا کچھ نہ کرسکا اور یہ بادشاہ ملازمان **افراسیاب** بادشاہ طلسم ہوش ربا مین سے ہے اور اُسی کی اعانت سے اس طلسم پر سلطنت کرتا ہے یہ میرا حال ہے جو آپ سے بیان کیا اب کنیز کو آپ سرفراز فرماکر براہ عنایت یہ پھول مرحمت فرمایئے اور جو کچھ قیمت اسکی کہیے وہ حاضر کی جائے شہزادہ نے یہ تقریر سُنکر فرمایا کہ اے ملکہ مجکو حق تعالے نے طلسم کشا کیا ہے اور وہ زور دیا ہے کہ جسنے میرا مقابلہ کیا مارا گیا اب تمھین بھی لازم ہے کہ ادیان باطلہ کو ترک کرکے خدائے لایزال کو سجدہ کرو اور اگر یہ پھول مجھ سے طلب کرتی ہو تو میری جان تک تمپر نثار اور قربان ہے وہی پھول بہتر جو تمھارے سر چڑھے آپ یہ گل مجھ سے لیجیے لیکن اے جان عالم میرا کہنا مانیے دین خداپرستی اختیار کیجیے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اے بانی صد جور و جفا اگر تو میرا عاشق ہوتا تو پہلے ہی یہ پھول مجکو دیتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہے میرا دل تجھپر آچکا ہے لا یہ پھول میرے حوالہ کر پھر جو تو کہے گا مین منظور کرونگی شہزادے نے پھول ہاتھ پر رکھکر سامنے نذر کیا اور کہا یہ مین جانتا ہون کہ یہ مقام طلسم ہے اور میری جان کے سب دشمن ہین اور لوح تمھارے پاس ہے اور تم مجکو فریب دے رہی ہو مگر حضرت عشق نے مجکو ناچار کردیا ہے بحر محبت مین ڈوب چکا ہون طبیعت پر کچھ بس نہین چلتا ہے اب تمنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا ہے یہ گل حاضر ہے لیجیے اور جو میرے حق مین بہتر ہو وہ کیجیے کیونکہ تیرے ہاتھ سے مارا جانا بھی عین زندگی ہے یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ بھی اُسپر فریفتہ ہوچکی تھی ان باتون سے اور زیادہ آتش محبت شعلہ ور ہوئی پھول تو ہاتھ پر سے شہزادہ کے اٹھالیا اور کہا اس بنگلہ مین جو نہر کے کنارے بنا ہے تشریف لیچلیے مین بھی آتی ہون شہزادہ اسکے کہنے سے اُٹھکر بنگلہ کی جانب چلا کنیزین چند ہمراہ ہوئین یہ حال اسکی دایہ مخمور جادو نے جو دیکھا پکاری کہ اے گنواری تو گور سے در گور ہو تیرا ستیاناس جائے اب تو مسلمان ہوکر اس مردوے کے پہلو مین بیٹھیگی ملکہ نے کہا دایہ امان مین نے محبت جتاکر پھول اپنا اس سے لے لیا دایہ نے کہا او چھوکری تیری تو وہ مثل ہوئی کہ جن جائے اُنھین لیجائے کیون مجکو دم دیتی ہے مین ننھی بھولی نہین ساٹھ برس کی جرو تو میرے آگے کی چھوکری کیا مین تیرے فقرے جانتی نہین ملکہ نے یہ کلام سُن کر دایہ کو گھر کا کہ جا دور ہو مردار جو میرے جی مین آئیگا کرونگی یہ سنتے ہی دایہ سر پیٹنے لگی کہ اے تیرا ستیاناس جائے تونے مجکو مردار کہا ارے مین نے تبیس ۲۲ دھار کا تجکو دودھ پلایا گیلے مین آپ سوئی سوکھے مین تجکو سلایا اور کوسے ادھبیسی مجکو مردار بنایا تجھے کیا کہکے نگوسون رہ تو جا تیری ایسی کی تیسی یہ کہکر دوہتڑ اُٹھاکر جانب ملکہ چلی ملکہ نے

دونون ہاتھ پکڑ کر ڈھکیل دیا پھر تو اور بھی قیامت ہوئی دائی تو پیٹنے لگی اور کنیزین جو دل سے جلتی تھین باتین سنانے لگین ایک بولی اناجی قصور معاف جوان لڑکی کے منہ ہر وقت تم چڑھی جاتی ہو دوسری بولی ہان بی سچ تو ہے ہر وقت کی نصیحت بھی نہین اچھی ہوتی ملکہ ہی کا مین سچ کہون جگرا ہے جو ہون سے تون نہین کرتین بھلا اور کوئی کاہے کو یہ بولیان اٹھاتا تیسری بولی ملکہ ایسی نیک کوکھ کی لڑکی ہے ساحری اسکی مان کی کوکھ ٹھنڈی رکھے مگر صاحب پھر کہانتک آدمی ہے سیندہ بستر ہے مچھلی کے بھی پتّا ہوتا ہے کبتک چپ رہے چوتھی نے کہا صاحب مثل چلی آتی ہے کہ رکھ پت رکھاپت اناجی نے وہ زور باندھا ہے کہ شہزادی کا ناک مین دم کر دیا ہے اور نہین معلوم یہ دونتر کاہے پر ہے جمشید انکا دونتر ڈھائین یہ محل سے نکلین تو روز کی دانتا کلکل جائے پانچوین گویا ہوئی کہ شہزادی کا رونگی تانس مین خون خشک ہو گیا آدھی نہین رہی وہ ایسی بے زبان ہے کہ وہ دودھ پیتے بچے کے بھی زبان ہے اور اسکے زبان نہین پھر لوگو یہ ہین کون جو مریم حلق کی دربان جان پر تعین مالک مختار بنی بیٹھین دودھ کیا پلایا کہ مول لے لیا چھٹی بڑبڑانے لگی کہ اوئی نوج در گور پچھائین پھو مین اس انا کے برابر بھی کوئی جھاڑ کا کانٹا نہو یہ تو بلا ہے موئی بڑھیا ہے ڈاین جسکے پیچھے پڑتی ہے پیچھا چھڑانا اسکو مشکل ہوتا ہے دایہ نے یہ باتین سن کر کہا اے ستیاناس کیون موئی باندیو تم کیون میری جان کھانے لگین لونڈیون نے کہا اناجی ہم سکے دیتے ہین تم ہمارے منہ نہ لگنا یہ ملکہ صاحب ہی ایسی کیگلی ہین جو تمھاری اٹھاتی ہین ہم ایسی جیتی جاؤن کر ٹھیک بنا دیتے ہین دایہ ان باتون سے کانپتی ہوئی اٹھی کہ لو موئی باندیون کو بھی دن لگے خدا کی شان رہ تو جاؤ ارے چوتونے کے جند یا کنجی کر دونگی کنیزین دایہ کے اٹھتے ہی اوسپر جا پڑین کسی نے بال نوچے کسی نے منہ پکڑ کر لمدیا کوئی سر پہ جوتی مارنے لگی کوئی کپڑے پھاڑنے لگی غرض خوب مار پیٹ ہوئی دائی نے بھی مارا اور بس نہ چلا تو کاٹ کاٹ کھایا آخر روتی پیٹتی دائی تو باغ سے نکلگئی اور ملکہ ہنستی ہوئی بنگلہ مین آئی شہزادہ کے پہلو مین بیٹھی پیکلن تکیہ بیچ مین رکھ لیا اور کہا اے میان جاؤ ہوا کھاؤ پھول مجکو چاہیے تھا وہ مین نے لے لیا اب تم کون مین کون شہزادہ نے کہا مین تمکو غنچہ دل دے چکا ہون اے پیاری اب اس پھول کا کیا ذکر ہے اتنو بموجب بیت غنچہ ناشگفتہ کو دور سے مست دکھا کر یون ؛ بوسہ کو پوچھتا ہون مین منہ سے مجھے بتا کہ یون ؛ ملکہ کھلکھلا کر ہنسی اور شہزادہ نے دست آرزو بڑھا کر گود مین کھینچکر بٹھا لیا پھر تو عجب سمان بندھا ملکہ نے اطاعت اسلام قبول کی دور جام مے رنگین چلنے لگا گائنین خوش گلو زہرہ جبین تانین لگانے لگین وہ چاندنی رات لب نہر مقام مینہو اران پانی کی لہرون پر دل بصد فرحت لہرانا گلو تکا کھلنا ہوئے سرو جھلنا یہ عالم تھا کہ گل گانا سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھے جام لالہ رنگین سے جوانان چمن مینوش تھے غنچہ رگلشن برنگ زنگولہ پائے رقاص نرگس ٹکٹکی باندھے ہمہ تن لصورت یاس سوسن زبان درازی بھولکر عالم محویت مین خاموش سنبل پریشان از خود فراموش بلبل شوریدہ کا حال دگرگون قمریون کو نوبت بجنون وہ رقص معشوقان وہ انکا پاکیزہ الاپنا دہ مغنیون کا غزل عاشقانہ گانا کہ بمقتضائے غزل

نہ پوچھو عشق کے صدمہ اٹھائے ہین کیا کیا	شب فراق مین ہم تلملائے ہین کیا کیا

ذرا تو دیکھ کہ صناع دست قدرت نے
مین اُس کے حُسن کے عالم کی کیا کرون تعریف
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکلکے اے بے مہر
کوئی ٹپکتا ہے سر کوئی جان کھوتا ہے
ذرا تو آن کے آب روان کی سیر تو دیکھ
نگاہ غور سے ٹک مصحفی کی جانب دیکھ

طلسم خاک سے نقشے بنائے ہین کیا کیا
نپوچھ مجھ سے کہ عالم دکھائے ہین کیا کیا
کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہین کیا کیا
ترے خرام نے فتنے اُٹھائے ہین کیا کیا
ہماری چشم نے چشمے بہائے ہین کیا کیا
جگر پہ آنکے ترے زخم کھائے ہین کیا کیا

اس ہنگامۂ عشرت مین بعد تناول طعام تخلیہ ہوا اب آپس مین چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اختلاط کا بازار گرم ہوا شہزادہ نے کبھی اُس راحت جان کو دل کی طرح پہلو مین بٹھایا کبھی لبوسہ لیا کبھی گدگدایا کبھی زانو مساک کر دلشاد کیا خانۂ شرم وحیا برباد کیا ملکہ کبھی سہمی کبھی جھجکی کبھی ڈرجانے کے حیلے سے لپٹ گئی سینے سے سینہ ملا دیا کبھی تیوری چڑھاکر عاشق کو رولادیا کبھی مسکراکر منہ سے منہ ملادیا مہربان ہوکر عاشق کو ہنسا دیا اسی اختلاط اور گرمجوشی مین شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کیا اور جلوۂ عروس سحر سے پہلوے روز گرم ہوا نظم

شب وصل اسطرح الفت مین گذری
وصال یار ولطف زندگانی
بنی رونق دہ آغوش محبوب
سحر پیدا ہوئی وہ ڈھنگ بدلا

کہ جیسے عمر کی شب عشرت مین گذری
ترقی پہ تھا ہر دم رنگ الفت
اُڑائے شہ نے جسمانی مزے خوب

چلی باہم شراب ارغوانی
دل شہ مین اُگا تخم محبت
عروس شب نے آخر رنگ بدلا

رات ہی سے دایہ نے جاکر غل مچایا تھا ہنگام سحر اژدر سوار جادو نے دایہ کو سامنے بلایا اُسنے سارا حال کہہ سنایا کہ یون بھول لیکر ایک نوجوان آیا ملکہ اب اُس سے گرفتار ہے باہم الفت ہے دار ومدار ہے وصل کا اقرار ہے اژدر بادشاہ طلسم کی طرف سے ملکہ کا محافظ ہے تمام ماجرا بھول لانے کا سنکر گھبرایا اور سوار ہوکر مع دایہ ملکہ کے مکان مین آیا یہان شہزادہ بعد فراغ نماز سحر ملکہ کے پہلو مین بیٹھا تھا وہ بوجی ڈھل رہی تھی کہ اژدر پہونچا شہزادہ نے اُسکو دیکھکر ملکہ کو گلے سے لگایا زانو پر اپنے بٹھایا ملکہ جھجک کر الگ ہوئی کہ صاحب تمسے نہ کچھ واسطہ نہ غرض کیون مجکو بدنام کرتے ہو شہزادہ نے ہر چند وہ تڑپی مگر نہ چھوڑا اژدر یہ کیفیت دیکھکر جلگیا اور ایک گولا فولادی جھولے سے نکالکر سحر دم کرکے شہزادہ پر مارا ملکہ نے بہت جلد ہاتھ اونچے کیے گولا سر دہو کر زمین پر گر پڑا محو جادو دایہ تالی بجاکر آگے بڑھی کہ اری اپنے دھگڑے کو تیغ کرکے بچاتی ہے کنیزان ملکہ نے کہا دور ہی ہو مالزادی موئی چھلو تجکو کاہے کی جلن پڑ گئی نگوڑی شیطان کی خالہ کہان سے ملکہ کی سوت پیدا ہوگئی کنیزین تو یہ کہ رہی تھین کہ اژدر نے اور ایک ناریل مارا ملکہ شہزادہ کو لیکر اُڑ گئی اور کہا اے شہزادہ اب مجکو بھول رہا نا غرض بالائے ہوا جاکر اپنے کان سے جگر اتار کر مارا کہ وہ خنجر بنکر جو گرا ناجی جو ہاتھ مٹکا کر لڑ رہی تھین اُسی ہاتھ کو قلم کر گیا اتنا تو نگوڑ مارا بھاڑ مین جائے کہتی ہوئی بھاگی اور ملکہ پھر زمین پر اتر آئی اژدر نے اُترتے وقت دوڑکر تیغہ مارا ملکہ نے ہاتھ ہاتھ پہ مارا سات سپرین سر پر از خود آگئین مگر تیغہ اژدر کا سپرین کاٹ گیا اور ملکہ کے سر مین زخم دو انگل کا

آیا ملکہ نے جھلاکر زمین پر ودہٹر مارا اور کہا جب مین قتل ہوجاؤنگی جب لے بلور تو آئیگی یہ کہنا تھا کہ زمین سے آواز
آئی بلور صدقے بلور قربان لونڈی اپنی شہزادی پر نثار مین حاضر ہون بیوی جو مانگو سو دون ملکہ نے کہا لوح طلسمی
چاہتی ہون یہ کہتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک پتلی بلور کی نکلی گلے مین اسکے ہیکل پڑی تھی ملکہ نے جلد وہ ہیکل اتار
لی اس ہیکل پر کئی غلاف چڑھے تھے انکو جو دور کیا ایک تختی الماس کی بیچ مین اور گرد اسکے انگوٹھیان تختیان وغیرہ
جواہر کی تھین ملکہ نے وہ ہیکل گلے مین شہزادہ کے پہنا کر کہا اسکے بیچ کی تختی لوح اس طلسم کی ہو آپ مارئیے اس ساحر
نابکار کو اور دایہ غدار کو شہزادہ ہیکل پاکر اس دیو قوی ہیکل کے مقابل آیا اور نعرہ شیر از بلند کیا اس ساحر نے ایک
نارنج سحر پڑھکر لگایا شہزادہ کے جسم پر پڑا اثر پذیر نہوا چھٹا ہوکر گر پڑا اور اس بہادر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اژدر سوار
کو بیم جان نے ٹھہرنے نہ دیا راہ فرار اختیار کیا لوح سے شہزادہ نے معلوم کیا کہ یہ اسم پڑھکر دم کر اور مجھ سے خبردار غفلت نکرنا
شہزادہ نے اسم لوح پڑھکر جو دم کیا اژدر سوار کے پانؤن زمین نے پکڑ لیے اسنے تیغہ قریب پہونچکر جو لگایا سر پر پڑکر
ٹانگون کی طرف سے نکلگیا شور و غل برپا ہوا آندھی پانی آیا آواز آئی مارا اژدر سوار جادو کو اس ہنگامہ مین دایہ
اڑکر مضطرب اور بدحواس بھاگی اور جانب بادشاہ طلسم گئی قلعہ مین تمام ساحرون کے جی چھوٹ گئے جو ساحر کچھ
بادشاہ زادی سے تعلق رکھتے تھے وہ تو رہگئے اور باقی بھاگ گئے تمام قلعہ مین عملداری شہزادے کے ذریعہ سے
ملکہ کی ہوئی اب پھر شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو ملکہ کہے شہر عمل کرنا اور ابھی طلسم فتح نہین ہوا ملکہ پاس ٹھہر کر
برائے فتح طلسم جانا شہزادہ یہ معلوم کر کے ملکہ کی طرف مخاطب ہوا ملکہ نے لاش اژدر جادو کی پھنکوا دی اور شہزادہ کو
لیکر بارہ دری ہیکل آئی مجلس عشرت منعقد فرمائی جام شراب چلنے لگا اسی عشرت مین ملکہ نے آہ سرد بھر کر شہزادہ سے کہا
کہ اے دلبر بیوفا تم کہتے تھے کہ ہم عاشق ہین اب بتاؤ ہم عاشق نکلے یا کہ تم ہمنے تمھاری محبت مین اپنا سر ہتھیلی پر رکھ لیا
خیر اب جسطرح مجھ پر عاشق ہوے تھے اسیطرح اور پر عاشق ہوکر لوح طلسمی نہ دے دینا ورنہ تمام عمر قید الم سے نہ چھوٹو گے
کل تم یہان سے جانا آگے ایک دریا ملیگا کہ نام اس دریا کا بانڈھنو ہے دمبدم لوح دیکھتے جانا آگے دریا کے بیابان خارستان
ملیگا پھر ایک بیابان آتش مین گذر ہوگا غرض ہر مقام پر لوح سے غافل نہ رہنا شہزادہ مادیر اس ماہ سیما سے صحبت
آرا رہا پھر لوح طلسم لیکر ملکہ باوفا سے رخصت ہوا اور اس باغ سے نکلکر درود معظم پڑھکر لوح طلسم کو دیکھا حمد خدا و نعت
رسول دوسرے کے بعد ظاہر ہوا کہ سمت مشرق یہ اسمائے آتشی پڑھتا ہوا روانہ ہو کیونکہ مشرق منسوب بہ شمس و آتش
ہی پہلے اسی سمت کو فتح کر شہزادہ نے خیال جو کیا قدرت خالق طلسم اربع عناصر سے یہ دن بھی یکشنبہ کا پایا جو آفتاب سے
متعلق ہے بس مجموعہ حروف آتشی (اھطمفشذ) ورد زبان فرماتا سمت مشرق روانہ ہوا اور بعد جانے شہزادہ کے ملکہ ہودا
بھی اپنی کنیزون اور ملازمون کو لیکر کسی مقام پر گئی اور چھپ رہی حال اسکا مذکور ہوگا مگر اول اس مسافر صحرائی
نیرنگ طلسم کا حال سنیے کہ اسماء آتش پڑھتا روان تھا گرمی شوق دشت نوردی سے لب پر دھوان تھا ہونٹ خشک
پائے آبلہ دار جسم سے روان پسینہ تھا بعد قطع منازل ایک بیابان خارستان مین گذر ہوا وہ وادی ہولناک اور
بیابان پر از خس و خاشاک تھا کہ فرط بیم سے دیو سفید کا جگر اس جگہ چاک تھا صحراے لق و دق رستم و سام

کا ہول سے دلبن تنگ رفیق سہراب و برزو د اسفندیار کو جا بنگاہ قلق درخت خاردار بڑے بڑے جھاڑ جھنکار آستین گتھے ہوے کھڑے جیسے رہزن راہ روکے ہوے مسافر دلی پگڑی اُتارتے دامن و گریبان کانٹے پھاڑتے ہر خار مثل سگ دوربان خانۂ امیر کہ بموجب مصرع ہین گریبان گرفت و آن دامن بہ زبان خار مثل زبان حاہل اُلجھنے پر مستعد نامل بتون پر درختون کے کانٹے اُگے ہوے فصاد ہتیلی پر نشتر دھرے ہوے سودائیون کا خون پینے پر تنے ہوے ہوا جب چلتی معلوم ہوتا کہ بدن پر برچھی تیز پڑتی سانس دھونکنی کی طرح شدت گرما سے چلتی زمین پر بجائے سبزہ خار اُگے ہوے کا دشت خار حسرت سے کہین بڑھی ہوئی میدان مین گوکھرو بچھا ہوا پاؤن کے آبلہ دار کا مزا زیادہ ہوتا کسی چشمہ یا پتھر مین پانی نظر بھی آیا تو چشم کور کو بڑا اشک پایا جو کوئی گھونٹ ہمین سے پی لیا تو اُسنے فوراً جی لیا زقوم کا پھل جہنم مین اہل عصیان کو ملا پانی حلق مین گیا یہ ہونچا کہ سر مین بھیجا پکنے لگا اور جونہی حلق کے اترا کلیجہ کٹ گیا تیغ اجل مین بھی

پانی کہاں خنجر ظلم فلک مین بھی نہ تھا کہاں پیاس

جو سنگ تھا وہ شرر فشاں تھا
کانٹے پڑے مچھلی کی زبان مین
ذرے سو بوجھ کی آنچ پا کے

شعلے پیدا اٹھے پیرہن سے
اودے یہ سماق کا گمان تھا
سب خشک تھے ندی اور نالے
آبل بن گئے چشم نقش پا کے

چنگاریاں اڑتی تھین بدن سے
خشکی تھی یہ قلزم روان مین
سینے پہ حباب تھے کہ چھالے

وہ دشت پرخار ایسا تھا کہ طائر بھی مثل مرغ خار رکھتے تھے پرون پر کانٹے نکلے ہوے تھے جو مرغ نغمہ خوان تھا ققنس کا ہمزبان تھا ہر جانور مرغ آتشخوار کا نشان تھا شہزادہ نے ایسے مقام آتشی پر بہت جلد لوح کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ ان اسما کو جو مشتری سے متعلق ہین تیرہ مرتبہ پڑھکر دستک دے ایک پتلی زمین سے نکلیگی جسکا نیچے کا بدن گھوڑے کا اور اوپر کا آدمی کا ہوگا وہ پتلی تیر کمان مین جوڑے ہوگی اور ازبسکہ مشتری قاضی فلک ہی تو وہ پتلی تم سے قسم لے گی تم قسم کھا کر اس سے تیر و کمان لے لینا اور غور کرنا کہ ساعت اسوقت کس تارے کی ہی چنانچہ اگر ساعت مشتری ہو تو حرف منسوب مشتری ورد زبان کرنا شہزادہ نے معلوم کرکے غور کیا تو اسوقت مشتری ہی کی ساعت تھی پس حرف متعلق مشتری جسکا مجموعہ (ھونج) ہو معہ اسما و اعوان وموکیل اس طرح ورد زبان کیے عزمت علیکم و اقسمت بکم یا صاحب التاج ملک خار شاد یا طزاد یا ارواح العلویۃ والسفلیۃ ویا موکیل ھذا الحروف والعطاء الرفعۃ والحشمۃ واضعاف المناصب العالیۃ العجل العجل العجل چنانچہ تیرہ مرتبہ اس عزیمت کا پڑھنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور اسی طرح کہ جیسا اوپر بیان ہوا پتلی نکلی واضح ہو کہ عزیمت سیارگان بہت طول رکھتی ہین مین نے مثالاً ایک مقام پر مختصر کرکے یہ عزیمت لکھدی ہے کیونکہ ناظرین علم عملیات کے بیان مشرح سے لطف فسانہ خوانی نہ پاتے فی الجملہ جب وہ پتلی زمین سے نکلی پکاری کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو مجکو نہ مارے اور قسم اپنے دادا یعنی حمزہ کے سر کی کھائے تو مین یہ تیر و کمان تجکو دون شہزادہ لوح سے معلوم کر چکا تھا کہ قسم کھانا کچھ ضرر نہ بخشے گا بس سر امیر کی قسم کھائی پتلی نے تیر و کمان دیکر چاہا کہ غائب ہو جاؤن عزیمت نے تاثیر بخشی بس از خود شق ہو گیا خانہ تن مین اُسکے آگ لگی جلکر رکھ ہو گئی آندھی سیاہ آئی بعد کچھ عرصہ کے

جب روشنی ہوئی شہزادہ نے لوح ملاحظہ فرمائی کہ خارستان زحل سے نسبت رکھتا ہے تم حرف منسوب زحل پڑھو
اسکی تاثیر سے ایک اژدہا پیدا ہوگا تم نے تو کیا مار فلک نے بھی ایسا اژدر نہ دیکھا ہوگا سہم نجانا یہی تیر جو تیلی
سے ملا ہے اُسکے منہ پر لگانا یہ معلوم کرکے حرف زحل کہ جنکا مجموعہ (ابجد) ہے اس ابجد خوان دیو انکدۂ طلسم نے ورد
زبان کیے ایک طرف اُس جنگل مین سناٹا ہوا اور ایک اژدہا پیدا ہوا کہ تمام جسم پہ اُسکے کانٹے تھے ساہی کیطرح
خاردار بدن رکھتا تھا اور سر پر ایک خار مثل سلاخ آہن تھا یا شاخ سر کرگدن تھا برچھی کی صورت نہایت تیز
اور تمام خار مثل نیشتر مگر شرر انگیز منہ سے بھی شعلہ چھوڑتا قامت دراز اُسکا لبسان کوہ البرز ہر ایک ہاتھ مانند گرز
کفچہ دہن کا بھن ہزار گز سے زیادہ آسمان طلسم زہر برسانے پہ آمادہ دم اسکی راس و ذنب کو چکر مین لاتی اُلٹی
چال خوف سے چلتے ایسا دہ بوکھلاتے جب سانس دہ لیتا کرہ باد ہلتا طوفان قوم عاد دوبارہ آتا زحل اُسکے
خوف سے چرخ ہفتم پر گیا مریخ کو وہ ہول ہوا کہ برج عقرب مین رہنا اختیار کیا حاصل مرام اُس موذی نے شہزادہ
کو دیکھکر منہ پھیلایا اسنے تیر کمان مین جوڑ اب سوفار چلائے کہ بجنا تیر گوشہ کمان سے رہا ہوتے ہی اسکے دہن
پر پڑا جگر تک توڑ گیا نشانہ کا ہدف مراد پر پڑنا تھا کہ جنگل سارا خاک کا تودہ ہوا وہ موذی اچھل کر کئی گز اونچا ہو کر
زمین پر گرا دنیا تاریک ہوئی بعد کچھ دیر کے ایک سانپ اور پیدا ہوا اور کفچہ پر باد کرکے چلا شہزادہ نے سر اسکا
بھی کچلا آواز گرد دار پیدا ہوئی اور صدا آئی کہ مارا اژدر جادو کو غرض اس ہنگامہ کے بعد جو نگاہ کی وہ خارستان نظر نہ آیا عوض
اسکے صحرائے سبزہ زار پایا نہرین اور چشمے جاری ہر سمت وزان باد بہاری شہزادہ نے ایک چشمہ پر جا کر پانی پیا
وضو کیا صلوٰۃ پڑھکر لوح کو دیکھا یہ ظاہر ہوا کہ اے سیار این عجائبات آگے روانہ ہو ایک دریا ملیگا کہ نام اُسکا بادہنو
ہے وہان پھر لوح کو دیکھنا شہزادہ وہان سے آگے چلا ایک درۂ کوہ سے مرور کیا تھا کہ دریائے زخار ملا بحر
اخضر فلک اُسکا حباب تھا گردش فلک اُسکا گرداب تھا سفینۂ زمین و آسمان اُس سے کنارہ کش زورق
عالم خوف سے ڈگمگاتی جان ہر ذیحیات کی نام سے اُسکے غش شہزادہ نے وہان ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ کیا معلوم
ہوا کہ اسما قمر بساعت قمر اٹھائیس ۲۸ مرتبہ پڑھکر پانی پر دم کر ایک سرطان اُبھر کر کنارے آئیگا جسکی پیٹھ مثل کشتی
ہوگی تو جست کرکے اُسپر سوار ہونا وہ اُس پار تجکو پہونچائیگا شہزادہ نے حرف منسوب قمر کہ مجموعہ اُنکا صعفظغ
ہے بتعداد مذکورہ ساعت قمر مین پڑھے تھے سرطان کنارے پر آیا اُسکو مثل کشتی سرطان چہرہ کے پایا یہ نہنگ
بجرأت پشت پر اُسکی سوار ہوا اور وہ زورق طلسمی بہکر چلی شہزادہ کو آب نے اسقدر بلند کیا کہ دنیا کا کنارہ
نظر آنے لگا کشتی چڑھاو پہ چڑھکر بہاو پر آتی لجہ و لطمہ و گرداب نے جان بخشی کی یعنی ناؤ کنارے پہ لگی بیڑا
پار ہوا یہ آشنائے قلزم خرد و رکنار ہوا ساحل پر پہونچکر نام خالق بحر ارض پڑھ لیا اور لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ
لوح کو پانی مین غوطہ دیکر ہاتھون پر رکھکر بلند کر ایک چاند پڑے ہوا سے تڑپکر دریا مین گریگا اور ایسی آواز مہیب
آئیگی کہ صور اسرافیل کو کچھ رتبہ اس کے سامنے نہین دل قوی رکھنا ڈر نجانا چاند کے گرنے سے دریا کا پانی روغن
کی طرح اُڑ جائیگا پھر چشمہ مہر مین تری پائیگا اور دریا مین تری نہ پائیگا یہ معلوم کرکے شہزادہ نے لوح کو غوطہ دیکر ہاتھون

پر یکھو کرا ونچا کیا ماہ طلسمی تڑپ کر پانی پر گرا وہ صداے ہیبناک آئی کہ یقین تھا کوہ باہم ٹکرا جائینگے فلک پھٹ پڑے ساکن ارض تہ زمین مین سما جائینگے شہزادہ نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سکتہ سا ہو گیا سناٹے مین کھڑا رہا وہ دریا ناپدید ہو گیا بعد کچھ دیر کے جب ہوش فاتح طلسم بر جا ہوے بیشتر قدم بڑھایا اور اسماء الٰہی پڑھتا منازل طے کرتا جاتا تھا کہ یکایک ہواے گرم آنے لگی لون جسم جلانے لگی کچھ ہی دور آگے بڑھا تھا کہ بیابان آتش نظر پڑا الحفیظ والامان ہوا آگ کی لپیٹ کو شرماتی تھی زمین سے آسمان تک آگ بھری نظر آتی تھی جو ٹیلہ اور ریگ تھا آگ کا انگار معلوم ہوتا تھا جو درخت سوکھا تھا جہنم کا کندہ مفہوم ہوتا تھا پہاڑ سرخ تھے پتھرون سے شرر نکلکر تا بہ فلک جاتے تھے تالاب جھیلین جوش مارتی تھین لہرون مین چنگاریان بہتی دکھائی دیتی تھین جلتے جلتے زمین کی چربی نکل آتی تھی حباب دریا نہ تھے آبلے پڑے تھے دھوئین کی گھٹا چھائی تھی درخت جل رہے تھے گرمی سے تلملا کر ہاتھ مل رہے تھے آگ درخت سے جھڑتی تھی گرمی دل جلا تا تھا وار و مدار کرتی تھی آگ کے درخت کا نام مدار تھا آگ کا ہی جلنا قرار و مدار تھا زمین سرخ تھی عجب طرح کی حالت شہزادہ کی ہوئی ازبسکہ صاحب لوح تھا نہین تو جلجاتا گھبرا کر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ حرف آفتاب کے پڑھکر دم کرا ایک لکہ ابر پیدا ہوگا اور بڑھکر کالی گھٹا ہو کر تمام دشت پر برسے گا تمام دشت نمونہ گلزار خلیل نظر آئیگا شہزادہ نے حرف آفتاب کہ مجموعہ انکا (مسبع) ہے ورد زبان فرمائے اور جانب فلک دم کیے ایک لکہ ابر پیدا ہو کر تمام عالم پر محیط ہوا ہر طرف اندھیرا چھایا آنکھون مین ٹھنڈھک پہونچی یہ عالم نظر آیا کہ بموجب

ابیات

وہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع	گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اسے لیکر مشعل
ابر بھی جل نہین سکتا وہ اندھیر اگھپ ہے	برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لا تا مشعل

اس گھٹا سے پانی ایسا برسا کہ دم بھر مین جل تھل بھر دیے وہ حرارت وہ تابش سب دفع ہوئی سبزہ لہلہایا بہار نے جوبن دکھایا ہوا مین قوت نامیہ ایسی تھی کہ دم کے دم مین نو رسیدگان چمن کی طرح شجرہاے کہنہ سرسبز و نہال ہو گئے کہ

بیت

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست ؎ بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

ہوا سرد چلنے لگی پھول ہر سمت شگفتہ نظر آئے مرغان چمن چہچہانے ہوا کے جھکولے سے پانی مین شرابور ہو کر نہال جھکے تھے جانور خوش رنگ ان پر پھریریان لے رہے تھے شاہزادہ نے اس تمازت مہر سے جو نجات پائی یہ بہار دیکھ کر ملکہ ہوادار کی یاد آئی مستانہ وار ایک چشمہ کے کنارے ٹھہر کر یاد یار مین یہ اشعار زبان پر لایا کہ

اشعار

چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا	نسبت اس دست نگارین کو نہین کچھ اس سے	خار دامن سے الجھتے ہین بہار آئی ہے
باغ سنسان نکر انکو پکڑ کر صیاد	بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا	یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
کرچکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا	اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد	رو کے آنکھون سے نکالون مین بخار دلکو
		مجلو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

غرض بعد کچھ عرصے کے شہزادہ نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا یہ نکلا کہ یہان سے دست راست کی طرف چل اسی سمت یہ رہرو بادیہ طلسم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ ایک میدان مین پہونچا کہ وہان ایک دروازہ لگا تھا اس شکنندۂ حصار طلسم نے اس در مین قدم رکھا فوراً نعرہ مہیب کسی نے لگایا پھر کر جو دیکھا تو دیو قوی ہیکل کو آمادہ بہ شر و فساد پایا کہ چقماق

جادو گران سنگ کا ندھے پر لکھے ہوتے ہیں بلا کی طرح کھونٹا تھا وہی چقماق جادو چرخ دیکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے رد کر کے تیغ خارا شگاف لگایا جسم دیو پر ذرا بھی اثر نہوا اُسوقت اُسنے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ حرف جو متعلق بہ مریخ ہیں پڑھ کر دیو کی طرف پھونک اور تیغہ پر بھی دم کر کے دیو نابکار کو قلم کر شہزادہ نے حروف منسوبہ مریخ کہ مجموعہ اُنکا (الملک) ہے پڑھ کر دم کیا اور تیغہ پر دم کر کے سر دیو کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ دیو زخم کاری کھا کر زمین پر گرا اور پکارا کہ اے نور سج میں تو مارا گیا لیکن تیری بھی خیر نہیں کیونکہ تیرے دادا کے لشکر پر سیماب تن جو اس مرحلہ طلسم کا مالک تھا بادشاہ طلسم ہوشربا کے حکم سے گیا ہے اور وہ بغیر تیغہ طلسمی کے مارا نہ جائیگا سب مسلمانوں کو قتل کر کے آئیگا اور طلسم کو بھی فتح نہ کر سکے گا جبتک اُسکو نہ ماریگا پھر تو یہاں وہ وہاں بادشاہ طلسم تجھکو مار ڈالیگا یہ کہہ کر ایڑیاں رگڑ کر دیو واصل جہنم ہوا اور شہزادہ نے لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ جو دیو نے کہا ہے سچ ہے بغیر مارے جانے ساحران مذکور کے آئین طلسم میں فرق نہ آئیگا انجام تم سے کچھ غفلت نہیں ہوئی اس سبب سے خدا تعالی رحم فرمائیگا یہ اسماء مقدسہ الٰہی کئی سو مرتبہ مع درود معظم اُس جگہ بیٹھ کر پڑھو اور منتظر فضل خدا رہو یہ معلوم کر کے شہزادہ نے وضو کیا اور ایک مقام پاکیزہ پر بیٹھ کر اسماء الٰہی پڑھنے لگا یہ تو مصروف اسماء خوانی ہیں لیکن دایہ اور ساحرہ وغیرہ بھاگ کر جو بادشاہ طلسم کے پاس گئے شاہ مذکور قلعہ برج میں سریر جہانبانی پر جلوہ گستر تھا کہ ان لوگوں کا بدحواس آنا دیکھ کر زیادہ منتشر مزاج ہوا کیونکہ پہلے سے فکر کر رہا تھا کہ سارا طلسم فتح ہوتا جاتا ہے کوئی ساحر طلسم کشا پر فتح نہیں پاتا مجھے بھی خود چلنا چاہیے اسی فکر میں دایہ سے لوح پانا فاتح طلسم کا سنکر تخت پر سے اُٹھا اور اُسکے اُستاد نے ایک رقعہ لکھکر اُسے دیا ہے وہ اسکے سرہانے خوابگاہ میں رہتا ہے وقت مشکل اُسی کے لکھنے کے بموجب عمل کرتا ہے اسوقت بھی اُسی کو جا کر ملاحظہ کیا ہر چند کہ وہ بجنسہ قرطاس مختصر سا ہے لیکن اُسکی نیت کے موافق حرف اسمیں ظاہر ہوتے تھے غرضکہ اب جو شاہ نے یہ نیت کر کے رقعہ مذکور دیکھا کہ میں فتاح طلسم سے لڑنے جاؤں یا نہیں معلوم ہوا کہ طلسم کشا سے ملنا چاہیے عمر طلسم بسر ہو چکی طلسم کیا وہ طلسم کہ جس کا بادشاہ کا تو مطیع ہے یعنے طلسم ہوشربا چند روز میں برباد ہو جائیگا اور جو شریک افراسیاب ہوگا وہ مارا جائیگا تجھکو لازم ہے کہ شریک طلسم کشا ہو کر جان اپنی بچا اور اگر فرض کریں اس شہزادہ کو قتل بھی کیا تو حمزہ اور اُسکے فرزند ہر ایک طلسم کشا ہیں جان بچانا اُنسے مشکل ہوگی خلاصہ سب طرح بہتر یہی ہے کہ اطاعت طلسم کشا اختیار کر یہ معلوم کر کے شاہ طلسم نے جملہ سرداروں کو بلایا اور کہا میرا ارادہ طلسم کشا کی اطاعت کرنے کا ہے سب نے عرض کیا کہ ہم مطیع فرمان ہیں سراسر بندۂ احسان ہیں جسکے آپ مطیع ہوں ہم اُسکے فدا کیا ہو جائیں اور جس سے آپ لڑیں اُسکے لیے تیغ جفا ہو جائیں بادشاہ نے یہ سنکر کئی لاکھ ساحران دمبازان کو حکم تیاری دیا اور چند ساحروں کو مع اپنے نامہ کے ظلمات جادو پاس بھیجا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہم نے اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم رفیقان شہزادہ موصوف کو ہمراہ لیکر مع تمام لشکر اپنے کے یہاں آؤ یہ نامہ جب ساحرہ کو پہونچا انجم عیار اور ملکہ جادو اور یاقوت وغیرہ کل رفیقان شہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور بیان کیا گیا تھا کہ شاپور عیار بھی ہمراہ انجم برائے تلاش نور سج روانہ ہوا تھا انجم کو تو ساحرہ نے اُٹھوا منگوایا اور اس ساحرہ کو لوٹتا ہوا ابت دکھا کر اس عیار نے مار ڈالا پس یہ تو اندر طلسم کے آ گیا مگر شاپور نے ہر چند تردد کیا اندر طلسم کے نہ پہونچا ناچار ایک مقام پر بیٹھ رہا اور بعض داستان گو نے بیان کیا

کہ خدمت ایرج مین پھر کر گیا غرض جس روایت سے کہ عیار مذکور طلسم مین ہے تو اخگر نے ساحرون کو بھیجکر اُسے
بھی بُلوایا اور تمام ساحر مع اپنی فوج کے بحشم و خدم روانہ ہوے ادھر ملکہ ہوادار جو مخفی ہوگئی تھی چنانچہ ایک درۂ کوہ
مین ٹھہری ہوئی تھی اور طائران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے تھے وہ طائر جو مرحلہ فتح ہوتا تھا ملکہ کو مبارکباد دیتے تھے اسوقت
بھی خبر فتح اُنھون نے پہونچائی ملکہ مذکور شادان و فرحان اپنے قلعہ مین آئی اور لشکر اپنا تیار کرا کے بڑے تجمل و شان سے
سمت شہزادہ روانہ ہوئی اس طرف سے بادشاہ طلسم جہاندار گنبد نشین جادو بجمعیت کثیر ساحران نامی روانہ ہوا
اور اُسی میدان مین جس کے دروازے مین شہزادہ عمل خوانی کر رہا ہے آیا شاہزادہ نے جو سامنے میدان مین لشکر کا
جماؤ دیکھا لوح طلسم کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ عمل اپنا بغیر تمام کیے یہان سے نہ اُٹھنا شہزادہ اسی طرح پڑھتا رہا ادھر
بادشاہ طلسم تخت پر سے اُتر کر مع چند امرا و اکابر طلسم کے نذر لیکر بڑھا اور قریب دروازہ پہونچکر ٹھہرا شہزادہ جبتک
پڑھتے گیا یہ ٹھہرا رہا جب عمل تمام ہوا عامل نے اسکی جانب بنظر لطف دیکھا بادشاہ نے تسلیم کی اور نذر دی اور
عرض کیا کہ مین اطاعت حضور کی قبول کی اب بقیہ طلسم فتح کرنے سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی مین تشریف فرما ہوجیے
مال طلسم لیجیے حکومت کیجیے شہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا کہ پہلے اس سے مطیع اسلام ہونے کا اقرار لینا چاہیے پھر
اسکے ہمراہ جانا مناسب ہے شہزادہ نے یہ دیکھ کر سوال اطاعت اسلام کیا بادشاہ طلسم بصدق ارادت مطیع الاسلام
ہوا اور شہزادہ کو تخت پر برابر اپنے سوار کرکے جانب قلعہ طلسم چلا پھر تو ڈنکا بجا طائران طلسم نے سر پہ سایہ کیا کئی لاکھ ساحر
جلو مین صداے مرحبا بلند بڑی شوکت سے سواری روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین عمارت قلعہ طلسم دکھائی دی شہزادہ
نے ہزار برج کا ایک قلعہ فلک فرسا بنا پایا در و دیوار کی صفا پر آئینہ دل شیدا پایا خندق گرد اُس کے کھدی تھی
کلس جواہر کے چڑھے تھے ہر برج مین ہزار طرح کی خوبی بھری تھی شہزادہ کے پہونچتے ہی علامت طلسم برپا ہوئی برج کے
در کھلگئے پریان رقص کرنے لگین فصیلہاے قلعہ پر غول منھ سے قرنا لگائے ظاہر ہوے اور قرنا کو دم دیا اسی وقت
خندق کا پانی جوش کھانے لگا بخارات زمین سے نکلکر دھوان بنا ہوا جانب فلک گیا اور ابر بنکر موتی برسانے لگا طائر طلسم
پکارے کہ طلسم کشا آیا ہزارہا ساحر اُنکی آواز سے اُڑکر بہر دید طلسم کشا آیا اس طرف سے تخت بادشاہ نے بڑھایا
در قلعہ کھلگیا اور ہزارون ستارے برجون سے نکلکر اُس تخت کے گرد پھرنے لگے اور خندق مین جاکر ڈوب گئے گویا
اہل طلسم نے اس آسمان وقار کے سر پر سے تارے صدقے اُتارے خندق سے ماہیان و نہنگ اُچھلنے لگے اسی دھوم
سے سواری اندر قلعہ کے داخل ہوئی یہان جتنے ساکنان طلسم مین سواری دیکھنے کے اشتیاق مین در و بام پر استادہ
تھے خلقت کا جماؤ دکانداروں کا بناؤ لائق دید تھا ہر سمت سامان نشاط و عید تھا عمارات عالی کی صفائی بانازکی
تمام رنگین نہایت آرائش و تزئین جادوگریان حسین و مہ جمال دریچون سے سرگرم نظارہ کمسن اور مہ پارہ جیسے
بروج فلک مین ہجوم سیارگان خلاصہ یہ کہ بڑے تزک سے سواری روان آتے آتے دارالامارہ مین پہونچی وہ مکان
سرا طلسم تھا دروازہ پر امیر الامراء طلسم جمع تھے شہزادہ کو اُتار کر اندر کاخ شاہی کے لائے تخت کئی سوزینہ کا گستردہ
تھا چاہا کہ اُسپر جلوس شہزادہ کیسے شہزادہ نے تخت نشینی سے انکار کرکے بادشاہ سے کہا کہ ملکہ ہوادار جادو

دارث اس سلطنت کی ہے مگر وہ عورت ہے بدین سبب تم اُسکے عوض کاروبار سلطنت کرو مین نے طلسم ظاہر کی حکومت بنام ملکہ اخگر جادو معین کی اور طلسم باطن کی حکومت ملکہ ہوادار کو دی اور اخگر کو بھی مطیع ہوادار کیا تم دونون شہزادیون کی طرف سے نائب مقرر کیے گئے اسی گفتگو مین شہزادہ تھا کہ ظلمات مع سب رفیقان شہزادہ کے آئی اور ملکہ ہوادار بھی تشریف فرما ہوئی بادشاہ طلسم نے مع چند سردارون کے استقبال کیا امیران طلسم نے اپنی شہزادی کو دیکھکر خوشی کی اور نذر دی پھر عہد نامہ بشیر الطفد کو رہ بالا تحریر ہوا شہزادہ نے مہر اپنی پیشانی پر کی بعد طے ان مراتب کے شہزادہ کی دعوت کا جلسہ آغاز ہوا مغنیان خوش گلو و رقاصان زہرہ جبین و خوبرو ناچنے گانے لگین اپنی آن وادا دکھانے لگین ساقیون نے دماغ بادہ ناب سے گرم کیا اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہی طلسم ہوشربا مین جاؤن اور رید ریزر گوار قید ہین انکو چھڑاؤن بادشاہ طلسم نے بجواب اسکے عرض کیا کہ جس مقام پر آپ بیٹھے عمل پڑھ رہے تھے وہی راستہ طلسم ہوش ربا مین جانیکا ہے مگر راستہ مسدود ہے اسلیے کہ آگے اُس راستے مین دربند سیمابیہ پڑتا ہے بغیر اُس دربند کے طے کیے جانا طلسم مین ہو نہین سکتا اور اُس دربند کا مالک افراسیاب کی طرف سے سیماب ہے اور وہ آپکے دادا سے لڑنے گیا ہے پس جبتک وہ مارا نہ جائیگا راستہ دربند سے نہ ملیگا لہذا مناسب حال یہ ہے کہ حضور اپنے دادا پاس جائین انکی اعانت بھی فرض ہے کیونکہ وہ ساحر کسی سے مارا نہ جائیگا اور لشکر اسلام کو بہت بڑا ضرر اُس سے پہونچیگا آپکے جانے سے دو فائدے ہین ایک تو لشکر اسلام آفت سے بچیگا دوسرے راستہ طلسم کھل جائیگا شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اُسکے قتل کرنے کا تیغہ کہان ہے اور یہان کسقدر طلسم ہے کہ وہ شکست ہونے سے باقی رہا ہے بادشاہ گویا ہوا کہ یہ قلعہ ہزار برج باقی ہے اور یہی اصلی طلسم ہے اسکے دو چار برج کے مرحلہ جو یہان تک آنے مین سنگ راہ تھے آپنے فتح فرمائے باقی اسی طرح ہین مگر اُن مرحلون کے ساحر سب مطیع الاسلام ہوئے جو حکم کیجیے وہ بجا لائین اور اس قلعہ کا اثر طلسم سے یہ حال ہے کہ سرحد کوہستان سے دکھائی دیتا ہے اور جسقدر کوہ و دشت و قلعہ وغیرہ آپنے طے فرمائے ہین سب اسی قلعہ مین ہین مگر راستہ اُنکا بانیان طلسم نے اسی طرح مقرر فرمایا ہے جیسا آپنے ملاحظہ کیا اور ایک میدان اس قلعہ مین اسی طرح کا اور ہے کہ جیسے آپنے راہ طلسم ہوش ربا کا میدان ملاحظہ فرمایا وہان بھی دروازہ لگا ہے اور اُس طرف سے راستہ طلسم نور افشان کا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ میرا لشکر یعنی جوکوہی وغیرہ مطیع ہوئے تھے نہین معلوم کدھر گئے بادشاہ نے یہ سنکر طائر سحر بہر خبر لشکر روانہ کیے کچھ عرصہ مین وہ خبر لیکر آئے کہ سب لشکر آپکا ہمراہ شہزادۂ ایرج جانب لشکر اسلام گیا شہزادہ نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم حاضر کرو اور لشکر مسلح و مکمل ہو کہ مین بھی جانب کوہ عقیق جاؤنگا اور میرے بزرگوار ربید وغیرہ نے اکثر بادشاہان طلسم کو مطیع فرمایا ہے تو طلسم اُنکا شکست نہین کیا اُسی حال پہ رکھا ہے پس مین نے بھی اس قلعہ طلسمی کو برقرار رکھا اب جلد تیاری کرو بادشاہ کہ یہ حکم محکم شہزادۂ عالی ہمم سنکر اُٹھا اور شہزادہ کو ہمراہ لیکر پشت دار الامارہ کی طرف آیا وہان ایک خانہ باغ تعمیر تھا اُس باغ مین دونون داخل ہوئے سرو و سنبل و ریحان و ضیمران و گل و بلبل سے وہ گلشن معمور فرحت و بہار کا سراسر دستور نظارت طراوت کا ظہور شہزادہ سیر کنان بارہ دری مین آیا بادشاہ طلسم نے وہان ایک حجرہ مقفل کو وا کیا اندر اُسکے بالکل اندھیرا

تھا شہزادہ نے لوح کو بلند کیا روشنی پیدا ہوئی دیکھا تو اُس حجرہ مین دہنہ نقب ہے یہ دونون مثل دفینۂ زر اُس نقب مین سمائے اور غلطان و پیچان دیر تک چلے گئے سبب تہ سے باؤن آشنا ہوے ایک قصر رفیع و عالی مین گذر ہوا اُس قصر مین صندوق پُر از مال طلسم تھے شہزادہ نے فرمایا کہ انکو نکلواؤ بادشاہ نے کچھ افسون پڑھا کہ ہزارہا ساحر جا بجا اس مال کا گوشہ ہاے قصر سے پیدا ہوا اور تمام مال طلسم اُٹھا اُٹھا کر باہر لے جانے لگا بیس ہزار عزادہ زر سُرخ و سفید کے اور پچیس ہزار صندوق جواہر کے اور پچاس ہزار صندوق ظروف ہاے طلا و نقرہ کے اور چالیس ہزار خفتان مرصع کار اور دنگل ہاے زرنگار اور کرسیان مذہب و مطلا اور ساز و یراق اسپان وغیرہ سمین سے نکلا وہ سب ساحرون نے تختہاے سحر پر لادکے دارالامارہ مین پہونچایا اور بادشاہ طلسم شہزادہ کو لیکر باہر قصر کے آیا اور تخت سحر پر بٹھا کر روانہ ہوا بسبب شکست ہوجانے نعر حلہ جات طلسم کے راہ نزدیک ہوگئی تھی شاہ اُسی باغ مین کہ جسکی بارہ دری مین تلوار برق کردار لٹکتی ہے اور پاس آنے والے کے ڈنکٹیے کرتی ہے شہزادہ کو لایا اور کہا بادشاہ طلسم نور افشان کی ایک امانت اس طلسم مین لوح رکھی تھی اور شہنشاہ طلسمات افراسیاب جادو کی یہ تلوار امانت ہے اور اسی وجہ سے وہ تیر طلسم کی تہخانہ سے مقرر کیگئی تھی کہ جس راہ سے حضور گئے تھے فی الجملہ اسی تلوار سے قضا سیماب کی ہے آپ لوح مین ملاحظہ فرمایے جس طرح یہ تلوار ملسکے حاصل کیجیے اور اس نابکار کو مار لیے شہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ یہ اسماء الٰہی پڑھ کر دم کر تلوار اُتر آئیگی شہزادہ نے اسماء مقدسہ پڑھکر تلوار صاعقہ خصال سقف سے چھوٹ کر گر پڑی شہزادہ نے یا علی مدد کہہ کر اُسپر قبضہ کیا کبھی ایسا تیغہ نگاہ سے نہ گذرا تھا نظر کا اُسپر ٹھہرنا دشوار تھا وار اُسکا اجل کا وار تھا ہزارون معرکے مارے ہوے وارے نیارے کیے ہوے نظم

ہم پلہ برق عالم افروز / اس تیغ کے واسطے فسان ہے	وہ برق کہ خرمن عدو سوز / ڈورا ہے کہ تار دام صیاد	گردش مین جو روز آسمان ہے / ہو جس سے نہ مرغ روح آزاد

شہزادہ اُس تلوار کو پاکر نہایت خوشنود ہوا اور ہمراہ بادشاہ طلسم پھر کر دارالامارہ مین آیا اور مال طلسم بار کرایا کئی لاکھ کا لشکر ہمراہ لیا مرکب تازی نژاد پر سوار ہوا تیغۂ طلسمی غلاف پُر زرمین کرکے زیب کمر کیا بادشاہان طلسم اور شہزادیان ہمراہ رکاب ہوئین اور طلسم کی حد تک پہونچانے آئین یہ موکب شوکت و جاہ بڑی حشمت و رفعت منزل طے کرتا چلا کہ آگے آگے فیلان فلک شکوہ کی قور اور اشتران بغدادی کا انبوہ بلبلانے کا شور اسپان تازی و عراقی وغیرہ ہنہنانے رستم شوکت سوار بعد اُن کے پیادون کی قطار ساحر تختہاے سحر پر اور طائر و فیل و اژدر پر یردان قرناے جنگی کا شور ترسانندہ جان یہ کیفیت نمایان کہ ابیات

ز ہر دشت و کوہ و بیابان سنان / ابا جوشن و تیر آہن گذار / درفش خجستہ میان سپاہ / گرانمایہ اسبان و تخت و کلاہ	عنان تافتہ سربسر در عنان / پس پشت شان زندہ پیلان کوہ / زگوہر درخشان بکردار ماہ / تبوفید شہرو برآمد خروش	ہمیدون پیادہ پس منیرہ دار / زمین از پے پیل گشتہ ستوہ / دردیگر گرگونی سلیح و سیاہ / تو گفتی ہمی کر شد از نعرہ گوش

چنان تیرہ گون شد زگرد آفتاب
تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب
روان گشت ترنج باین فر و جاہ
سوئے فوج اسلام بگرفت راہ

یہ شہزادہ کیوان کلاہ تو روبراہ ہے مگر تتمہ حقیقت سیماب گوہر بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز لشکر لقا مین ٹھہر کر جب دوسرے روز وہ وقت آیا کہ سیماب سوز تمازت آفتاب سے اڑ گیا اور عروس دہر نے سیماب مہر کا کشتہ بنایا آئینۂ ماہ پہ پارا چڑھا قطعہ

ستارون کا جو پہنا شب نے زیور
دکھایا مہ نے آئینہ پھر آکر
لیا رستہ سپاہی نے عدم کا
ستارہ کہکشان کا خوب چمکا

شام کے ہوتے ہی سیماب نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے متصل اس جگہ حاضر تھے قاصد ہوئے کہ خبر طبل جنگ بجنے کی امیر سے جاکر عرض کرین مگر بختیارک کی باتین سننے کو ٹھہر گئے کس لیے کہ وہ سیماب سے کہہ رہا تھا کہ آج تک مین نے روک کر تمکو زندہ رکھا اب آج کی رات تیرا کھا رہی ہو عیاران لشکر اسلام مدد الینگے اور راتون کو بھگینگے تو صبح کو حمزہ زیر تیغ کریگا یہ کلمات سنکر سیماب نے جواب پاکر ملک جی میری قضا ہی خدائے باختر نے پیدا نہین کی یہکر اپنے منھ پہ دو ہتڑ مار کر منھ پاش پاش ہوکر پارہ کیطرح دھماک کر پھر ملگیا اسنے کہا چاہے کوئی ہزار بار مجھکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے لیکن کچھ ضرر مجھکو نہ پہونچے شیطان حقیقت اس بے ایمان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عیاران اسلام بہت رنجیدہ اور غمگین ہوکر وہان سے روانہ ہوئے اور سامنے بادشاہ عالیجاہ کے استادہ ہوکر بہزار عجز وادب قطعہ دعا وثنا مین زبان پر لائے قطعہ

وارث ملک جانتے ہین تجھے
گیو و گودرز و بیژن و رہام
رعد کا کر رہی ہے گیا دم بند
برق کوندے رہا ہے کیا الزام
تیرے فیل گران جسد کی صدا
تیرے رخش سبک عنان کا خرام
فن صورتگری مین تیرا اگر
گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام
آسکے مفرد ب کے سر دین سے
کیون نمایان ہو صورت ادغام

ایک ساحر اس طرح کا آیا ہو کہ جب اسکو قتل کرو تو پارے کی طرح ملجاتا ہے آج اسنے طبل جنگ بجوایا ہے یہ کہکر کنارہ ہوئے اور بادشاہ نے جانب امیر دیکھا آپنے مہتر نغز چالاک بن عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خدائے ما بزرگ ست ہمارے لشکر مین بھی طبل بلندی پر چوب پڑے چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ اے آقائے نامی خدائے عزوجل جب اس ساحر پر مظفر ومنصور فرمائے تو مجکو رخصت طلسم ہوشربا مین جانیکی دیجیے گا کہ میرا دل پدر بزرگوار کی خدمت مین جانے کو بہت چاہتا ہے امیر نے فرمایا کہ میرا بھی دل لگا ہوا ہے محبت نامہ اپنے دوست کو لکھ دونگا اچھا بعد فتح اس جنگ کے خواجہ پاس جانا بعض داستان گو نے بیان کیا ہے کہ جب جنون دد کو چالاک نے مارا اسوقت امیر سے رخصت طلسم مذکور مین جانے کے لیے مانگی امیر نے خلعت رخصت دیکر محبت نامہ بنام خواجہ لکھا کہ عرصہ سے تمہاری خیر خبر نہین سنی دلکو تردد ہے خدا تعالی کفاران طلسم پر جلد تمکو فیروزی عنایت فرمائے کہ زمانہ مہاجرت بسر ہو لہذا راقم یہان کے چالاک یہ نامہ مودت شمامہ لیکر چلا مگر چند طلسم مین جانیکا راستہ ڈھونڈھا نہ ملا ناچار واپس آیا اور فکر کرنے لگا کہ کسی ساحر کے ہمراہ جاؤن حال کسکے جانے کا بیان کیا جائیگا اسنے اپنی عرض کرسی ہے ہدیہ کہ چلہ عمرو کے بیٹھنے کی

بارگاہ سلیمانی مین ہی اور عمرو اسکو اپنا قائم مقام کرکے اس کرسی پر بٹھا گیا اب اُسنے بھانجے کو خواجہ کے یعنی ابو الفتح صفہانی کو اس جگہ قائم مقام کیا ہی مگر ابھی تک آپ لشکر مین موجود ہو چنانچہ آج حسب الارشاد امیر نقار خانہ مین ابو الفتح کو جانشین ہو چکاہے آیا اور کوس حربی بجایا اور نغمہ نقار خانہ نے جو نذر دی وہ خواجہ عمرو کیلیے جمع کرادی خلاصہ کلام حسب صدائے طبل حرب بلند ہوئی دلاوران عرصۂ شجاعت وشہامت خبردار ہوے بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سردار اپنی اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے سلسلہ درسل نقیبون کی صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ پرصیقل دوچند ہوئی صدائے قرنائے جنگی مرات خاطر شجاعان کیلیے گویا قلعی تھی کہ ہمت جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانہ آہن زرہ مین عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی عشق شاہد دلاوری مین ہر ایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر تیار صبح کا ہر ایک کو انتظار کہ کہین زنگ ظلمت شب آئینہ سحر سے دور ہو صبح کا نور ہو تو آئینہ شمشیر مین جلوۂ عروس ظفر نظر آئے بہادر و نامرد کی قلعی کھلجائے جوہر آئینہ آئین شجاعت کھلین چشم شاہد ہمت کے اشارے دیکھین کہ کون مرات تیغ کے روبرو منہ بناتا ہی اور کون ہنس ہنسکر بگڑا ہوا نقشہ درست فرماتا ہی کس کے آئین تیغ مین صفائی ہی روح اسکندر کس پر آفرین خوان آئی ہی کون فولاد دل ہی آئینۂ شمشیر سے بشاش ہو کر کون مقابل ہی کل مقدمہ نام ونشان کسکے ضمیر صفائی ہی کسکے چہرہ پر کدورت کا زنگ ہی غرض آئینہ تیغ وخنجر کو جلا ملنے لگی نامردون کو جو مایوسی ہوئی تو غیرت لفرین منہ در منہ کرنے لگی رینے مثل شاہد طناز وکرشمہ سنج آئینہ خانۂ عالم مین تننے لگے تیر زہر اُگلنے لگے چہرۂ عمرو نے نامردونکا منہ چڑھایا بروبغیرت دیجیا بنایا سپرین آئینۂ تیغ وخنجر سامنے رکھکر بالیان اپنی سنوارنے لگین پھول اپنے دیکھنے بھالنے لگین جو تلوار صفا کہ سپر بہادر نے رکھدی آئینۂ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ مین ملک زنگ تھا اب وہ جلب ہماطر فراحرا ہوا مقام تعجب ہوا پائے حلقہ حلقہ محو صورت جنگ سوارون کو حیرت دامنگیر آئینۂ خیال پر سات رنگ کمانتک گذارش ہو جا بہ پربات یہی نقشہ رہا جب مرقعہ دہر سے عدو شب اُٹھا صورت دوسری نظر آئی تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی کہ نظم

ہوئی ہنگامہ مین مطلع صاف پایا | سحر کا آئینہ شفاف پایا
سفیدی چھا گئی روئے زمین پر | موذن نے کہا اللہ اکبر

امیر طاعت رب قدیر مین مصروف تھے کہ سپاہ اسلام ول کے دل بادل کے بادل انبوہ انبوہ حشم حشم بیرق بیرق قدم قدم سنجیدہ بیانہ ساطائفہ بجانب میدان جنگ روان ہوئی سرداران افواج کو روانہ کرکے دردولت باشوکت سلطان باکرم پر آکے ابو الفتح نے پشت اقدس امیر ذیشان پر بیٹھکر ہنگام دعا آمین کہی امیر نے سجادہ لپیٹا اور صندوق اسلحہ طلب کرکے تبرکات انبیا علیہم السلام زیب جسم فرمایا اور باہر برآمد ہو کر پشت اشقر کو خانہ منور اور اُفق شاہ خاور بنایا جلو خانہ مین جیش محل کے تشریف لائے سردار سواب عرض کرکے الگ ٹھہرے تھا ایک بعدہ محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر تھا جلوس سواری کا نکلنے لگا کنولہائے بلورین کنعل بردارنیون سے کنعل بردارون نے لیے طلائی نقرئی بخشا ضمر کھلنے لگے عود وعنبر لوٹے کنیزان محل سے طفلان مہر دیدار لیکر آگے بڑھے نواب ناظر خواجہ سرا اہتمام کنان نکلے کہاریان جو بن مین بھری اترائیان ہوا دار کاندھے پر لیے ظاہر ہوئین حضور عالم کہار جو تخت لیے استادہ تھے اس سریر منظیر پہ ہوادار سے

اُتر آئے اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی امیر اور تمام سردار مجرا گاہ پر جا کھڑے ہوئے مرد ہا پکار نظم

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ
مظہر ذوالجلال والاکرام
شہسوار طریقۂ انصاف
نوبہار حدیقۂ اسلام
امیر دوران صاحبقران زمان نگاہ رو برو بادشاہ سے بنظر الطاف

اُدھر دیکھا امیر نے مجرا لیا آنکھون سے سلام لیکر اشارہ سوار ہونے کا فرمایا پھر تو جملہ سردارون کا مجرا ہوا اور تخت ظل اللہ کو قاب مین رکھکر آگے بڑھے ڈنکا ہوا نقیب منقبت خوانی کرنے لگے ایک طرف سے ہاتھیون کی قور جلو مین آگے بڑھی آندھی سیاہ اُمڈی یا گھٹا رہمراہ رکاب چلے وہ فیل بلند روان تھا کہ ہر ایک پر کوہ البرز کا گمان تھا زنجیرین جھنکتین گھنٹیان بجتین جھولین زرکار تربن نظم

سینہ و جبین پہ رنگ لایا
گردون پہ شفق کا رنگ اڑایا
فیلون پہ تھے فیلبان نمایان
یا گنبد ہفت چمن پہ کیوان
صندل کا شجر ہر ایک دندان
خرطوم تھی اُس پہ مار پیچان
کرتے تھے دلون مین راہ گھنٹے
تھے حیرت مہر و ماہ گھنٹے
ایک طرف ہزار ہا گھوڑے سنوارے

پھرتے سردارون کے زیر ران کجداریان کرتے کہ موجب نظم

آہو صفت و عقاب پرواز
نسرین فلک کو تھے وہ شہباز
ہر پیشم رکاب گوش محبوب
تسمہ ہے کہ زلف دوش محبوب
زیور سے ہر اک لدا تھا ایسا
گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا
زمی تھی خرام کی نمایان
تھے تار نظر پہ گرم جولان
نوجوان منچلاپن دکھاتے جاتے

دورباش کی صدا لگاتے لشکر کی آمد پرشوکت گھوڑون کے ٹاپ باجون کی صدا ہتھیارون کے رگڑ کی صدا تلوارون کی چمک صحرا مین پھولون کی مہک بہادرون کے دلمین اُمنگ نشہ شجاعت کی ترنگ کرنا کی صدا سے گوش کر و بیان کر خلاصہ یہ کہ برپا کرد فی نظم

ابا صد ہزار از گزیدہ سران
ہمہ پہلوانان و گندآوران
ابابیل و با کوس و با فر ہما
ابا تاج و با تخت شاہنشہی
سیاہ و سپہید برستن گرفت
زمین سم اسپان نہفتن گرفت
تو گفتی کہ خورشید گردان بجائے
باندازِ نہیب سواران بجائے
اسی جاہ و حشمت سے یہ شام مع سپاہ

وارد جنگاہ ہوا اس طرف سے لقا ئے گمراہ تخت ہاتھیون پر رکھوائے گوہون کو ہمراہ لیے آیا ایک جانب سے برق و باران پیدا ہوا اور اژدرون پر تخت کھنچا سیماب سہپر لہراتا ہوا انپس پشت کئی ہزار ساحران خدار نہنگ چہرہ و سگ پیکر و مردم آزار اسباب ساحری ہمراہ لیے منقلین آتشین سلگائے تھالیان بجی آگے رکھے ماتھے پر ٹیکا لگائے جے سامری کی پکارتے آئے دھر و کی صدا پر کھیلنے لگے ڈفلے بجے اژدر پھنکارے جادوگرنیون نے ماش پڑھکر مارے وار دو کی کشتی کی نقابت نقیب کرکے ہٹنے پر سے بندھ گئے قشون قشون خیل خیل الگ الگ غول باندھکر کھڑے ہوئے بعد آراستگی میدان گڑکا ہوا ساحرون نے جھنڈیان ہلائین ہزار دون بلائین آراستگی سیماب نے خداوند کو اپنے سجدہ کیا اور اجازت خواہ ہوا اور کہنے کہا مین نے تحکمر اپنا نظر کردہ کیا اور اپنے یہ قدرت کو تر او شکیرنا یا وہ سیہ دیکلمات سنکر ہنستا ہوا جھک کر پیپا دہ

وسط میدان مین آیا اور للکارا کہ اے فرد مغضوب درگاہ خداوندی مین آؤ اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے پیو اس نہیب کو سنکر بادشاہ کی نگاہ صف دست چپ کی جانب اٹھ گئی اس صف سے شہزادہ رستم پیلتن و پیلفگن کشندۂ قوی و دو ویل ہندی قاتل کپتان فرنگی ابن حمزۂ صاحبقران زیب و زینت بارگاہ سلیمان علمشاہ نوجوان نے فورًا اسپ بلا کبود کو پرے سے نکالا اور سامنے بادشاہ کے مرکب سے اترکر اجازت جانبازی طلب کی بادشاہ نے جام کلہ عزیمت رحمت فرما خلعت دیا فی حفظ اللہ کہکر رخصت کیا شہزادۂ موصوف جست کرکے پشت بادپا پر اپنے پہونچا اور گھوڑا اڑا کر چلا فرنگیون نے ارگن بجایا سرداران شہزادہ نے ہمراہ رکاب چلنا چاہا ہر ایک کو تشفی دیکر روکا اور آپ سامنے اس تیرہ درون حریف کثیف کے آیا اور طالب ضرب ہوا اس علامے دین نے بغیر سحر کیے سب کے دکھانے کو ایک ہاتھ تلوار کا شہزادے پر مارا اس بہادر نے رد کرکے تیغہ کپتان نیام سے لیکر کمر کو تاکر سر پر ہاتھ مارا کہ اس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے لیکن بدستور سابق جسم ٹکا پھر مل گیا اور مجسم ہو کر پھر اسنے بڑھکر ہاتھ اونچا کیا ایک بجلی تڑپکر گری دونون لشکر کے لوگون کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ شہزادہ علمشاہ کے دو ٹکڑے پڑے ہین یہ دیکھکر امیر بیتاب ہوے بادشاہ نے اشک حسرت بہائے سردار تنہا لے بے اختیاری منہ سے نہ زبان پر لائے کہ افسوس

قطعہ

کوئی محفوظ ہوتا ہے جو یہ دم
نہین رہتا کبھی یہ تاج کسی کا
عزیز و اقربا سب سے جدائی

نہین دنیائے فانی گھر کسی کا
تو برسون سے برابر کا وش غم
وہی ڈیڑھ گز کفن اور گوشۂ خاک
فقط کنج لحد سے آشنائی

بدلتا ہے سدا یان رنگ جی کا
زمان مرگ ادنی ہو کہ اعلی
سوا اسکے نہ دولت اور نہ ادراک

جب لشکر مین زیادہ کہرام ہوا امیر مانع ہوے اور فرمایا ہنگام جہاد صبر لازم ہے جزع و فزع سے کفار زیادہ تر شاد ہونگے اسی گفتگو مین سیماب نے پھر مبارزطلبی کی ابکی شہزادہ قاسم نے گھوڑے کی باگ لی اور شاہ سے اجازت لیکر سامنے ساحر کے گئے ہنگام ضربت ساحر دو ٹکڑے ہو کر مل گیا اور بجلی گرا کر اس شہزادہ کے بھی دو ٹکڑے کیے غرض لشکر اسلام مین برپا ہوا اور فرط غضب سے سرداران روم و فرنگ و خاور کہ تحت شہزادگان والا ورتھے کیے بعد دیگرے سامنے اس بد باطن کے جانے لگے مگر ظفریاب نہوے سب اسی طرح دو ٹکڑے ہو کر آئے امیر نے خود قصد مقابلہ کا کیا لیکن خواجہ بزرجمہر کے لڑکے جنگاہ مین آکر منت پذیر ہوے کہ یا امیر آپ بھی لڑنے جائیگا تو یہی حال ہوگا اسلیے کہ یہ طلسم بند ہے اگر سحر ہوتا تو اسم اعظم سے باطل ہوجاتا اسم اعظم پڑھکر کوئی طلسم درہم اور شکست نہین کر سکتا امیر انکی منت کرنے سے ٹھہر جاتے ہین عزیزون کا رنج و غم کہاتے ہین اس مقام پر بھی صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ سیماب شام تک لڑکر طبل بازگشت بجوا کر پھر جاتا ہے اور دوسرے روز پھر لڑتا ہے پانچ چار روز تک میدان داری مین بہت سے سردار لشکر اسلام مارے جاتے ہین چنانچہ اس احقر نے جنگ ہر روز کی تصریح وار نہین لکھی کیونکہ ایک سطر کا مضمون تھا داستان گویان کو اختیار ہے کہ داستان جتنی چاہے بیان کرین آمدم بر سر مطلب آج کی جنگ مین فرزندان حمزہ قتل ہوے ہین بختیارک نہایت خوش ہے کہ تراہہ کر بالفعل بعد ترکیب دو اسنبھالے رہیگا ایسا نہو کہ ہاتھ سے حقیقہ نکل جائے

ہو جائے آج لشکر بندگان مغضوب کا خاتمہ ہے لقا بھی قہقہے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ما بدولت کو آج ہی تو غصہ آیا ہے اب تقدیر ان بندوں کے غارت کرنے کی بہت مستحکم کی ہے اور سنگ غضب کے نیچے دبی ہے یہ کسی طرح نہ بچینگے ادھر اہل اسلام بیچارے خستہ دل جب مقابلہ ساحرین آتے ہیں قتل ہو جاتے ہیں مگر ہمت نہیں ہارتے برابر لڑنے آتے ہیں اور نقد جان دیتے ہیں رات بھر کے جاگے دولھا عروس مرگ سے ہمکنار پڑے سوتے ہیں جسم نازک خاک و خون میں بھرے پوشاک تنہا نازیب جسم کئے فلک کی گردش مہ جبینان یا لشکل آسیا دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح اُسنے پیسا زمین خاک بسر درخت نیلی پوش سراسر نخل غم برگ لخت کف افسوس اہل تمام لشکر اسلام میں تلاطم جھنڈے لبان زن سوگوار بال کھولے نقارے سر پیٹتے جھانجھ کف افسوس ملتے سردار گریبان چاک گھوڑے سینے کوبتے پلٹنیں رسالے بے افسروں کے بھاگنے پر آمادہ محلات مخدرات میں اس خبر کے پہونچنے سے عورتوں کا بین کوئی فراق شوہر میں ہے ہے میرا وارث کہکر بال نوچتی کوئی یاد بیٹے میں ہائے میرا بچا کہا منہ پر طمانچے لگاتی ہزار ہا عورتوں کا حلقہ باندھ کر بال کھولنا اور نوحہ و زاری کرنا کہ ابیات

کوئی بولی کہ آہ پیارے کہاں ہے
مری آنکھوں سے کیوں اب تک نہاں ہو
کوئی بولی چھٹے تم ہمسے اے ماہ
کہاں ڈھونڈھوں کدھر جاؤں میں اے آہ
پکارے گی یہ مادر کس کو اے جان
جہاں کس کو کہے گا روح سلطان
حجاب خاک میں تم سوے دلدار
لحد تیری کریں ہم آہ تیار
غضب کیسا ہوا کیا پیش آیا
جو لے رب انکو دنیا سے اٹھایا

جب فرزندان حکیم بزرجمہر نے یہ تلاطم دیکھا سمجھے کہ ہم کب تک امیر با توقیر کو مانع ہونگے یقین ہے کہ امیر بھی لڑنے جائیں اور اسی آفت میں گھریں اب قافلہ گم کردہ راہ ہوا جاتا ہے یہ باغ دست برد خزان سے تباہ ہوا جاتا ہے پس یہ مضطر ہو کر زائچہ کشی پر مائل ہوئے اور قرعہ پھینک کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سردار جو قتل ہوئے ہیں کشتہ سحر ہیں وہ بجلی چمکتی ہے اور آنکھ جھپکتی ہے اتنے ہی عرصہ میں سردار کو ساحر اٹھا لیتے ہیں اور کاغذ کا پتلا ڈال دیتے ہیں جو سحر کی وجہ سے افسر کی شکل نظر آتا ہے اصلی سردار قید ہو جاتا ہے الغرض مانند فتح ہونے لڑائی کا بجانب مسلمانان قریب ہی کفار کا لشکر شکست نصیب ہو زائچہ سے معلوم کر کے خدمت امیر میں آئے اور جملہ کوائف معرض بیان میں لائے امیر نے شہزادہ کرب کو کہ داروغہ بارگاہ سلیمانی ہے محلات میں بھیجا کہ شہزادہ مذکور نے ہر ایک بی بی کو تسلی دیکر وہ نوحہ و شیون موقوف کرایا اور یہاں بادشاہ اسلام نے تاج اُتار کر جانب قبلہ رخ کیا اور محتاج بدرگاہ کبریا ہو کر بعد تضرع و نیاز استغاثہ کیا کہ اے خلاق ارض و سما ہمکو اس بلا سے بچا کہ بموجب نظم

سپہدار گردن کشان آنزمان
گرفتند زاری سوے آسمان
کہ اے برتر از دانش و ہوش و رائے
نہ از جائے دور و نہ ہر جا بجائے
ہمہ بندہ بے گناہ تو ایم
بہ بیچارگی داد خواہ تو ایم
زافسون و از جادوے برتری
جہاندار و بردادران دادرے
تو باشی بہ بیچارگی دستگیر
توانا برابر آتش و زمہریر
ازین سختی با ما تو فریاد رس
ندارم جز تو کسے را بکس

سہام استغاثہ نشانہ مراد پر پہونچے یعنی دشت کی جانب گرد اڑی ایسی گرد تیرہ تھی کہ کاخ افلاک تک نزدبان گلی لگی تھی روے مہر چھپ گیا عیاران لشکر اسلام خبر لینے دوڑے اور بختیارک

ہاتھی پر کھڑے ہو کر پکارا کہ ہائے ملعون درد ہونے لگا یا خداوند تقدیر پلٹا چاہتی ہے ذرا دیکھئے تو یہ گرد کیسی اُڑتی آتی ہے یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ یکا یک دامن گرد شگافتہ ہوا اور کئی سو فیلان جنگی جنکی سونڈوں میں بندھے ہوئے ظاہر ہوئے لشکر نشان کئی لاکھ فوج کے انکی لپشت پر کھلے ہوئے پیچھے اُن کے ساحران نامی طاؤس دھنس پر سوار جادو گرنیان وضعدار بیشمار پیدا ہوئیں پھر سقے آبپاشی کرتے گرد و غبار بٹھلاتے رسالے کے سوار گھوڑے اُڑاتے پیادے اپنا عظم و شان دکھاتے نکلے لشکر کا آنا اور اُسکا کر و فر کیا بیان کیا جائے دم تحریر کمیت قلم کا پالنگ ہے کثرت مضامین سے عرصۂ قرطاس نہایت تنگ ہے یہ شوکت و شان تھی کہ عظمت اُسپر قربان تھی نظم

کسے از یلان خولیشتن راندید
ہمہ زنگ زرین و زرین جرس
ہمہ طوق زرین و زرین کمر
سیہ بود چندان کہ دریاے لام
دگرگونہ جوشن دگرگون کلاہ
برا ز خاک شد چشم کام و سپہر
درخشان بکردار دریاے نیل

دبا نا سہ تیرہ زمین و سپہر
کہ اندر جہان آن ندید ست کس
ہمان چتر کز دم طاؤس نر
از ایشان نمودی چو یک مہرہ موم
چغانی و چینی و سقلاب ہند
تو گفتی بقیر اندر اندود چہر
نشستہ بران توبج نامدار

جہان شد بگرد اندرون ناپدید
بلرزید و از ایشان ببرید مہر
ہمان افسر پیلبانان بہ زر
بر و بافتہ چند گونہ گہر
کشانی و شکنی و ہری سپاہ
کہانی و نہری و رومی و سند
ز لبس تخت فیروزہ بر پشت پیل
بدست اندرون تیغ آہن گذار

اس سپاہ نے قریب جنگاہ آکر ایک طرف صف کھینچی اور شہزادہ دم لوح مرکب پر سوار ہو کر بڑھا امیر اور بادشاہ کو مجرا کیا چاہتا تھا کہ قریب تر جائے اُسوقت نہیب مبارز طلبی سیماب گوشزد ہوئی ہر چند کہ آمد شہزادہ دلاور دیکھ کر ہتھیار کرنے لڑنے سے منع کیا کہ ضرور اسمین کچھ بھید ہی جب تو نبیرہ حمزہ وقت پر پہونچا ہے مگر سیماب کا بحر غضب جوش مین تھا اُسنے کہنا شیطان کا نہ سُنا اور مسلمانون کو طلب کیا شہزادہ دلاور مرکب اٹھا کر روبرو اسکے پہونچا آسنے بظاہر ترسول شہزادہ پر مارا اس دلاور نے رد کر کے تیغہ طلسمی نیام سے لیا اس تلوار کو دیکھ کر وہ گبر بھی گھبرایا مگر شہزادہ تیغہ علم کر چکا تھا سر کو بچا کر کمر پہ جو ہاتھ مارا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ عکس تیغہ پڑتے ہی وہ مثل پارہ کی طرح سارا جسم اُسکا معلوم ہوا تھا وہ باقی نہ رہا آتش شمشیر طلسمی نے پارہ کے غول کو جسم پر سے اُڑا دیا اصلی جسم لسان قیر سیاہ ظاہر ہوا اسپ لگا رہے کہ مار سیاہ کیچلی سے باہر نکلا تیغہ تو کمر پر شہزادہ کا پڑ چکا تھا مثل خیار سال خوردہ کے جسد ناپاک کے دو ٹکڑے ہوئے اور غلغلہ قیامت خیز بلند ہوا بیرون نے غل مچایا کہ مارا سیماب جادو کو آندھی سیاہ آئی پتھر گرے اُسکے تن نجس کے بہم نہوے لوح وتن مین جدائی ہوئی فوج ساحران یہ حال دیکھ کر شہزادہ پر ٹوٹ پڑی اسطرف ہتھیار کے ایک دھتیر لقا پر مارا کہ مسخرے نے کہا تھا لقد پر کو سنبھالے رکھنا کیا بوجہ تھا جو مجھ سے رکا نہ کیا تقدیر کو الٹا ہو جانے دیا جالا ناپاے داری بگرید لقا نے غصہ مین آکر فوج کو اپنی اللکارا سنجانی باختری کو ہی وغیرہ تیغین کھینچکر چلے پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے ضرب سلیمانی کھینچکر اُحکر کیا اڑ کر چلے تو ساحر مذکور کے مرنیسے سرداران اسلام جو مقید ہوئے تھے اور لشکر ساحران مین اندر خیمہ کے قید سے چھوٹ گئے اور قید آہن توڑ کر باہر چلے نکا ہمان مرنے سے ساحر کے ایسے بدحواس تھے کہ ہو بفرار لانے اور نہ

افسران تہمتن نعرۂ رعدآسا بلند کرکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایک طرف آکر گرے اتنے ساحر سے ساحر برحملہ کر بھڑ گیا اور دلاور سے دلاور نارنج و ترنج نارئیل کی ہر سمت بوچھار ہوئی کلوا بھیروں کی پکار ہوئی بیروں کے غل نے رعد کا دم بند کیا تیغوں کی برق صفت چمک نے دیدۂ دل کو بند کیا عاجز و مستمند کیا دلاوروں نے آب تیغ کی روانی دکھا دی از رفتن ہستی دشمن بہادی ہائے ہوے دلیران و بانکے سپاہی خاک چارم سے گذری بہرام کو دہشت طاری ہوئی کہیں گرز کسی جا تیر کہیں نیزے کہیں خنجر کسی سمت شمشیر چلنے لگی صدائے فش افش بہ تیران و چقا چاق شمشیران بلند ہوئی تیغ کے جوہر کھلے مردہ نامردی کی حقیقت کے دفتر کھلے کتاب زندگی تہ ہوئی خامۂ اجل نے بعض کے چہرہ پر صاد کیا بعض کو نقطہ بنایا قرطاس حیات میں حرف فنا کچھ اور لکھا نپایا اجزائے پریشان اعضائے تن نظر آئے مجموعہ ہوش و خرد ابتر تھے اوراق حیات مثل ورق گل باد خزانی تیغ سے برباد ترک بے ترک صفحۂ ہستی ترتیب سے آزاد کلک شمشیر نے مضمون زندگی باطل و مہمل سمجھ کر مثل حرف غلط کاٹ دیا شہزادہ بند فنا نے رشتۂ جان توڑ کر دفتر ہستی کا جزو جز بانٹ دیا عدو کی زندگی پر حرف آیا نوشتۂ تقدیر مرنا تھا بدنوید عطارد کتاب حیات کو غلط پایا کہاں تک گذارش کیا جائے دم بھر میں خون کے دریا بہ گئے دشت لاشوں سے پٹ گئے تیغ و خنجر کی جھنکار گوش کیوان و مریخ کے پار ہوئی تلوار مسلمانوں کی لسان شہباز دشمن شکار ہوئی مبارزوں نے جان لڑا دی یہ نوبت پہونچی نظم

برآمد ز ہر سوے لشکر خروش ہمی پیل رازان بدو رسید گوش ہمی لرزہ لرزان شدہ دشت و کوہ
زمین شد ز نعل ستوران ستوہ ہوا ہمچو ابر بہاران شدہ ہم این چنین تیر باران شدہ
ز گرد سواران در خشم تبر شاید کہ داند کس از پاے و سر مبارز ہمہ زیر خاک اندرون
کفن جوشن و ترک شستہ بخون ہمیرفت تورج میان دو صف یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
نہ با جنگ او کوہ را جاے بود نہ با خشم او پیل را پاے بود ہر آنگہ کہ خنجر بر انداختی
ہمہ دشت بے تن سر انداختی بیک زخم صد نیزہ کردی قلم خروشان و جوشان چو شیر دژم

امیر دلاور نے قلب لشکر میں پہونچکر علم ضلالت نسیم قضا سے بے حشم کو قلم کیا فوج کفار میں بھگدر پڑی ساحر صفت مارے گئے باقی جانب طلسم بھاگے صبا سے جادو تماشائے جنگ دیکھنے آئی تھی وہ طریقۂ رزم مسلمانان جانتی سے سیماب کے مرتے ہی رد بقرارلائی لقا جانب کوہ عقیق بھاگا مسلمانوں نے زیر قلعہ تک تعاقب نہ چھوڑا تہ تیغ بیدریغ رکھ کر لیا خیام و بارگاہ کافران میں آگ لگادی مال و خزانہ و بازار لشکر سب لوٹ لیا ہزارہا کافر بھاگتے وقت بھی مارا گیا آخر کو ہی د سنجانی وغیرہ بھاگ کر کوہ و دشت میں پراگندہ ہو کر متواری ہوئے لقا افتان و خیزان اندر قلعۂ عقیق کوہ مع بختیارک آیا کافروں نے در قلعہ بند کیا فیلبند دروازے سے توپ ماری امیر نامور زیر قلعہ پہونچکر رکے سب دلاور شکاری کے نکل جانے سے بگڑے چاہا خندق فراگرد قلعہ توڑیں مگر امیر مراجعت فرما ہوئے شہزادہ تورج کو بیچ میں لشکر کے رکھکر زر نثار فرماتے ہوئے بارگاہ میں آئے سپاہ نے کمر کھولی تورج سے ہر ایک بہادر ملاقی ہوا محل میں سرداروں کے زندہ آنے سے خوشی ہوئی شاہ لشکر اسلام نے شہزادۂ مذکور کے آنے کی خوشی میں اور فتح جنگ کی عشرت میں حکم جشن ہو لیکا دیا اس عرصہ میں سپاہ ضیائے خورشید بھی، دلبر ارلائی خسرو پیل شادان و خرمان بفتح و فیروزی داخل بارگاہ عالم ہوا کر نظم

بڑھی مغرب سے لہراتی ہوئی شام | ہوا خورشید پر احسان آرام | فروغ شمع نے چہرہ دکھایا
فدا ہونے کو ہر پروانہ آیا | دلوں میں آرزوؤں نے کیا جوش | ہوا اختر کے عہد توبہ روپوش

یعنے سرداران ذی ہوش حمام کر کے بارگاہ سلیمانی میں زیب دہ کرسی و دنگل ہوے رقاصان زہرہ پیکر و ساقیان سیمبر ہوش و خرد سے بیگانہ بنانے لگے ناچ کی چھل بل دکھانے شراب کی بوتل لنڈھانے لگے لشکر میں ہر سمت چراغان کی بہار و ہاں لشکر کا نکھار آپس کی چہلیں ہر خیمہ لیسان عروس آراستہ ہر مقام پر جلسۂ عشرت جما ہوا محلات میں خوشی کی دھوم دھام گا ئنوں کا اژدہام بارگاہ سلیمانی میں سرداروں کی مے پرستی باہم مذاق کرنا رقاصوں کا حسن دلربا کوئی لب جام کے بوسے لیتا کوئی ساقی کو دعائیں دیتا یہ جلسہ تھا کہ نظم

بہار فصل گل ساقی پھر آئی | دل توبہ گزین نے منہ کی کھائی | لگایا لب تا لب سے ساغر
کیا احسان نیا پیر مغان پر | اٹھا کر رکھ دیا ایمان سر طاق | کہ خوش ہو شیخ یا گذرے اسے شاق
نے تسبیح اب موج مے ناب | کردن شیشوں کو جاے سجدہ آداب | جو نو کر طاق پہ مٹکے ہو ربیکر
ہوے حاضر وہ ساز رقص لیکر | سمان وہ رقص نے باندھا دہا پیر | کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر

یہاں تو یہ جلسۂ عشرت بصد مسرت ہے ادھر لقا کو ہر طرح کی کدورت ہے باغ مینا میں جاکر آیا ہے نہ ناچ نہ شراب ہے نہ گانا ہے ہر ایک کو بہ چپ اور غمگین بیٹھا ہے قلعہ میں مرگ عزیزان سے ہر سمت نوحہ گری ہے بھیلی فوج کوہ و دشت سے آتی جاتی ہے ہر سمت سے آواز ہائے کی آتی ہے لقا نہایت شرمندہ اور خفیف بیٹھا ہے کہ صبا ے جادو کا داخلہ ہوا اور اس قحبہ نے آتے ہی خداوند کی بلائیں لیں اور کہا میں صدقے مزاج خداوند کس لیے رنجیدہ ہے ایسے ایسے بندہ بترے ہزاروں تیرے اوپر سے فدا ہو جائینگے میں بھر شاہ جادوان کو نامہ لکھتی ہوں خداوند کی بلا ریخ کرے ایکی ایسی فوج طلسم سے آئیگی کہ بندگان خوابی کو زندہ نہ چھوڑیگی وہ خرس اسکی باتوں سے خوش ہوا اور پکارا کہ خداوند نے یہی تقدیر کی تھی کہ سیماب کو اپنے مرنے کا ڈر نہ تھا غرور کرتا تھا لیس وہ مارا جائے اور طلسم سے اور کوئی ساحر زبردست آئے غرض بصلاح بختیارک نامہ لکھا گیا مضمون یہ تھا کہ یہاں سیماب بھی اگر مشتاق سیر بہشت خداوندی ہوے اب کسی ساحر زبردست کو ہماری مدد کیلیے اے شاہ طلسم روانہ فرمایئے یہ لکھ کر رات ہی کو پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا کہ پنجہ نامہ لیگیا پنجہ تو نامہ کو لیکر گیا ساحرہ اور سلیمان وغیرہ نے بارگاہ و خیام پھر لشکر درست کر لیے فوج کو ترتیب بذیر کیا خداوند کیلیے شراب کباب سامان راحت مہیا کیا لشکر اسلام میں شب بھر جلسۂ عشرت رہا آخر وقت ملکہ شاہ دہر گنجینۂ گوہر آخر شب خوشنود ہو کر لیتا یا اور خورشید جہانتاب بنیا ے زر سے مالا مال نظر آیا روے سحر خندان دکھائی دیا نظم

جو نکلا شہسوار اسپ افلاک | جلائی دہر نے پھر مشعل روز | ہوا روشن چراغ عالم افروز
اڑے نالیوں سے نالے صورت خاک | ہنگام سحر بادشاہ عالم پناہ دربار میں

جلوہ فرما ہوے اور قصد کیا انتظام لشکر کیلیے آج کا دربار موقوف کیا جاے تاکہ سردار و سپاہ شب بھر کی جاگی ہوئی آرام کرے ہنوز کوئی حکم نہ دیا تھا کہ جو ڑی ہرکاروں کی گردمیں آلودہ پسینے میں غرق صحرا گاہ پر حاضر ہو کر آداب

بجا لائی اور عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ صبح کو غلامان جانباز بالا دہی کے لیے کوہ وحشت کی جانب گئے
تو یہاں سے پانچ کوس پر ایک صحرا میں گذر ہوا کہ جس کی ایسا بیشہ فرحت آگین اور وادی نزہت آمیں غلاموں کی نظر سے
نہ گذرا تھا ایک پہاڑ کے دامن میں طرح طرح کے گل شگفتہ ہیں درختوں پہ جاری ہیں پہاڑیاں رنگین و منقش کھلائے بوقلموں
نظر آتی ہیں جانوران خوش الحان چشموں کے کنارے درختوں پر نغمہ خوان ہیں نہروں کے کنارے بگلے سیند دیبان سرخاب
بط تدرو نسیمے کلیلیں کر رہے ہیں پہاڑ کی گھاٹیاں سنگ سرخ و سبز کی سیڑھیوں کی طرح بنی ہیں جہاں جھرنا جھرتا ہے معلوم
یہ ہوتا ہے کہ وہ مقام کسی بادشاہ کی سیرگاہ ہو چکے وہاں سے ہشیار جو اس بیشہ کا نام دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا
کہ بیشہ حیرت اس مقام کو کہتے ہیں غلامان جانباز کی نگاہ عبرت انتما سے ایسا صحرائے پر فضا کبھی نہ گذرا تھا ظاہرا یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ کچھ اسرار ہو باقی حال غیب سے آگاہ پروردگار ہے یہ کیفیت عرض کر کے ہر کارے کنارے ہو
اور امیر والا تدبیر نے بزبان ہدایت ترجمان از راہ پند و نصائح گلشن کلام کو یوں پر از گلہائے سخن فرمایا کہ نوجوانان جنگ
شجاعت میں ضعیف کا کہنا مانو دشت ہوش ربا میں کہ حوالی میں اس کوہستان کی نیرنج و طلسمات و ساحران پرفن کے سوا کچھ
نظر نہیں آتا ہے جو کوئی جائیگا آفت میں پڑیگا دیکھیے شہزادہ بدیع شکار کو گئے تھے آج تک آفت میں مبتلا ہیں فی الحال لقا
بدخصال بھاگ کر قلعہ میں گیا ہے لڑائی موقوف ہے کوئی صاحب قدم لشکر سے باہر نہ رکھیں خیموں میں نچلے بیٹھیں اس وقت میں تم میں
ہر ایک سردار کلمات ہدایت آیات امیر والا تدبیر سنکر خاموش تھا بعضوں نے بجا اور درست کہا لیکن شہزادہ ملک قاسم لعل بدخشان
خونریز دغا و رساہ دل و جان حمزہ عالیجاہ اپنے مقام پر سے اٹھکر سامنے جد ہدایت پناہ کے آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ جد بزرگوار

نظم

اے شہنشاہ فلک منظر و بے مثل و نظیر ‌ ‌ اے جہاندار کرم شیوہ بے شبہ و عدیل
تیرا انداز سخن شانہ زلف الہام ‌ ‌ تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل
تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توقیر ‌ ‌ تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل
ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر ‌ ‌ زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل

آپ دل صفا منزل میں اپنے کہیں گے کہ ابھی ہیں جس امر کا مانع ہوا اس گستاخ نے وہی تذکرہ مجھ سے کیا اور قدم حد ادب
سے باہر دھرا میں قسم خدائے پاک کی کھاتا ہوں کہ میرا عزم مشیت سے شکار پر جانے کے لیے آپ سے اجازت لینے کا تھا
کس لیے کہ نبیرہ عم نامدار بدیع الزمان نوری تبار لشکر میں رہنا مجکو ناگوار ہے اب بعنایت بزرگانہ امیدوار ہوں کہ برائے چند
روز اجازت پاؤں بہر صحرا الجھنی ہوں ورنہ ترک ترک کر لیا ہو کہ میں قدم جانب بادیہ ممات بڑھاؤں تم اپنا خادم اندر
پردہ جانیں امیر نے یہ عرض شہزادہ ذی توقیر کی سنکر بہت کچھ سمجھایا مگر اسنے نہ مانا اور اصرار از حد کیا اور کہا کہ مجھ
خندہ زن ہوں گے کہ قاسم کو ایسا بودا امیر سمجھے کہ صحرا میں جانے نہ دیا امیر نے ناچار ہو کر فرمایا کہ تم رستم وقت ہو تمہیں کیا خوف
ہنسنے لگا ہر چند کہ دل میرا اجازت دینے کو نہیں چاہتا مگر تمھاری ہٹ نے مجبور کر دیا اچھا اے فرزند جو منظور خدا ہے سپرد خدا
عالم کو کیا لیکن بہت دور نہ جانا اسی اطراف میں شکار کھیلکر جلد چلے آنا تم کو کیا سپرد خدائے جلیل کے + ہر حال میں تمہارا
وہی ہو کفیل دیا شہزادہ اس اجازت ملنے سے مثل گل شگفتہ خاطر ہوا اور دربار سے اٹھکر بارگاہ میں اپنی آیا سرداران

صف شکن کو اپنے یاد فرمایا سلیم شیر رسالم شیر شکار و مالک ترک سفید جامہ ترک توسن طمطاق معظم خان بن بہرام اخی سہمان و کنارہ بن اخی سہمان و خسرو ذرد کمی سو سردار اور نامون شہزادوں کے قیاس خان خاوری حسن خان خاوری نصیر و نعمان خاوری وغیرہ سامنے آئے اور سامان روانگی کرنے لگے سیارہ بن عمرو نے پیش خیمہ شتر و خاطر پر بار کرایا بارگاہ طلسم افراسیابی بار ہوئی چالیس ہزار سوار جیدہ روزگار ساٹھ لاکھ کے لشکر سے ہمراہی منتخب ہوئے قراول چلے میر شکار یوز باشی جانوران شکاری لیکر اسی وقت کوچ کر گئے بازدار الہ تو ریغلاے در دولت پہ حاضر ہوئے بحری زرتی باشہ جرہ لگڑ جھگڑ پسند ہونے لگے موسی زمل کی جو نگلیاں ہمراہ لیجانے کا حکم ہوا جانوران چرند کے شکار کو چیتوں کی جھولیاں نالکون پد گمین سگان تازی کی جوڑیاں ڈوری لیکر صحرا کو چلے دلم دام و دام بردوش چرہمار فرمان گوش چیتی کھیا درست کئے دھوکے کی ٹٹیان کندھے پر اٹھائے روانہ ہوئے ہاتھی جو شیر کو ٹکر مار کر ڈالیں انپر عماریان کھینچ گئے ہودج زرین رکھے گئے لباس حریری قبلہ اوج نے پہنے دن بھر ہی سامان رہا جب صیدگاہ عالم میں ہجوم کی تاریکی ظلمت شب کی لیکر صیاد فلک چکر لگانے لگا اور مرغ زرین بال مہر خوف سے صحرائے فلک چھوڑ کر بھاگا کہ ابیات

کہ اس عرصہ میں سلطان کواکب　　نظر آنے لگی کیفیت شام
ضیا سے جسکی ہو شان کواکب　　قدم فرسا ہوا پھر بہر آرام

رات کو لشکر اول اور جھاڑ رسالہ اعیان جو ہمراہ کوہ الگشن جنان کو چھو بہر آرائش خیام و مقام روانہ کیے گئے جنھوں نے پانچ پانچ کوس پر خیمہ آراستہ کر کے نہر و چشمہ ہائے دشت کے کنارے گلشن نگار بنا دیا فرش تکلف بچھا دیا خیمہ ہو گئیں طعام انبہ تیار ہوئے لگا ہوا تو شاہزادے نے سلح خانہ کھلوایا تیر عمدہ چھانٹے گئے کمانیں جو زنگ جو خوب کالی تھیں پسند خاطر ہوئیں شمشیر دو دم ہندی زیب کمر کی دو دو تلوار جو ہم شکار گینڈے کی پیٹ مثل خیار تر کاٹے سنگ پشت کا جگر میں ہو جائے پسند خاطر دلاوران ہوئیں آپس میں چہلیں رہیں کوئی کہتا کہ جنگل میں شیروں کا مسکن ہے اسی طرف ہمارا دل بندوں توسن ہے بندہ تو شیروں ہی کا شکار ہمیشہ کرتا ہے والله للکار کر نام اسد الله الغالب شیر کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا بعض کا مقولہ تھا کہ شیر سے تیندوا احمر ادھر جھاڑی میں تو اسی کو ڈھونڈھ کر مارونگا غرضکہ وہ رات اسی حرف و حکایت میں بسر ہوئی جھاڑیوں کا ذکر رہا کہ ہر جھاڑی موجب بہت غلب ہے کوئی کہتا کہ پہاڑ کی گھاٹی میں جانے سے روح دلاوران ہلب ہے اسی چھیڑ چھاڑ میں وہ زمانہ آیا کہ شہباز زرین بال بیضہ کھولا اور خطوط شعاع سے دلم بردوش

صیاد مہر صحرائے فلک میں آیا نظر　　زرکلمین فلک پھر رنگ لایا
ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربا　　نسیم صبح کا جھونکا پھر آیا
اثر اعنقا صفت زاغ شب تار　　صبح ہوتے ہی مہر سپہر صاحبقرانی

حمزہ بارگاہ سے طالع ہوا اور خاورین کو مرکب سبز رنگ زہرہ جبین کے منزر و سواری فرمایا سردار مثل خطوط شعاع گرد اس نیر تابان کے رواں چالیس ہزار سرداران حلقہ پوش ہمراہ جوڑیاں نقارہائے نقرہ و طلائی کی جن پر علم درخشان کہ ابیات

ہزار و صد و شصت خسرو پرست　　کہ دہباز بالا زرہ زیر داشت
ہزار و چہل مرد شمشیر داشت　　پیادہ ہم رفت ترو بین بدست
پس اندر روان مقصد با زوار

بہا باشد چرغ و شاہین کار   وزان پس بفتند سی صد سوار   پس باز داران ابا باز دار
بزنجیر بستہ دو صد شیر و پلنگ   بدیبائے چین اندرون بستہ تنگ   پلنگان و شیران آموختہ
بزنجیر زرین دہان دوختہ   قلادہ بزر بافتہ صد سگ   کہ در دشت آہو گرفتی بتگ

فی الجملہ جب صحرائے سبزہ زار میں پہونچے جانوران شکاری کو جو بیچ چھوڑا شکار کا لطف مرغزار کی کیفیت چشموں کی تراوت اور لہراتے سبزہ زار کی نزاکت دیکھنے روانہ ہوئے کبھی چیتوں کو ہرن پر چھوڑا کبھی شیر ببر کو گھیرا کہیں باز کا نشانہ تیہو ہوا کبھی آہو بچا لا کے کمند بند اسیر ہوا شہزادہ اسی طرح اس بیشہ کی طرف کہ جسکا ہرکارہ کی زبانی حال سنا تھا چلا اور بیشہ حیرت پوچھتا ہوا آخر اسی وادی میں پہونچا دیکھا تو واقع میں ہرکارہ کے بیان سے اس جگہ کو دو چند عمدہ پایا قدرت کردگار حقیقی کا جلوہ چشم تقدیر نے دیکھا دامن کوہ کے نیچے نہریں جاری اتراتی پھرتی بادہ بہاری کا چھلکتا جام تا فرہادی کی روح کا حوصلہ نکلتا دامن کوہ پھولوں سے بھرا ہوا آغوش پر لمنا سے عاشق میں معشوق رنگین ادا نہر کے کنارے فوارے چھوٹتے جسکو دیکھ کر روح محو درد مزاجان رعد برسے فضائے گلزار سراپا بہار سو جان سے اس جنگل پر نثار طبقہ ارض پر بہار رنگ دکان قبائے دلدار ہر طرح کے پھول اور ہر قسم کا میوہ فصل و غیر فصل کا تیار نہال ثمر و بار آور سبز رنگ و ہرے کہیں ہر شاخ سے شاخ بروش مستانہ یا ہمرنگ مشتاق جانانہ عشق پیچاں کی طرح باہم دست و گریباں کہیں جھاڑی مثل زلف عنبریں شکن ہمدوشان پر پیچ جسکے سامنے جوئی سنبل چہرہ خطرہ خضر کی بیچ صبائے بہارین کا ستانہ بھر نادم لطف و قار زرق ملن کے خرام پر جان خوش رفتاران بیدم کوئل کوکتی پپیہے کے بولنے پر سوداز دگان محبت کی زبان لوتھو کتی طاؤسوں کا رقص عجب طرح کا جمگھٹ ابر برسات کی آمد گرمی کا جانا ہر جگہ چشمہ ہائے سرد کا لہرانا زمین پر فرش زمردیں بچھا ہر شجر پر بلبلوں کا غنچہ رنگ ان اسیران الفت ہاں کا ہر شاخ پر طایر ہر شگوفہ نسیم و مرغان خوش الحان نئی طرح کا زمزمہ خوشبو سے گلزار دشت مہکتا بلبل چہکتا مسافر خیال کا قدم بہکتا کبھی بدلی گھر آتی کبھی بجلی چمک جاتی پہاڑ سے سمت کی

تو گوئی کہ آمد مہ فروردین   بہار است گلبرگ روئے زمین   سر تنگ سرا پر چون زاگ کشت
ہمہ کوہ و ہاموں پر از لالہ گشت   ہمہ زاغ ما جو پشت پلنگ   زمین ہمچو دیبائے رومی برنگ
بزرگان ببازی بباغ آمدند   ہمہ میش و آہو براغ آمدند   نشستند و بر شہر مے خواستند
نشاد و روان را بیاراستند

شہزادے نے لب نہر بارگاہ آراستہ ہونے کا حکم دیا خیام وغیرہ تو پہلے ہی سے آراستہ تھے شہزادہ گھوڑا اٹھا امیروں میں آکر ٹھہرا وہاں جھولے پڑے سنار چڑھے ہامن کی گلکنی ناہید فلک کو ہیچکارہ بنایا معشوقان گل اندام پہلو میں آکر بیٹھ گئے محبت کے پینگ بڑھے زندہان ہر سروانوں کی کلاہ ہیں وہ ہر ایک کے ہمراہ جھولا جھولنے لگیں عجب طرح کا سماں بندھا اسوقت ٹھیک دوپہر کا وقت آ گیا تھا اگر وہ زمانہ بھی خالی از لطف نہ تھا گھوڑے بن میں بن بنکر اُٹھے تھے قامت یار شوخ طرار نظر آتے تھے جھونکے ہوا کے گرم کے گرما گرمی معشوق کا رنگ دکھاتے تھے جو ہرن جست کر گیا کسی خوش چشم کا رم کرنا یاد آ گیا دشت میں دھوپ کا ہر اتا تھا

باشاطہ فلک عروس عنبر آلود آئینہ مصفا دکھاتا تھا سطح ارض جس کی بین مرات رخسار جانان تھا ذرہ دن کی چمک سے ماہ تھا شاہد زمین کا پر افشان تھا شہزادہ مصروف عیش و عشرت تھا کہ خاطر پر کدورت دہر کا غبار نکالا نیا ماجرا پیدا ہوا یعنے در فرنگوہ کی جانب سے گرد اڑی جب دامن گرد بنوک نظم صبا سے چاک ہوا دیکھا کہ کئی ہزار ترکمان آدم خوار مسلح و مکمل گینڈوں پر سوار آتے ہیں اور آگے سب کے ایک حبشی سیاہ قلب و تیرہ درون بالکل آلو تھا اہل و بد خو بے ایمان نطفۂ شیطان مردم آزار خدا ناترس کاہل و زبون شعار کہا

گنہگار ریزوانی و ناسپاس	تن اندر زنگوہش دل اندر ہراس	ستمگر گرہ دیو پیشہ باشم وزور
که چشم خرد دشت ان دیو کور	ہمان کرم بینی و خواب بدہ چشم	دل آگندہ دارد تو گوئی بخشم
چراغ خرد پیش مغزش بمرد	زجان و دلش روشنائی ببرد	بہ بیہودہ بینی مرا او ر بد است
که او دشمن جان دشمن ایزدست		

وہ خبیث بھی گرگدن پر سوار اژدہ پشت نہنگ گران وزن باندھے اور ہمراہ ایک ہمراہی اسکا جلادی اور ستمگری پر کمر کسے ایک ایک دیو خصلت چہرہ سے قزاقی ظاہر بے حیائی اُنسے اور رو وقیح سے خوب ماہر قامت جنکے دراز سچ ہے کہ بیغیرتی کی عمر دراز ہاتھ دامن ہمت کی طرف سے کوتاہ دل حرص و ہوس کیطرف گرویدن بڑھا ہوا لیاقت عرصہ ہمت و مردی میں سر گرم رفتار ایک سمت کو سوار اور پیدل تھے کیطرح ہنستے بکتے ہوئے جبرے انکے نظر آتے پر جیسے تسمہ نہیں لگے ستانین اچکتین ترکش کے پردار تیروں سے بوموں کے موم لگی یا سینے اور دب کافران عنقریب ایسی شوکت و شان سے رواں تھے اور پیچھے ان بدشعاروں کے سو عورتیں بے مقنع و چادر ستران برہنہ بسر بحالت سوگوار تھیں چھوٹے چھوٹے بچے آگے انکے بیٹھے بال ان بیکسوں کے کھلے ہوئے پیشانیاں انکی خاک میں بھری بیٹھ تازیانوں کی ضربسے زخمی ہر ایک ماہ سیا دہن طلعت آلودہ بغبار رنج مصیبت ہجوم یاس و بیکسی ہمراہ اسکے لب بر نالہ جانکاہ کسی نے طمانچوں سے منہ اپنا نیلا کیا تھا گل کو سوسن بنا دیا تھا کوئی بشان گل گریبان چاک کئے سر پر خاک غم سے ہر ایک نوحہ گر

نظم

ہوس یکساں نہیں یہ دور فلاک	بشر کو ایک دن جانا ہے خاک	عبث ہے یہ بہار ملک فانی
نہیں رہتی کسی کی نوجوانی	اگر گل ہے تو کھٹکا ہے خزاں کا	بھروسا کیا یہاں کے میہمان کا
جو بلبل ہو تو وہ بھی نعرہ زن ہے	کہ یہ گلشن ہی نہیں جائے وطن ہے	بشکل زلف یاں ہوتا ہے برہم
یہاں کے عیش کا انجام ماتم	جسے دیکھا ذرا بھی خرم و شاد	کیا اس آسمان نے خانہ برباد

وہ بیچاریاں آفت کی ماریاں تو شرم سے سر در گریبان تھیں مگر بیچ بیچ میں ہوا دُن کے کلیجوں سے پھٹے اور بالی انگشتہ حرامیان لعین انکے بدنے پر منتشا ادر بالی سعی ان سب بیکسوں سے آگے ایک زن خوبرو اشتر سوار تھی سر بال اسکے رخسیر جو کھلے تھے وہ سراسنبلستان نظر آتا تھا ماہ سے پر کافروں کا دھاوا تھا یا ملک حاسد نگیوں نے قبضہ آیا تھا آنکھوں سے جو سے اشک اسکے جاری تھی یا ستا باغ حسن بہ تنگ باغبان گلستان رخ کیلئے مصروف آبیاری گریبان اسکا چاک تھا یا آفتاب طلعت نے قرص ماہ کو تحت شعاع کیا تھا ایک لڑکا پانچ برس کا سن بھولی صورت امید دن کے دن گلاب کی پنی اسکے رنگ و رخ کے روبرو شرمندہ چہرہ کملایا ہوا سر برہنہ کرتا پھٹا سہما ہوا آگے اس زن مسما

کے بیٹھا تھا اور وہ بیچاری مصیبت کی ماری برنگ ابر بہار گریہ وزاری کرتی اور یہ نوحہ پڑھتی **نظم**

کہ قسمت کا برا ہو کیا دکھایا
فریب آسمان جپکر مین لایا
نہ سمجھے تھے فلک یون داغ دیگا
غریبون سے عوض اسطرح لیگا
نہ قدرت ہے کہ مرجائین بصد غم
ملین اُس سے بشکل لفظ باہم
فلک کے شکر سے لب آشنا تھے
ندامت خیز سلک مدعا تھے

شہزادہ قاسم نے جو اُس لشکر ظلم پر بہ اور بندیان خستہ جگر کو ملاحظہ فرمایا تاب ضبط نہ رہی بزم عشرت سے اٹھ کر پشت توسن پر آیا اور پشتر ابھی جلد جلد جو بون پر سے اُتر کر سوار ہوے شہزادہ موصوف آگے بڑھ کر اس زنگی خیرہ سر کا سد راہ ہوا اور للکارا کہ باشرارو ظالم بیبا اجل تیری قریب پہونچی لے اب سنبھل اُس زنگی نے جو روے زیباے شہزادہ پر نظر کی قہقہہ مارا اور کہا اے طفل شوخ چشم تو ابھی منھ چومنے کے لائق ہے میرے ہمراہ چل کہ تجکو ساقی محفل بناؤنگا شہزادہ نے فرمایا کہ او یاوہ گو ساقی مرگ تجکو ساغر بادۂ فنا پلائیگا زبان بند کر دست نامردی بڑھا دلیرون کے منھ پر آتا منھ چومنے کا مزہ دیکھ بیہودہ گوئی سے کیا حاصل ہے جب یہ کلمات اُس بانی جفا نے سُنے نیزہ پکڑ کر حملہ آور ہوا شہزادہ نے بند صاحبقرانی باندھ کر خمیدہ ہی طعن مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا وہ کافر کہ نیزہ آب ندامت مین ڈوبا کہ **نظم**

گر آمد یکے دیو چون پیل مست
کمندے بفتراک و نیزہ بدست
چو زنگی بہ نیزہ درآمد زجاے
جہانجوے برجاے بفشرد پاے
چو نیزہ نیامد بہ یرو کارگر
بروے اندر آورد زنگی سپر
بزد تیغ شہزادہ بر گردنش
کہ تا سینہ ببرید جنگی تنش

جب اس نابکار کا نیزہ ہوائی ہوا شہزادہ نے تیغ لگائی کہ سر پر بیٹھ کر جگر مین در آئی وہ آہ کر کے گینڈے سے گرا فوج نے اُسکی یہ ماجرا دیکھکر شہزادہ پر حملہ کیا اس طرف سے جوانان رستم شعار تیغہاے خونبار کھینچکر جا پڑے آب نور و ظلمت یکجا ہوے دو لشکر باہم بھڑ گئے شب تاریک روز روشن پر چھائی کفر و اسلام مین لڑائی تھی رخ زنگی پر تیغ تیز کا پڑنا سپر پر شمشیر کا رکھنا نظر آتا تھا خون سرخ رنگ سپاہیون کے جسم پر نیا لطف دکھاتا تھا آبنوس کے کندے دھڑ دھڑ جلتے دکھائی دیتے تھے نشتر ظلم روزگار سے فصد سودا از دگان کھل گئی تھی جوے خون جاری تھی لختے خون کے تن سیاہ زنگیان پر جمے تھے یا سنگ حدید پر ٹکڑے عقیق جگری کے جڑے تھے وسولے بازار قتل وقمع ہوتا تھا یہ حال تھا۔ **نظم**

نگہ کرد قاسم بران رزمگاہ
جہاں دید یکسر ز لشکر سیاہ
چکاچاک برخاست و بانگ سران
ہمسان زخم شمشیر و گرز گران
تو گفتی زمین گشت دگر دان سپہر
کہ از تیغ ہا تیرہ شد روے مہر
یکے حملہ بردند از انسان کہ کوہ
بدرید از آواز قاسم گروہ
تو گفتی کہ دریا بجوش شدہ
سپہر از ان خون خرد شد ہمی
زبس کشتہ اندر میان سپاہ
بماندند برجاے دربست راہ
ازان زنگیان کشتہ شد لشکری
ہر آنکس کہ بد زان دلیران سرے

تا دیر ہنگامہ گیر و دار برپا رہا جسقدر کہ سرداران نامور اُس لشکر خود سر کے تھے طعمۂ شہباز اجل ہوے راہی ملک عدم سوار و پیدل ہوے بقیۃ السیف گریزان جانب جنگل ہوے شہزادہ نے بعد قتل وغارت لشکر اعدا اون عورتون کو پشترون سے اُتارا اور خیام و

بارگاہ جو اپنے یہان کے استادہ تھے وہان بھیجا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ طعام عمدہ اور میوہ ہاے لطیف خوانون
مین لگا کر در بارگاہ پر لے جائین اور وہ عورت جو سب عورتون کی سردار اور افسر تھی اُسکے لیے کنیزین جو بہر خدمت
اپنے ہمراہ لایا تھا بھیجین غرضکہ جب وہ بیکسین آب و طعام سے آسودہ و سیراب ہو چکین شہزادہ در بارگاہ پر گیا اور اپنے
آنے کی خبر بھیجی وہ عورت جو سب کی ملکہ تھی اُسنے اندر بلا بھیجا جب شہزادہ بارگاہ مین آیا اُسنے جسم اپنا سر تا پا
چادر سے چھپا کر تسلیم کی اور فرزند خجستہ فال کو بھی بہر آداب خم کرایا شہزادہ مسند پر جلوہ گر ہوا اور وہ لڑکے کو لے کر
گاؤ کی آڑ مین بیٹھی شہزادہ نے فرمایا تم اپنی کیفیت سے مجھکو ماہر کرو مین تمھارے خاندان تک با آبروے تمام تمھین
پہونچا دونگا اور جو کوئی تمھارا دشمن ہوگا اُسکو سزا دونگا وہ زن نیک سیرت یہ کلمات شفقت سُنکر عرض سا ہوئی
کہ اے وارث غریبان خضر راہ گم کردگان تیری ذات ستودہ صفات ہم لوگون کی حیات کا باعث ہے مجھ شوریدہ بخت
کی یہ حقیقت ہے کہ شوہر میرا الملک **سلطان تاج بخش نام** کوہ ارم کا حاکم ہے قلعہ کوہ مذکور مین ساٹھ ہزار
فوج جرار اور سرداران نامدار رہتے یہ لڑکا بھی اُسی بادشاہ کا میرے بطن سے ہے میرے جہیز مین ایک لونڈی آئی تھی
تو سنگ زرد رو نام کہ قوم کی زنگن تھی اُسی کا یہ زنگی کہ جسکو آپنے قتل کیا ہے بیٹا تھا چنانچہ یہ حبشی خیرہ سر از بسکہ
گھر کا خانہ زاد تھا اس سبب سے گھر مین آتا تھا اور اُسکا نام مین نے شمشاد رکھا تھا اس بیحیا نے میرے اوپر نگاہ بد ڈالی
اور بیہودہ بینسی ہنسنے لگا ایک روز اکیلے مین میرے قدم پر گرا اور منت کرکے کہا کہ اے شہزادی میری جان تجھپر جاتی ہے
واسطہ اپنے دین و مذہب کا اپنے وصل سے مجھکو شاد کر وہ مین اُسوقت اکیلی تھی اس خوف سے کہ یہ مجھکو ہلاک نہ کرے
گویا ہوئی کہ اچھا مین آج نہین اور کسی دن تجھکو اپنے ساتھ سلاؤنگی وہ بیحیا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مجھکو اس فعل شنیع پر
راضی سمجھ کر پیار کرنے کا ارادہ کیا مین اس مقام تنہا سے ہنستی ہوئی بھاگ کر جہان اور لوگ تھے چلی آئی اور وہ روسیاہ
سمجھا کہ ناز معشوقانہ کرتی ہے خیر آج نہین پھر اور کسی دن سہی یہ سمجھکر باہر محل سے چلا گیا اور جہان باورچی فراش نائی
درزی وغیرہ ایسے پیشے کے لوگ جو رذیل کہلاتے تھے بیٹھے تھے اور انھین لوگون سے اُس سے یارانہ تھا وہان بیٹھ کر
شیخی بگھارنے لگا یعنی درزی سے مخاطب ہو کر بولا کہ خلیفہ اب ہمنے بھی ایسی کتر بیونت لگائی ہے کہ کچھ دنون مین
قطع ہی اور ہو جائیگی نائی بولا کہ اے میان وہ جو تم ہمسے ذکر کرتے تھے وہ ہی معاملہ ہے اُسنے کہا ہان وہی نائی قہقہہ
مار کر ہنسا کہ واہ یار لانا ہاتھ اب کیا پوچھنا ہے مگر یار کہین ایسا نہ کرنا کہ جو سر منڈاتے ہی اولے پڑین بھی اب اور
کسی سے ذکر نہ کرنا واہ کیا معقول یار ہین اور کتنی فصاحت آمیز اور مہذب گفتگو ہے اور پردہ داری کا راز کسقدر
ہے کہ ایک جلسہ عوام مین اُسکا ذکر بیباکانہ ہو رہا ہے غرضکہ اُسی طرح باورچی نے بھی اپنے اُٹھائی جانول کہا
کہ میان تم بھی صاحب قسمت ہو وہان اپنا ہانڈی مین ساجھا کیا ہے کہ جہان فرشتے کی بھی دال نہ گلتی تھی اب
کیا ہے بڑھ بڑھ کے ہتھے مارو پانچون گھی مین سر تمھارا کڑھی مین فراش بولا کہ اے میان چار دن کی چاندنی اور
پھر اندھیرا پاکھ ابھی تو وہ اُنکی ایسی مطیع ہوگی کہ سامنے بچھی جائیگی انھین یہ چاہیے کہ فرش نہو جائین اُسپر چھائے رہین
جب تو وہ ان پر قناعت کرے گی نہین تو اور کسی کو تاکے گی پردہ مین زردا لگانا انھین بسیوا اون کا کام ہے۔

حبشی بولا کہ اب تو اپنا خیمہ ڈیرہ پڑ گیا پھر سمجھ لین گے جیسا ہوگا غرضکہ یہ تو اپنا فخر بیٹھا بیان کر رہا ہے ادھر مین نے خواجہ سرا کو بھیجکر سلطان کو بلا بھیجا بادشاہ محل مین آئے مین نے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا اور صاف صاف تو اپنے حال کا اظہار نہ کیا باب سخن اس طرح کھولا کہ سنو صاحب مین آئین تو ہون نہین کہ اپنی پارسائی جتاؤن اور کہون کہ لوگ میرے دامن پر نماز پڑھین میرا منھ اس قابل کہان سو خرابون کی خراب ہان خاک چاٹ کے کہتی ہون اور خداوند بڑا بول نہین بولتی ہون جہان مجھ نگوڑی کو کوئی پارسا نہ کہے گا تو بدکار بھی نہ کہے گا اور مجھ مین ایسی خوبصورتی بھی نہین لیکن اگر اچھی نہین تو اب آتا رنے جوگا بھی نہین خیر جو سنو سے بُری تو دس سے اچھی ہون لے میرے خالق تیرے صدقے جاؤن تو نے ناک نقشہ درست بنایا لولا لنگڑا کانا کھدرا نہین پیدا کیا لے بادشاہ اس گئے حال پر اتنا جانتی ہون کہ تمھارے کُنبے مین جو شہزادیان ہین اُنھین بٹھیون تو یہ کوئی نہ کہیگا کہ اُنھین یہ ملتی نہین بلکہ میرا ہی پلا چمڑا ان کے حسن سے کم جو خوبصورتین کہلاتی ہین اچھا معلوم ہوگا بادشاہ نے یہ باتین سُنکر فرمایا کہ لے ملکہ اسوقت پارسائی اور حسن کا کیا ذکر ہے واللہ تم پری سے بہتر ہو اور اگر تم بدصورت بھی ہوتین تو میرے نزدیک حورتھین کیونکہ عورت کو پارسا ہونا اور رضا جوئی شوہر کرنا ہزار حسن سے بہتر ہے آخر کہو کسی نے تمکو بُرا کہا ہے یا عیب لگایا ہے کیا ماجرا ہے مین نے کہا حال تو کچھ نہین مگر حیران جہان ہون یہ موا حبشی شمشاد محل مین نہ آیا کیے دیکھو صاحب کل کو تھین مجکو بدراہ کہنے لگو گے مین سچ کہون حبشی موا بدنظر ہے آج مجھ سے دل لگی کرتا تھا بادشاہ نے جو یہ سُنا آگ ہوگئے اور فرمایا کہ لوگ جاکر اُس کو پکڑ لائین ملازم جبتک جائین جائین مان اُسکی جو محل مین موجود تھی سپیٹ پکڑے باہر گئی اور مقام عملہ پر جا کر جہان بیٹا اُسکا ڈینگ مار رہا تھا پہونچی وہان اور اتفاق سنیے کہ حبشی اپنے یارون مین باتین کر رہا تھا اور کپڑا قطع کرانے اور خط نائی سے بنوانے دو ایک شاہی ملازم بھی آئے تھے اُنھون نے بھی یہ حال سُنا اور سمجھے کہ کسی کا ذکر ہوگا انھین باتون مین نائی کہہ بیٹھا کہ بھائی اب تم سے ڈرنا چاہیئے کہ آدھی گدی کے تم بھی مالک ہوئے بادشاہ سے آدھم ساجھا کیا یہ سننا تھا کہ اُن شریفون کے ذہن مین آیا کہ یہ شہزادی کا ذکر ہے بس پھر تو جوتا پاؤن سے اُتار کر بہت تیرے خلیفہ کی بہنی آؤ دیکھا نہ تاؤ تڑا پڑ کی صدا آنے لگی ایک اور دو اور تین پھر گنتا کون ہے نائی کو آشنائی حبشی کی خوش نہ آئی چندیا گنجی ہوگئی کہ باورچی کا قورمہ کردیا فراش کو مارے جوتیون کے فرش کردیا درزی کی قطع بگاڑ دی سر مین بخیہ کی حاجت ہوئی ایک غلغلہ ہوا کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی سوائے اسکے کہ کیون بے پھر کہے گا ارے حرامزادے اور کچھ لیگا او رتیری نائی کی ایسی کی تیسی باورچی کی یون کرون تڑ تڑ پڑاق پڑاق لوگ اور طرف سے آگئے ہین وہ سمجھاتے ہین ارے بھئی جانے دو ارے میان کیا ہوا اُن سے ذرا بھی کچھ اشارہ اس حال کا کسی نے کردیا وہ لوگ بھی مارنے لگے غرضکہ حبشی کے یار تو خوب پٹے اور اسی ہنگامہ مین **تو ننگ زرد رو** پہونچی اور بیٹے کے ایک دو ہتڑ مارا کہا اسے بادشاہ نے تیرے قید کرنے کا حکم دیا ہے شہزادی نے تیرا ماجرا بادشاہ سے کہا ہے یہ سنتے ہی زنگی کا منھ سفید ہوا وہ سرخی بشاشت کی کافور ہوگئی مع اپنی مادر زرد رو کے وہ سیاہ رو گریزان ہوا اور یہ دونون سبز قدم بھاگ کر قلعہ سے باہر نکل گئے اور روپوش ہوئے ادھر بادشاہ کو خبر ہوئی کہ وہ بھاگ گیا بادشاہ خاموش ہو رہے

اور اہل عملہ جو اس کے رفیق تھے گھر بار انکا ضبط کرکے حکم جلاوطنی دیا اور میری پاکدامنی کا یقین زیادہ ہوا اُنھیں دنون
مین نخل آرزو بارور ہوا اور خداتعالیٰ نے یہ فرزند مجکو عطا فرمایا شجر تمنا ثمر لایا بڑے دھوم سے اسکی چھٹی کی اور
سلطان جہان بخش بن سلطان تاج بخش اس فرزند کا نام رکھا پرورش سے اسکی شب و روز کام رکھا
جب یہ فرزند تین سال کا ہوا بادشاہ ایک دن شکار کو گئے جانوران پرند کا شکار کھیلکر ایک آہو کے پیچھے گھوڑا
اُٹھایا اور لشکر سے جدا ہوکر بہت دور نکل گئے اب اُس زنگی کا حال سُنیے کہ وہ قلعہ سے ہمراہ مادر جب نکلا کئی منزل کے
فاصلہ پر ایک قلعہ کو بارہ ہزار سوار سے ایک زنگی **فولاد قوی بازو** نام اسکی حکومت کرتا ہے چنانچہ یہ اُسی کے قلعہ
مین گیا اور حاکم قلعہ مذکور نے اسکو اپنا ہمقوم پاکر اپنے پاس رکھا بعد چندے اسکی مان کا محل کرلیا اب وہ بادشاہ کا
بیٹا کہلانے لگا اور **سلطان** پر لشکرکشی کرنا چاہی لیکن باپ اسکا جو بنا تھا وہ **سلطان** سے مغلوب ہوچکا تھا اور
خراج دیتا تھا سو جبہ سے کچھ بس نہ چلا اور ہرکارے مقرر کیے کہ **سلطان** کے افعال کی خبر مجکو دیتے رہین چنانچہ شکار
پر جانے کی خبر سنکر وہ بھی سوار ہوکر چلا کہ اگر بن پڑے تو شاہ مذکور کو بن مین شکار کردن چنانچہ جب ہرن کے پیچھے
بادشاہ بسرعت چلے یہ بھی فوج کو اپنی چھوڑکر ساتھ چلا اور ایک درہ کوہ کے قریب جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا کہ
دھوکے مین بادشاہ کو ماردون اتفاقاً بادشاہ اُسی جھاڑی کے قریب پہونچے کہ جہان وہ موذی چھپا بیٹھا تھا اور
اور وہان پہونچکر ہرن کو بادشاہ نے مارا گھوڑے سے اوترکر ذبح کیا چاہتے تھے بقدرت کردگار
پہلو پر اُس جھاڑی کے ایک اور جھاڑی تھی اُسمین سے شیر ہرن کے خون کی بو پاکر نکلا اور بادشاہ پر حملہ آور ہوا بادشاہ
نے اُسکے تیغہ مارا مگر اُسنے جست کرکے ایسا ہمہمہ کیا کہ بادشاہ اُسکی ڈپٹ مین آکر گر پڑے یقین تھا کہ وہ شیر ہلاک کرڈالے
اُسوقت بمصداق اس مثل کے کہ جسکو خدا رکھے اُسکو کون چکھے یہ حبشی جو درپے قتل جھاڑی مین پوشیدہ تھا بادشاہ
کا یہ حال دیکھکر خوش ہورہا تھا کہ بغیر میرے مارے یہ آپ ہلاک ہورہا ہے اسی خوشی مین اُسکے دل کو مقلب القلوب نے
پھیرا اور یہ اُسکے دلمین خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کو ایسی آفت سے بچانا چاہیے جب یہ اس مصیبت سے بچیگا
تو تجکو اپنا جان بخش سمجھ کر خطاے گذشتہ سے درگذریگا اور ملک و مال دیگا تیری رسائی اُسکے ملک مین ہوگی کسی وقت
موقع پاکر اُسکو مار ڈالنا اور اسکے ملک پر قبضہ کرنا اسکی بیگم بھی ملیگی اور سلطنت بھی ہاتھ آئیگی بس یہ سوچکر جیسے ہی شیر
بادشاہ کے طمانچہ مارنے کو پنجہ اُٹھاکر چلا یہ جھاڑی سے نکلا اور ڈپٹ کر نعرہ زن ہوا کہ باش اے سگ صحرائی کیا
کرتا ہے شیر اُسکی جانب نعرہ سنکر چلا تھا کہ اسنے ارہ پشت نہنگ اس زور سے مارا کہ شیر زخمی ہوکر گرا بادشاہ بھی سنبھلکر
اُٹھے اور تلوار ماری کہ کام شیر کا تمام ہوا اُسوقت زنگی قدم پر گرا اور عرض کی کہ حضور لامع النور کا مین خانہ زاد ہون
جو کچھ کہ میری جانب ملکۂ دوران کا گمان ہے ایسا کبھی مجھ سے ظہور مین نہ آئیگا امیدوار ہون کہ ظل اللہ میری خطا
معاف فرمائین شاہ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے اسوقت میری جان بچائی ہے اچھا مین نے قصور تیرا معاف کیا
یہ سنکر وہ ہمراہ ہوا اور بادشاہ کو مرکب پر سوار کیا اور آپ رکاب پکڑکر چلا بادشاہ بہت خوشنود ہوے اور قسم
دیکر اُسکو بھی سوار کرایا مختصر یہ کہ داخل لشکر ہوے اور بحشم و خدم قلعہ مین آکر اسکو اپنے لشکر کی سپہسالاری کا خلعت دیا

او خطاب اسد جنگ عنایت کیا تمام قلعہ مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ آج بادشاہ کی جان شیر سے بچ گئی محل مین صدقے سیلے اُترنے لگے سرداران کا بر شہر تصدق لا کے شہر مین روشنی ہوئی جلسۂ عشرت کئی دن رہا مین نے سجدۂ شکر کیا کہ خالق نے میرا افسر و سر تاج دوبارہ دیا فی الجملہ وہ زنگی خدمت بادشاہ مین رہنے لگا اور افسران لشکر کو وعدہ وعید عطیہ دولت و جاگیر کر کے اپنا یار و معاون اُسنے بنایا جب بخوبی انتظام کر چکا تو ایک روز بادشاہ سے کہا کہ یہان سے کچھ دور ایک جنگل ہے کہ نام اُسکا بیشۂ حیرت ہے اس بیشہ مین ایک پہاڑ ہے کہ تعریف اُسکی زبان سے ہو نہین سکتی آپ دیکھیے گا تو معلوم ہوگا اُس کوہ پر جو کوئی جاتا ہے سیر طلسمات کرتا ہے عجیب و غریب تماشا نظر آتا ہے بادشاہ یہ حال سنکر مشتاق ہوا اور اُسکے ہمراہ سوار ہو کر مع چند رفیق و ملازم کے اُس کوہ پر آیا اطراف قلعہ کوہ کی سیر کرتا ہوا ایک سمت گیا وہان ایک دروازہ بلند نظر آیا اور حصار سنگ رخام کا کھنچا دیکھا دروازہ کھلا تھا اندر اُسکے قدم بڑھایا جبشی ہمراہ نگیا بادشاہ سے کہا حضور سیر دیکھ آئین مین اس جگہ حاضر ہون شاہ مذکور بھی مشتاق تماشا تھے کچھ اندیشہ نہ فرمایا اور اندر گئے اُسوقت ایک صدا سے مہیب آئی اور دروازہ بند ہوگیا پھر نہین معلوم کہ بادشاہ پر کیا حادثہ گذرا اور خدا جانے کہ حصار طلسم روح و جسد اُنکا باقی رہا یا شکست ہوگیا غرضکہ وہ زنگی جب یہ نرد دغا شاہ کے ساتھ کھیل چکا اور بازی لیگیا اس سے پہلے کہ بادشاہ کو طلسم مین بھیجے اُسنے یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ اپنے پدر جدید کے قلعہ سے بارہ ہزار زنگی کا لشکر بلوا کر دشت و جبل مین پنہان کر رکھا تھا پس اُس فوج کو اپنی لیکر بادشاہ موصوف کے ملک پر آگرا یہان افسران لشکر تو اُس سے ساز کر چکے تھے لڑتا کون وہ لوگ جو خیر خواہ سلطنت اور نمک حلال تھے وہ جان دینے پر تیار ہوے تا دیر اُنسے خوب تلوار چلی خون بیگناہان سے زمین رنگین ہوئی فلک بیرحم ظلم تازہ پر دے کار لایا کہ و لاوران نیک خواہ کو خون و خاک مین ملایا ظالم کو فتحیاب فرمایا نظم

تن بے سران بد ہمہ دشت کین
خروشے بد اندر میان سپاہ
چو دریا شد از خون گردان زمین
ہمہ مہتران زار و گریان شدند
ز بخت بد خویش بریان شدند
کسے را ندیدند بر سر کلاہ
روان خستہ از اختر و تن بہ تیر
زن و کودک شہر گشتہ اسیر

جب وہ سپاہ بھی قتل ہو گئی قلعہ لٹ گیا رعایا فراری ہوئی زنگی رو سیاہ نے قصر شاہی کا محاصرہ کر لیا اور مجھ شوریدہ بخت سے کہلا بھیجا کہ اے زن پُرفن اب مجکو منظور نہ کریگی تو اس حال خراب تجکو قتل کر دونگا کہ فلک غدار و روزگار آزار کو تجھپر رحم آئیگا اور مین ترس نہ کھاؤنگا مین نے کہلا بھیجا کہ اُس اژدر زہر آلود ستم سے کہدو کہ خزانہ حسن میرا تیرے لیے نہین اور میرے بوستان جمال مین زاغ و بوم شوم کا گذر نا محال ہر چند کہ میرے وارث رہے نہین مگر ؎ کس نیاید بزیر سایۂ بوم ✤ در ہما از جہان شود معدوم ✤ یہ کلام جو اُس بدانجام نے سُنے کچھ فوج لیکر محل مین در آیا اُسوقت عجب طرح کا تلاطم مشکوئے خسروی مین برپا ہوا بحر غم گویا جوش مین تھا نواب ناظر خواجہ سرا اور قلماقینان ترکنین آردہ بیگنان کنیزان یاسمن پیکر لاٹھیان اور تلوارین وغیرہ جو کچھ حربہ کہ اُنکو دستیاب ہوا لیکر اُس خیرہ سر کے مقابل ہوے لیکن یہ پریزاد اُس دیو قوی ہیکل کا سامنا کیا کرتے قتل ہوتے تھے مگر جھپٹ کر اُسکو گھیرتے تھے اور چار سمت سے تیغ و سنگ و چوب لگاتے تھے مگر وہ جب اُدھر ٹہر کی مارتا دس دس اگر گر تڑپنے لگتے

جب وہ قبضہ شمشیر لگاتا سر پھٹ جاتے جب کہنیاں ہون کی گھماتا آدمی پر آدمی گر پڑا ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا جوان عورتین تو لڑکر زخمی ہوئین اور جان دیتین بڑھیاں گود پھیلا کر کوستین کہتے تیرا زور ٹوٹ جائے خدا تجھے غارت کرے موے مرنے جوگے تجکو آج ہی ہیضہ آئے میرے قدر پر بجلی کڑکتی تجہیز کرے ایک طرف خواصون کا زیور لٹ رہا تھا ایک سمت زخمی عورتین کراہ رہی تھین محل مین لاشین نازنینان گل اندام کی پڑی تھین بعض عورتین خوف سے کنوئین مین گری تھین بعض کوٹھون پر سے پھاندی تھین بعض تہخانون مین چھپی تھین میرا یہ حال تھا کہ انگوٹھی الماس کی نکلکر پھانکنا چاہتی تھی مگر دایہ اور کھلائی وغیرہ میری انیسین ہاتھ پکڑ لیتی تھین کہ اے شہزادی دیکھو تو کیا ہوتا ہے دنیا مین کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے یکسان زمانہ نہین رہتا ہے ہلاک مارنے مین حال دگرگون ہے جان دینا زبون ہے غرض سب نیقان تنخواہ میرے بھی قتل و آوارہ و زخمی ہو چلے وہ زنگی میرے قریب آیا اور مجکو بیحرمت کرنا چاہا مین نے کہا مین اپنی جان دونگی مگر تیری آرزو نہ پوری کرونگی وہ موذی سمجھا کہ اسکو اسیر کرکے تکلیف شاقہ پہونچاؤن آپ ہی راضی ہو جائیگی یا یہ کہ اس مصیبت مین جان دیگی پس اُسنے مع اُن عورتون کے جو آپنے میرے ساتھ دیکھی ہین مجکو اسیر کیا اور اشترون پر سوار کرکے چلا قلعہ مین اسوقت ماتم و شیون برپا تھا دوست بادشاہ کے میرے حال پر روتے غم سے جان کھوتے تھے کہ بموجب

ابیات

پس پردہ ہا کودک و مرد و زن
بہر برزنے ماتم شاہ بود

بکوے و بازار و بر انجمن
سران سر نہادند یکسر بخاک

خروشیدن نالہ و آہ بود
ہمہ جا مہا کردہ زمین در دہاک

غرضکہ وہ زنگی زشت کردار ہم سب کو لیکر اپنے باپ کے ملک کی طرف جاتا تھا کہ آپنے اس دشت مین کام اس شقی نافرجام کا تمام کیا اب باپ اُسکا میرا زندہ رہنا سنکر میرے ملک پر یقین ہے کہ آئے اور وہی روز بد پھر دکھائے دوسرے یہ کہ ملک بھی میرا قبضہ مین میرے نہین اب مین کدھر جاؤن اور کیا کرون بہتر یہ ہے کہ مر جاؤن شہزادہ قاسم نے جب یہ سرگذشت اُس غمبخت کی سُنی بے اختیار رو دیا اور زبان تسکین بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے ہمشیرہ عصمت مآب و عظمت قباب وہ سانحہ عظیم کہ جو تمپر گذر گیا خواہش تقدیر و مرضی خدا تھی کیا اُس سے بشر کو چارہ ہے مجکو یہ حال سنکر بہت رنج ہوا اب فرزند سلطان امیر فرزند دلبند ہی مین اس طلسم مین جا کر تمھارے شوہر کو بھی لاؤنگا اور انشاء اللہ تعالی اُس زنگی کے باپ کو بھی واصل جہنم کرکے اُسکی مادر کو سزا دلواؤنگا یہ کہہ کر اُس لڑکے کو گود مین لیا اور پیار کیا اور تا دیر بطریق اہل اسلام دست مرحمت اُسکے سر پر پھیرا پھر وہان سے اُٹھ کر باہر تشریف لایا اپنے افسران لشکر کو یاد فرمایا وہ سب جان نثار حاضر ہوے اُنمین سے اپنے ماموں قیماس خان خاوری کو حکم دیا کہ آپ بارہ ہزار سوار لیکر یہان سے جائیے چند منزل پر ایک قلعہ ہے اور اُسکا حاکم فولاد زنگی نام ہے خود سر و بدانجام ہے اسکو اسیر کیجیے یا اسکا سر لائیے اور رعایا قلعہ کو مسلمان کرکے افسران لشکر کو مشرف قبول اسلام فرمائیے اگر وہ لوگ کچھ تامل یزدان شناسی مین کرین تو قلعہ کو بادفنا مین اُڑا دینا اور ہر ایک کو قتل و غارت کرکے بخوبی سزا دینا اور حاکم قلعہ مذکور کے محل مین تو سنگ زرد رو نام ایک حبشن سیاہ فام ہے

اُسکو اسیر کرکے حاضر لاتا ہون یہان سے کچھ دور پر ایک شہر ہے وہان کی شہزادی کو اس ملک مین آباد کرانے کیلئے جاتا ہون تم بھی اسی جگہ آنا اور جو خط پیام وغیرہ بھیجنا اسی مقام پر بھیجنا قیماس نیک اساس یہ کلمات سُنکر اسی وقت بارہ ہزار سواران جرار حلیتہ پوش اپنے ہمراہ لیکر بصد جوش وخروش روانہ ہوے کہ بمقتضائے نظم

بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت
ہر فتند گردان ہم اندر زمان
ز رومی و مصری واز بربری
ہمہ رزم جوی وہمہ نامدار

زمین از پے پیل چون کوہ گشت
بر فتند کار آزمودہ سوار
سواران شایستہ ولشکری
بر فتند زان دشت چندان سپاہ

سر لشکر روم شد با سپاہ
پس پشت اسلامیان دہ ہزار
گزین کود آن شہ دہ ودہ ہزار
کہ از نیزہ بر باد بر بست راہ

یہ سپاہ فولاد پوشان تو فولاد پر روانہ ہے مگر شہزادہ قاسم عالیشان نے اُس شہزادی کو زیور ولباس سے آراستہ کراکر مع اُسکی ہمراہی عورات کو محافون اور پالکیون مین سوار کرایا اور سپاہ باقیماندہ کو درست فرماکر بجاہ وحشم اُسکے ملک کی طرف کوچ کیا اور بعد قطع مسافت راہ قریب تراس ملک کے پہونچا وہان جو لوگ بنوامواہ زنگی روسیاہ تھے وہی حکومت کرتے تھے اور جو لوگ کہ بادشاہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے چھپے ہوے تھے ظلم کا بازار گرم تھا کبھی کوئی حاکم بنتا کبھی کوئی بنتا جولاہہ بنتا تو نائی بنتا قصائی ذبح لوگون کو کرتا تو درزی قبا سے شاہی پہنتا ازبسکہ دو تین ہی روز اس زنگی کو گئے ہوے گذرے تھے اسوجہ سے کوئی حاکم باستقلال نہ تھا افسران لشکر زنگی کا دست ان چھوٹی اُمت والون کو جانتے تھے بدین سبب اُنکی حکومت اُٹھاتے تھے خلاصہ کلام جب لشکر ظفر پیکر شہزادہ قاسم نامور وہان پہونچا اور طبل جنگی کے کڑکڑانے کی صدا دوستان زنگی کے کان مین پہونچی درزی تو ایسا گھبرایا کہ سوئی سوزن مین چھپنے لگا نائی کو سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی یہ سب رذیل رو بفرار لائے اور افسران لشکر جو زنگی سے ساز رکھتے تھے اُنکو بھی اپنی جان کا خوف پیدا ہوا سمجھے کہ بادشاہ بیگم ہم سب کو جانتی ہے ایک کو بھی زندہ نچھوڑیگی پس یہ جانکر وہ سب بھی بھاگے باقی رعایا اور بے سرداروں کی فوج کیا کرتی بلکہ ہر ایک خوشنود ہوا کہ ہماری بادشاہ بیگم اور شہزادہ مالک تخت وتاج تشریف لایا یہ سب دست ادب باندھ کر قلعہ سے باہر نکلے اور سامنے قاسم کے آئے قدم اقدس شہزادہ موصوف آنکھون سے لگائے شہزادے نے سب کو مشرف بہ سلام کیا ہر ایک کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پھر بڑے عظم وشان سے تمام فوج اپنی بادشاہ بیگم اور قاسم اور شہزادہ کو لیکر اندر شہر کے داخل ہوئی یعنی قاسم نے سلطان کے فرزند کو تخت پر بٹھایا ہر ایک اکابر شہر نے نذر دی منادی نے ندا کی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا تمام شہر مین دوست شاد دشمن پامال ہوے مبارک سلامت کی دھوم ہوئی دیر و بتکدے کھد گئے مسجدین مدرسے بنگئے بانگ صلواۃ بلند ہوئی محل مین ملکہ جاکر اپنی جگہ پر مقیم ہوئی زنان رئیس و ظاہری کے رتبے بلند ہوے بعد اس انتظام کے شہزادہ قاسم محل مین آئے ملکہ نے استقبال کرکے مسند پر لاکر بٹھایا شہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اسوقت تم دردمند بیقین مین نے سوال اسلام تم سے نہین کیا اور اب بھی یہ تصور نہ کرنا کہ مین نے تمھاری حمایت جو کی ہے اس وجہ سے تمکو مسلمان کرتا ہون نہین بلکہ ہدایت تمھین خدائیتعالی میری وجہ سے نصیب کرے

اور تم دین اسلام ملت بیضا قبول کرو اور اگر دین اسلام قبول کرو تو مین بہر رہائی سلطان طلسم جاؤن اور اگر تمہین انکار ہو تو حمایت کفار ہمارے مذہب مین حرام ہی لیس خوف خدا کر کے پنجۂ ظالم سے تمکو چھڑا دیا یہی کافی ہی آگے کچھ امید مجھ سے نرکھنا اتنا ہی احسان غیر کفر پروانی ہی شہزادی نے جب یہ کلمات ہدایت آیات سُنے عرض کیا کہ اے محسن ہمارے جو آپکے دین مین آئے کیا کہے مین نے بخوشی خاطر اپنے آپکا کیش و آئین قبول کیا آپ جاہین طلسم مین جائین یا نجائین مین کنیز ناچیز آپ کی ہون یہ آپکی عنایت ہی جو بہن مجکو آپ فرماتے ہین شہزادہ نے یہ سُنکر کلمۂ طیبہ اُسکو پڑھایا ملکہ مع تمام اپنے متعلقین کے بخوشی خاطر مسلمان ہوئی شہزادہ نے خوش ہو کر بہت کچھ جواہر زیور طلا کو بر نشتہ برادر ملکہ کو دیا اور فرمایا کہ ماموں میرے فولاد زنگی کی لڑائی فتح کر کے آلین تو مین طلسم مین جاؤن غرضکہ بعشرت تمام اس مقام پر ساکن ہوا اور انتظار اپنے ماموں کا فرمانے لگا۔ ادھر قیماس خان خاوری قطع منازل و مراحل کرتا آخر قریب قلعۂ زنگی مذکور پہونچا اور در پالشت پر رکھکر سامنے قلعہ کے لشکر لے ورود اقبال فرمایا بوق ترکی ونائے رومی و طبل خاوری بجی زمین دزمان دہلے فولاد کے پاس لاش شمشاد لیکر فوج زنگیان پہلے سے آئی تھی مان اُس زنگی مقتول کی روئی پیٹی چلائی تھی فولاد براہ کبر و نخوت عازم تھا کہ بدلا لینے جاؤن چنانچہ ترتیب فوج مین مصروف تھا کہ ہرکارون نے اُسکے خبر نزول عسکر فیروزی اثر پہونچائی اس خیرہ سر کو خبر سُنکر تاب آئی فوراً در قلعہ کھلوایا اور فوج سیاہان لیکر باہر آیا خیمے و بارگاہ سامنے لشکر اسلامیان نصب ہوئے پشت بر قلعہ رکھکر میدان بہر رزم چھوڑکر اُترا دن بھر لشکر کے انتظام مین رہا جب شاہ زرین کلاہ خاوری عرصۂ فنا سے طے فرما کر رو بروے قلعہ مغرب بظلمت پرواز دونازل ہوا اور قلعۂ زنگبار شب کا دروازہ زنگی لیل نے کھولا اگر موجب نظم

چو از باختر تیرہ شد روی مہر	بپوشید دیبائے مشکین سپہر	یکے کوس بودش ز چرم ہزبر
کہ آواز او برگذشتی ز ابر	برآمد دم بوق و آوائے کوس	زمین آہنین شد ہوا آبنوش
ز ساز و زگردان بہر دو گروہ	زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ	ز خفتان و از خنجر ہندوان
ز اسپ و ز آلات و برگستوان	تو گفتی زمین کوہ جنگی شدہ است	ز گرد آسمان روے زنگی شدہ است

رات ہوتے ہی دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا اور دلاوران روز ہیجا نے تیغ تیز کو پہر سنیر صیقل فرمایا چمک نے خنجر و سنان کی تاریکی بردے زنگی شب کو روشن فرمایا اس رات کو نقیبونکا بودنا اسلحہ کی جھنکار گھوڑون کے ہنہنانے کا شور طبل و بوق کا گڑگڑانا پناہ بذات خدا دل سنگ و کوہ و دہشت سے آب تھا نجات پانا نایاب تھا بیت

غو پاسبان خواست چون دلولہ	ہمی شد چو آواز شیر یلہ	اُسی ہنگام و لشکر آرائی مین آخر

روز زمانہ آیا کہ خورشید نے اس تیرہ روز خاک دان عالم مین رخ روشن اپنا دکھایا کہ نظم

چو زد بین سپیر بگرفت آفتاب	سر جنگ جویان برآمد ز خواب	چو قیماس بشنید کامد سیاہ
بزد کوس و آورد لشکر براہ	بیامد خروشان در آن دشت جنگ	بجنگ اندرون گرزۂ گاؤ رنگ
خروش آمد و گرد رزم از دو روے	برفتند گردان پرخاش جوے	فولاد بنہاد سپاہ زنگیان پیر

عناد کو لیکر سامنے صف آرا ہوا اور آپ گینڈے پر سوار گرانبار گرز کاندھے پر سنبھالے صفوف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ جب میدان رزم بیلداروں اور سقوں نے لسان آئینہ صاف کرکے دکھا دیا نقیب نقابت کرکے ہٹے بہزاد سپہ سالار لشکر فولاد نے مرکب بنا اڑایا اور وسط میدان مین آکر مبارزخواہ ہوا اسطرف سے قیماس نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا یہ وہ ترک زبردست ہے کہ خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے لشکر کا سپہ سالار تھا جب ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم سے اور شہزادۂ علمشاہ سے عشق ہوا اسی زمانہ مین امیر حمزہ نے ترکستان مین جاکر اسکو زیر کیا اور یہ مسلمان ہوا شجاعت وشہامت مین اپنا عدیل ونظیر نہین رکھتا ہے نہایت تنومند و درشت چنگال ہے اسوقت سامنے بہزاد کے مرکب اڑا کر جو آیا اُسنے اسکو پہلوان یگانہ دیکھ کر گرز گاؤسر کھینچ دیکھ لگایا اس بہادر نے گرز کو شمشیر سے قلم کرکے جھک کر توڑہ مین کمربند کے ہاتھ ڈالا اور زور تہمتنی سے اُسکو خانہ زین سے بدر کیا اور بروے ہوا اُچھالدیا جب وہ نیچے گرنے لگا مگر پر تیغہ اس زور سے لگا یا کہ مثل ہیزم کرم خوردہ کے دو ٹکڑے کیا غریو فوج زنگیان سے پیدا ہوا اور سپہ سالار کا جو رنگ ہوائی کٹنا دیکھ کر فولاد کی آنکھ مین خون اُتر آیا گینڈے کو جابک مار کر نیزہ سینہ قیماس پر مارا اُسنے سینہ کو ذرا جوکن دیا نیزہ وہان سے ہٹکر جانب بغل آیا بغل کو اُسنے واکردیا نیزہ زیر بغل پہونچا دلاور نے داب لیا نیزہ کی بنان فولاد کے سینے پاس تھی رُک جانے سے نیزہ کے بنان سینہ پر پڑی قیماس نے ہکہ دیا زنگی نے بہت جلد تیغہ کھینچکر ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی آپ ہی قلم کیا اُسپر بھی چار آئینہ ٹوٹ چکا تھا ذرا تامل ہوتا تو سینہ ٹوٹتا پس تیغہ تو کھینچ ہی چکا تھا غصہ مین آکر وہی تلوار قیماس کو زیر بغل راست رکھکر سر پر لگائی اس شجاع نے گھوڑا ایڑن پر ڈالا اور دست راست کی طرف سے بائین جانب آگیا اب وہ خیرہ سر اُسکے زیر بغل ہوا اور تلوار جو اُسکی خالی گئی تو جھونک مین اُسکے انگ کے سنبھل نہ سکا تھا کہ اس بہادر نے تیغہ کھینچکر سر پر ہاتھ مارا کہ خود وبلغہ زرہ ٹوپ عرق چین کا ٹکڑ تلوار کا سہ سر مین در آئی اُسنے چاہا کہ داستانہ مار کر تلوار سر سے نکال دون مگر شمشیر خاراشگاف اس زور مین جاتی تھی کہ داستانہ جو مارے وہ بھی قلم ہوے اور کلائیان مجروح ہوئین اور حسام آبدار کاسہ سر سے گذرکر کلہ جبڑہ کاٹ کر صراحی گردن سے برنگ قطرۂ آب رواں ہوکر صندوق سینہ سے متاع جان لیتی ہوئی اوجھ جھوجھ کو پاک کرکے شرمگاہ کے بچا آئی سے نکلی دو ٹکڑے ہوکر زنگی کے گرے یہ حال دیکھ کر فوج زنگیان بسان رعد خروشان ہوکر گھٹا کی طرح اس آفتاب خاوری پر آجھکی پھر تو بنام لشکر اسلام سے تلوارین نکلین گویا مشرق نیام سے ہزارہا آفتاب براے دفع ظلمت نیل زنگیان ساطع الانوار ہوا روز و شب بہم دست وگریبان غٹ پٹ زنگیان واسلامیان داؤ عطف مابین مین گرز وخنجر ادھر خیر اور ادھر شر چشم وہر ظلم پسند تھی سیاہ وسفید دونون گردش مین تھے مگر سفیدی سیاہی پر دوڑتی جاتی تھی زنگیون کو دنیا اندھی نظر آتی تھی

نظم

چو قیماس پیش آمدہ حملہ برد
زگردان وشمشیر زن بس نماند
وزان جاگہ شد سوے میمنہ

عنان را باسپ نگاور سپرد
بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ
بیاورد جنگی سلیح و بنہ

بہ پیش صف زنگیان کس نماند
پراگندہ گردان سپاہ بزرگ
ہمہ لشکر زنگ برہم درید

کسے از یلان خویشتن را ندید
بکشتند چندان ز زنگی سیاہ
دلیران خاور بکردار شیر
کہ گل شد ز خون خاک آوردگاہ
ہمی تاختند از پس آن دلیر
آخر بقیۃ السیف رو بفرار لائے

دلاوروں نے طبل فتح بجائے خیام و اسباب عدو لوٹ لیا اور قیماس نے سرسواری جانب قلعہ رخ کیا رعایائے شہر بعض فرار ہوئی تھی اور جو باقی تھی وہ ہاتھ باندھ کر باہر نکل آئی اور منت کر کے جان بچائی اس بہادر نے سب کو سرچشمہ ہدایت پر پہونچا کر گوہر اسلام سے آبروبخشی پھر قلعہ مین تشریف لایا تو سنگ زرد رو کو گرفتار کر کے تمام قلعہ کو ہلام آباد فرمایا اور ایک شخص کا بر شہر مین سے تجویز کر کے حاکم قلعہ کیا ایک روز ہنگامہ عشرت و نشاط گرم رکھا جب دوسرے دن شہزادہ خاور سیاہ قلعۂ افلاک مین آیا کہ بیت دگر روز چون آسمان گشت زرد + برآہیخت خورشید تیغ نبرد تو سنگ کو ایک عرابہ پر بٹھا کر اور مال غنیمت بار کر کے وہان سے کوچ کیا اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہزادہ قاسم کے پاس مع لشکر پہونچا مال غنیمت نذر دیا اور تو سنگ کو حوالہ کیا شہزادہ موصوف بہت خوش ہوا اور اُس زنگین کو محل مین لیکر سامنے بادشاہ بیگم کے آیا اُسنے شکوہ دار پر چڑھایا اور تیر باران فرمایا پھر کئی روز تک جلسۂ مسرت رہا آخر الامر شہزادۂ قاسم نے ملکہ سے رخصت طلسم مین جانے کی چاہی ملکہ نے منع کیا جب شہزادہ نے نہ مانا ملکہ بھی سوار ہوئی اور تمام لشکر نے کوچ کیا یہانتک کہ بشیۂ حیرت مین آکر اترے دن بھر وہان کی سیر کی جب دوسرے دن چادر سیاہ زمانے نے سر سے اُتاری اور ردائے نور فروغ مہر سے چشم کو زینت دی کہ بیت سحر گہ جہاز خواب برخاستند + بیان آرزو رفتن آراستند + شہزادہ قاسم ہر ایک سے رخصت ہوا اسوقت ہر شخص دست دعا بلند کیے تھا اور شہزادہ کے قدم پر گرنے آتا تھا شہزادہ گلے سے لگاتا تھا غرض تمام سردار تو اُسی دشت مین ٹھہرے مگر سیارہ عیار نے ساتھ نچھوڑا شہزادہ کے ہمراہ ہوا شہزادہ مرکب اُٹھا کر روانہ ہوا اور کہتا گیا کہ چالیس روز میرا رستہ دیکھنا پھر تم لشکر امیر مین چلے جانا حاصل کلام سرداران نیک انجام تو اُسی مقام پر ساکن ہوئے اور ہمایون بن شداد بادشاہ بیگم کو ہمراہ لیکر اُسکے ملک مین گیا مگر شہزادہ قاسم جو روانہ ہوے سیارہ عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار بالا ے کوہ جو دروازہ اور حصار ہے اُس طرف سے جانا بیکار ہے کیونکہ طلسم مین خلاف راہون سے جانا بہت مناسب ہے آپ اطراف کوہ مین پھر کر دیکھیے کہ کیا طریقہ اس طلسم کا ہے بلکہ ایک مقام پر ٹھہر کر عبادت کیجیے اور درگاہ کبریا سے اجازت داخلۂ طلسم لیجیے شہزادہ نے التماس اسکا پذیرا کیا اور سیر کنان پشت کوہ پر آیا یہان طرفہ تماشا دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ بنا ہے کئی سو برج اس قلعہ کا ہے اور ہر برج مین دروازہ سونے کا لگا ہے اور کھلا ہوا ہے اندر برج کے کرسیان یاقوت سرخ کی بچھی ہین اور اُنپر عورتین گلبدن نازک تن بہزار ناز و انداز بیٹھی ہین جیسے وہ قلعہ سپہر حسن ہے اور وہ شاہدان زہرہ جبین سیارے ہین کہ برج فلک مین داخل ہین بلکہ ستارے بھی روبرو اُنکے حسن زیبا کے مثل صبح کاذب باطل ہین بیچ مین قلعہ کے جو دروازہ عالیشان لگا ہے سراسر نیلم کا ہے بام و در برج بھی منقش و رنگین بنا ہے اور دروازہ اُسکا زمرد سبز کا ہے شہ نشین بھی کرسی بچھی زمرد کی ترشی ہوئی ہے یاقوت کی پچی کاری کی ہے سونچ کی کرن اُس یاقوت کی پر نثار ہے تا نگاہ سیمتنان کا رنگ اظہار ہی اور اُس کرسی پر کہ جسکی حاجت مدح پرسی نہین جسکا کہ ایسا کچھ

نقش ونگار رہے اُسپر جلوہ فرما رونق صد بہار گلزار ہے یعنی ایک نازنین بدن جان بلبل گلشن شہنشاہ خوبان عالم بانی جور وستم بیٹھی تھی دل وجان عاشقان ایک ایک ادا پر بیتی تھی گیسوے سیاہ کا ہر بال پر پیچ وخم از عقدہ کشائے مشکل رنج وفراق پیشانی اُسکی مثل ماہ شب دافع خفقان خاطر عشاق ابرو اُسکے روبرو ہلال فلک سرنگون بہر قتل عاشق دو خنجر آبگون مژگان جیسے خاطر عاشقان مین خلش ہجران چشم فتان فتنہ انگیز زمانہ منقلب فرماے حال دنیا گردش اُنکی گردش بخت مہجوران لبہاے تنابان آفتاب سے چھینے ہوے میدان آفتاب کا یہ منہ کہان کیا حسن کا اُسکے بیان ہو ایسا نہو کہ طول داستان ہو ورنہ وہ غیرت ماہ ومشتری گوہر بحر دلبری سرو رد لہلہاے پر غم دافع رنج والم رشید اجیبر دل عالم سراپا تمکین حرکات آنکے شیرین حسن نمکین طرحدار گرما گرم شوخ وطرار باشرم وحیا روزن کی سیما صورت اُسکی برآئنہ ہزار تمنا جان عالم اُسپر فدا کہ نظم

که گر بیندش آفتاب بلند
شود تیره از روے آن ارجمند
کمند ست گیسوش هر تار قیر
همی آید از دو لبش بوے شیر
بنازد دگر گر کشاید دهن
در افشان کند چون سر آید سخن
بدیدار چرخش خرد بگذرد
همی داستان را خرد پر درد
چو خامش بود جان شرم ست و بس
جز او در زمانه ندید ست کس

شہزادہ اُس غارتگر صبر وشکیب کو دیکھ کر دل از دست دادہ ہوا قریب تھا بیان جانے پر آمادہ ہو اگر یہ قصہ طلسم ونیرنج سمجھکر خاموش رہا بادہ الفت سے بیہوش رہا پھر جو سنبھلا دیکھا کہ قلعہ کے برجون مین تو یہ تماشا ہے مگر برجون کے کنگورونپر غول اور پریان قرنا سے منہ لگائے استادہ ہین اور دروازہ پر قلعہ کے گھنٹہ لٹکا ہے ایک تختی موگری لیے پاس اُسکے استادہ ہے اور سامنے اس قلعہ کے جو میدان ہے وہ غیرت بخش صد گلستان ہے انواع واقسام کے درخت اور پھول اسمین لگے ہین بہوے پھلے ہین بادام اور الائچی اور ناگیسر وغیرہ کے شجر بہت سے ہین وہ دشت نہ تھا شاہد بہار کے باغ جوانیکا حسن ان تھا رنگین بہ رنگ نگین بیابان تھا بادام درختون مین لگے تھے یا دفتر بہار پر منشی قدرت نے جابجا صاد کیے تھے جو پھول تھا وہ سرتاج گلعذاران تھا جو برگ تھا وہ لب گلبرگ معشوقان تھا سوسن کی پھولدار شاخ جو قریب ورق گل آگئی تھی تو وہان معشوق کو مسی بھا گئی تھی یا لب لعلین پر کھوٹا جما یا تھا جوہری بہار نے یاقوت کو نیلم کر دکھایا تھا دیدۂ نرگس شہلا مین عکس گل سوسن پڑا تھا یا رنگ اُسکا آنکھون مین کھپا تھا عروس چمن نے گہرا گہرا سرمہ چشم فتان مین لگایا تھا کہین لالہ اپنی بہار کے روبرو لالہ رخون کو شرماتا گل اندامون کو داغی بناتا پھولون کا عکس جو نہرون مین پڑا تھا گویا شاہد آبی مین کرن پھول بنا تھا سرو جو لب نہر کا اکڑتا اور عکس اُسکا پانی مین پڑتا آئینہ خانہ مین معشوق خوش قامت کا آکڑ تنا نظر آتا گویا قرطاس نہر پر الف کھنچا تھا گل زنبق کی طرفہ رونق تھی سیوتی دافع خفقان بنفشہ زار کا سودا کھوتی سنبل جعد گیسوی یار بالکل موتیا مردسغندان کی طرح موتی سلک نظم بہار مین پروتا جو اُسکو ایکبار دیکھ لیتا گوہر اشک سے تمام عمر بہاے دیدہ مین جان کھوتا کسی جگہ نافرمان کا تختہ لگا تھا کہین کثرت گل سے فرش پھولدار شجر کا بچھا تھا گرد اسکے آبنوس کا حاشیہ تھا ہر شاخ نہال پر دھاوتر کو کلا دھر ہما بلبل ہزار داستان طوطی بیشمار رنگ برنگ کے جانور سبز اسود سرخ بیٹھے تھے اور عجیب نیرنگ تھا کہ وہ جواہرین طائر خوش نوائی اور نغمہ سنجی کرتے تھے طائران بہشت کو اپنے زمزمون کے سامنے ہنستے تھے کہ نظم

نغمہ جو طیور گا رہے تھے
کچھ اپنی سی سب سنا رہے تھے

پہونچی تھی بہار آسمان تک　　تھا کوچۂ باغ کہکشان تک　　غیرت دہ بزم بوستان تھا
گل مثل چراغ گلفشان تھا　　مستی تھی صبا مین پائی جاتی　　چلتی تھی روش پہ لڑکھڑاتی
سبزے سے چمن کا تھا یہ انداز　　معشوق ہو جیسے سبزہ آغاز　　نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر
تھی گرد چمن فضاے کشمیر

بیچ مین اُس مرغزار فرحت آگین کے ایک نہر آب بصد آب و تاب جوئبار عالم مین نایاب روان یہ نہر قلعہ کی پشت تک بہتی ہوئی نمایان تھی لطافت مین روح روان پاکیزہ نفسان سے بہتر صفائی مین آبداری گوہر دندان یار سے بڑھ کر چشمۂ خضر کوئی پوچھے کہ کیون نہان ہے اسی نہر سے شرمندہ ہو کر نہان ہے کنارے ہر رشک شبنم نعیم کے بھی ہزارہا جانور کلنگ و قاز و بوتیمار و سرخاب و مرغابی و قرقرے جو ادھر کے بیٹھے تھے خوش فعلیان کرتے غوطے لگاتے اور اُڑتے تھے نہر مین لہرین آہستہ آہستہ اس طرح روان تھین کہ رفتار جانان کی خوش خرامی کا نشان تھین لہرون سے یہ ثابت تھا کہ بلور کو ہشت پہل تراشا ہے اور اُسمین فروغ آفتاب کا ملنا دھوپ کا پڑنا زرگر قدرت نے بلور پر کندن چڑھایا ہے برسے ہوا اُس سلسبیل پر ایک ابر سوسنی رنگ کا چھایا بلور اور کندن مین عکس سے اسکے یہ ظاہر کہ نیلم بھی ملایا تھا بجلی اُس ابر مین چمک جاتی تھی شاہد ہوا کی دُلائی سوسنی سنہری بچکے کی نظر آتی تھی شہزادہ اس بہار نیرنج و طلسمات کو دیکھ کر دنگ تھا مگر صاحب فرہنگ تھا سیارہ سے گویا ہوا کہ چلو اس نہر کے کنارے چلکر ٹھہرین اور وضو کرکے عبادت خدا کرین عیار نے عرض کیا کہ ابھی اس دشت رشک بہشت کی سیر فرمایئے قریب شام عبادت کیجیے گا شہزادہ خاموش ہو کر گلگشت فرمانے لگا جب چشمۂ خورشید اس نہر طلسمی کے روبرو بے آب ٹھہرا تو فرط غیرت سے بحر مغرب مین سما کر روپوش ہوا عالم مین ہلکی ہلکی سیاہی سوسنی رنگ کی پھیلی **نظم**

پھر آیا جوش پر جب قلزم شام　　بنی پھر چادر مہ غیرت دام　　بچھا تھا جال ہر سو کہکشان کا
ہر اک انجم پہ مچھلی کا گمان تھا

سر شام خاور سیاہ اس نہر کے کنارے آیا اُسکے آتے ہی وہ ابر سوسنی رنگ نیچے جھک گیا اور پانی نہر کا بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہنے لگا شہزادہ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور ہاتھ پانی مین ڈالا ہاتھ کا پڑنا تھا کہ ابر سے آواز رعد گرجنے کی آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ ارے بڑا غضب کیا اس مسلمان نے سارے نہر کا پانی نجس کر دیا اب تو وہ پانی آگ کا شعلہ ہو گیا اور ایسا گرم ہوا کہ شہزادہ نے ہاتھ نکال لیا ہو وقت قلعہ کے برجون مین کرسیون پر سے پریان اُٹھ کھڑی ہوئین اور غولون نے ڈنکا بجایا اور اُس پری نے جو موکری لیے دروازے پر استادہ تھی گھنٹہ بجایا اور اس ابر سوسنی رنگ سے ایک شعلہ چمک کر زیر ابر آیا اور چاند بنگیا اس مہتاب کی چاندنی تمام جنگل مین چھٹکی اور نہر مین ہزارون مچھلیان سرخ سبز زرد رنگ برنگ کی خشنا دریٰ اُبھر کر گرنے لگین پھر غوطہ مار کر سر سب نیچے کر لیے اور دُم مین اُٹھا دین اور دُم مین ہر ایک کی ایسی چوڑی تھین کہ ایک ایک کنول اُنپر از خود روشن نظر آیا اور تمام جانوران دریا کنارے کنارے ناچنے لگے اور طائران صحرا نغمہ سرائی کرتے تھے اور جنبش ہوا سے پتے جو ہلتے تھے لحن دلکش کی صدا آتی تھی روح مردہ دل بھی تازگی پاتی تھی پھول درختون کی شاخون مین مثل گوہر شب چراغ فروزان و درخشان تھے آویزۂ گوش معشوقان پرفن تھے دریا سراسر خوبی تھا اور کنول مچھلیون کی دمون پر ستارے تھے

بلکہ ستارے برج حوت مین مالک بروبحر نے اُتارے تھے ابر سوسنی اس چاندنی مین عجب کیفیت دیتا تھا سفیدی اور اُداہٹ سے سہاناپن دل لبھائے لیتا تھا بیچ قلعہ پر پریان ناچتی تھین عجب سماتھا شہزادہ قاسم کنارے نہر کے محو بیٹھا تھا دنیا و مافیہا سب فراموش سیر طلسم مین بیہوش تھا کہ اور نیا ماجرا نظر آیا دیوانہ بننے کا زیادہ سامان پایا یعنی اُس نہر مین پشت قلعہ کی طرف سے ایک مورپنکھی بہتی ہوئی نظر آئی کئی سو قندیل اُسپر روشن ہزاران جوبن تھی گلزار خوبی کے مجمع سے وہ مورپنکھی رشک گلشن تھی جلترنگ اُسپر بجتی تھی مورپنکھی کے مور منھ مین موتیون کے ہار لیے تھے مسند زرنگار اندر اُسکے بچھی تھی جب وہ کشتی طاؤس پیکر قریب آئی تقدیر نے اور ہی صورت دکھائی یہ معلوم ہوا کہ خوبی تقدیر مجسم ہوکر سامنے آئی یعنی ایک نازنین کم سن مسند پر جلوہ گر پائی وہ زورق لبان صدف تھی اور نازنین اسمین گوہر بحر شرف تھی کئی سو کنیز گرد اسکے حلقہ فگن اور بیچ مین وہ گلبدن رشک چمن جو برج قلعہ پر جلوہ فگن تھی اس محبوبہ پرفن کے مقابل بدصورت تھی عجب اُسکی زیبا طلعت تھی گیسوئے مشکبار غیرت وہ مہ ختن و تاتار زلف رسا امال اللہ طول مثل عمر خضر دراز سنبلہ فلک کی چوٹی پر اُسکو ناز ہر تار زلف آئینہ رخ جوہر کے جوہر پیشانی منور آئینہ مہر و نور طور سے بہتر عرق شرم جو پیشانی پر آکر گیسو کو تر کرے زلف شب مین رات کے بھیگنے کو شبنم گرے چہرہ روشن جو کبھی بے نقاب ہو تو آفتاب کی آنکھ جھپک جائے ایسا اُسکو حجاب ہو سر پر تعویز مرصع کا رنگا تھا چاند سورج اُسمین بنے تھے طرفہ تماشا تھا کہ زلف شب مین شمس و قمر نے ثریا کے ساتھ قران کیا تھا جبین پر افشان کے قرین ابرو کا ہونا برج قوس مین ستارونکا مجمع تھا چشم فتان کی نگاہ کرم نے غمزہ غمزہ کاران دہر کا دل تیر مژگان سے مشبک کیا تھا کان کی بجلیان اگر ماہ نو دیکھے ناخن بجگر ہے بلکہ خرمن ماہ پر بجلی گرا کرے لب لعین برگ گل کو گھانس سمجھکر بے حقیقت سمجھے موتیون کی آبرو دروندان کچھ نہ جانے دہن تنگ ایسا کہ گنجائش کلام نہین اسی سبب سے مشہور ہے کہ نام نہین سواد گیسو سرمہ دیدۂ بینش اولی الابصار بیاض گردن نور عینین خرو پروران روزگار چاہ ذقن پر خال کا ہونا ماہ نخشبی کا طلوع کرنا تھا یا یہ نکتہ صفحۂ رخسار کے آخر مین منشی قدرت نے دیا تھا اشارہ اُس سے یہ کیا تھا کہ خال خال ایسے چہرہ قلم قدرت سے ترقیم ہوتے ہین بر و دوش کے وصف مین سر و بغل ہوں کر کیا کہون زبان قاصر ہی چُپ رہون گا تو اُسکی اگرل اُبھری اُبھری سخت نکیلی چھاتیان پردہ پردہ مین دل حُجرہ الیجاتیان آگے عضو کا بیان نظم مین عیان ہے نظم

جلوہ گر پیٹ پہ وہ آب روان کی گرتی ... جس طرح چاند پہ ہو ابر تنک سایہ فگن
جھلکے کرتی سے جو چمکا شکم صاف کا نور ... چاند نے منھ پہ لیا ابر تنک کا دامن
وصف مین ناف و شکم کے وہ لکھون مطلع صاف ... دیکھکر جسکو بھڑک جائے ہر ایک اہل سخن
مثل آئینہ شکم صاف ہے شفاف بدن ... ناف ہے جوہر آئینہ و یا عکس ذقن
چشم حیران کو ملا موئے میان کا نہ سراغ ... موشگافی یہ کمر باندھی بصر نے ہمہ تن
قوت واہمہ نے گرچہ بدقت ڈھونڈا یار ... کیا انگشت مژہ سے یہ اشارہ بتین
آگئے اب جوش حیا سے نہین یارائے کلام ... صفت ناف ہوئی مہر خموشی بدہن

بند شلوار مین پھولون کا نہین ہے جا وہ
بند شلوار نہین زیر کمر جلوہ نما
ساق یا شمع سر طور ہین یا مشعل نور
زیب یا ایسی ہے لعلون کی جڑا ؤ پازیب
حسن بیمثل ہے ہر عضو ہے تک سک سے تو بیت

دو ذنب مین ہین یہ دو عقد ثریا روشن
ہے سر گنج نہان مار دو سر کا مسکن
پہنچیا کی طرح دونون کف پا روشن
کہ نہ ہو جس کی بہا حاصل بحر و معدن
سر سے پا تک ہے ڈھلا نور کے سانچے مین بدن

شہزادہ اُس سراپا خوبی کو دیکھکر آئینہ نمط حیران ہوا اور دل مضطر پر قابو نہ رہا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوا تاراج گھر صبر و خرد کا
کیے حاضر سپاہ آہ و غم نے
وہ سن مہتاب تھی یا آہ سوزان

نہ تھا کچھ پاس دل کو نیک و بد کا
رسالہ اشک گلگون نے جمایا
جلایا جسنے سب راحت کا سامان

دکھایا جائزہ فوج الم نے
علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
پس بیتاب ہو کر پکارا کہ بیت

قمر ہو یا ماہ ہو جو چھپے ہو ✤ کا شکے تم مرے لیے ہوتے ✤ اس قاطع حسن نے جو صدا اپنے عاشق مضطر کی سُنی نظر الفت اُسکے چہرۂ پریشان پر کی دیکھا کہ ایک بازار مہر و الفت کا سودائی دشت محبت کا سودا زدہ رہرو کوے رسوائی کنارہ بحر کے جان سے ہاتھ دھوے غرق دریا نام و ننگ کیے آبرو ڈبوئے بیٹھا ہو یہ اُسکا نقشہ ہو کہ گیسوؤن سے آشفتگی ہویدا ہو آنکھون سے موہنی پیدا ہے پیشانی پر پیش آئی جان جانی لکھا ہو آنکھون سے صاد دفتر عشق پر کیے ہوے آہوے رم خوردہ صحراے حسن کو دام مین لیے ہوے روے زیبا سے ثابت تھا کہ چہرہ عاشقی کے دفتر مین لکھوائے ہو معرکۂ محبت مین قدم جمائے ہو سلطان خوش و خسرو نیکو مشتاقون کا آرام جان پادشاہ خوبان جہان جسم شب خلوت مین انیس و ہمدم بہشت سے بہتر آسمان حسن کا نیر فلک بارگاہ انجم سپاہ ماہ لقا مہر ضیا دافع صدمات الم جس سے دلونکو آرام تسلی دینے والا دل سب کا لینے والا ہزار جان سے ہر ایک کا پیارا محبوبونکی آنکھ کا تارا نظم

طبیعت اُسکی خود بینی سے ہو پاک
پسیے ہین شرم سے لعل بدخشان
کلام اُسکا فصیح و پر کرامات

نہ ہے دیوار گلشن سے قران تک
عجب دلکش ہو وہ آواز شیرین
نہ نکلے خضر سے بھی رو برو بات

لب گلرنگ پر مرتے ہین مرجان
نظر مین تلخ ہے انداز شیرین
وہ گوہر محیط حسن اس صورت زیبا کو دیکھکر

عشق کرنے کو یا زبان حال سے کہتی کہ بیت جی ڈھونڈھتا ہو پھر وہی فرصت کہ رات دن ✤ بیٹھے رہین تصور جانان کیے ہوے ✤ ایک بڑھیا ابلیس کی نانی تلبیس مین آفت زمانہ ساحرہ مکارہ اُسی نازنین کی دایہ پاس بیٹھی تھی نیلا فقابہ سر پر باندھے تھی اُسنے گلاب منھ پر چھڑکا کہ نہ گلبدن ہوشیار ہوئی اُس ضعیفہ نے موقع کی جلد کنارہ پر پہنچائی اور شہزادہ سے آنکھ ملا کر گویا ہوئی کہ اے شہزادہ اگر آپ مشتاق ملاقات ملکہ خوش صفات ہین تو یہان تشریف لائیے سیر دریا فرمائیے باتین کیجیے اپنی کہیے اور کی سنیے پھر چلے جائیے گا شہزادہ یہ سُنکر عازم روانگی ہوا اسیارہ عیار نے ہر چند منع کیا کہ آقا یہ بن آپ کہان جاتے ہین یہ مقام طلسم و نیرنگ ہے یہان کا رنگ بیڈھنگ ہے و اسطہ خدا کا ذرا تامل کیجیے خوب سمجھ لیجیے شہزادہ نے کہنا اُسکا مطلق نہ سُنا اور جست کرکے اپنے سفینہ کشتی پر پہونچا اور پاس اُس بحر خوبی کے آکر مسند پر پہلو مین بیٹھا دل مضطر کو

قرار آیا وہ مور پنکھی اس گوہر خوبی کو پا کر مثل باد صرصر کے سن سن روانہ ہوئی ستیارہ بیچارہ قلزم چشم سے اشک بہاتا رہگیا یہانتک کہ بیچ دریا مین پہونچکر مور پنکھی نے چکر کھایا قاسم ایسا محو نظارہ جمال یار تھا کہ کچھ دھیان نہ آیا وہ مور پنکھی چکر کھا کر دریا مین آخر بیٹھ گئی ستیارہ دیکھا کیا اور جانتا تھا کہ یہ ناؤ منجدھار ابھرے گی لیکن بیت سنتے ہین

ڈوبتے ہی اچھلتے ہین ÷ ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین ÷

الحاصل جب کچھ پتہ اپنے گوہر نایاب کا اُسنے نہ پایا رات بھر جنگل مین پھرا کیا جبکہ دم صبح نور سحر عالم مین موجزن ہوا اور دریائے ظلمت سے کنارہ کیا فروغ ماہ قلزم نور مہر مین ڈوبا نظم

گردہ شب صورت فرہاد عشاق
ردولئے نور ہیلی آسمان سے
ہوئی کیا رنگ رخصت کی مشتاق
ہوئی ظلمات شب رخصت جہان سے

ستیارہ نالان و گریان لبان سحر چاک گریبان پشت کوہ سے لشکر شہزادہ ذیجاہ مین آیا اور سرداروں سے حال شہزادہ سنایا اور کہا مین پہاڑ پر جاتا ہون وہان جو دروازہ لگا ہی جس راہ سے کہ سلطان گیا ہو مین بھی داخل طلسم ہوتا ہون کہین تو اپنے آقائے نامدار کو پاؤنگا یہ کہکر ہر ایک سے رخصت ہونے لگا چنانچہ یہ عیار تو طلسم مین جاتا ہی اور شہزادہ قاسم کو وہ نازنین لیگئی یہان دونون کا حال آیندہ انشاء اللہ بیان ہوگا اب تتمہ حال افراسیاب بیان کیا جاتا ہی اور ضمناً حال [illegible]

داستان بوستان پہونچنا افراسیاب کا کوہ نیلم پر اور دیکھنا دوربین سحر لگا کر لشکر لقا کو اور اطراف طلسم کو نظر کرنا اور دیکھنا دربند اژدر دریئے متصل جنگ فتح کرتے جہانگیر صاحبقران کو اور معلوم کرنا کہ یہ پہلوان فرزند حمزہ ہی مگر اپنی نسل سے بیخبر ہی اسے فرزند خورشید جادو کہلاتا ہی غرض پھر آنا شاہ جادوان کا باغ سیب مین اور بھیجنا نامہ خورشید جادو کے پاس واسطے شراکت کرنے جہانگیر نامور کے

المولفہ

کہان ہی اے مرے ساقی کہان ہی
مے رنگین جو ہی باقی کہان ہے
فقط اک ترا بدن سب ٹوٹتا ہے
متاع صبر کوئی لوٹتا ہے
مزدن کے ولولے حسرت کی کاہش
ترقی آرزو کی دل کی خواہش
یہی کہتی ہی لانا جام لانا
بہانا کچھ نہ اے ساقی بنانا
دفور شوق پھر منت کنان ہے
لحاظ توبہ اے توبہ کہان ہے
ہوس شرب کے جام مے ہو مستی
نظر مین شکل مینا ہے جھلکتی
مزا دیتا ہے زاہد کا کھچانا
وہ اسکا مے پرست ہو جانا
خدارا ابتو لے ساقی پرفن
اٹھا مینا جھکا شیشے کی گردن
کہان تک صبر اب ہے بیقراری
صراحی کی طرح ہو اشکباری
نگاہ مہر کو گردش ذرا دے
جھلک ساغر کی پھر ہمکو دکھا دے
مے گلگون کے پیمانہ کو چھلکا
مزا دونا ہو تا لطف سخن کا
ابھی کچھ دل کا مطلب رہ گیا ہے
ابھی باقی بہت کچھ مدعا ہے
شراب ناب یہ دل ڈھونڈھتا ہی
عوض ساغر کے لب پر یہ دعا ہی
ہی جب تک دل کو مے کی بیقراری
چلن ہی دور جام مے کا جاری
بہار جام رنگین جب تلک ہے
مے گلگون کے ساغر کی جھلک ہے
کرم ساقی کا جبتک اے خدا ہی
شراب سرخ مین جبتک مزا ہے
بھلا ہو یا خدا پیر مغان کا
وسیلہ ہی جو لطف داستان کا
مرے ساقی نے پھر کی مہربانی
پھر آیا یاد وقت قصہ خوانی

کنون رنگین نویسم داستانم | زمشتاقان در تحسین ستانم | دو رمیدان خرد بزدہ انجام کارے

ولنظر بازان اطراف طلسم روزگار۔ گرم سازان معرکہ دولا۔ وسربازان میدان وفا مدہوشان بادہ تمنائے نصرت و یاوری۔ وخلعت پوشان ملبوس اعانت ووفاداری مجمعان عرصہ جنگ وجدال ومستمعان اخبار نام وننگ معرکہ قتال۔ کوہ مضامین کی بلندی پرسے برائے تلاش فتاح طلسم معانی ودلکش اسطرح یکایک نظر دوڑاتے ہین اور دوربین فکر بدیدہ خیال پر لگاکر سیر اطراف زمین سخن یون فرماتے ہین کہ افراسیاب بادل بیتاب جویائے طلسم کشا رفتہ رفتہ آخر کوہ نیلم پہ پہونچا یہ کوہ پرشکوہ تمام کوہستان طلسم سے بلند ہو نہایت ارجمند ہو اطراف مین اس پہاڑ کے بہت سے ملک آباد ہین ساحر ساکن بادل شاد ہین شاہ جادوان جب چاہتا ہو دم بھر مین یہان آتا ہو اسوقت متلاشی طلسم کشا جو آیا ہو اس سبب سے صحرا وکوہ وقلعہ جات طلسم مین پھرتا اور جابجا ٹھہرتا ہوا دیر مین اس جگہ پہونچا ہو بادشاہ اس کوہ کے قلعہ جات کا شہنشاہ نیلم جادو نام ہو مدبر وساحر خونخوار ہے دارالامارہ اسکا دریائے نیل مین ہے وہین اسکا مقام ہو بادشاہ طلسم سے دعویٰ برابری کا رکھتا ہو اور شاہ جادوان بھی اسکو اپنا برابر والا جانکر خراج باج نہین لیتا ہے اسوقت افراسیاب کو اسکے پاس توجانا منظور نہ تھا پس کوہ مذکور پر جب پہونچا قلعہ دار کوہ نیلم جادو کو طائران سحر نے خبر اسکے آنیکی پہونچائی وہ نذر لیکر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اس پہاڑ پر ایک قصر مین نے بنوایا ہو سیر وشکار کے وقت جاتے سکونت وآرام مقرر فرمایا ہو حضور وہان تشریف لیچلین اور کچھ دیر آرام کرین بادشاہ نے فرمایا کہ مین پھر آؤنگا تو آرام سے بیٹھونگا اسوقت اور ضرورت رکھتا ہون یہ کہکر حکم فرمایا ہوا اسی مقام پر فرش کیا جاوے نیلم نے ایک میدان وسیع وپرفضا سبزہ زار دیکھکر فرش زرین اور مسندہائے جواہر نگار آراستہ وپیراستہ کئیے کرسیان طلاکار بچھ گئین نمگیرے جواہر دوز سلک گوہر سے آراستہ ایستادہ ہوے بادشاہ ایک کرسی مقام بلند پر بچھوا کر بیٹھا ساقی مہوش ادا جام شراب ہوش ربا دینے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اور کسل راہ مٹا فوراً اسنے سحر ورد زبان کیا یکایک ہوا تند چلی اور ایک پری زلیوند مردین پہنے لباس سبز سے آراستہ صندوقچہ ہاتھون پر لیے اڑتی ہوئی آئی اور زمین پر پہونچکر بادشاہ کو آداب بجالائی بادشاہ نے وہ صندوقچہ لیکر کچھ اسم پڑھا کہ وہ صندوقچہ کھلا اسمین دوربین سحر کی رکھی تھی واقعی وہ اصطرلاب جاماسپ تھی تمام عالم اسمین نظر آتا تھا آئینہ سارا ماجرا ہوجاتا تھا اگا دوم مثل صراحی کے بنی تھی دو طرف اسپر شیشے سحر کے چڑھے تھے جواہر کی پچی کاری تھی جہان دور اندیش جہان نہ جاسکے وہان نگاہ اسکے لگانے سے جاتی فکر رسا کی جہان رسائی نہ ہو وہان نظر کو پہونچاتی فرد

جس طرح فکر منجم ہو فلک کی سیارہ + اسطرح پیش نظر سارا جہان آئینہ دار +

بادشاہ طلسم نے وہ دوربین آنکھ پر لگاکر سیر اطراف طلسم کرنا آغاز کی یہ تجسس اسنے اسلیے کیا ہو کہ کتاب آئین طلسم مین لکھا دیکھا ہے کہ فلان زمانے مین طلسم نور افشان کا توڑنے والا پیدا ہوگا چنانچہ وہ زمانہ جو اسنے غور کیا ہے تو یہی پایا ہو پس چاہتا ہو کہ اس طلسم کشا کو مین پیدا کرکے نام اپنا کرون اور کوکب کو زیر کرکے مطیع اپنا بناؤن اور کوکب جو شریک عمرو ہوا ہو جب اسکے گھر پر آفت آئیگی تو اسکے بچانے مین مصروف رہیگا شراکت عمرو کی کیا کریگا غرض جب دوربین لگاکر دیکھی اور اطراف مین نظر کی

دربند اژدر یہ جو آخر دربند طلسم ہوش ربا کا ہے اسکے بعد اور طلسمات اور کوہستان وغیرہ ہین مثل اسکے کہ جیسے کوہ عقیق اس دربند کے متصل ہوا ور شہزادہ بدیع الزمان بھی اُسی مقام پر قید ہین کیونکہ دریائے نیل کا زندانخانہ یہی دربند اژدر ہے حاصل کلام کوہستان کی جانب بقدرت سمیع و بصیر جو اسنے بغور دیکھا ایک قلعہ نظر آیا کہ سامان حرب سے آراستہ توپین لیجھڑ لیجھڑ بھی اور آہنی ڈھلی ہوئی جھا نکیون مین لگی ہین گولا انداز برق انداز النگ النگ مستعد بجنگ اہل ہمہ ہین کڑپے کے ٹوپے ڈھیر ہین پیپے بارانے چھپر دیوار قلعہ سے لگے ہین تیرانداز فصیل قلعہ پر بیس بیٹھے ہین اور سامنے قلعہ کے ایک میدان وسیع ہے اس میدان مین دو دریا کے لشکر موج زن ہین صفوف بستہ مبارزان تیغزن ہین علم سربلند ہین عماری آہن گرز دن سے مملو سرداران صف شکن ارجمند ہین اور دو مبارز تیغ میدان مین مصروف کارزار ہین نیام سے باہر تیغ و خنجر آبدار ہین بادشاہ بغور اس جنگ کو دیکھنے لگا دیکھا کہ وہ جو قلعہ کو نشیت پر ہے فوج صف کشیدہ تھی اسکی جانب سے ایک پہلوان قوی ہیکل دیو صورت تیرہ رو خونخوار و تند خو قامت دراز لبان کو البرز زبردست تیز جنگ ذی نظم

همه جسم او بود چون پر زاغ
سیه چهره و چشمها چون چراغ
تنا ور بقامت بباز و رمند
برهنه بدو سفت و بالا بلند

کھوپڑی سحری گلے مین ڈالے ایک اژدر پر سوار میدان مین ہے اور دوسری جانب جو لشکر آراستہ ہے اس لشکر سے اس دیو کے مقابلہ مین ایک شہزادہ حور نژاد قمر پیکر شیر صولت گردون شہامت فلک بارگاہ کیوان کلاہ سلیمان حشم ظفر مجسم جاندار کشورستان نصرت و شوکت اسکی جبین باتمکین و مبین سے عیان آیا ہے اُسکی تنومندی اور زور بازو کی کیفیت کہ عیاران راجہ بیان نظم

به بالا ز سرو سهی برترست
ز مشک سیه بر سرش افسرست
رخش را توان کرد نسبت بماه
اگر ماه دارد دو زلف سیاه
هنرها و دانش ز و بد اندیش
خرد را پرستار دارد بپیش
فرو هشته از ترک رومی زره
زده بر زره بر فراوان گره
یکے گرزهٔ گاو سر بجنگ
زده بر کمر چار تیر خدنگ
ببازو کمان و بزین بر کمند
میان را بزرین کمر کرده بند

چنانچہ اُس شہریار نے پہلوان عفریت پیکر سے مقابلہ کیا اور نیزہ و گرز و خنجر سب حربہ اُسکے رد کرکے بند دست اسکا ہنگام تیغ افگنی پکڑا اُسنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون زمین پر اُتر آئے مرکب چھوڑ دیے کشتی بصد درشتی آغاز ہوئی دو گھڑی کی کشتی مین اس نوجوان نے اُکھیڑ کر جو مارا چار دن شانے چت اس خبیث کو کیا اور سوال اپنے دین مین آنے کا کرکے وقت انکار یا نون پکڑ کر زیر پا دبا کر مثل کرایس لو سیدہ چیر ڈالا فوج اُسطرف کی لنیا الدنیا کہکر چلی اُس شہریار نے کود کر پشت مرکب پر اپنے تئین پہونچایا اور تیغ بکف زغہ فوج دشمن مین در آیا اور یہ حال کیا کہ نظم

ز فوج عدو آن چندان بگفت
که گفتی جهان تیغ دارد بهشت
همی رفت از آن کوه بران شیر
نهنگے بجنگ اژدهائے هژبر
چنین تا ملنگ که دشمنان
همی تا حدت برشان شیر زبان
زمین شد ز دشمن چو دریائے خون
جهان جوی را تیغ بد رهنمون

وہ فوج رو بفرار لائی اور بھاگ کر اندر قلعہ کے گئی پل تختہ اُٹھا لیا قفل بند دروازہ بند کر لیا قلعہ پر سے توپ چلنے لگی

فوج جو قتل کرتی آتی تھی وہ رُکی لیکن شہزادہ فلک جاہ لسان شیر غضبناک توپون سے بھی نہ رکا اور گرز سے گولے رد کرتا جانب قلعہ چلا اسوقت تمام میدان آتشین تھا دشت سب خون مقتولان سے رنگین تھا دھوان ابر کی طرح چھایا تھا برق رنجک کی چمکتی تھی گولہ اولہ کی طرح برس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یہ پیش نظر جو آسمان ہے
گویا کہ ہین رات کو ستارے

بیشک اُٹھین توپون کا دھوان ہے
آواز اگر سنے نہو فرق

پیدا جو دھوئین مین ہین شرارے
بجلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق

شہزادہ اُٹھتا بیٹھتا گولے سے بچتا قریب خندق پہونچا اسوقت نفط کے حقہ قارورہ آتش تیر وخشت وغیرہ پڑنے لگے اُسنے سپر فراخ دامن منہ پر رکھکر سب آفتین جھیلین اور گرز جھولا دیکر خندق کے اُس پار پھینکا پھر آپ مرکب سے اُتر خندق فراگیا قلعہ پر توپ بند ہوگئی مگر بُرلے جھیپر دن مین آگ دیگئی تیل کے کڑھاؤ اوندیلے گئے اس دلاور نے بڑھ کر پھاٹک توڑا گرز پڑتے ہی پھاٹک گرا توپ بند ہوچکی تھی فوج اس بہادر کی خندق پاٹ کر اُتر آئی قلعہ مین بھگدر پڑی ساحران قلعہ نے سحر بھی ہر طرح کے کیے لیکن کچھ اثر نہوا سرکشان قلعہ مارے گئے بعضے اسیر ہوئے رعایا نے چادر امان ہلائی اندر قلعہ کے کچھ دیر کشت وخون رہا آخر اُس مرد جنگی نے سرسواری قلعہ تسخیر کرلیا یہ ماجرا جو افراسیاب نے دوربین سحر مین دیکھا حیران ہوکر نیلم جادو سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے بیرون طلسم قریب دربند آخر طلسم کون سا قلعہ ہے اور مین نے ابھی دوربین مین یہ ماجرا دیکھا ہے اس شخص کے حال سے کچھ خبر ہے یا کوئی تمھارے ملک مین وقفیت رکھتا ہے اُسنے یہ سنکر خود دوربین بادشاہ سے لیکر اُس قلعہ کو دیکھا اور اُس دلاور اور اُسکی فوج پر نظر کی پھر عرض کیا کہ یہ قلعہ جو فتح ہوا ہے اُسکو قلعہ زردکوہ کہتے ہین اور حاکم اُسکا زردمان اژدر سوار تھا جسکو آپنے دیکھا کہ اس بہادر نے چیر ڈالا یہ دلاور ملک خورشید تاج بخش مالک قلعہ کوہ خورشید کا فرزند ہے اور نام اسکا جہانگیر بن خورشید ہے اور اسکا ایک بھائی اور ہے کہ اُسکو پہلوانی نہین آتی ہے مگر عیار بے بدل ہے اور نام اُسکا مہتر چابک تیز رفتار ہے ملک خورشید ساحر زبردست ہے اُسنے ایک تختی طلسم بند کرکے اس شہزادہ کے گلے مین ڈالی ہے جسکی وجہ سے سحر اس لڑکے پر تاثیر نہین کرتا ہے اور اکثر قلعہ اُسنے تسخیر کیے ہین زور وطاقت مین رستم وسام کو اپنے نزدیک حقیر جانتا ہے واقع مین نظیر نہین رکھتا ہے سنتے ہین کہ خورشید نے یہ دو لڑکے کہین پائے تھے ازبسکہ لاولد تھا اپنے لڑکے مشہور کرکے پالا ہے لیکن تحقیق نہین معلوم کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ دونون لڑکے سحر سیکھنے سے نفرت وعار رکھتے ہین ایک پہلوانی کو دوست رکھتا ہے اور ایک عیاری کو پسند خاطر اور عزیز کرتا ہے یہ ماجرا جو افراسیاب نے اسکی زبانی سُنا بہت خوش ہوا اور دوربین مین صورت شہزادہ مذکور کی دیکھ چکا تھا خال سبز اور رگ ہاشمی چہرۂ انور پر نمایان تھے گیسوان خلیلی اور کلالۂ سلسلۂ اسمعیلی دوش پر چھوٹے ہوئے تھے پس سمجھا کہ بیشک یہ نسل حمزہ سے ہے اور ساحرون سے ملا ہوا ہے ضرور تیری اطاعت کریگا اب یہان سے چلکر ملک خورشید کو طلسم مین بلا اور دوستی کا برتاؤ کرکے طلسم کو کسب برائے شہزادہ کو روانہ کر غرضکہ یہ سوچکر دوربین سحر صندوقچہ مین رکھ کر پریزاد کو حوالہ کی کہ وہ جس طرح لیکر آئی تھی اسی طرح لیگئی اور آپ تا دیر اُس کوہ پر بقصد عزور ٹھہرا رہا شراب پیا کیا پھر تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام تر باغ سیب مین آیا ارکان سلطنت

داعیان مملکت نے ندرت تعظیم کی تخت پر یہ جلوہ گستر ہوا اور ہر ایک سردار ساحر با وقار تخت کے گرد بیٹھا دربار جیچ ہوا جام مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا بادشاہ نے میر منشی کو یاد فرمایا اور حکم تحریر نامہ دیا ابیات

بفرمود تا پیش او شد دبیر
سوے شاہ خورشید یہ نامہ کرد
در گنج بے رنج بکشاد شاہ
زچیزے کہ شایستہ تر برگزید
دہ اشتر ہمہ بار دینار بود
بہ پیلے کہ پایہ تر زین نہاد

قلم خواست رومی و چینی حریر
ہم آنگاہ صد مرد از ساحران
گزین کرد از ان پایہ تاج و کلاہ
ببر و ندسی صد شتر وار بار
صد اشتر ز گنج درم بار بود

نوشتہ از کلک چون خامہ کرد
گزین کرد گویا و شیرین زبان
ہم از گوہر و جامہ تا بر یہ
ہمان جامہ و گوہر شاہوار
بدہ پیل یک تخت زرین نہاد

جب یہ تحفہ تیار ہو چکا منشی ندرت رقم نے نامۂ محبت مشحون ترقیم کر کے بادشاہ کو سنایا مضمون یہ تھا

نامہ شاہ افراسیاب بنا بر طلب جہانگیر بن حمزہ بنام خورشید تاج بخش محتوی بہ انکسار و التجا المولفہ

پہلے تعریف سامری کی لکھوں
ہے عیان قلب ساحران پہ صفات
ناصر دین سامری کی شان
جرس کاروان صدق و صفا
شاہ خورشید تاج بخش شہان
دل سے کر کے ارادہ باصد ذوق
باغ یکرنگی و محبت کے
اسی گل کی بہار ہم بھی ہین
ہے کرم سبزہ ابر آذاری
تازگی بخش ہے وہ ہر گل و خار
پیرہن مین جدا جو گوہر ہین
ہے ہماری تمھاری ایک ہی راہ
گرچہ شاہ شہان ہون مین لیکن
دوستی کے ادا نہ رسم کیے
اور اگر کیجیے تو نے کی غفلت
فکر مین مبتلا بہت مین رہا

اور جمشید کا مین وصف کرون
انکی تعریف کیا لکھے خامہ
مرہم زخم سینۂ ریشان
گل اقبال گلشن شاہی
رہین آباد تا قیام زمان
باغ الفت سے پھول چنتا ہون
گلشن دوستی و الفت کے
خار و گل دونون باغ مین آیا
فیض باد صبا کا ہے جاری
اک شجر مین جدا جدا ہین ثمر
رشتہ داری مین سب برابر ہین
سامری کیش ہو جو تم ہم بھی
آپ کا میرا ایک ہے مامن
نہ کبھی آئے یان نہ کچھ لکھا
ہمسے پہلے جتائی اب الفت
یعنی کچھ لوگ بدظن و باغی

لکھنے دو سو خداؤن کے اوصاف
دوست کو اپنے لکھنا ہے نامہ
رہبر راہ دوستی و ولا
زیر فرمان ہمہ سے تا ماہی
رسمہاے وداد و خلت و شوق
نقش پرداز مدعا ہون یون
آب گل مین تو تھا ہم بھی ہین
پرورش پاتے ہین بفیض بہار
باغ مین چلتی ہو جو باد بہار
ہین برابر مزے مین سب یکسر
ہو مراد اس سے یہ شہ ذی جاہ
دور اندیش ہو جو تم ہم بھی
حیف ہے یہ کہ آج تک تم نے
واہ وا واہ یہ ہی چاہیے تھا
مشفق من سبب یہ ہے اسکا
مجھ سے آمادہ جنگ مین طاغی

ہین خداوند بخت مغلوب
رات دن ہے مجھے یہی وسواس
گو کہ اس حال مین ہون مین مصروف
بھیجتا ہون کہ ہوے لطف آمیز
دو جہانگیر وصف شکن جرار
سر پہ تاج شہی مین اسکے رکھون
ختم کرتا ہون اس جگہ نامہ
ہو ہمیشہ دو زمان رہو تم شاد

انکی بھی یاری دل سے ہے مطلوب
اسی اندیشہ و تفکر مین ہون
لیکن ہے مسے اپنا دل مالوف
اپنے فرزند کو مع لشکر
تیغزن قاتل خطا کردار
اپنے دشمن کی گوشمالی کو
رک گیا چلتے چلتے بس خامہ

بھیجا کرتا ہون فوج انکے پاس
آئینہ سا ہون مین تحیر مین
اس لیے نامۂ محبت خیز
لے کے تشریف لائیے یان پر
آئے اس جا تو ملک و مال مین دون
بھیجون اُسکو مین لے شہ خوش خو
گلشن دوستی مین باد مراد

اس نامہ پر مہر بادشاہ کی ثبت ہوئی اور اُن سو ساحر وںکو جو تحفہ لیجانے پر مامور ہوئے تھے ایک ساحر عقیل جادو نامے ثبت کر کے نامہ ساحر مذکور کے سپرد کیا وہ خلعت سفارت سے مخلع ہوکر اپنے مقام پر آیا اور تیاری چلنے کی کرنے لگا اتفاقاً یہ ساحر دریائے خون رواں کے اس پار رہتا ہے جب اپنے گھر آیا تو اُسکے جانیکی نامہ لیکر خورشیدیہ کی طرف خبر مشہور ہوئی اور ملکہ مہرخ نے سُنا کہ شاہ طلسم ملکہ خورشید کو بلاتا ہے پس اُسنے بلور سے کہا کہ اس حال کی خبر شاہ کوکب کو کرنا چاہیے اُسنے فوراً عرضی تحریر کر کے ایک طائر سحر کو روانہ کیا اور ایک داستان گو نے یون بیان کیا ہے کہ شاہ کوکب کو فکر فتح طلسم کی تھی اسی فکر مین اُسنے اپنے اُستاد نور نشان جادو کو عرضی لکھی اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کی اُستاد نے مضمون عریضہ مفہوم کر کے اپنے سحر کے زور سے جملہ کیفیت جہانگیر کی دریافت کی اور جواب عرضی لکھا کہ اے کوکب تمھارے طلسم کی لوح آج اُسی جگہ ہے کچھ فکر و تدبیر اسباب کرو بلکہ بلا پر جاکر جہانگیر بن خورشید کو لڑتے دیکھا ہے چنانچہ اس شہزادہ مین نشانیان نسل حمزہ کی ہین اس سبب سے اُسکے بلانے کو نامہ لکھا ہے اگر وہ آجائے تو تمھارے طلسم کے فتح کر سکیگا شاہ جادوان مُسے بھیجا ایگا تمکو اسکی فکر کرنا ضرور ہے جب یہ جواب کوکب نے عرضی کا پایا اپنے مقام سے ایک نیجہ بھیجا کہ وہ عمرو کو جو قلعہ ہفت رنگ مین شاہان پاس تھے اُٹھا لایا عمرو نے جس طرح اول مرتبہ دربار اس بادشاہ کا دیکھا تھا ویسے ہی اسوقت بھی پایا غرضکہ آداب بجا لایا بادشاہ نے تخلیہ کرا کر مشورہ کیا کہ اس بارہ مین خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ آپ بھی سفیر اپنا ملکہ خورشید کے پاس بھیجیے اور اُسکو اپنے پاس بلائیے مجھے یقین ہے کہ دونون شاہ کو اپنا طالب دیکھ کر کسی طرف نجائیگا دوسرے یہ کہ مجکو بھی شہر خورشیدیہ مین بھیجدیجیے کہ شہزادہ جہانگیر کو اگر اولاد حمزہ مین سے پاؤن تو اُسکو اُسکے حال پیدائش سے آگاہ کر کے راہ راست پر لاؤن تیسرے یہ کہ ایک خط مہرخ کو لکھ بھیجے کہ وہ بھی ایک نامہ اپنے شریک ہونیکا ملکہ خورشید کو لکھکر مع کچھ تحائف کے وکیل اپنا روانہ کرے شاید کہ وہ شراکت اسکی قبول کرے شاہ کوکب نے رائے خواجہ کی پسند کی اور اول نامہ مہرخ کو لکھ بھیجا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ خواجہ کی رائے یہ ہے کہ تم نامہ مشتمل منت خورشید کو لکھو اور ہم بھی نامہ بھیجتے ہین یہ خط طائر سحر کے ہمراہ بھیجا جب ملکہ موصوف کو پہونچا اُسنے اپنے بیٹے مشکیل کو کہ طلسم کی راہین خوب جانتا ہے نامہ دیکر مع کچھ ہدیہ و تحائف کے روانہ کیا اُسکے ہمراہ مہتر برق عیار بھی چلا اُسکے نامہ کا حال بروقت پہونچنے ملکہ خورشید کے بیان کیا جائیگا لیکن حال کوکب سنیے کہ تحفہ سامان کرانبہا اور

گشتی ہائے جواہر پیادا اسباب علیحدہ اشیائے طلسم ایک ساحر ذو فنون جادو دانام کو دیکھی سو ساحر مہشار اسکے ہمراہ کیے اور منشی بہ بدعت طرز بدائع رقم کو حکم تحریر نامہ دیا اسنے عروس قرطاس کو زیور در ہائے مضمون سے یوں آراستہ فرمایا

نامہ کوکب روشن ضمیر بجانب ملک خورشید تاج بخش مشتمل مضمون تو دو تحریر بہ ہدایت تنویر لمولفہ

کروں پہلے حمد خدائے قدیر
خداوند خلاق شمس و قمر
وہی سب کا خالق وہی بادشاہ
جسے چاہے پل بھر میں عزت وہ دے
غرض اسکو ہے سب طرح اختیار
کہ مغرور سے رب ہے بیشک نفور
لکھا جاتا ہے بعد رسم سلام
خرد گستر و حاکم جرم پوش
شہ نامور خسرو رزمگار
جہاندار و کیخسرو کج کلاہ
ہے رسم مروت کے شایاں یہی
اولوالعزم عاجز کے ہوں دستگیر
مدد اسکی کرنا ہے لازم تجھے
ہمیشہ ہیں وہ حامی مستمند
درخشاں ہیں جو نجم افلاک پر
کرے جب لہو سنگ لعل خوش آب
نباتات کا دیکھکر حال زار
وہیں آب صاف اس سے ظاہر
کرے کام وہ جس سے خوش ہو خدا
خدا کا ہمیشہ ہے اسیر عتاب
تمہیں بھی نہیں چاہیے اے شفیق
میری سمت آنا گوارا کرو
عمرو مہرخ و حمزۂ نامدار
نصیحت سے خالی نہیں یہ پیام

وہی سب کا ہے خالق بے نظیر
جہاں اسنے اک کن میں پیدا کیا
اسی کے ہیں محتاج شاہ و سپاہ
ذلیلوں کو کرتا ہے دم میں جلیل
وہ خالق وہ مالک وہ پروردگار
اسی وجہ سے شاہ خورشید کو
کہ اے شاہ فرخندہ پے نیکنام
خداوند لشکر خداوند تخت
سرافراز و گردن کش و تاجدار
سعادت قرین ملک زیر نگین
ہے دنیا میں کار نمایاں یہی
یہی میرے دل کو بھی آیا خیال
کہ خالق جزا اسکی محشر میں دے
فلک گرچہ سرکش ہے بیداد گر
مگر روشنی بخش ہیں خاک پر
تبھی جلتے ہیں بار لاتے ہوئے
گہر اشک کے ابر کرتا نثار
اسی طرح سے اے شہ تاجگیر
دکھاتا ہے منہ اسکو روز جزا
نہ تھی اسکی شرکت گوارا مجھے
کہ ایسے کے جاکر بنو تم رفیق
اگر آپ یاں آئیے مہرباں
یہ سب ہونگے خوش اور میں خاکسار
رہے ملک آباد خلقت ہو شاد

خداوند بخشندہ و دادگر
مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
جسے چاہے دم بھر میں رسوا کرے
جلیلوں کو کرتا ہے دم میں ذلیل
نہیں چاہیے ہے بشر کو غرور
شہ دادگر رشک جمشید کو
شہ خسرواں صاحب عقل و ہوش
شہ نیک اقبال و فرخندہ بخت
خداوند دیہیم و ملک و سپاہ
رہے کانپتا تجھ سے مہر مبین
ہمیشہ ہوں سرکش سے نفرت پذیر
کہ مہرخ ہو دنیا میں عاجز کمال
جہاں میں ہیں جسکے مرتبہ سربلند
مگر وہ زمیں پر جھکائے ہے سر
فلک سے نظر مہر کی آفتاب
زمیں پر ہیں سر کو جھکائے ہوئے
زمیں پر بھیجا جو دل کوہ کا
زمانہ میں عاجز کے ہیں دستگیر
ہے مغرور و سرکش جو افراسیاب
خدا کے غضب کا ہے یارا کسے
غریبوں سے لطف و مدارا کرو
تو احسان فرمائیے مہرباں
کیا ختم اس جا پہ میں نے کلام
ترقی پہ اقبال و دولت زیاد

صحیفۂ گرامی مہر شاہی سے بعنوان شائستہ مزین ہوا اور ذوفنون تحفہ جات لیکر کئی ساحرون کے ہمراہ مع خواجہ دیجاہ چلا اور اسی طرف کے دروازہ سے کہ جدھر سے ملک خورشید یہ قریب تھا طلسم کے باہر نکلا اس طرف سے قاصد فرستادۂ افراسیاب دریاے ہفت رنگ کے کنارے سے گذر کر اس دربند پر کہ جدھر سے شہزادہ اسد آئے تھے پہونچا اور طلسم سے باہر نکلکر قلعہ کوہ عقیق کو چھوڑ کر جانب خورشید یہ روانہ ہوا اُسکے پیچھے پیچھے شکیل بھی مع برق کے طلسم سے باہر نکلا اور اُسکے جانے کی خبر افراسیاب کو بھی ہوئی مگر اُسنے اس سبب سے اُسکو نہین روکا کہ نامہ لیکر خورشید کے بلانے کو یہ بھی جاتا ہے دیکھون تو کہ وہ اوسکو کیا جواب دیتا ہے اور کس کے پاس آتا ہے لیس اہل دربند کو حکم بھیج گیا کہ طلسم کے باہر قاصدون کو جانے دینا فی الجملہ یہ سفیر تو اس طرف سے اور ذوفنون اپنے طلسم کی طرف سے وارد ملک خورشید یہ ہوے زمین سرسبز اور جاے دلکش و آباد دیکھی صحرا مین درخت لہلہاتے زراعت سبز و خرم درخت میوہ دار گل اپنا جوبن دکھاتے دریا اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری قاصدون نے قریب شہر پناہ پہونچکر خیام برپا کرائے اور نزول کیا عمرو جو ہمراہ سفیر کو کب آیا ہے وہ سب اپنے ہمراہیون سے جدا ہو گیا اور صورت اپنی ساحرون کی ایسی بنا کے علیحدہ ٹھہرا اُس طرف جہانگیر قلعہ فتح کرکے اپنے پدر نقلی پاس آیا تھا خورشید دارالامارۃ مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا فرزند کے فتحیاب ہو کر آنے سے جلسۂ عشرت آغاز کرایا تھا جام مے گلرنگ کا دور چل رہا تھا کہ ہرکارون نے سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود ایلچیان مسعود عرض کی اُسنے سرداران ذیشان کو اپنے ایلچیون کے لانے کو بھیجا سردار باہر قلعہ کے آئے تینون ایلچیون سے ملاقات کرکے کہا کہ چلیے حضور مین آپ کی طلب ہے اُنھون نے کہا بہت مناسب ہے لیس درباری لباس سے آراستہ و مخلع ہو کر تمام تحفہ ہمراہ لیکر روانہ ہوے دروازہ شہر کا نہایت بلند و طلاکار پایا کئی ہزار سوار محافظ بصد وقار پایا اندر آکر شہر تمام گلزار پایا عمارتین استوار و محکم بنین دُکانین محرابدار و منقش و رنگین ہر عمارت کے بالاخانون پر کنگرہ رکھے ہوے کنگرہ چرخ سے برابری کرتے کمرے بروج فلک کو رشک دیتے کٹہرے رشک وہ خطوط کہکشان و شعاع آفتاب تھے نیچے مکانات کے صرافہ و بزازہ آراستہ تھا ہر قسم کا تاجر و ہر طرح کی اشیاء نفیسہ کا بازارون مین انبار رہتا ہر ایک بدل و جان اُسکا خریدار رہتا گنج مین جھنڈے گڑے تھے اناج کے ڈھیر لگے تھے ڈنڈے کسانون کی خدمت کر رہے تھے بنیئے چلمین پی رہے تھے تولیئے تولتے وقت آوازین دیتے تھے برکت ہے جی برکت ہے دیتا ہون کھڑیا تینا ہون تینا خریدار جسکی مین اناج لیکر پرکھتے تھے اسی طرح سے یہ سفیر والا تدبیر ہر مقام کی سیر سے سیر ہوتے دارالامارۃ مین پہونچے فرق زنجیر ہٹی اندر داخلہ ہوا عجیب دربار نظر پڑا کہ گرد گردون کرسیون اور دنگلون پر متمکن ہین ساحران ذی رتبہ اور دلاوران صف شکن ہین قریب تخت شاہی دنگل جواہر آگین بچھا ہے اُسپر شہزادہ جہانگیر سرپرین ہے اور کئی سو زینہ کا سریر یاقوت و زمرد سے آراستہ ہے اُسپر ملک خورشید جلوہ فرما ہے تاج جسکی بہا مین کم ہفت کشور کی خراج سر پر رکھے ہے اور کئی ہزار غلام زرین کمر و زرین لباس دست بستہ سامنے کھڑا ہے چتر یال ہما کا گردش کرتا ہے پری چہرگان ساز لیے مجرے کو حاضر ہین جام رنگین دست شاہ مین خوشنما ہے نظم

زدیبا سے چینی و از پرنیان ۔۔۔ درفشی یہ مہر پردہ اندر میان

تو گوئی بہشت ست یا بزمگاہ

سپہر برین ست یا قرص ماہ | نہادند در پیش تختی زعاج | بآرائش تخت کرسی ساج
نشستہ بران تخت خورشید شاہ | بگرد اندرون پہلوان سپاہ

ایلچیون نے اس کروفر کو دیکھ کر مجراگاہ پر سے مجرا کیا او ستایش کنان حسب ایماے شاہ قریب آکر اول تحفے و ہدایا پیشکش کیے اور نامہ دیے پھر بموجب حکم کرسیون پر باادب متمکن ہوے منشی عطارد رقم طلب ہوا بادشاہ نے نامہ پڑھنے کا حکم دیا اور سراپردہ دارالامارۃ اٹھوا کر جلوخانہ مین اسپ و فیل و دختر جو برازگنج و درم بادشاہون نے تحفہ مین بھیجے تھے ابنر نظر کی پھر نامہ وغیرہ پڑھے گئے جس طرح دونون بادشاہون نے نامہ مین مضمون اعانت طلبی درج کیا تھا ویسا ہی کچھ مہرخ نے بھی لکھا تھا یعنی یہ قلمبند کیا تھا کہ اے شاہ شاہان سرتاج خسروان جہان ملک خورشید کیوان کلاہ انجم سپاہ مین عاجز و سکینہ بے یا ور و نہایت مضطر ہون اتنے بڑے شاہ ساحرون کے بادشاہ سے مقابلہ ہے اور کوئی سوا خدا کے نہین وسیلہ ہے امید ملازمان درگاہ فلک بارگاہ سے رکھتی ہون کہ میرے حال زار پر غور فرماکر میری مدد فرمائیے دشمن کو میرے روز بد دکھائیے زیادہ دعاے دولت سگالی یہ کہ خزانہ افزون اور ملک آباد عیش و عشرت مقرون ہو جب یہ سب نامہ بادشاہ خورشید نے سنے شہزادہ جہانگیر کی طرف مسکرا کر دیکھا شہزادہ موصوف نے فرمایا کہ شاہ کوکب نے جو نامہ لکھا ہے ہر چند کہ در پردہ اسنے ہمکو متکبر اور بے ایمان بنایا ہے مگر مضمون بہت نایاب ہے قول اسکا براہ صواب ہے عاجزون ہی کی شراکت کرنا کار مردان ہنر دآزما ہے اسی بات سے خوش خدا ہے پس کوکب شریک مہرخ ہے ہمکو بھی اسی کی شراکت زیبا ہے افراسیاب تو خود شہنشاہ ساحران ہے اسکی اعانت کرنا ننگ بہرمردان ہے ملک خورشید نے جب یہ تقریر شہزادہ کی سنی ازبسکہ اصل مین تو اسکی کچھ حقیقت نہین ہے مثل اور قلمرو داران یہ بھی ہے شہزادہ کے سبب سے توقیر ملی ہے ہر وقت شاہ افراسیاب کے مقابل جانے کو جو شہزادہ مذکور نے کہا اسکو خیال ہوا کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہے ایسا نہو جو شہزادہ مارا جائے ملک و مال ہمارا جائے چنانچہ شریک اسی کے ہونا چاہیے پھر یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہزادہ فرزند حمزہ ہے ضرور عاجزون کا طرفدار ہوگا پس ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ یہ کسی طرف نہ جائے یہ سوچ کر زبان حیلہ ساز کو مکاری سے آشنا کیا اور کہا اے فرزند دلبند کوکب کا شریک عمرو عیار ہے جسکا مالک زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ نامدار ہے اور عمرو سردار لشکر مہرخ ہے پھر مہرخ کو بھی کچھ احتیاج کسی کی استمداد و اعانت کی نہین حاصل کلام یہ کہ تم افراسیاب کو اگر زبردست جانتے ہو تو مناسب یہ ہے کہ کسی جانب بنا بر اعانت عنان عزیمت منعطف نہ کرو اور میرے نزدیک افراسیاب ہی کی مدد کرنا زیبا ہے کیونکہ وہ خداے باختر کی طرفداری کرتا ہے اور ہمارا دین اور اسکا ایک ہے مجھکو چار طرف سے گھیر کے دشمنون نے روز بد دکھانا چاہا ہے شہزادہ نے جب یہ تقریر سنی فرمایا کہ بہادران جلادت شعار سے یہ کب ہو سکتا ہے کہ کوئی انکو بہنرد آزمائی بلائے اور وہ نجائے اور کوئی اس سے مدد مانگے اور وہ تیغ نہ کھینچے بیت عروس مملکت آن مرد در کنار گرفت + کہ اول از گہر تیغ داد کابینش ؎ بلکہ مصرع مہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست اچھا اس مقدمہ مین خوب غور کرکے ہر ایک نامہ کا جواب دیا جائیگا اب بزم عشرت بہر دعوت ایلچیان شاہان عالی مرتبت ترتیب پذیر ہو یہ حکم سنکر ساقیان مہرلقا و مطربان خوش نوا و شیرین ادا حاضر ہوے اول گوشمالی طنبور کو

دی گئی اور طبلون کو طمانچے تھاپ کے پڑنے لگے قانون سرود بھی موافق مزاج ارباب محفل تھا ۔ نظم

تھی برج کی وان بندھی ہوئی دھوم
بھیرون لگے ناچنے عجب کیا
کس طرح کرین نہ دل کو تسخیر

سن سن کے سب اہل فہم تھے سن
آتی تھی زبان پر جو کانی
وہ کھینچتے تھے ہوا پہ تصویر

بھیرون کا تھا بزم مین جو چرچا
تھی غارت ملک دل کو کافی
آسی ہنگامۂ عشرت مین عرض بگی نے

آکر عرض کیا کہ ایک کلاونت پیر زمین گیر در پر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی دربار ہے کیا حکم ہوتا ہے شہزادہ نے حکم حاضر ہونے کا دیا کلاونت مذکور سامنے آیا دیکھا کہ پیر نہایت نحیف ہے پلکین تک سفید ہین ایسا ضعیف ہے ڈاڑھی تا بہ سینہ ہے پان تک کی پیک بہی ہے کرتا آب روان کا گلے مین گلبدن کا پائجامہ پانون مین کمر سے نے لگی بیکھاوج ہاتھ مین لیے ہے پگڑی شیر و شکر کی باندھے ہے پس اُس پیر نے سامنے آکر دعا دی کہ سامری بنائے رکھے سرکار کا بھلا ہو مین بھی نام سنکر دور سے آیا ہون دامن آرزو خالی لایا ہون آج مالا مال ہو کر جاؤنگا شہزادہ نے پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہے اُسنے کہا بلا لون ام الجبال مین رہتا ہون مگر میرا رہنا کیا کا مرد دیس بنگالہ اندر کوٹ سنگلدیپ سب جگہ پھرا کرتا ہون کل اس بستی مین وارد ہوا تھا آج سرکار مین آیا ہون فلک کا ستایا ہون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اپنا کمال ظاہر کر پیر نے لے کو منھ سے لگا کر بجانا شروع کیا پھر تو تمام محفل کو وجد کا عالم ہوا اہل بزم کیا در و دیوار زمین و زمان کو حالت محویت ہوئی نظم

یہان تک بجائی کہ دیوار و در
گیا اہل مجلس کا جو دل پگھل

کھڑے رہ گئے ہوش کھوئے ہوئے
تو جون شمع اشک آئے سب نکل

یہ کہ اُسنے اور رنے کو ہونٹھون پہ دھر
نظر جو پڑے وان سو روئے ہوئے
بعد کچھ بجانے کے توقف پذیر ہوا

شہزادہ نے بیچین ہو کر کہا کہ لے مرد باکمال واسطہ اپنے دین و مذہب کا ہم لوگون کو نیم بسمل نہ چھوڑ پیر نے عرض کیا کہ لے شہزادۂ فلک جاہ یہ بڈھا شراب کا عادی بہت ہے اگر میخانہ میرے سپرد فرمایئے تو البتہ حظ کافی اور لطف وافی اُٹھایئے شہزادہ نے ساقیون کو حکم دیا کہ میکدہ اسکے حوالہ کیجیے پھر تو ساقیون نے سبو و ساغر لا کر حاضر کیا یہ نقشہ ہو کہ بیت بنکر فقیر بیٹھا بھی یہ رند بیراد سب میجون لے ملکر پیر مغان بنایا ۔ کلاونت کہ اصل مین عمرو ہے اور بیان کیا تھا کہ ایلچی کے ساتھ سے یہ جدا ہو گیا تھا اسوقت گویا بنکر آیا ہے اور قصد رکھتا ہے کہ جہانگیر کو پکڑ کر امیر کے پاس بھیون اور اسکی پیدائش کا حال ظاہر کرادن فی الجملہ میخانہ پر قبضہ پاتے ہی شراب کو کنڑ اور گلابیون مین الٹ پھیر کرنے لگا اور کسی مقام پر اسکا میخانہ سجا بیان ہو چکا ہے اسی طرح یہان بھی درست کرنے لگا اور اسی انتظام مین شراب کو آغشتہ بدارو بے ہوشی کیا اور نے بجانا جام پر از شراب ہاتھ پر لیے سامنے شہزادہ کے آیا شہزادہ نے جام اُس سے لیکر پینا چاہا مگر عیار شہزادۂ موصوف کا مہتر چابک کہین گیا ہو اتھا وہ آگیا اور اُسنے وقائع نگارون کی تحریرین عمرو کی عیاریان پڑھی ہین اور تعریف گانے کی اور نے بجانے کی لکھی دیکھی ہے پس اسوقت یہان دلیا ہی جلسہ جو اُسنے دیکھا اور از سر تا پا عمرو پر نظر کی نگاہ اول پہچانا کہ کوئی عیار ہے اور ایلچیون کے ہمراہ آیا ہے دستبردی کیا چاہتا ہے چنانچہ اُسنے پہچان کر جام شہزادہ کے ہاتھ سے لیا اور خواجہ کو دیا کہ لے پیر ساغر پہلے تو پی پھر اور کو پلانا خواجہ نے اُسکے ہاتھ سے پیمانہ لیکر اُسکو دیکھا تو ایک نوجوان سبزہ آغاز چہرے

بدن کا انسان پایا کہ کمند بازوؤن سے باندھے فلاخن سر سے لپیٹے توبڑا پتھر کا لٹکائے بانہائے عیاری
سے درست نہایت چالاک و چست ہے بعینہ میرا فرزند معلوم ہوتا ہے میرے لڑکون سے بہت مشابہ معلوم
ہوتا ہے غرضکہ جب اُسنے جام خواجہ کو دیا خواجہ نے اُسکی نگاہ بچاکر ایک تباسا کمر سے نکالا وہ تباسا دافع دارو
بیہوشی تھا چاہا کہ اُسکو شراب مین ملا کر جام کو پیے مگر چالاک بہت ہوشیار تھا اُسنے تباسا ملاتے وقت ہاتھ پکڑ لیا
عمرو سمجھا کہ بھید تیرا کھلگیا اب اس ناشدنی کو بھی گوشمالی دینا چاہیے یہ سمجھکر ذرا جو ہاتھ کو گردش دیا ہاتھ جو بدست تھا
اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا خواجہ نے ایک دھول اُسکے لگائی اور کلاہ اُسکی لیکر جست کی دیوار پر دارالامارہ کی پہونچا
چالاک دھول کھا کر منفعل ہوا تھا پکارا کہ ساحر کوئی اس ناعیار پر سحر نہ کرے مین ابھی پکڑ کے لاتا ہون یہ کہکر
آپ بھی دربار سے باہر نکلکر چلا لینا لینا کا شور ہوا عمرو اس عرصہ مین دیوار پھاند کر بھاگا ملازمان شاہی چوبدار اور
سپاہی پیچھے دوڑے چالاک نے سب کو روکا اور کہا وہ عیار اکیلا ہے مجکو بھی اکیلا ہی لڑنا زیبا ہے اگر سب نے ملکر گرفتار کیا
تو فن عیاری کے خلاف ہے ایک سے ایک ہی کا بہتر مصاف ہے غرضکہ سب ٹھہر گئے یہ تنہا عقب خواجہ چلا عمرو نے جو
اُسکو آتے دیکھا ایک سپر بھاگتے ہی مین زنبیل سے نکالکر زیر بغل چھپالی حال اس سپر کا آگے بیان ہوگا چنانچہ
اسی نوع کی تدبیر کرتا ہوا بھاگ کر ایک ایسی گلی مین شہر کی آیا کہ جدھر رستہ نکلتا تھا ساتھ ہی چالاک بھی وہان
پہونچا اور للکارا کہ او ناعیار اب کہان جائیگا عمرو نے بھی تیغچہ زنبیل سے نکالکر کھینچا اور نعرہ کیا کہ آؤ تو سہی جوانا
مرگ وہ عیار طرار بسان برق جہندہ جا ہی پڑا اور تیغچہ مارنے لگا خواجہ نے دو ایکبار تو تیغچہ اُسکا خالی دیا پھر جو اُسنے کمر
کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا خواجہ نے وہ سپر جو زنبیل سے نکالی تھی اُسکے سامنے کردی اس سپر پر کاغذ صرف منڈھا تھا
اندر اُسکے غبار بیہوشی بھرا تھا تیغچہ جو سپر پر پڑا وہ بیچ سے شق ہوئی اور غبار بیہوشی مین چہرہ چالاک کا چھپ گیا
ترہ اتر کی چھینکین اُسکو آئین اور بیہوش ہوکر گرا اُسنے پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور رنگ عیاری لگا کر اُسکو
مثل اپنی صورت کے بنایا اور آپ معجزہ طلب کرکے اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکو اسی طرح بیہوش مشکین باندھکر
دوش پر لادکر دارالامارہ مین سامنے جہانگیر کے لایا وہ بہت خوش ہوا اور کہا اُسکو ستون بارگاہ سے باندھکر
ہوشیار کرو اُسنے کہا اُسکو ہوشیار نہ کرائیے ورنہ بڑا فتور کریگا آپ جب بزم عیش سے اُٹھیے گا اُسوقت اُسکو ہوشیار کرکے
قتل کیجیے گا شہزادہ نے کہا بہتر ہے اُسنے ستون سے اُسکو اسی طرح بیہوش باندھ دیا اور شہزادہ سے کہا ان لچون
کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ عیار چلے آئے ہین آپ ساقیون اور فراشون خدمتگارون وغیرہ سب اہل عملہ کو دربار سے
نکلوا دیجیے اور میخانہ میرے سپرد کیجیے تاکہ مین شراب پلاؤن مبادا عیار زک دین تو بڑی ذلت کا سامنا ہے
شاہزادہ تو اُسکو اپنا بھائی جانتا ہے اُسکے کہنے سے تمام اہل عملہ کو حکم برخاست دیدیا وہ تو باہر نکلگئے اور اُسنے
میخانہ پر قبضہ کیا اور شراب جو پہلے کی تھی اُسکو بظاہر علیحدہ کردیا کہ یہ خراب ہے لیکن وہ سب بیہوشی آلود تھی کچھ ایسا
پھیر بدل کیا کہ اُسی شراب سے ساغر بھر کر شہزادہ کو دیا اُسنے بیک جرعہ درکشید کیا پھر تو سب انجمن کو وہی شراب
پلائی ہر ایک پر کچھ دیر مین بیہوشی چھائی گرمی جو معلوم ہوئی اُٹھکر ٹہلنے کا ارادہ کیا طمانچہ بیہوشی کا ایسا لگا کہ

اوندھے منہ گر پڑے لحہ بھر میں تمام محفل بیہوش ہوگئی عمرو نے پہلے ذوفنون کو جو ایلچی شاہ کوکب کا ہو اُٹھا کر زنبیل میں رکھا اور شکیل کو بھی داخل زنبیل کیا پھر چابک کو ہوشیار کرکے سلام کیا اُسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا پایا اور رنگ محفل نہ پایا سمجھا کہ عمرو بلا سے بد ہے وہ مجھ پر غالب آیا غرض تاو پیچ کھا کر چپ ہو رہا اور عمرو نے اسکے جلانے کو پہلے لوٹنا شروع کیا جہانگیر کو زنبیل میں نہ رکھا تمام دربار کے کپڑے اُتارے ملکہ خورشید کا تاج لیا اسی طرح یہ لوٹ پڑ رہا اب ادھر ماجرا سنیے یعنی افراسیاب نے جو ایلچی روانہ کیا تھا تو بعد روانہ کرنے قاصد کے بہت بڑا خیال اُسکو ہوا کہ دیکھوں جہانگیر آتا ہے یا نہیں اسی تردد میں آخر اُسکو تاب نہ رہی کتاب سامری منگا کر حال دربار خورشید دیکھنے لگا یہان عجب ماجرا نظر پڑا کہ تمام دربار بیہوش ہے اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہے ایک عیار ستون سے بندھا ہے پس یہ دیکھتے ہی اُسنے کہا کہ واے مردیم ائے بڑا غضب ہوا عمرو ملکہ خورشید یہ میں پہونچ گیا سب کو قتل کیا چاہتا ہے یہ کہکر چاہا کہ کسی ساحر کو اس طرف بھیجے پھر سوچا کہ جبتک کوئی جائیگا وہاں خاتمہ ہو جائیگا تو آپ چلا پس اُس اضطرار میں کچھ شان پر بھی دھیان نہ کیا کڑکڑا کر اُڑا اور ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہے بہت جلد راہ طے کرتا ہے اُسوقت یہ دار الامارۃ خورشید پر آکر چمکا کہ عمرو تمام دربار کو لوٹ کر جہانگیر کو داخل زنبیل کیا چاہتا تھا کہ اسکے آنے سے برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا عمرو نے سمجھا کہ مقرر کوئی آفت آئی پس بہت جلد گلیم اوڑھ کر الگ ہوا اس عرصہ میں شاہ جادوان دربار میں اُتر کر ہوا آیا اور ابر سحر برسایا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھ کر جامہ خانہ میں جا کر لباس پہنا سرداروں نے پوشاک منگوا کر زیب تن کی ادھر شاہ جادوان نے چابک کو ستون سے کھولا ملکہ خورشید افراسیاب کو پہچانتا تھا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا آپ باادب تمام زیر تخت بیٹھا شہزادہ جہانگیر سے کہا بابا اُٹھو شہنشاہ کو تسلیم کرو نذر دو زہے نصیب ہمارے جو حضور تشریف فرما ہوے شہزادہ اُٹھ کر رسم تعظیم بجالایا افراسیاب نے بافرط شفقت سے پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے پاس بٹھالیا اور کہا کہ اے شہزادے تم نے اُس دزد مکار کو دیکھا اگر میں اسوقت نہ آجاتا تو وہ سب کو ہلاک کرتا اسی طرح اُسنے میرے تمام طلسم میں تہلکہ ڈال رکھا ہے اب تم کو لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو اور کوکب جو شریک عمرو ہے اُسکے طلسم کو توڑو تم اُسکے مقابلہ کو جاؤ اور میں ادھر باغیوں کا خاتمہ کروں اور کوکب کی حمایت کو حمزہ ضرور آئیگا اگر تم اُسپر غالب آئے پھر تمام عالم زیر فرمان تمھارا ہے خدا بن جاؤگے کو تمام دنیا سجدہ کریگی تم ایسا پہلوان اور مجھ ایسا بادشاہ کا زمانہ پھر تسخیر ہوگا خداوند باخطرہ پیغمبری کا دین گے سپہ سالار قدرت خطاب عنایت کرینگے لشکر ملائکہ خداوند تمھارا مطیع ہوگا میں جو مناسب تھا وہ سمجھا چکا آیندہ تمھین اختیار ہے جہانگیر عیاری کرنے سے خواجہ کی آگ بنا بیٹھا تھا اُسنے جواب دیا کہ لے شہنشاہ میں ملک کوکب میں گھس کر اتنی تلواریں مارونگا کہ ندیاں خون کی بہا دونگا اور اُس عیار کو وہ سزا دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا یہ کہہ کر ایلچی کوکب کے تلاش کیا کہ وہ عیار کو اپنے ساتھ کیوں لایا ہرچند کہ ایلچی کو قتل کرنا زیبا نہیں لیکن اس شرارت کی سزا دینا ضرور ہوا غرضکہ ہنگام تلاش مہرخ و کوکب کے سفیروں کو نہ پایا اُن کے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ابھی ہمارے ملک سے نکل جاؤ اور تحائف بھی پھیر لیجاؤ اور کہدینا اپنے مالکوں سے کہ ہم آتے ہیں ہوشیار رہو وہ سب تو بے نیل و مرام پیام

لیکر بھرے اور خورشید جادو نے بڑی دھوم سے **افراسیاب** کی دعوت کی اور ایسا انتظام کیا کہ عمرو اور برق اندر دارالامارہ کے نہ آسکے سحر ایسا تھا کہ جب قصد اس طرف کے چلنے کا کرتے تو اندھے ہو جاتے ناچار یہ بھی مراجعت فرما ہوئے حال انکا بیان ہوگا یہان جام مے ارغوانی کا دور چلا کیا ناچ ہوا اغذیہ لطیف سے نعمت خانہ آراستہ کیا گیا ہر طرح کا اسباب راحت مہیا تھا بزم جمشید کو کوس انجمن سپہر رشک آتا تھا راجہ اندر کا اکھاڑا جمع تھا کہ **ابیات**

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان | جسمین کہ یہ ساز تھا یہ سامان
دیوانہ ہر پری دل زار | پروانہ ہر چراغ رخسار | اللہ رے جوش نغمہ تر
تعریف سے جسکی بات باہر | آغاز ہوا وہ نغمہ تر | بیخود ہوئے سُن کے سب برابر
نغمون مین شراب کا اثر تھا | جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا | شیشون کا تھا اشتیاق غالب
قلقل کی صدا کے کان طالب

ایک دن اور شب بھر جلسہ دعوت رہا جب دوسرے روز مہر گیتی فروز طلسم مشرق سے برآمد ہوکر مہمان کاشانہ سپہر ہوا اور بزم شبینہ انجم برخاست ہوئی کہ **بیت** دنیا مین ہوئی جو صبح پیدا خورشید فلک ہوا ہویدا + **افراسیاب** وہان سے رخصت ہوا جہانگیر نے وعدہ کیا کہ عقب شہنشاہ فوج کو ترتیب کرکے مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہ جادوان یہ مژدہ سنکر شادان وخندان کتان اُڑکر چلا اور ایلچی کو اپنے حکم دیا گیا کہ ہمراہ شہزادہ رہبری کرتا ہوا آئے غرض چند عرصہ مین یہ تو باغ سیب مین پہونچا اور آتے ہی نامہ ملکہ **حیرت** کو لکھا کہ اے خاتون پسندیدہ ما بدولت لشکر ساحران ہمراہ لیکر بمقابلہ ملحدان تم آؤ اور بارگاہ زرنفتی طلسمی ساتھ لاؤ آرائش وزیبائش انجمن عشرت دہ چند ہوتا کہ ایک مہمان بہتر از دل وجان آتا ہے وہ محظوظ وخرسند ہو ہم بھی تمھارے پاس لشکر مین آئینگے اور حسن انتظام تمھارا ملاحظہ فرماکر خلعت سرفرازی تمھین پہنائینگے یہ نامہ طائر سحر جب ملکہ مذکور پاس لایا اُسنے گنبد نور پر سے چلنے کا سامان کیا مع مصور وصورت نگار وابرق وسرمایہ وشکوہ **زرین تاج** وغیرہ سرداران لشکر وارکان سلطنت کئی لاکھ ساحرون کی جمعیت بحشم وخدم جھما طلسم سے باہر نکلی اور دریاے خونزدان سے اُترکر جس مقام پر کہ پہلے اُتری ہوئی تھی اُس جگہ فروکش ہوئی لشکر لشتہ رنگین حصار حوالی مین میدان رزم کا فاصلہ دیکر اُترا ناقوس اسقدر بجے کہ چرخ کے دور مین صدا گونجنے لگی گھنٹے بجتے تھے کہ فلک مختلج مزاج کا دل دھڑکتا تھا طائران سحر اسقدر اُڑتے تھے کہ روے ہوا کالا تھا شعلہ ہاے آتش ایسے بلند تھے کہ گنبد چرخ جلکر بشکل آبلہ تھا خیام وخرگاہ نے زمین کا پردہ ڈھک دیا تھا کثرت لشکر سے ارض وغیرہ مین زلزلہ تھا ترسول اور تیسول اس زیادتی سے زمین پر نصب تھے کہ پشت ارض خاردار تھی فلک ستمگر نے یہ پھل زمین کو دیے کہ گشت عالم مین تیغ وخنجر کے پھل پیدا ہوئے تھے روح رستم وسام خوف سے زمین مین پنہان تھی ہلچل پڑی تھی آفت بے پایان نمایان گھوڑون کے ہمہمون سے فیلون کے چنگھاڑنے اشترون کے بلبلانے سے دشت وکوہ گونجتا تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ موجب **بیت** جو حیرت بیا مردان رزمگاہ + بچرخ اندرون مہر گم کردہ راہ مختصر یہ کہ عسکر شقاوت اثر جب اُس دشت مین خیمہ زن ہوا طائران سحر نے یہ

خبر ملکہ مہرخ خوش سیر کو بھی ہو پہنچائی کہ حیرت فوج لیکر پھر مقابلہ مین آئی اس حال کو سنکر عیاران نامور کیفیت دریافت کرنے کو روانہ ہوے اور مہرخ نے تمام لشکر کے افسرون کو حکم ہوشیاری کا دیا طلایہ لشکر کا بہت زبردست مقرر ہوا بازارون مین ایک ایک افسر دس دس ہزار سوار سے گشت کرنے لگا اُدھر عیار یعنی جانسوز و ضرغام صورتین بدلکر خادم فراش بنکر داخل لشکر دشمن شکست حاصل ہوئے اور حیرت جادو نے بعد اترنے کے ایک نامہ ملکہ صنعت زرین کو لکھا کہ اے ملکہ تم اول خدمت شہنشاہ مین حاضر ہو کر باغیون سے لڑی تھین جب عدو پہ ظفر یاب ہوئین تو اپنا لشکر لیکر ہوائی طلسم مین چلی گئین لشکر تمہارا امور و ملخ سے زیادہ ہے اس لشکر کی نسبت میرا ارادہ یہ ہے کہ بہر استقبال مہمان عزیز شہنشاہ عرش اقبال بلاؤن پس بفور دیکھنے نامہ کے مع لشکر تم میرے پاس آؤ کہ شہنشاہ نے پھر حکم لشکر کشی دیا ہے اور حرا نامی کو طلب کیا ہے یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر گیا صنعت لشکر لیکر ہوائی گنبد نور کی طرف چلی گئی تھی اور سحر ہفت بیضہ تیار کر رہی تھی حال اس سحر کا انشاء اللہ مذکور ہوگا چنانچہ جب اس فحبہ کو نامہ ملکہ طلسم ہوپنچا سحر ہفت بیضہ درست ہو چکا تھا پس نامہ پڑھکر حکم کوچ دیا اور آپ بھی بصد جاہ وعزت روانہ ہوئی اور بعد قطع راہ ملحق لشکر حیرت ہوئی فوج کو اُس لشکر سے علیحدہ اُترو اکر آپ خدمت ملکہ مسطور مین آئی ملکہ نے بنا بر حکم شاہ جادوان بارگاہ زربفتی گوہر نگار ایک میدان پاکیزہ مین استادہ کرائی جس کے سامنے دریا بصد آب و تاب موجزن تھا کنارے کنارے اُس بحر کے دشت عزت بخش تھا لب دریا فرش پر تکلف بچھوایا جھاڑ سر بلند ہر جگہ رکھوایا ساقیان گلبدن شراب ارغوانی کے جام و سبو لیکر وہان ٹھہرے رامشگران قمر پیکر ساز عشرت انداز و طرب خیز ساتھ لائے بارگاہ کے سراچہ اٹھوا دیئے بیچ بارگاہ مین ایک تخت زمرد کا بچھوایا برابر اُسکے دست راست کو ذُنگل یاقوت احمر کا تراشا ہوا گسترده کرایا اور گرد تخت زمردین کے کرسیان طلائی جواہر کار بچھوائین اور ایک کرسی پُر از نقش و نگار فیروزہ کی قریب مہتر چابک کیلیے آراستہ کرائی تخلخے ہوا کے رُخ پر رکھے گئے عود سوز و عنبر سوز سے تمام بارگاہ رفیع المنزلت کے بارگاہ چرخ برین خسرو خورشید مبین کی پست تر اور بے رونق تھی انجمن کواکب کی زینت اُسکے مقابلہ کے کب لائق تھی زہرے کر دفر دیکھے حسن انتظام کر برجیس و کیوان کی زبان ثنا خوان زینت محفل پر ناہید فلک بلاگردان ہیت اندرسے نہ دیکھی تھی محفل ٭ پریون کا بھی بیقرار تھا دل ٭ اس محفل کی آرائش بروقت آنے جہانگیر کے بیان ہوگی اب ملکہ طلسم تو اس آراستگی مین مصروف ہے مگر جہانگیر نے بعد چلے آنے افراسیاب کے جو ممالک کہ فتح کیے تھے اُنکے حاکمون کو نامہ روانہ کیے کہ ما بدولت بادشاہ کو کب سے لڑنے جاتے ہین تم بھی مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلو یہ نامہ جب شاہان باجگذار کو پہونچے ہر سمت سے فوجین روانہ ہوئین یہان شاہزادہ ذبیحاہ نے در خزانہ وا کیا اپنی ذاتی فوج کو آراستہ کیا کچھ عرصہ مین بارہ لاکھ کا لشکر سوار و پیدل کا درست ہوا ہر شخص بہر جنگ چاق و چست ہوا عرابہ زر سُرخ و سفید کے ہمراہ ہوئے علمون کے پھریرے کھل گئے رنگا رنگ کے پرچم بروے ہوا اُڑنے لگے روے ہوا بھی منقش و رنگین نظر آیا یا فلک شعبدہ باز نے نیرنگ دکھایا آمد سپاہ سے خاطر زمانہ پر غبار گرد لشکر سے سپہر دوار تیرہ و تار رعب کار سازی

لشکر ہو چکی ملک خورشید تخت پر سوار ہوا شہزادہ کیوان کلاہ پشت توسن تازی پر بعزم رزم سازی بیٹھا ہزار ہا نقارہ بجے ساحران غدار جمشید منش سامری دش طائران و درندگان سحر پر چڑھ کر چلے جھانجھ اور نفیر بجے نالہ نائے ترکی کا شور ہوا آمادہ سرکشی پر اہل زور ہوا علم خیبر پیکر کا پھریرا سر پر صنیغم بیشہ صاحبقرانی یعنے شہزادہ جہانگیر لاثانی کے کھلا پس پشت شہزادہ لاکھ سواران جرار کا انبوہ اور ایک سمت مہتر چالاک صندوق عیاری پر سوار گرد اسکے کئی ہزار شاگرد ملازم عیار اکتارہ بجاتے تسلنگیں لگاتے چلے آپس میں بانک کے پیچ ہوتے جاتے تھے حقہ ہائے نفطی چلتے تھے کہیں میدان دھوان دھار ہو جاتا ابر چھا جاتا آسمین تجلی خنجر کی چمکتی کہیں مطلع صاف نظر آتا حقہائے آتشین کی تیزی سے آنکھ جھپکتی ایک طرف ساحر اپنا کمال دکھلاتے تھے گنبد چرخ مین آگ لگاتے تھے ہر طرح شعلہ آتش چمکاتے تھے کبھی گھٹا ہو ہوا سے اٹھتی دنیا مین تاریکی بھی کیفیت دکھاتی بجلی کی چمک رعد کو مشتعل دکھاتی اس بدلی مین سحر کے مور جھنکار تے پر طاؤس منقش پرند شکلین سحاب پر نقش و نگار بناتے خوش فعلی کرکے رقص اپنا دکھاتے اور ہر طرح کی بہارین پیدا جادوگرنیون کے جوبن پر دل عالم شیدا ترکان ستمگر غارتگر جان دایمان طاؤس انکی سواریون کے شرر افشان مختصر یہ کہ نہایت جاہ وحشم انتہا کا کر و فر فوج مبارزان ولشکر ساحران کا مجمع چاؤشان سپاہ کا آوازین لگانا

نظم

همه نامداران و گیهان بدند
سپهبد بیامد همه گرد کرد
ز دیبای رومی واز تخت عاج
ز دیبائے زربفت رومی سه تخت
رکاب دراز و جناق پلنگ
عنان پیچ گرز افگن و نیزه زن
خرد شتی ز گردون دون برگذشت

ز چین و ز سقلاب واز هند و دهر
برفتند گردان بدشت نبرد
ز تیر و کمان و ز برگستوان
ز یاقوت و فیروزه تابان سه تخت
دو صد جوشن و تیغ و برگستوان
ببازو قوی پیکر و پیلتن
همی بود با گرز و پیلان بدشت

دران دشت بسیار شاہان بدند
همه گنج داران گیرنده شهر
کمرہائے زرین و بیجاده تاج
ز گوپال و ز خنجر هندوان
ز زرین لگام و جناغ خدنگ
همان نیزه و تیر و گرز گران
سیه بود یکسر همه کوه و دشت
چنین تا جهانگیر ازو در گذشت

اسی حشمت و تجمل سے بعد قطع منازل و طے مراحل ہمراہ ایلچی افراسیاب جاہل طلسم ہوشربا مین داخل ہوئے یہان کے ناظم و مالکان دربند نے حاضر خدمت ہو کر نذر دی رسد رسانی کی اور عرضی خدمت بادشاہ طلسم مین بھیجی افراسیاب خبر آمد اس نامور کی سنکر بہت خوش ہوا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ مہمان عزیز قریب آگئے سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کرو اور کوئی دقیقہ تواضع مین انکی اٹھا نہ رکھو ملکہ مذکور نے نامہ پڑھکر صنعت ابریق وغیرہ بڑے بڑے ساحران گرامی منزلت کو برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ راہ مین ملک خورشید سے جاکر ملاقی ہوے اور مراسم تعظیم بجالائے پھر بڑے اعزاز سے لاکر داخل لشکر حیرت کیا ملکہ مذکور نے طبل شادمانی بجوائے اور خود کنارے تک لشکر کے پیشوائی کو آئی ملک خورشید بھی تخت سے اترا اور ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے انکی پیشانی کو بوسہ دیا اور جہانگیر کی پشت پر بصد شفقت ہاتھ پھیرا لشکر اسکے ساتھ کا ملحق سپاہ ملکہ اترنے لگا

خیام و بارگاہ نصب ہوئے ملکہ اسی بارگاہ مین کہ جو پہلے سے لب جو آراستہ کرائی تھی مہمانان ذیشان کو لائی تخت زمردین پر خورشید کو بٹھایا اور دنگل یاقوت نگار پر شہزادہ کامگار بیٹھا اور کرسی جواہر آگین پر چابکستا تیز رفتار بیٹھا اگرد تمام گرد و گردن کش ساحران نامی کرسیون پر متمکن ہوئے ملکہ نے جملہ کیفیت شاہ جادوان کو لکھ بھیجی وہ بھی بعید بشاشت دفرخندگی ساحران جلیل القدر کو ہمراہ لیکر تخت فیروزہ رنگ پر سوار ہو کر یہان آیا اور بارگاہ مین اُسکے آتے ہی خورشید وغیرہ ہر ایک بنا بر تعظیم اُٹھے تخت اپنا قریب تخت خورشید بچھایا اور اُسکو قسم دیکر بٹھایا باہم دست بوسی ہوئی پھر حکم ترتیب انجمن عشرت دیا اس عرصہ مین جوہری قدرت نے یاقوت زرد روئے عالم کو سواد شب سے نیلم بنایا یہ نقشہ نظر آیا۔

نظم

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ
برافروخت شب شمع گیتی فروز
نہان گشت قندیل زرین روز
در فرش سیمین بگسترد ماہ

سر شام پردے اُس بارگاہ کے بندھوا دیے گئے سامنے دریا مین کنولہاے زرین رنگ برنگ جھڑوا دیے گئے ایک طرف اُسکے دریا کی بہار ایک جانب کو صحرا تمام لالہ زار شفق دشت و کوہ مین پھولی ہوئی بہار اپنی رنگینی پر پھولی ہوئی درختون کے زرغہ مین گنبد بلور کے روشن تھے برج سنبلہ مین ستارون کے ظاہر جوبن تھے چشم نرگس حیران تھی کہ شاہ جادوان نے یہ کیسا سبز باغ مہمانون کو دکھایا ہے زلف سنبل پریشان تھی کہ یہ مفت کا احسان سر پر آیا ہے کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے درخت پھولون کے لگے جال اُن پر موتیون کے پڑے شاہد بہار کو دام مکر مین پھانسا تھا بلبل دل کو کسی گل کے بہکا کر پابزنجیر کرنا چاہا تھا کہین صحرا مین نرگس دان جواہر کے دھرے تھے کسی جا بحر مین بجرے پڑے تھے درخت جنگل کے بادے سے منڈھے تھے ادھر بارگاہ مین جلمین ہر ایک گلندام نظر تھی پردے رنگین پڑے فرش کی صفائی پر چاندنی غش تھی صحرا کی بہار قابل رشک عرش تھی چاندنی کا کھیت کرنا ہمین بقیش کا اڑنا مشاطۂ ماہ کا آئینہ عروس بہار کا دکھانا پھولون کی خوشبو کوڑ یا بے کا کھلنا موتیون کا دور تک بچھونا دشت کی بڑھی ہوئی آبرو بارگاہ مین گلرخان قمر پیکر کا جماؤ ساقیان مہر جبین کا بناؤ رقاصون کی ہر ایک ادا دل توڑے لیتی تھی ساقیون کی نگاہ مستی زا کیفیت دیتی تھی ابیات

بچھا تھا فرش سبزے کا زمین پر　　چمن مین بلبلون کے دل ہرے تھے
عروسان چمن کا تھا عجب حال　　درختون پر پڑے موتی کے تھے جال
عروج مہ سے رفعت مین ہوئی عرش　　پھلے تھے نخل شب مین کیا تارے
بنا تھا درمیان دشت بنگلا　　کھرا گرد اُسکے تھا پھولون کا جنگلا
گل اندامون سے نوراد چمن تھا　　متاع حسن سے تھین سخت مغرور
قیامت قہر تھا انداز اُن کا　　بلائے جان تھا عشوہ ناز اُنکا
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر　　کوئی دستِ نگارین مین لیے جام
کسی کے دست رنگین مین گلابی　　بنی تھی مے سے برجِ آفتابی

شگفتہ گل تھے سب جامے سے باہر
مثال جام مستی مین بھرے تھے
زمین پر چاندنی کا بچھ گیا فرش
سراپا نور کے وہ بیل تھے سارے
ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا
سمجھتی آپ کو تھین غیرت حور
عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر
کوئی بھر کر گزک لائی تھی بادام
کوئی لائی سلفچی آفتابہ

غزل گاتی تھی کوئی بیحجابہ
کوئی زہرہ صفت آمادہ ناز
زبان پر صاحبا جاری واہ واہ

ملاتی تھین جو ساز رقص دو چار
کیا اُس جا کسی نے رقص آغاز
ہوئی سرشار وہ بزم طرب خیز

تھے اُنکے اس ہنر مین ہاتھ تیار
ہوا محظوظ دل جلسہ سے وہ شاہ
زبانون پر یہ کلام فرحت آمیز

اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ جہانگیر نے جان جنگ شاہ طلسم سے پوچھا اُسنے کہا کہ اے شہزادہ عیاران میرے ملازمون کو بھگا کر اپنا شریک کر لیا ہو انھین سے فی الحال مقابلہ ہو عیاران مسلمان بڑے قہر کے ہین اور ہر جلسہ و ہر مقام پر مثل آفت ناگہانی کے وہ پہونچتے ہین یقین ہو کہ اس جگہ بھی موجود ہون یہ کلام سنکر شہزادہ تو خاموش ہو رہا مگر چالاک نے بنگاہ تفحص ہر سمت دیکھا یہان ضرغام و جانسوز پہلے سے آئے ہوے تھے مشورہ پذیر ہوئے کہ چالاک ہمکو تلاش کرتا ہو اسپر ہمکو اپنے تئین ظاہر کرنا چاہیے ہر چند کہ ہمارے لیے قباحت ہے پھر ہرچہ بادا باد یہ صلاح کر کے دونون نے عیار مذکور سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ ہم تمھاری ہمرکابی کو موجود ہین اُسنے اول تو چاہا کہ شاہ طلسم سے کہکر انکو گرفتار کرا دون پھر سوچا کہ اسوقت انکا ظاہر اپنے تئین کرنا اپنی دلاوری کا اظہار کرنا ہو مجکو بھی اپنی جرأت اور تحمل دکھانا زیبا ہو اشارۃً انسے گفتگو کی پس اُسنے بھی اشارہ کیا کہ یہ خنجر بران میرا اٹھا ہے ہی گردن کے لیے ہو اُن دونون نے بایما ہاتھ سے سر کو بتایا اور جانب پاپوش اشارہ کیا کہ اپنے گھر سے تو خواجہ عمرو کی جوتیان کھا کر تو آیا ہو اب یہان ہم پاپوش کاری کرین گے چالاک نے اشارہ سے کہا کہ ہوشیار ہو رہو مین تمھاری بارگاہ مین آتا ہون اور یہ اشارہ کر کے ضرغام جو خدمتگار بنا ہوا تھا اُسکو پکار کر کہا ارے آب خاصہ میرے لیے حاضر کر ضرغام یہ سنکر فوراً آبدار خانہ سے تھالی جوڑ مین گلاس پانی کا لگا کر اور بیہوشی پانی مین ملا کر سامنے لایا چالاک نے وہ گلاس لیکر لبون سے لگایا منہ مین سفوف بیہوشی کے دفع کرنے کا پہلے سے رکھ لیا تھا پانی کے ساتھ پی گیا اور ایک بیضہ بیہوشی کا کمر سے نکالکر کہا اے خدمتگار دیکھ تو یہ کس جانور کا انڈا ہو کہ اسمین سے خوشبو آتی ضرغام نے اُسکو بیضہ نکالتے دیکھکر ایک بیضہ نگاہ اُسکی بچا کر چلکن کی آستین مین رکھ لیا جب اُسنے بیضہ دیا اس ترکیب سے بچا لاکی لیا کہ اُس کا بیضہ تو آستین مین چلا گیا اور آستین کا رکھا ہوا ہاتھ مین آگیا پس اُسی کو ناک پر رکھکر کہا واقعی حضور اس مین خوشبو مثل مشک کے آتی ہے بیضہ نہین مشک نافہ ہے اور وہ عجب جانور ہے کہ جسنے یہ انڈا دیا ہے لیجئے لیجئے آپ پھر سونگھیے یہ کہکر جب اُسنے ہاتھ پھیلایا اُسنے سبکی سے ہاتھ کو گت دیا کہ اپنا بیضہ آستین مین گیا اور جو اُسنے دیا تھا وہی بیضہ پھر ہاتھ مین آگیا وہ اُسکے حوالہ کیا اُسنے ایک ہاتھ سے بیضہ لیا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی ناک کو کھجایا چٹکی مین عطر دافع بیہوشی تھا وہ ناک مین مل لیا پھر اُس بیضہ کو سونگھا اسیطرح برمز و کنایہ اس سے اور دونون عیارون سے عیاری ہوئی آخر یہ شاہ طلسم سے کہکر اُٹھا کہ اے بادشاہ مین جاتا ہون اور سر آپکے دشمنون کا کاٹ لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا ضرغام و جانسوز بھی وہان سے اپنی بارگاہ مین آئے اور حال دعوت

جہانگیر بیان کیا اور کہا سب سردار بہت ہوشیار رہین کہ چالاک نے دعوی عیاری کا کیا ہے یہ ماجرا سنکر فرخ نے حکم دیا کہ ہماری بارگاہ مین بھی جلسۂ رقص و سرود آغاز ہو اسلیے کہ شاہ طلسم ہمکو آزردہ دل سے خوفناک نہ جانے پس بنابر ارشاد ملکۂ خوش نہاد سامان عشرت و نشاط مہیا ہوا ساقیون نے ارباب محفل کو مست ولایعقل بنایا مغنیون نے بزم جمشید و کے کو خجل کر دیا عیار بھی دونون شریک صحبت رہے اسوجہ سے کہ محافظ انجمن رہین یہان تو یہ کیفیت ہے مگر چالاک جو بارگاہ سے نکلکر چلا اپنے لشکر مین جو خیمہ کہ برائے استراحت آراستہ اپنے واسطے کرایا تھا اسمین آکر چند شاگردون کو بلایا اور کہا اسطرح کا اسباب جنگل مین مخفی لیجاؤ شاگرد اسکے بموجب حکم عمل مین لائے اور یہ آئینہ سامنے رکھکر صورت بدلنے لگا از بسکہ خورد سال ہے رخسارے زیبا نرم و نازک تر رکھتا ہے زن حسینہ و جمیلہ کی شکل پر بنکر تیار ہوا کاکل مشکین اسکی جو دیکھے جینا وبال ہو سودا زدۂ محبت بیش طبیب ٹھہرے پری کا سایہ پیش رباں ہو چشم فتنہ زا کو جو نظر کرے گردش لیل و نہار کا مارا کہلائے آرام و راحت آباد شہر پر آشوب ہمکو نظر آئے آتش شفق دیگ فلک کے نیچے سلگا کر سنبلہ کی بالی کا کیوڑا اگر کھینچے جب بھی عرق جبین کے برابر نہ ہوسکے مژگان وہ تیر جانستان کہ تیر آسمان برج قوس کو باہمہ مہندی سینہ سپر بناتا ہے خنجر ابرو کو یاد کرکے بہرام گردون تھراتا ہے روئے خورشید ضیا کے روبرو آئینہ بھرآتے شرماتا ہے گوہر شب چراغ جو بہت کم ہوتا ہے یہی سبب ہے کہ اسکے رخ انور سے منفعل ہوکر بطن صدف مین منہ چھپاتا ہے اپنی آبرو بچاتا ہے لالہ و گل جو گلشن عالم مین حسین کفن ہین اسکی رخسار کے کشتہ جوبن ہین یاقوت رمانی وہ لب لعلین جو دیکھے رشک سے سر اٹھائے غنچہ پہلے منہ نہ جب پہن تنگ کے مقابل آئے گلوے نازک صباحت مین بیاض سحر کو غلط کرکے خامہ قدرت سے کاٹ دے بر و دوش ساکنان جنان کا حورون سے دل اچاٹ ہوے سینہ پر وہ ابھری ابھری چھاتیان پہلی پہلی مفت عاشقون کی انھون نے جان لی جی کی مراد نکلی تھی دلکا حوصلہ نکلا تھا حسن کا گنجینہ تھا دل عشاق تر دو آبلے تھے دو حباب بحر حسن مین آملے تھے شکم لوح بلور بلور نہین نہین چشمہ روح کمر بال عنقا ناف عقدہ سربستہ زانو و ساق دلبری و خوبی مین طاق پائے رنگین بہتر از شفق صبح برین سر تا پا حسن کا نقشہ وجاہت کی صورت خوبی و محبوبی کی مورت اس سے اپنی وضع بصد ادا انبائی کہ بسا ہی اسیر مقید ہونے آئی

قطعہ

جس بزم مین تو ناز سے گفتار مین آئے
جان کالبد صورت دیوار مین آئے
سایہ کی طرح ساتھ پھرین سرو و صنوبر
تو اس قد دلکش سے جو گلزار مین آئے
اس چشم فسون گر کا اگر پائے اشارہ
طوطی کی طرح آئینہ گفتار مین آئے

جب اس صورت خوب اور طرح محبوب سے درست ہو چکا زیور جواہر سے جسم پر مزین کیا کہ بموجب نظم

الماس کی بالیان منگائین
کانون مین گر لگا کے پہنے
زیور سے ہوئی وہ مہ نگارین
ہیرون کے منگا چھڑے بھی پہنے

بالی نے وہ کانون سے لگائین
ٹیکے کو لگا جبین جو افشان
جھومر سے خجل تھا عقد پروین
خلخال بجا بجا کے چلتی

بالون مین گہر لگا کے پہنے
اک جا تھے نجوم و مہر تابان
تھی دل کی کڑی کڑے بھی پہنے
سینون مین دلون کو تھی وہ ملتی

خیمہ سے سیاہ چادر اوڑھکر پوشیدہ صحرا مین آیا یہان شاگرد اُسکے گاڑی لیے کھڑے تھے اور صورت اپنی سازندون کی ایسی بنائے تھے گاڑی کے جوے مین ٹاٹ خرجی کی طرح بندھا تھا اُسمین طبلے بستی مین بندھے رکھے تھے سارنگیان غلاف چڑھی منھ اُنکے ٹاٹ سے نکلے ہوے رکھی تھین سازندیکنے دو گاڑی کے اندر بیٹھے ہوے یہ بھی آتے ہی گاڑی کے اندر بیٹھا گویا گردون پر مہتاب بلکہ آفتاب جلوہ گر ہوا ایک عیار گاڑیبان بنا تھا اُسنے بادھی بیل پر مار کر دُم اُنکی دبائی تک تک کی صدا دی گاڑی چلی سازندے نے کان پر ہاتھ رکھکر تان لگائی + جات نگریا مین بھولی ڈگریا + گاتے روانہ ہوے اور وہان سے چلکر لشکر مہرخ مین آئے گاڑی ٹھہرا کر وہ رشک ناہید اُتری لشکریون نے جو اُسکے حسن خوب کو دیکھا آوازے کسنے لگے رنگین مزاج شعر عاشقانہ پڑھتے تھے کچھ نوجوان ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے کہ بیت دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا + موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی ؛ کوئی کہتا تھا کہ بیت بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ + جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے وہ نازنین بعشوہ و ناز دل ہر ایک کا شیدا بناتی اُس خیمہ کو دریافت کرکے کہ جہان داروغہ ارباب نشاط تھا آئی داروغہ نے جو اُسکا حسن صبیح دیکھا ہوش رونائی مین دیا خیمہ مین لیجا کر بیٹھایا بڑے تپاک سے حال استفسار کیا اُس رنگین بیان نے اٹھلا اٹھلا کر توسن ناز کو عرصۂ تقریر مین جولان کیا کہ ہم لوگ مجرئی ہین آپکے پاس آئے ہین کہ دو پیسے آپکی وجہ سے ملجائین یہ کہکر آنکھون کو گردش دی سسکی بھری اور کہا ہین بستر پر جاتے ہین داروغہ شیفتۂ آن و ادا اُٹھے گویا ہوے کہ ہماری حسرت دیدار پر نظر کیجیے کچھ دیر جلوہ گری فرمائیے اُسنے ہنسکر کہا چہ خوش آپ تو بہت جلد مزے مین آگئے اے میان مین ایسی بیکار نہین نہ ایسی واہی ہون جو تمھین دیکھتے ہی پھسل پڑون اور پہلو تمھارا پہرون گرم رکھون داروغہ نے کہا ہمارے تمھارے وعدۂ وصل ہوجائے تو ابھی تمھارا مطلب بھی برآئے اُس شوخ نے ہنسکر انگوٹھا دکھایا اور کہا اپنا منھ بنواؤ یہ منھ اور مصالحہ مین اور تمھارے قابل لیعاؤ جاؤ میرا کام کرلاؤ بہت باتین نہ بناؤ داروغہ ان باتون سے بیقرار ہوے اور سمجھے کہ یہ راضی ہے بس اُٹھکر دربار مین سامنے مہرخ ذی تبار کے آئے اور عرض کیا کہ ایک طوائف ایسی ناچنے اور گانے والی مین نے بہم پہونچائی ہے کہ حضور دیکھینگی تو فرمائینگی کہ زہرہ فلک سے اُتر آئی ہے۔ عیارون نے یہ سنکر کہا نئے آدمی کو دربار مین آجکل رسائی نہین داروغہ نے عرض کیا حضور مین اُسکو مدت سے جانتا ہون مجھسے اُس سے عرصہ دراز سے رسم و راہ ہے مین خود آجتک یہان نہ لایا تھا اب اسکا جی حضور مین حاضر ہونے کو بہت چاہا تو مین نے اُسکو لانا چاہا یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ اگر تم اُس سے واقف ہو تو کیا مضائقہ ہے لے آؤ داروغہ اجازت پاکر ہنستے ہوے خیمہ مین آئے اور کہا لو اے جان من ہم تمھارا کام کر آئے اپنے بستر پر جاکر سازندون کو لاؤ اور سرکار مین چلو وہ نازنین یہ سنکر وہان سے کنارے لشکر کے آئی اور اپنے سازندون کو ساتھ لیا گٹھری پیشواز کی اور سب سامان ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین ہمراہ داروغۂ مذکور آئی اہل دربار نے جو اُسکی صورت پر فریب کو دیکھا فریفتہ ہوے اور ایسی شکل اُسنے بنائی تھی کہ ہر چند ضرغام نے بنظر عیاری دیکھا

مگر نہ پہچان سکا اور اس زہرہ جبین و قمر پیکر نے اس طرح ہنر اپنا جتانا شروع کیا کہ جیسا میر حسن نے فرمایا ہے کہ ابیات

وہ ارباب عشرت کا آپس میں مل
ملے سُر طنبوروں کے یک دگر
کھڑے ہو کے دو گھونٹ حقہ کا لے
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سی
بنا کنگھی اور کر کے ابرو درست
پھر ایک وہ صف چیر آنا نکل
ادھر اور ادھر رکھ کے کاندھے پہ ہاتھ
سجائی ہوئی چاند سی صورت ایک
اٹھنا وہ ٹھوکر کو دے لیکے تال
کہ تورا کے عاشق گرے شوق سے

جتانا گھڑے راگ کا دے کے دل
ادھر کی تو یہ گت اور اُنکا بھاؤ
چبا پان اور رنگ ہونٹوں پہ دے
اُلٹ آستین اور مُہر یکا چاک
جھٹک دامن ایسی رہ کے چالاک و بیت
پکڑ کان اور گھونگھر و کو اُٹھا
چلی ناچتی آنا سنگت کے ساتھ
کبھی ناچنا اور گانا کبھی
وہ بوٹا سا قد اور کہروے کی چال
خوش آوازیوں سے وہ گانا خیال

وہ ایمن کی تانیں اُدھر اور ادھر
ادھر اوٹ میں نالکہ کا بناؤ
آنکھوں کو ملکی کی سے سامنے آرسی
نئے سر سے انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک
دوپٹے کو سر پر اُلٹ اور سنبھل
پہن پاؤں میں اپنے سر سے چھوا
فتح چند کے ہاتھ کی مورت ایک
رجھانا کبھی مسکرانا کبھی
کبھی گھونگھٹ سری ناچنا ذوق سے
دکھانا ہر ایک دم میں اپنا کمال

ایسا یہ ناچی اور گائی کہ تمام محفل بےخود ہوگئی اور ہوش بجا نہ رہے اور ضرغام تو ایک جان کیا ہزار جان سے اُسپر شیدا ہوا بعضوں نے اس مقام پر بیان کیا ہے کہ چالاک طلسم میں آچکا ہے اور اسی سے اس عیار سے عیاریاں ہوتی ہیں اور پہلی سوتت اسکی صورت سے فریفتہ ہوتا ہے اس حقیر نے چالاک فرزند رشید عمرو کو کہ بجا ئے عمرو ہے اس بہروپ سے دھوکا کھانا مناسب جانا اور اسکی شان کے خلاف تھا کہ وہ اسکو پہچان نہ سکتا پس ضرغام کے نام پر اس عیاری کو لکھا اور یہ بھی واضح ہو کہ صاحب فقرے حال جہانگیر نہیں لکھا ہے بلکہ یہ ٹکڑا میرے ایک دوست تصدق حسین نامے داستانگو ہیں اُنھوں نے بیان کیا تھا اپنی طبیعت سے اسکو داستان کہنے والوں نے پسند کر کے محفلوں میں قصہ خوانی کے بیان کیا اور ہر شخص نے لکھنؤ کے سُنا پس میں نے بخیال اسکے کہ ناظرین میرے کلام کے بھی اس داستان سے حظ اُٹھائیں وہ نیز کوئی یہ نہ کہے کہ اتنا مضمون ہمنے قصہ خوان سے زیادہ سنا تھا اس کتاب میں وہ نہیں ہے کیونکہ یہ داستان مشہور بہت ہوچکی تھی آمدم برسر مطلب چالاک ایسا گایا اور ناچا کہ ارباب محفل کو محو کر دیا اور ضرغام اسکے عشق میں بے آرام ہوا سرداران ذی وقار نے بہت کچھ زر و جواہر انعام میں دیا اُسنے عرض کیا کہ میخانہ اگر میرے حوالہ ہو تو کیفیت زیادہ تر دکھاؤں بادۂ عشرت سے سر در سے ہر ایک کو بیخود بناؤں اس نشہ کی ترنگ میں انجام کار کا خیال کسی نے نہ فرمایا میکدہ کا مختار اسے بنایا اُس نے شراب کو پیمانہ و ساغر میں بھیر بدل کر کے بیہوشی آلود کیا اور ناچتا ہوا ساغر شراب سب کے سامنے لے گیا ہر ایک اسکی ادا پر دلدادہ تھا بے تامل پی گیا اور کچھ دیر میں رنگ بادہ خواران خراب نظر آیا از بسکہ اہل ظرف تھے ہیں سب کے جوتی لات لڑنے کی نوبت نہ آئی ہر چند ضبط کیا مگر سنبھل نہ سکے بیہوش ہوگئے عیار مذکور نے نعرہ در دربار میں جا کر دیا اور خنجر کھینچ کر چاہا کہ سر مہرخ و بہار وغیرہ جملہ سرداروں کا جدا کرون لیکن خلاق عالم حافظ حقیقی ہے

ستر قران جو ہمیشہ صحرا مین رہتا ہے اور بارگاہ مین کبھی کبھی آتا ہے اسوقت بھی اتفاقاً آیا اور قریب بارگاہ جب پہونچا سناٹا نظر آیا کسی کو اندر بارگاہ کے بولتے نہ سُنا حیران ہو کر سراپچہ چاک کرکے دیکھا تو یہ ماجرا دکھائی دیا کہ ایک نازنین خنجر بکف سردارون کو قتل کیا چاہتی ہے اس حال کو دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہے لبس اسنے سراپچہ پھاڑ کر اندر قدم رکھا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ باش او طفل بے ادب چالاک نعرہ سُنکر رُکا اور اُسکی جانب اُسنے دیکھا تو ایک عیار قوی تن کو کسوت عیاری و جامہ مکاری سے آراستہ دیکھا کہ چالیس من کا بغدہ تانے ہوے میری جانب آتا ہے دیکھکر اُسنے چاہا کہ مین جست کرکے نکلجاؤن لیکن قران کب جانے دیتا ہے لسان برق چاپک کے اُسکے قریب پہونچا اور چاہا کہ بغدہ مارے اُسوقت شاہ جادوان نے بھی عرصہ ہونے سے عیار مذکور کے جانے مین بزور سحر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوا چاہتا ہے پس اپنے مقام سے اتنا جلد اُٹھکر سحر سے یہان آیا کہ قران کے زیر بغدہ چاپک تھا اسنے پنجہ بنکر اُسکی کمر مین ہاتھ دیا اور اُٹھا کر بلند ہوا ستر قران اُسکے آنے سے پہلے تو جست کرکے سراپچہ فرا گیا پھر بارگاہ مین آکر پانی چھڑک کر سب کو ہوشیار کیا اور حال گذشتہ کہکر ضرغام اور جانسوز کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ اسی منھ پر نام اپنا عیار رکھا ہے پھٹے منھ اے نالائقان اس بیعزتی سے تو تمھارا مرجانا اچھا ہے کہ ایک لونڈے نے تمھین فریب دیا غرضکہ بہت کچھ بُرا بھلا اُسنے دونون کو کہا اُنھون نے بپاس عظمت کہ یہ خلیفہ عیاران اسلام ہے کچھ جواب اُسکو نہ دیا گردن جھکاے چپ سنا کیے آخر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ضرغام لشکر کی حفاظت و انتظام بخوبی کرکے اپنا بدلہ لینے چلا اس مقام پر داستان گو کو اختیار رہے جسقدر چاہے عیاریان ضرغام و چاپک کی بیان کرے مین نے بسبب طول ہونے داستان کے نہین بیان کین حاصل مرام کبھی چاپک نے ضرغام کو دھوکھا دیا تو جانسوز نے آکر مدد کی اور جب ضرغام نے اُسکو گرفتار کیا تو افراسیاب آکر چھڑا لے گیا ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض نہوا اسی دوا دوش مین وہ شب جلسۂ عشرت و مسرت بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عیار روزگار نے لباس شب گردی جسم پر سے اُتارا اور ساقی روز نے شراب سرخ شفق پیمانہ سحر مین بھری نظم

کہ جب چمکا جمال مہر ہر سو
زمین پر آسمان تھا نور افشان
نظر آنے لگے رخسار و پہلو
فروغ صبح سے تارے تھے پنہان

صبحدم افراسیاب نے چاپک کی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب تم چندے آسودہ ہو مین جو تجویز کر چکا ہون اُس فکر کو پورا ہو لینے دو پھر عیاری کرنے جانا عیار مذکور نے کہا بہت اچھا اور مجلس نشاط مین بیٹھا شاہ طلسم نے سحر سے ایسا انتظام فرمایا کہ پھر کوئی عیار بارگاہ مین نہ آنے پایا جب ارادہ یہان آنیکا کیا چادر سیاہ سامنے آنکھون کے پڑگئی راہ نہ سجھائی دی عیار ناچار اپنے لشکر کی حفاظت مین مصروف ہوے کہ بموجب ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان + شاہ طلسم نے بعد انسداد راہ عیاران رات سے بہتر جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا وہ صبح کی ہوا سے سرود خنجل کی کیفیت وہ طائرون کی زمزمہ سرائی آفتاب نے یاقوت زرد تمام عالم مین بچھایا تھا زمرد سبزۂ اخضر نے ظلمت کدہ عالم فیروزہ گون بنایا تھا گلہاے خودرو صحرا مین کھلے تھے چرخ زبرجدی کے ستارے اُن کے سامنے ماند ہوے تھے تارے تو چھپے تھے یہ ستارے نکلے ہوے تھے مرغزار مین

طرح طرح کی بہارین پیدا دل اہل انجمن جسپر شیدا قلب کو سرور آنکھون کو خنکی حاصل دامن کہسار مین پھول بھرے ہوئے دامن گلچین جسکے مقابل خجل بارگاہ مین مجمع حسینان مہوجبین کا دور چلنا رقص بتان بھرپرین کی تانین نرگس مست گل پیرہنان کا خمارین ہو کر ہنگام گردش جام مے رنگین کی گردش دکھانا نیند کے سبب نیچی نیچی نظرونکا اونکی دل لبھانا نظم

گلابی رنگ چھایا بام و در مین	شفق نے روشنی بخشی نظر مین	نظر پہونچی جو سوے شاخ و اشجار
ہزارون تھین بہارین وان نمودار	ہواے سرد و عطر آمیز آتی	کلی پھولون کی تھی جوبن دکھاتی
ٹپکتا تھا لب مینا سے قطرا	کہ تھا گلگون لباس جام و صہبا	وہ بزم عیش و رقص مہ جبینان
وہ رشک مہر روے نازنینان	صداے نغمہ خوشرویون کی آواز	دف و چنگ و سرود مطرب ساز

اسی حالت سرخوشی و عین مستی مین شاہ جادوان نے قرطاس و خامہ و دوات طلب فرماکر ایک نامہ بطور عرضی کے نہایت ادب کے ساتھ ملکہ تاریک **صورت کش** کو لکھا یہ ساحرہ حجرۂ ہفت بلا کی ایک بلا ہے کہ دوسرا حجرہ اُسی کے نام پر ہے اسکا لڑنے آنا بر وقت کھلنے حجرہ ہاے مذکور کے بیان ہوگا خداوند کریم لشکر اسلام کو اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بلا حجرہ سے نکلکر جمشیدی آلاؤ پر آکر رہتی ہے کہ جس آلاؤ کو پانچ کوس کے گرد مین بنایا ہے پانچ کوس تک آگ بھری ہے زمین برنگ آتشخانہ دہکتی ہے صحراے محشر سے زیادہ ترگرم وہ مقام ہے اُسی آتشکدہ مین یہ بلا رہتی ہی شاہ طلسم کو اسنے دودھ پلایا ہے بادشاہ اُسکو اپنی مان سمجھتا ہے اور نہایت ادب کرتا ہے اور وہ بھی اپنا فرزند جانتی ہے اور شاہ مذکور کو اور **کوکب** کو بہت دنون سبق سحر کا پڑھایا ہے ان دونون کا رتبہ وہ کچھ نہین جانتی چھوکرا سمجھتی ہے خلاصہ یہ کہ **افراسیاب** نے نامہ مین یہ مضمون درج کیا کہ اے مادر مہربان معظمہ و مخدومہ تیرے فرزند کو نمکحرامون نے بہت ستایا ہے ملک مال چھین لینا چاہا ہے اور انھین کو نمکحرامون کا شریک کوکب بھی ہوگیا ہی مجھ سے کئی بار آکر لڑ چکا ہے چنانچہ مین نے اُسکا طلسم بھی باطل کرانا چاہا ہے اور طلسم کشا بجستجوے تمام ہاتھ آیا ہے لوح اُسکے طلسم کی میرے قبضہ سے نکلگئی ہے اگر طلسم کشا کے نصیب مین فتاحی اُسکے طلسم کی ہے تو لوح اُسکو دستیاب ہوجائیگی لیکن مادر گرامی کی شفقت بے پایان سے یہ چاہتا ہون کہ راستہ اُسکے طلسم کے مرحلون کا اور جس مقام پر کہ گل حیات کوکب ہو اور طریقہ اس گل کے حاصل ہونیکا مفصل مجکو تعلیم فرمایئے تاکہ یہ فرزند آپکا جور عدوان سے رہائی پاکر اپنی مراد کو پہونچے اور یہ کمترین بعد آنے جواب اس عریضہ کے قدمبوسی کو حاضر ہوگا یہ نامہ لکھکر پرند سحر ایک موسیقار بنایا اور اُسکے گلے مین خط باندھکر حکم دیا کہ اسی وقت یہ نامہ جمشیدی الاؤ پر پہونچاکر جواب لانا موسیقار پرواز کرکے روانہ ہوا اور بیابان ہستی کو طے کرکے الاؤ پر پہونچا حال بیابان ہستی اور الاؤ کا بر وقت جانے **افراسیاب** اور عمرو کے بیان ہوگا غرضکہ نامہ ساحرۂ مسطورہ کو موسیقار نے لاکر دیا اُسنے پڑھکر ایک خندہ دندان نما کیا اور الاؤ سے کچھ راکھ اُٹھاکر پانی سے ترکرکے ایک پتلی اپنی شکل کی بنائی اور افسون پڑھکر اُسکو جاندار کیا ایسا حسن اُس پتلی نے پیدا کیا کہ آیندہ مذکور ہوگا اُس زن سحر سے حکم دیا کہ میرے پلاے پاس جا اور سارا ماجرا طلسم کوکب اُسکے مرحلون کا مع گل حیات کوکب کے بیان کر دے اور طلسم کے فتح کرنیکا طریقہ جو کچھ کہ مجھکو معلوم ہے یہہ اُس طریقہ کو

بھی سمجھا دینا اور اگر فرزند میرا تیرے جمال پر شیفتہ ہو تو شربت وصل اپنا اُسکو پلانا اُسکی اطاعت مین رہنا پتلی یہ
سُنکر روانہ ہوئی اور اُس نامہ کا جواب اسنے لکھکر موسیقار کے گلے مین باندھ دیا مضمون یہ تھا کہ اے برخوردار سعادت
اطوار نامہ تمھارا پہونچا حال پر تمھارے تاسف ہوا سامری تمکو خوش رکھے ہر چند کہ کوکب بھی میرا فرزند ہے مگر تمھارے
برابر اُسکی محبت مجکو نہین اسلیے کہ اپنا خون جوسا کر تمکو پالا ہے وہ میرا شاگرد ہے گود کا پالا ہے ونیز بانیان طلسم نے تمھارے
طلسم کے حجرۂ بلا کا مجکو مالک کیا پھر جس کام پر کہ مین مامور ہون اُسکا پاس ضرور کرونگی شاگرد کا خیال نہ رکھونگی
ہان ایک مرتبہ آکر فہمائش اُسکو کی جاےگی اگر مانے گا تو بہتری اُسکی ہے ورنہ سزاے معقول دونگی تمھارے لکھنے کے
موافق ایک ساحرہ جلیلہ کو روانہ کیا ہے کہ وہ جملہ کیفیت گل حیات و مرحلہ جات طلسم نور افشان وغیرہ کی بیان کردیگی
مگر تمکو یہ لازم ہے کہ اس ساحرہ کی حفاظت کمال درجہ کرنا ایسا نہو کہ عیار یا ساحر اُسکو قتل کر ڈالین اگر وہ قتل ہوگئی تو
پھر کوئی جاننے والا حال طلسم نور افشان کا نہین ہے اور مین بھی پھر نہ بتا سکونگی واضح ہو کہ اس پتلی کے قالب مین اس
ملعونہ نے وہ سیر بٹھایا ہے کہ جو واقف حال طلسم نور افشان ہے اگر کوئی اس سیر کو جلا دیگا تو واقع مین یہ ماجرا مذکور نہ
بتا سکے گی اس لیے اُسنے تاکید اُسکی حفاظت کی نسبت لکھی اور پھر یہ لکھا کہ اے فرزند تمھاری معشوقہ ملکہ ظلمات
چہار حشم جس پر تم دلدادہ اور شیفتہ مدت سے ہو میرے سمجھانے سے تمھارے وصل پر راضی ہوئی ہے مگر اس شرط پر کہ وہ
سلطنت طلسم کی چاہتی ہے اگر تم حیرت کو معزول کرکے تخت طلسم ہوش رُبا پر بٹھاؤ اور اپنے گھر کا مختار بناؤ تو وہ ماہ پیکر
تمھارے برج دل مین آکر منزل کرے اور شب تار ہجران کو نور ماہ وصال سے منور و روشن فرماے اور اس خورشید
آسمان ساحری کو ایسا نہ جاننا میری شاگرد ہے سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہے بس جو کچھ تمکو اس امر خاص مین
منظور ہو مجکو اطلاع دو یہ نامہ بجواب خط شاہ طلسم موسیقار کو دیکر رخصت کیا کہ وہ شاہ مذکور کے پاس لایا وہ مضمون
پر واقف ہو کر بہت خوشنود ہوا اور پھر نامہ لکھا کہ مجکو بہزار جان قبول ہے کہ وہ غیرت صد ہزار گلشن میری انجمن کو
اپنے قدم گلرنگ سے رشک چمن بناے بیت یار آنجا و من اینجا دہ چہ باشد گر فلک + یار را اینجا رساند یا برد آنجا
مرا + یہ پیام جب دایہ ناکام پا چکی اُسنے ملکہ ظلمات کو کہ اسی حوالی مین رہتی تھی رضامندی شاہ سے اطلاع دی
اُسنے فوج ساحران ہمراہ لیکر بڑے جاہ و حشم سے کوچ کیا ہنوز وہ پتلی فرستادۂ تاریک بھی شاہ جادوان پاس نہین
پہونچی ہے اور یہ ساحرہ بھی روبراہ ہے مگر تتمہ حال کوکب سنیے کہ قلعہ طلسم مین با انتظار خواجہ عمرو تشریف فرما ہے
لیکن اُسکا ایک پیر بھائی برہمن رویین تن جادو نام ساحر ذی احتشام کہ سامری کو ابجد خوان اپنے دبستان کا
جانتا ہے اور شہپال و جیپال کو طفل مکتب کی طرح مانتا ہو ۷ کشور سحر اُس سے ہے آباد + ساحران جہان کا ہے
اُستاد + وہ ملک طلسم نور افشان مین اُس کے زیر حکم ہے جو الاؤ سے جمشید کے قریب تر ہے ایک سمت طلسم ہوشربا کے
الاؤ ہے اور اُسکے آگے وہ ملک ہے جو برہمن کا دار الحکومت ہے چنانچہ بپاس خاطر کوکب وہ ہر وقت تاریک کی خبر
رکھتا ہے کہ ایسا نہو یہ بلا کچھ صرر پہونچاے غرضکہ ساحران سحر بڑے بڑے زبردست پیر سنکر الاؤ کے گرد رہتے ہین اسوقت
پیرون نے جملہ کیفیت پتلی کے بھیجنے کی اُسکی خدمت مین عرض کی اُسنے جملہ حال معلوم کرکے شاہ کوکب کو لکھا کہ

اے طغرا نویس دیوانگدۂ محبت وائے املا طراز لوح الفت حقیقت حال اس نحو پر ہے آپ ملاحظہ نامہ
تو دو شمامہ سبق خوان کتاب یکجائی ہون کہ مجھکو کچھ صلاح کرنا ہی یہ خط شیلا جادو کا لیکر کوکب پاس گیا اُسنے نامہ
پڑھکر پروا نہ کی اور مُسکے پاس آیا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا اور کہا آپنے گل حیات کو لینے خزانہ مین
رکھا ہوتا یا ایسے مقام پر کہ جہان سے کوئی اُسکو لے نہ سکتا شاہ جواب دہ ہوا کہ اے برادر ہیا بان عجائب
بادشاہان طلسم بنواتے ہین اُسمین عمدہ اور عجیب اشیا رکھواتے ہین مین نے بھی ایسا ہی کیا ہی اور بہت حفاظت
سے وہ رکھا ہی کیون اسکی نسبت تمھین کیا اندیشہ ہوا اسنے سارا ماجرا تارسک کے پتلی بھیجنے کا بیان کرکے کہا
کہ جلد تدبیر کر ورنہ پتلی حال مرحلہ جات طلسم اور مقام گل مذکور بتلا دیگی جہانگیر اُس پتے پر چڑھ آئیگا طلسم پر
آفت آئیگی بادشاہ نے یہ تقریر سُنکر اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ اے بھائی اب اسکی تدبیر تمھین کچھ کرو مجھسے تو
کچھ نہین ہوسکتا ہے برہمن یہ سُنکر منحیب تفکر ہوا اور بعد کچھ دیر کے آرد ماش نکالکر ایک پتلا اسکا بنایا
اور افسون دم کرکے جلایا اور شاہ کو دیا کہ اپنے مقام پر جاکر جلد تراش پتلے کو روانہ کرنا کیونکہ پتلی بارگاہ افراسیاب
مین پہونچگئی ہوگی ایسا نہ ہو کہ وہ حال بیان کرچکے یہان سے اسلیے پتلا مین نے نہین بھیجا کہ شاید تارسک راہ مین
پکڑ لے پس تم اس راہ اُس کو بھیجنا کہ جدھر سے خواجہ آتے جاتے ہین کوکب شادان و فرحان پتلے کو ساتھ لیکر
قلعہ کوکبیہ مین آیا اور حکم دیا کہ اے سحر کے پتلے جلد جاکر تارسک کی پتلی کو ہلاک کر پتلا یہ دانہ کرکے چلا یہ تو اُدھر
سے آتا ہی مگر اتنے عرصہ مین وہ پتلی بارگاہ شاہ جادوان مین آکر پہونچی مجلس عشرت ترتیب پذیر تھی کہ صدائے
خلخال و پازیب کان مین آئی جھنکار گھنگرؤن کی سُنکر سب نے آنکھ اوپر کو اُٹھائی دیکھا کہ ایک تخت یاقوت
نگار پر زن حسینہ جمیلہ سوار ہی حسن زیبائی اُسکے عجب بہار ہے زلف عنبر بیز کے سامنے مشک ختن کی کیا قدر
روئے منور کے مقابل شرمندہ بدر جب بہت دل عاقل موشگافی کرے تو بالون کی صفت شاید کرسکے دیار ظلمت
مین بغیر اعانت خضر رخسار سکندر فطرت قدم نہ دھر سکے جبین روشن مطلع دیوان نور رنگ صبحان عالم حیرت
سے مقابل اُسکے کافور صفحہ کتاب ناز فہرست دفتر اعجاز مشرق آفتاب زیبائی مصداق طلوع صبح خوشنمائی وصف
ابرو مین نیا شاخسانہ ہے برات عاشقان پر شاخ آہو اُسکے اشارے کا بہانہ ہے ہلال عید درد دل کی دوا
مشکل عشاق کی کلید بحر حسن کا پل کشتی قلزم حیات عاشقان لیے تامل ترکان چشم شمشیر زنی مین طاق قبضہ مین اُنکے
جان آفاق ساقی بزم بیخودی ہمیشہ جان رنگین انجمن دلبری طائر ہوش کیلیے صیاد مژگان دام بر دوش مرغ جان
کب اُس سے آزاد خنجر ابیاد ادا شاسہ تیز کیے خون عاشقان سے حچتم گردن پر لیے بینی موج چشمۂ نور یا طور پر شعلہ
طور رکان حسن و خوبی کی کان رُخ مصفا پر قربان عاشقون کی جان دہان تنگ مثل عنقا معدوم راز نہان نقطۂ
موہوم لب دا کرے تو میم دو نیم ہو گو ہر چند ان نقطہ بے دہن جسم ہو بیاض گردن صفحہ سیم ظل فلک خورشید کو لوح تعلیم
کیا وصف اسکا بیان ہو کہ نظم

پروانہ ہے جبیں شمع کا نور	گردن ہے صفا مین شاخ بلور	
الماس تراش ہین وہ بازو	آتا ہے جھکا کے گردن آہو	تابع ہے ہر ایک حسین خوشرو

ہو شمع نہ جس سے ہم ترازو
پلے سے عیان قمر کا جوبن
رشک رگ گل ہر اک خط ہے
پنجہ کو وہ نور نور جاوید
خوبان زمانہ کی تھی سردار

کیا ساعد صاف نازنین ہے
فانوس مین ہے یہ شمع روشن
موتی ہے جو پشتِ دست تابان
پھیر جائے کرے جو پنجہ خورشید
لکھتا مین ضرور بان سراپا

یہ سیم ترکیبہ آستین ہے
کف حسن مین برگ گل نما ہے
انگشت برنگ شاخ مرجان
القصہ وہ شاہد طرحدار
پرخوف ہے طول داستان کا

وہ بانی صد جور و ستم نیرنگ مجسم تخت سے اُتر کر خرامان خرامان سامنے شاہ جادوان کے آئی اور گردن تسلیم جھکائی شاہ نے قریب تخت اُسکو کرسی زرین پر بٹھایا اور جہانگیر نے جو حُسن بینظیر کو اُسکے ملاحظہ فرمایا تعریف مین لب سے واہ نکلی اور جگر سے آہ نکلی محو آئینہ رخسار ہوا عشق گلے کا ہار ہو بے اختیار زبان پر لایا و دل لیا اس سخن ناشنو کا

فیصلہ کیا ہوا جان بسمل کا
آپ دیکھین تو حوصلہ دل کا
آپ کو کھو کے تمکو ڈھونڈھ لیا
رنگ بھی دیکھتے ہو محفل کا

صورت رخ دیکھتی ہو قاتل کا
ملکے تلوون سے ہنس کے کہتی ہو
حوصلہ تھا یہ میرے ہی دل کا

اپنے شکنے کی کچھ نہین پرواہ
تھا زمانہ مین شور اسی دل کا
ذکر غم بزم یار مین زیبا

شاہ جادوان نے جب یہ صورت شہزادہ پر شوکت کی دیکھی تسلی دی کہ اے حیرت زدہ آئینہ نیرنگ حسن سیماب وار بیقرار نہو آج شب کو اس محبوبہ سے ہمکنار ہونا وہ نازنین کبھی بابمائے بادشاہ شہزادہ ذیجاہ کی طرف مخاطب ہو کر عشوہ گری دکھانے لگی اور ہر ایک ناز سے ہوش و خرد بیجانے لگی شاہ جادوان نے اشارہ کیا کہ ساقیون نے جام بادۂ ارغوانی سے شہزادہ اور اُس شراب حُسن سے محمودہ کو مست کر دیا حالت مستی مین کچھ کسی کا پاس و لحاظ نرہا دونون سرگرم اختلاط ہوئے باہین گلے مین ڈالدین رخسار پر رخسار رکھدیے یہ بارگاہ ساحران ہی بیشرمی انکے آبروئے گل مین ہی سب ساحر اس نازو انداز کو دیکھکر ہنسنے لگے شاہ طلسم اپنی معشوقہ سے مختلط ہوا باہم بوس و کنار کی لذت حاصل تھی عجیب صحبت تھی رنڈیان نوجوان رقص مین اپنی آہن و ادا دکھاتین جوبنون کے اُبھار کمر کو لے کی پھڑک پر دل اہل انجمن لبھاتین جب وہ پتلی خوب مستی مین بھری جا کہ حال طلسم کو کب بیان کرکے شہزادہ کو تخلیہ مین لیجائے حکم اپنی مالک کا بجا لائے تب لب شکر پیز کو اُس طوطی سرو بستان حسن نے اسطرح کھولا کہ اے شاہ جادوان جب سرحد نور افشان پر کوئی شخص پہونچے تو جانب دست راست جائے لیکن وہ یا تو خود ساحر زبردست ہو یا اُسکا کوئی ساحر معین و سرپرست ہو ورنہ ملازمان کوکب اُسکو جانے نہ دینگے اور بڑا فتور برپا کرین گے چنانچہ جب سمت دست راست وہ روانہ ہو تو ایک بیابان اُسکو ملیگا گمنام اُسکا بیابان تاریک ہی وہ تاریکی وہان ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہین دیتا ہی زمین و آسمان کچھ نظر نہین آتا ہی گویا ز مادر کسی کے حرم مین سیہ پوش ہوا ہی یا ملک عدم کا وہ جنگل نا کہ ہی نیس ہر دو کو اُس بادیہ ظلمت کے اول یہ چاہیے کہ سر جنگل پر نظر کرے ایک گنبد دکھائی دیگا اس گنبد مین تیغہ جمشیدی اور چراغ جمشیدی رکھا ہی اور مالک اس گنبد اور اسباب کا ایک ساحر ہی جو موسوم جادو نام اس ساحر کو اسطرح تسخیر کرے کہ گنبد کے حد پر چند اسم بلند ہیگا

لکھے ہین وہ اسم چند بار وردِ زبان کرے دروازہ گنبد کا کھل جائیگا اور اندر سے جو ہوم نکلیگا اسی کے کہ بعظمت تاثیر اسمائے جمشیدی تو مجکو اندر گنبد کے بہیجیل اور تیغہ اور چراغ مجکو دے وہ بعد عذر لیجا گنبد کے اندر لیجائیگا اور چراغ و تیغہ حوالہ کریگا پس اسی چراغ کی روشنی مین اول طلسم کشا صحرائے تاریک مین داخل ہو بعد اسکے لشکر ظہور کا و حملہ کرینے اُس بیابان کا مالک سرحددار نیلی پوش جادو نام ساحر زبردست و ذی احتشام ہو کہ لشکر ساحران لیے ایک مقام پر اُس صحرا مین اترا ہوا ہو اور بسبب اندھیرے کے نظر نہین آتا ہو چراغ کی روشنی کے باعث لشکر اُسکا دکھائی دیگا پس طلسم کشا تیغہ جمشیدی سے مقابلہ وہان کرے اور سرحددار کو قتل کرکے اُسکے لشکر کو شکست دے اور آگے بڑھے

اُس پتلی نے یہانتک اس حال کو بیان کیا تھا اور ناچ گانا سب موقوف تھا شاہ جادوان اور سب اہل انجمن چپ بگوش دل کہانی سن رہے تھے کہ یکایک بر سرے ہوا نعرہ ہوا کہ زبان اپنی نگاہ رکھ منم فرستادہ تاریک صورت کش نعرہ سنکر پتلی خاموش ہوئی اور مع شاہ سب حضار ان مجلس کھڑے ہوگئے ناگاہ ایک جوان حسین با فر و تمکین روے ہوا سے نیچے اترا جیسی وہ پتلی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ صاحب جمال تھا برس اٹھارہ ایک کا سن و سال تھا ماہ طلعت مہر رفعت راحت دل مرہم روح بسمل سلطان حسینان زمان خسرو پری رخان غواص دریائے دلبری باغ حسن کا گل جعفری سحر و نیرنگ پر قادر فرمان فرمائی مین نادر شاہون مین جمشید ستارون مین خورشید کلاہ و گوہر آگین سر پر قبائے جواہر و زردوزی زر در بر از پا تا سر محبوب و دلبر کہ غزل

گل نظر آیا چمن مین اک عجب رشک چمن — گلرخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن
مہر طلعت حور پیکر مشتری زہرہ جبین — سیمبر سیراب طبع و سیم ساق و سیم تن
نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر — غنچہ لب بد نگاہ ادا شکر دہان شیرین سخن
زلف و کاکل خال و ابرو کے ہین یہ چار غلام — مشک تبع مشک چین مشک خطا مشک ختن
مبتلا سیون کے جو ہوتے وہ ہین بے نظیر — بیقرار و دل فگار و خستہ جان و بے وطن

پس اُس شہریار کشور خوبی نے اُس پتلی سے قریب آکر کہا کہ اے جان جہان و آرام دل مشتاقان تم یون ہمارے پہلوئے غیر مین بیٹھی ہوئی راز طلسم جلیسۂ عام مین بیان کر رہی ہو ہمارا ذرا بھی خیال نہین یہ کہکر قریب اُس کے بیٹھ گیا جہانگیر یہ سمجھا کہ اسکی زوجہ یہ نازنین ہی پس پہلو سے سرک بیٹھا اور شاہ طلسم اسی دھوکے مین ہی کہ یہ فرستادہ تاریک ہی اور وہ پتلی سہمکر منھ فرستادہ کا دیکھنے لگی اور چاہتی تھی کہ چیخ مارکر بھاگے مگر اُس جوان حسین نے گردن مین اسکی ہاتھ اپنے حمائل کرکے لب سے لب ملاکر ایک بوسہ اسکے لب رنگین کا لیا و سوز درون حسرت بوسہ مین رکھتا تھا کہ بموجب مطلع ولمین پوشیدہ تب عشق نہان رکھتے ہین ہو آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین ہو بوسہ لیتے ہی اس آتش خو نازنین شعلہ رو کے جسم مین گرمی نے سرایت کی اور منھ سے ناک کان آنکھ سر سے شعلہ آتش نکلا بہر تو حال ہوا کہ بمقتضائے بیت فرد سیر و حیرانان ہے سرگذشت اپنی یہ کہ سیر دیکھتے ہین شعلہ و جلا کے ہمین :: سارا جسم اُس خورشید رو کا جلنے لگا دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہوگئی

یہ حال دیکھ کر افراسیاب گھبرایا کہ وائے حسرت و ناکامی یہ کیا ہوگیا اُدھر جہانگیر نے آہ سینہ سوزان سے کی کہ افسوس میری معشوقہ بادشاہ طلسم حیرت مین کہ ہاے دایہ صاحبہ نے فرمایا تھا اس تیلی کے حافظ رہنا مجھ سے بڑی غفلت ہوئی اسی تحیر مین تھا کہ اس جوان نے نعرہ مارا منم فرستادہ برہمن روئین تن اس قحبہ کو تو جلا چکا اب جہانگیر کو لیے جاتا ہون یہ کہکر جانب شہزادہ مذکور ہاتھ بڑھایا شہزادہ نے کھڑے ہوکر بقوت تمام ایک گرز دو دستی مارا مگر گرز اُچٹ گیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ جوان ضرب گرز سے پیوند زمین ہوگیا اور پھر نکلکر جانب شہزادہ جھپٹا افراسیاب تخت پر سے اُٹھ کر بیچ مین آگیا اُسنے ایک طمانچہ بادشاہ کے مارا منھ سے اُسکے بجلی تڑپ کر نکلی اور جانب فلک گئی پھر بادشاہ پر کڑک کر گری بادشاہ نے دستک سحر کی دی کہ بجلی سر سے رگڑ کھاتی ہوئی زمین پر گر کے سرد ہوکے غائب ہوئی مگر سر اور منھ بادشاہ کا زخمی ہوگیا اور تاج سر سے اُتر کر دور گرا یہ تاج حکومت طلسم ہے اسکی حفاظت ہزار ہا بیر کرتے ہین تاج کے گرتے ہی ایک تیلی زمین سے نکلی اور بناز و ادا قریب اُس جوان کے آئی ایسا حسن رکھتی تھی کہ وہ جوان حسین اُسپر مائل ہوکر لپٹنے کو چلا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ جوان فوارہ کی طرح چھوٹنے لگا اور سارا جسم اُسکا اثر زہر مار زلف سے اُس دن سحر کے پانی ہوکر بہ گیا گو عشق مین اُس پرخوبی کے ہمہ تن چشم بنکر رویا غرضکہ جب وہ پتلا بہ گیا تیلی نے تاج بادشاہ کے سر پر رکھا اور غائب ہوگئی جہانگیر کو بہت صدمہ تیلی کے جل جانے کا ہوا ناچ موقوف تھا دل بہلانیکا سامان کیا ناچ ہونے لگا شاہ جادوان بھی رنجیدہ ہوا کہ اب کس سے حال طلسم نور افشان دریافت کرون آخر یہ تجویز کیا کہ جسقدر تیلی نے بیان کیا ہے اسی کی تدبیر کرنا چاہیے شہزادہ کو چراغ اور تیغہ دلا کر اُس طلسم پر چلنا لازم ہے اگر یہ طلسم کشا ہے تو از خود کوئی راہبر پیدا ہو جاویگا اور پتا گل حیات کا بتائیگا پس اسنے شہزادہ سے کہا کہ آپ اپنی معشوقہ کے جلنے کا بدلا لیجیے وہ رنجیدہ تو تھا ہی آمادہ ہوا اور کہا اے بادشاہ تیاری کیجیے شاہ طلسم کارسازی لشکر اور درستی اسباب سفر مین مصروف ہوا اسکو تو اس حال مین رکھیے لیکن بقیہ حال خواجہ عمرو نیک خصائل سنیے کہ یہ قلعہ خورشید سے جب نکلکر روانہ ہوے تو برق فرنگی بھی کہ نامہ وار کے ساتھ سے جدا ہوگیا تھا خواجہ کے ساتھ ہولیا مختصر یہ کہ دونون صورتین بدلے ساحرون کو راہ مین قتل کرتے داخل طلسم ہوشربا ہوے اور باہم صلاح کی کہ کوئی ساحر جو طلسم مین جاتا ہو اُسکے ہمراہ ہوکر چلین تو بھٹکتے نہ پھرینگے راہ مین نا ظلمات در بند جانے نہ دینگے غرضکہ متلاشی ساحر رہبر ہوے چنانچہ خواجہ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دور مین نگاہ کر کے یک نظر چار سمت دوڑایا ایک سمت دریاے نیل و قلعہ جات طلسم نظر آے ایک طرف کو بحر ہفت رنگ اور کوہستان دکھائی دیا ایک طرف بیابان وغیرہ طلسمات کے عجائبات دیکھے اور ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا صحرا مین دیکھا یہ دونون کوہ سے اُتر کر اُسی لشکر کی جانب چلے جب قریب پہونچے دیکھا کہ خیام و سراپردہ زرین دور تک استادہ ہین جھنڈے بازار لشکر مین گڑے ہین طلایہ دار پھرتا ہے ہر سمت ساحرون کا مجمع ہے سوارون کی لین پڑی ہے پیادون کے بستر لگے ہین جمعیت بڑی ہے خیمون مین ستارہ و مولک بجتا ہے کڑھاؤ چڑھے ہین جابجا ہوم خانہ بنے ہین ساحر پوجا پاٹ کر رہے ہین لشکر کے قریب جو چشمے

بھرے ہین ان کے کنارے مردم لشکر اشنان گیان دھیان کر رہے ہین کہین جادوگرنیان مصروف سحر خوانی ہین نیا جوبن ہے اٹھتی جوانی ہے کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک مین اُسکے خیمہ کی طرف جاکر لگا رہا ہے وہ بھی مسکراتی ہے اپنی ادائے دلبری دکھاتی ہے کوئی کسی سے اشارہ کرتا ہے کسی کو قربت حاصل ہے نزدیک باتین کرتا ہے حوصلہ دل کا نکلتا ہے کوئی نامراد کسی کو دیکھ کر آہ سرد بھرتا ہے ہر جانب کھا کم ہے کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دیکھنے سے جی لگتا ہے بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا استادہ ہے قبہ اُسکا سقف گردون سے باتین کرتا ہے قناتین جواہر دوز مین پردہ ہائے زنبوری چمک دمک مین ماہ عالم افروز مین سائبان زربفتی سامنے اس بارگاہ کے کھنچا ہے سلک گوہر کا کسی جھالون جلوہ ہے نیچے اُس کے تخت عاج جواہر اندود گسترده ہے گرد تخت کرسیان بچھی جو جہرۂ طاؤسی رکھی ہین تخت کاؤسی کو شرماتی ہین اُس تخت عاج پر ایک نازنین خوبان عالم کی سرتاج لباس پر زر دار زیور گوہر و جواہر زیب تن فرمائے جلوہ گر ہے فی الحقیقت معشوقون کی افسر ہے اُس نگار دلفریب کے حسن زیبا کی توصیف کیا تحریر ہو یہ غزل قطعہ بند نظیر کی نسبت اُس کے سراپا کے لکھی جاتی ہے

غزل

نظر پڑا ایک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا	جو عمر دیکھو تو دس برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا
جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنیئے تو میٹھی میٹھی	یہ دل وہ پتھر کہ سر اُڑائے جو نام لیجیے کبھی وفا کا
جو گھر سے نکلا تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر	کسی کو ٹھوکر کسی کو جھڑکی کسی کو گالی نیٹ لڑا کا
یہ راہ چلنے مین چلبلاہٹ کہ دل کہین ہے نظر کہین ہے	کہان کا اونچا کہان کا نیچا خیال کس کو قدم کی جا کا
لڑا دے آنکھین تو بیحجابی کہ پھر پلک سے پلک نہ مارے	نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا
یہ چنچلاہٹ یہ چلبلاہٹ نہ سر کی نہ تن کی سدھ بدھ	جو چیرا الجھا بلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا
گلے لپٹنے مین یون شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی	کہین جو چمکا چمک کر کہین جو لپکا تو پھر چھپا کا
نہ وہ سنبھالا کسی کے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی کے	جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو غیر کا نہ پھرا آشنا کا
نظیر ہٹ جا پرے سرک جا بدل لے صورت چھپا لے منہ کو	جو دیکھ لیویگا یہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھڑاکا

خواجہ نے جو یہ لشکر اور اُس غارتگر کشور دل و جگر کو دیکھا اور اُسکے کروفر کو ملاحظہ کیا کہ گرد تخت کرسیون پر ہزارہا زن پری پیکر اور ساحران نامور جلوہ گر ہے کہ ایک ایک حشمت مین شاہون سے بہتر ہے بس یہ دیکھ کر متعجب و متحیر ہوا اور لشکر کے ایک ساحر سے کہا کہ بھائی ہم اس اطراف کے رہنے والے ہین اور تم لوگ مسافر ہو یہ بتاؤ کہ اس شہزادی کا کیا نام ہے اور سفر کرنے سے اسکو کیا کام ہے اُسنے جواب دیا کہ اس شہزادی کو ملکہ ظلمات چہار تخم کہتے ہین شاہ طلسم ہوشربا نے اسکو اپنے طلسم کے تخت پر بٹھانے کو بلایا ہے اسلیے اسنے کوچ فرمایا ہے اور اپنے مقام سے شاہ جادوان پاس جاتی ہے اور تاریک کے پاس سے آتی ہے خواجہ نے یہ ماجرا اُسنکر الگ جا کر برق سے کہا اسکو مار لینا چاہیے ورنہ یہ آیندہ فتور برپا کریگی یہ کہکر برق کو ٹھہرا کر آپ فقیر دریوزہ گر کی شکل بنا یعنی تہمد باندھ کر کشکول شانے سے لٹکا کر چھڑی ہاتھ مین لیکر صدا لگاتا لشکر کے بازارین کوڑیان مانگتا سامنے اُس بارگاہ کے

آیا اور ملکہ کو دعا دینے لگا کہ سامری کی دیا ہے جمشید کی کرپا ہے میری کھیتی کے سب کام سپھل ہون من کی
اچھا پوری ہو میری دھرما تما جگ جگ جیوے آج تو اتنا ملنے کا حکم ہو جائے کہ جبتک جیو رہے پیٹ پلے ساحرہ
نے اُسکا سوال کرنا سُنکر بغور اسپر نظر کی سحر نے اُسکے اُسکو خبر دی کہ یہ عمرو عیار ہے بارادہ قتل تیرے آیا ہے بڑا
مکار ہے یہ معلوم ہوتے ہی اسنے صندوقچہ طلب کرکے کھولا اور ایک مٹھی اشرفیون سے بھر کر کہا کہ لے فقیر خواجہ
بھی اُسکی نگاہ بد پہچان گئے اور بچستی و ہوشیاری دعا دیتے قریب جا کر ہاتھ پھیلا کر گویا ہوئے کہ تم جیتی رہو لاؤ
اُسنے ہاتھ مین اشرفیان دیکر دوسرا ہاتھ اپنا کلائی پر ڈالدیا خواجہ کا ہاتھ چکنا تھا نکل گیا انھون نے پھرایا اور ٹھیلی
کھا کر ایک دولتی اُسکے سینہ پر ماری وہ تخت پر سے گری لوگ اُسکے اُٹھانے کو دوڑے خواجہ نے جست کرکے چند قدم
پر جا کر گلیم اوڑھ لی کہ لشکر ساحران دور تک ہے مین بھاگ نہ سکونگا غرضکہ یہ تو بھاگ کر لشکر سے کنارے ہوئے
اور ساحرہ کو اُسکے ملازمون نے اُٹھایا مگر خواجہ نے صورت اپنی ساحرونکی ایسی بنائی اور بازار مین لشکر کے پھرنے
لگے اُدھر ساحرہ جب سنبھلکر بیٹھی سحر نے اُسکی خبر دی کہ عمرو ساحر بنا بازار مین پھر رہا ہے اُسنے ایک گھوڑا ساز زر
طلاکار سے آراستہ کراکر ساحر معتبر کے ہمراہ روانہ کیا کہ جا کر عمرو کو باعزاز تمام میرے پاس لاؤ ساحر مرکب لیکر بازار
مین خواجہ پاس آیا اور تسلیم کرکے پیام دیا کہ چلیے ملکہ ظلمات نے آپکو یاد کیا ہے عمرو نے چاہا کہ بھاگ جاوین لیکن ساحر
سامنے کھڑا تھا ناچار بھاگنے کا یارا نہ پایا مرکب پر سوار ہو کر سامنے ساحرہ کے آیا اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اور باعظمت
کرسی پر بٹھایا پھر ایک صندوقچہ منگا کر دکھایا اور کہا اس صندوقچہ مین ہزار در ہزار سحر ہین پس آپ کو مناسب
ہے کہ میرے اوپر عیاری کرنے نہ آئیے گا ورنہ بہت پچھتائیے گا خواجہ نے بجواب ان باتون کے فرمایا
کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ساحرہ سمجھی کہ خواجہ نے کہنا میرا مانا پس زر و جواہرات بہت کچھ منگا کر دیا خواجہ
نے کہا اے ملکہ دیکھیے یہ آپ کے پس پشت کون استادہ ہے اُسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا انھون نے وہ صندوقچہ جو
اُسنے دکھایا تھا اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اور کہا ہم جاتے ہین ساحرہ نے یہ سنکر ادھر دیکھا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا
ساحرہ نے اسوقت خیال کیا کہ یہ سمجھانے سے نہ مانیگا اور کیونکر فہمائش تیری قبول کریگا کہ دعوی مقابلہ شہنشاہ ساحران
رکھتا ہے پس یہ سوچکر دو ساحرونکو حکم دیا کہ جاؤ جس مقام پر اس نا عیار کو پاؤ سر کاٹ لاؤ ساحر حسب الحکم تلاش کنان روانہ
ہوئے اُسطرف عمرو ساحرہ پاس سے بھاگ کر برق کے قریب آیا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کسی طرح اس قحبہ پر پنجہ
قابض نہین ہوتا ہے اور وہ جس صورت سے سامنے جاؤ پہچان لیتی ہے بلکہ لشکر مین پھرنے سے اُسکو ہماری خبر ہوتی ہے یہان ٹھہرنا
بھی مناسب نہین ہے یہ کہکر دونون لشکر سے صحرا مین لے آئے اور کچھ دیر مین ایک طرف جو دیکھا تو دو ساحرونکو دیکھا
کہ کسیکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین یہ دیکھکر انکو یقین ہوا کہ ہماری تجسس مین ہین پس دونون نے صلاح کرکے صورت اپنی بدلی عمرو تو
گرو بنا اور برق چیلا ایک جگہ زیر درخت دھونی لگائی اور ایک لنگوٹا باندھکر کنارے اُسکے بیٹھکر گانجا ملنے لگے ہاتھ مین
دونون کے کڑے لوہے کے پڑے تھے چمٹے سامنے تھے گرو کی ڈاڑھی تا بناف تھی چیلے کے چار ابرو صاف تھے لنگ
گھوڑی زنبیل سے نکالکر چھوٹ تھی کہ وہ جوگی تھی اسصورت سے بیٹھے تھے کہ وہ دونون ساحر ادھر آئے اور انکو دیکھکر پکارے

کہ باباجی کوئی آدمی تو ادھر بھاگتا ہوا نہین آیا ہی انھون نے جواب دیا کہ بجا ہمنے تو نہین دیکھا آؤ چلم پیو پھر چلے جانا وہ دونون دھونی پاس آکر بیٹھے انھون نے چلم مین بیہوشی بھر کر دی کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئے انھون نے دونون کے سر کاٹ ڈالے شور انکے مرنیکا بلند ہوا اور رہبرون نے یہ خبر **ظلمات** کو پہونچائی کہ اسطرح **عمرو و برق** نے تیرے ساحرون کو مار ڈالا یہ معلوم ہوتے ہی اسکو غصہ آیا اور برق بنکر چلی خواجہ اور برق دونون ساحرون کو قتل کرکے وہ اسباب جو بہر عیاری زنبیل سے نکالا تھا زنبیل مین رکھکر جھولیان اُن مقتولون کی تلاش کررہے تھے کہ یکایک ایک بجلی کڑک کر گری اور دونون کے گردن و کمر مین زنجیر بنکر لپٹی اور لیکر بلند ہوگئی یہ دونون بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی اسی بارگاہ کو دیکھا کہ جو پہلے نظر آئی تھی اور **ظلمات** کو بیٹھے پایا اور اس ساحرہ نے بہت کچھ انسے عتاب و خطاب کیا پھر ایک قفس آہنی منگاکر دونون کو اسمین بند کیا اور ایک تعویذ اپنے جوڑے سے نکالکر اس قفس کی کھڑکی سے مس کرکے ایک ساحر کو کہ **متین جادو** نام رکھتا تھا بلاکر وہ نقش حوالہ کیا اور کہا یہ نقش جمشید کا لکھا ہوا ہے جبتک کہ اس قفس سے مس نہو گا یہ نہ کھلے گا بہت حفاظت سے نقش مذکور اپنے پاس رکھ اور ان دونون قیدیون کو بھی لیجا کر اپنے پہرے مین کر خبردار بہت ہوشیار رہنا اور کسی کو قفس کے نزدیک نہ آنے دینا ساحر مذکور بموجب حکم قفس مقیدان کا اور نقش لیکر اپنے خیمہ مین آیا اور جہان سوتا بیٹھتا ہے اسی جگہ سقف خیمہ مین لٹکایا اسطرح کہ سینہ کے مقابل قفس رہے غرض جب ساحرہ عیاران موصوف کو قید کرچکی نقارہ کوچ کا بجواکر جانب شاہ جادوان چلی اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر **حیرت** پہونچی طائران سحر نے خبر اسکے آنیکی شاہ جادوان کو پہونچائی بادشاہ بسبب آنے جہانگیر کے باغ سیب مین نہ گیا تھا اسی لشکر مین تھا اور شہزادہ مذکور کو طلسم نور فشان پر بھیجنے کی تدبیر کر رہا تھا جب خبر آمد **ظلمات** اسنے سنی جملہ سردارون کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین اور یہ بھی کہا کہ سب ساحران جلیل القدر اس ملکہ کو میری بی بی سمجھکر تسلیم کرین یہ کلمہ جو ملکہ **حیرت** نے سنا تیوریان چڑھاکر پوچھا کیون صاحب یہ محل تمنے کب کیا تھا اے میان جبھی اسے مین نگوڑی نصیبون جلی تمھارے گھر پڑی جلتی رہی مین کیا خوش ہوئی جو دوسری آکر خوش ہوگی وہ تو کہو میری تقدیر سیدھی تھی جو ملکہ طلسم بنی نہین تو وہی ٹوکری لا چین و تاجدار کی تمکو نصیب تھی یہ میرے ہی جوتیون کا صدقہ ہے جو تم بادشاہ بنے میری تقدیر مین ہے تو ہر جگہ چین کرونگی تم مجکو جلاؤگے کیا میری پاپوش کی نوک کی جھوک پر یہ سلطنت ہے جہان جا بیٹھونگی لالون کی لال رہونگی مین کیون کسی بانزادی کو سوت بناؤن یہ تو وہی مثل ہے کہ کرتا ارمان نہ کرتا پشیمان جو تمھارے اس رہے وہی جانے وہ جو کہتے ہین کہ موئے کا کھاؤ میان جانے یا پالو **افراسیاب** نے یہ تقریر سنکر تیور بدلکر جواب دیا کہ اے جی یہ بدزبانی تمھاری مین بہت اٹھاچکا ہون مین ہی ایسا سامری کی قسم مرد ہون جو الف سے بے نہین کہتا ہون کوئی اور ہوتا تو ناک کاٹ لیتا بھلا کہو عورت کو اس مقدمہ مین دخل دینے سے کیا مطلب مرد سو سو رنڈیان کرتے ہین بادشاہون کے سیکڑون محل ہوتے ہین تو کیا انکی بیبیان نکل نکل جاتی ہین یہ کلام جو **حیرت** نے سنا و ناک کاٹنے کا نام سنا ایک دو ہتڑ اپنے منھ پر مارا اور کہا مین خاک بن لاؤن اس جڑلیے کو

جو میری ناک کا نام لے سامری اسکا ستیاناس کھوئین تو صاحب ابھی سے اس سوت حرامزادی کا ایسا پیا رہو اکہ اُسکے بدلے ناک ہماری کٹنے لگی ہین اُسکو اپنی ایڑی چوٹی پر صدقہ اُتارون اسکو وہان تصدق کردن جہان میری دائی نے ہاتھ دھوے ہون اس مردوے کی تو وہ مثل ہوئی کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ ابھی اُسکی صورت نہین دیکھی اور اُسکے عوض پھپھیڑا تلنے لگے ہماری ناک کاٹنے پر موجود ہوے جب وہ گلے لگ کر سوئیگی اُسوقت تو میان اپنے ہو تون سوتون بھری ناک کاٹین گے مین مردار کے منھ کو نگل اتوار ساق جھاڑون ماردن ناصاحب مجھ سے تمسے نباہ نہوگا شاہ نے یہ سنکر گھر کا کہ بس چپ رہ نہین تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا تو نے مجکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے بہت چل نکلی ہے جو تڑ لٹکے جاتی ہے یہی شرط ہے کہ حکم دون جلاد کو ابھی سر تیرا کاٹ ڈالے ملکہ مذکور یہ سنکر تخت سے اُتر کر پیٹنے لگی کہ آگ لگاؤن اس سلطنت کو اور بھاڑ مین جائے تیرا ساتھ اب کنوین اور جادوگرنیان مغز بیچ مین آگئین بادشاہ مارنے اُٹھا ہر ایک سمجھانے لگی کہ اے میان جانے دیجیے حق بجانب ملکہ ہے کہ آپکے ساتھ کیا کیا مصیبت جھیلی ہا کوئی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہے بعض عورتین ملکہ کو سمجھانے لگین کہ اے بی بی بہت مرد کے منھ نہین چڑھتے یہ سب جانتے ہین کہ جو تم ہوگی اور کوئی نہوگی ایسی دماتیان بیسیون آئینگی اور چلی جائینگی اور بی بی اُسکا برا ماننا کیا وہ مرزدات ہین ایک جو تا چڑھاتے ہین ایک اُتارتے ہین اور انکو تو سامری نے چار پیسے دیے ہین والی ملک کیا ہے یہان تو غریب آدمی جنکو اس بات کی لت ہے لنگوٹی مین پھاگ کھیلتے ہین پھر بیویان صاحبزادیان جلتی ہین اور بھرتی ہین لے آداب جانے دو یہ کہکر بعض بادشاہ طلسم کے قدمون پر گرین کہ اے مین واری میرے بھولے کنور کندھیا بادشاہ اب ملکہ کو کچھ نہ کہنا اسکا دل تھوڑا ہے بادشاہ بحالت غضب بھرّاتا ہوا جاکر تخت پر بیٹھا اور ملکہ کو عورتین سمجھا کر وہان سے لے چلین اسوقت اس صاحب حسن کا اور ہی نقشہ تھا اُس بگڑنے سے دونا بناؤ ہویدا تھا ہونٹھ غصہ سے تھراتے تھے برگ گل کو باد خزان جنبش دے رہی تھی حرارت غیظ سے لب کا نیلا ہونا مجلس حیران ہونٹھون پر گویا آراستہ برگ سوسن کا نقشہ ہویدا یاقوت کا نیلم بنا پیدا مستی کی آداہٹ اُسپر شیدا زلفین پریشان ہوکر تمام رخ پر بکھری ہوئی اور اسمین وہ چشم نرگسی مخمور رنج سے لال لال گویا میخانہ پر کالی گھٹا چھائی تھی چہرہ تمتمایا ہوا تھا آفتاب تمازت زیادہ رکھتا تھا یا کسی مخمور کو نشہ زیادہ تھا ڈوپٹہ کاندھے سے ڈھلکا ہوا سینہ کھلا ہوا پائنچے پائجامے کے چھوٹے ہوے سلوٹین رانون اور پیڑو او بچھڑون کی نمایان صفحہ کتاب حسن پر خطوط عبارت مستانہ عیان حاصل الامر ملکہ کو تو انیسین سمجھا کر ایک باغ مین کہ قریب تر اس مقام سے تھا لائین اور سامان آسائش مہیا کر کے وہان بٹھایا اُسکا ردنا رشک سے بلبلانا کنیزدن کا سمجھانا بیان ہو گا مگر کسرہ اران ذی مرتبہ تخت ہاے سحر پر سوار ہو کر براے استقبال **ظلمات** روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین جاکر اُس سے ملے ہر ایک نے گردن بہ تسلیم خم کی نذر دی اُس نے خلعت سے مخلع کیا اور بجاہ و حشم سوار ہو کر چلی **افراسیاب** نے اور زیادہ تر جلوس سواری کا روانہ کیا ڈنکا نوبت نشان ماہی مراتب لیساول و چوبدار تخت روان فوج بیکران بھیجی وہ ملکہ اس تجمل و حشمت سے سوار ہو کر چلی **ابیات**

آہستہ روانہ تھی سواری | ہر گام پہ نہر فیض جاری | رستے ہوئے بند لوگ بیکار
رہرو گئے بھول طرز رفتار | بازار ہجوم سے لبالب | فیلوں کی قطار خیل در کب

ممکن نہین کلک سے ہو تحریر
سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر
جتنے تھے مصاحبان سلطان
جتنے تھے ملازمان خاقان
جو خواجہ سرا تھے باوفا خاص
تھے اُنکے دلون مین نقش اخلاص
تھے منتظر اور آ گئے آگے
کہتے تھے نصیب ہمیشہ جاگے
خدام و مصاحب و اراکین
پیتے ہوئے جامہائے زرین
ہمراہ تھین پلٹنین رسالے
سرداروں کے فوج سب حوالے

اسی جاہ و تجمل سے سواری تا بہ لشکر بادشاہ طلسم پہونچی بادشاہ منتظر بیٹھا تھا آنے سے اُس معشوقہ کے خود قریب ہوا وار گیا اور گود مین لیکر اُسکو اُتارا تمام فوج نے سلامی دی لشکر ملکہ کا اُتر جانب پڑا اتری کثرت فوج کی ہوئی ایک طرف لشکر جہانگیر کا ایک سمت ذاتی فوج بادشاہ کی تیسری جانب فوج اُس ملکہ کی اُتری بادشاہ صورت زیبا اس ماہ پیکر زہرہ جبین کی دیکھ غش کر گیا اور خاص بارگاہ ملکہ حیرت کے رہنے کی اُسکے رہنے کے لیے مقرر ہوئی پھر سامان تخت نشینی فراہم کرکے روز سعید و آن حمید برائے جلوس مقرر فرمایا اس روز یہ تجمل و شان تھی اسباب خرمی مہیا عشرت فراوان تھی نظم

وہ تخت کہ سلطنت تھی پابوس
اک تختہ ہے اُسکا تخت کاؤس
تھے ایسے جڑے ہوئے جو اوپر
گردون پہ نجوم جیسے ظاہر
جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
ٹوپی مہ و مہر اچھالتے تھے
کیا مہر تھی مُہر بادشاہی
نقش رقم جہان پناہی
اللہ رے سرور قرب سلطان
تھا چتر خوشی سے سر پہ رقصان
دینے لگے نذر اہل دربار
لائی صدف اپنا دُر شہوار
خورشید فقط نہ زر بکف تھا
بہرام تلک بھی سر بکف تھا
جو گل تھا وہ زر بکف جدا تھا
غنچہ بھی گرہ کو کھولتا تھا
خدام تھے دست بستہ حاضر
درباریں سب دو رستہ حاضر
ارباب غنا کے چھڑ گئے ساز
پہونچی تا گوش زہرہ آواز
باجون کی یہی صدا مبارک
یہ تاج و نگین شہا مبارک
بخشش ہے یہ وقت شادمانی
باران کی طرح گہر فشانی
جھولی بھری زر سے ہر گدا نے
محتاجون کو مل گئے خزانے
القصہ ہوا جو عہد سلطان
عشرت سے ہوا جہان گلستان

اسی جشن جلوس مین بادشاہ اس ماہ پیکر سے منعقد ہوا اور جب دن تمام ہو کر وہ زمانہ آیا کہ ملکہ فیروزہ آباد فلک کا فروغ ظلمات شب نے ہٹا کر تخت ضیا بخشی عالم سے تغیر و معزول فرمایا اور ملکہ ماہ مبین کا سریر چرخ پر جلوس ہوا نظم

اُٹھا ساقی ذرا پھر شیشہ و جام
کہ پھر بن ٹھن کے آئی شاہد شام
یہی سر پر ستارہ دار چادر
ضیائے ماہ بھی صدقے تھی اُس پر
اُٹھا وہ بادشہ آیا محل مین
ہوئے شمس و قمر یکجا محل مین
جو حاضر تھین پرستاران گلفام
کیے حاضر اُنھون نے شیشہ و جام
عجب شیشہ سے نکلا ہو نکھر کر رنگ
بھرا پیر مغان نے لوٹ کر رنگ
چنے کشتی مین گلدستون کی صورت
مصفا مے سے شیشے بے کدورت
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
فدا ہر جام پہ تھا جام جمشید
جمایا نشہ نے جب رنگ صحبت
حیا نے بھی دیا پیغام رخصت
فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ
نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ

نکالی نخل خواہش نے وہین شاخ
نہایت ملگجی بستر کی چادر
پری نے بال کھولے بہر پرواز
نہ تھا بوئے چمن کو جبین رستہ
ہوا جب غنچۂ بستہ شگفتہ

کہ دو ٹوٹے سوئے پستان دست گستاخ
کلی دار اُسکا تھا جو پائجامہ
بشکل برج حوت اسکا تھا انداز
دل سلطان ہوا خواہش سے بیتاب
گری تب شبنم آب نہفتہ

پسینے سے ہوئی محرم تلک تر
صفت مین گلفشان ہے شاخ خامہ
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ
بنی آغوش رشک برج مہتاب
یہ تو دونون سینہ بسینہ لب بلب مزے

وصلت کے اڑا رہے ہین اُدھر باغ مین ملکہ **حیرت** کو غش پہ غش آرہے ہین عوض دور ساغر پیالۂ چشم اشک سُرخ سے مملو یار کے بدلے درد جگر ہم پہلو رشک و حسرت انیس ندامت و رنج دقت جلیس کبھی جو زیادہ بیتابی ستاتی تو وہ مہجور اور حرمان نصیب یہ زبان پر لاتی کہ بموجب

نظم

دیکھو تو خدا کے کارخانے
وہ تخت نشین تاجداری
ہمراہ ہمارے غم کا لشکر
وان رقص وغنا سے گرم محفل
جو چاہے خدا گلے کی کیا بات
ہان یہ کہ وصال ہو ہمارا
موت آئے اگر بلا سے چھوٹین

وان گردش چتر سر پہ ہر بار
یان فرش زمین وخاکساری
فرمان پہ اُدھر تو مہر جاری
یان دل کی تڑپ سے رقص بسمل
حاسد ہین ہزار دشمن جان
یون رفع ملال ہو ہمارا

یان نالے ادھر ہین شادیانے
یان گردش بخت سر پہ دستار
وہ مالک فوج ہفت کشور
یان سینہ مین داغ بیقراری
اب کون ہے صورت ملاقات
اب کون وصال کے ہین سامان
دام الم وعنا سے چھوٹین

امیسین دمبدم صدقہ قربان جائین اس طرح سمجھائین کہ بی بی ان مردون کی چاہت کا کیا اعتبار ہے جب تم ایسی پریزاد کو دم بھر مین چھوڑ دیا تو اس نگوڑی نئی نویلی کی کے دن محبت یہ کھو ابھی نئے ارمان ہین کچھ دنون یہ بھی کھیل سہی ایک انیس بولی کہ مین سچ کہون ابھی تو کچھ دن اسکی چڑھی بارگاہ رہیگی پھر دیکھنا بات بھی نہ پوچھین گے دوسری نے کہا اے بوا تمھارے کہنے کی بات ہے ہماری ملکہ کی برابری وہ کیا چڈو کریگی وہی مثل ہے نیا نو دن اور پرانا سو دن الکا سنجوگ تو سامری نے شہنشاہ کے ساتھ اُتارا ہی ہے اے دیکھ لینا چار دن مین انکو نکالا نہ ملے ہے تو سہی میرا نام جو منھ کالا کرکے دیس نکالا نہ ملے تیسری بولی کہ بہن میری بھی اسوقت کی بات لکھ رکھنا یہ مسیوا جو آج تخت چڑھی ہے کل کوئی دو کوڑی کے ان کے ہاتھ سے بیر نہ کھائیگا اسی گفتگو مین ایک مغلانی بولی کہ اے بی ایک میان جی میرے گھر کے پاس رہتے ہین ساہی کا کانٹا خوب پڑھتے ہین ملکۂ عالم فرمائین تو پڑھوا لاؤن یہ سنکر آتو جی نے کہا ساتھ جمعراتین اگر اُس سوت کا نام لیکر ملکہ نیم کی پتی اور نمک کنوئین مین چھوڑین یہ ایک پر ایک ہے فوراً وہ مالزادی گلجائے گی یہ تو سب اس طرح کی باتین بنا رہی تھین اور ملکہ چشم پرنم سے سیل اشک بہا رہی تھی آخر اُسی بیتابی مین عقل نے یہ راہ بتائی کہ اپنی بہن ملکہ **بہار** کو بُلاؤن اور بطور مخفی اسکی شریک ہو کر اس **ظلمات** کو راہ ظلمت عدم دکھاؤن یہ تجویز کرکے کنیزون اور رانیسون سے کہا تم نے کیون بک بک کرکے میرا مغز کھایا ہے جاؤ اپنے اپنے مقام پہ سو رہو مجھکو اکیلا رہنے دو زیادہ ہجوم سے میرا دم گھبراتا ہے دل اُلٹا جاتا ہے وہ سب عورتین یہ حکم سنکر اپنی اپنی جگہ پر چلی آئین ملکہ نے

باری ان نیون کو بھی ہٹا دیا جب تخلیہ ہوا شمع کے سامنے بیٹھ کر لبسان شمع اشکبار ہو کر ایک نامہ اپنی بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ میرے ساتھ مان کی کوکھ مین پانون پھیلانے والی اے میری مان جائی اے میرے ساتھ کی دکھ اٹھائی اے میری جان جان و دل سے بہتر اے میری نور نظر لخت جگر تیری مانجائی پر بڑی آفت آئی ہے گھر برباد ہوا جان لینے کے رنج نے دھوم مچائی ہے اے میرے کلیجہ کے ٹکڑے ذرا مجھکو اپنی صورت دکھا جا اے بہنیا ذرا مجھ تک آجا کہ ایک نظر تجکو دیکھ لون پھر خدا جانے کہ مین جیون یا مرون یہ لکھ کے جوڑے سے ایک تیلی نکالی وہ لوٹ کر بصورت پری بنگئی اسکو وہ خط دیکر کہا جہان میری بہن ملکہ بہار ہے وہان لیجا تیلی اڑکر چلی ملکہ بہار اسوقت دربار سے اٹھ کر اپنی بارگاہ مین آئی تھی کہ تیلی اسی بارگاہ مین آکر اتری اور ملکہ کو سامنے آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اسنے پڑھکر تیلی سے سب پتا اور نشان اس باغ کا کہ جہان حیرت ساکن ہے دریافت کیا اور کہا تو جاکر کہدینا کہ مین آتی ہون تیلی یہ جواب لیکر پھر گئی اور حیرت سے جاکر بیان کیا اسنے تیلی کو اٹھا کر پھر جوڑے مین رکھ لیا اور منتظر بہار بیٹھی مگر بہار بارگاہ سے اٹھکر ملکہ مہرخ کے پاس آئی نامہ حیرت دکھا کر اجازت جانے کی مانگی ملکہ مہرخ نے ضرغام و جانسوز کو بلا کر مشورہ لیا انھون نے عرض کیا کہ بہتر ہے ملکہ بہار جائین اور اپنی بہن کو سمجھائین کیا بعید ہے جو وہ ہماری شریک ہو جائے اور ہم مین سے ایک عیار ملکہ موصوفہ کے ہمراہ جائیگا اور انکا معین وہان رہیگا یہ کہکر وہان سے علیحدہ جاکر ایک زن ماہ پیکر کی ایسی صورت بنا نہایت شوخ و چنچل جس کے دیکھنے سے دل بیکل لب رنگین پر مسی کی نمود برگ گل پر عکس سوسن کبود دست و پا حنا آلود خون کن خاطر گلرخان لباس پر زر پر ذرا عاشقون کی جان سادی بجلیان کانون مین لطافت جان با کمسنہ ان موتیون کے دانون مین پائجامہ مشروع کا پانون مین کامدانی کا دوپٹہ سادہ سر پر لادا دن پر اسکی تصدق ہر دلبر یاسمنبر غیرت گل رخسار قامت رشک صنوبر کہ بموجب

ابیات

گل رویت عرق کرد از مے ناب	ز شبنم تازہ شد گلبرگ سیراب	بناز آن چشم را از خواب بکشاے
ہمان بہتر کہ باشد فتنہ در خواب	تعالی اللہ چہ حسن ست اینکہ ہر روز	دہد سر پنجہ خورشید را تاب
جو در سنبل برد سے تو دارد	سر او کے فرود آید بہ محراب	اس صورت خوب و حسن مرغوب پیراستہ

ہو کر سامنے ملکہ بہار کے آیا اسنے مطلق اسکو نہ پہچانا یہ خیال کیا کہ کسی ساحرہ کی ملازم یا خواص ہے غرضکہ ملکہ بہار نے لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر سحر پڑھکر ایک تخت تیار کیا اور اس تخت پر بیٹھ کر مع عیار مذکور و چند کنیزان کے حکم فرمایا کہ یہ تخت جس مقام پر ملکہ حیرت ہے وہان پہونچے تخت سب کی نظر سے غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے سبنے اسی باغ مین اپنے تئین دیکھا کہ جسمین ملکہ حیرت تھی اور ملکہ مذکور جہان بیٹھی تھی اسی بارہ دری مین یہ سب پہونچے حیرت منتظر اپنی ہمشیرہ کی بیٹھی تھی صورت دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور گود پھیلا کر آگے بڑھی کہ میری آنکھون کی ٹھنڈک میرا دل تجھ بغیر تڑپتا تھا بہار نے سر سینہ سے لگا دیا اس نے بلائین لین اور سر سے سر ٹکرا کر پھر رونے لگی ملکہ نے کہا باجی اماں آخر کہو تو کیا ہوا اسنے کہا اے بیٹی یہ بھی میرا مقسوم تمھارے دولھا بھائی نے رنڈی کی ہے ہم کو دودھ کی مکھی جانکر نکال دیا اے جانی میرا دل الٹا ہوا جان دینے کو جی چاہتا ہے وہ جو مثل کہتے ہین کہ لاٹھی مارے پانی جدا نہین ہوتا

مین نے چاہا کہ تجکو ایک نظر دیکھ لون یہ کہکر جملہ کیفیت روبرو کرآنے ظلمات کی اور تخت نشینی اُسکی بیان کی بہار نے یہ کہا اے باجی مین تمھاری چھوٹی ہون اور تم کہوگی کہ مجھپر یہ سانحہ جو گذرا اس سبب سے یہ بھی کہتی ہے قصور معاف مین تو سچ کہون میرا شوہر جو رنڈی کرتا تو اُسکے منھ کو جھلسا دیتی سر بازار نکل کھڑی ہوتی کہ جا بھڑوے تیری یہ راہ ہے میری یہ راہ ہے اور اے باجی مجکو جو تم نے بلایا ہے تو مین دولھا بھائی کا کیا کرونگی اگر لڑنے کو کہو تو مین مدت سے لڑتی ہون ہان اگر تم خواجہ عمرو کی شریک ہوجاؤ تو وہ اس تختہ ظلمات کی ناک چوٹی کاٹین اور شہنشاہ کو بھی ناک چنے چبوادین اور اے میری مان کے برابر یقین جاننا کہ مین جب سے شریک خواجہ سلامت کی جاکر ہوئی ہون ہر وقت تمھارے چھٹنے کا خیال رہتا ہے کسی وقت آنسو نہین تھمتا ہے باجی اپنے دیدون کی قسم تم بڑی سنگدل ہو کہ بُرے دل سے بھی کبھی یاد نہین کرتی ہو اچھا اب ان باتون کو تو جانے دو لو آؤ اُٹھو میرے ساتھ لشکر خواجہ مین چلو مین تم کو تخت حکومت پر بیٹھاؤنگی دولھا بھائی کو بھی قدر و عافیت کھلجائیگی کہ ہان کسی کو جلانا ایسا ہوتا ہے اور رنڈی بازی کا یہ مزا ہے اور دوسرے مین سچ کہون مجکو تو خواجہ عمرو کا دین سچا معلوم ہوتا ہے اے بہن اُس دین مین حرام نہین کرتے ہین ایک خدا کو پوجتے ہین جادو کرنے والے کو نام دھرتے ہین غریبون کے حال پر ترس کھاتے ہین ہر وقت پاکیزگی اور صفائی لباس اور جسم کی رکھتے ہین عبادت خدا کی دل لگا کر کرتے ہین اور باہم اُلفت محبت ہوتی ہے ایک دوسرے کی مصیبت مین کام آتا ہے اور جو کچھ بڑائی اس دین کی ہے مین بیان نہین کرسکتی حیرت نے کہا بیٹی یہ تو سچ کہتی ہے لیکن مین تو مان باپ کی لاج کرتی ہون جب تو اس موئے کا ساتھ کرکے مصیبت بھرتی ہون اور دوسرے یہ کہ خواجہ صاحب کو بھی یہ موئی ظلمات پکڑ لائی ہے اسکے ساتھ برق فرنگی ہے اگر خواجہ یہان آتے تو مین اُنسے کچھ شرطین کرتی یہ اُسکا کہنا تھا کہ ضرغام عیار جو ساتھ بہار کے آیا ہے قریب ملکہ آیا اور کہا حضور خواجہ کے قید رہنے کی جگہ بتلائیے تو مین چھڑا لاؤن حیرت نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین ضرغام عیار ہون حیرت کو اسکی صورت دیکھکر حیرت ہوئی کہ کیا خوب صورت بنائی ہے پس اسنے کہا کہ ایک خیمہ قریب بارگاہ ظلمات ہے اسمین متین جادو رہتا ہے اُسنے قفس جسمین عیار ہین اپنے سینہ کے مقابل لٹکایا ہے کئی سو ساحرون کا درخیمہ پر پہرا ہے اندر خیمہ کے ساحر مذکور خود حفاظت کرتا ہے اگر کوئی اُسکے پاس جائے تو دہمارا نہ جائیگا اس سبب سے کہ نقش جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہے چنانچہ جو کوئی خواجہ کے چھڑانیکا قصد کرے تو اول کسی تدبیر سے نقش جمشیدی اس سے لے کیونکہ خواجہ کا قفس بھی بغیر اُس نقش کے لگائے نہ کھلیگا جب نقش عیار حاصل کرلیگا تو اسکی تاثیر یہ بھی ہے کہ خواجہ وغیرہ کو کوئی باہر خیمہ کے آتے نہ دیکھے گا ضرغام یہ حقیقت سنکر گویا ہوا کہ اے بی بی مین ابھی جاکر خواجہ کو لاتا ہون حیرت نے کہا یہان سے نہ جاؤ اپنی جگہ پر سے جانا عیار مذکور تامل پذیر ہوا ملکہ بہار بھی کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور اپنے تخت پر بیٹھی ضرغام باغ سے باہر نکلگیا تخت سحر پر نہ بیٹھا ملکہ نے تو سحر پڑھکے لشکر مین اپنے تئین پہونچایا اور اُسنے لشکر الملک ظلمات کا راستہ لیا اور اسی خیمہ متین کے پاس جب پہنچا اندر ہی حیرت آیا یہان دربانون نے روکا یہ زن حسینہ تو بنا ہوا تھا ہی اُسنے گویا ہوا کہ موذی کچھ شامت تمھاری آئی ہے مجکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے لو دیکھو سمجھو یہ کہکر ایک کاغذ مہری بادشاہ طلسم کا کمر سے نکال کر دیا اسمین لکھا تھا کہ اے متین ہم تمھارے حسن انتظام سے

بہت خوش ہوے ازبسکہ تم بسبب حفاظت قیدیان شریک جلسۂ عشرت شادی نہو سکے اسلیے رتبہ بھی تمھارا افزون کیا گیا کہ جسکا حال آیندہ تمھین ظاہر ہوگا اب یہ عطیۂ عوت کیلئے تمھاری بھیجا ہے یہ مضمون اس کاغذ کا دیکھ کر دربان تو خاموش ہوے اور یہ اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ بہت آراستگی ہے شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین فرش پر تکلف بچھا ہے پلنگڑی پر جواہر کی ساحر لیٹا ہے قفل اُسکے سینہ پر لگا ہے یہ دیکھ کر اسنے آگے جا کر ہاتھ اُسکے سینہ پر رکھ دیا مستین کچھ نیم خفتہ تھا گھبرا کر اٹھ بیٹھا آنکھ ملکر جو دیکھا تو بالین پر آفتاب محشر نظر آیا جس نے خواب عدم سے فتنۂ خفتہ کو جگایا کتنون کو خوابگہ گور مین سلایا یعنی ایک نازنین شوخ و بیباک قاتل خلق پر فن اور سفاک کہ بموجب

بیت این دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے + ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا + باین شکل و شمائل وہ قمر پیکر میرے سامنے کھڑی ہے شمع و چراغ کو بھی ہوا اُسکے دیدار کی لگی ہے فروغ و ضیاے رخسار شمع کی روشنی کو اندھا بناتی ہے چھوٹ اُسکے حسن کی پڑ رہی ہے یہ دیکھتے ہی ہنستا ہوا اُٹھا اور ہاتھ اُس گلبدن کا تھام کر گویا ہوا کہ

بیت جان من با آنکہ حاصل ز ہجر رفتن آمدی + ساعتی بنشین کہ عمر جاودان گویم ترا + اِس نازک اندام نے ہاتھ چھڑا کر ماتھا کوٹ لیا اے میرے سامری مین نگوڑی جہان گئی مردون نے مستانی ہی سمجھا لگے دھر پکڑ کرنے اور موؤن کو غیرت نہین آتی یہ مستی جتاتے ہوے وہ جوکہتے نہین کہ **بیت** ہونٹھون سے ہونٹھ منھ سے مرے منھ ملا لیا + چھیڑا اچھا اسطرح کہ گلے سے لگا لیا ملے میان کچھ سوتے سوتے بدخواب تو نہین ہوگئے کچھ جان کی خیر ہے ذرا اپنے ہوش مین آؤ مین صدقے مین دون ہی نوکری کو جس کے کارن آبرو جائے مین نگوڑی کہتی تھی کہ اے ملکہ اس دھرتیا کو نہ بھیجے غیر مرد کے پاس اکیلے مین نہ بھیجیے تو نہ مانا میری قسمت کا لکھا آخر وہی پیش آیا ناکہ یہ مردوا مجکو ماتی سمجھا کہ

بیت ہر کجا رفتی ہلالی عاقبت رسوا شدی + جاے آن دارد کہ سواے جہان گویم ترا + مستین نے جو یہ باتین سنین اُسکی اداے دلبری پر اور زیادہ فریفتہ ہوا ایک تو وہ سادی سادی وضع دوسرے یہ متانت یہ ناز معشوقانہ تیسرے گوشۂ تنہائی بیتابی دل نے مسند ہوس پر پانون پھیلائے اور پکارا کہ اے جانی خفا ہو میرا دل اسوقت قابو مین نہین ہے کہ

فرد قصد جان کردی کہ یعنی دست کوتہ کن زمن + جان زکف بگذارم و از دست نگذارم ترا + اور میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہے کہ ایک مدت سے جان دینے پر آمادہ ہون ہی دلربا نے ہنس کر کہا مردوے کیون باتین بناتا ہے آج کے سوا تو نے میری پرچھاین بھی نہ دیکھی ہوگی اُسنے یہ سمجھا ملکہ **ظلمات** کے پاس سے یہ آئی ہے اُسی کی یہ ملازم ہے لاؤ اپنا عشق قدیم جتا کر اس بت کو رام کرون یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ واہ والے صاحب آپ ملکہ عالم پاس اُس دن بیٹھی نہین تھین جو مجکو ملکہ نے ایک کام کو بلوایا تھا بس اسی دن مین آپ کو دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا ہی عیار نے یہ تقریر سنکر دل سے خیال کیا کہ اب خوب پھنسا عشق مین تیرے بے خبر ہے کہ اپنے دل سے باتین بنا کر مکر تراشتا ہے اور فقرے کرتا ہے معلوم کرکے شرما کر بناز و ادا گردن جھکالی اُسنے یہ ادا دیکھ کر دست ہوس زیادہ دراز کیا اور پکارا کہ **ابیات**

پوچھا جو مین نے دل تو کہا تم نے چرا لیا — اتنا ہوا کہ شرم سے سر کو جھکا لیا
دل مین ہمارے میل ہے تم بھی پرکھ کے لو — کھوٹی کھری پڑی تو یہی ہو برا لیا

بعد فنا بھی دل ہے مرا آرزو کی پوٹ
بوسے سے چوکتا تھا کہین دیکھئے ادر یا مز

ایسا دھرا نہین ہے کہ چھپکے اُٹھا لیا
لاکھون مین ایک شخص تھا یہ بھی لیا دیا

اس گلفام نے مسکرا کر کہا مستیان پھر جتانا تو یہ عطیہ بادشاہی تو مین جانتی ہون کہ تم مجھپر مدت سے مرتے ہو تم چاہنے والے سلامت رہو یہ کہکر پاس اسکے پلنگ پہ بیٹھ گئی اور ایک خاصدان طلائی کہ سے نکال کر اُسکے سامنے رکھا اس نے اُسکو کھول کر دیکھا تو کچھ گلوریان اور جواہر رکھا تھا اُس پریوش نے سوقت ایک رقعہ بھی نکال کر دیا اسمین لکھا تھا کہ اے مستین یہ جواہر تمھاری دعوت کیلئے بھیجا ہے اور چونکہ خالی کوئی چیز نہین بھیجتے ہین بس حسب دستور گلوریان بھیجی ہین غرضکہ یہ عنایت اپنی مالکہ کی دیکھکر وہ ساحر بہت خوش ہوا اور اس نازنین سے کہا لے جانی ایک گلوری اسمین سے مجکو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ میرے قتل پہ بیڑا اُٹھاؤ اس گلگون پیرہن نے مسکرا کر منھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا پھر ایک گلوری ہاتھ مین لیکر کہا مردوے تونے بڑی آفت ڈھائی ہے وہی مثل ہے کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان اور پھر نام خدا سے ارمان بھی دل مین بھرے ہین اور مین نگوڑی تو یہان آکر بلا مین پھنس گئی لو منھ کھولو گلوری زہر مار کرو خیر اتو میری یہ مثل ہے بیت بوجھ وہ سر سے گران ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے + کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے + وہ یہ سنکر گلوری اسکے دیتے ہی کھا گیا اور کہا کہ فرد اُس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان + شوق فضول وجرأت رندانہ چاہیئے + یہ کہکر چاہتا تھا کہ سرگرم اختلاط ہو مگر گلوری مین بیہوشی ملی تھی اُسنے اثر کیا یہ بیہوش ہو گیا ضرغام نے چاہا کہ سر کاٹ لے پھر سمجھا کہ ساحر دروازے پر سے اندر دوڑ آئینگے خواجہ کو تم رہا نہ کر سکو گے بلکہ خود پھنس جاؤگے یہ سوچکر اس ساحر کا سارا جسم ٹٹولا ازبسکہ نقش جمشیدی وہ اپنے سینہ پر رکھتا تھا وہ نقش اُسکے ہاتھ آیا تاثیر سے اُسکی یہ آگاہ تھا نقش لیکر قفس سے مس کیا تیلیان اُسکی الگ الگ ہو گئین خواجہ اور برق چھوٹ گئے اور مستین کو اسی طرح بیہوش چھوڑ کر باہر بارگاہ کے نکلے اُس نقش کی تاثیر یہ تھی کہ دربانان بارگاہ نے مطلق اُنکو نہ روکا جیسے بالکل دیکھا ہی نہین یہ وہان سے اپنے لشکر مین آئے خواجہ سے ہر ایک سردار ملا ملکہ بہار نے جملہ حقیقت اپنی بہن ملکہ حیرت کی بیان کی خواجہ نے فرمایا کہ تمھاری ہمشیر اپنا وقت گانٹھتی ہے مسلمان کبھی نہ ہوگی اور اُس سے کہدینا کہ تم اطمینان رکھو ہم ظلمات کو قتل ضرور کرینگے یہ کہکر سب عیار اپنی اپنی فکر مین روانہ ہوئے اس عرصہ مین قفس ظلمات شب سے فروغ مہر روز نے رہائی پائی اور مرغ زرین بال آفتاب آشیانہ مشرق سے نکلکر عرصہ فلک مین آیا نظم

گجر نے کوس رحلت کا بجایا
نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا
صدا دی طائرون نے ہر شجر پر
سحر چمکی اُٹھے لوگون کے بستر

رات بھر افراسیاب ہمراہ ظلمات داد عشرت ونشاط دیا کیا بادہ وصلت پیا کیا یہ حال تھا کہ نظم

ہنسی اور پاس لیٹی اُسکے وہ حور
گلابی کو جھکا کر اک بھرا جام
کہا منت سے پی اسکو مری جان
ہوئی افسردہ خاطر شہ کی سر دور
ملال سے قسم دی اپنے سر کی
کہ ہون کیفیت خاطر کے سامان
کبھی لپٹے کبھی بس بھر آرام
پھر اسکے بعد گیسو و کمر کی
ہجوم شوق اُمڈا اسکہ دل پر

گلے سے ملگئی وہ حور پیکر
پسینا آکے چہرہ تمتمایا
لہے ذوق ہوس دست گریبان
شعاع مہر نے جب منھ دکھایا
لگے معشوقہ و عاشق نہانے
پنھائی لاکے عمدہ اُنکو پوشاک
ہوئی پھر جلوہ گر وہ غیرت ماہ
شہنشہ بھی بغل مین آکے بیٹھا
ہوئی وہ انجمن پھر محفل جم

وہ لے بوسے لیے اُسکے دہن سے
اُسے شرمندۂ غیرت جو پایا
کہ اتنے مین بجی نوبت گجر کی
ہر اک اُٹھکر سوئے حمام آیا
ملا خدمتگذارون نے بدن کو
چلی حمام سے وہ شوخ و بیباک
جھکائی سب نے گردن بہر تسلیم
دیا ساقی نے لاکر جام مے کا

سنگھاسے پھول عارض کی چمن سے
نکالے دل مین تھے جو جو کہ ارمان
نظر آنے لگی صورت سحر کی
ہوئے کھیسے کھنچے بالون مین شانے
کیا پر نور رخسار و دہن کو
سر تخت سلیمانی پر بصد جاہ
ادا کرنے لگے سب رسم تعظیم
ہوا سامان عشرت پھر فراہم

اُسی ہنگامۂ مستی زا و جلسۂ طرب فزا مین اُس معشوقۂ دلربا کا دل گھبرایا بادشاہ نے اُسکا چہرہ اداس پایا سیب ذقن کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ اے میوۂ نورس باغ دانائی تیرے گل رخسار پر افسردگی پائی جاتی ہے دلکو میرے ستاتی ہے جو آسیب پہونچا ہو اُسکا اظہار کر خار غم دور کر ہمارا خانۂ دل گلزار کر اُس غنچہ دہن نے کہا مجکو عیارون سے کھٹکا ہے ایسا نہو کہ نقش جمشیدی جاتا رہے اور عمرو ایسا باغی چھوٹ جائے یہ کہکر ایک ساحر کو بھیجا کہ متین کو بلا لائے ساحر اُڑکر بارگاہ مین متین کی آیا وہ ہوا کے سرد سحر سے ہوش مین آیا اُٹھکر آنکھین مل رہا تھا کہ اُسنے پیام ملکۂ مذکور دیا وہ اسیطرح اُٹھکر سامنے ملکہ کے آیا اُسنے حکم دیا کہ نقش جمشیدی حاضر کر یہ گھبراکر سینہ اپنا ٹٹولنے لگا جب نقش نپایا سمجھا کہ بستر پر گر گیا بس یہ کہتا ہوا کہ اے ملکہ مین ابھی لاتا اُلٹا پھر کر بارگاہ مین آیا نقش کو ڈھونڈھا نپایا گھبراکر قفس کو دیکھا وہ بھی ٹوٹا دیکھا سر پیٹا سامنے ظلمات کے گیا اور قصہ شب نہ یعنی کنیز کا خاصدان لانا بیان کیا ملکہ نے منھ پیٹ لیا اور یہ کہا کہ اے شہنشاہ غضب ہوا کہ وہ مکار چھوٹ گیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آکر اُسکے زانو پر بیٹھا اس سے پوچھا کہ اے مرغ زیرک بیچ ہی کہ رات کو کس عیار نے آکر عمرو کو چھڑایا ہے اُس طائر خوش نوا نے زمزمہ سنجی اسطرح کی کہ ضرغام عیار کنیز بن کر گیا اور یہ ماجرا گذرا اُسنے کہا اب وہ کس حال مین ہے اسنے جواب دیا اسوقت صحرا مین پھر رہا ہے یہ سنکر اُسنے سحر پڑھا کہ طائر زانو پر سے اُڑ گیا اور یہ ساحرہ خود بھی اُڑکر تلاش عیاران مین روانہ ہوئی ضرغام خواجہ سے الگ ہوکر جانب باغ حیرت چلا تھا اور عقب اُسکے ملکہ بہار چلی تھی کہ خواجہ کے رہا ہونے سے اُسکو مطلع کرکے مشورہ درباب قتل ظلمات کرے چنانچہ ضرغام جنگل مین پہونچا تھا اور بہار برسے ہوا اُڑتی اسکے پیچھے کچھ دور رہی تھی کہ ظلمات آکر پہونچی اور سحر کرکے ضرغام کو بیحس کر دیا اور زمین پر اُترکر کمر سے خنجر کھینچکر قتل کرنا چاہا یہ ماجرا بہار جو پیچھے آتی تھی اُسنے دیکھا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ او بانش او قحبہ ارے تو وہ ستانی ہے کہ منزلون سے میری بہن پر سوتایا دینے آئی ہے یہ کہکر ایک گلدستہ جھولی سے نکالکر مارا گلدستہ قریب پہونچکر جھٹکا اور ایک طاؤس بنکر ضرغام پر گرا اور اُسکو پنجہ مین دابکر لے اُڑا ظلمات کے ہاتھ سے جو یہ شکار نکل گیا مثل شیر غضبناک بپھری اور ایک ناریل جھولی سے نکالکر ملکہ بہار پر مارا ناریل قریب ملکۂ مذکور پہونچکر

شق ہوا اور ہزارہا شعلہ نکلکر جانب **بہار** چلا **بہار** نے پھر ایک گلدستہ نکال کر جانب آسمان اُچھالا فوراً ابر گھرا اور پانی برسنے لگا وہ شعلے بجھ گئے اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل زعفران کے پیدا ہونے لگے دم بھر میں وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پر بہار تھا شاہد گل انجمن گلشن میں گلگون پوش لالہ جام بکف بشکل رند میوش تھا سنبل کو عشق بہار میں پریشانی نرگس شہلا کو یا دچشم فتانہ میں حیرانی کلیاں چمن میں کھلتی جاتی تھیں نسیم گلرخان عالم کا رنگ دکھاتی تھیں **نظم**۔

تھے سرخ جو ہر طرف شقائق
طرار تھی وہ زبان تھی سوسن
شاخیں تھیں یہ نازکی سے توام
صیاد سے تھی فراغ بالی
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
خوبان جہان کی انجمن تھا
جلوہ مہ مصر کا عیان تھا
وہ چشم وچراغ بیمثالی
اس باغ میں یون تھی زیب مجلس

گل پیرہنون پہ تھے جو فائق
وہ زلف بنفشہ مشک آگین
ہوجاتی تھیں بار رنگ سے خم
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
استادہ تھی اس چمن میں گلفام
کیا حسن فروش کاروان تھا
شمشاد ریاض کامگاری
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

آرائش بوستان تھی سوسن
ملتا ہی نہیں دماغ تزئین
بلبل نہ تھی چہچہون سے خالی
ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
اس تازہ چمن مین اک چمن تھا
سانچے میں ڈھلا ہوا تھا اندام
وہ لالہ باغ بے مثالی
بنیاد مکان تجنیساری
ملکہ **ظلمات** اس بہار ربع پرور

اور حسن بہار فتنہ بیز و ستمگر کو دیکھ کر دیوانی ہوئی عقل و ادراک سے بیگانی ہوئی شعر عاشقانہ بحالت مجنونانہ پڑھتی سمت چمنستان چلی گویا **بہار** جانب گلستان چلی گو یہ شاگردہ تاریک ہے بہت تحفے الاؤ جمشیدی کے اپنے پاس رکھتی ہے پس جیسے ہی یہ چمنستان سحر **بہار** کی طرف چلی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اسنے دنیا کی کھائی زن مہر طلعت بنگئی اور **ظلمات** کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ آپ کہان جاتی ہین یہ گلشن پر از نیرنگ ہے سراسر فسونسازی کا ڈھنگ ہے یہ کہکر اُسنے ایک ڈبیا کمر سے نکال کر سیندور اُسمین سے لیکر ملکہ کے منھ پر مل دیا اس گلگونہ کے رخسار پر ملنے سے اس سرخ رو پر سے سیاہی بیخبری کی دفع ہوگئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک لکۂ ابر سرخ گلستان بہار پر آکر چھایا اور اُسمین سے آگ برسنے لگی گلشن کے تھال چنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ ہاے گل لالہ مین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ پر رنگ باغ آتش **بہار** ہوا تن شاہد بہار برنگ جسم بیمار زار و نزار رہوا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ لگی غنچہ گل مثل خاطر عشاق جلی کہ **مؤلف** واہ ری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر + آگ تلوؤن سے لگی سارا گلستان جل گیا + **ظلمات** نے بعد جلانے باغ سحر کے افسون پڑھا کہ ایک پتلی رسن لیے زمین سے نکلی **بہار** اپنے سحر کے باطل ہونے سے بیہوش ہوگئی تھی اس پتلی نے آکر مشکیں باندھ سامنے **ظلمات** کے حاضر کیا اُس نے حکم دیا کہ اس مجرمہ کو یہان چھوڑ کر میرے لشکر مین جا اور میری انیس نسیم **خوش** رفتار جادو کو بلا لا پتلی حسب ارشاد روانہ ہوئی اور لشکر مین اُسکے وہ بارگاہ جو اسکے رہنے کی ہے اُسمین پہونچکر پکاری کہ بیوی تم ہین سے

نسیم جادو جسکا نام ہے اُسکو ملکہ عالم بلاتی ہین فلان مقام پر تشریف فرما ہین اور بہار کو قید کیا ہے یہ پیام دیکر پتلی تو غائب ہوگئی مگر بارگاہ مین سب انیسین کنیزین جمع تھین اور کہہ رہی تھین کہ ملکہ دوران بہ غضب تمام جانب صحرا گئی ہین اُنکو ڈھونڈھنا چاہیئے سنو میری جان سوت کا مقدمہ ہے لاکھ دشمن ہین تو دو چار دوست ہین اکیلے ملکہ کو چھوڑنا اچھا نہین اسی تقریر مین پتلی کا جو پیام سنا نسیم جسکا نام تھا وہ اُٹھ کر چلی لیکن حال عمرو برق بیان ہوا تھا کہ اپنے لشکر سے الگ قتل ظلمات روانہ ہوے تھے چنانچہ صورتین بدلے ہوے اس بارگاہ مین موجود تھے اُنھون نے بھی بیان پتلی کا سُنا اور جب نسیم یہان سے چلی یہ بھی اسکے ہمراہ ہوے اور بہت جلد اُس سے آگے جاکر صحرا مین ٹھہرے اور ازبسکہ شکل اپنی ساحر کی ایسی بنائے ہوے تھے اور نام سے نسیم کے آگاہ ہوچکے تھے جب وہ اُڑتی ہوئی اس مقام پر کہ جہان ٹھہرے تھے پہونچی اُنھون نے پکارا کہ اے ملکہ نسیم جادو ذرا ہمارے پاس ہوتی جایئے اور جو کچھ ہم عرض کرین مسموع فرمایئے ساحرہ انکی آواز سنکر سمجھی کہ کوئی ملازمان شاہ طلسم سے ہین شاید حیرت کا کچھ ذکر کرین گے پس یہ سمجھ کر اُتر آئی اُنھون نے سلام کیا اسنے بخندہ پیشانی کہا کہو مزاج اچھا ہے اُنھون نے کہا جی ہان دعا کرتے ہین ہمنے اس لیے آپ کو تکلیف دی کہ ہم ملازم قدیم شاہ جادوان ہین شہنشاہ نے جب ملکہ حیرت کا محل کیا تھا تو ملکہ مذکور کے لیے ایک روغن حکماء طلسم سے تیار کرایا تھا جس سے تمام جسم مثل روئی کے نرم اور بقصد خوبروئی نازک تر ہوگیا تھا اور خوشبو جسم سے آنے لگی تھی اور وہی کیفیت ابتک ملکہ کے تن نازک کی ہے چنانچہ وہ روغن ہمکو بھی ایک نہج سے ممکن ہوا اور ابتک موجود ہے پس وہ تمھاری ملکہ کے بہت کام کا ہے آجکل ہم پریشان حال ہین آپ اُسکو مول لیجیے آپ کا احسان ہمپر ہوگا اُسنے یہ تقریر سُنکر کہا وہ روغن تمھارے پاس ہے اُنھون نے کہا حاضر ہے اور ایک بوتل بہ از روغن بیہوشی کمر سے نکال کر اُسکے سامنے پیش کی اسنے بوتل لیکر سونگھی فوراً بیہوش ہوگئی عمرو نے بیرہن اُسکا لیکر صورت اپنی اسی کی ایسی بنائی اور برق سے کہا تم سر اسکا کاٹ کر صحرا مین ٹھہرنا اور میرا خیال رکھنا مین جاکر ملکہ بہار کو چھڑاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان برق اس ساحرہ کو جھاڑی مین چھپا کر ٹھہر رہا اس لیے کہ قتل کرنے سے ایسا نہو کہ ظلمات آگاہ ہوجائے اور بیر سحر روتے ہوئے اُسکے سامنے جائین تو خواجہ کی عیاری مین فرق آئیگا غرضکہ یہ تو ٹھہرا اور عمرو سامنے ظلمات کے آیا اُسکو تسلیم کی اور کہا اوری یہ جنگل مین تنہا آنا اچھا نہین اُسنے کہا اے نسیم اس مجرمہ کو لیجا کر قید کرین تلاش مین عیارون کے آئی تھی یہ پیچھے آ کر رہی خیر اب مین پھر عیارون کو ڈھونڈھنے جاتی ہون خواجہ نے اسکے ہاتھ سے بہار کو لیا اور عرض کیا کہ حضور سحر اپنا رد کرین کہ مین اپنا جادو کرکے اُسکو رکھون اُسنے سحر اپنا دفع کر دیا اور خواجہ وہان سے بہار کو بغل مین داب کر کچھ دور لنکا ہے ہوے لائے جب سامنے سے اُسکے دور نکل آئے ملکہ مذکور کو پشت پر لاد کر برق جہان تھا وہان پہونچے اور ملکہ کو زمین پر لٹا کر پانی منہ پر چھڑکا کہ آنکھ ملکہ کی کھلی کیونکہ سحر اپنا ظلمات دفع کر چکی تھی ملکہ اپنے ہی سحر کے باطل ہونے سے بیہوش تھی خواجہ نے کچھ دعائین پڑھ کر دم کین کہ ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور برق نے اسوقت نسیم کو جھاڑی سے نکال کر ذبح کر ڈالا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا بیر روتے ہوے جانب ظلمات چلے

یہان خواجہ نے بہار سے کہا کہ یہ ساحرہ بہت زبردست ہے اے ملکہ تم لشکر مین جاؤ ہم انشاء اللہ قتل کر کے اسکو آتے ہین ہمین اکیلے ٹھہرنا نچاہیے ایک تو اپنی حفاظت ہمکو کرنا ہوتی ہے دوسرے تمھارا خیال کرنا پڑتا ہے یہ اچھا نہین ہے ہمین چلے جانا زیبا ہے بہار یہ سنکر وہان سے جانب لشکر پھری ادھر ظلمات نے بعد چلے جانے نسیم نقلی کے سحر پڑھا کہ اسوقت عیار کہان ہین سحر نے خبر دی کہ اری احمق عمرو عیار بصورت نسیم کی بنکر آیا اور تجھ سے بہار کو لے گیا اب برق نے فلان مقام پر نسیم کو مارا اور دونون عیار اُس جگہ ہین یہ خبر معلوم کر کے حیران ہوئی تھی کہ پیر سحر کے روتے ہوے آئے اور مرگ نسیم کی خبر دیکے غائب ہو گئے اُسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے ہاتھ کے کنگن اتار کر اسی سمت کہ جدھر خواجہ وغیرہ تھے کھینچ مارا اور کہا جلد عیارون کو لا کنگن سورج کی طرح چمک کر بلند ہوا اور خطوط شعاع ہزارہا پیدا ہو کر ہر سمت روانہ ہوے عمرو و برق ساحرہ کو مار کر بعد رخصت بہار مشورہ قتل ظلمات کر رہے تھے کہ یکایک چند سنہرے خط ایک سمت سے آ کر گردن و کمر و دست و پا مین لپٹ گئے اور یہ کھنچتے ہوے چلے اور ضرغام کو جو طائر بہار کا لیکر اُڑا تھا اسنے اُسکو لا کر صحرا مین چھوڑا تھا وہ بھی فکر عیاری مین پھر رہا تھا چند کرنین اسکے بھی جا کر لپٹین اور کھینچی ہوئی لائین ان تینون عیارون نے دیکھا کہ ایک آفتاب زمین سے کچھ اونچا بسان خورشید محشر نکلا ہوا ہے اور قریب اسکے ملکہ ظلمات ایستادہ ہے آفتاب کی کرنین ہمکو کھینچے لیے جاتی ہین حاصل کلام جب سامنے اُس ماہ سپہر ساحری کے پہونچے اُسنے آفتاب کی جانب ہاتھ بڑھایا کہ وہ کنگن بنکر ہاتھ مین آیا عیار کرن سے چھوٹ کر بیحس و حرکت کھڑے رہے اُسنے کنگن پہن لیا اور ان تینون کو بغضب تمام تر گھورا انھون نے دیکھا کہ ساحرہ کو اس وقت بہت غصہ ہے گال فرط غیظ سے لال ہین آنکھین مانند جام بادۂ سُرخ ہین گیسو پیچ کھاتے ہین ظاہر آثار ملال ہین پس اس لالہ رخسار نے ان سے بعتاب خطاب کیا کہ اے ناعیارو دیکھو تو کس عذاب الیم سے تمکو مارتی ہون بڑی تمنے آفت ڈھائی ہے مجکو بھی حیرت مقرر کیا ہے کہ عیاریان کر کے جسکو چاہا مار ڈالا اور اُس سے کچھ نہ ہو سکا یہ کیسی خاتون شہنشاہ ساحران بھی واہ واہ نام بڑا اور شن تھوڑے عیارون نے کچھ اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا اور اسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ عیار اسکے ساتھ چلے یہ وہان سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئی اپنے لشکر مین نہ گئی اتفاق سے اُس لشکر مین جب ملکہ بہار پھر کر آئی تو جانسوز عیار یہان موجود تھا اس نے بہار کی زبانی حال ظلمات کا سُنا کہ صحرا مین ہے اور خواجہ و برق ارادۂ قتل اسکا رکھتے ہین یہ حال سنکر اُسنے خیال کیا کہ مبادا خواجہ وغیرہ اسیر پنجۂ ستم ساحرہ ہون مجھے بھی لازم ہے کہ چلکر انکی خبر رکھون یہ سوچکر جانب صحرا چلا اس طرف سے ظلمات آتی تھی یہ اسکو دیکھ کر راہ کترا کر پہلے تو اور سمت گیا پھر ساحر بنکر قریب اسکے آیا اور آداب بجا لا کر عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ شہنشاہ جادوان آپ کی تلاش مین ہین انتظار فرما رہے ہین مجکو ڈھونڈھنے بھیجا تھا لائیے ان مجرمون کو مجکو دیجیے اور آپ شہنشاہ پاس جائیے یہ تقریر سنکر اور اس عیار کو ساحر بنا ہوا دیکھ کر باور کیا کہ بیشک کوئی نوکر بادشاہ کا یہ ہے مگر جب اسنے قیدیون کو طلب کیا وہ ایکبار عمرو سے در باب بہار دھوکا کھا چکی تھی اندیشہ ناک ہوئی اور دلمین سحر پڑھ کر نیت اسنے کی کہ مجکو ظاہر ہو جائے کہ یہ کون ہے عیار ہے یا ساحر ملازم شاہ ذی تبار ہے سحر نے خبر دی کہ نہین یہ عیار ہے

یہ معلوم کرتے ہی پکاری کہ اب آئے ہو تو جاتا نہین ایسی تاثیر اس کلمہ کی ہوئی کہ جانسوز بھی بحس و حرکت ہو کر
اسکے ہمراہ ہوا اسنے کہا کہ موذیو مین ہی فکر مین اس طرف آئی تھی کہ تم جتنے عیار ہو سب کو پکڑ کر فیصلہ کر دون اور
طبل جنگ بجوا کر نمک حرامون کو بھی سزا دلواؤن چنانچہ چار عیار تم ہاتھ آئے ہو پانچوین کو بھی گرفتار کر لون تو اپنے
لشکر مین جاؤن یہ کہکر کچھ افسون پڑھ کر مشت خاک اٹھا کر گویا ہوئی کہ اے خاک سرزمین طلسم سچ بتلا کہ قران عیار
لشکر نمک حرامان مین ہے یا بیابان مین ہے خاک ناپاک سے آواز آئی کہ اے ملکہ طلسم وہ عیار کبھی کبھی لشکر مین
آتا ہے ورنہ ہمیشہ بیابان مین رہتا ہے یہ سنکر ساحرہ وہان سے پھری پھر سحر کے زور سے عیار بھی ساتھ ہوئے
اور یہ سمت صحرا ابتلاش قران روانہ ہوئی قران درۂ کوہ مین بیٹھا تھا اتفاقاً چند ساحر ملازمان شاہ طلسم اُس طرف سے
گذرے باہم کہتے جاتے تھے کہ یہ بلا بڑی زبردست آئی ہے کہ ابھی کل تو بادشاہ کی بی بی تھی آج عیارون کو پکڑنے
گئی ہے ایک انمین سے بولا کہ بھائی حیرت بھی اگر چاہتی تو عیارون کو پکڑ لاتی لیکن ایسی باتون مین حاکم قتل جلد تر
ہو جاتا ہے حیرت خوفناک ہوئی اور گرفتاری عیاران سے باز رہی اور یہی سبب ہوا جو آجتک زندہ ہے
ورنہ مار ڈالی جاتی تم دیکھنا یہ ملکہ جلد قتل ہوگی کس لیے کہ ایک تو عیار خود ہی اسکی فکر مین ہین دوسرے ان کو ستایا ہے
اب بچنا اس شہزادی کا مشکل ہے دوسرے ساحر نے کہا تم سچ کہتے ہو ملکہ حیرت جو عیارون کی طرف سے
چشم پوشی کرتی تھی تو عیار بھی طرح دیتے تھے ارسے بھی عیارون کا ستانا کچھ اچھا تھوڑا ہی ہے یہ باتین سب قران
نے جو سنین غور کیا کہ ظلمات ہم عیارون کے قید کرنے کو خود آئی ہے تجکو بھی فکر اپنی لازم ہے یہ سوچ کر
وہان سے اٹھا اور اُس سمت کو خیال کیا کہ جہان مین استادہ ہون کونسی سمت ہے معلوم دیا کہ مشرق ہے
پس اب جانب مغرب رو بفرار لایا یہ تو ادھر گیا اور ساحرہ اسکے مقام پر پہونچی دیکھا کہ درۂ کوہ نہایت مصفا ہے
بسان قلب پارسایان پر از صفا ہے شیر کی کھال ایک مقام بچھی ہے اور ایک سمت کو اس درۂ مین غار ہے
یہ اس غار مین اتری یہان طاق بقصد خوبی محراب دار کاٹے تھے اور دریچہ اس طرح بنائے کہ جب اسمین کوئی جا کے
صحرا مین پہونچ جائے کہین ذرا ایسا بنا تھا کہ پیچھے اسکے غار تھا وہ مقام کوٹھری کے طور پر نظر آتا تھا اور دریچون سے
راہین ہر سمت صحرا مین نکلی تھین پھول پھلیان بنی تھی جیسے صحرا مین دریچون کے سامنے بنے تھے ان پر مرغ چھائے
بیٹھے تھے غار کی کوٹھریون مین غلہ اور اسباب کشتی وجملہ سامان راحت و آرام مہیا تھا سر غار ہر سمت سے پوشیدہ تھا
کہین اجالا کہین اندھیرا تھا شیر کے رہنے کا مقام تھا یہ لالہ فام ہر چند کہ ساحرہ تھی مگر نازک مزاج و مہپارہ تھی خوفناک
ہو کر باہر نکل آئی کہ مبادا عیار کسی گوشہ مین بیٹھا ہو اور قتل کر ڈالے غرض باہر آ کر اُسنے ایک طائر ماش کے آٹے کا بنایا
اور سحر کا بیرا اسمین بٹھا کر زندہ کر کے حکم دیا کہ ہر سمت اُڑ کر جا اور پتا لگا لا کہ قران عیار کہان ہے طائر اڑ کر گیا اور
مہتر کو ایک مقام پہ دیکھ کر آیا ساحرہ سے بیان کیا کہ وہ اُسی سمت اُٹھ کر چلی لیکن چلتے وقت اس خیال سے کہ راہ مین
کوئی فتور قیدیون کی وجہ سے نہ برپا ہو اور یہ رہا نہ ہو جائین پس درۂ کوہ مین ایک گنبد خاک کا بنا کر تینون
عیارون کو اسمین بند کر گئی یہ تو جانب قران چلی اور اسنے ایک خط مخروطی چار گوشہ کا بنا کر چار سمت کا نام

ہر گوشہ پر لکھا اور نیت کی یا خبیر اخبرنی ہوقت ساحرہ کس طرف آتی ہے یہ نیت کرکے آنکھ بند کی اور انگلی خط پر رکھی جس سمت پر انگلی پڑی اس طرف کو چھوڑ کر دوسری جانب بھاگا جب ساحرہ وہان پہونچی کہ جہان طائر نے بتایا تھا کسی کو نہ پایا پھر طائر کو اسنے روانہ کیا کہ وہ جاکر خبر لایا کہ اب اس طرف عیار ہے یہ اس جانب چلی وہان مہتر مذکور پانچ سات کوس پر جاکر ٹھہرا تھا اور دم راست کرکے پھر نقشہ کھینچکر مخبر نقال غیب ہوا تھا کہ ساحرہ اس جانب آتی ہے پس یہ تیسری جانب چلا اسی طرح اس مہر سپہر ساحری کو اسنے قطع منازل کرانا شروع کیا اور آسمان حسن کو چکر مین ڈالا دوپہر کامل اس ماہ کو پھرایا عجب حال اسکا بنا یا کہ پائنچے چھوٹے ہوے پسینے سے پوشاک بدن کی الگجی جسم تمام عرق مین ڈوبا ہوا باغ حسن پر اوس پڑی ہوئی مسی کی اودی پپڑیان ہونٹھون پہ رنگ رُخ فق فق صباحت مین صادق مگر بیرنق دل مین تھک جانے سے قلق کھسیانا پن چہرہ سے ظاہر گیسوؤن کا رخسار پر پیچ کھانا گویا افسون خوان ساحرہ بالآخر جب زیادہ دوا دوش اسنے کی غضبناک ہوکر سوچی کہ عمرو سرگروہ عیاران عالم ہے اسکو مع دو دو تین عیارون کے چلکر مار ڈال قران اسکی رہائی کو خود آئیگا اُسے بھی قید کر لینا یہ تجویز کرکے ہی طرف روانہ ہوئی اُدھر قران تو اسکی فکر ہی مین تھا جب خوب اسکو دوڑا چکا ایک مقام پر بیٹھ کر پہلے خوب آسودہ ہوا پھر فال دیکھی معلوم ہوا کہ ساحرہ جانب جنوب بتر مسکن کی سمت جاتی ہے یہ معلوم کرکے بہت جلد روان ہوا اور اس سے آگے نکل گیا اور ایک مقام پر دامن کوہ مین بہت سے درخت دیکھکر اور صحرا ے سبزہ زار ملاحظہ کرکے جلدی جلدی خنجر سے چار شجر ہمارنگل دمشر پیچ سے کھود کر اکھاڑے اور میدان مصفا تجویز کرکے چارکونون پر ان درختون کو لگایا اور سب پھل اُن کے توڑ لیے ہر نہال مین چند پھل باقی رکھکر اس طرح سے انھین چاک کیا کہ تا چاک ہونا ثابت نہو سیال انمین بیہوشی داخل کی اس طرح کہ تمام جگر انکا روغن بیہوشی سے خوب تر ہوگیا جب یہ باغبان گلشن عیاری مین کر چکا بیچ مین اُن درختون کے زمین کھود کر لحد ایسی بنائی اور اسمین اُتر کر مٹی سے سارا جسم اپنا چھپا لیا صرف دو آنکھین اور ناک باہر رکھی اور انتظار ساحرۂ غدار مین بیٹھا آپ دفن ہوکر اُسکو زندہ درگور کرنے کی فکر فرمائی نظر کردۂ بوتراب کو خاکساری کی عیاری پسند آئی جو فکر کہ یہ مہتر کرکے بیٹھا تھا وہی سامنا ہوا کہ یہ ساحرہ اس طرف کو آئی صحرا ے سبز و خرم دیکھ کے تھکی بہت تھی آہستہ آہستہ چلکر اُن چار درختون کے پاس آئی درخت بھی مثل گلدستہ کے بہت خوشنما دیکھے اور پھول اور پھل بھی عجائب اور عمدہ نظر آئے تھاے درختون کے سنگین نبے پاے ہر نہال برنگ تارک الدنیا زبان برگ سے مذمت دُنیا کرتا ہر شاخ خمیدہ مراقبہ مین مثل روشن ضمیران طائر اشجار پر ہمصفیر بلبل سدرہ ثمر ہاے بے نظیر ہمرنگ اثمار نہال طوبیٰ وہان شگوفہ پر ابنتہ اللہ نباتاً حسنا جاری زبان برگ پر طوبیٰ لہم وحسن مآب طاری بیچ مین اُن اشجار پر بہار کے میدان لسان قلب اہل صفا پاک کہین نہ خس و خاشاک آئینہ بہار الطاف روح بالکمال سے زیادہ تر صاف زمین سبز و خرم پر خضر کا بستر لگا ہوا اس زمین صاف و سبز پر گمان کہ رومیون نے بحکم اسکندر دہر وہ آئینہ بنایا تھا جس نے نقاش فلک کی صنعت گری کا مثل نقاشان چین عکس اُتارا تھا ہمسر پر طوطی سطحہ غبرا تھا بلکہ اس مقام صاف کا طوطی بولتا تھا کہ

سمیت

زمین ان کی لطافت مین روح سے بہتر | درخت چارون تھے جسم زمین کے عنصر

ہر درخت کے تھانون مین جو پتھر لگے تھے اپر کندہ تھا کہ یہ مقام سامری کے جوگی کا ہے جوگی زمین مین گڑا ہوا تپشیا جمشید کی کر رہا ہے خبردار اے آیندہ و رونده زیادہ تر اس مقام پر پہونچکر نہ ٹھہرنا صرف جوگی کے درشن کرنا اور اپنا راستہ پکڑنا ساحرہ نے یہ مضمون جو پڑھا اور ایسے مقام خوشتر کو دیکھا جوگی کی جویا اور مشتاق ہوکر بڑھی ایک مقام پر دو آنکھین چمکتی دیکھ کر جوتیاں اُتارین اور ہاتھ باندھکر آگے آئی پہلے سجدہ سامری مین گری اور پھر کچھ اشرفیان اور زیور اپنا اُتار کر سامنے اُن آنکھون کے رکھدیا دیدہ و دانستہ دھوکا کھایا مطلق خیال عیار نہ آیا ہاتھ جوڑکر گڑگڑائی کہ لے سامری کے جوگی اے خداوند کے اچھے بندے میرے من کی اچھیا پوری کر خاوند میرا مجھ سے تمام عمر راضی رہے اپنے بیریون کو مین مارون لڑائی جیت جاؤن اس صنم زیبا کا اور بت رعنا کا یہ پوجا دیکھ کر جوگی کا ذرا سا منھ بھی مٹی سے باہر نکلا اور بہت آہستہ سے کہا بچا ایک پھل کسی درخت کا توڑکر ہمارے درختون مین سے کھالے تیرے سب کام سنیورن ہونگے پہلے پھولے گی اب زیادہ یہان نہ ٹھہر سامری کی یاد مین جمشید کے دھیان مین فرق آتا ہے اسیر ہوتی ہے یہ سنکر ساحرہ اٹھی اور گرد جوگی کے پھری پھر ایک درخت کے قریب جاکر پھل ایک توڑا اور سامری کو یاد کرکے جمشید کے دھیان مین ڈوب کر پھل کھایا دو قدم پھل کھاکر چلی تھی کہ چکر آیا بیہوشی نے اثر دکھایا غش کھاکر گری عیار جس نے یہ شگوفہ کھلایا تھا بوٹا سا زمین سے نکلکر نعرہ کرکے کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران عبد ذلیل ایزد منان مہتر قران نعرہ

قران حبشی مہتر نامدار | نظر کردہ صاحب ذوالفقار

یہ نعرہ کرکے نعرہ تانے جانب صحرا چلا ادھر سے تو یہ چلا اُس طرف پہلوے افراسیاب سے اُٹھکر آئے ہوئے ساحرہ کو عرصہ بہت گذرا تھا اور ساحرہ کہ آئی تھی کہ مین عیارون کو قید کرنے جاتی ہون شاہ طلسم کو دیر ہونے سے فکر ہوئی کہ ایسا نہو معشوقہ میری قتل ہوجائے اس خیال سے اُسنے کتاب سامری منگاکر حال اُسکا دیکھا تو معلوم ہوا کہ قران عیار اُسکو قتل کیا چاہتا ہے یہ معلوم کرکے کتاب بند کرکے بزور سحر اُڑا اور از بسکہ بادشاہ طلسم ہے مسافت راہ بہت جلد طے کرتا ہے یہ معلوم کرکے اُس میدان مین کہ جہان معشوقہ اُسکی بیہوش ہے اُسوقت پہونچا کہ قران نعرہ سر پر ساحرہ کے لگایا چاہتا تھا اُسنے نعرہ کیا کہ باش یہ کلمہ ایسا پر اثر تھا کہ عیار مذکور کے دست و پا مین قوت نہ رہی ہاتھ اسی طرح ادبچارہ گیا اور پانون سے بھاگا نہ گیا ناچار کھڑا رہا شاہ جادوان نے زمین پر اُترکر اپنی محبوبہ کو فرش خاک پر پڑے پایا ازان حیرانی سے آئینہ نمط چمکتی اور کھلی ہوئی تھی زلف بصد پریشانی رخ پر لہرا رہی تھی انگیا کا بند ٹوٹ گیا تھا چھاتی باہر نکلی تھی بلورین گیند سینہ پر دھرا تھا یا تمغہ زنگ سے بھرا تھا پیڑو کا اُبھار سرکشی عیار کا پتا زبان حال سے دے رہا تھا بھٹنی تھی مایتری غم چھاتی کے منھ پر چھپائی تھی جوبن سارا خاک مین ملنے کی نوبت آئی تھی شاہ جادوان اسکے سینہ سے لپٹ گیا منھ پر منھ رکھدیا اور رونے لگا گلاب اشک کا رخسار پر چھڑکا آنکھ اُس گلبدن کی کھلی گھبرا کر اُٹھ بیٹھی دوپٹہ سنبھال کر اوڑھا انگیا کی کٹوری اُتاری بدن سب شرماکر ڈھانکا شوہر کو دیکھ کر نیچی نظرون سے کچھ شرمائی لجائی آنکھون کو پھرا کر اسے مستانہ دکھائی تیوری چڑھاکر سنبھلو صاحب بان پر

لائی پھر سنسکی بھر کر دی یہ کیا آفت ہے کہہ کر اُٹھی بادشاہ نے فرمایا کہاے جانی تو اس طرح بیہوش تھی مین نے آکر ہوشیار کیا اور اس ناعیار کو گرفتار کیا غضب کیا تھا اس ظالم اظلم نے کہ چراغ حسن صرصر ستم سے بجھانا چاہا تھا اور خانۂ عیش میرا تاریک کرنا اس کے دل مین آیا تھا یہ تقریر سُنکر ساحرہ بغضب تمام تو تیغہ لے کر جانب قران چلی اور مہتر مذکور نے صورت مرگ آئینہ شمشیر مین دیکھ کر دعا کی کہ اے خالق کل مخلوقات واسطہ خیر کا اپنے میری مدد فرما اور بھیج میری رہائی کے یے اس اپنے بندے کو کہ جسکی یہ شان رفیع ہے بیت صورتے گرد مجسم فتح گوید آشکار + لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذو الفقار + یہ دعا اُسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی یعنی بہار جو چھوٹ کر اپنے لشکر مین گئی حال عیاران ملکہ مہرخ و دیگر ساحران سے بیان کیا ملکہ مہرخ نے مرآت صلاح سامنے رکھ کر یہ صورت نیک دیکھی کہ یہ ساحرہ زبردست ہے ہم لوگ بھی بطور مخفی عیارون کے معین رہین تو بہتر ہے پس یہ مشورہ کر کے ازبسکہ آپ بادشاہ لشکر بھی جانا مناسب نہ سمجھی ملکہ بہار کو چالیس ہزار ساحران نامدار سے روانہ کیا ملکہ مذکور فوج ساحران کو لیکر ایک صحرا مین ٹھہری اور طائران سحر برائے ادراک حال عیاران خوشخصال روانہ کیے ایکبار تو طائرون نے خبر گرفتاری عمرو و برق و ضرغام کی ملکہ ایک سحر نہایت زبردست تیار کر رہی تھی اسوجہ سے تامل پذیر ہوئی پھر طائرون نے خبر دی کہ مہتر قران اس طرح ساحرہ کو جکڑے رہے ہین بہار بہت ہنسی پھر ساحرہ کے بیہوشی کی خبر پہونچی یہ بہت خوش ہوئی آخر آنا شاہ طلسم کا اور قید ہونا مہتر مذکور کا سنا فوراً نفیر سحر کو بجایا اور لشکر ساحران تیار کرایا ساحر باز اور ربط پر سوار ہو کر چلے ملکہ مع فوج اسوقت آکر یہان پہونچی کہ ظلمات تلوار لیکر قران کے قریب پہونچی تھی بہار نے پہونچتے ہی ایک گولا سحر کا فولادی اسکے سینہ پر تاک کر مارا گولا لوکا آگ کا بنا ہوا اسکے سینہ پر آکر پڑا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو یقین تھا کہ گولا پشت توڑ کر نکل جاتا مگر یہ ساحرہ زبردست ہے گولا پڑنے سے بیہوش ہو کر گری اسوقت چالیس ہزار ساحر ہمراہ بہار جہدیدہ روزگار آئے تھے وہ سب بجلیان بنے اور کڑک کڑ کر گرے کہ کام اس ساحرۂ نافرجام کا تمام کردین لیکن شاہ جادوان وہان موجود تھا بیتابانہ دوڑا اور ایسا افسون پڑھا کہ چالیس سپر مین ظلمات پر چھا گئین مگر بجلیان انکو کاٹ کر ساحرہ پر چلتی تھین کہ بادشاہ نے پھر سحر کی دستک دی کہ وہ برقین زمین پر آ لگ گرین اور بجلیون سے سب نے صورتین ساحرون کی پیدا کین اور ترسول و نیسول وغیرہ حربۂ سحر کے وہ سب پکڑ کر شاہ پر چلے بادشاہ سمجھا کہ یہ فوج بہت ہے اور ملکہ بہار اس لشکر کی سردار ہے اور یہ معشوقہ گلعذار ہے پس اگر تو لڑیگا تو یہ محبوبہ قتل ہو جائیگی اور عجب کیا ہے جو اس ہنگامہ مین ظلمات بھی قتل ہو جائے لہذا یہان سے ٹل جانا چاہیے یہ سوچ کر پنجہ پکڑ کر ظلمات کو اُٹھا کر بلند ہو گیا ساحرون نے ناریل نارنج ترنج بہت سے مارے مگر وہ بادشاہ ہے کچھ اثر نہوا ملکہ بہار اور جملہ ساحران نامدار نے مل کر اسوقت سحر خوانی ایسی کی کہ شاہ طلسم کا سحر قران پر سے دفع ہوا اور وہ رہا ہوا اور اسنے سب حال خواجہ وغیرہ کے گرفتار ہونے کا ملکہ سے بیان کیا اور کہا ساحرہ میرے مقام سکونت پر انکو قید کر آئی ہو تو عجب نہین کیونکہ اسی جگہ سے میرا تعاقب اسنے کیا تھا ملکہ مذکور یہ ماجرا سنکر اُسکے ہمراہ اُسی جگہ پر آئی ، ورنہ سحر شاہ طلسم کا نہ تھا

بلکہ ظلمات کے سحر مین خواجہ وغیرہ جملہ عیار گرفتار تھے پس بہار نے اس سحر کو اکیلے رد کیا عیار سب رہا ہوتے ہی رد بعزار لائے اور سمجھے کہ ظلمات جادوگری زبردست ہے اس پر سمجھ بوجھ کر عیاری کرنا چاہیے اور اسکے پنجۂ ظلم سے بچنا زیبا ہے غرضکہ یہ تو سب صحرا و کوہ مین متفرق ہو کر اپنی تدبیر مین مصروف ہوئے اور ملکہ بہار اپنے لشکر کی طرف مراجعت فرما ہوئی لیکن افراسیاب اپنی محبوبہ کو گلے سے لگائے ایک مقام پر صحرا مین آیا اور وہان ٹھہر کر رد سحر پڑھا کہ ملکہ ظلمات کو ہوش آیا شاہ نے کیفیت سے مطلع کرکے فرمایا کہ اے ملکہ اب لشکر مین چلو عیارون کا تعاقب نہ کرو ایسا نہو کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ اسنے جواب دیا کہ اے بادشاہ مین غافل تھی جو بہار نے گولا سحر کا مارا اب مین اسکو زندہ نہ چھوڑونگی اور آپ میرے ساتھ نہ رہیے ورنہ جملہ حریف طعنہ زن ہون گے کہ بامداد بادشاہ ظلمات مقابلہ کرتی ہے اے بادشاہ قسم ہے آپ کو سامری کی کہ لشکر مین جائیے اور اگر ایسا ہی میری تنہائی کا خیال ہے تو میری کچھ فوج اور چند انیسون کو میرے پاس بھیج دیجئے بادشاہ قسم دینے سے ناچار ہوا اور پھر کر لشکر مین آیا اسکی انیسون کو سامنے بلاکر حکم سنایا کہ فوج ہمراہ لیکر اپنی ملکہ کی اعانت کو جاؤ انیسون نے یہ حکم سنکر لشکر کو جلد تیار کرایا گھنٹے بجے ناقوس پھنکے سوارون کے پرے فوجون کے دل پیادون کے نشان کھلے پلٹنین اور رسالہ اسلحہ سے آراستہ اسباب سحر سے پیراستہ مرکبہائے پرند و طائران سحر پر چڑھ کر چلے کسی طرف سے دریا جوش مار کر روان ہوا کہین ہوم کا مینہ دھوان ہوا کسی جگہ ابر سرخ سحر کا آتش فشان ہوا کہین سانپون کی مار ہوئی کسی سمت عقرب کی بوچھار ہوئی سیل فنا کی طرح یہ لشکر جوش مار کر چلا جیسے ٹڈی دل آمڈ آ کہ بمقتضائے

نظم

روانہ ہوا لشکر لاتعداد
کسی سمت کو ساحرہ بیشمار
یقین تھا کہ بہرام خنجر گذار
وہ اُٹھا یم قہر کی موج کا

نہ کچھ جسکی گنتی نہ پیدا تھی حد
وہ آواز قرنا وہ بیرون کا غل
فلک پر سے بھی لائے رو در فرار

کسی جا پہ جادوگرون کی قطار
زمانہ پر از شور بوق و دہل
وہ لہرا کے چلنا ہر اک فوج کا

یہ خبر ملکہ مہرخ کو جاسوس نے پہونچائی اسنے بھی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلد ترکمر بندی ہوئی ملکہ موصوفہ نے چند سردارون کو لشکر کے جرارون کو برائے حفاظت خیام و خرگاہ اس مقام پر چھوڑا اور آپ تخت سحر پر سوار ہو کر ساحران نامدار کی جمعیت سے روانہ ہوئی صدائے بوق و نفیر سے دنیا بھر گئی فوج ہی فوج دکھائی دی جدھر نظر گئی جادوگرنیون کی آن بان طاؤس و ہنس و بوتیمار زیر ران ان کے ہر ایک جوبن جوبلا کے دن بدن پر چڑھنے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن رخ رنگین غیرت گلشن منہ غنچہ سے بکے گلنار سیندور کے ٹیکے ماتھے پر لگے آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوئے گاتیان دوپٹے کی باندھے کمر مرنے بہ کسے چھاتیان نکیلی سنانین آبدار تھین بے مارے جگر کے پار تھین ابروان خمدار وہ کمان جسمین تیر مژگان جڑے ہوئے کہ **بیت** کم نہین ابرو‌ون سے یار آنکھین + دو کیا ہو گئین جو چار آنکھین + سحاب سحر ہر ایک کے سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز ناریل ناریخ ترنج اچھالتین جے ادستاد کی بولتین جادوگر ہر ایک یادگار جے بال اُستاد شہپال قشقے ماتھو پر دیے ترسول اور تپسول ہاتھون مین لیے آگے ہر پلٹن کے دمہر دیجتا کہین

پیادون کی قطار کہین سوارون کا پرا کسی طرف غازیان صف شکن کا مجمع یہ نقشہ **نظم**

ہر اک ساحرہ شیر و شمشیر زن | ہزارون جنھین یاد جادو کے فن | چلین اپنا جوبن دکھاتی ہوئین
وہ رال اور گوگل جلاتی ہوئین | کسی کی بھری مانگ صندل سے تھی | کسی کی سیہ آنکھ کاجل سے تھی
تہ ران تھے طاؤس آتش فشان | سرون پر سیہ ابر کے سائبان | برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر
کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر

باین جاہ و جلال یہ لشکر بہر جدال سمت **بہار** با اقبال چلا اس طرف سے انیسان **ظلمات** فوج لیکر چلین ہنوز یہ دو لشکر راہ مین ہین کہ **ظلمات** شاہ جادوان کو رخصت کر کے جو چلی راہ مین بہار تھی یہ پہونچتے ہی پکاری کہ ارے اوچھلو میری سوت کی بہن سوت پرائی غوب تو عیارون کے پیچھے پھیپھڑا لگتی ہے یہ کہکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور بالون کو کھول کر اپنے رخسار پر چھوڑ لیا اور جوڑے سے ایک ناریل بھی نکالا زلف کا خورشید عارض پر گھٹا کی طرح آنا تھا کہ اسنے نعرہ کیا میری زلف کی صورت نظر دشمن مین دنیا سیاہ ہوجائے یہ کہتے ہی عالم مین تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور اسنے وہ ناریل بھی کھینچ مارا کہ اسمین سے سیاہی نکلکر کاجل کی طرح جھڑنے لگی چادر سیاہی کی مثل چادر آب پڑنے لگی بہار نے ہر چند رد اس افسون کا کیا ممکن نہوا کچھ دیر مین سب کی آنکھون سے روشنی گم ہوئی اور بینائی کم ہوئی **نظم**

گیا چشم گیتی سے نور نگاہ
فلک پر ہوا مہر تابان سیاہ | ہوا تیرہ اس درجہ ماہون درراغ | بجھا خانۂ چرخ کا بھی چراغ

ملکہ بہار نے چاہا کہ مین پرواز کر کے اس سیاہی سے نکلجاؤن لیکن میسر نہوا جہان تک نظر کی دنیا اندھیر نظر آئی لشکریون نے جلد تر مشعل سحر جلائی مشعل بھی جلکر بجھ گئی اس عرصہ مین فوج **ظلمات** کی آپہونچی ادھر ایک طرف سے **مہرخ** لشکر لیے اسی جگہ وارد ہوئی یہ عالم تھا کہ دونون جانب کوس دمامے گرجتے اور بجتے نوبت اور جھانجھ آگے آگے شور کرتے نکڑیان ساحرون کی اور غول جادوگرنیون کے پیدا ہوئے نشان اور علم کے پھریرے کھلے تھے زمین اور آسمان چار طرف لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا غرض ایسا تھا کہ ترک فلک گھبراتا تھا مہر گردون تھراتا تھا ان لشکریون نے پہونچتے ہی صف آرائی کی گرد اسقدر چھائی تھی کہ خاک سوجھائی نہین دیتا تھا سحر کی ہوا چلی گرد و غبار اڑا ایسکی سقائی ابر سحر نے کی خس و خاشاک کا نام نرہا میدان پاک ہوا گھٹائین آئین بجلیان چمکین ہلکی ہلکی بوندیان پڑین صفین میمنہ و میسرہ وغیرہ جم گئین نقیب کڑکیت جاؤش میدان مین نکلکر پکارے کہ ہان رن چڑھنے والو نام پر مرنے والو آج نام سامری و جمشید مٹا دو دشمن کو زور بد دکھا دو یہ میدان ہاتھ سے نہ جائے جان جائے مگر مردون کی بات نہ جائے یہ کہہ کر وہ ہٹے تھے کہ **ظلمات** جانب **مہرخ** بڑھی اور اسی طرح زلف رخ پر بکھرائے ناریل اچھالتی سامنے آئی ادھر سے **مہرخ** بھی بڑھی آپسمین چوٹ چلنے لگی کبھی اس نے اس شعلہ خو پر آگ برسائی کبھی اسنے آب سحر برسا کر بجھا دی اسکے سر پر بجلی گرادی تو اسنے رد سحر کا کر کے سنگباری کی اسنے وہ پتھر اسی کے لشکر پر برسا دیے اسنے سحر ایسا کیا کہ لشکریون نے سر اپنے آپ کاٹنا شروع کیے اسنے یہ کرشمہ بھی دفع کیا اور نیا جادو کیا کہ لشکری حریف کے دیوانے ہوے عقل و خرد سے بیگانے ہوئے ہنگامہ عظیم

برپا ہوا اسی قیامت انگیز معرکہ مین ظلمات نے وہ سحر کیا کہ زلف سے پھر سیاہی نکلکر بڑھنے لگی اور لشکر مہرخ
پر پھیلنے لگی ملکہ مذکور نے بہت کچھ سحر اسکے رفع کرنے کو کیے لیکن سیاہی پر فروغ نہ لیگئی دم بھر مین وہ تاریکی تمام عالم
مین پھیلگئی مہرخ ناچار پیچھے ہٹی ظلمات نے اپنے لشکریون کو للکارا کہ ہان نمکحرامون کو جانے نہ دینا لشکر کے
سردار ساحران ذی وقار شمشیر ہاے سحر کھینچکر لینا لینا کہکر چلے اس طرف سے وہ اندھے بھی جان بچانے کے لیے
تیغ و خنجر بکف ٹکر بڑھے لیکن انکو اس حال مین چھوڑکر اور ماجرا سنیئے کہ کوکب جو تیلا تاریک کی تیلی جلانے کے لیے
بھیجکر قلعے مین اپنے منتظر بیٹھا تھا کہ کچھ حال سپاہ کا معلوم ہو کہ اُس پر کیا سانحہ گذرا اور نہین معلوم کہ خواجہ ہمراہ ایلچی
گئے تھے انکا کیا حال ہوا پس اسی فکر مین اُسنے مرات سحر طلب کیا اور حسب دستور آئینہ مذکور سے پنجہ نکلا اسنے سب حال خواجہ
کے گرفتار ہونے کا اور ظلمات کے لڑنے کا بہار سے لکھ دیا بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوتے ہی تشویش ہوئی اور
اسی فکر مین اپنی جگہ سے اُٹھکر ملکہ حنا گلگون پوش کے مقام پر آیا ملکہ موصوف نے تعظیم کی چمنستان مین مسند پر
بٹھایا حال اسکے گلشن پر بہار کا اول مین تحریر ہو چکا فی الحال اُس معشوقہ باوفا نے چہرہ زیبا سے بادشاہ تغیر دیکھکر
سبب رنجیدگی استفسار کیا بادشاہ نے سن و عن کیفیت بیان فرمائی اسنے عرض کی کہ ظلمات ساحرہ زبردست ہے
کہ شاگرد تاریک ہے لیکن اسرار نبی کیونکر ہو اگر اجازت دیجیے تو اُس سے جاکر مقابلہ کرے اور باقبال شہنشاہی
اسکو مارے بادشاہ نے فرمایا کہ بہار باغ خوش رنگی ہو کیونکر اُس غدار گلزار ریخ ادائی کو قتل کرے گی اس گل رعنا نے
جواب دیا کہ مین ایک مرتبہ جب طلسم ہوش ربا مین غدر نہ تھا اور افراسیاب سے اور آپ سے دوستی تھی الاؤ تیز تاریک
کے پاس گئی تھی اور وہ مجکو گنبد سامری پر لے گئی تھی وہان اسکو بہت تحفہ ملے تھے مگر مجکو ایک ناریل ملا تھا کہ
اسکا اثر یہ ظاہر ہوا تھا کہ سواے بادشاہان طلسم کے جسپر وہ لگایا جاوے کیسا ہی ساحر ہو مگر جان سلامت نہ لیجاوے
پس وہ ناریل مین نے ساحر زبردست کے مقابلہ کو رکھا ہے آج تک کام اس سے نہین لیا ہے بادشاہ نے جب
یہ ماجرا سُنا اس لعبت دلفریب بازینت و زیب کو بخندہ پیشانی حکم روانگی دیا اور فرمایا کہ اگر شاہ ساحران تجھ سے
آکر ہمنبرد ہوگا تو یہ شید اتیرا مدد کو تیری آئیگا جا تجکو سپرد کارساز حقیقی کیا اس رشک چمن نے یہ سُنکر اُسی وقت
کنیزون اور انیسون وغیرہ کو بلایا اور حکم تیاری لشکر دیا کچھ عرصہ مین لشکر مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوا شاہ نے دیکھا کہ دو
لکہ ابر سرخ و زرد و سفید کے آگے لشکر کے ہین اور ان پر نقارہ نقرئی و طلائی لدے ہین اور ان ابرون سے
پتلے دمبدم نکلکر نقارون پر دوال دیتے ہین بام سحاب پر نقارخانہ بار ہے یا فیل گردون جلوداری کو دمامہ لادے
تیار ہے بعد اس کارخانہ کے ایک کالی گھٹا پیدا ہوئی کہ بارگاہ و خیام اُسپر بار تھے اور اس گھٹا سے ترشح ہوتی تھی کہ
گرد و غبار بٹھاتی تھی یہ بھی جب نکلگئی پھر ایک طبقہ زمین اُڑتا ہوا نظر آیا کہ اسپر باغ بہار آگین لگا تھا گلہاے
رنگین و اثمار لطیف و شیرین سے پھولا پھلا تھا بروے ہوا اُس گلزار کا چلنا طرفہ تماشا تھا شاہد بہار کا کوچ و مقام کرنا
ہواے بہارین کا فیض عام ہونا فصل گل کے رو الخیر بشہر مین داخل ہے پھول اُس گلشن کے یہ ثابت ہوا کہ آسمان
بہار کے سیارے لبنان ہوے گل بہار نے کلیون سے نکلکر گلیوت مین پھرنا شروع کیا اور رنگ نسیم

گلشن اس گلزار نے چلنا پسند فرمایا تھا محبوبۂ گل خرامان خرامان رواں کبک سا ہزار جان سے اسیر قربان اس چمنستان کا جنگ پہ چڑھنا نوجوانان گلشن کا تنا تھا گل عباس طرح بجاتا تھا گلگون لالہ داغ دکھاتا تھا نرگس نظر باز تھی زبان سوسن سحر ساز تھی زلف سنبل کمند گلوگیر تھی نار کو باد شعلہ باری کی تدبیر غنچہ غصہ سے منہ پھولائے گل چہرہ لال کیے بلبلوں کو عہدۂ نقابت خاطر خزان میں تجمل بہار کی حمایت بیچ میں اس گلشن کے ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا تھا گیرہ اسیر کا شامی مخمل کا کھنچا مسند مغرق زیر تکیہ بچھی دو سہری باطہر دنگیون کی لگی اسباب عیش و نشاط چنگیرین جوڑے رکھے کنیزان گلرو یاسمن بو ہزاروں ہزاروں اس گلستان میں ہر ایک کی مستانی چال بانکی ادا گل انکے عارض رنگین سے شرماتا لالہ انکی شمائل پر داغ کھاتا سرو موزون قامت رعنایان کے قربان یاسمن کی وہ آرام دل جان ملکہ حنا اس بوستان میں اُتر گئی اور چبوترہ پر جا کر مسند پر جلوہ گر ہوئی گرد چبوترے کے ناندے چینی کے رکھے تھے انمین درخت مہندی کے لگے تھے سرخروئی باغ سحر پر گواہی دیتی تھی ملکہ کے باغ میں جانے سے باد صبا وزان ہوئی سحاب چمن چھا گیا ساون کی پھولی بوندیاں پڑنے لگیں جھولے درختوں میں پڑے تھے خوش گلو زہرہ جبین ملار گانے لگے اور وہ باغ سن سن بردے ہوا پر واز کر گیا اسکے جانے کے بعد لشکر ساحران طائران خوش رنگ پر سوار جادوگرنیان نہایت طرحدار ہنستی کھلکھلاتی نیرنگیان سحر کی دکھلاتی گذرین ہر سواران جرار مرکبہائے پرند پر سوار لباس زرین پہنے بصد فر و تمکین نکلے کہاں تک اس لشکر کا ظلم و شان بیان ہو گردش اس ہمان کے سامنے رستم کی داستان ہو فلک پیر نے کبھی ایسا تجمل نہ دیکھا تھا اسی سبب حیران تھا واقعی یہ سامان تھا کہ **نظم**

زمین شد بکردار کشتی بر آب	تو گفتی سوے جنگ دارد شتاب	بنز دمهره بر کوه نه زنده نه بیل
زمین گشت جنبان چو دریائے نیل	همان پیش پیلان جنیره زنان	خروشان وجوشان چو پیل دمان
یکے بزم گاه ست گفتی بجائے	نه شیپور نالیدن کرد نائے	خروش تبیره برآمد ز و ر
همون گاه در بر آورده پر	سیاهی بگردید هو سود شیخ	نه بد دشت پیدا نه کوه و نه شیخ

اسی کروفر سے معشوقہ کوکب بعجلت تمام طلسمی قطع مسافت کرکے بوقت مقابلہ میں ظلمات کے پہنچی کہ مہرخ اُس سے مغلوب ہو کر ہٹتی آتی تھی کہ یکایک بالائے ہوا نوبت و نقارہ بجتے سنائی دیے اور ابر اتر کر نقارخانہ ایک سمت قائم ہوا اور باغ پر بہار ملکہ حنا آیا لشکر جرار نے آکر ڈیرا جمایا اور ملکۂ مذکور نے مہرخ کو میدان سے ہٹا کر آپ ظلمات کا سامنا کیا اب عجب کیفیت کا سامنا تھا کہ معشوقین دونوں طلسم کے بادشاہوں کی مقابل تھیں دو مہر تابان آسمان حسن کو جلال آیا تھا دو ماہ درخشان فلک جمال نے سرد مہری کا نقشہ جمایا تھا دو شاہ کشور خوبی باہم آمادۂ نبرد دو گوہر قلزم محبوبی کی ابرو پر گرد غرضکہ ظلمات با نیچے نار سے کلائی پہ ڈال کر آگے بڑھی اور زلف چلیپا کو جنبش دینے لگی سیاہی اسمین سے نکلنے لگی جیسے سنبلستان سے نسیم مشکبار چلی اس طرح زلف لہرائی اور شمیم جان پرور ایسی آئی کہ مشام لشکریان حریف بس بیخود ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے کہ **بیت** تو اور آرائش خم کاکل + مین اور اندیشہا ے دور دراز + ملکہ حنا نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ سیاہی پھیلی جاتی ہے اور مار زلف

سب کو سونگھو کر بیہوش کر رہا ہے از بسکہ باغ پر بہار ہے باہر نکل آئی تھی پس کچھ افسون پڑھ کر دستک زن ہوئی فوراً ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسپر درخت مہندی کے ناندون مین لگے تھے یہ قریب تخت گئی اور اُس گلرو نے مہندی توڑ کر دستانین مین ملی ہوائے سرد کے جھونکے آنے لگے ابر گھر آیا بوندیان پڑین موسم برسات کا ظاہر ہوا پھر تو یہ عالم تھا کہ **لمولفہ**

بہار آئی کہان تو ساقیا ہے
ہر اک سو باغ مین سبزہ اُگا ہے
ملارون کی کہین آتی ہے آواز
پپیہے کی کہین پی پی صدا ہے
کہین پر فاختہ کہتی ہے کوکو
غرض ہر سو نیا اک گل کھلا ہے
حنا معشوقہ رنگین کو کب
رچی ہاتھون مین پانون مین حنا ہے
گلابی پاجامہ سُرخ کرتی
کہ سارا جسم عنبر مین بسا ہے

تصور ہر گھڑی مجکو بڑا ہے
وہ پانی نہر مین ہے صاف جاری
کسی جا شاخ مین جھولا پڑا ہے
کسی جا نعرہ زن پھرتی ہے کوئل
کہین طاؤس رنگین ناچتا ہے
وہ جوبن ماہرویون پر ہے اُسدم
اسی صورت سے لیس آراستہ ہے
طلائی ہے پڑا موباف سر مین
دوپٹا کاچ کا دھانی رنگا ہے
وہ ساون کا مہینا اور یہ جوبن

زمرد ہو گئی ساری زمین ہے
کہ جسپر دل مرا لہرا رہا ہے
کہین حق سرہ کہتی ہے قمری
کہین پر آم کا ٹپکا لگا ہے
ہزارون بلبلین ہین چہچہاتی
پری اور حور بھی اُنپر فدا ہے
مسی ہونٹھون پر اور آنکھون مین سرمہ
جُبنی ماتھے پہ افشان خوشنما ہے
ملا ہے عطر مجموعہ کا ایسا
کہون کیا مین کہ یہ کیسا مزا ہے

یہ موسم فرح افزا اور حسن دلربا جو لشکریان **ظلمات** نے دیکھا بیتابانہ گلستان **حنا** کی طرف چلے اور گریبان ہر ایک زن و مرد نے چاک کیے اور اشعار تعریف موسم برشکال اور وصف جمال حنائے مہر تمثال مین پڑھنے لگے کوئی پکارا کہ **بیت** یا دھین ہمکو بھی رنگا رنگ بزم آرائیان + لیکن اب نقش و نگار طاق نسیان ہوگئین + کسی نے کہا کہ **فرد** مجھے اب دیکھکر ابر شفق آلودہ یاد آیا + کہ فرقت مین تری آتش برستی تھی گلستان پر + ایک بولا کہ **مطلع** گلشن مین بند و بست برنگ دگر ہے آج + قمری کا طوق حلقہ بیرون در ہے آج + کسی کی زبان پر تھا کہ **شعر** باغ مین مجکو نہ بلوا ورنہ میرے حال پر + ہر گل تر اک چشم خون فشان ہوجائیگا + یہ رنگ جو **ظلمات** نے دیکھا نارگیل اس دشت بہارین پر سحر پڑھ کر کھینچ مارا اس نارگیل سے ایسی سیاہی نکلی کہ یکایک تمام ارض وغیرہ کالا ہوگیا اور وہ مقام دلکشا نزہت انتما نظر مردم سے پوشیدہ ہوا سب کے حواس بجا ہوے ملکہ **حنا** نے ایک سحر یہ حال دیکھکر ایسا پڑھا کہ بے اختیار ہنسی آئی اور دہن تنگ کے کھلتے ہی ایک برق چمکی وہ بجلی بلند ہوکر جب اُس تاریکی مین گئی فوراً روشنی ہوگئی اور وہ تاریکی گھٹا بنکر لشکر **ظلمات** کی طرف چلی اُسنے یہ دیکھکر ایک قہقہہ مارا اسکے منہ سے کہ مشرق آفتاب سخن تھا پُروا ہوا پیدا ہوکر وزان ہوئی اور اُس گھٹا کو گھیر کر چمنستان حنا پر لے گئی اور اس گھٹا سے پانی برسنے لگا جس تختہ گلشن پر وہ پانی پڑا سارا تختہ جل گیا پھر تو تیغ سحر پکڑ کر **ظلمات حنا** پر جا پڑی اور چمنستان کے جلنے سے لشکری بھی ہوشیار ہوگئے تھے انکو بھی حکم دیا کہ محاصرہ لشکر حریف کرو بموجب حکم ساحران لشکر اور جادوگرنیان نارنج و ترنج لیکر حملہ آور ہوئین

جنگ

ملکہ حنا بھی فوج سے لینا لینا کہکر چلی ایک طرف سے **مہرخ** مع لشکر آپڑی گھمسان کی مار ہونے لگی لیکن **ظلمات** نے قریب پہونچ کر تیغۂ سحر برسر حنا لگایا اُس کمان ابرو نے افسون پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوکر تیغہ سے لپٹ گیا اُس نے سحر کرکے پنجہ کو جلایا اور پھر وار کیا حنا نے پھر دستک دی کہ سپرین سحر کی سر پر آگئین تلوار اسکی سپرون پر آکر رُکی اُسوقت حنا نعرہ زن ہوئی کہ خبردار ادبکا تہ یہ نرکہنا آگاہ نہ کیا یہ نعرہ کرکے وہی ناریل گنبد سامری کا کمر سے نکالکر اُسکی پیشانی پر لگایا اُسنے ہزارہا سحر اس کے روکنے کو پڑھے مگر وہ ناریل نہ رُکا اور ماتھے پر جو بیٹھا کھوپڑی توڑکر نکلگیا بھیجا اُسکا سر سے نکلکر دور گرا اور وہ بھی چرخ کھا کر گری اور تڑپ کر ہلاک ہوئی ایک شور قیامت خیز مرنے سے اسکے برپا ہوا اور صدا آئی ہزار افسوس **ملکہ ظلمات** کی باغ زندگی پر خزان آگئی عین موسم شباب مین وہ گل رعنا مرجھا گئی غرض پیر سحر کے روتے پیٹتے جانب شاہ جادوان چلے اور تاریکی اسکے سحر کی لشکر **بہار** پر سے دفع ہوئی لشکر نے اسکے جو مرنا اپنی ملکہ کا دیکھا مرنا گوارا کیا اور جی توڑکر لڑنے لگے اُسوقت **بہار و حنا و مہرخ** نے تین طرف سے حملہ کیا برف باری اور آتشباری شروع ہوئی برق سحر خرمن ہستی کو جلانے لگی کشت حیات پر آفت آنے لگی صرصر فنا چلنے لگی نوجوانان کی حسرت مثل تخم پاشی خاک مین ملنے لگی تلوار کے سامنے دانائی کام نہ آئی لاکھ طرح سے تردد کیا جنگ پر خوب جمے اور تلے لیکن جانبر نہ ہوسکے بچنہ کار سب کٹ گئے نحیف دھان پان کیسے کڑیل جوان پامال سم اسپان تھے روبروئے سیف تشنہ لنگ مردمیدان تھے فوج دشمن کی کھیتی کیونکر ہری ہوتی کہ دہقان نے اسکے حاصل قضا کو قبولیت لکھدی تھی کچھ ہی دیر مین ہلچل اُس لشکر مین پڑگئی برفباری سے کشت لشکر پر پالا پڑگیا ایک سمت سے **بہار** نے لالہ زار سحر کرکے ہزارہا کو دیوانہ بنایا ایک جانب سے **حنا** نے برسات کا موسم ظاہر کرکے حریف کو مثل ربیع قلم کیا اور لسان حریف زمین مین بویا ایک طرف سے **مہرخ** نے سحر رنگ رنگ انواع و اقسام کے کرکے ہزارہا کو مارا جب سحر سے دشمن عاجز ہوے غازیوں نے زیر تیغ بیدریغ رکھدیا یہ ہنگامہ تھا کہ **نظم**

انھیں ظلمات اندوہگین کے
ہوئین صورت تختۂ گل قلم
کہین سحر کا بحر تھا موجزن
چمکتی تھی بجلی برستے تھے سانپ
چمکتی کہین برق شمشیر تیز
دلاور پڑے تھے بہت سرنگون

جو تھین نازنینان و زہرہ جبین
وہ پیرون کا غل اور وہ باجونکا شور
کوئی خرمن جان پہ آتش فگن
کڑکنا کمانون کا مانند رعد
کہین خنجر جانستان شعلہ ریز
غرض دو پہر مین یہ تھا حال وان

وہ سب گلعذاران زیبا صنم
یقین تھا کہ آٹھ بیٹھین اہل نشور
پڑھنت ہوتی تھی اور منتر کی جاپ
برسنا وہ تیرون کا پھر اسکے بعد
روان تھا ہر اک سمت سے بحر خون
نہ لشکر نہ ظلمات تیرہ روان

بہت سے ساحر اسیر ہوے اور ہزارون تہ شمشیر ہوے جو بچے جان بچاکے گئے جب مطلع صاف ہوا حنا سے **مہرخ و بہار** ملین اور شکریہ بادشاہ **کوکب** کا ادا کیا پھر اس سے استدعا کی کہ لشکر مین چلکر کچھ دیر استراحت فرمایئے اُسنے کہا کہ **افراسیاب** خبر قتل معشوقہ سُنکر آئیگا بکھیڑا مچائیگا اسوقت شاہ **کوکب** کو بھی آنا پڑیگا پھر یہان ٹھہر کر جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ ہے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے لشکر مین جایئے اور مین اپنے گھر جاؤن بادشاہ **کوکب** میرے منتظر ہونگے یہ تقریر اسکی اُن لوگون کو پسند آئی اور اسکو رخصت کرکے مع لشکر مراجعت

فرمائی یہ سب تو اس طرف پھرے مگر شاہ جادوان انتظار مین اپنی محبوبہ کے باغ سیب مین بھی نہ گیا تھا لشکر مین اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ دفعتہ کچھ طائر سحر کے زمین پر آکر لوٹنے لگے اور ساحر بنکر بصد گریہ و بکا ماجرائے قتل ظلمات زبان پر لائے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر نعرہ آہ مارا اور گریبان تا بدامن چاک کیا تاج زمین پر پٹکا ارکین سلطنت نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا ہر سمت شور گریہ برپا ہوا نالہ و شیون سے گیتی خانہ ماتم تھی ہر چشم پرنم تھی دود آہ اسقدر بلند تھا کہ سقف آسمان نیلی کالی نظر آتی دنیا اندھیر ہوئی تھی اس عرصہ مین فوج بقیۃ السیف بھاگی ہوئی روبروے شاہ آئی بادشاہ اپنے وزیرون اور اعیان مملکت کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اسی دشت مین جہان رن پڑا تھا ہر ایک بے گور و کفن پڑا تھا پہونچا اور پکارا کہ لے آہوئے چشم تو کس جگہ نخچیر کی ہوئی پڑی ہے کہان تیری رعنائی و زیبائی خاک مین ملی ہے لے ماہ تو کس ابر غم مین پنہان ہے لے میری ہوا خواہ تو کہان ہے افسوس تو مجکو جواب نہین دیتی ہے لے مالک جان و دل میری جان وتاب وتوان کا حساب نہین دیتی یہ کہتا ہوا لاش پر معشوقہ کی پہونچا دیکھا تو چاند پر خاک پڑی ہے زلف مشکسا پر خاک مین اٹی ہے چشم حسرت آلود مین سرمہ خاک گور لگا ہے مسی کے بدلے لب پر ایک زہر مرگ سے نیلا ہے حنا خون کی دست و پا مین لگی ہے موت طوق بنکر گلوگیر ہوئی ہے چادر خاک اوڑھے دامن خاک سے منھ چھپائے غرق لباس سے شہانی پوشاک زیب قامت فرمائے دولھن بنی ہوئی وہ سہاگن پڑی ہے اشک خونین کی طرح لہو کی بوندین رخسار پر ماتھے سے بہی ہین موتی کے سہرے کی جیرے پر لڑی ہے تنگ کو کھ نیا سراپا سے سہاگن ٹھنڈی ہے نہ دودھون نہائی ہے نہ پوتون پھلی ہے صرف خون مین ڈوبی ہے بادشاہ اسکے جسم خون آلود سے لپٹ گیا اور رخسار پر رخسار اپنا رکھکر پکارا کہ اے صاحب ایسا سوئی ہو کہ تن بدن کا بھی ہوش نہین اپنے شیدا کی محبت کا جوش نہین لے شرم و حیا دکھانے والی لوگ آتے جاتے ہین تن اپنا دھانکو لے صاحب ہاتھا پائی کرنے مین ہانپ جانا پھر شرما کے نیچی نظرین کرلو پھر جھجک کر گلے سے لپٹو پھر ہمسے روٹھو اپنا ماتھا کوٹو ہائے وہ دور ناز و غمزہ کدھر گیا اس چاند سی تصویر کو کون خون مین بھر گیا اے میری پیاری اس جنگل کی فضا تمکو بھاگئی شب وصل مین جاگی تھین جو ایسی نیند آگئی ہائے کون سی نظر بد تھین کھاگئی تخت سلطنت تمھارے بغیر سونا پڑا ہے ارکان دولت مین رونا پیٹنا پڑا ہوا ہے سب مجرائی کو واسطے تسلیم کے حاضر ہین تمھارے برآمد ہونے کے منتظر ہین لے صاحب نذرین اٹھالو خلعت سرفرازی دو اے دلدار مین تجکو اب کہان پاؤنگا اور کس کس ادا کو تیرے دل مضطر سے بھلاؤنگا

ابیات

لحاظ آمیز باتین بھولی بھولی
وہ بچنا ہر طرح کی آرزو سے
نہونے پائے لب لذت چشیدہ
کنارہ قبر سے ہے تو ہم آغوش
طبیعت کو سنبھالین آپ فتنہ

خفا ہونا اگر ہمراز بولی
زبان ساکت رہی عرض ہوس سے
تنا رہ گئی دامن کشیدہ
یہ دیکھا جب ہر اک نے حال شہ کا
نہین بنتا بیون کا وقت اے شاہ

وہ رونا کچھ مرذن کی گفتگو سے
کہ نکلی روح قالب کے قفس سے
ہوا اچھی طرح تجھ سے نہ ہمدوش
کہا دستور نے اے شاہ والا
چلین حضرت لے آتے ہین انھین ہم

ہوا اتنا فراغ شاہ برہم | غرض جب گھر مین آیا وہ سلطان | ہوے سب جمع خویش و اقربا وان
اٹھائی لاش اُس گلرو کی جس دم | گریبان چاک تھے برپا تھا ماتم | حجاب خاک مین سوئی وہ دلآرا
کیا مدفن جواہر کار تیار

شاہ جادوان نے ایک نامہ اس سانحہ جانگزا کا ملکہ تاریک کو لکھا اور سیاہ طائر بزور سحر بنا کر اسکے گلے مین باندھ کر روانہ کیا طائر روتا ہوا جمشیدی الاؤ پر گیا تاریک نے نامہ اس سے لیکر جب پڑھا رونے لگی اور جواب لکھا کہ اے بادشاہ مین وابستہ اس امر کی ہون کہ حجرۂ دوم منجملہ حجرہ ہاے ہفت بلا کے مالکہ ہون اور وہ حجرہ جبتک نذر بھینٹ دیکر کھولا نہ جاے بلا اسکے لڑنے نہ جائیگی اگر جاسے گی تو آئین طلسم مین فرق آئیگا فی الجملہ اسی سبب سے میرا آنا ہو نہین سکتا ورنہ اس خون کا قصاص لیا لیتی کہ ہر ایک دیکھ لیتا جگر رجاتا اب تم صبر کرو مین تجویز کرکے کسی اپنے شاگرد کو کچھ دلون مین بھیجون گی یہ جواب طائر نے بادشاہ کو پہونچایا وہ خاموش ہو رہا اور از بسکہ مدت سے فریفتۂ جمال ظلمات تھا اور وصل وہ ملکہ قبول نہ کرتی تھی اب مراد برآئی تھی لبس جدائی اسکی بہت شاق گذری اور اہل دربار سے شکایت کی کہ دیکھو پھر یہ سانحۂ عظیم تر گذرا لیکن ملکہ حیرت نے جھوٹون بھی مجکو نہ پوچھا کہ تم کیسے ہو کیا بادشاہون کے محل نہین ہوتے ہین پھر اُسکا رشک ایسا کرتے ہین کہ اپنے وارث کے دشمن بن جاتے ہین وزیرون نے کہا واقع مین یہ انکی نادانی ہے اب حضور انکی خطا معاف کرین یہ کلمات تو بادشاہ سے کہے اور مخفی ملکہ مذکور کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ تمکو لازم ہے کہ نامہ مشتمل عذر لکھ بھیجو حیرت مرگ ظلمات کی خبر سنکر خرسند ہوئی تھی کہ عرضی اعیان سلطنت کی پہونچی اس نے مناسب سمجھ کر نامہ لکھا کہ اے بادشاہ مجکو نہایت صدمہ آپ کی معشوقہ کے مرنے کا ہوا قسم ہے سامری کی کہ مین اُن کے آنے سے ناراض نہوئی تھی بلکہ اتفاقیہ یہ امر ہوا کہ حضور سے اسوقت کج بحثی ہوگئی اب مین اس فعل پر نادم ہون اور دعا کرتی ہون کہ رنج خاطر شریف دور ہو دوست شاد دشمن پامال رہین ملازم خوشحال اور آپ با اقبال رہین یہ نامہ زمرد جادو لیکر آئی بادشاہ کو نذر دی گردپھری اور نامہ دیکر کہا ملکہ نے رو رو کر جل تھل بھرے مین یہی کہتی ہین کہ میرے وارث کو سامری اس صدمۂ جانکاہ سے بچالے اور مجھسے چلتے چلتے کہدیا تھا کہ میری طرف سے بہت سمجھانا میری جان کی قسم دلانا ملے بادشاہ چلیے ملکہ پاس اور انھین منا لایئے شاہ طلسم نے فرمایا کہ وہ میری جان و مال کی مالک ہے سوا اسکے کون میری دلداری کریگا یہ کہہ کر وہان سے اُسی باغ مین کہ جہان حیرت فروکش تھی آیا کنیزون نے تسلیم کی انیسان ملکہ نے بلائین لین ملکہ موصوفہ بادشاہ کی صورت دیکھ کر رونے لگی بادشاہ نے اشک اپنے ہاتھ سے پاک کیے ملکہ نے ہاتھ ہٹادیا اور کہا چلو مین ایسے چھلاسون مین نہین آتی وہی مثل ہے کہ جب آنکھین ہوئین چار دلمین آیا پیار آنکھین ہوئین اوٹ دلمین پڑی کھوٹ آجتک نہ پوچھا کہ تم پر کیا گذری جب رنڈی بازی سے فرصت ملی تو یہان آئے مین ایسی اُلفت سے درگذری انیسون نے یہ کلام سنکر کہا اے شہزادی یہ تمھاری بیکار کی لڑائی ہے لے بیوی رہتا پانی رہ گیا اور بہتا پانی بہ گیا اب اُن باتون کا ذکر کیا شہنشاہ خود رنجیدہ خاطر ہین ہمارے سر کی قسم انکی دلجوئی کرو شاہ جادوان نے انیسون سے خطاب کیا کہ

جمشید کی قسم مین ان کی انکھین بالون سے گھبراتا ہون جب دیکھیے تب جلی کٹی کرتی ہین انیس نے کہا اے میان نازک نازبردار سے اور سودا کر خریدار سے مثل چلی آتی ہے دوسرے یہ کہ آخر بیوی ہین کوئی ہاتھ پکڑی تو ہین نہین پھر رنڈی منڈی سے چلینگی نہین کہ گھر برباد ہوتا ہے آپ کو مناسب ہے کہ ملکہ کو گلے لگا لیجیے بادشاہ نے ہاتھ پھیلا کر بڑھا ملکہ نے اس انیس کی طرف تیوری چڑھا کر کہا کہ خوب تو نے مجکو خیلا بنایا ہے تو آپ بادشاہ پر مرتی ہے کہ حسرت مین بھری ہے گلے سے کیون نہین لپٹتی ہے انیس نے کہا چلو مین ہی مستانی سہی کیا کرون تمھین کو گلے ملتے دیکھو تو قصور معاف مین ہی تو رو یا کرتی تھی اے بیوی بس باتین نہ بناؤ لو آؤ گلے سے مل جاؤ یہ کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچی اور بادشاہ کے قریب کر دیا اُسنے آغوش محبت مین لیا ملکہ نے غصہ ہو کر کہا کہ اے مردے میرا ہاتھ دُکھا جاتا ہے کچھ تیری شامت آئی واہ مجکو یہ ہنسی نہین بھاتی ہے لو اور رہو پچلے کی خوبی دیکھو ملکہ کا بکنا کسی نے نہ سُنا گلے لگا کر ایک بوسہ رخسار نازک کا لیا پھر تو ملکہ نے خوب اپنے دل کا حوصلہ نکالا اور گلے اور شکوون کا دفتر کھولا نظم

مبارک ہو جو بھا یا خوب بھایا
بلا سے گو پھرون مین خوار و مضطر
کسی کے دل پہ مین حاکم نہین ہون
کہ جب چاہا گلے آکر لگایا
مناسب ہے کہ مر جاؤن اسی دم
یقین تھا اُسکو ہو بجائے جگر پر
مین صدقے ہوش کیون کھوتی ہو جانی
طبیعت کو نہین پہچانتی ہو
بہم زاری رہی تا دیر باقی

مزا اچھا کوئی دل مین سمایا
بیاس عشق چھوڑا مجکو تنہا
بلا سے ہو تمھاری میرا اگر خون
کبھی تم سے تعلق اب نہ ہوگا
کہ پھر باہم نہون تا حشر ہم تم
وہین سلطان نے روکا ہو کے بیتاب
ابھی دیکھو بہار لو جوانی
یہ کہکر بس گلے سے اسکو لپٹا
پھر اسکے بعد بدلا رنگ ساقی

مبارک آپکو ہو آپکا گھر
اجی اچھا کیا اس سے مجھے کیا
بنایا تم نے مجکو فاحشہ کیا
زیادہ اور اس سے اب کہون کیا
یہ کہکر اک نکالا اسنے خنجر
کہا اس سے کہ سُن لے رشک مہتاب
مجھے دشمن تم اپنا جانتی ہو
بہایا اشک کا آنکھون سے دریا

غرض دونون مین اتفاق ہوا دور دلون سے نفاق ہوا انجمن عشرت مرتب ہوئی دور ساغر چلنے لگا خلوت مین وصل کا ڈھنگ جما پھر بادشاہ اپنے ساتھ سوار کر کے لشکر کی بارگاہ مین لایا اور سریر جہانبانی پر بٹھایا تاج حکمرانی سر پر رکھا اہل دربار نے نذرین دین مبارکباد کی صدا بلند ہوئی منادی نے ندا کی کہ ملکہ حیرت پھر حاکم طلسم ہوئین ہر سمت خوشی پھیلی ابیات

اکندر سے سرور قلب سلطان
کثرت سے تمام بند ستے
سب کہتے تھے تاج ہو مبارک
دریا تھا کہ موج مارتا تھا
آغاز نمایشان یقین موجود
طاؤس نمط چمن مین رقصان

تھا چرخ خوشی سے سر پہ رقصان
پی کر مے خرمی کا کاسا
کشور کا خراج ہو مبارک
رقاصون کا کھینچ کے ہاتھ اُٹھانا
آواز تھی ان کی لحن داؤد

اُمڈا ہوا شہر خرمی سے
گلشن سے نسیم آئی اُس جا
جو لب تھا وہ نغمہ آشنا تھا
قابو مین دونون کا کھینچ کے آنا
ہر سمت وہ انجمن مین رقصان

جب اُس جلسۂ عشرت سے فرصت ہوئی بادشاہ نے جہانگیر کو خطاب

کہ لے مہمان عزیز مین باغ سیب مین جاتا ہون آپکا کیا ارادہ ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ ملک گیری کا ہے آپنے بیکار روک رکھا مین ابتک کئی ملک فتح کر چکتا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اب تیاری کیجیے مین بھی آپکے ہمراہ چلونگا یہ سننا تھا کہ شہزادہ موصوف نے طبل سفر بجوایا لشکر ساحران و بہادران تیار ہونے لگا۔ پلٹنین رسالے کوچ کر گئے پیش خیمہ لد گیا شہزادے نے ملک خورشید کو جانب ملک خورشید روانہ کیا کہ انتظام ملک قدیم کرین اور آپ سمت طلسم نور افشان توسن عزم کو جولان کیا مگر شاہ جادوان وہان سے باغ سیب مین آیا اور کچھ افسون زبان پر لایا زمین باغ ایک مقام پر شق ہوئی ایک ساحر غدار تیرہ روزگار نہایت درجہ کا ستمگار شیرین ببر سوار نام وہان سے نکلکر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لشکر تھوڑا سا لیکر فوج مین ملکہ مہرخ کے جاؤ اور نمک حرامون کا کام تمام کرو ساحر مذکور اپنے مقام پر یہ حکم سنکر گیا حال اسکا عرض کیا جائیگا بعد جانے اس ساحر کے بادشاہ نے ایک طائر سحر روانہ کیا کہ ملکہ صنعت وزیرہ کو بلا لا طائر روانہ ہوا حال اس ساحرہ کا لکھا گیا کہ گنبد سحر کے عقب مین لشکر لیے اُتری رہتی ہے اور لڑنے وہان سے آتی ہے پھر چلی جاتی ہے کیونکہ ملک بھی اُسکا اسی سمت ہے اسکا انتظام رکھتی ہے سو وقت طائر نے جا کر حکم بادشاہ اُسکو سنایا اسی وقت حاضر خدمت ہوئی بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے کہا میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ ان باغیون کو ابھی قتل کرون یا اپنی جان دون ملکہ مذکور بولی کہ تیری جوتی رنج کرے اگر تو کہے تو اے بادشاہ ابھی طبقہ اُلٹ دون مین تیرے قربان تو حکم تو دے بادشاہ نے کہا اچھا تم طلسم مین جا کر ایسی جگہ پر بارگاہ آراستہ کرو کہ جہان سے کچھ سیر تماشا نظر آئے مین دو گھڑی وہین دل بہلاؤن مجکو ملکہ ظلمات بہت یاد آتی ہین وزیرہ نے کہا بہت خوب ابھی سب سامان ہوا جاتا ہے یہ کہکر وہان سے اُڑی اور اپنے لشکر مین آ کر ایک بارگاہ اور چند خیمہ اژدران سحر پر بار کرا کر روانہ ہوئی ارباب نشاط اور ملازمون کو حکم دیتی گئی کہ کنارے دریاے خون روان کے دامن کوہ مین سامان عشرت لیکر حاضر ہو چنانچہ یہ ایک مقام پر سبزہ زار مین پہونچکر ٹھہری بارگاہ استادہ کرائی اور جملہ اسباب عیش مہیا کرکے منتظر بادشاہ طلسم ٹھہری اس طرف بادشاہ باغ سیب سے پھر کر لشکر مین آیا اور شہزادہ جہانگیر باتوقیر سے فرمایا کہ آپ کوچ فرمائیے سامری و جمشید کے سپرد کیا یہ کہکر دو تیلے سحر کے بلائے اور اُنکو حکم دیا کہ ہمراہ رکاب اس شہزادہ کے جاؤ اور میرے طلسم کی راہ بتا کر سرحد طلسم نور افشان پر جو گنبد بنا ہے وہان پہونچاؤ اور شہزادے سے کہا کہ اُس گنبد پر پہونچکر جیسا کچھ تیلے کی زبانی سُنا ہے اسپر عمل کرنا اور وقت مشکل مجکو بھی اُسی مقام پر پہونچا جانا یقین فتح کرنا طلسم نور افشان کا مبارک ہو سدھارو شہزادہ نے یہ سنکر تسلیم کی بادشاہ نے خلعت دیا یہ شہسوار عرصہ شجاعت مرکب پر سوار ہوا چابک عیار رکاب تھام کر ساتھ چلا ہمراہ بارہ لاکھ سوارون اور ساحرون کا لشکر ہوا طول ہر جگہ دینا بُرا ہے یہ شہزادہ بڑے احتشام اور تمکنت سے جانب طلسم نور افشان جاتا ہے اُسکا آئندہ انشاء اللہ حال ترقیم ہوگا اور تتمہ داستان اور مقام کی گذارش کی جاتی ہے

داستان آنا شیرین ببر سوار کا اور گرفتار ہونا لشکر مہرخ نامدار کا پھر قتل کرنا اس نابکار کو

عمرو عیار کا اور قید کرنا عمرو کو باغبان قدرت وزیر بدکردار کا اور رہا کرنا اُسکو زوجۂ باغبان گلچین گلعذار کا اور ناراض ہونا افراسیاب غدار کا اس وفادار سے اور اندھا کرنا وزیر مذکور کو پھر گرفتار کرنا عمرو کو اور آنا بہر رہائی خواجہ عمرو بران ماہ رخسار کا اور قید ہونا عمرو کا برج غضب مین اور آنا مجمر آتش زبان جادو کا مقابلہ مہرخ مین اور قتل کرنا برق کا اُس زشت خصال کو پھر جانا جانب کوہ نیلم شاہ مکار کا المؤلفہ

مقفل کیون ہے یہ میخانہ ساقی
زبان تر ہو ذرا پھر جام لانا
بہار آئی ہے تو یہ کورٹی ہے
یہی رندون کے دلکی دل لگی ہے
رہے ہردم لگا لب سے مرے جام
بہار آئی ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہے
بنا ہے میکدہ سارا گلستان
گل رنگین گلشن کی کلی ہے
صدا شیشون سے جو آتی ہے قلقل
بشکل نہر ہے موج مے ناب
بہار عمر کیفیت ذرا دے
سرور افزا پلا دے مے کا اک جام
ملے گر دخت رز کا خون رنگین
شراب تند سے لبریز ہو جام
قلم سے رزم کا مضمون ٹپکے
ذرا پھر معرکہ سنج بیان ہو

نہین کیا بادۂ خوشرنگ باقی
بہار عمر ہین معشوق و ساغر
کہین اگلی بھی اُلفت چھوٹتی ہے
ہوا ہے دل کو عشق دخت قاضی
وہ بیخود ہون کہ دنیا سے نہین کام
دل پرخون ہے رنگین صورت باغ
رخ ساقی برنگ گل ہے تابان
خط ساغر ہے مثل سنبل تر
چہکتا باغ مین گویا ہے بلبل
نہال باغ کی جیسے بڑھے شاخ
لبون سے جام رنگین کو ملا دے
جو ارجانی مجھے دے ساغر مل
لکھون مین ساقیا مضمون رنگین
کہ مثل دورۂ ساغر عدو کو
برنگ چشم ساغر خون ٹپکے
خبرداران الفاظ و معانی

نہ سوجھی ایسی رندون کو سُنانا
کرون مین ترک تو یہ ہسکو کیونکر
محبت دختر رز سے بڑھی ہے
طبیعت شیشہ و خم سے ہے راضی
ہوائے شوق کی چھائی گھٹا ہے
بشکل لالۂ احمر ہے ہر داغ
دل رندان مین جتنی بیکلی ہے
صراحی سرو کی صورت ہے یکسر
بط مے ساقیا ہے مثل سرخاب
بڑھین یون سمت شیشہ دست گستاخ
ہمیشہ ساقیا تیرا رہے نام
کرون مین نغمہ سنجی مثل بلبل
مگر اے ساقیا دلدار خودکام
رہے گردش ہمیشہ کینہ جو کو
روان لے جاکر تیغ زبان کو
چنین دانند راہ خوش بیانی

شرمہ کشان دیدۂ انجام بین و نور افزایان چشم مروت آگین زندانیان سر حلقۂ سلاسل ساحری و طوق پوشان زندانخانۂ حسرت و ناچاری دردمندان دیدۂ بے بصارت و جگر فگاران خنجر ظلم و مصیبت کحل الجواہر مضامین سے دیدۂ بے نور داستان کو یون نور افزا فرماتے ہین اور میل قلم سے چشم شاہد تحریر مین اس طرح سرمہ لگاتے ہین کہ بعد روانگی شہزادۂ جہانگیر ذی تدبیر افراسیاب خیمۂ صنعت پر تہ و زیر مین حیران و دلگیر آیا یاد کرکے اپنی معشوقہ

بے پیر کو رو یا پیٹا چلایا خیمہ کے پردے اُٹھوا دیے ایک طرف دریا دوسری جانب دامن کوہ صحراے سبز و مطلا دیکھ کر اور زیادہ وہ محبوبہ یاد آئی اُسوقت اسکا یہ حال تھا **نظم**

اشک آنکھون مین رنگ رخ پریدہ
بستر پر پڑا تھا بیخود و زار
منھ ڈھانپ کے چپکے چپکے رونا

ہر وقت نئے نئے تصور
حسرت سے نگاہ سوے کہسار

تصویر خیال پیش دیدہ
ہر وقت نئے نئے تفکر
کوئی کہے ملتفت نہ ہونا

ملکہ صنعت نے جو افراسیاب کی یہ کیفیت دیکھی بادشاہ کی بلائین لین اور کہا مین تیرے واری ہزارون معشوقین طلسم مین ہین تو کہہ تو ابھی حاضر خدمت ہون تیری بلا رنج کرے یہ کہکر قسمین دیکر بستر غم سے اُٹھایا سامان عشرت مہیا ہو چکا تھا رقاصون کو حکم ناچنے کا دیا ساقی کو ایما کیا کہ اُسنے جام بادۂ رنگین بادشاہ کو پلایا غرض جلسۂ مسرت شروع ہوا یہ تو اس مقام پر مصروف نشاط و مسرت ہے مگر **شیرین** بیر سوار جو اپنے مقام پر آیا یہ بھی طلسم کے ایک قلعہ کا مالک ہے اسین بارہ ہزار ساحر کا لشکر ہے اُس فوج کو اسنے طیار کرایا ساحر اژدر سحر اور طائرون پر چڑھکر چلے ڈہرو بجے ناقوس پھنکے **شیرین** نے بھی جھولا سحر کا گردن مین ڈالا اسکے پاس ایک نیا تحفہ جات طلسم مین سے ہے اور ایک لوح اور ایک انگیٹھی ہے تاثیران اشیا کی یہ ہے کہ اگر تو بنے مین خاک بھر کر یہ اُڑائے تو تمام لشکر حریف کا غافل ہو جائے اور جو یہ کہے بجا لائے اور انگیٹھی کا دھوان جس مقام پر بلند ہو کیسا ہی کوئی عیار ہو اسکے پاس نہ آسکے اور اگر آئے تو اندھا ہو جائے اور لوح کا یہ اثر ہے کہ جو عیار جس صورت سے اسکے سامنے آئے لوح پر نام آنے والے کا نقش ہو جائے چنانچہ ان اشیاء عمدہ کو اُسنے خزانہ سے نکلوا کر اپنی جھولی مین رکھا اور اژدر سحر پر سوار ہوا آندھیان اُٹھین بگولے پیچ و تاب کھانے لگے بارہ ہزار ساحر اُسکے ہمراہ روانہ ہوے سیر سحر کے غل مچاتے تھے شور روانگی لشکر سے زمین و زمان مین تہلکہ تھا کہ **نظم**

ہوئی گو گل کی پیدا ہر طرف لو
بجا ڈہرو کیا بیرون نے پھر غل
گھٹا جادو کی کالی کالی آئی

زمین سے خاک اُڑی اُٹھے بگولے
اندھیر اچھا گیا پھر بے تامل

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو
بگولون سے ہزارون دیو نکلے
چمک پیدا ہوئی پھر بجلیون کی

اسی صورت سے یہ بوم صحراے ساحری وجغد ویرانہ ستمگری دریاے خون رواں کے پار اتر کر قریب لشکر **حیرت** ستمگر پہونچا وہ بارگاہ مین تخت پر جلوہ گستر تھی خبر آمد اس خود سر کی سنی استقبال کر کر بلوایا لشکر اسکا اُتروایا وہ سامنے ملکہ کے جب آیا نذر دی خلعت پایا اسوقت ملکہ پاس ایک چیلا عریضہ **صنعت** لایا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ شہنشاہ متصل دریا دامن کوہ عجائب مین خیمہ استادہ کرا کر آرام پذیر ہین مگر رنج فراق معشوقہ سے دلگیر ہین پس تم اپنے شمع رخسار سے تیرگی غم آکر دور کرو مزاج ہمایون شاہ مسرور کرو یہ عرضی پڑھکر بادشاہ پاس چلنے کا اُسنے سامان کیا اور سوچی کہ ابھی تازہ تر ملال قتل معشوقہ کا بادشاہ کو ہے اسکا رشک نہ کرنا چاہیے کیونکہ طبیعت پر کسی کا اجارہ نہین اب یہ غم رفتہ رفتہ برطرف ہوگا دلجوئی تجکو کرنا لازم ہے غرضکہ **شیرین** سے بروقت چلنے کے کہا مین شہنشاہ پاس جاتی ہون تمکو جو حکم ہو وہ عمل مین لانا اُسنے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجائیے مین بھی بعنایت خداوند سامری سب نمک حرامون کو گرفتار کرکے لاتا ہون اور لشکر دشمن مین جاتا ہون ملکہ یہ سُنکر علحدہ گئی اور حمام کرکے لباس و زیور سے

اپنے جسم کو خوب آراستہ کیا اور بناؤ سنگار کرکے چند کنیزون کو ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور شاہ جادوان پاس آئی اور
اپنے غمزہ و ناز و ادائے مستانہ و دلفریب سے پہلوے شاہ مین بیٹھکر دل اسکا لبھانے لگی ادھر بعد اُس کے جانے کے شیرین
اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور تھوڑی دیر آرام کرکے اسباب سحر کو درست کیا پھر اژدر آتشبار پر سوار ہوکر تنہا جانب لشکر
ملکہ مہرخ چلا یہان ملکہ مذکور مع بہار وغیرہ کے ملکہ حنا سے مرخص ہوکر اپنے لشکر مین آئی تھی اور لشکر نے بھی کمر
کھولی تھی آسودہ ہوا تھا ملکہ دربار مین سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی عیار بھی صحرا سے بارگاہ مین آئے تھے لیکن عمرو
نہ آیا تھا اُسکو شاہ کوکب نے پنجہ بھیجکر صحرا سے اُٹھوا لیا تھا یعنی جب حنا بلخ و فیروزی سامنے شاہ موصوف کے
آئی بادشاہ نے پنجہ بھیجکر خواجہ کو بھی بلوایا اور پنجہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو بران پاس پہونچادے پنجہ خواجہ کو
بران پاس لایا اس جگہ بعشرت تمام بیٹھے اور قران درۂ کوہ مین آکر مسکن گزین ہوا برق بارگاہ مین آکر
کرسی پر بیٹھا اور ضرغام لشکر مین برائے حفاظت پھرنے لگا اور جانسوز برائے جاسوسی لشکر حریف مین گیا چنانچہ
جب شیرین لشکر اسلامیان کی طرف چلا تو اسنے اُس سے پہلے بارگاہ مین آکر مہرخ کو اطلاع دی ملکہ خبر آمد ساحر
سُنکر گھبرائی اسی اثنا مین خبر آئی کہ وہ ساحر داخل لشکر ہوا ملکہ مذکور نے ناچار ساحر پیشوائی کو بھیجے شیرین ہر ایک
چین بجبین رہا کسی سے کلام نہ کیا اور نہ کسی کا اُسنے سلام لیا لشکر کو بنظر تیز و نگاہ ستیز دیکھا اور حشمت و جلال لشکر
دیکھکر گردن برائے استعجاب ہلاتا کہ ان باغیون نے بھی بڑی جمعیت مقابل شہنشاہ پیدا کی ہے اور یہ شان و شوکت
ہویدا کی ہے کہ لاکھون کا لشکر اُترا ہوا ہے ہزارون بارگاہ استادہ ہے وہ کون ایسا سامان ہے جو نہین مہیا ہے
غرضکہ اسی آتش عناد و عشرت مین جلتا یہ ناری دربارگاہ دارالامارہ پر پہونچا یہان کا جو سامان دیکھا اور بھی جلکر
کباب ہوگیا کہ سواریان سردارون کی اور لوازم وغیرہ حاضر ہین پالکیان کارندارون کی حاضر اور سرگرم انتظام
ساحر ہین لشکر کی کیفیت اور اس مقام کی زینت بیان کرنے سے طول ہوگا مختصر یہ کہ اندر بارگاہ کے یہ در آیا اس جگہ
لوائے شوکت مہرخ سربلند پایا چہل ستون مین ہزار ہا ذگل جواہر کا گسترده ہے سرداران نامی و گرامی اسپر جلوہ فرما ہین
باہر چہل ستون کے بھی کرسیان یاقوت نگار بچھی ہین جادوگریان مطیع سرداران بیٹھی ہین خشت زرین آبریز تک جڑی ہین
زمین بارگاہ طلائی ہے کسی طرف بہار کی کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے استادہ ہین کسی جانب مخمور کے اہل عملہ
ہین کسی سمت دفتر کھلا ہے عرضیان گذرتی ہین کسی جا مستغیثون کا مجمع ہے بارگاہ کو شیشہ آلات و تصاویر سے
اس طرح آراستہ کیا ہے کہ واقع مین دولھن بنا دیا ہے مرد ہے لبسا دل فراش و خدمتگار کنا سے فرش کے حلقہ باندھے
دست لبستہ حاضر ہین قاعدہ ادب سے ماہر ہین مہرخ اورنگ آرائے مملکت ہی تاج کئی سو گنگو کا گوہر لعل سے
مرصع سر پر چتر قبائے شاہی جواہر در بر وزیر قامت پر عظمت ہے وہ رعب و داب ہے کہ روح کیقباد و منوچہر کا
زہرہ یہان آنے سے آب ہے خسروخاور یہ سحر تماشا کلتا ہے یہ نقشہ ہے نظم

ایسا ہے بلند پایہ اس کا
قیصر مین کہان یہ جاہ و اجلال

پابوس کو ہے جو سر خمیدہ
خاقان کو کہان یہ بخت و اقبال

خورشید فلک ہے سایہ اسکا
ہے پیر فلک کمر خمیدہ
رفعت مین جو دیکھے فریدون

حیران

حکمت مین جو دیکھیے فلاطون	خورشید جمال عالم افروز	ہے جسکا غلام بخت فیروز

یہ مرتبہ اسنے دیکھ کر سررشتۂ عقل ہاتھ سے کھویا اور از خود رعب مین آکر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے بھی بعنایت تمام آنکھون سے سلام لیا پنجۂ مژگان کو جنبش دیکر فرمایا کہ آیئے یہ کہکر ذنگل جو خالی بچھا تھا ادھر اشارہ کیا کہ یہ بیٹھا ملکہ نے ساقی کی جانب اشارہ کیا اسنے جام شراب اسکو دیا اسوقت اسکو ہوش آیا کہ مین بارادہ رزم آیا تھا نہ بارادۂ آشتی بس للکار کر مہرخ و بہار کی طرف خطاب کیا کہ اے فرقہ گمراہان و خودسران مین فرستادۂ شاہ جادوان آیا ہون پیام مرگ تمھارے لیے لایا ہون بڑے حیف کی بات ہے کہ شہنشاہ جس طلسم مین سریرآراے سلطنت ہون اس طلسم مین تم سریر جہانبانی پر بیٹھو سچ ہے بیت غضب یہ ہے کہ زاغ تیرہ صورت + کرے مسکن نشیمن پر ہما کے + کیون نہو جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہے اب جلد ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر چلو کہ خطا تمھاری شہنشاہ سے معاف کرادون ان باتون کا مہرخ وغیرہ نے کچھ جواب نہ دیا لیکن برق جو کرسی پر متمکن تھا اپنی جگہ سے اٹھا شیرزن تو جوش مین اپنے عتاب کر رہا تھا اسنے پشت پر سے حلقہاے کمند مارے اور اپنی طرف کھینچا کہ وہ ذنگل سے گرا اسوقت ایک شیر زمین سے نکلا اور نکلکر حربہ کیا برق نے جلد کمند ہاتھ سے چھوڑ دی اور جست کرکے بارگاہ کے نکل گیا شیرزن کو قعر زمین مین جاکر شیر نے اُگلا اسنے خنجر سحر سے حلقۂ کمند کاٹے اور زمین کے اندر اندر چلکر لشکر کے کنارے پہونچا اور طبقۂ ارض توڑ کر باہر نکلا اور اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیا کہ کمربندی کی جائے لشکری مسلح و مکمل ہونے لگے قرنا کا شور ہوا نفیر سحر بجی ساحر اور جادوگرنیان جھنڈیان ہاتھون مین لیکر اژدر اور طائر سحر پر سوار ہوئین تھالیان تیل کی لیے تھے سیندور کے ماتھے پر دیے ڈھیر جا منقل سلگی بڑی طیاری تھی کہ بموجب نظم

ہر اک بحقیقت ہر اک تیرہ فام	کہ ڈر جائے شیطان جو لون اُن کا نام	چلے اژدہون کو اُڑاتے ہوے
فسون سازیان سب دکھاتے ہوے	کسی نے ہوا مین جلائی تھی آگ	کسی نے دکھائی تھی منتر کی لاگ
وہ آتش سی منقل دہکتی ہوئی	وہ شعلون کی بجلی چمکتی ہوئی	کمانین کڑکتی ہوئی بے شمار
دہل زن دہل زن تھے آگے سوار	سوار اور پیادون کی جم غفیر	وہ آواز قرنا وہ شور نفیر

یہ خبر بہت جلد جاسوس نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ہوشیار ہو جایئے فوج دشمن قریب آئی ملکہ مذکورہ نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلدی جلدی تیاری ہوئی لڑنے والون نے کمر جنگ پر کسی شجاعت شعارون کے منھ پر سرخی آئی نامردون کے رخ پر اداسی چھائی شمشیر تیز دم کے جوہر کھلے جلادت کے دفتر کھلے ہر غول کا ساتھ بندھا انشاءاللہ مار لیا ہے بہادرون نے کہا نصرت نے ندا دی کہ انجام اچھا ہے یارون کی فتح ہے ایک طرف سے بہار تاج دلبری اور کلاہ سروری سر پر دیکر خیمہ سے نکلی گویا بہار جانب گلستان شجاعت چلی وہ اسکا سبزہ رنگ سبزۂ آغاز نوجوانون کو حسرت پامالی دلاتا گل بوستان خوبی رو پر شرے رخسار مرجھاتا لڑنے کو جو سینہ تان کر چلی تھی چھاتیون کی سرکشی جان لے لیتی تھی دشمنون کے حوصلے دلون سے ابھرنے نہ دیتی تھی بانکے کلائی پر ڈال کر قریب تخت سحر آئی غل ہوا کہ گلشن لشکر مین بہار آئی ایک طرف سے مخمور غصہ مین بھری بارگاہ سے نکلی آنکھین سرخ ساغر بادۂ احمر

متوالیون کی نگاہین اُسپر پھتین چہرہ فرط غضب سے تمتایا ہوا شراب حسن کا نشہ چھایا ہوا چھاتیان بریہی انجمن مزاج سے دوجام واژگون مستون کے دل جنپر خون گلوے نازک صراحی داربان کی سرخی سین اظہار جیسے شیشہ کی گردن مین بادۂ گلنار یہبی طاؤس پر بیٹھ کر بڑھی ایک جانب سے مشکین موے کاکل کشا زلف عنبرین سے دشت معنبر کرنے چلی تھی سنبلستان کو سودائی بنانا چاہتی تھی زلف کی ناگن رخسار پر لہرائی تھی غصہ سے روے زمین پر پسینہ تھا تو ناگن اوس چاٹنے آئی تھی عکس زلف جو سینہ پر پڑا تھا برج قلعۂ حسن پر ساحرون کا دھاوا تھا کہان تک گزارش ہو یہ سب جادوگرنیان طرحدار اپنی اپنی سواریون پر سوار ہو کر بڑھین مہرخ بھی تخت لیتا بڑھا کر چلی ڈنکے پر چوب پڑی نقیب للکارے مبارزون کے ہتیار چمکنے لگے ساحرون کے غول صف باندھ کر کچھ زمین پر ٹھہرے کچھ بروے ہوا گئے ہوائین سرد آئین طاؤس چنگھاڑے اژدہے پھنکارے سلحہ کی جھنکار گنبد گردون گردان کے پار ہوئی فوج کی گھما گھم سے قیامت آشکار ہوئی ابر آتے چاند سورج سحر کی روشنی دکھاتے آگ پتھر برس جاتے آفت عظیم برپا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

سیاہی نے گھیرا تھا سارا جہان
نشیب عدم کا زمین پر گمان

کبھی دشت تھا سرخ کالا کبھی
اندھیرا کبھی تھا اُجالا کبھی

نکلتا تھا سورج برستے تھے مار
صدا تھی یہی ہر طرف مار مار

وہ باجون کا بجنا وہ شور دہل
وہ فوجون کی آمد وہ قرنا کا غل

حاصل مرام یہ لشکر آراستہ ہو کر ٹھہرا تھا کہ اس طرف سے شیرین بیر سوار اژدر پر سوار مہیب صورت بنائے منقل طلسمی اس خوف سے سلگائے کہ کوئی پاس نہ آئے تو بنا ہاتھ مین لیے لوح گلے مین ڈالے سانپ کالے سر سے لپیٹے بھبھوت ملے گردن مین ہڈیون کے مالے پہنین پشت پر پلیٹین اور رسالے لیے آیا اور ایسا غصہ مین بھرا تھا کہ نہیب بھی اُسنے نہ دی اتنا تو کہا کہ جو پہلے مار چلے وہ میر ہے ہان خبردار ہو جاؤ یہ کہکر اُس تو بنے کا منہ جانب خاک کر دیا خاک جو اُس مین بھر کر لایا تھا وہ زمین پر خاک بسر ہوئی خاک گرتے ہی آندھی جنگل سے آئی اُس نے اور زیادہ ناؤ مین بحر عالم کے خاک اڑائی تمام عالم مین باعانت باد تند وہ خاک سا پھیلی زمانہ نے دل کا غبار نکالا یہ مجنون صحراے ساحری تھا خاک اُڑانے سے تسخیر ہوئی ہر ایک سا لیلی لشکریان مہرخ نے اس تیرہ رو کو خاک اُڑاتے دیکھ کر ابر مہر سے پانی برسایا کہ یہ خاک دب جائے آتش فساد سرد ہو دور دیہ گرد ہو لیکن وہ خاک جادو کی نہ تھی بلکہ طلسمی تھی جسنے سحاب بھی مکدر کر دیا ابر خشک ہو گیا کچھ پانی برس کر رہ گیا تھوڑی دیر مین عالم تمام گرد آباد تھا آئینہ مہر کالا ہوا چشمۂ آفتاب گندلا ہوا خاک برسنے لگی اہل اسلام بوتراب کو یاد کرنے لگے مگر مرأت قلب پر وہ صیقل ہوئی کہ دوست و دشمن سب یکسان نظر آنے لگے دل صفا منزل خاکساری دکھانے لگا لڑنے کا خیال بالکل نہ رہا سب اپنے اپنے مرکبون اور تختون اور طائرون پر سے اوتر پڑے اور ہاتھ باندھ کر صفت و ثنا شاہ طلسم کی کرتے آگے بڑھے شیرین نے اپنی فوج کو حکم دیا کہان سب کو گھیر لو فوج نے محاصرہ کر لیا اسنے افسران نامی مثل بہار و مہرخ وغیرہ کئی سو سردار ان گرامی کو قید کر لیا ہتکڑیان بیڑیان پنہا کر ارابہ کو حکم دیا کہ بس اب تم اس لشکر کو گھیرے ہوے یہین ٹھہرو مین شہنشاہ کے پاس ان باغیون کو لیے جاتا ہون

جب تمکو حکم بھیون سر سبز کے کانگڑہ بھیج دینا فوج بموجب حکم رکی اور لشکر مسحور نے اسکے ساتھ چلنے کا قصد کیا اس نے منع کیا کہ میرے ہمراہ نہ آؤ اسی جگہ ٹھہرو وہ سب ایسے مطیع حکم تھے کہ بہت خوب کہکر ٹھہر گئے لشکر نے اُس کے ان سنجیدون کو گھیر کر مقام کیا کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر کھولی آرام کیا اور شیرین ارابہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دریاے خون روان چلا اسوقت برق جو بارگاہ سے نکل گیا تھا بروقت آمد لشکر یہ لشکر سے بھی دور تھا اس لیے دور از مسحور تھا لیس یہ پیچھے چلا راہ مین ارابہ پر اپنے سردارون کو دیکھا کہ سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ بیہوش ہین آئینہ رویون کے رخسار تابناک پر گرد سحر پڑی ہے صورت ہی اور ہو گئی ہے جو کوئی کہ ہوشیار ہے ایسا بیکس و ناچار ہے کہ آپ اپنے تئین نہین پہچانتا ہے شراب افسون سے کاسۂ دماغ پر خمار ہے یہ حال دیکھ کر اُسنے اشک حسرت سحاب دیدہ سے برسائے اور ساحر سے کچھ آگے بڑھ کر گیا ایک مقام پر پہونچا کہ چند درخت گنجان وہان لگے تھے بہت سایہ دار تھے نیچے اُن کے ایک کنوان پختہ تھا چبوترہ اسکا پتھر کا تھا گھڑے رکھنے کے تھالے کنارے کنارے بنے تھے چرخ کنوین پر لگا تھا یہ ماجرا جو اُسنے دیکھا فوراً ایک دھوتی گھٹنون تک باندھ کر چھوٹی کوڑیان رکھنے کی دھوتی مین بنائی انگوچھا سر سے باندھا بفن عیاری صورت اپنی برہمن کی ایسی بنائی زنار گلے مین ڈالا لٹیا پیتل کی اور ڈول پانی سے بھر کر ڈول کا بجانا شروع کیا اس عرصہ مین شیرین بھی قیدیون کو لیے اُس مقام پر پہونچا ازبسکہ راہ کا تھکا ماندہ تھا ٹھنڈا مقام دیکھ کر ٹھہرا ارابے کے گاڑیبان لٹیا ڈور لیکر اتر پڑے پانی بھرنے چلے برہمن پکارا سدا جی رہے جے سنکٹ کی ناس چھتری سے بھگوان بنائے رکھے موسے مہاتم دھرم ماتا ٹھنڈا جل ہمکا حکم ہو تو پلائی شیرین نے گاڑیبانون سے کہا مہاراج سے پانی لیکر پیو تم نہ بھرو وہ سب رکے مہاراج نے لوٹا چٹکی سے مانج کر الٹا کیا کنوئین مین ڈبویا پھر وہ پانی اونڈیل کر دو لوٹا بھرا اور سب کو پانی دینا شروع کیا اس ساحر نے خوف عیاران سے زیادہ آدمی ساتھ نہ لیے تھے صرف وہی گاڑیبان تھے جو دم بھر مین سیراب ہو گئے پھر برہمن نقلی نے ڈول پانی سے بھرا اور سامنے شیرین کے لایا مونے لیے گستیان تم ڈول سے پیو اُسنے چلو باندھا برہمن نے اسوقت بیہوشی پانی مین ملائی اور دھار پانی کی اُس کے ہاتھ پر ڈالی اُسوقت دو پنجے پیدا ہوے اور اسکے ہاتھون پر از خود آ گئے یہ معاملہ جو اُسنے دیکھا لوح جو گلے مین پڑی تھی اُسپر نظر کی اُسپر نام کندہ پایا یہ برق عیار ہے یہ دیکھ کر اُسنے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھ کر مارا کہ عیار مذکور بیجنبش و حرکت ہوا اسنے جو پنجے پیدا ہوے تھے انکو حکم دیا کہ گرم پانی لاؤ پنجے غائب ہو گئے اور پھر پیدا ہوے ایک آفتابہ جو آب گرم سے بھرا ہوا تھا لیے تھے چنانچہ ایک پنجہ نے پانی ڈالنا شروع کیا اور دوسرا منہ پر برق کے پھیرنے لگا رنگ روغن عیاری سب دھو گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی شیرین نے اسکو بھی ارابہ پر بٹھایا اور اسیر سلسلۂ سحر کر کے آگے کا راستہ لیا یہ تو ہر طرح روانہ ہے لیکن عمرو جو بتران کے پاس زرشادہ شاہ کوکب پہونچا تھا ملکہ نے آنے سے اسکی خاطر فرمائی -

انجمن عیش ترتیب دی اُسنے عرض کی کہ اے ملکہ معشوقہ افراسیاب قتل ہوئی ہے اُسنے ضرور کوئی آفت برپا کی ہو گی فوج میری گرفتار بلا ہو گی آپ خبر میرے لشکر کی منگا دیجیے ملکہ نے بخاطر خواجہ دو پتلے سحر کے راہ نزدیک سے بھیجے کہ وہ آکر اسیر ہونا مہرخ کا تمام لشکر کے دیکھ گئے اور سامنے ملکہ کے پہونچکر معرض بیان مین لائے -

خواجہ تمام ماجرا سنکر گھبرائے بُرّان خود اُٹھی کہ مین جاکر چھڑاتی ہون عمرو نے اُٹھ کر کمر مین ہاتھ ڈال دیے کہ آپ
نہ تشریف لے جایئے ایک ساحر پر چڑھ کر جانا آپکی شان کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ شاہ جادوان اُس ساحر کی
اعانت کو آجائیگا ایسا نہو کہ مہلکۂ عظیم مین دشمن آپکے گرفتار ہون پھر مین آپکے باپ کو کیا منھ دکھاؤنگا بس
مجھکو آپ جلد تر روانہ فرمایئے کہ مین کام اُس ساحر نافرجام کا جاتے ہی تمام کردون بُرّان نے کہا اُس کے پاس
تحفۂ طلسم کے ہین تم اسپر غالب نہ ہوسکوگے خواجہ نے کہا مین بہر صورت سمجھ لونگا ایسا ہی آپکو خیال ہے تو جب
مجھ پر کوئی آفت خدانخواستہ آئے اُسوقت آپ آئیے گا ملکہ نے بعد حجت بسیار دو پتلون کو بُلا کر حکم دیا کہ خواجہ کو
اپنی گردن پر سوار کرکے جس مقام پر کہ شیرین ہو پہونچا دو یہ سنکر ایک پتلے نے خواجہ کو گردن پر بٹھایا اور
دوسرا ساتھ ہوا اور راہ قریب سے چلکر ایسے مقام پر لائے کہ شیرین قیدیون کو لیکر ادھر آئیگا غرضکہ
عمرو نے اس جگہ اُتر کر دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑی نظر آتی ہے پتلون سے کہا تم بطور مخفی میرا حال دیکھتے رہو
اگر کچھ آفت مجھپر آئے تو ملکہ سے جاکر خبر کرنا پتلے تو چھپ گئے اور عمرو درۂ کوہ مین آیا اور کچھ درخت گنجان
ڈھونڈھ کر چند توبڑے زنبیل سے نکال کر پانی بھر کر اُن درختون مین لٹکا دیے مرگ چھالا بچھا کر آپ بیٹھا صورت
اپنی مہنتون کی ایسی بنائی جٹائین بالون کی سر پر پیچ در پیچ باندھین زنجیر کمر سے باندھ کر لنگوٹا کسا موئے
نہا باہر نکلے ہوئے رکھے جسم مٹی سے بھر لیا کان مین کنڈل ڈالا ایک انگیٹھی آگ سے بھری سامنے رکھی اور
بڑے بڑے لکڑ جنگل سے کاٹکر گرد اپنے انبار کرکے سلگا دیے پھر مالا لیکر مرگ چھالے پر بیٹھا اور جپنے لگا اُدھر
شیرین برق کو اسیر کرکے جو آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک مہنت درختون کے نیچے بیٹھا ہے ازبسکہ یہ دھوکا کھا چکا
تھا کہ یہ مہنت بھی عیار نہ ہو یہ سوچ کر اُسنے لوح کو دیکھا اسمین منقوش پایا کہ یہ مہنت نہین عمرو عیار ہے
یہ معلوم کرکے اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا ان عیارون نے مجکو بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہے انکی قضا
خداوند سامری نے میرے ہی ہاتھ لکھی ہے یہ کہکر برق سے کہا کہ او عیار اس مہنت کو پہچانتا ہے یہ تیرا باپ ہے
اُسنے جواب دیا کہ تمھارا دادا ہے اُس نے جھنجھلا کر کہا ارے یہ عمرو عیار ہے یہ سننا تھا کہ برق نے چاہا مین
پکار کر کہون خواجہ سلامت آپ ہوشیار ہو جایئے اس حرامزادے نے آپکو پہچان لیا ہے شیرین اسکے ارادے کو
پہچان گیا کہ یہ چیخ مار کر عمرو کو بھگانا چاہتا ہے بس اُسنے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ برق بول نہ سکا
زبان بند ہوگئی یہ سب ماجرا سامنے سے عمرو نے بھی دیکھا اور سمجھا کہ اس ساحر نے مقرر تمکو پہچانا ہے کیونکہ اسنے
لوح کو دیکھا ہے اور تم سُن چکے ہو کہ اسکے پاس تو تنبا اور لوح اور مجمر ہے بس یہ تجویز کرکے کئی سیر خاک بھوبھی لکڑیون
پر اسنے چھڑک دی اور جب چھڑک چکا تو اُس آگ کے سامنے ہاتھ باندھے ساحر نے اپنے دلمین کہا کہ کیا مکار ہے
کہ مجکو پوجا کرنا دکھاتا ہے تاکہ مین فریب کھاؤن یہ خیال کرکے ارابہ وغیرہ کو چھوڑ کر آپ آگے بڑھا کہ مین پکڑ لاؤن
برق بیچارہ اشارے سے خواجہ کو منع کرنے لگا کہ بھاگ جایئے اسنے اشارہ کرتے جو دیکھا سحر سے بالکل دست و پا
بیکار کر دیے برق نے بیقراری کرنا شروع کی اچھلنے اور تڑپنے لگا تاکہ خواجہ میرا حال دیکھکر گلیم اوڑھ لین لیکن

عمرو نے کچھ خیال نہ کیا اور شیرین ہنستا ہوا کہ جیسا تو یہ مکار مہنت بنا ہے ویسا ہی تو بھی اُسکے ساتھ مضحکہ کر کے
اسکو گرفتار کریگا ایک قید کرنا اچھا نہیں پھر سوچا کہ یہ وہ عیار ہے کہ جس نے ساحر شمس اور دمامہ کو مارا ساحران عالم کا
سر اُتارا اسکی اسیری میں دیر کرنا اپنے حق میں زہر ہے مگر اُسکا سامری کا قہر ہے پھر سوچا کہ ساحر شمس وغیرہ غافل تھے
اب کیا تو ایسا نادان ہے جو پہچان بھی چکا ہے اور دھوکا کھائیگا فی الجملہ ایسے ہی کچھ خیال کرتا ہوا اُن لکڑیون کے
قریب آیا خواجہ نے اسکو گھورا کہا سائین جی میرا بھی سلام ہے عمرو نے کہا ارے او دنیا دار جا اپنے کام لگ راہ باٹ
مین پیچ بڑے بڑے ہین یہان عیار فقیر بنکے مار ڈالتے ہین ابھی کسی سے پالا پڑا نہیں مین تیرے بھلے کو کہتا ہون اُسنے
جو یہ تقریر سنی شبہ ہوا کہ یہ کیسی باتین کرتا ہے شاید عمرو نہین ہے کوئی فقیر ہے یہ سوچکر اُسنے پھر لوح کو دیکھا اُسمین
وہی نقش تھا کہ عمرو عیار ہیں یہ معلوم کرکے پکارا کہ باش او دزد مکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے ساتھ ہی عمرو
بھی للکارا کہ رہ تو جا او حرامی کب بچیگا قتل ہو نیسے اُسکو غصہ آیا اور دوڑا کہ پکڑ لاؤن دھوئین مین لکڑیون کے تو
کھڑا ہی تھا دوڑتے ہی طمانچہ ہوا کا منھ پر لگا بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے دوڑکر خنجر بران کا ایک ہاتھ مارا خنجر اس کے
جسم پر پڑا اچیٹ گیا اسوقت خواجہ نے سینچہ زنبیل سے نکالکر اسی آگ مین خوب لال کیا اور اُس کے مقام براز مین
جلا دیا العیاذ باللہ آتنین دل جگر جل گیا چرچرا تا رہا وہ ناری تڑپ کر سرد ہو گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ابر فباری
سنگ باری ہوئی پھر آواز آئی مارا شیرین ببر سوار جادو کو برق و مہرخ و بہار جملہ سرداران مسحور ہوش
مین آکر قید سے چھوٹے اور خواجہ سے کہا ہم سب جا کر لشکر اس ساحر کا تباہ اور قتل کرتے ہین یہ کہہ کر پرواز کر گئے
خواجہ نے وہ لوح اور مجمر اور تونبا زنبیل مین ڈال لیا اور جو کچھ مال ساحر کی جھولی سے پایا یہان تک کہ سحر کرنے کیلئے
جو اُسکے پاس نبولے اور ہلدی کی گرہ آرد ماش وغیرہ تھا داخل زنبیل کیا کہ کسی وقت کام آئیگا یہ تو جھولی کی تلاشی
لے رہے تھے لیکن اول مین مسطور کیا گیا تھا کہ شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے فرمایا تھا کہ عمرو جب طلسم کو کب
سے آئے تو اسکو اسیر کر لانا وزیر مذکور نے بہر دریافت حال خواجہ تیلے سحر کے اور طائر وغیرہ مقرر کیے تھے کہ جب کبھی
عمرو کو طلسم مین یہان کے دیکھنا تو مجکو خبر دینا چنانچہ جب سے ابتک اس طرح خواجہ کا آنا ہوا کہ باغبان کا قابو نہ چلا
ظلمات لڑتی رہی اور اسکے مقدمہ مین دخل دینے کی ممانعت تھی فی الجملہ اسوقت وزیر مذکور اپنے باغ مین زوجہ
پاس اپنی بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر کہی کہ اس طرح عمرو عیار نے شیرین کو آکر مارا اور فلان مقام پر بیٹھا ہے
یہ سُنکر وزیر بیتابانہ اُٹھا زوجہ نے اسکی کہا بھی کہ صاحب دیکھو یہ خیال جانے دو عمرو عیار کو تعید کرو تمھاری جان
رہے گی تو اور نوکری مل رہے گی یہ کام اچھا نہیں ہے وزیر نے کہنا اُس وفادار کا نہ مانا اور روانہ ہوا زوجہ بھی اسکی
فرط محبت سے اُسکے پیچھے چلی مگر باغبان بہت جلد اُس جگہ آیا کہ جہان عمرو تھا اور اُسنے آتے ہی ایسا سحر کیا
کہ عمرو بیحس ہو گیا بس اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر لاش پر شیرین ببر سوار کی مارا کہ وہ لاش شیر کی صورت
بنکر زندہ ہو گئی اور ایسی شکل اُسکی بنی کہ دھڑ انسان کا چہرہ شیر کا پس زندہ ہوتے ہی اُس لاش نے کمر مین عمرو کے پنجہ
دیا اور پریدا کرکے اُڑ گئی برق عیار چھوٹ کر ٹھہرا تھا کہ اُستاد سے ملونگا وزیر کے آنیسے چھپ گیا اور وزیر کے بھی

کچھ اُسکا خیال نہ کیا تھا کیونکہ جو لیے عمرو آیا تھا اب برق خواجہ کا حال دیکھ کر غمگین ہوا اور اپنے لشکر کی طرف
پھرا اُس سے پہلے مہرخ و بہار وغیرہ قریب اپنے لشکر کے آئی تھین یہان لشکر جو مسحور بہ سحر تھا وہ بھی ہوش
آگیا تھا فوج جو گھیرے ہوئے تھی اُسپر حملہ آور ہوا تھا کہ سرداران نامی جا کر پہونچے پھر تو سحر کی مار تیرون کی بوچھار
تھی بیرغل مچاتے تھے تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی مرچون کے ہار چلتے جسم دشمنان مین چھالے نکلے ترنج ناریل سینون
کو توڑ کر بغیر جان لیے بیز بیچھا نہ چھوڑتے آفت کا سامنا غضب کا ہنگامہ تھا صفحہ ہستی پر روان شمشیر کا خامہ تھا
ورق حیات پراگندہ دفتر زندگی اُلٹ ہوا شیرازہ اجزاے عناصر کھلا ہوا کتاب چار باب عنصر و پنج فصول حواس
سراسر غلط خامہ تن کا رز تیغ سے سرالقط جو ہر شمشیر نقاط صحیفہ شجاعت بلکہ مکاتب رسالہ جلادت تار رگ جان
مسطر جریدہ زمان قضا خون جسم کا مداد اہر تحریر حکمنامہ مرگ ہر ایک راضی برضا مصروف جنگ ہر ایک خورد وسترگ
شورش عظیم برپا لشکر شیرین صرف بارہ ہزار ساحر کا تھا اور یہ فوج بہت تھی کچھ ہی دیر لڑائی رہی باہم جنگ آزمائی
آخر وہ سیاہ تاب نہ لائی بہت ساحر ہلاک ہوئے تہ خاک ہوئے بہت رو بفرار لائے ملکہ حیرت بھی یہان
نہ تھی اسلیے اوسکی فوج بھی حمایت کو نہ آئی اس لشکر بے سردار نے شکست کھائی اور لشکر حیرت کے قریب بھاگ کر
گئی اُسوقت مہرخ نے بھی تعاقب کرنا مناسب نہ جانا طبل فتح وظفر بجوایا لوٹ مار کر اپنے بستر پر آکر کمر کھولی
سردار داخل بارگاہ ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دورہ جام شراب آغاز ہوا جلسہ چنگ و رباب ہوا
اُسوقت برق عیار نے آکر گرفتار ہو جانا خواجہ کا بیان کیا سردار دعا کرنے لگے کہ خداوندا بچانا یو سب تو ہم
فکر مین ہین لیکن باغبان جو وہان سے چلا خیمہ صنعت مین آیا یہان افراسیاب کو بستر غم سے ملکہ حیرت
نے آکر اُٹھایا تھا ملکہ صنعت کرسی زرین پر متمکن تھی کنیزان قمر پیکر سامان انجمن آرائی لیے حاضر پہلوے بادشاہ
مین حیرت جلوہ گر اسی ہنگام مین باغبان نے پہونچ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور کچھ افسون پڑھا کہ لاشہ
شیرین کا عمرو کو پنجہ مین دابے اڑتا ہوا خیمہ مین اتر آیا اور پکارا کہ اے بادشاہ مجکو عمرو عیار نے مارا یہ کہکر
زمین پر گرا شکل مردہ صد سالہ بحس وحرکت تھا بادشاہ کو اُس کے قتل ہونیکا رنج ہوا لیکن عمرو کے
قید ہونے کی ایسی خوشی ہوئی کہ سب رنج وغم غلط ہو گیا چند ساحرون کو حکم دیا کہ لاش شیرین کی لیجاکر
بڑے سامان سے اُٹھاؤ ساحر حسب الحکم عمل مین لائے بعد فراغ ان امورات کے خواجہ کی طرف شاہ
متوجہ ہوا عمرو سحر سے باغبان کے بیہوش تھا جب بادشاہ نے اسکی جانب توجہ کی وزیر مذکور نے سحر دم کرکے
ہوشیار کر دیا عمرو کی جو آنکھ کھلی شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہے آپ نے آنکھیں اپنی بند کر کے کہا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا خواب پریشان مجکو نظر آیا کہ بخیل وظالم کا خدا نے سامنا کرایا بادشاہ ان باتون کو
سنکر اُسکی دلیری پر ہنس پڑا کہ باوجود گرفتار ہونے اس آفت کے ایسی باتین کرتا ہے غرضکہ بطور طنز اُسنے کہا
کہ خواجہ سلامت مزاج اچھا ہے عمرو نے جواب دیا خدا کا شکر ہے مین بہرحال اچھا ہون اے بادشاہ تم کہو
کہ کس آفت مین گرفتار ہو بادشاہ یہ کلام سنکر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا سچ ہے مین بڑی مصیبت مین

گرفتار ہون کہ پانوٗن مین زنجیر پہنے دشمن کے سامنے حاضر ہون خواجہ نے کہا جو کسی کا گھر لینے آتا ہے وہ زنجیر پہنتا ہے اسکا کچھ غم نہین شاہ نے کہا ہُن مرد صحرائی کوکب کو لینے گئے تھے مگر وہ میرے مقابلہ مین بھلا کیا آتا اب تم قید ہوسکے ہو تو شاید وہ چھوکری بران آئے لیکن کیا کرسکتی ہے اے عمرو بغیر مارڈالے اب تجکو نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا ہمارا خدا حافظ و نگہبان ہے شاہ کوکب کی تیرے مقابلہ مین آنے کی کیا احتیاج ہے وہین سے بیٹھے بیٹھے وہ تیری سرکوبی کو کافی ہے تو ہین کیا قتل کریگا اگر ہمکو مارنے اُٹھے تو بحکم خدا پانوٗن تیرا ٹوٹ جائے اور اگر میرے ہاتھ اُٹھائے تو ہاتھ ٹوٹ جائے شاہ جادوان کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا اور تلوار ٹیک کر بغضب تمام اُٹھا اور از بسکہ غصہ مین جو تخت کے نیچے پانوٗن اُتارا اور جامہ کا کونا تخت مین اٹکا یہ منھ کے بھل گرا اور عمرو نے کہا وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ پانوٗن ٹوٹ جائیگا بادشاہ کے گرنے سے شخص دوڑا اور صنعت نے سنبھال کر تاج سر پر رکھا اور کہا مین قربان لے بادشاہ اس مجرم کی بات کا بُرا مانا کیا یہ تو اپنی جان سے کھیل گیا ہے اور اگر اسکو قتل کرنا منظور ہے تو جس ملازم سے اپنے اشارہ فرمایئے وہ سر اُسکا جدا کرڈالے شاہ نے کہا کہ مین اسکو دھمکانے اُٹھا تھا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گلچین زوجہ باغبان جو عقب مین اپنے شوہر کے چلی تھی تپہ دریافت کرکے اسی بارگاہ مین آئی یہان بادشاہ اور خواجہ ہمکلام تھے اس نے معلوم کیا کہ بیشک خاوند تیرا عمرو کو پکڑ لایا ہے بڑا غضب ہوا عیار اب تیرے وارث کو زندہ نہ چھوڑین گے عرض بادشاہ کو سلام کرکے چپکا ہوکر پہلوے شوہر مین جا بیٹھی اس اثنا مین شاہ جادوان نے حکم دیا جلاّد حاضر ہو اور سر اس مکار کا جدا کرے صنعت نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ مقام سب حضور کا دیا ہوا میرے زیر فرمان ہے اور مین نے ایک مکان مثل آتشکدہ کے تیار کیا ہے یہان سے بہت قریب ہے وہ جو سامنے درۂ کوہ ہے اُسکے متصل تعمیر ہے آپ اس مفسد کو دو گھڑی کے لیے اس مکان مین بھیجدیجیے آپ ہی یہ ہلاک ہوجائیگا بادشاہ نے کہا اچھا روانہ کرو مین چاہتا بھی ہون کہ یہ بعذاب الیم ہلاک ہو ملکہ صنعت نے ایما ر شاہ پاکر ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو اس مکان مین لے جاؤ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور نعمت خانہ آراستہ ہے کچھ تشریف لے چلکر تناول فرمایئے بادشاہ خاصہ نوش کرنے اُٹھا چلتے وقت سحر عمرو پر سے دفع کردیا کہ اب یہ مرنے جاتا ہے پس دو پنجہ سحر کے پیدا ہوکر عمرو کو اُٹھا کرلے چلے اُسوقت عمرو نے باغبان کی طرف گھورا ملکہ گلچین ڈری اور خیال کیا کہ ابکی عمرو جو رہا ہوا تو میرے خاوند کو ضرور مارڈالے گا اور اگر مارا بھی گیا تو اُسکے شاگرد برق و قران وغیرہ مار ڈالین گے پس ابکی مرتبہ عمرو کا چھوٹ جانا اچھا ہے کیونکہ تیرے شوہر کا پیچ ہے جب کوئی اور عمرو کو پکڑ لائے اُسوقت جسکا جی چاہے اُسکو قتل کرے یہ سوچ کر اور سب تو بادشاہ کے ساتھ دسترخوان پر گئے مگر یہ وہان سے چلکر باہر نکلی اور جبتک پنجہ خواجہ عمرو کو آتشکدہ مین لے جائین اُس سے بھی پہلے یہ اس مکان آتشی مین آئی دیکھا تو چھت اور دیوار ستون اور ایوان سب آگ کا ہے مکان ہے یا برج آتشی ہے یا

منازل مریخ مین نہایت درجہ کی گرمی ہے دیوارون سے شرارے نکلتے ہین روے ہوا سے صحن مین انگارے گرتے ہین دوزخ ہاویہ اُس مقام کی گرمی سے شرمندہ اسفل السافلین خجلت سے سرافگندہ **نظم**

گلخن گرم تھی زمین تمام ۔ گرد تھین یون بے جون تھے پرنان
چرخ بے سرد خانہ ایک حمام ۔ بسکہ گرمی کی آن مانی ہے
رات سوے زمین پہ جو انسان ۔ شرم سے آگ پانی پانی ہے

گلچین نے یہ حال اُس مکان کا دیکھکر از بسکہ زوجۂ وزیر ہے ساحرہ پر تدبیر ہے ایک غلولیخ کا اپنی کمر سے نکالا اور افسون تازہ اُسپر دم کر کے زمین پر مارا کہ وہ خانہ آتش لبان گلزار خلیل بنا آتش نمرود شان کا بازار گرم سرد ہوا اور جس طرح کسی کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے اُس طرح وہ مکان خشک ہو گیا اس عرصہ مین وہ پنجہ خواجہ کو لیکر اُس گھر مین آئے اور دروازہ واکرا کے اندر مکان کے ڈال کر دروازہ بند کر کے چلے گئے کیونکہ اندر جانے مین اُن کو خوف اپنے جل جانے کا تھا غرضکہ جب وہ پنجہ چلے گئے خواجہ نے اس مقام کو بظاہر تو ہمسر جہنم پایا لیکن اپنے جسم کو ضرر آتش سے محفوظ دیکھا اس اثنا مین **گلچین** تہ زمین سے نکلی عمرو کو باادب اُسنے تسلیم کی اور بمنت عرض پیرا ہوئی کہ اے خواجہ مہربان یہ کنیز ناچیز آپ کی خدمتگذاری کو حاضر ہے میری تقصیر جو کچھ ہوا اُسکو آپ معاف فرمائین مین ہرچند اُس مرنے ناشاد کو منع کرتی ہون مگر وہ جوانامرگ نہین مانتا موا وزارت کے گھمنڈ پر ہے کہتا ہے کہ مین نمک حرامی نہ کرونگا لیس آپ مجھ لونڈی کے حال پر نظر عنایت فرمایئے میرے شوہر کو نہ قتل کیجیے گا مین آپ کو آپکے خدا کا واسطہ دیتی ہون خواجہ نے کہا تو کبتک اُسکی سفارش کرے گی مثل مشہور ہے کہ بکرے کی مان کبتک خیر منائے گی ایک دن فرزند کو چھری تلے پاوے گی ساحرہ نے عرض کیا کہ ابکی مرتبہ تو اُسکا قصور معاف فرمایئے پھر جو بے ادبی کرے تو قتل کیجیے گا خواجہ نے کہا کہ اچھا ابکی خطا اُسکی معاف کی مجکو قید سے رہا کر دے ساحرہ نے ایک ماش پڑھ کر مارا کہ زنجیر جو خواجہ کے پاؤن مین تھی کٹ گئی اور دوسرا افسون اُسنے پڑھا کہ دروازہ اُس مکان کا کھل گیا اُسنے کہا کہ آپ یہان سے نکل جایئے خواجہ اُس مکان سے جلد باہر آئے اس مکان کو **صنعت** نے از بسکہ بہر مجرمان زندان مصیبت مقرر کیا تھا اس وجہ سے بیر سحر کے بھی مقرر کیا تھا کہ بیرون مکان محافظ تھے جو کوئی نکل جائے اُسکو حتی الامکان روکین اور نہین تو خبر اُسکی مالک مکان کو دین پس **عمرو** جو باہر مکان کے نکلا بیرون نے غل مچایا کہ لینا جاتا ہے خواجہ نے جلد گلیم اوڑھلی بیر آتش کے شعلہ بنکر ہزارون ہر سمت دوڑے لیکن کہین پتا نہ ملا غوغا عظیم برپا کیا کہ افسوس مجرم نکل گیا شاہ جادوان خاصہ نوش کر کے تخت پر آکر بیٹھا تھا اُسنے بھی غل سنا ملازمون سے کہا ذرا خبر لینا یہ غل کیسا ہے **صنعت** نے کہا بلا اون **عمرو** عیار مکان آتش مین قید ہے وہ جلکر مر گیا ہوگا اُسی کا غل ہوگا یہ کہہ رہی تھی کہ بیر سحر کے طائر بنے سامنے آگئے اور عرض کیا کہ مکان آتش کا دروازہ کھول کر ایک مجرم نکل گیا ہے ہم نے ہرچند تلاش کیا نہ ملا یہ سننا تھا کہ **صنعت** خود اُٹھکر اُس مکان مین آئی دیکھا کہ وہان خواجہ کا نشان بھی نہین اُسکو غصہ آیا اور دل سے کہا تو نے ناحق اُس مقری کو قتل

تو نے دیا اب تیری قید سے وہ بھاگا بادشاہ کو منطنہ بد تیری جانب گذریگا اور اب تجکو اُس عیار کو گرفتار کرنا پڑیگا لیکن بغیر کسی کے شریک ہوے یہ عیار رہا نہین ہوا پس بغضب تمام اُسنے سحر پڑھکر زمین پر دوہتڑ مارا کہ ایک تیلی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ لے ملکہ آپ خفا کیون ہوتی ہین گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ملکہ گلچین جادو چلے اُس مکان مین آئین اور ایک سیفیہ کا مارا کہ مکان سرد ہوگیا پھر خواجہ کو اس طرح سے نکال دیا یہ کہکر تیلی غائب ہوگئی اور ملکہ گلچین ایک گوشۂ مکان مذکور مین چھپی کھڑی تھی کہ غل بطرف ہوجائے تو مین نکل جاؤن اب تیلی کا بیان سنکر سمجھی کہ تو پکڑی جائیگی پس پرواز کرکے وہان سے چلی بیر وغیرہ اس کے پیچھے چلے صنعت نے بھی کچھ ساحر اسکے پیچھے بھیجے لیکن عمرو جو اس مکان سے نکلا سوچا کہ اے عمرو اب اس قید کرنے کا بدلہ افراسیاب سے لینا چاہیے اور بن پڑے تو ملکہ صنعت کو مارنا چاہیے پس یہ تجویز کرکے صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی بنا کر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ کھڑا ہوا اسوقت ہزار ہا تیلہ حاضر بارگاہ تھا اور بادشاہ چھوٹ جانیسے خواجہ کے بہت متفکر تھا چار طرف نگاہ کر رہا تھا کہ یکایک عمرو سے آنکھ چار ہوگئی اور اسنے بزور سحر پہچانا کہ یہی عمرو ہے اور آنکھ ملتے ہی عمرو بھی سمجھ گیا کہ اسنے تجکو پہچانا پس فوراً جست کرکے چلا کہ بارگاہ سے نکل جاؤن شاہ جادوان نے افسون پڑھا کہ پتیلے جو حاضر تھے زمین سے ایکنے دامن پکڑ لیا خواجہ نے دامن جلد چاک کر دیا اور بھاگا شاہ نے نعرہ مارا کہ نجانے پائے کئی تیلے پرچھائین بنکر لپیٹ گئے دست و پا بحس و حرکت ہوے گر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ مشکین باندھ کرلے آؤ تیلے باندھ کر سامنے لائے اس عرصہ مین صنعت مکان آتش سے پھر کر آئی اور عرض کیا کہ لے بادشاہ آپ کے وزیر کی زوجہ ملکہ گلچین تو عمرو سے ملگئی ہے اس طرح سے اُسکو رہا کر دیا شاہ نے فرمایا کچھ غم نہین پھر وہ پکڑ لیا گیا اب اس باغیہ کو بھی گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے اُسوقت اور ماجرا سنیئے یعنی بقدرت فراش لبساط ارض وخیمہ آسمان یہ خیمہ صنعت نے اس پار دریاے خون روان کے استادہ کرایا تھا پس برق نے جب لشکر مین جاکر حال گرفتاری خواجہ بیان کیا اتفاق سے مہتر قران بھی حاضر دربار تھا اُسنے عیارون سے مشورہ کیا کہ معلوم کرنا چاہیے کہ شاہ طلسم کہان ہے اور مقام پیدا کرکے بہر رہائی خواجہ جانا مناسب ہے غرضکہ لشکر حیرت مین جاکر کیفیت معلوم کی کہ ملکہ صنعت نے خیمہ کنارہ دریا کے استادہ کیا ہے اسی جگہ بادشاہ ہے یہ دریافت کرکے صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حیرت مین جو طوائفین رہتی ہین اُنمین سے ایک کو خرچی دیکر اپنے ساتھ لیچلا جب صحرا مین پہونچا اُس طوائف کو بیہوش کرکے ملکہ گلچین کی ایسی صورت اُسکی بنائی اور ایک چادر مین لپیٹ کرکے کندھے پر لادکر بارگاہ افراسیاب مین آیا بادشاہ اسوقت خواجہ کو گرفتار کرکے گلچین کے پکڑنے کو سحر کیا چاہتا تھا کہ اسنے تسلیم کی اُسنے اسکو پشتارہ بدوش دیکھ کر پوچھا کہ کس کو لائے اسنے کہا گلچین کو اے بادشاہ اسکو آپ لیجیے اور عمرو پر سے سحر دفع کر دیجیے کہ مین ایک ہی ہاتھ مین سر اُسکا جدا کرون مجکو اُس عیار نے بہت ستایا ہے ہزارون مرتبہ گھر میرا لوٹا ہے بادشاہ نے اُسکے کہنے سے سحر خواجہ پر سے رد کر دیا اور آپ چادر سے گلچین کو کھلوانے لگا سب

ساحرون کی نگاہ اُسوقت جانب پتارہ گلچین تھی اس ساحر نقلی نے جلد خواجہ کو اُٹھا کر پشت پر لادا اور سراپچہ فرا کر با ہر بارگاہ کے پہونچکر نعرہ کیا منم قران عیار بادشاہ نے نعرہ سنکر کہا لینا ساحر دوڑے قران تو کسی مقام پر چھپ گیا اور عمر و نے گلیم اوڑھلی ساحر ڈھونڈ کر پھر گئے اور بادشاہ نے گلچین نقلی کو ہوشیار کرایا جب اُسکی آنکھ کھلی پکاری دہائی ہے شہنشاہ کی مجکو ساحر طمع زر دیکر لایا اور اُسنے یہ میرا حال بنایا بادشاہ نے منھ اُسکا دھلوایا دیکھا تو ایک زن سیہ فام ہے اُسکو چھوڑ دیا اور ایک ساحر کے ہمراہ لشکر حیرت مین بھجوا دیا لیکن صنعت نے بادشاہ سے کہا حضور رنجیدہ نہون مین ابھی اُس نا عیار کو لاتی ہون یہ کہکر زمین پر گری اور مثل مشعل روشن ہوگئی پھر مشعل کی تو مین سے دھوان نکلا اور میل بنکر بلند ہوا اور ایک طرف چلا۔ اس اثنا مین بادشاہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ باغبان کو بھی پہرے مین کرلو ساحرون نے باغبان کو گھیر لیا وزیر چپ کرسی پر بیٹھا رہا بلکہ گردن جھکا کر رونے لگا اور گل بوستان وفاداری سرو باغ غمخواری دلبر مہجبین یعنی زوجہ اسکی ملکہ گلچین جو رو بغرا رلائی نسیم آسا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی دیکھا کہ اس مقام فرحت آگین مین بہار کی حکومت ہے گل زیب دہ اورنگ سلطنت ہے ہوا ہوا خواہی کا مثل ارکین دولت دم بھرتی ہے بلبل بصد عشرت چہچہے کرتی ہے زلف دام کر بچھائے ہے کمند گرہ گیر عیاران کی صورت بنائے ہے نرگس زرگل کی نگاہبان ہے سرو ہر ایک پاسبان ہے گل اشرفی کی تحویلداری ہے سوسن کی زبان سے یہ حکم جاری ہے کہ لالے کی پلٹن تیار رہے گل عباس قرنا پھونکے ترک ہزارا رسالے دار رہے خزان قدم یہان نہ دھر سکے فوج ہوشیار رہے

نظم

دگلے ہزار رنگ کے پہنا دین ابر کو
دین دو دیتی رسالۂ گل ہے امیدوار

بس اہلکار لالۂ خودرو سے یون کہین
موج ہوا الگ ہو زرہ پوش اکی بار
کہدین کہ جا رہے گلشن کے صحن باغ

رنگین شاب مستانیلان کو بہار
تقسیم کردین فرقہ غنچون مین چلمنین
جا رآئینہ کو سج کے رہے مستعد کار

بس اُس مقام نزہت انتما کو دیکھ کر یہ شمیم گلشن حیا زمین پر گری شبنم نمط یا برنگ صبا سبزہ زار پر لوٹنے لگی اور صورت اپنی سحر سے ایک گل خوشرنگ کی بنا کر ایک گھنے شجر کو دیکھ کر کہ جسمین ہزار رنگ کے پھول کھلے تھے بس اُسی درخت مین اُڑ کر پھول بنی ہوئی لگ گئی ساحران باغی جو پیچھے اسکے آتے تھے ہر سمت تلاش کرکے پھر گئے اُس طرف سے گل بوستان عیاری جو بھاگے راہ مین مہتر قران نے کہا اُستاد درۂ کوہ مین چلئے کھچڑی مین پکاؤن کھا لیجیے خواجہ نے کہا مین گرسنہ جان ساحران ہون جبتک کوئی عیاری معقول کرکے کسی زبردست ساحر کو نہ قتل کرونگا اسوقت تک بھوک پیاس مجکو نہین ہے قران یہ سنکر درہ کوہ مین چلا گیا اور خواجہ فکر عیاری مین چلے مگر یہ گمان تو رفع ہوچکا تھا کہ کبھی میری گرفتاری کو آتا ہوگا اور ہروقت یہ گلیم اوڑھے بھی نہین رہتے ہین اب بھی گلیم اوتار کر چلے جیسے ہی کچھ دور گئے کہ ایک طرف سے دھوان پیدا ہوکر چار طرف ان کے ہو گیا اور لکیرین دھوئین کی زنجیر کی طرح گردن و کمر مین لپٹ گئین سیہ بختی نے نیا رنگ دکھایا روز سیاہ گرفتاری پیش آیا وہ دھوان گھیرے ہوے سامنے بادشاہ جادوان کے لایا اور وہ دھوان بھی

صنعت بنا اور خواجہ کو بیکس اسنے کرکے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ مین نے قسم کھائی ہے کہ اسی وقت اس ناعیار کو قتل کرونگی پس اب حکم قتل دیجیے بادشاہ نے جلاد کے حاضر ہونے کا حکم دیا جلاد ایک ساحر تیرہ رو چوڑہ تیغہ باندھے لنگ کھاروے کا کسے بیرحم و سیہ دل سامنے آیا شاہ نے فرمایا کہ لیجا اس مجرم کو اور سر کاٹ لا جلاد خواجہ کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا بادشاہ بھی برآمد ہوکر سامنے بیٹھا ہزارہا ساحر گردو پیش استادہ ہوا جلاد نے چبوترہ ریت کا بنا کر بوریا سے فلاکت اُسپر بچھایا اور خواجہ کو اُسپر بٹھایا اور کوئلے کا خط گردن پر دیا اور حاضر خدمت شاہ جادوان ہوکر عرض رسا ہوا کہ اے شہنشاہ حکم اول ہے ذرا سوچ سمجھ کر دیجیے گا کہ مار ڈالنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین بادشاہ نے فرمایا کہ ہزار حکم کا ایک یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جلد اسکو قتل کر جلاد نے آکر تیغہ اپنا تولا اور پکارا کہ اے گروہ تماشائیان ہٹ جاؤ کہ خون گنہگار تمپر نہ پڑے اُسوقت عجب طرح کا غوغا تماش بینوں کا بلند تھا کوئی نادان عشرت کر رہا تھا کوئی دانشمند عبرت پذیر تھا کہ افسوس اس چرخ کجرفتار گردون غدار کا یہی طور ہے بسا صاحب جوہر ہے اولوالعزمان دہر کی ذلت کا ہمیشہ خواہان رہتا ہے سربلندون کا دشمن جان رہتا ہے کہ ابیات

ہرگز کسی گرہ کے لیے جز خراشش دل | ناراستہ آسمان نے کبھی ناخن ہلال
روشن طبیعتوں سے بُرا ہے یہ تیرہ عقل | کرتا ہے نور مہر کے سایہ کو پائمال
رکھتا ہے پھر غرور کو جون نیزہ سر بلند | جون جادہ خاکسار کو دے ہے زمین پہ ڈال
ہر روز نعمتون سے کرے سفلہ کو غنی | محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال
پاجی کو دے ہے رتبۂ اکسیر بعد مرگ | دولت کبھی کسی کو نہ دی اسنے بے زوال

خلقت کا تو یہ حال ہے اور جلاد حکم ثانی دریافت کرنے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا مگر خواجہ نے جو سامنا موت کا دیکھا بمجرد رجوع قلب درگاہ کبریا مین استغاثہ کیا اور خاصان خدا کو پکارا نظم

یا امیرالمومنین درباب زود | ورنہ جلاد غمم بسمل نمود
توکہ سلمان را رہانیدی ز شیر | در خلاص من اسیری ہیست دیر

یہ استغاثہ درگاہ دافع البلیات مین مقبول ہوا یعنی دو چیلے جو اسکو لیکر حیران کے حکم سے آئے تھے جب اسکو لاش شیرین کا لیکر اُڑا تھا اُسی وقت سے چیلون نے جاکر حیران سے حال گرفتاری عرض کیا تھا ملکہ نے ہما جادو وغیرہ سے کہا اب کیا منہ دکھائین گے خواجہ کو کہ وہ اس طرح اسیر ہوے اور ہم بیٹھے رہے اے ہما اس ذکر کو کسی سے نہ کہنا مین یکہ و تنہا بہر رہائی خواجہ جاتی ہون یہ کہکر برنگ بوے گل غائب ہوگئی اُس وقت نسیم عنبر شمیم ایسی چلی کہ مشام ملکہ بہار جادو لیس گیا اور ملکہ حیران نظر نہ آئی یہ خاموش ہو رہی لیکن وہ چین بند حدیقۂ سلطنت یعنی ملکہ حیران بعد شوکت سنا ظاہر کر اپنے طلسم کی سرحد پر آکر ظاہر ہوئی اور فرط غضب سے لب رنگین مثل برگ بیدا کے کانپنے مسی طائر رنگ حنا کی طرح لبون سے اُڑ کر بلند ہوئی تھوڑی دیر مین اودی گھٹا کوہسار کی طرف سے اٹھی اُسوقت ملکہ موصوفہ ہنسی لالی پان کی لبون سے چھوٹ کر اُس گھٹا مین بجلی جا کر

پھر ملکہ لالہ فام بالیجان دلکش کچھ گنگنائی صدائے نغمہ نصورت طاؤس وکبک کی نمائی اور اس گھٹا میں جاکر مور کوکنے اور تدرو قہقہے لگانے لگے پھر ملکہ گلعذار نے اپنے ہاتھ بلند کیے ایک تخت یاقوت احمر کا ابر میں پیدا ہوا اُس ماہتاباں حسن نے اپنے تئیں چاند بنا کر اُس تخت پر پہونچایا ایتو عالم ہی اور نظر آیا کہ اودی گھٹا میں چاند نکلا ہوا گویا شاہد دہر نے مسی ملکر چاندنکی کو گویا ماتھے پر لگایا تھا نہیں نہیں فروغ حکم ملکہ بران کو سر بفلک نے چڑھایا تھا کہ نظم

ہیں بخششی دو زیر جو مریخ و ماہتاب — برج حمل میں بیٹھ کے خاور کا تاجدار — کھینچے ہوا بہ خزان یہ صف لشکر بہار
لیکر قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ و سوار — اُن کو یہ امر ہے کہ امیران نامدار — منہ کھول دو خزانہ گل اشرفی کا تم
باہم سے دستہ دستہ جدا ہو کے کھڑے ہو — طاؤس نام وہ جو ہیں اس خواجہ نقیب — کرتے ہیں یہ صدا کہ جوانان للہ زار
تا وقت کارزار من گل سے نہ پیچھے ہٹو — ہاں جلد باندھ کر کمر کینہ استوار — میدان صاف کرتی ہے جاروب تند باد

مور شور کرتے بجلی چمکتی تو اسے رنج و ظفر کی پرچم ہلتی رعد نقیبوں کی طرح گرج کر للکارتا ترک ہوا تیر انداز بنی ہوئی ملکہ نسرین بدن کی سواری جانب حریف رواں تھی جدھر سے وہ گھٹا نکلتی کیفیت بہار ظاہر ہوتی صحرا صحرا گلہائے بوقلموں کھل جاتے بلبل کے ترانہ دل لبھاتے یہ تو اس سامان سے رواں ہے لیکن بعد اس کے چلے آنے کے ملکہ مجلس جادو لڑکی اس کے مقام پر آئی ملکہ ہما کو چپ اور پریشان دیکھ کر گلے سے لپٹی اور گویا ہوئی میری امان جان سچ بتاؤ تم چپ کیوں ہو میری جان کی قسم میری اچھی امان آخر کیا ہوا جو تم رنجیدہ ہو ہما نے کہا کہ تجھکو ہر بات میں خیال ہی آتا ہے خواہ مخواہ بھی میرے پیچھے پڑ گئی میں رنجیدہ کیوں ہونے لگی اُسنے کہا اچھا بتاؤ امی جان یعنی ملکہ بران شمشیر زن کہاں ہیں اور اگر نہ بتاؤ گی تو میں اپنی جان دیدونگی یہ ضد اسکی دیکھ کر ملکہ ہما ناچار ہوئی اور چپکے سے کہا بیٹا کسی سے کہنا نہیں عمرو گرفتار ہوا ہے اُسکے چھڑانے کو گئی ہیں یہ سنکر مجلس خاموش ہو رہی اور کچھ دیر میں بھلا وا دیکر بالا سے بام گئی اور کہا مجکو نشہ شراب زیادہ ہے کوئی ہاں نہ کرے میں آرام کرونگی کنیزیں جو بہر خدمت ہمراہ تھیں اُنسے بھی حکم دیا کہ یہاں سے چلی جاؤ وہ سب چلی گئیں اور جو دیری سے ٹھہر گئیں انپر اُسنے الزام رکھ کر نکالا ایک کو خوب مارا کہ بالزادی تو نے مجکو راہ چلنے میں دھکا دیا تھا دوسری کی جانب دیکھ کر کہا گھورتی ہے تیسری سے کہا تو بڑھ بڑھ کر مجکو برا کہتی ہے غرض اس طرح الزام دیکر سب کو وہاں سے نکال دیا بالاخانے کا دروازہ بند کرکے آپ ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اُڑتا ہوا رہے ہوا سے اسکے پاس آیا یہ جست کرکے اُسپر سوار ہوئی اور بہ امداد ملکہ مذکور جانب طلسم ہوش رُبا چلی لیکن احوال بران سنیے کہ یہ ماہتاب بنی ہوئی ابر سحر میں چمکتی صحرا و کوہ کو سرسبز کرتی ہوئی اُس مقام پر کہ جہاں خواجہ زیر تیغ تھے پہونچی شاہ طلسم نے ساحروں سے کہا کہ دیکھو کیا خوشنما گھٹا اُٹھی ہے ملکہ حیرت نے کہا موسم برشگال بھی قریب آیا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ یکایک وہ ابر تمام عالم پر محیط ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی عالم محویت ہر ایک پر طاری ہوا مگر صنعت جادوگرنی زبردست ہے یہ اُس گھٹا کو دیکھ کر بھی کچھ غرا اسین کوئی

آفت ہے پس جلاد کو للکاری کہ جلد اس گنہگار کا سر کاٹ جلاد نے تیغہ بلند کیا اور خواجہ نے بنگاہ یاس جانب فلک دیکھا اُسوقت اس ابر مین بجلی کوندی اور سمت کروہ بجلی چاند بنگئی اور اُس چاند کے دو ٹکڑے ہوے ایک ٹکڑا تو جلاد پر گرا اور دوسرا ٹکڑا خواجہ پر آیا اور اسقدر روشنی ہوئی کہ وہ زمین مطلع الانوار بنگئی سب کی نگاہ خیرہ ہوئی اور چاند کا ٹکڑا ہلال بنکر شمشیر کا کام کر گیا جلاد کے دو ٹکڑے ہوے اور خواجہ پر جو ٹکڑا گرا تھا اوسمین سے پنجہ پیدا ہوا کہ عمرو کو اُٹھا کر بلند ہوگیا اور اس کے بلند ہونے سے کچھ روشنی کم ہوئی اور شاہ جادوان نے دیکھا کہ سب ساحر بیہوش پڑے ہین اور جلاد کے دو ٹکڑے ہوے ہین عمرو کو چاند کا ٹکڑا لیے جاتا ہے پس اسنے گھبرا کر کمر پر اپنی ہاتھ ڈالا اور ایک گمزہی سامری کے گنبد کی نکالی اس خیال سے کہ یہ دختر شاہ کوکب مالک طلسم نور افشان ہے بغیر تحفہ طلسمی کے زیر ہوگی چنانچہ اُس گمزی کا افسون پڑھکر اس چاند پر کھینچ مارا بس وہ گمزی روے ہوا پر جاکر کشادہ ہوئی اور ایک ٹکڑا اُسکا نیچے چاند کے آگیا اور دوسرا سر پر چاند کے آکر مثل سرپوش ڈھکا پھر تو زمانہ اندھیرا ہوا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا گویا زمانہ نے گریبان چاک کیا مور چنگھاڑنے لگے جیسے اہل ماتم شور کرتے ہین کبک عوض قاہ قاہ کے آہ آہ کرنے لگے برق سحر کا دل بیقرار ہوا تڑپنے لگی کالی گھٹا نہ تھی دنیا سیاہ پوش ہوئی تھی بہار کی نظر مین عالم تمام غبار ا بر بسان غمناکان اشکبار کہ بموجب

نظم

زلف سنبل بھی گرفتار پریشانی ہے
دہن غنچہ کو گفتار کی قوت کیسی

دل مین لالہ کے جو داغ غم پنہانی ہے
پا بگل سرو ہے رفتار کی قوت کیسی

نہ فقط دیدۂ نرگس ہی کو حیرانی ہے
گل بھی ہو دانۂ چاک گریبانی ہے

ملکہ بران عالیشان کا اس برج مین مقید ہوتا تھا کہ اسنے انتہا کا زور کیا اور از بسکہ نہایت زبردست ہے مگر کیا کرے کہ ملک پرایا اور مقابلہ شاہ جادوان کا اور سحر بھی وہ سحر کہ تحفہ گنبد سامری کا لیکن یہ شاہزادی باز نہ آئی اس طرح مثل برق بُن گنبد سے تڑپ کر اڑی کہ چھت اُس گنبد کی شگافتہ ہوئی مگر سر اسکا بھی پھٹ گیا اور ایسا صدمہ پہنچا کہ عمرو ہاتھ سے چھوٹ کر اُسی گنبد مین گرا اور یہ سناٹا بھر کر چلی ایسی خود رفتگی مزاج پر مستولی تھی کہ خواجہ کے گرجانیکا مطلق خیال نہ رہا آپ اُس برج سے نکلکر دور ایک بیابان مین جاکر گری اور اسوقت کی سراسیمگی اُس ماہ سپہر رعنائی کی اور پریشانی گل بوستان زیبائی کی عجب عالم دکھاتی سر جوشش ہوکر خون بالون مین بھرا تھا شفق شام کا دھوکا تھا یا مانگ مین سیندور بھرا تھا خون بہ کر ماتھا تر ہوگیا تھا گویا خون ریزی عشاق کا اُسکے سر ٹیکا تھا رخسار پر خون کی بوندون کا ڈھلکر آنا اور جم جانا مصحف رخسار پر شنجرفی آیتون کی گنڈہ بیان بنتا تھا نہین نہین دوکان محراب ابرو کے نیچے جوہری حسن نے پارہ ہاے یاقوت رمانی کو چنا تھا وہ دوپٹا سر سے سرکا ہوا ہر عضو بدن کھلا ہوا فرط نزاکت سے ہانپتی ہوئی ران ہر ایک کانپتی ہوئی زلف رُخ پر بکھری ہوئی کافر خونخوار کی طبیعت دل لینے پر پھیری ہوئی دل نازک دھڑ دھڑ کرتا تیوری چڑھی ہوئی کمان تین قلاب کھینچی ہوئی غرض ہمکان ابرد کشیدہ خاطر ہو کر پھر قاصد ہوئی کہ جاکر دوبارہ

اس گنبد پر گردن پھر خیال کیا کہ تو زخمی ہو چکی ہے اور یہ سحر زبردست ہے رد نہ کر سکے گی تو بھی چلکر تحفہ طلسمی لا اور اس سحر پر سبقت لیجا یہ سوچکر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئی راہ مین ملکہ مجلس اسکو ملی کہ عقاب پر سوار آتی تھی اسنے تسلیم کرکے حال مزاج ہمایون کا پوچھا اسنے سب کیفیت بیان کرکے کہا کہ اے فرزند اب پھر چلو تدبیر کامل کرکے آیندہ آئین گے مجلس اس کے ساتھ لاچار ہوئی اور یہ اپنے مقام پر آکر تدبیر مین مصروف ہوئی اس طرف شاہ طلسم ہوشربا نے بزور سحر معلوم کیا کہ بران تو اس برج سے نکلگئی لیکن عمرو رہ گیا ہے اور برج مین شگاف بھی کچھ پڑگیا ہے ایسا نہو کہ وہ عیار رخنہ پرداز نکل جاوے پس اسنے اوڑکر اپنے تئین سقف برج پر پہونچایا اور ہاتھ سے افسون پڑھکر اوس شگاف کو بند کیا وہ شگاف برابر ہوگیا خواجہ اسمین بیہوش پڑے ہین جب آنکھ کھلتی ہے تو اندھیرا نظر آتا ہے پھر بیہوش ہو جاتے ہین یہ بھی مصلحت خدا کی کہ ان کو بیہوشی طاری ہوتی ہے ورنہ دم اندھیرے مین خفا ہو کر نکل جاتا انکا تو یہ نقشہ ہے لیکن بادشاہ ساحران برج سے اُترکر دربارگاہ پر آیا اور ایسا سحر پڑھا کہ جملہ ساحر جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوے بادشاہ نے صنعت سے کہا کہ اس طرح سے وہ چھوکری کوکب کی آئی تھی مگر میری قید سے نکلگئی اور اسنے چاہا تھا کہ عمرو کو مجھ سے لیجلے بھلا کیا میرا سامنا کرتی مجکو رحم آگیا کہ اسکو نکل جانے دیا ورنہ وہ بھی نہ جا سکتی اب اس مفتری ناعیار دزد مکار کو یون ہی بروے ہوا قید رکھنا چاہیے آپ ہی بے آب و دانہ مرجائیگا دیکھون تو کون ہمکو اس برج غضب سے میرے رہا کرتا ہے اب ایسے مین خوب موقع ہے کہ میدان خالی ہے کوکب کی طرف طلسم کشا کو بھیج چکا ہون وہ اسکی فکر مین ہوگا عمرو میری قید مین ہے پس ایک ساحر زبردست کو بھیج کر سب نمک حرامون کو قتل کرانا چاہیے اور مین کوہ نیلم بدجاتا ہون وہان سے ایک ساحرہ مالک مرحلہ طلسم کو مع تحفہ طلسم کے جانب کوہ عقیق بھیجونگا کہ کام لشکر حمزہ کا تمام کر دے ملکہ صنعت نے عرض کی اے شہنشاہ واقع مین یہ تدبیر اچھی ہے پس بادشاہ نے ملکہ حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تم لشکر مین اپنے جاؤ مین ساحر نامی بہر جنگ باغیان بھیجتا ہون ملکہ مذکور سوار ہو کر لشکر مین آئی اور سریر حکومت پر بیٹھی اور اپنے دربار مین قید ہونا خواجہ کا برج غضب مین بیان کیا طائران سحر نے یہ خبر جاکر ملکہ مہرخ سے عرض کی ملکہ اور تمام اہل دربار ساحران ذی وقار غم مین خواجہ کے بیقرار ہوے اور ہر ایک نے قصد کیا کہ اس گنبد پر جاکر گرین یا اپنی جان دین یا گنبد کو باطل کرکے خواجہ کو رہا کرین لیکن بہار نے ہر ایک کو منع کیا کہ ذرا توقف کرو بران زخمی ہوکر گئی ہے ضرور اسکا کچھ نتیجہ ہوگا اور اگر کچھ نہ ہو سکے تو آیندہ جان دینے کا اختیار ہے اسکی فہمائش سے ہر شخص دست بدعا ہوا اور اپنے ارادہ سے باز رہا اور از بسکہ یہ برج غضب اس پار دریاے خون رواں کے ہے تو ساحران لشکر جاکر دیکھ آتے ہین اور وہان کی خبر ہر وقت کی رکھتے ہین یہ تو سب اس کاروبار مین ہین لیکن بادشاہ طلسم سے ملکہ صنعت دست بستہ عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ مین امیدوار ہون کہ خطا باغیان وزیر کی معاف فرمائی جاوے

اس بیچارہ نے سوائے نمک حلالی کے کوئی امر خطا کا نہین کیا بادشاہ نے کہنے سے اس کے خطا اُسکی معاف فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے مقام پر جائے وزیر وہان سے روانہ ہوا اور تلاش مین اپنی زوجہ کے چلا حال اسکا بیان ہوگا اب بادشاہ نے اپنے ارادہ کے بموجب سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور اُس آندھی سے ایک ساحر عجیب الخلقت نکلا کہ تمام جسم اُسکا گول مثل منقل کے تھا اور منھ جس طرح انگیٹھی کا جوف ہوتا ہے اس طرح کا تھا اُس منھ مین زبان مثل انگارے کی دہکتی تھی آنکھ برنگ شعلہ جوالہ آتش لپکتی تھی ہر بُن مو سے شعلہ آگ کے نکلتے تھے خدا کی پناہ ایک بلاء مبرم و آفت زمانہ وہ تیرہ رو تھا بادشاہ نے اُس کا سلام لیکر خطاب کیا کہ اے مجمر آتش زبان جادو تم جاکر ملکہ حیرت کی خدمت مین حاضر ہو اور مقابلہ کرکے لشکر مہرخ نمک حرامہ غارت و برباد کردو اس آفت روزگار نے کہا بہت اچھا بادشاہ نے فرمایا اور کوئی جادوگر تمھارا کچھ نہ کر سکیگا کس لیے کہ تم تو رہنے والے ظلمات طلسم کے ہو عیارون سے بچتے رہنا اور عیار اب چار باقی ہین اُنکا سردار اور اُستاد عمرو عیار تو میری قید مین ہے شاگرد اسکے باقی ہین اُنھین سے بچنا اور افراسیاب کر برّان میری قید سے نکلگی نہین تو اُسکا بھی خوف نہ رہتا پھر تم جاؤ مین سمجھونگا اُس نے عرض کیا کہ سامری کی عنایت سے نہ برّان میرا کچھ بنا سکتی ہے اور نہ میر اکو کب کچھ کر سکتا ہے اقبال حضور کا شریک چاہیے یہ کہکر آداب بجا لاکر رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آیا پردہ ظلمات مین ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا دخانیہ ہے یہ اس قلعہ کا حاکم ہے لاکھو ساحر اسکا ملازم ہے اس نے آتے ہی حکم تیاری لشکر دیا پچاس ہزار ساحر بہر نگہبانی قلعہ چھوڑا اور پچاس ہزار اپنے ہمراہ لیا دُھرد کی صدا پر مثل زاغ منڈلائے اژدہے پھنکارتے ہوے آئے ساحر سوار ہوے جھجھو کا غل بلند ہوا دل وہر خوف سے دردمند ہوا آگے تمام لشکر کے مجمر اژدر آتشبار پر سوار پیچھے اُس تیرہ سر کے طاؤس و بوتیمار و ہنس و باز و اُشتر بردار کی قطار اُن پر ساحران غدار دغا شعار سوار سحر سے اُن کے تاریک تمام روزگار کہ بموجب

ابیات

کبھی نظروں مین تھے دان روز و شب گم	کبھی تھے اک جگہ خورشید و انجم
کبھی آتش سے سب جلتا تھا جنگل	کبھی اس طرح جون برسے ہے بادل
ہوا اکا نام بھی ہوتا نہ زنہار	گر تھی فوج مین اژدر کی پھنکار
ہزارون تھین بلائین وحشت انگیز	کہ وحشت جنگلی تھی عالم کی خونریز
غرض وہ لشکر گمراہ و جاہل	چلا جاتا تھا بس منزل بہ منزل

باین کر و فر وہ خود سر قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر آمد اسکی ملکہ بے ہنر کو پہونچائی اُس نے گیسو بن شہاب اور شہاب جادو وغیرہ ساحران نامی کو برائے استقبال بھیجا فی الجملہ مجمر بد خصال داخل لشکر ملکہ زشت خصال ہوا لشکر اُسکا اُترا اور اُسنے آکر ملکہ کو نذر دی خلعت پایا اُس روز اور ایک دن اور بارگاہ اپنے لیے آراستہ کرکے آرام کیا دوسرے دن جب مجمر فلک سے آفتاب کا شعلہ سرد ہوا اور رونق

نظم

گرم بازاری روزگرد کہ — موافق تھا جو اقبال شب ماہ

عروج مہر پہونچا جب لب بام — تو لی ظلمات نے دربار کی راہ

ترقی پر تب آیا اختر شام — سر شام وہ ساحر ناکام دربار ملکہ

حیرت بد انجام مین آیا اور بیٹھکر میخواری کرنے لگا جب دماغ نشہ سے گرمایا ملکہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیئے ملکہ نے فوراً کوس حربی پر چوب دلوائی فلک کو چکر ہوا زمین تھرائی طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف یہ خبر سُنکر نہایت اندیشہ ناک ہوئی اور رنگ اُس کے چہرے کا متغیر ہو گیا چشم نمناک ہوئی اس لیے کہ یہ ملکہ نانی مہ جبین کی ہے اور عزیزدار بادشاہ طلسم ہے اور بسبب سن زیادہ ہونیکے ساحران نامی اور اُن کے حالات کو جانتی ہے یہ حال ملکہ نیک خصال دیکھکر مہتر برق فرنگی نے کہا کہ اے ملکہ تم کو اس ساحر سے بہت بڑا خوف پیدا ہوا اسکا کیا سبب ہے ہم نے بارہا عرض کیا کہ مالک ہمارا رب ہے نظر بفضل کریم کارساز رکھو اور حکم نواخت طبل جنگ دو انشاء اللہ ہم فتح پائینگے اور جو مشیت ایزدی مین ہماری فتح نہین ہے تو اسے بچا ئینگے ملکہ مذکور نے فرمایا کہ اے مہتر خدا اس موذی کے شر سے ہمکو بچائے اس حرامزادے پر سحر نہین اثر کرتا ہے اور نہ اسکی کسی حربہ سے قضا ہے ہان اگر پانی سامری و جمشید کے غسل کا ملے ہو اور اسمین تلوار بجھائی جائے تب اس خیرہ سر کی قضا آئے برق نے کہا تم ان خیالون مین نہ پڑو فقیر سحر بجاؤ پانی غسل سامری کا کیسا مین آب تیغ مکر و عیاری سے غسل اُسکو دونگا سیسہ گرم کرکے پلا دونگا پانی دانہ دھرا رہیگا جہنم مین ٹھکانا ہوگا ملکہ نے کہا اے مہتر اسیر تم ہرگز عیاری کرنیکا ارادہ نہ کرنا اسنے کہا یہ سب ہم نے سنا ہے ہمارا تو عیاری کرنیکا پیشہ ہے اسوقت ملکہ بہار نے بھی کہا کہ اے ملکہ مہتر صاحب سچ فرماتے ہین لڑنے مین پس و پیش کیا اگر چہ ارژنگ دو زبان جادو جو زیر زمین کی اس طلسم مین مالک ہے آئے تو ہم اُس سے بھی لڑین جا ہے جان جائے یا رہے ملکہ مہرخ نامور نے یہ کلمات دلیرانہ سنکر نظر بفضل رب اکبر فرما کر نفیر سحر کو دم دیا کوس دمامے جادو کے بجنے لگے دلاور آگاہ و باخبر ہوے دربار شام کا رکھا گیا ہر بہادر اپنے خیمہ مین بیٹھکر سامان جنگ کرنے لگا ساحر سحر جگانے لگے بیر بلانے لگے سچ فہم خرم شمشیر و خنجر کا خوف کھانے لگے دل کی اُلجھن کو کمند گرہ گیر سمجھے ترقی حوصلہ کو بارہ شمشیر کی جانکر مرنے کی تدبیر سمجھے عرض ہوم کے دھوئین سے وہ بن بجلی بن ہو گیا مست ہر بہادر پیلتن تھا نامرد بھاگنے پر تیار رشل ہرن تھا منتر دن کی جاپ ہر سو تھی آتش سحر کی ہر رنگ معشوق شعلہ خو عتی ہوا سے سحر کے سناٹے چلاغ خود گل کرتے تھے آندھیان چلتی تھین کلوا بھیرون کا ساحر دم بھرتے تھے ڈھرو کی صدا پر چرخ ستمگر کا ایسا پیرنا چتا تھا ہندوے زحل کا سینچر بنکر سر چڑھنے کا ارادہ تھا ساحر تو اس رنگ مین تھے بہادر تیاری آلات جنگ مین تھے شاہد شجاعت کو سنوارا تھا یان عاشق جان دینے سے دل نہ ہارا تھا کمند ہر ایک مثل زلف بر پیچ جانان جبین الجھا ہوا رفتہ جان بہادران خنجر سب کی نظر مین ابروے خوبان جس سے ذبح ہونے کا ارمان تیر گویا تیر مژگان تیغ ہر ایک تیغ نظر معشوقان کمانون پر ابرو سمجھ کر قربان جان جانبازان کہ

نظم

دلمین مرے یقین ہی کہ میدان مین جس گھڑی | للکارین وہ یلون کے تیئن کھینچکر کٹار | گو ہر کرے ہمن آن مین رستم کا گاؤ سر
بیت الخلا کو یاد کرے سام بار بار | لڑنے جو آئین بہمن و برزو و غا کے روز | ہو جائین اُنکے سامنے آسیب مین گرفتار
پتلا زیادہ پانی سے ہو اُنکے بس ضعف سے | ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو حباب وار | لشکر مین تو یہ تیاری ہو رہی ہے

لیکن مہتر برق اپنے لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے آیا اور ایک ساحر ملازم وضع کی صورت بنکر داخل بارگاہ ملکہ موصوفہ ہوا دیکھا کہ مخمور بڑی عزت سے ذنگل پر بصد شوکت بیٹھا ہے ملکہ بہار اور ارکان دولت سب خاطر اسکی کر رہی ہین جام شراب چل رہا ہے برق یہ ماجرا کھڑا دریافت کر رہا تھا کہ اسکو صرصر عیارہ نے دیکھا کیونکہ جب حیرت طلسم مین چلی گئی تھی تو عیار بچیان بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئی تھین ملکہ کے آنے سے یہ بھی آئی ہین غرض جب صرصر نے اسکو دیکھا آہستہ سے کہا کہ ارے موئے کیون اپنی جان دینے آیا ہے برق تو اور ہی مطلب سے یہان آیا تھا اس وجہ سے اسکو کچھ جواب دہ نہوا اور جست کر کے سراچہ فراز کر نکلگیا یہان غلغلہ ہوا کہ عیار سراچہ فراز کر نکلگیا ہے صرصر نے کہا برق تھا جب مین نے پہچانکر اسکو قید کرنا چاہا تو نکل گیا مخمور یہ حقیقت سنکر چپ ہو رہا کچھ بولا تو نہین مگر بطور مخفی اسنے سحر کیا کہ حال اُسکا آگے کھلیگا فی الجملہ کچھ دیر تو مخمور ملکہ کی بارگاہ مین بیٹھا رہا پھر اُٹھکر اپنے مقام پر بہر آرام آیا لشکر مین اسکے تیاری رزم کی ہو رہی تھی ساحر ہوم اگیار کر رہے تھے بہادر تیر خنجر و تلوار کر رہے تھے اسنے بھی آکر چند منتر اپنے جگائے پھر سو رہا اور برق جو بارگاہ سے نکل گیا تھا یا تو عیاری کرنے آیا تھا یا خود بخود دل مین اُسکے آیا کہ اپنے لشکر مین چلو زیادہ رات گئے آکر سمجھ لینا یہ سوچ کر اپنے لشکر مین آکر وہ خیمہ جو اس کے آرام کے لیے معین ہے اسمین آیا اور وہ آرام پذیر ہوا بعد کچھ دیر کے اُٹھا اور قصد کیا کہ اب چلکر کچھ فکر کرون لیکن ایسا نشہ سوقت زیادہ معلوم ہوا کہ سر چکر کرتا تھا یہ پھر لیٹ رہا اور سو گیا اور ایسا سویا کہ رات بھر آنکھ نہ کھلی جب دیگدان عالم مین ہیزم شعاع آفتاب جلکر شعلہ ور ہوئی اور منقل شب مین انگارے تارون کے بجھے کہ ابیات

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار | اُڑا اعنقا صفت رنگ شب تار | جو پر کالہ ہوا پھر چہرہ حور
ہوا تاریک عالم جملہ پُر نور

ہنگام سحر برق خواب غفلت سے بیدار ہوا دیکھا تو نفیر سحر بج رہی ہے دنکو نیر چوب پڑتی ہے لشکر عازم جنگاہ ہے وقت صبح کا ہے دلمین اپنے کہا ملے برق تو ایسا سویا کہ صبح ہو گئی اور رات کو نہ خود لشکر مخالف سے پھر آیا اور بغیر شراب پیے ایسا نشہ ہوا کہ تجھ سے اُٹھا نہ گیا اور اسمین مقرر کچھ اسرار ہے بڑا زبردست یہ مخمور نابکار ہے حاصل کلام خیمہ سے باہر آیا تو لشکر کو دو براہ پایا ملکہ مہرخ تخت پر سوار برابر اسکے تخت کے ملکہ بہار گلدستے اپر رکھے ابر کے ٹکڑے سر پر سایہ کیے ایک طرف ملکہ مخمور نشہ حسن سے مغرور برابر اسکے ملکہ مہرخ مو نیور جواہر سے آراستہ موجود ایک سمت ملکہ زلف آرا زلف اسکی دام بلا غرض اسی طرح یہ سب شہزادیان لشکر بیکران ہمراہ لیے سحر کی نیرنگیان دکھاتی روانہ تھین لشکر مین باجے طرح طرح کے بجتے دلمین سوز و گداز پیدا کرتے تھے ہوائین ٹھنڈی آئین ابر برسنے جنگل مین پھول کھلتے اس کیفیت و بہار سے سب فوج غنچہ باندھے وقت سحر بشگفتہ خاطری جانب میدان روان تھی کہ نظم

ترکش لگا کے دینے کو بھیجو بہار

گلگون پہ اپنے ترک ہزاروں ہیں سوار
آہن کو باندھ باندھ ہوئے مستعد ستم
لڑتے ہیں قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار
ترک صبا کہے ہے مرا تیر بازگشت
ترکی ہر ایک کہتی ہے یون نعرہ مار مار
ہو پشت پہ حریف تو نکلے جگر کے پار
ایسا نہو کہ طعن کرین ہمکو بلبلین

خلاصہ مرام بڑے تزک و احتشام سے لشکر دارو معرکہ کارزار ہوا اس طرف سے مجمر پچاس ہزار ساحر سامری منش ہمراہ لیکر رزمگاہ مین آیا ساحرون کے تختون کے آگے ڈفلے اور بانسریان بجتی ہوئین اژدر پھنکارتے تھالیان تیل کی چمکتین تاریخ آئین رکھے سب نے آکر میدان مین پرا جایا ملکہ حیرت بھی کئی لاکھہ ساحرون کو تیار کرا کے علیحدہ میدان جنگ سے استادہ ہوئی صفین آراستہ کی گئین میدان جنگ کی نشیب و فراز سے برابر کیا ابر سحر ساحرون نے برسایا عرصۂ نبرد آئینہ سان صاف نظر آیا نقیب نقابت کر کے ہٹے اسوقت لشکر حریف مین علمہاے سیاہ کے پرچم کھلے دہل جنگ بجا کر کڑکا ہوا لشکر کے سردار رہوار اپنے بڑھا کر حاضر رکاب افسر ہوے مجمر نے اپنا اژدر میدان مین نکالا اور بہت کچھ نیرنج و شعبدہ سحر کے دکھا کر نعرہ مارا کہ اے سرگروہ گمراہان واے فرقۂ نمکحرامان آؤ مقابلۂ مردان مین یہ نہیب اس ستمگر کی سنکر ملکہ مہرخ کی طرف سے ایک افسون خوان نامور سامنے اس کینہ پرور کے آیا اور طالب ضرب ہوا مجمر نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک تیغ مثل برق شرربار روے ہوا پر از خود پیدا ہو کر اس نیک کردار کے اوپر گری ہر چند اسنے رد سحر کیا لیکن برق اجل نے خرمن حیات کو جلایا جسد دو ٹکڑے ہوا شور مرنے کا بیرون نے مچایا مجمر پھر للکارا کہ کسے دیگر را بفرسید تا ذائقہ مرگ بچشید اس طرف سے ملکہ سرخ مو اجازت اپنے حاکم سے لیکر طاؤس اڑا کر سامنے آئی اسنے پہلے تو وہی تیغ کی بجلی گرائی جب ملکہ نے سحر سے پنجہ پیدا کر کے وہ تیغ رکوائی یعنی پنجے اس شمشیر مین لپٹ گئے اسوقت دوبارہ اس بجیانے ایک زنجیر فولادی اپنی کمر سے کھولی اور سرخ مو ملکہ موصوفہ پر لگائی حلقہ ہاے زنجیر مثل کمند گرہ گیر گردن و کمر مین ملکہ دلگیر کے الجھے اس بیرنے جھٹکا دیا کہ یہ طاؤس سے گرکر زمین گیر ہوئی اور ہر چند چاہا کہ رکون مگر سنبھل نہ سکی کھنچتی ہوئی چلی اسنے ساحرون سے حکم دیا کہ باندھلو ساحرون نے آکر گرفتار کر لیا اور ایک زنگی تہ زمین سے پیدا ہو کر اس بیچاری کو اندر زمین کے لے گیا یہ کیفیت دیکھ کر ملکہ زلف آرا نے کہ جسکا نام مشکین موے کاکل کشا بھی ہے اپنے ہنس کو اڑایا اور سامنے اسکے آکر اپنے جوڑے سے ایک پیکان نکال کر سحر دم کر کے اسپر مارا اسنے سحر پڑھا کہ پیکان اور سمت چلا گیا ایک دانہ ماش کا نکال کر منتر پڑھ کر جو مارا ملکہ زلف آرا پتھر کی ہوگئی فلک نے نئی سنگدلی دکھائی کہ اس صنم زیبا صورت کی شکل تصویر آذری بنائی یہ حقیقت اسکی زبردستی کی دیکھ کر لشکر مہرخ برہم و درہم اس طاری ہوا مگر از بسکہ مدت سے ایسی آفتین جھیلتے چلے آتے ہین بد نیوجہ ثابت قدم رہے اور لمر زران جادو نے باجازت مہرخ جا کر سامنا کیا اور بغیظ و غضب تمام ایک تلوار اس بدانجام کے لگائی اس خیال سے کہ جو پہلے مار چلے وہی میری ہے لیکن اسنے ہنسکر ایسا سحر پڑھا کر چار پنجہ پیدا ہوے دو پنجہ تو تلوار مین لپٹ گئے کہ ضربت سے مجمر محفوظ رہا اور دو پنجون نے لپٹ کر کلائی سے تلوار چھین لی اور مشکین باندھکر لے گئے اسی طرح اس نابکار نے شام تک انواع و اقسام کے سحر کیے اور بہت سے ساحر و ساحرہ لشکر مہرخ کے گرفتار ہوے اگر شرح

اُسکی کی جاے تو بہت طول کلام ہوگا حاصل مرام جب ساحرۂ شب نے دانۂ انجم پڑھ کر عرصۂ فلک مین پھینکے ساحر روز رو بفرار لایا کہ بیت غرض مثل مرض گھٹنے لگا دن + چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو مجمر نافرجام نے للکار کر کہا کہ اے فرقہ گمراہان پردۂ شب تمھارے بچنے کے لیے عالم مین حائل ہوگیا اب بھی سرکشی ونخوت سے باز آؤ ورنہ ہنگام سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے جان کی تمھاری خریداری ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکر میدان سے پھرے حیرت سر پر سے اُس خیرہ سر کے زر نثار کراتی ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے پڑاؤ پر کمر کھولی اس طرف ملکہ مہرخ رنجیدہ و پریشان مراجعت فرماکر علو شان سے داخل بارگاہ عالیشان ہوئی وہ سردار جو مقید ہوگئے ہین اُن کے دنگلون پر غاشیہ ڈلوا دیے اور اشک حسرت بہاے فوج بھی متردد و پراگندہ خاطر اُتری خصوصًا وہ لشکر کہ جن کے افسر قید ہوے ہین نہایت ہی مضطر تھا ہمت رنج والم کی تقریر جان دینے پر آمادہ صغیر و کبیر ناچ نہ راگ کا چرچا غم کا کھڑاگ پھیلا ہوا اُدھر جب وہ بیدین یعنی مجمر لعین اپنی بارگاہ مین آیا میخواری کرکے گرمایا اور حکم دیا کہ نقارہ رزم کا بجے بموجب حکم ساحرون نے طبل جنگی بجایا ساتھ ہی ہزارہا گھنٹہ اور ناقوس بجا دل ترک دہر و ساحر فلک کا دہل گیا اُس طرف کے ساحر تو خوشی کر رہے تھے کہ کل دشمن کو مار کر دولت عظیم و گنج فخیم پائین گے یعنی مال عدو تاراج کرینگے اور رجلدو فتح رزم مین بادشاہ سے انعام بہت کچھ پاکر راج کرین گے غرضکہ خبر نواخت طبل جنگ مہرخ دلتنگ کو طائران سحر نے پہونچائی ملکہ کے منھ پر اُداسی چھائی مگر ہمت مردانہ کو اُس بہادر شیردل نے کام فرمایا بے اختیار نفیر سحر کو بجایا کوس حربی ادھر بھی گڑگڑایا صداے نقارہ سُنکر لشکر مین بہادر بشاش ہوے بزدل و نامرد بدحواس ہوے لب پہ یہ کلمہ تھا کہ ہم آج یہان اے کاش ہوتے بہت سے تو رات ہی سے کنارہ کرگئے سوچے کہ ہم یہان ٹھہرے اور ہول کھاکر مرگئے شجاعت شعاران عالی تبار تیاری مین اسباب جنگ کے مصروف ہوے ساحر سحر خوان تھے سبار زون کے تیز ہوتے خنجر بران تھے ان کو نہ پرواے مرگ نہ فکر عیال جوش تہوری سے چہرہ لال نامردونکا خوف سے بُرا حال یہ لوگ ایسا سمجھے کہ موت کا آنا برحق ہے پھر اسکا کیا قلق ہے بزدل کہتے جان بچانیکا حق ہے پھر اسی بات کا دل کو قلق ہے فی الجملہ یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن برق با نہاے عیاری سے درست ہوکر پھر روانہ ہوا اور آج مطلق شراب نہ پی اس لیے کہ کل کا ایسا حال نہو بس جب اپنے لشکر سے نکل کے چند قدم آگے بڑھا راستہ بھولکر کسی طرف اور چلا گیا کچھ دور چلکر خیال آیا کہ لشکر دشمن اس طرف کہان ہے جو تو جاتا ہے یہ سمجھ کر اُدھر سے پھرا اور اپنی دانست مین لشکر مجمر کی جانب قدم زن ہوا گھبراکر اور سمت پہونچا تب اسنے دل سے کہا کہ اے برق آج راہ لشکر عدو سے گمراہ ایسی دشوار ہوگئی کہ اُس لشکر کا کہین پتہ نہین یہ سحر ہے ہی مجمر حرامزادے کا پس رات بھر مین ہزارہا تدبیرین کین مگر اس فوج مین جانا ممکن نہوا آخر وہ وقت آیا کہ مجمع ستارون کا عرصۂ فلک مین پراگندہ ہوا اور پنجۂ مہر پنجۂ علم کی طرح دشت عالم مین تابندہ

نظم

بندھی ہر سو صدائے آمد صبح | سحر کا دانت تھا ہی شب کے ادبار
گجر نے دی صدائے آمد صبح | وہ آئی مشعل خورشید سے کر

صبح کو مہتر برق اپنے لشکر مین آیا لشکر جانب دادگاہ روانہ تھا ملکہ مہرخ ذیشان سوار ہوئی تھی ساحرون کے پرے پیادون کے غول بعظم و شان تمام جاتے تھے صحرا مین اس فوج کے پہونچنے سے نئے نئے لطف نظر آتے تھے وہ نور کا تڑکا اور جنگل سرسبز اور زمین گلرخ جادوگرینون کا لباس نافرمانی و زعفرانی پہنکر آنا طرح طرح پھولون کا گویا صحرا مین کھلجانا شفق سحر پھولی تھی لال کرتی کی پلٹن یہ رنگ دکھاتی نسیم سحر دل مین سوز و گداز بڑھاتی کبھی ہلکے ہلکے ابر آنے وہ نور صبح مین اور زیادہ لطف بڑھاتے غرضکہ اس طرح وارد عرصہ نبرد ہوئے اُدھر سے مجمر فوج بیکران لیے آیا حیرت نے بھی آ لشکر کا ایک سمت پر اجمایا ساحرون مین کوہر و بجا لشکریون نے قرنا کو دم دیا صفین کھنچین تیغین چمکین علم کھولے ساحر جے جے پکارے بہادرون نے نعرہ ہل من مبارز مارے نقیب آگے بڑھکر للکارے کہ عالم مین سدا کون رہا ہے دلاورون کا نام بہادرون کا کیا ہے کام لڑکر ہوجانا تمام دیکھو اب نہ رستم ہے نہ سام یہ کہکر نقیب ہٹے لڑنے کا حوصلہ بڑھا رن سر چڑھا مجمر اژدر آ سوار ہوکر اجازت حیرت سے لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی یعنی للکارا کہ اے گنہگار رات مین نے چاہا تھا کہ تم بچ جاؤ مگر تم نے نہ مانا قضا ہی تمھاری آئی ہے خیر آؤ میرے مقابلہ مین اسوقت زلزلہ جادو نے چاہا کہ مین غرق زمین ہوکر قلاب ارض کو جنبش دون لیکن زمین کو مثل سنگ سخت پایا ناچار قدم جانب میدان بڑھایا اور جاتے ہی ایک تیر کمان سحر مین رکھکر حریف کے لگایا اسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک پنجہ فولادی پیدا ہوا اُسنے تیر کو کاٹ دیا اور پھر مجمر نے دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے ایک زنگی تیرہ درون پیدا ہوا اور زلزلہ کے آکر لپٹ گیا اوس نے ہر چند چاہا کہ اسکو قتل کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا اور اُسنے مشکین باندھلین اور زمین مین لیکر غائب ہوگیا یہ حال دیکھکر ملکہ بہار کو تاب نہ رہی اور تخت اپنا آگے بڑھایا ملکہ مہرخ نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ تم نہ جاؤ مگر اُسنے نہ مانا اور سمت میدان روانہ ہوئی بہار عالم اُسپر بلا گردان ہوئی وہ چہرے پر غصہ آیا ہوا پسینہ پیشانی پر نکلا ہوا جوڑا ارغوانی بلگجا ہوا تیوری چڑھی زلف رخ پر بکھری ہوئی کعبہ پر اصحاب فیل کی چڑھائی نظم

ناگنی پیچ مین آسکے نہ مانگے پانی
اُسکے ابرو سے مشابہ نہ بنائین جبتک

کیل جائے وہین کالا جو ڈسے اُسکی لٹک
رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی چمک

قتل کریگا یہ جوہر نہو شمشیر کے بیچ
آگے غبغب کے خجالت زدہ ہونگی وہ فلک

جب یہ بہار بوستان حسن سامنے اُس خزان رسیدہ کے پہونچی اُسنے ایک نارنج اسپر مارا ملکہ نے انگشت حنا آلودہ سے اشارہ کیا کہ نارنج اُلٹا پھر گیا مجمر نے نارنج اپنا آپ رد کا یعنی زمین مین غرق کردیا اب ملکہ بہار نے ایک گیند اپنے گلدستہ سے توڑکر اسکا سینہ تاک کر مارا اُسنے گیند اسکو توڑتے دیکھکر غور کیا کہ اس گلعذار کے سحر کا توڑ مجھ سے نہوسکے گا لیس بہت جلد اپنے جوڑے سے ناریل نکال کر افسون دم کرکے اسنے تو گیند مارا اُسنے ناریل مارا گیند تو جاکر اُسپر پڑا اور نہ ناریل اُسپر پڑا نہ یہ اُسکے سحر کا رد کرنے پائی اور نہ وہ رفع کرسکا برابر سے جو سحر ہوا دونون بیہوش ہوگئے انکے بیہوش ہوتے ہی ایک طرف سے بلبل اُڑتا ہوا آیا اور ایک سمت سے ایک پتلا پیدا ہوا بلبل نے تو یہ اپنے روے گلعذار یہ بہار پہ ملے اور نغمہ سنجی کی کہ اے بی بی بستان سبزہ خفتہ

پائمال ہونے کو تمہارے دشمن ہوئین نرگس کی طرح ہمیشہ بیدار ہو اُٹھو عدو روسیاہ کو لالہ نمط داغ دو داغی غلام اپنا بناؤ ملکہ بہار ان باتون سے اس بلبل شیوا زبان کی بر تنگ نسیم گل فرش خاک پر سے اُٹھی اور اُدھر اُس پتلے نے پانون دبا کر مجمر کو ہوشیار کیا جب یہ دونون مبارزان کینہ خواہ سنبھلکر استادہ ہوے مجمر کو اپنے بیہوش ہوجانیکا بڑا رنج ہوا اور فرط غضب سے ایک مٹھی بھر ماش لیکر اور افسون اُسپر دم کرکے ملکہ بہار پر بہ جلدی تمام مارے وہ چہراماشون کا ملکہ نے تیرون کی طرح آتے دیکھکر سحر پڑھا کہ سپر پیدا ہو کر جسم کی پناہ ہوئی مگر وہ ماش آکر لشکر ملکہ بہار و مہرخ مین گرے ہزارہا آدمی کو مثل خدنگ دلدوز توڑ گئے اور وہ مرگرے بیرون نے غل مچایا شور قیامت خیز بلند ہوا تمام لشکر کی صفون مین تلاطم پڑ گیا ملکہ بہار نے بہت سپرین سحر کی پیدا کرکے اپنے تئین چھپایا مگر بچاؤ نہ ہوا ایک دانہ ماش کا شانہ پر آکر پڑا اسنے بہت جلد افسون پڑھکر شانہ پر دم کیا کہ جس کے سبب شانہ مین زخم تو نہ پڑا مگر چوٹ بہت لگی اور اسنے بھی جھنجلا کر ایک گلدستہ اُٹھا کر افسون تازہ پڑھکر کھینچ مارا مجمر فوراً غائب ہو گیا گلدستہ کی پنکھڑیان الگ ہو کر اُسکے لشکر مین گرین اور پھول اُن کے بکھر گئے لشکریون نے دوڑکر پھول چنے اور ہزارہا آدمی نے وہ پھول سونگھے اور عشق ملکہ بہار مین از خود رفتہ ہو کر اپنے سر اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے اب اُدھر بھی غوغاے عظیم برپا ہوا صفوف لشکر تہ و بالا ہوئین بیرون نے شور مچایا جب ملکہ بہار لڑنے نکلی تھی حیرت بیقرار ہوئی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر یہ بھی مغلوب ہوئی تو یہ ساحر مجمر فخر و افتخار کریگا اب جو ہن نے اسکی یہ آفت برپا کی وہ نہایت دل مین خوش ہوئی اور مجمر جو غائب ہوا تھا قریب ملکہ مسطورہ پشت پر آکر ظاہر ہوا اور بعجلت تمام خاک قبر جمشید ملکہ پر چھڑک دی ملکہ چرخ کھا کر گری مجمر نے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر ملکہ کو اُڑا لے گیا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے دیکھا تخت پر سے اُڑکر بیساختہ اسکے قریب آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ ارے او دغاباز یہ دھوکے کی لڑائی لڑتا ہے وہ چیز کہ جس سے جملہ ساحر عاجز ہین اُسکو تو کام مین لایا اور بہار کو روز بد دکھایا اسکی سند کب ہے یہ کہکر غصہ جھپٹ کر تلوار ماری مگر یہ خیال نہ رہا کہ خاک قبر جمشید اسکے ہاتھ مین ہے چنانچہ جیسے ہی اسنے تلوار ماری اسنے خاک اسپر بھی چھڑکی کہ یہ بھی آپ مین نہ رہی اور بیہوش ہوگئی اور ایسی بیہوش ہوگئی کہ گویا اسکے ہوش مین آنے کی سب کو امید منقطع ہوگئی یہ حال جو فوج نے اسکی دیکھا لینا لینا کہکر چلی مگر اس ساحر نے سحر پڑھا کہ پنجہ آکر اسکو بھی اُٹھا لیگیا اور ساحر نے بھی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا دونون لشکر باہم جنگ آور ہوے سحر چلنے لگے کلوا بیرون کی پکار رہی نقصان کی کار زار ہوئی کہین پتھر برسنے لگے کسی جگہ انگارے گرے سانپ پیدا ہو کر ڈسنے لگے لوگون کے چہرے ماش کے دانے پڑنے لگے بوچھار ہوئی العیاذ باللہ آفت عظیم برپا تھی لاش پر لاش گر رہی تھی غیر ساحر شمشیر زن گئے تھے تلوارین زہر اُگلتی تھین کمانین چلا رہی تھین کہ بہادر ہو کر اُکو غنچہ نامردی مین منھ نہ چھپانا کب سوفار کی صدا تھی کہ لائق تحسین وہ کام کرجانا دہل اور دمامے شور کرتے تھے علم سربلندی کا نشان بتاتے تھے گرز لاف زنی کرنے کی زبان بتاتے تھے خون کا دریا بہتا تھا لوہا برس رہا تھا

نظم

زمین تھراتی تھی گھوڑون کے ٹہیے بلند تھے عجب ہنگامہ تھا
آیا عمل مین تیغ سے اُسدم وہ کارزار

دیکھا جیسے نہ ترک فلک نے بروزگار
بے سر ہوئے تھے اتنے ہی سرکش ذی اقتدار
خاک تلک نگی پہ ہو تو نہ شرما سے شاخسار

لیکن مین تجھسے کیا کہون اے یار اس گھڑی
دکھلائی تھی اجل نے عجب طرح کی بہار
ہتین کرتیان تلنگونکی مانند لالہ زار

تھا دود سحر ابر سیاہ تگرگ بار
ہر ایک جا یہی نظر آیا ہر ایک کو
گھوڑا ادھر جو تڑپے ہے اودھر پڑا سوار

مجمر بدگہر نے دیکھا کہ لشکر عمرو بپائے ہمت استوار کرکے جان دینے پر آمادہ ہے اور چڑھا چلا آتا ہے پس اسنے ایک حباب شیشہ کا اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کرکے فوج دشمن پر مارا اُسوقت ایسی صدائے مہیب آئی کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور وہ حباب بسان حباب چرخ دوار دو دراز ہو کر لشکر مہرخ نکوکار پر محیط ہوا اُسدم سب فوج مجمر کی فوج عدو سے علیحدہ ہو گئی اور سر پوش کی طرح وہ حباب تمام لشکر مسلمانان پر ڈھک گیا اندر اس حباب کے ہر ایک بیہوش ہو کر اور وہ شیشہ کا قیدخانہ مثل حصن حصین اُن کے لیے ہو گیا وہ تمام گروہ محلہ خاموشان مین جا کر بسا مردون کی طرح اُس حصار گور تمثال مین بے صدا و ندا ہو کر پڑا ان سب کے گرفتار ہوتے ہی یہ ساحر طبل آسائش بجا کر پھرا اسکے لشکریون نے مال و اسباب و خیام بارگاہ پر جا کر قبضہ کر لیا جو فوج کہ پڑاؤ کی حفاظت کو معین تھی رو بفرار لائی بازارین لٹ گئین دکاندار بھاگے گردش روزگار ناہنجار کی شکایت ہر ایک کی زبان پر جاری ناقدردانی چرخ کجمدار سے ہر ایک عاری کوئی کہتا تھا کہ اے فلک غدار یہ تیری خو ہے سفلہ پروری کی ہمیشہ تجھے آرزو ہے کوئی کہتا تھا کہ اے دہر خونخوار اگر تو قتل کرتا ہے تو پھر پرورش کیون کرتا ہے کوئی بھی اپنے پالے ہوے کو مارتا ہے کسی کی زبان پر تھا کہ اگر تجکو دشمنی کرنا ہے تو برائے چند روز یاری کرنا کیا ضرور ہے اے

نظم

دون ہمت جفاکاری ہی تیرا دستور ہے کہ
اجزائے کار رند ہی عالم کا اسکے ہاتھ
جز چشم عاشقان کہین جاری بآب صاف

روشن ہی شمع کشتہ کو پھر کر جلانے سے
یعنے کہ بعد مرگ بھی آرام ہے محال
ایک تن نوالہ خوار نہو اس سے تا ابد

ہے سرنگون ازل سے یہ اک سفال
سو پردے مین رکھے لیے گل کو یہ بے تمیز
اٹھائے نقاب روئے حیا کی یہ بدخصال

اس لشکر کی تباہی کا کیا حال بیان کیا جائے یہان تو سب اسیر سرپنجہ تقدیر ہین مگر مجمر بے پیر شادان و فرحان جنگاہ سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ حیرت نے بھی داخلہ بارگاہ مین اپنی فرمایا لشکر لاکھ ساحرون کا گرد اس حباب سحر کے برائے نگہبانی لشکر مہرخ مقرر کیا باقی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا ہر سمت گھما گھم ہے ہر شخص شاد و خرم ہے جا بجا اسباب عشرت و کامرانی مہیا تھا بادہ خواری کا چرچا تھا ملکہ حیرت نے عرضی اس فتح کی بادشاہ طلسم کو لکھ کر طائر سحر کو دیکر روانہ کی اور آپ بصد مسرت بیٹھی ادھر مجمر نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر پڑھا کہ پنجہ جو مہرخ و بہار کو لے گئے تھے وہ اُنکو لیکر حاضر ہوے اُسنے ایک خیمہ اپنی بارگاہ کے متصل استادہ کرا کر انکو بھی مقید کرایا اور کئی ہزار ساحرون کا پہرا مقرر کیا غرض جب سب انتظام کر چکا بارگاہ ملکہ حیرت مین گیا اور شریک بزم عشرت ہوا اس عرصہ مین حباب فلک کی قید سے چھوٹکر شاہ خاور جانب ملک مغرب گیا اور سیاہ انجم کا پہرا چرخ پر مقرر ہوا کہ بمقتضائے ابیات

سر شب کیا شفق شعلہ فشان ہے
زمین سرخ آگ سے بھی آسمان ہے
اٹھا ہے آب گل خورشید کا زر

چمک دکھلاتے ہیں شب کے اختر | شام کو ساحر نا فرجام اپنی بارگاہ میں پھر آرام آیا فی الجملہ یہ تو نہایت درجہ
خوشنود ہی مگر قضا سر پر موجود ہے وہ یہ کہ برق جو دور دور سے اسکے قتل کرنیکی فکر میں سرگردان تھا آج اپنے
لشکر کی بربادی دیکھکر مصروف نالہ و فغان رہا آخر وہ ساحر جو روبفرار لائے تھے انمین سے کئی جادوگرنیون کو روکا
کہ کہان بھاگی جاتی ہو آؤ میرے ساتھ چلو کہ مین اس ساحر نابکار کو واصل بنار کروادون وہ بموجب اسکے فرمانیکے ہمراہ
ہو مین یہ ان سب کو درۂ کوہ مین لایا اور کہا تم صورت اپنی بزور سحر تبدیل کرو انھون نے سحر سے نقشہ اپنا بدلا اسنے
ایک کو انمین سے حکم دیا کہ لشکر مجرم مین جاکر اُس سے کہے کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شاہ طلسم نور افشان تشریف
لائی ہین اور تمسے ملنا چاہتی ہین ساحرہ بموجب حکم اسکے لشکر مجرم مین آئی وہ اپنی بارگاہ مین تھا کہ ساحرہ نے سامنے
آکر سلام کیا اور پیام آنے بران کا دیا یہ بہت خوشنود ہوا اور خود بہر پیشوائی چلا درۂ کوہ مین جب آیا یہان
برق بعد پیام بھیجنے کے صورت اپنی بران کی ایسی بناکر زیور و لباس سے آراستہ ہوکر اور جادوگرنیون کو مغل
کنیزون بنے تیار کرکے ٹھہرا ہوا تھا اسنے وہان پہونچکر اصل مین دیکھا کہ شہزادی طلسم نور افشان کی بہزار ناز و
انداز استادہ ہے صحرا تمام اس ماہ کے رخسار سے تابندہ ہی مانگ اسکی موتیون سے بھری ہی تارون بھری رات نظر
آتی ہی زلف شکون قریب دہن تنگ آکر لہراتی ہی یا سکندر کنارۂ چشمۂ حیات کے آیا ہی یا ابر سیاہ گلستان پر چھایا ہی
آنچل بلو کا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا ہی یا نیچے کنیزین سنبھالے ہین قامت زیبا سرو و شمشاد کو خجلت سے پامال
بنا تا ہی سینہ کا ابھار سیب کو آسیب پہونچاتا ہی کہ بیت زگلگشت چمن بیرون چو آن سرو خرامان شد کشادہ
بال قمری سوراخ چاک گریبان شد یہ جمال ملکۂ ماہ تمثال کا دیکھکر ہزار جان سے شیدا ہوا اور تسلیم کرکے قریب آیا
ملکہ نے فرمایا مقدمہ صحرا کا ہی یہان ٹھہرنا اچھا نہین کوئی میرے باپ سے خبر کردیگا تو برا ہوگا آؤ ہم تم کسی مقام
تنہا مین چلکر بیٹھین یہ کلمہ سننا تھا کہ یقین اسکو ملکہ کی محبت کا اپنی نسبت ہوا اور عجب نہ تھا کہ شادی مرگ ہو جائے پس
دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق میری بارگاہ مین تشریف لیچلیے اور آرام فرمائیے ملکہ نے کہا اچھا پھر لیچلو راوکس کی
دیکھتے ہو اسنے فوراً تخت سحر تیار کرکے ملکہ کو سوار کیا ملکہ نے اپنی کنیزون سے فرمایا کہ تم اسی جگہ درۂ کوہ مین رہو دو باتین
کرکے ابھی آتی ہون کنیزین سب ٹھہرین اور ملکہ تنہا روانہ ہوئی مجرم کو یقین واثق ہوا کہ ملکہ مجھپر فریفتہ ہی جب تو اسنے
کنیزون سے بھی کنارہ کیا الغرض دونون تخت پر سوار باتین کرتے بارگاہ مین آئے ساحر مذکور نے بھی اپنے تمام
ملازمون کو بارگاہ سے باہر کردیا تخلیہ کرکے مسند جواہر کار پر ملکہ کو بٹھایا آپ بائین مسند پر بیٹھکر نظارۂ
جمال عدیم المثال کرنے لگا اس عیار نے صورت ملکہ بران کی بنا کر اس ساحر کو پاس اپنے اسلیے بلایا کہ ساحر مذکور
نے سحر کیا تھا کہ عیار راہ بھول جاتا تھا پس اسنے اسکو طلب کرکے اسکے ساتھ ہوکر اسکی بارگاہ مین داخلہ کیا جو مدعا
تھا وہی رہبر ہوا مثل مشہور ہی کہ خود کردہ را درمان چیست۔ اگر عیار اپنے پاؤن سے چلکر آتا تو راہ بھولجاتا کیونکہ
یہی سحر اسکا تھا کہ جو عیار آپ سے آئے راہ بھولجائے یہ سحر نہ تھا کہ مین خود لیکر آؤن تو راہ فراموش کرین۔ فی الجملہ آ
جو بران نقلی مسند ناز پر بصد انداز جلوہ فرما ہوئی لب شکر بار اسطرح کھولے ہنگام تکلم موتی رولے کہ اے مجرم مین اپنے باپ سے

سخت عاجز ہون نہ تو وہ میری شادی کہین کرتا ہے نہ وہ بڈھا مرچکتا ہے اکثر شاہان طلسمات نے پیام بھیجے
لیکن اُسنے منظور نہ کیے اب یہ نیا گل پھولا ہی کہ عمرو عیار کو اپنا رفیق بنایا ہے افراسیاب جادو ایسے بادشاہ
زبردست سے لڑنیکا دعوی کیا ہی اب میرا ارادہ ہی کہ اپنے بھائی جمشید تن کوکب کو شریک کرکے اُسکو گرفتار کرلون
اے مجمر تم مجھکو بادشاہ جادوان سے ملو اور وہ بادشاہ عالیجاہ جسکے ساتھ چاہے میری شادی کرے اور میرے یہ
شایان نہین ہی کہ مین بغیر کسی بادشاہ نامور کے شریک کیے آپ کسی کو بر لون اور چھنال مشہور ہون میری شادی
مین کرورون روپیہ صرف ہونگے جب ہوگی مجمر نے یہ باتین سُنکر قدم پر اُس سراپا ناز کے سر اپنا رکھدیا اور کہا اے
گل بوستان رعنائی و زیبائی مین تیرے سب کام درست کرودنگا لیکن مجھی کو اپنی غلامی مین قبول کرنا اور مین بھی قلعہ
ظلمات کا حاکم ہون علم سحر مین بہت بڑا عالم ہون شاہان طلسمات سے مجکو بھی بادشاہ کہتے ہین جلسے مین سے آپکا دیدار
دیکھا ہی دل مضطر سے صبر و قرار جاتا رہا ہی جینا دشوار ہوا ہے اگر تجکو نہ پاؤنگا مرجاؤن گا

نظم

یان چاک ہے سینہ بھی جگر بھی
کس دن کے لیے پھیر آشنائی
پھیر تم ہوے جو ملول تو کیا
کیا ہمکو اگر بہائے آنسو

کچھ اسکی نہین تمہین خبر بھی
ذرہ ذرہ ہے سب یہ زیست کا لطف
تربت پہ چڑھائے پھول تو کیا

ہو نون یہ ہے اب تو جان آئی
سمجھے جو ہمارے بعد کیا لطف
کیا ہمکو کھلے جو غنچہ مین گلیسو

ملکہ نے یہ کلام سُن کر مسکرا دیا اور سر اُسکا ٹھوکر سے سرکا دیا جب اُسنے سر اُٹھایا
ملکہ نے انگوٹھا دکھایا اور کہا کیا خوب مرُوے حواس مین آ اپنا عشق کسی اور سے جتا او اور دیکھو چو نچلے کی خوبی ایسے
یہان ایسے ایسے نفرے ہزارون پڑے ہین کہ قلعہ جات طلسم کے مالک ہین لو صاحب مین انکے پاس شاہ جادوان
سے ملنے گیا آئی کہ لیے او رہی تجھے قربان اس سمجھ کے ع ببین عقل و دانش بباید گریست ✤ کیا میرے دشمنون کی
شامت ہے جو مین ایسون پر گرویدہ ہونگی شاہان جہان اُڑ گئے ہین جو مین ایک قلعہ دار کی جورو بنون گی کیا اپنے
ملازمون سے بادشاہ تخلیہ مین مشورہ نہین فرماتے ہین پھر کیا وہ ملازم اُنکی عصمت کے خواہان ہو جاتے ہین مین
آپ کیا شہنشاہ ساحران کے پاس نہین جا سکتی ہون جو تمکو خصم بنا کر جاؤن مجکو فقط یہی خیال تھا کہ بادشاہ
سے جو ایکبار مین لڑ چکی ہون بغیر وسیلہ سامنا نکرون اسلیے تمکو رازدار بنایا تمنے منہ چڑھتے ہی گال کاٹا کیا
کہون اگر میرے طلسم کا کوئی ناظم ایسے کلام کرتا تو سخت سزا دیتی اور اب بھی مین شاہ جادوان سے جاکر سب
ماجرا بیان کرونگی اور نہ تو چل ایسے ویسے دیکھ تو تیرا حال کیا کراتی ہون یہ کہکر اُٹھی کہ لے اب مین جاتی ہون اس غصہ کو
دیکھکر مجمر بدحواس ہو گیا کہ بڑا غضب ہوا اگر اُسنے شاہ طلسم سے جاکر یہ حال کہا تو وہ زندہ نچھوڑیگا اسلیے کہ کوکب اسکا
پیر بھائی ہی اسکو وہ اپنی بھتیجی جانتا رہی دوسرے یہ کہ جب اُس سے اور بادشاہ سے صفائی ہو گئی تو لڑائی کا بھی
دباؤ جاتا رہا اور لڑنیوالو نکی بھی قدر نہ رہیگی تیری بہت بری حالت ہوگی تمنے بڑا ستم کیا کہ بیکا یک سوال وصل کر بیٹھا اب
سوچکر اُٹھا اور ملکہ کے پاؤن پر گر کر گویا ہوا کہ اے شہزادی میرا قصور معاف فرما اور ایک لمحہ یہان ورنہ پھر جادو کی حرکی
ہے جو نگاہ مین دیکھون اپنے ذکر شادی کا کیا پھر شادی کا پیام غریب امیر کے یہان دے تو کچھ گناہ نہین یہ کہکر رونے لگا ملکہ نے تسلی

آنسو اپنے ہاتھ سے پاک کیے اور ہنسکر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موئے عورتون کی طرح ٹسوے نہ ڈھلا جا میری لیے شراب لا ان اداؤن سے پھر اسکو دلیری ہوئی اور دل سے کہا یہ ناز معشوقانہ ہے تو گھبرا نہین اگر بخت رسا ہے تو قریب میسر وصل جانانہ ہے لیس خوشی خوشی کشتی شراب کی سامنے لایا اس عیار نے ہنکو ایسا کچھ تو کھلایا نہ مطلق اُسکو خیال عیار کا نہ آیا اور وقت عجیب طرح کا طرب خیز تھا کہ فرش صحن گیتی مین چاندنی کا بچھا تھا جنگل مین پھول طرح طرح کے کھلے تھے کٹورے پھولون کے شبنم کے پھول سے لبریز تھے ہوائے سرد کے جھونکے آرہے تھے ہوائے محبت بڑھا رہے تھے معشوقہ حور رخ گھر مین مہمان فراہم عشرت کا سامان ناز و غمزے کا دور طرز انجمن کچھ اور ایک نشۂ محبت سے چور دوسرا بادۂ حسن سے مخمور ایک کی نگاہ شیلی دوسرے کی نظر حسرت بھری وہ یاس سے جانب اُٹ زیبا دکھتا حال تھا کہ نظم

کھلیں آنکھیں تو دیکھا اک گلستان
پری پیکر تھی معشوقہ گل اندام
کبھی ہٹ جانا پہلو سے جھجک کر
یہ گرمی کس سے سیکھے ہو بتاؤ

پڑی پہلو میں ہر صورت کے سامان
کبھی پہلو میں بھی لگا ہے بآغوش
کبھی مل بیٹھنا ہنس کر برابر
کہاں تم اور کہاں یہ نام میرا

چراغ و شمع ساقی شیشہ و جام
نئی شوخی کی گھاتیں نئے جوش
کبھی کہنا اجی اپنی خبر لو
مگر شامت نے ہے کھینچا تم کو گھیرا

اسی ہنگامۂ راز و نیاز مین ملکہ نے جام شراب ارغوانی سے لبریز کیا اور گھبرا کر کہا دیکھو اُدھر سے کوئی جھانکتا ہے مجمر نے اسکے کہنے سے اس طرف دیکھا اسنے شراب مین بیہوشی ملائی اور گردن مین اسکے دست نازک حمائل کرکے کہا اے کمبخت میرا ابھی دل تجھپر آگیا ہے تیری منتون نے ناچار کیا ہے لے یہ بادۂ محبت ہے اسکو پی یہ ادائے دلفریب اُس سفاک کی دیکھکر مجمر تو یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے بے تامل وہ جام لے کر پی گیا اب بنجیک جی گیا یہان تو یہ ہنگامہ تھا لیکن ایک ساحر یہان سے ملکہ حیرت کی بارگاہ مین گیا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ آج تو ہمارے افسر پاس ملکہ بران آئی ہین اور بڑی دیر سے بارگاہ مین تخلیہ ہے نہین معلوم کیا مشورہ ہو رہا ہے یہ خبر سنتا تھی کہ ملکہ مذکور پریشان ہوئی اور جلد صرصر عیارہ کو طلب کرکے حکم دیا کہ جا دیکھ تو مجمر کے پاس بران کیسی آئی ہے اگر کوئی عیار ہے تو مجمر کو شر سے اسکے بچا اگر اصل مین بران ہے تو اسکا خیال کرنا کہ ایسا نہو مجمر اُس سے ساز کرکے شریک مسلمانان نہ ہو جائے صرصر یہ حکم سنکر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی اور در بارگاہ مجمر پر پہونچی یہان برق عیار نے بوہ پلانے جام شراب کے نادر کرکے اُس سے کہا تھا کہ لو اب ہم جاتے ہین وہ اُسکو رخصت کرنے کے لیے اٹھا تھا اُٹھتے ہی بیہوش ہو گیا تھا عیار مسطور نے خنجر یران نکال کر نیام سے گردن پر مارا تھا لیکن خنجر اُچٹ گیا اور خط بھی نہ پڑا اُسوقت تو اُسنے کمند کی پھانسی گردن مین اسکی دیکر چاہا کہ کس دون مگر گردن ایسی کرخت تھی کہ پھانسی بھی نہ لگ سکی اس عرصہ مین صرصر اندر بارگاہ کے آئی برق اسکے پاؤن کی آہٹ سُنکر سمجھا کہ کوئی آتا ہے بس گھبرا گیا کہ افسوس میری ساری محنت برباد گئی بس اُسی گھبراہٹ مین کہ نہ مہلت سیسہ گرم کرکے پلانے کی ملی نہ تپتا رہے جلنے کا قابو پایا اس اثنا مین صرصر نے جلوخانہ بارگاہ طے کرکے اندر قدم رکھا اسنے بجلدی تمام سنسی سے منہ مجمر کا کھول کر زبان اسکی باہر نکالی اور کہ ازبسکہ سارا بدن اسکا سحر بند تھا

پھر اُسکا خیال نہ کیا تھا کیونکہ جویاے عمرو آیا تھا اب برق خواجہ کا حال دیکھ کر غمگین ہوا اور اپنے لشکر کی طرف
پھر اُس سے پہلے مہرخ و بہار وغیرہ قریب اپنے لشکر کے آ گئی تھین یہان لشکر جو مسحور بہ سحر تھا وہ بھی ہوش
آ گیا تھا فوج جو گھیرے ہوے تھی اُسپر حملہ آور ہوا تھا کہ سرداران نامی جا کر پہونچے پھر تو سحر کی مار تیرون کی بوچھار
بھی بیرغل مچاتے تھے تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی مرچون کے ہار جلتے جسم دشمنان مین چھالے نکلے ترنج ناریل سینون
کو توڑ کر بغیر جان لیے بیرنہ پھیا نہ چھوڑتے آفت کا سامنا غضب کا ہنگامہ تھا صفحہ ہستی پر روان شمشیر کا خامہ تھا
ورق حیات پراگندہ دفتر زندگی اُلٹ ہوا شیرازہ اجزاے عناصر کھلا ہوا کتاب چہار باب عنصر و پنج فصول حواس
سراسر غلط خامۂ تن کا رر تیغ سے سر القط جوہر شمشیر نقاط صحیفۂ شجاعت بلکہ نکات رسالۂ جلادت تار رگ جان
مسطر جریدۂ فرمان قضا خون جسم کا مداوا بہر تحریر جکنامۂ مرگ ہر ایک راضی برضا مصروف جنگ ہر ایک خورد و سترگ
شورش عظیم برپا لشکر شیرین صرف بارہ ہزار ساحر کا تھا اور یہ فوج بہت تھی کچھ ہی دیر لڑائی رہی باہم جنگ آزمائی
آخر وہ سیاہ تاب نہ لائی بہت ساحر ہلاک ہوے تہ خاک ہوے بہت رو بفرار لائے ملکہ حیرت بھی یہان
نہ تھی اسلیے اوسکی فوج بھی حمایت کو نہ آئی اس لشکر بے سردار نے شکست کھائی اور لشکر حیرت کے قریب بھاگ کر
گئی اُسوقت مہرخ نے بھی تعاقب کرنا مناسب نہ جانا طبل فتح و ظفر بجوایا لوٹ مار کر اپنے بستر پر آ کر کمر کھولی
سردار داخل بارگاہ ہوے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دورۂ جام شراب آغاز ہوا جلسۂ چنگ و رباب ہوا
اُسوقت برق عیار نے آکر گرفتار ہوجانا خواجہ کا بیان کیا سردار دعا کرنے لگے کہ خداوند بچانا یہ سب تو اس
فکر مین ہین لیکن باغبان جو وہان سے چلا خیمہ صنعت مین آیا یہان افراسیاب کو بستر غم سے ملکہ حیرت
نے آکر اُٹھایا تھا ملکہ صنعت کرسی زرین پر متمکن تھی کنیزان قمر پیکر سامان انجمن آرائی لیے حاضر پہلوے بادشاہ
مین حیرت جلوہ گر اسی ہنگام مین باغبان نے پہونچ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور کچھ افسون پڑھا کہ لاشہ
شیرین کا عمرو کو پنجہ مین دابے اُڑتا ہوا خیمہ مین اتر آیا اور پکارا کہ اے بادشاہ مجکو عمرو عیار نے مارا یہ کہہ کر
زمین پر گرا شکل مردۂ صد سالہ بحیس و حرکت تھا بادشاہ کو اُس کے قتل ہونیکا رنج ہوا لیکن عمرو کے
قید ہونے کی ایسی خوشی ہوئی کہ سب رنج و غم غلط ہوگیا چند ساحرون کو حکم دیا کہ لاش شیرین کی لیجا کر
بڑے سامان سے اُٹھاؤ ساحر حسب الحکم عمل مین لائے بعد فراغ ان امورات کے خواجہ کی طرف شاہ
متوجہ ہوا عمرو سحر سے باغبان کے بیہوش تھا جب بادشاہ نے اسکی جانب توجہ کی وزیر مذکور نے سحر دم کر کے
ہوشیار کر دیا عمرو کی جو آنکھ کھلی شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہے آپ نے آنکھیں اپنی بند کر کے کہا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا خواب پریشان مجکو نظر آیا کس بخیل و ظالم کا خدا نے سامنا کرایا بادشاہ ان باتون کو
سُنکر اُسکی دلیری پر ہنس پڑا کہ باوجود گرفتار ہونے اس آفت کے ایسی باتین کرتا ہے غرضکہ بطور طنز اُسنے کہا
کہ خواجہ سلامت مزاج اچھا ہے عمرو نے جواب دیا خدا کا شکر ہے مین بہرحال اچھا ہون اے بادشاہ تم کہو
کہ کس آفت مین گرفتار ہو بادشاہ یہ کلام سُنکر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا سچ ہے مین بڑی مصیبت مین

گرفتار ہون کہ پانوٗن مین زنجیر پہنے دشمن کے سامنے حاضر ہون خواجہ نے کہا جو کسی کا گھر لینے آتا ہے وہ زنجیر پہنتا ہے اسکا کچھ غم نہین شاہ نے کہا اُس مرد صحرائی کوکب کو لینے گئے تھے مگر وہ میرے مقابلہ مین بھلا کیا آتا اب تم قید ہوگئے ہو تو شاید وہ چھوکری بران آئے لیکن کیا کرسکتی ہے اے عمرو بغیر مار ڈالے اب تجکو نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا ہمارا خدا حافظ و نگہبان ہے شاہ کوکب کی تیرے مقابلہ مین آنے کی کیا احتیاج ہے وہین سے بیٹھے بیٹھے وہ تیری سرکوبی کو کافی ہے تو ہمین کیا قتل کریگا اگر ہمکو مارنے اُٹھے تو بحکم خدا پانوٗن تیرا ٹوٹ جائے اور اگر ہمپر ہاتھ اُٹھائے تو ہاتھ ٹوٹ جائے شاہ جادوان کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا اور تلوار ٹیک کر بغضب تمام اُٹھا اور از بسکہ غصہ مین جو تخت کے نیچے پانوٗن اُتارا اور جامہ کا کونا تخت مین اٹکا یہ منھ کے بھل گرا اور عمرو نے کہا وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ پانوٗن ٹوٹ جائیگا بادشاہ کے گرنے سے ہر شخص دوڑا اور صنعت نے سنبھال کر تاج سر پر رکھا اور کہا مین قربان لے بادشاہ اس مجرم کی بات کا بُرا مانا کیا یہ تو اپنی جان پر کھیل گیا ہے اور اگر اسکو قتل کرنا منظور ہے تو جس ملازم سے اپنے اشارہ فرمایئے وہ سر اُسکا جدا کر ڈالے شاہ نے کہا کہ مین اسکو دھمکانے اُٹھا تھا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گلچین زوجہ باغبان جو عقب مین اپنے شوہر کے چلی تھی تیہ دریا کرکے اسی بارگاہ مین آئی یہان بادشاہ اور خواجہ ہمکلام تھے اس نے معلوم کیا کہ بیشک خاوند تیرا عمرو کو پکڑ لایا ہے بڑا غضب ہوا عیار اب تیرے وارث کو زندہ نہ چھوڑینگے غرض بادشاہ کو سلام کرکے پہلوے شوہر مین جا بیٹھی اس اثنا مین شاہ جادوان نے حکم دیا جلاد حاضر ہو اور سر اس مکار کا جدا کرے صنعت نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ مقام کہ حضور کا دیا ہوا میرے زیر فرمان ہے اور مین نے ایک مکان مثل آتشکدہ کے تیار کیا ہے یہان سے بہت قریب ہے وہ جو سامنے درّہ کوہ ہے اُسکے متصل تعمیر ہے آپ اس مفتری کو دو گھڑی کے لیے اس مکان مین بھیجدیجیے آپ ہی یہ ہلاک ہو جائیگا بادشاہ نے کہا اچھا روانہ کرو مین چاہتا بھی ہون کہ یہ بعذاب الیم ہلاک ہو ملکہ صنعت نے ایما رشاہ پا کر ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو اس مکان مین لے جاؤ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور نعمت خانہ آراستہ ہے کچھ تشریف لے چلکر تناول فرمایئے بادشاہ خاصہ نوش کرنے اُٹھا چلتے وقت سحر عمرو پر سے دفع کر دیا کہ اب یہ مرنے جاتا ہے پس دو پنجہ سحر کے پیدا ہوکر عمرو کو اُٹھا کر لے چلے اُسوقت عمرو نے باغبان کی طرف گھورا ملکہ گلچین ڈری اور خیال کیا کہ اگر عمرو چھوٹ جائیگا تو میرے خاوند کو ضرور مار ڈالے گا اور اگر مارا بھی گیا تو اُسکے شاگرد برق و قران وغیرہ مار ڈالین گے بس ایکی مرتبہ عمرو کا چھوٹ جانا اچھا ہے کیونکہ تیرے شوہر کا بیچ ہے جب کوئی اور عمرو کو پکڑ لائے اُسوقت جسکا جی چاہے اُسکو قتل کرے یہ سوچ کر اور سب تو بادشاہ کے ساتھ دسترخوان پر گئے مگر یہ وہان سے چلکر باہر نکلی اور جبتک پنجہ خاصہ عمرو کو آتشکدہ مین لے جائین اُس سے بھی پہلے یہ اس مکان آتشی مین آئی دیکھا تو چھت اور در دیوار ستون اور ایوان سب آگ کا ہے مکان ہے یا برج آتشی ہے

منازل مریخ مین نہایت درجہ کی گرمی ہے دیوارون سے شرارے نکلتے ہین روے ہوا سے صحن مین انگارے گرتے ہین دوزخ ہادیہ اُس مقام کی گرمی سے شرمندہ اسفل السافلین خجلت سے سرافگندہ **نظم**

گلخن گرم تھی زمین تمام گرد تھین یون سے جون تپے پرنان	چرخ بے سرو خانہ یاب حمام بسکہ گرمی کی آن مانی ہے	رات سوے زمین پہ جو انسان شرم سے آگ پانی پانی ہے

گلچین نے یہ حال اُس مکان کا دیکھ کر ازبسکہ زوجۂ وزیر ہے ساحرہ پُرتدبیر ہے ایک غلو لیخ کا اپنی کمر سے نکالا اور افسون تازہ اُسپر دم کر کے زمین پر مارا کہ وہ خانہ آتش لبان گلزار خلیل بنا آتش نمرود شان کا بازار گرم سرد ہوا اور جس طرح کسی کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے اُس طرح وہ مکان خنک ہوگیا اس عرصہ مین وہ پنجہ خواجہ کو لیکر اُس گھر مین آئے اور دروازہ واکرا کے اندر مکان کے ڈال کر دروازہ بند کر کے چلے گئے کیونکہ اندر جانے مین اُن کو خوف اپنے جل جانے کا تھا غرضکہ جب وہ پنجہ چلے گئے **خواجہ** نے اس مقام کو بظاہر تو ہمسر جہنم پایا لیکن اپنے جسم کو ضرر آتش سے محفوظ دیکھا اس اثنا مین **گلچین** نہ زمین سے نکلی **عمرو** کو باادب اُسنے تسلیم کی اور بمنت عرض پیرا ہوئی کہ اے خواجہ مہربان یہ کنیز ناچیز آپ کی خدمتگذاری کو حاضر ہے میری تقصیر جو کچھ ہو اُسکو آپ معاف فرمائین مین ہرچند اُس مرنے ناشاد کو منع کرتی ہون مگر وہ جوانامرگ نہین مانتا موا وزارت کے گھمنڈ پر ہے کہتا ہے کہ مین نمک حرامی نہ کرونگا پس آپ مجھ لونڈی کے حال پر نظر عنایت فرمایئے میرے شوہر کو نہ قتل کیجیے گا مین آپ کو آپکے خدا کا واسطہ دیتی ہون خواجہ نے کہا تو کبتک اُسکی سفارش کرے گی مثل مشہور ہے کہ بکرے کی مان کبتک خیر منائے گی ایک دن فرزند کو چھری تلے پائے گی ساحرہ نے عرض کیا کہ ابکی مرتبہ تو اُسکا قصور معاف فرمایئے پھر جو بے ادبی کرے تو کچھ کیجیے گا خواجہ نے کہا کہ اچھا ابکی خطا اُسکی معاف کی مجکو قید سے رہا کر دے ساحرہ نے ایک ماش پڑھ کر مارا کہ زنجیر جو خواجہ کے پاؤن مین تھی کٹ گئی اور دوسرا افسون اُسنے پڑھا کہ دروازہ اُس مکان کا کھل گیا اُسنے کہا کہ آپ یہان سے نکل جایئے خواجہ اُس مکان سے جلد باہر آئے اس مکان کو **صنعت** نے ازبسکہ بہر مجرمان زندان مصیبت مقرر کیا تھا اس وجہ سے بیرسحر کے بھی مقرر کیا تھا کہ بیرون مکان محافظ تھے جو کوئی نکل جائے اُسکو حتی الامکان روکین اور نہین تو خبر اُسکی مالک مکان کو دین پس **عمرو** جو باہر مکان کے نکلا بیرون نے غل مچائی کہ لیتا جاتا ہے خواجہ نے جلد گلیم اوڑھلی بیر آتش کے شعلہ بنکر ہزارون ہر سمت دوڑے لیکن کہین پتا نہ ملا غوغاے عظیم برپا کیا کہ افسوس مجرم نکل گیا شاہ جادوان خاصہ نوش کر کے تخت پر آکر بیٹھا تھا اُسنے بھی غل سنا ملازمون سے کہا ذرا خبر لینا یہ غل کیسا ہے **صنعت** نے کہا بلاؤن **عمرو** عیار مکان آتش مین قید ہے وہ جلکر مر گیا ہوگا اُسی کا غل ہوگا یہ کہہ رہی تھی کہ بیرسحر کے طائر بنے سامنے آگئے اور عرض کیا کہ مکان آتش کا دروازہ کھول کر ایک مجرم نکل گیا ہے ہم نے ہرچند تلاش کیا نہ ملا یہ سنا تھا کہ **صنعت** خود اُٹھکر اُس مکان مین آئی دیکھا کہ وہان خواجہ کا نشان بھی نہین اُسکو غصہ آیا اور دل سے کہا تو نے ناحق اُس مقری کو قتل

تو مع دودر ہین رخصت کر دیا اور نیلم سے کہا مین سخت حیران ہون کہ کس شخص کو برائے اعانت خداوند بھیجون جو کوئی جاتا ہے عیار اُسکو مار ڈالتے ہین نیلم نے عرض کیا کہ ابکی میرے کہنے سے حضور شیشہ دار جادو کو روانہ فرمائیے بادشاہ نے کہا اُسکو مین نے اور کام کو رکھا ہے نیلم نے عرض کیا کہ حضور مالک ہمہ دان ہائے سفت بلا ہین اگر ایک تحفہ طلسمی بہ نوا نہ سہی کچھ ملازمان عالی کا ہرج اُسکے ہونے نہ ہوگا شاہ جادوان اسکی فہمائش سے کچھ سوچا پھر اُٹھا کر اچھا جا کر انکو بھیجتا ہون نیلم نے کہا یہ غلام بھی ساتھ چلتا ہے کس لیے کہ راہ مین تاریکی ملکی جناب عالی پریشان ہونگے یہ کہکر دستک سحر کی دیکی دو اژدہے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوئے زمین سے نکلے کاٹھی اُنپر کھینچے تھے پس ایک اژدہے پر بادشاہ دوسرے پر نیلم سوار ہوئے اور وہ اُڑکر روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے ایک بیابان آتشناک مین آ کر اُترے یہ دونون اژدرون کی پیٹھ سے زمین پر آگئے اور ایک سمت روانہ ہوئے جنگل وہ تھا دل عاشق تھا کہ جسمین سے دود آتشین نکلتا ہے اور سوز عشق رہتا ہے جب ہوا چلتی تھی سموم وزان تھی کسی دل جلے کے نفس گرم کا پتا دیتی تھی جو کوئی درخت اُس صحرا مین تھا وہ تمازت مہر اور حرارت سے دھوپ کی زرد مشکل بیمار تھا بعض نخل آتشبار تھا ہمہ خار تھا جو کوئی شاخ پھولی ہوئی تھی وہ آتشبازی کی پھلجھڑی تھی جہان کہین کوئی چشمہ تھا وہ بخارات فاسدہ زمین سے زہر دار کا پانی نظر آتا تھا لب جو بہار مین فرط گرما سے حبابون کے چھالے تھے سینہ ماہی مین فلوس سے تپخانے تھے فلک جگہ شیشہ آتشی تھا زمین گرم پر گلخن کا گمان ہوتا قدم رکھنے سے وہان جن بھی بیجان ہوتا سایہ ہر شے کا دھوپ کھا کر جلا تھا خار دار درختون سے یہ ظاہر کہ پیاس کے مارے زمین کو کانٹا لگا تھا مہر فلک نے بھی پنجہ سے منھ چھپانے کا عزم کیا تھا بلکہ دنیا کی طرف سے منھ پھیر لیا تھا علاوہ اس گرمی کے صحرا ہول خیز تھا نہایت وحشت انگیز تھا جھاڑیان مثل مرد مفلس پریشان سر جھاڑ منھ پہاڑ تھین میدان جنگل کا بے رنگ کفدست تہیدستان بے نخل برگ بار درخت ہر ایک سوکھا ہوا چٹیل میدان کوسون تک کا کہ بموجب

نظم

عجب وہ موضع خوف و خطرناک
نہ جائے جنکی اُس سمت آواز
نہ دیکھا ہو کسی نے جو عجائب
کبھی ہنسنے کبھی رونے کی آواز

نظر آیا عجب صحرا لق و دق
دیا اُنکو دکھائی زیر افلاک
کسی روئیدگی سے تھے نہ وہان آثار
نظر آئین وہ حالات عجائب

کہ دیکھے سے جگر آتش کا شق
کرے یوم اُس طرف منہ گر نہ پرواز
ہزارون طرح کے اُس جگہ بلیات
گئے وان سوز تھا اور گاہ وان ساز

یہ دونون اُس دشت کو طے کر کے کنارہ پر اُسکے پہونچے وہان ایک غار تیرہ و تار نظر آیا اندر غار کے صدہا بانبیان ماران سیاہ کی بنی تھین اور گرد اس غار کے بھی بہت سی بنی تھین اندر غار کے سانپ جو پھنکارتے تھے تو آتشین شعلہ چمک جاتے تھے فشا فش کی صدا آتی تھی جب وہ پھنین مارتے تھے تاریکی اندر اُسکے ایسی تھی جیسے دوات مین سیاہی بھری تھی اُس اندھیرے سے دم بدم بلائین منھ نکالتی تھین اگر جن بھی وہان آجائے تو بنا سایہ اُسپر ڈالتی تھین شاہ جادوان نے سر غار پر ٹھہر کر نیلم سے فرمایا کہ روشنی کرو اُسنے سحر پڑھکر پھونکا ایکدم وہ غار چاہ نخشبی بنگیا یعنی ایک چاند ساطع الانوار ہو کر بلند ہوا اور اسطرح لامع تھا کہ تمام غار اور جنگل روشنی سے معمور تھا تاثیر اُس ماہتاب سحر کے طالع ہونے سے یہ پیدا ہو گئی کہ مار و حشرہ جملہ بلیات غائب ہو گئین بادشاہ نیچے اندر اُس

غار کے اپنے تئین گرایا اور علطان وپیچان چلا پیچھے بادشاہ کے نیلم بھی غار مین کود ا غرض یہ دونون حد نشیب پر جب پہونچے زمین پر قرار لیا اب جو دیکھا صحراے سبزہ زار ہے گلہاے بوقلمون کی بہار ہے یہ دونون سیر کنان آگے بڑھے تو ایک باغ پر بہار سراپا لالہ زار نظر آیا بادشاہ اندر باغ کے قدمزن ہوا دیکھا کہ باد بہاری نشہ مین متوالی ہے جھومتی نشۂ عشرت سے ہر ایک ڈالی ہے گھٹا سر باغ پر چھائی ہے گویا پری دوش ہوا پر آئی ہے تاک انگور مستی مین بھری ہے مثل دانہ گوہر چمکتی ہے گل ہر ایک پروردۂ مہد ناز دایہ ابر بہار ہے نوجوانان گلشن پر غضب کا نکھار ہے جام چشم نرگس شراب تازگی سے سرشار ہے نظم

کھلے داؤدی کے غنچے چمن مین
جھلکی ہی جاسے ہی کچھ چشم نرگس
زبس دیتی ہے باد تند جاروب
بچھی ہے اس جگہ قالین خوش کا

زبس باد بہاری مین نشا ہے
تو کف لاے ہین مستی سے دہن مین
تبا گل پھاڑتے ہین ہوکے سرشار
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

پڑا کیا بیخبر تاک اینڈتا ہے
اٹھا سکتی نہین سر ہے یہ بیحس
رہی لیٹی ہوئی سوسن کی دستار
پڑا ہے جیسا روش پر عکس گلزار

بادشاہ طلسم جب اُس باغ مین آیا نیلم نے آگے بڑھ کر مالک باغ کو بادشاہ کے آنے کی اطلاع کی وہ برسم استقبال جانب در گلشن چلی بادشاہ نے دیکھا کہ بارہ دری سے ایک آفتاب سپہر حسن طالع ہوئی جسکی زلف دراز مثل نامۂ اعمال قیامت زدگان سیاہ و طولانی تھی برنگ کاغذ تحریر عملہاے صالحان نور آگین پیشانی تھی ابرو ہر ایک مثل طبیعت محبوبان نسبت عاشق کھنچی ہوئی مژگان بسان خلش سینہ برارمان پھانس جگر کی بنی ہوئی آنکھ ہر ایک جادو بھری سرمہ کی تحریر اسمین دی مست کو زنجیر بہائی نہین نہین متوالے کے ہاتھ مین تلوار آئی چہرہ منور پر صدقہ ہونے کو آفتاب ہر روز چکر لگاتا ہے مگر سامنے آتے شرماتا ہے دہان تنگ زندہ کن دلہاے مردہ چاہ ذقن چشمۂ حیوان جسمین غوطہ زن مسیحا گلو دیرود ش کی ثنا مین زبان لال ہے ہر ایک بیمثال ہے سینہ صاف پر چھاتیان جو عاشقون کا دل بھاتیان اُبھری اُبھری کچین لال لال انیر بھٹنی کی اودا ہٹ جیسے ردے معشوق پر سایا خال جوبن اُن سے ٹپکتا خیال کرنے سے دل بیچین ہوجاتا غرضکہ از فرق تا قدم وہ محبوب نہایت خوب کہ بموجب نظم

تعالی اللہ چہ فندق اوچہ انگشت
تو جاتی چھوڑ مثل نیم بسمل

کہ تھین وہ خونبہاے خلق یکمشت
دل اُسکے غم مین لاکھون کلفت اندود

کوئی دیوے جو اُس ظالم کو بس دل
ہزارون چشم و مژگان گریہ آلود

بادشاہ کا سامنا ہوتے ہی اسنے تسلیم کی اور عرض رسا ہوئی کہ ہرچند یہ کلبۂ احزان اس لائق کہان کہ حضور معلی اپنا کفش خانہ بنائین لیکن اب جو یہ تو فگن رحمت جسم اقدس ہوا ہے تو بارہ دری مین قدم رنجہ فرمائین شاہ جادوان ہمراہ اُس کافر صنم دلربا کے بارہ دری مین آیا اُس مقام کو فرش و مسند و شیشہ آلات سے نہایت آراستہ پایا شاہ مسند پر جلوہ گر ہوا اُس ماہ پیکر نے جام مے گلفام سے بھر کر دیا شاہ نے پیا دو ایک جام کے بعد بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ مین تم کو خدمت خداوند لقا مین بھیجا چاہتا ہون اُس نازنین نے عرض کیا کہ زہے افتخار میرا بادشاہ نے کہا کہ تم شیشہ طلسمی پیالۂ آب چشمۂ سامری لیکر کوہ عقیق مین جاؤ وہان لشکر مسلمانون کا پڑا ہوا ہے اور مالک اُس لشکر کا حمزہ ہے جس نے خداوند کو سخت عاجز کیا ہے پس اُسکو مع اُسکے لشکر کے غارت کر دینا اور عیارون سے بچتی رہنا اُس گلبدن نے

ہنس کر جواب دیا کہ اے بادشاہ آپ خوب واقف ہین کہ جب مین سفر مین ہوتی ہون تو کھانا پانی شراب سب چیزین ترک کر دیتی ہون اگرچہ برسون عالم مسافری مین رہون کچھ نہ کھاؤن پیون میرا طریقہ یہ ہے کہ جب گرسنہ ہوتی ہون کھانے کا خیال کر لیتی ہون پیٹ بھر جاتا ہے اور پانی کے خیال سے سیراب ہون شراب کا خیال مجکو مخمور کر دیتا ہے اور شب کو کسی کو نظر نہین آتی ہون اور یون بھی اگر مین نچاہون تو کوئی مجکو دیکھ نہ سکے پھر ان صورتون مین عیار میرا کیا کر لین گے اور مین بہت دن وہان رہنے کیون لگی آپکے صدقہ سے اور سامری کی عنایت سے حربہ میرے پاس سحر کا تحفۂ طلسم ہے کہ وہ پانی ادھر لشکر پر چھڑکا اُدھر وہ پتھر کا ہوا اگر مین آپکے لشکر دشمن پر اس پانی کو چھڑکون تو وہ پتھر کا ہو جائے اور اگر وہ شیشہ احیاناً کوئی توڑ ڈالے جب بھی کچھ ضرر نہین پانی جو اُسمین سے گریگا وہ لشکر کو جلا دیگا پھر مین سر لشکر عدو پر جا کر بر دے ہوا ٹھہر ونگی اگر کوئی عیار یا ناوک انداز شیشہ توڑ دیگا جب بھی فوج عدو کا خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ نے کہا **حمزہ** مالک باطل السحر ہے بہت احتیاط سے مقابلہ کرنا ورنہ جان جاتی رہیگی اُسنے کہا سمجھ لیا جائیگا سحر کو **حمزہ** باطل کر سکتا ہے طلسم کو نہین توڑ سکتا ہے میرے پاس تحفہ طلسم کا ہے اسکا مٹانے والا طلسم کشا ہے اور دوسرا نہین فی الجملہ تا دیر شاہ نے تمام نشیب و فراز اُس سرکش و مغرورہ کو سمجھایا اور شراب پیا کیا جلسۂ رقص بتان رہا پھر وہان سے اٹھا اور کہا اے ملکہ اب جو تم فتح جنگ فرما کر طلسم مین مع الخیر آنا تو اپنے مکان پر نہ آنا کہ مجکو یہان آنے مین تکلیف ہوتی ہے یا تو کوہ نیلم پر **نیلم جادو** پاس آنا اور مجکو لکھ بھیجنا کہ یہ ماجرا گذرا یا میرے پاس چلی آنا اُسنے کہا سامری نے چاہا تو ایسا ہی کرونگی بادشاہ یہ کہہ کر مع نیلم کے جس راہ سے آیا تھا اُسی طرف سے چلکر کوہ نیلم پر آیا یہان جب آکر ٹھہرا طائر سحر نے خبر ملکہ **حیرت** کی لا کر دی اُسمین مرنا **مجمر** کا پڑھکر بہت رنجیدہ ہوا اور نیلم سے کہا مین کچھ دیر یہان ٹھہر کر آرام کرتا مگر اب رک نہ سکونگا نمکحرامون نے پریشان کیا ہے اُنکی فکر مین جاتا ہون یہ کہہ کر وہان سے جانب لشکر **حیرت** روانہ ہوا اُدھر تو جب اُسکے حکم کے ملکہ **شیشہ دار جادو** لباس پُر زر اور زیور جواہر و گوہر سے آراستہ ہو کر شیشۂ آب تحفہ طلسم کا جھولی مین رکھ کر اُس غار سے نکلی اور تخت سحر پر بیٹھ کر اکیلی جانب کوہ عقیق چلی ایک کنیز تک ہمراہ نہ لی اور از بسکہ کوہ عقیق یہان سے نزدیک ہی بہت جلد راستہ طے کر کے قریب لشکر **لقا** پہونچی لقا بارگاہ مین اپنی بیٹھا تھا کہ یکایک برق شعلہ بار چمکی اُس بیچیلے نعرہ کیا کہ اے شیطان درگاہ مین دیکھ تو مین نے کیا تقدیر کی شیطان اُدھر گرد دروازہ بارگاہ پر آیا اسی اثنا مین ساحرہ بھی دروازہ پر اُتری شیطان کو سلام کیا اُسنے کہا اے ملکہ مزاج اچھا ہے اسنے کہا جی دعا کرتی ہون اور ہمراہ شیطان اندر بارگاہ کے آئی خداوند کو سجدہ کیا اُسنے کہا سر اپنا سجدہ سے اٹھا کہ رحمت اپنی تجھپر نازل فرماؤن یہ سجدہ سے اُٹھکر دنگل پر قرار پذیر ہوئی ایک خیمہ زربفت کا اسکے لیے آراستہ ہوا یہ کچھ دیر بارگاہ مین ٹھہر کر آرام کرنے وہان آئی جملہ اسباب راحت وہان مہیا ہوا خبر جو اسکے آنے کی مشہور ہوئی صبا بھی اُس سے ملنے آئی یہ ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوئی دوسرے روز جب طاق شرقی سے شیشہ طلسم افلاک ساحر روزگار نے اُتارا اور ساحرۂ شب نے طلسم عالم سے کوچ فرمایا نظم

قمر نے چل کے طے کین منزلین چار	ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار
اُڑی مہتاب کے رخ پر ہوائی	کڑی راہ سفر کی سختی اُٹھائی

ہنگام سحر یہ بارگاہ خداوند مین آئی اور عرض کیا کہ حضور مع چند رفقا کے

کوہ عقیق پہ چلیں اور جس دامنِ کوہ کے نیچے لشکر حمزہ اُترا ہوا ہے اُس طرف چلکے ٹھہرین یا مین تمام لشکر مسلمانون کا غارت کردون لقا یہ سنکر مع چند ارکان دولت وغیرہ اور بختیارک کے سوار ہوکر روانہ ہوا اور راز یہ کہ لشکر امیر جو بیس فرسخ تک اُترتا ہے تو سر الشکر کا زیر کوہ عقیق ایک اننگ کی طرف ہے لقا اُسی سمت آکر ٹھہرا اُسوقت گھٹا گھر آئی تھی کچھ ترشح ہوتا تھا موسم بہار تھے جانور صحرا مین خوش نعلیان کر رہے تھے طاران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے تھے سراپچہ بارگاہ سلیمانی کے اُٹھے تھے برسات کی بہار جنگل مین لالہ زار کا لطف دیکھ کر سرداران اسلامیان کا دل مائل گلگشت صحرا ہوا اور خدمت امیر والا تدبیر مین سب نے عرض کیا کہ یہ وقت ایسا فرحت بخش و نزہت افزا ہے کہ دل بے اختیار سیر کرنے کو چاہتا ہے اور سنتا ہے کہ ایک ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی ہے اُسنے لشکر کو ہمارے ضرر پہونچانیکا ارادہ کیا ہے اور بالائے کوہ عقیق لقا گمراہ کو لائی ہے پس یہان سے کنارہ تک لشکر کے حضور بھی سیر کنان تشریف فرما ہون حفاظت لشکر بھی مدنظر رہیگی اور تفریح خاطر بھی مقصود ہے امیر نے التماس انکا پذیر فرمایا اور چند سردارون کو خدمت بادشاہ اسلام مین چھوڑ کر باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوے اُس طرف سے یہ چلے اُدھر حال بیان ہوا تھا کہ یارہ دل خواجہ عمر مہترین مہتر چالاک نامور اجازت طلسم مین جانے کی امیر سے پر در سے لیچکا ہے چنانچہ اسکی جگہ یہ اب ابوالفتح کام کرتا ہے اور یہ ہر روز احباب سے رخصت ہوکر جانب طلسم جاتا ہے لیکن راہ نہین پاتا ہے چنانچہ آج اپنے دل سے اُسنے مشورہ کیا کہ بارگاہ لقا مین چلیے وہان ساحران طلسم آتے جاتے ہین اُن مین سے کسی کے ساتھ روانہ ہوجیے پس یہ سوچ کر جانب لشکر لقا روانہ ہوا راستے مین لقا کو جانب کوہ اسنے جاتے دیکھا یہ بھی ہمراہ ہوا جب لقا قلہ کوہ پر آکر ٹھہرا یہ بھی کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہوکر اپنی گھات سوچنے لگا اس اثنا مین بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ تم کیا سیر دکھانے کو اس کوہ پر خداوند کو لائی ہو اُسنے جملہ کیفیت شیشہ آب طلسمی کی بیان کی یہ سب حقیقت چالاک نے سنی دل سے کہا خوب ہوا جو تم طلسم مین نہ گئے تھے یہ غیبانی ساحرہ نکھاتی ہے نہ پیتی ہے پھر عیارون کو بہت پریشان کرگئی اسیر تم ہی عیاری کرتے چلو یہ سوچ کر نہایت مستعد ہوکر تر دکمان سنبھالے پتھر گوپھن مین دیے حقہ ہائے نفطی قارورہ ہائے آتشبازی سے درست تاک مین ساحرہ کی ٹھہرا اور وہان سلیمان عنبرین مو نے بھی جانا لقا کا جانب کوہ بہ ارادہ رزم و فساد سنا پس اُسنے کہا کہ خداوند کی مشیت مین نہین معلوم کیا آیا جو کچھ فوج ہمراہ نہ لیگئے انسان ہو تو کچھ کہا جاے خدا ہوکر ایسی غفلت کرے احتیاط شرط ہے لے افسران لشکر تم فوج تیار کرکے چلو اور زیر کوہ ٹھہو افسر بحکم فوج مسلح و مکمل کرکے روانہ ہوے اور زیر کوہ آکر ٹھہرے اُدھر سے امیر کشورگیر بھی تشریف لائے بختیارک نے شیشہ دار سے کہا اب بڑا غضب ہوا حمزہ آتا ہے ایک کو بھی ہم مین سے زندہ نہ چھوڑیگا اور مع اپنے تمام سردارون کے آتا ہے ساحرہ نے کہا ملکا جی تم تو مسلمانون سے ایسا خوف کھاتے ہو جیسے بڑھیا تیکا یا ملانو صیاد سے تم گھبراؤ نہین مین ابھی سب کو مثل حرف غلط مٹائے دیتی ہون یہ کہکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور تھوڑا پانی اُسمین سے اور ظرف مین لیکر زیر کوہ متوجہ ہوئی اور چونکہ اُسکو تو یہی معلوم ہے کہ نیچے کوہ کے لشکر حمزہ ہے خداوند لشکر ساتھ لیکر یہان نہین آئے پس اُسنے اس لشکر کو

جو برائے حفاظت خداوند زیر کوہ تھا خوب تجویز کرکے وہ پانی چھینٹا پانی کا لشکر مین گرنا تھا کہ ہنواسر چلی اور لشکری پتھر کے ہونے لگے اُسوقت تو لشکر مین بھگدڑ پڑی ہر سمت سے صدا بلند ہوئی کہ دہائی ہے خداوند لقا کی بختیارک اپنے افسران لشکر کو پہچانتا تھا اور جب وہ لشکر آیا تھا جب ہی سے خبردار تھا مگر کیا جانتا تھا کہ یہ ساحرہ ہمارا ہی لشکر تباہ کرے گی بس یہ آفت آتے دیکھ کر پکارا اے ملکہ واہ واہ کیا اچھا خداوند کو یہان لا کر تماشا دکھایا ارے یہ تو لشکر خداوند ہی کا تھا ساحرہ نے کہا سچ کہو اسے لشکر تم سے کس نے بلانے کو کہا تھا اور پھر مجھکو شناخت بھی نہ کرادیا اچھا اب جلد بتاؤ کہ حمزہ کا لشکر اور وہ کہان ہے شیطان نے اشارہ کیا کہ وہ ہے ساحرہ نے غصہ مین آکر شیشہ آب سحر بلند کیا کہ چہرخ دیگر جانب لشکر حمزہ ماردن بس جیسے ہاتھ اسکا بلند ہوا چالاک سوچا کہ ابکی یہ دشمنانِ امیر پہ آفت لائیگی بس بہت جلد پتھر اسنے تاک کر اسکی کلائی پر مارا پتھر آکر ہاتھ سے گٹے پر اس زور سے پڑا کہ شیشہ چھناکر ہاتھ سے نیچے گرا اور چکنا چور ہوا لشکر لقا کچھ پتھر کا ہوا تھا کچھ جو بچا تھا شیشہ گرنے سے شعلہ ہر ایک بدن سے پیدا ہوے اور جلنے لگا ہر ایک ناری مثل دیو آتشبازی چھوٹنے لگا زمین سے آگ کے شعلے نکلکر جلانے لگے شور الغیاث و فریاد بلند ہوا تو بہ ارے خداوند جلے جلے پکار پکار کر آخر سب واصل جہنم ہوے امیر کنارے لشکر کے کھڑے ہوے یہ تماشا دیکھ رہے تھے سب سردار ہنستے تھے ادھر بختیارک کہہ رہا تھا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر لقا واہ کیا اقبال مسلمانان ہے جو بلا آتی ہے ہمارا ہی گھر تاکتی ہے جو تیر قضا آتا ہے ہمارے ہی جگر پر لگتا ہے مسلمان مرنا نہین جانتے یہ تو ایسا کچھ بکتا تھا اور ساحرہ پتھر کھا کر پہلے تو نظر مردم سے غائب ہوگئی پھر جو ظاہر ہوئی فرط ندامت سے آنکھ نہ چار کرسکی کہ یہ کیا مین نے کیا بموجب بیت تہمت چند اپنے ذمہ دھر چلے ✢ کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے ✢ بس اسی ندامت مین ہر سمت اسنے دیکھا چالاک بھی لوگون کے جلنے کا تماشا گھاٹی سے نکلکر دیکھ رہا تھا اسپر نگاہ پڑی غضب تمام تر اُڑی اور چالاک پر گری اور اُٹھا کر ہمرے ہوا لیگئی بختیارک ہر چند پکارا کہ اے ملکہ سنو تو سنو تو ابھی یہ خبیث حرامزادہ لقا باقی ہے اسکو بھی ہلاک کرتی جاؤ لیکن اسنے نہ سُنا یہ جادہ جانب طلسم روانہ ہوئی اس خیال سے کہ اب مین لڑون کا ہے سے تحفہ طلسم تو برباد ہوچکا اگر اپنے ذاتی سحر سے لڑی تو کیا برسون مقابلے مین گذرین گے فوج بھی ہمراہ نہین آئی ہے اس سے بہتر ہے کہ اس عیار کو چلکر حوالہ شاہ جادوان کرکے کہ آپ سچ فرماتے تھے اسنے شیشہ توڑ ڈالا عیار بدبلا ہین بادشاہ عیارون کی شرارت سے خوب آگاہ ہے وہ عذر تیرا پذیرا کرکے کوئی اور تحفہ تجکو دیگا غرضکہ یہ تو اس طرف گئی اور بختیارک نے لقا سے مضحکہ کرنا شروع کیا اور کہا اے خداوند اب جلدی بھاگ نہین تو حمزہ زیر کوہ پہونچ چکا ہے یہان آکر ناک کاٹ لیگا لقا گھبرا کر اور سمت سے پہاڑ کے نیچے اُتر کر بھاگا اور امیر نے فرمایا کہ گھیر واس مردود مشرک خدا کو سردار گھوڑے ڈال کر چلے اسوقت ضیا جادو آکر بزور سحر خداوند اور شیطان کو لیگئی امیر بھی ہنستے ہوے مراجعت فرما کر بارگاہ مین آئے ہنگامہ عشرت گرم ہوا ادھر لقا بھی بارگاہ مین پہونچکر رنجیدہ خاطر متمکن ہوا یہ تو سب آرام پذیر ہین مگر شیشہ دار چالاک کو لیے کوہ نیلم کے نیچے آئی وہان پہونچکر بالائے کوہ جانے کا ارادہ کیا لیکن ندامت زدہ تھی تو جسم تمام پسینے مین تر تھا چہرے پہ پڑا ہوا غبار سفر تھا پیرہن تنگ ڈھیلا ہوگیا تھا لب نازک

غصہ سے جو چبایا تھا نیلا ہو گیا تھا ہاتھ مین عیار کے اُٹھانے سے درد پیدا ہوا تھا اتنی دور آنے سے چہرہ سونلا ہو گیا تھا
صباحت مین نمک آگیا تھا اور علاوہ ان پریشانیونکے رفع احتیاج کی بھی ضرورت تھی پس زیر کوہ یہ دم لیکر اپنے تئین آراستہ
کرنے لگی بال اپنے آئینہ سحر سامنے رکھکر سنبھالے دوپٹا سنبھالکر اوڑھا باسلیقے قاعدہ سے گٹھری سے چالاک کو زمین پر لاکر
ڈال دیا اور آپ وہان سے کچھ دور ہٹکر برائے رفع احتیاج آئی لیکن سحر سے وہ جگہ حصار بند کر دی کہ عیار اگر اُٹھکر
بھاگے تو کہین جا نہ سکے غرضکہ جب برائے رفع ضرورت بیٹھی سحر سے ایک پردہ کر کے دور تک دشت مین اور جانب کوہ نیلم زرد ر
فسون تان دیا یہ تو بفراغ خاطر ضرورت سے فارغ ہونے لگی گر وہان چالاک نوج ہوا سے بیہوش تھا ہوشیار ہوا اور اسنے ایک
پردہ سے دیکھا قصد کیا کہ اُٹھکر بھاگون اُٹھا نہ گیا سمجھا کہ ساحرہ مجکو قید کر کے کسی کام کو گئی ہے اب آتی ہوگی تو کوئی تدبیر کر یہ
سوچکر پلٹا اسکے قابو مین تھے اسنے کمند کے حلقے چادر کے نیچے اسطرح لگائے کہ جو کوئی جھککر چادر کو کھولے اور مجکو اُٹھائے پھیلکر گردن و کمر سے پا مین
لپٹ جائے فی الجملہ اس تدبیر سے درست ہو کر لیٹا ادھر **شیشہ دار** ضرورت سے فارغ ہو کر اسکے قریب آئی اور پہلے
حصار سحر کا دفع کیا پھر عیار جو زمین سے نہ اُٹھ سکتا تھا وہ جادو بھی دور کر کے چادر کو ہٹانے لگی تاکہ ہٹا کر روانہ
ہو بس جیسے ہی چادر کو اُلٹا کمند کے حلقے گردن و کمر مین لپیٹے اور از بسکہ چالاک سحر سے رہا ہو چکا تھا اسنے بیضہ
بیہوشی ناک پر مار کر چھینک مار کر یہ گری **چالاک** بصد بشاشت اُٹھا اور کپڑے اسکے اُتار کر آئینہ سامنے
رکھکر اسی کی ایسی صورت بنکر بیٹھا بیہوشی اُسکے دماغ و بینی پر باندھی اور ایک کنوین مین لیجاکر ڈال دیا اور
آپ وہان سے جانب کوہ چلا اتفاقاً **نیلم** جادو کسی کام کو قلعہ کوہ پر آیا تھا اسنے اسکو آتے دیکھا پرواز کر کے
زیر کوہ قریب اسکے آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کس طرح تشریف لائین کام باغیونکا تمام کیا یا نہین اسنے جواب دیا
کہ مدت ہوئی مین لڑائی فتح کر چکی لشکر حریف مین کوئی بھی باقی نہین سب رہرو ملک عدم ہوئے یہ کلام سنکر **نیلم**
بہت مسرور ہوا اور کہا اے ملکہ کارے کردی اب مناسب یہ ہے کہ یہان نہ ٹھہرین شاہ جادوان کی خدمت مین چلکر
مژدہ فتح دین اور وہین جشن کرین لو آؤ پرواز کرو تاکہ بہت جلد پہونچ جائین عیار یہ کلام سنکر گھبرایا کہ مین پرواز کیونکر کرون
لیکن تازہ تر تجویز کر کے گویا ہوا کہ واہ واہ مین ابھی تو چلی آتی ہون تھکی ماندی ہون اور مجھ مین اتنی طاقت کہان
ہے کہ ابھی بادشاہ پاس جاؤن پس **نیلم** سمجھا کہ واقعی یہ نازک بدن ہے جو کہتی ہے بہت درست ہے چنانچہ عرض پیرا ہوا
کہ اے ملکہ بالائے کوہ چلکر کچھ دیر آرام فرمائیے پھر کر چلئے گا اسنے جواب دیا کہ تم میرے سینہ پر ہاتھ رکھکر دیکھو کلیجہ ملتا
ہے پہاڑ پر یکایک کس سے چڑھا جائیگا یہ سُنکر **نیلم** اس جگہ ٹھہر گیا بعد کچھ دیر کے **چالاک** ہائے ہائے کرکے لیٹ گیا
نیلم نے پوچھا کہ کیون اے ملکہ خیر تو ہے اسنے کہا مجھکو ایک دورہ مرض شدید کا ہوتا ہے وہی اب بھی شروع ہوا ہے
یہ کہتے کہتے یکایک دانت بیٹھ گئے آنکھ پھر گئی بیہوشی چھا گئی **نیلم** یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بہت جلد تخت سحر تیار کر کے
اُسکو تخت پر بٹھا کر لے اُڑا اور پہاڑ پر لایا وہان اسکے رہنے کا قصر عالی تعمیر تھا نور آرائش سے طور تنویر تھا۔
شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عشرت در لیاقت سے پیراستہ فرش و کرسی و میز وغیرہ سے درست بہار جہان قدم رکھنے
سے خندہ دست۔ حاصل کلام **نیلم** نے اس گلفام کو لاکر چھپر کھٹ پر لٹا دیا اور کنیزون کو اپنی طلب کر کے حکم دیا کہ خدمتگذاری مین

مصروف ہون وہ سب پنکھا جھلنے اور پاؤن دبانے مین مشغول ہوئین چالاک اپنے دلمین کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہے جو اس مقام تک مین پہونچا اور دیکھتا تھا کہ اس کوہ پر عجیب و غریب شجر اور مکانات ہین ایک ایک درخت اور مکان مثل طلسمات ہین مکانون کے دروازون پر پتھر کے پتلے انسانون کی طرح پہرا دیتے درختون پر جواہر کے جانور زمزمہ سرائی کرتے چشمون سے مچھلیان سر باہر نکالکر باتین کرتین ایسے چھینٹے دیتین کہ انسان پانی ہوجاتا کنارہ سے چشمون کے فوارونکی طرح ستارہ نکلکر بلند ہوتے اور بر روئے ہوا چمکتے درختون سے پھل ٹوٹکر گرتے دانون کے عوض طائران خوشرنگ نکلکر اُڑتے مکانونکی دیوارون پر جو طاؤس و ہنس وغیرہ بنے تھے دمبدم پریون کی صورت بنجاتے ناچتے گاتے پھر اصلی صورت پر نظر آتے طرفہ طلسم نظر آتا تھا کہ ابیات

یون منعکس صفائے عمارتین ہر چمن
جو ایک ایک مکان ہو سو معلوم ہو دو دو
لنگر ہر ایک جو مین جھکورون آب کے
ٹکڑے بلور صاف کے ہین بچھا کے تخت و ستو
جلوہ انھون مین ہو جو رنگ گل کے عکس کا
آئے نظر وہ جون رنگ یاقوت ہو بہو
یون جلوہ گر ہے سرو کا سایہ کہ جسطرح
کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو

غرضکہ یہ عیار تو یہان تو آرام مین ہے مگر تیلم یہانسے اپنے قلعہ مین آیا اول بیان ہوا کہ اس کوہ کے دامن مین قلعہ آباد ہے کہ وہ زیر حکم اس ساحر کے ہو پس یہ جب قلعہ مین پہونچا اخبار نویس کو طلب کرکے پرچہ لکھوایا اور مضمون اسمین یہ تھا کہ اکابران طلسم اور بادشاہ جادوان کو مژدہ ہو اس امر کا کہ ملکہ شیشہ دار جادو نے کوہ عقیق مین جاکر تمام مسلمانون کو ہلاک کیا ایک حمزہ تو بسبب اسم اعظم بھاگ کر بچگیا باقی سب قتل و غارت ہوگئے بیت شکر معبود حقیقی کہ عدو گشت ہلاک + شد از شورش طوفان ہمہ عالم پاک یہ پرچہ اخبار خدمت بادشاہ مین علاوہ اور جگہ بھیجنے کے روانہ کیا شہنشاہ ساحران اس پہاڑ پر سے جب گیا تھا باغ سیب مین آکر حال قتل مخمور سنکر فکر مین تھا کہ کسی ساحر کو برائے استیصال لشکر مہرخ روانہ کرون اس اثنا مین پرچہ اخبار پیش ہوا اسکو پڑھکر فرط بشاشت سے خندہ دندان نما کیا تمام حاضران دربار مستفسر ہوئے کہ حضور کیا خبر سنی انسے بھی سب کیفیت بیان کی اسوقت دربار مین سہیل حشیم جادو اور عقاب سیمی اور وہ ساحر جنکے نام اکثر لکھے گئے ہین حاضر تھے وہ بھی گلے ملنے لگے مبارکباد کی صدا بلند ہوئی ہر سمت قہقہے کی آواز آتی تھی شاہ جادوان نے مبارکباد نامہ مین لکھکر ملکہ حیرت کو وہ نامہ بھیجا اور چالیس کشتیان جواہر اور اشیائے عمدہ طلسم سے مملو کرکے ایک تحریر مشتمل بر مضمون مبارکباد خداوند کو لکھی کیفیت یہ اسمین درج تھی کہ یا خداوند تیری قدرت بہت بڑی ہو کہ تونے ایسے ایسے بندہ ہائے زبردست پیدا کیئے جو کسی طرح ہلاک نہ ہوتے تھے پھر تونے ہی ہمکو وہ قدرت و قوت عنایت فرمائی کہ ہمارے ایک ملازم شیشہ دار جادو نے ایک لحظہ بھر مین کام ان بندگان سرکش کا تمام کردیا ہم تیری قدرتونکی کہانتک ثنا کرسکین اب ہم بہزار دل تیری اور تیرے سب بندگان مقرب کی خدمت مین مبارکباد اس فتح عظیم کی دیتے ہین کہ کام تمام دشمنونکا تمام ہوا اور ہم سب بندون کو قدرت نے شاد کام فرمایا اس خوشی کا جشن مسرت تسیم ہم بھی منعقد کرنے والے ہین خداوند بھی معہ جملہ مالکان مقرب کے مصروف طرب ہون اور یہ کشتیان نذر کی جو ہمراہ سہیل حشیم جادو بھیجی گئی ہین قبول و منظور فرمائے باقی ہر کہ دمہ کو مبارکباد ہماری طرف سے

پہونچے فقط یہ عرضی جب تحریر ہو چکی سہیل کو دیکر حکم دیا کہ خدمت خداوندی مین پہونچا وہ چالیس ہزار جادوگر نہایت معزز
اپنے ہمراہ لیکر کشتیون کو طاؤس ہمائے سحر کی پشت پر بار کر کے روانہ ہوا ادھر لشکر حیرت مین جو بادشاہ نے نامہ بھیجا تھا
چنانچہ وہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اسنے پڑھتے ہی حکم دیا کہ طبل عشرت پر چوب پڑے بموجب فرمان ملکہ ہزارہا نقارہ
بجنے لگا صدائے مبارکباد بلند ہوئی عیارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے جا کر عرض کی کہ شیشہ دار جادو لشکر امیر حمزہ
پر گئی تھی سب لشکر کو تباہ و غارت کر کے بہ فتح و فیروزی آئی ہے ملکہ حیرت پاس اسی مضمون کا نامہ بجانب شاہ طلسم
آیا ہے بدینوجہ اسنے یہ خوشی پھیلائی ہے یہ خبر جب مہرخ خوش سیر نے سنی اشک گلرنگ رخسار انور پر جاری ہوئے
تمام لشکر مین کہرام برپا ہوا ہر سردار نے حال اپنا تباہ کیا عیار جو برق و ضرغام یہان موجود تھے انھون نے ملکہ مہرخ
سے کہا کہ یہ خبر بالکل غلط اور سراپا دروغ ہے پیش انوار عقل دانشمندان بے فروغ ہے تمام لشکر امیر کا یکایک غارت
ہونا سہل نہین یہ برسون کا کام ہے اور بالفرض اگر لشکر تباہ ہوا تو ہوا سردار تو زندہ رہے اگر وہ ابھی اپنی وجہ ملکہ سمان
پری کو بلائے تو نہین معلوم کیا ہو جائے اے ملکہ ایسے ایسے قران صعب لشکر صاحبقرانی پر بہت آچکے ہین اعدائے
دین بہت کچھ خاک اڑا چکے ہین قیطاس کوہ پیما مع حمزہ تمام لشکر کا سوم اہل اسلام کر چکے تھے سنگ صبر دل پر دھر دھر
چکے تھے پھر خدا نے فضل کیا ذکر اسکا جلد چہارم دفاتر داستان حمزہ مسمی بہ ایرج نامہ مین ہے اب اے ملکہ آپکو لازم ہے
کہ اس خبر مہمل کو محمول بہ افترا و کذب کر کے جزع و فزع کو موقوف فرمایئے اور اپنے لشکر مین یہ منادی کر دیجیے کہ شیشہ دار
جادو فرستادہ شاہ طلسم لشکر حمزہ سے شکست کھا کر آئی ہے بھاگ کر اسنے اپنی جان بچائی ہے شاہ طلسم نے ہلاکت
لشکر اسلام کی خبر جھوٹ مشہور کرا کر خفت اور شرمندگی اپنی مٹائی ہے بس جو کوئی نسبت لشکر اسلامیان ہمارے
یا ہماری عملداری مین کلمہ بزبان سے نکالیگا زبان اسکی قفا سے کھینچی جائیگی سزائے سخت دی جائیگی اے ملکہ اس
گریہ و زاری سے تمام ممالک مفتوحہ مین بدعملی ہو جائیگی فوج بیدل ہوگی صوبہ دار اور عامل قتل ہونگے بس جیسا ہم
عرض کرتے ہین اسی پر عمل کرنا عین مصلحت و حکمت ہے مفید مطلب اعیان سلطنت ہے ملکہ نے یہ صلاح پسند کر کے فوراً
حکم دیا کہ ڈھنڈھورا پیٹے اور سامان جشن عشرت مہیا ہو ہر چند کہ خواجہ مقید ہین لیکن اس فتح سے کہ جو شیشہ دار پر اہل اسلام نے
پائی ہے ہم جشن کرینگے بموجب حکم ملکہ منادی نے ڈول زنی کی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ اسلام کا حکم ملکہ مہرخ سحر چشم کا کہ ہر ایک شخص
خوشی کرے کہ مسلمان شیشہ دار پر فتحیاب ہوئے وہ خبر جو مشہور ہوئی بالکل جھوٹ ہے اگر کوئی نسبت مسلمانان کلمہ بد کہیگا
سزا بہت بڑی پائیگا یہ منادی ہوتے ہی تمام لشکر مین ہنگامۂ عیش و عشرت گرم ہوا ناچ ہونے لگا شراب کا دور جام
ہوا ہر ایک لباس سرخ پہنکر گلفام ہوا اس طرف حیرت کے لشکر مین ہر جگہ انجمن عشرت ترکیب پذیر ادھر سامان
مسرت فراہم نہ کوئی رنجیدہ نہ دلگیر ان کو تو اس کیفیت مین چھوڑیے سرگرا دل حال سہیل چشم کا سنیے کہ وہ کس وقت
مبارکباد دینے لقا کو پہونچا

المدد اے شوق دل جوش تمنا مرحبا	آتے ہین وہ مرگ شادی کی مبارکباد مین

آنا سامر کوہی اور قاہر کوہی کا برائے اعانت لقا اور مارنا سہیل چشم کا۔

صحائف طرازان صحف بلاغت رقم کرتے ہین اسطرح یہ حکایت کہ تھا تخت نکبت پہ بیٹھا ہوا
لقا جسکو کہتے تھے شرک خدا جواسیس لائے یہ اسکے خبر کہ اے مالک تخت دیہیم و زر
مدد کو تری لشکر بیکران لیے قاہر کوہی آیا یہان سُنی بختیارک نے جب یہ خبر
چلا پیشوائی کو اُٹھ کر وہ خر

اثنائے راہ مین کوہی مذکور سے یہ شیطان جاکر ملاقی ہوا دیکھا کہ سام قاہر گینڈون پر دونون بھائی سوار پشت پر فوج کوہیان مثیار آلات حرب سے آراستہ قوی تن درشت چنگال زبردست ہر ایک جوان نوخاستہ وہ لشکر مثل دریائے آہن موج مارتا آتا ہے مع بھیڑ و بنگاہ کئی لاکھ کا مجمع کہ **نظم**

افواج قاہرہ کا ترے کیا بیان کرون لرزے صدا پاشنہ سے جس کے روم و زنگ شادی کی نقل مجھے ہو انکی دلاوری
ہنگام کارزار صدا گولہ و تفنگ ایسے وہ جان نثار تھے اسکے کہ اسکی سمت آسیب کیا مجال کرے منھ جو روز جنگ
ہوجائے کوٹ گرد وہ جو مل کے بیٹھ جائین صف باندھ کر کھڑے ہون تو ہین قلعہ کی افاگ شیطان لقا ان کو استقبال کرکے

لایا لشکر انکا ملحق اپنے لشکر کے اتروایا یہ دونون بہادر سامنے خداوند حیرہ سر کے آئے سجدہ کرکے خلعت سے مخلع ہوکے عنصر بن منصور زاغ ہیتم کوہی نے انکی بڑی تعریف کی کہ یہ ہم سے بدرجہا زور و طاقت مین بڑھے ہوے ہین بلکہ ہم سے کیا تمام کوہیون سے شجیع اور پرقوت ہین لقا نے یہ سنکر کہا کہ قدرت نے انکو تمام عالم سے زورآور پیدا کیا ہے اور اپنا آپ نظر کردہ فرمایا یہ کلام سنتے ہی دونون بھائی خداوند کے تصدق ہوے اُٹھ کر تخت کے گرد پھرے خداوند نے دوبارہ نظر کردہ کرنے کا خلعت دیا اور دنگلہاے طلاکار پر قریب تخت بٹھایا پیچھے ان کے سرداران کے شوکت کسو جوان یلان ارجمند کرسیون پر متمکن ہوے ساقیان زرین لباس و مہ جبین جام شراب دینے لگے رقاصان طلعت سامنے آکر اپنی چھل بل دکھاتے تھے اہل انجمن کو اپنی اداے مستانہ پر لبھاتے تھے وہ رقص رامشگران گلبدن وہ انکا ستھراپن وہ ان کے حسن کی بہار بلبل کردار ہر دل کو شیدا اپنا بناتی تھی زاہد صد سالہ کی طبیعت مثل جوانان آتی تھی کہ **بیت**

کفر سے ابتو مرا دل ہے نہایت بیزار ٭ درمیان کیا کرون لے شیخ کہ ہے پاے بتان ٭ اسی ہنگامہ ناو نوش مین سام کوہی مخاطب بجانب بختیارک ہوا اور کہا ملک جی بیان کرو کہ مسلمانون سے لڑائی کس طرح سے ہوئی اور وہ لوگ کیونکر لڑتے ہین وہ شیطان یہ کلمات سُنکر جواب دہ ہوا کہ مسلمان بڑے زبردست ہین دیوون کی گردن دھڑ سے کھینچ لیتے ہین شیران ژیان اور فیلان دمان انکے نزدیک بکریان ہین اکثر پہلوانکو قاش زین سے اُٹھا کر اُچھالا اور گرتے وقت بضرب تیغ دو ٹکڑے کیا ہے کبھی خداوند کو کمر مین ہاتھ دیکر جو اُٹھایا خداوند نے ٹانگین اوپر سر نیچے آسمان کو جوتڑ دکھایا ہے علاوہ اس زور و قوت کے حسن ایسا کچھ رکھتے ہین کہ خداوندزادیان ان کے ساتھ بھاگ گئی ہین شہزادیان کیسی پریان انکے پاؤن و باقی ہین یہ باتین سُنکر قاہر کوہی کو غصہ آیا اور کہا ملک جی خداوندزادیون کا ذکر بیکار ہے کیونکہ یہ فرقہ نسوان ناقص العقل ہوتا ہے جو کچھ کر گذرے وہ تھوڑا ہے اور زور و طاقت کا جو تم نے ذکر کیا تو ہماری طاقت دیکھو یہ کہہ کر ایک اسپ دورکابہ منگوایا اور صحن بارگاہ مین کھڑے ہوکر ایک ہاتھ سے اس گھوڑے کو اچھالا اور گرتے وقت بیک ضرب شمشیر اسکو دو کیا اور کہا ملک جی

اسی طرح مسلمان پہلوان کو جو رنگ ہوائی کاٹتے ہون گے شیطان کو از بسکہ اغوا کرکے لڑوانا منظور تھا اسوجہ سے انکا ثناخوان ہوا کہ حقیقت مین آپکا بھی مثل و نظیر نہین ہے یہ شوکت اور قوت مسلمانون مین بھی نہین ہے خلاصہ کلام وہ تمام دن اسی لہو و لعب مین بسر ہوا اور سر شب یہ پھول ماہتاب کا جڑا ہوا نظر آیا انجم بسان جوہر تیغ دکھائی دیے ترک روز نے خنجر مہر کمر سے کھولا کہ بموجب

نظم

کہ جو تھا اس جہان مین بہرہ اندوز — ہوا وہ جانب مغرب روانہ
اسی عرصہ مین مہر عالم افروز — بڑھا سامان شب کا شامیانہ

سر شام قاہر کوہی نے خداوند سے عرض کیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم نواخت کوس حربی دیا نقارہ رزمی گرگرایا نامیان خیبری و تومیان خیبری ہرکارے لشکر ظفر پیکر اسلام کے حملہ حال یہان کا دریافت کرکے خدمت باسعادت بادشاہ مین حاضر ہوے اور زبان عجز بیان کو بصد ادب و ثنا و صفت مین بادشاہ جمجاہ کے کھولا کہ ابیات

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ — بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
سجود کرتے رہے ترے در پہ اہل زمین — رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتاہ
بسان رشتہ کہ دانون مین سبحہ کے ہو سلے — تری ولا کو رہے اسطرح دلون مین راہ
کرے جب آنیکا تو عزم پشت توسن پر — رکاب تھام کے اقبال بولے بسم اللہ
جدھر کو ہو تو جلو ریز ہیں ترے آگے — ظفر جو طرقوا بولے تو فتح پیش نگاہ

بعد ادائے دعا و ثنا بادشاہ آنا قاہر و ساحر کوہیون کا بیان کیا اور طبل جنگ بجنا بھی معرض عرض مین لائے بادشاہ نے امیر کشور گیر کی جانب دیکھا امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالفتح جاؤ اور ہمارے لشکر مین بھی بفضل رب اکبر نقارہ حربی بجواؤ عیار مذکور حسب ارشاد حضور پرنور نقارخانہ مین آیا اور غاشیہ طبل سکندری اور حمائل سے اٹھاکر چوب لگائی صدائے شر و فساد تمام عالم اور عالمیان مین پھیلی دربار برخاست ہوا دلاوران صف شکن و خانہ بان ہمتن نے اپنے مقام پر آکر ہتھیار اسلحہ خانون سے منگوائے چار طرف شور تلوار و نکی جھنکار کا بلند ہوا مائل جنگ و تیر و ہر ایک گرد ارجمند ہوا شمشیر چرخ پر چڑھنے لگین مریخ کا دل خوف سے خون ہوا کہ آب دریا کی موجین بڑھنے لگین زمانہ کو یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ ہر دم رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکر نہنگ بحر آہن تھا موذی کے لیے مار آستین دشمن تھا انکی شان عظیم و جلال کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ بمقتضائے

ابیات

صولت و قہر کے آگے ترے یون دیو سیاہ — آنچ سے آگ کے خون تاب مین آجائے ابال
روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے بس — کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال
اسکی خونریزی سے یون فوج عدو گھٹ جائے — جون مہ نو سے محرم کے پلٹتا ہے سال
شرق سے غرب تلک رعب ترے نیزہ کا — دھاک ہے تیغ جنوبی کی تری تا بشمال
کافر حربی و موذی و منافق ملحد — ایک جو رنگ ہے چار و نکالے استیصال
کیا بیان تجھ سے کرون وصف سپر کا تیرے — سایہ مہر نبوت ہے تری پیٹھ پہ ڈھال

شست انداز لیے تیرے ہو عدو کب جانبر | دائم انگشت قضا تیر کی تیری ہے کھالی

رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین رہی جھلپلے سے غازیون نے غسل کرکے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجکر سر محراب عبادت خالق اکبر مین جھکایا اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر مین ہم سر جھکائین اے رب ہم جان دینے مین جان نثار امین اسطرف تو عجز و انکساری تھی ادھر فوج عدو مین لقا پرستی اور کفر شعاری تھی ادھر آواز تکبیر بلند ادھر ناقوس اور گھوڑ نکا شور ہیرلن کے روبرو ہر ایک مستمند اس سمت غازیین اللہ اکبر کی پکار اس جانب تو المدد یا خداے باختر کے نعرہ ہر بار اسطرف تضرع و زاری ادھر لاف زنی و نخوت شعاری غرضکہ بمصداق ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ✱ دونون طرف ہنگامہ عظیم برپا تھا کہ ظلمت شب مثل ظلمت کفر تیغ نور سحر سے مثل جبین اہل اسلام مٹی اور رشتہ رخ خط سفیدی سحر پر انجمن لے مثل دانہ تسبیح کے گردش قبول کی کہ نظم

سجا خورشید لے عمامہ نور | ہوئی شب کی سیاہی مثل کافور
ہوا اس سے نمایان مہر افلاک | ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک

صبحدم امیر کشور گیر تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر آراستہ فرما کر تخت استقر پر سوار ہوکر جلوخانہ شبستان بادشاہی مین آئے تمام سرداران ذی تبار یہان حاضر تھے آداب بجا لائے انتظار آمد شہنشاہ تھا کہ یکایک عبش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا شور بسم اللہ تا بہ گنبد سما ہوا سامان جلوس شاہانہ ظاہر ہوا سب اٹھ کھڑے ہوے ناگاہ افق بارگاہ سے آفتاب عالمتاب سپہر شہنشاہی بصد عظمت و جلال تابندہ و درخشندہ ہوا یعنی بادشاہ عالم و عالمیان چراغ لشکر اسلام ناسخ ادیان باطلہ و منسوخ کن ملل کاذبہ مطیع احکام شریعت ظل اللہ دین پناہ عالی نژاد شہزادہ سعد بن قباد برآمد ہوے سرداروں نے مجرا کیا امیر نے بعد تسلیم پایہ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا نوبت و نقارہ بجنے سواری جانب جنگاہ بڑھی موج بحر کی طرح جوش مار کر فوج چلی ہتھیارون کی آواز گھوڑونکے ہنہنے تا بہ فلک جاتے دلاورون کے نعرے دل دہلاتے تھے سردار اپنی آن بان دکھاتے کسی طرف فیل کسی طرف مرکبان اصیل طرارے بھرتے نظر آتے لندھور و مالک علمشاہ و قاسم و ایرج و نورالدہر و داراب و مندیل و کرب و نعمان بن منظر و قیماس خان و عامر شاہ و آلا گرو فرنگی و مالاگر فرنگی وغیرہ پانچہزار پہلوان یگانہ بے مثل زمانہ اپنی اپنی فوج لیے روانہ تھے کہ نظم

فوج کا تیری کرسکے جو شمار | گو عطارد حساب دان ہووے
کثرت اسلحہ یہ ہے جو کہو سوار | بسکہ پر گرد آسمان ہووے
جیسے شیشہ تباب دان ہووے | آنکھین مل مل یہ مہر ہووے نور

اس لشکر نصرت اثر کو ہمراہ لیے یہ بادشاہ پر شوکت و جاہ دار عرصہ کارزار ہوا ادھر سے لقاے گمراہ ہاتھیون پر تخت طلسم اکر سوار ہوکر جنگاہ مین آیا کوہ نگار اپنے ساتھ لایا سامر کوہی اور قاہر کوہی کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیے بختانی باختری اونچے نیچے خیل خیل میدان مین آکر صف کشیدہ ہوے بیلدارون نے میدان ہموار کیا سقون نے گرد و غبار کو بٹھایا نقیبون نے فتنہ و فساد کو اٹھایا صفین دونون طرف زمین جنگ مین ہل من مبارز کی صدا بلند ہوئی قاہر نے چاہا کہ میدان مین جاؤن سامر نے کہا میرے ہوتے تم میدان مین نجاؤ یہ کہکر گینڈے کو کجبانگ مار کر روان کیا اور سامنے لقا کے آکر اجازت رزم لیکر میدان مین آیا پہلے سلحشوری سے سراپا میدان کا خوب

دکھایا پھر زبان پر لایا کہ اے فرقہ ناموران پاس نام و ننگ ہے تو آؤ میرے مقابلہ مین یہ نعرہ سنکر صف دست چپ سے
اہل اسلام کے شہزادہ قاسم کے مامون یعنی فیروز خان خاوری نے گھوڑے کی باگ لی اور سامنے بادشاہ کے
آکر اجازت چاہی شاہ گردون پناہ نے سپر دو بجدا فرمایا یہ بہادر مرکب ڈپٹا کر سامنے اس کوہی کے آیا دہ نیزہ پکڑ کر
گینڈے کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھا اس دلاور نے بھی گھوڑے کو کاوے پر لگا کر نیزے کو سیدھا لیا سنان پر سنان اور بنان
پر بنان پڑنے لگی برابر سے نیزہ بازی ہوتی تھی جب دو سو طعن رد و بدل ہوئین سنانین اور بنانین بیکار ہوئین انی انڈ پر
ٹ انڈ پڑنے لگی آخر وہ بھی مثل خلال فراشان ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اڑ گئین اسوقت سام نے تیغہ گرانبار کمر سے
لیا اور خبردار خبردار کہکر تیا کر سر پر ہاتھ مارا اس شجاع نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تیغہ تمن سوہن کا ایسا آبدار تھا کہ
سپر پرندہ کا سپر کو توڑ کر خود و بلغہ زرہ ٹوپ سے گذر کر کاسہ سر کو تراش کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا تھا کہ فیروز خان نے داستانے
دم تیغ مین مارے داستانے قلم ہوے کلائیان مجروح ہوئین مگر تیغہ بھی جھنا کر سر سے نکلگیا چادر خون کی منھ پر آگئی
سر ہرنے پر جا لگا کوہی نے چاہا کہ سر کاٹ لون لیکن قیماس خان خاوری بھائی اس دلاور کا بہت جلد ہان ہان کرتا
ہوا بیچ مین آ گیا اسوقت شہزادہ ایرج مرکب اڑا کر سامنے امیر کے آئے اور کہا آپ دیکھتے ہین باواجان کے مامون کیسا
بدنام مجھکو کر رہے ہین انکو لشکر سے نکلوا دیجیے امیر نے کہا کہ بابا وہ بھی تو شجاع ہین تلوار کا کام کاٹنا ہے ہاتھ حریف کا پڑگیا
وہ ناچار ہین لیکن بغیر سرخرو ہوے میدان سے پھر تو نہین آئے دشمن کو پشت تو نہین دکھائی شہزادہ نے یہ سنکر موچھون کو تاؤ
دیا اور کہا بجا ارشاد ہوا اب انشاءاللہ اس اپنے غلام کی تلوار کی کاٹ ملاحظہ فرمائیے گا امیر ہنس کر چپ ہو رہے ادھر سام نے
وہی تیغہ خونچکان سر قیماس پر بھی لگایا اس شجیع دوران نے سپر کو سامنے کیا مگر وہ ایسا بازو پر قوت رکھتا تھا کہ سپر کاٹ کر
تا دو ابرو قیماس کے تیغہ اترا اسنے بھی دستانے مار کر دفع کیا اکی مرتبہ شہزادہ داراب مرکب اڑا کر سامنے گئے اسنے نعرہ مارا کہ
کیا تم لوگ لاشے پاٹنے میرے سامنے ہو کسی آہن تن کوہ پیکر سنگ بدن کو بھیجو کہ مزا مجھکو شمشیر زنی کا حاصل ہو یہ سنکر شہزادہ
نے فرمایا کہ زبان بند کر اور بازو کھول غرور کرنا مردان عالم کو زیبا نہین قوت بازو پر غرا تا کجا الامر کیا رکھتا اسنے کہا مین نے
سنا تھا مسلمانون کو خداوند لقانے سنگ و فولاد سے بنایا ہے اور انکو بنا کر بھول گئے تھے اس لیے قضا انکی بنائی نہین لیکن یہ
کلام مجھکو جھوٹ نظر آتا ہے یہان تو فولاد کیسا ہر مسلمان بالو کا بنا معلوم دیتا ہے کہ آب شمشیر سے کاخ تن انکا بہا جاتا ہے یہ کہکر
وہی تلوار سر پر شہزادہ ذیو قار کے بھی لگائی ستارہ بخت مسلمانان اسوقت برج دو پیکر مین آیا تھا شہزادہ موصوف بھی تا دو ابرو
زخمی ہوا عیار نے اس جان و جگر حمزہ کو بھی میدان سے پھیرا اب تو شہزادہ ایرج کو تاب نہ رہی مرکب اڑا کر سامنے شاہ اسلام
کے آیا کل لشکر دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے ہزار ہا نقارے تشری فیلی بجنے لگے سرداران شہزادہ ذیجاہ پیادہ ہوکر رکاب
مین ووڑے شہزادہ مسطور نے مرکب سے کود کر پایہ تخت ظل اللہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اب جان نثار کو تاب ضبط باقی نہین
ہے یا تو اس گبر لقا پرست کو راہ دارالبوار دکھا دونگا یا سر اپنا میدان مین کٹوا کر زندہ جاوید کہلاؤنگا بادشاہ نے شہزادہ
کو خلعت جام کلہ عفریت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا یہ بہادر پشت توسن پر آیا مرکب کو رانون مین مسلنا تھا کہ
وہ بادپیما طرارہ بھر کر چلا یہ جادہ جا چلا وہ تھا کہ نظر سے غائب ہوگیا یا شرارہ تھا کہ چمک کر نکلگیا طرفہ طلسم دکھائی دیا کہ نظم

جہان کے باغ مین نقاش نزے گلگون کی — جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر
کہا مصور باد بہار نے جس کو — اگر قیاس مین ٹھہرے تو کھینچیے تصویر
نہ دونگا اسکو مین تشبیہ برق و آتش سے — کرونگا کیا مین بھلا جست وخیز کی تقریر
نہین ہے مرکز خاکی یہ اسکے جلدی کا — بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل ونظیر
رکھا کرے ہے صدا گرد اسکی جولانگاہ — دماغ آہوے تاتار یہ زبوے عبیر
اُسے رکاب کے بوسہ کی آرزو تھی ولے — نہ آیا اپنے تئین ماہ نو سمجھ کے حقیر

تین طارون مین شہزادہ کو وہ باد پا لیکر مقابل حریف پہونچا وہ نامرد بہت بیتہ بھگا ور گینڈا ابھر ابھالا یا ایسی ٹکا در ریتی کہ چھ قدم گینڈا اُسکا پیچھے ہٹا اور تین قدم گھوڑا شہزادہ کا پسپا ہوا وہ کوہی شرمندہ ہوکر کیچک گینڈے کو مار کر آگے بڑھایا اور پکارا کہ یہ جانور بدتمیز تھا اس کے ہٹ جانیکا آپ خیال نہ فرمایئے گا شہزادہ نے ہنس کر کہا اچھا اب تم نہ ہٹنا اور کارزار مردانہ وار آغاز کرو ادھر یہ گفتگو تھی لیکن ادھر خواصی مین لقا کی بختیارک جو بیٹھا تھا اُسنے کھڑے ہوکر شہزادہ کو ہم نبرد ساحر دیکھا ایس پکارا کہ یا خداوند اپنے پہلوان کو بلوا لیجیے ورنہ وہ جہنم مسلمانان کی سیر کیا چاہتے ہین ایک شوم وحشت ان کے مقابلہ کو آیا ہے مین نے بہت کم دیکھا ہے کہ کوئی اسکے مقابلہ سے بچ کر پھرا ہے قاہر کوہی گینڈے بدلا تھی کی جھول پکڑے کھڑا تھا اسنے بھی یہ تقریر سُنی اور کہا ملک جی تم کیا بدشگونی منایا کرتے ہو میرے بھائی نے کئی مسلمانونکو جو ٹیلا کیا ہے اب یہ بھی دو پیر کا لہ ہوا چاہتا ہے یہ ایسا کون سورما ہے جو بچ کر چلا جائیگا بختیارک نے کہا اے بیوقوف یہ قدرت کا نواسا ہے نو چکیدہ قدرت کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور خیر میرے بیان پر کیا منحصر ہے اب تم دیکھ لینا کہ بھائی صاحب پر کیا گذرتی یہ کہہ رہا تھا کہ وہان ساحر نے دہنے پر گینڈے کو چڑھا کر رکابون مین پائون ستوار کرکے خبردار خبردار کہکر بر سر شہزادہ نامور تیغہ اُتارا شہزادہ نے گھوڑا اڑا کر زیر بغل سکے پہونچکر سپر کو آگے کیا کہ قبضہ تو سپر پر پڑا اور تیغہ بالکل خالی ہو گیا شہزادہ یا تو بہت جلد زیر بر تھا یا مرکب اس طرح چڑھا لایا کہ حریف کو دست راست کے نیچے سے پایا اسوقت شمشیر جانستان کھینچکر نعرہ کیا کہ باش اب ہماری باری ہے یہ کہکر وار کیا ہنارزی نے گھبرا کر سپر کو چہرہ پر پناہ کیا مگر تیغ صاعقہ خصال دستی سو زعد کب رکتی تھی سپر کو مثل قرص سپر کا ٹکر خود دو ولبنہ عرق چین زرہ ٹوپ گدی جھلم کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر مین در آئی ہر چند ساحر نے داستانے مارے لیکن اس زور مین وہ حسام آبدار جاتی تھی کہ کلائیان اور داستانے کٹ گئے مگر تلوار سر سے نہ نکلی کلہ و جبڑے کو تراش کر صندوق سینے سے متاع جان برباد کرتی ہوئی شکم کو کاٹ کر کفل گاہ سے گذری پھر گینڈے کے زین وغیرہ کو کاٹ کر پشت سے گذر کر زیر تنگ آکر زمین پر مثل برق چمکی کوہی کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اہل اسلام مین شور تحسین بلند ہوا غازیون نے نعرہ اللہ اکبر کیا عیارون نے دوڑ کر خدمت شہزادہ مین عرض کیا کہ اے شہریار سبحان اللہ

نظم

جب تری تیغ مین موجود ہو برش تا ہ تک — کھینچکر اپنی کمر سے جو تو مارے اک ہاتھ
تجکو للکار کے میدان مین صف مردان کے — سامنے آئے ترے کون ہے ایسا مردک
کیون نہ کوس لمن الملک تو مارے ہر دم — شکل نقارہ کی جوڑی کے دو حصہ ہو فلک
عیار تو سرگرم ثنا خوان ہے لیکن

بختیارک کوہی کے دو پرکالے ہوتے ہی اُچھل پڑا اور کہا وہ مارا میان قاہر صاحب مین آداب عرض کرتا ہون دیکھی آپنے زبردستی ان مسلمانون کی واہ واہ کیا پیارا ہاتھ مارا ہے کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا قاہر کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور گینڈا بڑھا کر فوج کو یہان کو للکارا کہ ہان ہان لینا اس مسلمان خیرہ سر کو فوج ہر سمت سے لینا لینا کہہ کر چلی بدلی سیاہ کی گھری ہوا بدلی تیرون کی بوچھار پڑنے لگی یہ شہزادہ جری تیغ بکف اس بادل مین برق کی طرح چمکنے لگا اور سر مثل قطرات باران برساتا تھا لقا کی فوج بھی حملہ آور ہوئی پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھوایا امیر کشورستان کا نعرہ بلند ہوا کہ تمام اہل اسلام آگرے تلوار گھمسان کی چلنے لگی زبان شمشیر زہر اُگلنے لگی شعلہ تیغ نے صحرا سے حسد پھونک دیے دیار تن مین آگ لگی ناریون کی گرم بازاری بہادری سرد ہوئی شوکت وجلالت گرد ہوئی جو سامنے آیا فی النار ہوا موت کا گرم بازار ہوا برق شرربار شمشیر سنگی خرمن ہستی کے جلانے پڑ اندھی ہی دم بھر مین صفین صاف تھین روحین گریزان و روگردان از مصاف تھین شور دار وگیر برپا تھا ہاتھ کہین پاؤن کہین سر کہین تھا ایسی بےخبری تھی کہ اعضائے تن کا بھی ٹھکانا نہ ملتا تھا سوائے سلحہ کی جھنکار اور قرنا وطبل کے اور کچھ سنائی نہ دیتا عالم اس میدان جنگ کا تھا

بگردند یک تیر باران نخست
بسان تگرگ بہاران درست
بپوشیدہ شد چشمہ آفتاب
ز پیکان ہاے درفشان چو آب
تو گفتی ہوا ابر دارد ہمی
وزان ابر الماس بارد ہمی
وزان گرز داران و نیزہ وران
کہ می تاختندے برین خاوران
ہوا زین جہان بود شبگون شدہ
زمین سربسر پاک پرخون شدہ
بدان شورش اندر میان سپاہ
ازان زخم شمشیر و گرز سپاہ
در و دشتہا شد ہمہ لالہ گون
بدشت و بیابان ہمی رفت خون

عین گرمی جنگ مین کئی سردارون کو **قاہر** کوہی نے زخمی کیا اور بغضب تمام تلوارین مارتا لشکر اسلام پر چڑھتا چلا آتا تھا جان پر کھیلے تھا اسکا تو یہ نقشہ تھا مگر طلسم **سہیل** جو روانہ ہوا تھا کشتیان نذر کی لیے ہوے اسوقت یہان آکر پہونچا اور جب درہ کوہ سے کہ جو سرحد طلسم ہے باہر آیا نہیب مبارزان و نعرہ دلاوران کی صدا اُسنے سُنی مع اپنے ہمراہیون کے اُڑ کر قلعہ کوہ عقیق پر آکر ٹھہرا دیکھا تو بڑے زور شور سے تلوار چل رہی ہے اس قلعہ کا سلیمان عنبرین مو کی جانب سے **ملکان** کوہی قلعہ دار ہے اس سے اسنے پوچھا کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہے اسنے کہا خداوند باختر نے آج خدا پرستون کو غارت کرنا چاہا ہے تم دیکھو اب کچھ دیر مین وہ سب برباد ہوے جاتے ہین اسنے کہا اسوقت تو مسلمان ہی زبردست معلوم دیتے ہین **ملکان** نے کہا سچ کہتے ہو پھر مشیت خداوندی مین کیا دخل ہے مین نے بھی قلعہ آراستہ کر رکھا ہے اگر خداوند ہزیمت کھا کر اندر قلعہ کے آئے تو مین سب دشمنون کو اُڑا دونگا **سہیل** نے کہا یہ نوبت ہی کیون آنے پائے مین جا کر سبکو غارت کیے دیتا ہون مجھکو معلوم تھا کہ مسلمان غارت ہوگئے ہین مگر اب ظاہر ہوا کہ نہین مسلمان زندہ ہین یہ کہکر آپ اُڑ کر جہان **لقا** ہاتھی پر بیٹھا ہوا تھا آیا تسلیم کر کے سر سجدہ کو جھکایا **لقا** نے **بختیارک** سے پوچھا کہ یہ بندہ میرا کون ہے اسنے اسکو ساحر وضع دیکھ کر کہا اسکو شاہ طلسم **افراسیاب** نے بھیجا ہے یہ کہہ کر **سہیل** سے مستفسر ہوا کہ تم کون ہو اور کیون آئے ہو اسنے جواب دیا کہ بادشاہ جادوان کا فرستادہ ہون شیطان نے کہا ایسے بہت سے شاہ جادوان بھیجا کرتا ہی

ایک شیشہ دار آئی تھین کہ اپنون کو جلا کر چلی گئین تھین اب تم آئے ہو دیکھو کیا کرتے ہو اُسنے کہا ملک جی خوب یاد دلایا مسلمان تو تباہ ہو چکے اب یہ لڑائی کس سے ہوتی ہے ملک جی نے جواب دیا کہ یہ رزم امیر کشور گیر صاحب توقیر زلزلہ قاف صاحبقران دوران حمزہ عالیشان سے ہے جنکا ایک ادنی غلام فراری یہ تمھارا خداوند لقا بیٹھا ہے سہیل نے یہ سُنکر منھ پر اپنے طمانچے لگائے اور کہا ملک جی توبہ توبہ کرو یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین انکو بھاگتے تو راستہ نہین ملتا ان سے غلام تو کرورون درجہ اچھا ہے ساحر نے کہا اجی توبہ کرو یہ کلمات سنکر لقا نے کہا اے بندۂ من تو اسکی باتون پر نہ جا یہ شیطان میری درگاہ کا ہے اسکا کام لوگون کو اغوا کرنا ہے اچھا اب اپنا حال بیان کر کہ کس طرح آیا ہے اس نے عرض کیا کہ شاہ جادوان نے سُنا کہ آپنے سب بندگان مغضوب پر فتح پائی چنانچہ چالیس۴۰ کشتیان نذر کی اور عرضی محتوی مضمون مبارکباد بھیجی ہے پس وہ کشتیان میرے ہمراہی قلعہ پر لیے ٹھہرے ہین اب آپ لڑائی موقوف فرمائین اپنے لشکر کو لشکر مسلمانان سے الگ کر لین مین سب کو دم بھر مین گرفتار کر دون بختیارک نے کہا آپ معاف کیجیے خداوند ہم آپکی کشتیون کے محتاج نہین ہین جونہی ہوئی لڑائی بگاڑین بندگان خداوند اسوقت خوب جانبازی کر رہے ہین ساحر نے کہا دیکھیے کہا مانیے سہل کام کو مشکل نہ کیجیے آیندہ آپکو اختیار ہے بختیارک کو تو یہ منظور ہی تھا ساحر کو صرف تھہا دلانا تھا جب سنے بہت کہا تو اسنے عرض کیا کہ یا خداوند طبل امان بجوا دیجیے یون لشکر باہم جدا نہ ہون گے خداوند نے کہا بہتر ہے پس شیطان نے حکم دیا کہ لشکر مین طبل امان پر چوب پڑے قاہر کوہی اور عنصر وغیرہ بڑے جوش وخروش سے لڑتے ہوئے جھوم جھوم کر تلوارین مارتے چلے جاتے تھے طبل بجنے سے رُکے لشکر آپسمین گتھا ہوا تھا جدا ہوا قاہر کوہی کا بھائی مارا گیا ہے اُسکو معلوم بُرا ہوا اور عنصر سے کہا خداوند نے یہ کیا کیا جو طبل بجوا دیا اگر ایسا ہی ڈر انکو ہے تو پھر لڑتے ہی ناحق ہین میرے دل کا حوصلہ دلمین رہ گیا ابکی مین حمزہ کو ٹوک کر مار لیتا پھر لڑائی کا خاتمہ تھا عنصر نے کہا کچھ سبب ہوگا جو خداوند نے طبل بجوایا وہ حال معلوم ہو جائیگا یہ امر بیوجہ نہین ہوا غرض سب لشکر میدان سے پھرا قاہر بھی بکتا جھکتا پلٹا ادھر بختیارک نے سہیل سے کہا لو اب لشکر ہمارا الگ ہو گیا اب دیکھین کہ تم کیا کرتے ہو سہیل یہ سنکر اکیلا اڑ کر چلا اور امیر اس خیال سے کہ دشمنون نے مغلوب ہو کر طبل آسائش بجوایا ہے اب کوئی فساد اسوقت کرنے والا نہین ہے پس غافل پھرے ہوئے جانب بارگاہ جاتے تھے ہن غاباز نے بلندی پر سے ایستادہ ہو کر سحر کیا کہ امیر پر غفلت طاری ہوئی عیار جو ساتھ تھے انسے فرمایا کہ ہوادار لے آؤ یہ کہہ کر مرکب پر سے اُترے اُترتے ہی بیہوش ہو گئے لوگ ہوادار پر جبتک لٹائین لٹائین اسوقت تک آواز مہیب آئی کہ تمام لشکر کے لوگ تھرا گئے عیاران لشکر گھبرا کر بہ تعجیل تمام رو بفرار لائے بعض لشکریون کے گھوڑے اس آواز کو سنکر الف ہوئے اور سوارون کو لیکر بھاگے بعض جو پشت توسن پر سنبھل نہ سکے وہ گر گئے ارکان دولت اور تاجداران ذی مرتبہ گرد تخت شہنشاہ اسلامیان آ گئے اور چاہا کہ بہت جلد روانہ ہو کر بارگاہ سلیمانی مین پہونچ جائین لیکن ممکن نہ ہوا دم بھر مین دنیا اندھیری ہو گئی ایک چادر سیاہ ظلمت کی تمام لشکر پر پڑ گئی تمام فوج گھر گئی لشکر مین غل ہوا کہ اے رب ودود بچانا یہ کہتے ہی تھے کہ دوسری آواز ہولناک پھر آئی ایسی صدائے مہیب تھی کہ گاؤ زمین یقین تھا بار ہستی دگیتی چھوڑ کر بھاگ جائے فلک فرط خوف سے گھٹکر زمین مین سما جائے ہزارہا لشکریون کے کلیجے پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے وہ جو قوی دل تھے

بیہوش ہو گئے چار سمت سے نور اسلام پر ظلمت سحر و کفر چھا گئی وہ سب چہل پہل مٹی تمام کاروان لشکر بے صدا ہو گیا گھوڑون کی ہنہنانے کی آواز مین آتی تھین حصار سیاہ گرد لشکر کئی کوس تک کھنچا تھا یہ خبر عیارون نے جب محلات مخدرات مین پہونچائی کہ گلستان صاحبقرانی پر بربادی آئی یہ سننا تھا کہ ہر ایک زن مہ سیما نے گیسو پریشان کیے خاک عزا سے پیشانیان بھر لین موئے مشکین و زلفین عنبرین کو کھول کر کوئی تو سجدے مین گری اور کوئی سمت کعبہ جبین سائی کرنے لگی کوئی ناک گھستی اور کوئی رو رو کر مذمت دنیائے دنی کرتی تھی

ابیات

اے چرخ تجھے دل دہی کرنی نہین آتی | تو سب کے دل و جان کا خواہان ہے برابر
یو تھین جو ہے خاطر مین ترے مین بھی ہون حاضر | یہ زندگی اور روح کا سوہان ہے برابر
دریا مری آنکھون سے یہ بہتا ہے لہو کا | مژگان سے مرے پنجۂ مژگان ہے برابر
کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہے اک آہ | نرگس لب جو دیدۂ گریان ہے برابر
آنکھون سے مروت تری اور دل سے ترے رحم | قسمت ہے یہ اپنی کہ گریزان ہے برابر
ہے سینہ تفسیدہ ہر اک تختہ گلزار | جو غنچہ ہے سو وہ دل سوزان ہے برابر
آنسو نہ بچھے تجھ سے کبھو میرے کہ تجھ پاس | سخت دل و گلبرگ بدامان ہے برابر

اسی ہنگامہ شور و شیون مین عیارون نے سب کو اندر بارگاہ سلیمانی کے جمع کر کے گرد بارگاہ اپنا انتظام کیا اور کہا اس بارگاہ کی قناتون کے نیچے بیٹھ رہو کیونکہ سحر اس جگہ اثر نہ کریگا اور لشکر جو بقصد تاراجی خیام آئیگا تو سمجھ لین گے غرض تو بڑون مین بیچ بھر کر نیچہ نیکر تیر و کمانون مین دیگر بانہ عیاری سے آراستہ ہو کر بیٹھے اور چند عیار اس فکر مین روانہ ہوئے کہ دیکھین یہ آفت کیونکر آئی ہے یہان تو ایسا کچھ انتظام ہے مگر کسی عیار کی مجال نہین ہے جو اس حصار شاہ سے امیر یا کسی شخص کو نکال لائے نی الجملہ سہیل ہر شخص کو مقید کر کے پھرا اس عرصہ مین لقا پھر بارگاہ مین آیا تھا تمام لشکر نے گر کھولی تھی کچھ لشکر بحفاظت مسلمانان مقرر ہوا تھا کہ یہ ساحر خدمت لقا مین آیا اور دہ کشتیان جواہر کی شاہ جادوان کی طرف سے نذر کین اور عرضی بیش کی لقا نے کہا جب تو نہین مگر اب بندگان معتوب غارت ہوئے ساحر نے کہا خیر ان کے غارت ہو جانے سے مطلب ہے شاہ نذر فتح بھیجتے ہی پھر پہلے ہی سے بیہودہ یہ کلمات عرض کر کے ذنگل زرین پر حسب اجازت خداوند بیٹھا اس اثنا مین نور روز کو مثل اہل اسلام ظلمت شب نے چار طرف سے گھیر لیا اور صاحبقران عالم افلاک و نجوم تھرا کر پردۂ زرد مغرب مین گیا کہ

ولے وہ شب تھی ایسی تیرہ و تار
کہ ہو روز سیہ کو جس سے زنہار | چراغ و شمع کا یون نور نایاب | سیاہی مین ہو جیسے قطرۂ آب

قاہر کوہی اپنے بھائی کی لاش اٹھانے مین تھا بعد فراغ امور اموات غصہ مین بھرا ہوا کہ خداوند سے چلکر جنگاہ سے پھر آنیکا سبب دریافت کرون بارگاہ مین آیا یہان آکر سب سے بالادست ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا البرا ور زیادہ غضبناک ہوا اور غصہ کو ضبط کر کے قریب بختیارک بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملک جی ہماری لڑائی تو برابر کی تھی پھر طبل بازگشت کیون بجوا دیا ہمارا بھائی مارا گیا تھا ہم بدلا لیا چاہتے تھے یا حمزہ کو مارتے یا اپنی جان دیتے شیطان نے جواب دیا کہ خداوند

نے تقدیر نو کر کے اس بندہ کو طلسم سے فوراً بلوایا کہ اسنے آتے ہی جنگ فتح کر دی مشیت خداوندی مین گذرا تھا کہ بغیر فتح کیے نہ پھرین پھر تمسے یہ لڑائی فتح ہونا ممکن نہ تھی قاہر نے کہا سب کے سر کٹ آئے اب کوئی حریف زندہ تو نہین بختیارک نے کہا یہ معاملہ مین نہین جانتا تم سہیل سے پوچھو اسمین سہیل نے بھی یہ کلام سنا اور کہا کہ ملکہ جی کیا معاملہ ہے اُس نے کہا یہ پوچھتے ہین کہ تم جو لڑے تو کیا بڑھکر کام کیا ساحر نے کہا جو کچھ ہمنے کیا وہ ظاہر ہے یہ پہلوان ہین دو پہر سے لڑ رہے تھے اور کچھ نہ ہو سکتا تھا ہم نے ایک ہی منتر مین کام تمام کر دیا قاہر تو آگ ہو رہا تھا یہ سخن سنکر کہ دو پہر لڑے اور کچھ نہ ہوا اور زیادہ بھڑک اُٹھا اور غصہ سے گویا ہوا کہ ارے نالائقو کہو زدن ہے تمھاری اوقات برباد و رنق ہے تمھارے جینے پر کہ تم سے دو دو پہر لڑنے مین کچھ نہ ہو سکا اب جو کچھ بہادر اور لڑنے والے ہین یہ ساحر ہین سہیل نے ہنس کر کہا پھر اسمین کچھ شک بھی ہے ہم نہ ہوتے تو یہ دن نصیب ہوتا قاہر نے کہا ابے کیا واہی بکتا ہے یہ کام نامردون کا ہے جو بہادر کو سحر سے عاجز کرتے ہین دلاور سینہ سپر کر کے سرکھ ہو کر لڑتے ہین واقع مین مسلمان بڑے بہادر ہین اور اسی وجہ سے ہمیں فتحیاب ہوتے ہین کہ کوئی مکر نہین کرتے سہیل از لسبکہ طلسم کا رہنے والا تھا کوہیون کی زبان کم سمجھتا تھا بختیارک سے مستفسر ہوا کہ یہ کوہی کیا کہتا ہے وہ شیطان لڑوا دینے مین استاد تھا ہنسکر گویا ہوا کہ تمھین گالیان دیتا ہے یہ سننا تھا کہ وہ غصہ مین آ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا او نالائق کیا بکتا ہے قاہر بھی کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ تو نالائق تیرا باپ نالائق تیرا جمشید نالائق تیرا افراسیاب اور لقا سب تیرا کنبہ نالائق او کمبخت تو میرے منھ چڑھتا ہے ساحر نے چاہا کہ سحر کرے کوہی دل مین سوچا کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے جسمین یہ سحر نہ کر سکے یہ سوچ کر فوراً زمین پر آہ کر کے گرا سہیل گھبرا کر تھا کہ یہ کیا ہوا اور اہل دربار بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے مگر قاہر جو زمین پر گرا تھا اُسنے دونون ہاتھ سے ٹانگین خوب مضبوط سہیل کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ گرا اور یہ کھڑا ہو گیا اور جب تک سنبھلے سنبھلے اسوقت اس نے چکر دینا شروع کیا اب اس کھنچکر بنے سے اور گھنی یعنی چرخ کھانے سے سحر جادو سب رفو چکر ہو گیا اہل دربار سب ہان ہان کرتے ہین دُور سے پکارتے ہین ارے کیا کرتا ہے ارے چھوڑ دے لیکن کون سنتا ہے جو ساحر ہمراہ سہیل آئے تھے لائق حاضری دربار نہ تھے باہر بارگاہ کے ایک خیمہ مین اُترے ہوئے تھے غلغلہ سنکر دوڑے اتنے عرصہ مین قاہر نے ستون بارگاہ پر چرخ دیکر اس ساحر خیرہ سر کو جو مارا سر اُسکا تڑاق سے چوب بارگاہ پر لگ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک ہوا زمانہ تاریک ہو گیا آواز آئی کہ مارا سہیل حشتم جادو کو آگ پتھر برسنے لگے اُدھر اہل اسلام کی عورتین بلبلا کر استغاثہ بجناب احدیت کرتی تھین رو رو کر دعا مانگتی تھین کہ الہ العالمین بتصدق نور ختم المرسلین ہمارے وارثون کو بچالے اور صحیح و سالم ہم سے انکو ملا دے کہ تو مجیب

تیری ہی ذات سے متعلق ہے عفو جرم	آنکھون مین دل مین چشم مین ہر جا ہے تو ہی تو
مولا یہ سچ کہین کہ ہوئی ہم سے کیون خطا	مدت سے اپنے دل مین تھی بخشش کی آرزو
تا زیر آسمان ہو زمانہ مین صبح و شام	یارب یہ تجھسے ہم سے ہے بیکس کی آرزو
روشن ہمارے دوست کی ہر شب ہو شمع عیش	بدخواہ کے نصیب ہو روز خوش کبھو

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا ساحر کے مرتے ہی وہ حصار ظلمت مسلمانون پر سے دفع ہوا امیر کو بھی ہوش آیا

ہر شخص سحر کی آفت سے چھوٹا اور راز بسکہ امیر شبخون مارنا ننگ و عار جانتے ہین بدینوجہ لشکر لقا کی فوج اسلام نے خبر نہ لی اور بخیریت تمام سب داخل لشکر ہوئے اور محلات شادان و فرحان اپنے مقام پہ گئے تمام لشکر مین خوشی ہوئی سب بآرام تمام مسکن گزین ہوئے اس طرف لشکر لقا مین تا دیر مرگ ساحر سے غلغلہ رہا وہ ہنگامہ برطرف ہوا وہ چالیسون ساحر ہمراہیان سہیل اب لڑین تو کس سے لڑین بارگاہ خداوندی مین بغیر حکم شاہ جادوان فساد کرنا مناسب تھا نا چار نعش سہیل کی لیکر جانب طلسم روانہ ہوئے اور قاہر بکتا جھکتا باہر بارگاہ کے نکلا بختیارک نے کہا لے عنصر کوہی تم جاکر قاہر کو سمجھاؤ خداوند تمھارے مامون کے مہمان ہین اس لیے کچھ تمھاری برادری کی نسبت تقدیر بدی کی نہین فرماتے ہین انھون نے بہت برا کیا کہ ساحر کو مار ڈالا خداوند کے پاس ساحر آیا کرتے ہین پھر اُن سے بگاڑنا اچھا نہین عنصر یہ سنکر اُٹھا اور قاہر کو اپنے مکان پر لایا اور کہا تم نے یہ کیا کیا کہ شاہ جادوان کے ساحر کو مار ڈالا اب مقرر کوئی آفت آئیگی قاہر نے کہا آفت کیا آئیگی جو کچھ ہوا وہ ہوا مین تو تلوار کو خوب جانتا ہون اور اگر سحر و نیرنگ سے خداوند کو لڑتے مین سنتا تو مین گھر سے بھی نہ آتا اور سچ تو یہ ہے کہ مجکو خداوند کی جانب سے اعتقاد جاتا رہا مین تو مسلمانون کے دین کو اچھا جانتا ہون عنصر نے کہا ارے میان توبہ کرو تمھارے ایمان مین فرق آگیا ہے لو آؤ اب غصہ جانے دو یہ کہکر اُسکو بزم عیش مین بٹھایا اُسطرف وہ چالیسون ساحر نالان و گریان طلسم مین پہونچے اور قریب دریاے خون روان آکر اُس طرف جانیکا ارادہ رکھتے تھے مگر شاہ جادوان باغ سیب کنارے دریاے مذکور کے براے تفریح طبع آیا تھا اور ارادہ رکھتا تھا کہ کوہ نیلم پر جاکر شیشہ دار سے ملے اُسنے اُن چالیسون ساحرون کو دیکھ کر جانب دریا کچھ پڑھ کر پھونکا یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور چالیس پنجہ ہمین سے نکلکر کمر مین اُن ساحرون کی پڑے اور اُٹھاکر سامنے شاہ جادوان کے لائے وہ سب بادشاہ کو تسلیم کرکے پکارے کہ اے بادشاہ سہیل حشمتیم مارے گئے شاہ نے کہا حریف تو کوئی باقی نہ تھا کس نے اُنکو مارا اُنھون نے کہا بارگاہ مین خداوند کی مارے گئے شاہ نے فرمایا وہان کس نے مارا اُنھون نے عرض کیا کہ اول جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر طبل امان بجا سہیل نے پھرتے وقت کل لشکر حمزہ کو گرفتار کرلیا اور بارگاہ خداوندی مین گئے بعد کچھ عرصہ کے صداے نوحہ بیران ہمنے سنی جاکر جو دیکھا تو لاش اُنکی پڑی تھی ایک آدھ سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاہر کوہی نے اُنکو مارا پس ہم لاش لیکر یہان چلے آئے آگے اور کچھ ہمکو معلوم نہین بادشاہ کی کچھ سمجھ مین بیان اُنکا نہ آیا فرمایا کہ اُنکو معلوم ہوتا ہے کچھ نشہ زیادہ ہے یہ کہہ کر اپنے ہمراہیون سے حکم دیا کہ اُنکو باغ سیب مین لیجاکر کسی مکان مین ٹھہراؤ صبح کو اُن سے حال دریافت کرونگا ملازم حسب ارشاد حکم بجا لائے بادشاہ بھی آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ فرط عطش سے طفلک غنچہ کو چٹکا لگا شبنم سحر سے دایہ بہار نے پیالون کو گلون کے بھرا کہ ابیات

اُٹھائی صبح نے جب چادر شب ضیا نے کردیا عالم کو معمور	تو نکلا مہر شکل ماہ عقرب ہوا کچھ دیر مین رخ اُسکا پُر نور

صبح دم بادشاہ طلسم سریر سلطنت پر آکر جلوہ فرما ہوا سب اہل دربار حاضر ہوے اور اپنی جگہ پہ بیٹھے بادشاہ نے اُن چالیسون ساحرون کو طلب کرکے حال دوبارہ دریافت کیا اُنھون نے

پھر وہی کیفیت بیان کی بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ شیشہ دار نے جا کر لشکر بندگان معتوب غارت کر دیا یہ کہتے ہین کہ لڑائی ہو رہی تھی پھر کوہی پرستاران خداوند مین سے تھا اُسنے میرے ملازم کو کس لیے قتل کیا اور نیز اگر اسنے قتل کیا ہے تو مین بھی اُس کوہی کی ٹانگین چیر ڈالونگا اچھا دبیر خوش تدبیر کو بُلاؤ بمجرد حکم منشی سامنے حاضر ہوا اُس سے ارشاد کیا کہ ایک نامہ بطور عرضی کے متضمن بہ شکایت خداوند لقا کو تحریر کرے اور اُسمین یہ بھی مضمون ہو کہ جس شخص نے میرے ساحر کو مارا ہے اُسکو نامہ دار کے حوالہ فرمائیے تاکہ وہ اُسکو قتل کرے منشی زبندہ رقم نے عریضہ حسب فرمان شاہ ترقیم کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند ہماری جان نثاری کا مطلق پاس و لحاظ نہوا کوہیون کی استدعا خاطر منظور رہوئی کہ اُسنے ہمارے ملازم کو مار ڈالا اب عقاب مسمی ایک ساحر زبردست کو بجمعیت کثیر ساحران خدمت عالی مین بھیجتا ہون اُس کوہی بدکردار کو ساحر مذکور کے حوالہ کر دیجیے گا اور درصورت تامل اپنے بندون کا دلی رنج بڑھاتا ہے جب منشی نے پیش کیا بادشاہ نے مہر اپنی عریضہ ادب مقام پر ثبت کی اور عقاب کو عرضی دیکر حکم دیا کہ پچاس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیجا کر پہلے تو قاہر کو قتل کرنا پھر لشکر حمزہ جو شیشہ دار کے ہاتھ سے بچ گیا ہے اُسکو تباہ و برباد کرنا اب مین بھی شیشہ دار پاس جاتا ہون دیکھون کہ وہ کیا کر آئی ہے اخبار کے پرچہ مین لکھا دیکھا تھا کہ حمزہ بچ گیا ہے پس اُسی نے اور فوج بہم پہونچائی ہوگی مسلمان تو تمام عالم مین بھرے ہین حمزہ نے بہت ملک فتح کیے ہین اور فوج بُلائی ہوگی یہ حکم سُنکر عقاب وہان سے اپنے ملک مین آیا طلسم باطن کے ایک ملک کا یہ حاکم ہے الحاصل اُس نے پچاس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے اور قرنا سحر بجا کر طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر پچاس ہزار ساحر کا یہ الیس پشت طائران سحر پر چڑھکر چلا اڈہر و بجا نفیر پھنکی آتش سحر ایسی شعلہ ور ہوئی کہ سقف فلک مین آگ لگ جانیکا گمان تھا ہوم کا دھوان ایسا سربلند تھا کہ منزل خورشید مین کاجل پڑ جانیکا سامان تھا گوگل رال کے شعلے اُڑتے ساحر جے سامری کی بولتے ترسول پنسول اُن کے مثل ستارۂ سحری چمکتے ہنگامۂ عظیم برپا

نظم

غرور و کبر مین ثانی شداد
روان اس طرح تھے افواج بیداد
درازی قد کی طول روز میعاد

ہر اک اپنے تئین مردانگی مین
کہ اُن سے آگے چلتا اُن کا ہمزاد

سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد
کبھی رستم سمجھتا گاہ پہلاد
ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت

اسی طرح دریاے سحر سے اُتر کر یہ لشکر قطع مراحل کرتا روانہ تھا اتفاق سے ایک روز دوپہر کو لشکر حوالی کوہ نیلم مین پہونچا اس وقت دھوپ کی شدت سے ساحر طائران سحر پر ٹھہر نہ سکتے تھے صحراے سبز و خرم دیکھ کر اُس جگہ اُتر پڑے کہ ٹھنڈے وقت چلین گے جب تمام فوج اُتری زیر درختان سایہ دار ٹھہر کر ضرورتون سے فراغت کرنے لگے کوئی بستر لگا کر لیٹا کوئی چبینا چبانے لگا کوئی کھانا کھانے لگا کوئی نہانے کی فکر مین جانب تالاب و چاہ جانے لگا منجملہ اُن کے چند ساحر ایک چاہ کے کنارے آئے اور لٹیا کنوئین مین ڈالی وہ لٹیا پانی پر نہ گئی ایسی آواز ہوئی جیسے چمڑے پر کوئی چیز پڑے اور نرم آواز ہوا اُنھون نے جھک کر دیکھا تو ایک مردہ سا کنوئین مین نظر آیا اُسکے پیٹ پر لٹیا کو رکھے پایا یہ دیکھ کر یہ عقاب پاس گئے اور ماجراے دیدہ معرض بیان مین لائے وہ خود بر سر چاہ آیا اور چند آدمیون کو کنوئین مین اُتر وا کر اُس نعش کو نکلوایا دیکھا تو یہ ملکہ شیشہ دار جادو ہے مگر عجیب ہیئت سے ہے کہ بالکل برہنہ ہے صرف

ایک چادر پھٹی ہوئی کہ جسمین پیوند کی پیوند لگی ہوئی ہے سینہ سے تا بزانو بندھی ہے ستر پوشی کسی نے کردی ہے واضح ہو کہ عیاران اسلام عورت کی ہنگام بیہوشی ستر پوشی ہمیشہ کردیتے ہین اور نگاہ اُسکے ستر پر نہین کرتے ہین اور اگر نگاہ بد دیکھین تو جب امیر پر حال کھلے امیر بغیر قتل کیے اُس عیار کے باز نہ رہین فی الجملہ عقاب نے دیکھا کہ ناک مین بتیان رکھی ہوئی ہین ایک پٹی بندھی ہے اسنے وہ پٹی کھولی بتیان نتھنون سے نکالین پانی منھ پر چھڑکا کہ تڑی دیر مین شیشہ دار کو ہوش آیا اسنے کشتی زنانہ پوشاک کی طلب کر کے لباس سے تخلی فرمایا پھر خیمہ مین اپنے لایا شراب پلائی طعام لطیف کھلایا جب خوب یہ آسودہ ہوئی اُسوقت اُسنے حال پوچھا کہ تم کیونکر یہان آئے اور مجکو کس طرح پایا اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ مجکو خداوند کے پاس شہنشاہ نے بھیجا ہے حسب اتفاق اس طرف سے میرا گذر ہوا اور تم کو کنوین سے نکالا ساحرہ نے یہ سنکر کہا مقرر یہ عیاری اُس عیار نے کی جسکو مین پنجہ مین داب کر اُس صحرا مین لائی تھی اب نہین معلوم کہ وہ کدھر گیا خیر جہان کہین ہوگا بغیر اُس کے زندہ درگور کیے مین دم نہ لونگی اے عقاب اب تم تو منزل بمنزل جاؤ مین اُس ناعیار خیرہ سر تیرہ روزگار کو لشکر حمزہ سے اس مقام تک ڈھونڈھ کر پیدا کرونگی اور جہان پاجاؤنگی کچا کھا جاؤنگی اور اسمین اپنے گھر جاتی ہون وہان سے اور کچھ تحفہ طلسمی لیکر لشکر حمزہ پر جاؤنگی اور حکم شہنشاہ بجالاؤنگی یعنی اُس لشکر گمراہ کو غارت اور برباد کرونگی عیار سردار ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگی اگر اسمین وہ عیار نابکار بھی کہ جسنے مجکو ذلیل کیا ہے ملگیا تو خیر ورنہ اُسکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ لونگی عقاب نے اُسکو بہت کچھ سمجھایا کہا اے ملکہ شکر سامری کا کرو جو جان تمھاری بچ گئی عیارون کے فراق مین نہ پڑو اور اب بغیر حکم شہنشاہ مسلمانون سے لڑنے نہ جانا وہان اس طرح کا فساد پڑا ہے کہ ایک کوہی نے سہیل کو مار ڈالا ہے اب سامری جانے کہ شہنشاہ مدد خداوند کی کرین یا نہ کرین مین جانتا ہون کہ اُس کوہی کے دینے مین خداوند نے اگر مضائقہ کیا تو شہنشاہ سے بگڑ جائیگی ساحرہ نے کہا اچھا مین نہ لڑونگی مگر اُس عیار کو بغیر قتل کیے باز نہ آؤنگی یہ کہکر تخت سحر سے تیار کر کے اول اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئی حال اُسکے مکان سکونت کا اول مین بیان ہوچکا ہے غرض یہ تو اُس طرف روانہ ہوئی اور عقاب کوچ کر کے سمت عقیق کوہ راہی ہوا مگر افراسیاب خانہ خراب بعد بھیجنے عقاب کے جانب کوہ نیلم روانہ ہوا یہسان ایک روز تو چالاک بیمار بنا رہا دوسرے روز جب نیلم جادو آیا یہ اُٹھ بیٹھا تیوری چڑھا منھ اس ناز سے بنایا کہ نیلم کی زندگی کا نقشہ بگڑنے لگا گویا ہوا کہ اے ملکہ اب مزاج کیسا ہے اُس نے کہا شکر ہے سامری کا اب وہ تو کیفیت نہین ہے لیکن کچھ ضعف وکسل مرض کے سبب باقی ہے ساحر مذکور مصروف خاطرداری ہوا اس عرصہ مین شاہ جادوان کی سواری اس مقام پر آپہونچی علامت اس کے آنے کی ظاہر ہوئی یعنی طائران کوہ یا افراسیاب یا افراسیاب کے نعرے مارنے لگے درخت جھومنے لگے ہوائے سرد وزان ہوئی نیلم اور سب ساحر اُٹھ کر چلے کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین چالاک بھی اُٹھ کھڑا ہوا دیکھا کہ تخت جواہر آگین پر بادشاہ بیٹھا ہے آٹھ سو پریزادان طلسم وغلامان خوبرو ہمراہ ہین لکہ ابر سرخ سر پر سایہ فگن ہے چار سو کنیز ماہرو یاسمن بو سر پر مروحہ جنبانی کرتی ہین کچھ پریزادین یاقوت کی چنگیری پھراتی جاتی ہین بعضے ہاتھ زمرد و یاقوت فوارون مین اچھلتے ہین سونے کے لگن پریون کے سر پر ہین اُنمین فوارے چلتے ہین فوارون سے جو بعضہ اُچھلتا ہے شق ہوجاتا ہے کسی مین سے طائر خوشرنگ نکلکر شہنشاہ جادوان پکارتا ہے کسی بیضہ سے مقیش نکل کر

کھڑا

جھڑتا ہے کسی بیضہ سے ہزار ہا پھول جواہر کا نکلتا ہے نیلم کوہ کے ہزاروں ساحر دو ڈگر سجدے میں گرے کوئی ڈنڈوت کرتا تھا
کوئی نذر دیے کھڑا تھا ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجتا تھا غرض باین تجمل و شوکت قصر کوہ کے قریب پہونچکر بادشاہ کا تخت
زمین پر اترا اور شاہ تخت سے جدا ہوکر جانب قصر چلا اُسوقت شیشہ دار و نیلم نے سامنے آکر تسلیم کی بادشاہ نے عجب حسن
دلفریب شیشہ دار جادو کا اسوقت دیکھا کہ مانگ رشک کہکشان سر پر نکلی ہوئی زلف ہر ایک کمند گرہ گیرنی ہوئی
کاکل دوش پر چھوٹی ہوئی لہراتی ضحاک کی شبیہ خونخواری میں نظر آتی ورق مہر جہانتاب پیشانی پر نور یا لمعہ شمع تجلی کدہ
رخ نور آگین میں اختر بخت صبیحان کی ضیا وہ آئینہ کہ آئینہ مہر و ماہ کو اپنا چہرہ جس نے بنایا خوبان پری چہرہ اسی رخ
کے دیوانے ماہ خورشید اُسی شمع کے پروانے لب نازک کا یہ قول تھا کہ میں مسیحائے زمان ہوں دہن تنگ ثابت
کرتا تھا کہ میں چشمۂ حیوان ہوں ہر عضو بدن کا یہ دعویٰ تھا کہ میں یکتا ہوں بموجب

واسوخت

ثمر پیش رس باغچۂ مہر و وفا وضع سادی کہ نہ کھائی تھی زمانے کی ہوا	نو شگفتہ گل شاخ ثمر ناز و ادا غیر کا نام نہ تھا خار تھے دامن سے جدا

پردۂ غنچۂ خلوت میں نہاں بو کی طرح
ہاتھ چھو جائے تو کمھلائے لجا لو کی طرح

نرگسی آنکھ سے ہو دیدۂ نرگس حیران دہن غنچہ کبھی کھل نہ سکے پیش دہان	سامنے گیسوے پیچان کے ہو سنبل پیچان لال ہو لعل مسی زیب سے سوسن کی زبان

پیش قد سرو چمن سوکھ کے کانٹا ہو جائے
پھول آگے رخ گلرنگ کے پتا ہو جائے

بادشاہ اس حسن زیبا کو ایسی کو ہر گرانمایہ خوبی کے دیکھ کر نقد دل دے بیٹھا اس گل گلشن محبوبی کا بلبل بنا اس سرو قامت
کا قمری بنکر طوق پوش زندان عشق ہوا ہاتھ میں ہاتھ دیکر جانبازی بدکر اندر مشکوے مشکبوے نیلم کوہ کے آیا مسند پر پہلو
میں اُس گل رعنا کو جگہ دی پریزادوں میں شراب ارغوانی پلانے نگین شاہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھر کر اس ساقی بیوفا
پیمان شکن کو دیا اس نے آنکھوں کو گردش دیکر بناز و تبختر عذر کیا کہ میں کل سے ماندی ہوگئی تھی آج مجھکو ہوش آیا ہے
میں شراب نہ پیونگی اور اگر پیوں گی تو پھر بیہوش ہو جاؤنگی لا ایکو میں اپنے ہاتھ سے پلاؤں بادشاہ نے منظور کیا یہ
فتنہ خانمان برباد شراب سادہ بادشاہ کو پلانے لگا بادشاہ نے اسی شغل میخواری میں استفسار کیا کہ اے ملکہ لشکر
مسلمانان پر تم گئی تھیں کیا کر آئیں اُس نے جواب دیا کہ سب خاتمہ کر دیا شاہ نے کہا کون کون مارا گیا اُس نے کہا مجکو
تام ایک کا بھی نہیں معلوم مگر ان کا کام سب کا تمام کیا بادشاہ گویا ہوا کہ میں نے سہیل کو بھیجا تھا وہ مارا گیا اس کا دیو گا
بیان ہے کہ جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر تم جو غارت کر آئی تھیں تو یہ لڑائی کس سے ہوتی تھی ملکہ مکارہ
نے جواب دیا کہ حمزہ کے تمام لشکر سے مجکو آگاہی نہیں ہے کہ کتنا ہے جو میرے سامنے لڑنے کو میدان میں آیا تھا اُس کو
میں نے غارت کر دیا پھر مجکو نہیں معلوم کہ اور لشکر حمزہ نے منگایا یا نہیں شاہ نے کہا یہ تم سچ کہتی ہو اُس کے بیٹے پوتے بیلے

شکار نکلجاتے ہین ممالک تسخیر کرکے فوج بیشمار اپنے ساتھ لاتے ہین چنانچہ **جنون جادو** جب گیا تھا تو اُسکے مقابلہ مین بھی جنگل سے فوج آئی تھی اچھا اے ملکہ ایک مرتبہ تم اور تکلیف کرنا جو لشکر کہ تمھارے سامنے آئے اسکو قتل کرکے ٹھہری رہنا تاوقتیکہ سب مسلمان نہ ہلاک ہون نہ آنا ملکہ نے کہا یہ بہت بڑی مہم ہے کس لیے کہ **حمزہ** کے قبضہ مین تمام ملک باختر ہے جسکی کہ خدائی خداوند **لقا** کرتے تھے پھر اسکے لشکر کا کیا ٹھکانا ہے شاہ نے کہا کہ جب تم **حمزہ** کو قتل کرڈالوگی مین تمام عالم مین ساحر بھیجکر سب مسلمانون کو گھیر لونگا کچھ دیر ان کے قتل مین نہوگی ملکہ نے کہا بہتر ہے جب آپ فرمائینگے یہ کنیز جائیگی شاہ نے کہا **عقاب** گیا ہوا ہے وہ آجائے تو پھر تم جانا یہ کہکر اُس غارتگر جان سے اختلاط کرنے لگا یہ عیار بھی اپنی اداؤن پر اُسکو لبھانے لگا بھولی بھولی باتین بنانے لگا ابھی خلوت کا موقع نہین ہے **نیلم** اور ساحران دیگر حاضر انجمن ہین بادشاہ اسما ہر دم سے ہنس ہنسکر لگاوٹ کی باتین کر رہا ہے دور جام کا چل رہا ہے اسکو اس کیفیت مین چھوڑکر اب پہلے حال **عقاب** کا سنیے کہ وہ بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب لشکر **لقا** پہونچا **لقا** نے خبر سنکر استقبال کراکر بلایا لشکر اسکا الگ لشکر کوہیون سے اترا اور وہ جب بارگاہ مین آیا خداوند کو سجدہ کرکے ڈنگل پر بیٹھکر پکارا کہ منم نامہ دار **لقا** نے نامہ مانگ کر پڑھا اور اُسمین **قاہر** کا طلب کرنا پڑھکر سر ہلایا کچھ جواب دیتے بن نہ آیا **بختیارک** نے دیکھا کہ **لقا** سر ہلاتا ہے مگر کچھ کہتا نہین یہ دیکھکر اسنے کہا یا خداوند نامہ مجکو دیجیے مین بھی سمجھا دون اُسنے نامہ اسکو دیا اسنے پڑھکر کہا وہ کیا حرامزادہ ہے آپ خداوند اس کو ہی کو حوالہ کیجیے بندہ خاص عقیدتمند با اخلاص شہنشاہ ساحران سے نہ بگاڑیے **لقا** نے کہا یہ کوہی بھی ہمارے بندہ خاص ہین مگر خیر خاطر ہے بندہ قدرت یعنی شاہ طلسم کی یہ کلمہ سنکر **بختیارک** نے **عنصر** کوہی کو بلوایا اور کہا تم فوج لے کر جاؤ جس طرح ہوسکے **قاہر** کو باندھکر اس کے خیمہ سے یہان لاؤ **عنصر** نے عرض کیا کہ وہ میرا عزیز ہے مجھ سے یہ نہوسکیگا دوسرے یہ کہ اُسکا برادر مارا گیا تھا ایک حرکت سہواً اُس سے ہوگئی اب قصور اُسکا خداوند سے معاف کرادو شیطان نے کہا تمھارے حق مین یہی بہتر ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ یہ ساحر طلسم سے آئے ہین ایک کو بھی زندہ نچھوڑینگے **عنصر** نے جواب دیا کہ پھر آج **قاہر** کے لیے یہ سامان ہے کل ہمارے لیے ہوگا یہ گفتگو **عقاب** نے بھی سنی اور کہا ملک جی تم اتنی التجا کیون کرتے ہو یہ کہکر **عنصر** سے کہا کہ معلوم ہوا تم خداوند سے پھرے ہوے ہو یہ اب ظاہر ہوا کہ باطن مین تم دشمن ہو یہ کہکر ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ **عنصر** کے ہاتھ پاؤن کا دم نکل گیا اور کہا ایسے ایسے بندہ خداوند کے **افراسیاب** کے پاس بہت ہین تم مین نخر کیا ہے دیکھو اب کس عذاب الیم سے قتل ہوتے ہو **عنصر** یہ حال اپنا دیکھکر گھبرایا اور گویا ہوا کہ اچھا جو آپ فرماتے ہین وہی کرونگا **عقاب** نے قول و قسم لیکر رہا کردیا یہ وہان سے خیمہ مین **قاہر** کے آیا اور فرط خوف سے اُس بہادر کے پکڑ دینے پر آمادہ ہوا چنانچہ جب یہ اُس کے خیمہ مین آیا کہا بھائی صاحب ذرا میرے مکان پر تشریف لے چلیے وہ بیچارہ غافل از مکر ابنائے زمانہ اسکے ساتھ اسکی جگہ پر آیا وہان دس بارہ رفیق بھی اس کے موجود تھے پس اسنے اُس دلاور کو بعزت تمام بٹھایا اور شراب پلائی باتون مین لگایا جب اُسکو نشہ ہوا سب اُٹھکر لپٹ گئے اور بحالت بیخودی مین باندھکر **لقا** کی بارگاہ مین لائے **قاہر** کا نشہ اُسوقت ہرن ہوا اور صلاح وقت سمجھکر **لقا** سے عذر خواہ ہوا کہ خداوند مجھ سے قصور ہوا

مجکو اُسوقت اپنے بھائی کا بڑا رنج تھا اس سبب سے تقصیر ہو گئی یہ خطاء اول ہے امیدوار ہون کہ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے لقا نے تفرع وزاری پر مطلق خیال نہ کیا اور کہا جو ہماری بغیر مرضی کام کرتا ہے ہم اُسکو سزا ضرور دیتے ہین یہ کہہ کر عقاب سے کہا کہ وہ یہ گنہگار شاہ جادوان حاضر ہے جو چاہو وہ سزا دو اُس نے حکم دیا کہ بیرون بارگاہ لے جاکر سر اُسکا جدا کرو ملازم اُس کے اس بیچارے کو بارگاہ کے باہر لائے جلاد طلب ہوا غلغلہ برپا ہوا کہ قاہر کو بھی قتل ہوتا ہے یہ ہنگامہ جو مچا لشکر قاہر کا اُترا ہوا تھا اُسکو بھی خبر ہوئی کہ افسر و مالک تمھارا مارا جاتا ہے بس یہ سنتے ہی لشکر مین کمربندی ہونے لگی ہرکارون نے یہ خبر عقاب کو پہونچائی کہ فوج قاہر کی اپنے افسر کی حمایت کو آیا چاہتی ہے اس حال کو سُنکر ساحر خود سرپرواز کر کے چلا اور بڑھے ہوا فوج قاہر کے درمیان مین آکر ٹھہرا اور سحر پڑھ کر دم کیا کہ اس لشکر کے گرد ایک دیوار آتشین کھنچ گئی لشکری سب گھر گئے راہ آگے بڑھنے کی بند پائی ناچار اُسی مقام پر ٹھہرے اور یہ ساحر وہان سے پھر کر دروازہ بارگاہ لقا پر آیا میدان بارگاہ کے سامنے کا میدان خونی بنایا جلاد نے چبوترہ ریگ کا بنا کر بوریاے مرگ بچھایا اُسوقت تمام خلقت کا اس میدان مین جماؤ تھا ہنگامہ عبرت و حسرت گرم تھا خوف سے عاقلون کا دل سخت نرم تھا کوہی اور سنجانی عتاب خداوندی سے لرز رہے تھے مختصر یہ کہ قاہر بے گناہ کو بوریے پر لاکر جلاد نے بٹھایا اُسوقت اس مظلوم نے پکار کر کہا کہ اے کوہیو تم میری برادری ہو اس وجہ سے تمکو لازم ہے کہ میری وصیت سنو چند کوہیون نے جواب دیا کہ اچھا کہو ہم سنتے ہین اور اگر اختیار ہوگا تو وصیت بجا لائینگے اسنے کہا وصیت میری یہ ہے کہ بعد میرے قتل ہو جانے کے نعش میری لے لینا اور سپرد مسلمانان کرنا کہ وہ دفن کرین اس لیے کہ مین نے اس لقا گمراہ مردود درگاہ الٰہ کو بصدق ارادت لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا اب تم سب میرے کلمہ پڑھنے کے شاہد رہنا اور پیش امیر دین پناہ شہادت دینا یہ کہہ کر اسنے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور کہا افسوس ہے کہ مین قدم اقدس حمزہ عالیشان سے جدا رہا جب مجھ سے اور ساحر سے فساد ہوا تھا اُسوقت مین نے قصد کیا تھا کہ حضور مین مجاہد راہ خدا کے جاؤنگا مگر پھر مجکو شرم دامنگیر ہوئی کہ لوگ کہین گے مارے خوف جان کے جب اُدھر بگڑی تو اِدھر شریک ہوا پس مردان عالم کے لیے خوف جان سے کسی کی اطاعت قبول کرنا بہت نازیبا ہے اور ایسی صورت مین دین کا بدلنا بھی جائز نہین دین تو خالص واسطے خدا کی محبت کے بدلنا قرین صواب و کار ثواب ہے اور کسی طرح کا لالچ کر کے بھی مسلمان ہونا ٹھیک نہین مثل اس کے کہ عورت پہ فریفتہ ہو کر یا طمع مال و زر سے یا کسی اور حرص و آز سے دین کا تبدیل کرنا بالکل خلاف ہے پس ان وجوہات سے مین قاصر خدمت رہا امیر کے پاس نہ حاضر ہو سکا اب کہ پیمانہ عمر میرا لبریز ہوا ہے اس سبب سے اپنے عقائد کو ظاہر کیا ہے کہ اب کوئی مجکو طمع نہین ہے اور شکر کرتا ہون مین خالق اکبر کا جس نے مجکو کافر پیدا کیا او صاحب ایمان اُٹھایا وقت مرگ سرچشمہ ہدایت پر پہونچایا جان دینے کا مجکو کچھ غم نہین دولت ایمان پانے سے شاد ہون یہ کلمات جو کوہیون نے سُنے گویا ہوئے کہ تو بے ایمان اور رجیم ہو گیا ہے تیری وصیت ہم نہ مانینگے اُسنے جواب دیا کہ مردہ بدست زندہ اگر میری لاش تم سپرد مسلمانان نہ کروگے تو کیا ہوگا نیت بہتر ہونا انسان کی چاہیئے تم چاہے مزبلہ پر لاش میری پھینکدو خدائے رحیم میری مغفرت فرمائے اور میرا ایمان لانا

قبول کرے یہ باتین جو اسنے بآواز بلند کین عیاران لشکر اسلام تو بامر خبرگیری لشکر لقا مین رہا ہی کرتے ہین سوقت بھی اس کوہی کے قتل کا غلغلہ سنکر دو تین عیار تماشا دیکھنے آئے تھے اور گلباد و کلباد وغیرہ صورت تبدیل کیے ہوے میدان خونی مین کھڑے تھے یہ بیان پاکیزہ عنوان قاہر لطافت وسعادت بنیان کا سنکر رونے لگے اور کہا اے برادران ہم مین سے ایک شخص جاکر امیر کو اس بیچارہ مظلوم کے حال سے اطلاع دے اور ہم یہان حتی الامکان اسکو قتل ہونے سے تا آنے امیر کے بچاتے ہین یہ مشورہ کرکے ایک عیار یہان سے تعجیل تعجیل روانہ ہوا اور دو عیار آگے بڑھکر اُن لوگون مین جو ملازمان لقا صف بستہ استادہ تھے ملکر برائے حفاظت قاہر کھڑے ہوے اس اثنا مین عقاب نے جلاد سے کہا کیا کھڑا ہوا اس خاطی کا بیان سُن رہا ہے بڑا یہ مسلمانون کا بچہ بنا ہے مار ایک ہاتھ تلوار کا کہ سر اُسکا اُڑ جاے جلاد جب تک قاہر نے وصیت کی تینون حکم پوچھ چکا تھا کوئلے کا خط گردن پر مجرم کے دیکر پیچھے ہٹ کر دوڑتا ہو اتیغہ تولے ہاتھ لگانے چلا اُسوقت عیار نے تیر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی پر جلاد کی پڑا اور قفا کو توڑ کر گذر گیا جلاد قلابازی کھا کر گرا لوگون نے شور بلند کیا کہ ارے میان دیکھنا یہ جلاد کو کیا ہوا جو تیغہ پھرا کر اپنے سر مین آپ مار لیا غلغلہ ہوا کہ مسلمانون کے خدا نے قاہر کی مدد فرمائی بختیارک نے عقاب سے کہا مقرر عیار لشکر حمزہ کا یہان ہے اسی نے جلاد کو قتل کیا ہے عقاب نے کہا اگر ایسا کچھ ہے تو مین سحر سے اُس عیار کو پکڑے لیتا ہون شیطان نے کہا ان کو آپ نہین پکڑ سکتے کس ہے کہ وہ ایک نہین بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین انکو ستایا تو یہ سمجھ لیجیے کہ آپ ابھی نہین ایک کو گرفتار کیجیے گا دوسرا آکر آپکو ابھی قتل کر ڈالے گا سگ وگربہ کو قتل کرتے تو کچھ عرصہ بھی ہوتا ہے آپکے ہلاک ہونے مین ذرا بھی دیر نہوگی اُسنے کہا یہ تم سچ کہتے ہو طلسم مین پانچ عیار گئے ہین پھر اُنھون نے ہزارہا ساحر مارے ہین شہر کے شہر خالی کر دیے ہین اچھا ابکی مرتبہ اور جلاد کو بلاؤ اگر وہ بھی مارا جاے تو مین خود اُسکو قتل کرونگا شیطان نے کہا تم بارادہ قتل آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ کڑاک سے آواز آئیگی اور کھوپڑی چھپکلی کی دُم کی طرح دور لوٹتی دکھائی دیگی یہ سُنکر ساحر کو تردد ہوا اور کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا چار طرف غل ہوا اب کوئی جلاد مارے ڈر کے آتا نہین جب بہت پکار ہوئی ایک جلاد کہ نہایت ضعیف تھا بطمع انعام کثیر حاضر ہوا اُسکو ہزار روپیہ دینے کو کہا وہ تیغہ اٹھا کر چلا جب تلوار تول کر یہ لپکا کڑاک سے آواز آئی ساحر مذکور نے جلد اپنے سر پر ہاتھ رکھا کہ دیکھون میری کھوپڑی ہے یا نہین بختیارک ہنس پڑا اور کہا ابھی تمھارا سر ہے گھبراؤ نہین دیکھو وہ جلاد کا سر گوہ کھا رہا ہے اسنے دیکھا تو واقع مین جلاد کی کھوپڑی اُڑ گئی ہے اب ساحر ناچار ہوا اور قصد کیا کہ مین برق بنکر اُڑون اور تلوار کی طرح سر مجرم پر گر کر کام اُسکا تمام کردون مگر بختیارک نے منع کیا کہ تم ہمیشہ تو بجلی بنے نرہوگے جب بصورت اصل ہوگے مارے جاؤگے یہ سنکر ساحر بہت ناچار ہوا اور سحر پڑھا کہ کوئی حربہ مجھ تک نہ پہونچ سکے غرض اپنے تئین حصار بند سحر کرکے تلوار پکڑ کر بہر قتل قاہر چلا اُسوقت قاہر نے بھی بلبلا کر درگاہ خدا مین فریاد کی کہ اے چارہ ساز درماندگان منعم حقیقی فریادرس مظلومان مجکو شر سے ان لعینان بیدین کے نجات عنایت فرما

بیت اے مونس شکستہ دلان حال ما ببین ٭ مارا غریب و بیکس و بے آشنا ببین ٭ یہ تو اس فریاد وزاری کی تھی

اُدھر بحر رحمت الٰہی جوش زن ہوا یعنی عیار نے بارگاہ سلیمانی مین پہونچکر بعد دعا و ثنا کے تمام حال قاہر کے قتل ہونے اور اسکی وصیت کرنیکا خدمت امیر مین عرض کیا امیر یہ حال سنتے ہی اُٹھے کہ اگر وہ شخص مسلمان ہوگیا ہے تو ہم کو اعانت اُسکی کرنا ضرور ہے یہ فرماکر عقرب سلیمانی کے قبضہ کو تھامے باہر بارگاہ کے آئے اور اشقر کو طلب فرماکر سوار ہوے پھر تو کئی سو سرداروں نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ امیر اکیلے جاتے ہین ہمکو بھی اجازت ہو کہ جاکر جانبازی کرین بادشاہ نے اجازت دی لندھور و بہرام و نور الدہر ایرج و تورج وغیرہ کئی سو سردار باہر آکر مرکبون پر سوار ہوے انکو جاتے دیکھ کر ان کے لشکرون مین جلد جلد کمر بندی ہوئی کرنا کو دم ملا فوج تیار ہوکر چلی مگر امیر با توقیر جو پیشتر روانہ ہوے تھے اُنھون نے تازیانہ جناب اسحٰق علیہ السلام کا بلند کیا اشقر اشارہ راکب سمجھا کہ آج آقا کو عجلت منظور ہے اگر تو تامل کریگا تو یہ آقا کوڑا مارین گے یہ سمجھ کر اس تیزی سے وہ صرصر مجسم روان ہوا کہ تیزی باد صبا کا افسانہ سب گرد تھا گرم رفتاری برق کا بازار بالکل سرد تھا کہ بموجب نظم

تعریف نقش سم کی ہو سکے بہت محال
سرعت مین اُسکی راہ سے یہ کہکے ہمسری
پہونچے وہ اس جگہ کہ نہ پہونچے جہان خیال
سب جن و انس دیو پری اور وحش و طیر

آئینہ سپہر مین پڑتا ہے اسکا عکس
ساتھ اُسکے دوڑے گرد نگہ دیدۂ غزال
یکبایہ اُسکا تخت سلیمان سے کم نہ جان
حاضر ہون رکاب سعادت مین کیا مجال

تیری سمندکی مین ستائش نہ کرسکون
نادان جانتے ہین کہ نکلا ہے یہ ہلال
جبتک وہ مرکب نہ پہونچے ترکے پامال
ہووے جو تو سوار عدو کے پے قتال

امیر ایک آن واحد مین لشکر لقا مین پہونچے لشکری تو تو ہا آپکا مانے ہوے ہین کسی نے روکنے کا ارادہ نکیا بلکہ آپسمین گویا ہوے کہ اب ذرا امیر دیکھنے کے لائق ہے اس اثنا مین امیر نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا قاہر صرف بمناجات تھا اور عقاب اُسکے قتل کو چلا تھا کہ نعرۂ صاحبقرانی نے زہرۂ کفار بانی کیے بختیارک دوڑکر سامنے امیر کے آیا اور کہا یہ غلام قدیم آداب عرض کرتا ہے دیکھیے مین اس ساحر نابکار کو ہرچند سمجھاتا ہون مانتا نہین ایک بیچارہ مسلمان کے خون ناحق پر آمادہ ہے دیکھیے وہ تیغہ پکڑے کھڑا ہے عقاب نعرہ امیر سنکر حیران وا کھڑا تھا شیطان کی گفتگو سنکر سمجھا کہ حمزہ یہی ہے اس کو بھی کی حفاظت اور اعانت کو آیا ہے بس یہ سمجھ کر تیغہ تولتا ہوا سامنے امیر کے آیا اور سحر پڑھا کہ تلوار برق بنکر سر امیر پر چلی آپنے اسم اعظم پڑھا کہ پھر وہ اصلی تلوار ہوگئی اور امیر عقرب سلیمانی کھینچکر بڑھے اُسوقت وہ ساحر ایک اژدر کی صورت بنکر قلاب آستین چھوڑتا منہ مثل قعر جہنم کے کھولے امیر پر آیا آپ نے پھر اسم اعظم دم کیا کہ وہ بھی جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا اُسوقت اُسنے اپنے افسران لشکر کو للکارا کہ دیکھتے ہو لیکن مدد نہین کرتے افسرون نے چار طرف سے گھیر لیا نارنج ترنج ناریل لگانے لگے غلغلہ جو برپا ہوا فوج ساحران تیار ہوکر آنے لگی لیکن امیر کے سایۂ شمشیر کے نیچے عقاب بے پیر تھا اُسکو آپنے نہ جانے دیا جب فوج کا یورش زیادہ ہوا اُسنے چاہا کہ مین نکل جاؤن پس وہ اڑا آپنے اسم اعظم بڑھکر پھونکا کہ وہ گرا جب بہت عاجز ہوا ہزارون طرح کے سحر کیے بہ برکت اسم اعظم اثر پذیر نہوے اور امیر نے سر کو تاکر کمر پر جو ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُس کے مرنے کا برپا ہوا اور اُس کے مرنے سے وہ جھگڑا جو گرد لشکر قاہر نامدار تھا دفع ہوگیا اور لشکر مسلح تو تھا ہی سب آگرا امیر کے یہان سے جو

سردار کہ روانہ ہوے تھے مع فوج آ پہونچے نعرے چار طرف سے منم فلان منم فلان کے بلند ہوئے امیر نے قریب قاہر پہونچکر قید اُسکی کاٹ دی وہ اُٹھ کر بلا گردان ہوا پھر پہر کا سب چلا لقا جو اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا یہ ہنگامہ دیکھ کر پشت بارگاہ سے نکلکر بھاگا مگر بختیارک نے کہا تم ناحق بھاگتے ہو تم سے کوئی نہ بولیگا یہ سب آفت تو ساحرون کے سر ہے مگر خیر احتیاط شرط ہے یہ کہکر پیشتر یہ سب کافر روانہ ہوے ادھر ساحر جو لڑ رہے تھے افسر کے مارے جانے سے ایسا بدحواس ہوے کہ سحر بھولے مسلمانون نے زیر تیغ تیز رکھ لیا ہزارون مارے گئے گور کنارے گئے نیزہ دارون نے نیستان شجاعت کا شیر بنکر اُن روباہ خصالون کو شکار کیا کماندارون نے بیچ قوس کا مشتری بنکر اُن زحل صورتون کی نقد جان کو خرید اوے کبر دغرور کا سہ دماغ سے نکلگئی ہستی پر اجل جھلکگئی جی لینے پر جی لوٹ ہوا کہ نظم

آئے تھے وہ چنانچہ اسی طرح رزمگاہ
سایہ مین جھنڈیون کے صفین باندھ بیشمار
جیسے ہی اُس گروہ نے پی تھی شراب کبر

پایا تھا جو دلون مین خیال انکے نے قرار
وہ جھنڈیان نظر پڑین اکدم مین اسطرح
کھینچا تھا اُسکے نشہ نے ویسا ہی کچھ خمار

گاتے بجاتے ناچتے اور کودتے ہوے
گاڑ رکھا دین پارچہ جون نہر کے کنار
آخر جو نیچے وہ رو بفرار لائے او جانب

افراسیاب چلے امیر قاہر کو ہی کو ساتھ لیکر اپنے لشکر کی سمت چلے قاہر نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اس لقا گمراہ کو دیکھتا چلون امیر نے فرمایا کہ اب پھر کسی دن سمجھ لینا آج تو وہ ڈبک رہا ہے پھر اب تم بھی خبر نہو یہ نابکار جائیگا کہان اس کے زندہ رہنے مین یہ فائدہ ہے کہ اطراف دہر مین جتنے مشرکان بیجا ہین وہ اسکی حمایت کرتے ہین اور ہم اُن کو بسہل و آسانی پا جاتے ہین اور جہاد کرتے ہین نہین تو اُنکا ڈھونڈھنا کمال ہی دشوار ہوتا اور مین بھی یہ چاہتا ہون کہ یہ لقا مسلمان ہوجائے اسکے مسلمان ہونے سے ہزارون ملک اسلام آباد ہون گے یہ فرما کر مع عسکر ظفر پیکر داخل اپنے لشکر مین ہوے فوج نے کمر کھولی امیر بارگاہ مین قاہر کو لائے اسنے بادشاہ کو زینت بخش سریر سلیمانی دیکھا تسلیم بجالایا پھر بارگاہ کی رونق و آرائش دیکھ کر دنگ رہ گیا بادشاہ نے بیرون چہل ستون دست راست مین ماتحت لندھور کے دنگل عنایت فرمایا اور اہل عملہ کنیزین غلام خیمہ و بارگاہ وغیرہ جملہ سامان سرکار سے اُسکو ملا یہ اور سرداران اسلام سے ملاقی ہوا پھر انجمن عیش ترتیب ہوئی دورہ جام ارغوانی چلنے لگا کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا لندھور نے کہا اے قاہر تم بھی اپنی بارگاہ مین چلو یہ سمجھا کہ شاید میرے ملازم بارگاہ میری لے آئے ہین یا یہ کہ لندھور اپنی بارگاہ مین لے جائیگا یہ سوچ کر پریشان حال اُٹھا کہ اچھا چلو جب باہر آیا دیکھا سواریان ہر طرح کی لگی ہین چار سو خاص بردار اور کئی سو چوبدار خدمتگار سب طرح کے خدمتی حاضر ہین یہ سوار آگے آگے نقیب پکارتا ہوا چلا مگر یہی اسکو گمان ہے کہ یہ سب لندھور کے یہان کا سامان ہے جب بارگاہ مین پہونچے اس بارگاہ شاہانہ کو دیکھ کر اسنے بہت تعریف کی لندھور نے کہا یہ لوگ عملہ کے اور بارگاہ مع جملہ سامان کے حضور بادشاہ اسلام سے مرحمت ہوئی ہے دستور ہے جو کوئی مسلمان ہوتا ہے اسکو سب اسباب بمعیت خلعت ملتا ہے یہ سنکر اُسکو بہت خوشی ہوئی اندر بارگاہ کے آیا فرش شیشہ آلات سے سب کو آراستہ پایا جواہر خانہ توشک خانہ باورچی خانہ سب مقام آراستہ دیکھے پلنگ جواہر نگار ایک جگہ لگے تھے ایک سمت کو نعمت خانہ مین دسترخوان بچھا تھا اسنے کھانا کھایا شراب پی لندھور رخصت ہوکر

اپنی بارگاہ کو گیا اس عرصہ مین فوج بھی اسکی آکر ملحق لشکر اسلام اُتری ہر ایک افسر نے دین اسلام قبول کیا اور زیر ظل حمایت وبذیل عاطفت **امیر** شادان وفرحان رہنا منظور فرمایا اب حال **افراسیاب** سنیئے کہ وقت بھیجنے **عقاب** کے اسنے کہا تھا کہ مین کوہ نیلم پر جاؤنگا چنانچہ افسران لشکر **عقاب** جانتے تھے کہ بادشاہ طلسم کوہ نیلم پہ ہوگا اس وجہ سے جو بھاگے تو کوہ نیلم ہی پر آئے یہان شاہ جادوان **شیشہ دار** نقلی سے سرگرم اختلاط وصحبت تھا کہ یکایک شور فریاد وبکا سُنائی دیا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھو یہ کون لوگ ہین ملازم نیلم کے فریادیون کو سامنے لائے اُنھون نے سامنے آکر مجرا کیا اور عرض پیرا ہوے کہ **عقاب** کو **حمزہ** نے آکر مار ڈالا شاہ نے پوچھا کہ کیونکر مارا اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند لقا نے **قاہر** کو بندھوا کر آپکے لکھنے کے بموجب اُن کے حوالہ کیا اُنھون نے اسے قتل کرنے کو زیر تیغ بٹھایا اُسنے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا عیار وہان موجود تھے اُنھون نے **حمزہ** کو جاکر خبر کی وہ آگرا ایک ضرب **عقاب** کے دو ٹکڑے کیے اور جنگ عظیم ہوئی آخر ہم سب شکست کھا کر آپکے پاس آئے ہین شاہ نے یہ خبر سُنکر گردن جھکائی **شیشہ دار** نقلی نے کہا اے بادشاہ تیری جوتی رنج کرے ابکی یہ کنیز جاکر سب کو مثل حرف غلط کے مٹا دیگی آغوش دایۂ گور مین سُلا دیگی بادشاہ اس سمجھانے سے پھر مصروف بادہ خواری ہوا اسی مین **عقاب** کے افسرون نے **شیشہ دار** کو پہچانا کہ یہ وہی ہے جسکو کنوین سے لشکریون نے نکالا تھا اب ایک ساحر نے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ **شیشہ دار** جادو سے پوچھیے تو کہ ان پر کیا گذری تھی انکو تو **جمشید** نے بچایا نہین تو ہڈیان بھی گل گئی ہوتین **افراسیاب** نے کہا کہو تو اے **شیشہ دار** کیا ہوا تھا یہ عیار کیسے تو کیا کہے کچھ معلوم تو تھا ہی نہین مگر فرزند رشید **عمرو** کا ہے فوراً بات اسنے بنائی یعنی گویا ہوا کہ اے بادشاہ کون ایسا عمدہ ذکر ہے جسکو مین بیان کرون دنیا مین جو آیا ہے اُسپر بُری بھلی بہت کچھ گذر گئی ہے شاہ نے اُن ساحرون سے کہا تمھین بیان کرو کہ اُن پر کیا گذرا تھا اُنھون نے کہا یہ کنوین مین پڑی تھین اتنی لفظ سنتے ہی اس عیار کو معلوم ہوا کہ **شیشہ دار** کو جو تو کنوین مین ڈال آیا تھا یقین ہے کہ وہ چھوٹ گئی غرض بادشاہ سے کہا اے شہریار کوئی اپنی گت اپنے منھ سے بیان نہین کرتا ہے اب جو یہ ساحر کہنے ہی پر آمادہ ہین تو مجھی سے سُنیئے میری ناک پر پٹی بندھی تھی دو تھیان نتھنون مین چھبن کپڑے اُتر گئے تھے ننگی کنوین مین پڑی تھی لشکریان **عقاب** نے مجھے نکالا اور یہ معاملہ زیر نیلم کوہ مجھپر گذرا جب مین لشکر **حمزہ** سے پھری ہوئی آپکے پاس آئی تھی اور مجھکو یہ منظور تھا کہ آپسے حال جنگ بیان کرکے استفسار کرون کہ ایک غول مسلمانون کا ہلاک ہوا ہے اب اور بھی کچھ باقی ہین یا نہین اور جو باقی ہین اُن کو کیونکر قتل کرون چنانچہ اب مجکو آپ جملہ حالات اس لشکر کے تعلیم کر دیجیئے تاکہ مین جاکر ایک کو زندہ نچھوڑون بادشاہ نے کہا بڑی خیریت سامری نے فرمائی جو وہ عیار تمکو زندہ چھوڑ گیا شاید کہ تمھاری صورت بنکر خداوند پر جاکر عیاری کی ہوگی یا طلسم مین آیا ہوگا بہر نوع تمکو **جمشید** نے بچا لیا **شیشہ دار** اسوقت رونے لگی گوہر اشک کی لڑی سہرہ رخسار انور کا ہوئی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اشک پاک کیے اور فریفتہ تو پہلے ہی سے تھا اسوقت اس کے آرائش زیور کو دیکھکر اور رونے سے وہ تمتمایا مکھڑا پسند کرکے حاضران انجمن سے اشارہ کیا کہ تخلیہ کردو نیلم اور **عقاب** کے ساحر اور کنیزان طلسمی وغیرہ اس قصر سے نکلکر کوہ پر اور جو مکان بنے ہین وہان چلے گئے اور بعض اُس پہاڑ کی

سیر کرنے لگے کوئی لب جو ٹھہرا کوئی اشجار پر بہار کی دید مین گلگشت چمنستان کرنے لگا ادھر بادشاہ کاجل مسی پر اس محبوبۂ جان دشمن کے پھر نظر فدائی شراب کا تو نشہ خوب تھا طبیعت آندھی کی طرح آئی پکارا کہ اے جانی ذرا میرے پاس آ یہ کہہ کر ران پر ہاتھ رکھ دیا عیار نے بسنکی بھر کر ران ہٹائی اور ہاتھ اپنا ہاتھ کے نیچے رکھ دیا بادشاہ نے کہا اے غارتگر جان واسطہ سامری کا اب نہ ترسا اوبت ترسا تیری ہر ایک ادا پہ دل دیوانہ ہوا ہے ذرا تو پہلو میں آ گر با سردمہری نہ دکھلا کہ

بیت لے مرے دل کو دے کے اپنا دل ؛ سنگ کے مول بکتا ہے یہ لعل ؛ اس لایہ ناز نے بصد انداز تیوری چڑھا کر کہا واہ واہ آپ تو ایسی باتین کرتے ہین گویا مجکو اپنی جورو بنایئے گا بادشاہ اس بھولے پن پر اور زیادہ مفتون ہوا اور کہا اگر جورو بنائینگے تو کیا نقصان ہے یہ کہکر اپنے گلے سے لگایا عیار نے بھی وہ گدرایا ہوا بدن خوب سینۂ شاہ سے اور جسم سے ملا پھر جھجک کر الگ ہو گیا کہ اوئی نوج میری جان ہلکان ہو گئی اسی کو جورو بننا کہتے ہین یہ کہکر مثل برق چمک کر بیرون قصر چلا کہ لو مین جاتی ہون بادشاہ اُٹھ کر بے تابانہ لپٹا اور پکارا کہ **شعر** اتنا نہ ستم کر جو اُٹھون خواب عدم سے سب محشریان بولین عجب فتنہ یہ جاگا ؛ یہ کہہ کر گود مین اُٹھا لایا اس مہ پارہ نے ڈھیلے ہاتھون سے اُسکو مارا اور چکیے چپکے گالیان کوسنے دینے لگی شاہ پر وہ غلبہ مستی تھا کہ کچھ اُسکا مطلق خیال نہ کیا ہنس کر کہنے لگا لے سراپا ناز تیرا توصاف انداز یہ ہے کہ **فرد** باتین کر دعدو سے سودا کو گالیان دو ؛ قربان ہون آپکی مین اس دادا ور دہش کا ؛ اب یہان تو یہ ہنگامۂ اختلاط گرم ہے بادشاہ کو شوق ہے اُس ترک ستمگر کو بناوٹ کی شرم ہے یعنی یہ عیار بادشاہ کو محو بیتاب کر کے بیہوش کرنا چاہتا ہے یہ تو اس فکر مین ہے کہ **شیشہ دار** اصلی جو اپنے مکان پر گئی تھی کچھ دیر ٹھہر کر سحر اپنا مجھا کر جانب لشکر امیر روانہ ہوئی اور بزور سحر مس درمس ہر مقام پر **چالاک** کو ڈھونڈھا لیکن کہین پتہ نہ پایا ناچار وہان سے پھری اور ایک مقام پر ٹھہر کر ماش کے آٹے کا ایک پُتلہ بنا کر سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو کر بولا کہ اے ملکہ کیا پوچھتی ہو اُسنے کہا سچ بتا کہ **چالاک** عیار کہان ہے پُتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھاری صورت بنا ہوا شہنشاہ ساحران کی گود مین بیٹھا ہے یہ کہکر پتلے نے جماہی لی منھ سے شعلہ آگ کا نکلا کہ پتلا جلکر خاک ہو گیا اور یہ ساحرہ غضبناک بنی ہوئی جانب کوہ نیلم چلی جب پہاڑ پر آئی یہان ساحر سب سیر کر رہے تھے وہ حیران ہوے کہ ایک تو **شیشہ دار** بادشاہ طلسم کے پاس ہے ایک یہ آئی لیکن اس حیرانی مین کسی نے اسکو روکا نہین اور یہ اندر قصر کے آئی دیکھا ایک اور میری صورت کی عورت پہلوے بادشاہ مین بیٹھی ہے اور **افراسیاب** اس کے بوسے لیتا ہے بس اسکو یقین ہوا کہ یہی **چالاک بن عمرو** ہے چنانچہ اب اس کے قریب آہستہ سے بطور مخفی جا کر ایک دوہتڑ پیٹھ پر مار کر یہ جلکر خاک ہو جائے یہ عیار زبردست ہے ایسا نہو کہ مجکو دیکھ کر بھاگ جائے غرض یہ آہستہ آہستہ چلی لیکن پانون کی آہٹ بادشاہ کو معلوم ہوئی اُس نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ساتھ ہی **چالاک** نے بھی پھر کر دیکھا تو **شیشہ دار** اصلی سے آنکھ چار ہو گئی اُدھر **شیشہ دار** نے جب دیکھا کہ اُسنے مجکو دیکھ لیا اب دوڑ کر اسکا کام تمام کر لیں یہ لپکی اور عیار جلدی سے **افراسیاب** کی گود مین لپٹ گیا یہ کہتا ہوا کہ اے شہنشاہ وہی آ گیا جس نے مجکو کنوین مین ڈالا تھا شاہ جادوان سب حال تو سُن چکا تھا ہی اور اس وقت حالت مستی مین ساحرہ عیار کو سمجھ کر کام دل حاصل کیا چاہتا تھا اُس کے آنے سے

مزا اُسکا گیا عیش منغص ہوا لیس بحالت غضب جانب ساحرہ دیکھنے لگا اور جیسے ہی قریب پہونچی عیار پر سحر بھی نہ کرنے پائی کہ شاہ نے منھ سے اُف جو کی یہ قلابازی کھا کر دور جا کر گری اور بیہوش ہو گئی بادشاہ نے اُسوقت آواز دی کہ اے نیلم جلد حاضر ہو لکھا ہے کہ اگر یہ پکارے اس قصد سے کہ میری آواز سب سنین تو تمام طلسم کے رہنے والے اسکی آواز سُنین اور اسی وجہ سے بیان ہوا ہے کہ باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے اسنے پکارا ہے اور ساحرہ دور کا رہنے والا حاضر ہوا ہے اُسکو حریف سے لڑنے اسنے بھیجا ہے فی الجملہ سب ملازمون نے صدا اُسکی سُنی اور دوڑے کہ شہنشاہ پکارتے ہین جب سامنے آئے اسنے نیلم سے حکم دیا کہ یہ عیار جو بشکل شیشہ دار بیہوش پڑا ہے اسکو ہوشیار کرو کہ مین قتل کرونگا یہ حکم سُنکر نیلم تو ہوشیار کرنے بڑھا مگر چالاک گھبرایا کہ اب جو یہ ہوشیار ہو گی تو جان بر تیرے بنے گی راز تیرا فاش ہوگا اس سے لازم ہے کہ کوئی تدبیر کر یہ سوچ کر جلد گود سے بادشاہ کی اُٹھا اور کہا اے بادشاہ مارے خوف کے میرا پیشاب خطا ہوا جاتا ہے مین ذرا چوکی پر جاؤنگی یہ سنتے ہی بادشاہ نے دو کنیزون سے کہا آفتابہ لیکر ملکہ کے ساتھ جاؤ کنیزین ہمراہ ہوئین اُس قصر سے علیحدہ چوکی ایک جگہ لگی تھی مخمل کاشانی سے منڈھی تھی طلائی طشت نیچے اُس کے لگا تھا وہ مقام آئینہ وغیرہ سے آراستہ تھا بے گلاب کیوڑے کے منھ کھلے ہوے رکھے نہایت عمدگی سے پیراستہ یہ عیار جو وہان گیا ایک لونڈی سے کہا تو باہر کھڑی رہ اور ایک کو اندر لیکر آیا اور کہا آفتابہ یہان رکھو کر میرے ناف کے مقام پر اور کمر کے نیچے آہستہ آہستہ مل کہ رفع احتیاج کرون وہ کنیز آفتابہ رکھنے کو جب جھکی اسنے ناک اسکی ملدی کہ وہ بیہوش ہوئی اسنے فوراً کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے اور اپنی پوشاک اُسکو پہنائی پھر اپنی ایسی صورت اُسکو بنایا اور اسکی ایسی شکل آپ بنا اور اُسکو ہوشیار کر دیا جب اُسکی آنکھین کھلین دیکھا از سرتا پا زیور جواہرات مین پہنے ہون یہ دیکھ کر پھولون نہ سمائی پوشاک بھی جسم مین نفیس وعمدہ پائی جامہ سے باہر ہونے لگی عیار نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے بی بی آپ حیران کیون ہین جس طرح خداوند سامری نے صبح منور کو کالا کر کے شام کر دینا فرمایا ہے نمونہ اپنی قدرت کا دکھایا ہے اسی طرح تمکو بی بی بنایا مجکو لونڈی بنایا ابھی خداوند سامری جائے ضرور مین آئے تھے بہت اگھوریون کی روحین ساتھ تھین مین نے پہچانا نہین اور چوکی پر کھڑی ہو گئی بس مجھپر بہت خفا ہوے اور کہا ہم تیرے دیکھنے کو بحالت برہنگی آئے تھے اور تو کھڑی ہو گئی ہم نے تجکو لونڈی بنایا اور اس کنیز کو بی بی بنایا یہ کہکر میرے اور تمھارے منھ پر ہاتھ پھیرا مین تم سی اور تم مجھ سی بن گئین لونڈی یہ باتین سُنکر دل مین بہت خوش ہوئی اور کہتی تھی اے سامری پیارے مین تیرے قربان یہ تجھی مین قدرت ہے کہ ایک لمحہ مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہے عیار موصوف نے کہا لو اب پیشاب کر دو اُس کنیز نے کہا مجکو ضرورت نہین اسنے کہا کیا ہوا تم چوکی پر بیٹھ جاؤ اور خبردار خداوند نے تمکو بی بی بنایا ہے کسی سے یہ نہ کہنا کہ مین لونڈی تھی کنیز یہ سُنکر مسکرائی اور چپ ہو رہی ملکہ چوکی پر جا بیٹھی اور یہان یہ عیار تو چوکی پر سے چلا آیا مگر اس کے بعد نیلم نے ملکہ شیشہ دار کو ہوشیار کیا اول مین حال اس ساحرہ کی عظمت کا بیان ہوا تھا کہ بادشاہ صحرائے آفت خیز طے کر کے اس کے لینے کو گیا تھا اور یہ خیال کر لینے سے آسودہ ہو جاتی ہے بھو کی پیاسی نہین ہوتی حاصل کلام

یہ کہ اسوقت اچانک عیار کو گرفتار کرنے قریب شاہ آئی تھی اُسنے پھونک سے بیہوش کردیا ورنہ یہ ساحرہ بادشاہ سے مقابلہ کرنیکا دعویٰ رکھتی ہے اور بادشاہ اسکی بڑی خاطر کرتا ہے چنانچہ یہ جو ہوشیار ہوئی گھبرا کر اُٹھی شاہ نے ڈانٹا کہ ارے خیرہ سر تو کون ہے بس یہ سننا تھا کہ ساحرہ دو ہتڑ تان کر چلی اور پکاری کہ ارے تیرا ستیاناس جائے تو اور سلطنت کے لائق موے اندھے آگ لگجاتی وہ گھڑی جل جاتی تو جبر گھڑی تخت پر بیٹھا تھا انھیں باتون سے تیری مہر حق الگ ہو گئی یہ کہہ کر وہ دو ہتڑ اپنے منھ پر آپ مار لیا اور گلے سے ایک ڈورا سیلی کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ مار سیاہ بن کر شاہ کی سمت چلا افراسیاب کو یقین ہوا کہ شیشہ دار اصلی ہے بس عذر خواہ ہوا کہ اے ملکہ اپنے سحر کو روکو کہ مین نے پہچانا تم اصل مین شیشہ دار ہو ساحرہ نے اسوقت بازو پر سے ایک تعویذ کھولکر جانب شاہ پھینکا تعویذ نہ تھا وہ رقعہ جمشید تھا جس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اے بادشاہ طلسم آگاہ ہو کہ ثانی عمرو یعنی مہتر مہر فرزند رشید خواجہ چالاک سفاک اپنے پدر گرامی قدر کی مدد کو آیا ہے یہ معلوم کر کے بادشاہ گھبرایا کہ ایک عمرو نے کیا کم آفت برپا کی تھی جواب یہ آیا ہے اور رہا سہی گو دمین لوٹا گیا اور مین نے گرفتار نہ کیا اور ایسے فتنہ گر کو اپنا معشوق بنایا جیسا غالب نے فرمایا ہے کہ بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے ✣ ہوے تم دوست جسکے دشمن اُس کا آسمان کیون ہو ✣ غرض بعد افسوس بسیار ملکہ شیشہ دار سے کہا کہ تم چھپ رہو اب وہ چوکی پر سے آئیگا اُسوقت ظاہر ہونا اُسنے کہا مین وہین جا کے مارے ڈالتی ہون یہ کہکر خنجر پکڑ کر اُڑی اور پائخانہ کے در پر اُتری چالاک کنیز کو چوکی پر بٹھا کر باہر نکل آیا تھا اُسنے تسلیم کی ملکہ نے اشارہ سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ اندر ہے ساحرہ بے تامل اندر در آئی وہ لونڈی ازار کھڑی باندھ رہی تھی کہ یہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی باہر لائی اور دو ایک لاتین دو تین گھونسے پہلے مارے وہ کنیز چلائی اے مجکو کیون مارتی ہو خداوند سامری ابھی پائخانہ مین آئے تھے مجکو شیشہ دار بنا گئے تمھین کچھ شک ہو تو دیکھ لو مین عورت ہون چالاک یہ کلام اُس لونڈی کا سُنکر گھبرایا اور براہ چالاکی آگے بڑھکر کہا بی بی انکے قول فعل پر نہ جایئے یہ عیار کبھی عورت بنجاتے ہین کبھی مرد بنجاتے ہین بارہا ایسا ہوا ہے نہین معلوم ان موؤن کو کونسی ترکیب معلوم ہے ساحرہ نے کہا تو سچ کہتی ہے عیار نے کہا اب دیر نہ لگایئے قتل کیجیے نہین تو نکل جائیگا اور آپ رحم دل ہین تو لایئے مجکو خنجر دیجیے کہ کام تمام کردون یہ کہہ کر خنجر اُس کے ہاتھ سے لیکر فوراً سر اُس کنیز کا کاٹ ڈالا وہ کنیز کچھ ایسی ہی ویسی ساحرہ تھی منتر اور موہنی وغیرہ جانتی تھی بیر اس کے قبضہ مین نہ تھے جو اس کے مرنے سے شور مچاتے شیشہ دار اس عیار کو کنیز سمجھ کر بہت خوش ہوئی اور سر اسکا سینہ سے لگایا کہا تو میری بڑی خیر خواہ ہے بعد اس کے سر اس کنیز کا لیکر بخیال سر عیار پاس افراسیاب بدشعار کے آئی اور کہا لیجیے مین لائی شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ اسکو تم نہ چھوو جلدی سامنے مزبلہ پر پھینکدو یہ لوگ دشمن لقا و سامری ہین انکو ہاتھ لگانا جائز نہین ساحرہ نے قصر کے صحن مین پھینکدیا کہ پڑا رہنے دو اسکو دیکھ کے خوش ہون گے یہ کہکر پاس بادشاہ کے آکر بیٹھی بادشاہ نے عذر کرنا شروع کیا کہ اے ملکہ مین بہت تم سے شرمندہ ہون کہ مین نے تمکو پہچانا نہین اور بیہوش کردیا ملکہ نے ہاتھ باندھے اور کہا اے بادشاہ ہم سب ادنیٰ ترین کنیزان حضور ہین اسوقت مجکو غصہ

اُس عیار پر بہت تھا اور آپ بھی شبہہ مین تھے پس میرے منھ سے کلمات بیہودہ جناب مین شہنشاہ کی نکل گئے اُن باتون کو معاف فرمایئے گا اور حضور کو جمشید نے ایسا ہی صاحب تجمل بنایا ہے اگر آپ ہم کنیزون کی خاطر نہ کرین اور ہماری باتون کی برداشت نہ فرمایئن تو ہم طلسم مین کیونکر رہین بادشاہ تو اس ساحرہ کے دھوکے عیار سے اختلاط کر رہا تھا اس سے بھی اسی طرح ہمکلام ہوا کہ اے سیمبر نازک ادا زہے نصیب اُسکے کہ جو تیرے منھ کی گالیان کھائے کہ

بیت بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے ✤ اپنا ہی تو فریفتہ ہوے خدا کرے ✤ یہ کہہ کر ساحرہ کو آغوش مین بصد محبت لیا رخسار پر اُسکے بوسہ دیا اور کہا **حافظ** شربت قند وگلاب نہ علاج دل ماست ✤ بوسہ چند بیامیز بدشنامے چند ✤

یہ ہنگامۂ اختلاط گرم ہوا تھا کہ نیا معرکہ درپیش آیا یعنی وہ سر جو کنیز کا بصورت **چالاک** بنا ہوا تھا اور ساحرہ نے صحن مکان مین لا کر ڈال دیا تھا دھوپ جو اُسکو لگی رنگ روغن اُسکا پگھلا کیونکہ چالاک نے جلدی مین کچا رنگ کنیز کا لگا کر شیشہ دار اُسکو بنا دیا تھا جیسا اوپر مذکور ہوا اسوقت رنگ کے پگھلنے سے نقشہ اُس سر کا بدلنے لگا اس سے تو کوئی آگاہ نہ تھا ایک کنیز نے اُس سر کو دیکھ کر اپنی ساتھ والی سے کہا بوا جمشید ان موے عیارون کے فن فریب سے بچائے دیکھو موے پر بھی یہ موا سر رنگ بدلتا ہے اُس دوسری نے یہ سُنکر بغور اُس کو دیکھا اور سب کنیزون سے کہا کہ یہان سے ہٹ چلو اب یہ سر رنگ بدل کر کوئی فتور کیا چاہتا ہے اے بہن یہ مرا نہین دیکھو نا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ اور ہو گیا لونڈیان یہ سُنکر اُس سر کو دیکھ دیکھ کر بھاگین غلغلہ جو ہوا بادشاہ نے پوچھا اے کیا معرکہ ہے ایک کنیز نے عرض کیا مین قربان گئی وہ جو سر اُس موئے غارتی عیار کا ہے وہ پڑے پڑے رنگ بدلتا ہے کوئی عیاری کیا چاہتا ہے بادشاہ نے کہا معقول این گل دیگر شگفت مرے پر رنگ بدلنا آج ہی سُنا ہے جاؤ اُس سر کو اُٹھا لاؤ لونڈیون نے کہا آپ چاہے مار ڈالیے مگر ہم اُس سر کے پاس ہرگز ہرگز نہ جایئن گے وہ موا آپ تو جی اُٹھیگا ہمکو اپنی جگہ پر کردیگا یہ سُنکر **شیشہ دار** خود اُٹھی اور جا کر اُس سر کو اُٹھا لائی کنیزون سے کہا اری مالزادیو تھا گرم پانی لاؤ اتنا نہ گھبراؤ یہ سر تمھارے نہین لپٹیگا کنیزین پانی گرم لائین اور ڈرتے ڈرتے اس سر کو دھویا چربی تیل وغیرہ چھوٹ گیا اصلی صورت جو اُس کنیز کی تھی ظاہر ہوئی **افراسیاب** بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا **شیلم جادو** نے اُس کنیز کو دیکھ کر کہا یہ میری خواص ہے جب وہ عیار بصورت **شیشہ جادو** بیمار یہان بنا تھا تو اُسکی خدمت کو مین نے اسے مقرر کیا تھا یہان تو یہ ہنگامہ تھا مگر **چالاک** جو کنیز بنا ہوا یہان موجود تھا جب اُس سر کا چرچا پھیلا وہ بھاگ کر کوہ نیلم کے نیچے اُتر گیا اور ایک چشمہ مین صحرا کے اُتر کر غوطہ مار گیا اس لیے کہ اب راز اسکا فاش ہوگا تو میری تلاش ضرور ہوگی لیکن اس بھاگنے مین اتنی چالاکی اسنے کی کہ جس طرف سے آیا تھا اُدھر نہ گیا بلکہ اس طرف اُترا کہ جدھر سے طلسم مین جانیکا راستہ تھا فی الجملہ اُدھر بادشاہ طلسم نے رقعۂ جمشید مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ چالاک مارا نہین گیا اُسنے بعیاری اس کنیز کو قتل کرایا اور آپ پہاڑ کے نیچے جانب طلسم جو راہ ہے اُتر گیا ہے اتنا حال اُس رقعہ مین معلوم ہوا آگے کچھ اور ثابت نہوا اس لیے کہ ساحر کا سحر دریا مین اثر نہین کرتا ہے اور نہ آسمان پر جا سکتا ہے مگر ہان اگر سحر کا دریا بنا ہوا ہو تو سحر خبر دے از بسکہ شاہ طلسم ایسا ساحر ہے کہ دریا مین سحر اسکا اثر کرتا ہے مگر جبکہ یہ تا دیر ہوم وغیرہ کر کے سحر کرے حاصل مرام اس کنیز کے

سر کو پھینکوا دیا اور شیشہ دار نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ مین آپ کی تابعدار ہون اگر آپ میرے مشتاق ہین تو غریب خانہ پر تشریف لائیے گا یہان عیار فکر مین ہے شاید کہ مین بھی عیار ہون اور آپکو کوئی دھوکا دون یا آپ عیار ہون مجکو ضرر پہونچا مین اب تو مجکو عیار ہی عیار یہان نظر آتے ہین میرے مکان پر کسی طرح کا کھٹکا نہین جتنی دیر جی مین آئے تشریف رکھیے گا بادشاہ نے بھی کہنا اسکا منظور کیا اور کہا اے ملکہ اب مین جا کر اس عیار کے باپ کو مارے ڈالتا ہون کہ وہ میری قید مین ہے بعد اس مہم کے تمھارے گھر آؤنگا یہ کہکر ساحرہ کو گلے سے لگا کر بوسہ لیکر رخصت کیا وہ پرواز کر کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی بعد اُس کے شاہ خود بھی جانب باغ سیب چلا لیکن چالاک کچھ دیر تو اُس چشمہ مین غوطہ زن رہا بعد تھوڑی دیر کے چشمہ سے نکلکر صحرا مین ساحر کی ایسی شکل بنکر پھرنے لگا اُسنے دیکھا کہ شیشہ دار ایک طرف اُڑی ہوئی جاتی ہے یہ بھی جھاڑیون مین جھنڈیون مین اپنے تئین چھپا تا نیچے نیچے اُس ساحرہ کے روانہ ہوا جب ساحرہ مذکورہ کئی کوس اُڑی ہوئی آئی ایک مقام پر صحرا مین اُتری کہ اب تو بہت دُور نکل آئی ہون ذرا دم راست کرلون یہان عیار کا نام بھی نہین غرض ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر دم لینے لگی پھر رفع احتیاج کو بیٹھی چالاک بھی اسکے پس پشت ایک درخت کی آڑ مین آکر ٹھہرا تھا اُسکو غافل دیکھ کر دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہی وقت ہے مار اسکو یا تو اسکا کام تمام تو نے کیا ورنہ یہ تجکو پکڑ لے جائیگی یہ تجویز کر کے کلہ فلاخن مین پتھر گران وزن دیکر اُسکا سر کاسہ سر اُسکا تاک کر حسب دیکر جو مارا کڑاک سے آواز آئی اور کھوپڑی اُسکی ترش کر دور گری اور وہ زمین پر گر کر تڑپی اور ہلاک ہوئی پھر تو شور دار و گیر برپا ہوا زمانہ سیاہ ہوا کہ نیلم سے اس جگہ تک اندھیرا ہوگیا وہ صحرا جسکو طے کر کے بادشاہ طلسم اسکے گھر گیا تھا تمام برباد ہوا باغ مین اس ساحرہ کے آگ لگی شاہ جادوان اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے بھی یہ غلغلہ سُنا کہ بیر غل مچا رہے ہین افسوس مارا شیشہ دار جادو کو بادشاہ یہ صدا سُنکر پھر آکے چلکر دیکھون کیا ماجرا گذرا آگے پائین، ہاتھ کو دیکھا اسمین معلوم ہوا کہ اسوقت چند گھڑیان تجھپر سخت ہین کہین جانا نہین بادشاہ ناچار جانے سے باز رہا اور گریبان غم مین ساحرہ کے اُسنے چاک کیا زار زار بر رنگ ابر بہار رویا اور یہ اشعار زبان پر لایا غزل

جاتے ہین لوگ قافلہ کے پیش دلبس سے چلے — دنیا عجب سرا ہے جہان آکے بس چلے
کہنا صبا پیام ہمارا بہار سے — ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ — جمعیت دلی یہ تری پھول ہنس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوڑے اشک — سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

غرض اسی طرح نالان و گریان شاہ جادوان روانہ ہوا یہان نیلم کوہ کے قلعہ مین خوف سے گل بوستان عمرو کے درد از مثل غنچہ کے بند ہین نیلم بادہ کو نہایت بیکلی ہے دل سے کہتا ہے کہ اے نیلم چھ سو برس کا تیرا سن ہوا مگر کبھی ایسا سانحہ پیش نہین ہوا مقر طلسم مین کوئی آفت آنے والی ہے بربادی کے سامان نظر آتے ہین غرض یہ بحالت پریشانی اپنے قلعہ کے بندوبست مین مصروف ہے اور چالاک ساحرہ کو قتل کر کے ایک جانب بصورت مبدل روانہ ہوا قلعہ نیلم کوہ کو چھوڑ کر سیر طلسمات فرماتا دریا وکوہ و دشت مین نیرنگیان طلسم کی دیکھتا چلا جاتا ہے اُدھر افراسیاب بر وعدہ ہوا اُٹھا

روانہ تھا قضائے کارگذر اُسکا کوہ سلیمانی کی جانب ہوا یہ پہاڑ مثل چاندی کے سفید ہے اور سنہری لکیرین اُسمین پڑی ہین یہ معلوم دیتا ہے کہ دور کرۂ ارض ایک حلقۂ خاتم ہے اور یہ کوہ اُسپر سلیمانی نگینہ ہے آرائش عروس دہر کا ظاہر قرینہ ہے پہاڑ پہ چشمہ بصد لطافت و صفا جاری ہر سمت وزان بادبہاری درخت تمام سرتراشی کیے ہوے بادلے سے منڈھے ہوے موتیون کے جال پڑے ہوے کوسون تک سبزہ زار لگہا ہے بوقلمون کی بہار سبزۂ برکالی گھٹائین جھکی ہوئین یہ ثابت ہوتا تھا کہ لوٹتی تھین ہر چشمہ کے گرد چمنستان جواہر کے لگے کسی تختہ مین لالہ کسی مین نافرمان کے پھول کھلے تھے سرو پر ہزار ہا نرگسدان جواہر کے رکھے تھے ناندے چینی کے اور سنگ سماق دلیشب کے دھرے تھے اُنمین درخت سب جواہر کے لگے تھے نگارخانہ ارژنگ چین کو شرماتے تھے جہان کہین ضرغہ درختون کا تھا عروس گلشن کا گھونگھٹ نکلا تھا نرگس چشم نیمباز جہان تھی دلھن کی شرمائی ہوئی آنکھ کا پتہ دیتی تھی لجالو سے صاف شرم وحیا ایک رات کی بیاہی کی ظاہر چھوئی موئی سمٹنے سے جھجک کرتا ہر تختہ سوسن لب مسی آلود کا پتہ دیتا نہین نہین لب رنگین جانان کسی عاشق نے اسوجہ سے نیلا ہونا بتایا گل ہمہ تن گوش اس لیے تھا کہ کسی شاہد گلعذار کا کرن پھول بننا چاہتا تھا سنبل تر کنگھی کے شجرہ سے شانہ لیکن زلفین عروس چمن کی سنوارنے پر آمادہ لالہ داغ دل کھا کر اس بہار پر دلدادہ بہار یہ کیفیت آشکار نظم

لگی ہے کرنے آکر سوے گلشن
کہ آئی ہے پری دوش ہوا پر
گل مخمل پہ بیداری ہے نایاب
جھکی ہی جاے ہے کچھ چشم نرگس

چراغ گل نسیم صبح روشن
زبس بادبہاری مین نشا ہے
جہان دیکھو تو ہے آلودۂ خواب
پڑا ہے جس روش پر عکس گلزار

یہ مستی کو گھٹا کی اب نظر کر
پڑا کیا پنجرتاک اینڈتا ہے
اُٹھا سکتا نہین سر ہے یہ بیحس
بچھی ہے اُس جگہ قالین خوش کا

ملکہ سلیمان جادو اس پہاڑ کی مالک ہے یہ مقام اسکی سیرگاہ ہے حوالی کوہ مین قلعہ سلیمانیہ آباد ہے وہان کی یہ ملکہ حکومت کرتی ہے اس پہاڑ کے نیچے ایک باغ جنت نظیر لگا ہے کبھی پہاڑ پر کبھی باغ مین وہ ملکہ رہتی ہے اسوقت بالاے کوہ براے تفریح خاطر آئی تھی تمام کوہ پر اُسکے آنے سے آرائش وزیبایش دونی تھی تمامی کا فرش جیو تردن پر بلور کے بچھا تھا کنارے ہر چشمہ کے ہزارہا جانور کلنگ و بوتیمار وغیرہ پھر رہے تھے جابجا نگیرے موتی کے جال کے استادہ تھے ملکۂ مذکور سنہری ڈوپٹا اوڑھے دھانی اطلس کا پائجامہ پہنے چھڑی ہاتھ مین لیے ٹہل رہی تھی سن مین تیس برس کی عورت مگر نہایت بناوٹ جتنا سن زیادہ اتنا ہی سلیقہ بڑھا ہوا زن سی سالہ مگر لام زلف اُسکا کشور دل عشاق پر لام باندھتا چڑھائی کا اُس کافر کا ارادہ سیپارۂ دل مین اُسکا مصحف رخسار عظمت رکھتا ابرو اُسکے بسان مد بسم اللہ پہلی بسم اللہ غلط کراتا یعنی لام الف پڑھا کر ہستی کو نیستی بناتا دہن تنگ اُسکا میم عدم کا سبق پڑھاتا اُسکے دہن کی صورت عاشق بھی گمنام ہونا چاہتا چاہ ذقن کی چاہ کنوئین جھکانی پردہ پوش کی الفت جان گنواتی چھاتیان اسکی نکیلی مثل حوصلہ خاطر اُبھری اور نکلی ہوئین انگیا ایسی ٹھیک کسی کسائی کہ چھاتیون کو سمٹا کر بانکپن کی کثرت یا داعی زیادہ سرکشی پر آمادہ دل توڑ دینے کا اُن نوکون کا ارادہ شکم صباحت مین بے نظیر تختہ بلور و لوح سیمین روبرو اُسکے بے توقیر کمر بہر وجادہ عدم کو راہ بتائے اپنے عشق مین مالک عدم دکھائے زیر ناف تو عجب عقدہ مالاینحل برج قوس مین

دو ہلال جمع صدف دو پارہ ساق پا کا یہ عالم کہ **بیت**

ساق سیمین کو تری دیکھ کے گوری گوری ❊ شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی

غرض اُس زن مہ سیما کا باوجود تئیس برس کے سن ہونے کے یہ حسن کا عالم تھا کہ بموجب **ابیات**

قد تھا مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا ❊ شعر کاکل سے ہوا اُسکے مثلث مخمس
بیت ابرو کی ہے تضمین سے مسجع ایسا ❊ نہ رہا سجع معلق کو بھی اب کچھ رتبا
ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھون مضمون ❊ شعر یا ریک کرون موے کمر کا مضمون
قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے ❊ یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
الف نور لکھا ہے ید قدرت نے دلے ❊ قد رعنا سے پری رو کو قیامت کہیے
فاختہ سرو روان کہہ کے پکارے کوکو ❊ بولے حق سرو قمری یہ ہو گویا جادو
پانون پر فخر سے سر رکھتے ہین سر خیل بتان ❊ گلشن دہر مین کیا خوب ہے یہ سرو روان
نقش پا قبلہ نما کہتے ہین اہل ایمان ❊ مردم چشم سے سہلاتی ہین حورین تلیسان
سجدہ گاہ دل عالم ہے مگر پا انداز ❊ ٹھوکرون مین ہے مسیحا کا سراپا انداز

ساٹھ سو کنیزان دُرِ در گوش مرصع پوش سراپا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ایک ایک حسن مین یگانہ آفت زمانہ گرد و پیش استادہ تھین کہ یکایک ہوا سے سرد کے جھونکے آئے ملکہ نے جو اوپر آنکھ اُٹھا کر دیکھا شاہ جادوان کو جاتے با بال طاؤس سحر پر سوار ہو کر کئی سو اشرفی نذر کی لیکر اُٹھی اور قریب بادشاہ بردے ہوا پہونچکر پہلے تسلیم کی پھر نذر لیکر بڑھی اور ہنسکر بولی کہ اے شاہ ہم کنیزون سے بقدر بے التفاتی تو لازم نہین یہ ادھر ہی ادھر جانا اور ہم سے آنکھ نہ ملانا اے شاہ شاہان **بیت** جدھر کو ہو تو جلوہ ریز جب ترے آگے ❊ ظفر جو طرق و ابوے تو فتح پیش نگاہ ❊ سایہ عاطفت اپنا ہم غریبون پر بھی پر توفگن فرمایئے غریبخانہ پر تشریف لے چلیے کہ **شعر** قطرہ تجھ ابر فیض سے پہونچے جو سوے بحر ❊ جائے رگ گڑنے چرخ کو موج در خوش آب ❊ بادشاہ نے اسکی صفت و ثنا کرنے سے ہر چند کہ رنجیدہ خاطر تھا لیکن بخندہ پیشانی مزاج اُسکا پوچھا اور ہوا سے نیچے اُتر آیا کہا اے ملکہ مین نیلم کوہ پر گیا تھا مگر وہان بھی مطلب برآری نہوئی اب بڑی ضرورت سے جاتا ہون نہین بغیر تمھارے ملاے یہان آتا ملکہ نے عرض کی کہ آپکے مجکو بڑی اُمید ہے سچ ارشاد فرمایا یہ کہہ کر ایک تخت جواہر نگار پر صحن گلشن مین اُسکو بٹھایا سو اسو اشرفی نذر دی کشتیان جواہر کی پیشکش کین جام مئے ارغوانی بھر کر دیا بادشاہ نے جام لیکر آہ سرد بھری ملکہ نے دست بستہ عرض کیا کہ قربان گئی اسوقت آئینہ خاطر مکدر نظر آتا ہے غبار الم دل پر چھایا ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے اسکا کیا باعث ہے شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ طلسم کا حال تو سب پر عیان ہے اُسکا بیان کیا مگر ایک شخص [illegible] اب اور آیا ہے اُسنے ملکہ شیشہ دار کو مارا ہے اور تمام طلسم مین غدر ہو رہا ہے **سلیمان جادو** نے کہا لونڈی کو سب حال معلوم ہے لیکن بغیر مرضی آپکے کچھ نہین کر سکتی جہان آپنے بٹھا دیا ہے بیٹھے ہین اور اے بادشاہ طلسم کشا جو اسمے ہے وہ تو گنبد نور پر آپکی قید مین ہے پھر اُسکو آپ قتل کیون نہین کرتے شاہ نے فرمایا موقع و محل ہے غرضکہ اس طرح

کی باتین کرکے حکم دیا کہ طائفے بلواؤ چنانچہ زیر کوہ جو مذکور ہوا کہ باغ ہے اس گلشن مین مکانات بنے ہین تمام طوائفین اس ملکہ کے اسمین رہتے ہین اس ملکہ کی ایک بیٹی ہے کہ ملکہ اختر چشم جادو نام رکھتی ہے وہی قلعہ سلیمانیہ کی سلطنت کرتی ہے اور یہ ملکہ عیش دوست ہے ہمیشہ اس باغ مین اور اس پہاڑ پر سیر کرتی ہے ناچ دیکھتی ہے بڑے بڑے ساز بجانے والے سرودی ہین کارتنت کار اس کے ملازم ہین اور اسکو خود بھی گانے بجانے کا شوق ہے تعلیم اُستادون سے لیتی ہے علم موسیقی مین بڑی مہارت اور دستگاہ رکھتی ہے فی الجملہ اسنے تو بادشاہ کو پہاڑ پر بجلا کر طائفون کو بلوا لیا ہے مگر یہا کھڑاک سنیے کہ مہتر چالاک بن عمرو جو شیشہ دار کو قتل کرکے روانہ ہوا تھا تمام طلسمات کو طے کرتا آتے آتے یہبھی کوہ سلیمانی کے قریب پہونچا اور ایک باغ اُس نے زیر کوہ بنا دیکھا کہ حصار باغ سنگ رخام کا تھا مگر ایسا مصفا کہ منھ نظر آتا تھا اندر باغ کے جو درخت لگے تھے باہر سے دکھائی دیتے تھے کہ نوجوانون کی طرح جھوم رہے ہین چشم دل کو تراوت دیتے ہین بیچ حصار مین دروازہ جواہر کار لگا ہے اور ہر سمت کمرے بنے ہین از بسکہ قاعدہ مستمرہ ہے کہ جس فن کے جہان لوگ جمع ہوتے ہین اُسکا ہر وقت چرچا ہوتا ہے چونکہ یہان گویے جمع تھے تو اُن کمرون سے آواز ساز بجنے کی آتی تھی کوئی سارنگی بجاتا تھا کوئی تانین لگاتا تھا کہین سے بین کی صدا آتی تھی کسی جگہ سے گھنگرو بجنے کی آواز پیدا تھی کوئی کہتا تھا ایک دو تین کہین سے آواز سرگم بھرنے کی بلند سارے گا ما پا دھا نی کی صدا سے ہر ایک خرسند اس عیار شیرین زبان نے یہ یہ صدائین جو سنین خیال کیا کہ شاید یہ باغ برج سنبلہ ہے ناہید آسمان نے اسمین داخلہ کیا ہے پھر اسکو یہ دھن ہوئی کہ اس ماجرے کو دریافت کرنا چاہیے پس آپ بھی رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک گویے کی صورت بنا کر کمر باندھ کر ایک سارنگی بھی کمر مین لٹکا کر کاندھے سے لگائی کمانچہ اُسکا ہاتھ مین لیا بالون مین تیل لگا کر گھونگھر بنایا مانگ نکالی کان مین ایک بالی ڈالی تکیہ دار ٹوپی سر پر رکھی عطر کی روئی کان مین رکھ کر تین کمرتی کا انگرکھا پہنکر گلبدن کا پائجامہ زیب تن کیا اور در باغ پر آکر ٹھہرا اتفاق سے کچھ عرصہ مین دو تین گویے کسی کام کو باہر باغ کے نکلے اسنے اُنکو سلام کیا اُنھون نے اسکی صورت بغور دیکھ کر آپسمین کہا کہ اس شخص کی صورت فتح خان کے بیٹے سے بہت مشابہ ہے بھئی جب سے وہ چلا گیا میان جسنوا اور بدھ خان کا گانا آدھا رہ گیا اور فتح خان تو اس غم مین مر ہی گئے ایک نے کہا بھئی پوچھو تو شاید وہی ہو یہ سنکر اُسنے اس عیار سے کہا ارے بھئی تم فتح خان کے بیٹے ہو چالاک ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ اُستاد جمشید نے پھر آپ کی صورت دکھائی وہ سب اس سے بغلگیر ہوے اور کہا اے یار ایسا تمنے گھر بار تجا کہ باپ کو بھی چھوڑا آخر وہ انتقال کر گئے اُس نے کہا اُستاد جی کیا بیان کرون گانے کا ایسا مجکو سودا ہوا کہ دیس بدیس مارا مارا پھرتا ہون اب تمھارے پاس آیا ہون کچھ مجھے تعلیم کردو باپ مرگئے تو کیا ہوا تمھین سب مائی باپ ہو اُن گویون نے یہ تقریر سنکر ہاتھ اسکا تھاما اور اندر باغ کے لیگئے اسنے اُس گلستان کو نہایت سرسبز و خرم پایا جہان بہار پر ایسی تیاری تھی وہان کے باغ کا کیا کہنا جو درخت تھا وہ طوبیٰ سے شجرہ اپنا ملاتا تھا جو پھول تھا وہ گلہاے جنت کا رشتہ دار وہم رنگ اپنے تئین بتاتا تھا درختون کی سہانی اور گھنی عمدہ چھاؤن ظل عاطفت سلطان پر طعنہ زن پھولون کی بہار بہار عیش و دولت و نوجوانی پر چشمک زن کہین بیلچری سر گل پر بزبان دست شفقت ادر کا پتا کہ آسیب خزان سے نخلبند قدرت تجکو بچائے کسی جگہ بچہ مرجان د

چنار درازی عمر: بقاے رنگ و بوے گلستان کی دعا کرتا ہر سمت طرفہ بہار میوہ دار درخت پھلے گلدار شجر پھولے سامنے ایک بارہ دری نہایت آراستہ کلخ گیتی کی طرح زنگا رنگ کا سامان واسباب اُسمین مہیا مختصر یہ کہ چالاک کو گویے ایک کمرے مین اس باغ کے لیکر آئے وہان اورون سے ملاقات ہوئی سبنے خاطر کرکے بٹھایا اور کہا میان صاحبزادے ذرا کچھ بجاؤ تو سُنین کہ اتنے دنون پھر کر تم نے کیا پیدا کیا تمھارے باپ تو بڑے نامی تھے چالاک نے کہا بہت خوب اور بغل سے سارنگی نکال اُسکی طربین درست کرکے یا اُستاد کہہ کان اپنا پکڑ ذرا سی خاک چاٹ ایک لہرا بجانا شروع کیا اب تو جتنے وہان اُستاد تھے سب تعریف کرنے لگے اور اسنے تان پلٹا لینا شروع کیا سم پر آکر کیا مجال تھی جو رہ جائے ایسا بجایا کہ عالم وجد ہر ایک پر طاری ہوا اسنے دو تین لہرے بجائے بڑی تعریف ہوئی سب اس سے محبت ظاہر کرنے لگے اس عرصہ مین چوبدار آیا اور کہا جلد چلو ملکہ نے یاد کیا ہے شاہ جادوان تشریف لائے ہین مجرا ہوگا یہ حکم سنکر سب تیار ہونے لگے اُدھر وہ رنڈیان جنکے ساتھ یہ ساز بجاتے تھے تیار ہوئین ان گوئیون نے اُن طوائفون سے ذکر کیا کہ ایک گویے کا لڑکا آیا ہے کیا خوب بجاتا ہے ایک رنڈی نے اُنہین سے کہا کہ ہمارا طبلیا بہت سست ہے اس لڑکے کو ہمارے ساتھ کردو اُستاد جی نے عیار کو بُلا کر کہا کہ میان آج ان بیوی کے ساتھ تم بجاؤ اسنے کہا بہت اچھا غرض طبلہ کی جوڑی انھون نے بڑھ کر دیکھی بائین کو گمکا یا دہنے کو ہتوڑی سے ٹھونکا پڑا اُسکا کھینچکر درست کیا بستنی مین جوڑی باندھ کر تیار ہوے وہ رنڈی بھی مسی کاجل سے درست ہو کر پشواز پہنکر آراستگی کرکے سوار ہوئی اور جانب کوہ چلی سازندے بھی ہمراہ ہوے غرض جب پہاڑ پر پہونچے چالاک نے وہ آرائش و زیبائش یہان کی دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور شاہ جادوان کو تخت جواہر کار پر متمکن دیکھا ایک شہزادی کو قریب تخت بیٹھے پایا یہ اس سامان کو الگ کھڑے ہوکر دیکھنے لگا اُدھر اس طوائف نے دیکھا کہ وہ گویے کا لڑکا نہین پریشان ہوئی ایکنے پکارا میان فتح خان کے بیٹے چالاک ایسا محو دید تھا کہ جواب نہ دیا جب وہ رنڈی آگے بڑھی یہ بھی سامنے سے آیا ایک سازندے نے کہا آؤ میان کہان گئے تھے بجانا ہے یا نہین اسنے کہا بھلا مین بیوی کے ساتھ بجا سکتا ہون کوئی ایسی ویسی گانے والی ہوتی تو بجا دیتا اُستاد جی جو وہان تھے اُنھون نے کہا بھائی تم خوب بجاتے ہو یہ بھی فتح خان کے نصیب تھے کہ تم ایسا سگھڑ بیٹا پیدا ہوا غرض یہ آکر طبلہ باندھ کر پشت پر کھڑا ہوا اور وہ رنڈی ناچنے لگی اس عرصہ مین کوہ فیروزہ رنگ سپہر سے شہنشاہ سیارگان رخصت ہوا اور ناہید فلک کا سامنے خسرو ماہ کے مجرا کرنا ٹھہرا کہ

ابیات

سمیٹا مہر نے پرتو نے دامن | گھٹا آخر وہ طول روز روشن
اٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک | ہوا آنکھون سے جشن شام نزدیک

ایسا طبلہ چالاک نے بجایا کہ اُس رنڈی نے سمان ناچنے مین باندھ دیا اور وہ رات ہو جانے سے چاندنی کا کھیت کرنا مفتیش کا پہاڑ پر نازنینون کا اُڑانا وہ سبزہ زار وہ پھولون کی بہار چمنون کی کیفیت شبنم کا گرنا نازنینان گل پیرہن کا جماؤ سلیمانی پہاڑ کا چمکنا عمارات کوہ کا مقتلہ چاندی کا وہ چاندنی مین دلکشا تھا اور اسمین اس طرح کا طبلہ بجنا اُس طوائف زہرہ پیکر کا ناچنا عجب عالم محویت ہر ایک پر طاری تھا یہ عالم سوقت ہوا تھا کہ قطعہ

ہوا اُس جشن کا سُن شادیانہ
کسی عشرت کو دعوےٰ ہمسری کا
جواہر اس طرح اسمین ٹکے تھے
اُلش ہے تاجدار خاوری کا
جھکا دی تھی زمرد کی صراحی
صدائے سحر جسنکی سامری کا
بنے تھے پھول آرایش کے ایسے
جہان مطلوب تھا گل جعفری کا

خوشی جاندار خشکی و تری کا
لباس نقرئی پہنے تھی کوئی
قرینہ تھا دُکان جوہری کا
چلے تھے جام ساقی سے پیاپے
قدح مین لعل کے بچہ پری کا
لٹاڑے پل مین رقاص فلک کو
کہ گویا کام تھا وہ زرگری کا
کرے تھا سنگ مین یون شیشہ قلقل

نہین اُس عیش سے عالم مین ہرگز
سراپا کوئی پہنے تھی زری کا
صف مجلس کو گر دیکھو تو گویا
باین صورت شراب دلبری کا
کرون تعریف کیا اہل طرب کی
کرشمہ انکی چشم اکبری کا
لگی وان اشرفی تختون کے اوپر
کہ جیسے قہقہہ کبک دری کا

چالاک نے وہ طبلہ بجایا کہ بائین کی گمک سے دلون کو دھمک پہونچی گویا ہر ایک دل پر تھاپ پڑتی تھی ملکہ سلیمان جادو کے دماغ مین مستی نے ٹھیکا لگایا وہ اس فن کو خوب جانتی تھی شاہ جادوان سے گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ طبلیا کیا کام کر رہا ہے بادشاہ نے کہا اے ملکہ میرا اتنا سن ہوا اور اتنی بڑی سلطنت کرتا رہا مگر مین نے کبھی ایسا طبلہ نہین سُنا اس طبلیے کو تمھاری سرکار سے مین لیجاؤنگا ملکہ نے بے اختیار گلوری ہاتھ مین لیکر طبلیے کو اشارہ کیا رنڈی تھم گئی طبلیا تسلیم کرتا ہوا آگے بڑھا گلوری لیکر پیچھے دعائین دیتا ہٹ گیا منھ پھیر کر گلوری کھائی ملکہ نے سامنے بُلایا اور کہا تم کہان رہتے ہو کون ہو ایک سازندہ نے کہا بلاون وہ جو حضور کے قدیم ملازم فتح خان نایک تھے جنھون نے انتقال کیا اُن کے یہ لڑکے ہین چھوٹے سے سن مین نکل گئے تھے کچھ مزاج مین وحشت ہے لیکن جمشید نے یہ دولت دیدی کہ صاحب کمال ہو کر آئے ملکہ نے تعریف کی چالاک نے دس بیس سلام شاہ جادوان کو اور پانچ سات سلام ملکہ کو کیے اور کہا ملیان لعین مجکو کیا آتا ہے جمشید نے مجھ سے بہتر بہتر بجانیوالے گانے والے صاحب کمال پیدا کیے ہین ملکہ نے کہا میان تم اکیلے اپنا کمال دکھاؤ چالاک نے بین اس کے سامنے بجائی اور پکھاوج کی دو ایک گتین اس توڑ جوڑ سے بجائین کہ ملکہ پھڑک گئی بادشاہ طلسم نے موتیون کی سمرن کلائی سے کھول کر دی اس نے تسلیم کی ملکہ نے نالے مروارید کے عنایت کیے اس نے عرض کیا کہ غلام نے بڑی دیر سے شراب نہین پی ہے اور بھوک بھی مجکو لگی ہے ملکہ نے کہا ہم تم سے کچھ سیکھینگے تم ہمارے اُستاد ہو ہمکو بتاؤ پھر شاہ ہمارے تمھین اپنے پاس رکھینگے اسنے عرض کیا مجکو کچھ آتا نہین ہے یہ آپکی قدردانی ہے ملکہ نے حکم دیا کہ ان کو وہ سامنے مکان مین لیجاؤ اور شراب وکباب کھانا عمدہ ان کو کھلاؤ ملازم یہ حکم سنکر اسکو لیگئے یہان اُس رنڈی کو ملکہ نے انعام دیکر رخصت کیا اور طائفہ بدلا گیا پھر شاہ کے لیے نعمت خانہ آراستہ ہوا ملکہ بادشاہ کو منت لیگئی نعمہاے لطیف سے آسودہ کیا بعد تناول طعام پھر انجمن آرائی ہوئی اُدھر چالاک کے لیے ملازمان ملکہ نے شراب کباب ہمہ نعمت مہیا کر دی اسنے خشک چیزین اور فواکہات وغیرہ کھایا شراب دکھانے کی رکھتے پی اور جو گویے تھے اور اُستاد کہلاتے تھے اُنھون نے آپسمین کہا کہ میان یہان بیٹھے کیا کرتے ہو چلو سامنے کے مکان مین فتح خان کے بیٹے کے پاس چلین شراب پئین حقہ پان کھانا سب وہان ملیگا یہ مشورہ کرکے دس بارہ

آدمی وہان آئے چالاک اُٹھ کھڑا ہوا کہ آئیے جمشید کی قسم آنکھین ڈھونڈھتی تھین یہ کہکر کھانا اُنکے سامنے رکھا شراب کی بوتل جو لیکی یہ سب پینے لگے اُسطرف افراسیاب جب محفل مین بیٹھا اب بعد اس عیار کے گانے بجانے کے کسی کا گانا کب اُسکو پسند آتا ہے کسی کا رنگ نہ جما شاہ دل سے کہتا تھا کہ ایسا گانا بجانا نہین دیکھا اور نہ سنا معلوم ہوتا ہی کہ اس گویے مین کچھ فتور ہے بس اس طرح کا استعجاب کرکے سلیمان سے پوچھا کہ اس گویے کا حال مین نے اچھی طرح نہین سُنا یہ تمھارا کیا نوکر نہین ہی ملکہ نے کہا یہ آج ہی صحرا سے آیا ہی میرا ایک ملازم تھا فتح خان اُسکا یہ بیٹا ہے اسکو سودا ہو گیا تھا تو نکل گیا تھا ابھی اُستاد بیان کرتا تھا حضور نے نہین سُنا شاہ کو یہ حال سُنکر خیال آیا کہ آج ہی آیا ہی کہین چالاک نہ ہو یہ سوچکر اسنے بازو پر سے اپنے تعویذ کھولا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ چالاک بن عمرو ہے اے بادشاہ طبلہ بجا کر مجھ سے سمرن لیگیا اب ہوشیار رہنا شاہ نے یہ حال تعویذ مین دیکھکر سلیمان جادو کو وہ تعویذ دکھایا اُس ساحرہ کی جان نکل گئی کہ شاہ کہیگا دشمن گھر مین بٹھا رکھا تھا یہ بھی ملی ہوئی ہے ادھر اُس عیار کی دلیری پر افراسیاب بھی کانپنے لگا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ مجکو قسم ہے سامری کی کہ مین اسکے حال سے آگاہ نہ تھی شاہ نے کہا یہ تو میرے ساتھ ساتھ آیا ہے کوہ نیلم سے تم کیا جانو ہیان تو آج ہی یہ پہونچا ہی ملکہ نے کہا پھر یہی موقع خوب ہی مار ڈالیے چلکر کیونکہ وہ غافل ہی ایسا نہ ہو کہ ہوشیار ہو کر چلا جائے یہ کہکر ایک لونڈی سے کہا کہ تو چپکے سے جا کر دیکھ تو آ وہ طبلیا اُس مکان مین کیا کرتا ہی وہ کنیز چلی یہان سب گویے کھانا کھا رہے ہین خوش بیٹھے ہین کہ وہ لونڈی دبے پاؤن آئی اور دیکھکر چپکے سے پھری چالاک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت آئی اور جھانک کر چپکی پھر گئی یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ تاکنا جھانکنا کیا معنی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تمھارا بھید کھلا یہ دیکھنے تمکو آئی تھی یا یہ کہ اسکا کوئی یار یہان ہی اُسکو دیکھنے آئی تھی بہر صورت کچھ نہ کچھ فتور ہی اور بالفرض فتور نہ بھی سہی تو غافل تم کیون رہو شاہ طلسم ایسا دشمن موجود ہی کوئی فکر کرو یہ سوچکر ایک گویے سے کہا استاد ذرا میری ایک بات الگ چلکر سننا وہ اُسکے ساتھ ہوا یہ اسکو اس مکان کے دوسرے درجہ مین لایا وہان بھی پلنگ لگا ہوا تھا پردے پڑے تھے سامان راحت مہیا تھا اسنے وہان پہونچتے ہی گویے سے کہا استاد دیکھنا میرے ہاتھ مین کیا خوشبو آتی ہی اُسنے ہاتھ اُسکا سونگھا اور بیہوش ہو گیا اسنے اسکو اپنی صورت کا ایسا بنایا اور اسکی ایسی شکل اپنی بنائی کپڑے اپنے اسکو پہنائے اُس کے آپ پہنے اور وہانسے جہان سب ور تھے اس جگہ آیا اور کہا بھئی یہ لڑکا بیشک سودائی ہے مجکو خواہ مخواہ وہان لیگیا آپ تو شراب کے نشہ مین وہان پڑ رہا اور مین اکیلا رہ گیا یہ کہکر انکے ساتھ بیٹھکر گلوریان بانٹنے لگا وہان لونڈی نے جا کر سلیمان سے کہا کہ وہ طبلیا بیٹھا ہی چلیے مگر راہ کترا کر اور سمت سے بھلاوہ دیکر چلیے ایسا نہ ہو بھاگ جائے یہ سُنکر ساحرہ اُٹھی اور پہاڑ پر سیر کرتی ہر سمت پھرتی اُس مکان مین آئی جہانتک کنیز دیکھ گئی تھی وہان اُس طبلیے کو نہ پایا کنیز سے باشارہ پوچھا کہ کہان ہی اُسنے کہا ابھی یہان تھا ساحرہ اسکی تلاش کرنے لگی ادھر چالاک نے یہ چالاکی کی کہ شاہ جادوان نے پڑھکر کہا بلا لون فتح خان کے بیٹے نے مفت کی جو شراب پائی اسقدر پی ہی کہ اُس صحنچی مین پلنگ پر بیہوش پڑا ہی بادشاہ نے یہ سُنکر سلیمان کو بلایا اور اُس سے

پوچھا کہ ملکہ یہ تمھارا کب کا ملازم ہو اُسنے کہا یہ قدیم نوکر ہو شاہ نے کہا تو اسکے ساتھ جاؤ اُس عیار کو بتادیگا
ملکہ نے کہا اُستاد جی جسکو تم فتح خان کا لڑکا کہتے ہو وہ عمرو عیار کا بیٹا ہو چلو بتادو کہان سوتا ہو اسنے اسکو ہمراہ
لیا ملکہ نے سب کنیزون سے کہا کہ چار سمت سے پہاڑ کو گھیر لو خبردار کوئی جانے نہ پائے کنیزین ہر سمت محاصرہ کیے
استادہ ہوئین اور ملکہ اُس مکان مین آئی وہان گویے جمع تھے اُنسے کہا تمکو یہان کسنے آنیکا حکم دیا ہو وہ دست عتاب
سلطانیہ سے خائف ہوکر باہر مکان کے نکل گئے مگر زیر کوہ نجا سکے اور چالاک اسکو اُس درجہ مین کہ جہان گویے کی
صورت بدلکر سلا آیا تھا لایا اُسنے وہان پہونچکر کہا اُستاد جی اب تم بھی چلے جاؤ اُسنے کہا اے ملکہ مقدمہ عیار کا ہو اسکو اکیلا
مین نہ چھوڑونگا یہ سنکر ساحرہ چپ ہو رہی اور کمرے کے اندر گئی چالاک نے برابر سے بیضۂ بیہوشی مار کر یہ بھی چرخ کھا کر
گری اسنے جلد اسکا پیرہن اُتارا اور چہرہ چمڑے کا بنا ہوا اُسکے منھ پر چڑھا کر رنگ روغن لگا کر ایک لمحہ مین فتح خان
کے بیٹے کی ایسی شکل بنایا اور اُس گویے کو پلنگ پر سے ہٹا کر اسکو لٹایا اور اسکا زیور لباس خود پہنکر ایک لمحہ مین
اسکی ایسی صورت آپ بنا واضح ہو کہ یہ فرزند رشید عمرو ہو انمین اور چار ہتر جو دادا سرہنگ جو عیاران اسلام مین
منتخب ہین اُنمین یہی صفت ہو کہ صورتین بہت جلد بدلتے ہین اور جو نسخے رنگ روغن کے اُنکو معلوم ہین اور عیارون
کو نہین معلوم اور خواجہ پاس تبرکات ہین اور لنظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین اسوجہ سے یہ اُنکے برابر نہین ورنہ اُن سے
بھی یہ عیار دعوی برابری کا رکھتے ہین بڑے بڑے فقرے اور مکر اُنکو یاد ہین اسی وجہ سے سرگروہ عیاران عالم ہین
اور نامور ہین خواجہ ایک لمحہ مین ہفتر صورتین بدلتے ہین یہ عیار بھی دو ایک صورتین دم بھر مین بنا لیتے ہین خواجہ
کو معجزہ سے یہ قدرت حاصل ہو انھون نے بغیر معجزہ یہ ملکہ بہم پہونچایا ہو حاصل الامر یہ کہ اسوقت ان عیار نے
اپنی صورت سلیمان کی ایسی بنائی اور اُس گویے کو جسے پہلے بیہوش کیا تھا چہرے سے اُس کے عرق لگا کر روغن
چھڑا ڈالا اور ہوشیار کردیا جب وہ ہوشیار ہوا کہا اُستاد جی یہ زمانہ نشیب و فراز ہو کہ یہ جو پڑا ہی عمرو کا بیٹا ہو تمکو اسنے
مار ڈالا ہوتا بھلے کو مجکو خبر ہو گئی جو تم بچ گئے اب خبردار اپنا سانحہ کسی سے بیان نہ کرنا نہین قتل کر ڈالونگی لو آؤ میرے
ساتھ چلو یہ کہکر باہر اُس مکان کے آکر گویے کو تو الگ کردیا اور آپ پاس افراسیاب کے ساحرہ بنا ہوا آیا اُسنے کہا اے ملکہ
اتنی دیر کہان لگائی کیون وہ عیار کیا ہاتھ نہین آیا اسنے ہنسکر کہا آپکے اقبال سے وہ موا کہان جاسکتا ہو اے
شہنشاہ مین جب اسکا سر کاٹنے لگی تو میرے ذہن مین آیا کہ یہ موذی کانا اب بھاگ کر کہان جائیگا لوگون نے دھاک
باندھ رکھی ہو ورنہ یہ کچھ مال نہین پس مین نے چار گھڑی کامل ٹھہر کر اُسکے ہر دوش پر پیر بٹھایا اور خوب سحر سے
جکڑ دیا پھر چار طرف ساحر نگہبانی کو مقرر کیے اب وہ بیہوش پڑا ہو اتنی رات گذر جائے تو آپ خود اپنے ہاتھ سے
سب کے سامنے اُسکو قتل کیجیے گا اگر بہت احتیاط منظور ہو اور اُسکے بھاگ جانیکا خوف ہو تو ہوشیار اُسکو نہ فرمائیے گا
عالم بیہوشی مین سر کاٹیے گا بادشاہ نے کہا جی تو یہی چاہتا ہو کہ ان عیارونکو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کردون اچھا
اے ملکہ تم وہ پلنگ جسپر اُسکو رکھا ہو باہر نکلوالو کہ مین بھی سحر اپنا بمزید احتیاط و حفاظت کردون ملکہ مصنوعی
نے ساحرونکو ساتھ لیجا کر پلنگ اُٹھوا کر سامنے بادشاہ کے پہونچایا بادشاہ نے بھی حصار سحر کا کردیا

اب ہزارہا جادوگر نگہبان پہاڑ پر پہرا دے رہے ہین بادشاہ ہوا خوری کرتا جاتا ہے اور پلنگ کو دیکھتا جاتا ہے روشنی تمام پہاڑ پر حد سے زیادہ کردی ہے بڑی نگہبانی ہے چنانچہ وہ رات تو اس واقعہ مین کم رہ گئی تھی کچھ ہی دیر مین زمانہ نے رنگ بدلا یعنی ساحرہ شب کی صورت روغن سفید ضیائے مہر لگا کر تبدیل فرمائی اور رنگ آمیز سحر نے نئی صورت پیدا کی کہ بمقتضائے **ابیات**

کہ چمکا صبح کا جسدم ستارا | لباس ماتمی شب نے اتارا

یکایک سب کہا جاگو رات کم ہے | اٹھو دامان گل شبنم سے نم ہے

ہنگام سحر تمام کوہ پر غلغلہ ہوا کہ رات کو ایک بیٹا عمرو کا قید ہوا ہے اسوقت قتل کیا جائیگا ساحر جو قلعہ سلیمانیہ مین باغ سے گئے قلعہ مذکور مین بھی غلغلہ برپا ہوا ملکہ اختر چشم بھی نے سلیمان جادو کی بھی سُنا اُس نے لباس وزیور سے اپنے تئین آراستہ کیا کشتیان جواہر کی نذر بادشاہ کے لیے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہو کر چلی حسن مین یہ گلبدن قمر پیکر بھی حسینان عالم کی افسر تھی پندرہ برس کا سن شباب کے دن اختر آسمان خوبی مہر سپہر محبوبی سینہ ابھرا ہوا کچین نکلی ہوئی گات سڈول ہر عضو بدن سانچے مین ڈھلا ہوا گول مختصر یہ کہ جان آفاق دلبری مین طاق بعجلت کرشمۂ ناز پہاڑ پر آکر اُتری شاہ جادوان کو تسلیم کی نذر دی ملکہ سلیمان نکلی نے غلغلہ سُنا تھا کہ ہر ایک کہتا تھا صاحبزادی ہماری ملکہ کی آئی ہین پس اُسکو دیکھ کر سمجھا کہ یہ اس ساحرہ کی جسکی تو صورت بنا ہے بیٹی ہے یہ سمجھ کر اُٹھا اور اس ماہ تابان فلک حسن کو گلے سے لگایا بلائین لین دعائین دین اُس نے بھی بہت ادب کیا اور بادشاہ طلسم اسکو بنگاہ محبت دیکھنے لگا اسنے بھی اٹھلا اٹھلا کے باتین کرنا شروع کین اور کہا اے بادشاہ اس کنیز نے سُنا ہے کہ عمرو کا بیٹا مارا جاتا ہے اس لحاظ سے مین بھی حاضر ہوئی کہ حال اُس کے قتل مین شریک ہون تاکہ مجکو بھی ثواب حاصل ہو چنانچہ ایک خنجر مین بھی مارونگی شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ سب ساحر ہوشیار ہو جائین اب مین اس عیار کو قتل کرتا ہون ہر سمت سب مستعد اور ہوشیار ہو کر استادہ ہوئے اور شاہ تیغہ کھینچ کر پلنگ کے پاس گیا جادو ساحر بیخبر کے اوپر سے ہٹا کر تلوار کو تول کر دو قدم پیچھے ہٹا کر جھپٹ کے اس زور سے ہاتھ مارا کہ گردن مع کٹ کر پلنگ کٹا اور تلوار نے زمین پر آکر بوسہ دیا اسکے قتل ہوتے ہی ایک آواز مہیب آئی اور آندھی چلی بجلی کڑکی صدا بیرون نے دی پھر ندا ہوئی کہ افسوس مارا ملکہ سلیمان جادو کو شاہ جادوان کی یہ صدا سُنکر عجیب حالت ہوئی رنگ رخ سفید ہو گیا پہلے اتنا تو کہا کہ اے یہ کیا ہوا پھر تو تھر تھر کانپنے لگا اُدھر چالاک جب اندھیرا ہوا تو نعرہ کر کے ایک سمت کو بھاگا شاہ جادوان کو وہ ندامت ہوئی تھی کہ بیخود ہو گیا تھا اسکا تعاقب کون کرتا یہ تو اس پہاڑ کے کسی گوشہ مین چھپ رہا اور وہان اختر چشم کھڑی ہو کر پیٹنے لگی کہ اے بادشاہ یہ کیا کیا کہ میری مان کو مار ڈالا بادشاہ کہے تو کیا کہے چپ بدن کا لہو تو لہو نہین اور تمام کنیزین پچھاڑین کھانے لگین ہائے ملکہ وائے ملکہ اے یہ کیا غضب ہو گیا یہ بادشاہ موا کیا آیا تھا کہ ملک الموت آیا تھا اے اس جلاد جمشید کی ماریہ ایسا اندھا تھا کہ اپنے بیگانے نہ پہچانے کنیزین تو اس طرح برا بھلا کہتی تھین اور اختر چشم اپنی مان کے لاشہ سے لپٹ کر بین کر رہی تھی کہتی ہے میری نازون کی اٹھانے والی افسوس مجھ سے محبت جتانے والی میری پالنے والی تو کدھر گئی ہائے مجکو سوتے مین سلایا آپ گیلے مین سوئی کس ناز و نعمت سے

مجھکو پالا اب مجھکو امان تنہا کر گئین میری خبر کون لیگا کون میری نازبرداری کرے گا اے امان مجھکو بھی اپنے پاس بلا لو بیٹی اکیلی ہے اسکے سر پر ہاتھ رکھو تنا ظلسم نے جب یہ جزع فزع دیکھی تلوار بڑھکر ملکۂ مذکور کے ہاتھ مین دی اور کہا اے ملکہ تم اپنی مان کے عوض مجھکو قتل کرو یہ کہکر گردن جھکا دی ملکہ سمجھی کہ یہ حاکم ہوکر عذر کرتا ہے اسکی خاطر ضرور ہے یہ سمجھکر گویا ہوئی کہ اے بادشاہ آپکی خطا اسمین کچھ نہین یہ بھی میری قسمت کا لکھا پورا ہوا اور امان کی قضا آ کر برابر ہوئی تھی شاہ نے فرمایا تو اب مین جاتا ہون یہان ٹھہرنا مجھکو دم بھر دشوار ہے تمھارے لیے بڑا رتبہ دو مرتبہ کرونگا تم رنج نہ کرو ملکہ نے کنیزون کو گھرکا کہ خبردار جو کسی نے شاہ کو کوئی کلمہ بد کہا کنیزین خاموش ہوئین لیکن ہزارہا عورت یہان بھی کس کس کو منع کرتی زبان خلق کس نے روکی ہے غرض بادشاہ ندامت زدہ اُڑکر یہان سے روانہ ہوا ادھر چالاک جو کسی گوشہ مین مخفی تھا اس ہنگامہ مین پہاڑ سے اوتر کر جانب طلسم روانہ ہوا یہان مرنے سے سلیمان جادو کے اُس پہاڑ کی رونق اور بہار برباد او خزان رسیدہ ہوئی ابر غم ہر ایک کے دل پر چھا گیا نخل ہر ایک چوب تابوت نظر آتا تھا صدائے طائران خوش الحان نوحہ وشیون تھی سیہ پوش جعفری گلشن تھی سنبل بنگ سودائیان پریشان گل ہر ایک چاک گریبان دیدۂ نرگس پتھرائے ہوئے حسینے جوشش غم سے جوش مین آئے ہوئے سبزہ پامال حسرت و غم بلبل کی جان پر خزان کا ستم شاخون نے تو پیان شگوفون کی پھینکدی تھین جنبش صبا سے بینڈی کرتی تھین وہ آرائش و زیبائش سب خاک مین ملی تھی ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ بموجب **ابیات**

بسان گل کسو نے جیب کی چاک	کرے تھا جون صبا سرہر کوئی گرد	عجب گلشن ہے یہ لیکن کسی سے
نہ حرص اسکی رکھے ہے سازنہ برد	گئے یان سے وہ محبوبان رعنا	گل نو رستہ آگئے جنکے تھا گرد
لگا مت دل کو بلبل اس چمن سے	نظر جو آج سبز آوے سو کل زرد	لب جو پر سے جسکی کھلتی ہے آنکھ
حباب اُٹھ جلے ہے بھر کر دم سرد		

فی الجملہ بعد گریہ وزاری لاش اسکی بیٹی نے اٹھوائی اور انتظام قلعہ داری مین مصروف ہوئی اُدھر چالاک جو روانہ ہوا قصد اسنے کیا کہ قلعہ مین جاکر ساحرون کو قتل کرون مگر شاہ طلسم کا ساتھ خیال کیا کہ چھوٹ جائیگا اور دل مین کہتا تھا کہ یہ طلسم بہت بڑا معلوم دیتا ہے اگر ٹھہرتے چلوگے تو برسون مین لشکر مہرخ تک پہونچوگے لیس مارتے لوٹتے یون ہی چلے چلو یہ سوچتا ہوا صورت بدلے چھپتا ہوا چلا جاتا تھا اور افراسیاب رنجیدہ با دل بیتاب و پر اضطراب اُڑتا ہوا روانہ تھا دل سے کہتا تھا کہ اے شاہ خود کردہ را درمان نیست تونے افسوس اپنے ہاتھ سے **سلیمان** کو قتل کیا اسی رنج و غم مین آتے آتے قریب ایک قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ لال و گل جل رہا ہے طائران سحر اُڑ رہے مین اژدھون پر کاٹھے کھنچے ہین تین لاکھ ساحر اسباب ساحری لیے آمادہ سفر ہین بادشاہ برائے دریافت حال قریب آیا یہانکی مالک ایک ساحرہ ملکہ شعلہ چشم گوہر **دندان** جادو نام ہے نہایت ذی احترام ہے عین شباب جوانی کے دن مین نہایت حسن ہے رشک پری غیرت حور مہ بخش ماہ دو شنبی ہے مردمک چشم انسان جان خوبان جہان حشر خرام و آفت جہان ہے گلبدن غیرت دہ نسرین و سمن اور غنچہ دہان لب جان بخش پر سب اہل عالم مرتے عیسی بھی اسکی مسیحائی کا دم بھرتے **مسدس**

حلقۂ میم دہن کو دل ارمان کہیے	قد بالا کو بجا ہے الف جان کہیے

یاد گیسو کو بلائے سر ماران کیجے — لام ظلمات ہے وہ زلف پریشان کیجے
کس طرح عاشق شیدانہ ہمارا دل ہو — کیسے ملتا ہے وہ معشوق جو خود مائل ہو
گذر اُسکا جو کبھی جانب دریا ہو جائے — جمع یہ مردم آبی ہون کہ میلا ہو جائے
کبھی بتخانے مین آئے تو تماشا ہو جائے — کعبہ سان خلق کا مسجود کلیسا ہو جائے
برہمن دیکھ کے گردون کو کہے واہ رے مین — بت بھی بتخانے مین بول اُٹھے کہ اللہ رے مین

وہ نازنین بھی جھولا سحر کا گلے مین ڈالے تخت پر سوار سب فوج کے ہمراہ جایا چاہتی ہے شاہ رد کیے ہوا سے نیچا ہوا درخت جھومنے لگے غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ آئے ملکہ نذر کو جلد نذر لیکر تخت سے اُتری شاہ کو آداب بجا لا کر نذر دکھائی بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا کفند معان کی ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر آج قیام کرے شہنشاہ تشریف لائے ہین اُنکی خدمت واجب ہے لشکر بموجب حکم بیرون قلعہ اُترا خیمہ بارگاہ نصب ہو گئے ملکہ بادشاہ کو سوار کرکے اندر قلعہ کے لائی شہر بہت آباد تھا دلچسپ بستی تھی رعیت فرد عشرت ہنستی تھی عمارتین تھیر کی نہایت مصفا اور رفیع تعمیر ہر مکان سبع خوبی مین پری کی تصویر دیوارین منقش و رنگین کمرون کی شکل عروس تزئین کہ بیت ہر سنگ او عکس کو اک بہت شب ❊ در چشم روزگار ز ترصیع بہر ست ❊ شاہ طلسم سیر کنان عمارات شاہی مین تشریف فرما ہوا ملکہ نے ایک خانہ باغ مین لا کر ایوان رفیع مین مسند پر تکلف پر بٹھایا چنگیر جو گھڑے عطردان سامنے رکھے ساقیان مہر طلعت رقاصان ناہید صورت کو بلایا جام مے گلفام شاہ کو دیا ناچ سامنے ہونے لگا بادشاہ کا کچھ غم بادہ خواری سے غلط ہوا اُسوقت باب تکلم وا کیا کہ اے ملکہ یہ لشکر کس لیے مسلح کرایا تھا کہان جانیکا ارادہ تھا کیا کسی ناظم سرحد دار سے کچھ بگڑ گئی کیا ہوا ملکہ نے عرض کیا کہ اے شہریار حضور کا حال سنتے سنتے کلیجہ پک گیا لونڈی نے ارادہ کیا تھا کہ جلکر مہرخ کو غارت کرودن شاہ جادوان یہ سنکر رونے لگا اور کہا آہ تم سب رفیق ہماری اعانت و حمایت کرنے کا ارادہ رکھتے ہو مگر افسوس کہ رہرو ملک عدم ہوتے ہو ابھی یہ سانحہ میرے ہاتھ سے گذر گیا یہ کہہ کر تمام ماجرا سلیمانی پہاڑ کا کہا پھر مستفسر ہوا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا حال کس سے سنا ملکہ نے پرچے اخبار کے سامنے منگا کر ڈال دیے کہ روز یہ اخبار آتے ہین اور انھین پرچون کو دیکھ کر مجھکو تاب نہ رہی آج چلی تھی کہ حق نمک سے ادا ہون اے بادشاہ ساحرون کا مارا جانا عیارون کی عیاری کرنا مصور کا شکست کھانا ملکہ صنعت کا آنا اور لڑائی کا بگڑنا اور نمک حرامی ملازمون کی اخبار سے معلوم کرکے مین نے خیال کیا کہ چلکر سزا سے معقول نمک حرامون کو دون یہ باتین ملکہ کر رہی تھی کہ اس کے لشکر کے فرسپہ سالاران نامور حاضر ہوے فاز جادو و توسن جادو اُنکے نام تھے اُنھون نے آکر شاہ کو نذر دی تسلیم کی اور کہا اے بادشاہ ہم سب اپنی قسم کھا چکے ہین کہ بغیر قتل کیے نمک حرامون کے باز نہ آئین گے اب ہم کو رخصت ہی کرنا بہتر ہے شاہ نے کہا جمشید تمھارے ارادے کو پورا کرین اگر یہی ارادہ ہے تو جاؤ سپرد یونے دو سخداؤن کے کیا تھا تمھارا حامی و مددگار رہے۔
جب ملکہ نے اجازت جانے کی پائی اُس دن اور تمام رات دعوت و مداراتین بادشاہ کی مصروف رہی جب دوسرے روز نقاش بہار نے رنگ طرازی ورق سپہر پر نور خورشید کی فرمائی کہ بیت اُٹھی محفل سے شمع بزم فروزنہ ہوا پیدا لکن پھر عالم مین سوز ❊ ہنگام سحر نقارہ کوچ کا بجا ملکہ بادشاہ سے رخصت ہو کر لشکر مین آئی نفیر سحر بجائی ساحر طائران سحر

پر سوار ہوے ہوے ہوا تین لاکھ کا لشکر چلا دل عالم مین تہلکہ پڑگیا بادل جادو کے دنیا مین چھائیے بیرون کے
غل سے کان جھنناگئے ایک ایک ساحر مثل بلاے سیاہ اژدر پر سوار ملتے پر تصویرین خوک کی بنا کے کالی صورت دانت
نکالے آفت کے سب پر کالے جھنڈیان ہاتھ مین لیے سحر طرح طرح کے کرتے روانہ تھے تخت پر شعلہ چشم آگ نگاہ گرم سے صحرا مین
لگاتی جاتی تھی یہ تو ادھر گئی مگر بادشاہ اسکے قلعہ سے اور سمت روانہ ہوا اسکو یہ منظور ہے کہ ایسا کچھ بند و بست کرتا چلون
کہ جاتے ہی عمرو کو قتل کردن چنانچہ حال اسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا شعلہ چشم کا سنئیے کہ بعد قطع منازل و طے مراحل
قریب لشکر حیرت پہونچی اُسنے جب اُسکے آنے کی خبر سُنی ملکہ شکوہ زرین قبا و شہاب جادو وغیرہ ساحران
معزز کو بہر استقبال بھیجا یہ جا کر راہ مین اُس سے ملے اور باعزاز تمام لیکر آئے اسنے آکر دیکھا کہ دس بارہ لاکھ کا لشکر
پڑا ہے ایک جانب مصور اُترا ہوا ہے ایک سمت ملکہ حیرت کی بارگاہ ہے اور سرداروں کے لشکر پڑے ہین کچھ فوج
صنعت کی اُتری ہوئی ہے گو وہ اس مقام پر نہین ہے دریاے خون روان موج مار رہا ہے ایک دیوار طلائی کھنچی نظر
آتی ہے بارہ ہزار برج بنے ہین بارہ ہزار پر یزادین شہنائیان منھ سے لگائے کھڑی ہین گھنٹے گھڑیال بجتے ہین ایک بارگاہ
مخمل سرخ کی استادہ ہے وہی دیوار سرحد طلسم ہے اُس طرف اندرون طلسم ہے یہ بارگاہ زیر دیوار طلسم استادہ ہے جو تمام
جواہر دوز ہے اور جملہ اسباب اسکا جواہر نگار ہے قندیلین یاقوت اور زمرد کی لٹکتی ہین بارہ ہزار دنگل بچھا ہے باہر طلسم کے شاہ
جس سے ملاقات کرتا ہے تو اسی بارگاہ طلسمی مین بیٹھتا ہے یہ سب سامان شعلہ چشم نے دیکھا اور دل سے کہا باوجود اس عظمت
و شان کے فتح شہنشاہ کی نہین ہوتی یہ کیا سبب ہے غرضکہ یہ بارگاہ حیرت مین آکر پہونچی ملکہ کو نذر دی اُس نے
خلعت گران بہا دیا اور گلے سے اُسکو لگایا اسکے سپہ سالار بھی آئے یہ دست راست تخت کے بیٹھی چار سو جادوگر پیچھے بیٹھے
ملکہ حیرت نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسنے وہی ماجرا جو بادشاہ سے بیان کیا تھا عرض کیا اور شاہ کا اپنے
مقام پر جانا اور اجازت آنے کی دینا کہہ کر بزبانی بادشاہ مارے جانا شیشہ دار و سلیمان کا جو سنا تھا وہ بھی
بیان کیا یہ حال جو اسیس نے مہرخ سے جا کر کہا کہ اس طرح ایک فرزند خواجہ کے داخل طلسم ہوے ہین اور ساحرون کو
قتل کرتے آتے ہین یہ خبر سنکر تمام سردار خوش ہوے لیکن شعلہ کے آنے سے مہرخ کو تردد ہوا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے
پھر آپ ہی کہا کہ خدا مالک ہے وہ کیا کریگی برق عیار بیٹھا ہوا تھا اُٹھا کہ مین ذرا جا کے شعلہ کو دیکھ آؤن مہرخ نے
کہا بھیا وہ تدبیر کرو جس سے خوشی حاصل ہو برق نے کہا مین کیا تدبیر کرون خواجہ ایسے مقام پر قید ہین کہ جہان
پہونچ نہین اگر میرا وہان گذر ہوتا تو جان لڑا دیتا یہ کہہ کر بارگاہ سے نکلکر ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ حیرت
مین آیا یہان بڑا اعظم و شان شعلہ کا دیکھا یہ بھی ایک مقام پر کھڑا ہو رہا اس اثنا مین صرصر عیارہ آئی عیارون کا
معمول ہے کہ آتے ہی چارطرف دیکھ لیتے ہین اُسنے بھی چار سمت نگاہ کی برق عیار کو پہچانا اور تاک کے ادھر اُدھر پھرنے لگی
کبھی بیٹھ کر گلوری کھائی کبھی صبا رفتار سے باتین کرنے لگی برق دل سے کہتا ہے کہ عیارہ تجکو دھوکا دے رہی ہے
غرضکہ کچھ دیر مین عیارہ نے ایسا غافل تو برق کو نہ پایا کہ جو آپ حملہ کرتی مگر ملکہ شعلہ چشم سے کہہ دیا کہ برق عیار
بارگاہ حریف سے آیا ہے وہ کھڑا ہے ساحرہ نے یہ سنکر نعرہ جمشید جیب سے نکالا برق نے دیکھا کہ عیارہ نے کچھ کہا اُس بد

اُس ساحرہ نے کاغذ نکال کر دیکھا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تمہارا حال عیار نے کہہ دیا بس یہ سوچ کر سامنے شعلہ خیمہ کے آیا سلام کر کے کہا مین برق عیار فرستادہ ملکہ مہرخ نامدار ہون نامہ لیکر آیا ہون زبانی بھی پیام لایا ہون یہ کہہ کر نامہ کمر سے نکال کر پیش کیا حیرت نے بشوقت کہا ارے موئے کیا تو ہی نامہ لیکر آنے والا تھا اور کوئی نہ تھا اُسنے کہا مین لایا تو کیا برائی کی مثل مشہور ہے کہ ایلچی راز والے نیست یہ سنکر صرصر نے آگے بڑھ کر کہا یہی وقت ہے اسکو قید کر لیجیے اس موئے کے پاس نامے بنے ہوئے رہتے ہین حیرت نے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ یہ قید ہو گیا اور اسنے کہا اے شعلہ مین نے تمہاری بڑی تعریف سنی تھی مگر تم تو حد کی بودی ہو کہ بقصور مجھکو قید کیا آجتک کسی نے قاصد کو نہین ستایا حیرت یہ سنکر گویا ہوئی کہ موئے جانا مرگ تجھکو مین نے قید کیا ہے ارے آجتک جو کچھ کیا تم عیارون ہی نے کیا مہرخ نے کس کو مارا بلکہ سب ہمارے نوکرون کو تم ہی نے بہکا کر خراب کر رکھا ہے ورنہ وہ ابتک راہ راست پر آجاتے جو نامی ساحر ہماری حمایت کو آیا تم ہی غارتیون نے اسکو قتل کیا برق نے کہا اے ملکہ پھر اگر یہی دستور قدیم سے چلا آتا ہے جو ساحر نامی تمہاری طرف آیا ہمنے قتل کیا تو پھر ہمیشہ جو ہوتا آیا ہے وہ آج بھی ہوگا یہ تو عملدرآمد قدیم ہے اور ہم قید تھوڑی رہین گے کوئی دم مین چھوٹے اور مارا اسوقت تمنے ہم سے دغا کی ملکہ نے کہا ہم دغا باز نہین ہین یہ تمہارا اُستاد ہی دغاباز تھا جو مکر کرنے آیا تھا شہنشاہ نے قید کر لیا اُنکے تو بڑے بڑے حامی تھے کوئی چھڑانے نہ آیا نہ ملکہ مہرخ آئین نہ بی بہار نہ مخمور اور اُنکے علاوہ بڑے اُن کے طرفدار بران دکوکب تھے وہ بھی نہ خبر گیران ہوے برق نے کہا سب امر وقت پر موقوف ہین جب ملنہ اُنکی رہائی کا آئیگا آپ چھوٹ جائینگے ملکہ نے کہا وہ تو چھوٹین یا نہ چھوٹین تم اپنی فکر کرو یہ کہکر حکم دیا کہ ایک پنجرہ فولادی خاردار لاؤ کہ اسکو اسمین بند کر کے دریاے خون رواں کے اُس پار اندر والا جو دروازہ ہے اسمین لٹکا دیا جائے یہ حکم سنکر صرصر اپنے دلمین سوچی کہ یہ عیار تیرے سبب سے قید ہوا ہے اور عیار تجکو بہت پریشان کرینگے پس تجکو لازم ہے کہ یہان نہ ٹھہر اپنے خیمہ مین چلکر چھپ رہ یہ سوچ کر اپنے خیمہ مین چلی گئی ادھر ملازمان حیرت قفس لیئے جو بارگاہ سے نکلے راہ مین ہر ایک سے بیان کیا کہ ایک عیار اور قید ہوا ضرغام عیار دعقب برق فکر عیاری مین یہان آیا تھا اسنے بھی سنا اور سمجھا کہ برق پکڑا گیا پس بہت جلد الگ جا کر صورت اسنے صرصر شمشیر زن کی ایسی بنائی کس لیے کہ اُسکو بارگاہ سے جاتے دیکھا تھا پس جب عیارہ کی ایسی شکل بن چکا ایک کنٹھا یاقوت سرخ کا گلے مین پہنا کہ جسکی ضیا سے تمام سینہ سرخ معلوم دیتا تھا اور تمام بانے عیاری کے جسم پر لگا کر جوڑا ترچھا باندھ کر گات کو تن کر اُبھارا سینہ کا دکھاتا نیچہ تولتا ہوا ہمہ تن چشم بنا ہوا بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا عیار تو قید ہوا ہے اسکو چھوڑ کر کہان گئی تھی یہان موجود رہنا چاہیے اُس نے کہا اے ملکہ مین باہر اس لیے گئی تھی کہ کوئی اور عیار نہ آنے پائے کچھ دور جو لشکر سے بڑھی شہنشاہ کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہین مین نے پاس جا کر تسلیم کی اور پوچھا کہ حضور یہان کیون بیٹھے ہین فرمایا کہ مین طلسم کی گردآوری کر کے یہان دم لینے ٹھہر گیا ہون تو اے ملکہ مبارک ہو کہ شہنشاہ اب ملک کی اسی طرح خبرگیر ہین پھر شہنشاہ نے مجھ سے لشکر کا آپکے حال پوچھا مین نے قید ہونا برق کا عرض کیا فرمایا کہ ملکہ ہر چند کہ بڑی منتظمہ ہین لیکن عیار بڑے مکار ہوتے ہین ایسا نہو کہ ہیچ بچ جائے تو اُس عیار قید شدہ کو میرے پاس لے آ حیرت نے یہ کلمہ سنکر کہا بادشاہ کا یہ

فکر ہوئی ابتک غافل تھے گرداوری کرنے لگے ملکہ شعلہ حشیم کہتی ہین کہ میرے مکان پر بھی گئے تھے اچھا تو اس موئے عیار
کو لے جا اور مین بھی ابھی مین آتا ہے کہ چلون صرصر نے کہا بلا لاؤن آپکو تو بلایا نہین اگر آپ کو چلنا ہے تو پہلے مین پوچھ آؤن
پھر آپ چلیے ضراب اس عیار پر سے سحر اپنا اُتار لیجیے تو مین لیجاؤن ملکہ نے سحر اپنا دفع کر دیا صرصر نقلی نے برق
کو بھینہ بیہوشی کا مار کر بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ کاندھے پر رکھکر بارگاہ سے نکل یہ جا وہ جا ایک درۂ کوہ مین لا کر پشتارہ
سے نکال کر ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی تو دیکھا صرصر پاس بیٹھی ہے یہ حیران ہوا اُسنے کہا مین ضرغام شیردل
ہون اسنے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کار نمایان تمنے کیا یہ کہکر دونون صورتین بدل کر پھر جانب بارگاہ حیرت
چلے اور یہان آکر علیحدہ ایک گوشہ مین ٹھہرے اس عرصہ مین صرصر اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی کہ دیکھون عیار قید کیا
یا نہین چنانچہ جب بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا اسے تو بھیج آئی عیارہ نے کہا مین تو نہ کچھ پوچھ آئی نہ سُن آئی اور آپنے
بھیجا مجکو کہان تھا ملکہ نے کہا اس چڑیل کو اب نشہ ہو گیا صرصر نے کہا مجکو تو نشہ نہین ہے وہ جو تخت پر بیٹھی ہین اُنکو
البتہ نشہ ہے حیرت کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا تخت سے اُٹھ کر مارنے دوڑی صرصر نے کہا بی بی آخر لونڈی نے
کیا قصور کیا جو آپ خفا ہوتی ہین ملکہ نے کہا اری قحبہ بیسوا تو برق کو لیگئی کہ شاہ جادوان مانگتے ہین مین نے کہا مین بھی
چلون تو کہا تو نے مین پوچھ آؤن جب کی گئی ہوئی اب آئی ہے اور باتین بناتی ہے صرصر نے کہا قسم ہے جمشید کی مین آئی
تھی نہ عیار کو لیگئی نہ پوچھنے گئی یہ سنکر ملکہ نے کہا غضب ہوا کوئی عیار اُس قیدی کو رہا کر لے گیا شعلہ حشیم نے کہا اب تبھی
کہ لشکر حریف غارت کر دیجیے یہ کہکر حکم دیا کہ طشت ذرا صاف کرا دو مین چوکی پر جاؤنگی یہ سُننا تھا کہ برق جلد بارگاہ
کے باہر نکلگیا اور لباس اپنا اُتار کر صورت اپنی خاکروبون کی ایسی بنائی ایک مرزئی گاڑھے کی پہنکر ٹکڑا پلاس کا کمر سے
لپیٹا ٹوکرا کمر پر رکھا جھاڑو پنجہ ٹوکرے مین رکھکر منھ مین کپڑا باندھکر در بارگاہ پر آیا کنیزان شعلہ حشیم نے اُسکو دیکھ کر کہا
ایسے مہتر جلد طشت صاف کر بیوی چوکی پر آتی ہین مہتر بیت الخلا مین گیا بارگاہ کے پہلو مین قناتین گھری تھین ملکہ
حیرت کے لیے چوکی لگی تھی بڑی آراستگی تھی جیسا کہ بیان ہوا ہے غرضکہ اس مہتر نقلی نے اندر جاکر گرد چوکی کے کمند
کے حلقے جال کی طرح لگائے اور یہ ترکیب رکھی کہ جو کوئی پاؤن چوکی پر رکھے کمند کے حلقے گردن و کمر مین پیچیدہ ہون
بعد اس تدبیر کے طشت بدل کر باہر نکلا اور پشت پر جاے ضرور کے جاکر ٹوکرا رکھ کر بیٹھا اُدھر کنیزون نے اندر جاکر
آفتابہ رکھا اور شعلہ حشیم سے جاکر عرض کیا کہ حضور چوکی پر جائیے صاف ہے اور کنیزون نے مہتر سے کہا ارے ابھی جانا
نہین اُسنے کہا ہم ایک ہی دفعہ فراغت کر کے جائینگے یون ہی تھوڑی ہی جائینگے حاصل مرام شعلہ حشیم
بارگاہ سے نکلکر دامن باندھکر پائجامہ چڑھا کر چوکی پر آئی جیسے ہی بیٹھی کمند جو آڑی ساتون بند اُس کے گردن و کمر
و دست و پا مین پیچ ہوگئے اور یہ اوندھی گرکر چوکی کے نیچے گری اور گلا ایسا گھٹا کہ آمد و شد دم کی بند ہوئی خرخر کرنے لگی
آواز اُسکے خرانے کی باہر لونڈیون نے سنی سمجھین کہ بیوی پادتی ہین اس خیال سے کوئی اندر نہ آئی ادھر
برق نے بھی یہ صدا سُنی سمجھا کہ ساحرہ پھنسی پشت پر سے قنات کو چاک کر کے اندر آیا اور حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش
کر کے پشتارہ مین باندھ کر پشت ہی کی طرف سے نکلکر چلا راہ مین ساحران لشکر جو پہرے پر تھے اُنھون نے ٹوکا کہ

ارے کیا لیے جاتا ہے اسنے کہا جو دیا ہے وہ لیے جاتے ہین پہرنے والے نے کہا اس گٹھری مین تو آدمی معلوم ہوتا ہے اسنے جواب دیا ارے میان چپ رہو اپنے کام سے کام رکھو ناحق نوکری جاتی رہیگی پہرے والا یہ سُنکر قریب آیا اور کہا ارے کچھ حال تو کہہ کیا ماجرا گذرا ہے مہتر نے کہا میان ملکہ شعلہ چشم نے ایک لونڈی کے سینہ مین مکا جو تان کر مارا اُسکے کلیجہ پر لگا تڑپکر مرگئی مجھ سے کہا اسکو کسی نالے مین لیجا کر دبا دے اور خبردار کسی سے کہنا نہین اب تم چھیڑ چھاڑ کے پوچھتے ہو کہو تو لاش یہان رکھ کے مین چلا جاؤن پہرے والے نے کہا بھیا خفا نہ ہو جلد یہ لاشہ لیجاؤ یہ سُنکر برق آگے بڑھا اور اُس چوکیدار کے پیٹ مین ہول اُٹھا دوڑکر جمعدار سے کہا کہ ملکہ نے ایک لونڈی کے گھونسا مارا اُس کے کلیجہ مین لگا مرگئی مہتر کو لاش اُسکی دی وہ پھینکنے ابھی لیگیا ہے جمعدار نے کہا ان خیالون مین نہ پڑ دو جو ہوا وہ ہوا اُدھر کنیزون نے آپس مین کہا کہ نہانے مین بڑی دیر ہوئی ملکہ آخر کیا کر رہی ہین ایک نے جھانک کے جو دیکھا تو ملکہ ندارد ہین پھر تو سب اندر آئین ملکہ کو نہ پایا غل مچایا کہ ملکہ کو کوئی پکڑ لے گیا یہ خبر ملکہ حیرت کو ہوئی اُسنے صرصر کو بھیجا کہ دیکھ کیا سانحہ ہے عیارہ نے آکر پتہ نا پایا اور حیرت سے جاکر کہا برق فرنگی پکڑ لیگیا ہے حیرت یہ سُنکر گھبرائی اور قازجادو و توسن جادو نے کہا ہم جاکر لشکر مہرخ پر گرتے ہین یہ کہکر باہر نکلے اور نفیر سحر کو دم دیا جلد جلد کمر بندی ہوئی ملکہ حیرت نے صرصر کو بھیجا کہ جلد لشکر مخالف مین جاکر حفاظت شعلہ کی کر کہ وہ ہلاک نہ ہونے پائے عیارہ صورت بدلکر روانہ ہوئی اُدھر برق جب ساحرہ کو لیکر لشکر حریف سے باہر نکلا صحرا مین آکر پشتارہ سے نکالکر چاہا کہ سر کاٹ لون پس خنجر کھینچکر جو مارا نوک خنجر کی مڑ گئی اور ساحرہ پر اثر نہوا اور زمین تھرائی برق سمجھا کہ کوئی آفت آئی پس پھر اسنے پشتارہ مین اُسکو باندھا اور لیکر بھاگا یہانتک کہ اپنی بارگاہ مین سامنے مہرخ کے لایا اور کہا اے ملکہ مین اس فحبہ شعلہ چشم کو لایا ہون مین نے قتل کرنا چاہا تھا یہ قتل نہو سکی تم مار ڈالو ملکہ نے کہا اچھا مین کام اسکا تمام کرتی ہون پشتارہ کھولو اسنے پشتارہ کھولا اگر ساحرہ کے پکڑ لانے سے ایسا خوش تھا کہ سوزن اسکی زبان مین دینا یاد نہ رہا تھا جیسے ہی پشتارہ کھولا ہوائے سرد کا جھونکا از خود آیا اور زمین سرد ہوگئی شعلہ چشم ہوشیار ہوگئی اور اُٹھ بیٹھی دیکھا تو بارگاہ مہرخ کی ہے تمام سالار لشکر جمع ہین ملکہ موصوف سریر آرائے سلطنت ہے یہ دیکھکر اُسنے نعرہ کیا کہ ارے نمک حرامان تمنے مجکو عیار بھیجکر پکڑ بلوایا ہے یہ کہکر کچھ سحر جو پڑھا مکان جلنے لگا اور یہ سنبھلکر اُٹھی مہرخ نے ایک نارنج سحر کا اسپر مارا یہ فوراً پانون مین پیر مارکر غرق زمین ہوگئی اور تہ زمین پہونچکر قلاب زمین کو ہلایا زلزلہ زمین کو آیا جا بجا سے زمین پھٹ گئی صدائین مہیب آنے لگین اسوقت زلزلہ جادو نے ایک نارنج زمین پر مارا کہ زلزلہ موقوف ہوا اور زمین سخت ہونے لگی شعلہ چشم زمین سے نکلی مگر اس عرصہ مین صرصر یہان جو آچکی تھی اُسنے جھپٹکر قازجادو اور توسن جادو کو خبر دی کہ جلد چلو ملکہ وہان تنہا گھر گئی ہے وہ تین لاکھ کا لشکر لیکر برسم یلغار یہان آپہونچے طائران سحر نے مہرخ کو خبر دی کہ فوج حریف کی آپہونچی اسنے بھی نفیر سحر کو دم دیا لشکر بعجلت تمام ادھر بھی مسلح و مکمل ہونے لگا قاز و توسن تین لاکھ ساحرون سے آکر گرے تھے سنبھلنے کی بھی مہلت نہ ملی اہل اسلام قتل ہونے لگے ساحران مطیع الاسلام نے جو پایا وہ اُٹھا لیا کسی نے جھولا سحر کا گلے مین ڈالا کسی نے دو تین نارنج ہی پائے کوئی تلوار سحر کی لیکر دوڑا کوئی ترسول ہاتھ مین لیکر

چلا اسی طرح ہر ایک آکر بھڑ گیا اُدھر بارگاہ مین جب شعلہ حشیم کو معلوم ہوا کہ فوج میری یہان آگئی پس یہ بھی باہر نکل آئی اسوجہ سے کہ اندر بیٹھی ہوئی تھی اُسکے پیچھے تمام سردار بھی باہر آئے اُنکے آنے سے فوج اعدا میان کو تقویت ہوئی اور بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی ملکہ مہرخ بھی باہر نکلکر سوار ہوئی نقارہ پر سحر کی چوب پڑی طائران سحر سر بہ بال دیرانے واکرکے سایہ گستر ہوئے بیرون کے غل سے کان پڑی آواز نہ سُنائی دیتی تھی دنیا تہ و بالا تھی رن بولتا تھا ساحرون کے مرنے کی صدا آتی تھی کہ مارا طائر جادو و اطہر جادو وغیرہ کو ان آوازون سے تمام جنگل ہلتا تھا آندھیان اس زور سے آئی تھین کہ خاکدان عالم برباد ہوا جاتا تھا کسی نے کسی کو جلایا پھر دریا جاری کرکے اسکے تن سوختہ کو ڈبویا آگ لگا کر پانی کو دوڑ تلوار کی بجلی چمکی ابر گھر آیا اندھیرا عالم مین چھایا سحر نے چشم خورشید فلک مین خاک ایسی جھونکی کہ دیدۂ روزگار مین غبار آگیا ہوا کے ایسے جھونکے آئے کہ ساکنان عالم بالا کو یقین تھا کہ یہ پُرانا چھپر آسمان کا اُڑ جائیگا آوازین ہولناک ایسی آتی تھین کہ اسرافیل بھی گھبراتے تھے یہ دوسرا صور کس نے پھونکا گیتی تہ و بالا تھی خاک اُڑکر روے ہوا پر ایسی جمی تھی کہ ایک دنیا اوپر پیدا ہوئی تھی یا یہ کہ زمین ہنگامہ پردازون نے سر پر اُٹھائی تھی روے سپہر چھپ گیا تھا یہ ہنگام تھا کہ

نظم

لگا کوئی جادو کی کرنے پڑھنت	کوئی بڑھ کے میدان مین کرتا گرھنت	ہوا پیچ کھاتی تھی یون بار بار
کہ ہون جیسے درپیش عقبے ہزار	سیاہی تھی عالم مین چھائی ہوئی	بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
لگائی کسی نے کسی تن مین آگ	کہین شور برپا ارے سحر جاگ	کہین ابر گھر کر برستے تھے تیر
کہین کا نوردولیس کے آئے بیر	کہین سحر کا بحر تھا موج زن	کوئی کیلتا تھا عدد کا دہن
غرض ہر طرف سحر و نیرنگ تھا	یہی وقت جانبازی و جنگ تھا	اس لڑائی کی سیر دیکھنے کو ملکہ حسرت

بھی گئی لاکھ ساحرون کا لشکر ہمراہ لیکر بلندی پر آکر الگ استادہ ہوئی ہنگامۂ جدال و قتال مین ملکہ مہرخ خوش خصال نے تخت اپنا آگے بڑھا کر ایک نارنج ملکہ شعلہ حشیم پر مارا وہ نارنج آتے دیکھ کر اُڑ گئی اور نارنج جا کر اُسکی فوج پر گرا ایسا زور اُسمین ملکہ موصوف نے دیا تھا کہ چالیس ساحرون کا سینہ اُسنے توڑا شعلہ حشیم نے روے ہوا پر ٹھہر کر باران تیر مہرخ پر برسایا اسنے رد سحر پڑھا کہ ہزارہا پتلا فولیان سے پیدا ہوا اور تیرون کو قلم کرنے لگا اور ساث ہیزین سحر کی سر مہرخ پر آکر سایہ فگن ہوئین اُسپر بھی ایک تیر سپرون کو توڑ کر شانہ پر لگا کہ ملکہ موصوف نے زخم کاری کھایا جلن اُس زخم مین پیدا ہوئی اُسنے افسون پڑھ کر شانہ پر دم کیے کہ وہ جلن مٹی اور لہو بند ہوا لیکن زخم باقی رہا ادھر ملکہ زلزلہ اور توسن جادو سے مقابلہ ہوا اور اس ملکہ نے ایک ناریل مارا توسن نے اُس ناریل کو زبردست دیکھ کر پرواز کی لیکن ناریل اُڑتے مین اُسکے پانون پر پڑا کہ انگلیان پانچون اُڑ گئین اسوقت شعلہ حشیم کو غصہ آیا اور زمین پر اُتر کر اُسنے دوہتڑ مارا کہ وائے افسوس اب ہماری یہ لیاقت طلسم مین رہ گئی ہے کہ ادنی آدمی ہمارے مقابلہ مین آئے ہین ہمسری نہین کرتا سامری کا پوجنا بیکار ہے کیا خبر داران طلسم مر گئے کہنا تھا کہ زمین سے غبار اُٹھا اور بونڈرے کی طرح چکر کھاتا ہوا زمین سے چرخ برین تک گیا بعد لمحہ کے سبنے دیکھا کہ بہت بڑا

ایک میل فولادی بنا ہے اور اُسمین دریچے بنے ہوے نظر آتے ہین اُن کھڑکیون مین ایک ایک پتلی خلل زن مہر طلعت کے استادہ تھی حقیقت مین فلک حسن کی ستارہ تھی مگر ہر ایک پتلی کی آنکھین مثل مشعل روشن تھین اور شعاعین اور شعلے اُنسے نکلکر گرتے تھے اور چار سمت پھیلتے شعلہ حشیم گوہر دندان اسی سے اس ساحرہ کا نام ہے کہ سحر آنکھون سے شعلہ نکلنے کا کرتی ہے چنانچہ اُن پتلیون نے ایسا ڈانٹا لشکر مہرخ کو کہ سب کے دل تھرا گئے پھر ایک پتلی نعرہ زن ہوئی کہ با خبر اے خیرہ سران و تیرہ روزگاران تمنے بہت قدم ادب سے آگے بڑھایا ہے خبردار ہو جاؤ یہ نعرہ کرکے ہاتھ اپنے اُن سب نے آنکھون پر اپنی رکھ لیے یکایک آواز مہیب آئی اور وہ میل اسقدر دراز ہوا کہ تمام لشکر شعلہ حشیم کا اُسکے پیچھے ہو گیا اب اُن پتلیون کی آنکھون سے شعلہ آتش اسقدر نکلکر بلند ہوے کہ روے ہوا کہ نارنگیا سا بان چرخ نیلی کا رنگ سُرخ تھا باد سموم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی لشکر مہرخ دلاور جو آگے بڑھا آتا تھا وہ پیچھے ہٹنے لگا ساحران ناہی بنگلے سحر کے بنا کر مخفی ہونے لگے سپرین سر پر آڑ ہو گئین لیکن وہ آتش بڑھنے لگی روزگار کی چھاتی جلنے لگی فلک نامہربان نے عجب طرح کی سرد مہری دکھائی کہ خانہ تن مین آگ ہر ایک کے لگائی اہل اسلام باہم دلسوزی کرتے لیکن سب گرمجوشی بھول گئے ہر ایک کے دل سے لگی تھی مگر کہان بجھ سکتی تھی شعلہ حشیم مع لشکر کے الگ جا کھڑی ہوئی اسکی وہی مثل ٹھیک ہے کہ بھس مین چنگی ڈال جمالو الگ کھڑی ہوئین آفت عظیم برپا تھی دریاے آتش جوش مارنے لگا آسمان سے شعلے گر گر پھیلتے تھے یہ پرانا جھونپڑا ازل دنیا کا پھنک جاتا تو کیا بعید تھا اُس آتش کی گرمی تمام عالم مین پھیلی دنیا ساری دھوین سے لیلی بنی کہ

نظم

تھا ہوا سے تنور چرخ یہ گرم
تھی بڑی نان مہر ہو کر نرم
ساغر مہر گرم تھا یان تک
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک
گیا تالاب مین ہر ایک کنول
کنول کاغذی کی طرح سے جل
بوند کو دل صدف کا ترسے ہے
ابر نیسان سے آگ برسے ہے
شفق آفتاب شام و سحر
آگ دیتا جہان کو تھا یکسر

مسلمانون نے دست مناجات درگاہ خالق نار و آب مین بلند کی کہ اے حاکم مخلوقات ببرکت آیۂ دانی ہدایہ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم اس آگ کو ہم پر گلزار کردے یہ دعا ان کی مستجاب ہوئی شعلہ حشیم سے ملکہ حیرت نے بڑھ کر کہا کہ شہنشاہ کو مارڈالنا نمکحرامون کا منظور نہین فرماتے تھے کہ جب اسد اور عمرو مارڈالا جائیگا اسوقت یہ سب پھر میرے مطیع ہو جائینگے اور حق بجانب شہنشاہ ہے کیونکر دل انکا چاہے کہ انکو دم بھر مین بلسان حرف غلط مٹا دون جنکو لاکھون روپیہ کھلا کر سایۂ عاطفت مین پرورش کیا ہو کہ ع ذرون کو فروغ مہر سے ہے ٭ پس لازم یہ ہے کہ ان سب کو قید کرلو اور شہنشاہ کو لکھ بھیجو جیسا وہ حکم دین عمل مین لاؤ شعلہ حشیم نے کہنا اسکا منظور کیا اور سحر کچھ پڑھا کہ دریاے آتش گرد لشکریان اسلام ہو گیا اور آگ بھی الگ الگ برسنے لگی بیچ مین لشکر مہرخ کا آگیا اور جلنے مرنے سے محفوظ رہا خلاق خشک و تر نے رحم فرمایا فی الحال دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا جب دود آہ اہل اسلام سے زمانہ تاریک ہوا اور شعلہ مہر لرزتا ہوا اس گرمی کو دیکھ کر آتشکدۂ سپہر سے نکلکر مغرب کی جھکی ہین کر اکہ بموجب ابیات

کہ یعنی وہ لباس نور افشان
زمین جیسے دلھن تھی اسمین پنہان

ہوا سیلا کبودی رنگ لایا | بشکل عکس گیسو اُس کو پایا | شعلہ حشیم میدان سے بھی اُٹھکے
اُسکے برابر آکر کھڑی ہوئی یہ پہلے ہی بارگاہ مین نہ گئی ملکہ حیرت کی بارگاہ مین آئی سبنے اُسکی بڑی تعریف کی کہ اے
ملکہ کیا کہنا سحر کرے تو ایسا کرے اور یہ نمک حرام کسی طرح رحم کے لائق نہین آپ کل اُنکو قتل کرڈالیے اسنے یہان آکر نہ
شراب پی نہ کچھ راحت کرنا چاہا قلمدان منگا کر عریضہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ خدایان اس کنیز نے
یہان آکر یہ حال لکھا ہون کا کیا اب امیدوار ہون کہ اُن کے مار ڈالنے کی اجازت آپ لکھ بھیجیے تا کہ مین سب کا خاتمہ کردون
اور آپ تشریف لاکر اسد و عمرو کو جو قید مین ہین ہلاک کرڈالیے تاکہ یہ بکھیڑا جائے اور طلسم پاک ہوجائے اس عرضی کو ایک
ساحرہ نور پیرہن جادو کے حوالے کرکے حکم دیا کہ شہنشاہ میرے ملک سے جانب کوہ فیروزہ یا قلعہ سلطانیہ کی طرف
تشریف لے گئے ہون گے کیونکہ یہی دو راہین وہان سے باغ سیب کی ہین بادشاہ سیر کرتے آتے ہین تو ان مقامات
مذکورہ پر جاکر تلاش کرکے شہنشاہ عالیجاہ کو عرضی دینا اور جواب لیکر بہت جلد آنا دیر نہ لگانا ساحرہ مذکورہ وہ عرضی
لیکر طاؤس سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی لیکن جب یہ چلی تو برق و ضرغام عیار بھی اُسکے ہمراہ ہوئے کیونکہ لشکر مہرخ
پر جب آگ برسنے لگی تھی تو یہ لشکر سے بھاگ گئے تھے کس لیے کہ عیار ہنگام آفت اُس مقام پر نہین ٹھہرتے ہین غرضکہ
بارگاہ مین یہ دونون عیار بصورت مبدل آکر ٹھہرے تھے اور فکر برائے قتل شعلہ حشیم کر رہے تھے جب نور عرضی لیکر چلی
یہ بھی ساتھ ہوئے اسطرح سے کہ وہ تو اُڑ کر طاؤس پر سوار جاتی ہے اور یہ بطور مخفی نیچے نیچے طاؤس کے جاتے ہین اور ایسا تیز
چلتے ہین کہ طاؤس کا اُڑنا اور انکی چال برابر ہے جب بہت دور لشکر سے ساحرہ نکل آئی ایسا کہ بیس کوس پر پہونچی
برق نے ضرغام سے کہا کہ جب ہم بارگاہ حیرت مین تھے تو شعلہ حشیم کی زبانی سُنا تھا کہ شاہ طلسم قلعہ سلطانیہ
یا فیروزہ کوہ پر ملین گے پس یہ ساحرہ نامہ لیکر وہین جائیگی پھر ایسا نہو کہ کسی مرحلۂ طلسم کی طرف یہ جائے کہ وہان ہم جا
نہ سکین اس سے بہتر یہ ہے کہ اب اسکو زمین پر اُتارو اور جو کچھ کرنا ہو وہ کرو لشکر سے بہت دور آچکے ہین اب اسکو ہم عیار
کا گمان بھی نہ ہوگا ضرغام نے یہ تقریر سنکر کہا بہتر جو آپ فرمائیے وہ کرین اسنے کہا اب اتنا چلو کہ اس سے کئی کوس
پیشتر جا پہنچین یہ کہہ کر دونون مثل برق و باد روانہ ہوے اور اُس ساحرہ کے آگے پہونچکر صحرا مین ٹھہر کر صورت اپنی
ساحرہ کی ایسی دونون نے بنائی مگر خوبصورت جادوگرنیان بنے مانگ مین سیندور بھرا بندی ماتھے پر لگائی سُرخ
چُندریان اوڑھین لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے سر سے پاؤن تک چاندی کا زیور پہنا پات بالیان کانون مین گلے مین
جگنو توڑا طوق ہاتھون مین کڑے بازو پر جوشن پاؤن مین کڑے جھانجھ وغیرہ پہنکر ایک سانولے رنگ کی عورت بنا
اور ایک گورے رنگ کی ایک کا سن زیادہ ایک کا کم مگر دونون کا حسن نمکپاش جان مجروح فدا جگر عاشقون کی روح
ہاتھون مین دونون کے مہندی لگی ہوئی کہ بموجب بیت کہ کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا ٭ ان دونون ہاتھون
پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا ٭ کاجل دونون کی آنکھون مین لگا ہوا اسکی نسبت یہ کہنا روا کہ شعر کرے ہے
دہن زینت ظالمون پر تیرہ روئی کو ٭ کہ زیب ترک چشم یار سرمہ ہے صفاہانی ٭ زلف چلیپا رخسار پر پریشان ہوکر
ہوکر لہراتی تو یہ معلوم ہوتا کہ فوج حبش ملک عرب پر چڑھی آتی بلکہ یہ ثنا اُس زلف کی کرنا زیبا ہے کہ بیت

ناگن کا اُس زلف کی مجھ سے رنگت پوچھو کیا حاصل + خواہ بھی کالی خواہ پیلی اس نے اپنا کام کیا + اسی طرح انکے ہر اعضا پر
تیر مژگان کا ان کے دل نخچیر کہ بموجب بیت جا ہی بھر اُس صف مژگان سے پار + دل تو بڑا سا ہی جگر کر گیا + اس صورت
زیبا پر دونون آراستہ ہو کر باہم کچھ مصلحت کر رہے ٹھہرے تھے کہ ساحرہ اُڑتی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئی اُسکو آتے دیکھ کر
دونون نے ایک دوسرے کو گالیان دینا شروع کین وہ جو کمسن تھی اسکو سن دارنے دوڑ کر پکڑا اور اُسنے بھی اسکے بال پکڑے
دونون مالزادی ہیسو اچھنال کہہ کر غل کرتین ایک کہتی اری قحبہ رہ تو جاین تیرا کورے استرے سے سر مونڈ دون گی تو نے
اچھے گھر بنا جیا موئی تھنکاری میرے آدمی کے پیچھے بلا ہو کر لپٹی اری تجکو کوئی اور نہ جڑتا تھا وہ دوسری کہتی ہوئی بازارن
تو جب دگھڑے کرتی ہے تو نہین کہتی اور میری پاپوش تیرے خصم سے بات کرتی ہے میرے لاکھون خریدار ہین ایسا ہی مجکو
کرنا ہو تو ایک صبح کرون ایک شام کرون اور میری کیا شامت ہے جو تیرے خاوند پر گرونگی یہ تو ہی ایسی ہے کہ میرے
دیور کے پیچھے بھی کئی کچھ تیرے میان ہین لعل لگے ہین جو مین اپنی آبرو دونگی اُسنے کہا اری چھتیسی مکرتی ہے مین نے
تجکو اور اُسکو ابھی ایک جگہ پکڑا ہے یہ تو کہو وہ بچا بھاگ گئے نہین تو اسوقت دکھا دیتی موئے کو داماد کو تیرا بنا دیتی اُسنے
پھر جواب دیا کہ اری دمڑا بیٹی تو کیا مجکو ایک جگہ پکڑے گی نہین بھی اُس سے کچھ واسطہ تھا تو اب سہی رے دیکھون تو میرا کیا
کرتی ہے یہ کہکر جھونٹے باہم پکڑ کے گھونسے اور طمانچون سے لڑنا شروع کیا اور غل ایسا مچایا کہ نور پیرہن قریب پہونچ چکی تھی
ٹھہر کر انکی لڑائی دیکھنے لگی انھون نے اُسکو دیکھ کر پکار پکار کر کہا حضور ذرا ہمارا انصاف کر دیجیے وہ انکی دہائی دیکھ کر ہنس رہی
تھی زمین پر اُتر آئی اور کہنے لگی ایسے تم دونون کیون لڑتی ہو آپسمین کیون بھڑتی ہو ایک نے کہا سنیے حضور مین انکے میان کو بلانے
نہین جاتی انکے گھر مین قدم نہین رکھتی پھر یہ مجکو دکھ کیون دیتی ہین وہی مثل ہے کہ اپنے دام کھوٹے تو پرکھیا کو کیا دوس دوسری
نے کہا یہ سنے سچ کہا لیکن ہے آپ سے کہتی ہون کہ جب مجھ سے اس سے بہناپا ہوا اور اسکو مین نے اپنے گھر بلایا جب تو میرے
آدمی نے اسے دیکھا اسکو یہ لازم تھا کہ میرا ہی گھر اجاڑے یہ کتون کے پاس جاتی مگر اُس سے نہ بات کرتی اُسنے کہا کتون یا
تو آپ جاتی تیرے ہوتے سوتے جاتے تو موئی بات کرتی ہے کہ گالیان دیتی ہے اب پھر لڑائی شروع ہوئی نور نے کہا سنو با
سیدھی طرح کر دلرہ و نہین اور مجکو تم دونون کی کیفیت معلوم ہو گئی کچھ کہنے کی ضرورت نہین یہ کہکر اس گوری عورت سے
کہا کہ تم اپنے میان کو اُسسے لگاتی ہو کہ آشنائی ہے سنو میری بوا اس جھگڑی سے کیا فائدہ پھر مری جان جو میان تمھارے
گھر مین نہین گئے تو جو تم ہو گی وہ کوئی نہ ہوگا یہ بھی چار دن کا ہے چپ رہو دیکھو تو اونٹ کس کل بیٹھتا ہے اُسنے کہا صاحب
مین کبھی سوتیا آم نہین لیتی ساجھے کا کام نہین کرتی میرے پڑوس مین دو جورو کا خاوند اگر آ کر رہے تو مین وہ گھر چھوڑ دون
بھلا مجکو اتنی تاب کہان کہ یہ ناجو میرے ہوتے اُس سے اُلسین مُلسین مین آگ لگا دون گی انکے منہ کو اس دوسری نے
کہا آگ لگے تیرے منہ کو جھلسا بڑھے تیرے گھر مین موئی کے تن مین کیڑے پڑین جمشید کرے کوڑھ ٹپکے جیسا مجکو اُسنے
بدنام کیا ہے سب خلق مین رسوا کیا ہے جھنڈے پر چڑھایا ہے سب برادری بھر مین میری ناک کٹ گئی وہی جو کر کہتے نہین
تھالی پھوٹی یا نہ پھوٹی جھنکار تو ہوئی سب خلق کہتی ہوگی کہ اب ملازی چودھری کی ہوا ایسی ہو گئی ایک یار صبح بلاتی ہے
ایک شام تو اسنے جواب دیا کہ اخاہ بڑی تو نیکبخت تیرا آنچل کسی نے نہین دیکھا یہ سلازی کے بیٹے خصم کے جیتے جی مین

بگڑی گئی تھی بدھو میرے ہی پیے تو دونے مٹھائیون کے لاتا تھا ایک دن میرے ہی خاوند نے تو آمون کی بغیا مین چھپا سے مجھکو پکڑا تھا آج مین برادری مین بدنام ہوگئی وہ مثل کہتے ہین کہ کوری پیٹھ پچھنے لگے اُسنے کہا اری بیٹھ تو کیا میرے ثابت کریگی مین پچاس دھگڑے تو خود تیرے ثابت کردونگی یہ بھستی کے لونڈے سے کون پھنسا تھا اور وہ تجکو سے والا یہ یہان (یعنی یہان) آتا تھا اسنے جواب دیا کہ مین تو ہون ہی خراب لیکن تو میرے آدمی سے بات نہ کہا کر اُسنے کہا اب مین بدنام ہوئی وہ میان جاتے کہان ہین میرا من منائین گے یہ کہکر ملکہ نور کا دامن پکڑ کر میرا فیصلہ اُس مردے سے کرا دیجیے ادھر اس دوسری نے کہا اچھا یا تو یہی رہین یا مین رہون مجھکو اس موے سے فارغخطی دلوا دیجیے نور نے کہا بی بی یہ کئی دن کا جھگڑا ہے مجھ سے نہ فیصلہ ہو سکیگا مین اپنے مالک کے کام کو جاتی ہون اور کام بھی وہ کام ہے کہ ذرا دیر ہو جائیگی تو نہین معلوم کیا آفت آجائیگی موے عیار ایک ہی آفت کے ہین وہ میری مالکہ کو کچھ ستائین اور ضرور ہی ستائین گے کہ ان کمبختون کے دل سے لگی ہوئی سارا لشکر انکا قید ہے یہ جو اُن مصنوعی عورتون نے سُنا کہا آپ کو جلدی ایسی ہو کہ گھڑی بھی اپنے نہین لیجا سکتین ایک عورت نے کہا بھاڑ مین جائے لڑائی چولھے مین جائے قضیہ یہ تو آپ بتائیے کہ حضور آپکی کہان سے یہان آئین لشکر کا نام لیا جب مجکو خیال آیا لشکر ملکہ حیرت مین فیروز جادو میرے باپ نوکر ہین جنکے بھروسے پر مین میان سے فارغخطی مانگتی ہون آپکو کچھ میرے باپ کا بھی حال معلوم ہے اُسنے کہا مین تمھارے باپ سے تو واقف نہین مگر جب ہماری ملکہ آئی ہین لشکر حیرت بہت خوش و خرم ہے اسنے کہا آپکی ملکہ کون ساحرہ پارسا ہین اسنے حال ملکہ شعلہ جشم کے آنے اور لشکر مہرخ کو قید کرنے اور اپنے نامہ لیجانیکا شہنشاہ طلسم پاس بیان کیا اس عورت نے ہنسکر کہا کہ اے جمشید شکر ہے تیرا کہ یہ عیارون کے شریک نمکحرام سب قید ہوے اس دوسری عورت نے کہا اس بات کی خوشی کیا وہ لوگ ہزار مرتبہ پکڑے گئے اور ہزار دفعہ رہا ہوے اندھا جب پتیائے جب دو آنکھین پائے یہ سب جسدن مارے جائین اُس دن سمجھو کہ فتح ہوئی اور یون تو عیار اپنا کام کر جاتے ہین ساحرہ نے کہا میری ملکہ پر موے عیار ہاتھ نہ ڈال سکینگے اُنکی قضا ہی نہین ہے یہ عورت اس بیان کو سُنکر ساحرہ کے پانون پر گری اور کہا جہان مسلمانون کے قید ہونے کی خوشی سُنائی ہے وہان یہ بھی بتا دو کہ ملکہ کی تمھارے قضا کیون نہین ہے تا کہ دل کو اطمینان ہو اور خوشی زیادہ کرین ساحرہ نے کہا اس جرے کو مین نہین بیان کر سکتی مجکو حکم نہین ہے اس زن نقلی نے دعائین دینا اور منت کرنا شروع کیا کہ سامری تمھارا بھلا کرین تمنے ایسی خبر سُنائی کہ دل ہمارا باغ باغ ہو گیا اب اتنا اور بتا دو ہم خوش ہونگے اور کیا کرین گے تم جانتی ہو کہ کانون کی رہنے والی عورت ذات نہ کہین جانے نہ آنے کی کسی سے کہین گے نہین پھر ہمسے چھپانا کیا اُس ساحرہ نے بھی خیال کیا کہ لشکر یہان سے بہت دور ہے اور یہ اگر کسی سے کہیگی بھی تو چار پہر رات کا فاصلہ ہے مین حکم لیکر پھری اور سب باغی قتل ہوے پھر اسکے کہنے سے کوئی کیا کر لیگا یہ سمجھ کر اسنے کہا اس نیک بخت تیری خاطر ہے جو مین بیان کرتی ہون ہماری ملکہ کو اُنکے اُستاد نے ایک تختی بنا دی وہ تختی ایک مچھلی کے پیٹ مین ہے اور مچھلی چشمہ سحر مین اور چشمہ سحر بیابان نرگس زار مین جو یہان سے تیئس ۲۳ کوس پر جانب شمال ہے بس جو کوئی ملکہ پر فتحیاب ہونا چاہے تو وہ تختی لائے اور اُسکا عکس اُس میل پر کہ جسپر تیلیان کھڑی مین ڈالے وہ میل بر باد ہو جائیگا اور سحر دفع ہوگا پھر اُس تختی کو تلوار سے مس کرکے ملکہ کو مارے یہ کہہ کر فرمایا کہ لو اب مین جاتی ہون تمھارے جھگڑے سے مین

دیر بہت ہوئی اس زن نقلی نے اپنا دوپٹہ اُتار کر بچھا دیا اور کہا بی بی تمھارے کھڑے کھڑے پانوں تھک گئے ہوں گے ذرا ٹھہر جائیے دم لیکر چلی جائیے گا نور اسکے کہنے سے بیٹھ گئی اور اُسنے کمر سے بلہر انکالا اُسمین سے گلوری نکال کر اور ایک لاچی اسکو دی کہ نوش فرمائیے اُسنے وہ لیکر کھائی حلق سے پیک اُترتے ہی بیہوش ہو گئی اُسوقت برق نے ضرغام سے کہا کہ اب جلد سواری کی تدبیر کرو بیابان نرگس زار یہان سے تیس۳۰ کوس ہے ہم سے رات بھر مین بھی جایا نہ جائیگا ضرغام بنا بر حکم اسکے روانہ ہوا اور اطراف مین اس صحرا کے دیہات وغیرہ جو آباد ہین وہان پہونچکر پکارا کہ اے میان کوئی نوکری کریگا طلسم کی بستیون مین تو جتنے آدمی ہین سحر ضرور جانتے ہین چند آدمی اپنے گھرون سے نکل آئے اور اس سے ملاقات کر کے مستفسر ہوئے کہ بھائی کس کی نوکری ہے کیا تنخواہ ہے اسنے کہا نور پیرہن جادو مصاحبہ ملکہ شعلہ حشیم جادو بیابان نرگس زار مین جاتی ہین انکی کچھ طبیعت یہان کے صحرا مین پہونچکر سست ہو گئی ہے وہ نوکر رکھتی ہین تخت اُٹھوا اپنے لیے چلو تنخواہ بیش قرار ملیگی تمام عمر کو سرکار ہو جائیگی چین کرو گے اگر منظور ہو تو میرے ساتھ چلو دو ساحر انمین سے کہ غریب آدمی تھے اور نوکری کی خواہش رکھتے تھے تخت پر اپنے گھر سے بیٹھ کر اور اس عیار کو بھی اپنے پاس بٹھا کر روانہ ہوئے یہان اس عرصہ مین کہ جبتک ضرغام پھر کر آئے برق نے نور پیرہن کا لباس بدن مع زیور اُتار کر اپنے زیب تن فرمایا اور رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکے دماغ پر بیہوشی کی پٹی چڑھا کر کنوئین مین پانی گڈھے مین ڈال دیا اور ایک فرمان ملکہ شعلہ حشیم کی جانب سے لکھا مہر اُسپر ملکہ مذکور کی کر کے اپنے پاس رکھا مضمون اُسکا آگے بیان ہوگا یہ اس صورت سے درست ہو کر بیٹھا تھا کہ ضرغام ساحرون کو لیکر آیا اُن جادوگرون نے ملکہ نقلی کو بیٹھے پایا تسلیم کے لیے سر جھکایا ملکہ نے فرمایا کہ ہم نے تمھارا پچاس روپیہ مہینہ کیا ہمکو با آرام تمام بیابان نرگس مین پہونچاؤ اور جو کچھ ہمارا کام ہو براہ خیرخواہی کیا کرو اگر ہم خوش ہونگے تو اور تمھاری ترقی کرینگے ساحرون نے کہا ہم ہمیشہ سرفروشی اور جانبازی کرین گے اور جو کچھ ہم سے ظہور مین آئیگا حضور ملاحظہ فرمائینگی فی الجملہ نور نقلی تخت پر آ کر بیٹھی اور ضرغام بھی ساحر بنا ہوا گوشہ تخت پر آ کر بیٹھا ساحرون نے تخت کو بزور سحر اُڑایا اور بجانب منزل مقصود راہی سحر کے زور سے طرفۃ العین مین وہ تیس۳۰ کوس زمین طے ہوئی برق قریب بیابان نرگس زار تخت سے اُترا اور ساحران ملازم شدہ سے حکم دیا کہ تم کنارے اس چشمہ اور صحرا کے ٹھہرے رہو جبتک مین نہ آؤن قدم آگے نہ بڑھانا نہ یہان سے کسی اور طرف جانا یہ مقام وادی طلسمات ہے سراسر پر آفات ہے مین بحکم شاہ یہان آئی ہون ورنہ جو کوئی یہان آئے گرفتار آفت ہو جائے وہ ساحر وابستہ حکم تھے ایک درخت کے نیچے تخت لیکر ٹھہرے اور ضرغام و برق آگے بڑھے دیکھا کہ ایک صحرا کئی کوس کا نرگس زار ہے نئی طرح کی بہار ہے چاندنی رات مین نرگس کے پھول کھلے مین نرگستان کواکب خجل فرماتے ہین دیدۂ ثوابت کے ہمچشم نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ معشوقان نرگسی چشم چاندنی کی بہار دیکھنے کو مجمع ہین ہر ذرہ نہال ہو کر آنکھین ایک دوسرے سے لڑاتا تھا مصروف نظر بازی تھا ہوا سرد چلتی تھی جو کلی تھی وہ یہ پتہ دیتی تھی کہ کوئی معشوق آنکھین بند کیے سوتا ہے جو پھول زمین پر ٹوٹ کر گرے تھے وہ یہ بتاتے تھے کہ خفتگان خاک آنکھین کھولے تماشائے عالم دیکھ رہے ہین اور چشم حسرت سے بے ثباتی گلشن دنیا کا اشارہ کرتے ہین صفحہ کتاب عالم پر

منشی بہار نے جابجا صاد کیے تھے مضمون رنگین صفت چشم معشوقان مین نئے ایجاد کیے تھے وہ ہوا سے پھولون کا ہلنا معشوقان خوش چشم کا نگاہ کسی عاشق سے پھیر لینا نظر آتا غنچہ خاطر اُس جاے فرحناک کو دیکھ کر کھلا جاتا یہ عالم وہان کا تھا کہ **نظم**

ہو اُسکے وصف مین ہم جاکے گر لکھون مین غزل — مرا سخن رہے سرسبز تا بروز شمار
زبس ہوا کو تراوٹ نے وان کیا ہے نثار — شرار سنگ مین ہے رشک دانہاے انار
گذر صبا کا جو ہو جاے اس چمن کی طرف — نہو سواے زمرد عقیق وان زنہار
جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش — ہر ایک شاخ وہین سبز ہو کے لائے بہار
غرض مین کیا کہون یارو چمن مین قدرت سے — عجب ہے لطف کی ہے قطعۂ زمین پہ بہار
یقین ہے دل کو اگر ساکنان جنت سے — جو کوئی سیر کرے اُس دیار کا گلزار
زبس تماشے سے آنکھون کو وان نہو سیری — پلک کو موند نا نرگس کی طرح ہو دشوار

بیچ مین اُس صحراے سبز و خرم کے ایک چشمۂ آب الصفا آب تاب موجزن تھا فرط صفا و لطافت سے چشمۂ آفتاب پہ چشمک زن کہ ہمیشہ تا رہے وہ بحر کہ خجلت سے جسکی چشمۂ خضر ہمیشہ پردۂ ظلمات مین رہے ہے چھپا ٭ **برق و ضرغام** یہ کیفیت دیکھتے جب بیچ صحرا مین پہونچے کچھ طائر اپنے آشیانون سے نکلکر اُڑے اور پکارے کہ اے آنے والو جلد تر اپنا نام بتاؤ کہ تم کون ہو تاکہ ہم خبر تمھاری اپنے مالک سے جاکر کرین **برق** نے اپنے دل مین کہا کہ یہ نور نے نہ بتایا تھا کہ اس بیابان کا کوئی مالک بھی ہے اب اُسنے تو ہم سے **مفصل** راز نہین بتایا مگر ہمکو عقل سے کام لینا چاہیے یہ سوچ کر اُسنے جواب دیا کہ اے طائران سحر اپنے مالک کو جاکر اطلاع دو کہ **نور پیرہن** مصاحبہ ملکہ **شعلہ چشم** آئی ہین یہ سنکر وہ طائر اُڑ کر ایک سمت گئے ایک ساحر ملازم ملکہ **شعلہ چشم شمشاد جادو** اس جنگل کا ملکہ مذکور کی طرف سے محافظ ہے اُسنے ایک بنگلہ بیچ نرگس زار مین صندل کا بنواکر سکونت اختیار کی ہے وہ چبوترے پر بنگلہ کے آگے بیٹھا سیر شب ماہ کی دیکھ رہا تھا اور مشغول بادہ خواری تھا کہ طائران سحر نے جاکر خبر آمد **نور** بیان کی وہ خبر سنکر اپنے مقام پر سے اٹھا اور قریب **نور** جب آیا تو اُسکو پہچانا کہ ہمیشہ ہمراہ ملکہ **شعلہ چشم** اُسکو دیکھا تھا بس پہچان کر سلام کیا اور کہا اے **نور جادو** تم اسوقت کہان اُسنے کہا اپنے مقام پر چلو ذرا دم لیلون تو بتاؤن کہ کس آفت مین مبتلا ہون یہ وہان سے اپنی جگہ پر اُسکو لیچلا **برق** نے اس طرح ادائین دلفریب اور مستی افزا دکھائین کہ دل اُسکا اسیر فریفتہ ہوا یعنی کبھی چلتے چلتے پائینچے کلائی پر اس طرح ڈالے کہ پنڈلی تک کھولدی کبھی ڈوپٹہ ڈھلکا دیا کہ شکم و سینہ کھل گیا وہ سینہ کا ابھار گات کی بہار دیکھکر دل اُسکا سینے مین ہلنے لگا پیٹ کا کھل جانا سمین ناف کا مثل عقدۂ سربستہ درپیش آتا تھا وہ شب ماہ اور عالم تنہائی اور ایسی حسینہ و جمیلہ عورت ساتھ کہ بمقتضاے **مسدس**

ہوئے اُس قامت دلکش پہ قیامت صدقے — سرو جنت بھی اُسے دیکھ کے غش کھاکے گرے
پائینچے تھام کے چٹکی مین وہ جسوقت چلے — ہوگے بیہوش گرین پریون کے گروہ مین پرے
یہ ہو اُس زہرہ جبین ماہ لقا پر جوبن — صدقے جوتی کے ستارون پہ ہو سورج کی کرن

جا نغمہ زا ہو دم رفتار صدائے خلخال ... وضع مستانہ ہو اور اسپہ ہو اک نازکی چال
پانوں وہ ناز سے جس جا پہ رکھے بدر کمال ... خاک اُس جا سے کی لیجائے پری آنکھ میں ڈال
اتفاقاً کہین وہ نقش قدم دیکھو تم ... آئینہ پھر نہ کبھی تا بعدم دیکھو تم

غرض اُس نقش مراد کو شمشاد بنگلہ کے چبوترے پر لایا مسند پر تکلف پر بٹھایا گلابی شراب سرخ کی سامنے رکھی اور آہ سرد بھر کر پکارا کہ **بیت** مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کی طرف ✽ مائل کیا دل اُس ستم ایجاد کی طرف ✽ اس شعبدہ پرداز نیرنگ حسن نے ہنس کر جواب دیا کہ **شعر** زندگی کیون نہو دے تجھپر شاق ✽ یار بے اعتنا و دل مشتاق ✽ اسی طور جب بصدق **بیت** یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوے ✽ اسی لطف سے یہ تو ہمدم ہوے ✽ اسی گرمجوشی مین **نور** نے کہا ہم تو جاتے ہین جمشید بلائیگا تو پھر ملین گے ملکہ **شعلہ چشم** مقابلہ مین **مہرخ** کے گئی ہین وہان عیار زبردست ہین پس ملکہ کو یہ خیال وہان پہونچ کر آیا ایسا نہو کوئی جا کر لوح چشمہ سے نکالے آئے میری قضا بلائے مجھے سادہ لوح بنائے اس امر کو سوچکر بھیجا کہ جا کر تو لوح چشمہ مذکور سے لے آ چنانچہ مین چشمہ پر جاتی ہون اُسنے کہا اے ملکہ تم کیونکر چشمہ سے لوح نکالو گی اسنے کہا مردوے تو باتین بہت نہ بنا چل میرے ساتھ دیکھ لے کہ مین کیونکر لوح لیتی ہون اُسنے کہا تم جاتی ہو تو ہم کو کیا کہے جاتی ہو ہم یون ہی رہے ایکبار تو وصل سے شاد کرتی جاؤ اسوقت اس کافر کیش نے ہنس کر کہا **فرد** اب رہوگے اسی تمنا مین ✽ منھ رکھو اپنا دھو گرمھا مین ✽ یہ کہہ کر اُٹھی تھی کہ شمشاد نے اُٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے ترک ستمگر تجکو ملکہ نے لوح کا کیا پتہ بتایا ہے اسنے جواب دیا کہ خوب کیا مجکو تو نے اوپری آدمی بنایا ہے لوح شکم مین ماہی کے ہے کیا مین جانتی نہین ہون اُسنے کہا تو کس طرح تم ماہی کو یاد دوگی کچھ نشانی ملکہ کی تمھارے پاس ہے اسنے کہا اے شخص تو نے ڈیڑھ پہر باتون مین لگا کر اور زیادہ دیر کی میرے پاس نشانی ملکہ کی کیسی فرمان ہے اُسنے کہا وہ فرمان مجکو دو مین لوح تمکو منگا دون اسنے وہ فرمان جو بنایا تھا کمر سے نکال کر اسکو دیا اُسنے پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے ساکنان بیابان نرگس زار نور پیرہن میری مصاحب وہان آتی ہے اسکو تختی دیکر جلد روانہ کرنا مہر اُسپر **شعلہ چشم** کی دیکھ کر اور یہ مضمون پڑھ کر شمشاد اُٹھا اور نور بھی اسکے ساتھ ہوئی دونون کنارے چشمہ کے آئے شمشاد نے کچھ سحر پڑھا کہ پانی نے اس چشمہ کے جوش مارا اور ایک مچھلی نے سر بدر کیا ہر فلس اُسکا مثل انجم آسمان چمکتا تھا اور برنگ نیر تابان سارا جسم دمکتا تھا قامت اُسکا بسان ماہی بہشت دراز تھا بہج حوت پر اُسکو ناز تھا پس اس مچھلی سے اس ساحر نے کہا کہ اے ماہیان جادو ملکہ شعلہ چشم نے لوح مانگی ہے اب یا تو انکی قضا آ کر برابر ہوئی ہے یا وہ فتحیاب ہونگی لوح یہان سے جائیگی وہ دشمن کے ہاتھ آئیگی لوح کا جانا یہان سے اچھا نہین لیکن ہمتو اُنکے وابستہ حکم ہین تم لوح دیدو اُس مچھلی نے کہا تمکو کیا ہی آگاہی ہے کہ ملکہ نے لوح مانگی ہے اسنے جواب دیا کہ فرمان انکا لیکر نور پیرہن جادو انکی آئی ہے یہ سامنے موجود ہین اس کلام کو سُنکر اُس مچھلی نے ابکائی لی اور لوح اُگل دی نور نقلی نے دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی ایک طلسم نقش سبز سے کندہ ہے پڑھا نہین جاتا ہے اسنے اُس لوح کو لیکر گلے مین پہنا اور ہمراہ شمشاد چبوترے پر آیا یہان ضرغام نے انکے بعد جانے کے تمام شراب مین بیہوشی ملا رکھی تھی اور چکا بیٹھا تھا جب یہ دونون آئے اُسنے اشارہ برق

سے کیا کہ مین اپنا کام کر چکا ہون برق اسکا اشارہ سمجھا اور ہنسکر ساحر سے کہا کہ ارے موے اب تو مجکو جانے کیون
نہین دیتا آخر تیرا مطلب کیا ہی اُسنے جواب پاکر اب اسطرح جمشید کا نہ ترسا اور بت ترسا اور اسینے سے لب ہٹا اُسنے کہا
مردوے ذرا حواس مین آ صاحب مین لوح لینے کیا آئی کہ انکو سنی سوجھی ہین ملکہ لاکھ برس اب جہان وہ مجکو بھیجا کرینگی وہان کے
لوگون کی مین جو سدہ ہونگی تم خوب مزے مین آ گئے کیا کیا ہمسے کہنے لگے ساحر یہ باتین سُن کر منتین کہنے لگا پاؤن پر سر دھرنے لگا اور
گویا ہوا کہ **بیت** دلکو ٹکڑے نہ کرلے آئینہ رو ہاتھون ہاتھ ؛ جنس یہ وہ نہین جو ہوئے رفو ہاتھون ہاتھ
اُسکی منت کرنیسے یہ عیار مسکرایا اور جام شراب سے لبریز کر کے اُسکے منہ سے لگایا وہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہوگئی ہی
وہ ساغر بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہ ارے یہ کیا تو نے پلا دیا اُٹھنا تھا کہ اُلٹا کر بیہوشی نے سر نیچے
پانون اوپر برق نے قتل کرنا اُسکا اسمقام پر مناسب نجانا کہ صحرا تمام سحر سے بھرا ہی تشمہ سحر موج مارتا ہی مبادا
تم اسیر بلا ہوجاؤ اور لشکر تمھارا کام آجائے لوح لیکر تم نہ پہونچ سکو پس بدین مصلحت اُسکو اور بھی زیادہ بیہوش کر کے اندر
بنگلے کے لیجا کر لٹا دیا اور باہر سے آکر دروازہ بند کر کے اپنا راستہ لیا اور آئے اُس نرگس زار کے پہونچکر تخت اپنا ساحرون
سے طلب کیا وہ تخت لیکر حاضر ہوے یہ دونون تخت پر بیٹھکے حکم فرما ہوے کہ جلد ہمکو لشکر حیرت مین لیچلو کہ وہین ملکہ
شعلہ چشم ہی ہم انکا کام پورا کر چکے ساحر تخت اُڑا کر حسب الحکم روانہ ہوے اس اثنا مین وہ ہنگام آگیا کہ لوح زرین آفتاب
کو ماہی مشرق نے اُگلا اور شراب سرخ شفق سحر نے ساحر شب بیہوش کیا کہ نظم گئی ظلمات شب مطلع ہوا صاف ؛
نکل آیا ورق گردون کا شفاف ؛ ہو نخل سحر جبدم ہویدا ہوا اُس سے گل خورشید پیدا ؛ تخت ان عیارون کا کہ ملازم
ثانی سلیمان ہین برے ہوا سُن سُن اُڑتا ہوا نسیم سحری سے باتین کرتا جاتا تھا کچھ ہی عرصہ مین قریب لشکر مہرخ نامور
پہونچا اُسوقت اُسنے تخت زمین پر اُتروا کر ساحران نو ملازم سے کہا کہ اب تمسے صاف حال کہا جاتا ہی وہ یہ کہ ہم عیار
طرفدار ملکہ مہرخ ذی وقار ہین نور جادو نہین ہین لشکر ہمارا آتش سحر مین محصور تھا اسوجہ سے ہم بیابان نرگس مین ایک
کام کو گئے تھے اب تمکو نوکری کرنا ہو تو اطاعت اسلام کی اختیار کرو ورنہ اپنا راستہ لو تمنے ہمارے ساتھ احسان کیا
اس سبب سے ہمنے تمکو قتل نہین کیا ورنہ ہم ساحر کو مار ڈالتے ہین یہ مضمون سُنکر اُن ساحرونکے حواس منتشر ہوے کہ کیا
زبردست لوگ ہین آخر کچھ سوچکر عرض پیرا ہوے کہ ہم آپکے مطیع فرمان ہین جو آپنے فرمایا ہمکو بدل قبول و منظور ہے
اُسنے اُنکو اُمیدوار مراحم و بہبودی فرما کر حکم دیا کہ اب تخت کو میرے لشکر حیرت مین لیچلو وہ سحر خوان ہوے کہ تخت روان
ہوا ضرغام تو یہان سے علحدہ ہوگیا اور اُسکا تخت چلا وہان ہنگام سحر ملکہ حیرت سریر حکومت پر آکر بیٹھی تھی شعلہ
چشم بھی اُسکی بارگاہ مین آئی تھی سردار جمع ہوتے جاتے تھے ذکر ہو رہا تھا کہ نور جادو ابتک نہین پھری دیکھیے
شہنشاہ کیا حکم دیتے ہین اسی تذکرہ مین یکایک غلغلہ ہوا کہ نور جادو آئین لوگ دوڑے نور بھی دربار گاہ پر تخت سے اُتر کر
اتری اُسکی کنیزین جو یہان تھین باہر نکل آئین اور خوشی کرنے لگین کہ بی بی آئین ہاتھون ہاتھ اُسکو اُتارا یہ اُتر کر اندر
بارگاہ کے آئی اور شعلہ چشم و حیرت کو تسلیم کی پھر ایک نامہ بادشاہ طلسم کی مہر کا کمر سے نکالکر ملکہ شعلہ چشم کو دیا اُسنے
پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ ہم تُمسے بہت خوش ہوے کہ تُمنے نمکحرامون کو سزا دی ہرچند کہ سب باغی لائق رحم ہین

کہ میرا دل اُنکے قتل کو نہین چاہتا ہو لیکن اب کلیجہ پک گیا تاب ضبط نہین ہو اسلیے کہ تمکو اجازت دی جاتی ہو کہ کام
اُن سب کا تمام کردو اور نام و نشان ہر ایک کا صفحۂ ہستی سے مٹا دو یہ مضمون پڑھکر شعلہ جشیم بہت خرسند ہوئی اور حیرت
کو وہ نامہ دیا اس نے بھی پڑھا پھر شعلہ نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے کمر بندی ہوئی یہ بھی باہر نکلکر سوار
ہوئی حیرت کو بھی اپنے ساتھ لیا اب پھر وہی ہنگامہ افروزی کا زمانہ آیا لشکر دنگا چلنا نفیر و کرنا کا بجنا یا جون کا غل
ہائے ہو کی صدا ابر سحر کی نیرنگیان ظاہر طائران سحر کا اُڑنا عجب غلغلہ برپا تھا اسیطرح میدان جنگ مین پہونچکر
پشت میل پر تمام لشکر اپنا شعلہ نے ٹھہرایا اور حیرت سے کہا کہ اب مین سبکو غارت کرتی ہون اسنے کہا مین تو ہمیشہ
سے یہ چاہتی تھی لیکن شہنشاہ سے ناچار تھی اچھا تم اپنا کام کرو اسنے یہ سُنکر چاہا کہ سحر کرے اُسوقت نور بیرہن جو
اپنی کنیزون سے طاؤس بنوا کر سوار ہوئی تھی اور برابر ملکۂ مذکور کے استادہ تھی ملکہ سے گویا ہوئی کہ آپ کیون تکلیف
فرمائین مین سبکو ایک آن مین قتل کیے ڈالتی ہون یہ کہکر طاؤس اپنا کنیز سے کہکر آگے بڑھوایا اور شعلہ سے کہا کہ آپ
میرے ساتھ آئیے وہ اسکے ہمراہ ہوئی اور یہ سامنے اُس میل کے آئی اور عرض پیرا ہوئی کہ میرے سحر سے ملاحظہ
فرمائیے گا کہ کیا آفت آتی ہو ایک تو زندہ نبچیگا نہین اب حضور ایک کام کرین کہ گھڑی بھر گردن جھکا کر اور آنکھین
بند کرکے استادہ ہون پھر جو آنکھین کھولیے گا تو نیا تماشہ دیکھیے گا ملکہ اسکے کہنے سے آنکھین بند کرکے گردن جھکا کر
کھڑی ہوئی اسنے تختی کمر سے نکالکر خنجر پر مس کی اور اُس میل کے قریب جاکر عکس تختی کا اُس پر ڈالا یکایک صدائے
مہیب آئی کہ تمام لشکریون کے دل دہل گئے اور وہ میل جسطرح پہلے غبار کا بنا تھا ویسے ہی بگولے کی طرح چکر کھاتا
جانب زمین چلا اور زمین پر پہونچکر غائب ہوا اور جو شعلے ہر سمت پھیلے تھے وہ سمٹکر ایک سمت کو جاکر بجھ گئے
اور وہ دریائے آتش بھی غائب ہو گیا صدائے مہیب جو آئی تھی تو شعلہ نے ڈرکر آنکھین کھولدین اور گردن اُٹھائی
تھی یہ سامان نظر آیا تھا کہ میل سحر کا برباد ہو رہا ہے یہ دیکھکر حیران تھی کہ نور بیر اسحر برباد کرتی ہے یا دشمنون کا
مارتی ہے یہ تو حیران تھی اُدھر برق لیٹے ان دونون ساحرون سے کہ جنکو ملازم کرکے لایا تھا کہہ چکا تھا کہ میری
خبر رکھنا وہ بھی اس لشکر کے ساتھ طائران سحر پر سوار ہو کر آئے تھے میل کو غائب ہوتے دیکھا آگے بڑھ آئے
اور شعلہ جشیم آگے بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ ارے نور یہ تونے کیا کیا اُدھر سے برق آگے بڑھا یہ کہتا ہوا کہ باتش اور تجھہ کہان
جاتی ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر لوح نکالکر اُسکو دکھائی لوح کے دیکھتے ہی ایک چیخ اسنے ماری اور میل کے غائب ہونے سے
لشکر کا بھی اسکے سامنا تھا سارا لشکر بھی حیران تھا کہ یہ کیا تماشا ہو رہا ہو اب جو اسنے چیخ ماری لشکری اور کنیزین
دوڑین کہ ایسے ملکۂ عالم کو کیا ہو گیا کوئی بولا کہ سحر بہت زبردست کیا تھا کچھ اسمین فرق پڑگیا کوئی کہتا ہو کہ سحر اُلٹ گیا
غرضکہ لشکر تو اس دھوکے مین تھا اور تختی دیکھکر شعلہ جشیم چاہتی تھی کہ بھاگ جائے لیکن برق کب جانے دیتا تھا پاس
تو پہونچ چکا تھا خنجر مس شدہ لوح جو مارتا ہو گردن پر اسکی پڑا کہ سر کٹکر دور گرا صدائے شور نشور برپا ہوئی آندھی
پانی آیا ہنگامہ پیدا ہوا اسیرون نے غل مچایا کہ مارا شعلہ جشیم کو ہر زندان جادو کو اسی ہنگامہ مین برق نے
نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی ساحر ـــ اُسیر لیکے اُسوقت وہ دونون ساحر ملازم شدہ بنجہ بنکر جو گرے علیٰ

مذکور کو لیکر بلند ہو گئے اور ایک جنگل مین لاکر اُتار دیا اسنے ان ساحروں کی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب ملکۂ مہرخ رہا ہوئی ہین انکی ملازمت کراکر تمکو خطاب اور عہدہ دلواؤنگا یہ کہکر ذیل عیاری بجائی کہ ضرغام عیار بھی آیا اُن دونون ساحروں کو ہمراہ لیکر یہ عیار اپنے لشکر کی طرف چلے کہ آؤ چلکر حال دشمن کی فوج کا دیکھین ادھر تو یہ ماجرا گذرا اُدھر لشکر ملکۂ مہرخ کا جو حصار آتش سے چھوٹا اور اسنے جو سامنے لشکر حریف مسلح پایا فوراً حربے سحر کے لیکر حملہ کیا اُدھر سے توسن و قار سپہ سالاران شعلہ حشیم بڑھے لیکن تمام فوج بیدل ہو رہی تھی اور ہر ایک کو خوف اپنی جان کا پیدا ہو گیا تھا کہ اب جو اتنی بڑی ساحرہ ملکہ شعلہ حشیم ایسی مار ڈالی گئی تو ہمارا بچنا مشکل ہے ہر چند کہ سب کو خوف تھا مگر سپہ سالاروں کے بھڑ جانے سے لشکری بھی حملہ آور ہوئے پھر تو جادو کی چوٹین چلنے لگین منتروں کی کھوٹین پڑین ناریخ سحر نے ترش رویوں کے دانت کھٹے کر دیے تھے شربت اجل سے پیٹ بھر دیے تھے ترنج سے تو رنج پیدا ہی تھا چاشنی مرگ چکھا کر جان شیرین لیتا تھا ناریل ہر ایک یل کو نار مین بھیجتا بیر سحر کا بھینٹ نہ آتا تو کلیجے کا لہو گراتا کلواسر پر کھیل جاتا ساحر تو اپنا کرتب دکھاتے تھے بہادر ہنر شجاعت کے ظاہر کرتے داد تھوڑی پاتے تھے زبان شمشیر کے وہ نعرے گرما گرم تھے کہ سنگدل موم کی طرح نرم تھے ہر ایک ناری فی النار تھا موت کا گرم بازار تھا گھاٹ نے تیغ کے نام آوروں کا نام ڈبویا تھا نیزوں نے کجبازوں کو سیدھا جہنم مین بھیجا تھا ضرب سے گرز کی بسر تھا نہ بھیجا تھا سحاب باران تیر نے حریف کو ٹھنڈا کیا تھا اس جنگ کا یہ ہنگامہ تھا کہ **نظم**

برآسیختند این دو لشکر بہم
بران بوم کس جائے رفتن نیافت
خروشے برآمد ز ہر پہلوے
بگشتند ہندی بباران تیر

جہان شد ز پرخاش جویان دژم
ز باران تژدین و باران تیر
نلے گشتہ دیدند بر ہر سوئے

زمین آہن سیہ راہمی برشتافت
زمین شد ز خون چون یکے آبگیر
زن و کودکان شان ببردند اسیر

اسی شورش جنگ مین توسن و قار سپہ سالاران لشکر شعلہ واصل جہنم ہوئے بقیۃ السیف فوج نے راہ گریز اختیار کی جب لشکر مین بھگدڑ پڑی ملکۂ حیرت نے طبل امان بجوایا کیونکہ اسکو حکم شاہ طلسم کا ہر رزم نہ تھا غرض مہرخ بھی شادان و فرحان ہزاروں کو قتل کرکے مراجعت فرما ہوئی لشکر تمام آرام پذیر ہوا ہر سردار ہر ایک شراب عشرت پینے لگا عیار بھی بارگاہ مین آئے مہرخ نے برق و ضرغام کا بہت شکریہ ادا کیا اور انعام مین بیشمار مال و زر دیا ان عیاروں نے ساحران تو ملازم کی سفارش کی ملکہ نے انکو خطاب و خلعت سے سرفراز فرماکر ملازم کیا اور تعیش و عشرت قیام پذیر ہوئی اُدھر حیرت رنجیدہ و غمگین مترصد آمد شاہ طلسم ٹھہری اُنکو اس جگہ چھوڑ کر حال فرزند رشید عمرو سنیے **بیت** کنم گرم از بادہ من مغز را: تو لسیم یکے قصہ نغز را: چہرہ پردازان عرائس خیال شاہد بیان کو اسطرح جلوہ پذیر حجلہ تحریر مین فرماتے ہین کہ جب شہنشاہ اقلیم عیاری و سپہ سالار عسکر نصرت اثر مکاری و طراری نہال برومند حدیقۂ فیلسوفی و گل شاداب گلشن عمرو بن اُمیہ ضمیری افسر افسران و بہتر بہتران اعنی چالاک عالیشان سلیمانی کوہ سے ہمراہ شاہ طلسم روانہ ہوا تو یہ بھی نقب رفتہ قلعہ شعلہ دار کے

پہونچا اور اسجگہ بادشاہ رات بھر رہا تھا یہ بھی صورت بدلکر شب بھر فکر عیاری مین پھرا کیا لیکن پنجہ اسکا قابض نہ ہوا ہنگام سحر جب شعبدہ پرداز روزگار نے شعلۂ آفتاب فرش اطلس سبز فلک پر چمکایا اور مہرہاے کواکب کو نابود فرمایا کہ بیت فروغ صبح کے سامان دیکھے :: کواکب چند دم مہمان دیکھے :: صبح کو شعلہ وار تو لشکر لیکر بہر رزم ملکہ مہرخ روانہ ہوئی جیسا اوپر بیان ہو چکا بعد اسکے جانیکے شاہ جادوان بھی یہان سے روانہ ہوا اسکے ساتھ بطور مخفی عیار مسطور بھی چلا اور تیز روی کر کے اُس سے کچھ دور آگے جا کر ایک مقام پر ٹھہرا اور بستاطلگی عیاری صورت اپنی مثل زن پریسیما و مہ جمال بنائی سر سے پانو تک آفت کا پرکالہ حسن حسینان روزگار سے نرالا قیامت خیز جسکا قد بالا مختصر یہ کہ اُس ذی حسن کی نسبت یہ بجا کہ مسدس

وہ حسین ہے کہ نہین اُسکا زمانے مین جواب :: داغ کھاتا ہے اُسے دیکھ کے ہر شب مہتاب
رُخ نازک کو نہین ہے نگہ گرم کی تاب :: چشم خورشید سے بھی اُسکو ہے منظور حجاب
شمع قامت سے نہین گرم شبستان ابتک :: رُخِ روشن ہی چراغ تہ دامان ابتک

جلوہ اُس حسن خداداد کا جو آئے نظر :: ٹکٹکی باندھے نرگس نہ رہے تن کی خبر
کرے اُس چشم فسون ساز کا افسون یہ اثر :: اختیار اپنا رہے دل پہ نہ قابو مین جگر
رونق بزم جو وہ آئینہ تمثال ہو جائے :: دل بیتاب کا حیرت سے عجب حال ہو جائے

اس صورت سے آراستہ ہو کر لباس پر زر زیب قامت فرمایا مگر نہایت درجہ شکستہ اور میلا جا بجا سے چاک سر پر غم سے خاک گریبان پھٹا ہوا سینہ کھلا ہوا لب پہ آہ جانکاہ ایک طرف بیٹھکر زار زار برنگ ابر بہار رونے لگا برق کیطرح بیتاب تھا اور رعد آسا شور فریاد بلند کرتا اشکون سے جنگل سینچنے لگا سیل گریہ سے بیابان سیراب فرماتا تھا اس اثنا مین شاہ جادوان پران اُس مقام پر پہونچا اس مہر طلعت کو کسوف رنج مین مبتلا دیکھکر مستفسر حال ہوا کہ اے غنچہ دہن نازک بدن کس صرصر ظلم سے بستان بلبل گلزار تو مصروف نوحہ و شیون ہے کونسا تجکو رنج و محن ہے اُس گلعذار نے آنسو پونچھکر بادشاہ کی طرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر کہا شعر ہونا جو کچھ ہے وہ آخر شدنی ہوتا ہے :: اپنی تقدیر کے لکھے کو ہر ایک روتا ہے :: از بسکہ مین طلسم کی رہنے والی ہون اس سبب سے پہچانتی ہون کہ آپ بادشاہ ہین بہ ہیچ وجہ ماجراے غم و اندوہ و سانحہ ستم آلود اپنا عرض کرتی ہون اور کسی سے ہرگز مین کلام نہ کرتی اے بادشاہ عالیجاہ و شہنشاہ کیوان کلاہ خزان آفت دہر نے میرے باغ پر بہار کو لوٹا ہے گھر بار عزیز و اقارب ہر ایک مجھ سے چھوٹا ہے دامن کوہ سلیمانی مین میرا مسکن تھا میرا باپ بھی ملازم ملکہ سلیمان پر محن تھا اب مین تنگ خاندان آوارہ و سرگردان اس بیابان مین بحالت پریشانی پھرتی ہون ہر قدم پہ ضعف سے گرتی ہون نہ وہ شوکت ہے نہ شان ہے بسر اس مصیبت کا سامان ہے سچ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بیت مبارکباد ماتم ہے ہر آواز :: زمانہ جائے آسائش کہان ہے :: چالاک نام ایک عیار سفاک میرے گھر پر آیا اور مکر سے شوہر دیدہ ور کو میرے خواب گاہ عدم مین اُسنے سُلایا سب گھر لوٹ لیا ہر ایک کو قتل کیا مین سخت جان بھاگ کر زندہ بچی جو اس مصیبت مین پھنسی کہ نہ کوئی دوست ہے نہ غمخوار ہے صرف بیکسی و تنہائی یار ہے بادشاہ طلسم اسکی صورت زیبا دیکھکر قتیل خنجر ابرو و ذبیح تیغ ادا

ہو چکا تھا حال پر ملال اُسکا سُنکر سمجھا کہ وہ عیار ملکہ سلیمان کو قتل کر کے گھر گیا ہوگا بیشک بیان اسکا صحیح ہے گزند اسکو پہونچا ہوگا یہ سوچ کر دست شفقت اُسکے زنخدان تلے رکھا اور کہا اے غمزدہ عاشق نیم جان تیرا عوض اُس عیار سے مین لونگا تو غم نہ کھا وہ ستمگر بادشاہ کو مائل دیکھ کر ناز و کرشمہ دکھانے لگی غنج و دلال سے بادشاہ کے دل کو لبھانے لگی بادشاہ کا بھی یہ حال ہوا کہ نظم

ہوا برہم مزاج نوجوانی
ہکا یک شوق نے کی مہربانی
قریب پختگی پستان کو پایا
نگہ پہونچی جو سوئے سینہ صاف
نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف
ہوس نے اور بھی مطلب سمجھایا
گھر آیا ابر مستی جا بجا سے
لگی لو اُٹھنے شمع ساق پا سے

اس زن مصنوعی نے بھی غمزہ کرنا آغاز کیا یہ نقشہ اسکا بھی تھا کہ بیت

مزاج ایمائے دل سے گر بہکتا ۔ سخن تا لب حیا سے آ نہ سکتا ۔ اسی گرمجوشی اور اختلاط مین بادشاہ کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ ایسا نہو یہ مہروش بھی عیار ہو کیونکہ بادشاہ کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بس یہ خیال آتے ہی نگاہ گرم سحر آلود اُسنے جانب چالاک دیکھا فوراً بیرون نے سحر کے خبر دی کہ یہ چالاک عیار ہے بادشاہ یہ معلوم کر کے نعرہ زن ہوا کہ او ناعیار پہچانا مین نے تجکو عیار موصوف نے چاہا کہ خنجر کھینچکر اسکے مارون مگر بادشاہ نے سحر پڑھا کہ یہ بیحس و حرکت ہوگیا شاہ نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن بموجب مثل جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے ۔ بال نہ بیکا کر سکے کہ دو جگ بیری ہووے ۔ بادشاہ کو خیال آیا کہ باپ بھی اسکا قید ہے اسکو اُسکے سامنے اور اُسکو اسکے سامنے قتل کرنے مین زیادہ لطف ہے کہ داغ بالائے داغ جگر دشمن پر پڑے بس ایسا کچھ تجویز کر کے اسنے افسون پڑھا کہ زمین سے غبار اُڑ کر بلند ہوا اور لمحہ بھر مین پھیل کر بارہ دری کی طرح نظر آنے لگا چھت بھی اُسکی خام تھی اور بارہ در بھی کچے بنے تھے اور باہر سے وہ بالکل گول مثل گنبد کے دکھائی دیتے تھے بس اُس بارہ دری مین اس عیار کو اُٹھا کر اُسنے ڈال دیا اور پھر دستک دی کہ باہر سے سب در اُسکے بند ہوگئے اب بالکل ایک بگولہ زمین سے اُٹھتا ہوا نظر آتا تھا جب تدبیر کر چکا تو کچھ سنگریزے اُٹھا کر سحر اُن پر دم کر کے ایک سمت کو پھینکے وہ سنگریزے طائران خوشرنگ بنکر اُڑ گئے گھڑی بھر کا عرصہ گذرا تھا کہ آندھی سیاہ آئی ظلمت خراب آباد عالم مین چھائی جب وہ آندھی موقوف ہوئی ایک تخت طلائی روے ہوا سے نیچے اُترا اس تخت پر ایک عورت پریزاد کو سوار دیکھا کہ جمال مہر تمثال اسکا آئینہ رویون کے رخ شفاف کو رشک سے مکدر فرماتا تھا بال اُسکا ہر ایک آئینہ رخسار حوران کا جوہر نظر آتا تھا پیشانی کی صباحت دیکھ کر نور سحر ایسا شرماتا تھا کہ شفق صبح نہ کہنا چاہیے جگر خون سحر کا ہو گیا تھا یا چشم روزگار مین خون اُتر آیا تھا رخسار تابان اُسکا زندہ باژند آتش پرستان یا مصحف بہر تلاوت مسلمانان چشم فتنہ خیز کے گوشہ مین قیامت نہان اسی طرح ہر اعضا اُسکا صانع قدرت نے اپنے ہاتھ سے بیمثال بنایا تھا چھاتیون کو اُسکے نیبرین یا شش گاہ عاشقان کا نجانہ کیا تھا غلط غلط یہ تشبیہ کچھ نہین وہ چھاتیان دمدمہ میدان جنگ تھین اور دوپٹے کی آڑ چھاتی کی تھی دل عشاق کا صبر مٹانا چاہا تھا شکست تاب توان تا کی تھی کہ ابیات

طول ہوگا جو سراپا کا یہان ہو مذکور
مختصر یہ کہ سراپا تھی وہ اقدس کا نور

دعوے حسن کرے اس سے کوئی کیا مقدور
شمع کا گل ہو مقابل گل شاداب سے کیا
کرم شب تاب نہ چمکے مہ تابان کے حضور
نسبت ذرہ ہے خورشید جہانتاب سے کیا

اُس مہ پارہ نے ہلال آسا خم ہوکر بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ہنس کر فرمایا کہ اے سلطان جادو تمھارا مزاج اچھا ہے اور سلیمان تاجدار جادو سرشار ساغر پیالے جادو اچھی ہین اُس شوخ نے مسکرا کر جواب دیا کہ مین بھی اور وہ دونون کنیزین بھی جناب عالی کی جان و مال کو دعا کرتی ہین آج نہین معلوم کیا تھا جو حضور اس طرف تشریف لائے اور آئے بھی تو کنیز کے غریب خانہ کو نہ سرفراز فرمایا اس جنگلے مین ٹھہرے یا سامری میرے گھر سے ایسا انکار بادشاہ نے کہا تمھاری جان کی قسم مین تمھارے ہی یہان آتا تھا دو سبب سے اس جگہ ٹھہر گیا ایک تو یہ کہ یہان سے کچھ دور پر ایک چشمہ ہے کہ اُس چشمہ پر ایک روز سامری آئے تھے اور اس کے کنارے اُنھون نے پیشاب کر کے اُسمین اپنے پاوُن دھوئے تھے پس مین اُس چشمہ مین نہانے جاتا تھا اور دوسرا سبب یہ کہ راہ مین ایک آفت روزگار سے اور مجھ سے سامنا ہوا اُسنے مجکو روک رکھا چنانچہ اُس قضاء مبرم کو اس گنبد بے در مین مین نے قید کیا ہے اور تمکو اُسکی حفاظت کے لیے بلایا ہے اُس نازنین نے آگے بڑھ کر دامن بادشاہ کا تھام لیا اور اٹھلا کر کہا جمشید کی قسم اب مین آپکو کہین نہ جانے دونگی میرے گھر چلے چلیے پھر جہان جی چاہے جایے گا بادشاہ نے کہا مین قسم کھاتا ہون کہ اُس چشمہ مین غسل کر کے مین تمھارے قلعہ مین ضرور آؤنگا تم اس گنبد بے در کی حفاظت کرو اور اگر اپنے مکان پر جانا تو بہت احتیاط اسکی نگہبانی مین کرنا کیونکہ اسمین وہ افعی پر زہر بند ہے کہ جس کے کاٹے کا منتر نہین اور وہ آتش ہے کہ جسنے خانمان ساحران پھونک دیے ہین ملکہ نے کہا آخر بتلایے تو کہ اسمین کون مقید ہے شاہ نے کہا چالاک عیار بیٹا عمرو کا ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا اچھا آپ جایے اپنا قیدی مجھ سے لیجیے گا اور اے شہنشاہ اگر آفت کوئی اس گنبد پر آئے یہ قیدی اسکے اندر کوئی فتور اُٹھائے تو یہ کنیز اس گنبد کے اندر کیونکر جائے پس اپنا رد سحر کرنا مجکو تعلیم فرماتے جایے اور کچھ اندیشہ دل مین نہ لایے اور مین یہان سے اپنے قلعہ مین جاتی ہون آپ یہین تشریف لایے گا مین نگہبانی اس قیدی کی بخوبی کرون گی بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارا ٹھہرنا یہان بہت انسب ہے اُسنے کہا آپ مطمئن رہین خواہ مین رہون یا نہ رہون بادشاہ یہ سنکر وہان سے روانہ ہوا اور اس ساحرہ نے سحر پڑھا کہ کئی ہزار پتلا سحر کا پیدا ہوا اور از بسکہ بادشاہ چلتے وقت رد سحر کرنا اپنا اسکو بتا گیا تھا اُسنے سحر کا رد پڑھا تو اُس بارہ دری مین پھر دروازے پیدا ہوے اور اُسنے عیار کو بھی دیکھا کہ ایک شخص دُبلا پتلا نہایت حقیر بیحس و حرکت پڑا ہے اسنے دل مین کہا کہ بادشاہ اس ضعیف الجثہ لاغر اندام کی بہت تعریف کرتے تھے اس مشت استخوان سے کیا ہو سکتا ہوگا یہ سوچ کر ہر دروازے پر پتلہا سے سحر بٹھائے اور چاہا کہ پھر اس بارہ دری کو غائب کر دے چالاک نے بھی اس ساحرہ کو دیکھا اور بادشاہ ساحران کو نہ پایا بجز عیاری سے گوہر مکاری نکالا اور دام تزویر مین نہنگ فطرت کو گرفتار کیا وہ یہ کہ زبان سے کام لیا آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شکایت چرخ کجرفتار مین اپنے حسب حال یہ اشعار زبان پر لایا اور چونکہ اشعار مؤلف کے ہین اسلیے درد آلود ہین اشعار

جور گردون سے ہوا گلشن عالم کا یہ حال
داغ کی شکل نظر آتے ہین گلشن مین گل
جنبش برگ یہ ہے دل کے تڑپنے کا خیال
نالہ کش دیکھیے ہے باغ مین جان بلبل

صرصر قہر سے ہر نخل ہے نخل ماتم	ابر اندوہ گھرا آتا ہے غافل ہر دم
کف افسوس ہوئے چرخ کے ہاتھون تپے	داغدار ہوگئے تن دیکھیے طاؤسون کے
ہوا صد برگ کا بھی رنج سے رخ سارا زرد	داغدار ہو گیا لالہ بھی اُٹھا دل مین یہ درد
چشم نرگس کو یہان ہر گھڑی حیرانی ہے	زلف سنبل کو جو دیکھا تو پریشانی ہے

ازبسکہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہے جنکو لحن داؤدی خدا نے عنایت فرمایا ہے یہ بھی ایسا بیتل گاتا ہے زہرہ کا ترانہ بیہودہ خیال سکے سامنے سمجھا جاتا ہے بس ان اشعار مین ایسا درد بھرا تھا کہ ساحرہ کے آنسو نکل آئے کیونکہ اسنے کبھی ایسی صدائے خوش نہ سُنی تھی بس بیتابانہ قریب چالاک بن عمرو آئی اور کہنے لگی کہ اے گرفتار اندوہ و مصیبت اگر مین تیری خطا شہنشاہ سے معاف کرادون تو مجکو بھی گانا تو بتلائیگا اور تعلیم بطور معقول دیگا مجھ سے دغا تو نہ کریگا عیار مذکور نے کہا اے ملکہ یہ آپکا خیال سراسر بیجا ہے کوئی بھی اپنے محسن کے ساتھ بُرائی کرتا ہے مگر بادشاہ مجکو کسی طرح نہ چھوڑیگا ایسا مجکو دشمن سخت وہ جانتا ہے کہ کسی کی سفارش نہ مانیگا مگر آپنے جو میرے حال پر رحم کیا ہے اور میرا حال پوچھا ہے تو اب مجکو بھی لازم ہے کہ ایسی چیز آپکی نذر کرون جس کے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی بے حقیقت ہو اے ملکہ اگر تم خوف نہ کھاؤ اور میرا اتنا اعتبار کرو کہ یہ بُرائی نہ کریگا تو ہاتھ میرے دونون قابو مین میرے کردو تو مین ایک طاؤس اپنی کسوت سے نکالکر تمکو دون کہ وہ زمرد کا ترشا ہوا ہے اور داغ اُسکے جسم پر یاقوت سے بچے کیے ہین بوٹے سے اس مور کے رنگ شہاب کا جسمین سونا جل گیا ہے کل دبانے سے نکلتا ہے اور آنکھون سے مشکی گلاب کیوڑا بید مشک کا فوارہ چلتا ہے اور منھ سے اُسکے شراب ارغوانی و زعفرانی نکلتی ہے اور زمین پر ایکبار اسکو زور سے اگر رکھدو تو کمر کے پاس پرون مین چھپی ہوئی ایسی کل لگی ہے کہ وہ ناچنے لگتا ہے شاہان روے زمین کو ہمیشہ ایسی نادر شے کی تمنا رہتی ہے کہ ملے مگر ممکن نہین ہوتی یہ بادشاہ لشکر مسلمانان کو خدا نے شرف دیا ہے کہ اُن کے ادنی ترین ملازمون کو یہ چیزین میسّر ہین مین یہ تحفہ شاہ کوکب کے لیے لایا تھا لیکن جانتا ہون کہ شاہ جادوان مجکو زندہ نہ چھوڑیگا پھر وہ تحفہ نایاب آپہی کے کام آئے تو بہتر ہے **سلطان** ایسی نایاب چیز کا بیان سنکر بہت مشتاق ہوئی اور سحر کا رد پڑھکر ہاتھ اسکے قابو مین کردیے اسنے کمر مین ہاتھ ڈال کر پہلے ایک تختی الماس کی نکالی اور کہا اجی لاحول ولاقوۃ نہین معلوم کیا ہے کہ جس چیز کو ڈھونڈھو نہین ملتی ہے اس تختی مین تڑپ ایسی تھی کہ ساحرہ کی نگاہ خیرہ ہوئی اور پکاری کہ دیکھون یہ کیا ہے اسنے کہا یہ تمھارے کام کی نہین ہے تم طاؤس مجھ سے لو اسنے کہا تم جبتک وہ نکالو مین اسے دیکھون یہ کہہ کر وہ تختی اسکے ہاتھ سے زبردستی لی اسمین دیکھا تو دو تین سوراخ بھی ہین پوچھا یہ چھید کیسے ہین اسنے کہا اے ملکہ یہ تختی بھی عجب صفت رکھتی ہے یہ جو اسمین سوراخ ہین انمین عطر سلیمانی بھرا ہے جو کوئی اسکو سونگھے تو پریان ناچتی دکھائی دین حمزہ پردہ قاف سے اسکو لایا تھا کسی حکیم نے اسکو بنایا ہے یہ ماجرا سنکر ساحرہ نے بصد اشتیاق اس تختی کے ایک سوراخ کو نتھنون سے لگایا اور خوب اچھی طرح سونگھا چھینک مارکر بیہوش ہو گئی عیار مذکور نے اسکو کمند سے باندھا کیونکہ ہاتھ اُسکے قابو مین تھے اور وہ قریب اسکے بیٹھی تھی غرض اسکو باندھکر زبان

مین اسکی سوزن دیا اور اُسکو ہوشیار کیا اب جو اُسکی آنکھ کھلی ہاتھ پاؤن اپنے بندھے دیکھے زبان مین سوا چھدا ہوا پایا اشارہ کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے عیار نے کہا کہ اے ملکہ اب خدا کو واحد و یکتا جانو اور دین اسلام قبول کرو ورنہ مین تمکو قتل کرکے صاف چلا جاؤنگا دیکھا تم نے قدرت خدا کی تماشا کہ مجھ عاجز و بیدست و پا کو تمپر اُسنے غالب کردیا اور اے ملکہ سامری جمشید خداوندان باطل کو بربوبیت ماننا کار جاہلان و گمراہان ہے اُس خدا کو پوجو کہ جس نے عالم عالم ہست کیا اُسی کے قبضۂ قدرت مین کون و مکان ہے ہم سب کی جان ہے خالق روزی رسان معین یاور بیکسان ہے۔

نظم

چمن مین ذکر سے اُسکے ہے تفریح | مرا دل نام پر اُسکے ہے شیدا | کیا ہے جس نے حسن و عشق پیدا
اثر ہے نالۂ بلبل مین اُس سے | گلون کا دانۂ شبنم ہے تسبیح | یہ جلوہ حسن کا ہے گل مین اُس نے
| دلون کا عاشقون کے محرم راز | ادا و ناز کا خوبان کے دمساز

اُسنے اس طرح وحدانیت پروردگار بیان کی کہ ساحرہ کے آئینۂ دل پر سے زنگ کفر کچھ دور ہوا اور دل مین کہنے لگی اُسنے غور کیا کہ بیشک دین اسکا سچا ہے کیونکہ بادشاہ طلسم نے اسکو قید کیا پھر ایسا کچھ اُسکے خدا نے اُسکے دلمین ڈالا کہ اُسنے اسکو قتل نہ کیا اور مجھپر یہ باتون باتون مین غالب آیا بس یہ سوچ کر اسنے اشارہ کیا کہ مجکو چھوڑ دے مین مطیع ہونگی اسنے زبان سے اسکی سوزن نکال کر کھول دیا اُسنے کہا کہ اے عیار طرار تو نے میری جان بخشی فرمائی مین ممنون عنایت ہوئی اب مین تجکو اس گنبد بے در سے نکالے دیتی ہون اور یہان سے کچھ ہی دور پر ایک پہاڑ ہے کہ کوہ سلطانی اُسکو کہتے ہین اُسکے دامن مین ایک قلعہ ہے قلعہ سلطانیہ کہتے ہین اُس کوہ اور قلعہ کی ہم تین بہنین حاکم ہین میرا نام سلطان جادو اور اُن دونون کا نام سلیمان و سرشار جادو ہے مین یہان سے جا کر ان دونون کو بھی سمجھاؤنگی بادشاہ طلسم بھی وہان آئیگا بعد اسکی دعوت و ضیافت کے جیسا مشورہ ہوگا وہ کرونگی چالاک یہ باتین سُن کر غور فرما ہوا کہ یہان سے رہائی تمکو ملتی ہے اسکو غنیمت سمجھو اور اسکے ساتھ اسکے قلعہ مین تم بھی چھپ کر چلو اگر یہ قابض ہو جائے تو مع شاہ طلسم ساحرون کو مار و اسکو پھر وہان سمجھانا اگر نہ مانے بہتر نہین ابکی مرتبہ قتل کر ڈالنا یہ سوچ کر اسنے کہا اے ملکہ مین تمکو فہمائش کر چکا ہون اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے اچھا مجکو رہا کرو ساحرہ نے سحر پڑھ کر اسکے دست و پا مین قوت کردی اور کہا یہان سے نکلو عیار نے چلتے وقت کہا کہ اے ملکہ مین پھر تمہارے ساتھ احسان کرتا ہون وہ یہ کہ مجکو جو تم نکالے دیتی ہو اگر شاہ طلسم پوچھے گا کہ قیدی کو کیا کیا تو جواب کیا دوگی اسنے کہا ہان یہ بات تو سچ کہتے ہو پھر کیا تدبیر کرون اسوقت اسنے اپنی کسوت سے ایک سر مقوے کا بنا ہوا نکالا اور اسپر رنگ و روغن لگا کر اپنی صورت کا ایسا اُسکو بنایا اور ساحرہ کے حوالے کیا گلے کی رگون سے خون ٹپکتا تھا آنکھین حسرت آلود اُسکی کھلی تھین وہ سر ساحرہ دیکھ کر خوش ہوئی اُسنے سمجھا دیا کہ شاہ جو پوچھے کہہ دینا کہ وہ عیار شرارت کرتا تھا مین نے سر کاٹ لیا یہ سر اُسکو دکھا دینا غرضکہ ساحرہ اپنے سیر وغیرہ یعنی تیلے سحر کے لیکر امداد گنبد بے در نابود کرکے اپنے قلعہ مین گئی چالاک بھی یہان سے عقب مین اُسکے چلا اور صورت ساحرون کی ایسی بنا کر قریب قلعہ سلطانیہ پہونچا ایکطرف کو پہاڑ دیکھا کہ سر بفلک کشیدہ ہے یہ پہلے کوہ کے اوپر گیا دیکھا کہ درخت انواع و اقسام کے

اسپر لگے گلہاے خوشرنگ پایئن سے تا بہ قلعہ کوہ کھلے ہین اوپر پہاڑ کے جھاڑیان سر تراشی کی ہوئی بادلے سے منڈھی ہین چشمے ہر سمت جاری ہین چمنستان بنے ہین مکانات تعمیر ہین سامنے مکانون کے منگیرے باسلک مروارید کھنچے ہین پہاڑ پر تو یہ کیفیت ہے سامنے ایک جانب کوہ کے دروازہ شہر پناہ کا ہے برج آسمین بنے ہین کنگرے فصیلین تعمیر ہین ہر برج مین ساحرون کا مجمع ہے دروازے پہ کئی ہزار محافظ کا بڑا گو بڑا ہے یہ کیفیت اور سیر دیکھتا پھر کر قلعہ مین داخل ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت آباد ہے عمارتین پتھر کی بنی ہین در و دیوار کی صفائی پر غش غاطر ہر زہرہ جبین ہے بازار مثل بازار محبت گرم ہے ہر چیز لطیف و نرم ہے دکانین مثل خانہ چشم فتان معشوقان اشیاے عمدہ سے نیرنگ بازی دکھاتی ہین چشمان تماشائیان حسرت سے اشک تر کا چھڑکاؤ وہان لگاتی ہین چوک بہت چوڑا چکلہ آراستہ ہے گلبدنان نازک اندام کا ہر سمت مجمع ہے کہان تک وصف شہر بیان ہو یہ اشعار اسکی ثنا مین کافی ہین **نظم**

خوانچے والے کہین پر کہین کھانے والے	حقے والے کہین پر دل کے جلانے والے	تھے بہشتی جو وہان پانی پلانے والے
تھے مگر دل کی لگی کے وہ بجھانے والے	گلفروشون کی دکانون پہ یہ تھی گل کی بہار	بلبل دل تھا ہر اک شخص کا ہجا پہ نثار

بلکہ ہر سمت یہ حال تھا کہ **عبث** ہر طرف شہر مین برپا تھا حسینون کا ہجوم تھا جو تھی اس طرح سے تھی جیسے کہ شادی مین ہو دھوم **چالاک** ہر سمت تماشا کنان قریب دار الامارۃ شاہی آیا یہان بھی بڑا انتظام اور سامان پایا عمارت شاہانہ بنی تھی ایک ایک کوٹھی طاق کسرے و قصر فریدون پر طعنہ زنی کرتی تھی عیار نے بسبب ہجوم دربانان اندر دار الامارۃ کے جانا مناسب نجانا اس لیے کہ شاہ جادوان یہان آنیوالا ہے وہ آئے تو پھر جانا چاہیے فی الجملہ یہ تو باہر دار الامارۃ کے اپنی تدبیر مین ٹھہرا ادہر اُدھر **سلطان جادو** جو داخل دار الامارۃ ہوئی تو اُسنے اپنی بہنون سے کہا کہ بادشاہ نے مجکو بلا بھیجا تھا اور ایک قیدی میرے سپرد کیا تھا اُسکا تو مین نے سر کاٹ لیا لیکن شہنشاہ نے آنے کا یہان وعدہ فرمایا ہے پس سامان دعوت اور جشن مہیا کیا جائے اُسکی بہنون نے یہ سنکر حکم دیا کہ شہر مین منادی کی جائے یعنی ہر شخص سرخ پوش ہو اور اپنے مکان کو آراستہ کرے شب کو روشنی دروازون پر ہو گلی کوچون مین خس و خاشاک کا نام نہ رہے تمام شہر آئینہ بند ہو یہ حکم سنکر کوتوال شہر سرگرم اہتمام ہوا ہر مکان پر مصفا ہونے لگا استرکاری سے عالم کو چمکا دیا ہر مکان چاندی سونیکا ڈلا نظر آتا تھا برج خورشید و قمر اُن کے سامنے شرماتا تھا دکانین اور کمرے منقش و رنگین ہوے مکانون کی دیوارون پر طرح طرح کی گلکاری کیگئی ہر ایک اہل شہر نے لباس عمدہ زیب بر فرمایا دوکانداروں نے اشیاے عمدہ کا ڈھیر لگایا ہر سمت دھوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم آتا ہے سواری دیکھنے کو تمام خلقت شہر کی در و بام پر جمع ہونے لگی یہان تو یہ کیفیت اور دھوم ہے وفور عشرت ہے تماشائیون کا ہجوم ہے اُدھر **سلطان** وغیرہ نے ایک سو قصر عالیشان جو باغ پُربہار کے اندر تعمیر تھا نقش و نگار مین بے نظیر تھا جلسہ دعوت کے لیے مقرر فرمایا اور اُس باغ کو بموجب حکم شاہان کار پردازون نے آراستہ فرمایا یہ نقشہ اُسکا بنا یا کہ جوش طراوت سے ہر تختہ زمین رشک گلزار جنان تھا فلک اخضر وہ بوستان تھا ہر روش کا اُس کے نقشہ برنگ کہکشان تھا فرش مخمل سبز سبزہ کا بچھا تھا ہر خوشہ ڈالی مین مثل عقد ثریا تھا نہرین بصد لطافت ہر طرف روان

آب مصفا آب چشمۂ مہر تابان پھول ہر ایک غیرت بخش مہتاب رخ حور کے چہرہ سے بڑھکر اُنمین آب و تاب لالۂ حمرا کے تختے مثل چراغان روشن بہار پر نسرین و سمن چشم نرگس گل خورشید پر چشمک زن گیسوے غلمان بہ زلف مسلسل سنبل طعنہ فگن اب اس باغ پُر بہار کی دیوارون پر گلکاری کیگئی طرفہ بہار پیدا ہوئی خاطر رضوان بھی اُسیر شیدا ہوئی بارہ دری مین اس باغ کی آراستگی کیگئی پردہ ہاے زنبوری و زربفتی درون مین چھوڑے گئے مسندین آراستہ ہوئین اور جملہ سامان عشرت مہیا کیا جسکا بیان نظم مین کیا جاتا ہے کہ **نظم**

گرد پھولون کے عنادل کے ترانون کا سمان | قمریان بیٹھی ہوئی سرو پہ سرگرم فغان
ابر کو دیکھ کے طاؤس گلستان رقصان | سرو پر قمریان اور گل پہ عنادل قربان
چہچہے اُن کے ہر اک زمزمہ پرداز کے ساتھ | جس طرح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ

واسطے شہ کے مہیا ہوے سامان کیا کیا | فرش و اسباب سے آراستہ ایوان کیا کیا
گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستان کیا کیا | چاندی سونے کے قفس مرغ خوش الحان کیا کیا
خوش نوا ڈومنیان سامنے گانے کے لیے | ساز سب طرح کے موجود بجانے کے لیے

وہ خواصین کہ جو آراستہ زیور سے تمام | وہ جلیبین کہ مے حسن سے سرمست مدام
جنکے دیوانے ہین غلمان و پری چہرہ غلام | وہ کنیزین کہ میسر جنھین حورون کے مقام
لائین جنت سے شرابین جو طلب جام کرو | بانون جیبی کو وہ بیٹھین اگر آرام کرو

اسی طرح اس مکان مینو نشان مین ایک طرف میخانہ آراستہ کیا ایک سمت نعمتخانہ سجا گیا اس جگہ کا یہ حال تھا کہ **بیت** پر ہما نے کیے وا اپنے مگس رانی کو۔ روح حاتم کی بھی حاضر ہوئی مہمانی کو۔ اس سامان کے مہیا کرنے مین وہ دن بھی آخر ہوا اور خسرو طلسم روز چشمۂ ظلمت مین ثوابت یعنی کر ڈوبا ساحرۂ شب نے بہر دعوت شاہ انجم سپاہ

باغ فلک آراستہ کیا کہ بمقتضائے ابیات | غرض مانند شوق عاشق زار | ہوا خورشید تابان گرم رفتار
بشکل عارض الفاظ تحریر | بڑھی اک سمت سے دھندلی سی زنجیر | سر شام یہ تینون شہزادیان

بالاے بارہ دری آکر جلوہ گر ہوئین نیچے اس بام کے تمام شہر آباد نظر آتا تھا اُس کوٹھے کا وہ شہر جلیبے بامین باغ تھا شہر مین روشنی خوب ہو رہی تھی خلقت کا ایسا جماو تھا کہ میلہ لگا تھا سوانگ طرح طرح کے بنکر آتے تھے اور اس کوٹھے کے نیچے سے گذرتے وہ قلعہ قلعۂ افلاک کے ہمسر تھا کہ روشنی چراغان قنادیل انجم کی طرح تابان شعبدہ بازی بازیگران برنگ شعبدہ سازی گردش دوران دآسمان تھی آرائش و زیبائش مین چالاک صورت اپنی مثل صورت آتشبازان بنائی یعنی لباس سے بو گندھک کی اور بارود کی آتی جابجا پیرہن جلا ہوا دو تین انار کمر مین ایک دو چرخی مہتاب وغیرہ ہاتھ مین لیے اسی طرح چند وزن دکھانے کے واسطے لیکر سامنے اس کوٹھے کے آیا شہزادیون کو تسلیم کر کے دعائین دیکر عرض کیا کہ حضور مین آتشبازی ایسی بناتا ہون کہ کسی لیترنے تو کیا چرخ پیر سے باین ہمہ پیرانہ سالی نہ دیکھی ہوگی آج میری چرخی چرخ کی رنگ نہین بدل سکتی کیا مجال ہے جو

مہتابی کو مہتاب کی میری مہتابی کے ہموزن کرسکے اور پھلجھڑی عقد ثریا کی مقابل میری پھلجھڑی کے ہو گو فلک لاکھ پھلجھڑی چھوڑے اور شررباری آتش فتنہ کی کرے لیکن میری برق اندازی سے برنگ طاؤس آتشبازی آتش حسرت مین جلے حضور دیکھیے میرے پاس یہ وزن ہے یہ کہہ کر دو ایک گھنیان ایسے چھوڑے کہ عقل سب کی چکر مین آئی مہتابی کے چھٹنے سے آتشباز دہر کے منھ پر چھینٹے لگی ہوائی ملکہ **سلیمان** وغیرہ نے کمال وجہ پسند کیا اور فرمایا کہ اسوقت بادشاہ طلسم آنے والے ہین کچھ عرصہ نہین ہے سردست آتشبازی تیار کرسکتے ہو اس نے کہا دو پہر رات تک حضور اور حلیہ شاہ کو دکھلاؤن دو پہر شب کے بعد آتشبازی مجھ سے تیار لین لیکن سب مصالحہ جو جو مجکو چاہیے ہو عنایت کرین شہزادیون نے اسی وقت بارود شورہ گندھک لوہ چون وغیرہ منگوا دینے کا حکم دیا منتظمان دعوت نے بھی وقت سب سامان مہیا کردیا جو اس قلعہ مین کہ آتشباز رہتے تھے اُنکو طلب کرا کر **چالاک** نے اپنا شریک حال کیا اور انعام کثیر کا انکو امیدوار فرمایا وہ قلعہ آتشبازی درنیز و دیگر سامان اپنے یہان سے تیار اٹھوالائے **عیار** مذکور الگ سب کاریگرون کو لیکر بیٹھا اور آتشبازی بنانے لگا اور وہ اجزا اُسمین شریک کرانے لگا کہ جس کے دھوین سے انسان بیہوش ہوجائے یہ تو اس تدبیر مین ہے اُدھر شاہ طلسم نے جاکر چشمہ باشوے سامری مین غسل کیا جب وہان سے جانب قلعہ سلطانیہ روانہ ہوا دل مین اُس کے خیال آیا کہ ملکہ **سلطان جادو** نے جاکر میرے آنے کی خبر دی ہوگی سب اہل قلعہ منتظر میرے ہون گے بڑی تیاری کی ہوگی پس لازم ہے کہ مین بھی بڑے احتشام و تزک سے قلعہ مذکور مین جاؤن یہ غور کرکے ایک مقام پر ٹھہر کر اپنے سحر پڑھا کہ پریزاد طلسم تخت اور جلوس شوکت و حشمت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہوکر قلعہ مذکور مین آیا اہل شہر منتظر تھے کہ یکایک غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک چشم براہ سرگرم نظارہ ہوا دیکھا کہ اول چار سو تخت جن پر جواہر کے درختون کی چمن بندی کی ہوئی مثل قطعہ گلزار کے ظاہر ہوئے پھر بارہ سو جادوگر سرخ پوشاک پہنے منھ سے آتش فشانی کرتے تلوارین کھینچے مریخ صولت بنے ہوئے نکلے انکے بعد کئی ہزار سوار مرکب برزر پر سوار نکلے کہ گھوڑے انکے جواہر کے ساز و یراق سے آراستہ تھے ان کے گذرنے کے بعد بارہ سو ساحر بشکل ہیتناک اژدہون پر سوار پیدا ہوے کہ زحل بھی اُنکی صورتین دیکھ کر خوف کھاتا تھا ہندوے فلک چکراتا تھا جھنڈیان ہاتھون مین لیے جھوے گلون مین نارنج اُچھالتے گذر گئے ان کے بعد کئی ہزار رنڈی کا غول ظاہر ہوا کہ ہر ایک عورت سراپا غرق دریاے جواہر تھی فن عشق و حُسن سے ماہر تھی لباس ہر ایک گلابی زیب قامت کیے مہندی ہاتھ پانون مین لگائے بقول **مؤلف** ہاتھون مین دل لو اگر تم پھر مزا کیونکر نہو ؛ یہ کباب آتشی رنگ حنا کیونکر نہو ؛ ہر ایک گلبدن مہ جبین حور تمکین جوانی کا عالم مسن آپسمین قہقہے لگاتین پیر گردون کو اپنی ستمگری کے سامنے چٹکیون مین اُڑاتین گذر گیئن بعد کئی سو رنڈیان ساز ہاتھون مین لیے تختون پر سوار نکلین زندیٹا سارنگی کا کھینچتا تھا آپ طبلے پر پڑتی ناچ بردے ہوا ہوتا ہوا پر بھی ہوا بندھی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ ہوا پر اُتر آئی ہے سا کنان ہوا کی انجمن آرائی ہے انکے گذر جانے کے بعد چار ہزار نازنینان زرین پوش زیور یاقوت پہنے نکلین ہر ایک آمین گر تہ سنجی ایسی کرتی کہ

سامری کو اپنا غلام بناتی چشم فتان اُنکی عربدہ پردازی فتنہ دہر کو سکھاتی گھاتیان دوپٹے کی باندھے سینہ پر کچین ابھری ہوئین عاشقون کے دل کا ارمان بڑھاتین کہ ابھرا بھر کر وفور شوق زیادہ فرماتین کیا وصف اُن چھاتیون کا کیا جائے

مسدس

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ
ثمر پیش رس نخل سر طور ہین یہ
آشنا آنکھ سے جس روز وہ انگیا ہو جائے
کہتے ہین شمس و قمر ممعمۂ نور ہین یہ
ہاتھ کس طرح سے پہونچین کہ بہت دور ہین یہ
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

اور وصف اُنکے حسن کا کیا بیان ہو خوف یہ ہے کہ بہت طولانی نہ داستان ہو وہ یگانہ حسن و جمال یاقوت احمری ترشی ہوئی چلکیان پھراتی تھین دل دہر کو لٹو بناتی تھین آفتاب سے گویا بزبان ایما و اشارت فرماتی تھین کہ بھلا حسن مین سامنے ہمارے آ تو سہی یہ گو ہے اور یہ میدان ہے کیا ترے پاس سامان ہے وہ چلکیان یاقوت سرخ کی جب پھرتی تھین تو انگارے آگ کے بروے ہوا اُڑ رہے تھے یہ گل رخسار رین ملائک فریب تھین شیطان کو شہاب ثاقب لگاتی تھین یا انجم فلک کو چٹکیون مین اُڑاتی تھین ان کے نکل جانے کے بعد چار ہزار جادوگر طاؤس سوار چہرے اُنکے پر پرزادون کے اور جسم سب مثل طاؤس کے ہاتھ مین چلکریے ایک سمت کو نکل گئے پھر آٹھ نو سو چوبدار عصا بردار عصاے جواہر نگار ہاتھون مین لیے آواز طرق و اٹگاتے بڑھے عمر و دولت پکارتے ردے ہوا پر اُڑتے گذر گئے اُنکے بعد سترہ سو عورتین کمسن چھکاریان اور رنگریان لیے رنگ کھیلتی رنگ سے مین شرابور منھ پر عبیر و گلال ملا ہوا حسن کی دونی بہار اُنکا عضب کا نکھار وہ رنگ کھیلنے مین انکا بیساختہ پن عجب رنگ دکھاتا گورا گورا نازک نازک بدن پیرہن سے نظر آتا تھا رخسار اُنکا رنگ مین بھرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ لعل بدخشانی جوہری حسن نے دکان جسد مین دھرے ہین یا دو یگۂ نور روشن ہوئے ہین یا جوش پر رنگ شباب آیا ہے پھر حسن نے پر جوش ہو کر حبابون کو بہایا ہے غرضکہ جب یہ بھی گذر گئین ایک ابر پیدا ہوا بجلی اُسمین چمکنے لگی اور ترشح ہونے لگا موتی برسنے لگے باجون کی آواز ارغنون داؤد صوت ہزار آنے لگی اب شہر کی تمام خلقت مین غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ ہوشیار ہو جادشاہ شاہان کی سواری قریب آئی کہ بمقتضائے

مسدس

لو وہ آتا ہے جو ہے موجد نیرنگ و فسون
جسکے آگے سر تسلیم زمانہ ہے نگون
جو مسلمان کا رہتا ہے سدا تشنۂ خون
سر جھکائے ہے قدمبوسی کو جسکے گردون
جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہے
سر جلاد فلک کو بھی قلم کرتا ہے

یہ غلغلہ سن کر سلطان و سلیمان و سرشار مع تمام اپنے امراے دولت کے اٹھ کر بہر استقبال چلین کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لین تخت سحر پر سوار ہو کر بلند ہوئین اس اثنا مین ایک تخت زمرد کا نمودار ہوا جسکا ایسر موتیون کا پڑا تھا شاہ طلسم اس تخت پر جلوہ فرما تھا گرد تخت چلمنین سونے چاندی کے تیلیون کی پڑی تھین اور شہزادہ ہا نازنین

جنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی تھین حلبنین آدھی بندھی اور آدھی کھلی تھین ساحران خوک پیکر گھنٹے گھڑیال ناقوس بجاتے تھے بادشاہ بھی صورت اپنی مثل جوانون کے بنائے موتیون کا تاج سر پر رکھے سفید پوشاک زیب قامت فرمائے زمردکی سمرنین ہاتھون مین باندھے تھا ان تینون شہزادیون نے آگے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی پھر سواری کے ہمراہ مثل کنیز دون کے چلین شام ہوتے ہوتے بادشاہ داخل قصر جلسۂ دعوت ہوا اور تمام سامان تزک و حشم کو رخصت کردیا فرمایا کہ مین یہان سے جانب کوہ فیروز جاؤنگا پھرتا ہوا باغ سیب آؤنگا پس اس ساز و سامان کسے گرد اوری طلسم کی کرنہ سکونگا حاصل مرام وہ جملہ سامان طرفۃ العین مین سامنے سے غائب ہوگیا اب بادشاہ کے سامنے ناچ ہونے لگا بادشاہ بھی بالاے بام جو کمرے وغیرہ اور برج عمارت مین وہان بیٹھا نیچے اس بام کے شہر کی سیر دیکھتا تھا اس طرف باغ پر بہار مین مقیش اُڑ رہا تھا نازنینان ماہ پیکر کا مجمع تھا غرض ناچ دیکھنے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا ملکہ سرشار وغیرہ تینون بہنین جوان اور حسین طرحدار مین وہ پہلو مین بیٹھین پھر تو اس جلسہ کی یہ کیفیت تھی کہ جشن جمشیدی مقابل اسکے ایک گدا کی صحبت تھی کہ بمقتضاے

مسدس

ناچنے والون نے وہ دھوم مچائی آکر ۔ کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر
پتوریان ایسی چڑھین اترے رخ شمس و قمر ۔ نیچی آنکھین ہوئین تیغین تو اشارے خنجر
اُٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اٹھی ۔ پاؤن کی ٹھوکر دن سے گرد قیامت اٹھی

ایسے نقال کہ دیکھے نہ سنے آج تلک ۔ تالیون کی درا افلاک پر پہونچی دستک
گہ کمر مین تھی لچک گاہ تھی اعضا مین پھڑک ۔ گہ جوان گاہ بنے پیر کسی دم کودک
کبھی زاہد کبھی میخوار بنے تیزی سے ۔ زعفران زار ہوئی بزم طرب خیزی سے

دوپہر رات گئے تک تو یہ جلسے وان پر ۔ بعد ازان مشغلۂ بادہ و دور ساغر
ہمنشین پہنے ہوے گرد مرصع زیور ۔ چور سب نشہ مین جامے سے سراپا باہر
شان جام سے گلگون مین گل خندان کی ۔ قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحان کی

بعد اس جشن کے خاصے کا ہوا پھر سامان ۔ چن دیے لاکے وہ خاصے جو تھے نایاب جہان
میز ہر طرف تھے انجم کی طرح نور افشان ۔ لائین حورون سے کہو مائدۂ باغ جنان
چرخ کے خوان سے بھی نعمت الوان آئے ۔ نان خورشید و پنیر مہ تابان آئے

دوپہر رات گئے آتشباز نقلی نے آکر عرض کیا کہ آتشبازی تیار ہے کہان گاڑی جاے شہزادیان بولین کہ باہر باغ کے سامنے جو میدان ہے ادھر ایوان شاہی مین راستہ نہین چلتا ہے اسی طرف آتشبازی چھوٹنا اچھا ہے اس کوٹھے کے نیچے کہ جسپر بیٹھے ہین شہر آباد ہے تمام خلق دیکھنے کو جمع ہوگی ہجوم سے مزاج شہنشاہی برہم ہوگا پس یہ تجویز کرکے حکم دیا کہ باغ کے دروازے پر جو میدان ہے وہان گڑے چنانچہ اسی جگہ آتشبازی

نصب ہوئی اور در باغ پر ایک کمرے مین فرش مکلف آراستہ ہوا بیچ کے دروازے مین مسند بادشاہ
کے لیے بچھائی گئی اور شہزادیون کے لیے بھی اُسی جگہ بیٹھنے کی مقرر ہوئی اور امیران سلطنت اور زردرون مین
بھٹھرنے کو معین ہوے بادشاہ کو لاکر اُنھون نے اُس مسند پر بٹھایا آپ سر پر رومال جھلنے کھڑی ہوئین شاہ نے
ہاتھ پکڑ کر اسی در مین بٹھا لیا باقی کچھ لوگ میدان مین کچھ در باغ پر کچھ اور مکانات کے کمرون مین تماشا دیکھنے ٹھہرے
لیکن وہی لوگ یہان ہین جو رسوخیت رکھتے ہین اور مقرب و معزز ہین بہت بھیڑ اور ہجاؤ نہین ہے اس
اثنا مین شاہ کو خیال قیدی کا آیا **سلطان** سے پوچھا کہ ہمارے قیدی کو کس کے حوالے کیا جو تم یہان بیٹھی ہو
اسنے عرض کیا کہ بعد آپکے تشریف لے جانے کے مین چند کنیزین بہ حفاظت چھوڑ کر قلعہ مین اپنے آئی وہان
اُس عیار نے نہین معلوم کیا تدبیر کی کہ اندر اس گنبد بے در کے کنیزون کو بلا کر بیہوش کر دیا وہ تو مین نے بیر سحر کے
معین کر رکھے تھے کہ مجکو خبر دیتے رہین اُنھون نے مجکو اطلاع دی کہ جلد خبر لو کنیزین قتل ہوتی ہین مین بہت جلد
یہان سے گئی دو ایک کنیزین قتل ہوگئی تھین مین نے جا کر غصہ مین اُسکا سر کاٹ لیا اور آپکے دکھانے کو
سر لیتی آئی یہ کہہ کر ایک کنیز سے فرمایا کہ میری خوابگاہ مین صندوق رکھا ہے اُسمین سر لا کر مین نے
رکھدیا ہے لے آ وہ کنیز سر مصنوعی **چالاک** کا لے آئی شاہ نے اُسکو دیکھ کر فرمایا کہ شکر ہے سامری کا جو دشمن
صعب قتل ہوا یہ کہہ کر سر تو مزبلہ پر پھنکوا دیا اور مصروف تماشاے آتشبازی ہوا **چالاک** نے حکم چھوڑنے
آتشبازی کا جو پایا کرۂ ارض مین آگ لگا دی پہلے تو غبارے ہزارون اُڑا دیے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج
آسمان سے اُتر آئے ہین اُنمین ستارے چمکتے ہین وہ اُن غبارون کا ہوا کے رُخ پر جانا اور ڈگمگانا یہ ظاہر
تھا کہ سبعۂ سیارہ راہ مین بھٹکتے ہین بردے ہوا برج اور بنگلے بنے تھے شاہدان شعلہ رخسار انمین بیٹھے تھے
نہین نہین گنبد عیاری کے دل جلون کے دل مردہ تھے اور غبارے ان کے مقبرے تھے یا سرکشون کے
سر کمال فرخ سے ہوا مین بھرے تھے اسی طرح ایک سمت تو بین آتشبازی کی دغنے لگین صداے
انکی ارض غبرا مین کیا قلعہ افلاک مین تزلزل ڈال دیا ہوائیان ایسی چھوٹین کہ کرۂ ہوا کرۂ نار بنگیا
وہ فلک پر سے ستارہ کا کرنا اور سرخ سبز رنگ بدلنا عجب عالم دکھاتا تھا کبھی کوئی ستارہ مریخ تھا
دم بھر مین وہ زہرہ و عطارد نظر آتا تھا چار سمت سے آتشبازون نے جنگ بڑھائین اور انکی کھنیون
مین چرخیان باندھی اور پھلجھڑی دُم کی جگہ باندھ کر آگ لگا دی جب وہ جنگ بلند ہوئین پھلجھڑی
کی آگ چرخی تک پہونچی زد سے ہوا پر جو سب چرخیان چھوٹین چرخ شعبدہ گر چکر مین آیا لوگون کو گمان
ہوا کہ صدہا آفتاب آسمان سے اُتر آیا ہزارہا گیند درختون مین لٹکتے تھے ان مین جو آگ دی
انارون کی طرح وہ چھوٹے ایک گلزار زرین کوسون تک نظر آنے لگا زمین و آسمان شرر ریز و شعلہ خیز
تھا عدم آباد عالم کا پیدا وار رشک کوہ طور بنا خاکدان ظلمت عالم نور بنا مسدس

بعد خاصے کے لگی چھٹنے وہ آتشبازی	لگ اٹھی آگ فلک کو ہوئی برق اندازی

تھا تماشا کہین فیلون کی دغا پردازی — چلکے طاؤسون کی تھی چار طرف طنازی
چرخیان چھٹکے ملین گنبد دولابی سے — ہوگئی رات بھی دن زردی مہتابی سے
قلعے کاغذ کے جو تھے نصب ہوے آتشبار — آگ نے کرۂ خاکی کیا دم بھر مین حصار
صنعت سرو چراغان تھے شرربار انار — جیسے پرواز کرین نالۂ عاشق کے شرار
ہوئین مہتابیان روشن مہ انور کی طرح — چادرین چھٹنے لگین پانی کی چادر کی طرح

اس آتشبازی کے دیکھنے مین بادشاہ اور اہل غیور محو تماشا تھے اور تعریف کے نعرے بلند کرتے تھے ادھر ہت پھول جھڑی جوہی انار پھلجھڑی دیو پری پٹاکے بناکے چھوٹ رہے تھے اور چالاک نے اُس رُخ سے آتشبازی کو گاڑا تھا کہ دھوان اُسکا باغ کے کمروں کی طرف جاتا تھا ہوا کے رُخ پر اُن کمروں کو رکھا تھا تھوڑے ہی عرصہ مین دھوان گھٹا اور تمام مکانون مین بھر کر ایسا گھٹا کہ ہر ایک شخص کی آنکھون مین ناک مین سرایت کر گیا اور چھینکین مار کر تمام اہل تماشا بیہوش ہوے اور آتشبازون کے ساتھ اقسم جادو و قائم جادو نام سپہ سالار انتظام کرتے پھرتے تھے انھون نے آپس مین افزنشہ بیہوشی سے ڈھول ڈھپا شروع کیا اقسم نے قائم کے ڈھول ماری اُسنے کہا اب یہ کیا بھیا کو آنکھ اُٹھا سر کا خود لیے جاتا ہے قائم نے گھبرا کر پکارا اے مشعلچی تیل لا مشعلچی ایسا گھبرایا کہ اسکے سامنے چلو باندھ کر آیا کہ لیجیے اُولا قائم نے کہا لے اور چلو مین پیشاب کر دیا اور پکارا جلدی دستی مین بھر کر مشعل پر ڈال میرے پیشاب مین چراغ جلتا ہے ایک سپاہی نے آکر ایک لات ماری کہ اب ہمارے سامنے یہ شیخی لات کھا کر یہ گرا اور بیہوش ہوا دوسرا سپاہی اس سپاہی کو پکڑ نے چلا وہ بھاگا یہ دونوں بھی بیہوش آتشباز بھی آپس مین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے پیرہن مین آگ لگا دی کہ آتشبازی کا دیو بھاگا جاتا ہے کسی نے کسی کا ازار بند آکر کھینچا کہ اس پتلے کا یہ فلیتہ ہے اُدھر کمرون پر سے آواز تڑاق تڑاق چھینکون کی آرہی تھی آخر اس میدان دیوانات کے سب آدمی بیہوش ہوگئے چالاک خنجر کھینچ کر اُس کمرے پر آیا کہ جسمین شاہ طلسم بیٹھا تھا وہان پہنچتے ہی بادشاہ پر حملہ کیا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا خنجر اُسنے روک لیا یہ عیار سوچا کہ بادشاہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے جب تو غفلت مین بھی سحر اُسکا چلتا ہے خیر حال اسکے قتل کا ابھی طلسم مین رہنے سے معلوم ہوجائیگا غرض بادشاہ کے قتل سے ہاتھ اُٹھا کر جلد جلد اور ساحرون کے پیٹ پھاڑنا شروع کیے اور بہت کے کاٹے غل اور ہنگامہ بیرون نے مچایا آندھیان آئین ساحر جو یہان علیحدہ تھے وہ دوڑے اتنے عرصے مین اسنے سو دو سو کے سر کاٹے تین چار سو کے پیٹ پھاڑ ڈالے اُسوقت ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا بجلی چمکی بوندیان پڑنے لگین ہوا سرد چلی شاہ جادوان ہوشیار ہوکر اُٹھا عیار موصوف نعرہ کر کے کہ منم چالاک بن عمرو ایک سمت کو جست کر کے بھاگا ادھر سے ساحر آئے بادشاہ یکایک اُٹھا تھا حیران دار چار سمت دیکھنے لگا کہ یہ کیا ہوا عیار تو کہین جا کر چھپ رہا افراسیاب بادشاہ نے پانی زیادہ برسا کر سب کو ہوشیار کر دیا اور دیکھا کہ سلطان وغیرہ نے دعوت کے عوض ایسی عداوت کی ہے کہ کشتہ خون ساحران رنگین ہے جسم تن ساری کشتہ ہے سمندر بنکر جہاز ڈبوتا ہے غرضکہ اُسکو غضب طاری ہوا اور دل سے سوچا کہ سلطان نے مجھسے بیان کیا کہ جس عیار کا سر کاٹ لائی ہون اور یہان

وہ عیار زندہ نکلا اور اُسی نے آتشبازی بنائی بس معلوم ہوا کہ یہ شہزادیان قلعہ کے عیار سے ملگئی ہین یہ خیال کرکے اُسنے شہزادیون سے کہا کہ اری قحبا بڑا غضب کیا تم نے کہ نمک حرامی پر کمر باندھی اور مجھ سے دغا کی اُنھون نے ہاتھ باندھے اور قدم پر سر رکھا عذر کیا کہ اے شہنشاہ کنیزین بالکل بیخطا ہین اور اگر کوئی شبہ ہماری جانب سے حضور کو ہو تو معاف فرمایئے بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماری کہ سر اُن کے قدم پر سے اُٹھ گئے اور منھ سے بادشاہ نے اُف کیا ایک شعلہ منھ سے نکلا یہ تینون شہزادیان بیہوش ہوگئین اس وقت سب کنیزون اور رانیسون کو اُن کی بادشاہ نے طلب کرکے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ماجرا ہے اُنھون نے قسمین کھائین کہ ہم نہین واقف ہین شاہ نے کہا اچھا اگر تم شریک حال میرے ہو تو ان مالزادیون کو گرفتار کیے ہوے کوہ شگوفہ پر لاؤ مین وہان ان کو قتل کرونگا اور افسران لشکر کو اُس قلعہ سے بلایا اور ایسا سحر اُن پر دم کیا اور حکم دیا کہ اپنے سر کاٹ ڈالو سب نے اپنے ہاتھ سے سر کاٹنا شروع کیے قلعہ مین غوغاے عظیم برپا ہوا ان افسرون کی بیبیان لڑکے ہنین شاہ کے قدم پر آ گرین شور و فریاد و نوحہ بلند کیا اور عرض کیا کہ وہ عیار اس مین خوش ہوگا یعنے جو میرے قتل کرنے سے بچ گئے انکو شاہ نے قتل کیا اس کلمہ سے بادشاہ کو رحم آیا اور انکے قتل دہلاک سے ہاتھ اُٹھایا اور ایک معزز ساحر کو حکومت وہان کی سپرد کرکے چند تیلیان بزور سحر مٹی کی بناکر پیران کے قالب مین بٹھاکر سب کنیزون اور رانیسون کو شہزادیون کے مقید کرکے تختہاے سحر پر بٹھلایا اور کہا مجکو تم سے بھی شک ہے پہلے مین نے قیدان حرامزادیون کی تمھارے سپرد کرنا چاہی تھی مگر نہین جنکی مالکین باغی ہین انکی کنیزین کیونکر نہ باغی ہونگی یہ کہکر اُن تینون شہزادیون کو بھی ایک سحر کے تخت پر زنجیرون مین باندھ کر بٹھایا اور ہوشیار کردیا کہ اپنے حال خراب کو دیکھین بس اُن مٹی کی تیلیون کے یہ سب تخت سپرد کرکے فرمایا کہ کوہ شگوفہ پر انھین لاؤ اور آپ یہان سے پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن اس انتظام کرنے اور دعوت وغیرہ کے جلسے مین وہ رات گذرچکی تھی خلعت پرز ستارہ دار جسم فلک سے حاکم طلسم قدرت نے اُتار لیا لباس عریانی تن عنایت فرماکر اطلس گرد وغبار کا جامہ روزگار زرنگار کردیا

نظم

سحر کی پھیل گئی ہر سو دہائی | کہ جسدم زلف شب گھٹنے کو آئی
درختون سے ہوئے خشک اشک شبنم | حرارت مہر نے بخشی مگر کم

بادشاہ تو جاچکا تھا صبح کو تیلیان تخت مقیدون کے اُڑاکر روانہ ہوئین قلعہ مین عجیب طرح کا تلاطم تھا نوحہ و شیون کی صدا ہر گھر سے بلند تھی بخت سیاہ زلف بنکر چھار طرف گلیون مین لیے رہا تھا اشک تر کا چھڑکاؤ سر راہ تھا غم واندوہ کی سیاہ دورویہ استادہ تھی چشم حسرت آلودہ کی طرح ہر دکان کھلی تھی شہر تمام وحشت آباد تھا خانہ خرابی خانہ بخانہ تھی ہر ایوان دور فرط غم سے ششدر ہر ایک دل مثل آئینہ مکدر غرفے اور دریچے مثل آغوش پر تمنا کھلے تھے دروازے بسان باب مطلب کم نصیبان بند تھے کہان تک یہ رنج بیان ہو کسی کو جوش الم سے ہوش نہ تھا چالاک بھی شہر سے اسی ہنگام مین صبح کو نکلگیا اور اُن تختون کے ہمراہ یہ بھی چلا دل سے کہتا تھا کہ ملکہ سلطان تیرے سبب سے قتل کرڈالی جائیگی اسنے تجکو قید بادشاہ سے رہا کردیا تھا تجکو بھی چاہیے کہ اسکو چھڑادے اور اب بادشاہ اس سے باغی ہوگیا ہے یہ جائیگی کہان مع اپنی بہنون کے یقین ہے کہ تیری شریک ہوجائے یہ تجویز کرکے اسنے ایک جگہ ٹھہرکر صورت اپنی

بارہ چودہ برس کے سن کی عورت کی ایسی بنائی لیکن چہرہ پرنور پر زردی غم کی چھائی ہوئی زلف سیاہ پر پریشانی آئی ہوئی حسن صبیح مین شوریت رنج کا نمک جو ملا تھا تو اور زیادہ مزا پیدا ہو گیا تھا مگر شہد رنج مین نمک کس کام کا سراسر بے لذت و بدذائقہ تھا یعنی گرد غم منھ پر پڑی آنکھون سے بندھی اشکون کی لڑی دوپٹے کا ایک آنچل سر پر ایک زمین پر گھسٹتا ہوا پائینچے چھوٹے انگلے پائون کانٹے تلوون مین چبھے انگیا مسکی ہوئی چھاتی کھلی ہوئی منھ پر دوہتڑ مارتی ہوئی ہرامی جان کہتی زار زار روتی اُس تخت کے نیچے پہنچی کہ جس پر شہزادیان قید تھین یہ بھی دوڑتی چلی اسکے حال زار کو تیلیون نے کہ اصل مین وہ پتلیان ارواح خبیثات ہین دیکھ کر رحم کھایا اور تختون کو زمین پر اُتار کر کہا اے مغموم و بدبخت یہ کیا تیرا حال ہے کیون تو اسیر سلسلۂ ملال ہے مجرمون کے سایہ سے بھاگنا زیبا نہ کہ تو انکے ہمراہ آتی ہے اشک غم انکے رنج پر بہاتی ہے اس وابستہ زنجیر اندوہ نے جواب دیا کہ اے بہنو ان شہزادیون نے مجھکو چھ مہینے کا لیکر پالا تھا انکی بدولت دنیا بھر کے چین عیش کیے کس ناز و نعمت سے پلکر ہم اتنے بڑے ہوئے اب یہ ہماری پالنے والیان دیاس عذاب مین گرفتار ہون اور ہم گھر مین بیٹھے رہین یہ ہم سے ہو سکا گھر سے نکلے ہین نہ دانا کھائین گے نہ پانی پئین گے یونہین تڑپ کر جان دینگے اگر تم ہم پر اتنا احسان کرو بہت اچھا ہے کہ مشکین ہماری باندھ کر انھین کے پاس بٹھا لو تو ہم انکو دیکھتے چلین شاہ سے کہدینا کہ یہ ان گنہگارون کی بیٹی ہے قید ہونے سے رہ گئی تھی ہم نے گرفتار کر لیا شاہ ہمکو بھی قتل کر ڈالیگا یہ کلمات حسرت آیات سنکر وہ پتلیان بولین کہ اسے ہے لگوڑی غیر ہے لیکن پالی جو ہے تو کیا محبت پُر شکر ہے اچھا اسکو بٹھا لینا چاہیئے ایک نے کہا جو بادشاہ خفا ہو تو کیا ہو دوسری بولی کہ جب مقام قریب شہنشاہ آئیگا تو اُسکو اُتار دینگے یہ کہکر اس سے کہا اچھا بدبخت تخت پر بیٹھ جا مگر غل نہ مچانا نہین ہم اُتار دینگے یہ نازنین اُسی تخت پر کہ جس پر شہزادیان قید تھین جا بیٹھی اور گردن مین انکی باہین ڈال کر کہا امی جان تمنے کچھ کھایا بھی وہ تینون حیران ہین کہ یہ کون ہے ہماری تو کوئی لے پالک نہین مگر یہ سوچتی ہین کہ تم تو قید ہو اسکے حال کی تفتیش نہ کرو کوئی ہو گی تم سے تو یہ لطف و مدارا پیش آتی ہے غمخواری جتاتی ہے غرضکہ جب اسنے پوچھا کہ تم نے کچھ کھایا انھون نے کہا کہ اے بیٹی قید مین کھانا پانی کہان اس گلرو نے کہا ہم لڈو موتی چور کے تمھارے لیے لائے ہین تم کھاؤ تو ہم بھی کچھ کھائین انھون نے کہا اس غضب مین کھانے پینے کا کسے ہوش ہے اچھا ان تیلیون سے کہو اگر یہ تخت ٹھہرا رکھین تو ہم کھائین اُس گلبدن نے لڈو بہت سے نکال کر ان تیلیون کے آگے رکھے کہ یہ آپ بھی کھائیے اور تخت ٹھہرا رکھیے کہ ہماری مائین بھی کھالین انھون نے وہ لڈو لیکر کھانا شروع کیے اور کہا جلد تم بھی کھالو کھلا لو اسنے کچھ لڈو دغائی از بیہوشی نکالے اور شہزادیون کو دیے وہ بھی کھانے لگین لیکن تیلیون کو لڈو بیہوشی ملے ہوئے دیے تھے وہ کھاتے ہی بیہوش ہو گئین اسوقت شہزادیون نے پوچھا کہ اے بیٹی تو کون ہے اسنے کہا مین وہ ہون جسکو سلطان بہنے گنبد بے در سے نکال دیا تھا اب تم سحر پڑھو اور سب ملکر یہ زنجیر اپنے پائون سے دفع کرو اور میرے ساتھ چلو یہ سننا تھا کہ اُن تینون نے سحر پڑھا اور اسبکہ ناظمہ ممالک طلسم ہین سحر کو بادشاہ کے تینون نے ملکر رد کر دیا اور ان پر سے کیا سحر اُترا سب کنیزون انیسون پر سے بھی اُتر گیا انھون نے جلد ایک

تخت اپنے سحر سے بنایا اور چالاک کو اُس پر بٹھا کر آپ بھی سوار ہوئین اور کنیزون انیسون وغیرہ سے کہا کہ زمین آسمان مین غائب ہو کر بطور مخفی ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم لشکر مہرخ مین جائین گے وہ سب پرواز کرکے چھپ کر روانہ ہوئین اور یہ شہزادیان بھی چلین اُن تپلیون کو اسی طرح بیہوش چھوڑا اس لیے کہ یہ قتل نہو سکینگی راہ مین شہزادیون نے عیار سے کہا کہ ہم بدل مطیع الاسلام ہوے اطاعت خواجہ عمرو کی مثل مہرخ ہم نے قبول کی تم ہم کو اس شاہ ستمگار کے ہاتھ سے بچا کر لشکر مہرخ مین پہونچا دو اور راے عیار طرار یہان سے لشکر مہرخ بہت دور ہے تم تمام بیابانون مین سرگردان پھرتے تھے مگر لشکر مذکور تک نہ پہونچتے ہم بھی جانبازی و سرفروشی کرکے آپ کو پہونچا دینگے ہر چند کہ اس موذی بادشاہ سے بچکر جانا مشکل ہے لیکن یہان سے کسی گانون مین چلکر دیکھین جو کوئی آنے جانے والا اُدھر کا ہوگا اُسکے ہمراہ چلین گے چالاک نے کہا تم گھبراؤ نہین ہم کسی نہ کسی تدبیر سے پہونچ رہینگے یہ باتین کرتے ہوے ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے اور کچھ اکل و شرب کا بندوبست کرنے لگے ادھر شاہ جادوان جو روانہ ہوا تھا تو کوہ شگوفہ پر آکر پہونچا اس پہاڑ پر درخت پھولون کے لگے تھے مشاطہ بہار نے شاہد گل کو بکمال حسن و تزئین آراستہ کیا تھا قلعہ کوہ سے پائین کوہ تک درخت سرسبز و شاداب لگے تھے غنچے چٹکتے تھے تو صداے گلبانگ عنادل آتی تھی غنچہ خاطر کھلاتی تھی غنچے سربستہ برعکس جو برگ ہاے سبز کا پڑا تھا تو سبز گللی مین بادۂ سبز کا ہونا ظاہر تھا پہاڑ پر آئینہ نہر بعد صفائے رخ حور کو شرماتا جوش طراوت سے سبزہ لہراتا درخت میوہ دار بھی پھلے پھولے تھے مثل توانگران گل و غنچہ و ثمر سے ہر ایک ڈالی نہال بھی فرط عشرت سے جھومتی مالا مال تھی نظم

رشک گلزار جنان جوش طراوت سے ہے چمن | جا بجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
تختہ لالہ کا چراغان کی طرح سے روشن | چشم نرگس گل خورشید پہ بھی چشمک زن
رشک مین حور کے چہرہ سے رخ گل بڑھکر | زلف غلمان سے کہین گیسوے سنبل بڑھکر

بادشاہ طلسم نے اس کوہ پر پہونچکر سحر کی دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور سوا سو پتلے حبشی کے تہ الارض سے نکلے اور ایک طرف اُڑ کر گئے پھر جو آئے تو کرسیان جواہر کار لیکر اور جملہ سامان انجمن آرائی یعنی بادہ و شیشہ و ساغر نازنینان قمر پیکر اپنے ہمراہ لائے کرسیان بچھا کر فرش مکلف آراستہ کیا جام مے ارغوانی بھر کر شاہ کو دیا چنگیر جو گلہاے مسند کے قریب رکھدیے بادشاہ گل اندامون کو پہلو مین لیکر بیٹھا اور شراب پینے لگا کچھ پریان ساز لیکر ایک سمت سے آئین اور سامنے گانے بجانے ناچنے لگین بادشاہ نے دوبارہ سحر پڑھکر آواز دی کہ اے محافظان سلطان جادو وغیرہ تم قیدیون کو لیکر کہان بیٹھ رہین جلد اس پہاڑ پر حاضر ہو یہ آواز دیتے ہی وہ تپلیان جنکو چالاک نے بیہوش کر دیا تھا اور تخت پر بیہوش پڑی تھین ہوشیار تو نہوئین مگر تخت انکا آپ سے آپ اُڑ کر چلا اور کچھ دیر مین کوہ شگوفہ پر سامنے بادشاہ کے آیا شاہ نے دیکھا کہ تخت ایک آیا وہ بھی خالی آیا تپلیان اُسپر بیہوش پڑی ہین قیدی کا نام نہین ہے افراسیاب نے کچھ پانی لیکر سحر دم کر کے اُنپر چھڑکا کہ وہ تپلیان ہوشیار ہو کر اُٹھین اُس نے پوچھا کہ قیدیون کو کیا کیا ان تپلیون نے کہا ہم آپ کی قدرت سے پیدا ہوے

آپنے سُلادیا ہم سو گئے آپنے جگا دیا ہم جاگے ہمین نہین معلوم کہ وہ اسیر کہان گئے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کو مین نے کس طرح اسوقت سُلایا تھا اُنھون نے کہا ایک عورت کمسن آئی تھی لڈو اُسنے کھانے کو دیے تھے پھر ہم کو نہین خبر کیا گذری شاہ یہ کلام سُنکر غضبناک ہوا اور کہا تم سب جل جاؤ کہ تم نے حفاظت اچھی طرح نہ کی یہ کہنا تھا کہ پتلیون کے منھ سے شعلۂ آتش نکلا اور سر سے جو آگ لگی سب جلکر خاکستر ہو گئین بعد ان کے جلانے کے اُٹھ کر اُس پہاڑ کے ایک سمت چلا اور دل سے کہتا تھا کہ چلکر عمرو کو مار ڈال غرض اُس کوہ کے داہنی جانب بہت دور آکر ٹھہرا وہان عجیب وغریب درخت لگے تھے پھولون سے چہرے پریون کے نکلے تھے پھل ہوئے کلان کے برابر لگے تھے اُن مین سے مار سیاہ پردار نکلتے تھے پتے آپس مین لڑکر جھانجھ کی طرح بجتے تھے پریون کے چہرے جو ظاہر تھے اُنکے کان آنکھ ناک منھ سے راگ باجے کی صدا آتی تھی اور اسی طرح ہزارہا عجائبات ظاہر تھے۔ **نظم**

زبان پر کچھ سخن مانند انسان
پکارا رکھ اک یون کھول کر لب
وہ رکھ کر آخر ہوا زاغ خوش اسلوب
کہا اس سے کہ ہم ہین تیرے شیدا

نظر آیا اُسے اک طائر خوب
کبھی خندان کبھی گریان وحیران
کہ جاتا ہے کدھر آ اس طرف آ
پکارا چند ساعت کوہ پر خوب
شجر دیکھے ہوئے دریائے زخار

سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
بڑھا وہ کچھ قدم جو دشت مین جب
مین اک مدت سے ہون مشتاق تیرا
ہوئے فوراً ہزارون زاغ پیدا
سنے دریا سے پھر وہ شکل اشجار

بادشاہ نے وہان ٹھہر کر افسون پڑھا سب درخت جس طرح آندھی آنے سے ہلتے ہین اسطرح ہلے اور ہر ہر نخل پر ایک ایک پریزاد غیرت شمشاد ظاہر ہوئی کہ حُسن مین گل حدیقۂ خوبی و غنچۂ گلستان محبوبی بلکہ دھانی لباس ہر ایک زیب قامت کیے کھیتی کو حسن کی سرسبز کیے تراوت کشت جمال کو دیے بُلبل شیدائی دل کو بنائین کہ بموجب **مسدس**

بال بنگالے کے طول شب ہجر عشاق
لکھنؤ کا وہ غضب عشق کا پر دہ دقاق

صورت پاک بنارس کی زمانہ مشتاق
حُسن کشمیر تھا مشہور میان آفاق

چشم پنجاب کمر دہلی کی شملہ کی گات
جسم لاہور کا اور قامت وقد گجرات

اُن پریون نے بادشاہ کو دیکھ کر قہقہہ لگایا بادشاہ نے فرمایا کہ اے نہال پری جل جلدی یہ کہنا تھا کہ ایک درخت کی جڑ سے نازنین گلفام سمن اندام پیدا ہوئی یہ سب پریون سے زیادہ حسین تھی ہر جگہ تعریف جمال مہر تمثال بیان کرنے مین طول ہوگا مختصر یہ کہ اُس پری سے بادشاہ نے خطاب کیا کہ ملکہ **مقراض دو زبان جادو** کو بلا لا وہ پریزاد یہ سُنکر زمین مین سما گئی بعد لمحہ بھر کے سیاہی زمین سے پیدا ہوئی اور زمین پر یوٹ کر صورت اُسنے اک بلائے سیاہ کی پیدا کی منھ سے ہنگام تکلم شعلہ نکلکر دو زبانین ہجاتے اور مثل مقراض نظر آتے اور سراپا اس غیبانی کا یہ تھا **نظم**

بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
لب بالا فراز دوش آیا

گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ
بڑے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر

لب زیرین نے سینہ کو چھپایا
زمین کیسی پہاڑون کے گلوگیر

اُس بلائے سیاہ نے بادشاہ کو سلام کیا اور جھولے سے چھری نکال کر سر اپنا کاٹ کر ہتھیلی پر رکھا اور بادشاہ

کو نذر مین دیا شاہ نے سر اُٹھا کر اُسکی گردن سے ملحق کر دیا اور کہا اے ملکہ نذر تمھاری ہم نے قبول کی یہ سر میدان کارزار مین جاکر ہمارے کام پر نثار کر دو جاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سب نمک حرامون کا سر کاٹ کر لاؤ اور ہم کو نذر دو یہ کہکر پھر کچھ جادو پڑھکر دم کیا کہ سامنے سے ایک دریاے زخار موج مارتا ہوا پیدا ہوا ہر موج اس بحر پر جوش کی مثل مردم خونخوار غصہ سے چڑھائے آستین تھی اور لبان انسان غضبناک جبین پر چین تھی ایسا جوش و خروش اس سے پیدا تھا کہ مینڈھا بانسون اچھل رہا تھا گویا دریا جامہ سے باہر ہوا جاتا تھا کہ بموجب نظم

پیمانہ بحر بھر کے چھلکا — ہر چشمہ کی آنکھ مین تھا ڈھلکا — اُمڈا اٹھا بڑھا ہوا تھا دریا
زوروں پہ چڑھا ہوا تھا دریا — سر تنکے حباب اُٹھا رہے تھے — چشمے آنکھین دکھا رہے تھے
دھارا تھی ہر ایک سیف کی دھار — تھی باڑھ پہ تیغ بحر زخار — اُس بحر مین ایک سونے کی کشتی پر

ایک جادوگر سوار جسکی کان آنکھ ناک سے پانی جاری منبع پانی کا بنا ہوا ہر مخرج سے روان پانی کی دھار کشتی کو کھیتا ہوا کنارے پر آیا شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے سمندر خیز جادو ملکہ مقراض لشکر حریفون پر میرے جاتی ہین تم بھی انکے ساتھ جاؤ اور دشمنون کو میرے غرق قلزم عدم کر دو وہ ساحرہ وہ ساحر یہ سنکر پھر اکچھ دیر مین وہ بحر خشک ہو گیا اور وہ ساحرہ بھی بادشاہ سے رخصت ہو کر غائب ہو گئی یہ دونون ساحر و ساحرہ اسی کوہ کی ہوائی مین رہتے ہین اور تین لاکھ ساحران کے مطیع ہین لیس دونون نے اپنے مقام پر پہونچکر لشکر تیار کرایا اور حکم روانگی فوج کو دیا پھر تو جھانجھ نفیر کا شور طبل فلک تک پہونچا ترسول بسنول کی چمک چشم آفتاب کو خیرہ کرتی تھی ناقوس کی صدا گوش ہندوے چرخ کے پار تھی طائران سحر نے اُڑ کر گرد سے گیتی چھپایا تھا ابر جادو کا چھایا تھا ہتھیارون کی جھنکار بہرام آسمان کے دل کو خوف دلاتی تھی اژدہون کی پھنکار سے ہوا مسموم ہوئی تھی حرارت جسم خورشید مین آئی تھی ساحر تختہا ے سحر و اژدر و طاؤس پر سوار تھے زمین پر روان فوج کے جرار تھے زیر ران ہر ایک کے اصیل رہوار تھے آفت تازہ بیکسون پر جاتی تھی کہ نظم

کبھی ہوتی تھی وہ آنکھون سے پنہان
کبھی ظاہر کہ دیکھے اسکو انسان — بدن پر سر بشکل کوہ بیسدا — زبان تیرہ مگر شعلے ہویدا
زبانین دوسنان کی طرح سے تیز — لبشکل نیش عقرب زہر آمیز — یہی سامان تھا لشکر مین ظاہر
بگولے بنکے اُڑتے بعض ساحر — لبشکل ابر ہر جانب سے چھاتے — اندھیر ان کے نظرون مین سماتے
نبے طاؤس زرین بال تھے چند — نہایت تیز پر محفوظ و خرسند

ملکہ مقراض اژدھے جالیس پر تحیر سحر سے حلقہ بند کرا کے تخت اسپر کھنچوا کر سوار ہوئی اور سمندر جادو نے اسی طرح دریا چھوٹا سا پیدا کر کے ناؤ پر سونے کی سوار ہو کر یہ ہمراہی اختیار کی وہ دریا پیچھے سے خشک ہوتا جاتا تھا اور آگے جدھر جاتی تھی بڑھتا جاتا تھا سانپ کی طرح لہراتا تھا لشکر تو بیچاری مہرخ پر جاتا ہے اور بادشاہ طلسم کو یہ منظور ہوا ہے کہ اب عمرو کو مین جاتے ہی قتل کر ڈالون پہلے مطیع و ہوا خواہ اُسکے قتل ہو جائین اسلیے اب کی سرحدداران طلسم ساحرون کو لڑنے بھیجا ہے کہان کو عیار قتل کر سکین گے نہ ساحر مارینگے اگر طلسم کشا ہو تو انکو مارے یا مثل بادشاہ طلسم کوئی ساحر ہو تو مارے

فی الجملہ یہ بلائین تو راہ مین ہین لیکن افراسیاب لعدان کے بھیجنے کے کوہ شگوفہ سے پھر آگے چلا اور سناٹا مار کر ایک جنگل مین پہونچکر اُترا اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے مریخ سیاہ زبان جادو آؤ آواز دیتے ہی زمین سے ایک شعلہ چمکا اور سمٹ کر صورت اپنی ساحر کی ایسی پیدا کی لباس جسم مین سرخ پہنے تھا رنگ بھی تمام جسم کا لال تھا زبان منھ مین سیاہ تھی کل جبھتا لقب اُسکا تھا بدن بدقوارہ اور رکاوک سب تھا اس بیہودہ نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے اس سے یہ کلام کیا کہ اے مریخ تم یہان سے جلد جاؤ سلطان و سلیمان و سرشار حاکمان قلعہ سلطانیہ مجھ سے منحرف ہو گئی ہین اُنکو پکڑ لاؤ اس ساحر نے عرض کیا کہ کس طرف وہ ہین مین کدھر جاؤن امیدوار ہون کہ پتا اُنکا پاؤن بادشاہ نے یہ سنکر پھر سحر پڑھا اور آواز دی کہ اے جاسوس و خبردار جادو میرے پاس آ کر جلد حاضر ہو صدا دیتے ہی ایک پتلا فولادی زمین سے نکلا اور عرض رسا ہوا کہ شہنشاہ کا بول بالا رہے مرتبہ اعلیٰ رہے حاکمان قلعہ سلطانیہ ایک درہ کوہ مین قریب آہو کوہ کے بیٹھے ہین اور ایک عیار اُنکے ساتھ ہے یہکہکر وہ پتلا پھر زمین مین سما گیا شاہ نے اُس ساحر سے فرمایا کہ تو نے نشان اُنکا پایا اسنے عرض کیا کہ بخوبی سمجھ گیا ہون یہ ارشاد فرمایئے کہ اُنکو گرفتار کر کے کہان لاؤن حضور یہان سے کس مقام پر رونق افروز ہون گے شاہ نے کہا کوہ فیروزہ پر اور اگر وہان مین نہ ملون تو بیابان گلزار زمین آنا کہ وہان ضرور ہونگا وہ ساحر یہ حکم سنکر پرواز کر کے چلا اور بادشاہ بھی ایک طرف روانہ ہوا لیکن ساحر مذکور کچھ ہی دیر مین اس پہاڑ کے قریب آ کر زمین پر اُترا کہ جہان شہزادیان اور چالاک تھے یہ ساحر درہ کوہستان مین شہزادیون کو ڈھونڈھنے لگا اور وہان سلیمان نے چالاک سے کہا کہ مسافر کے پاس لوٹا ضرور چاہیے تمھاری عنایت سے کھانا تو ممکن ہوا مگر پانی نہین پیا اب یہان سے چلو کسی چشمہ پر پانی پئین چالاک نے کہا تم ٹھہرو مین پانی لاتا ہون جب اس جگہ کھاپی کر اپنی ضرورتون سے فارغ ہو تو ایک ہی مرتبہ چلین گے کہ راہ مین ٹھہرنا نہ پڑے انھون نے کہا اچھا عیار موصوف درے سے نکلکر ایک کنوان تلاش کر کے کنارہ پر آیا اور کسوت عیاری سے ڈولچی نکال کر زنجیر مین کانٹے دیکر پانی بھرنے لگا یہ تو پانی بھرتا تھا مگر وہان مریخ تلاش کنان اُس درہ مین بھی آیا کہ جہین وہ شہزادیان بیٹھی تھین اُسنے آتے ہی للکارا کہ ارے فراریان کہان بچ کر شہنشاہ سے جاؤ گی شہزادیون نے اُسکو دیکھ کر سحر پڑھا کہ ہزارہا سانپ زمین سے پیدا ہو کر اُسپر لپکا اُسنے کچھ ایسا افسون دم کیا کہ وہ سانپ جلکر خاک ہو گئے اور یہ ساحر اور آگے بڑھا اُن بیچاریون نے دوبارہ جادو کیا کہ چار سمت سے سو سو پتلے برہنہ شمشیرین ہاتھ مین لیے پیدا ہوئے اور اسپر حملہ کیا اُسنے پھر پڑھ کر پھونکا کہ وہ پتلے آپس مین لڑنے لگے اور جس پتلے پر تلوار دوسرے پتلے کی پڑتی تھی وہ جلجاتا تھا اسی طرح جو سحر انھون نے کیا اسنے رد کر کے زمین پر دو ہتڑ مار کر آواز دی کہ ہو جاؤ تم بھیڑیان یہ تینون زمین پر لوٹین مگر سلطان نے اتنی چالاکی کی کہ جب اسنے دو ہتڑ مارا اسوقت نیل کا قلم انگیا سے نکال کر اپنے دوپٹے پر لکھا کہ ہمکو مریخ جادو بھیڑ بنا کر پکڑ لے گیا وہ کونا لکھا ہوا پھاڑ کر وہین پھینک دیا اور یہ بھی لوٹنے لگی آخر یہ تینون بھیڑ بن گئین اسنے ایک زنجیر اپنی کمر سے کھول کر اُنکی گردنون مین باندھی اور کھینچتا ہوا لیکر چلا اور اُسی جانب آیا کہ جدھر چالاک کنوئین پر پانی بھر رہا تھا اور دیر اُسکو اسوجہ سے ہوئی تھی کہ ایک ڈولچی بھر کر پہلے اسنے پانی پیا ہاتھ منھ دھویا

ذرا تفریح ہوا کھائی پھر دوسری ڈولچی بھری کہ بے چلون اس اثنا مین ساحر کو دیکھا تین بھیڑین زنجیر مین باندھے لیے جاتا ہے اسکو یہ تو معلوم نہ تھا کہ شہزادیان گرفتار ہوئین یہ سمجھا کوئی ساحر ہوگا اور یہ بھی ساحر کی ایسی صورت بنکر پانی بھر رہا تھا تو مرتخ بھی اسکو دیکھتا چلا کچھ مزاحم نہوا اور یہ پانی لیکر درہ کوہ مین آیا وہان شہزادیون کو نہ پایا کچھ سحر کا اسباب ناریل وغیرہ پڑے دیکھے آخر وہ ٹکرا دوپٹے کا پایا اور اسپر لکھا دیکھا کہ ہم اس طرح اسیر ہوے یہ دیکھکر سوچا کہ غضب ہوا وہ ساحر انھین کو بھیڑ بنائے لیے جاتا تھا تجکو روکنا چاہیے تھا الحاصل بعد افسوس بسیار ایک لہنگا اطلس زر اندود کا نکالکر پہنا پائون مہاور سے رنگین کیے کڑے چھڑے توڑے جھانجھ پہنی کمر مین زنجیر سونے کی باندھی گلے مین ہاتھون مین بہت سا زیور پہنا اور سرخ ڈوپٹا اوڑھکر زن ماہ طلعت کی ایسی بنائی اُسکی زلف حسن لیلی عذار کو نظر آئی الفت مین چینا و بال ہوا مجنون کردار بنا سودائی پیشانی اُسکی عید کا چاند ضیا سے خورشید جبین سے آگے ماند ابروے خمدار اسکی طاق محراب کعبہ چلہ کش اُسکے پیے زاہدان پیر پا مژگان نشتر رگ جان عاشقان چشم جادو خیز توسن ناز ابلق لیل و نہار نے نہ دیکھے ہون وہ انداز دنبالہ سرمہ کا اس توسن کی شوخی کے لیے تازیانہ حاصل یہ کہ عاشق اُسپر زمانہ اس طرح از سر تا پا وہ آفت جان زمانہ یگانہ دہر بنگئی کہ **مسدس**

گورے گورے سے ہین رخسار ملائم از بس / عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
مفت ہے جان کے عوض بھی جو میسر ہو ہوس / بل بے مدھ ٹپکا ہی پڑتا ہے جوانی کا رس
دیکھ کر کہتے ہین صورت کو ملک صل علٰے / رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

گال ہین انکے قیامت وہ گلوری کا ابھار / شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منھ مین چبانا ہر بار / ٹھہرا وہ گال انکا نہ دنیا وہ دم بوس و کنار
رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا / اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

اس صورت سے تیار ہوکر گھونگھٹ نکالا ایک تھالی سرنجی ہاتھ مین لیکر پوجا کرنے کا سامان اسمین رکھا ہوا چومکھ روشن کنول کا پھول دھرا ہوا چھم چھم کرتا روانہ ہوا اور جدھر بھیڑیان لیجانے ساحر کو دیکھا تھا اُس طرف آیا دیکھا تو وہ سامنے ایک درہ کوہ مین بھیڑون کو لیکر چلا گیا یہ بھی اسی سمت کو آیا ساحر کو تو نہ پایا مگر دوسرے درہ مین پہاڑ کے ایک ہرن کو بیٹھے پایا یہ سمجھا کہ آہوی صحرائی ہے اور وہ ساحرہ تھی نام اُسکا **آہوے جادو** تھا غرض جب یہ درہ کے قریب پہونچا اُس ہرن نے پکار کر کہا کہ ارے ادھر راستہ نہین ہے بحکم شاہ طلسم اس درہ کی محافظ ہون یہ مقام آہو کوہ کہلاتا ہے **چالاک** یہ کلام اس کے سنکر سمجھا کہ اگر کوہ کا نام آہو کوہ ہے تو اس ساحرہ کا نام بھی غالباً آہوے جادو ہوگا بس یہ سوچ کر مسکرا کے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے ملکہ **آہوے جادو** مین تمھارے ہی پاس آئی ہون وہ ہرن اُٹھکر اسکے قریب آیا اور کہا بتاؤ تم کون ہو اور مجھ سے کیا کام ہے اُسنے کہا میرے گھر مین سامری کی پوجا ہوتی تھی ہم لوگ پجاری ہین دوسرے دن پوجا مکھانے کے پھول جو سامری کی مورت پر چڑھتے ہین وہ بانٹنے نکلتے ہین مرد ہمارے مردون کے پاس جاتے ہین اور ہم عورتین عورتون پاس اور آئین

ہمیشہ قیام نہین کرتے ہین یعنی گانون گانون شہر شہر پھرتے ہین آجکل اس طرف آنکلے اور سُنا کہ آہوے جادو رہتی ہین لیس آپکو یہ پھول دینے مین آئی ہون ڈنڈوت کیجیے اور یہ برسا دیجیے مین اسیس دون اور اپنے گھر جاؤن یہ سنکر وہ ہرن غلط اک مارکر ساحرہ بنا اسنے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عورت سانولے رنگ کی ہے مگر آنکھین غزالان صحراے خوبی کو چکر دی بھلاتی ہین الحق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتی ہین لباس و زیور سے آراستہ ہے نہایت پیراستہ ہے یہ دیکھکر اسنے ایک پھول کنول کا کمر سے نکال کر تھالی مین رکھا اور تھالی کا پھول ہاتھ پر رکھ کر دیا اُسنے ڈنڈوت کرکے کمر سے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نکال کر تھالی مین ڈالے اور پھول لیکر سونگھا اور آنکھون سے لگایا ہنوز یہ بچارن اسیس بھی دینے نہ پائی تھی کہ بیہوشی اُسپر طاری ہوئی چرخ کھا کر گری اسنے فوراً سر اُسکا کاٹ ڈالا غل اور شور برپا ہوا کہ افسوس مارا آہوے جادو کو چالاک اسوقت دل سے کہتا تھا کہ بڑی حماقت تم نے کی جو اُسکو مارا اگر غل سُنکر اور ساحر یا مرتیخ دوڑ آئے تو کیا کروگے اسی سوچ مین ایک تدبیر یہ کی کہ تھالی جلدی سے چھپا کر دوپٹا اوتار کر جلدی سے الگ پھینکا اور رو دہتّو زانو اور منھ پر مارنے لگا اور زار زار روتا تھا ساحرہ کے لاشے سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ہے ہے میری بی بی ہی ہی میری چاہنے والی افسوس میری پالنے والی کس نے تجکو خاک و خون مین لٹایا ہاے یہ چاند ایسی صورت خاک مین ملگئی اے میری بی بی مین آنے بھی نہ پائی کہ کسی جلاد نے کام تمھارا تمام کیا صداے غوغا و شور و گریہ اور غل بیرون کا سُنکر مرتیخ جو درہ کوہ مین گیا تھا اور آہوے جادو کا وہ بھی متلاشی تھا جا ر تردرہ سے نکلکر دوڑا یہان آکر دیکھا کہ ساحرہ مری پڑی ہے اور ایک نازنین عنبرین گیسو اس سے لپٹی رو رہی ہے جو آنسو اُسکی آنکھ سے نکلتا ہے یہ نقشہ ہے کہ بیت دُرِ ابلق کسے کم دید موجود + بغیر از اشک چشم سرمہ آلود + اور اس حالت رنج مین تن بدن کی اُسکو خبر نہین ہے دوپٹہ جو اُتر گیا ہے پردہ حسن کا پردہ فاش ہوا ہے گیسوان مشکین جو رخ پر پریشان ہین تو ہزارہا نافے تتار مین پڑے ہین رخسار پر طمانچون کے نیل پڑے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کدیور حقیقی سے نظر فریب رنگ دکھایا ہے گل سُرخ مین گل سوسن لگایا ہے وہ اُسکا سینہ کھلا ہوا انگیا مین دو قمقمے رنگین دہرے ہوے وہ رس مین گولے بھرے ہوے وہ گورا گورا نرم مخمل سا پیٹ کھلا ہوا پیڑو ابھرا ہوا کمر پتلی ساق بلورین زانو پیٹنے سے کھل جاتے تھا سر بزانو ہوتی نظر آتی آرزو یہ پانون پھیلاتی کہ کسی طرح جلدی زانو سے لڑین شاق شمع سے وصل و ہمسری کرین از سرتاپا اس آئینہ رو کے جمال کا یہ عالم

نظم

چشم جادو روش گردش ایام گرفت
خوش قدی لالہ رخی گلبدنی غنچہ لبی
قاتلی رخنہ گری شوخ نگاری عجمی

وے خرام تو بپامالی سرہا گستاخ
طرفہ گیسوے تو بخشش سلسلہ دام گرفت
اے نگاہ تو بتاراج نظرہا گستاخ

تا حیا سرمہ کش نرگس جادوے تو بود
شبنم خلد نظر بار گل روے تو بود

اس شکل شمائل کو اس ماہ کامل کی دیکھ کر مرتیخ کا دل قابو مین نرہا اور قریب آکر کہا کہ اے گل باغ وفا یہ کس کی لاش ہے جس کے غم مین تجکو یہ خراش ہے اسنے رو کر کہا میری پالنے والی کی یہ میت ہے مجکو اسنے بچا سا مول لیا تھا اور فرزندون کی طرح پالا بیٹی کہتے ہر وقت منھ سوکھتا تھا ہاے مین کس کی ہو کر رہون مجکو تو یہ اکیلا کر گئین

اے ملکہ آہو مین تمکو کس بن مین ڈھونڈھون مریخ نے جب نام سُنا کہا افسوس یہ لاش آہوے جادو کی ہے اے نیکبخت
یہ اکیلی اس صحرا مین رہتی تھین یا اور بھی کوئی ساتھ تھا اُسنے کہا سبھی کوئی رہتے تھے مگر یہان سے کئی کوس پر ملازم اُنکے
مین یہ فقط مجکو لیکر اس پہاڑ کی حفاظت کرنے کو یہان رہتی تھین اُسوقت مین ایک کام کو گئی تھی کسی نے ملکہ
کو مار ڈالا اُسنے ماجرا اُسنکر خیال کیا کہ اگر اس کنیز کے ساتھ تو آہو کے مکان پر جاتا ہے تو قیدی تیرے ساتھ مین
مبادا کوئی آفت آئے اور شہنشاہ کے کام مین بھی عرصہ ہوگا اسکو یہان راضی کرکے اپنے ساتھ لیجانا چاہیے یہ
سوچکر اُسنے اس ماہ دو ہفتہ سے کہا کہ بی بی تو تیری خدمت مین جمشید کے گئین اب اگر تو مجکو اپنا غلام تصور
کرے اور میرے ہمراہ چلے تو مین شہنشاہ ساحران کے پاس قیدیون کو لیے جاتا ہون یہ بھیڑیان ساحرہ بھرنان
شہنشاہ مین بادشاہ تیری بی بی کا بھی مالک ہو اور تیرا بھی اُس سے کہکر مین تیرا مرتبہ کراؤنگا اور
اپنے ساتھ تیرا بیاہ کرونگا اُسنے یہ باتین سُنکر کہا خوب میری بی بی کا تو مردہ پڑا ہے مین اسکو چھوڑکر تمہارے ساتھ
مزے اڑانے چلون دنیا مجکو کیا تھوکے گی اُسنے کہا مین جنازہ انکا انکے گھر بھجوائے دیتا ہون تم چپ رہو لوگ
کہین گے جسنے آہو کو مارا وہی کنیز کو بھی پکڑ لیگیا ہوگا عیار نے بعد انکار بسیار کہا اچھا مین بھی سوچتی ہون
کہ میرے اب کون ہین جنکے پاس رہونگی خیر تمہارا ہی ساتھ ہوا سہی بی بی کا جنازہ بھجوا دو ساحر نے کو ندنسے
کھرسکے چند پتلے بناکر حکم دیا کہ اس لاش کو قلعہ آہوان مین لیجاؤ وہان پہونچا کر چلے آنا پتلے لاش اُٹھا کر روانہ ہوے
اور اُس نے ایک تخت سحر سے بناکر بھیڑیون کو اسیر ڈالکر آپ بھی مع اُس نازنین کے سوار ہوا اور جانب کوہ
فیروز روانہ ہوا لیکن ایسا محبوب پری پیکر و گل اندام پہلو مین بیٹھا تھا کہ جسپر شباب چھایا تھا تمام عضا سے مستی
ٹپکتی تھی جسم گدرایا تھا وہ صحرا مین ہوائے سرد کا چلنا سناٹے کا عالم پہاڑون کی دامن پہ جانورونکی کلیلین صحرا
مین وحش و طیر کا پھرنا دریاؤن کا بہنا چشمون کا لہرانا اُنپر درختون کا جھکنا نمونہ نشان رحمت باری تھا
فیض خالق خزان و بہار عالم پر جاری تھا ایسے مقام پر یار دلنواز کا پہلو مین ہونا ع یار جوان و مے
جوان دیدہ شود چہ میشود + اگر زاہد ہفتاد سالہ بھی ہوتا توبہ توڑ ڈالتا اس ساحر کو تاب نرہی
بے اختیار اُس گلعذار کو آغوش مین لیا دست ہوس دراز کیا اُسنے ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے مارا اور ہنسکر
کہا مردوے تجھے خیر ہے دنیا کی شرم و حیا بھی نگوڑے اُڑ گئی یہ بھیڑیان بھی تو انسان ہی ہین انکے سامنے
بےحیائی کرنا تیرا ہی کام ہے اور تو نے تو اقرار کیا تھا کہ شہنشاہ سے کہکر مین تیرے ساتھ بیاہ کرونگا پس جب
بیاہ ہوگا اسوقت کچھ امر مورد ہے کا ابھی مین تیرے ہتھے نہ چڑھونگی تو اپنا تو یہ مطلب نکالکر جو مجھے چھوڑ دے
تو میری موتی کی ایسی آب اُتر جائیگی آبرو گئی ہاتھ آنا دشوار ہے اور تیر الگیا وہی مثل ہے کہ چیر و جا و نکھارے
پانچ پھر ویسے ہی کے ویسے ساحر نے عذر سُنکر قدم پر سر رکھدیا اور کہا اے جان من میری جان نکلی جاتی ہے واسطے
سامری کا شربت وصل ایک مرتبہ پلا دے مین تمام عمر غلامی کرونگا جو کہا ہے اُس سے زیادہ اطاعت کا دم بھرونگا اُسنے
شرماکر بعد عذر بسیار کہا اے شخص مین تیرے بس مین ہون جو تیرا ہی جاہے کر مگر مین اسطرح تو راضی نہونگی کہ تخت اسپر

جائیے اور قیدی سامنے بیٹھے ہون اگر تجکو منظور ہو تو تخت زمین پر اُتار دو گھڑی تنہائی مین ہمنشین ہو لین پھر آگے چلین گے یہ سننا تھا کہ ساحر بہت خوش ہوا اور ایک ذرا سے درختون کا کنارے ندی کے دیکھکر تخت اُتارا بھیڑیون کو درخت کی آڑ مین باندھ دیا اور چادر ندی کے کنارے بچھا کر بیٹھا معشوقہ کو گود مین لیا اور کہا بیت عبث تو گھر بناتا ہے میری آنکھون مین لے یارے + کسی نے آجتک دیکھا نہین پانی پہ گھر ٹھہرا + اس نازنین نے جواب دیا کہ مرے کیون باتین بناتا ہے بھلا مین تجھ سے پوچھتی ہون کہ اسجگہ جو تو ٹھہرا ہے تو کیا لطف ہے نہ شراب نہ کباب بغیر نشہ مجکو تو کوئی بات اچھی نہین معلوم ہوتی اسنے کہا تم ٹھہرو مین کسی درہ سے جاکر شراب لاؤن کسنے کہا اب عرصہ ہوگا میرے پاس ایک گلابی شراب کی ہے وہی ہم اور تم کام مین لائین اسنے کہا بہتر ہے معلوم ہوا کہ تم شراب بہت پیتی ہو عورت بولی کہ اس جنگل مین آہو گوشہ والے شراب نوازی کے اور شغل ہی کیا تھا اور مین اُنکے پاس رہتی تھی یہی باعث ہو کہ شراب میرے پاس ہے یہ کہکر دوسبے مین ہاتھ ڈالکر ایک بوتل شراب سرخ کی نکالی اور اس ساحر کی گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا جانی یہان ساغر نہین ہے گلابی منہ سے لگالو اسنے یہ پیار دیکھکر منہ کھول دیا اسنے آدھی بوتل حلق مین اُونڈیل دی وہ پی گیا یہ عیار اُسکی گود سے کنارہ کش ہوا وہ پکار اُٹھا کہ جانی پہلو مین بیٹھو جا گود سے میری اور کہین نہ جا اسنے کہا ابے اُلّو تو مجھکو کیا سمجھا ہے مین تیری جان کا لینے والا چالاک عیار ہون یہ سننا تھا کہ وہ تعجب سے تمام سحر پڑھنے لگا اس عیار نے دامن سے پنکھا منہ پر جھل دیا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے بے تامل خنجر سے سر اُسکا جدا کر ڈالا غل و شور برپا ہوا وہ شہزادیاں پھر حالت پہلی پر آگئین اور قدم پر عیار مذکور کے گرین کہ آپنے بڑی آفت سے ہمکو چھڑایا اُدھر وہ تیلے جو لاش آہو کی لیکر چلے تھے مریخ کے مرنے سے وہ بھی غائب ہوگئے لاش ساحرہ کی جنگل مین گر پڑی اور طعمہ زاغ و زغن ہوئی ملکہ سلطان فتح خیرہ نے تخت سحر سے بنایا اور چالاک کو بٹھا کر سوار ہو کر منزل مقصد کا راستہ لیا یہ تو اسطرف آتے ہین مگر اب حال مقراض و سمندر کا سنیے بہت

رجز خوانان میدان فصاحت یہ بیان کرتے ہین راہِ حکایت یون کہ بعد قطع مسافت مقراض و سمندر قریب لشکر حیرت خود سر پہونچے اُسنے خبر اُنکے آنیکی سنکر استقبال کرایا لشکر اُنکا مقام حمدہ پر اُتروایا بارگاہ اُنکے لیئے آراستہ کرائی یہ دونون ایک روز کسل سفر سے آسودہ ہوئے دوسرے روز بارگاہ ملکہ مذکور مین آکر دنگل پر متمکن ہوئے اور حال رزم وغیرہ دریافت کرکے بہت کچھ لاف و گزاف کیا ان کے آنیکی خبر ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو بھی پہونچائی ملکہ موصوف قدیم سے جزیہ دار شاہ طلسم ہو اسکی نواسی محجبین بروز نوروز جب تخت پر جلوس کرتی تھی تو تمام ناظمان طلسم آکر نذر دیتے تھے بدینوجہ یہ سب سرحدداران طلسم کو پہچانتی ہے سب ان ساحرون کا آنا جو سنا لرزہ اندام پر طاری ہوا سبھون سے کہا اب بیشک موت آئی کیونکہ خواجہ مقید ہین عیار ساحرون کو قتل نہ کرسکین گے ہم لوگ ایک ادنی سحر بھی انکا رد نہ کرسکین گے دیکھئے کہ خالق کو کیا منظور ہے الحاصل العیان رات قریب آئی یعنی جب زورق طلائی مہر ودائے مغرب مین

جاکر ڈوبی اور سمندر فلک مین کشتی ہلال کی تیرتی نظر آئی کہ بمقتضائے **ابیات**

سیہ پوش آج کیون ہے شام تمام
آہین پیدا نہین تارون کا ہے نام
قمری بھی سفید اسدم ہے رنگت
پڑے ہی نئی تیرگی غضب یہ آفت

سر شام بحکم **مقراض** خود کام طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی طائران سحر خوردیا کرکے سامنے ملکہ **مہرخ** کے آئے اور بعد دعا و ثنائے خاہی خبر نواخت نقارہ رزم عرض کی ملکہ نے نظر بہ رحمت کارساز عالم کرکے خود بھی نفیر سحر کو دم دیا پھر تو کوس و بوق بجنے لگے دمامے گرجنے لگے دربار سویرے سے برخاست ہوا سردار اپنے مقام پر آئے جابجا پوجا ہونے لگا بنگالی ساحر ڈہرو بجانے لگے بھینٹ چڑھانے لگے منترون کی صدا بلند ہوئی بیرون کے آنے سے سناٹے آتے جلب کرنے عالے جھوم جاتے اسی طرح اس طرف بھی خوک بز جھٹکا ہوتے تھے مسان کی مٹی چڑ رہی ہے کی اور ویرانے کی اور جہان گدھا لوٹے وہان کی خاک جمع ہوئی تھی دف دائرہ اور خنجری بجتی تھی دھولا بجو متا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا جلتا تھا ساحرون مین تو یہ نقشہ تھا بہادرون نے سلح خانے کھلوائے تھے ہتھیار چھانٹ کر سامنے منگوائے تھے ان کے سامنے دعویٰ مردی کسی کو کیا خاک ہوتا کہ اُس شب کو قمر بھی ہالے کی چوڑی ہاتھ مین پہنے تھا تیغ تیز کے خوف سے گردون کی سپر پھینک مہر چھوڑ کر جانب مغرب بھاگا تھا خنجر بُرّان طوق بنکر گلوگیر عدو ہونا چاہتا تھا دلاوران ہمہ تن مصروف جدال ہو گئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مردم چشم یہ ہین اور تیغ نظر ہاتھ مین ہے حریف رگ رگ سے شمشیر انکی واقف اس طرح تھی کہ جیسے نبض مین جملہ اعضائے تن کی خبر ملتی ہے نیزہ سرکشی کا دعواے کر رہے تھے گرز دشمن کا سر مثل مار کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے اسی شورش ہنگامے مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ مقراض سحر نے پیراہن مشکین شب قطع کیا اور موج ضیاے سحر آفتاب نے عالم کو ڈبو لیا کہ **ابیات**

وہ جلوہ مہر تابان نے دکھایا
یہ آمد پھر ہوا خورشید پر نور
جہان کو نور کا عالم بنایا
ہوا عالم ضیا سے اسکی معمور

ہنگام سحر ملکہ **مہرخ** شبستان سے برآمد ہوئی اور ہر سمت سے جادوگرنیان اور ساحر نامدار حاضر ہو کر تسلیم بجا لائے اور ملکہ موصوف کو لیکر جانب رزمگاہ چلے اسوقت ہزارہا نقارے بجے ابر سحر کے سر پر سایہ فگن ہوے تخت اور طاؤس ساحرون کے اُڑ کر چلے **ملکہ بہار** وغیرہ سردارون کی عجب شوکت و شان تھی کہ شوکت و عظمت اُن پر ہزار جان سے قربان تھی کہ بموجب **نظم**

سارے عالم مین نہ کس طرح ہون یہ فتح نصیب
اہل جوہر ہین لڑائی کا ہنر ہاتھ مین ہے
کیون نہ میدان شجاعت کے یہ ہون شاہ سوار
کہ عنان فرس فتح و ظفر ہاتھ مین ہے
جنگجو ایسے ہو مریخ کی طاقت یہ نہین
کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ مین ہے
جگر دشمن دین پشت عدو فرق نصیب
پاش پاش انکے ہر اک وار زمین ہر ہاتھ مین ہے
جب یہ چمکاتے ہین تیغ اہل نظر کہتے ہین
برق ہے پنجۂ روشن مین شرر ہاتھ مین ہے

یہ لاور بڑے کروفر سے وارد میدان قتال ہوے اسوقت صحرا مین ہوا سرد چل رہی تھی پہاڑون پر طائران خوش الحان نالون تکبیر مین مصروف تھے کہ ہر ایک گلستان شجاعت کے نونہال عرصۂ قتال مین پھولے پھلے آئے میدان مین سب نے

پرے جمائے ہوا اہل گئی امان کنارہ کر گئی شمشیر چلنے کی ہوا چلنے لگی زبان سنان و سنان زہر اگلنے لگی یعنی آمد آمد لشکر حریف ہوئی سیاہ سیاہ ہزار در ہزار ابرق اڑتی نظر آئی آگے سب کے معراض اژدہون پر تخت کھچوائے سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار شعلہ چمکاتے صورتین ہیبتناک بنائے ہوئے تھا لیان بجی جب وہ ہاتھون پر بلند کرتے تو معلوم ہوتا کہ آسمان بیتیل کا تہ فلک پیدا ہوا ہے ہر طرف نارنج و ناریل اچھلتا تھا جی جو کا ساحری کے غل پڑا تھا ایک طرف سے ایک دریا مثل خط جدول بہت باریک لہراتا ظاہر تھا کشتی پہ سمندر سوار تھا مختصر یہ کہ پہلے بجلیان سحر کی کڑک کر دک کے گرین اور جھاڑیان درخت وغیرہ کاٹ کر جلا گئین پھر ہوائے سحر کے جھونکے آئے گرد و غبار خس و خاشاک اڑا لے گئے ابر سحر برسا غبار بیٹھا دلون سے غبار نکلنے کا زمانہ آیا نقیب آگے بڑھکر للکارے دلاوران کو پکارے کہ ہان اے مبارزان میدان شاباش یہی وقت امتحان ہے خبردار سر کٹے جان جائے مگر قدم نہ ہٹے حوصلہ دل کا بڑھا رہے جا ہے مرمٹے جب نقیب رغبت جنگ دلا کر پیچھے ہٹے معراض نے پکار کر سمندر سے کہا کہ بھیا ان نمک حرامون سے لڑائی کا طول دینا بیکار ہے تم چار سمت سے ان کو گھیر لو مین ایک ایسا ہی سحر مین ان سب کو صفحہ ہستی سے مٹا دون جیسے یوسف باندھ کر تصویرین مثل نقوش کاغذی کھڑی ہین ویسے ہی یہ مرقع تمام عالم مین مٹا ہوا دیکھنا یہ صدا سنکر عیار تو لشکر مہرخ سے نکل گئے اور جو لوگ کہ بزدل تھے وہ بھی کنارہ کر گئے سب کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی آفت عظیم آیا چاہتی ہے ادھر سمندر نے کہنا ساحر معراض کا جو سنا کہا اے ملکہ آپ سچ کہتی ہین جلد ان باغیون کا استیصال ہو جائے تو اچھا ہے آپ ملکہ حیرت کو بلا لیجئے کہ وہ آکر اپنے دشمنون کا حال خراب ملاحظہ فرمائین اسنے جواب دیا کہ ملکہ حیرت سے مین نے کہا تھا کہ میدان مین چلیے وہ فرمانے لگین کہ مین خاتون معظمہ شاہ طلسم ہون پہلے بہت لڑائیون مین عرصہ جنگ مین میرا جانا ہوا لیکن جو اپنے نام پر طبل بجوا کر گیا جب وہ مارا گیا تب مجکو پھر آنا پڑا مفت خفت بھی ہوئی لوگ کہتے ہون گے کہ بی بی شاہ جادوان کی بھاگی چنانچہ اب مین صرف حکم احکام دینے اور درستی فوج وغیرہ کے لیے یہان بحکم بادشاہ اتری ہون جب تم فتح کر لینا تو مجکو بلانا اور سچ بھی یہ ہے کہ انسان اپنے ہمسر سے لڑتا ہے نہ کہ ادنی اسے ملازمان ملکہ کیا کم ہین لڑنے کو جو ملکہ بنفس نفیس میدان مین تکلیف کرین سمندر نے یہ باتین سنکر کہا کہ بہتر ہے مین اب اپنا کام کرتا ہون اور جانب لشکر مہرخ منھ کر کے پکارا کہ اے نمک حرامان ہوشیار ہو جاؤ قضا تمھاری آگئی ادھر سے جادوگرون نے جواب دیا کہ ارے او خیرہ سر بیحیا کیا گرجتا ہے قضا تیرے اس افراسیاب کی آئی ہے جو ہمیشہ سے نمک حرام ہے اور محسن کش ہے بادشاہ طلسم جو اصل مین لاچین تاجدار جادو تھا جسکی پشتینون سے حکومت اس طلسم پر چلی آتی تھی یہ افراسیاب ملازم تھا اس بادشاہ کو اس حرامزادے نے قید کیا ہے اور آپ بادشاہ بنا ہے نمک حرام وہ ہے یا ہم ہین ابے کا فرد ھمکاتا کیا ہے جو تجھ سے ہو سکے اٹھا نہ رکھ خدا ہمارا حامی و مددگار یہ سننا تھا کہ سمندر کو جوش غصہ کا آیا اور ایسا پانی اسکے ناک اور منھ سے نکلنے لگا کہ دم بھر مین

دریائے زخار و قہار موج مارنے لگا اور وہ پانی مثل حوصلہ عاشقان ایسا بڑھا کہ چار طرف لشکر ملکہ مہرخ کے ہو گیا بیچ میں یہ سب دریا دل آ گئے اور سحر پڑھکر دریا پر پھونکتے تھے لیکن وہ اب عدم کیطرح نابود نہ ہوتا تھا گویا اجرام ارض اور مولید ثلاثہ سب پانی ہو گئے تھے زمین کو عارضہ استسقا نے آ لیا ہوا تھا کشتی آسمان ڈوبا چاہتی تھی چشمہ مہر تک پانی پہونچا جاتا تھا ہر طرف عالم آب نظر آتا تھا اہل اسلام کے دل خوف سے پانی ہوئے جاتے تھے حباب آنکھیں دکھاتے تھے دریا لب ساحل سے شور مچاتا اسطرح جوش و خروش اپنا دکھاتا کہ جیسے کوئی ہنگام غضب جوش میں آتا ہو پانی پہاڑوں کی بلندی سے بھی بلند ہوا یقین تھا کہ بحر خضر فلک سے جا کر وہ دھارا اُسکا ملے پانی کی چادر پڑنے لگی مینڈھا اُچھلنے لگا گرداب ایسا تھا کہ تقدیر بدبختان کے پیچ کر ہونگے دریا کی تو یہ طغیانی تھی اُسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر گھر آیا پانی موسلا دھار پڑنے لگا پھر تو یہ عالم تھا **نظم**

بدلی ہوئی ہر طرح نظر تھی	آشوب پہ چشم ابر تر تھی	مانند سرشک بادل امڈے
جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے	بادل کی گرج ہوا کے جھونکے	موج باد صبا کے جھونکے
گھنگھور گھٹائیں آ رہی تھیں	بام گردون پہ چھا رہی تھیں	بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور
کوندے کی لپک وہ رعد کا شور		

اس پانی کے پڑنے سے لشکریان مہرخ کے جسم کی طاقت جاتی رہی اور دریا بڑھتے بڑھتے قدم تک آدھا دریانہ تھا طوفان نوح تھا بند راستہ فتوح تھا ہر ایک کو یقین واثق ہوا کہ اب غرق بحر اجل ہوئے ان ساحروں نے سحر پڑھنا چھوڑ دیا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری فرمایا اپنے عقائد کی تجدید کی اور رجوع قلب سے درگاہ خدا میں استغاثہ کرنے لگے اُدھر جب تمام لشکر کو محصور بحر سحر مقراض نے دیکھا ایک نارنج یاقوت کا سحر کے جھولے سے نکالا اور سب لشکر کو روک کر تنہا اُتر در انبار بڑھا یہان ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس نارنج کو جو یہ قطامہ لیئے ہے پہچانتی ہو ہزار در ہزار بلا مین اسمین مخفی ہین اسنے کھینچکر اُسکو مارا اور سب لشکر تہ و بالا ہو گیا مہرخ نے کہا رضینا بالقضا مرگ سے چارہ ہی کیا یہ کہکر لشکر کے دست راست و چپ نگاہ کی عجب آفت دیکھی کہ نازنینان یم خوبی و قلزم حسن و محبوبی گھٹنون تک پانی مین ڈوب گئے ہین سحر کی چھتری اور بنگلے سب بیکار رہین کوئی کام نہین دیتے ہین حنائی ہاتھ نگاران گلبدن کے کہو گئے ہین دل سینون مین پانی ہو بدن سب بھیگا ہو اُس گلستان دناز پر پڑ گئی ہے حمزہ وداو اہیکا کیا بالکل کنارہ کر گئے ہین گرخ اُنکے دریا مین کنول کے پھول بنے ہین یاسمن و حرمان سے رنگ و رخ سفید تھا تو تختہ یاسمن کھلا نظر آتا تھا بتانہ آوزری کنارے دریا کے کلمہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھتا تھا وہ دریا آتشکدہ نمرودی اُنکے حق مین تھا ایک حلقہ لڑنیوالے بہادر ڈٹے کھڑے تھے دریا کے دھارے کو تلوار کی دھار سمجھے تھے موت کے گھاٹ پر ہونچ گئے تھے خدا ہی اُنکا بیڑا پار لگانیوالا ہے دگرنہ ہر موجہ سیف کی روانی دکھاتا ہے یہ حال کثیر الاختلال اپنے لشکر کا ملکہ نے دیکھکر دھشک حسرت بہائے اور قلزم مرگ مین جہاز ڈوبتا دیکھکر دست مناجات بدرگاہ

خالق بحر و بر بلند کئے بہار نے پشت پر بال کھولکر آمین کہنا شروع کی اور ملکہ موصوف بلبلا کر پکاری کر بعتقاد کے نظم

یارب ترے اسم جن ہیں نسیمین
ہر بو میں جو لطف ہے وہ تو ہے
غائب قدرت سے تیری موجود
ہو ہستی نیست نیست ہست
مولا میرے مجھ پہ تو کرم کر

ہین انس کی جنس ساری رنگین
تو چشمہ اچشم انس و جان ہے
نابود ہو بود بود نابود
گویا ہین لب ملا را اعلے
دشمن قہر تو مرگ سے ہم کر

ہر نخل میں گل ہو گل میں بو ہے
چشمہ ترے فیض کا رواں ہے
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست
سبحانک شانہ تعالے

یہ دعا اسکی درگاہ خدا میں قبول ہوئی وہ اسطرح کہ جب عمرو کو چھڑانے بران آئی تھی اور شاہ طلسم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر چلی گئی تو قلعہ ہفت رنگ میں نہ گئی اس فکر میں ایک طرف اپنے طلسم کے مجلس کے سمجھانے سے روانہ ہوئی کہ کسی طرح پیچ غضب افراسیاب سے عمرو کو نکال لوں چنانچہ جب اسکو عرصہ ہوا کہ قلعہ میں اپنے یہ نہ آئی تو مرزان وزیر خدمت شاہ کوکب میں گیا اور بعد ادب عرض پیرا ہوا کہ خشم و چراغ سلطنت خورشید آسمان حکومت ملکہ دوران دختر نیک اختر حضور ذیشان دام اقبالہا چند روز سے قلعہ میں تشریف فرما نہیں ہیں جانب طلسم ہوشربا گئی تھیں مراجعت فرما نہیں ہوئیں ارکان دولت و اعیان مملکت نے لشکر مہرخ میں بھی ڈھونڈھا وہاں بھی پتہ نہ ملا وہ طلسم تمام پر آشوب ہو لڑائی شاہ سے اس طلسم کے پڑی ہے غلام جانباز کو یہ اندیشہ ہے کہ کنیزان ملکہ گردون احتشام کو اس بادشاہ ناکام نے کسی آفت میں نہ پھنسایا ہو دشمنوں کو زندان مصیبت میں نہ ڈالا ہو خاک در دہان من باد ملکہ عالم کا بول بالا ہے یہ اندیشہ ہے سا بیجا ہو کوکب نے یہ خبر سنکر خیال کیا کہ اگر کسی کو خبر لینے بھیجتا ہوں تو وہ غیر طلسم کے مقامات طلسمی پر جا نہ سکے گا شش درپیش نور و ظلمات وغیرہ میں خود چلوں اور اگر مرات و قعہ سے خبر دریافت کروں اور مباد وہ اسمین ملکہ کو مبتلائے آفت پاؤں تو ڈھونڈھ جانا پڑیگا اور عرصہ کا عرصہ ہوگا اس سے مناسب ہے کہ ابھی جاؤں یہ سوچکر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور طلسم ہوشربا میں آ کے پہلے لشکر حیرت میں اپنی دختر کو تلاش کرنا چاہا چنانچہ اسطرف آ کر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ مہرخ مصیبت میں گھری ہے وہ ہما جو اسکے لشکر سے آمادہ قتل اسلامیان ہے وہ بچا لیے مصروف دعا بعد گریہ و بکا ہیں یہ دیکھکر اسنے اپنے تئیں زمین پر اتارا وہ وقت تھا کہ مقراض تاسیخ ہاتھ میں لیکر لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی کہ اسنے قریب بجز سحر ہو کر نعرہ کیا کہ اری ناش اور تجھ مقراض اسکی جانب متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک جوان وجیہ و شکیل جسکا چہرہ مثل مہر تابان منور درخشان ہے مجھکو بلاکا تھا ہے یہ ہنسی ہوئی قریب آئی کہا او جل گرفتہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہے جا اپنے کام میں مصروف ہو نہیں جانتا کہ ہم سے دیکر کوئی زندہ نہیں بچا شاہ موصوف نے سحر پڑھکر کہا کہ بجا آپکا ارشاد ہے میری لیاقت نہیں جو آپسے مقابلہ کروں میں تو تماشا دیکھنے آیا ہوں سنا ہے کہ آپ اور یہ لشکر جو دریا میں ناؤ پر سوار ہے خوب باہم مقابلہ کرتے ہیں یہ کلمات سحر انگیز ایسے تھے کہ مقراض مسحور ہوئی اور پکاری کہ تو تماشا دیکھے گا شاہ نے کہا ضرور اسنے کہا اچھا بلا اسکو اور پیر شاہ نے پکار کر کہا او ہمنہ چند نطفہ ناحقیقت ادھر آ کو دیکھ تو ہی تو کنارے پر سے آ آیا اور زمین پر اتر آ شاہ نے کہا تم دونوں آپسمین لڑو ہم تماشا دیکھینگے وہ مسعد برزم پیکار ہوا اسوقت بادشاہ ستارہ بنکر فلک پر گیا اور وہاں سے مثل شہاب ثاقب ان شیاطین پر لوٹا اور زمین پر آکر گھیر

ظاہر ہوا اب ان دونون نے دیکھا کہ بادشاہ پرشوکت وجاہ ہے زیور الماس مین سراپا غرق ہے تاج سر پر ہے بہر
چار قب شہنشاہی در بر اُنھون نے جھک کر تسلیم کی شاہ نے فرمایا کہ لڑو آپس مین دیر نہ کرو مقراض نے وہی
نارنج جیخ دیکر نعرہ کیا کہ او سمندر خبردار اسنے وہ نارنج جو دیکھا سمجھا کہ اس سے جانبر نہ ہونگا پہلے مین اپنا وار کرون
لیکن یہ نارنج لگایا ہی چاہتی ہے بہتر یہ ہے کہ اس سے لپٹ جاؤن یہ سوچ کر نارنج وہ لگانے نہ پائی تھی کہ یہ
دوڑ کر لپٹ گیا اسنے ہاتھون سے اسے روکا اور کہا او کمبخت مجھ ایسی حسینہ وجمیلہ سے تو لپٹ گیا میرے بدن کو تو نے
اپنے جسم سے مس کیا میرا حُسن کنوڈا ہو گیا آبرو مین بٹا لگا بادشاہان طلسمات میرے عشق مین سر ٹکراتے پھرتے ہین زہر
کھاتے ہین اب مین کسی کو کیا منھ دکھاؤن لو اپنی جان دیے دیتی ہون یہ کہہ کر کارد سحر کمر سے کھینچکر اپنے پیٹ مین آپ
ماری لیکن اس سے پہلے جب سمندر آمادۂ حرب ہوا تھا تو لشکر تین لاکھ کا حربہ سحر لے کر لینا لینا کہہ کر چلا تھا
اس وقت شاہ ہاتھ اونچا کر کے اشارہ فرما ہوا کہ اے لشکریان مقراض آدھے ایک طرف ہو جاؤ اور آدھے
ایک سمت اور آپس مین لڑو کہ ہم تماشا دیکھین ازبسکہ یہ بادشاہ بھی ہے اور ہم مکتب شاہ جادوان بھی ہے
سوائے افراسیاب کوئی اسکا ہم نبرد نہین وہ رد اسکے سحر کا کرسکتا ہے اور دوسرا اس سے نہین لڑ سکتا
ہان وہ لوگ بزرگ افراسیاب مثل ماہی زمرد رنگ و آفات چہار دست و تاریک ضو رکش
وغیرہ جو شاہ طلسم ہوشربا پر غالب آتے ہین وہی اس پر بھی غالب آسکتے ہین حاصل مرام لشکر نصف نصف ہو کر
سرگرم پیکار رہا اور ادھر مقراض نے کارد مار کر کام اپنا تمام کیا غل و شور برپا ہوا تاریکی چھا گئی صدا آئی
مارا مقراض دوزبان جادو کو یہ سانحہ جو سمندر نے دیکھا نعرہ آہ بلند کر کے پکارا کہ افسوس ایسی
صاحب حسن وجمال ماہ پیکر مہر تمثال مرجائے اور مین زندہ رہون شاہ کوکب نے کہا شرط وفاداری یہی ہے
کہ تم بھی اسکا ساتھ تا بہ جہنم دو ہان دیکھین تو کہ تم کیونکر مرتے ہو یہ سُنکر اسنے بھی خنجر کمر سے نکالا اور اپنا گلا کاٹ ڈالا
شاہ کوکب کو معلوم تھا کہ مقراض اپنا سر کاٹ ڈالتی تھی اور زندہ رہتی تھی پس اُسنے وہی نارنج یاقوت کا
جو وہ لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی وہ ایک تحفہ طلسمی تھا جو اسکے مرنے سے غائب نہ ہوا تھا اُٹھا کر اُس کے
پیٹ پر مارا ایک صدائے مہیب آئی اور ہزارون شیر و گرگ صحرا سے پیدا ہو کر نعش اُسکی نوچ نوچ کر کھانے
لگے اور ہزارون پتلے اور مار و اژدر و عقرب وغیرہ پیدا ہو کے لشکر جو باہم لڑ رہے تھے اسپر گرے ادھر سمندر کے مرنے سے
غوغائے عظیم بلند ہوا اور وہ بحر زخار سحر دفعتہً روغن کی طرح اُڑ گیا مہرخ نے مع اپنے لشکر کے نجات پائی اہل اسلام
کی بن آئی تیغ بُران کے جوہر کھلے شجاعت کے دفتر کھلے ازبسکہ وہ فوج تو باہم لڑ رہی تھی دم بھر مین نخل باغ
خزان دیدہ کے قلم ہو گئی بہار اس لشکر کی صیادان گلچینیان گلزار جرأت نے لوٹ لی فصل مہرگان مین جس طرح
گلستان برباد ہوتا ہے ویسا ہی نقشا اس لشکر کا تھا یعنی کوئی مثل شجر سانحوردہ تیشۂ شمشیر سے کٹتا تھا کوئی برنگ
قبائے گل گریبان چاک نظر آتا کسی کا سبزہ روش جسم پامال تھا کہین نقد جان کو بسان سوسن کہ ہم رنگ مسی آلودہ
لب جانان بھی دھڑی دھڑی کر کے لوٹتا تھا صرصر قہر و آفت تلوارون کے چلنے سے چلتی تھی خنجر جب گلا کاٹتے تھے

طوق منت کے گویا بڑھائے جاتے تھے نیزون نے سینون مین گھر کیا تھا گویا عشق شاہدان کی طرح دل مین گھر کیا خون کا دریا روان تھا جنگل لاشون سے پٹا تھا ایک بھی اُن لشکریون سے جان سلامت نہ لیگیا ایسا کھیت پڑا کہ تین لاکھ لشکر سب کھیت رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

نشست از بر تازی اسپ سیاہ ۔ فرو ریخت از دیدہ خون ابر تیا ۔ چو بشنید مہرخ خروش سپاہ
نباید کہ گیرند مارا زبون ۔ بسا یدکہ خوانند بر ما فسون ۔ یکے بانگ زد تند بر لشکرش
ہمہ جسم دشمن بشاید زدن ۔ زہر سو چو ایشان بگیرند راہ ۔ کنون نیزہ و گرز باید زدن
گرفتند شان یکسر اندر میان ۔ سواران مہرخ چو شیر ژیان ۔ کنون کرد بر کہ کشند تیغ ماہ
ندیدست ہرکس چنین رزمگاہ ۔ یکے رزم کردہ کہ خورشید و ماہ

جب وہ لشکر نابکار واصل دار البوار ہو چکا شاہ کوکب کے نعرہ کی صدا آئی کہ منم شہنشاہ طلسم نور افشان شاہ کوکب عالیشان مہرخ تخت پر سے اُتر کر دوڑی اور پکاری کہ اے بادشاہ تشریف لائیے میرے حال پر کرم فرمائیے آواز آئی کہ یہ کون سا بڑا کام تھا جو مین تفاخر کرون اور مین ہم شبیہ شاہ کوکب ہون اصل مین کوکب نہین ہون یہ آواز دیکر وہ غائب ہوگیا یہ بادشاہ توابنی دختر نیک اختر کی تلاش مین روانہ ہوا اور ملکہ حیرت نے جب حال بربادی لشکر مقراض سُنا تھا تو مقابلہ کوکب مین جانا بہتر نہ جانا اب ماجرائے قتل لشکر سُن کر غمگین ہوئی اور حال کیفیت لکھکر نامہ سحر کے پتلے کو دیکر شاہ افراسیاب کے پاس روانہ کیا اس طرف ملکہ مہرخ طبل فتح وظفر بجاتی خوشی خوشی مراجعت فرما ہوئی لشکر نے ڈیرا ڈیرہ پر پہونچ کر کمر کھولی ہر طرف قہقہے اور چہچہے اُڑنے لگے سردار داخل بارگاہ ہوئے جشن عالی مرتب ہوا ہر جگہ عشرت ونشاط کا ہنگامہ تھا مگر بوجہ قید ہونے خواجہ عمرو کے چندان انبساط کا جلسہ نہ تھا اور ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس فتح ہونے سے فخر ہم کو نہین ہے ابھی جنگ ہونا باقی ہے یعنی بادشاہ جادوان اب مرحلون کے ساحر بھیجتا ہے اگر شاہ کوکب یا ہم شبیہ اُسکا نہ آتا تو اسی وقت ہمارا خاتمہ تھا الیس مین تو یہان سے اپنے ملک کو جاتی ہون اور چلہ کھینچ کر سحر تیار کرکے آؤنگی کیونکہ بےبسی سے جان نہ دونگی ہاتھ پانون ہلا کر مرونگی یہ کہہ کر تخت سحر تیار کرکے مع اپنی خاصون کے روانہ ہوئی اور ہر سردار کو یہ خیال ہوا کہ شہنشاہ طلسم جب عمرو کو قتل کرنے آئیگا تو بہت بڑی لڑائی پڑیگی چنانچہ اس خیال سے ہر شخص سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا اُن سب کو تو اس حال مین رکھیے مگر شمہ حال خجستہ مآل رہائی خواجہ عمرو کا سُنیئے

داستان لشکر کشی کرنا افراسیاب کا عمرو کے قتل کرنے کو اور بُلانا ناظمان طلسم کا اور آنا مقابلہ مین ملکہ بُرّان شمشیر زن کا مع لشکر کثیر کے برائے رہائی عمرو اور آمادہ ہونا مہرخ کا جان دینے پر اور جمع ہونا ہر سمت سے لشکر ہائے عظیم کا اور توڑنا بُرّان کا برج غضب افراسیاب کو اور چھڑانا عمرو کو اور لڑانا مجلس کا ملکہ کج ابروے خنجر زن سے

اور چھڑانا رعد و برق کو پھر مقابلہ افراسیاب کا بُران شمشیر زن سے اور گرفتار ہونا بُران کا بہ عیاری صبا رفتار عیارہ اور قید کرنا بُران کو افراسیاب کا زندان ظلمات مین اور ضمناً حالات دیگر مناسب اس داستان کے

لمؤلفہ

کدھر ہے غمگسار بادہ خواران
دل مردہ کو تو کرتا ہے زندا
طلسم جسم کا دل ہے شہنشاہ
مقید اسمین جان زار اب ہے
بڑھا ہے ضعف جسم ناتوان مین
تڑپتا یون ہی دل بتا ہے ہر بار
گھٹی طاقت بڑھا ہے ضعف ایسا
ترے دم کا رہے اُن کو سہارا
یہ میکدہ دار الشفا ہے
کہ جان آئے تن بیجان مین میرے
جو فرصت کچھ ملے آہ و فغان سے
کہان پھر ہم کہان یہ نوجوانی
دل محزون بہلتا ہی نہین ہے
تو ساقی اپنا دل ٹوٹا ہوا ہے
اُٹھا لا جام اور منھ سے لگا دے
ہے دریردہ جو لذت جھانکتی ہے
پلا وہ مے کہ دُنیا ہو فراموش
بیان چاہ لمہ جانانہ بشنو

کہان ہے ساقی غمخوار یاران
ہوا ہون ان دنون بیمار ساقی
وہ ہے ناراض مجھ سے اندنون آہ
دماغ ایسا ہوا ہے گرم میرا
جدائی ہو عجب کیا جسم و جان مین
دل بیتاب یون رہتا ہے بیتاب
بڑھا ہو حوصلہ عاشق کا جیسا
وہ دارو اب پلا دے ہم کو ساقی
یہ دارو درد کی میرے دوا ہے
تو ہی ہے چارہ ساز بیقراران
قدم لون آکے پھر پیر مغان کے
یہ قصہ عمر کا جب ہو گیا طے
خدا را ساقیا مے بھی کہین ہے
سحاب رحمت افضال باری
مزاج شوق تا تجھکو دعا دے
زبان سے جوش دل یہ کہ رہا ہے
فسانہ بنکے ٹپکے دل کا یہ جوش
سخن سنجان این رنگین حکایت

تو ہی ہے بادہ خوارون کا مسیحا
تپ ہجران سے ہون ناچار ساقی
حصار تن مرا برج غضب ہے
کہ جلتا ہے صدا قندیل آسا
تڑپتا جس طرح ہے عاشق زار
تڑپتی جیسے ہے ماہی بے آب
نہ کر پرہیز ساقی ہم سے اتنا
کہ درد دل نہ کچھ رہ جائے باقی
نہ کر تاخیر اب درمان مین میرے
مدادا اے دل اُمید واران
غنیمت ہے بہار زندگانی
نہ پھر ساقی نہ جلسہ یارون کا ہے
جو شیشہ ہاتھ سے چھوٹا ہوا ہے
وہ چھایا تو گئی وہ بیقراری
ہوس پھر رہے ساغر تاکتی ہے
کہان اٹھا رہ وقت مدعا ہے
بیا اے ہمنشین افسانہ بشنو
گہر سفتند در سلک روایت

بیماران بستر ناکامی و مقیدان زندان بے آرامی چارہ سازان امراض درد و الم و مداوا پردازان بیماری ظلم و ستم راحت افزایان دل رنجور و عشرت دہندگان خاطر نامسرور محصوران حصور جور و جفا اسیر حلقہ روزگار سلسلۂ عہد و فا عارضۂ ضعف دل سے بعنایت شافی مطلق و حکیم علی الاطلاق اس طرح قوت و شفا پاتے ہین اور حصار درد و الم سے محصوران زندان غم کو یون چھڑاتے ہین کہ جب شاہ افراسیاب گمراہ مقراض وغیرہ کو بھیجکر

جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا رفتہ رفتہ اس کوہ پرشکوہ پر پہونچا پہاڑ صانع بے چون نے فیروزہ کا بنایا تھا اقتضا اپنی قدرت کاملہ کا دکھایا تھا عکس کوہ سے دور تک زمین سبز رنگ فلک اخضر تھی گویا دیوان کدہ بہار کی دفتر تھی درخت بہار دیر سرسبز شاداب تھے آب سحاب قدرت سے سیراب تھے طلسمی حالت سے ابر زنگاری سر کوہ پر چھایا زمین فیروزہ رنگ پر گلہاے سُرخ کا کھلنا طرفہ تماشا تھا نیرنگ طرازی کلک قدرت منشی بہار نظر آتی تھی لوح فیروزہ پر نقاط سرخ کا ہونا نئی کیفیت تھی کہ دل سیاحان روضہ رضوان کا لبھاتی تھی درخت ایک لخت لبسان حلہ پوشان جنان سبز پوش نہرون کے دلون مین جوش پھول اپنا رنگ جماتے گل لٹاتے ہوا کا دماغ بسا ہوا عرش پر پہونچا ہوا **النظم**

معطر ہے زبس خاک گلستان
سراپا سرو مین قد کی لچک ہے
جہان دیکھو تو وان گلہاے خودرو
صبا سیارسی ہے عنبر افشان
غرض اہل چمن مین اسقدر مست
نظر جس جا پڑے سبزہ ہے اور جو
مگر زلفون کی سنبل مین مہک ہے
کہ بہکے بولتے ہین مرغ یکدست

بادشاہ ہُن کوہ فرختہ آگین پر پہونچکر افسون خوان ہوا طائران خوش نوا جو اشجار پر بہار پر زمزمہ سنج تھے چہچہے کرتے ہوئے اُترے اور قلعہ فیروزہ نگار جو دامن کوہ مین آباد ہے وہان پہونچے حاکم اس قلعہ کا **فیروزشاہ تاجدار جادو** سر حکومت پر بصد عزت متمکن تھا کہ طائرون نے سامنے آکر دعا دی اور آمد بادشاہ طلسم کی بیان کی شاہ قلعہ خبر سنکر بہ تعجیل تمام مع ارکان دولت کے اُٹھا اور سامان نذر وغیرہ ہمراہ لیکر خدمت شاہ جادوان مین آیا سر بجز بہر تسلیم جھکایا اور پہاڑ پر جو عمارت اس کے سکونت کی بطور سیرگاہ تعمیر تھی اُسکو فرش و مسند و شیشہ آلات کا ربردازون نے بہت جلد آراستہ کیا سامان عیش و عشرت مہیا کیا بادشاہ لب نہر ایک بنگلہ مین آکر بیٹھا جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا ناچ ہونے لگا شاہ جادوان نے اُسوقت فرمایا کہ تمھارے ذمے اے **فیروزشاہ** ہمیشہ سے نقابت طلسم کی ہے مین **عمرو** کو قتل کرنا چاہتا ہون تمھین لازم ہے کہ تمام طلسم مین منادی کردو کہ دست ہمارے سے آکر تماشا اُسکے قتل ہونے کا دیکھین اور خوشی کرین اور دشمن اس خبر کو سنکر آتش غم مین جل جل مرین اور نقارچی یہ بھی پکاردے کہ فلان روز بادشاہ طلسم اس نا عیار کو قتل کریگا جس کسی کو دعوی ہو وہ آکر چھڑا لے قتل و غارت سے اُسکے کشوجان وجسد کو بچالے یہ حکم محکم قضا شیم شہنشاہ عالی ہمم سنکر **فیروزشاہ** نے دست ادب باندھ کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان ہم غلامون کی یہ مجال نہین جو میدان عدول حکمی مین قدم رکھین اور حکم معلے سے سر پھیرین بموجب **بیت**

خادمان را بر سر خود حکم نیست
انچہ فرمان تو باشد آن کنند

قتل عمرو بنا بر آئین طلسم چالیس روز کے بعد ہونا چاہیے آئندہ جو راے اقدس واعلی بادشاہ نے یہ عذر سُن کر حساب کیا تو عمرو کو قید ہوئے تیس روز گذرے تھے دس روز باقی تھے بعد اس حساب کے کتاب سامری طلب کی اور حسب دستور نذر وغیرہ دیکر کھولی حال عمرو کے قتل کرنے کا دیکھا کہ اسکو کب ہلاک کرنا چاہیے کتاب مین یہی نکلا کہ بعد چالیس روز کے مناسب ہے درمیان مین قتل نہو سکے گا اور راے بادشاہ لشکر مہرخ کو غارت

اُسکے سرداروں نے ڈھنڈھورا سنایا باہم مشورہ کیا کہ جبتک شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے آئین اتنے عرصہ مین ہم ایک لڑائی ایسی ساکھے کی لڑین کہ حملہ باغیوں کا کام تمام کردین یہ صلاح ہوئی ہی تھی کہ صنعت سحر ساز ڈھنڈھورا سنکر بارگاہ ملکہ مین اپنے مقام پر سے آئی ایک سمت سے مصور جو جلہ مین تھا مع اپنی زوجہ صورت نگار کے آیا پھر تو اور بھی ساحران نامی مثل شکوہ زرین قبا وغیرہ کے ملکہ مذکور پاس آکر جمع ہوئے اور کہا اے ملکہ مقراض ایسی ویسی ساحرہ نہ تھی جسکو ہم شبیہ کوکب نے آکر قتل کیا ہم جانتے ہین کہ یون ہی قتل عمرو مین بھی رخنہ پڑیگا حیرت نے کہا تم سچ کہتی ہو اھین باتون سے جی مین آتا ہے کہ خنجر مار کر مر جایئے اور خواہ افراسیاب اجازت دے یا نہ دے قسمیہ ہو کر نمک حرامون سے لڑنا چاہیئے یا تو ان کو ہم نے مار لیا یا ہمکو انھون نے مار کر طلسم پر قبضہ کیا ملکہ شکوہ نے کہا مناسب یہی ہے جو آپ فرماتی ہین ملکہ صنعت نے بال سر کے پکڑ کر سب کی طرف کمخا طلب ہو کر خطاب کیا کہ اے لوگو بال سر کے سفید ہوئے ہوس دنیا کی سب نکل چکی اب جی کے کیا کرنا ہے ساحران عالم کو کیا منھ دکھاؤنگی اس بیغیرتی سے زندہ بھی رہی تو کیا مثل مشہور رنکٹا جیا برے احوال لازم یہی ہے کہ لڑ کر جان دیدون مصور و صورت نگار جو ذلتین کئی بار اُٹھا چکے تھے اس وجہ سے ہان ہان تو کرتے ہین مگر ٹال رہے ہین انکا یہ قصد ہے کہ عمرو قتل ہو جائے تو پھر مقابلہ کرین غرضکہ جو جس کے مزاج مین آیا اصلاح پذیر ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ بادشاہ ساحران سے اجازت لڑنے کی منگوا ئین پھر صنعت کی رائے یلی اور اُسنے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ افسوس ایسے ایسے زبردست ساحر مارے جائین اور ہم شاہ سے پوچھنے پر بیٹھے رہین یہ کبھی نہ ہوگا اسی وقت طبل جنگ بجواتی ہون حیرت نے کہا ہمکو اجازت ہر وقت لڑنے کی ہے اور اجازت نہین ہے تو پھر کس لیے ہمکو سردار لشکر شاہ نے کیا ہے کچھ پوچھنے کی تو احتیاج نہین ہے مگر اتنی بات کا مجھکو خیال ہمیشہ سے ہے کہ میری بہن ملکہ بہار شریک نمک حرامان ہے اور وہ کسی طرح قتل نہ ہوگی کیونکہ شاہ جادوان نے بہت کچھ بتایا ہے اور دوسرے یہ کہ رعد و برق یہ دونون مان بیٹے مرحلہ طلسم کے ساحر ہین برقھا سے طلسم مین سے برق جادو ہے پس انکا قتل ہونا بھی دشوار ہے یہ کلام سُنکر ایک ساحر نے کہا اے ملکہ آپکی بہن آجکل لشکر مین نہین ہین جانب کوہ آرام گئی ہین ملکہ نے کہا چلو یہ اچھا ہوا اب رعد و برق رہے ان کو پکڑوا لینا چاہیئے یہ کہہ کر عیاریوں کو طلب کیا اور دربار برخاست کر کے ایسا سحر کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے جب تخلیہ ہوا صنعت نے کہا مین بزور سحر روسے ہوا پر اُڑ کر جاؤنگی اے حضور تو کسی بہانہ سے رعد و برق کو اکیلے مین لانا مین سحر کر کے غافل کردونگی اور پکڑ لاؤنگی ملکہ حیرت نے کہا یہان نہ لانا باغ عشرت مین ملکہ جنین جادو رہتی ہین وہان پہونچا دینا راوی کہتا ہے کہ یہ دونون مان بیٹے پہلے ہی سے قید ہو کر جنین کی سپردگی مین رہتے ہین اس لیے کہ ساحر دست ہین اگر لشکر مین رہتے تو شاہ طلسم کی فوج ہمیشہ خاوب رہتی پس بادشاہ نے گرفتار کرا کر اُن کو بھی قید سخت مین رکھا ہے اول مین چند بار جو قید ہوے تو وہ تمام بیان ہو چکے مثل اسکے کہ دختر مصور الماس پری چہرہ پر رعد عاشق ہو کر قید ہوتا ہے یا یہ کہ مہ قران دیوانہ بنکر

یہ دہل بھی طلسمی ہے اور مین بھی اسیلیے ہون کہ منادی کیا کرون میرے ڈھول کی آواز جملہ ساکنان طلسم سنتے ہین اور ساٹھ ستر کوس تک چار سمت مین اسکی صدا جاتی ہے یہ کہکر ڈھول کو سنبھالتا پرواز کرکے روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر حیرت مین آیا اول بارگاہ مین پہونچکر ملکہ مذکور کو سلام کیا اور حکم بادشاہ سے اطلاع دی ملکہ بہت خوشنود ہوئی اور گویا ہوئی کہ جلد جا ڈھنڈھورا پیٹ وہ کنارے لشکر کے آیا اور دہل پر اُسنے چوب لگائی سب ساحر لشکر حیرت و مہرخ کے گوش بر آواز ہوے کہ سنو ڈھنڈھورا پٹتا ہے اس اثنا مین اس دہل زن نے رعد آسا کڑک کر آواز لگائی کہ خلق خداوند لقا و سامری وغیرہ پونے دو سو خداوندونکی ملک بادشاہ کا حکم شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو کا کہ تاریخ اُٹھارویں ماہ بہمن روز دہشتی سنہ حال کو مریخ یعنی منگل کے دن عمرو عیار برج غضب سے نکالکر قتل کیا جائیگا جو اسکا عدو ہو وہ آکر تماشہ دیکھے اور جو اُسکا محب ہو وہ آمادہ بجنگ ہووے یہ منادی کرکے دو چوبین اور ڈھول پر مارکر آگے بڑھا تماشبینون اور لونڈونکا غول اسکے ساتھ ہوا اُدھر طرفداران شاہ طلسم نے جو یہ ڈھنڈھورا سنا باہم گویا ہوے کہ کبھی عمرو کا قتل ہونا تو یقین نہین آتا مدت سے یہ خبر سنتے آتے ہین کہ اب شہنشاہ کو غصہ آتا ہے اب سب باغی قتل ہوتے ہین خیر دور کے ڈھول سہاونے ہین ڈھنڈھورا سنکر خوش تو ہوا ادھر لشکریان مہرخ نے جو ندا سنی ہر ایک آبدیدہ ہوکر دعا کرنے لگا کہ خدا تعالے خواجہ کو شر سے ظالم کے بچائے سردارون نے باہم کہا کہ ڈھول کے اندر خول یہ فقط ستانے کے غرے ڈبے ہین شاہ طلسم خواجہ کو کیا قتل کریگا جادوگرنیان دامن پھیلا کر کوسنے لگین کہ موئے ڈھنڈھورئیے کے منہ مین خاک خداوند دشمن کا جیتا نہ ہو افراسیاب آپ مارا جائے اسی موے کی ارتھی نکلے خدا کرے مونڈی کاٹے کی لاش چیل کوے کھائین حیرت رانڈ ہوکے بیٹھے بے وارث کے مہرخ کو صدا سنکر بڑا تردد ہوا ہے حال اسکے لشکر کے جمع کرنیکا بیان کیا جائیگا مگر عمرو کا حال سنیے کہ ڈھنڈھورا جب شاہ طلسم نے پٹوایا تو کوہ فیروزہ پر بیٹھے بیٹھے سحر اپنا کام کر دیا اسلیے کہ عمرو بھی صدا ڈھنڈھورے کی سنے چنانچہ خواجہ تین روز کے قید ہوے بیہوش تھے اب جو ہوش آیا دیکھا کہ اندھیری کوٹھری مین قید ہون جسم پر آبلے پڑ گئے ہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ زمین مین ہون یا آسمان پر ہون بشر کی آواز کان مین آتی ہے یہ کہکر از بسکہ بھوکا پیاسا تھا کسوت عیاری سے کچھ میوہ نکالکر کھایا پانی پیا شکر خدا کیا کہ اے پروردگار تو سچا ہے کہ جب تک منہ سے موت لینے نہ مانگون اُسوقت تک نہ مرون اسوقت اپنے تئین زندہ گور مین پاتا ہون تو ہی اس ظلمت سے نکالنے والا ہے اور قید غم سے رہائی دینے والا اسی سوچ مین تھا کہ یکایک ڈھنڈھورئیے کی آواز سنی اور اپنے قتل ہونے کی تاریخ معلوم ہوئی دل سے کہا کوئی تدبیر کرنا چاہیئے اسی فکر مین یکایک پھر بیہوشی طاری ہوئی کیونکہ شاہ نے کچھ دیر کے لیے ہوشیار کیا تھا اور اُسکو بھی خوف تھا کہ یہ ہوشیار رہیگا تو رہا ہو جائیگا چنانچہ بدستور اول یہ تو مقید ہین اُدھر حسب فرمان شاہ طلسم فیروز شاہ نے فرمان اور ناظمان و شاہان طلسم کو تحریر کیے اور تیلہ ہاے سحر اور طائرون کو دیکر روانہ کیے آگے ان بادشاہون کا بیان ہوگا لیکن جب ملکہ حیرت اور

اُسکے سرداروں نے ڈھنڈھورا سنایا باہم مشورہ کیا کہ جبتک شہنشاہ **عمرو** کو قتل کرنے آئیں اتنے عرصہ مین ہم ایک لڑائی ایسی ساکھے کی لڑین کہ جملہ باغیون کا کام تمام کردین یہ صلاح ہوئی ہی تھی کہ **صنعت سحر ساز** ڈھنڈھورا سنکر بارگاہ ملکہ مین اپنے مقام پر سے آئی ایک سمت سے مصور جو جلہ مین تھا مع اپنی زوجہ **صورت نگار** کے آیا پھر تو اور بھی ساحران نامی مثل **شکوہ زرین قبا** وغیرہ کے ملکہ مذکور پاس آکر جمع ہوئے اور کہا اے ملکہ **مقراض** ایسی ویسی ساحرہ نہ تھی جسکو ہم شبیہ **کوکب** نے آکر قتل کیا ہم جانتے ہین کہ یون ہی قتل **عمرو** مین بھی رخنہ پڑیگا **حیرت** نے کہا تم سچ کہتی ہو انھین باتون سے جی مین آتا ہے کہ خنجر مار کر مرجائیے اور خواہ **افراسیاب** اجازت دے یا نہ دے قسمیہ ہوکر نمک حرامون سے لڑنا چاہیے یا تو ان کو ہم نے مار لیا یا ہمکو انھون نے مار کر طلسم پر قبضہ کیا ملکہ **شکوہ** نے کہا مناسب یہی ہے جو آپ فرماتی ہین ملکہ **صنعت** نے بال سر کے پکڑ کر سب کی طرف کنکھیوں ملب ہوکر خطاب کیا کہ اے لوگو بال سر کے سفید ہوئے ہوس دنیا کی سب نکل چکی اب جی کے کیا کرنا ہے ساحران عالم کو کیا منھ دکھاؤنگی اس بیغیرتی سے زندہ بھی رہی تو کیا مثل مشہور ننگا جیا برُے احوال لازم ہی ہے کہ لڑکر جان دیدون **مصور و صورت نگار** جو ذلتین کئی بار اُٹھا چکے تھے اس وجہ سے ہان ہان تو کرتے ہین مگر ٹال رہے ہین انکا یہ قصد ہے کہ **عمرو** قتل ہوجائے تو پھر مقابلہ کرین غرضکہ جو جس کے مزاج مین آیا اصلاح پذیر ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ بادشاہ ساحران سے اجازت لڑنے کی منگوائیں پھر **صنعت** کی رائے ملی اور اُسنے **حیرت** سے کہا کہ اے ملکہ افسوس ایسے ایسے زبردست ساحر مارے جائیں اور ہم شاہ سے پوچھنے پر بیٹھے رہین یہ کبھی نہ ہوگا اسی وقت طبل جنگ بجواتی ہون **حیرت** نے کہا ہمکو اجازت ہر وقت لڑنے کی ہے اور اجازت نہین ہے تو پھر کس لیے ہمکو سردار لشکر شاہ نے کیا ہے کچھ پوچھنے کی تو احتیاج نہین ہے مگر اتنی بات کا مجھکو خیال ہمیشہ سے ہے کہ میری بہن ملکہ **بہار** شریک نمک حرامان ہے اور وہ کسی طرح قتل نہ ہوگی کیونکہ شاہ جادوان نے بہت کچھ بتایا ہے اور دوسرے یہ کہ **رعد و برق** یہ دونون مان بیٹے مرحلہ طلسم کے ساحر ہین بر قہاسے طلسم مین سے **برق جادو** ہے پس انکا قتل ہونا بھی دشوار ہے یہ کلام سُنکر ایک ساحر نے کہا اے ملکہ آپکی بہن آجکل لشکر مین نہین ہین جانب کوہ آرام گئی ہین ملکہ نے کہا چلو یہ اچھا ہوا اب **رعد و برق** رہے ان کو پکڑوا لینا چاہیے یہ کہہ کر عیار چیلون کو طلب کیا اور دربار برخاست کرکے ایسا سحر کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے جب تخلیہ ہوا **صنعت** نے کہا مین بزور سحر روے ہوا پر اُڑکر دنگی اے **صرصر** تو کسی بہانہ سے **رعد و برق** کو اکیلے مین لا نا مین سحر کرکے غافل کردون گی اور پکڑ لاؤنگی ملکہ **حیرت** نے کہا یہاں نہ لانا باغ عشرت مین ملکہ **جنین جادو** رہتی ہین وہان پہونچا دینا راوی کہتا ہے کہ یہ دونون مان بیٹے پہلے ہی سے قید ہوکر **جنین** کی سپردگی مین رہتے ہیں اس لیے کہ ساحر دست ہین اگر لشکر مین رہتے تو شاہ طلسم کی فوج ہمیشہ مغلوب رہتی پس بادشاہ نے گرفتار کرا کر اُن کو بھی قید سخت مین رکھا ہے اول مین چند بار جو قید ہوئے تو وہ تمام بیان ہوچکے مثل عاشق کے کہ دختر **مصور الماس** پری چہرہ پر **رعد** عاشق ہوکر قید ہوتا ہے یا یہ کہ **مہتہ قران** دیوانہ بنکر

ایک بار چھڑاتے اور کسی مقام پر قید ہونا انکا دفتر مین دیکھا نہین اور نہ انکی کوئی رہائی دیکھی بہرصورت انکا قید ہونا اول اگر بیان ہوگیا ہے جب بھی یہ قید مین اور اگر نہین بیان ہوچکا تو اب بیان کیا جاتا ہے کہ **صنعت** تو بطور مخفی **صرصر** کے ساتھ ہوئی اور **صرصر** صورت ایک ساحر کی ایسی بناکر بارگاہ مین **برق** کے آئی تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ کنارے لشکر کے مہتر برق فرنگی کھڑے ہین مجھ سے اُنھون نے فرمایا کہ جلد جاکر رعد جادو کو مع اُنکی مان کے میرے پاس بھیجدے چنانچہ مین نے حسب ارشاد آپسے اطلاع کردی یہ عرض کرکے آپ بارگاہ سے چلی گئی **رعد و برق** کو خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کام ہے جو مہتر صاحب نے بلایا ہے چلنا چاہیے اور ایسی بے لگاو بات سُننے سے عیارہ کا مطلق خیال نہ آیا کیونکہ **صرصر** پیام دیکر وہان ٹھہری بھی نہین پھر کیونکر اُنکو دھیان عیاری کرنے کا آتا فی الجملہ یہ دونون بارگاہ سے نکلکر کنارے لشکر کے آئے اور برق عیار کو لشکر سے نکلکر صحرا مین تلاش کرنے لگے **صنعت** نے روبے ہوا سے خاک قبر جمشید اُن پر چھڑکی کہ یہ دونون بیہوش ہوئے **صنعت** نے بزور سحر ایک تخت بنایا اور دونون کو اُس پر ڈالکر روانہ ہوئی اور باغ عشرت مین لیکر آئی یہ باغ **افراسیاب** کا بنوایا ہوا ہے کہی مقام پر تعریف اسکی تحریر ہوئی ہے ملکہ **حنین** کنیز مجلس جادو کی جو بھاگ کر آئی ہے تو بادشاہ نے اسکا رتبہ ایسا کیا ہے کہ اسی لیے باغ مین رکھا ہے اور اول بیان ہوچکا ہے کہ مجلس نے چیلا اسکی گرفتاری کو بھیجا تھا وہ چیلا شاہ جادو ان کے ہاتھ مارا گیا اُس روز سے اسکو باغ عشرت مین بادشاہ نے رکھا کہ کوئی پکڑ نہ لے جائے حاصل امر وہ ایک نہر کے کنارے بیٹھی مشغول میخواری تھی کہ صنعت پہونچی اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اُسنے اِن قیدیون کو اُسکے سپرد کیا اُسنے اپنا سحر قیدیون پر کرکے کہا آپ ٹھہریے مین آتی ہون اور تخت جس پر قیدی تھے اُسکو اُتار کر باہر باغ کے ایک پہاڑ کے قریب آکر دونون کو تخت پر سے اُتارا اور خوب سحر سے بےبس اُن کو کرکے ہوشیار کیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ دو پتھر کی سلین اُڑکر قریب قیدیون کے آئین اُن سلون سے حکم دیا کہ ان مجرمون کو کمر تک نگل لو سلین فوراً شق ہوگئین اور پاؤن سے کمر تک یہ دونون اُن پتھرون مین سما گئے ساحرہ اپنے سحر کا حصار گرد اُس درۂ کوہ کے قائم کرکے باغ مین آئی اور **صنعت** کی خاطر تواضع مین مصروف ہوئی مگر وہ کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور سب حال بیان کیا کہ مین لڑنے باغیون سے جاتی ہون طلسم مین یہ ماجرا گذرا ہے اور ایسی صلاح باہم ہوئی ہے غرضکہ وہان سے روانہ ہوکر بارگاہ ملکہ حیرت مین آئی تمام کیفیت معرض بیان مین لائی اور کہا اب دیر نہ کیجیے ان نمک حرامون کو مار لیجیے ملکہ نے کہا تم مختار ہو جو چاہو کرو یہ سنکر اُسنے نارنج ایک مارا وہ زمین پر گرکر شق ہوا اور اُسمین سے ایک پُتلا نکلا اُس پتلے سے اُسنے حکم دیا کہ گنبد نور سے تا پشتۂ حنا اور کنارے تک دریاے خون رواں کے میرا لشکر پڑا ہے وہان جاکے پانچ لاکھ کا لشکر تیار کراکر یہان لے آ پتلا یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور اسکے لشکر مین پہونچ کر پکارا کہ اے افسران فوج ملکہ صنعت نے پانچ لاکھ کا لشکر طلب فرمایا ہے ایسی آواز اُس پتلے کی دراز تھی کہ تمامی لشکر نے اُسکی صدا سنی اور جلد جلد کمربندی لشکر مین ہوئی ساحر اژدر و گاؤ خر پر سوار ہوے بیرقین ہوا مین اُڑنے لگین ترسول پھول چمکنے لگے ساحری کی جھانجھ کا غل تا افلاک پہونچا ہزارہا نارنج ترنج جا یکبار اُچھال کر ساحرون نے روکا تو یہ معلوم دیا کہ گویا انداز فلک نے باڑھ گولون کی ماری

ہوم کا دھوان بلند سحر کی بجلی چمکتی توپ خانہ مین دہر کے رنجک اُڑتی ابر سُرخ رو سے ہوا پر چھایا ہوا نبرد کا میدان سامنے جو تھا آتش بہار نظر آتا چار سمت سے جو ابر سیاہ اُٹھا قلعہ آہن بنگیا تھا اسی طرح عجائبات سحر کے نمایان کہین بدلی کہین ظاہر آفتاب تابان گوگل مرچین لونگین کافور صندل جلتا اژدہا پھنکارتے سانپ ہر ایک زہر اُگلتا ساحرون کا تو یہ حال نبرد آزمایان عرصۂ قتال کی ایک سمت مورچال وہ خنجر و شمشیر کی چمک دیدۂ ترک فلک کو خیرہ کرتی چراغ خانۂ تن کو تیرہ کرتی اسلحہ کی جھنکار گوش بہرام گردون کے پار غرضکہ بڑے جوش وخروش سے مثل بحر غضب و سیل فنا یہ لشکر روان تھا اور کچھ ہی عرصے مین یہان سے وہان تھا یعنی قریب بارگاہ حیرت کے نشان تھا ملکہ صنعت نے جب دیکھا کہ لشکر میرا آگیا خود بھی تخت اژدہون پر اپنا کھچوا کر سوار ہوئی اور قیام ہونیکا بھی انتظار نہ کیا کہ طبل جنگ بجوائی اسی وقت سمت لشکر مہرخ چلی اور جب قریب اُس فوج کے پہونچی خنجری سحر و ترنائے جنگی اور دہل طبل کا شور گوش ہمایون مہرخ مین پہونچا اس عرصہ مین طائران سحر نے خبر دی کہ اے ملکہ فوج دشمن سر پر آگئی ملکہ مذکور نے بہت جلد نفیر سحر کو دم دیا غازیان صف شکن بعجلت تمام تر تیار ہوئے سرداران لشکر بارگاہ سے نکل آئے خیام وخرگاہ مین ہلچل پڑگئی بازارین بند ہوگئین بعض مقام پر تو بھگدڑ پڑی مہرخ بھی بہت جلد باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوئی اس عرصہ مین صنعت کے حکم سے اُسکے لشکر نے اس فوج کا محاصرہ کرلیا اور اُسکے آنے کے بعد مصور کو بھی جوش آیا تھا یہ بھی کئی لاکھ سے چلا تھا حیرت بھی سوار ہوئی تھی یہ دونون بھی بجمعیت کثیر آپہونچے اور دو طرف دو راہون کو روک کر کھڑے ہوئے چار طرف سے بزنید بکشید کی صدا بلند ہوئی صنعت تیغ سحر بکف کر پانچ لاکھ سے لشکر مہرخ پر جاگری اس طرف سے مہرخ بھی مع فوج بڑھ کر غت پٹ ہوگئی اب تو لکے ابر کے آنے لگے پیکان تیر و مار و عقرب برسانے لگے ناریل ترنج سیون کے بار جلنے لگے مہرخ پر صنعت نے ایک بیضۂ سحر کا مارا وہ نارنج پھٹا ہزارہا شعلہ اسمین سے نکلا اور لشکر مہرخ پر گرا اسنے سحر پڑھکر کہا کہ دشمنون کو یہ آگ جلائے اور ہمارے دوستون پر پانی ہوجائے یہ کلمہ ایسا پُر تاثیر تھا کہ وہ آگ سمٹ کر فوج صنعت پر جا پڑی ایک لاکھ ساحر جلنے لگا صنعت نے دستک دی کہ فوراً ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا وہ آگ بجھی اُسوقت مہرخ نے ایک نارنج سحر کا مارا صنعت نے خالی دیکر ترنج مارا مہرخ کا شانہ زخمی ہوا اب ساحر سے ساحر گتھ گیا مہرخ نے پھر سحر پڑھا کہ تیر برسنے لگے صنعت نے سیون سحر کی پیدا کین ہر سمت گویے ناریل ماش کا چھرا سوئیون کے پیچھے جلنے لگے مہرخ نے گچھا سوئیون کا مارا کہ سترہ سو پیکان آبدار کا گچھا پیدا ہو کر فوج پر گرنے لگے جس کے وہ پیکان لگتا سینے سے پار نکلجاتا فوج دبزا ہمین قدم ادھر کی کبھی ہٹ جاتی ہے کبھی ادھر کی پسپا ہوتی ہے لاش پر لاش مُردہ پر مُردہ گر رہا ہے دریا خون کا بہتا ہے ساحر مچھلیون کی طرح تڑپتے ہین مہرخ و یاقوت و سرخمود مخمور وغیرہ کے خون کہنیون سے بہ رہا ہے قبضۂ شمشیر ہاتھ مین جم گئے ہین سرخمار و نافرمان وغیرہ نے غول مین گھس کر ایسے نارنج ترنج مارے ہین کہ سو سو دو دو سو کا ایک ہی ایک وار مین کام تمام کیا ہے ادھر سے صنعت وغیرہ چڑھی چلی آتی ہین نقارون پر چوب پڑتی ہے نقیب للکار رہے ہین ؏ رزم کا دن ہے نام کر جاؤ + زندگی ہے کہ لڑکے مرجاؤ

دلیر و جوانو بہادرو آج کا دن ہے نمک حلالی کر جاؤ مار لیا ہے شیرون یہ معرکہ تمھارے ہی ہاتھ ہے نہ گھبرانا تیغ ظفر کا ساتھ ہے تلوار کٹار چل رہی ہے چیلین منڈلا رہی ہین کسی کا سر اڑ گیا کسی کا بازو کٹ گیا کسی کا پاؤن کٹا دریائے خون مین سُرخ سُرخ مچھلیان تڑپتی نظر آتی تھین اعضائے تن کی بھی حالت تھی سر کچھوؤن کی طرح تیرتے تھے مرکبون کے سُم خون مین غرق دم بھر مین جدا گردن و فرق اس لڑائی مین **صنعت** نے ایک ناریل سبز رنگ اچھوتی والا اپنے جوڑے سے نکالا اس ناریل کو دیکھ کر ملکہ **طاؤس** نے **مہرخ** سے کہا کہ اے ملکہ اس ناریل سے کنارا کرو یہ باغ جمشید کا ناریل ہے ملکہ مذکور نے کہا ہر چہ باد اباد جمشید کے باغ کا ہوگا تو کیا کر لیگا اس عرصہ مین وہ ناریل اپنے چرخ دیکر مارا وہ شق ہوا کئی ہزار پتلا اسمین سے نکلا اور بڑھکر خیل انسان ہو گیا تلوارین ہاتھون مین لیکر ہر ایک آگے بڑھا **صنعت** نے حکم دیا کہ اے پتلہائے سحر جاؤ دشمنون کو قتل کرو یہ سُنکر ایک ایک نعرہ زن ہوا کہ ہم غلام جمشید او تلوارین مارتا ہر ایک چلا جس کے تلوار ماری دو ٹکڑے کیا نارنج ترنج تلواران پر پڑنے لگی مگر کچھ اثر نہین کوئی پتلا نہ مارے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہے **مہرخ** نے جو یہ ماجرا دیکھا فوج کو للکارا کہ ہان لینا جانے نہ دینا اور آپ ایسا سحر کیا کہ خنجر آسمان پر سے برسنے لگے **مخمور** نے سحر کرکے گولے برسائے کئی ہزار جادوگر مارے گئے اب تو **مشکین مو** زلف کھول کر آگے بڑھی **طاؤس** و **لرزان** و **زلزلہ ناقومان** و **ہلال سحر افگن** تنہائے سحر لیکر غول مین درآئین اور نعرۂ **مہرخ** سے ساحر مرکبون پر سے کود پڑے کہین خنجر چلنے لگا کہین کٹار چلنے لگی قرا دلیون کے ٹھولسنے چلتے تھے کہین کشتی ہوتی تھی ناریل نارنج ترنج اُچھلتے تھے سحر کی لائین اور چوٹین چلتی تھین نیزہ بازعدو کو کباب بالاسے سیخ بناتے تھے ایک طرف سحر کے جانور باہم گتھ گئے تھے شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی اژدر سے اژدر لڑ رہا تھا شور دار و گیر برپا تھا فوج اُمڈی ہوئی تھی ہزار ہا لاش پڑی تڑپ رہی تھی فوج **مہرخ** اگرچہ قلیل تھی اور پتلے سحر کے قتل نہو سکتے تھے اور وہ لڑتے مارتے چلے آتے تھے بدینوجہ اسکی فوج کے گھونگھٹ کھایا بھگدڑ پڑی بارگاہ چھٹ گئی بازارین لٹنے لگین غول کے غول بھاگے جدھر جسکا منہ اُٹھا چل نکلا مصور نے نعرہ مارا کہ خبردار جانے نہ پائین فوج نے تعاقب کیا یہان تو یہ ماجرا ہے لیکن عیار ہمیشہ آفت مین لشکر سے نکل جاتے ہین اور **قران** تو جنگل مین راہی کرتا ہے اپنے جو نعرہ مبارزان کا سُنا اور شور و غوغا جو زیادہ بلند ہوا تو اُسنے قلعہ کوہ سے یہ ہنگامہ دیکھا کہ لشکر ہماری جانب کا قتل و غارت ہو رہا ہے کوئی بچتا نہین نظر آتا یہ دیکھکر زار زار رو دیا اور برہنہ سر کرکے دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگا آخر پہاڑ پر سے اُتر کر ایک سمت کو صحرا مین بھاگا تلاش گل مراد کرتا جاتا تھا رحم خالق جز و کل خضر راہ بنا کہ اسکا گذر قریب باغ عشرت ہوا اور ایک پہاڑ کے درّہ مین پہونچا کبھی ایسا کوہ بلند اسکی نظر سے نہ گذرا تھا وہان دیکھا تو رعد و برق کو کمر کمر تھیمر مین غرق پایا اُن سے پوچھا کہ یہ کیا تمھارا حال ہوا اُنھون نے بھی اس عیار کو پہچانا اور کہا اے مہتر عالی گہر ہمارے پاس نہ آؤ کہ گرد ہمارے حصار سحر ہے اور ہم قید مین **جنین** کے ہین ایک ایک روٹی جو کی اور کوزہ آب ہمکو ملتا ہے **قران** نے سب حال لشکر کی بربادی کا بیان کیا اُنھون نے کہا اگر ہم رہا ہوتے تو بتا دیتے **قران** نے کہا پھر وہ **جنین** تحبہ کہان ہے اُنھون نے کہا اسمین جو سامنے ہے

عیار مذکور ان سے پتہ معلوم کر کے ساحر کی ایسی صورت بنکر چلا اتفاقاً باغ عشرت مین جنین نہ تھی اسنے متصل
اسی باغ کے ایک باغ اور نیا بنوایا ہے کس لیے کہ باغ عشرت مین یار کو اپنے بغیر حکم بادشاہ طلسم نہین رکھ سکتی ہے
شاہ نے صرف اسکے رہنے کی اجازت دی ہے اور کوئی رہ نہین سکتا ہے اسوقت اسی نئے باغ مین وہ گئی تھی اور
تخلیہ تھا یار کو اپنے بلا بھیجا تھا کہ قران بھی اسی باغ کے دروازے پر آکر دربان سے مستفسر ہوا کہ یہ گلشن رنگین کس محبوب
باتزئین کا ہے اسنے کہا ملکہ جنین کا اسنے کہا اگر تم کہو تو ہم جائین نوکری کی تلاش مین آئے ہین شاید تقدیر لڑ جائے
اور ملکہ رکھ لین تو تمھاری بدولت روزگار ہو جائیگا بال بچے ہمارے دعا دینگے دربان نے کہا دوسرے دروازے
پر جاؤ ہمین حکم نہین کہ ہم جانے دین قران یہ سُنکر وہان سے چلا اور ایک سمت اُس باغ کے بنگلہ تھا اُسکی دیوار
چھوٹی تھی یہ سمجھا کہ دوسرے دروازے سے بھی کوئی جانے نہ دیگا اور اس جانے آنے مین عرصہ بھی ہوگا ادھر سے چلکر
اپنا کام کرو یہ سوچ کر اُس دیوار کو پھاند گیا اور آگے بڑھ کر دیکھا تو باغ نہایت سبز و خرم پایا پھر چبوترہ سنگ سُرخ کا
بنا تھا فرش تکلف اُسپر بچھا تھا ملکہ جنین اُسپر بیٹھی اسنے جھُک کر اسکو سلام کیا اسنے پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا ملکہ
ہم بھی جادوگر ہین سامری کے نام لینے والے ماں باپ کے بدولت خوب عیش و آرام کیا سب دولت لٹا دی بیٹھے
چین کیے اب محتاج ہوگئے مجبور ہو کر نوکری کو نکلے آپکا نام سنکر آئے ہین اگر آدھ سیر آٹے سے لگ جائین گے سرکار کا
بول بالا منائینگے جنین نے یہ کلام سُنکر کہا اچھا ہمنے تجکو نوکر رکھا یہ کلمہ جیسے ہی اسکی زبان سے نکلا ویسے ہی زمین
شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ اے ملکہ یہان نوکر رکھنا کیا باغ عشرت مین نوکر رکھ لیجیے گا آپ تو نہ کچھ سمجھتی
ہین نہ بوجھتی ہین نوکر رکھ لیتی ہین جنین یہ سُنکر کچھ سوچنے لگی اسمین قران نے کہا یہ بھی قسمت کی خوبی کہ تیسرے
فاقہ نوکری کو آئے اور مالک بھی ملا تو پتلی نے زنش زنی کی جنین نے کہا اچھا باغ سحر مین آنا یہان سے کچھ دور نہین ہے
نوکری ہو جائے گی قران چندقدم وہان سے چلا مگر پتلی سے کہتا چلا کہ اری پتلی تو نے مجھکو جھوٹا اور دغا باز سمجھا
میرے باپ نے ایسی ایسی ہزارہا پتلیان بنا کر توڑ ڈالین تیری کیا حقیقت ہے یہ سُنکر جنین نے کہا اے پتلی اگر تجکو
اس ساحر پر عیار کا شبہ ہے تو بلا کر ہاتھ سونگھ اگر عیار ہے تو پکڑ لین گے اور جو نہین ہے تو نوکر رکھین گے پتلی نے کہا
اچھا جنین نے کہا میان ساحر ادھر آؤ پتلی کو ہاتھ دکھاؤ قران جھپٹ کر جنین کے قریب آیا اور کہا اے ملکہ
پتلی ہاتھ دیکھے اور آپ یہ کاغذ دیکھیے میرا نسب نامہ یہ ہے اور مین بڑا عالی خاندان ہون یہ کہہ کر ایک کاغذ
نکالا کہ مکتوب کی طرح لپٹا تھا وہ اُسکے ہاتھ مین دیدیا اسنے کھولنا اُس مکتوب کا شروع کیا اور کہا عنوان لکھنے
والے نے بہت چھوڑا ہے غرض جب بہت سی تہین کھولین ایک مقام پر کچھ لکھا دیکھا وہ بغور اسکو پڑھنے مین
مشغول ہوئی اُسمین نعرہ قران کا لکھا تھا وہ پڑھنے لگی ع منم مہتر قران شیر ثریا نم ادھر پہلو پر عیار مذکور
کھڑا تھا اسنے بغدہ کھینچ کر کھوپڑی پر لگایا پتلی جو پاس کھڑی تھی کہتی تھی ارے کیا کرتا ہے ہاتھ دکھا اسنے کہا
ہاتھ کیا دیکھے گی ہاتھ کی صفائی دیکھ غرض بغدہ جو سر پر پڑا مغز اسکا پراگندہ ہو کر دور گرا اور وہ اچھلکر زمین
پر گری اور سرد ہوئی آوازین آنے لگین کہ مارا تجکو نام میرا جنین جادو تھا کوہ و بیابان مین آگ لگی مکانات

بھٹ گئے تڑاق تڑاق چھتیں اُڑنے لگیں سحر کی نمود بے بود باطل ہوگئی دربان ساحران ملازم دوڑے قران
جست کرکے بھاگ گیا تیلی وغیرہ چلبلی درۂ کوہ مین رعد و برق چھوٹ گئے اور لمحہ بھر تو زمین پر لوٹے پھر چاق و
توانا ہوکر ٹھہرے تھے کہ مہتر قران بھی آکر پہونچا اور ہمراہ انکے روانہ ہوا یہ دونون طرفۃ العین مین قریب
جنگگاہ پہونچے اور اپنے لشکر کو مغلوب دیکھکر رعد زمین مین پانوٴن مار کر سمایا اور فوج مخالف جو عقب مین قتل کرتی
آتی تھی اُسکے بیچ مین نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ کئی ہزار ساحر بیہوش ہوکر گرا اوپر سے کڑ کڑ لمکے کی آواز آئی
اور برق جادو تجلی بنکر جو گری خرمن ہستی کو جلا کر پھر بلند ہوگئی اور آڑی ترچھی ہوکر ہر سمت گرنے لگی رعد نے
چیخنا شروع کیا حیرت نے شکوہ زرین قبا سے کہا کہ بڑا غضب ہوا رعد و برق چھوٹ آئے یہ وہ بلائے بے
درمان ہین کہ جہان فتح نہ ہوتی تھی افراسیاب اُس مہم پر انکو بھیجتا تھا اس گفتگو مین جتنا عرصہ ہوا اُتنی دیر مین ہزارہا
ساحر جلکر دو ٹکڑے ہوگیا ہرچند صنعت نے ان دونون کا رد سحر چاہا ممکن نہوا اُدھر بھاگی ہوئی فوج مہرخ
کی پھر پڑی لشکر دشمن کو زیر تیغ رکھ لیا اس اثنا مین رعد جادو کو یاد آیا کہ جب مین شہر داؤدیہ مین خداوند داؤد
کے سجدہ کو گیا تھا تو اُنھون نے تھوڑی خاک اپنی اگیاری کی عنایت فرمائی تھی خاصیت اسکی یہ بتائی تھی کہ کیسا
ہی ساحر زبردست یا روئین تن بزور سحر ہو یا مالک مرحلہ یا صاحب تحفہ طلسم یا پتلہ سحر کا ہوگا اس خاک کو اُسپر
پراگندہ کرنا وہ جلجائیگا بس اسنے زمین مین سما کر اپنے تئین غول مین ان پتلون کے جو صنعت کے نارجیل سے
نکلے تھے پہونچایا اور اُدھر صنعت کو یہ خیال آیا کہ تیرے پتلے کسی سے نہ مارے جائین گے تو اُنکو حکم دے کہ سب
ایک بار مجتمع ہوکر جب رعد زمین سے نکلے تو اُسپر جا پڑین اور اُسکو اسیر کرلین دوبارہ مان کو بھی اسی طرح پکڑین
چنانچہ ایسا ہی کچھ پتلون کو حکم دیا وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہوکر منتظر رعد تھے کہ زمین سے نکلے تو لپٹ جائین اُسی
اثنا مین رعد زمین سے نکلا اور ان سب کو ایک مقام پر جمع دیکھکر قدرت نمائی کارساز حقیقی سمجھا اور جوڑے
سے پڑیا نکالکر خاک اُنپر چھڑکی وہ پتلے اُسکو پکڑنے کو دوڑے تھے خاک جو ان پر پڑی جسم طلسمی مین اُنکے آگ
لگی تلوون کی لگی سرین تھی دھڑ دھڑ جلنے لگے بڑی تقویت لشکر حریف کو اُن پتلون کی تھی انکے جلنے سے فوج
کے پانوٴن اُکھڑے فتح کی شکست ہوئی ہرچند صنعت و مصور وغیرہ نے روکا لیکن بھاگی فوج کب رکتی ہے
دل ہار چکے تھے ٹھہرنا مشکل ہوا اس عرصہ مین رعد قریب تخت صنعت جاکر نکلا اور چیخ ماری گرد و پیش تخت
صنعت کے جو ساحر تھے وہ بیہوش ہوکر گرے اور صنعت ازبسکہ ساحر زبردست ہے بیہوش تو نہ ہوئی مگر
جھوم گئی اوپر سے برق کڑ کڑا کر گری سناٹھ نشتر پنجہ سپرین لیکر سپر پر سایہ فگن ہوا مگر برق نے سپرون اور پنجون
سب کو جلایا صنعت جلدی مین سمٹکر تخت کے ایک گوشے پر گئی بجلی جو تخت پر گری تخت کٹا اور وہ اژدر
جنپر تخت کھنچا تھا سب جلگئے تخت جو اُلٹا صنعت بھی اوندھے منہ گری بہت چوٹ لگی لوگون نے اُٹھاکر
ہوادار پر لٹایا اور لیکر بھاگے دوبارہ رعد لشکر مصور مین جاکر چیخا ہزارہا کے کان کے پردے پھٹ گئے
اوپر سے بجلی نے گر کر ہزارون کو جلایا آٹھ نو سو جادوگر جھلس گئے حیرت نے شکوہ سے کہا اب یہان سے چلو

اسوقت کچھ تدبیر نہ ہو سکے گی یہ وہ بلا ہے کہ شاہ جادوان بہ مشکل اُنکو روکتا ہے یہ باتین ہی تھین کہ حیرت کی فوج پر بھی بجلی گرنے لگی ہزار بارہ سو ساحر ہلاک ہوا حیرت کو غصہ آیا اور آگے بڑھی تمام مصاحبین اسکی کمر سے لپٹ گئین اور کہا اے خاتون معظمہ شاہ طلسم اگر دو چار ساحر زبردست ہوتے اونسے آپ لڑتین یہ جنگ مغلوبہ ہے سامری جانے کیا آفت آئے آپ بچائیے اور بالفرض حضور نے رعد و برق کو پکڑ بھی لیا تو فوج بھاگ چکی ہے یہ لڑائی فتح نہ ہوگی اس فہمائش سے ملکہ مذکور رکی اور آخر کار لوگ اسکو سمجھا کر بھگا لیچلے ادھر مصور صورت نگار زرد چہرہ اسکی پھیر کرنے چلی ان سردارونکا عرصۂ قتال سے ہٹنا تھا کہ فوج تمام جی چھوڑ کر بھاگی اُدھر گلستان خزان دیدہ مہرخ مین پھر بہار آئی نسیم فتح نے نہال رایت و نصرت کو جنبش دی دشمنون کو لشکر سبزۂ پامال کیا برنگ غنچہ ہر ایک کا دل خون ہوا ہر طرف لاشین سبزہ نمط بچھی تھین آنکھین نرگس آسا کھلی تھین چشم حسرت سے دیکھ رہی تھین کہ ہائے مارے گیا سے کیا ہو گیا سنبل کی طرح پر لشکری پریشان و زار کسی کو اُٹھنے کی بھی طاقت نہین نظرون مین ذلیل و خوار دل ہی دل مین خار کھاتے برگ شجر کی طرح کف افسوس مل کر پچھتاتے سوسن نمط زبان بند کچھ کہنے نپاتے جدھر نگاہ جاتی زخم تن پر گلون کیطرح کھلے تھے لالہ وار داغدار نظر آتے سرو کی صورت تلخ زندگی سے آزاد تھے حاصل مرام لشکر مہرخ نیک انجام نے شمشیر آبدار سے ایسی آبیاری گلشن شجاعت مین فرمائی کہ حریف کو پھلنے پھولنے نہ دیا باغبانان نہال قامت نے نوجوانون کو کاٹ چھانٹ کے برابر کر دیا سر تراشی کرنا شروع کی دلون پر بیل ڈالدی بوستان جوہر تیغ کی بہار دکھائی

نظم

صریر قلم ہے ہنسی کی صدا
تبہ جان و اسباب اور مال تھا
کسی کے روان جسم سے جوے خون
پدر کی لیے نعش لاتا کوئی
ہوا سر مین نخوت کی تھی جو بھری

قلم فوج دشمن پہ ہے ہنس رہا
کسی کے جو تھی تیغ کاری لگی
کوئی خاک مین ہو کے بسمل زبون
کوئی پیٹتا نعش فرزند پر
تو یون فوج بھاگی کہ آندھی چلی

لکھے کیا جو اُس فوج کا حال تھا
تو تھی نخل قامت پہ آری لگی
برادر کا لاشہ اُٹھاتا کوئی
کہ ہے ہے جوان مرگ میرے پسر

آخر کار وہ لشکر نابکار بہت ذلیل و خوار ہو کر روبفرار لایا ان شجاعت شعارون نے پڑاؤ تک انکے اُسکا تعاقب کیا جب وہ بھاگ کر پڑاؤ پر پہونچے اُسوقت مارنے سے بھگایا بہتر سمجھ کر مہرخ نے طبل بازگشت بجوایا اور بہ فتح و فیروزی مراجعت فرما ہوئی برق و رعد پر سے بہت زر نثار کیا فقیرون کو مالدار کیا لاشین اپنے لشکریون کی اٹھائین اور دفن کرائین بھاگی ہوئی فوج پھر جمع ہوئی لشکر مین بازار ین کھلین مبارزون نے بستر پر آ کر کمر کھولی سردار ہر ایک داخل بارگاہ ہوے ادھر ملکہ حیرت بخاطر رنجور بارگاہ مین آئی پچھلے سب جمع ہوے صنعت بھی آئی ملکہ مذکور کی حالت تباہ پائی آنکھون مین آنسو بھرے دیدۂ نرگسی اشک سے مملو گریبان چاک لب پر آہ سوزناک صنعت ہر چند کہ زخمی اور اپنے درد مین مبتلا تھی مگر ملکہ کو سمجھانے لگی کہ واری اس شکست کا رنج نہ کیجیے آخر یہ نمک حرام کہان بچکر جائینگے

اور کب تک آفت ڈھائینگے جب شہنشاہ کو غصہ آیا پھر یہ دم بھر مین فنا ہونگے شہنشاہ نے طرح دیکر انکو
یہ قوت دیدی اچھا دیر آید درست آید کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات حیرت نے ان باتونکا جواب دیا کہ تم
سچ کہتی ہو لیکن مجکو اب تاب نہین ہے کل مین شہنشاہ سے جا کر رضائے حرب لونگی اگر اجازت دی بہتر
ورنہ اپنی جان دیدونگی میرے اوپر دانہ پانی حرام ہے جبتک نمک حرامون کو مار نہ لون صنعت نے کہا یہ بھی
قدرت کا کھیل ہے تقدیری امور مین کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی کیا وقت پر رعد و برق آئے نہین معلوم
یہ چھوٹے کیونکر حیرت نے یہ سُن کر رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ بیک ضرب مہتر قران کار چنین تمام شد
شکوہ کو اس عبارت کے سننے سے پسینہ آگیا یہان تو یہ چرچا ہے وہان رعد نے مہرخ سے کہا کہ ہماری جان
بحکم خدا قران نے بچائی مہرخ نے کہا اللہ ہم ایسے گنہگار نہین کہ ہماری بارگاہ مین بھی مہتر صاحب نہین
آئے قران بھی اُسوقت موجود تھا اسنے کہا ایسی کونسی عیارہ عمدہ کی کس ساحر زبردست کو مارا جو بارگاہ مین تمھاری
بیٹھون ملکہ نے کہا کوئی دم تو ٹھہر جائیے اسنے کہا مین حاضر ہون ملکہ نے ایک دنگل یاقوت کا قریب کرسی خواجہ
عمرو بچھوا دیا اور کہا تشریف رکھیے مہتر مذکور کی عادت نہین جو نہ بیٹھے بارگاہ سلیمانی مین بھی جو آتا تھا تو
خشت زرین پر کھڑا رہتا تھا اسوقت بھی برابر اس دنگل یاقوت کے ٹہلنے لگا مہرخ نے کہا بیٹھ جائیے برق
عیار نے کہا اے ملکہ بیٹھنے کو نہ کہو نہین ہم چلے جائینگے اس عرصہ مین شراب کا جام ساقی نے ملکہ کو دیا ملکہ نے
قران کو وہی جام عنایت فرمایا اسنے کسوت عیاری سے گلابی نکالکر شراب پی اور وہ جام نہ پیا دفتر اول
مین نوشیروان نامہ مین مذکور ہے کہ قران ملک حبش کا شہزادہ ہے لڑکپن سے شوق عیاری کا ہوا اپنے چچا
کی بیٹی پر عاشق ہوے اور وہ دختر ان سے منسوب ہوئی تھی جب پدر انکا انتقال کر گیا تو چچا نے انکی طرف سے
سلطنت کرنا شروع کی مگر دل مین فتور آیا بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کیا اور مہتر مذکور کو قتل کرنا چاہا
انھون نے صحرا مین جا کر پھانسی لگائی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی روح مقدسہ نے آکر نظر کردہ
کیا اور فرمایا جا کر عمرو کا شاگرد ہو خدا تعالی تجھے معاذ فرمائیگا کبھی تو قید کسی جگہ نہ رہے گا اور جب
شب بھر قید رہے گا تو قضا تیری آئے گی اب جا چچا تجکو سلطنت تیرے باپ کی دیکر دختر کی اپنے شادی کر دیگا
قران وہان سے سامنے اپنے چچا کے آئے اسنے سلطنت اُسکو تفویض کر کے اپنی دختر کو انسے منعقد کیا اُنھون نے
شوق مین عیاری کے سلطنت ترک کی اور لاکھون روپیہ خرچ کر کے بانے عیاری کے بنوائے اور خدمت خواجہ عمرو
مین آکر شاگردی اختیار کی منجملہ بانہائے عیاری کے جو بنوائے تھے ایک یہ گلابی شراب کی بھی ہے خاصیت
اسکی یہ ہے کہ اگر شراب مین بیہوشی یا کسی طرح کی آمیزش ہو اور اس گلابی مین وہ شراب رکھی جائے تو رنگ
اس شراب کا بدلجائیگا اسنے اسمین بنابر احتیاط شراب پینا اختیار کی ہے فی الجملہ اسوقت بھی اسی گلابی سے شراب
پی جب نشہ ہوا ایک مرتبہ افسوس کہکر رو دیا مہرخ نے کہا کیون اے مہتر دل گھبرا گیا ہے برق عیار نے کہا خواجہ کو
یاد کیا ہے یہ سنتے ہی جتنی جادوگرنیان تھین سب کو سناٹا آگیا اور گلعذاران یاسمن پیکر ساحرہ جو تھین

انکے کاسہ چشم برنگ ساغر چشم نرگس آب شبنم سے مملو ہوگئے گلستان حسن مین اشکون سے آبیاری ہوئی قران نے نسیم آسا آہ سرد بھری اور کہا لعنت ہو ہمارے جینے پر کہ خواجہ کے قتل ہونیکا ڈھنڈھورا بھی پٹگیا اور ہم سے کچھ نہ ہوسکا اچھا اے ملکہ خدا حافظ یہ کہکر جست کرکے سراپچہ بارگاہ فرایا اور سمت صحرا چلا گیا بعد اسکے جانیکے کچھ دیر تو سب اہل بارگاہ رد کا کئے پھر ساقیان گلعذار جام مے سرخ لیکر آئے اور شراب پلانے لگے ہنگامہ عشرت گرم ہوا لیکن مہتر قران بھی ان کے پیچھے بارگاہ سے روتا ہوا چلا گیا جب عیارون سے وہ مقام خالی ہوا صرصر عیارہ ساحرہ کی ایسی صورت بنکر در بارگاہ پر کھڑی ہوئی تھی بخوف عیاران اندر نہ آئی تھی اب داخل بارگاہ ہوئی اور حسب دستور عیاران خبر یہان کی دریافت کرنے لگی اسی اثنا مین اسکو خیال آیا کہ اسوقت عیارون سے یہ مقام خالی ہو بن پڑے تو رعد و برق کو پکڑ لیجاؤن کیونکہ اُنھون نے لڑائی بھی فتح کی ہو ملکہ حیرت انکے گرفتار کرلیجانے سے بہت خوش ہوگی اور تیر اربہ زیادہ کریگی اور اگر یہ مان بیٹے دونون نہ ہاتھ آئین تو ایک ہی کو لیچل کس لیے کہ دو مین ایک نہ ہوگا تو دوسرا بھی بیکار ہوجائیگا ظاہر ہے کہ رعد چیختا ہے اور بیہوش کرتا ہے مان اُس کی بجلی بنکر گرتی ہے پھر اگر مان نہ ہوتی تو خالی بیہوش کرنیسے کیا فائدہ ہے اور یہ بھی سوچی کہ جہانتک ممکن ہو برق ہی کو پکڑ لیچل کہ بجلی بنکر اکیلی بھی کام دےسکتی ہے یہ تو اس سوچ مین تھی وہان حسب اتفاق برق جادو نے جو شراب پی اسکو خوب نشہ ہوا اسلیئے کہ قید سے چھوٹ کر آئی ہے بہت دنون کے بعد جو شراب خواری کی نہایت بدمست ہوگئی دل سے سوچی کہ بارگاہ مین بادشاہ لشکر کے سامنے پر آنا بری حالت ہونا خلاف ادب ہے تو یہان سے اُٹھ جا اور کچھ ترشائی وغیرہ کھا کر اپنی بارگاہ مین ٹھہر کر جب نشہ کم ہوا اسوقت دربار مین آنا ورنہ سب لوگ تجکو کم ظرف کہین گے یہ سوچکر اپنی جگہ پر سے اُٹھی کنیزین جو ساتھ چلین اُنکو بھی منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ مین ابھی آتی ہون اسلیئے کہ کوئی نجانین کہ دربار سے بسبب زیادتی نشہ رخصت ہوگئی حاصل مرام جب یہ اپنی مقام پر سے اُٹھی صرصر پہلے سے باہر بارگاہ کے نکلگئی اور ایک مقام پر راہ مین کھڑی تھی کہ یہ لڑکھڑاتی ہوئی پہونچی عیارہ نے کہا بلالون نشہ آپکو بہت معلوم ہوتا ہے برق سمجھی کہ یہ اسی لشکر کی کوئی ساحرہ کسی کی کنیز یا ملازم ہے یہ سمجھکر اسنے کہا اے نیکبخت تیرے پاس اورک ہو تو دے اور نہین تو دوڑ کر بازار سے لا مین تجکو انعام دونگی اسنے کہا قربان گئی مین ابھی لائی یہ کہہ کر چند قدم جاکر اورک بیہوشی آمیز کسوت سے نکالی اور پھر کر ملکہ مذکور پاس آئی کہا لیجئے یہ حاضر ہے اسنے وہ لیتے ہی کھائی اور پکاری کہ آئے بہن روکنا مجھے چکر آتا ہے عیارہ نے ہاتھون پر روک کر گود مین لیا اور ازبسکہ لشکر مین یہ معاملہ گذرا تھا وہان سے لیجانا بادھکر مناسب نہ سمجھی اور اُسکو بارگاہ مین اُسکے لاکر پلنگ پر لٹا دیا چونکہ کنیزین تو اُسکی بارگاہ شاہی مین تھین یہان تنہائی تھی عیارہ نے اور ملازمون کو اندر آنے سے منع کردیے بارگاہ کے سراپچہ گرا دیے پردے مین تکمہ لگا کر پشتارہ مین اُسکو باندھا اور پشت کی جانب سے سراپچہ چاک کرکے نکلی راہ کا شکر بھیجتی اُٹھتی بیٹھتی لشکر سے نکل رسید ہی بارگاہ حیرت

میں آئی یہاں تو پہلے ہی مشورہ ہو رہا تھا کہ شاہ طلسم سے چل کر اجازت حرب لیں چنانچہ حسب دستور حیرت و صنعت و شکوہ وغیرہ طاؤس ہائے سحر پر بیٹھ کر چلیں صرصر جو بارگاہ میں آئی سُنا کہ ملکہ شہنشاہ پاس گئی ہیں یہ سنکر وہاں سے پھر کر اپنے خیمہ میں آئی اور صبا رفتار و تیز تگ و خنجر زن سے کہا میں برق جادو کو پکڑ لائی ہوں افسوس ہے کہ ملکہ حیرت نہیں ہیں اُنھوں نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ صنعت نے قسم کھائی ہے کہ جب رعد و برق قید ہوں گے میں فوراً سر انکا کاٹ ڈالوں گی پس اُنھیں کی بارگاہ میں اُسکو لے چلیے اگر وہ ملکہ کے ساتھ نہ گئی ہوں گی تو سر کاٹ لینگی صرصر نے کہا مجکو خوب معلوم ہے کہ وہ بھی نہیں ہیں یہ کہکر برق کو پلنگ پر لٹا دیا اور آپ مصروف حفاظت ہوئی ادھر حیرت وغیرہ جو روانہ ہوئی تھیں ایک پہاڑ پر پہونچیں اور اسم پڑھ کر دستک دی پنجہ پیدا ہو کر اُٹھا لے گئے شاہ جادوان کوہ فیروزہ پر بیٹھا ہوا انتظام قتل عمرو کا کر رہا تھا کہ پنجوں نے اُن کو لا کر پہونچایا انھوں نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے پریشان حیرت کو دیکھ کر پوچھا کہ اے ملکہ کیوں مزاج تمھارا کیسا ہے ملکہ نے گردن جھکا کر سستی سے جواب دیا کہ دعا کرتی ہوں شاہ نے کہا نہیں تم کچھ سُست بولتی ہو یہ سنکر شکوہ نے کہا اے شہنشاہ کیا خاک مزاج اچھا ہو دشمنوں کے ہاتھ سے کیا ناک میں دم ہے آپنے مقراض و سمندر کو بھیجا تھا اُنھوں نے کام دشمنوں کا تمام کر دیا تھا شاہ کو کب یا اُسکا ہمصورت آ گیا اُسنے سحر کیا کہ آپکے ساحر آپس میں لڑ کر مر گئے ملکہ صنعت کو اس بات پر غصہ آیا یہ چڑھ دوڑیں سب کا کام تمام کر چکی تھیں کہ رعد و برق آ گئے آفت آسمانی کی خبر نہ تھی یہی لڑائی بگڑ گئی شکست فاش ہوئی تین لاکھ ساحر ہماری طرف کے مارے گئے پانچ ہزار ساحر مصور کا چل گیا اب ہم سے ان ذلتوں کی برداشت نہیں ہو سکتی آپنے ملکہ حیرت جادو کو قسم دی ہے کہ تم ہر کس و ناکس کا مقابلہ نہ کرنا ان باغیوں سے کہ تمھارے قابل نہیں ہیں نہ لڑنا پھر اب یا تو اجازت حرب دیجیے یا یہ حکم دیجیے کہ اپنی جان دیدیں شاہ نے کہا میں منادی کرا چکا ہوں عمرو کو قتل کر کے بلا کے کر ڈالوں گا تم گھبراؤ نہیں اور اگر تم کو بہت ہی غصہ ہے تو میں تمھاری خاطر سے رعد و برق کو قتل کرائے دیتا ہوں تم جاؤ میں ملکہ کج ابرو خنجر زن کو بھیجونگا وہ رعد و برق کا علاج کر دیں گی اور اے حیرت تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا جب تک طلازم میں تمھاری بلا لڑے یہ کہکر اون کی خاطر سے سحر کے طائر کو روانہ کیا کہ دشت غضب سے جا کر کج ابرو کو بلا لائے طائر روانہ ہوا اور ساحرہ کو جا کر حکم شاہ سے اطلاع دی وہ ساحرہ تخت پر بیٹھ کر خدمت بادشاہ میں حاضر ہوئی یہ ساحرہ تیس برس کا سن رکھتی ہے اور حسن و جمال میں بے مثال تھی ابرو اسکے اسطرح کج تھے کہ بیک اشارہ جنبش ابرو ادھر کی دنیا ادھر کرتی تھی آنکھیں زیر ابرو ایسی تھیں گویا بدست محراب میں زاہدوں کو بہکانے آئے ہیں مردم چشم سے یہ ظاہر کہ عابدان گوشہ گیر محراب سے نکلکر میخانہ میں تشریف لائے ہیں روے زیبا آئینہ سے صاف صاف کہتا کہ کچھ تو اندھا ہے جو میرا مقابلہ کرتا ہے دہن تنگ کا غنچہ سے یہ مقولہ کہ تو بڑا بیہودہ ہے جو میرے منھ چڑھتا ہے بیاض گردن کے سامنے بیاض سحرانی بیاض نہ کرتا والنہار اذا تجلی کا سبق پڑھتے ہوئے بھول جاتا گیسوئے مشکین اسکا سورۂ واللیل زاہدوں کو حفظ کراتا سینہ پر چھاتیوں کا تن تن کرنا رخ سے یہ کہتا کہ اتنا نہ رخ اُٹھا تو میرے برابر نہ ہو سکے گا خاطر عشاق کے حوصلے کو ہر دم سر راہ تین کہ دیکھ نکلنے والے یوں نکلتے ہیں اور اس طرح اُبھرتے ہیں

ابیات

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ	تکلم پر تصدق بلبل باغ
سراپا حسن کا عیبوں سے تھا پاک	

وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ہلال عید تھی تصویر ابرو
گہر دندان لب لعلین تھے یاقوت

بشکل صبح پیشانی تھی خندان
نہون گے ایسے جادو نرگسی چشم
الف بینی ورق عارض دہن میم
ستارے تھے میانہ خانہ حوت

چھڑی خنجر کٹاری تیر مژگان
کمان یا قوس تھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم
اس آفت جان نے بادشاہ کو

مجرا کیا شاہ نے فرمایا کہ تم جاؤ رعد و برق کو قید کرکے ملکہ حیرت کے حوالے کرو اگر مہرخ کچھ مزاحم ہو تو اس سے بھی سمجھ لینا اسنے یہ حکم سنکر مراجعت کی اور اپنی جگہ پر آکر تیاری سفر مین مصروف ہوئی اُدھر بادشاہ نے نامہ لکھا کہ اے رعد و برق تم ملکہ کج ابرشے خنجر زن کو پہچانتے ہو اُس سے لڑوگے اور اے ملکہ مہرخ تو کبتک حیلہ حوالہ کرکے بچے گی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ نامہ حیرت کو دیکر رخصت کیا اور کہا مہرخ کو جاکر بھیجدینا ملکہ مذکورہ مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوئی پیچھے پہاڑ پر آٹھا لائی وہان سے یہ لشکر مین آئی اور نامہ مہرخ کو بھجوایا یہان برق کے گم ہونیکا غل مچا ہوا تھا رعد نے یہ مضمون نامہ سنکر کہا مجھ سے اکیلے کیا ہو سکے گا جب امان جان نہین ہین برق عیار بھی آیا تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور تمھاری مان کو خدا چاہتا ہے تو لاتا ہون یہ کہکر صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حریف مین آکر دروازہ پر بارگاہ حیرت کے آیا اور ملازمون مین ملکر اندر بارگاہ کے آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا اس عرصہ مین صرصر نے خبر سنی کہ حیرت وغیرہ آئی ہین یہ خبر سنکر بارگاہ مین آئی اور ملکہ مذکورہ سے عرض کیا کہ مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون یہ کلام سنتے ہی صنعت قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا جلد لا مین نے قسم کھائی ہے کہ اسکا سر کاٹونگی صرصر یہ حکم پاکر چلی برق عیار سب حال سنا اور صرصر سے پہلے بارگاہ سے نکلکر ایک درخت پر جو راستہ مین آنے جانے والون کے واقع ہوا تھا چڑھ گیا اور کمند کے حلقے شاخون کے بیچ سے لٹکا کر چھپا بیٹھ رہا صرصر کے خیمے کا راستہ ادھر ہی تھا یہ بھی زیر درخت آکر پہونچی اور غافل تھی اپنی رو مین جاتی تھی حلقہائے کمند کا مطلق خیال نہ تھا جیسے ہی بیچ درخت کی جگہ پر آئی سر سے اُتر کر حلقہ کمند گردن مین پہونچا اور صیاد جس ستی کی آڑ مین شکار کھیلتا تھا جھٹکا دیا کہ ہائے اوج حسن اُس پھندے مین پھنسی اور گردن پھنسنے سے ایسے کھنکا اسنے اوپر منھ اٹھا کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ بیہوش ہوئی عیار مذکور درخت پر سے اُترا اور چادر مین اسکو باندھ کر کسی درخت پر چڑھ کر ایک ٹہنی سے باندھ دیا اور آپ وہان سے تنہائی مین جاکر صورت صرصر کی ایسی بنا کر اُسی کا پیراہن جو بیہوش کرکے اُتار لیا تھا پہنا اور خیمے مین اُسکے آیا اور صبا رفتار سے کہا کہ حیرت تشریف لائی ہین مین برق کو لیے جاتی ہون لیکن اس عیار کے پیچھے نگوڑا سارا دن فاقہ سے گذرا منھ پھیل اکڑ رہین کئی پہر کھانا کھانیکی تو مہلت نہین کچھ مٹھائی کھالون ساری جانے اب کب فرصت ملے یہ کہکر مٹھائی کمر سے نکال کر کھانے لگا صبا رفتار سے کہا تم بھی کھاؤ اور کچھ لڈو امرتی وغیرہ اُسکو بھی دیے وہ تو اسکو صرصر جانتی ہی تھی بے تامل وہ مٹھائی کھانے لگی دو ایک ڈلیان کھائی تھین کہ بیہوش ہوگئی اور عیار بچیان کہین گئی تھین ورنہ انکو بھی یہ بیہوش کرتا غرضکہ صبا رفتار کو اسنے جب بیہوش کیا ملکہ برق جادو کو ہوشیار کرکے حال سب بیان کیا اور کہا اپنا لباس مجھکو دیکے تم چلی جاؤ برق نے صبا رفتار کے کپڑے پہن لیے اور بزور سحر اڑکر چلی گئی عیار نے صبا رفتار کو

اسکی ایسی صورت بنا کر لباس اسکا پہنا کر پشتارہ مین باندھا اور اسی طرح پلنگ پر لیٹ کر آپ صبا رفتار کی
ایسی صورت بنا اور درخت پر چڑھ کر صرصر کو اُتارا اور ہوشیار کرکے کہا واری آپ کو عیار لیے جاتا تھا بچنے کو
مین ادھر آگئی جو اُس سے آپ کو چھینا چلیے ملکہ حیرت بُلاتی ہین صرصر نے کہا بڑا کام کیا مین برق کو جو
لائی ہون تو عیار موے میری فکر مین ہین یہ کہہ کر اپنے خیمے مین آئی ملکہ برق کو اسی طرح لیٹا دیکھ کر پشتارہ اٹھا کر
خوشی خوشی روانہ ہوئی اور سامنے حیرت کے لائی اور بڑے تفاخر سے پشتارہ کھولا سب نے دیکھا کہ برق جادو ہے
حیرت نے بہت بھاری خلعت منگا کر دیا اور کہا اے صرصر بڑا کام کیا اسنے کہا حضور مین بارگاہ حریف مین
جاکر بڑی جانبازی کرکے دن کو بیچ لشکر سے لائی ہون صنعت نے کہا جواب اسکو مارنا چاہیے حیرت و شکوہ
نے کہا چورنگ کاٹیے اسنے کہا بیچ کہتی ہو جی بہتر ہے پس سب جادوگریون نے تلوارین اسلحہ خانہ سے منگوائین
کسی نے دم طمانچہ پسند کیا اور کسی نے سوسن پتہ بیا کوئی ایمانی لیکر ستعد ہوئی غرض سب قبضہ مین ہاتھ ڈالکر
اور تلوارون کے میڑے کھول کر کھینچکر ہاتھون مین تولنے لگین اور جادو گرنیان دمن بیٹھا مین قدم پیچھے
ہٹ کر جھپٹنے کے لیے کھڑی ہوئین برق فرنگی بھی صبا رفتار بنا ہوا صرصر کے پاس کھڑا تھا اسنے چپکے
سے کہا اُستانی کیا خلیفہ کی ہماری لونڈی کو قتل کرڈالیے گا صرصر نے کہا اری کیا کہتی ہے اسنے کہا میری
طرف بھر مخاطب ہوجیے گا وہان ہاتھ پڑا چاہتے ہین ذرا خبر لیجیے صرصر نے سب سے کہا ذرا حضور ٹھہریے گا
اور آپ جھک کر رنگ روغن روے برق پر سے چھڑانے لگی کہ دیکھون اصلی صورت ہے یا بنائی ہوئی چنانچہ
منھ پر جو رنگ لگا تھا وہ اسکے ہاتھ مین بھر گیا اسنے اور جو دو اُڈال کر چھڑایا تو صبا رفتار کی شکل نکل آئی
اسوقت یہ رنگ چھڑانے کو جھکی ہوئی تھی برق فرنگی نے ہاتھ بھونک کر ایک دھول جمائی کہ اُستانی خوب
چھڑوائی ہو ناک کاٹنے کا اسوقت کام کیا تھا صرصر دھپ کھا کر بیٹھی تھی کہ برق عیار جست کرکے سراپردہ
گیا اور نعرہ کرکے بھاگا جملہ ساحر حیران تھے کہ یہ کیا تماشا ہوا اس حیرت مین آئینہ وار سب دنگ رہے کسی نے
عیار کا تعاقب بھی نہ کیا اور صرصر بھی اس خیال سے نہ دوڑی کہ مین جاؤن اور صبا رفتار ہاتھ پڑ جاے مین
وہین سر پکڑ کر یہ کہتی ہوئی کہ خدا کرے موے کے ہاتھ ٹوٹین میرا سر چکرا گیا بیٹھ گئی حیرت نے کہا ارے یہ
کیا ماجرا ہے اسنے کہا بی بی موا برق عیاری کر گیا یہ برق جادو نہین ہے صبا رفتار عیارہ ہے یہ سنکر سب
جادوگرنیون نے تلوارین ہاتھ سے پھینکدین اور نہایت خفیف ہوئین اور صرصر نے فتیلہ دفع بیہوشی سنگھا کر
عیارہ کو ہوشیار کیا صبا رفتار اُٹھ بیٹھی اور حیران وار ہر سمت دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے اسکی تو یہ کیفیت
تھی اُدھر برق جادو کے قید ہونیکا لشکر مین جو غل ہوا تھا تو چالسوز بھی عیاری کو چلا تھا راہ مین اسکو قران
ملا اور وہ بھی روانہ ہوا تھا الحاصل یہ دونون بھی بارگاہ حیرت مین بہ شکل مبدل موجود تھے جب برق فرنگی
نکل گیا اور صبا رفتار کو ہوش آیا قران نے آگے بڑھ کر کہا کہ کم ستانی میری معشوقہ کو تم نے آج ڈرایا تھا ایک
بندہ مارونگا کہ فرش ہو جاؤ گی جواب بھی ایسی حرکت کی صرصر تو یہ سنکر دم بخود ڈر کے خوف سے ہو گئی لیکن حیرت

تخت پر آکر بیٹھ چکی تھی اسنے بھی یہ کلمات سُنے اور ایسا غصہ آیا کہ سحر تو اس غصہ مین کرنا یاد نہ رہا تھا اُٹھکر تخت پر سے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ ارے ماروان مووُن نے گھر گھیرا ہے ہمکو ذلیل بنایا ہے یہ جیسے ہی تخت پر سے اُٹھ کر بڑھنے لگی پشت پر جادوگرنی بنا ہوا جانسوز کھڑا ہوا تھا اُسنے ایک ایسا اڑنگا مارا کہ اڑ اڑا دھم سے منہ کے بل تخت کے نیچے گری سب اہل دربار سنبھالنا سنبھالنا کہہ کر اُٹھانے کو دوڑے قران جانسوز نعرہ کرکے سراچہ پھاند کر بھاگے ادھر صاف نکل گئے کس لیے کہ فوج کے ساحر عیارون سے ایسا ڈرتے ہین کہ وہ پیچھے نہین دوڑتے نہ اُن کے پکڑنے کا قصد کرتے ہین الحاصل عیار تو نکل گئے اور حیرت کو لوگون نے اُٹھا کر تخت پر بٹھایا اسکے منھ مین اور کولے وغیرہ مین بہت چوٹ لگی نہایت ذلیل اور زبون ہوکر پھر تخت پر بیٹھی صنعت سے کہا اس رسوائی سے تو مرجانا بہتر ہے اب یہ تخت تختہ تابوت سے زیادہ بدتر ہے طلسم کا رنگ بے رنگ نظر آتا ہے دیکھیے کہ کیا ہونے والا ہے لوگون نے براہ خوشامد عرض کیا نہین حضور پھر آپ آپ ہی ہین یہ موئے عیار کہان حضور کے مقابل ہو سکتے ہین یہ بھی وقت کی بات ہے حیرت یہ سُنکر خاموش ہو رہی اس طرف عیار اور ملکہ برق جادو بارگاہ مہرخ مین آئے انکے آنے کی خوشی ہوئی عیارون کو ملکہ مہرخ نے خلعت دیا شراب ارغوانی کا جام چلنے لگا بعیش و نشاط ہر ایک انجمن آرا ہوا انکو تو عشرت تمام تر رہنے دیجیے لیکن ماجرا سنیے کہ ملکہ کج ابروئے خنجر زن جانے مقام پر سے آئی فوج ساحران اسنے تیار کرائی ظلمات طلسم کے قریب ایک بیابان ہے کہ اسکو دشت غضب کہتے ہین کئی لاکھ ساحر وہان رہتے ہین ان سب کی یہ حاکم ہے بہت بڑی ناظم ہے اس دشت کو قبل شہر کے شاہ طلسم نے آباد کرایا ہے اور اُسکو مالک اسکا بنایا ہے اسی طرح اس طلسم مین ساٹھ ہزار ناظم و ناظمہ قلعہائے طلسم ہین یہ بھی حکمت اور مشیت صانع طلسمات کون و مکان کی ہے کہ جبتک شہزادہ اسد چھوٹ کر طلسم کشائی کرین اسوقت تک بہت سے ناظم قتل ہو رہین ورنہ وہ شہزادہ عالیجاہ کہان تک لڑتے اور ان بلاؤن کو دفع کرتے کے بعد رہائی شہزادہ باوجود ان سب کے مارے جانے کے ہزارون قلعہائے طلسم باقی رہتے ہین اور بڑی فوج ساتھ لے کر شاہ طلسم مقابلہ طلسم کشا کرتا ہے چنانچہ حجرہ ہفت بلا کا کھلنا اور بلاؤن کا وہان کی نکلنا اور دریائے ہفت رنگ کا باطل ہونا اور دریائے نیل کے ساحرون کا آنا انشاءاللہ سب بیان ہوگا حاصل کلام یہ ساحرہ نا فرجام کئی ہزار ساحر منتخب روزگار اپنے لشکر سے چھانٹکر خود خونخوار پر سوار ہوئی نفیر سحر پھنکی نقارون پر چوب پڑی ساحران غدار قشون قشون انبوہ انبوہ طائران سحر پر چڑھکر ہمراہ ہوئے رال و تیل کے شعلے اُڑنے لگے دھوپ کا رنگ میلا ہوا لشکر کے چلنے کی علامت ظاہر ہوئی یہ عالت تھی کہ نظم

بڑے جوش سے فوج لشکر شکن ۔ روان تھی کہ تھا بحر اک موجزن
وہ بیرون کے نعرے وہ جوجو کا غل ۔ وہ آواز قرنا وہ شور دہل
غبار اس طرح تھا زمین سے اُڑا ۔ کہ گویا تہ و بالا عالم ہوا
برچھی چمکتی تھین یون تھالیان ۔ کہ سونے کا دریا ہو جیسے روان
اُچھلتے تھے نارنج یون بار بار ۔ فلک پر سے گرتے تھے گویا شرار
جو ترسول و نیزے چمکنے لگے ۔ ستارے فلک سے اُترنے لگے

بڑے جاہ سے اور بڑی شان سے
اور ان ساحرہ بھی بڑی آن سے

اسی طرح بعد قطع مسافت راہ یہ لشکر گمراہ قریب لشکر مہرخ عالیجاہ پہونچا اتنا فاصلہ اُس مقام سے لشکر اسلامیان کا رہ گیا کہ تیس کوس وہان سے تھا اُس ساحرہ نے ایک بیابان سرسبز دیکھ کر فرمایا کہ اس جگہ قیام ہمارے لشکر کو کرنا بہتر ہے کیونکہ یہان سے لشکر باغیان چندان دور نہین اور جائے خرم و دلکشا ہے جھیلین بھری ہین درختان صحرا ابر بہار فرحت بیز ہین کوہ و سربلند درے ان کے مثل درون صافی دلان ارجمند جملہ بیابان کوسون تک سبزہ زار پھولون کا انبار ہے عجائب غرائب ہر رنگ کی بہار ہے ملازمون نے حسب حکم مالکہ اس جگہ بارگاہ ہکی استادہ کی لشکر تمام اتر پڑا اوپر گیا خیمے نصب ہوگئے بازار لشکر مین کھلگئی بارگاہ کے آگے زیر سایبان زربفت کج ابرو تخت پر بیٹھ کر کیفیت صحرا کی دیکھنے لگی طرفہ بہار نظر آئی دہنی طرف کو دور تک دیہات کے باغ دکھائی دیتے امریون مین چھوٹے چھوٹے کویلین بولتین پپیہے شور کرتے مور کوک رہے سامنے جنگل مین جھیلین پرآب تالاب لبالب چقچر گرداب مارتے ہوئے کنول کھلے ہوئے سنگھاڑون کی بیلین پڑین کوکا بیلی کو کنارہ پھولا ہوا طائر ہر طرف کو غول کے غول اُڑتے کھیتون مین گرتے ایک سمت کو کھیت دھانون کے سرسبز لہلہے برابر برابر بانسواڑی اور ریوڑون اور کھونٹون کا پشتہ دیا ہوا دھیکلی چلتی کسان سچائی کرتے سامنے ایک پہاڑ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دامان کوہ گلہاے خودرو سے بھرا ہوا کوڑیالا عشق پیچان پھولا ہوا لالہ کھلا ہوا زیر کوہ نرگس شہلا کا تختہ اسکو یہ سیر بہت پسند آئی دیر تک ٹھہر کر وہان آسودہ ہوئی پھر کئی سو خواصون کو اپنے ساتھ لیکر بندر سحر چلی اور بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے تعظیم کرکے بٹھایا مزاج پوچھا اور کہا آپکی بارگاہ و لشکر کہان ہے اسنے کہا مین یہان سے تیس کوس پر اُتری ہون اس لیے لشکر یہان نہین لائی کہ دن بھر کے لیے تو آئی ہون کار حریف تمام کرکے چلی جاؤنگی پھر آپکو تکلیف زیادہ کیون دون آپ مالکہ ہین ملاقات آپکی واجب تھی وہ ہوگئی اب جاکر مہرخ کو سمجھاتی ہون اگر اُسنے مانا تو خیر نہین کل ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا گذر گئی حیرت نے کہا مین تم کو منع نہین کرتی جاؤ لیکن وہ کسی طرح نہ مانے گی اگر ماننے والی ہوتی تو یہ نوبت کاہے کو پہونچتی اسنے کہا اے ملکہ آپ صحیح فرماتی ہین اچھا آج طبل جنگ آپ بجوا دیجئے مین صبح حاضر ہون گی شب بھر کسل سفر سے آرام کرونگی حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہہ کر ساقیون کو اشارہ کیا جام شراب گردش مین آیا شام تک ہنگامہ عشرت گرم رہا جب خنجر بیضاوی آفتاب نیام غرب مین رکھا گیا اور ہلال فلک بسان ابروے معشوق کج نظر آیا۔

نظم

کمرون مثل دہان تنگ جانان
گھٹا ایسا ہوا آنکھون سے پنہان
کواکب صورت امید مرگاہ
فلک پر تھے مگر افسوس خوردہ

سر شام حیرت نافرجام نے طبل جنگ بجوایا کج ابرو وہان سے رخصت ہوکر اپنے مقام فرودگاہ پر آئی اور اُسنے بھی نفیر سحر بجوائی لشکر مین اسکے تیاری حرب ہونے لگی ادھر جاسوسان لشکر اسلامیان نے ملکہ مہرخ کو خبر نواخت کوس زری پہونچائی اسنے بھی نظر بفضل خداتعالی رکھکر نفیر سحر کو دم دیا دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر سردار نامدار اپنے مقام پر آکر تیاری کرنے لگا بھینٹین چڑھنے لگین مرچین جلنے لگین اگیاری ہوئی بیر آنے لگے

ڈھول بجنے لگے دہرو بجا بگا رے کانوردلیس کے ساحر سحر جگانے لگے ایک طرف کو شجاعان عرصہ نبرد نامی نامور جواہر دہتھیارون کو صیقل فرماتے تھے جوہر آئینہ شمشیر دکھاتے تھے نامہ شمشیر ایسا تصویر کشی مین مشتاق تھا نقافون کا ایسا ہاتھ صاف تھا کہ ایک صورت دو صورتین دم بھر مین کرنے کو تیار تھا نقش ہستی کا نقش غلط کا رتھا اجل کی صورت آنکھون مین پھرتی تھین خاک مین مل جانے کا خاکہ خیال مین برنگ تصویر خیالی جما تھا جوہر تیغ موقلم کا نقشہ دکھاتا تھا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ سر موتیمہ شجاعت مین عیب ہے جان دینے مین فرق نہ آئے چاہے سر کٹ جائے نظم

کہین تھمتے تھے یہ کہ ڑکیتا کرڑکا
نہ رکھنا اسے جوانو دل مین دھڑکا
قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جائے

کہین ایسا ہو تو قیر گھٹ جائے
صدا یہ کرنا جاتی تھی فلک پر
یقین تھا گوش کردنی بھی ہون کر

کہین گرزون کو حاصل سربلندی
کہین صیقل ہوئی تھی تیغ ہندی
کہین نیزے کھڑے تھے ایک پا سے

سپاہی تھے جسے میدان مین آئے

رات بھر یونہی ڈھنگ رہا لڑائی کے ٹھاٹھ کا نقشہ جما کیا جب مزاج شب کی کیفیت مثل طبیعت معشوق بدلی اور ترک دہر نے تمشیر خورشید عرصہ فلاک مین چمکائی نظم

ضیائے مہر پھیلی مثل چادر
سر مغرب بڑھا خورشید خاور
ہوا آغاز صبح نو نمودار

رہی ہر چشم وا مصروف دیدار

صبحدم مہرخ فرخ بصد جاہ و جلال سوار ہوئی ایک سمت سے حیرت بہزاران تمکنت و شوکت عازم عرصہ کارزار ہوئی ادھر صحرا سے کج ابرو مثل پیچ گیسو کے بل کھاتی ہوئی فرط غضب سے بیرنگی سحر کی دکھاتی ہوئی فوج اژدر سواران و ساحران نکبت نشان ہمراہ لیکر روان ہوئی ہزارہا ساحر غول کے غول انبوہ انبوہ گروہ گروہ دستہ دستہ ہر سمت سے چلے ہزارون سقے آبپاشی کرتے جاتے تھے نشانہائے کفر و ضلالت ایک طرف رایت نصرت آیت دوسری جانب کھلے ہوئے تھے ابر کے سیاہ و سفید و زرد و سبز و سرخ اڑتے آتے جادوگر دھوتیان تہبری باندھے ہوئے ماتھے پر قشقے سیندور کے کھینچے ہوئے کھوپڑ چندن کا کیا ہوا پیوریا سے پیشانی رنگی بانگ مین بھبھوت رما ہوا ترسول چھاتی پر بنا ہوا کانون مین کنڈل پڑے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے آگ دھوئے کے پتلے اچھلنے لگے گوکل کی چڑھایند آنے لگی ماش سرسون رائی بھونے دونے مرچے کے پتے جھولون مین بھرے ہوئے اژدرون اور دیوون اور مرکبون پر ہر ایک سوار تھے ناریل نارنج ترنج کوسے دمبدم اچھالتے بول ستادیتری صدا جے پکارتے لوکدار ڈلیان ساری اڑاتی لونگ کا ہار ہاتھون مین پہنے مرچون کے ہار گلے مین پڑے کہان تک انکی کیفیت بیان کی جائے دونون جانب جنگاہ مین صف آرائی جب ہوچکی کچھ جادوگر زمین بزور سحر سما گئے کچھ جانب آسمان اڑے نقیب نقابت کرکے کنارے ہوئے کج ابرو اژدہا کرا اپنے اژدہے سے بلند ہوئی اور ایک نارنج لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ نارنج پھٹا اور کئی ہزار سوئیان آتشین سے نکلکر لشکریون کے سر پر گرین سر کو چھید کر سینون مین اتر آئین ہزارون ساحر مہرخ کے ہلاک ہوئے زبردست جادوگر سحر کرکے بچے کج ابرو نے نعرہ مارا کہ مار ان نمک حرامون کو لینا تین ہزار اژدر سوار ساحر بہ ہاسے تھے کرا آگرے برق شمشیر سحر چمکنے لگی ایک سے دوسرا بھڑ گیا ہنگامہ دارو گیر برپا ہوا گرم بازاری

رزم ہوئی متاع جان کا سودا ارزان تھا اقلیم جسد لٹنے لگی زخم دکانون کی طرح کھلگئے سیاح کشور شجاعت جان بیچ کر نام و ننگ کے خریدار بنے عین گرمی جنگ مین کج ابرو ملکہ مہرخ کے تخت پر آکر اتری اُسنے ایک گولا جو بڑا زبونست سحر تھا اُسپر مارا وہ دھوان بنکر غائب ہوگئی گولا خالی گیا پھر وہ ظاہر ہوئی اور شمشیر سحر سر مہرخ پر لگائی مہرخ سطح زرہی کہ تلوار بھی خالی گئی اُسوقت کج ابرو نے خنجر جمشید کمر سے نکالا اور کہا اے مہرخ میرا نام خنجرزن اسی واسطے رکھا گیا ہے کہ یہ خنجر اپنے پاس رکھتی ہون تو اسکو پہچانتی ہے رعد و برق قریب تخت مہرخ کھڑے تھے چنانچہ رعد نے کہا امان جان ملکہ مہرخ سفت ماری جاتی ہین مین تو چاہتا کر ایک چیخ مارتا ہون کہ پردے کان کے پھٹ جائین برق نے کہا بیٹا تامل کرو اس اثنا مین کج ابرو خنجر پکڑ کر آگے بڑھی ساٹھ ستر ساحرون نے مرنا گوارا کیا اور بیچ مین آگئے مہرخ کو بچایا وہ خنجر جو اسنے بلند کیا اور ان ساحرون پر مارا دس کے سر ایک مرتبہ مین قلم ہوئے وہ اسی طرح قتل کرتی ہوئی آگے بڑھی اور گلے سے موتیون کا مالا توڑ کر انبوہ لشکر پر پھینکا اس مالے کا موتی جس کے ماتھے اور سینہ وغیرہ پر پڑا توڑ کر پار گذرا لشکر مین بدحواسی پھیلی یقین تھا کہ بھگدڑ پڑے اسوقت رعد زمین میں سما کر پاس کج ابرو کے نکلا اور ایک چیخ ماری لیکن خنجر جمشید اُسکے ہاتھ مین تھا وہ بیہوش نہوئی اوپر سے برق جادو چمک کر گری مگر کج ابرو کے گلے مین ایک زنجیر پڑی تھی وہ زنجیر گلے سے کھول کر اسنے برق پر ماری کہ وہ زنجیر بھی برق بنکر اس بجلی سے لپٹ گئی اور دیر تک دو بجلیان باہم گتھی رہین آخر زنجیر نے کھینچ کر زمین پر برق کو پہونچایا کج ابرو نے زنجیر کو پکڑ کر کھینچا ملکہ برق بجلی سے بصورت انسان ہوگئی تھی اور وہ زنجیر دست و پا و گردن و کمر مین لپٹی تھی اور ملکہ مذکور بیہوش تھی کج ابرو نے ساحرون کے حوالے اُسکو کیا کہ قید کرو اور حکم دیا کہ آج طبل آسائش بجے کر جن کو گرفتار کرنیکا حکم بادشاہی تھا اُنکو پکڑ لیا اب کل اس مہرخ سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مہرخ سے کہا کہ اگر آجکی شب تو نے فرمانبرداری شہنشاہ افراسیاب کی تو خیر ورنہ کل سب لشکر کو تیرے اور تجھکو غارت کرونگی یہ کہہ کر ہوا پر آپ چلی اور طبل امان بجوا کر لشکر پھرا یہ اپنے لشکر کو لیے اُسی صحرا کی طرف جہان لشکر اُتری تھی روانہ ہوئی ملکہ حیرت سے بھی ملاقات نہ کی سب کو یہ گمان ہوا کہ برق کو یہ افراسیاب پاس لیگئی غرضکہ حیرت لشکر لیکر پھری اور مہرخ خستہ حال مع فوج زخم خوردہ کے مراجعت فرما ہوئی سب آکر آسودہ ہوئے ملکہ مہرخ دربار مین تخت پر بیٹھی رعد جادو اپنی مان کے لیے غمگین تھا رونے لگا برق عیار نے کہا مین تلاش کرنے جاتا ہون مہرخ نے کہا وہ افراسیاب پاس لیگئی ہے تمکو ملنا اُس ساحرہ کا دشوار ہے برق نے کہا اچھا حال تو کھل جائیگا جہان لے گئی ہوگی یہ کہکر روانہ ہوا اُدھر کج ابرو اپنے لشکر مین داخل ہوئی ہر ایک اُسکے مصاحب نے تعریف کی کہ اے ملکہ آپنے بڑا کام کیا شہنشاہ جادوان کی بات رکھ لی اسنے ایک صندوق فولادی منگا کر برق جادو کو اسمین بند کیا برق کا یہ عالم تھا کہ سحر مین بند بند جکڑا ہوا تمام بدن زنجیر آتشین کے لپٹنے سے جھلس گیا تھا اور بیہوش تھی اسنے بند کر کے صندوق اپنے بارگاہ مین بنابر احتیاط رکھا اُدھر شاہ طلسم نے پتلے جبر کے نیچے بھیجے وہ آکر گرفتار ہونا ملکہ برق کا معلوم کر کے خدمت شاہ مین گئے اور سب حال جنگ اور قید ہونے برق معرض عرض مین

واسے لکھا ہو کہ جیسے بادشاہ باعیان وزیر سے بدظن ہوا ہے اسوقت سے وزیر ندکو رخدمت شاہ مین بہت حاضر رہتا ہے اور اپنی بی بی کی خطا معاف کرانا چاہتا ہی چنانچہ شاہ کو فیروزہ کوہ پر آئے ہوے سنکر وزیر مسطور بھی گیا اور حاضر خدمت شاہ ہوا کر تیلون سے خبر فتح بادشاہ نے سنکر وزیر کی جانب اسلیئے دیکھا کہ میری تعریف کرے وزیر نے لب عجز بہر ثنائے شہنشاہ کھولے اور دامن دامن موتی رولے کہ اے شہنشاہ خورشید جلال تیری نظر غضب کی کسکو تاب ہے تو دم بھر مین جسکو چاہے مار ڈالے اور جسکی چاہے جان بخشی کرے شاہ نے فرمایا کہ اب برق بھی چمک چکین اور کوکب کا فروغ بھی دیکھ لونگا اور وہ جنگلی سیر اکیا کر لیگا وزیر نے کہا کہ کوکب ایسے تیرے یہان نوکر پڑے ہین یہ تو زبان سے کہا مگر دل سے کہا کہ کوکب ایسا ہی ہو جو ہر گھڑی اُسی کا خیال ہے اور اُسی کا نام زبان پر جاری ہی بادشاہ نے بعد اپنی ثناخوانی کرانیکے ایک نامہ ملکہ کج ابرو کو لکھا حال یہ ترقیم تھا کہ ہمین تمھارے لڑنیکی حقیقت معلوم ہوئی خیر خواہان جانباز جیسا کرتے ہین ویساہی تمنے کیا ہم تمسے خوش ہوے شاباش مرحبا نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین خلعت سرفرازی ہمراہ نامہ ہو بھیجتا ہو آئندہ بھی عنایت خسروانی کی امیدوار رہو اور برق لگم اسکی حفاظت کی تکلیف نہ اٹھاؤ سر اسکا کاٹ کر بھیجدو نامہ تیلے کو دیکر روانہ کیا یہان کج ابرو تخت پر سایبان بارگاہ کے نیچے بیٹھی تھی سامنے تخت کے صندوق رکھا لیا شراب پی رہی تھی رقاص ناچتے تھے خواصین امینین حاضر خدمت تھین کہ تیلے نے لاکر نامہ شاہ دیا اسنے نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا زرنثار کرایا پھر نامہ کو تسلیم کرکے واکیا اور مضمون سے آگاہ ہو کر بصد فخر خلعت زیب تن کرکے صندوق کھولا ملکہ برق کو نکالا اور چاہا کہ سر کاٹ کے بھیجدون برق کا تمام جسم آتش سحر مین بھنک رہا تھا اسپر سے اتنا سحر رد کیا کہ ہوشیار ہوئی ہوشیار ہوتے ہی بیقرار ہوئی آنکھون مین دم آگیا کج ابرو نے کہا تیرا سر شہنشاہ نے مانگا ہے اب پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا کوئی دم مین قضا آیا چاہتی ہے برق نے یہ سُن کر بحسرت دیاس سمت فلک دیکھا کہ کیون اے عمرو کے خدا مجکو تو نہ بچایگا اسوقت مین بجز تیری ذات پاک کے اور کون میری مدد کرنیوالا ہے نہ کوئی یار رہے نہ یاور نہ مددگار رہے نہ ہمدم نہ مونس نہ رفیق نہ آشنا نہ خویش نہ اقربا مجکو تیری ہی ذات کا سہارا ہے تو ہی بچانے والا ہے کہ بموجب **نظم**

خداوندا بے آل پیمبر
ہے تیرے فضل کا دریا ہی کیا کم
کہ جس جا گہ ترا فضل و عطا ہے
مجھے دے بعد دشمن سے رہائی

بحق مرتضے و زوج اطہر
شفیعون پر مرے یارب نظر کر
مین کیا اور کسقدر میری خطا ہے

مین ہون گو قابل نار جہنم
اس آتش کو تو اس پانی سے تر کر
عطا کر مجکو یارب تندرستی

یہ دعا اسکی درگاہ جناب احدیت مین قبول ہوئی یعنی اول مین مذکور ہوا کہ مجلس جادو ملکہ بران کو سمجھا کر پھیر لیگئی تھی چنانچہ ملکہ مذکور قلعہ ہفت رنگ مین اسی فکر مین ہے کہ عمرو کی ایک مقام پر اپنے طلسم مین تھی اسنے مجلس سے فرمایا کہ بیٹا تم جاکر ذرا خبر تو لاؤ کہ طلسم ہوشربا مین کیا ہو رہا ہے مجلس حکم سنکر پرواز کرکے چلی اور اس وقت مین جہان برق قتل ہوا چاہتی تھی آئی اور روئے ہوا سے اُسنے دیکھا کہ ایک عورت شعلہائے سحر مین گرفتار پڑی ہو اور ایک عورت خنجر کھینچے اس کے سر پر کھڑی ہے سر اسکا جدا کیا چاہتی ہے یہ دیکھکر

زمین پر اُتری اور قریب کج ابرو آکر پوچھنے لگی کہ بی بی تم کون ہو اور یہ مجرم کون ہے اسنے کیا تمھارا باپ مارا ہے کونسا
گناہ اس سے سرزد ہوا جسکے عوض یہ قتل ہوتی ہے کج ابرو نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرتا پہنے ناک بہتی ہوئی زیر پاکی
پاؤن مین کرتے مین رومال ناک پوچھنے کا بندھا ہنستی ہوئی مجھ سے حال پوچھتی ہے یہ دیکھ کر اسنے کہا بیٹی تم شاید
یہان کسی گانون مین رہتی ہو اکیلی نکل آئی ہو جاؤ بھاگ جاؤ تمھارے ماں باپ بھی افراسیاب کے فرمانبردار
ہین اور مین بھی پس والدین تمھارے شکایت کرینگے کہ لڑکی کو منع نہ کیا مجلس پہلے جانتی تھی کہ یہ لشکر ملکہ مہرخ
کا ہے اب اسنے نام بادشاہ طلسم کا جو سنا سمجھی کہ یہ ساحرہ دشمن ہے یہ سمجھکر سنبھلی اسکے ساتھ بطور مخفی چار پتلے
آتشی اور چار آبی اور چار فولادی اور ایک گولا فولاد کا اسکے پاس ہے کہ اسکے دونون سرون پر الماس جڑا
ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ اگر کسی ساحر کے پاس کوئی تحفہ جمشید و سامری کا ہو تو اسکو باطل کرکے کام اس ساحر
کا تمام کرتا ہے اور علاوہ اسکے یہ ساحرہ صحبت یافتہ بران و کوکب سردار زادی طلسم نور افشان ہے پس
کج ابرو سے اسنے تیور بدلکر کہا کہ یہ کیا تو نے جھک مارا کہ والدین تمھارے ملازم افراسیاب کے ہین مین اس مسخری
افراسیاب خانہ خراب کو کیا جانون کج ابرو نے دیکھا کہ یہ لڑکی کچھ ہلّی اور چلبلی سی ہے اسکی بات کا برا ماننا نہ
چاہیے یہ سمجھکر اسنے ہنس دیا اور کہا لڑکی کچھ گھر سے لڑکے تو نہین آئی ہے جا چلی جا نہین روتی جائیگی
مین دو طمانچون مین سیدھا کر دونگی مجلس نے جواب دیا کہ الزادی تو ہے کس گھمنڈ پر اپنے دھگڑے افراسیاب
پر بھولی ہے تو آپ چلی جا سمجھی کیا ہے اپنے دل مین یہ کلام سنکر کنیزین کج ابرو کی بولین کہ اے بی بی صاحبزادی
تم شاید کچھ خفا ہو جو ایسی باتین کرتی ہو یہ ملکہ کج ابروئے خنجر زن ہین برق جادو کو لشکر اسلام سے پکڑ لائی ہین
تم انکو گالیان دیتی ہو پوری بات مجلس جادو نے جو قید ہونا برق کا سُنا وہی گولا جسکا بیان ہو چکا نکالا
اور اپنے تئین درست کرکے لینے کرنے کی آستین اُلٹ کے دامن چڑھا کے تنتی ہوئی تیور بدلتی چلی اُس وقت
دس بارہ لونڈیان یہ کہتی ہوئین کہ لو بوی اس چھوکری سے کوئی نہ بولے نہ جانے آپ سے آپ بگڑی جاتی ہے
اے لڑکی کچھ تو دیوانی ہے بیچ مین آگئین تھین لڑکی نے کہا الزادیو اپنی بی بی تجھ سے کہو کہ سنبھل جائے یہ کہکر
وہی گولا مارا لونڈیان جو بیچ مین آگئین تھین انکے سینہ کو اُس گولے نے توڑ کر کج ابرو تک اپنے تئین پہونچایا
اسنے ہر چند اپنے تئین بچایا لیکن مثل قضائے مبرم کے وہ گولا نہ ٹلا اسکے سینہ پر آکر گرا اور پار گذرا اور زمین
مین سما گیا کج ابرو تڑپ کر ہلاک ہوئی شور قیامت زا اسکے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا کج ابروئے خنجر زن کو کنیزین
اور انسین اسکی بھاگین لشکر جو اُترا ہوا تھا وہ جلد جریدہ سحر کا لیکر تیار ہوا لیکن ساحرہ مذکور کے مرتے ہی ملکہ
برق رہا ہو گئی اور آتش سحر اُسکے جسم پر سے دور ہو گئی بجلی بنکر جانب آسمان گئی اور آڑی ترچھی ہو کر لشکر
پر گرنے لگی اور ہر دو بارہ پتلے جو مجلس کے ساتھ آتشی آبی فولادی وہ آکر گرے آتشی پتلون کے منہ سے
آگ کے شعلے نکلتے تھے جو ساحر سامنے آتا خاک تن اپنا جلاتا خیام و بارگاہ مین آگ بھڑکنے لگی آفت
برپا ہوئی ہر طرف شور و غوغا بلند تھا ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بدحواسی سے لوگون کی عجیب کیفیت

تھی باپ بیٹے کو پہچان نہ سکتا تھا آبی پتلون کے منہ سے اسقدر پانی بہاکر دریا پیدا ہوکر موج مارنے لگا مجلس نے خوب مینڈھے برسائے آگ لگاکر پانی کو دور کیا فولادی پتلے تیغہ پکڑ کر قتل کرنے لگے اوپر سے بجلی گر رہی تھی عجب آفت اس فوج پر آئی تھی لشکری ہزاروں طرح کے سحر کرتے تھے مگر نہ وہ پتلے مرتے تھے نہ بجلی گرنا موقوف ہوتی تھی مجلس ایک طرف کھڑی ہنس رہی تھی اور کہتی تھی امی جان کے سر کی قسم کیا اچھا کھیل میں کھیلی ہوں واہ کیا تماشہ ہو رہا ہے آخر ہزارہا ساحر آتش فنا میں جلکر خاکستر ہوے اس ہوس نے طلائے جان دشمن کو آنچ دیکر کشتہ کیا خوب تاؤ دیا ہزاروں جادوگر غرق بحر قضا ہوے اس شناور قلزم سحر نے بہت کو گور کے کنارے پہونچایا دم بھر میں نگاہ ایسی پھیری کہ کسی کی آشنا نہ تھی سیکڑوں افسون خوان فولادی پتلون کے ہاتھ سے تیغ موت کی اٹھاکر فنا ہوے اور ہیبت سے خرمن جان بجلی گرنے سے جلے لشکر تمام برباد و پریشان ہو رو بفرار لایا جو بھاگ کر بچے وہ سمت کوہ فیروز گئے جب فوج بحر نحوست کی موج بھاگ گئی ملکہ برق روے ہوا سے اتر کر مجلس کے پاس آئی شکریہ میں اس کے تر زبان ہوئی اور کہا آپ کون ہیں اسنے اپنا نام بتایا اور کہا ملکہ بران کی بھتیجی ہوں میں آئی تھی برق نے کہا اچھا اب لشکر مہرخ میں تشریف لے چلیے اسنے کہا مجھکو تو وہاں کی خبر لینے جانا منظور ہی ہے چلیے یہ باتیں کرکے دونوں وہاں سے روانہ ہوئیں راہ میں برق فرنگی جو تلاش میں برق کی چلا تھا ملا اور انکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ہوا جب بارگاہ میں پہونچا یہاں غلغلہ عظیم برپا تھا رعد نے اپنی ماں کے لیے حال اپنا تباہ کیا ہر ایک رو رہا تھا کہ یہ آکر پہونچین سب اٹھکر بغلگیر ہوے رعد ماں کے گلے لپٹکر رونے لگا آخر اپنی جگہ پر برق بیٹھی اور مہرخ سے کہا ان صاحبزادی کی وجہ سے میری رہائی ہوئی مہرخ تو ملکہ بران کے یہاں ہو آئی تھی مجلس کو پہچانتی تھی تخت پر سے اٹھکر بغلگیر ہوئی اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا رقاصوں کو بلایا ناچ ہونے لگا شراب کا جام چلنے لگا مجلس کی خاطر ہر ایک نے بہت کچھ کی خواجہ کی گرفتاری کا حال بیان کیا اور کہا ڈھنڈھورا ابھی انکے قتل ہونیکا پٹ گیا مجلس نے کہا گھبراؤ نہیں امی جان بھی تشریف لایا چاہتی ہیں غرضکہ یہاں تو عشرت و نشاط میں ہر شخص معروف ہے ادھر فوج ہزیمت خوردہ کج ابرد کوہ فیروزہ پر پہونچی اور افسران فوج سامنے شاہ طلسم کے آکر پکارے کہ ملکہ کج ابرد ماری گئیں شاہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ کس نے مارا انھوں نے مجلس جادو کا آنا اور جملہ کیفیت جدال و قتال بیان کی یہ سنتے ہی بادشاہ کو غصہ آیا اور کہا اس چھوکری مجلس نے بہت سر اٹھایا ہے دیکھو تو کیا حال میں اسکا کرتا ہوں یہ کہکر فیروز شاہ سے کہا تمھارے قلعہ میں اسرار جادو رہتی ہے بلاؤ تو اسکو شاہ نے اسکو قلعہ مذکور سے لانے کیلیے آدمی روانہ کیا اور اسرار کو بلایا یہ ساحرہ کنیز شاہ جادوان تھی بادشاہ نے اسکو آزاد کردیا ہے یہ اس قلعہ میں رہتی ہے اور سامری کی تبنی کہلاتی ہے اسوقت اسنے اگر شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک تہمد گیردار باندھے ہے مالے مردوں کی ہڈیوں کے گلے میں پہنے ہے بھبوت جسم پر ملا ہے ایک جاور گیردی سر پر پڑی ہے ماتھے پر تصویر سور کی بنی ہے گدنا گدا ہے ہرچند کہ یہ ہیئت اور نقشہ ہے مگر سن چالیس برس کا ہے چہرہ پہ جھریاں پڑتی جاتی ہیں کتاب سامری

مین سطرین مسطر کی نظر آتی ہین کانین کنڈل پڑے ہین حلقہ بگوش کرنے کا معشوقان عالم کے دعوی رکھتے ہین سرمین دو چار بال جو سفید ہوگئے شب زلف مین دمدار ستارے نکلے ہین بھبھوت جسم مین ملا ہے یا حسن نے پردہ کیا ہے نہین نہین کبر سنی کے سبب آئینۂ تن جو مکدر ہے تو اُسپر صیقل کرنا چاہا ہے حاصل مرام جب اُس ساحرہ نازجام نے شاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ایک کنٹھی اپنے گلے سے اُتار کر اُسکو دی اور کہا یہان سے مہرخ کی بارگاہ مین تم جاؤ مجلس جادو وہان ہوگی یہ کنٹھی اُسکے گلے مین پہنا نا اور اپنے گلے مین بھی پہنے رہنا تو وہ کُنٹھی میرے پاس چلی آوے گی یہ حکم سنکر ساحرہ نے وہ کنٹھی تسلیم کرکے لی اور پرواز کیکے اپنے مقام پر آئی دل سے سوچی کہ اس ہیئت سے تو اگر جاؤنگی تو کنٹھی پہنا نہ سکے گی لازم ہے کہ تبدیل لباس کرکے بصورت اسلامیان روانہ ہو غرض اُسنے بڑے پائینچون کا پائجامہ پہنا محرم کرتی پہنکر ایک دوپٹا پر زر اوڑھا کچھ زیور بھی جسم پر آراستہ کرکے چلی وہان کا ماجرا سنیے کہ مجلس کچھ دیر تو شریک جلسہ مسرت رہی اسکو عمرو سے بہت محبت ہے اُنکی گود مین تو ما کرتی تھی اور نے بجوا کر سنتی تھی مطربون کے گانے سے خواجہ یاد آئے یہ رونے لگی سب اسکے رونے پر رونے لگے یہ اُٹھ کر چلی مہرخ نے کہا اے بیٹی کہان جاتی ہو اُسنے کہا امی جان کے پاس مہرخ نے کہا تم ٹھہر جاؤ اور تبادو مین آدمی بھیج کر وران کو بلانہ بھیجون اُسنے کہا مجکو اب وحشت ہے نہ بیٹھون گی یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر سیر کرتی چلی اور بازار لشکر کی دیکھنے لگی اُدھر اسرار جادو بارگاہ مین آئی ایک عورت تنہا تھی حاجب دربان سمجھے کہ کسی ساحرہ کی ملازم ہے یہ سمجھ کر منع نہ کیا اسنے اندر بارگاہ کے آکر ہر سمت پیک نظر دوڑایا اور مجلس کو تلاش کیا حسب نشان دہی شاہ طلسم کسی ساحرہ کو لڑکی بنے ہوئے نہ پایا دل سے خیال کیا کہ کہین ہوگی آئیگی اچھا یہان ٹھہر و اور لوگون سے اُسکا ذکر سنو معلوم ہوجائیگا جو یہان ہوگی یہ سوچ کر اس خیال سے کہ مجھے کوئی پہچان نہ لے ایک مقام پر نہ ٹھہری ادھر ادھر ٹہلنے لگی اسپر برق عیار کی نگاہ پڑی دلمین اُسنے کہا یہ تو ہمارے لشکر کی عورت نہین معلوم دیتی ہے اور اس طرح پھرتی ہے کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھتی ہے اے برق اسکو گرفتار کر اگر ہمارے یہان کی ہے تو چھوڑ دی جاے گی اور نہین تو شر سے اسکے محفوظ رہینگے یہ تجویز کرکے یہ بھی اُٹھ کر ٹہلنے لگا اور ٹہلتے ٹہلتے پشت کی طرف اسرار کے آیا وہ اور سمت مخاطب تھی اسنے گانٹھ کر کمند جو ماری ساتون حلقے گردن و کمر مین پیچی ہوگئے وہ اُلجھ کر گری اسنے حباب مار کر بیہوش کر دیا اور مشکین اسکی باندھکر زبان مین سوزن دیا اور ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا سب اہل بارگاہ حیرت مین تھے کہ مہر صاحب نے یہ کیا کیا مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کہ بھیا یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا اے ملکہ یہ عورت ہمارے یہان کی نہین معلوم ہوتی ہے مہرخ نے اور سب نے بغور دیکھا اور کہا تم سچ کہتے ہو یہ کسی تدبیر کو یہان آئی ہے اسنے کہا تم سب اسکی حفاظت کرنا کہ یہ سحر کرکے نکل نہ جائے اور مجکو کوئی آزار نہ پہونچائے مین اسکی زبان سے سوزن نکالتا ہون یہ سنکر جملہ ساحر ناریخ در تیغ بکر کر مستعد ہوے برق نے اُسکی زبان سے سوزن نکالا سوزن نکلتے ہی وہ پکاری کہ منم اسرار جادو کنیز افراسیاب بحکم شہنشاہ مجلس کو پکڑنے آئی تھی ارے موے تو نے مجکو باندھا ہے رہ تو جا دیکھ کیسی تیسی

شہنشاہ سے کہہ کر تیری بوٹیاں اُڑوا دونگی یہ کہہ کر سحر پڑھنے لگی از بسکہ کنگھی شہنشاہ کی لیے تھی اسپر سحر کسی ساحر کا
اثر پذیر نہوا اور ایک پتلا ادھر سے ہوا سے جھپٹ کر گرا پنجہ مین اُسکو داب کر مع کمند لے اُڑا ساحرون نے ناریج
گولے مارے لیکن پتلا بلند ہو کر یہ جادہ جا روانہ ہو گیا برق عیار نے کہا لیجیے اور نقصان ہوا کہ کمند بھی گئی
اور بنانا پڑے گی سب ہنسنے لگے اور اطمینان سے بیٹھے ادھر پتلا لیے ہوے اسرار کو فروزہ کوہ پر پہونچا
ساحرون نے دور سے دیکھا کہ اسرار سے ایک آدمی لپٹا ہوا آتا ہے یہ دیکھ سمجھے کہ اسرار مجلس کو لائی
لبس دوڑ کر خدمت بادشاہ مین اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند اسرار اس کو لائین شاہ نے یہ سنکر تاج کو
کج کیا باغبان نے کہا کیونکر نہ لائین آپنے کنگھی دی تھی مجلس کی طاقت تھی جو نہ آتی یہ باتین تھین کہ پتلا پہونچا
شاہ نے دیکھا کہ اسرار کمند مین لپٹی ہے پتلے سے حال پوچھا اُسنے کہا اس طرح عیار نے انکو باندھا تھا مین اٹھا لایا
شاہ نے اسکی گردن و کمر سے حلقہاے کمند کٹوائے اور کہا تم کنگھی دیدو تم سے یہ کام انصرام نہوگا چنانچہ کنگھی لیکر اُس کو
رخصت کر دیا اور نامہ ملکہ حیرت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ کج ابرو کو مجلس نے لکھ کر مار ڈالا مین نے اسرار کو کنگھی دیکر
پھر گرفتاری مجلس بھیجا تھا اسکو برق نے پکڑ کر باندھا تھا پتلا اُٹھا لایا پس اے ملکہ تم عیارہ کو بھیجکر مجلس کو
گرفتار کراؤ اور قتل کر ڈالو یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر ملکہ مذکور پاس آیا اُسنے نامہ پڑھا اور چاہا کہ عیارنیون کو بلوائے
اسوقت شہاب جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ مجلس آئی تھی مگر چلی گئی حیرت نے کہا چلی جاتی تو شہنشاہ
مجکو نہ لکھتے یہ باتین تھین کہ صرصر عیارہ آئی ملکہ نے حکم بادشاہ سے اُسے آگاہی دی وہ روانہ ہوئی اور ایک ساحرہ
حسینہ و جمیلہ بنکر لشکر مہرخ مین آئی یہان مجلس سیر کرتی پھرتی تھی اور جو چیز پسند کرتی تھی اُس دکان پر ٹھہر جاتی
تھی اسی وجہ سے اسکو جانے مین دیر بھی ہوئی کہ عیارہ آکر پہونچی اور اسکے ساتھ چلی وہ سمجھی کہ مہرخ کی کوئی نوکر یہ
بھی ہے غرض ایک ایسے مقام پر جب یہ پہونچی کہ وہان تنہائی تھی صرصر نے موقع پا کر عرض کیا کہ داری
آپنے وہ جو سامنے کبابی کی دکان ہے اُسکے کباب نہین کھائے عجب لذیذ کباب اُسکے ہوتے ہین کہ کھانے
سے آپکو معلوم ہوگا اور یہ مزا بھی یاد رہے گا جو لوگ اُسکے مزے سے لذت یاب ہو چکے ہین سیخ آہ پر کباب
دل کو اپنے ہمیشہ چڑھاتے ہین مطبخ دہر مین جسکو یہ کباب پسند خاطر ہوے ہین وہ آتش عشق مین کباب آسا
بھنتے ہین یہ تعریف اُسکی زبان سے سنکر مجلس نے کہا چلو مول لین اسنے عرض کیا کہ آپ جوہری وغیرہ کی
دکان پر ٹھہرین تو مضائقہ نہین لیکن کبابی کی دکان پر جانا حضور کی شان کے خلاف ہے آپ یہان گوشہ
مین ٹھہر جایے مین ابھی لالی یہ کہکر اُسکو ٹھہرا کر روانہ ہوئی اور کچھ دور جا کر کباب آغشتہ بیہوشی کسوت سے نکالکر
طشتری مین لگا کر سامنے لائی مجلس نے بے تامل وہ کباب کھائے اور بیہوش ہو گئی اسنے کمند سے گردن و کمر کو
باندھ کر پشتارہ باندھا اور تنہائی مین تو تھی ہی بے منت و اذیت لیے ہوے بارگاہ حیرت مین آئی اور کہا
لیجیے مین حکم شہنشاہ بجا لائی حیرت نے پہلے گرم پانی سے مجلس کا منہ دھلوایا جب کچھ شک باقی نہ رہا کہا صاحبہ
کوکب کے ہاتھ سے میرے کلیجے مین داغ پڑ گئے ہین مین اسکو تمام بارگاہ مین پھنوا کر قتل کرونگی کج ابرو کا بدلا

لون گی سب نے کہا حق بجانب ہے آپکے اے ملکہ ضبط کرنے کی بھی کچھ انتہا ہے مناسب ہے کہ تامل نہ فرمائیے یہان تو یہ گفتگو ہے اور اُدھر مہرخ کو اس امر کی مطلق خبر نہین ہے چنانچہ جب حیرت آمادہ قتل کرنے پر ہوئی صرصر ڈری کہ عیار رہجا کر جیتا نہ چھوڑین گے پس عرض رسا ہوئی کہ اے ملکہ اسکو قید کرنا بہتر ہے حیرت نے یہ سنکر کہا ارے تو میری اتالیق ہے ہر بات مین دخل در معقولات پس چپ رہ اُسنے عرض کیا کہ آپ مالک و مختار ہین میری مجال ہے جو آپ کو نصیحت کرون حیرت نے بعد خفا ہونے کے موتیون کا مال الانعام مین دیا اور ساحرون سے حکم کیا کہ اس مجرمہ کے پانوئن مین رسی باندھ کر کھینچو ساحر اُٹھے لیکن طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مجلس جادو اس طرح قتل ہوتی ہے مہرخ یہ حال سُنکر بیقرار ہوئی اور کہا اے لوگو مین یران اور کوکب کو کیا منھ دکھاؤنگی یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور کہا مین اپنی جان دونگی جس کو چلنا ہو وہ میرے ساتھ آئے چھ لاکھ کا لشکر جلد جلد تیار ہو الملکہ مذکور مع سب سرداروں کے نکلکر سوار ہوئی لشکر کے مسلح ہونیکا غلغلہ عظیم برپا ہوا شعلہ تیغ شمع مجلس عالم تھا بزم دہر مین ہلچل پڑی تھی کمال برہمی تھی ہتھیارون کی جھنکار زنگولہ ہائے رقاص نئی نفیرون کی آواز سے مزاج روزگار ناساز تھی کہین کا ٹھرے اژدرون پر کسے جاتے کسی جگہ پر سحر کے بیرغل مچاتے جادو کے سبب سے تاریکی ہر سمت چھائی تھی کالی گھٹا آئی تھی زیر فلک شعبدہ باز اور ایک آسمان تیرہ رو پیدا ہوا تھا یا مجلس عالم کی آرائش کے لیے شامیانہ تنا تھا اُس اندھیرے مین پیکان و سنا لون کا چمکنا شب انجمن آرائی مین شمعون کا روشن ہونا نظر آتا تھا یا تارون بھری رات کا دھوکا ہوتا لشکر کے گرد روشنی اور بیچ مین تاریکی تھی سویدائے خاطر عابد ہر معلوم دیتی فوج مین تو یہ سامان تھا اور مہرخ کے ہمراہ جادوگرنیان نوجوان تھین بہار عالم کی جان تھین گلشن دہر کی گلہائے پر ارمان تھین غرضکہ یہ سب طاؤسان سحر پر سوار ہوئین انکا سج دھج اور بناؤ زینت پسندان عالم کو لبھاتا تھا یہ عالم تھا کہ

مسدس

کھچ گئی ابروے پُرخم کی سردست کمان
ترک غمزے کو ستمگر نے دیا یہ فرمان
سینہ اُبھرا سرِ پستان کی ہوئی تیز سنان
ہان مرے شیر یہی گو ہے یہی ہے میدان
کچھ فرنگی بھی ہوے جنگ کو تیار زبان
لیس جاردن صف مژگان سے ہوئے جاربزن

عجب انداز سے ہر عربدہ پرداز چلا
ساتھ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا
کبک کے صید کو گویا کوئی شہباز چلا
مثل طاؤس چمن غمزۂ طناز چلا
آنکھین کہتی تھین کہ کیا بات ہے دشمن کی شکست
پلکین کہتی تھین بہت سہل ہے پلٹن کی شکست

یہ لشکر تو اس انداز سے روانہ ہوا اُدھر بحکم حیرت خیرہ سر رسن پائے مجلس مین باندھکر جب ساحران نے کھینچا اس کے ساتھ بطور مخفی تلہائے سحر ہین چنانچہ سحر نے اُسکے اسے ہوشیار کردیا آنکھ جو اُسکی کھلی گو یا فتنۂ خوابیدہ جاگا ہوشیار ہوتے ہی اپنے حال وابستہ ملال کو اُسنے دیکھا دود غضب آتش عناد سے اُٹھکر کاخ دماغ سے نکلگیا ازبسکہ حیرت نے اُسکے قید ہونیکی خوشی مین سحر بھی اسیر نہ کیا تھا کہ یکایک وہ رہا نہ ہوسکتی اب اُسنے فسون پڑھا

کہ وہ رسنہاے بستہ جل گئین اور وہ سنبھلکر اُٹھی اُسوقت حیرت نے گھبراکر ایک نارنج اپنی انگیا سے نکالا اور سحر دم کرکے مارا مجلس کے ساتھ جو پتلے تھے اُن مین سے ایک پتلے نے ظاہر ہوکر نارنج پکڑلیا مجلس نے وہی نارنج پتلے سے لیکر کہا اے پیر ے کھیلنے کے گیند کچھ تماشا دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ ہاتھ سے چھٹ کر بلند ہوا اور پھٹ گیا اُسمین سے چادر آگ کی نکلکر ساحران حیرت پر گری بہتسے واصل جہنم ہوے حیرت یہ ماجرا دیکھکر مثل بید کانپنی اور دھوان بنکر بلند ہوگئی کہ جلنے سے بچی اور ساحر ہزارون مجلس پر حربہ سحر کے لیکر حملہ آور ہوے اس اثنا مین مجلس بھی بزور سحر اُڑی اور ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ جس سے صدہا کا سینہ فگار و سوراخدار ہوا حیرت پھر ظاہر ہوکر للکاری کہ او چھوکری تو کہان میرے ہاتھ سے بچ کر جاے گی مین نے ایسی ایسی چھوکریان بہت تعلیم کردی ہین یہ کہکر اپنا جوڑا کھولا دو پتلیان اُسمین سے نکلین کہ ایک پتلی آئینہ اور دوسری شانہ ہاتھ مین لیے تھی آئینہ دار پتلی نے مجلس کو آئینہ دکھایا اُس نے بھی جلد اپنا جوڑا کھولا اور دو گڑیان اُسمین سے نکالین ایک گڑیا سے کہا نگوڑی مین تیری ٹانگین چیر ڈالونگی حیرت نے بھی اپنی پتلیون سے یہی کہا کہ مالزادیون مین تمھاری ٹانگین چیر ڈالونگی تم بڑی حرامزادی ہوگئی ہو کہنا میرا نہین مانتی ہو یہ سب باتین گڑیون سے کہتی تھی کہ اس اثنا مین مجلس نے گڑیون کی ٹانگین چیر ڈالین حیرت نے بھی پتلیون کو پکڑ کے ٹانگین چیر ڈالین مجلس قہقہہ مارکر ہنسی حیرت نہایت شرمندہ ہوئی اور چاہتی تھی کہ سحر تازہ کرے اُسوقت مہرخ مع فوج کثیر آکر پہونچی حیرت کی فوج بھی تیار ہوچکی تھی بارگاہ مین ہزارہا ساحر سحرخوان تھے مجلس یہ نارنگ نارنج کی بوچھار تھی مجلس کے پتلے وہ حربہ سحر کے رد کررہے تھے اور سب لڑتے ہوے بارگاہ سے باہر نکل آئے تھے مجلس نے جب مہرخ کو دیکھا اُڑکر قریب آئی اور کہا آپنے کیون تکلیف کی خیر آئی ہین تو میرا ہی تماشا دیکھیے مہرخ نے کہا یہ کب ہو سکتا کہ تم کو تنہا چھوڑدین غرضکہ فوج مہرخ لشکر حیرت پر حملہ آور ہوئی جھانجھ اور قرنا اور نفیر و بوق کا شور برپا ہوا سحر کی چوبین چلنے لگین آگ اور پتھر برسنے لگے قیامت کبری برپا تھی شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی بھڑ گیا یہ عالم تھا کہ

نظم

دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
لیا عافیت نے وہان سے گریز
چمکتی تھی شمشیر و پیکان تیر
کہوجھین ہون دریا مین جن آشکار
اندھیرا کہین تھا کہین روشنی
زمانے کا ظاہر سفید و سیاہ
کہین ہوے بہ رلل گوگل کی تھی

ہوئی چرخ پہ غلغل مریخ فلک
کہ ارمان نکالین گے دل کھول کے
پیام اجل تیر لانے لگے
پئے جان شیشون تھی وہ جوے شیر
اُدھر تو بپا تیغ و خنجر سے جنگ
ہر اک جا پہ نیرنگی سحر تھی
کہین سانپ کالے اُگلتے تھے زہر
شرر ریزی جادو کے بادل کی تھی

کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ
ہوا گرم بازار مرگ و ستیز
مگر ٹیڑھی سیدھی سنانے لگے
روان ایسی تھی تیغ و خنجر کی دھار
ادھر ساحرون مین یہ پیدا تھا رنگ
کہین تیرگی اور کہین نور و داہ
کہین برق گرتی تھی نازل تھا قہر

مجلس کا اس عرصۂ نبرد مین یہ حال تھا کہ کبھی تو زمین پر بیٹھ جاتی اور خاک سمیٹ کر گھر وندا بناتی لشکریان حیرت بھی لڑنا چھوڑکر گھر وندا بناتے

اور کبھی گھروندے مین بچھونا بچھاتی اور گڑیان نکال کر رکھتی اور کہتی کہ میری گڑیا کے یہان ربا کا ہوا ہے سمدھنین آئی ہین انکو گالیان دینا چاہیئے یہ کہکر ڈھول بجاتی اور گالیان گاتی حیرت کی فوج مین بھی یہی ہنگامہ برپا ہوتا کہ جادوگرنیان آپس مین سمدھنین بنکر ڈھول بجاتین اور گالیان گاتین بھکر لڑتین باہم ڈھول جھگڑا ہوتا ہر ایک اپنی خودی سے گم دل لگی کا عالم کہ

نظم

دکھلاتی تھی جھوٹ کوئی آئینہ بنا کے — مٹکاتی تھی پیڑو کوئی تالی کو بجا کے
آنکھون کو کوئی پھیر کے چمکاتی تھی ابرو — کہتی تھی کہ یون دیکھو الٹ جاتا ہے جادو
بجز دکوئی ایسی تھی کہ لشواز الٹ کر — ہو جاتی تھی غصے سے کوئی جامے سے باہر
دکھلا کے انگوٹھے کو بجاتی کوئی تالی — ہنس ہنس کے کوئی دیتی تھی سمدھن کو گالی
بھاتا نہین سمدھن ترا غمزہ مجھے پھیکا — ہانڈی کا مزا تیری جو چکھے تو ہے میٹھا
کیا ری تری کیا پیاری ہے سبزہ بھی اگا ہے — ہلوت اسی سبزہ پہ سمدھی کا ہے بکرا
سب چاک دلائی ہے ترے نیچے سے سمدھن — ثابت نہین استر ہے نہ مضبوط ہے ابرا

انجام کو مجلس اپنی گڑیون کی ٹانگین چیر ڈالتی جادوگرنیان لشکر حریف کی باہم لڑ کر ہلاک ہوتین ایک سمت پتلے آتشی آبی آگ پانی پیدا کر کے آفت برپا کر رہے تھے فولادی پتلے بھی لڑ رہے تھے یہ حال دیکھ کر حیرت ازبسکہ زوجہ شاہ طلسم ہے اسکو بہت غصہ آیا اور ایک دو تہ زمین پر مارا مجلس جہان کھڑی تھی وہان سے اس کے پاس کھنچ آئی اسنے ہاتھ پھیلا کر پکڑ لیا اور اسوقت حیرت کی شکل مثل عفریتہ خونخوار نگی تھی وہ پرزاد دیونی ہوئی تھی ہیبت پنجہ حبشی کی طرح کج تھا کرڑی تھی ایڑی + انگلیان پانون کی بد قطع تھین ٹیڑھی ترچھی اسنے مجلس کو چاہا کہ چیر ڈالون رعد نے دور سے اس حال کو دیکھ کر اپنی مان سے کہا کہ بڑا غضب ہوا مجلس جادو ہلاک ہوتی ہے یہ کہہ کر زمین مین سمایا اور قریب حیرت آ کر نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ حیرت ری جھوم گئی مگر مجلس کو ایسی زبردست تھی کہ نہ چھوڑا اسوقت کڑکڑا کر برق جادو ابر سے گری پھر تو ناچار مجلس کو چھوڑ کر غرق زمین مین ہوئی اگر نہ چھوڑتی تو دونون ہاتھ قلم ہو جاتے اور جب یہ زمین مین سمائی تو خیال کیا کہ برق بھی زمین آ سے گی اس خیال سے یہ تہ زمین پر پانی کے قریب جا کر ٹھہری اور برق جو گری زمین مین غار ڈال کر پھر بلند ہو گئی اور آڑی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی چالیس چالیس پچاس پچاس ساحر ایک ایک مرتبہ جلے زمین مین غار جا بجا پڑ گئے جتنے ساحر زبردست تھے مثل مصور صورت نگار نشکوہ وغیرہ سب غرق زمین ہو گئے اور وہ جنگ عظیم ہوئی کہ مہرخ ومخمور وسرخمو وغیرہ سب زخمی ہو گئین کہ اس اثنا مین حیرت پھر زمین سے نکلی اور روے ہوا پر جا کر نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ حیرت جادو اور اپنی فوج کو مغلوب دیکھ کر ایک سحر ایسا پڑھا کہ جسکا رد ہونا سامری سے بھی دشوار تھا فوراً آسمان سے ستارے زمردین رنگ کے ٹوٹ کر گرنے لگے تمام لشکر مہرخ کا سیر دیکھنے مین مشغول ہوا لڑنا سب نے فراموش کیا اہاہا کا شور ہر سمت بلند تھا مہرخ چونکہ ساحرہ

زبردست ہی اور نہایت عقیلہ ہے سمجھی کہ یہ سحر کسی سے رد نہ ہوگا اور ہر ایک نشانہ تیر شہاب بنیگا مجلس جادو
کہ مہمان عزیز ہے ایسا نہ ہو کہ اس لڑائی مین کام آئے یہ سمجھکر اپنے مقام پر سے اڑی اور قریب مجلس پہونچکر
اسکو پنجہ مین داب کر زمین مین سما گئی ادھر وہ ستارے جو گر رہے تھے وہ سر پر لشکریون کے ٹوٹنے لگے اور جسکے اوپر
تارہ ٹوٹا وہ از سر تا پا جھلس کر رہگیا ہزارہا ساحر رہرو ملک عدم ہونے لگا کشت زار لشکر پر پالا گر رہا تھا یا
زلزلہ عار جسد افواج پر گرا تھا ستارے گولیون کی طرح سر پر گرتے اور ٹانگون سے نکلتے تھے ستارہ قسمت اہل اعیان
گردش مین آیا سب سرخ خاک مین ملگیا شیاطین انگارے اچھالتے تھے ستارے فلک سحر نے ان قمر پیکر دن اور
مہر طلعتون پر صدقے اتارے تھے یہ ثابت قدمان عرصہ نبرد فلک جنگ کے یا تو ثابت تھے مگر اب سیارے تھے
بالکل جی ہارے تھے لشکر چڑھتا چلا جاتا تھا یا اب بھاگنے لگا چرخ ظلم نے نیا چکر دیا سب کا جدھر منھ اٹھا
گیا بھاگ نکلا دم بھر مین سارا لشکر تباہ و برباد ہوا اور ہزارون آدمی کام آیا صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ
شاہ افراسیاب جو بنگلے مین کوہ فیروزہ پر بیٹھا تھا اس بنگلے کے سامنے ایک درخت بیلے کا لگا تھا مگر بزور
سحر یہ اسکا خواص مقرر کیا تھا کہ جب حیرت کو غصہ آئے اس شجر مین آگ لگجائے اور بادشاہ اس پہاڑ پر
اسی وجہ سے آکر ٹھہرا ہے کہ لشکر حیرت کا اس مقام سے حال ظاہر ہوتا ہے پس یہان لشکر مین جو لڑائی پڑی یہان
درخت بھر مین آگ لگی اسکے جلنے سے بادشاہ نے کہا کہ غضب ہوا ملکہ حیرت سے لڑائی پڑ گئی بی بی میری آج بگڑ گئی
یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر پکارا کہ جلد تخت لیکر آئے پریزادان طلسم آنا مین جاتا ہون اسکو یہ خیال آیا مجلس
ساحرہ زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ میری زوجہ زد بد دیکھے یا عمرو کی قید مین کوئی پیچ پڑے غرضکہ تخت کے حکم لانیکا
دیکر غائب ہوگیا اور آن واحد مین آکر لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ لشکر دشمنان بھاگا جاتا ہے اس اثنا مین مہرخ
جو مجلس کو لیکر زمین مین غرق ہوئی تھی باہر آئی اور اسنے دیکھا کہ افراسیاب بھی یہان موجود ہے اب ٹھہرنا اچھا نہین
پس یہ اڑکر مع مجلس ایک طرف کو چلی گئی اور اسی طرح اور جادوگرنیان جو زمین مین سما گئی تھین نکلکر رو بفرار لائین اور
شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو جو بہت غصہ مین پایا کہا ہان ہان لے ملکہ آج کیا ہے ملکہ نے کہا تم ہمیشہ ان لوگون کی
بیچ کرتے ہو آج بھی خفا ہونے مجھپر آئے ہو لو اپنا طلسم رکھو چھوڑ دو مجکو کچھ کام نہین افراسیاب نے کہا تمھارا ابھی غصہ بڑے
غضب کا ہے دو لاکھ ساحر اپنا قتل کر ڈالا ملکہ نے کہا ابتو مہرخ کے لشکر کو غارت کیے دیتی ہون انکو بھاگنے بھی نہ دونگی
بہت انھون نے سر اٹھایا ہے یہ کہکر ایک گولا معیش کا اپنے جوڑے سے نکالا شاہ جادوان دوڑ کر چمٹ گیا کہا ملکہ
یہ گیند معیش کا نہ غارت کر دے جان غصہ جانے دو یہ سحر کو کب کے لیئے ہے ایسے دلیسون پر یہ نہین کرتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ
اٹھارہ انیس سو پریزادین تخت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہوا اور ملکہ کو بھی ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھالیا اور میدان
جنگ سے پھر طبل امان بجوا دیا صدائے طبل امان لشکر بانو مہرخ نے جو سنی انکو یقین تھا کہ اب ہماری شکست ہوئی ہے
بادشاہ طلسم ہمارے برباد پر بھی آ پہنچا اب جو طبل امان بجا یہ سب بھاگنے کو موقوف کرکے اپنے بستر و نہر آئے کمر کھولی اسلحہ
ہوے ساحر و غیرہ سردار جو تھے وہ بھی زخمی اور شکستہ حال اپنے مقام پر آکر با آرام تمام ٹھہرے لیکن مہرخ پھر کر نہ آئی

معلوم نہین کہ کس طرف کو گئی اور مجلس کا بھی حال نکھلا ہر ایک پریشان و متردد تھا طائران سحر خبر کو روانہ کیے اسطرف
شاہ جادوان بارگاہ مین آیا بی بی کو اپنی بہت کچھ سمجھایا اور کہا تم گھبراؤ نہین مین اب عمرو کا سر کاٹے ڈالتا
ہون اور دربار گاہ مہرخ مین جا کر سب لشکر اُمون کو گرفتار کر لاؤنگا ملکہ یہ باتین سُنکر شاد ہوگئی اور کہا اے شہنشاہ یہ تدبیر
بہت خوب ہے شاہ نے گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا اے جانی تم رنجیدہ نہ ہونا ہمارے سیر کی قسم ناچ دیکھنا عیش کرنا ہم
جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اور کوہ فیروزہ پر آکر بیٹھا ادھر مہرخ جو مجلس کو لیکر بھاگی تھی تو سناٹا بھرے ہوے دور
نکلگئی تھی منزل پر آکر ایک جنگل مین اُتری مجلس بیہوش تھی سحر حیرت سے از خود فراموش تھی اسنے دامن کی ہوا دیکر
ہوشیار کیا اسکو جب وہ ہوشیار ہوئی مستفسر حال ہوئی اسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا اے فرزند یہ ستارہ زمرد
جسکے اوپر گرتا وہ جانبر نہ ہوتا مین تمکو لیکر زمین مین سما گئی تھی پھر جو باہر نکلی تو از اسباب سب کو وہان دیکھا مین جنگل مین تمکو
لے آئی کہ تم میری فرزند اور جان و جگر ہو مین میدان سے نہ بھاگتی مگر تمھارے باعث سے یہ بھی گوارا کیا یہ حال جب
مجلس نے سنا کہا اے ملکہ بھاگنے مین حرمت ہے یا مرجانے مین مہرخ نے جواب دیا کہ یہ فن سپہ گری ہے جیسا موقع دیکھتے ہین ویسا
کرتے ہین اُسوقت جو تمھارے دشمن مارے جاتے تو سب کی مراد پوری ہوتی ہمکو کیا حصول ہوتا اسنے کہا یہ تم بجا کہتی
ہو لیکن مین بغیر مارے اس تحیہ حیرت کے نہ ہونگی مہرخ نے کہا غصہ تمھارا جائز ہے لیکن وہ ایسی نہین ہے جو یکایک قتل ہو جاتی
تم میری بارگاہ مین چلو تدبیر کر کے ڈھونڈینگے اسنے کہا تو خیر اب مین اماں جان کے پاس جاتی ہون اور انکو لیکر آتی ہون یہ کہکر
ایک سمت کو پرواز کرکے روانہ ہوئی اور مہرخ بھی وہان سے اپنے لشکر کی طرف چلی راہ مین درہ کوہ کے آگے صحرائے سبز
و خرم نظر آیا کہ دامن کوہ نور گل سے مالا مال تھا مثل جوان بختان سرسبزی مین مرفہ الحال تھا چشمہ نیسان جوش طبع
نوجوانان پیراسان جوش مین طائران نغمہ خوان مغکری سے خروش مین کنارے چشمون کے فرش زنگاری سبزہ کا
بچھا تھا اسپر ایک غول طاؤسون کا مثل معشوقان طناز ہزار دل ناز تبختر سرگرم خرام ناز تھا مگر نیا ماجرا نظر آیا
تھا کہ طاؤسونکا جسم پایئن فولادی تھا ملکہ مذکور اس جائے نزہت آگین پر روے ہوا سے اُتری اور سیر کنان ہر سمت
پھرنے لگی یہانتک کہ درہ کوہ مین بھی قدم رکھا دیکھا درہ کے اندرون کو کاٹ کر عمارت نہایت عمدہ کسی نے بنائی ہے
روح بہزاد اس صناعی کو دیکھکر شرماتی ہے پتھر مین جالیان اور گلکاریان کی ہین بڑی طرحداریان کی ہین جسکو دیکھکر
سختی رنج کی بہ نرمی دور ہوتی ہے جو گلبدن یہان آتی ہے لب شیرین سے دعا دیتی ہے اندر قصر کے جب قدم رکھا ایوان
مین فرش دیبا و قاقم بچھا پایا اور صحن خانہ مین ایک تخت پر ساحر بیٹھا پایا دھوتی تمبری باندھے مالے موتیون کے
گلے مین ڈالے جواہر کے بت کہنیون مین باندھے تھا یہ ساحر شاہ طلسم کی طرف سے اس پہاڑ کے درہ کا مالک ہے یہین
رہتا ہے اور نام اسکا طاؤس فولاد جسم مشہور ہے وہ طاؤس جو صحرا مین ملکہ نے دیکھے تھے اُنہی کے سحر تھے الحاصل جب
اس ساحر نے ملکہ کو دیکھا ازبسکہ یہ بادشاہ لشکر عمرو ہے اور قدیم سے عزیزہ شاہ طلسم کہلاتی ہے جملہ ساکنان طلسم
اُسکو خوب پہچانتے ہین اسنے بیک نگاہ پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا شرائط تعظیم و مراسم تکریم بجا لایا اور سر
منت گذاری آگے جھکایا عرض کیا حضور نے آج کیونکر اس کلبہ احزان مین قدم رنجہ فرمایا سر احقر اوج

عزت و افتخار پر پہونچا کہ بیت ہمارے گھر مین وہ آئین خدا کی قدرت ہے کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین پھر
اے ملکہ آئیے کرم فرمائیے ملکہ اسکی خوشامد دیکھ کر تخت پر جا بیٹھی اور فرمایا کہ تم مطیعان شاہ طلسم سے ہو مجھسے بھلا
پیش آنا تمھارا مقام تعجب ہے اسنے عرض کیا کہ یہ حال بھی آنکھو دم بھر مین کھلا جاتا ہے یہ کہکر اُٹھا اور اپنے
ہاتھ سے جا کر کشتیان شراب کی لایا ملازم بھی اسکے دو چار اس مقام پر تھے اسنے حکم دیا کہ طائفے ناچ کے لاؤ ہر طرح
انتظام کنان دھوکا دیکر قریب ملکہ بھی آیا اور خاک قبر جمشید چٹکی مین دابے تھا ملکہ پر چھڑک دی کہ وہ بیہوش
ہوگئی اسنے ملازمون سے کہا کہ تم مکان وغیرہ سے ہوشیار رہنا مین اس باغیہ کو لیکر ملکہ حیرت کے پاس جاتا
ہون یہ کہہ کر ایک چادر مین ملکہ موصوفہ کو باندھ کر پشت پر لادا اور پرواز کرکے روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین
پہونچا زمین پر اُترا اس لیے کہ اکثر سردارون سے ملاقات تھی انسے صاحب سلامت کرنا منظور ہوئی چنانچہ جب دو چار
قدم چلا دو ایک دوست و آشنا ملگئے بعد بندگی و سلام وہ پوچھنے لگے کہ آج تم یہ پشتارہ کیسا لائے ہو اسنے
کہا مہرخ نمک حرامہ کو لایا ہون ایسا ہی کچھ ہر ایک سے بتاتا ہوا قریب بارگاہ حیرت پہونچا بارگاہ بادشاہ کی
سات ڈیوڑھیان ہوتی ہین چنانچہ پہلی ڈیوڑھی پر جو ساحر معین تھے انمین سے چند تو پہرے چوکی پر تھے اور چند
آرام و آسائش مین تھے اور ایک نیم بیدار بیٹھے چانول پکا رہا تھا اور قران عیار جو بہر جاسوسی یہان آیا تھا
اسنے اس ساحر کو دیکھ کر خیال کیا کہ جب یہ پکا چکے تو مین ہانڈی اُچک لے جاؤن اسی فکر مین صورت بدلے
پھر رہا تھا کہ یکایک غلغلہ ہوا ملکہ حیرت سے ساحر خبر کرکے دوڑے کہ مبارک ہو مہرخ کو طاؤس پکڑ لایا
ہے یہ غلغلہ قران نے سنا اور ادھر حیرت خوش ہو جانب بارگاہ چلی پہلی ڈیوڑھی پر آکر اس خیال سے
رک رہی کہ ادنیٰ ساحر کے استقبال کرنے کا ہر ایک کو گمان ہوگا غرضکہ پردے ڈیوڑھیون کے اُٹھوا دیے
اور منتظر آمد ساحر مذکور ٹھہری اسکے برابر اور اسکی انیسین بھی آکھڑی ہوئین اور صرصر بھی ایک طرف استادہ
تھی کہ طاؤس اول ڈیوڑھی پر آکر پہونچا قران نے دیکھا کہ غضب ہوا اب یہ لیجائیگا بس دوڑ کر قریب آیا
اور پکارا کہ واہ واہ ملے بھائی کیا کام کیا ہے سچ تو یہ ہے کہ کسی سے نہوسکا جو تم سے ہوا طاؤس نے یہ تعریف
سنکر سلام کیا اور کہا مین کس لائق ہون یہ بھی آپ لوگون کی دعا اور مالک کا اقبال ہے جو میرا پنجہ اسپر قابض
ہوگیا یہ کہکر اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھا قران نے سہو برا کر چپکے سے کہا تم تو اس محنت سے لائے ہو اسکو اگر
کوئی چھڑا لے جائے تو کیا کروگے اُسنے کہا مار ڈالونگا اور کیا کرونگا مہتر نے کہا چھڑانے والے بھی دیکھو وہ کھڑے ہین
یہ سنکے اُسنے دوسرے پہلو کی طرف دیکھا قران نے بغدہ کمر سے نکال کر برابر تو کھڑا ہی تھا اسکے سر پر مارا کہ
کھوپڑی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور لہو اسکے سر سے مثل دریا کے جاری ہوا پشتارہ ایک طرف اسی لہو مین گرا اور وہ ایک جانب
گرا اور تڑپ کر ہلاک ہوا گیر و دار کی صدا بپا ہوئی تاریکی ہوگئی مہرخ کو پشتارہ مین ہوش آگیا یہ تاثیر ہے کہ جو
خاک قبر جمشید ڈال کر بیہوش کسی کو کرے پس اسکا خون اگر بیہوش شدہ پر گرے تو وہ ہوشیار ہوجائے اسوقت مہرخ
بھی ہوشیار ہو کر پشتارہ پھاڑ کر باہر نکلی اور قران نعرہ کرکے بھاگا حیرت جو سامنے اول ڈیوڑھی پر کھڑی تھی

قران پر اسنے سحر کرنا چاہا کہ بھاگ گئے نہ دون لیکن صرصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ داری اس موسے کا لیے کو نہ چھیڑیے یہ بلا کا ہتھ چھٹ ہے ایسا نہو کہ حضور کے دشمنون کو کچھ گزند پہونچے ملکہ مذکور اس کے کہنے سے خاموش ہوئی حاجب دربان تو طاؤس کے گرتے ہی بھاگ گئے تھے ملکہ مہرخ بھی پرواز کرکے روانہ ہوئی لشکریان حیرت ابھی تو مجلس سے لڑ چکے تھے خستہ و شکستہ خبر بھی نہوے کہ یہ کون جاتا ہے مہرخ وہان اُڑی ہوئی اپنے لشکر مین آئی حیرت دانت پیس کر رہ گئی یہان سرداران اسلام منتظر اپنے مالکہ کے تھے کہ وہ جا پہونچی سب کو نہایت خوشی ہوئی ملکہ مذکور نے سریر حکومت کو رونق بخشی ہنگامۂ عشرت گرم ہوا ادھر حیرت پھر کر رنجیدہ خاطر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی اور مصور و شکوہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم نے زبردستی عیارون کی دیکھی ہم سب کا ادبار ہے ان لوگون کا اقبال ہے دیکھا چاہیے کہ سامری نے کیا چاہا ہے مگر اتنا مین سب سے کہے دیتی ہون کہ جسکو جانبازی کرنا و لڑنا منظور ہو اور یہ قبول کرے کہ ہم ایسے جائین گے کوکب کے ہاتھ کے گولے سینے پر کھائین گے اور عیارون کے ہاتھ سے ذلت اُٹھائین گے بس وہ تو میری بارگاہ مین رہے اور جسکو یہ امر منظور نہو اُسکو گھر بیٹھے تنخواہ جو ملتی ہے ملیگی ایہا الناس ہمنے تو اب مرنے پر کمر باندھ لی کلمات جو اہل دربار نے سُنے سب متفق اللفظ ایک زبان ہوکر بولے کہ اے ملکہ ہم جان نثاری کو حاضر ہین تمام عمر بدولت شہنشاہ کے گھر بیٹھے چین کیا کیے شرافت سے بعید ہے جو ایسے وقت پر کام نہ آئین اور لڑنے مرنے سے جان چرائین ملکہ نے کہا مین نے اسی واسطے پہلے کہہ دیا کہ وقت پر کوئی طرح نہ دے یہان تو یہ باتین ہوتی ہین ادھر افراسیاب خانہ خراب کو سحر اسکا خبر دے رہا ہے کہ ملکہ طلسم بیٹھی غصے مین پیچ و تاب کھا رہی ہین آخر اسنے انتظام قتل کرنے کا عمرو کے آغاز کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی برف گری آگ برسی بعد ان آفتون کے ایک ساحر سیاہ فام مہیب صورت اژدہے پر سوار روے ہوا سے زمین پر اُتر کر سامنے آیا کہ قد اسکا درخت تناور کی طرح بلند تھا سر مثل گنبد کاخ بلکہ اس سے بھی ارجمند تھا قامت دراز ستون قصر ساحری روے زشت و نامیمون طاق ایوان نیرنگی و مکاری کا سد دماغ مملو از شراب کبر و غرور نخوت اس سے منزلون دور رحم دلی انتہا کی نفور طینت پر فتور مردم آزاری کا پتلا بیحیائی کا نقشہ کہ بمقتضائے ابیات

بھیا بانی شر نطفۂ شیطان بدذات
دیکھ صورت بد دیکھ کے آتا تھا ہول
صورت نحس کو جو اسکی سنیچر دیکھے
بھاگ جائین صفت ہر سطر سے حرف تحریر

تند خو عربدہ جو بیہدہ و زشت صفات
ظالم ایسا کہ وہ دے پیر فلک کو تعلیم
چرخ پر چرخ مین پڑ جائے یہ جھگڑا ہوا سے

نام پر اسکے پڑھا کرتا تھا شیطان لاحول
جھک کے ابلیس کیا کرتا تھا اسکی تعظیم
اسکی نامردی کا گر وصف کرون مین تحریر

جب اسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ اے لشتیبان جادو تم چالیس ہزار ساحر جیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیکر لشکر حیرت کی جانب جاؤ مگر خاص لشکر مین نہ جانا صحرا اسکے پشتہ رنگین حصار مین لشکر سے کچھ فاصلہ پر اُتر کر دریاے ہفت رنگ کی جانب کی سرحد کو روکنا اور ایسا انتظام کرنا کہ کوکب یا اسکا کوئی ملازم یا افسر فوج یا اسکی بیٹی تنہا یا با فوج کثیر لشکر ملکہ مذکور تک نہ آنے پاسے

اور مہرخ کے لشکر کا خیال رکھنا کہ یہ بھی یورش نہ کرنے پائے ہم آتے ہیں عمرو کو دار پر کھینچیں گے ساحر مذکور یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا قلعہ فیروزہ کوہ کے برابر ایک قلعہ ہے کہ وہاں سے ظلمات طلسم کی سرحد ہے اور نام اُس قلعہ کا قیصر ہے یہ ساحر اسی قلعہ کا حاکم ہے اور ساحران ظلمات طلسم سے ہے کہ وہاں کے ساحر طلسم ظاہر و باطن کے ساحروں سے بدرجہا بڑھے ہیں انشاء اللہ حال ان نابکاروں کا بمقابلہ طلسم کشا بیان ہوگا غرضکہ اُس مردود ازلی و ابدی نے چالیس ہزار ساحر چھانٹ کر حکم تیاری لشکر دیا اور ساز سفر درست کیا حسب حکم کا کھڑے اژدہوں پر کھنچ گئے ہوم خانے لد گئے خیام و بارگاہ طائران سحر پر بار ہوئیں جادوگرنیاں ہنس پر سوار ہوئیں ڈہرو بجا نفیر سحر کا شور تا بہ چرخ پہونچا آگے اس فوج شقاوت موج کے وہ ساحر فدا رفیل آتشین پر سوار ہو کر چلا **نظم**

اژدہے شعلہ فشاں ردے ہوا مثل تنور	خوف سے زرد ہوا تھا رخ خورشید کا نور
ظلمت سحر سے عالم میں بپا تھا اندھیر	اور خورشید درخشاں نے لیا تھا منھ پھیر
شور بیروں کا کہیں اور کہیں باجوں کا غل	شور سے بھر گیا تھا غا نہ دُنیا بالکل
آندھیوں کا کہیں طوفان کہیں بارش ابر	بیقراری سے اُٹھا تھا دل عالم سے صبر

اسی کروفر سے یہ ساحر خیرہ سر روانہ ہوا اور شاہ طلسم نے اپنی زوجہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم رنج نہ کرو میں عمرو کو ضرور آکر قتل کرونگا منادی بھی کرادی ہے اور لشیتبان جادو کو بافوج کثیر روانہ کیا ہے وہ آکر راہ روکے گا کہ کوکب وغیرہ نہ آنے پائیں ہر چند کہ ان سب لوگوں کو خبر مدت سے ہے کوئی چھڑانے نہ آیا اب کیا میرے مقابلہ میں کوئی آئیگا مگر احتیاطاً انتظام کر دیا گیا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر ملکہ مذکور کے پاس آیا اسنے پڑھکر نہایت خوشی کی اور ملکہ شکوہ وغیرہ سے کہا کہ تو مبارک ہو یہ مضمون شہنشاہ نے لکھا ہے یہ کہکر نامہ کو باآواز بلند پڑھا جاسوسان لشکر مہرخ یہاں موجود تھے مضمون نامے سے واقف ہو کر خدمت مہرخ میں حاضر ہوئے اور بعد ادائے دعا و ثنا جملہ کیفیت نامہ کی بیان کی مہرخ نے خبر سنکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا مجلس بھی آئی تھیں نہیں معلوم کہاں جا کر بیٹھ رہیں افسوس خواجہ کے قتل کا بندوبست ہو رہا ہے اور لشیتبان راہ روکنے آتا ہے لیکن ہمارے یہاں کچھ انتظام نہیں کا تو عوض خواجہ کے شاہ جادوان مجکو قتل کرتا مگر اب کل پرسوں ہم بھی جان دیدینگے یادگار یہ لڑائی بھی رہے گی یا تو شاہ نے خواجہ کو ضرر پہونچایا یا ہمنے جان بیچ کر چھڑا لیا یہ کلمات حسرت و افسوس سنکر تمام حاضرین دربار بعقسم گویا ہونے کہ اے ملکہ ایسے ساتھی کی لڑائی روز قتل خواجہ ہم لڑینگے کہ شاہ جادوان کے دانت کھٹے کر دینگے اور ہم سب سر بکف منتظر وقت بیٹھے ہیں برق عیار بھی کرسی پر بیٹھا یہ کلام سُن رہا تھا یک اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا جبتک خواجہ کے دشمن کو شاہ روند دکھائے اسوقت تک دس پانچ ساحران نامی کو ہم کم تو کر دیں اور پھر بیٹھے تو حیرت ہی کو جہنم کی سیر کے لیے بھیجدیں یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا میں پہونچکر ایک نشئی نوجوان کی ایسی صورت بنا لہنگا نہایت پر زر پہنا قیمتی جسمیں گوٹ کی جگہ بیٹھا ٹکا تھا اور اسکے بوجھ سے کمر فرط نازکی سے لچکا کھاتی چھڑیاں چٹکی کی ٹکی ہوئیں شاخ پر گل گلزار کو چٹکیوں میں اُڑاتی تھیں کرتی ناف تک کی

آستینوں دار گلے میں دوپٹا ایسا رنگا ہوا کہ جسمیں تصویریں مور اور چھپر اونٹ کی بنی تھیں سبز گوٹ لگی تھی لچکا ٹکا تھا آڑا کرکے گات چھپائے ایک آنچل کاندھے پر دوسرا لٹکتا ہوا سر پہ مانگ نکلی اوسمیں سیندور بھرا ماتھے پر بندی بینہ بی لگی کانوں میں ادراج اُلٹے ہوئے چاندی کے جھلکے لو میں پڑے ہوئے ہاتھوں میں کڑے چاندی کے پڑے پانوں میں گھنگرو بندھے بوٹا سا قد رفتار میں ظاہر قیامت بالوں کا جوڑا بندھا ہزار ہا دل عشاق کو کالے جیلخانے میں قید کیا کہ **بیت** ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے ✤ اُسکی زلفوں کے سب اسیر ہوئے ✤ پیشانی اسکی سراسر زیبائی کی نشانی لوح دیوان کلیم وطور جبین مطلع دیوان نور ابرو کلید قفل در حسن وجمال فلک خوبی کے ہلال مژگان اُستاد شاہد کجباز یا مردم چشم کے دست دعا بلند کہ معشوقہ دلبری کی عمر دراز نہیں نہیں صومعہ نشینان حلقہ چشم مردم دیدہ تھے اور بہزار زبان یہ دعا دیتے تھے کہ اس آفت کے پرکالے کو سمیع و بصیر نظر بد سے بچائے ٹیڑھی نظر سے کوئی اسپر آنکھ اُٹھائے تو جلاد دہر اسکے دیدے نکالے آنکھ ہر ایک اُسکا نہم ہو جائے آنکھیں گردش دہر کو آنکھیں دکھاتیں فلک شعبدہ باز کو نیرنگی سکھاتیں رخسار نازک باغ جنان کے دو پھول بلبل دل جنکے عشق میں ملول دہن تنگ قفل در راز سربستہ یا حقہ گوہرہائے ناسفتہ بیاض گردن سحر سے بہتر سیب ذقن سیب جنان سے خوشتر **بیت**

گول گول ابھرا اکڑا اونچا نکیلا سینہ
گنج خوبی کا ہے وہ مہر لبستہ گنجینہ
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
حسن و خوبی سے ہیں یہ دونوں خزانے معمور
چشم بد دور رہیں جوبن سے سراسر بھرپور

کمر کلک میں آئے گا نہیں گر لچکا
بال باندھا لکھوں مضمون کمر کا سیدھا
مو شگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
پھر نزاکت کا میاں نام نہ لیوے جیتا
گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کو اغماض
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھوں صاف بیاض

حسرت تکیہ زانو میں مجھے ہے گھٹنا
سر بزانو اسی حیرت میں مجھے ہے رہنا
طور کی شمع نہیں ساق کو لازم کہنا
پر فرشتوں کے جلیں ہوئیں پری پروانا
ہو کے بے پر نہ پڑیں پیروں کہیں آ کر
اور میں جلکے رقابت سے بنوں خاکستر

اس شکل وشمائل سے آراستہ ہو کر نازک میں براق ڈال کر بصد ناز وادا الشکر حیرت میں آیا اور اس خیال سے کہ میرے گانے کا غلغلہ بازار میں ہو اور کوئی سودار اپنے پاس بُلائے تو کام میرا بن آئے یہ تصور کرکے قریب بارگاہ حیرت جو خاص بازار تھا اُسمیں ہر دکان میں کھڑے ہو کر گاتا اور کہروا ناچتا دو دو آنہ اور چار چار آنہ ہر دکان سے لیتا پھرتا بعض دوکاندار شوقین گوٹے کی ٹوپی اُسکو پہناتے اور کہروا نچاتے یہ کمر پر ہاتھ رکھ کر لہنگا چٹکی میں پکڑ کر توڑا لیتا اور چکر باندھ کر ناچتا اور گاتا تاسکو نے رسیانے مارے ہیں بان ✤ مارے ہیں بان مور انکے پران ✤ یہ تو اس طرح پھر رہا تھا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے ملکہ شکوہ زرین قبا اوٹھ کر اپنی بارگاہ کو جو روانہ ہوئی تو سواری اُسکی بازار میں سے ہو کر نکلی سامان جلوس ہمراہ تھا ہٹو بچو کا غوغا تھا نٹنی نے اُسکو جاتے دیکھ کر اپنے کو قریب ہوادار کے پہونچایا پہلے جھک کر سلام کیا پھر گانے لگی

اُسنے بھی ہوادار کو روک لیا کنیزین جو ساتھ تھین بلکہ سبھی عرض رسا ہوئین کہ حضور اس چھوکری کی کیا پیاری صورت ہے اور رنگو ڑی ہے تو بھولی بھولی ملکہ نے نٹنی سے پوچھا کہ اری تیرے ساتھ نچانے والے نہین ہین نٹنی نے کہا بلیان یون سب کوئی ہین لیکن اسوقت کوئی تھا نہین مین اکیلی چلی آئی ملکہ نے دو روپیہ دلوائے اور ملازمون سے کہا کہ اسکو ساتھ لیتے چلو اور کنیزین لیکر روانہ ہوئین اور ملکہ بارگاہ مین آئی نٹنی نے دیکھا کہ بارگاہ مین سب طرح کی سامان عیش و نشاط مہیا ہے پلنگڑی عمدہ بچھی ہے نیچے اسکے مسند آراستہ ہے ایک طرف مسہری جواہر نگار رنگی ہے چنگیر بوگھڑے عطر دان دھرے ہین ملکہ آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی اور اپنے یہان کے سازندون کو بلا کر حکم دیا کہ اس نٹنی کے ساتھ سنگت کرو سازندون نے ساز ملا کر بجانا شروع کیا اور نٹنی نے غزل ہاے عاشقانہ گانا آغاز کیا اُسوقت سمان بندھ گیا اگر قاضی یہان آتا تو ایسا محو ہوتا کہ خیال دستار نہ رہتا یہ عالم تھا کہ

نظم

تاج بر چشم بدی کی بھی نظر جاے چھپا سا
شور زنگولہ سے شور رس ز سما تا بہ سمک
وقت نظارہ ادھر دیدہ انجم سے فلک
نقش دیوار یہان محو تماشا سے ملک
چھب بلا قہر ادا غارت ایمان چتون
دل اڑا اسے لیے جاتی تھی ہو آدا من

ہر طرف سے صداے احسنت بلند ہوئی اور سب کی ٹکٹکی نرگس آسا جمال پری تمثال پر رقاصہ کے بندھی تھی اسوقت نٹنی زار زار برنگ ابر بہار روئی آنسوؤن کا تار رخسار پر بندھ گیا دل سینہ مین طپان ہو کر مثل رقاصہ تھا شاید کمانچہ ابروی یار یاد آیا تھا آہ برنگ نے لبون سے دمساز تھی بڑی دردناک آواز تھی سم اسکے لیے سم ہوا دل پر طاری غم ہوا اسی اندوہ و ملال مین اپنے رو رو کر دل کا مزا چکھایا اس غزل کو گایا اہل محفل کو بھی رلایا

غزل

یہی حیرت رہی گر جلوہ قاتل سے خلقت کو
تو اٹھے کا جنازہ اُسکے کشتہ کا قیامت کو
نہ تھی صبح ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز
کہ میرے ہی لیے پیدا کیا ہے شام فرقت کو
ادا سے دونون زلفین کھول دینا دوش پر اپنے
یہی تعزیر کافی ہے ترے مجنون کی وحشت کو
نئے سر سے جو روز آفرینش آے دنیا مین
تو بدلون بخت دشمن سے الٰہی اپنی قسمت کو
وفا کا ذکر کرتا ہے مرے آگے اگر کوئی
تو کس کس یاس سے مین دیکھتا ہون اسکی صورت کو
نگہ کرتے ہی نواب اُس پری پر ہو گئے حیران
بڑے دعوی سے حضرت آج آئے تھے شکایت کو

اس غزل کو سنکے شکوہ بھی رونی اور نٹنی سے کہا مین نے تجکو نوکر رکھا تو میرے پاس رہا کر اُسنے ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے بھری اور پاس جا بیٹھی ملکہ نے کہا اری تیرا رنگ رخ کیون زرد ہے عرض کیا میرے دل مین درد ہے اے ملکہ سامری نہ کرے سو ایسی برہ کا تیر کسی کلیجہ کے پار ہو اور کسی کا جفا کار یار ہو ملکہ نے کہا معلوم ہوا تو کسی کی عاشق ہے اُسنے جواب دیا کہ اگر حضور میری بپتا سنین تو یہان اکیلا کرا دین ملکہ نے کہا کہ سب حاضرین دربار ٹلجائین بموجب حکم تخلیہ ہو گیا نٹنی نے اُسوقت رو کر حال بیان کرنا شروع کیا کہ مین جوہری کے لڑکے پر عاشق ہون اور وہ بھی

میرے عشق مین سہرا کھانے کو تیار ہے اُسکے ساتھ مجکو سونا نہین ملتا ہے میرے بھائی بند زر بھی اس سے لیتے ہین یہ بھی
آتش فساد سلگا کر اُس سیم بدن کو جلاتے ہین اگر حضور مجھ کشتہ رنج والم پر رحم فرمائین اور میرے عزیزون کو ملکہ
حیرت سے کہہ کر کشتہ کرائین تو مین پارس ہو جاؤن اور تمام عمر کی لونڈی آپ کی بنون اور علاوہ اس کے
لاکھ روپیہ بھی نذر پکڑون ملکہ نے کہا اری تو تو کوڑی کو کان مانگنے والی لاکھ روپیہ کہان سے لائیگی مین تو
ابھی تیری برادری کو بلوا کے قتل کر سکتی ہون مگر روپیہ ملنے کا یقین نہین اسنے کہا روپیہ ابھی لیجیے یہ کہہ کر ایک بط شراب
زمرد کی ایک ڈال تراشی ہوئی نکالی اور کہا یہ مجکو جوہری بچے نے دی تھی اور کہا تھا لاکھ روپیہ سے زیادہ کی ہے
آپ اسکو اپنے پاس رکھیے محفل کی آرائش ہے ملکہ نے جو اُسکو دیکھا زمرد کی بط مرصع کار لعل و گوہر کی اسکی دُم
اور منقار واقع مین کئی لاکھ کو ارزان ہے سمجھی کہ یہ مٹنی تو نادان ہے تو اسکو لے لے بس مٹنی کے ہاتھ سے وہ لیکر
لینے لگی اپنے منھ کے سامنے اسکو رکھکر دیکھتے وقت دبا دیا وہ بط حباب کی تھی یکایک پھٹ سے ٹوٹ گئی اور
بیہوشی کا رنگ اسمین بھرا تھا وہ سب منھ پر شکوہ کے پڑا اسنے اتنا تو کہا اری یہ کیا اتنا ہی کہہ کر بیہوش ہو گئی
اُس عیار نے لباس اسکا اُتار کر آپ پہنا اور اسکی صورت بنکر اسکو پلنگ کے نیچے چھپا دیا پھر ملازمون کو آواز
دی کہ یہان آؤ وہ سب حاضر ہوے اسنے کہا یہ مٹنی اپنے عزیزون سے چھپ کر نکل آئی ہے سراچہ بارگاہ
سے اُٹھا کر اپنے گھر گئی ہے تم بھی کوئی اسکا حال کسی سے نہ کہنا کنیزون وغیرہ نے عرض کیا کہ واری کیا مجال جو زبان
نکلے یہ عرض کر کے سب کار خدمت مین مصروف ہوئین اور یہ عیار بھی پلنگ پر جا لیٹا لیکن حیرت بھی ملکہ
شکوہ کے آنے کے بعد داخل آرامگاہ ہوئی تھی اور از بسکہ اب بہت انتظام کرنے پر مستعد ہے تو چند تختیان سحر
کی طلسمی منگوا کر چار طرف پلنگ کے سراچہ بارگاہ مین مثل آئینہ کے لگائی تھین ان تختیون کے جس حال کے
دیکھنے کی نیت کرو وہ ظاہر ہوتا تھا اتفاق سے اسنے یہی نیت کی کہ اسوقت ملکہ شکوہ کیا کرتی ہے تختی معائنہ
کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا اور وہ بیہوش پلنگ کے نیچے مثل مردہ کے پڑی ہے یہ ملاحظہ کرتے ہی اسنے
اپنے دونون ہاتھ اونچے کیے روے ہوا سے اس شبستان مین پھول خوشبودار برسنے لگے اور ملکہ مذکور وہان سے غائب
ہو گئی اور یکایک بارگاہ مین شکوہ کے آکر ظاہر ہوئی برق نے دیکھا کہ حیرت آئی مگر غضبناک تیوری چڑھائے
ہے بہت بُری نگاہ سے دیکھتی ہے دیکھیے کیا کرتی ہے دل سے کہا خدا خیر کرے بس جلد پلنگ پر سے اُٹھا ملکہ
کو تعظیم دی اور کہا آئیے تشریف لائیے ملکہ نے ہنس کر کہا کہ جی لونڈی حاضر ہے آپ تکلیف نہ فرمائین یہ کلمہ سنکر
اسکو یقین واثق ہو گیا کہ ضرور یہ مجھے پہچان گئی ہے اور رقعہ جمشیدی مین تیرا حال دیکھ کر آئی ہے لازم ہے کہ
بھاگ جاؤن پھر سوچا کہ یہ سر پر پہونچ چکی ہے بھاگنا دشوار ہے یہ تصور کر کے پلنگ پر سے اُترا اور ملکہ کے قدمون
پر گر پڑا اور عرض کیا کہ مین برق عیار ہون ملکہ نے ایک لات ماری کہ یہ دور جا کر گرا اور وہان سے سنبھلکر
جو جست کرتا ہے سراچہ بارگاہ فرار کیا ملکہ نے پکار کر کہا کہ جہان پہونچا ہے وہین رہ جانا یہ کلمہ سحر کا تھا آگے
نہ بڑھ سکا عیار کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ملکہ نے جا کر وہان سے گرفتار کیا اور بارگاہ مین لائی اور کہا ہوسے

غضب کیا تھا تونے کہ میری انیس کو قتل کیا تھا یہ کہکر پلنگ کے نیچے سے شکوہ کو نکالا کپڑے پہنائے تمام ملازم اسکے یہ ماجرا دیکھ کر دنگ تھے اور تعریف حیرت کی کرتے تھے کہ حقیقت مین ہماری شاہزادی کی جان آپنے بچائی واہ واہ سحر اسکو کہتے ہین کہ یون عیار کو پہچان لیا الغرض شکوہ کو ہوشیار کیا اسنے سارا حال سُنکر ملکہ کا شکریہ ادا کیا اب ملکہ عیار کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ بتا ارے موذی کہ کیا حال تیرا کرون اسنے جواب دیا اگر میری ہی بتانے پر منحصر ہے تو ایک خلعت بہت عمدہ مجھکو دیکر چھوڑ دیجیے ملکہ یہ کلام سُنکر ہنس پڑی اور شکوہ نے کہا او بدذات نگوڑے مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جسکا عوض تونے یہ کیا عیار نے کہا مین نے تو آپکے ساتھ کوئی بُرائی نہین کی اگر مین آپکا دشمن ہوتا تو مار ڈالتا یہ احسان تو آپنے بھلا دیا اور اُلٹی شکایت کرتی ہین اور مین جب بھوکا ہوتا تھا تیری صورت بنکر آتا تھا اور کھانا تیرا کھا جاتا تھا آج بھی بھوکا ہوا تھا ایک دو کھانے کھانے آیا تھا حیرت نے کہا کھاموے او اپنے ہوتون سوتون کو آج تو شکوہ کی صورت بنکر میرے کھانے کو آیا تھا اُسنے کہا ہان یہ سچ ہے اگر یارے تو تجکو مارے کہ تو مالک طلسم ہوشربا ہے اور بادشاہون ہی کو خلقت بُرا کہتی ہے اور وہی مار بھی ڈالے جاتے ہین اگر مین مار ڈالتا تو کچھ بُرا نہ کرتا ملکہ پھر قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا اب ہم تجکو قتل کرینگے تو کچھ گناہ نہین عیار نے کہا آپ جو مجکو قتل کرینگی تو آپ کو کون ماریگا آپکو لازم ہے کہ ہمین چھوڑ دیجیے ملکہ نے کہا ارے کمبخت تو مجکو باتون مین لگا کر نکل جانا چاہتا ہے یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے لائی اور آمادہ قتل پر ہوئی اودھر افراسیاب کو بھی تیلون نے خبر پہونچائی کہ برق عیار اس طرح گرفتار ہوا ہے اور ملکہ سے بحث رہی ہے شاہ نے یہ خبر سنکر نامہ لکھا کہ اے ملکہ اس عیار سے تم کچھ گفتگو نہ کرو فوراً سر کاٹ کر بھیجدو نامہ تیلے نے ملکہ کو پہونچایا اور پکار کر بھی کہا کہ شاہ فرماتے ہین جلد اسکو قتل کرو اتفاقاً قران بھی صورت بدلے پھر رہا تھا اسنے بھی سُنا اور الگ جا کر اپنے سارے جسم پر پتے زرد و سُرخ و سیاہ و سبز دیے اور چار جوڑے سر پر باندھے ان جوڑون مین منقش کے پھندنے لگائے صورت ساحر کی ایسی بنا لی تھی اتنی ہیئت اور زیادہ کرکے سامنے حیرت کے آیا اور چاہتا تھا کہ قریب جا کر کوئی عیاری کرے حیرت کے سحر نے فوراً خبر دی کہ یہ ساحر جو سامنے آتا ہے قران عیار ہے ملکہ نے یہ معلوم کرکے غور کیا کہ اب قران نے دیکھ لیا ہے اس عیار کا قتل ہونا اس جگہ مشکل ہے یہ سمجھ کر پنجے مین برق کو داب کر لے اڑی اور ایک درہ کوہ کے متصل کئی منزل پر جا کر اوتری اور چاہا کہ کام برق کا تمام کر دون اسوقت یکایک ہوا پر نفیر سحر اور رنا قوس کی صدا پیدا ہوئی اور ابر کے ٹکڑے اُڑتے نظر آئے ملکہ ٹھہر گئی کہ دیکھون یہ کون آتا ہے اس تنہا مین ساحر بدوے ہوا سے اُترنے لگے اور ششتیان جادو چشم خدم راہ رد کیتے روانہ ہوا تھا یہان آکر پہونچا اور ابر پر سے اُتر کر سامنے ملکہ کو کھڑے دیکھ کر قریب آیا اور تسلیم کرکے عرض رسا ہوا کہ ملکہ عالم اس بیابان مین کیون تنہا استادہ ہین اور یہ مجرم کون ہے ملکہ جملہ کیفیت بیان کرکے مستفسر ہوئی کہ تم کہان چلے اسنے اپنا راہ روکنے آنا بیان کیا ملکہ نے کہا مجکو اس حال کی خبر ہے اچھا تم اس بیابان مین ٹھہرو اسنے کہا آپ یا تو میری بارگاہ مین تشریف لے چلیے یا اپنے لشکر مین جائیے اس گنہگار کو میرے حوالے کیجیے مین اسکا سر

کاٹ کر شاہ پاس بھیجونگا اور گوشت جسم کا مین کھاؤنگا کہ بہت دنون سے گوشت آدم مین نے نہین کھایا ہے
ملکہ نے التماس اسکی سُنکر خیال کیا کہ شاید تو کسی آفت مین گرفتار ہوجائے قران سے بچا کر تو یہان اسکو
لائی ہے شاید یہان بھی کوئی عیار پھر رہا ہو اور علاوہ اسکے عیار تیرے دشمن جان ہوجا مین گے اسی کو دیدینا
اسکا مناسب ہے یہ سوچ کر عیار مذکور کو حوالہ ساحر مسطور کے کیا اور آپ اُڑ کر اپنی بارگاہ مین آئی یہان اس
ساحر نے لشکر اپنا دامن کوہ مین اُتروایا اور دریاے ہفت رنگ کی طرف رُدک کر خیمہ و خرگاہ نصب کرائے سردار
اسکے اُترے بارگاہ اسکی بھی استادہ ہوئی سامنے بارگاہون کے ہوم خانے بنگئے لشکر مین بازار کھلی گھما گھم ہونے لگی
لشکری اُتر کر اشنان گیان دھیان کرنے لگے کڑھاؤ چڑھ گئے موہن بھوگ تیار ہونے لگا پشتیبان بھی اپنی
بارگاہ کے سامنے تخت پر بیٹھا اور برق کو مسحور کرکے روبرو بٹھالیا قصد ذبح کرنے کا کیا برق نے جو دایۂ
اجل کی آغوش کھلی دیکھی بے اختیار درگاہ رہانندہ عاجزان مین لب استغاثہ وا کیے اور پکارا کہ اے کریم کارساز بندہ
نواز تو وہ خالق اکبر ہے کہ جناب ایوبؑ کو عوارض جسمانی سے تو نے شفا بخشی اور جناب جرجیسؑ کو ظلم بادشاہ جفا
سے رہائی دی مجکو اس ستمگر کے ہاتھ سے چھڑا دے کہ بیت مین عاصی ہون خداوندا کرم کر رہا کر مجکو از دست
ستمگر ؛ باب اجابت بہر دعا وا ہوا آسمان پر سے ایک تخت بسان رحمت خدا نازل ہوا اس تخت پر سلطان و
سرشارہ و سلیمان جو چالاک کو لیکر چلی تھین سوار تھین کس لیے کہ یہ سب جو اس دشت مین پہونچین لشکر اُترے
ہوے دیکھ کر چالاک نے کہا یہان اُتر پڑو اور دیکھو کہ یہ لشکر کس کا ہے یہ سنکر جادوگرنیون نے تخت اُتارا اور لشکر
ساحرہ سے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آئے ہو انسے سب ماجرا راہ روکنے آنے کا اور برق کے گرفتار ہونے کا اور
اور قتل کے لیے بٹھائے جانیکا بیان کیا چالاک نے اپنے ساتھ والون سے کہا اگر یہان نہ آتے تو بڑا غضب ہوا تھا
غرض بہت جلد سامنے پشتیبان کے یہ سب آئے چالاک بھی صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا جب یہ قریب
پہونچے پشتیبان اپنی جگہ سے بنابر تعظیم اُٹھا انھون نے بھی سلام کیا اور برابر تخت کے جا بیٹھے اور کہا آپنے ہمین
پہچانا ہم سلطان و سرشارہ وغیرہ ہین اسکو تو انکی بغاوت معلوم نہ تھی یہ معلوم کرکے کہ یہ شہزادیان مالک قلعہاے
طلسم مین بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب و کباب کی منگائین انھون نے پوچھا کہ یہ مجرم کون ہے جو سامنے کھڑا ہے
اسنے کہا کہ یہ بڑا زبردست عیار ہے اسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے یہ حال سنکر چالاک نے اپنے دلمین کہا کہ
اللہ میان برق نے اس طلسم مین آکر بڑا نام پیدا کیا ہے الحاصل پشتیبان کے تمام مصاحب بھی سلطان وغیرہ
سے آکر ملے اور اپنی اپنی جگہ پر سب بیٹھے اس وقت پشتیبان نے ہر ایک سے پوچھا کہ تمہارا گوشت کس جانور کا اچھا
ہوتا ہے کسی نے کہا مرغ کا کسی نے کہا ہرن کا کوئی بولا تیتر کا اچھا ہوتا ہے چالاک نے کہا مجکو آدمی کا گوشت اچھا معلوم ہوتا ہے
پشتیبان نے کہا اے بھائی تم نے میرے دل کی بات کہی تو اب اس خداپرست کے کباب کھاؤ یہ کہہ کر
برق پر سے سحر برطرف کرکے زنجیرون سے باندھا اس مین چالاک نے کہا اے سلطان کہین گوشت
کے لالچ مین آکر وہ حال نہ کہنا اسنے کہا نہین کیا مجکو تم نے دیوانہ بنایا ہے کہ گو مگو کا حال ہین کیون کہنے لگی

پشتیبان نے کہا کون سا حال چالاک نے کہا جی کچھ نہین قاعدہ ہے کہ جس کے سامنے ایسی باتین کرو وہ عجین ہوجاتا ہے اور اس حال کے سننے کا مشتاق ہوتا ہے اور چالاک نے اسی واسطے یہ شوشہ چھوڑا تھا اور سلطان تو جانتی ہی ہے کہ یہ عیار بے معنے بات نہین کہتا ہے ہمین بھی کچھ مطلب ہے پس اسنے بھی اقرار کیا تھا کہ مین نہ کہون گی تب پشتیبان بیقرار ہوگیا اور کہا بتاؤ وہ کیا بات ہے برق یہ جملہ سنکر سمجھا کہ یہ فقرہ تو کسی عیار کا ہے اس جادوگر نے کیا سمجھ کر کہا پس بغور جو دیکھا تو چالاک کو پہچانا دل مین خوش ہوا کہ مرشدزادے اچھے وقت پر آئے اور ادھر جب بہت کچھ پشتیبان نے اصرار کیا کہ وہ بتاؤ کیا بات ہے چالاک نے کہا خاطر ہے آپ کی اکیلے بارگاہ مین چلیے تو بتا دین یہ اٹھکر بارگاہ مین آیا چالاک اور سلطان بھی اندر گئے اور کہا کہ مجرم کو بھی اندر بلا لیجیے ایسا نہو کہ آپ یہان باتون مین رہین اور وہ عیار ہے چھوٹ جائے اسنے برق کو بھی اندر بلا لیا اور پردے بارگاہ کے چھٹوا دیے جملہ ملازمون کو آنے سے منع کر دیا اور کہا اے ملکہ ہان اب کہو وہ کیا حال ہے سلطان نے چالاک کی طرف دیکھا کہ اب کیا کہون اسنے کہا کہ کیون نہین کہہ دیتی ہو اچھا تم شرماتی ہو تو مین کہے دیتا ہون یہ کہہ کر کہا حضور مجھ سے سنیے پشتیبان منھ اٹھا کر اسی کی طرف مخاطب ہوا کہ کھوا اسنے ایک حباب بیہوشی کا مارا کہ وہ منھ پر پڑا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا اسنے خنجر کھینچ کر مارا خنجر کی نوک چبھ گئی اور برق نے کہا بھائی صاحب مزاج اچھا ہے یہ جادوگرنیان آپکے ساتھ کون ہین چالاک نے کہا یہ میری شریک حال ہین اسنے کہا تو ان سے کہیے کہ اس ملعون کا روئین تن ہونا سحر سے دفع کرین یہ سنکر سلیمان وغیرہ نے سحر پڑھ کر دم کیا کہ جسم پشتیبان کا نرم ہوا اسوقت ایکگولا سحر کا سرشار نے مارا کہ سینہ کو توڑ گیا غل و شور برپا ہوا کہ مارا افسوس پشتیبان جادو کو آندھی پانی ہزارون طرح کی آفتین پیدا ہوئین سردار جو باہر بارگاہ کے ٹھہرے ہوئے تھے اندر دوڑ کر آئے کہ یہ کیا آفت آئی سلطان و سرشار و سلیمان سب چالاک و برق کو بغلے مین داب کر اڑ گئین اور ایک سناٹے مین دور نکلکر ایک مقام پر چھپ رہین یہان سرداران پشتیبان نے لاش اسکی اٹھائی اور لشکر کو اس جگہ چھوڑ کر آپ شاہ افراسیاب پاس فیروزہ کوہ پر آئے اور کہا اے شہنشاہ پشتیبان جادو مارے گئے اس سے پہلے دو تیلون نے بھی خبر عرض کی تھی شاہ نے تیر سحر کمان مین رکھ کر جو مارا تیلے جل گئے شاہ نے فرمایا کہ طلسم مین جو غدر ہو رہا ہے تو تیلے بھی جھوٹ بولتے ہین قسم ہے جمشید کی مین نے ایسے زبردست رکن طلسم کو نہین بھیجا ہے جو کسی کے ہاتھ سے مارا جائے وہ ایسا ہے جو راہ کوکب کی روکے گا اور مجال نہین مہرخ کی جو اسکا مقابلہ کر سکے اسی گفتگو مین تھا کہ سردار لاش اسکی لیکر آئے اب یقین اسکو آیا اور رقعہ جمشید دیکھا تمام حال چالاک وغیرہ کے آنے کا معلوم ہوا شاہ کے آنسو نکل آئے اور کہا اے باغبان قدرت نمک حرامون کا کیا ذکر ہے اس طرح پشتیبان جادو مارے گئے وزیر نے کہا اے بادشاہ اگر ایک غلام ہلاک ہوا بلا سے آپ عمرو کو قتل کیجیے کہ جسنے کا خمیر کا شغر عنطلی آباد کے ایسے ساحرون کو مارا ہے سب کا بدلہ ہوجائے گا شاہ نے یہ سنکر اسی وقت تمام ناظمان طلسم کو نامے بھجوائے کہ جلد لشکر اپنے اپنے

لے کر حیرت کے پاس حاضر ہوا ادھر سلطان نے جب غوغائے ساحران اپنے قریب دیکھا قصد چلنے کا کیا برق
نے کہا اب تم لوگ لشکر مین ہمارے چلو خواجہ قید ہو گئے ہین ان کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے ہم سب جان دینے پر آمادہ
ہین چالاک نے کہا اے بھائی ہم قریب لشکر تو آ چکے ہین ابھی لشکر مین کیا منھ لیکے جائین بروقت ہم بھی آجائین گے
تمہارا جی چاہے چلے جاؤ برق یہ سنکر ان سے رخصت ہوا اور یہ سب بھی ایک طرف کو سوار ہو کر تخت سحر پر
چلے برق اپنے لشکر مین آیا اور حال چالاک کا آئندہ بیان ہوگا لیکن نامہ جو ناظمان طلسم اور قلعہ دارون کو شاہ طلسم
نے لکھے تھے وہ سب تیاری کر کے روانہ ہوئے مثل ان لوگون کے کہ ملکہ اختر بن طول دراز قد۔
ملکہ دریا بار ماہی گیر۔ ملکہ پری چہرہ عقاب سوار۔ ملکہ خونخوار دیو کش۔ ملکہ اژدر سوار سُنہری
پوش۔ ملکہ برق شمشیر زن۔ ملکہ روشن نگاہ سر بلند۔ ملکہ مسمار بن سیاہ چشم۔ ملکہ سفاکہ
روئین تن۔ ملکہ طوفان دریا نشین۔ ملکہ ماہ رنگ روئین تن۔ ملکہ خورشید مثال
آتش زبان۔ ملکہ مار سر موئے دراز۔ ملکہ ریحان گلزار چشم۔ ملکہ ترسان کوہ افگن۔
ملکہ بلور دندان۔ ملکہ مشعل نگاہ۔ ملکہ زنار بلا خیز۔ ملکہ روشن زبان دراز۔ ملکہ اظلم
زبردست۔ ملکہ ناقوس بلا افگن۔ ملکہ ستارہ چشم آہن دست۔ ملکہ ذلیم زبردست۔
ملکہ شیاطین بت پرست۔ ملک قائم دو سر ملک مقیم دو سر۔ ملک فولاد خوار۔
اب کہان تک نام ان کے لکھے جائین یہ سب دربندون کے مالک ساٹھ ساٹھ ہزار اور ستر ستر ہزار ساحران نابکار
اپنے ہمراہ لیکر جانب ملکہ شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے کہا جا تیری زوجہ کی خطا معاف
کی لو اپنی بی بی کو لیکر ملکہ حیرت کے لشکر مین جاؤ اور دریائے خون رواں کے کنارے سے تا بقیۂ فنا اور گنبد نور میدان
صاف کرا دینا بیابان اور کوہستان سب برابر اور ہموار ہون جو درخت میدان مین ہون کٹوا ڈالنا اور جھنڈیاں لگوا
دینا صحرا بہ رنگ آئینہ پاک و صاف ہون کنکر پتھر وغیرہ کا نام نہ رہے زمین مسطح ہو کہ تمام ناظمان طلسم وہان آکر
اُترین گے اور طبل بجوا دینا کہ کل عمرو ضرور قتل ہوگا جسکو دعوی اُسکے چھڑا لینے کا ہو وہ ہوشیار ہو رہے وزیر حسب ارشاد
بادشاہ ستم نہاد وہان سے روانہ ہوا اور پہلے اس دشت دلکشا کی طرف کہ جہان زوجہ نے اسکی یہ
چمنستان بنا کر اپنے تئین پوشیدہ کیا تھا اول مین لکھا گیا ہے کہ گلچین بخوف عتاب شاہ طلسم ایک گلزار صحرا مین
بنا کر پھول بنکر شاخ شجر مین لٹکی تھی چنانچہ وزیر مذکور تو اسکا شوہر ہے اور اسکے سحر سے ماہر ہے بوئے گل کے
تیلے اُسکی خبر کو اسنے روانہ کیے کچھ دیر مین مشام جان اسکا بوئے خبر سے معطر ہوا کہ اس دشت مین تیری زوجہ
گلبدن ہے یہ اسی جنگل مین آیا اور ہمشکل ایک گلشن پھولون سے رنگین دیر بہار پایا جیسا پہلے تحریر ہو چکا بس

اس مقام فرحت بخش پر ٹھہر کر بزبان بلبل نغمہ سنج ہوا کہ اے گل باغ عشرت تو کس نہال مین پھولی ہے کہ بہار گلبن عالم تیرے ہجر مین بھولی ہے اے بلبل گلزار مسرت کس شاخ گل پر بیٹھی ہے کہ تیرے فراق مین فوج خزان غالم نے سارے ملک بہار لوٹی ہے

نظم

نشاط افزا ہے بزم عیش و عشرت
تو پھر صورت کہان ہے زندگی کی

کدھر ہے اے گل گلزار خوبی
سراپا صورت آرام و راحت

کہان ہے رونق بازار خوبی
جو پہلو ہو گیا ہو دل سے خالی

یہ تو اس طرح ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور **گلچین** نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ نصف رات جب جاتی تھی تو وہ شاخ شجر سے چھوٹ کر زمین پر آتی تھی انسان بنکر کچھ کھاتی پیتی تھی احتیاج سے فارغ ہوکر قریب سحر پھر درخت کا پھول بن جاتی تھی اسوقت اپنے شوہر کا حال تا دیر تو دیکھا کی اور اس خیال سے کہ شاید شاہ جادوان نے دھوکا دیکر میرے قید کرنے کو میرے شوہر کی ایسی صورت بنا کر کسی ساحر کو بھیجا ہو اسی اندیشہ مین سامنے شوہر کے نہ آئی جب **باغبان** اس گلستان مین کچھ دیر ٹھہرا اور اسی شجر کے نیچے کہ جسمین یہ گل باغ خوبی تھی دل کے لگاؤ سے آکر بیٹھا اس نے خوب پہچان کر برنگ بوے گل اپنے تئین ظاہر کیا یعنی پھول تو بنی تھی ہی شاخ سے ٹوٹ کر شوہر کی گود مین گری اور غنچہ سان وہ گل کھلکھلا کر ہنسی اور زبان حال سے زمزمہ سنج ہوئی کہ گودی مین سیان کی گیندا ہو جاونگی **باغبان** نے اُس پھول کو اُٹھانا چاہا تھا کہ اسنے صورت اصلی بنائی اور شوہر کے گلے کا ہار ہوئی باہین گردن مین ڈال دین اور اشک شبنم سے چمنستان حسن کو اپنے سینچنے لگی شوہر بھی اُسکا رویا پھر تمام ماجرا بادشاہ کی خطا معاف کرنے کا اور قتل **عمرو** کے انتظام کرنے کا حکم ملنا اُس سے بیان کیا زوجہ نے جواب دیا کہ تم نے پھر میرے جلانے کی باتین کرنا شروع کین **عمرو** کے قتل کا انتظام مین نہ کرنے دونگی عیارون کے ہاتھ سے تمکو خدا بچاے یہ تم نے اقرار ہی کیون کیا کہ مین بندوبست کردونگا وزیر نے کہا جو کچھ ہوا وہ ہوا چلو شاہ کی ملازمت کرین ہماری مجال ہے کہ جو حکم بادشاہ دے اور ہم نہ مانین بی بی نے کہا تم جاؤ تمھارا کام جانے اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو یہ کہکر اپنی گود پھیلا کر پکاری کہ اے سرکار ہی میرے خاوند کی جلد رہی بچاؤ میرے جمشید میری مدد کو آؤ یہ بادشاہ نگوڑا کیسا میرے داہت کا دشمن ہوگیا ہاے مجکو کچھ بن نہین پڑتا کیا کرون کدھر اس بادشاہ کے گھر کو آگ لگا کر نکلجاؤن وزیر نے کہا لے بی بی بادشاہ کی شان مین کچھ نہ کہو ابھی تو خطا معاف ہوئی ہے ایسا نہو کوئی آفت اور آئے لو آؤ گھر چلو مین انتظام کرنے نہ جاؤنگا یہ کہکر سمجھاتا ہوا زوجہ کو باغ سکونت مین لایا اُسنے آتے ہی گھر مین آرام و راحت کا سامان مہیا فرمایا باغ مین گویا فصل گل آئی بہار صحبت بنا ؤ مل آئی کنیزون نے حمام گرم کیا وزیر و زوجہ وزیر نے حمام کرکے لباس پر تکلف زیب بدن فرمایا رقاصون کو بلایا تا دیر ناچ گانے کی کیفیت دیکھی پھر تخلیہ ہوگیا زن و شوہر شراب عشرت پینے لگے۔ **نظم**

اشارون سے تمنا مین ہو یدا
جبین و ابرو و رخسار چومے
نگاہون سے ملین باہم نگاہین

نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا
مزے دینے لگی آواز قلقل
محبت کی کھلین آپس مین راہین

لپٹ کر عارض دلدار چومے
ہوا لائی شمیم زلف سنبل
لیا آغوش مین بانو کو اُسنے

کیا فرش بدن زانو کو اُسنے	نگاہون نے چھپایا چہرہ یار	ہوئین رُخ پر نقاب حُسن دلدار
مزے بوسون کے مستی پہ جو آئے	ارادے اور ہی مطلب پہ لائے	لپٹ کر ملگیا سینہ سے سینا
تھی مے سے ہوئی آغوش مینا	فراغت پائی ناز فسوق اُٹھا کر	اُداسی آئی روے مدعا پر

یہ دونون پھر اُٹھ کر حمام مین گئے اور بعد فراغ غسل وزیر مندیل وزارت سر پر رکھکر براے ابلاغ حکم بادشاہ روانہ ہوا زوجہ بھی اُسکی کنیزین ہمراہ لیکر خدمت حیرت مین چلی غرض یہ دونون بارگاہ بانوے شاہ طلسم مین آئے اور حکم سے اطلاع دی اور کہا بادشاہ نے جمشید و سامری دگاے کے چھپر کے کی جو سال بھر کے بعد باتین کرتا ہے قسم کھائی ہے کہ عمرو کو ضرور قتل کرونگا ساٹھ ہزار ناظمان قلعہ ہاے طلسم جو قتل ہونے سے بچ گئے ہین اُنکو نامے پہلے بھیج چکے ہین وہ سب آتے ہین آپ تیاری فرمایئے ملکہ یہ سنکر گھبراگئی اور بولی کہ تم سچ کہتے ہو ملک **پشتیبان** بھی آچکا ہے شاہ ضرور اُس ناعیار کو ہلاک فرماینگے وزیر نے کہا اے ملکہ **پشتیبان** بھی اس طرح **چالاک** کے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ نے کہا تو جب ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہے اب بیشک بازار موت کا گرم ہوگا اسی گفتگو مین **شکوہ** نے پوچھا کہ **چالاک** کون ہے ملکہ نے کہا بیٹا عمرو کا اُسنے کہا چالاکی بہت کرتا ہے یا نام ہی اُسکا **چالاک** ہے وزیر نے کہا نہین نام ہی یہ ہے **شکوہ** نے کہا تو اے ملکہ جلد تیاری کیجیے کہ عمرو قتل ہوجائے ملکہ نے اُسی وقت افسر کو بیلدارون کے بُلا کر حکم دیا کہ جا کر کنارے دریاے سحر سے تا گنبد نور بلور رستہ تاریک وغیرہ تک جنگل کو برابر کرو ساحرون کو ساتھ لو کہ وہ بزور سحر بجلیان گرا کر درخت جلادین ہوا چلا کر گرد و غبار اُڑادین لیکن تم غار و مغاک وغیرہ برابر کرو نشیب و فراز ہموار ہوسکے جا کر آبپاشی کرو ان درختون مین گنبد لٹکا دیے جائین پہاڑون کے درے آئینہ کی طرح مصفا ہون بیلدار یہ حکم سنکر روانہ ہوے جمعدار بیلدارون کا سر پر سُرخ پگڑی باندھے طرہ لٹکائے تمغہ لگائے ساتھ ہوے پیمایش جاننے والے جریب تختہ مسطح لیکر چلے اور ہزار ہا ساحر منتظم بھی روانہ ہوے ملکہ خود اُٹھ کر کنارے لشکر کے آئی اور خیمہ استادہ کرا کے دخیمہ پر کرسی بچھا کر بیٹھی وزیر اور اُسکی زوجہ بھی مصروف انتظام ہوے جنگل صاف ہونے لگا شجر جو مانع راہ تھے لکھوا ڈالے گئے باقی جو رہے اُن کی سر تراشی کیگئی بادلے سے منڈھے گئے قمقمے اور گنبد بلور کے رنگین لٹکا دیے پہاڑون کے درے اس طرح کھلے کہ جیسے فیاضون کے دل کھلتے ہین ہر جگہ چمنستان بنائے گئے داغ بیلین پڑگئین جو اُبھر کان سے رکھ دیے گئے جنمین درخت پھولون کے لگے تھے پہاڑ ون سے جھرنا جو جھڑتا تھا اور گھاٹیون سے پانی گرتا تھا اُن گھاٹیون کے نیچے سے نہرین سیکڑون کھُدنے لگین نہرون کی لب گردان ہر ایک پختہ کر کے استر کاری رنگ برنگ کی کردی گئی کنارے کنارے جانوران آبی بگلے بط قاز و مرغابی سحر کے زور سے موم کے بنا کر چھوڑ دیے جو جواہر کے معلوم دیتے تھے اور چلتے پھرتے تھے درختون پر طائر جواہر کے زمزمہ سنجی کرتے تھے میدان مین جو ٹیکرے تھے اُنکو چھانٹ کر مثل میل کے بنادیا درختون کی بیلون کو اُن پر چڑھا دیا چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کو پھولدار درخت لگا کر گلدستہ کردیا درہ ہاے کوہ مین رستہ کردیا اب وہ جنگل بہتر چرخ اخضر سے ہوا نہرین کہکشان

فلک پہ طعنہ زن ٹیکرے برج سنبلہ پر چشمک فگن صفائی پریدان کی آئینہ آفتاب غیرت سے مکدر نظر آتا قمقمون کو دیکھ کر بدر کامل داغ کھاتا درخت جو بادلے سے منڈھے گئے تھے شاہد بہار نے کپڑے بڑے بڑے تھے تھیلیان جو اثمار پر چڑھی تھین معشوقون کی انگیا کو شرماتی تھین طائر جواہر کے جو نغمہ سنج تھے دافع خفقان و رنج تھے داغ بلبلین معشوقان دہر کی مانگ سے بہتر ہو جانیکا سودا سر مین رکھتی تھین چمنستان مین کلیان مثل دہان جانانان ہنستی تھین پہاڑون سے جھرنا جھرتا تھا یا دامن صحرا کو بہار موتیون سے بھرتا تھا ابر سحر کے رو سے ہوا پر چھائے پہاڑ کی دامن پر طاؤسان مست ناچتے تھے ہر سمت آرائش و زیبائش جان غمگین کی آسائش

نظم

جو کوئی پہونچا وہان نور کا سامان دیکھا
جسکو ایوان فلک کہیے وہ ایوان دیکھا
گل نظر آئے تماشائے گلستان دیکھا
آنکھ جو روزن پہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا
فرش تا دور خز و اطلس و کمخواب کا تھا
ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا
چلمنین نور کی چھوٹی تھین درون مین نایاب
آئینے تھے ایسے حسین جنپہ تصدق تھا شباب
صاف چلمن سے عیان زیور و ملبوس کی تاب
بزم مہکی ہوئی خوشبو سے کہ چھڑکے تھے گلاب
نکہت زلف رسا مشک فشان ہوتی تھی
مشک کی بو کئی پردون مین نہان ہوتی تھی

بارگاہین اور سراپردے دور تک نصب ہو گئے ملکہ **حیرت** مع ہزارہا کنیز و انیس کے ایسا کچھ انتظام کر کے انتظار آمد مہمانان ہوئی کہ یکایک اڑے خورشید پنہان ہوا نوبت و نقارے ہوا پر بجتے سنائی دیے دنیا ساری درہم و برہم نظر آئی ہر سمت باجون اور نفیرون و بوقون کا شور ایسا تھا گویا ہزارہا صور پھنکا طائران صحرا اور اژدرون سے دنیا بھر گئی جدھر نگاہ کام کرتی تھی ساحر ہی ساحر نظر آتا تھا کسی سمت سرخ پوشون کا غول ہویدا تھا تو یہ ظاہر تھا کہ آگ لگی ہے کہین زرد پوشون کا انبوہ پیدا تھا تو یہ معلوم ہوتا کہ خوف سے دنیا زرد ہوئی ہے کسی جا سبز پوش جمع تھے تو صاف پیدا تھا کہ زہر سم عالم مین اتر گیا ہے دہر کا تمام بدن سبز ہوا ہے کسی جانب سیاہ پوش جادوگرنیان جنسے اندھیر جہان مین پیدا شرار زبان سے شیشۂ عالم بھر گیا فیلان سحر سارا زمانہ بجلی بن ہوا اژدہون نے خراب آباد دہر کو گھیر لیا ابلقت آباد اسکا نام کر دیا **حیرت** یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ آمد مالکان در بندگی شروع ہوئی نقیبون کے للکارنے کی صدا آئی نقارون کی آواز سے گوش فلک کر ہوا ہزارہا نشان جنکے پرچم رنگ برنگ کے ہوا مین اڑتے نظر آئے تعریف ان پر سامری و جمشید اور گوسالہ کی لکھی تھی ساحران اژدر سوار ہاتھون مین لیے جلوہ دیتے تھے انکے بعد اٹھارہ انیس ہزار مرکب پرند کوتل دکھائی دیے پھر ہزارون فیل جنپر ہودجہائے زرنگار و عماری ہائے مطلا رکھی تھین ظاہر ہوئے جھالر و کہی چھجون مین موتیون کی ٹکی پیشانی ہر فیل کی رنگی ہوئی ان کے ظاہر ہوتے ہی پالکیان نالکیان مغرق زرکار ظاہر ہوئین پھر ہزارون سانڈنیان سجی ہوئی جھم جھم کرتی نکلین اور گرد کا ردے ہوا پر ہونے لگا غضا اور خاص بردار غول باندھے رودے ہوا پر اڑتے نکل گئے پھر سقائے ابر چھڑکاؤ کرتے نکلے اور ہزارہا ساحر اور جادوگرنیان منقلون مین عود و عنبر سلگائے ظاہر ہوئین لخلخے کے لوٹون نے مشام دہر بسا دیا اس

تجمل اور جلوس کے بعد اژدہون پر تخت کھینچے جواہر کے بنگلے بڑے شاہان قلعہ تختون پر بیٹھے بعض طاؤسان زرین بال پر سوار بعض ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے بعض کے زیر ران مرکب اور اژدہے اسباب سحر و ساحری ہمراہ تختون کے کونون پر برجیان بنین انمین تھالیان سونے کی رکھین تھالیون مین انڈے۔ چھالیا بسپاری نوکدار لونگین۔ ماش۔ آک دھتورے کے پھل۔ ماش کا آٹا سیندور کی پڑیان۔ گوگل مشک۔ زعفران الائچیان۔ کالی مرچین ہر ایک کے ہمراہ لباس شاہانہ زیب بدن کیے تاج گوہر نگار سر پر رکھے زیور جواہر زیب جسم کیے کسی کے ہمراہ ساٹھ ہزار ساحر کسی کے ساتھ ستر ہزار کوئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے ساحران لشکر باز و بط وغیرہ پر سوار قشقے ماتھے پر کھینچے ترسول بیسگنور چندن کے لگائے کلہوٹیان بھجنگلے بھینٹ دینے کا سامان ساتھ لیے بچہ ہائے خوک گود مین بٹھائے صورتین سحر سے ہیبتناک بنائے آئے کوئی اژدہے کا چہرہ رکھتا تھا کسی کا منھ شیر کا ایسا تھا کوئی فیلتن کوئی کرگدن بدن کوئی بصورت انسان مگر روئین تن جادوگر شہزادیان بعض جوان بعض مسن۔ جو مسن تھین وہ مہیب صورتین بنائے تھین کسی کے چار منھ دس ہاتھ کسی کے دس سر اور چار ہاتھ ہر سر مین کئی منھ جنسے شعلے نکلتے ہوئے سر مثل شمع روشن رویئن بتی کی طرح جلتے نوجوان شہزادیان آسمان حسن مہر تابان جسم منور انکا برنگ ماہ درخشان اگر سنبل انکی زلف رسا کو دیکھے ہمیشہ باغ عالم مین پریشان رہے نرگس چشم فتان کو دیکھ کر حیران رہے گل انکے رخسارون پر نظر کرکے چاک گریبان رہے غنچہ دہن تنگ کو دیکھ کر سدا دل بستہ دو ٹکڑے ہونے پر آمادہ بستہ اُسی دُھن کی گالیون سے دل ہر عشاق کا بستا گردن پر ان کی جو نظر پڑ جاسے کیسا ہی بہادر ہو مگر زیر خنجر ابرو گردن دھر جائے چھاتیون کی نوکین برچھی کی نوکون پر طعن کرتین بہادران معرکۂ عشق کے سینون مین گڑتین سرو قدان گلشن عالم ان کے قد رعنا کو ملاحظہ کرکے دُنیا سے آزاد سرو و شمشاد باغ عالم مین ہمیشہ برباد یہ سب جوان و پیر بصد حسن و زیبائش ایک کے بعد ایک آنے لگے اور اسقدر کثرت لشکر تھی کہ ایک شاہ و شہزادی کی سواری آنہ چکتی تھی کہ دوسرے کی آمد ہوتی تھی تسلسل بندھا تھا تار نہ ٹوٹتا تھا ہر سمت طلسم مین یہی آرائش سواریون کی جو بیان ہوئی نظر آتی تھی دنیا مین ہلچل پڑی تھی تین چار دن تک برابر کثرت سے تانتا بندھا رہا فوج کا آنا رہا

نظم

ہوا ابر بھی یہ کثرت ساحران
کہ ہو جیسے عاشق کا دل بیقرار
ہوا تھا زمانے مین محشر عیان
نہ یہ جانتا تھا کوئی کس جا ہین ہم
کسی سمت تھی اژدرون کی قطار
کہ دل سے کسی کے ہو جیسے لگی
زمانے مین غل ایسا کچھ مچ گیا

کہ تھا تیرہ و تار روشن جہان
بہت چرخ مکار حیران تھا
یہ غل تھا کہ دنیا نے کی تھی فغان
زمانہ ہوا تھا جو تیرہ سیاہ
اگلتی تھی زہر اور تھی شعلہ بار
اُڑے طائر سحر تھے اسقدر
فلک ماہ سے پنبہ در گوش تھا

زمین کو تزلزل تھا یون آشکار
کیے پر وہ اپنے پشیمان تھا
اندھیرے سے تھا دہر ملک عدم
سیہ روز بیش آیا تھا بہر شاہ
ہوئی تیز یون آتش سحر تھی
نکالے تھے دُنیا نے اڑنے کو پر

ہر ایک لشکر کے ساتھ بہیر و بنگاہ خیمہ

بارگاہ مین اُتر درون پہ بار ہر طرح کے اہل حرفہ و پیشہ ہمراہ انکا گدرون مین شمار ملکہ حیرت کے ملازم سرگرم انتظام تھے
جو کوئی آتا جاکر مقام پاکیزہ پر اُتر داتے باغبان اور اُسکی زوجہ ہر طرح کے آرام کی چیزین پہونچاتین ملکہ حیرت
کے سلام کو ہر ایک بادشاہ و شہزادی آتی ملکہ مذکور بھی آٹھ پہر مین چند گھڑی آرام فرماتی باقی انتظام مین مصروف
رہتی آخر تمام ناظمون کی بارگاہین استادہ ہوئین اور لشکر اُترے پڑاؤ پڑ گئے بازارین ہر ایک لشکر مین کھلگئین
منزلون تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی ہر جگہ میلہ لگا تھا دکانین کھلی تھین تاجر بھی ہر دیار و امصار سے ہمراہ ناظمون
کے آئے کبھی کاہیکو ایسا جماؤ ہوا تھا یہ مجمع طلسم مین کسی کی نگاہ سے کم گذرا تھا ہر جگہ میلا جما تھا اور نقارے
دمبدم بجتے تھے اور دوکاندار پھیری پھرتے تھے کہین حلوائی مٹھائی نفیس نفیس بنا کے تھالون مین لگا کے نکلے تھے
گلابی حلواسوہن کی صدا آتی تھی بزازہ صرافہ کھلا تھا ایک طرف کھلونے بک رہے تھے کہین شیشہ موتی والے
بیٹھے تھے کہین ہنڈولا گڑا تھا کسی جانب بازیگر بازی کر رہا تھا نٹنیان ناچتی تھین سوانگ ہو رہا تھا غول کے
غول ساحرون کے پھر رہے ہین ہر ایک خیمے مین ناچ ہو رہا ہے بڑے بڑے جادوگر سیر دیکھنے نکلے ہین کلوار کی
دوکان پر جماؤ تھا شراب پی کر بدمست لڑکھڑاتے ہین بعضے بکارتے ہین کوئی کہتا ہے ابے ایک گھونٹ اور
دے کوئی اپنے کنبہ بھر کا حال کہتا ہے کہین چوسر ہوتی ہے کہین توتری کا داؤ لگ رہا ہے کہین جھنجھنے کا
ڈھیر ہے کہین سڑکے دالون کے ہار ہین کسی جا نگھیان اور میانے لگ رہے ہین چار طرف پیادے کوتوالی
کے پھرتے ہین کوتوال گشت کو اٹھا ہے جہان قضیہ سنا ہے دوڑ گئی ہے کسی شرابی کو باندھ لیا ہے کسی سے
دھمکا کے کچھ لے لیا ہے کسی کسی کو دھمکا یا دور دیے وصول کر لیئے ہین نرسنگا پھنکتا ہے کہین تلوار چلی ہے
ایک دو زخمی پڑے ہین دو ایک مر گئے ہین باقی کو پیادے گرفتار کر کے لیئے جاتے ہین ایک آدھ رنڈی پکڑی گئی
ہے ناکمہ اُسکی بانکے پھڑکاتی پیچھے پیچھے چلی جاتی ہے یار آشنا کا غول ترکین بتاتا ساتھ ہے کسی کا لڑکا کھو گیا
ہے ڈھونڈھ رہا ہے فقیر بازارون مین جمشید۔ سامری۔ لقا کا واسطہ دلا رہا ہے کچھ اندھے لنگڑے بیٹھے ہین
چادرین بچھا بچھا کے کوڑی پیسا پھنکتا جاتا ہے دس بیس اندھے گھڑا بجا کر گا رہے ہین دس بیس ساحر بھجن کر رہے
ہین ہر مقام پر سحر ہو رہا ہے گگل تیل رال سیندور کی چراہند آ رہی ہے آگ دھتورے کے پھل اچھل رہے ہین
چوکیون پر بیٹھے ہین آگ دہک رہی ہے گھنٹ گھڑیال بجتے ہین ناقوس پھنکتا ہے ایک طرف سوارون کی تین
مین غل مچا ہے کوئی گھوڑا چھوٹکر گھوڑی پر جا پڑا ہے کہین پیادے بسترون پر سیر تلوار کھڑکھڑا رہے ہین قرابینون
کے پائے چڑھا رہے ہین آستین بانکے گھورم گھمار کر رہے ہین کسی طرف مجھولیان رنڈیون کی کھڑی ہین۔
تماشبین جمع ہین کوئی دور سے رنڈی پر آوازے کستا ہے کوئی اشارے کر رہا ہے کہین بھنگ گھٹتی ہے سو
پچاس آدمی گھیرے بیٹھے ہین کسی جگہ ڈھمڈھمی بجتی ہے کہین شعر خوانی ہو رہی ہے طرح سے گا رہے ہین سیکڑون
جادوگرنیان بیچ قوم بنیا رانگ کا گہنا الوٹ بچھوے کڑیان خرید رہی ہین ہر سمت غل و شور برپا ہے مونڈ چڑے
فقیر دکانون پر کھڑے گلو مین تسمے بندھے ہوئے ہاتھون مین استرے سر چیرا لہو بہتا ہاتھون مین سینگھنے

لیئے لنگوٹا باندھے ہوئے نشیمن باہر نکلی ہوئین جھومتے ہین تالابون مین جادوگر جادوگرنیان نہاتے وان ین جمشید کے نام پر کرتے کٹورا ہر سمت ٹھنکتا گنج آباد چھنڈے استادہ اُدھر شاہان طلسم بارگاہون مین تخت پر جلوہ فرما تاج سامنے ہوتا دور شراب ناب جلسہ رنگ درباب آغاز حیرت کے یہان سے خوان دعوت کے ہر ایک کے ملئے جاتے سردار ہر ایک کی ملاقات کو آتے ساٹھ ہزار سرکارین ایک جا ساٹھ ہزار دربار ہوئے زمین بارگاہ و خیام سے بھر گیا تھا کہ

نظم

تھی کوئی نہ چیز وان پہ مفقود
جو شے تھی یہان وہ تھی خوش اسلوب
پیدا عجب اژدہام مردم
دلالون کی اور رہی زبانین
سامان جہان بھر کا موجود
جو خیمہ تھا منزل قمر تھا
ہر سمت ہجوم عام مردم
تھے جمع ہر اک طرف فسون ساز
آراستہ ہر جگہ بہت خوب
خیمہ نہین نور کا وہ گھر تھا
آراستہ ہر طرف دکانین
موجود فسون کا ہر طرف ساز

یہ سب تو بعشرت تمامتر اس مقام پر اُترے اُدھر جب یہ ہنگامہ آمد شاہان طلسم مہرخ کو ظاہر ہوا مع اپنے تمام سردارون کے بارگاہ سے نکلکر ایک مقام بلند پر آئی اور استادہ ہو کر تماشا دیکھنے لگی پھر اپنی بارگاہ مین جا کر بیٹھی اور نفیر سحر کو دم دیا سات لاکھ کا لشکر تیار رہا اُنکے افسرون کو حکم دیا کہ دو لاکھ ساحر خیام و بارگاہ کی حفاظت کرے اور پانچ لاکھ ساحر ہمارے ساتھ چلے یہ کہکر باہر نکلکر سوار ہوئی اور قصد کیا کہ ابھی جا کر جنگ آغاز کردن کیونکہ ابھی شاہ طلسم نہین آیا ہے پھر آگئے بڑا ہنگامہ ہوگا اسی خیال مین چند قدم چلی تھی کہ صدائے مہیب آئی اور چار سو نحیر پیدا ہوا ہزارہا پھول گلاب کے برسنے لگے طائرون نے صدا دی کہ بہار آئی بہار آئی سب ساحر اوپر دیکھنے لگے ایک تخت طاؤسی پر اُس بہار عالم کی جان سردار معشوقان یعنی ملکہ بہار دلستان کو سوار دیکھا کہ پھولونکا گہنا پہنے ہے ہاتھون مین گل طرہ کی چھڑی ہے چار ہزار جادوگرنیان ہمراہ ہین اُس گلبدن کا حال اول لکھا تھا کہ سحر تیار کرنے کوہ ارام مین گئی تھی کہ وہ مقام اُس کی سکونت کا ہے اور حال اُس مقام کا بھی تصریح وار تحریر ہو چکا چنانچہ یہ رشک چمن جب وہان گئی سحر اپنا تیار رکھکے اب مراجعت فرما ہوئی مہرخ تخت سے اُترکر اس سے ملی اور کہا اچھے وقت آگئین کہ آخر وقت مین تمنے ہمین اور ہمنے تمھین دیکھ لیا ہم تو مرنے کو چلے تھے یہ کہکر تمام ماجرا ناظمان طلسم کے جمع ہونے کا بیان کیا اور کہا ہماری فوج اس لشکر کثیر کے مقابلے ایسی ہے کہ جیسے دال مین نمک کہان کروڑون اور کہان پانچ لاکھ لیکن لڑکر ہم مرجائین گے دنیا مین نام کر جائینگے بہار نے جواب دیا کہ مین ہر حال مین شریک ہون جو تمھارا حال ہوگا وہ میرا بھی ہوگا مین اپنے مکان مین بیٹھی تھی کہ یکایک خبر سُنی ملکہ ماہ رنگ رومین تن و خونخوار و لوش شاہ طلسم کے پاس گئے اُنکے قلعے میرے ملک سے قریب ہین مین نے حال دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ سب ناظمان طلسم جاتے ہین یہ کیفیت معلوم کر کے مین بھی بتعجیل تمام روانہ ہوئی یہان پہونچکر آپ کو آمادہ مرگ پایا اے ملکہ میری رائے یہ ہے کہ اپنی جانب سے جنگ مین پیش قدمی نہ کرو اور خدا کے فضل پر نظر رکھو [illegible] وہ غیب سے

کیا ظہور مین آتا ہے مہرخ نے کہا یہ جی چاہتا ہے کہ خواجہ کے قتل سے پہلے مرجایئے اسنے کہا اپنا بھی ارادہ یہی ہے اور اس مرنے مین گویا تمام عمر جیتے رہین گے لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے جان دینے کا موقع او رمحل ہے کیا بعید ہے کہ خدا اپنا رحم کرے اور خواجہ رہا ہو جائین اس لیے کہ بتقتضائے ابیات

دلگیر رہا جو غنچہ گل کا
گل ہو کے ہنسا وہ بے تامل
تن کو جو ہلال نے گھٹایا
آخر کو وہ بدر بنکے آیا
غم سے جو کمان ہوئی زلیخا
آخر کو جوان ہوئی زلیخا
زیبا نہین شکوۂ مصیبت
آخر کو ہے بعد رنج راحت
اللہ کرے گا رحم ہم پر
فریاد مین ہے اثر مقرر

اس کے سمجھانے سے مہرخ بیدی و لشکر کو حکم دیا کہ نصف لشکر کمر کھولے اور نصف ہر وقت مسلح و مکمل رہے اس لیے کہ غفلت مین حریف کی طرف سے کچھ ضرر نہ پہونچے حسب ارشاد لشکری اسی طرح کاربند ہوئے اور ملکہ داخل بارگاہ ہوئی اسوقت ہزارون طائر سحر کے خبر کے لیے بھیجے اور بہار نے کہا کہ لشکر حیرت مین آج بڑی خوشی ہے ہم سب بھی جان دینگے پھر آخر مرنا ہے آج کی شب ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ خوب داد عیش و کامرانی دین اور تمام رات جشن کرین جسمین دشمن کو بھی یہ خیال ہو کہ کچھ تو ایسی ہی قوت ان کو ہے جو اتنی بڑی فوج کا اندیشہ نہین کرتے ہین اور نہایت محظوظ و خرم ہین مہرخ کو یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت ساحرون کو حکم دیا کہ صحرا مین چاندنی دیکھنے کی تیاری کرو اور جملہ سامان عیش و عشرت مہیا ہو حسب ارشاد مختار کارخانہ سلطنت انتظام مین مصروف ہوئے عیار بھی یہان اس لیے موجود تھے کہ ہمارے چلے جانے سے ایسا نہو کہ لشکر بیدل ہو کر بھاگ جائے اور علاوہ برین عیاری کرنے کس پر جائین ایک دو ساحر ہون تو ان پر دست اندازی کرین لاکھون کرورون کو کیونکر ہلاک کرین چنانچہ عیاری ایسے وقت مین کرنا بے سود سمجھ کر اپنے ہی لشکر کی نگران حال رہے اور تیاری سامان مسرت مین مشغول ہوئے قران بھی صحرا سے یہان آگیا غرضکہ اپنی جانب جو بیشہ و کوہستان بین واقع ہوا تھا اسکو جھاڑ کر صاف کرایا چاندی سونے کی ٹٹیان استاد کرائین آتشبازی گڑ گئی درخت تمامی سے منڈھ دیے ہزار ہا گیند مقیش کے لٹکا دیے فرش قاقم و سنجاب کنارے نہرون کے بچھا دیا نمگیرے باسلک مروارید استادہ ہوے مسندین مغرق زرتار بچھ گئین ہزارہا کشتیان شراب کی لگا دی گئین مع بھا طائفے ٹولیان مہ طلعت کے حاضر ہوے اس سامان کے ہونے سے آخر وہ زمانہ آیا کہ نگاہ چشم شائقان سے نور ماہ تابان پستان نور حسن جانان دست گریبان ہوا اور آفتاب درخشان مقید ہو کر مثل عمرو برج ظلمت شب مین پنہان ہوا ناظمان قلعہ طلسم افلاک کی آمد کا سامان ہوا نظم

اک ابر نیلگون مغرب سے آیا
فروغ مہر دامن مین چھپایا
سیاہی مثل زلف یار پھیلی
تماشا دیکھنے آئی تھی لیلی

شام ہوتے ہی دشت مین ہزارہا قندیل روشن ہوگئی جھاڑ فرشی فروغ پذیر ہوئے دشت مین شاہد بہار کے نصیب چمکے واقعی طرفہ کیفیت تھی کہ کبھی پیر گردون کو خواب مین بھی دیکھنا نصیب نہو ئی جنگل مین گل پھولے تھے طائر آشیانہ بہوے تھے فصل بہاری کا عرش تھا [illegible] کا خروش تھا شاخ بلبل دل کے لیے شاہ منزل تھی اوج پر تقدیر نقش باطل تھی

جو شجر وہان تھا رشک طوبےٰ تھا طوطیون کا بھی طوطی بولتا تھا ہوا اُس بیشۂ فرحت افزا کی جان بخش گلہاے خاطر پژمردہ پھول کی طرح سے غنچۂ دل کھلجاتا جان تازہ پاتا ہر چشمہ مثل مہر روشن نہرین لطافت دہر پر طعنہ زن مچھلیان رنگ رنگ کی اُسمین تیرتین سو جان سے حوت فلک اُن پر نثار مہتاب کا دل تصدق ایسی ایسی چادر آبشار کنارے انکے روشن تنو تنو بنی ؔ کا جھاڑ جنگل مین جھاڑ بو روشن تھے فروغ افزاے تقاریر دخت زمین تھے ٹھیکرون پر اور قلعہ ہاے کوہ پر جو روشنی تھی شمع طور کا جلوہ دیتی تھی ہر ایک کنول قندیل عرش تھا منور بروے فرش تھا قمقمون اور گیند ہاے بلورین پر نثار گوہر عقد پروین زمین پر سنہری فرش کی تزئین دور تک کھلا ہوا نگار خانہ چین کرسی کی کیا احتیاج مرح پرسی ہر ایک عرش پایہ اُس نور آگین انجمن پر اللہ کا سایہ پلنگ زرنگار ہر سمت تخت کاؤس جنکے پایہ مین چوب ناتراشیدہ و ناکاستہ ہر خیمہ خیمۂ آسمان سے رتبہ مین بلند پردے اُن مین بظاہر گرے پڑے باطن مین سربلند ہانڈیان بلور کی قندیل حرم سے ہم زبان نور بخش اُن کی بتیان مسندین کمخواب کی بوٹے دار اشرفیان دبتین زمین کو بہار سامنے اُن کے چنگیرین رکھین باغ و بہار دل کا پتا دیتین چوگھڑے ایسے جنکے مقابل نفاست و زینت پانی بھرے ساغر ہاے زرین جام جمشید کو کم ظرف کہتے بوتلون کے سامنے جام مہر و ماہ گردن جھکائے رہتے گلابیان بادۂ گلگون سے لبریز جنکے سامنے تریاکی بوتل ریزہ ریزہ ہر سمت ناہید طلعتان اور مہر پیکرون کا مجمع غنچہ دہنون کا جلسہ جمع چاندنی جنگل مین چھٹکی ہوئی یوح خضر جھلکی ہوئی ایک ایک نازنین بصد تزئین سرگرم اہتمام جشن مین رشک ماہ تمام شلخ ابرو جنکی تلوار پھل مژگان کا نام تیر اجل زلف سنبل کی طرح بہار گیسو جو نوبہاران باغ عالم دیکھین پیچ مین پڑین سوکھ کے کانٹا ہوجائین رخ پریان سے شمس و قمر بلا گردان کیا وصف کیا جاے نور کے سانچے مین سب بدن ڈھلا ہوا یہ آرائش و زیبائش جشن کیکاؤس و جم اگر دیکھتے یقین تھا اسی دشت مین برنگ نخل جم جاتے خبر اس جشن کی سُن پاتے تو ملک عدم جانے سے تھم جاتے فلک پر ثابت ہر ایک سیارہ تھا اسی جانب سرگرم نظارہ تھا نظم

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
ایسا کوئی دوسرا نہین ہے
تھی بوے شراب روح پرور
اُس دشت مین خلد کی ہوا تھی

جسمین کہ یہ ساز تھے یہ سامان
آراستہ وہ جگہ تھی نایاب
آنکھون کو نصیب دور ساغر
دیکھے نہین فرش روشن ایسے

اوصاف کی انتہا نہین ہے
پُر نور لیسان برج مہتاب
سرسبز وہ جاے دلکشا تھی
گل تکیے تھے مہر و ماہ جنکے

ملکہ مہرخ و بہار و مخمور وسرخمو بعد درستی مقام جشن مع سرداروں کے آکر مسندون پر رونق افروز ہوئین اور ساغر بادۂ گلنار ساقیان گلعذار نے دینا شروع کیے رقاصون نے ناچنا اور مطربان خوش گلو نے گانا آغاز کیا فلک پر زہرہ کو دیوانہ بنایا یہ جلسہ عیش و مسرت — نظم

وہان چار دن طرف شادی کی تھی دھوم
کھلی بزم عروسانہ بنی ہے

نشان رنج و غم دُنیا سے معدوم
مہیا ہر طرف اسباب شادی

دکانون پر ہجوم [illegible] روشنی ہے
کھلا [illegible] باب شادی

سجے تھے چار سو نقار خانے
بدن پر تھے مزین سرخ خلعت
کنول اور جھاڑ روشن اُس مکان مین
پے خدمت مہیا سب وہان پر
دھرے تھے قابین مرصع کار اُسپر
پھر آئے ساز و سامان لیکے نقال
نہ ہو گی لولی چرخ اُن سے بہتر
نہ ایسے ساز تھے آنکھونسے دیکھے

ہر اک جانب خوشی کے کارخانے
ہر اک جا شمع کافوری تھی روشن
ستارے جیسے سقف آسمان مین
بچھا تھا ایک دسترخوان عالی
طلائی اور چاندی کی برابر
جمایا رنگ گانے والیون نے
نہ تھا روئے زمین پر اُنکا ہمسر

عجب کھڑے ہوئے ارکان دولت
کھلا تھا روشنی کا ایک گلشن
خواصین ماہرو خورشید پیکر
چنی ہر ایک سے اُس پر نزاکتی
ہوئے کھانے سے جسدم فارغ البال
بیان ہو کیا قلم سے وصف اُنکے
نہ ایسے راگ سے کان آشنا تھے

یہ سب تو اسطرح بعشرت تمامتر بیٹھی ہین اُدھر حیرت کے یہان بڑی تیاری تھی منزلون تک روشنی اُدھر بھی تھی ادھر بھی تھی سارے طلسم مین رات کا دن ہو گیا تھا حیرت خلعت ہزارہا دے رہی تھی سردار مالا مال ہو گئے تھے جابجا آرہ کش تسمہ کش جلاد برائے قتل خواجہ پھر رہے تھے چبوترے رنگ کے بنے تھے میدان خونی تیار تھا اور ایک چبوترہ بہت اونچا بنا یا تھا اُسکے گرد سحر کے آتش بوئے تھے اور ایک سولی کھڑی کی تھی کہ اُسپر خواجہ کو بٹھا کر تیر لگائین گے ادھر طائران سحر یہ خبرین پہونچاتے تھے ملکہ مہرخ آہ سرد بھرتی تھی عیار بھی حاضر تھے وہ کہتے تھے کہ اے ملکہ کہو کیا ارادہ ہے یہ جواب دیتی کہ آج کی شب غنیمت ہے صبح جانب ملک عدم کوچ ہے ہم جسوقت سنین گے کہ عمرو کو برج عضب سے نکالا ہے اُسی وقت جا پڑین گے یا تو چھوڑا لائے یا مارے گئے قران نے کہا پہلے ہی سے کیون نہ چلکر اُس برج پر گرد ملکہ نے کہا اُس برج تک کسکا مقدور ہے جو جا سکے قران نے کہا کوئی نہ جا سکے گا تو وہ ضرور جائین گے بہار نے کہا وہ کون اُسنے کہا مولا مشکلکشا علی شیر خدا علیہ السلام اور کون یہ سنتے ہی سب شہزادیون نے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور گالون پر انگلیان چڑ چڑ چٹکائین کہ یا مولا تمھارے نام کے قربان ہماری مشکل بحکم خدا اکبر آسان کرو یہ کہکر سب کی آنکھون مین آنسو بھر آئے رونین کھڑے ہو گئے کہا بیشک ہمارے مولا مدد کرینگے اسی ہنگامے مین عیار بچیون کا حال سنیے کہ لشکر سے اپنے نکلکر علیحدہ آئین اور صرصر نے صبا رفتار سے کہا کہ اے بہن ابکی خواجہ ایسے پھنسے کہ نکلنا دشوار ہے شاہ جادوان نے بڑا انتظام کیا یقین ہے کہ خواجہ قتل ہو جائین مین سچ کہون مجکو بڑا رنج ہے صبا رفتار یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا دارنی کو رنج نہ ہو گا تو کس کو ہو گا سچ ہے مقام ہی رنج کا ہے صرصر نے غصہ مین آکر کہا مین نے تو دنیا کی ایک بات کہی تو یہ سمجھی کہ مین عمرو کی عاشق ہون تو لگی طعن کرنے اُسنے کہا نہین صدقے گئی طعن مین نہین کرتی ہون سچ ہے کہ اُس کے عیار اور اُس کے شاگردون نے بارہا ہمکو زیر کیا لیکن قتل نہین کیا اور حق تو یہ ہے کہ خواجہ کے برابر عیار کوئی زمانے مین نہین ہے اب عیاری کا چراغ گل ہو جائیگا صرصر نے یہ باتین جب سنین غصہ جاتا رہا اور کہا اے لو اور اچلکر دیکھنا چاہیے کہ معین و مددگار خواجہ کے کس رنگ مین ہین اور کیا تدبیر کر رہی ہین کیونکہ عمرو ہی کی زندگی [illegible] زندگی ہے بعد خواجہ کے سب ہلاک ہو جائین گے صبا رفتار نے کہا بہتر چلیے یہ

وہان سے دونون کنارے لشکر مہرخ کے آئین یہان جشن کا سامان دیکھا متحیر ہوکر باہم مشورہ کیا کہ ان لوگون کو تو
کوئی ملال نہین معلوم ہوتا ہی یقین ہے کہ خواجہ کو رہا کر لینے کی کوئی تدبیر مستحکم اُنھون نے کی ہو اچھا اب ان کے
دلون کو بھی آزمانا چاہیے کہ اپنے ہوش مین ہین یا جلسہ دکھانے کو کیا ہی یہ کہکر دونون نے جادوگرنیون کی
ایسی صورت بنائی اور ملکہ مہرخ کے سامنے آکر سلام کیا ملکہ نے کہا تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اُنھون
نے کہا ہم اسی اطراف مین رہتے ہین مدت سے مشتاق زیارت قدم اقدس تھے بارے آج طالع یاور ہوئے
جو حضور مین حاضر ہوئے ملکہ نے فرمایا کہ اچھا گھر ہی تمھارا بیٹھو یہ دونون ایک مقام پر بیٹھین اور ناچ دیکھنے لگین
قران عیار ملکہ سے باتین کر کے کسی طرف چلا گیا تھا بعد لمحہ کے پھر جو آیا ان دونون کو بیٹھے دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ
یہ دونون عیار نیان ہین چنانچہ پہچان کر پھر باہر چلا گیا اور بارگاہ کا سراپچہ پھاڑ کر چپکے سے ان دونون کے
سر پر آکر استادہ ہوا اتفاقاً مہرخ نے اسکی جانب دیکھا اور کہا بھیا آؤ کھڑے کیون ہو بیٹھو یہ کلام عیار
نیون نے جو سُنا گردن اُٹھا کر دیکھا کہ ہمارے سر پر کون کھڑا ہے غرضکہ گردن جو بلند کی قران کو دیکھا جان
نکل گئی چاہا کہ بھاگ جائین قران نے دونون ہاتھ پھیلا کر دونون کو کوے مین داب لیا اور ذرا زور جو کیا غضب
چلائی کہ ارے موئے میری پسلیان ٹوٹین قران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے صرصر تڑپکر نکلی اور صبا رفتار کو قران
نے خود چھوڑ دیا یہ دونون بھاگ کر چلین قران نے پکار کر کہا کہ اے صرصر اگر آج کی شب تو نے ارادہ عیاری
کا کیا تو خواجہ خواہ ناراض ہون یا خوش ہون مین تجکو مار ڈالون گا اور خواجہ ہی کی جان کی قسم زندہ نہ چھوڑونگا
صرصر یہ سنتی ہوئی دور نکل گئی اور صبا رفتار سے گویا ہوئی کہ ان موذی کو ذرا پیچ نہین ہے مقرر یہ
خواجہ کو چھڑا لین گے اس نے کہا واری اس موئے کالیئے نے قسم کھائی ہو اب یہان نہ آئیے گا نہین
تو وہ ہرگز نہ چھوڑیگا یہ باتین کرتی ہوئی دونون چلین مگر ضرغام و جانثار ان کے تعاقب مین
چلے کہ بن پڑے تو ان دونون کو اسیر کر لین کہ یہ بروقت رہا کرنے خواجہ کے ضرور حارج ہونگی
چنانچہ ان کے ساتھ ان عیارون کو جانے دیجیے لیکن اب حال سعادت اشتمال بران شمشیر زن
بیان کیا جاتا ہی کہ ملکہ مجلس جو ہمراہی مہرخ سے روانہ ہوئی بران کی خدمت مین پہونچی اور تمام
احوال یہان کا بیان کیا کہ خواجہ کے قتل کا ڈھنڈھورا پٹ گیا ہے اب کچھ ان کے قتل مین دیر
نہین ہے ملکہ مذکور نے سب حقیقت سُن کر دل سے غور کیا کہ اگر عمرو ہلاک ہوگیا تو بڑا غضب ہو جلد
لشکر کشی کرنا چاہیے بس جس دامن کوہ مین ٹھہری ہوئی تھی وہین سے کچھ مٹی لے کر گوندھی اور
اس کے پتلے بنائے اور سحر کے بیر انکے پیٹ مین بٹھائے اور انھین حکم دیا کہ جاؤ ناظمان طلسم
کو ہمارے اطلاع دو کہ جلد فوج اپنے ہمراہ لے کر طلسم ہوش ربا آؤ پتلے اُڑے کئی ہزار در ہزار اڑ کر
روانہ ہوئے اور رہلکان در تید کو طلسم نور افشان کے حکم ملکہ سے اطلاع دی ہر ایک ناظم اور ناظر تیاری
کر کے روانہ ہوئے اور ہر ایک کے ہمراہ لاکھون ساحر تھے چنانچہ نام ان [illegible] بند کے یہ ہین۔

ملکہ طولان بن قاہر ماہی خوار جادو۔ ملکہ طوفان آسمان نشین جادو۔ ملکہ شیر بن عمار کوہ فگن جادو
ملکہ توسن بن خرسان سنگ انداز جادو ملکہ قرناس بن خونخوار روئین تن جادو ملکہ طول بن دمساز
اژدر خوار جادو ملکہ کلان بن قہر خرس دندان جادو ملکہ زہرہ بن کوہ پیکر فیل سوار جادو ملکہ لرزان
بن زلزلہ تیر افگن جادو ملکہ توسن بن ناقوس فیل افگن جادو ملکہ نسیم بن صبای ستارہ چشم جادو
ملکہ کمیت بن کوہ فیل پیشانی جادو ملکہ نسرین گلگون بدن جادو ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ جادو۔ ملکہ
نازک بدن کاکل کشای جادو۔ ملکہ خوش اندام یاقوت پوش جادو۔ ملکہ سلیمان زرین ہیکل جادو
ملکہ شور افگن اژدر نگاہ جادو۔ ملکہ الماس تن شوخ چشم جادو۔ ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت
جادو۔ ملکہ مہ مثال نرگسی چشم جادو۔ ملکہ خونخوار قہر نگاہ جادو ملکہ گوہر بدن زمرد پوش جادو۔
ملکہ خورشید فگن جادو ملکہ تاجدار ماہ لقا جادو ملکہ محبوب نارنجی پوش جادو ملکہ سلطان شعلہ فگن
جادو ملکہ بہو گیسو دراز جادو ملکہ زہرہ تاجدار جادو۔ ملکہ یاسمن تاجدار جادو۔ ملکہ ہمائے تاجدار
جادو۔ ملک کامل کوتاہ چشم جادو ملک قلاب دیو یا بار سرکش ملک سہراب تاجدار جادو۔
ملک ببر سوار تاجدار جادو۔ ملک سنجر تاجدار جادو۔ ملک منجر شاہ تاجدار جادو۔ ملک
فیروز رخ جادو۔ ملکہ شہزور آسمان شگاف جادو۔ ملکہ ہزار چشم چہل دست جادو۔ ملکہ
ناوک پران روئین تن جادو۔ ملکہ قمر سپہر انجم سپاہ جادو۔ ملکہ نوطرز زمرد پوش جادو۔ ملک
مہیب دیو سوار جادو۔ ملک بہرام مریخ افتخار جادو۔ ملک شورہ زار نمک پاش جادو
ملک فیلان بن خرس خرسان جادو۔ ملک صحرا نورد گرد باد آفرین جادو ملک عقرب بت خوار
زانو سیاہ جادو۔ ملک قوی ہیکل دنیا بدوش جادو۔ ملک سحاب قطرہ زن جادو۔
ملک رعد آواز بلند جنگل جادو۔ اور علاوہ ان بادشاہوں کے صحرا و کوہستان کے جو ساحر کہ مالک ہیں
نہ بھی رد انہ ہوئے مثل ان کے فرار جادو۔ فرجام جادو القاس جادو عمران جادو۔ صدف جادو
ہدف جادو گوہر جادو اقدس جادو۔ محکم جادو۔ حاکم جادو۔ حکام جادو۔ محکوم جادو۔ آوان جادو
اعزار جادو۔ [illegible] جادو۔ کھیل جادو۔ قائم جادو مقیم جادو۔ مقام جادو۔ سرحن جادو۔

امثال جادو۔ طغیان جادو۔ یہ سب ساحران نامی لاکھون جادوگران گرامی سے چلے رتگیتی سیاہ ہوگیا عالم مین طوفان برپا ہوگیا **مرزان** وزیر کے پاس اول یہ سب طلسم **نورافشان** مین جمع ہوے وزیر مذکور ان سب کو ہمراہ لیکر خدمت ملکہ موصوفہ مین چلا ملکہ منتظر آمد لشکر تھی کہ یکایک ابر زرد سرخ و سبز ظاہر ہوے اور فوج نصرت موج کی آمد شروع ہوئی روے ہوا پر ایک اور دنیا بسی ہوئی دکھائی دی اول **مرزان** وزیر نے آکر مجرا کیا پھر ہر ایک شاہ اور شہزادی آ آکر باریاب خدمت اور فیضیاب تسلیم و کورنش ہوے ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر اپنا اپنا طیار رکھو مین سوار ہوتی ہون برسم یلغر چلون گی یہ حکم سنکر **سلطان شعلہ بدن** نے عرض کیا کہ آج کی شب جی چاہتا ہے کہ اس بیابان مین روشنی دیکھیے **برلان** نے کہا ہان روشنی دیکھو گی یہ کہکر منھ پھیرا اور اختر مروارید بالون سے نکالا تمام جنگل مین روشنی ہوگئی سب نے کہا اے ملکہ یہ عجب چیز دیکھنے مین آئی ملکہ نے کہا یہ روشنی اب چلکر لشکر **افراسیاب** مین دیکھنا یہ کہکر تمام حال شاہ جادوان کے لشکر جمع کرنے کا بہر قتل **عمرو** بیان کیا سب نے کہا جب ہی دھوپ کا رنگ متغیر تھا معلوم ہوتا تھا کہ فوجین کہین جاتی ہین اچھا پھر ہم سب فرمایئے تو کوچ کر جائین ملکہ نے کہا مین خود چلتی ہون دیر نہین ہے یہ کہکر وزیر خوش تدبیر کی طرف دیکھا وہ تو سب سامان سے آیا ہی تھا اُسنے اشارہ ملکہ دوران کا جب پایا خیمہ دل بادل نام اژدر پیکر بارگاہ زربفتی چالیس ہزار ساحر کی حفاظت مین آگے بڑھی ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہوگیا ملکہ اس خیمہ مین گئی کشتی لباس فاخرہ کی سامنے آئی تاج پر از لعل و گوہر سر پر رکھا جسکا یہ مرتبہ تھا کہ **ابیات**

نخل گل باغ سلطنت ہے
ہے فصل ربیع کا وہ خورشید

فانوس چراغ سلطنت ہے
ہے نقطۂ گل یہ تاج زرتار

ہے اسکے سبب بہار جاوید
دور فلکی ہے خط پرکار

قباے فرمان روائی کو زیب جسم نازک فرماکر خاتم نگین دولت طرازی انگشت مین پہنی **نظم**

کیا مہر ہے مُہر بادشاہی
ہے مہر سکوت اپنے لب پر

نقش رقم جہان پناہی
کچھ خاتم جم سے نہین کم

ظاہر ہوتا ہے مہر کیونکر
ہے زیر نگین تمام عالم

اختر مروارید جوڑے مین رکھا نیچہ سحر ہاتھ مین لیکر برآمد ہوئی ایک فیل سفید پر تخت کھینچا تھا بنگلہ زمردنگار اسپر پڑا تھا تخت کے چارون کونون پر گلدستے جواہر آگین رکھے تھے کہ **ابیات**

تسلیم کو آسمان بھی خم ہے
زینہ وہ اگرچہ فرش پر ہے
رفعت مین بلند جیسے ہو بخت
اس فیل پہ ہو کوئی جو اسوار
تھا فوج مین اسطرح سرانجام
یہ پیش نظر جو آسمان ہے

گردون سے بلند پایہ اوسکا
رفعت یہ ملی کہ عرش پر ہے
وہ فیل کہ جس سے تھا جہان پست
عیسیٰ سے ہے سہل اسکو گفتار
جادو کا سجا تھا توپ خانہ
بیشک اسی سحر کا دھوان ہے

وہ تخت کہ مثل تخت جم ہے
ہے قطب فلک یہ سایہ اسکا
وہ فیل سفید جسپہ تھا تخت
مانند زمین تھا آسمان پست
بیٹھی سر تخت جب وہ گلفام
ٹھہرآے نہ کس طرح زمانہ
پیدا جو [illegible] مین تھے شرارے

گویا کہ مین رات کو ستارے
رہتا ہے کہان حد کا انبوہ
مغلوب ہون کیون نہ سپاہ اعدا

گولے کرتے تھے کار دوزخ
آواز سے شق ہو جب دل کوہ

دشمن کے لیئے ہزار دوزخ
فوج ایسی ہو شہریار ایسا

ملکۂ ذلستان جب سوار ہوئی چار لاکھ علم کے پھریرے بادلے کے جھلکے تعریف اسیر کوکب و منصیر اور بزرگان طلسم نور افشان کی لکھی تھی ہزارہا نقارۂ سیمین و طلائی اثر دروں پر چوبہ ار بجنے لگے ساحران نامی سحر کی نیرنگیان دکھانے لگے اب منزلون تک زمین سحر مین مبتلا ہوگئی دریائے زخار سحر سے بہنے لگے کسی دریا کا پانی برنگ یاقوت احمر تھا اسپر آگ کی نادین اور ریل نظر آتے تھے جانور آتشی بہے جاتے تھے دس دس منزل تک شعلۂ جوالہ سرکشیدہ ہوتا آگ کا پرکالہ اُڑ کر جا تا فولاد آگ شہزادجسکو دیکھ کر خوف کھاتا ہزارہا اگیا بیتال آگ برساتے جنگل مین نظر آتے غولہائے بیابانی غل مچاتے ایک ایک ساحر اژدر صورت جب پھنکارتے مار فلک کو دم دبا کر بھاگنا یاد دلاتے کسی طرف روئے ہوا سے موتی برستے ہزارہا چاند بدلیون سے نکلتے اور غائب ہوجاتے آفتاب بن کر پھر نظر آتے کبھی اندھیرا ہوجاتا اُسمین ہزارہا ستارہ ٹوٹتا صحرا مین شرارے جگنو کی طرح اُڑ کے فتنہ و شرارت کے خوف سے بھاگنے کو منہ موڑتے کبھی ہزارون ابر پیدا ہو کر چھاتے چمکتے اُن پر لاکھون پتلے چینی اور بلور کے نظر آتے تجانۂ آوزی کو شرماتے کبھی ہزارہا بجلیان چمک جاتین آنکھین بند ہوجاتین رعد گرجتا کسی سمت باغ آتشین نظر پڑتا جس مین ہزارون نہال شرربار سی کرتا آگ کے پھول پھولتے طائران ہمنفس بے قفس شاخون پر جھولتے گردرون اژدرمان خونخوار مہیب صورت طویل قامت منہ اپنے تیغ کر کے مار مار پکارتے شعلہ نیری سے جی نہ ہارتے بلائے جہان ایک جہان اور پیدا ہوا تھا ہزارہا کیا لکھو کھا برج و گنبد نقرئی و طلائی و جواہرین روئے ہوا پر بنے تھے اُنمین سحر ستارے جھڑتے تھے ساحران فیل صورت و شیر پیکر و اژدر چشم سر نکالتے تھے جے جے سامری کے نعرے مارتے تھے ملکہ بران کا فیل سفید کبھی آفتاب بنجاتا کبھی مثل کوہ بلند کے نظر آتا گرد اُس کے شہزادیان تلعون کے حلقہ کیئے ستر و اٹھارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر اسباب سحر و ساحری ہاتھون مین لیے گھنٹے اور ناقوس بجاتین سر پر ملکہ کے چتر گردش مین تصویرین وہم کی سامنے دمبدم آتین گاتی بجاتین جیسے ملکہ کو علم سیمیا خوب معلوم تھا کہ شبیہ اوہام کو حکم رقاصی یا تھا ناچ ہوتا تھا آفتاب کا دف فلک نے شرمندہ ہو کر چھپا لیا تھا زہرہ کو فلک سوم پر غش تھا زبان ناہید چرخ پر عش عش تھا گرد ملکہ کے جو شہزادیان تھین وہ سب آفت جہان تھین طاؤس اور ہنس سوار تھین نہایت حسین و طرحدار تھین اگر بلبل گلزار اُنکے بدن پر نگاہ کرے آتش گل کو اشکون سے بجھائے تمام جسم آہ کرے تن ہرایک کا وہ آئینۂ مصفا تھا کہ ہر عضو بدن مین عکس چہرہ پیدا تھا بلکہ رنگ جان ہویدا تھا یہ لطافت کا نقشہ تھا وہ اُنکا رخ شفاف آئینۂ سکندری کیا آئینۂ مہر و ماہ صاف نگاہ بسان شہباز مژگان مثل چنگل شہباز دراز ابرو و مژگان ہمراہ شمشیر بران و خدنگ جانستان یہ سب بعظم و شان تاج سرون پر رکھے تیغان دو مونہوں کی باندھے پان کھائے ہوئے بیڑا قتل دشمن پر اٹھائے ہوئے

افسون خوانی کرتین شعبدہ باز فلک کو نام دھرتین روانہ تھین گھٹائین سر پر چھائی ہوئین بہارین باغ سحر مین آئی ہوئین طائران سحر اُس بدلی مین زمزمہ سرائی کرتے گل طرح طرح کے کھلتے اس سامان کے علاوہ بہادران رستم وقت و سہراب توانان بھی مرکبہائے پرند پر سوار تھے ہزارہا مرکب کوتل بازین مرصع کار تھے اور فیلان جنگی کے پرے جن پر ہودج کسے ہوئے زرنگار تھے اور ہزارون طرح کے عمدہ رہوار تھے بہادرون کے جسم پر ہتھیار سجے تلوارون کی چمک سے خنجر بہرام کے ہاتھ سے گرتا نیزہ کو دیکھکر ترک فلک سینہ تاننے کا قصد کرتا خلاصہ یہ کہ کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس لشکر مین نہو تا خیمہ و خرگاہ اسکین راوٹیان قلندریان بیچوبے وغیرہ فیلان پرندہ پر بار کرکے خیمہ اگرودن عنبر سوجان سے نثار اس کروفر اور جاہ و جلال سے یہ لشکر ظفر پیکر روانہ ہوا کہ

نظم

عجائب اور غرائب سب جہان کی
کہین نیرنگی گردون سے بہتر
کرشمہ سنج یون ہوتے تھے ساحر
دھری اُس آتش سوزان مین لکڑی
ہوا پیدا وہین اک بحر زخار
اُٹھا اک جوش تب دریا کے اندر
ہوئین پریان بہت اُس سے نمودار
لگے آتش کے پھر شعلے نکلنے
عروسان گلستان تھے ہوا پر
خوشی سے اُڑ چلے پھر نخل شمشاد
ہوئی پھر سرد شی کچھ آتشکارا
زہے دولت زہے حشمت زہے جاہ
گلون مین ساحرونکے سرخ جوڑے
نہ تھا دُنیا مین ہرگز مثل اُنکا
لباس اُنکے جواہر کار و پرزر
تماشائی ہوا رنگ جہان شب
کہ شب وہ جلسۂ عشرت مین گذری
کیا رنگ سحر نے اسکو جو رنگ

کھلایا حسن جادو نے یہ گلشن
ہزارون تھے گل مہتاب روشن
ہزارون رنگ کے پیدا تماشے
تماشائے پری رویان ہوا پر
ہزارون برج اور گنبد تھی زرکار
ستارے اُنسے ہوتے تھے نمودار
وہ جادوگرنیان افسون کے ماہر
انگیٹھی سحر کی جو شعلہ زن تھی
ہوا تا کہ دُھوان آتش سے پیدا
بڑھا ایسا کہ سب عالم تھا کالا
بلند ایسا ہوا پانی ہر اک بار
ہوا فوق سما سے حبب برابر
ہوا کچھ دیر مین شق آب دریا
پلا یا رنگ وہ سیلاب دریا
نہایت خوبصورت نیک اطوار
یکایک منہ سے اور نتھنون سی اُنکے
ہوا دم بھر مین پھر غائب وہ دریا
ہوا پر پھر ہوا اک باغ پیدا
نکالے طائر رنگ حنا پر
لسنے پھر قمریون کی کون فریاد
ہوا پر اڑ رہے تھے جو شرر بار
نکلتے تھے دہن سے مار ہر بار
شب تیرہ ماہ کا چمکا ستارا
کہانتک یہ بیان سامان ہو واہ
جلو مین سب روان ارکان دولت
برستی ہر طرف تھی شان و شوکت
سجے ساز طلائی سے تھے گھوڑے
مرصع ساز تھا اُنکا سراپا
سوا اُنکے کنیزین سب طبسرحدار
سراپا نور اور خورشید رخسار
فدا ہون حور و غلمان صورتونپر
سواری شان عظمت سے بڑھی جب
اسی صورت سی یہ تو راہ مین تھے
ادھر احوال اب سحر کا سنئے ہو
سحر پیدا ہوئی اُس شام غم کی
شب آخر کا بالکل فق ہوا رنگ
ستارون نے حیرانی آنکھ اک بار
سجی خورشید کی گردون نے دستار

جسدم سبح شاخ سبحہ آفتاب لشکر انجام مین روشن ہوا اور سواری خسرو خاور کی طلسم افلاک سے روانہ ہوئی

عالم مین نور افشان ہوئی لشکر **حیرت** مین طبل گڑگڑائے منادی نے ندا کی آج قتل **عمرو** ہے جسکو دعویٰ لڑنیکا ہو وہ ہوشیار ہو جائے یہ صدا کان مین **مہرخ** وبہار کے بھی پہونچی بس اُسی وقت لشکر ظفر پیکر مین طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی کہ ؎ چو آواز از طبل آمد برون ۞ بہ پیچید بر خود فلاک نیلگون ؏ دلعجلت تمامتر تیغہائے جانستان جو دشمن کے سر کھانے پر نہ ہکھائے ہوئے تھین بہادرون نے زیب کمر فرمائین جانین نثار ہونے کو آئین زرہ وبکتر خود وعمود چار آئینے روے فتح وظفر کو جسمین معائنہ فرماتے آراستہ تن کیے پیدا مخالف دشمن کے نیزون کی سنان سینہ عدد کی مدعی وار پار ہونے کی شرط بدی ہوئی سنانین نہ تھین ستارہ طالع حریفان کو بلندی دکھا کر پستی کی خبر دیتی تھین نکہ سرکشون سے نوک کی لیتی تھین خنجر طلبگار خنجر دشمن تھے عمود کلہ شکن تھے ہر سمت ٹڈی دل اُمڈا تھا ملک شجاعت کا یہ میدان ڈانڈا تھا ساحرون نے رات بھر سحر اپنے جگائے تھے بیر جو قابو مین آئے تھے انھین اُسوقت بُلایا تھا بھینٹ مین جان کھانے کی حریف کے ہر ایک آیا تھا کلوا بھیرون نارسنگھ کی چوکیون کو گوکل دیکر سمجھایا ہر سمت سے بگیر و بہ بند و بکش کی صدائین آتی تھین بغیر قتل و قمع خوف سے جانین جاتی تھین لشکر مین کسی طرف پکار تھی کہ مار لیا ہے کہین سے یہ صدائین آتی تھین کہ نام کیا ہی اور سر دیا ہے کوئی جوان تن کر کہتا کہ ہنگام مقابلہ اپنے ہنر دکھا نکلین نہ چیرین تو کچھ کام ہی نہ کیا کوئی پکارتا کہ جو رنگ ہوائی دشمن کو نہ کاٹا تو نام ہی برباد دیا کہین یہ غلغلہ تھا کہ یہ گو ہے یہ میدان ہے بڑا مجکو آج ہی کے رن کا ارمان تھا اب وہی سامان ہے غرضکہ کسی جانب سے سوار آمادہ کارزار چلے کسی طرف سے پیادے جان دینے پر آمادہ ہو کر منچلے پن سے بڑھے ساحرون کے غول بروے ہوا اُڑتے نظر آئے فتنہ د آشوب مثل بلا فلک سے اُتر آئے ہنس وطاؤس واژدریل کے غول تھے شعلہ فشان شیاطین وخبیثات وغول تھے **مہرخ** وشکیل و نافرمان ومخمور وطاؤس لرزان وزلزلہ وسر خمو ومستکین ورعد وبرق و ہلال سحر افگن وبہار وآفت وغیرہ تختہائے سحر پر سوار ہوے اور گردان کے سب سردار ہوے ناقوس نوازون نے جوت ارض وفلاک کو ناقوس بنا دیا طائران سحر کی رنگین بدنی نے روے ہوا کو طاؤس بنا دیا اُدھر باد سحری سے خندہ گل کا دشت مین کڑکا ادھر نقیبون کا کڑکا وہ نور کا تڑکا نوبت کی ٹکور جھانجھ کا شور ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی آتی ہوا ے شجاعت بہادران بڑھاتی چراغ زندگی جھلملا تا نور دیدہ بصارت ہمت شجاعان کو بڑھاتا صحرا مین تراوٹ شبنم کی پائی جاتی اُس گلزار لشکر اسلام پر پڑی تھی گل ہمہ تن گوش ہو کر برنگ وحشیان خبر سننے پر کان لگائے غنچہ چٹک کر کیا ہوا کیا ہوا پوچھتے ستارہ ہائے فلک خوف سے چھپ گئے تھے سنان ہائے نیزہ بسان ستارۂ چرخ چمکتے تھے نسیم سحری جو دشت مین سن سن چلتی تھی دلاوران بہار کی تیر افگنی تھی کہ

نظم

اللہ رے احتشام لشکر
سردار ہر ایک جسکا صفدر
بخشا وہ خدا نے زور وہ دل
رستم بھی نہو سکے مقابل
دیکھی ہے جو اُنکی تیغ خوش آب
چکر مین ہے بحر مثل گرداب
آئینۂ تیغ برق تمثال

دعواے اجل کا صورت حال
عالم پہ ہوا تھا خوف طاری
زہرۂ فتح پہ تھا غازہ

قربان درشکوہ تعظیم
تھا نعرۂ دورباش جاری

کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم
شمشیر سے اُسکے خون تازہ

یہ لشکر تو اس آن و بان سے اور اس شوکت و شان سے مرنے چلا تھا اُدھر حیرت نے اپنے تئین لباس و زیور سے مثل عروس شب اول کے آج اس لیے آراستہ فرمایا تھا کہ شہزادیان قلعہ ہاے طلسم کی بقصد حسن و آرایش یہان موجود ہین جمال مہر تمثال پریونکے مقابل اُنکے ہیچ و نابود ہین شاہ طلسم اگر اونھین کو دیکھے گا بازار ناز و ادا میرا سرد ہوجائیگا پس ایسا بناؤ کرون کہ میرا بادشاہ سے پہلے کسی پر نگاہ اُسکی نہ پڑے اور سے بناؤ سنبے چنانچہ ایسی آراستگی اُس زہرہ فلک حسن و نازنے کی تھی کہ نظم

زم کردین دل مریخ وہ پرزیب کڑے
اُکے وہ ماہ دو ہفتہ سے جو رتبہ مین بڑے

جو لگا ئین دل زہرہ کو بھی چھڑیان وہ چھڑے
دیکھے پازیب تو خورشید فلک پاؤن پڑے

ڈھنگ بالون سے عیان دائرۂ نور کے تھے
تھے وہ برق کہ تیتے شجر طور کے سے تھے

اور حسن بھی اس شاہد رعنا کا بہتر از مہر و ماہ تھا بار ہا اُسکا بیان کیا گیا ہے چنانچہ یہ تو اس طرح تیار ہوئی ایک طرف لشکر شاہان دربند طلسم کا کمر باندھ رہا تھا ہزار ہا نشان کھلا تھا تمام دنیا لرزتی تھی آسمان سے آفت برستی تھی اس ہنگامے مین یکایک ہزارون نفیرون کو دم ملا اور شور بوق و دہل تا بہ گنبد سما پہونچا ملکہ حیرت سوار ہوئی نیل پرند پر زمین پڑا تھا اُس پر تخت جواہر آگین بچھا تھا اُسی پر ملکہ کا جلوس ہوا گویا جانب فلک روانہ کاؤس ہوا میدان جنگ کا مقرر ہونا دشوار تھا کثرت مردم سے پیر دخت وکہسار تھا پڑا وُہی پر کمر بندی ہوکر صف کشی ہوئی اور اس لشکر کو تو ضرورت لڑنے کی بھی نہ تھی صرف منظور تھا کہ خواجہ عمرو کو قتل کرین اور اُن کے حمایت کرنے والون کو روکین الحاصل جب لشکر تیار ہوا ابر سحر چار سمت سے اُٹھکر برسا گرد و غبار بیٹھا فتنہ و فساد اُٹھا رو حون کا لشکر جمع ہونیکا سامان ہوا ملک الموت تخت حکومت پر بیٹھا دریلئے آہن جوش پر تھا جدھر نگاہ جاتی تھی اور جہان تک نظر کام کرتی علمہاے لشکر دکھائی دیتے تھے اور نقیبہاے بلند آوازہ شور کرتے تھے چوب نقارون پر پڑتی تھی کہ ابیات

وہ شور کہ ہوش گرم پرواز
لشکر کا ہجوم و شور ناقوس
تھا رنگ جہان مگر دگرگون
تارے نہین اسقدر فلک پر
تھی کون سی جو بلا نہین تھی

تھے بوق و نفیر لب سے دمساز
فیلون کی قطار و خیل طاؤس
اُس روز نیا تھا دور گردون
جتنا کہ تھا دان پہ جمع لشکر
آفت کی کچھ انتہا نہین تھی

اس طرف لشکر ہمراہ لیکر مہرخ نامور جو روانہ ہوئی تھی راہ مین قران سے کہتی تھی کہ افسوس اے برادر دل کی حسرت دل ہی مین رہی اور اجل آگئی شہزادہ اسد کو بھی ہم چھڑا نہ سکے تخت سلطنت پر طلسم کے

بٹھا نہ سکے کہ رہبر و ملک عدم ہوے قران کہتا تھا کہ اے ملکہ بمصداق آیہ وافی ہدایہ کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ
کے نظر بافضال پروردگار رکھو اور خیر اگر ہم سے اور کچھ نہ ہو گا تو یہ ضرور کرین گے کہ ایک نعرہ سر پر افراسیاب کے
لگائین گے ہو سکا تو راہ ملک عدم اُس نابکار کو بھی دکھائین گے اسی طرح اور سردار بھی کفن سر سے باندھے جان
دینے پر آمادہ باتین بانکپن کی کرتے روان تھے آخر لشکر دریا مثال دشمن کے قریب پہونچ گئے اور صلاح کی کہ ایک
طرف جا ہی پڑو یا اس انبوہ کو خاک مین ملا دو یا اپنی ہستی مٹا دو ملک نیستی کی بستی بساؤ نام تو کر جاؤ تہلکہ ڈال
دو شجاعت دکھا کر مر جاؤ یہ مشورہ کر کے عربدہ جویان سحر تمام کر سب یکدل دیگر دہو کر نعرہ لگائے کوہ شگاف
کھینچکر جا ہی پڑے سر سے بر بحر ناپیدا کنار کے ملکہ اختر بن طول و دراز قد کی فوج صف کشیدہ تھی اُسی پر
مثل آفت کے یہ سب ٹوٹ پڑے شور قیامت خیز برپا ہوا سحر کی تلوار چلنے لگی گولون کی بھرمار ہوئی مہرخ
نے آتش کا چھرا مارا ملکہ اختر نشتر پر سوار استادہ تھی اُس کے شیر پر وہ چھرا پڑا کہ اسکو چلکر آ گیا اس اثنا مین
ایک تیر بھی شیر کے آکر لگا کہ وہ گرا اختر اُس کے گرنے سے زمین پر کودی فوج نے اُس کے جانا کہ ملکہ ہماری
کام آئی یہ معلوم کر کے بیدل تمام لشکر ہوا اور فوج نے جھپٹ کھایا پیچھے قدم ہٹایا لشکر اسلامیان آگے بڑھا
اور ملکہ مشکین مو نے ایک سل کئی ہزار من کی سحر سے اڑائی سترہ سو گز اُس سل کا پھٹا اور لشکر پر دشمن کے گرا سترہ
سو ساحر ہلاک ہوے بیرون نے انکے غل مچایا اندھیر اچھایا اس لشکر کے بعد ملکہ دریا بار ماہی گیر جو بڑی زبردست
ساحرہ ہے مع اپنی فوج کے صف آرا تھی اُس نے کہا اے لوگو یہ بیر کیوں شور مچاتے ہین کیا ہوا ہے اسقدر
کثرت سپاہ ہے کہ کسی کو مہرخ کے آنے کی خبر نہین ہے اسوجہ سے یہ حال اسنے پوچھا ہنوز کوئی کچھ بتانے
نہ پایا تھا کہ ستم مطیعان اسلام نعرہ زنان آپہونچے دریا بار اپنا نہنگ بڑھا کر چلی بہار نے اسکو آتے دیکھکر
ایک گیند اپنے گلدستے سے لیکر زمین پر مار اُچھالا وہ گیند گرا وہان سے پانی جوش مار کے نکلا اور بڑھکر
مثل دریائے ذخار موج زن ہوا مچھلی اُس بحر سے تڑپ کر کنارے پر آئی بہار پکارتی کہ ملکہ دریا بار
یہ مچھلی قابل شکار ہے یہ کلمہ سحر کا تھا دریا بار نہنگ سے اپنے دریا مین کود گئی اور مچھلی کی تلاش مین آگے بڑھی
اُسوقت ایک نہنگ دریا سے پیدا ہوا اور اسکو نگل گیا ملکہ بہار کی سب نے تعریف کی کہ اے ملکہ یہ صنعت آپ
ہی کے واسطے ہے کہ جیسا اُسکا نام دریا بار تھا ویسا ہی آپ نے سحر اُسپر کیا ملکہ نے کہا یہ وقت مدح و ثنا کا نہین ہے لڑن
ہی لڑتے بھڑتے کسی طرح حیرت تک پہونچ جاؤ یہ سنتا تھا کہ برق جلوہ چمک کر چلی اور حد خرق مین بہادر دریا بار
کی فوج مین آکر نکلا اور جتنا ساحر بیہوش ہو کر گرے اور یہ برق آ کے گرتی صفہائے لشکر صاف ہونے لگین
تیرون کی بوچھار ہونے لگین لشکر مین آگ برسنے لگی فوج دریا بار تو اپنے مالک کے غائب ہونے سے شکستہ دل
تھی ہی بھاگ کھڑی ہوئی پشت پر سے سحر کی مار تیر و تفنگ کی بوچھار نیزون کی انی پشت کے پار تیر و شمشیر و خنجر کی دھار
مسلمانون نے حملہ کیا اور دشمن کی صف پہ اہل اسلام آگئے پھر تو تیغ بران جو بیان مصیبت زدگان بار غم سے نفرت ختم زحمتی
تھی اسدم ملم ہوئی شجاعون کی بن پڑی خنجر گلو گیر حاضر ہو جو ہر شمشیر و خنجر اسی حسرت مین دانت نکالے تھے کہ دشمن کو بدیم

کرین سنان نیزہ کی زبان پہ یہ سینون سے ملین تیر آہ مظلومان بن کر جگر کے پار ہون کمانین کشیدہ خاطر دون کی طرح کشیدہ تیر ٹیڑھی سیدھی سوفار کی گفتار ہر بات پہ تکرار چلے سپر کڑک کر چلاتے نیزے وار پہ دشمن کو چڑھانے برنگ سر ہنگ غدار ہاتھوں ہاتھ قدم بڑھائے آب و تاب آہن جیسے خورشید پر چمک فگن تلوار کی دھار کا دریا باڑھ پر جیسے ندی چڑھنے کے دن اسا ارہ پر سفینہ جان بہادران تلاطم مین جو صابر کا بادبان کھلا ہوا غرق قلزم رزم ایسے کہ ہوش مجھ مین نہ تم مین شجاعون مین تو یہ ہنگامہ برپا تھا ساحرون مین یہ معرکہ تھا کہ آندھیان سیاہ آتی تھین بدلیان چھائی تھین بلا ڈنکا دنیا مین نزول تھا آتش فشان ہر ایک غول تھا روے زال دنیا کو مکارہ سمجھ کر کالا کیا تھا چہرہ فلک پر ابر نے برقع ڈالا تھا نہین نہین دہر غدار پر کمبل ڈال کر لوٹنے کا ارادہ تھا غبار نے اڑ کر چشم آفتاب مین خاک جھونکی تھی پر آشوب زمانہ تھا تیغ نا تیغ نازیل گلستان جان و تن کے پھل تھے گرے اور سورے کے حباب تھے بلبلے لہو برستا تھا لوہا بادل تھا اسلحہ کی چقاچاق صداے رعد تھی جادو کی بجلی چمکتی تھی کہ ۲ ابیات

ہر سمت تھی سحر آزمائی
سیہ دلون کی گھٹا تھی بارش تیر
ذرون کو بناتے مہر تابان
گرتے تھے وہان سے بنگلے ایسے
حلقوم کٹی ہوئین قضا مین

اُس سحر سے کفر کی صفائی
جادوگیان و سحرکاران
برساتے تھے سنگ جاے باران
اسجا سے کبھی وہان لگی آگ
ہر جا تھین ہزار کربلائین

اُڑتے تھے بگولے جلتے تھے بیر
کیا کیا نہ اُبھار ہے تھے طوفان
جاتے تھے جو جیخ تک شرارے
بڑھتی ہوئی فوج مین جلی آگ
ہر چند سحیلون نے یہ آفت برپا کی

تھی لیکن وہ جمعیت ایسی نہ تھی کہ پریشان ہو جاتی اور وہ فوج اتنی نہ تھی کہ شکست کھاتی لشکر ساحران تھا خاطر پریشان نہ تھی فوج شاہان تھی دل شکستہ عاشقان نہ تھی کہ درہم برہم ہو جاتی ہزار دو ہزار ساحر لشکر چرخ کے کٹ گئے مر گئے تو الا ایک بہت ہوتا ہی یہان تو اتنے تھے اُنھون نے بھی جانبازی کرکے لاکھون کو مارا مگر ایک کنارہ بھی اُس بحر نا پیدا کنار لشکر کا کم نہ ہوا کسی کو کسی کے مرنیکا غم نہ ہوا خیال بھی کسی کو نہ تھا کہ کون لڑنے آیا ہے اور یہ ہنگامہ کسنے مچایا ہے جب زیادہ شورش فوج اسلامیان کی بڑھی ناظمان طلسم نے افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ ایک ایک ساحر لشکر دشمن پر دس دس ساحر ملکر سحر کرین اور ہو سکے تو لپیٹ کر انکو اسیر کر لین افسر یہ حکم پا کر ایک ایک پر دس دس ٹوٹنے چلے تھے کہ یکایک اسی ہزار نقارے پر چوب پڑی دریاے خون روان جوش مین آیا زمین و آسمان کو تزلزل ہوا آمد شاہ ساحران یعنی افراسیاب بے ایمان کی ہوئی تمام فوج تھم کر تماشا دیکھنے لگی سامان جاہ و حشم نظر آیا ہزار نشان سحر کے پتلے لیے کھلا ہوا ہر ایک کا پرچم نظر آیا پھر گیارہ سو نازنینان زہرہ جبین ہاتھون مین عہدے لیے گذرین پھر کئی سو پریزادین جھکیان یاقوت کی پھراتی دکھائی دین اور کئی سو رنگ کھیلتی ہوئی نکلین انکے بعد ایک تخت بیچ مین فیروزہ کا اور گرد اُسکے کئی سو تخت چاندی سونیکے تخت فیروزہ کٹہرہ یاقوت کا مسند زرنگار بچھا ہوا اسپر شاہ جادوان بیٹھا ہوا اور گرد جو تخت تھے اُنپر لولیان قمر طلعت دو رامشگران مہر صورت سوار تھا پ طبلے پر پڑتی سارنگیان بجتی ناچ ہوتا اُس رقص کو دیکھ کر سر پر فلک پر خورشید بھی ناچتا دل پیر فلک کا پھڑک گیا تھا سر پر

بادشاہ کے ابر سرخ رنگ چھایا اُس ابر کے کنارے روپہلی رنگ کا بادل نظر آتا لباس رو سے ہوا سرخ تھا
اس میں روپہلی گوٹ کی سنجاف تھی رنگ زمانہ کا بدلا ہوا صورت خلاف تھی اس بادشاہ کی سواری کا تجمل
بارہا بیان ہوا ہے ایسی شوکت وشان سے یہ ناہنجار آیا اور شور لشکریان جو اُسنے راہ میں سُنا تھا تو باغبان و
فیروز شاہ وغیرہ سے پوچھتا آتا تھا کہ یہ غوغا کیسا ہے وہ عرض کرتے تھے کہ شاید لڑائی ہو رہی ہے بیرغل
کرتے ہیں ساحر مر رہے ہیں غرض یہاں جب آکر پہونچا دیکھا کہ لشکر مہرخ آکر میری فوج پر گرا ہے برق جادو
تڑپ رہی ہے رعد گرج رہا ہے قران عیار بندہ مارتا پھرتا ہے یہ دیکھ کر اُسنے سحر پڑھا ایک گھوڑا
بہت بلند کوہ پیکر پرندساز دیراق سے درست چالاک دھپٹ اُڑتا ہوا آیا یہ جست کرکے اُس مرکب پر
سوار ہوا اور جانب آسمان چلا اور بہت بلند ہو کر نعرہ زن ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ اسکا تمام لشکر
مہرخ نے سُنا برق جادو تو سرد ہوئی رعد کا دم بند ہوا عیار بچا لاکی بھاگ گئے لشکر سے دور نکل گئے
اور تمام لشکر لڑنے سے رُک کر جانب بادشاہ دیکھ رہے تھے کہ یکایک شاہ نے ایک نارنج اپنی کمر سے نکالا
اور لشکر مخالف پر مارا اُس نارنج کے شق ہونے سے پانی برسنے لگا اور ایک ایک بوند شعلہ کی ہر ساحرہ اور ساحر
کے سر پر پڑی اُسوقت بادشاہ نے گھوڑا اپنا نیچے اُتارا اور سر لشکر پر پہونچا دوسرا نعرہ مارا کہ اے ملکہ مہرخ وبہار
وفلان فلان تم سب مع اپنے لشکر کے پھر جاؤ اور غم میں عمرو کے جتنا تم سے ہو سکے خوب روؤ اور جس قدر
پیٹا جائے پیٹو سروں پر اپنے خاک اُڑاؤ چھاتیاں کھاؤ کیونکہ اب عمرو کو میں قتل کروں گا پھر تمہارا ایسا شفیق
قتل ہو اور تم ماتم نہ کرو حیف ہے کہ اسکا غم نہ کرو بس جلد ہتھیار پھینکدو اسباب ساحری دور کرو دل رنجور اپنے
ناصبور نہ کرو یہ کلمات ایسے پُر اثر تھے کہ بمجرد سُننے اس نعرے کے تمام سرداران لشکر نے گریبان اپنے پھاڑے
اور سواریوں پر سے سحر کی اُتر کر جانب صحرا ہائے عمرو واے عمرو کرتے چلے علمہائے لشکر سرنگوں ہوے
طبل وبوق نعرہ ماتم وشیون لگاتے تھے نقیبوں کے دل خون ہوے طاؤسان سحر کے آتش رنج سے جسم داغدار
ہنس سونعل سے آتش بار اژدر زہر غم سے ہلاک پر چھاسے علم سرنگوں ہوے جادوگرنیاں نخشاد قامت
بہ رنگ طوطیاں فریاد کناں نونہالان ارجمندی پژمردہ لبہان گلہائے بوستان گھونٹے غم سے سینے
بھرتے ہاتھی خرطوم اُٹھا کر سر پیٹتے فریاد کرتے جاہ وحشم لشکر کا خاک میں ملا ہوا سینہ داغوں سے ہر ایک کا
گلستان بنا ہوا گرد وغبار میں ہر شخص اٹا ہوا سر برہنہ گریباں پھٹا ہوا سر زانو پیٹتا منھ پر طمانچے مارا ایک
لگاتا پھرا یہ سب سردار مع فوج جرار کے پھر اور بھی نہ آئے اسی ہیئت سے جنگل میں آکر ٹھہرے اور رو رو کر آب
اشک سے جل تھل بھرے سبزہ زار کو سینچنے لگے جب یہ لشکر مسحور بہ سحر ہو کر پھرا تو قران نے دور سے
اس ماجرے کو دیکھا دل سے کہا واے مردیہ کیا غضب ہوا یہی صورت ساحر کی ایسی بنائے تو پہلے ہی سے
تھا اور یہاں مہرخ لڑتا تھا چنانچہ پایا تو جا گھا تھا یا پھر لشکر دشمن میں آیا یہاں شاہ جادو دلان مرکب سے
اُترا تھا ناظمان طلسم بہ تسلیم جھکائے تھے نذریں گذر رہی تھیں بڑا ہنگامہ تھا یہ اسی ہنگامہ میں قریب

افراسیاب خانہ خراب بادل بیتاب آیا اور تان کر ایک لبزہ اسکے سر نحس پر لگایا از بسکہ وہ بادشاہ طلسم ہے کئی سو بیرین از خود نمودار ہوگئین عیار مذکور ناچار روبفرار لایا کہ بیکار ہے جان دینا یہ مارا نہ جائیگا شاہ جادوان مخاطب بجانب شاہان دربند طلسم تھا عیار مذکور کا خیال نہ رکھتا تھا اسوقت اُسکی طرف بنظر تیز دیکھا اور پکارا کہ اے زمین طلسم بگیر قران کے پانون زمین نے پکڑ لیے اسنے دل مین کہا کہ انا اللہ اب قضا آگئی لیکن پروردگار کو خیریت کرنا تھی کہ بادشاہ نے دوبارہ کہا لے قران مین جب تجھین چاہون لبسان حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹا دون لیکن اب جاؤ اور اپنے اُستاد کا قتل ہونا دیکھو اس کلام سے قران کے پانون زمین سے چھوٹ گئے اور یہ بھی بھاگ کر جنگل مین آیا اور رفیق بجائی برق و ضرغام وجانسوز دوڑ آئے اُسنے کہا دیکھا تمنے کہ دفتر لشکر اُلٹ گیا اب کہو کیا صلاح ہے انھون نے کہا خنجر کھینچکر بروقت قتل اُستاد لشکر پر جا پڑین گے اور جان دیدین گے مہتر مذکور نے کہا خیر یہ تو کرنا ہی ہے مگر ایک مقام بلند پر چلکر رجوع بدرگاہ عاجز نواز کرین اور خداے تعالی کو بتضرع و زاری پکارین کہ وہ ارحم الراحمین ہم سب پر رحم کرے یہ کہکر تینون عیارون کو ہمراہ لیکر ایک گروہ پہاڑی پر آیا کہ وہان سے لشکر شاہ طلسم بھی نظر آتا تھا اور حال اپنے ساتھیون کا بھی دکھائی دیتا تھا چنانچہ ایک جانب تو سلامی شاہ طلسم کی ہو رہی تھی مجرائی برائے تسلیم گردن جھکائے تھے نعرے خوشی کے بلند تھے ادھر جنگل مین لشکریان مہرخ دردمند تھے العیاذ باللہ سات لاکھ آدمی لشکر کا ہاے عمرو ہاے عمرو کہہ کے روتا تھا زمانہ تمام ماتمکدہ تھا غوغاے ماتم سے دُنیا بھر گئی تھی ہاے ہاے کی آواز در و دشت و کوہ بحر و بر سے پیدا تھی ان لوگون کی صدا جہان تک چوٹ کھاتی تھی خالی مکان مین بولنے کی طرح آواز آتی تھی وہ سخت ماتم تھا کہ آہ بھی در و دشت سے سر ٹکراتی تھی کوہ و بیابان کے دل پر چوٹ لگی تھی آہ بھی مدافعت پر ہونے سے سر پیٹتی تھی دود آہ ایسا بلند تھا کہ عالم سیاہ ہوا تھا سوز درون سے دنیا جلتی تھی گھوڑے روتے ہاتھی چنگھاڑتے مور نعرے مارتے سوار گریبان چاک پیادے سر پر ڈالتے خاک تیر بشکل آہ لب سوفار پر جاری نالہ جانکاہ کمانین پشت خم کیے نیزے فرط دہشت سے زمین مین گڑے عمود کلے زمین پر رکھ کر خاکسار بنے تلوارین حسرت سے دانت نکالے دیدۂ جوہر سے عجب کیا جو بہین خون کے پرنالے نازنینان ماہ پیکر خاک پر پانون پھیلائے بیٹھین زمین پر پچھاڑین کھاتین زمین برنگ گل زمین گلستان تھی یہ گل ٹوٹے پڑے تھے ہواے رنج سے ٹوٹتے پھرتے تھے لاکھون آدمی جو آہ سرد بھرتے گلستان مین نسیم چلتی تھی چشمہ ہاے چشم سے اشک جاری تھے تو نہرون کی کیفیت نظر آتی تھی کانٹون پر ہر ایک کا دامان چاک چاک گریبان موج ہواے رنج پانون کی زنجیر دلون مین جنون کی تاثیر آبلہ دل کانٹون کے مشتاق آرام سے بیٹھنا شاق پہلو مین دل جلتا منھ سے دھوان نکلتا رگ رگ مین جوش خون سودا تصویر جنون تن سراپا جوش اشکباری نہایت بیقراری بہار حسن صرف خزان ہر دوش خراش غم سے بشکل کتان خرمن صبر مین آگ لگی متاع ہوش و حواس لٹی ہوئی ہر شخص اُس حالت جنون مین اور بزبان حزن اس طرح نوحہ خوان تھا

کہ بموجب

نظم

ٹکڑے ہوئے آستین و داماں
کمبخت کہاں گئی ہے تاثیر
تاثیر ہے کس طرف بتادو
معلوم نہیں کہ کیا ہوا ہے
ہی ہی کریں اب دل و جگر کو

نالوں نے ہمیں جہان سے کھویا
سینے کی طرح پھٹا گریبان
تاثیر کا کچھ نہیں پتا ہے
یہ کہہ ہمیں اُس طرف بہادو
قابو مین نہین ہے اب دل زار
پیٹین رو رو کے اب عمرو کو

رو رو کے ان آنکھون نے ڈبویا
ہر دم ہے زبان یہ آہ شبگیر
اے آنسوؤ تم کو کیا ہوا ہے
نازل نئی ہم پہ یہ بلا ہے
آنکھین ہین پر آب زرد رخسار
یہان نالے تھے لشکر افراسیاب

مین شادیانے تھے شاہ مذکور نے بعد مزاج پُرسی شاہان دربند اُس بُرج کی طرف کہ جسمین عمرو قید تھا سحر پڑھکر اشارہ کیا کہ وہ چکر کھاتا ہوا اُڑا عیار یہ حال دیکھ کر بلبلائے اور کارساز عالم رب اکرم کی درگاہ مین جبین سائی کرنے لگے کہ الٰہ العالمین بتصدق نور ہدایت معمور جناب ختم المرسلین و آلہ الطیبین ہمپر رحم کر اور ہمارے استاد کو قید غم سے چھڑا۔

نظم

سو جان سے غلام مرتضیٰ ہون
شاہنشہ و رونق ارانگ
امداد کو اپنی آئین حیدرؓ
کیا حرز ہے نام شاہ مردان

ہمنام خدائے پاک عادل
کی عقدہ کشائی مثل ایک
جو فتح کو بن گئے جنگ خیبر
اپنی مشکل بھی ہوگی آسان

ہر چند فقیر و بینوا ہون
ہین عقدہ کشائے کار مشکل
ہے تجھ سے دعا یہ رب اکبر
دو انگلیون پر اُٹھائین گے در

یہ تو مصروف دُعا تھے مشغول گریہ و بکا تھے مقتدی قبول آمین کہتا تھا اُدھر شاہ جادوان نے برج کی طرف افسون دم کیا کہ وہ دھوان بنکر اُڑ گیا عمرو اُس مین سے نکلا اسنے دیکھا کہ رنگ رُخ سفید ہے جسم زار و نزار ہے آبلون سے تن افگار ہے شاہ نے اُسوقت ہنسکر خطاب کیا کہ کیون خواجہ کچھ جادو جانتے ہو تو ہمپر کرو خواجہ نے آہستہ سے جواب دیا کہ مین جادوگر پر لعنت کرتا ہون شاہ نے کہا اب حال لعنت ملامت کا کھلا جاتا ہے کچھ ہی دیر مین دھڑ پر سر نہوگا یہ کہکر رقعہ جمشید دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ عمرو کو جلد قتل کر اُس سے کچھ گفتگو نہ کر ورنہ وہ رہا ہو جائیگا اور اُسکو برج سے نکالنا اچھا نہوا قید رکھنا بہتر تھا اس حال کو معلوم کرکے اسنے سحر پڑھا کہ غبار زمین سے اُٹھکر ایک بنگلہ بنکر عمرو کے گرد ہو گیا پھر اسنے ساحرون سے کہا کہ مین جب اس بنگلہ کو غائب کرون تم عمرو پر تمہارے سحر لے کر ٹوٹ پڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے اسکے کر ڈالنا ساحر حسب ارشاد تلوارین اور حربہ ہائے سحر لیکر گرد بنگلہ کے استادہ ہوئے اور اسنے چاہا کہ بنگلے کو غارت کرون ناگاہ بر روئے ہوا نوبت و نقارے بجے شاہ بہر نظارہ اُسی سمت متوجہ ہوا دیکھا کہ چار اژدر تستی آتے ہین اُن پر دو جادوگر علمہائے رنگ برنگ لیے بیٹھے ہین پرچم ہر علم پر تعریف کوکب اور خواجہ عمرو و امیر تحریر ہے یہ دیکھتے ہی بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ وہ دیکھو عمرو کے حمایتی آئے معلوم ہوتا ہے کہ خود وہ مرد صحرائی کوکب آتا ہے ملکہ نے عرض کیا کہ پھر عمرو کو جلد مار ڈالیے شاہ نے کہا اب ان کو بھی آلینے دو حوصلہ دل کا اُن کے بھی نہ رہ جائے دیکھو تو

کہ مین کیونکر سب کو غارت کرتا ہون یہ کہہ کر ایک نارنج جانب فلک اُچھالا وہ نارنج بروے ہوا پہونچ کے پھٹا اور دھوان اسمین سے نکلکر بادل بنا اور سر پران چار لاکھ ساحرون کے چھایا کچھ ترشح ہونے لگا بوندیان جو آن جادوگرون پر پڑین سب کاغذ کے پتلے جیسے تھے کہ پگھل کر مع اژدر کے زمین پر گرے چار لاکھ علم سرنگون ہوے بادشاہ نے ایک قہقہہ مارا تمام شاہان قلعہ نے تعریف کی کہ اے شہنشاہ کیا کہنا واہ ساحری کو بھی یہ سحر نہ آتا ہوگا۔ اسی تعریف کرنے مین صداے نفیر سحر سُنائی دی اور دو لاکھ سوار مرکب ہاے سحر پر بیٹھے لباس زرین پہنے ظاہر ہوے شاہ جادوان نے اُن سوارون کو دیکھ کر پھر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طرف سے دو سوار پیدا ہوے اور بادشاہ سے قریب آکر عرض پیرا ہوے کہ آپ کیا حکم دیتے ہین اسنے کہا یہ جو فوج سوارون کی آتی ہے دیکھین تو یہ کیونکر آپس مین لڑتی ہے یہ حکم سُنکر وہ دونون سوار غائب ہوگئے وہ فوج آتی تھی یکایک دو لاکھ سوار داہنی جانب ہوگئے اور دو لاکھ بائین جانب بیچ مین میدان کھل گیا اور آپس مین ایک نے دوسرے پر حملہ کیا تلوار چلنے لگی روے ہوا خون سے گلنار ہوا گلہاے زخم سے تختہ گلزار ہوا تلوار جب علم ہوئی گردون نے سر اونچا کرنا چاہا بہرام الامان زبان پر لایا کھچا کھچ کی آواز منزلون گئی ہتھیارون کی چقاچاق سے دُنیا بھر گئی روے ہوا سے خون برسا عالم برہنہ عرصہ جنگاہ ہوا طائر اور خلقت بادی کی بربادی کا نقشہ تھا یہ جنگ جو باہم آغاز ہوئی پیچھے اس لشکر کے ملکہ مہ مثال نرگسی چشم آتی تھی اُسپر یہ حقیقت کھلی اپنا تخت اُڑا کر قریب تخت ملکہ بُران آئی اور پکاری کہ اے ملکہ دوران آٹھ لاکھ کا لشکر ہماری طرف کا کام آیا برسر جنگ افراسیاب ناکام آیا ملکہ موصوف کے کانون تک جب یہ پیام آیا فوراً اختر مروارید کو ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ جہان کہین سحر افراسیاب کا لڑتا ہو چل جائے ہمارا لشکر اُس لڑنے سے سنبھل جائے ایک لو اُس اختر سے جدا ہو کر غائب ہوئی اور زیر زمین پہونچی وہان دونون سوار جو افراسیاب پاس آئے تھے باہم لڑ رہے تھے اور انھین کے لڑنے سے سب فوج بروے ہوا جنگ آزما تھی پس اُن سوارون کے جسم مین یکایک آگ لگی جلکر خاک ہوے ادھر سواران ملکہ بران ہوش مین آکر لڑنے سے باز رہے شاہ جادوان نے اُن کو ہوش مین آتے دیکھ کر شاہان دربند سے کہا ہوشیار ہو جاؤ حریف آپہونچا سب نامون کا لشکر مسلح تو کھڑا ہی تھا حربہاے سحر و شمشیر ہاے آلودہ زہرناک لیکر جانب حریف متوجہ ہوا اُدھر ملکہ بران نے حکم اپنے نامون کو دیا کہ ہان لے شیران دشت ساحری و نبرد آزمائی اب دیر کیا ہے صید زبون تمھارا تمھارے سامنے کھڑا ہے لو اور شکار کرو یہ حکم دینا تھا کہ ہزار ہا بوق و نفیر پھنکی فوج تو سجی ہوئی تھی لینا لینا کہہ کر حملہ آور ہوئی اب تو وہ غوغا ہوا کہ شور محشر اُسکا ایک نمونہ تھا اُدھر سے فوج افراسیاب چلی ادھر سے یہ ندی موج مار کر بڑھی ملکہ بُران فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیکر آپ غائب ہوگئی یہان فوجین جو باہم حملہ آور ہوئین تو یہ ظاہر ہوا کہ دو جہان ٹکرا گئے کون و مکان کے ساکنون کو غش آگئے ہوا سے تیغ کے سنائے کے سوا کچھ سُنائی نہ دیتا تھا ہر سمت بگیر و بکش کا غوغا تھا شمع جان عالم بجھ رہی تھی صرصر شمشیر چلتی تھی تلوار علم ہنگام جنگ تھی آسمان و زمین چورنگ تھے آب سیماب رنگ آب و تاب صمصام و خنجر روان تھا

شکست لشکر زمین و آسمان تھا خشکی مین ڈوبتا جہاز جسم و جان تھا موجین قہرناک اٹھتی تھین موت کی
بھیا آئی تھی ماہی جان گرداب تن مین قیمہ ہوئی تھی زندگی جہان کی حباب آسا ہوئی تھی پہلے ہی حملے مین
لاکھون سینے تیرون نے فگار کیے تھے سیف و خنجر نے چہرۂ نگار کیے تھے جوف زمین و فلک بصورت ترکش تیرون سے
مملو نظر آتا یہ عقاب سے جہان پر کھول کر اڑا جاہتا تھا شاہان در بند طلسمات ایک دوسرے پر جو حملہ آور ہوے
تو یہ معلوم ہوا کہ دو آفتاب باہم ٹکرا گئے یا دو دریاے زخار موج مار کر قرین یکدگر آگئے فوجون کی ہور چال سے
بحر اعظم کا لہرانا ظاہر موج آب سنان و خنجر تھا کہین تیرون کا سنانا کمانون کا بزور دشور کڑکنا کہین خنجر و تیغ کا
کھچنا کا دل عالم دہلاتا اسلحہ سے تو اس طرح کام لیا جاتا تھا جادوگرون کا یہ حال ہوا تھا کہ نخل عالم نارنج
و ترنج ہی سے پھلا تھا ثمر مرگ ملتا تھا اور کیا پھلا تھا ایک ایک ناریل ہزار ہا کے سینے توڑ تا بیر بغیر جان
لیے منھ نہ موڑتا تھا کہین سیندور کا چوکا دیا تھا کنڈ لاکھیا تھا ماش کے آٹے کا سانپ لہراتا تھا لاکھون
جوت کا دیا جلتا تھا دن کو ستارہ نکلنے کا گمان تھا لاکھون سورج سحر کا زیر آسمان تابان تھا ہزارون چاند
نکلا ہوا تھا اور ہزارون ستارہ اڑ کر گر رہا تھا بجلیون کے گرنے کا تار بندھا تھا شیر سے بنڈیلا مارتے عقرب
فیل سے لڑ بھڑ گیا تھا اژدرسے اژدر لپٹا ہوا تھا اکھ ہا پنچہ چمک چمک کر گر رہا تھا بیرون کا تانتا بندھا تھا کلوا بھیرون
سے اٹکا ہوا تھا ڈمرو بجتا تھا نارسنگھ سے جوگی جیپال کا مقابلہ تھا ساحرون کے چھومنتر نے ساحر دہر کو چھچھو بنا
دیا تھا عجوزۂ دنیا کو اپنے سامنے سے بھگایا تھا نیرنگی عالم وہان کے سحر کا ایک نمونہ شعبدہ بازی فلک اُس ساحر
سازی کے مقابل ایک ادنی شعبہ کوئی ساحر خون تھوکتا کسی کا کلیجہ کٹ کر گر رہا تھا سلین برستین برف گرتی
ابر چھائے ہوے طبق زمین کے تھراتے غبار ایسا اڑا تھا کہ زمین کا طبق بروے ہوا تھا پتھر پہاڑون سے
اکھڑ اکھڑ کر گرتے غار مین پڑے ہوے پہاڑون کو زلزلہ باہم ہر پہاڑ سر ٹکراتا دریا روے زمین کے خشک تھے
ناریل برستے تھے یا شکم آہوے دہر سے گرتے نافۂ مشک تھے شاہ جادوان بھی سحر پڑھکر بلند ہوا تھا اور سحر کرنا
چاہتا تھا نعرہ کر رہا تھا کہ اے یادگار سامری و جمشید گھبرانہ جانا کثرت لشکر دشمن سے خوف نہ کھانا مین سب کو
غارت کیے دیتا ہون اسی ہنگام مین برّان جو اپنے لشکر سے غائب ہوئی تھی پہلو پلاسکے ظاہر ہوئی اور
پکاری کہ اے **افراسیاب** اگر اختر مرداریہ تیرے سامنے آجاے تو کیا کرے شاہ نے نام اختر جو سنا پھر کر
دیکھا ملکہ مذکورہ نے اختر کو دکھا دیا اسکا جسم کانپا اور چکر آیا اسکے ساتھ **عشاق دو دوست جادو و**
شیاطین بت پرست وغیرہ راست و چپ پر استادہ تھے اُنھون نے سحر پڑھا کہ گھٹا ٹوپ ابر خود
پیدا ہوکر بادشاہ پر چھا گیا اور شاہ اسکے اندر آگیا گرنے سے بچا اور ہوشیار ہوا اس اثنا مین برّان نے ایک
نارنج سحر پڑھکر لشکر پر مارا کہ اُس نارنج کے شق ہونے سے کئی لاکھ ساحر فوج دشمن سے کام آیا بیرون نے
اُن مقتولون کے غل مچایا فوجین تو لپٹی ہی تھین لاش پر لاش گر رہی تھی شور و غوغاے مبارزان سے علاوہ
تھا لسے بیرہاے سحر نے زمانہ سر پر اٹھا لیا برّان نے پنچہ سحر کا پکڑ کر اور اختر ہاتھ پر رکھ کر صف لشکر عدو مین در آئی

اور ایک ایک وار مین چالیس چالیس کا کام تمام کرتی تھی اودھر ملکہ مشال نے ایک ہلال جو مارا تو سو سو
ہلال جو بنکر گرے ایک ایک ہلال سے ساحرون کے دو دو ٹکڑے کیے یہ حال دیکھکر حیرت آگے بڑھی اور
پکاری اے شہنشاہ آپ کس طرف ہین وہ سحر کے گھٹا ٹوپ مین تھا جواب کون دے اسکو یقین ہوا کہ
بادشاہ چلے گئے اوسوقت ایک نارنج ملکہ بُرّان پر اُسنے مارا وہ نارنج ملکہ مذکور کے سینے پر لگا کہ اس کے صدمہ
سے بیہوش ہوگئی شہزادیون نے در بند کے اسکو سنبھالا اس اثنا مین باغبان وزیر پھول برساتا ہوا آگے بڑھا
ملکہ قمر سپہر انجم حشتیم نے مشت گوہر جھولی سے نکال کر مارے کہ وزیر مذکور کے جسم پر بسان تیر وہ آکر پڑے یہ بھی
زخمی ہوا اتنے عرصہ مین بُرّان کو ہوش آیا مجلس اسکے پاس کھڑی تھی اور اسکے بیہوش ہونے سے متردد تھی
اب اسکو ہوش مین پاکر شمشیر سحر پکڑ لشکر عدو پر گری اور اسی طرح مثل بازی طفلان سحر کرکے لشکریون کو ہلاک و
غارت کرنے لگی اودھر ملکہ بران نے شاہان در بند طلسم سے اپنے پوچھا کہ مجھکو نارنج کس نے مارا تھا اُنھون نے کہا
حیرت نے یہ سنکر اُسنے ایک تیر سحر کا حیرت کو تاک کر مارا وہ خدنگ جانستان ہاتھی کی پیشانی پر آکر لگا کہ وہ
چکر کھا کر گرا حیرت بھی جانب زمین چلی ایک پنجہ از خود پیدا ہوا کہ اُسکو اُٹھا لے چلا اُسوقت اُسنے پکار کر نہیب
دی کہ اے بران پنجہ سحر کا تجھکو لے جائے اور تجھکو زمین کھا جائے بُرّان یہ کلمہ سنکر زمین پر اُتر آئی اور غرق
زمین ہونے لگی اور پکاری کہ اے حیرت مین تجکو چھڑاتی ہون تو مجکو چھڑا دے اس کلام سے پنجہ نے حیرت
کو زمین پر اُتار دیا اور زمین نے بران کو چھوڑا پھر یہ دونون اُڑکر برو سے ہوا ہم نبرد ہوئین اور بران قتل و قمع
کرتی ہوئی ایک طرف چلی حیرت اسکی فوج مین در آئی اس اثنا مین شاہ افراسیاب گھٹا ٹوپ سے
باہر نکلا اور سوچا کہ یہ لڑائی عمرو کے سبب سے ہے تو اب اسکو مار ڈال یہ سوچ کر تیغہ سحر پکڑ کے بنگلہ کی جانب چلا
لیکن اودھر ماجرا اسنیے یعنی چالاک و سرشارہ و سلطان وغیرہ جو برق عیار سے جدا ہوگئے تھے غلغلے
اجتماع لشکر سنکر اس طرف آئے اور پہلے اُس طرف انکا گذر ہوا کہ صحرا مین مہرخ و بہار وغیرہ مع اپنے لشکر
کے غم عمرو مین رو بیٹھ رہی تھین اور مسحور سحر افراسیاب تھین یہ حال ان لوگون کا دیکھکر حیران ہوے
اور ایک بلندی پر عیارون کو مصروف دعا پاکر پاس اُن کے جاکر حال دریافت کیا اُنھون نے سب ماجرا
کہا اوسوقت چالاک نے خوب مضبوط ہوکر اپنے ہمراہیون سے کہا کچھ تدبیر ہوسکتی ہو تو کرو اُنھون نے جواب دیا
کہ شاہ طلسم کا سحر ہم رد نہین کرسکتے اس مین سلیمان نے سلطان سے کہا مجکو یاد پڑتا ہے کہ شاہ جادوان
نے بروز نوروز ایک تعویذ تانبے پر کھدا ہوا تم کو دیا تھا اور ایک برات کو اپنے سحر سے اسی طرح دیوانہ پاکر
تم سے کہا تھا کہ اس تعویذ کو دھوکے پانی براتیون پر چھڑکو چنانچہ ایسا ہی تم نے کیا تھا وہ ساری برات ہوشیار
ہوگئی تھی پھر اگر وہ تعویذ تمھارے پاس ہو تو ان لوگون پر بھی پانی اُسے دھوکے چھڑکو سلطان نے کہا
تم نے خوب یاد دلایا ہان وہ نقش میرے پاس موجود ہے یہ سنکر چالاک تخت پر سے کودا اور چشمہ سے جاکر
مشکیزہ پانی سے بھر لایا اُس نقش کو دھوکر پانی مین ملایا اور ایک ساحر رُوے ہوا پر جاکر قائم ہوا اور لشکر جہان سے

جہان تک سحر مین مبتلا تھا تھوڑا تھوڑا پانی تمام لشکر پر گرنے لگا یکایک اُس جنگل مین ہوا تند چلنے لگی اور تمام ساحران مین لگی وہ سب اول تو بیہوش ہو گئے پھر جو ہوشیار ہوے آپ مین آگئے اور حربہ ہاے سحر لیکر پھر لشکر افراسیاب پر چلے اُس وقت قران اور سب عیار چالاک سے ملے اور کہا اے برادر ہم لشکر کی تباہی سے اپنے ہوش مین نہ تھے اور تمکو ہم نے پہچانا نہ تھا اچھا اب چلکر فوج دشمن پر گرد اور خواجہ کو بہ حول و قوت اُنکی رہا کرو چالاک نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین یہ کہکر اپنے ساتھیون سے کہا تم ان عیارون کے ہمراہ جا کر شریک مہرخ ہو کر مقابلہ کرو مین بھی آتا ہون یہ کہکر جست کر کے ایک طرف روانہ ہوا اور قران و برق وغیرہ ساحرون کی ایسی صورت بنکر ہمراہ سرشار وغیرہ چلے اور جنگاہ مین پہونچ کر لڑنے لگے اور لشکر مہرخ و بہار وغیرہ کے آکر دوبارہ گرنے سے وہ شور برپا ہوا کہ عجب نہ تھا جو آسمان پھٹ پڑے شاہ جادوان ان ساحرون کے آنے سے حیران ہو کر انھین کی طرف دیکھنے لگا کہ ان کو کس نے رہا کیا از بسکہ تیغ لیکر قریب بنگلہ کے آچکا تھا ان لوگون کی جانب جو متوجہ ہوا ملکہ بران کو خوب موقع ملا یہ بزور سحر بلند ہوئی اور وہان سے برق بن کر بنگلے کی جانب چلی بادشاہ اسکی طرف متوجہ ہوا تھا کہ ایک طرف سے لبدہ قران کا سر پر پڑا اسپر تین سحر کی سپر آڑے ہوئین اور یہ قران کی طرف لپکا کہ دوسری طرف سے برق عیار نے کمند ماری کمند تو جلگئی مگر بادشاہ ادھر پھرا قران اس عرصہ مین اور طرف ہو گیا اسنے چاہا تھا کہ برق کو گرفتار کرون کہ ایک سمت سے ضرغام نے خنجر مارا یہ نے خنجر روکا اور اُسی کی جانب پھرا تھا کہ جانسوز نے حباب بیہوشی ناک پر مارا یہ چکر کھا کر گرا اتنے سحر کے پیدا ہو کر ہوشیار کرتے لگے اور عیار سب اُس لشکر مین ہر طرف چلے گئے مگر جب تک بادشاہ ہوشیار ہوے اسوقت تک ملکہ بران بجلی بنی ہوئی بنگلے پر گری اور وہ بنگلہ دھوان بنکر اُڑا عمرو ظاہر ہوا اور اُسنے جو بران کو دیکھا پکارا کہ اے ملکہ جلد مجکو لے چلو ایسا نہو کہ لڑنے مین مجکو بھول جاؤ اور اس غوغاے لشکر مین ہر چند عمرو چیخا مگر کچھ سنائی نہ دیا لیکن ملکہ اسکے چھڑانے کو تو گری ہی تھی جلد کمر مین پنجہ ڈال کر لے اُڑی اختر کا سایہ جسم پر خواجہ کے جو پڑا قید سحر کی دور ہوئی جسم مین بھی توانائی آئی اور ساحر جو غوغا کر کے چلے کہ لینا لینا لیے جاتی ہے ملکہ نے اختر کی ضیا اُن ساحرون پر بھی ڈالی کہ بیہوش ہو کر گرے اور ملکہ بلند ہو کر سناٹا مار کر چلی ادھر افراسیاب بھی ہوشیار ہو چکا تھا لے گئی لے گئی کا غوغا سنکر اُڑا لاکھون ساحر اُڑکر عقب ملکہ چلے تھے اُنکو فوج ملکہ کی اور مہرخ کی کب راہ دیتی سد راہ تھی اور بادشاہ جو اُڑا سرداران بران نے روکنا شروع کیا اسنے ایسا افسون دم کیا کہ سب نے اُسکو راستہ دیا یہ بھی سناٹا مار کر چلا لیکن بران اس عرصہ مین بہت جلد دور نکلگئی اور بادشاہ بھی کہتا چلا کہ اس چھوکری کو بغیر مارے آج نہ رہونگا یہ دونون تو آگے پیچھے جاتے ہین لیکن بران کے خواجہ کو لے جانے سے تمام ناظمان دربند طلسم ہوشربا کو ایسی خجالت ہوئی کہ جان دینے پر آمادہ ہوے اور بڑے جوش و خروش سے لڑائی آغاز کی آتش سحر ایسی شعلہ زن ہوئی کہ خورشید کو اُسکی گرمی سے تپ چڑھی سیاہی ایسی بڑھی کہ دُنیا سیاہ خانہ بنی آسمان کی مار ہوئی گیرو بہ بندکی

بیکار ہوئی منزلون تک سر کٹے پڑے تھے دھڑ تڑپ رہے تھے دریاے خون رواں کے برابر اور ایک دریاے خون رواں تھا وقت فراق جسم و جان تھا ایک طرف سے ملکہ مہرخ ایک جانب سے فوج بران گری ہوئی تھی کہ ابیات

قسمت نے بھی وہ زمین دکھائی ۔ کوسون نہ تھی بوے آشنائی
گویا زمانہ پھر گیا تھا ۔ کوئی نہ کسی کا تھا خدا تھا
سینون مین تھی آتش حسد تیز ۔ آتش کے کلام طعنہ آمیز
ساحر نہ کسی بلا سے کم تھے ۔ مثل دم اژدر اُن کے دم تھے
ایسے تھے سیاہ دل وہ مردم ۔ نیش اُنکا رواں تھا مثل کژدم
پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز ۔ آب دم تیغ و خنجر تیز
تھا گرم وہان اجل کا بازار ۔ تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
تلوار غضب کی چل رہی تھی ۔ تھی سانپ کہ زہر اُگل رہی تھی
آتا تھا جو دشمن اُسکے منہ پر ۔ کھاتی تھی اُسے بزنگ اژدر

ملکہ حیرت نے ہرچند جد و جہد اس لڑائی مین کی مگر فتح ممکن نہ ہوئی آخر تھک کر طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رُکے اور آپس سے جدا ہوے لشکریان بران شاہان طلسم دربند نورافشان ہمراہ ملکہ مہرخ عالی شان مراجعت فرما ہوے اور متصل لشکر ملکہ مذکورہ یہ بادشاہ بھی اُترے اُدھر حیرت نے داخل لشکر ہوکر ہر ایک کو اُترنے کا حکم دیا منزلون تک دونون جانب لشکر اُترے حیرت کے یہان تو مجمع عظیم پہلے ہی سے تھا مہرخ کے یہان بھی ویسا ہی ہجوم ہوا کہ جہان تک نگاہ جاتی تھی لشکر ہی لشکر نظر پڑتا تھا اور ویسا ہی ہنگامہ جیسا کہ حیرت کی طرف بیان ہو چکا یہان بھی تھا یہ سب تو باطمینان ٹھہرے اور عیار اس فکر مین جانب دشت چلے کہ دیکھین شاہ جادوان اور ملکہ بران سے کیا گذرتی ہے یہان ملکہ مہرخ سے سرشار و سلیمان و سلطان نے ملاقات کی ملکہ مذکورہ نے ان کو خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ و بارگاہ رہنے کو دیا کفاف واجبی معین کیا الحاصل سب ہنسی خوشی سے مقیم ہوے ان کو اس حال مین چھوڑکر شاہ طلسم کی کیفیت بیان کی جاتی ہے کہ یہ جو عقب بران چلا وہ دور جا چکی تھی اور راہ مین سوچتی جاتی تھی کہ تو بر اسے طلسم مین فتحیاب نہ ہوگی خاصکر شاہ طلسم سے سر بر ہونا مشکل ہے اور وہ تیرے پیچھے آتا ہے کچھ تدبیر کرنا چاہیے چنانچہ ایسا کچھ تجویز کرکے صحرا مین اُتری اور عمرو کو ایک غار مین بیہوش کرکے ڈال دیا اور آپ بھی جاکر درہ کوہ مین چھپ رہی اس لیے کہ جو گرگٹ دیے ہ اُس کو زہر کیون دیجیے دوسرے یہ کہ تو افراسیاب کو آج قتل تو کرہی نہ سکے گی طلسم کچھ فتح تو آج ہوا نہین جاتا پھر بیکار ہے لڑنا خواجہ کو چھڑانا تھا وہ تو ہو گیا غرض جب یہ پوشیدہ ہو گئی شاہ طلسم کچھ دیر مین وہان آیا ہر سمت اُسکا تفحص کیا کہین اُسکا پتہ نہ پایا اپنے سحر سے معلوم کرنا چاہا کہ بران کہان ہے سحر نے بسبب اسکے کہ بران کے پاس اختر مرواریدہے اسکو خبر نہ دی بلکہ یہ خبر دی کہ ملکہ مذکورا پنے طلسم مین گئی شاہ جادوان ناچار رنجیدہ خاطر پھرا اور بسبب ندامت کے لشکر حیرت مین نہ آیا باغ سیب مین آکر کچھ دیر ٹھہرا پھر سمجھا کہ یہان بھی ساحر میری ملاقات کو آئین گے اُنسے شرمندگی ہوگی

جہان تک سحر مین مبتلا تھا تھوڑا تھوڑا پانی تمام لشکر پر گرنے لگا یکایک اُس جنگل مین ہوا تند چلنے لگی اور نسیم سحوران
مین لگی وہ سب اول تو بیہوش ہو گئے پھر جو ہوشیار ہوے آپ مین آ گئے اور حربہ ہاے سحر لیکر پھر لشکر افراسیاب
پر چلے اُس وقت قران اور سب عیار چالاک سے ملے اور کہا اے برادر ہم لشکر کی تباہی سے اپنے
ہوش مین نہ تھے اور تمکو ہم نے پہچانا نہ تھا اچھا اب چلکر فوج دشمن پر گرد اور خواجہ کو یہ حل دقوت انکی
رہا کرو چالاک نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین یہ کہکر اپنے ساتھیون سے کہا تم ان عیارون کے ہمراہ
جا کر شریک مہرخ ہو کر مقابلہ کرو مین بھی آتا ہون یہ کہکر جست کر کے ایک طرف روانہ ہوا اور قران
و برق وغیرہ ساحرون کی ایسی صورت بنکر ہمراہ سرشار وغیرہ چلے اور جنگاہ مین پہونچ کر لڑنے لگے اور لشکر
مہرخ و بہار وغیرہ کے آکر دوبارہ گرنے سے وہ شور برپا ہوا کہ عجب نہ تھا جو آسمان پھٹ پڑے شاہ جادوان
ان ساحرون کے سامنے سحیران ہو کر انھین کی طرف دیکھنے لگا کہ ان کو کس نے رہا کیا ازبسکہ تیغ لیکر قریب
بنگلہ کے آچکا تھا ان لوگون کی جانب جو متوجہ ہوا ملکہ بران کو خوب موقع ملا یہ بزور سحر بلند ہوئی اور وہان سے برق
بن کر بنگلے کی جانب چلی بادشاہ اسکی طرف متوجہ ہوا تھا کہ ایک طرف سے لعذہ قران کا سر پر پڑا یہ تین
سحر کی سر پر آڑ ہوئین اور یہ قران کی طرف لپکا کہ دوسری طرف سے برق عیار نے کمند ماری کمند تو جل گئی
مگر بادشاہ ادھر پھر اقران اس عرصہ مین اور طرف ہو گیا اسنے چاہا تھا کہ برق کو گرفتار کرون کہ ایک
سمت سے ضرغام نے خنجر مارا پنجہ نے خنجر روکا اور یہ اُسی کی جانب پھرا تھا کہ جانسوز نے حباب بیہوشی ناک پر
مارا یہ چکر کھا کر گرا پتلے سحر کے پیدا ہو کر ہوشیار کرنے لگے اور عیار سب اُس لشکر مین ہر طرف چلے گئے مگر جب تک
بادشاہ ہوشیار ہوے اسوقت تک ملکہ بران بجلی بنی ہوئی بنگلے پر گری اور وہ بنگلہ دھوان بنکر اُڑا عمرو
ظاہر ہوا اور اسنے جو بران کو دیکھا پکارا کہ اے ملکہ جلد مجکو لے چلو ایسا نہو کہ لڑنے مین مجکو بھول جاؤ اور اس
غوغاے لشکر مین ہرچند عمرو چیخا مگر کچھ سنائی نہ دیا لیکن ملکہ اسکے چھڑانے کو تو گری ہی تھی جلد کمر مین پنجہ ڈال کر
لے اُڑی اختر کا سایہ جسم پر خواجہ کے جو پڑا قید سحر کی دور ہوئی جسم مین بھی توانائی آئی اور ساحر جو غوغا کرتے
چلے کہ لینا لیے جاتی ہے ملکہ نے اختر کی ضیا اُن ساحرون پر بھی ڈالی کہ بیہوش ہو کر گرے اور ملکہ بلند ہو کر سناٹا
مار کر چلی ادھر افراسیاب بھی ہوشیار ہو چکا تھا لے گئی لے گئی کا غوغا سنکر اُڑا لاکھون ساحر اُڑکر عقب ملکہ چلے
تھے اُنکو فوج ملکہ کی اور مہرخ کی کب راہ دیتی سد راہ تھی اور بادشاہ جو اُڑا سرداران بران نے روکنا
شروع کیا اسنے ایسا افسون دم کیا کہ سب نے اُسکو راستہ دیا یہ بھی سناٹا مار کر چلا لیکن بران اس عرصہ مین
بہت جلد دور نکل گئی اور بادشاہ بھی کہتا چلا کہ اس چھوکری کو بغیر مارے آج نہ رہونگا یہ دونون تو آگے پیچھے
جاتے ہین لیکن بران کے خواجہ کو لے جانے سے تمام ناظمان دربند طلسم ہوشربا کو ایسی خجالت ہوئی
کہ جان دینے پر آمادہ ہوے اور بڑے جوش وخروش سے لڑائی آغاز کی آتش سحر ایسی شعلہ زن ہوئی کہ
خورشید کو اُسکی گرمی سے تپ چڑھی سیاہی ایسی بڑھی کہ دُنیا سیاہ خانہ بنی گھمسان کی مار ہوئی بگیر و بہ بندکی

بیکار ہوئی منزلون تک سر کٹے پڑے تھے دھڑ تڑپ رہے تھے دریاے خون رواں کے برابر اور ایک دریاے خون رواں تھا وقت فراق جسم و جان تھا ایک طرف سے ملکہ مہرخ ایک جانب سے فوج بران گری ہوئی تھی کہ

ابیات

قسمت نے تھی وہ زمین دکھائی	گویا زمانہ پھر گیا تھا	کوئی نہ کسی کا تھا خدا تھا
آتش کے کلام طعنہ آمیز	کوسون نہ تھی بوے آشنائی	سینون مین تھی آتش حسد تیز
ایسے تھے سیاہ دل وہ مردم	ساحر نہ کسی بلا سے کم تھے	مثل دم اژدر ان کے دم تھے
آب دم تیغ و خنجر تیز	نیش انکا رواں تھا مثل کژدم	پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز
تلوار غضب کی چل رہی تھی	تھا گرم وہان اجل کا بازار	تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
کھائی تھی اسے بزنگ اژدر	تھی سانپ کہ زہر اگل رہی تھی	آتا تھا جو دشمن اسکے منہ پر

ملکہ حیرت نے ہر چند جد و جہد اس لڑائی مین کی مگر فتح ممکن نہ ہوئی آخر تھک کر طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رُکے اور آپس سے جدا ہوے لشکریان بران شاہان طلسم دربند نورافشان ہمراہ ملکہ مہرخ عالی شان مراجعت فرما ہوے اور متصل لشکر ملکہ مذکور یہ بادشاہ بھی اُترے اُدھر حیرت نے داخل لشکر ہوکر ہر ایک کو اُترنے کا حکم دیا منزلون تک دونون جانب لشکر اُترے حیرت کے یہان تو مجمع عظیم پہلے ہی سے تھا مہرخ کے یہان بھی ویسا ہی ہجوم ہوا کہ جہان تک نگاہ جاتی تھی لشکر ہی لشکر نظر پڑتا تھا اور ویسا ہی ہنگامہ جیسا کہ حیرت کی طرف بیان ہو چکا یہان بھی تھا یہ سب تو باطمینان ٹھہرے اور عیار اس فکر مین جانب دشت چلے کہ دیکھین شاہ جادوان اور ملکہ بران سے کیا گذرتی ہے یہان ملکہ مہرخ سے سرشار و سلیمان و سلطان نے ملاقات کی ملکہ مذکور نے ان کو خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ و بارگاہ رہنے کو دیا لکفاف واجبی معین کیا الحاصل سب ہنسی خوشی سے مقیم ہوے ان کو اس حال مین چھوڑکر شاہ طلسم کی کیفیت بیان کی جاتی ہے کہ یہ جو عقب بران چلا وہ دور جا چکی تھی اور راہ مین سوچتی جاتی تھی کہ تو برا سے طلسم مین فتحیاب نہ ہوگی خاصکر شاہ طلسم سے سربر ہونا مشکل ہے اور وہ تیرے پیچھے آتا ہے کچھ تدبیر کرنا چاہیے چنانچہ ایسا کچھ تجویز کرکے صحرا مین اُتری اور عمرو کو ایک غار مین بیہوش کرکے ڈال دیا اور آپ بھی جاکر درہ کوہ مین چھپ رہی اس لیے کہ جو گزند دیوے اُس کو زہر کیون دیجیے دوسرے یہ کہ تو افراسیاب کو آج قتل تو کر ہی نہ سکے گی طلسم کچھ فتح تو آج ہوا نہین جاتا پھر بیکار ہے لڑنا خواجہ کو چھیڑنا تھا وہ تو ہو گیا غرض جب یہ پوشیدہ ہو گئی شاہ طلسم کچھ دیر مین وہان آیا ہر سمت اُسکا تفحص کیا کہین اُسکا پتہ نہ پایا اسنے سحر سے معلوم کرنا چاہا کہ بران کہان ہے سحر نے بسبب اسکے کہ بران کے پاس اختر مروارید ہے اسکو خبر نہ دی بلکہ یہ خبر دی کہ ملکہ مذکور اپنے طلسم مین گئی شاہ جادوان ناچار رنجیدہ خاطر پھرا اور بسبب ندامت کے لشکر حیرت مین نہ آیا باغ سیب مین آکر کچھ دیر ٹھہرا پھر سمجھا کہ یہان بھی ساحر میری ملاقات کو آئین گے اُنسے شرمندگی ہوگی

یہ سمجھ کر ظلمات مین چلا گیا اور ایک مکان مین وہان کے آکر منھ اپنا لپیٹ کر پڑ رہا دل سے کہتا تھا کاتنی بڑی ذلت ایک چھوکری کے ہاتھ سے تجکو ہوئی یہ نشانی تیرے ادبار کی ہے اب طلسم بھی تو حوالہ باغبان کردے اسد کو اور بدیع کو چھوڑدے پھر آپ ہی دل سے کہتا کہ اے افراسیاب تو کیا ہے بران کو اُسکے گھر سے جاکر پکڑ لائے اور اسد گنبد جہان پر قید ہے اُسکو کون چھڑا سکتا ہے لوح کا حال کسی کو معلوم نہین ایسا کہ لوحداران طلسم اور رکن رکین طلسم بھی نہین جانتے پھر تو گھبراتا کیون ہے ایسی باتین دل سے بناتا رنج و امید کی حالت مین پڑا تھا ادھر بعد اسکے چلے آنے کے کچھ دیر تو بران مخفی رہی ازبسکہ جنگ عظیم چار روز رہی تھی آج چوتھا دن تھا کہ اسنے کچھ کھایا پیا نہ تھا اور یہ دن بھی بھاگنے اور چھپنے مین گذرا تھا ملکہ مذکور بہت تشنہ و گرسنہ تھی درہ کوہ سے باہر نکلی اور ربنا بر احتیاط کے خواجہ کو غار سے نہ نکالا جب شہنشاہ سیاران میدان طلسم افلاک سے پھر کر ظلمات مین گیا اور ملکہ ناہید نے پردہ تیرگی شب سے نکلکر فروغ پکڑا کہ نظم

ستارون سے کھلا پھر تختۂ شام | ہوے مہتاب سے روشن در و بام | ستارے بھی شگفتہ دل تھے کچھ آج
سر شب پر دھرا تھا ماہ کا تاج

بران نے عمرو کو غار سے نکال کر ہوشیار کیا اور تمام ماجرا اظہار کیا اختر مرواریدکے باعث سے زندگی ہوئی ورنہ افراسیاب کے ہاتھ سے بچنا مشکل تھا خواجہ نے بھی گلہاے کلام اُس لالہ فام پر نثار کیے اور گلستان شکر مین عندلیب وار ترنم سرا ہوا کہ اے ملکہ تمھارے سبب سے میری جان خدا نے بچائی تم نے بڑا احسان مجھپر کیا ہے مین اُسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا واقعی تیرا یہ رتبہ ہے کہ

نظم

شرمندۂ فیض اہل امکان | کیا شکر ادا کرون مین تیرا | شہرہ ترے فیض کا ہے ہر جا
زر مہر سے مہ سے سیم برسے | قبضہ مین ہر ایک دل کا ایوان | دیکھے جو تو فیض کی نظر سے
| یہ حشمت یہ زور یہ حکومت | یا رب رہے تا ابد سلامت

بران نے سحاب بیان سے گہر باری کی کہ خواجہ مین آپکی دختر کے برابر ہون اور دعواے کنیزی کا رکھتی ہون آپ بزرگی فرماتے ہین جو ایسا کچھ زبان پر لاتے ہین یہ جنگ مین نے اپنی راے سے کی بد دعا کی قدر کو اسکی خبر نہین خواجہ نے کہا شاہ کوکب اس حال کو سنکر ناراض نہ ہون گے بلکہ خوش ہون گے ملکہ نے فرمایا خیر ہرچہ باداباد لیکن افراسیاب جس طرح مجھ سے لڑا اس طرح میرے باپ سے نہ لڑسکتا مرد عورت مین بڑا فرق ہوتا ہے اور بہت سے سحر ایسے ہین کہ عورت سے نہین ہوسکتے ہین اگر تم قید نہ ہوتے تو مین بغیر مرضی اپنے باپ کے نہ آتی اور جب آپ میرے گھر مین تشریف فرما تھے تو مین نے وعدہ بھی کیا کہ لشکر لیکر آپ کی مدد کو چلون گی اب لشکر کشی ہوچکی میرا جی نہین چاہتا کہ گھر پلٹ کر جاؤن دل مین آتا ہے کہ دریاے خون روان خشک کردون اور ٹیل پر پیزادان توڑ ڈالون خواجہ نے کہا اب براے چندے تو اپنے گھر چلنا مناسب ہے آیندہ جیسی صلاح تمھارے باپ کی ہوگی وہ کرین گے ملکہ نے کہا اچھا سمجھا جائیگا اب تو ذرا دم لے لین یہ کہہ کر دامان کوہستان مین گئی اور کوس بھر کا ایک میدان سبز و خرم دیکھ کر ٹھہر گئی

کہ چند نازنینان مہر طلعت زمین سے نکلکر سامنے آئین اُنسے حکم کیا کہ سامان آرام و راحت مہیا کرو یہ حکم پا کر وہ غائب ہوگئین بعد لمحہ کے پھر آئین لب چشمہ مسند مغرق بچھا دیا ملکہ و خواجہ آکر بیٹھے چھپکیرین اُن گلعذارون نے سامنے رکھدین پھر دو عورتین آئین اور دسترخوان اُنھون نے بچھا دیا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ مسلانچی اور آفتابہ سامنے لائین خواجہ اور ملکہ نے ہاتھ دھو کر کھانا نوش فرمایا بعد فراغ اکل و شرب نازنینان زرین پوش آئین اور کشتیان شراب ارغوانی ساتھ لائین ملکہ مے نوشی کرنے مین مصروف ہوئی اُس اثنا مین چاندنی نے کھیت کیا دشت و در چاندنی کا بنا ہوا سرد چلنے لگی پانی چشمون کا لہرین لیتا تھا جنگل مین پھول رنگ رنگ کے کھلے تھے ملکہ کیفیت لالہ زار چاندنی دیکھتی تھی اور عمرو اس کی خاطر سے آہستہ آہستہ کچھ گاتا تھا یہ تو اس کیفیت مین ہین لیکن عیار جو برائے دریافت حال خواجہ نیک کردار ملکہ خوش اطوار صحرا مین آئے تھے اُنھون نے شاہ طلسم کو جانب باغ سیب خالی جاتے دیکھا سمجھے کہ بران اسکو نہین ملی پس یہبھی شاد شاد اپنے لشکر کی طرف پھرے راہ مین اُنسے اور چالاک سے ملاقات ہوئی اور اوسکو قسمین دین کہ مرشدزادے لشکر مین تشریف لے چلو اُسنے کہا وہان خواجہ سے حجاب ہوگا ابھی کوئی کار نمایان مین نے نہین کیا ہے عیارون نے کہا ابھی خواجہ لشکر مین نہین ہین اور بڑا کام تو تمنے یہ کیا کہ تمام لشکر کو سحر سے شاہ جادوان کے چھڑا یا اچھا بروقت آنے خواجہ صاحب کے چلے جانا عیار مذکور ان کے بجد ہونے سے ہمراہ ان کے چلا اور یہ سب اول جانب لشکر حیرت آئے یہان حیرت کے حکم سے لاشین مقتولون کی اُٹھ رہی تھین ملکہ مسطور اندر بارگاہ کے چُپ غم مین مبتلا بیٹھی تھی ناچ گانا موقوف سناٹا تھا لشکرون مین بھی وہ گھما گھم اور رونق نہ تھی جا بجا یہ تذکرہ ہوتا تھا کہ اب طلسم بچنے کا نہین مناسب ہے کہ یہان سے نکل چلین ورنہ دین و ایمان سب برباد ہوگا بعض خیام سے غم پدر و پسر و برادر سے صدائے نوحہ و شیون برپا تھی عیار یہ تمام سب دیکھتے ہوئے اپنے لشکر مین آئے یہان مقتول دفن ہو رہے تھے نقارۂ شادمانی پر چوب پڑ رہی ہر خیمہ مین ناچ ہو رہا تھا بازار عیش و عشرت گرم تھا عیار سب طرف پھر کر بارگاہ مین آئے ضرغام نے سب کے کہا کہ یہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہین ہر ایک سردار بڑی گرمجوشی سے ملا چالاک نے بھی صفت و ثنا ہر ایک کی ادا فرمائی مہرخ نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی خلعت سے مخلع کیا اُس کیفیت مین مہتر قران نے خبر دی کہ ملکہ ہمائے جادو آتی ہین مہرخ نے استقبال کر کے بلوایا اسکے ہمراہ مجلس جادو بھی تھی غرض ان کو بتعظیم تمام بٹھایا اور استفسار کیا کہ ملکہ بران کی فوج کا کیا ارادہ ہے ہمانے کہا مین اسی واسطے آئی ہون کہ تم سے صلاح کرون میری رائے یہ ہے کہ شب کو شاہان دربند طلسم کو چلکر اپنی بارگاہ مین لے آؤ مہرخ نے کہا بہتر ہے چلو یہ کہکر مع ہما کے سوار ہوئی قران بھی ساتھ چلا آخر اُس لشکر مین پہونچ کر ہر ایک سے ملاقات کی اور اپنے لشکر مین چلنے کے لیے اصرار فرمایا ہر سردار عرض پیرا ہوا کہ ہم تابع فرمان ملکہ بران

ہین وہ ہم سے کچھ فرماتی نہین گئین نہ یہ ارشاد فرمایا کہ اپنے اپنے ملکون کو جانا نہ یہ فرمایا کہ یہین رہنا ہم کو آپ ابھی اسی جگہ رہنے دین صرف اتنا بندوبست کردین کہ ایک صحراے فراخ و وسیع مین ہم کو اُتروا دین کہ یہان تکلیف بہت ہے یہ سنکر مہرخ نے مہتر قران سے کہا کہ یہان سے پانچ کوس پر ایک کوہ سیاہ ہے وہان ان سب کو لیجا کر اُتروا دو سب بادشاہون نے کوچ کیا قران ان کو لیکر ہمراہ چلا اور دامن کوہ مین جب پہونچے دیکھا کہ ایک میدان تیس کوس کا ہے جسمین نہ کوئی درخت ہے نہ جھیل ایک تختہ صندل کا ایسا ہموار و مصفا زمین کا تھا غرض وہان لشکر اُترا لیکن بازار سے ملکہ مہرخ کے سرا اُس لشکر کا آکر ملگیا اب سب ساحرون کو بفراغت جاے سکونت ملی مہرخ و قران پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے اور مصروف عیش ہوے اس وقت صرصر عیارہ بھی بقصد عیاری اس لشکر مین آئی اور یہان ہزارہا ساحرون کو لشکر ہیران سے آتے جاتے دیکھا اسنے انھین کو دیکھ کر صورت اپنی ایک جادوگرنی کی ایسی بنائی اور داخل بارگاہ ہوئی اندر کرسی جواہر نگار پر ایک عیار کو اسنے بیٹھے دیکھا یہ تو چالاک کو پہچانتی نہ تھی اور نہ چالاک اسکو پہچانتا تھا لیکن اسنے قیافہ سے دریافت کیا کہ یہ کوئی نیا عیار لشکر امیر سے آیا ہے مگر خواجہ کی صورت سے شکل اسکی بہت مشابہ ہے غرض صورت تو بدلے ہی تھی ایک خط مصنوعی ہاتھ پر رکھکر آگے بڑھی اور مہرخ کو تسلیم کی وہ نامہ دیا ملکہ نے پڑھا لکھا تھا کہ منم ہیران اے مہرخ مین عمرو کو لیکر فلان پہاڑ کے دامن مین آئی ہون اور اپنے طلسم کو جایا چاہتی ہون اگر تمھارا جی چاہے تو میری ملاقات کو آؤ اور عمرو بھی میرے ہمراہ جاینگے اُن سے بھی ملجاؤ اور ایک چیز مینے سحر سے تیار کرکے اس ساحرہ کے ہاتھ تمکو بھیجی ہے اُس چیز کو اس سے لیکر سونگھنا تم کو سب واضح ہوجاے گا کہ مین کس وجہ سے تمھارے پاس نہین آئی اور اُس کو تنہائی مین جاکر سونگھنا تاکہ میرا راز اورون پر نہ ظاہر ہو ملکہ مہرخ مضمون نامے سے آگاہ ہوکر اُٹھی اور بارگاہ کے دونون سمت راوٹیان بنی ہین عیارہ کے ہمراہ ایک راوٹی مین آئی یہان چالاک سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہی لشکر کی ہے کوئی بات پوشیدہ ہوگی اُسکو بیان کرنے کو علحدہ لے گئی ہے یہ سمجھ کر چپکا بیٹھا رہا اس اثنا مین بہار اپنی بارگاہ سے یہان آئی چالاک کو یہ پہچانتی تھی کہ لشکر اسلام مین داخل ہوئی ہے اسوقت بڑے تپاک سے اس سے ملی اور بیٹھ کر باتین کرنے لگی ہنگام تکلم مین اسکو خیال جو آیا تو پوچھا کہ ملکہ مہرخ کہان ہین چالاک نے کہا کہ ابھی ایک ساحرہ نامہ لیکر آئی تھی اُسکو لے کر الگ گئی ہین کچھ مشورہ کرنے کو بہار نے کہا اکثر شاہ جادوان کے یہان کی عیار بچیان جادوگرنیان بنکر آتی ہین اور پکڑ لے جاتی ہین انکو کیا ضرور تھا کہ اکیلے گئین چالاک نے پوچھا عیار بچیون کا کیا نام ہے ملکہ نے کہا عیار بچیان پانچ ہین صرصر شمشیر زن۔ صبا رفتار۔ شرارہ نقب زن۔ شمیمہ سنگ انداز۔ تیز نگاہ خنجر زن۔ انھون نے تمھارے باپ اور بھائیون سے سامنا کیا ہے اور دعوی برابری کا رکھتی ہین عیار مذکور نے کہا تو پھر چلکر ملکہ کی خبر لینا چاہیے یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور راوٹی مین آیا یہان صرصر مہرخ کو جب لائی ملکہ مذکور نے کہا لاؤ وہ کیا چیز ہے جو

بُرّان نے بھیجی ہے عیارہ نے کمر سے ایک حباب بیہوشی نکال کر اُسکے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوئی اُسنے پشتارہ باندھ کر قنات چاک کرکے راستہ پکڑا چالاک نے جو آکر دیکھا جہان مہرخ کا پائون پڑا تھا وہان کا فرش تو دب گیا تھا اور عیارہ کے پائون کا بالکل نشان بھی نہ تھا عیار یہ دیکھ کر جھپٹا اور تلاش کنان صحرا مین پہونچا صرصر ہنوز جنگل مین پہونچی تھی کہ اسنے پہونچ کر نعرہ کیا باش کہ ہم رسیدیم صرصر سمجھی کہ مین پشتارہ بدوش بھاگ نہ سکونگی پس پشتارہ پھینک کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئی عیار کے عقب مین بہار بھی آئی تھی چالاک نے اُس سے کہا کہ تم مہرخ کو ہوشیار کرکے لیجاؤ مین اس عیارہ سے سمجھ لون یہ کہہ کر جانب کوہ چلا صرصر وہان سے بھی چلی اور پکاری کہ ارے مین جانتی ہون کہ تو عمرو کا بیٹا ہے بس خیریت اسی مین ہے کہ چلا جا اسنے جواب دیا کہ اری چڈو تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ مین بیٹھا رہا اور تو عیاری کر گئی تیرا نام کیا ہے عیارہ نے کہا منم صرصر یہ کہتی ہوئی پہاڑی کے دوسری جانب سے اُتر کر چلی چالاک سمجھا کہ یون قید نہوگی پس دھوکا دینے کو ایک جھیل کے کنارے بیٹھ کر منھ ہاتھ دھونے لگا صرصر نے پھر کر دیکھا کہ دیکھون میرے تعاقب مین آتا ہے یا نہین اُسکا منھ جو پھر کر دیکھنے سے چالاک کی سمت ہوا از بسکہ شب ماہ تھی اسنے ایک گولی بیہوشی کی بھری کاغذ کی کمان مین رکھ کر جو ماری صرصر کی ناک پر آکر پڑی وجہ اسکے ناک پر پڑنے کی یہ ہوئی کہ جب اسنے عیار کو جھیل پر بیٹھے دیکھا یہ بھی تو بے نظیر عیارہ ہے سمجھی کہ یہ عیار مجکو دھوکا دیتا ہے آئیگا ضرور مجکو پکڑنے بس یہ سمجھ کر سامنے بیٹھ گئی اور حلقہ ہاے کمند اپنے سامنے کی طرف اس طرح بچھانے لگی کہ جو کوئی ادھر سے گذرے وہ اسمین پھنسے یہ کمند بچھانے مین مشغول تھی کہ گولی آکر ناک پر پڑی اور حباب کی طرح پھوٹ گئی بیہوشی تیر کی طرح اسکے دماغ مین سرایت کر گئی تڑ اتڑ کئی بار چھینکی اور بیہوش ہوگئی چالاک خوشی خوشی دوڑا جب قریب اُسکے پہونچا کمند کے حلقون پر پائون پڑا سا تون بند کمند کے اچھل کر گردن و کمر مین آگئے اور یہ بندھ کر گرا اُس کے گرنے سے جھٹکا جو پڑا حلقہ سچی ہوگئے چونکہ جنگل مین ہوا سرد چلتی تھی عیارہ بھی جلد ہوشیار ہوگئی اور اسنے دیکھا کہ چالاک بندھا بیٹھا ہے یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی لیکن کمند مین چالیس گرہین ہوتی ہین اور بڑے عیار جو زبردست ہوتے ہین وہ یہ طریقہ جانتے ہین کہ ایک طرف سے سر کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارتے ہین سب گرہین کھل جاتی ہین چالاک بھی یہ خیال کر رہا تھا کہ کدھر سے جھٹکا مارون جو گرہین کھل جائین اسی خیال مین تھا کہ صرصر کود کے اس پر آ ہی تو پڑی اسنے بعجلت تمام جھٹکا سر کمند کا تھام کر دیا کہ سب حلقہ اُس کے کھل گئے اسوقت اسنے صرصر کے اس زور سے ایک لات ماری کہ دور ڈھلک کر ایک غار مین گری یہ جست کرکے اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا صرصر کو کچھ نہ بن آیا اُسنے انثیین اسکے پکڑے اتفاق سے صبا رفتار بھی اس طرف آئی اور پکاری کہ گھبرانا نہین ہم بھی آ پہونچے صرصر سمجھی کہ شاید قِران آیا یہ سمجھ کر اسنے چالاک کو چھوڑا اور جست کرکے چلی چالاک بھی کود کر اسکے برابر ہی پہونچا ناچار اسنے نیمچہ کھینچا چالاک بھی نیمچہ

کھینچ کر مقابل ہوا دونون عیارنیان اسپر چوٹین ڈالنے لگین اور یہ بھی روک روک وار کرتا تھا
چالیس چوٹین اسنے مارین صرصر نے سب روکین فقط اتنا فرق ہے کہ وہ دو ہین یہ اکیلا ہے اب اسکو
بھی غصہ آیا اور اسنے قصد کیا کہ مار ڈالون لیکن جب اسکو آئے ہوے صحرا مین دیر ہوئی تو قران لشکر
سے اسکو ڈھونڈھنے چلا اور یہان آکر پہونچا دیکھا تو برق شمشیر چاپ رہی ہے دل سے کہا کہ عجب
خونریز زمین ہے کہ جہان دیکھو تلوار چلتی ہے آگے بڑھ کر جو دیکھا تو صرصر و صبا رفتار و چالاک سے
تلوار چل رہی ہے یہ دیکھ کر پکارا کہ واہ واہ اے مرشد زادے سبحان اللہ کیا کہنا لیکن اتنا خیال ہے
کہ اسمین ایک کنیز بے تمیز میری بھی ہے یہ آواز سنکر صبا رفتار کی تو جان نکلگئی صرصر سے گویا
ہوئی کہ اے بی بی وہ موا کالیا حبشی جلاد فلک آگیا یہ سنکر صرصر ایک سمت کو بھاگی یہ بھی اُس کے
ساتھ روان ہوئی چالاک بھی پیچھے چلا تھا کہ قران نے روکا اسنے کہا بھیا اس مالزادی قحبہ نے
بڑا غضب کیا مہرخ کو مار ہی ڈالا تھا وہ تو مین دوڑ پڑا نہین کام تمام تھا قران نے کہا ہان ہان
گالی نہ دو اسکو خواجہ سلامت لونڈی بنایا چاہتے اور وہ دوسری میری لونڈی ہے عیارچیون نے
جو یہ بھاگتے مین سنا پھر کر گالیان دینے لگین کہ خدا غارت کرے موؤن نے ہمکو لونڈیان مقرر کیا ہے ان کو
اور ان کے اُستاد کو گہری گور مین تو بین جمشید قسم کہان مرہتون نے ہم کو سارے طلسم مین چھنال مشہور کر رکھا ہے
یہ کہتی ہوئی بھاگین قران نے پکار کر کہا کہ اُستانی صاحبہ آج جو مین نہ آتا تو مرشد زادے مار ڈالتے کیونکہ
وہ جانتے نہ تھے اب جو تم نے ایسی حرکت پھر کی تو مار ہی ڈالونگا یا اندھے کوئین مین اُٹھا کر ڈال دونگا
عیارچیان کوسنے دیتی ہوئین ایک طرف چلی گئین اور یہ دونون پھر کر بارگاہ مہرخ مین آئے بہار
ملکہ مذکور کو لاچکی تھی اُسنے چالاک کا بہت شکریہ ادا کیا پھر مصروف عیش و نشاط ہوئی قران سے کہا
تم بھی بیٹھو اُسنے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ خواجہ کا حال دریافت کرنے جاؤن ملکہ نے کہا یقین ہے کہ بران
اپنے طلسم مین لیے چلی گئین چالاک نے کہا اُن کا طلسم کہان ہے قران نے کہا اُس وقت سب حال
از ابتدا تا انتہا طلسم کا بیان کیا تا کہ یہ جملہ کوائف سے آگاہ ہوکر دوست دشمن کو پہچان جائے غرضکہ اسی گفتگو
مین معتبر برق باہر سے آیا اور اُسنے بیان کیا کہ مین بران کے لشکر مین ابھی تھا تمام سردار ملکہ مذکور کے
کہتے تھے کہ ہماری جانین خواجہ عمرو و بران پر نثار ہین اور اے ملکہ اُس لشکر مین بڑے بڑے ساحر ہین
مہرخ نے کہا اب انشاء اللہ اسی طرح حملہ کرکے شہزادہ اسد کو بھی چھڑائینگے اب مین انتظار مین ہون کہ
خواجہ میرے لشکر مین آئین تو جشن کرون قران نے کہا مین جاکے لاتا ہون برق نے کہا مین بھی چلتا
ہون ملکہ نے کہا کہ تم سب چلے جاؤگے تو چالاک کا دم گھبرائیگا یہ سنکر قران تنہا روانہ ہوا ادھر بارگاہ
حیرت مین صرصر آکے پہونچی اور جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا حیرت نے کہا عمرو اگر رہا ہوگیا تو کچھ
پرواہ نہین شہنشاہ سے بچ کر کہان جائیگا اسوقت اور جا دوگرنیون نے کہا ہمکو یہی تعجب ہے کہ بران

کے ہاتھ سے بچ کر نکلگئی یہ ... کر سفاک رویین تن نے کہا مین دیکھتی تھی جب شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے چلے تو ایک کالے حبشی نے ان کو رسی مین باندہ دیا رسی سحر سے جلگئی تھی لیکن اتنے عرصہ مین برّان بھی نکل گئی تھی صرصر نے کہا بی بی یہی بڑا ستم ہوا کہ عیارون نے شہنشاہ کو روک رکھا حاصل امر انکا رنج والم کہان تک بیان کرون اسی حرف و حکایات مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ خورشید جوشندہ ہوکر پردہ شب مین چھپ گیا تھا اب اپنے گریبان سحر سے بسان متفکران سر اٹھایا کہ نظم

یہ باتین تھین کہ آئی شب کی قیامت | ہوئی پھر صبح کی نازل قیامت | گیا خورشید نے روشن سحر کو
پہنایا نور کا جوشن سحر کو

صبح کو افراسیاب بزنگ دو دھ چکر بستر خواب سے اٹھا اور ظلمات طلسم سے نکلکر قلعہ ہاے طلسمی کی سیر کرنے لگا اس لیے کہ رنج خاطر برطرف ہو دل بہل جائے چنانچہ ہر سمت پھر کر باغ مینا مین آیا یہان اسکے آنے کی خبر سنکر چند ساحر حاضر ہوے یہ تخت پر بخاطر حزین و بجان غمگین بیٹھا اور شراب پینے لگا ادہر صحرا مین بران و عمرو شب بھر عشرت پذیر ہوے لیکن ہنگام سحر ایک ساحر سیاہ دل و سر جادو نام کہ بہ منظر دید انجام ان کے اس مقام پر رہنے سے آگاہ ہوا یہ ساحر اس پہاڑ او صحرا کا افراسیاب کی طرف سے محافظ ہے چنانچہ جہان بُرّان بیٹھی ہے اُس کے چار سمت پہاڑ ہے بیچ مین یہ میدان ہے یہ ساحر سوچا کہ مین بُرّان کا سامنا نہ کرسکون گا کیونکہ وہ مالک اختر مرداریہ ہے پس یہ اُس پہاڑ کے قریب آیا اور ایک سحر جو خوب عمدہ اسکو یاد تھا پڑھا کہ سلین بڑی بڑی اُڑ کر درّہ کوہ مین آڑہ ہوگئین راہ آمد و رفت کی بند ہوگئی اور اُس میدان مین کہ جہان خواجہ و بران بیٹھے تھے اندھیرا ہوگیا خواجہ نے کہا خداوندا خیر کرنا بُرّان نے کہا خواجہ گھبرانا نہ چاہیے ہم جو یہان غافل بیٹھے تھے اس سبب سے کسی نے یہ جسارت کی کہ راہ آمد و رفت ہماری بند کی ورنہ میرے پاس اختر مرداریہ ہے کسی کا بغیر قابو ہونا دشوار تھا اور اب بھی جب چاہونگی نکل جاؤن گی تم بیٹھے رہو کچھ فکر نہ کرو یہ تو اسطرح کی فکر مین ہے لیکن سیاہ دل و سر جادو ان کو اپنی دانست مین مقید کرکے افراسیاب کو خبر کرنے چلا اور بزور سحر پرواز کرکے دریاے نور کے کنارے آیا اور سحر پڑھ کر پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران مین آپکی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا ہون اسکے پکارتے ہی ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکو اُٹھا لیگیا شاہ طلسم باغ مینا مین بیٹھا تھا اور اسکے پاس اسوقت نامہ لقا کا آیا تھا اُسکو پڑھ رہا تھا اُسمین وہی مضمون معمولی تھا کہ تو اپنے خداوند کو بھول گیا ہے مدت سے ہماری مدد کے لیے تو نے کسی کو نہ بھیجا یہان خدا پرستون نے مجکو پریشان کر رکھا ہے سب ساحر مارے گئے صرف ایک صبا جادو باقی ہے وہ بھی خوف مسلمانان سے بھاگی بھاگی پھرتی ہے اب جلد کسی ساحر زبردست کو یہان بھیج کہ وہ آکر کام خدا پرستون کا تمام کرے اور اگر تو نے تامل درباب اعانت کیا تو مین جانب ہفت کوہ چلا جاؤنگا اور وہان سے سلیمان کوہ کی جانب روانہ ہونگا غرض یہ نامہ پڑھ کر بادشاہ ساحرون کو کہ رہا تھا کہ کیا خدا پرستون نے سر اُٹھایا ہے اب کسی ساحر کو

میرا قصد ہے کہ خداوند کے پاس بھیجوں وہ یقین ہے کہ مسلمانوں کا خاتمہ کردے کیونکہ پہلے جو ساحر وہان جاتا تھا چالاک مارڈالتا تھا اب تو وہ عیار یہان آگیا ہے کوئی اور عیاران عیارون کے پلہ برکا ہے کہ جسے اب کھٹکا وہان کا کچھ نہین ہے انھین باتون مین ینجے نے جاکر سیاہ دل کو سامنے پہونچایا اسنے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے پوچھا کہ آج کدھر سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے عرض کیا کہ اول تو قدمبوسی کو دل چاہتا تھا دوسرے یہ کہ مین جس غار مین رہتا ہون وہان سے گرد آوری کے لیے جو اُٹھا کوہ کے میدان مین بران شمشیر زن کو دیکھا کہ ایک مرد سے سرگرم سخن ہے مین سمجھا کہ شہنشاہ کے سامنے سے جو یہ بھاگی تھی اس جگہ آکر مخفی ہوئی ہے پس مین نے مقابلہ کرنا مناسب نہ جانا لیکن درّہ کو چار سمت سے بند کردیے اور خدمت بندگان بادشاہ مین خبر کرنے حاضر ہوا بادشاہ نے جو یہ خبر سُنی فرط عشرت سے چہرہ گلنار ہوگیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ امر سچ ہے اُسنے قسم کھاکر بیان کیا بادشاہ نے اُسپر بھی بنابر احتیاط رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین بھی معلوم ہوا کہ بیان سیاہ دل سچ ہے پس یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا اور سیاہ دل سے گویا ہوا کہ آگے چل مین بھی آتا ہون وہ یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور بادشاہ بھی اسکے پیچھے چلا مگر سیاہ دل کنارے دریا کے پہونچا ینجے نے اُٹھاکر دریا کے پار پہونچا دیا یہ اپنے غار کی جانب روان ہوا لیکن اول بیان ہوا کہ قران عیار عمرو کو ڈھونڈھنے نکلا تھا اور دریاے خون روان کے کنارے تلاش کنان پھر رہا تھا اسنے اسکو دیکھا کہ ایک ساحر دریا سے اُس پار اُتر کر ایک طرف جاتا ہے عیار ساحر کی ایسی صورت تو بنا تھا ہی دوڑکر اسکے قریب گیا اور صاحب سلامت کرکے کہا بھائی صاحب جس کام کو گئے تھے وہ کر آئے اور کیون نہ کرتے ہمیشہ جس کام پر تم نے ہاتھ ڈالا اُسکا انجام خوب ہوا ہے سیاہ دل اس گفتگو کو سُن کے سمجھا کہ شاید یہ ساحر بھی میرا حال جانتا ہے پس جملہ ماجرا بیان کیا قران نے کہا اگر تم کچھ برائی نہ سمجھو تو جہان وہ باغی قید ہین ہم بھی تمھارے ساتھ چلین اُسنے کہا ہم تم ملازم شاہ طلسم ہین دونون ایک ہین بُرائی کیا ہے ایک سے دو بہتر آؤ چلو یہ عیار اُسکے ساتھ ہوا اور دونون اُس پہاڑ کے قریب آئے قران نے وہان پہونچکر کہا وہ قیدی کہان ہین اُسنے کہا اس پہاڑ کے اندر اسنے کہا پھر اسکو نکالو یا اندر چلکر گرفتار کرو اسنے کہا بران بڑی زبردست ساحرہ ہے ہم تم مقابلہ نہ کرسکین گے افراسیاب کو بُلا آیا ہون وہ آیا ہی چاہتے ہین تامل کرو یہان تو یہ گفتگو ہے وہان بران سے خواجہ نے کہا اے ملکہ تم یہان کبتک رہوگی اب اپنے گھر چلو یا میرے لشکر مین یہان بیٹھنے سے فائدہ کیا دوسرے کھٹکے کی جگہ دل نہین لگتا ہے ملکہ نے یہ سنکر اختر مرواریدا اپنے جوڑے سے نکالا تمام درّے مین روشنی ہوگئی اس اختر کا یہ ماجرا ہے کہ چار سو برس بیشتر باغ جمشید و سامری مین ایک میلہ ہوا تھا اُس روز بران کے دادا پردادا نے قبر سامری پر یہ اختر چڑھایا تھا چنانچہ تابوت پر سامری کے یہ اختر لٹکا کرتا تھا اب اس ملکہ کو وہان جانے سے پجاریون نے وہان کے حسب الحکم نعش سامری عنایت کیا بڑے بڑے سحر اس اختر سے ظاہر ہوتے ہین چنانچہ ملکۂ مذکور نے اس اختر سے لوہن کاٹ کرچاہا کہ درّہ کوہ مین

راستہ پیدا کرون اسنے تو یہ چاہا اُدھر بیرون درّہ قران نے سیاہ دل سے کہا کہ شہنشاہ کو تم بلا آئے تھے وہ تو ابھی
تک نہ آئے لیکن اور کوئی اُدھر سے آتا ہے اُسنے کہا کہان اسنے کہا ارے بھائی جھک کے دیکھو وہ درختون سے
نظر آتا ہے اُسنے اسکے کہنے سے جھک کر اُسی طرف دیکھا اسکو بیری خوب سامنے تھی قران نے پشت پر سے
اچھی طرح تان کر بغدہ مارا کہ سر اُسکا دس ٹکڑے ہوگیا بھیجا نکلکر دور گرا اور صداہاے مہیب پیدا ہوئین تڑاق
پڑاق وہ سلین جو درّہ کوہ مین آڑ تھین کر پڑین آندھی آئی اور آواز پیدا ہوئی کہ مارا سیاہ دل جادوکو بُران
آمادۂ سحر تھی یہ ہنگامہ دیکھ کر پکاری کہ وہ مارا کسی نے جسکو جسنے ہمین قید کیا تھا اس اثنا مین قران دوڑکر اندر درّے
کے آیا اور اپنا نام لیکر نعرہ کیا عمرو نے نعرہ سُنکر کہا کہ آؤ بیٹا ہمارے گلے سے لپٹ جاؤ قران دوڑکر قدم پر گرنے
چلا عمرو نے چھاتی سے لگا لیا اور ننگا کمنگ بغلگیر کیا قران نے بہر حال سیاہ دل کا بیان کرکے کہا کہ
افراسیاب آتا ہوگا مناسب ہے کہ یہان سے لشکر مین تشریف لے چلیے سب مشتاق دیدار ہین اور چشم براہ
تمام سردار ہین عمرو اور ملکہ یہ سنکر اُٹھے کہ اچھا چلو یہ تو چلنے پر آمادہ ہوے اُدھر شاہ جادوان بھی نکل چکا تھا اور الیا
قریب پہونچ چکا تھا کہ سیاہ دل کے مرنے کا شور اُسنے بھی سُنا اور روہین سے نعرہ مارا کہ منم شہنشاہ ساحران
اس نعرے کو سنکر قران تو ایک غار مین کود پڑا اور سرِ غار پر بنا بر احتیاط حلقے کمند کے لگا دیے اور اندر غار کے نقب
کھودتا چلا کہ شاید یہان کوئی آئے تو مجکو نہ پائے ادھر عمرو بھی بھاگا لیکن لالچ جو دامنگیر ہوئی فرش اُٹھانے لگا
بُران نے کہا فرش کو چولھے بھاڑ مین ڈالو خواجہ تم نکل جاؤ یہ سُنکے چاندنی کھینچتا ہوا بھاگا اس اثنا مین زمین کو
زلزلہ آیا برق شرربار چمکی پہاڑ پر طائر پکارے کہ یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو خواجہ نے ناچار
گلیم اوڑھ لی ملکہ تنہا اُس صحرا مین رہ گئی یکایک ایک شعلہ چمک کر فلک کی طرف سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھا کہ
اُس شعلہ مین تیلہ یاقوت کا بصورت افراسیاب استادہ ہے یہ دیکھتے ہی اسنے ایک نارنج زمین پر مارا جہان
وہ نارنج گرا وہان کی زمین شق ہوئی اور پانی اُس سے جاری ہوا اور بڑھ کر آن واحد مین دریا ہوا اور زبان
قلزم زخار موج مارنے لگا دفعتاً ایک کشتی مثل ہلال فلک چمکتی ہوئی سرتاپا جواہر جڑی پیدا ہوئی اور کنارے
آ لگی یہ یم خوبی و قلزم محبوبی جست کرکے اُس زورق پر جا بیٹھی اُسوقت حسن و جمال اُس بحر حسن کا ایسا تھا کہ خوبان
عالم اگر دیکھتے تو بحر ندامت مین ڈوب مرتے عرق تصویر پیشانی پر آتا حسینان جہان کنیز بنکر پانی بھرتے زلف
مشکفام پر چشمۂ ظلمات قربان اسکندر دل اُسکے عشق مین پریشان جبین مبین بحر نور جبین جبین موج قلزم حیات
ضرور ابرو کشتی ماہ نو پر طعنہ زن مژہ خط شعاع چشمۂ مہر پر چشمک فگن چشم سحر آفرین کے تعشق مین مثل مردم آبی
حسین گرداب بحر الم مین ڈوبے ہوے دو چشمے ناز و غمزہ کرشمہ سے بھرے ہوے چشمۂ خورشید مین وہ آب و تاب کہان
جو اُسکے روے انور مین تھی وہ آب کہان آب گوہر مین تھی غنچہ دہن محیط عالم مین صورت حباب چاہ ذقن مین
لطافت و صفا کا آب اسی طرح سب تن گلبدن کا دریاے عالم مین بے رنگ گوہر نایاب کہ بمقتضاے ابیات

عارض سے چمن نے فیض پایا
گیسو سے ختن نے فیض پایا
کی جسنے نظر جہان سے کھویا

اک جام دیا جسے ڈبو یا	سینے کیے چاک دل ہلائے	مٹی مین بہت قمر ملائے

اُس ناؤ پر جا بیٹھنے سے یہ ظاہر کہ آفتاب حسن برج آبی مین آیا برج حوت نے اُس کشتی پر رشک کھایا اسکے ناؤ پر جانے سے وہ شعلہ جبین تپلہ یاقوت کا تھا کنارے دریا کے آیا اور وہ شعلہ لہرایا تپلا اُسمین سے نکلا اُس وقت اُس عربدہ ساز نے نیا تماشا دکھایا آگ پانی ساتھ ملایا پانی دریا کا بلند ہوکر چادر پڑنے لگی گرد ساحل پر آکر آتش ہر موج بنتی اور تپلے پر شرر بنکر گرتی اُسوقت تپلے سے شاہ جادوان نے جسم اصلی پیدا کیا اور نعرہ مارا کہ منم **افراسیاب** نعرہ کرنے سے دریا تھم گیا شاہ نے پکار کر کہا کہ او چھوکری یہ سحر تو نے ایسا کیا ہے کہ میری جگہ پر اگر دوسرا ساحر ہوتا تو تیری صورت پر مبتلا ہوکر دیوانہ ہوتا لیکن میرا کیا کر سکتی ہے تو وہی ہے کہ میری گود مین ننگی آتی تھی اور پیشاب کر دیتی تھی اچھا اب یہ بتا کہ انکو کیا کیا جنکے لیے یہ مصیبت اُٹھائی تیرے باپ کو لازم نہ تھا کہ میرے مقابلے مین تجکو بھیجتا اُس دزد عمرو کو تو نے کہا کیا **بران** نے جواب دیا کہ **عمرو عیار** تین دن پہلے اُس لڑائی سے تیرے برج غضب سے نکلگیا تھا تو جانتا ہے کہ مین لے آئی ہون بھلا وہ میرے چھڑانے کا محتاج رہتا وہ شہنشاہ عیاران ہے شاہ نے فرمایا کہ خیر وہ تو نکل گیا مگر تو کہان جائے گی لے لڑکی اگر تو میرے پاؤن پر گرے اور کہے کہ جیسے **کوکب** میرے باپ ویسے آپ تو مین تیری جان بخشی کرون **بران** نے کہا میرے باپ نے کچھ تجکو مجھے حوالے نہین کر دیا کچھ تیرا ہم دیا نہین کھاتے محتاج تیرے نہین رعیت نہین پھر ہم منت کیون کرین شاہ جادوان نے کہا پھر کیا تو لڑے گی ملکہ نے کہا ہزار بار لڑونگی لڑنا نہ ہوتا تو گھر سے کیون آتی شاہ طلسم نے یہ سنکر کچھ ایسا سحر پڑھکر زمین پر دم تشر مارا کہ سب پانی دریا کا جم گیا **بران** کشتی سے کود کر سامنے آئی کشتی بھی دھوان بنکر اُڑ گئی شاہ نے ایک گولا فولاد کا نکالا اور کہا لے چھوکری جان سے کیا تجھکو مارون لیکن کچھ تنبیہ کر دینا لازم ہے تاکہ ادب آجائے ملکہ نے ہنس کر کہا کہ اسی موم کے گولے سے ادب سکھاؤ گے جو تمھارے ہاتھ مین چھپا ہوا ہے یہ کلام سحر آگین تھے گولا موم ہوکر ہاتھ مین چمٹ گیا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ گولا ہاتھ سے چھٹ گیا اور اسنے ایکی مرتبہ منھ سے افسون پڑھکر پھونکا کہ **بران** کو غش آنے لگا اسنے جلد سحر دم کیا کہ ایک تپلی زمین سے نکلی گلاب کا شیشہ لیے تھی گلاب اُسنے ملکہ پر چھڑکا کہ ہوش آیا تپلی تو غائب ہوگئی اور ملکہ نے اختر مرادرید نکال کر شاہ کو دکھایا کہ بادشاہ کو غش آیا دو تپلیان اسکی طرف سے پیدا ہوئین اور گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر ملکہ نے اختر کو زمین پر پھینکا شاہ جادوان کمر تک زمین مین غرق ہوگیا اور پکارا کہ اری چھوکری خوب تجکو اُس یار بیوفا نے تعلیم کیا ہے لیکن میرے ہاتھ سے کہان جائے گی یہ کہکر سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوے ایک پنجہ نے تو شاہ کی کمر تھام کر زمین سے نکالا اور ایک نے **بران** کی گردن پکڑلی اس مقام پر صاحب دفتر نے تو یہ لکھا ہے کہ ملکہ مذکور کو شاہ جادوان نے گرفتار کر لیا لیکن اسپر شاد صاحب جو ایک بڑے داستان گو لکھنؤ مین تھے اُنکا بیان ہے کہ ملکہ مذکور کو عیار بچی نے آکر قید کیا چنانچہ صاحبون کی تقریر یہ احقر (جاہ) ترزیق بیان بتصریح تمام بیان کرتا ہے **اول بیان صاحب دفتر**۔ یہ کہ جب پنجے نے **بران** کو

پکڑ لیا اور بادشاہ طلسم زمین سے نکلا تو اُسنے زمین پر ہاتھ مارا زمین شق ہوئی بادشاہ نے ہاتھ ڈال کر ایک زنجیر اور طوق الماس زنگ نکالا اور بران کی گردن مین طوق پہنا کر زنجیر سے باندھا اور اختر مروارید چھین لیا یہ ماجرا سب عمرو جو گلیم اوڑھے علیحدہ کھڑا تھا اُسنے بھی دیکھا اور فکر مین رہائی ملکہ کے ہوا اور جس صورت پر کہ تیار ہوا بیان کیا جائے گا لیکن اب افراسیاب قید کر کے ملکہ موصوف کو بہت خوش ہوا اور چاہا کہ اسکو مار ڈالون پھر آپ ہی آپ سوچا کہ اس رنڈی کو کوکب کے پاس بھیجدون تاکہ وہ شرمندہ ہو اور پھر مجھ سے لڑنے کا ارادہ نہ کرے غرض یہ اسی فکر مین دل سے مصلحت کر رہا تھا کہ دفعتہً ایک آواز تڑاقے کی آئی اسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک جوان خوبصورت کو آتے دیکھا کہ سراپا زیور الماس مین غرق تھا گتے بازو پر ہیرے کے بندھے موتی کے مالے گلے مین پڑے ٹُبت جواہر کے کہنی سے شانے تک بندھے تاج ہیرے کا سر پر رکھے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے سامنے آیا ملکہ بران نے پہچانا کہ میرے دادا جد شاہ کوکب ہین بس اُسنے جھک کر تسلیم کی اور فرط خوف سے لرزنے لگی کہ دیکھا چاہیے اب کیا یہ فرماتے ہین مین اپنی خوشی سے ناحق لڑنے آئی نہین معلوم کیا انھون نے سُنا جو خود چلے آئے اور اس طرح اس جلاد بادشاہ کے مقابلے مین جو یہ آئے ہین اگر کوئی خدانخواستہ ان کو ذلت درپیش ہوئی تو تمام شہرون مین طلسمات کے میرے باعث سے انکو ندامت ہوگی اب یہ مجکو ولی عہدہ سلطنت پر نہ رکھین گے اگر ان کو کوئی ذلت ہو تو زہر کھا کر مرجانا الحاصل یہ تو خوف کھا رہی ہے اُدھر شاہ کوکب کو افراسیاب نے بھی پہچانا اور دونون باہم دست بہم ہوئے اور شاہ افراسیاب نے کہا اے یار بیمروت کوئی حق محبت تمنے یاد نہ رکھا سب رسم آشنائی بھلادی آج بیٹی کی حمایت منظور تھی جو تنہائی مین آکر ملاقات کی وہ بھی معلوم نہین کیہ لڑنے آئے یا ملنے افسوس لنظم

نگاہین کیون پھرین یہ کیا ہوا ہے
اگر تیری خوشی یون ہے بھلا ہے
بتا تو مجھ سے او پوشیدہ دشمن
یہی ہے حق الفت یار پرفن
کمی ہمت مین کیون ہے آج ہم سے
نہ ریزش ہوگی اب ابر کرم سے
اگر کچھ رحم ہو دل مین پیارے
سمجھ مشتاق مضطر کے اشارے
وہ باتین یاد کر اے یار پُرفن
کہ کیونکر ساتھ تھے جب تھا لڑکپن
مراد بے نیازی سے سروکار
تمنا کو نہ تھی تکلیف دیدار

شاہ کوکب یہ باتین اُسکی سُنکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور پکارا کہ اے یار وفادار مجھ سے کوئی بات بیوفائی کی نہین ہوئی پہلے تمھین سے چھیڑ نکلی ہم تخت پر سوار جاتے تھے تم نے اُس تخت کی اُٹھانے والی پتلیون سے ایک پتلی کو مار ڈالا پھر جب نامہ ہمین لکھا تو اُسکا جواب اگر تمھارے خلاف تھا تو خود میرے یہان چلے آتے تمھارا گھر تھا کوئی منع نہ کرتا مجھ سے آکر لپٹ جاتے اسپر طرہ یہ کیا کہ مجلس کے پتلے کو مار ڈالا اُسکی لونڈی کو بٹھا رکھا آج اپنی دختر کو مین اسیر دیکھ رہا ہون مجکو قسم ہے جمشید معلی جناب سامری والا خطاب کی کہ مین نے اُسکو تم سے لڑنے نہین بھیجا یہ آپ سے چلی آئی تھی پھر از خرد ان خطا از بزرگان عطا اس پہ تم رحم فرماتے واہ واہ اور اُلٹے آپ مجھ سے شکایت کرتے ہین افراسیاب کو یہ بیان سنکر حجاب ہوا اور جلد ملکہ بران پرسی

سحر اُتار لیا اور کہا اے برادر تمکو اُس دزد مکار عمرو عیار نے ضرور بہکایا تھا وہی سُن سُن کے مجکو بھی غصہ آیا تھا اے سامری نے عنایت فرمائی جو تمھاری طبیعت راستی پر آئی کوکب نے جواب دیا کہ اُس ابلیس کی شکر رنجی کو عاقل کب مانتے ہین ذرا سی بات مین دوستون سے نہین بگاڑتے ہین اچھا اب بمصداق مضی مامضی۔ گذرے ہوی رنجوردن کا ذکر کیا آؤ گلے ملجاؤ کہ بموجب **نظم**

وہ جو گذرا سو گذرا او جفا کار
خفا ہوتے نہین مہمان سے ظالم
وفا تجھ مین کہان نا آشنا ہے
یہ دھوکا ہی برائے حسن انجام

نہین لازم کہ اب دے ہمکو آزار
خفا ہوکے مِلے گر نہ شکیبے
کسی کا آشنا بھی ہو تو کیا ہے
بسر کر زندگی اُلفت سے اے یار

حذر کر آہ مظلومان سے ظالم
بگاڑا ہمنے کیا تیرا بتا دے
نہین دنیائے فانی جائے آرام
نہ اب ہم مین رہا ہے تو کچھ گنہگار

افراسیاب یہ تقریر سنتے ہی ہاتھ پھیلا کر گلے ملنے دوڑا اُدھر سے کوکب اپنی خوروی جتانے کو ایسا جھکا کہ قدم پر سر رکھنے چلا شاہ جادوان نے ہان ہان کہتے شانہ پکڑ کر اُٹھایا جیسے ہی منھ کوکب کا مقابلہ مین اُسکے آیا کوکب نے لیف جو کیا بیہوشی کا سفوف ناک مین شاہ جادوان کے تیر کیطرح پہونچا اور دود جگر کھا کر زمین پر گرا کوکب نے نعرہ کیا کہ انا شاہ عیاران عمرو بن اُمیہ عیار اور نعرہ کرکے خنجر مارا رید شاہ جادوان سے لیکر بران کو دیا وہ تو خوف سے لرز رہی تھی یا ہنس پڑی اور گویا ہوئی کہ واہ واہ سبحان اللہ خواجہ کیا کہنا آپنے اُسوقت وہ کام کیا ہے کہ اگر شاہ کوکب ہوتے تو داد تمھاری عیاری کی دیتے یہ کہکر ایک ناریج سینہ افراسیاب پر لگا دیا وہ ناریج ہر چند کہ بڑا زبردست سحر تھا لیکن شاہ طلسم پر اثر پذیر نہوا اور ناریج پڑتے ہی بادشاہ مذکور زمین مین سما گیا بران سمجھی کہ مارا جائیگا اور اب جو ہوشیار ہوگا آفت ورا قیامت ڈھائیگا بس یہ سمجھکر خواجہ کو لیکر اُڑ گئی اور ایک پہاڑ پر جاکر اُتری اور وہان خواجہ کی حد سے زیادہ تعریف کی اور کہا میری عقل نے خواجہ حیران تھی کہ میرے باپ نے کبھی ایسی گفتگو تو اپنے ادنی غلام سے بھی نہین کی آج یہ کیا ماجرا ہے جو افراسیاب سے ایسی باتین منت آمیز کرتا ہے خواجہ نے کہا یہ تمنے نہ دیکھا کہ دولون بادشاہون کا حفظ مراتب مین نے کیسا کیا اے ملکہ یہی ہم لوگونکی عیاری ہے کہ جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی ہی عیاری کرکے کام حریف کا تمام کرتے ہین کچھ خوف ایسی باتون کا ہم اپنے دلمین نہ کیا کر اب چاہیے کہ دم بھر یہان بھی نہ ٹھہر واور میرے لشکر مین چلو وہ مقام یہان سے نزدیک ہی ایسا نہ ہو کہ شاہ طلسم پھر آکر فساد کرے ملکہ نے کہا بہتر ہے چلو خواجہ نے بنا بر احتیاط کے اپنی بھی صورت بدلی اور ملکہ کی شکل بھی تبدیل کردی دولون صورت بدلکر روانہ ہوے اُدھر شاہ جادوان بھی بعد کچھ دیر کے ہوشیار ہوا اور حیران تھا کہ یہ کوکب نے میرے ساتھ کیا کیا غرض زمین سے نکلا اور رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو عیار بصورت کوکب آکر بران کو چھڑا لے گیا اور جمشید نے تجکو بچا لیا ورنہ بران صاحب اختر سحر بھی بیہوش ہونے پر تجکو مار ڈالتی وہ تو تیرے ساتھ سحر کے زبردست تیر رہتے ہین اور تو بندہ مقبول سامری ہے اسوجہ سے بچ گیا انسان کو چاہیے کہ ایک بات سے کے تیچھے | تم دھوکے نہ پڑ جائے تدبیر جنگ کیا اور طرح سے نہین ہوسکتی جو تو قتل عمرو کے پیچھے پڑا اب لازم ہے کہ چند سے صبر کرا اور آرام پذیر ہو یوں دو تین

پھرنا اچھا نہین ایسا نہ ہو کہ ایک روز تو کسی عیار کے ہتے چڑھ جائے اور وہ تجکو مار ڈالے یہ مضمون رقعہ سے معلوم کرکے یہ بھی باغ کی طرف روانہ ہوا ۔ دوم بیان انبہ پرشاہ صاحب وہ یہ کہ جب بران کو پنجہ سحر افراسیاب نے پکڑا بران نے اُف کرکے کہا یہ پنجہ سحر کا جلجائے اُف کرتے ہی اُن دونون پنجون مین آگ لگی اور مثل شعلہ بھڑک کر جل گئے بادشاہ زمین سے تڑپ کر آپ باہر نکلا اور ہاتھ بڑھا کر پکارا کہ لاؤ اُس کے ہاتھ مین کمند سحر آگئی وہ کمند ملکہ پر لگائی ملکہ نے کہا خاک مین ملے افراسیاب اپنے سحر مین آپ ہی لیسان کمند پیچتاب کھائے اتنا کہتے ہی زمین کو زلزلہ ہوا اور شاہ طلسم کے پاؤن لڑکھڑائے اور پھر آکے چار دن شانے چت زمین پر گرا وہ کمند جھٹکا کھا کر اسی کے جسم مین لپٹ گئی گلا بھی پھنسا اور دم گھٹنے لگا اُسوقت بقدرت کردگار صبا رفتار اس طرف آنکلی اور دور سے تمام کیفیت اس نے دیکھی اور از بسکہ عمرو و قران بھاگ گئے تھے میدان خالی پاکر اُسنے صورت اپنی مثل صورت عمرو بنائی اور سامنے ملکہ کے آکر پکاری کہ اے ملکہ کیون نہ ہو آخر کس شخص کی بیٹی ہو اسی طرح تعریف کنان برابر آگے پہونچی اور بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ ملکہ بیہوش ہوگئی اس اثنا مین ایک پتلا بلور کا آیا کہ شیشہ پانی کا لیئے تھا بس اُسنے تین چھینٹے اُس پانی کے افراسیاب پر مارے کہ وہ کمند سحر کھل گئی شاہ مذکور نے اُٹھکر اختر مروارید بران سے لیا اور عیارہ سے کہا کہ زبان مین اُس کی سوزن دیکر اُسکو باندھ لے اُسنے ایسا ہی کیا شاہ نے پھر حکم دیا کہ اب تو جاکر حیرت کی بارگاہ مین ٹھہرین اس گیسو بریدہ کو زندان ظلمات مین قید کرکے آتا ہون تجکو اسکی عیاری کے صلہ مین مالا مال کرونگا کہ تو نے واقعی کار نمایان کیا ہے عیارہ نے یہ سُن کر اپنی راہ لی اور بادشاہ بران کو لیکر جانب ظلمات گیا اور وہان پہونچا زندان خانہ مین آیا ملکہ اسی طرح بیہوش ہے شاہ نے زندان مین آکر سحر پڑھا کہ افعی سحر و اژدر ظلمات جادو دونون محافظ و داروغہ زندان خانہ کو خبر ہوئی وہ حاضر خدمت ہوئے اُسنے بتاکید تمام حکم دیا کہ تم اپنا زبردست سحر اس مجرمہ پر کرلو ایسا کہ یہ محض بیحس و حرکت ہوجائے پھر طوق و سلاسل مین جکڑ کر اُسکو ہوشیار کرنا اور ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی کا اسے آٹھ پہر مین دینا اور صبح و شام ہر وقت حفاظت کرنا اس کی جانب سے کبھی غفلت نہ کرنا کیونکہ یہ بلائے مبرم اور آفت زمانہ دختر شاہ کوکب ہے اور بندھون کی طرح ایسا ویسا ساحر اُسکو نہ جاننا اگر یہ چھوٹ جائے گی تو ہزارون کو قتل کریگی قیامت ڈھائیگی پھر ہاتھ نہ آئیگی صاف یہان سے نکل جائیگی یہ قدغن شاہ کی زبانی سُن کے اُن دونون ساحرون نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ یہ تو کیا ہے اگر ہم اس کے باپ کو اس طرح غافل پائین اور اپنا سحر اُس پر کرلین تو ساری عزت اُس کی خاک مین ملجائے کبھی ہمارے پنجہ سے وہ رہائی نہ پائے آپ اطمینان رکھیے یہ زندان ظلمات ہے سات کوس تک سوا تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا پھر یہان سے کوئی بھاگے گا تو کدھر جائے گا اور راستہ کیونکر ملیگا اندھیرے مین ٹکراتا پھریگا اور ہم خانہ زاد موروثی اسی خدمت اور پاسبانی ہی کے لیئے ہین رات دن یہان سے ہلتے بھی نہین اس مجرمہ سے کبھی

غافل نہ ہون گے بادشاہ نے فرمایا کہ ہان بس یہی چاہیئے یہ کہکر وہان سے پھر کر جانب بارگاہ ملکہ **حیرت** روانہ ہوا یہان محافظان زندان نے **بران** کو جو اسیر سحر کرکے ہوشیار کیا اس پروردۂ مہد ناز و نعم نے کاہے کو ایسا مقام تنگ و تاریک دیکھا تھا اور ایسی صعوبت مین مبتلا ہوکر رنج و غم کا ہے کو اٹھایا تھا آنکھ کھلتے ہی عجب سامان نظر آیا فلک تیرہ روے نے غضب کا روز سیاہ دکھلایا زندان سیاہ مین پھنسایا کہ **ابیات**

دیکھا تو عجب خراب زندان	کچھ دیو نژاد تھے نگہبان	زندان وہ سیہ خراب ابتر
جیسے کہ مہیب غار اژدر	آسیب جو اسمین آئے ڈر جائے	دیوانہ ہو دیو بلکہ مرجائے
کیا کہیے کہ کیسی چھت پرانی	اک سر پہ بلائے آسمانی	تھے دیدۂ دیو روزن در
کڑیون کی کڑک کہ شور محشر	کڑیون کا یہ گھن سے ماجرا تھا	باران بلا برس رہا تھا
کیا کہیے ہوئی جو کچھ تھی ہونی	دیوارون سے جھڑ رہی تھی لونی	دیوار کا تھا یہ قول ہر دم
ماندے ہین بہت کھڑے کھڑے ہم	رخصت جو لگا یہان سے پائین	کل کو کہین آج بیٹھ جائین
اول تو نہ تھا نشان روزن	ہو جس سے سیاہ خانہ روشن	تھا بھی تو یہ رنگ تھا نرالا
مکڑی نے لگا دیا تھا جالا	گردون نے عجب زمین دکھائی	تھی بیٹھنے کو فقط چٹائی
اندوہ کا گھر کے آیا بادل	نہ شمع نہ روشنی نہ مشعل	اک تیرگی لحد کا عالم
معلوم نہ تھا کہ ہین کہان ہم	الجھن وہ غضب کی کہ نزع کا حال	دل ہلنے لگا تو آیا ہونچال
گھبرا گیے وہ بار بار اٹھنا	ہر مرتبہ بیقرار اٹھنا	وہ یاس وہ بیکسی کا عالم
تاہبی بخت ایک ہمدم	کہنا یہ خدا سے کرکے نالے	دنیا سے مجھے بس اب اٹھا لے
اس گھر سے کشادہ ہوگی ہر گور	تا چند رہون مین زندہ در گور	یہ ماہتاب فلک حسن تو اس طرح

خسوف الم مین مبتلا ہے اسکے قید ہونے کو صاحب دفتر نے بھی لکھا ہے چنانچہ قول انبہ پرشاد تمام ہوا۔ اب یہان سے مقولہ صاحب دفتر اس طرح ہے کہ **عمرو** اور **بران** صورت بدل کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے افراسیاب بھی زمین سے نکلکر ہوشیار ہوا اور رقعہ جمشید اسنے دیکھا معلوم ہوا کہ **عمرو** صورت بدلے ملکہ کو لیے ہوے جانب لشکر **مہرخ** جاتا ہے یہ معلوم کرکے اسنے ایک پتلہ سحر سے بصورت **کوکب** بنایا اور اسکو کچھ تعلیم کرکے اڑا دیا اور آپ بھی اسکے پیچھے چلا ہنوز **عمرو** و **بران** راہ مین تھے کہ یکایک **کوکب** کو اڑتے ہوے آتے دیکھا دونون ٹھہر گئے شاہ مذکور قریب آکر اترا انھون نے سلام کیا اسنے یہ کلام کیا کہ اے **بران** مین تیری تلاش مین ادہر یہان ایکبار آیا تھا اور **مقراض** و سمندر کو قتل کر گیا تھا ملکہ کو یہ پتہ سنکر یقین ہوا کہ یہ ہمشبیہ شاہ **کوکب** ہے۔ غرض ہمشبیہ مذکور نے کہا کہ اختر مروارید لیکر یا تو میرے ہمراہ چل کہ کوہ بلور پر تصویر سامری کی زیارت آج ہونی ہے اختر کو اس شبیہ سے مس کرنا ہوگا اور جو تجکو چلنا منظور نہو تو اختر مجھے دے کہ مین لے جاؤن ملکہ نے کہا پیچھے مین بھی ٹھہر کر آؤنگی یہ کہکر اختر حوالہ کیا

اُسکے دیتے ہی ایک صداے مہیب آئی عمرو تو فوراً غائب ہوگیا کہ پھر کوئی آفت آئی اور بہران حیران کھڑی تھی کہ زمین شق ہوئی اور شاہ جادوان نے نکلکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ پنجے سحر کے بہت پیدا ہوکر ملکہ مذکور کے لپٹ گئے ملکہ بیہوش ہوگئی شاہ جادوان نے اس پتلے سے اختر مروارید لیا اور ملکہ کو زنجیر سحر مین باندھکر پرواز کی اور پنجہ مین دابے ہوے ظلمات مین آیا اور محافظان زندان خانہ ظلمات کو بُلاکر ان کے حوالہ کرکے براے حفاظت تاکید فرماکر آپ جانب لشکر **حیرت** روانہ ہوا اور ملکہ مذکور کو محافظان زندان نے قید کیا اور وہی صعوبت جو بیان ہوچکی ملکہ پر گذرنے لگی چنانچہ اسی رنج وگزند مین اس شہریار اقلیم محبوبی کو چھوڑکر بقیہ حال شہزادۂ ملک **قاسم لعل خفتان** خونریز خاوری جو داخل طلسم گوہر گرہ ہین سنیے

داستان رنگین بیان داخل ہونا شہزادۂ قاسم کا گوہر گرہ مین اور قید کرنا اُس کو نافرمان جادو دایۂ بنفشہ جادو کا اور چھڑا لے جانا بنفشہ کا شہزادہ کو عاشق ہوکر اور لانا مزار عشاق پر اور کیفیت دیکھنا مزار عاشقان کی قاسم کا پھر واسطے فتح طلسم کے سعی کرنا انجام کار توڑنا طلسم مذکور کو اور تحائف طلسمی لیکر پھرنا جانب لشکر امیر یہان ساحران فرستادۂ افراسیاب کا آنا اور وقت پر شہزادہ قاسم کا آکر ان ساحرون سے لڑنا و دیگر حالات متضمن اس داستان کے اور ختم ہونا اس جلد نادر بیان کا لمؤلفہ

سوکھی نہ ہمین سنا تو ساقی
لا وہ بھی دے مے جو کچھ ہو باقی
آخر ہوا چاہتا ہے یہ دور
ایک ہی پیمانہ ہم کو دے اور
ہے دل کو جو دختِ رز سے الفت
نازل ہوا چاہتی ہے آفت
ہون کشتی مے پہ ہوکے اسوار
دریاے طلسم نشہ کے پار
ہے دلمین جو موج نشۂ مے
گرداب الم مین دل پھنسا ہے
ڈوبا ہونین بحر بیخودی مین
آؤن گا نہ آپے مین کبھی مین
ہے موج ہوا سے تو بہ زنجیر
پابندی زہد کی ہے تدبیر
کیا غم ہے جو قیدی الم ہون
وابستہ سلاسل ستم ہون
کچھ ہوگی نہ چھوٹنے مین دیری
ہے پیر مغان مدد پہ میری
پابندی شرع سے ہے کیا کام
ہون قیدی میکدہ مین ناکام
ہے طوق گلو جو دورۂ جام
زنجیر ہے موج بادۂ خام
ہان ساقی مہربان خدا را
نیرنگ طلسم جام دکھلا
دیکھون بھی تو دیکھون روے ساغر
بہکون بھی اگر تو سوے ساغر
میخانہ بنے جو میرا زندان

دیکھون مین بہار بزم رندان
جب بنت عنب ہو ساتھ میرے
لالہ مرے دل کے داغ کا ہو
غنچہ ہو ہر ایک گلابی کی شکل
زلف سنبل اسی کو سمجھین ہم
گھر آئے جو مے کے شوق کا ابر
جس سے نظر آئے شکل انجام
گلدستۂ بزم ہون معانی
نادر ہے کلام جاہ دلگیر
اقلیم سخن کا شاہ ہے یہ
تارے ٹوٹے ہین آسمان سے
جان آگئی جب پڑھا فسانہ
اچھی نہین آپ اپنی تعریف
افسانہ کے ناظرین ذیشان
اس ذرہ کو آفتاب کرتے
برخاستہ دل ہوا ہے تیرا
شاید کہ قلم نہ تو اٹھائے
یہ رنج جو تجکو ہے بجا ہے
قدر کرین گے تیری آگے
زندہ کن مردۂ معانی
پھر دیکھون مین دخت رز کا جوبن
گردن مینا کی ہاتھ میرے
ہو جام ہر ایک صورت گل
سورج مکھی آفتابی کی شکل
جو دل سے ہوائے شوق نکلے
لیجائے وہ دل سے رند کے صبر
مین فتح کردن طلسم تحریر
رونق محفل کی خوش بیانی
دیکھا نہ سنا کلام ایسا
گردون ہنر کا ماہ ہے یہ
زندہ اسی دم سے شاعری ہو
واللہ ہے علیے زمانہ
اے ہیچدان یہ یا وہ گوئی
ذی فہم و ہنر ور و سخندان
اسوقت تھا فخر تجکو زیبا
ہے قول سے تیرے رنج پیدا
پیدا نہین جبکہ قدر دان ہو
لیکن اتنا نہین روا ہے
معلوم نہین کہ آگے کیا ہو
جان دادہ بجسم خوش بیانی
ہاتھ اپنا صراحیون کی گردن
نظارہ بہار باغ کا ہو
ہو قلقل مینا صوت بلبل
ہر انجمن ہو جو ہجرے سے دلمین
گلشن مین نسیم کے ہون جھونکے
چشم نرگس ہو صورت جام
اور کشور دل ہر ایک کا تسخیر
ہر اک کی زبان پہ ہو یہ تقریر
فردوسی کا کب ہو نام ایسا
پیدا ہے فروغ وہ بیان سے
مردہ مضمون مین جان دی ہے
بس جاہ کہان تلک یہ توصیف
عزت ہے سخن کی تو نے کھوئی
گر دیکھتے تھے کی نظر سے
لیکن مطلب مین تیرا سمجھا
یہ تیسری جلد ختم کر کے
محنت بے سود رائگان ہے
امید قوی ہے یہ خدا سے
اچھا لکھ اب ورد داستان کو

رونق افزایان انجمن حلم و فن دستہ بردانان جواہر بے بہائے سخن خریداران متاع داستان ہنر پروری و مشتاقان لقائے شاہد سخن گستری زورق نشینان بحر زخار معانی و کشتی شکستگان دریائے نادانی گوہر آبدار کلام فصاحت نظام کو زیب گوش شاہد سخن سنجی اسطرح فرماتے ہین اور سفینۂ ہنر پروری پر چڑھ کر دریائے بیمروتی سے یون اتر جاتے ہین کہ جب شہریار اقلیم شجاعت دُرِ دریائے شہامت فتوت حلم شجاعت کل عالم یعنی شہزادہ ملک قاسم ہمراہ ایک معشوق زیبا و ساحرہ کے کشتی پر بیٹھکر دریا مین روانہ ہوا اور اس نازنین زہرہ جبین نے شراب پینے کو شہزادہ سے منع فرمایا ساحرہ کو غصہ آیا آخر وہ کشتی بیچ دریا مین پہونچکر ڈوبی سیارہ عیارہ نے سب کیفیت کنارے پر دیکھی اور ناچار وہان سے مراجعت کی لشکریان شہزادہ کے پاس آکر تمام کیفیت کہی اور سردارون سے رخصت ہو کر آپ بھی

جانب طلسم روانہ ہوا سرداران لشکر نے اسی مقام پر انتظار شہزادہ نامدار مین خیمہ کیا حال اس عیار کا آئندہ بیان ہوگا لیکن ماجرائے شہزادہ بیان کیا جاتا ہے کہ کشتی جب غرق دریا ہوئی آنکھ شہزادہ کی بند ہوگئی بعد کچھ عرصہ کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین قید آہن مین جکڑا ہوا ایک حجرۂ تنگ و تاریک مین بند پایا سر زانوئے تفکر پر جھکایا اور بنظر تفضل داور کریم کے جیب ہورہا رجوع قلب سے دعائے مخلصی کی کرتا تھا کہ بموجب **نظم**

نہ تھا انسان جو کوئی پوچھتا حال
فقط وہ تھا اسی جادو کا جنجال
زبان پر تھا یہی ہر دم کہ یا رب
رہونگا کب تک اسمین مین معذب
امید مخلصی ہے دل سے مسدود
کرم کر مجھ پر اپنا میرے معبود
کوئی صورت تو ایسی بھی دکھا دے
کہ بوئے مخلصی کچھ مدعا دے

شہزادہ مذکور تو زندان الم مین مصروف دعا ہے لیکن وہ شہزادی جو کشتی پر ہمراہ بادشاہ طلسم کے آسمان کی ماہ تھی اور نام اسکا **بنفشہ جادو** ہے اور وہ ضعیف جو اس نازنین کے ساتھ تھی اسکی دایہ ہو تجارت مکر و زر کی سرمایہ ہے بادشاہ طلسم کی طرف سے اس کام پر یہ مامور ہے اسکا یہ دستور رہے کہ شہزادی کو ناؤ پر سوار کرکے لیجائے اور جو کوئی دریا پر آئے اسکو حسن و جمال پر ملکہ کے لبھائے اور گرفتار کرکے لے آئے زندان پیچ و مصیبت مین پھنسائے اور ملکہ کو جائے سکونت پر پھر پہونچادے اور آپ شاہ طلسم سے جاکر اطلاع کردے کہ مین آنیوالے کو دریا کے گرفتار کرآئی چنانچہ جو کوئی کہ شراب اس نازنین کے ہاتھ سے کشتی پر پی لیتا ہے فوراً غرق دریا مین آپ کو دکھ ہوتا ہے اور محافظ زندان طلسم اسکو لیجاکر قید کرتے ہین ازبسکہ قاسم نے شراب کشتی پر نہ پی تھی اسوجہ سے اس دایہ نے سحر پڑھ کر ناؤ کو ڈبو دیا اور اپنے مکان مین شہزادہ کو لاکر حجرۂ تنگ و تاریک مین بند کیا اور آپ خبر کرنے بادشاہ پاس گئی اور شہزادی کو اُس کے باغ مین پہونچاتی گئی چونکہ یہ غنچہ گلستان خوبی و سرو بوستان محبوبی نازک اندام دشمن بو **ملکہ بنفشہ جادو** عندلیب آسا گلرخسار **شہزادہ قاسم** پر فریفتہ ہوچکی تھی جب اپنے باغ مین آئی فراق شہزادہ کا بہت شاق ہوا کبھی حیلہ سے روئی ہنسی چلائی یہ ملکہ ہمیشہ ماں باپ سے علیحدہ اس باغ مین رہتی ہے ہمنشین جلیسین کنیزین بہر خدمت معین ہین اور اسی باغ مین جو لوگ کہ اس پر عاشق ہوکر قتل ہوے ہین انکے مدفن ہین غرضکہ اس گلزار مین تخلیہ تو تھا ہی یہ ملکہ چبوترے پر سنگ مرمر کے جو وسط باغ مین بنا تھا مسند بچھواکر جلوہ گر ہوئی اور سیر باغ کی کرنے لگی تا غنچہ خاطر بستہ شگفتہ ہو لیکن ہجر دلدار مین کانٹا سا کھٹکتا تھا گریبان صبر و ضبط برنگ گریبان گل پھٹا تھا بیتابی سیر گلشن سے اور زیادہ بڑھی یہ چبوترے سے اُٹھکر بارہ دری مین آئی کنیزون اور ہمجولیون کو پاس سے سرکا دیا جب تنہا ہی ہوئی دفتر عشق کھولا مضطربانہ خیال جانان کیا اور تصویر تصور سے کہنا آغاز فرمایا کہ لو سنو اب ہم اپنے حال کا آغاز کرتے ہین مضامین بیتابی معشوق بن کر آغوش تمنا مین ناز کرتے ہین شکر ہے زمانہ فراق کا کہ ہر لحظہ طبیعت کو مثل ماہی بے آب اضطراب حاصل ہے اور بڑا احسان ہے صدمات جدائی کا کہ دامن چشم تر کو خشک ہونا مشکل ہے ذہن کو ہجوم

نالہ و آہ سے بند ہونے مین کلام ہے کبھی معشوق تھے اب عاشقون مین ہمارا نام ہے راحت کسی پہلو نصیب نہین وہ کونسا وقت ہے جو دو چار بلائین ہم سے قریب نہین بہرحال اے جانی تمہارے شکر گذار ہین اپنے دل کی طرح بے اختیار ہین خدا جلد اس حجاب ظاہری کو درمیان سے اُٹھائے تمہارا جمال رشک آفتاب ہم کو دکھائے وہ قید خانہ جو دل مشتاق سے بھی زیادہ تنگ ہے مانند عمر سخن دراز ہو کر تم کو آزاد کرے بفیض قدم گلرنگ سے تمہارے اس باغ ویران کو اللہ آباد کرے ہم بھی رنج فرقت سے فرصت پائین خوشیان منائین اب جی ہمارا تنگ ہے طبیعت کا یہ رنگ ہے کہ بات کرنا مشکل ہے آرزون کی سونی محفل ہے گیسو کے تصور مین آشفتہ سری ہے کیا کہین کہ کیا بے خبری ہے۔

غزل

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے
آہین نکل رہی ہین دل بیقرار سے

اللہ رے طول مردم دیدہ ہوے ہین پیر
آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے

کس وقت زلف یار کا ہم کو نہین خیال
فرصت کہان ہے سلسلۂ انتظار سے

فیض ہوا سے رُخ ہے سو قصر آسمان
پیدا ہے شوق اوج مزاج غبار سے

بخشین کفن کو خاک لحد نے کدورتین
کس کس کو ہے غبار ترے خاکسار سے

برآئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو
اتنا گلا رہا ہمین آغوش یار سے

اے جاہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہون
پھر غم نہین ہے کشمکش روزگار سے

یہ بیان فرقت یار کرتے کرتے شوق وصال نے اور ہی کچھ سمجھایا دل مین یہ خیال آیا کہ اے نادان جو کوئی عشق کرکے بدنامی سے ڈرا کبھی منزل مقصد تک نہین پہونچا اور جس کسی نے بحر ناپیداکنار محبت کے کنارے پہونچ کر کشتی سلامتی پر بیٹھنا چاہا اور زیادہ دریاے غم اور گرداب الم مین ڈوب کر مرگیا بیڑا پار نہ ہوا بلا سے تیرے والدین تیرے عاشق ہونے سے ماہر ہون گے ہزارون دشمن ظاہر ہون گے بدنامی حد سے آگے بڑھے گی رسوائی بلا بن کر سر چڑھے گی آفت بہر استقبال پیشقدمی کرے گی مگر ایک رات تو ہنس بول لین گے عقدۂ سربستہ غم دل کھول کر کھول لین گے دایہ تو کشتی پر دیکھ ہی چکی ہے کہ تو شہزادہ پر مائل ہوئی تھی اب دیر نہ کر بسم اللہ روانہ جانب جانانہ ہو اور خانۂ دایہ سے اُسکو یہان لے آ رات بھر مزے اُڑا آیندہ جو کچھ ہوگا سمجھ لینا یہ مشورہ جو بیتابی دل نے سمجھایا اُسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئی خود تو سحر جانتی نہ تھی کنیزین جو ساحرہ تھین اُنسے سحر پڑھوا کر تخت منگوایا اور مع چند انیسون کے سوار ہو کر خانۂ دایہ مکار مین اپنے تئین پہونچایا یہان چند ملازم دایہ کے حاضر تھے اور وہ براے اطلاع دربار شاہ طلسم مین گئی تھی اسنے ان نوکرون سے پوچھا کہ دایہ کہان ہے انھون نے بیان کیا کہ بادشاہ کے یہان ہین اسنے کہا وہ قیدی کہان ہے مین اسکو لے جاؤنگی اور اپنے مکان مین قید کرونگی ملازم یہ سنکر آمادہ بہ فساد ہوے ملکہ نے اپنی کنیزون سے کہا کہ سزا دو ان کو کنیزون نے ایک ایک کو پکڑ پکڑ کے جوتیان مارنا شروع کین جب تو وہ داد بیداد کرتے جانب دربار بادشاہ بھاگے اور ملکہ نے اس حجرہ کا کہ جسمین قاسم مقید تھا قفل توڑ ڈالا اور اندر آکر

کنیزون سے فرمایا کہ قید سے اسکو سحر پڑھ کر رہا کرو کنیزون نے افسون خوانی کرکے ہتکڑیان بیڑیان جادو کی جسم شہزادے پر سے دُور کین ملکہ نے آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے شہریار مین نے آپ پر جان و مال سب نثار کیا آپئے تشریف لے چلیئے دیکھیئے گے جیسے آئیندہ خدا دکھائے گا ہم بھی آپکے عشق مین جان دین گے شہزادہ اُٹھ کر اسکے ہمراہ ہوا اور باہر حجرۂ زندان سے نکل کر دونون تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوے راہ مین شہزادہ شکر یہ احسان اس ماہ تابان سپہر کا ادا کرتا تھا اور کہتا کہ

ابیات

خالق کا ہے رحم دور غم ہے
تائید ہے فضل ہے کرم ہے
اللہ نے قید سے چھڑایا
زنجیر کے گھر سے گھر مین آیا
اللہ نے لی خبر ہوئی خیر
آئی تھی بلا مگر ہوئی خیر
تکلیف ہوئی تھین سراسر
احسان یہ آپکا ہے مجھ پر
شہزادی جو تھی فداے دلبر
فرمائی تھی ہنس کے یہ مکرر
مین تیری ہون اک کنیز ناچیز
ہے آتش عشق شعلہ انگیز
کیا مین نے کیا ہے تمپہ احسان
قربان ہے تمپر اب دل وجان
کیا جانیے کب بن آئے تدبیر
جسکی نہین اب تلک تو تقدیر
ہوتے ہین ابھی ملال کیا کیا
یہ چرخ کرے گا حال کیا کیا
القصہ اسی طرح کی تقریر
کرتے ہوے گھر مین پہونچے دلگیر
شہزادہ نے دیکھا ایسا اک باغ
رضوان کو تھا جس کے ہجر کا داغ
آنے سے جوان کے باخبر تھا
استادہ چمن مین ہر شجر تھا
رکھتے تھے جو انتظار اشجار
باندھے ہوے تھے قطار اشجار
کہتے تھے یہ بیش حق تعالے
مالک کا ہمارے بول بالا
وہ پھولے پھلے ہو جسکا یہ باغ
حاسد کا ہمیشہ سینہ پر داغ
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم
ایسی روشین تھین صاف ہموار
خود لوٹ رہی تھی طرز رفتار
گلشن مین کبھی جو آے زاہد
ہو گل کی چھڑی عصاے زاہد
لکھتے ہین یہ گل کھلا کے خامہ
ہو تختۂ لالہ راز نامہ
دکھلاے قضا قلم کی رفتار
ہو خط غبار خط گلزار
گلچین کی نظر نہ تھی خزان پر
تھا اُسکا دماغ آسمان پر
سامان تھا جس قدر مہیا
باہر ہے بیان سے ذکر انکا
پتھر کے مکان وہ چشم بد دور
فرہاد تھا جنکا ایک مزدور
تھے نقش ونگار سے وہ گلزار
مانی بھی جہان ہو نقش دیوار
گلزار تھا فرش جس مکان کا
وہ قطعہ تھا گلشن جنان کا
جس گھر مین تھا سبز سارا سامان
گویا وہ زمردین تھا ایوان
جس گھر مین تھا فرش زرد تیار
گویا وہ مکان تھا زعفران زار
اسباب نشاط وعیش ہر جا
کثرت سے وہان یہ تھا مہیا
تزئین مکان شیشہ آلات
ہوجاتی تھی جنسے دن ہر اک رات
آراستہ مسندین بہت خوب
چنگیر مین دھری ہوئین خوش اسلوب
آراستہ مے کی کشتیان تھین
دراصل وہ جان میکشان تھین
ہر ساغر بادہ بھر کے گل
تھی ہر بط مے جواب بلبل
ہر ایک خواص نازک اندام
مہ پارہ و دلفریب وگلفام

اندر رکھے اکھاڑے کی پھبتین پریان | رفتار پہ ان کے دل تھا قربان

ملکہ نے شہزادے کو ایک مکان مین لاکر مسند زر پر بٹھایا اور آپ پہلو مین جلوہ گر ہوئی جام مے گلفام سے لبریز کرکے پیشکش فرمایا شہزادے نے سوال اسلام کیا اس بُت نے خدا کا کلمہ پڑھا پھر تو دور ساغر چلنے لگا جلسۂ عشرت جمال مطربان خوش نوائے بادہ نغمہ سرا سے مست کیا۔ نظم

نغمون مین شراب کا اثر تھا | جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا | تھی رقص و غنا سے گرم محفل
ہر دل کی تڑپ تھی رقص بسمل | تھا پیر مغان کا حکم جاری | تھی دختر رز سے ہم کناری
تھا بزم مین اجتماع یاران | آراستہ جشن میگساران | پہلو مین پری وہ جلوہ گر تھی
صورت مین جو غیرت قمر تھی | یا قوتی لب کی بس گزک تھی | نہ غم تھا کوئی نہ کوئی ڑک تھی
تھا جوش بہار شادمانی | زوروں پہ تھا عالم جوانی

اسی جوش طرب مین بسان حوصلہ کم ظرفان دن کم ہوا اور جوش خاطر مہر آسمان گھٹا کہ نظم

اسی ہنگام مین مہر جہانتاب | جھکا جس طرح چشم مائل خواب
بشکل شوق آخر منھ چھپایا | نیا نیرنگ گردون نے دکھایا

یعنی کنیزان ملکہ موصوف نے عرض کیا کہ اے شہزادی آج پنجشنبہ کا روز ہے یہ شب غم اندوز ہے حسب دستور تشریف لے چلیے اور روح عاشقان کو شاد کیجیے شہزادے نے یہ سنکر فرمایا کہ اے ملکہ کیا تمھارے اور بھی عاشق ہین ملکہ نے ہنس کر کہا اوئی دور گور کیا میرے دشمن ہرجائی ہین یہ کہکر پہلوے شہزادے سے اٹھی شہزادہ فرط رشک سے ساتھ ہوا کہ دیکھون یہ کہان جاتی ہے غرضکہ ملکہ اس مکان سے نکلکر باغ مین روان ہوئی اور ایک طرف کو بہت دور جاکر ٹھہری شہزادے نے دیکھا کہ کٹہرہ گرد چمنستان کے کھنچا ہے رقبہ بہت معقول نظر آتا ہے رنگ کٹہرہ آسمانی ہے اور اسپر نقش ونگار ایسا ہے جسپر ونگا بہزاد او رحیرت زدہ مانی ہے شیشکے اس کٹہرے مین بنے ہین اور گوہر آبدار شگوفے لٹکتے ہین جیسے ستارے آسمان مین نکلے ہین اندر اسکے جو رقبہ ہے خیابان جنان کا تختہ ہے گلہاے زنگار رنگ کھلے ہین درخت برگ و بار سے لدے ہین پھولے پھلے ہین زیر درختان قبرین پختہ بنی ہین مسافران عدم کی منزل گاہین خوب سجی ہین قبرون پر شامیانے استادہ ہین طنابین انکی سیاہ ہین کشتۂ زلف ہونے پر مدفونون کے گواہ ہین عود سوز و عنبر سوز گرد ہر قبر کے رکھے ہین دل جلون کا دل جل جل کر خاک مین ملنا بتاتے ہین سپند آتش پر خیال آتشین رخسار کا پتہ بتاتا ہے سویدا سے خاطر سوختہ جان نظر آتا ہے گھنی گھنی چھانون درختون کی قبرون پر ہے بے پھلے پھولے ناشاد و نامراد مرنا اہل قبور کا ظاہر ہے بخورات کا دھوان جو پیچ و تاب کھاکر بلند ہوتا ہے یہ کہتا ہے کہ عاشق سنبل گیسو اس طرح خوابگاہ لحد مین سوتا ہے خاموش عبرت دور باس سُناتا ہے یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ دل خوف سے تھراتا ہے نظم

دیکھا عجب اک مکان ہو کا | خاموش چراغ آرزو کا
پیدا غم و یاس کی نشانی | کچھ قبرین نئی ہین کچھ پرانی | ممتاز نہین گدا سے سلطان

جو مور وہان وہی سلیمان	کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر	خاموش برنگ بزم تصویر
سب قیدی محبس تاسف	ہر چاہ مین بند چند یوسف	سوکھے منھ ایک بھی نہ کھولے
دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے	کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک	تن خاک ہر ایک آرزو خاک
دنیا کی طمع نہ حرص دولت	اک عالم بیکسی و غربت	تہ خانون کے بند در برابر
سب خواب مین بیخبر برابر	افسردہ ہر ایک برگ کا دل	سائے مین بھی اسکے دھوپ شامل
یون بلبل و فاختہ کی فریاد	وہ گل بدن کہان کہان وہ شمشاد	

ملکہ بنفشہ مع شہزادہ قاسم کے اندر اس رقبہ کے آئی اور شہزادے کو ٹھہرا کر شمع و گل چادر اپنے ہمراہ لیکر ایک قبر کی جانب بڑھی اور جب اس مزار پر پہونچی صاحب قبر نے زبان حال سے یہ صدا دی کہ **بیت** لحد پر یار آیا ہے مرے شرمندہ کرنے کو ✤ نہ منھ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذر خواہی کا ✤ ملکہ نے موے مشکین زلفین عنبرین کھول دیئے اور شمع روشن کی پھر تار نفس سے دمین گوہر اشک گوندھ کر اس نوشاہ عروس مرگ کی قبر پر سہرا چڑھایا اور اس طرح نالہ کیا کہ **نظم**

	کہان ہے اے مرے دلدار ہے ہے	میری جان میرے عاشق زار ہے ہے
مزا الفت کا کچھ تو نے نہ پایا	فلک نے خاک مین تجھکو ملایا	مجھے ہے غم مین تیرے اشکباری
یہ چشمے رات دن بہتے ہین جاری	لحد پر تیری ہے مسکن بنایا	نشان خانہ راحت مٹایا

یہ نالہ کر کے دوسری قبر پر آئی لب گور سے مردے نے یہ آواز سنائی کہ **بیت** اس طرح قدم گور غریبان پہ نہ رکھو ✤ مردون کو زمین مین تہ و بالا نہ کرو ✤ ملکہ نے قبر پر شمع روشن کی اور گلہائے بیان آرزو چڑھائے اشک مسلسل کے ہار پر ہار موتیون کی لڑیان رو کر بنائین آپ اشک کی چادرین چڑھائین پھر اس طرح درد دل زبان پر لائی کہ ۲ **بیت**

چھپے ہین دلمین لاکھون تیر غم کے	پڑے چھالے ہین سینے پر الم کے	تصور دلمین ہے تیرا ہی دن رات
عیان ہے دیدہ گریان سے برسات	روان چشمون سے ہر دم اشک گلنار	فقط رونے سے ہی مجھکو سروکار

اسی طرح وہ نازنین با دل اندوہگین اور ایک قبر کی طرف با موے پریشان و نالان آئی اپنے عکس زلف کی سیاہ چادر اس پر چڑھائی گلبن تمنا سے پھول بر سر تربت لائی صاحب قبر نے وہان گور سے یہ آواز سنائی کہ **بیت** کیسا رونا کس کی شمع کیسی چادر کس کے پھول ✤ خشک پتے ہین مزار عاشق مفلس کے پھول ✤ اس مایہ ناز نے اس لحد پر بھی ماتم کیا اور نوحہ آغاز فرمایا۔ **نظم**

نہ تیری یاد ہے دل سے فراموش	رہا کرتی ہون بت کی طرح خاموش	کیا کرتی ہون دلمین تیرا ماتم
نہین مٹتا کسی صورت سے یہ غم	پڑی ہے خانہ دلمین تباہی	مٹی ہے میری ساری بادشاہی

شہزادہ قاسم فرط رشک سے اس معشوقہ کو گور عشاق پر ہرگز رونے نہ دیتا لیکن وہ خود محو آئینہ عبرت ہو کر سکتے کے عالم مین تھا گویا بیدم تھا نخل باغ ہر ایک نظر مین نخل ماتم تھا نرگس بیمار کو جانتا غنچے کے پھولنے سے جسم گل پر ورم تھا سنبل زلف کھولے ماتم دار بہار تھی بلسان زن سوگوار تھی خاطر گلشن کو

خزان کا کھٹکا لگا تھا گل کا گریبان پھٹا تھا اسوقت یہ سامان پیش نظر تھا کہ تمام باغ عبرت کا گھر تھا زبان حال سے یہ ندا آتی تھی کہ جب فضل مہرگان برنگ اجل شاہد بہار کی گریبان گیر ہوگی کچھ کسی سے تدبیر بن نہ آئے گی یہ بیماری جان لیکر جائیگی ہر چند گل اشرفی اپنا خزانہ لٹائے زرگل دامین اُٹھائے ممکن نہین کہ خزان ٹل جائے بلبل شیون کنان قمری نعرہ زنان لالہ داغ بردل سرو پا بگل نہر بسان چشمہ چشم اشکباران سوسن بزبان بے زبانی آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار گویان شمشاد اسی خوف سے آزاد مقام فنا شہر گلشن آباد برگ ہر ایک کف افسوس داغ بالائے جسم داغ طاؤس سبزہ برنگ صف ماتم بچھا ہوا مین دم واپسین کا پتہ بوئے گل بیرون چمن نکلتی یا باغ کی جان تن سے نکلتی کلیون کا چٹکنا وقت نزع لیسین کا پڑھنا تھا سحاب گلشن شامیانہ تربت نظر آتا غنچہ مقبر و گنبد کی صورت دکھاتا زمزمۂ طائران سے صدائے کل من علیہا فان پیدا کہ **بیت** بر سر شاخ گل ببلغ جہان ﷺ غلغل کل من علیہا فان ﷺ شہزادہ ازبسکہ فرزندان **حمزہ** مین سے تھا فرط رحم دلی سے ہمراہ ملکہ خود بھی رونے لگا و انجام کار شاہ و گدا کا خیال کرکے محو حیرت تھا اس عرصہ مین ملکہ نے عاشقون کی قبر پر روشنی کی روئی بیٹھی بیان حسرت آلود کرتی رہی ناگاہ نگاہ اس مہربان عاشقان کی شہزادہ پر پڑی اور اُسکو روتا ہوا دیکھ کر اپنا رونا بھولی سمجھی کہ یہ شہزادہ بھی اپنا قتل ہوکر اس جگہ دفن ہونیکا خیال رکھتا ہے اسی سبب سے روتا ہے پس یہ معلوم کرکے قریب شہزادہ آئی اور اپنے دوپٹے سے آنسو پوچھ کر پکاری کہ اے جانی و اے سرمایۂ زندگانی خدا تجکو نہ رولائے اگر تیرے اوپر کسی طرح کی آفت آئے گی پہلے نشانۂ تیر آفت یہ کنیز بن جائے گی اب کی مرتبہ دو قبرین یکجا بنینگی۔

نظم

کہو کیسی طبیعت ہے مری جان
یہ کہہ کر خوب روئی وہ گل اندام
لگا دی آگ سی سوز جگر نے

یہ کیون آئے ہین آنسو تا بدامن
گہر ریزی سے آنکھون کو رہا کام
پھر اسنے اُسکو قسمین دین کئی بار

ملا یا منھ سے منھ بولی کہ قربان
یہ کیون بھیگی صف مژگان کی چلمن
بھگو یا پیرہن کو چشم تر نے
کہا گر رنج دل تو اپنا اظہار

شہزادے کو اس کے پوچھنے سے وہ جوش عبرت کم ہوا اور کہا اے ملکہ مین انجام کار ہر انسان کا یاد کرکے رویا تھا اب یہان سے چلکر بارہ دری مین بیٹھو اور ان قبرون پر رونے کا حال مجھ سے بیان کرو کیا یہ سب تمھارے عزیزون کی قبرین ہین جو تم ان کے غم مین ماتم کرتی ہو چشم نرگسی پُر نم کرتی ہو تم تو عاشق کہہ کر روتی تھین یہ کلمہ مجکو بہت ناگوار معلوم ہوا اسکا ماجرا مفصل بتاؤ ملکہ یہ سنکر شہزادہ کو بارہ دری مین لائی اور مسند پر بٹھا کر گویا ہوئی کہ اے یار عزیز مین دختر اس طلسم کے بادشاہ کی ہون جسکا نام **گوہر شاہ** ہے پس میرے باپ نے یہ عہد کیا ہے کہ مین دختر کی شادی طلسم کشا کے ساتھ کرونگا فی الجملہ مجکو ہمراہ دایہ دریائے طلسم پر بھیجتا ہے اور آنے والے کو دریا کے میرے حسن پر فریفتہ کرکے قید کرتا ہے اور وہ شخص چالیس روز تک قید رہتا ہے اس لیے کہ اگر یہ طلسم کا فتاح ہے تو اس مدت مین چھوٹ کر طلسم کو فتح کرے گا اور

ملکہ کو عقد مین لائے گا چنانچہ بعد چلّے کے جب وہ نہین رہا ہوتا ہے تو اُسکو قتل کرتا ہے مین اس مقتول کی لاش منگا کر اس رقبہ مین کر جو آپنے دیکھا ہے گڑوا دیتی ہون ابتک بہت سے عاشقان نامراد یہان آئے او قتل ہو کر دفن ہوئے مین ہر پنجشنبہ کو ان کی قبرون پر جاتی ہون روح کو انکی شاد کرتی ہون شمع جلاتی ہون گل چڑھاتی ہون آج بھی حسب دستور گئی تھی وہان تمکو بیٹھے دیکھکر سمجھی کہ شاید تم اس راز سے واقف ہوا اپنا قتل ہونا یاد کرکے روتے ہو شہزادے نے یہ حال جب سُنا ہنس فرمایا کہ اے ملکہ آج تک حالت کفر مین جو چاہا تمنے وہ کیا لیکن اب تم نے اسلام اختیار کیا ہے ہم سے واسطہ تم کو ہوا ہے خبردار اب کبھی ان نامحرمون کی قبرون پر نہ جانا تم کو شرم نہین آتی کہ معشوق ہو کر جاتی ہو کلمات بیہودہ زبان پر لاتی ہو اور مین اپنی مرگ یاد کرکے نہین رو رہا تھا وہ عبرت کا ماجرا تھا میرا تو یہ قول ہے کہ

بیت کسی کی مرگ پر ہرگز نہ کیجئے چشم تر اے دل ✚ بہت سا رویئے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہین ✚

مین پوتا حمزہ کا ہون انشاء اللہ اس طلسم کو فتح کرونگا اور تم کو اپنے عقد مین لاؤنگا نظر بافضال کارساز عالم رکھو اور اس حرکت لاطائل سے باز آؤ میرے سامنے اسکے ترک کی قسم کھاؤ یہ کہکر بعتاب جانب ملکہ نگاہ کی وہ مطلوب کی خفگی دیکھ کر ڈر ی اور سیکڑون قسمین کھانے لگی پھر ہاتھ باندھ کر زار زار روئی شہزادے نے گلے سے لگایا بوسہ لب و رخسار لیکر خوشنود فرمایا پھر جلسۂ عشرت جما مغنیان خوش آواز نے ترانۂ عیش و نشاط گایا جام شراب گردش مین آیا شب وصل تو ہمیشہ سے کوتاہ ہوتی ہے کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ شب مثل مزاج آشفتہ برہم ہوئی و بسان زلف جانان پریشان ہو کر روے شاہد سحر پر سے ہٹی رخ آفتاب نظر آیا کہ

نظم

شباب شب زمانہ نے کیا کم
ہوئی پھر انجمن انجم کی برہم
بڑھے سامان محفل گھٹ گئے تھے
رہی محروم مطلب کثرت ذوق

وہان ملازمان دایہ گمراہ جو داد بیداد کرتے جانب دربار شاہ روانہ ہوئے تھے دارالامارۃ کے در پر پہونچے دایہ بادشاہ سے عرض کر چکی تھی کہ آج آپ کی صاحبزادی نے طلسم کے آنے والے کو شراب پینے سے منع کر دیا تھا مین نے سحر سے کشتی کو ڈبو دیا اور اُسکو اپنے گھر مین لاکر قید کیا بادشاہ نے بجواب اس بیان کے فرمایا تھا کہ شب بھر اس مجرم کو اپنے یہان رہنے دو صبح کو مین زندان طلسم مین بھجوا دونگا غرض دایہ مذکور وہان سے رخصت ہو کر باہر آئی تھی کہ ملازم اسکے ملے اور تمام کیفیت معرض بیان مین لائے دایہ کو غصہ آیا اور پھر کر دربار مین آئی بادشاہ کے کان مین سب حقیقت اسنے ملکہ کی کہہ سُنائی شاہ نے فرمایا کہ تو جا کر اس حال کو تحقیق کر کہ ملکہ نے اس مجرم کو لیکر قید کیا اپنے مکان مین یا اپنے پہلو مین بٹھایا جیسا کچھ ثابت ہو وہ مجھ سے بیان کر دایہ حکم پاکر اپنے گھر مین آئی اور کچھ دیر ٹھہر کر آسودہ ہوئی کھانا کھایا شراب پی پھر بزور سحر طائر بنکر ملکہ کے باغ مین آئی اور ایک شاخ درخت پہ بیٹھکر شب جو باقی تھی اسمین حال ملکہ اور شہزادہ دریافت کرتی رہی مزار عاشقان کی کیفیت جبتک دیکھی ملکہ کو بے لوث سمجھتی رہی جب شہزادے سے دار مدار دیکھا جلگئی آخر صبح کو اُڑکر بادشاہ پاس گئی اور ماجراے شبینہ حرف بحرف زبان پر لائی بادشاہ کو غصہ آیا اور خود

اٹھکر روانہ ہوا یہاں شہزادے نے صبح کو وضو کیا نماز پڑھی پھر ہمراہ ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگا مگر ملکہ کا رنگ خوف سے زرد تھا جانتی تھی کہ اب کوئی بلا آیا چاہتی ہے شہزادے نے یہ حال دیکھکر اسکی تسکین کی کہا اے ملکہ گھبراؤ نہین خدا رحم کریگا بعد تشفی استفسار فرمایا کہ قاعدہ طلسم یہ ہے کہ بغیر لوح طلسم ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہین تمکو کچھ حال لوح کا اس طلسم کی معلوم ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور گویا ہوئی کہ ابیات

کہ آہ اب ہم کہاں ہو وائے افسوس
کہ جوش خاطر مشتاق بھرے
جدائی ہم مین تم مین چاہتا ہے
عوض راحت کے دل کا بڑھ گیا غم
کہ جسکے بدلے ہین غم مین گرفتار

رہا تا حشر یہ غم ہائے افسوس
نہین معلوم تجکو اے پریزاد
فراق ظاہری اب مدعا ہے
فراق دائمی کا وقت آیا
ہوئے قہر محبت کے گنہگار

گلے مل بوسہ عارض ہمین دے
کہ ہے چرخ ستم زا محو بیداد
خدا حافظ کہان تم کہاں اور کہاں ہم
مزا اتنا نہ تھا ہم نے اٹھایا

الغرض شہزادہ عالی مرتبت لوح طلسم کی کیا کیفیت بیان کرون اسکا ہاتھ آنا دشوار ہے خود بادشاہ طلسم اس کا طلبگار ہے صورت حال یہ ہے کہ اس طلسم کا اصلی دروازہ اور ہے اور اسی دروازہ کے متصل ایک شہر آباد ہے کہ نام اس شہر کا شہر جام ہے اور عقاب بن جام جادو اسکا حاکم ہے پہلے باپ اسکا جام جادو مالک تھا اور اسکے پاس لوح تھی باپ جیسے وہ مر گیا نہین معلوم کہ لوح کیا کر گیا کہان دھر گیا بیٹا اسکا ہر چند کہ مالک ملک و مال ہے لیکن لوح کے حال سے ناواقف بکمال ہے اور بادشاہ طلسم سے باغی ہے نہ خراج دیتا ہے نہ اطاعت کرتا ہے اور اسکے پاس ایک گلدستہ ہے کہ اس گلدستہ کی وجہ سے سحر ساحری کسی کا اثر نہین کرتا ہے اور نہ کوئی اسپر غالب آتا ہے جس جگہ وہ گلدستہ رکھا ہوتا ہے اس مکان مین جو ساحر کہ جاتا ہے سحر بھول جاتا ہے پس جب اسنے بادشاہ سے سرکشی کی بادشاہ مذکور اسکا کچھ نہ کرسکا تو اسنے طلسم کے آنے جانیوالون کیلیئے راہ دوسری بنائی ساکنان طلسم ادھر سے آمد و رفت رکھتے ہین اور مقیدان طلسم کیلیئے یہ راہ دریا کی مقرر ہے جدھر سے کہ آپ آئے ہین اور سنا ہے کہ شہر جام مین جو دروازہ ہے وہ اس پہاڑ پر ہے کہ جسکے دامن مین بیشہ حیرت ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ پہلے مین بیشہ خار ہی مین آیا تھا وہان ایک زنگی شہزادی کو گرفتار کیے لیے جاتا تھا کہ وہ زوجہ ملک سلطان تاج بخش کی تھی اس زنگی کو مین نے قتل کر کے اس شہزادی کو چھڑایا اور اس کی زبانی معلوم ہوا کہ شوہر اسکا اس طلسم مین آکر قید ہو گیا ہے یہ معلوم کر کے مین اس پہاڑ پر گیا اور وہان ایک حصار بنا تھا دروازہ بھی لگا تھا بس وہ وہی دروازہ ہے کہ جسکا تم پتہ دیتی ہو اور سلطان اسی دروازہ سے داخل ہو کر شاید شہر جام مین قید ہے اے ملکہ مین اسی بادشاہ کے چھڑانے کو اس طلسم مین آیا ہون بہ شیدائے یکدیگر یعنی ملکہ و شہزادہ اسی طرح سرگرم سخن تھے کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی اور ہر سمت تاریکی چھائی ملکہ گھبرا کر پکاری کہ خداوندا خیر کرنا شہزادہ قاسم گھبرا کر دست بقبضہ ہوا اور اٹھا تھا کہ زمین تھرائی زلزلہ آیا پھسلکر گرا بیہوش ہو گیا اور یہی کیفیت بنفشہ جادو اور تمام کنیزون کی ہوئی جب یہ سب بیہوش ہو گئے ملک گوہر شاہ

اور دایہ روئے ہوا سے نیچے اُتری اور شاہ نے دایہ سے کہا کہ ان دونون مجرمون کو تخت سحر پر بٹھا کر بارگاہ مین لا کر سر انکے جدا کر کے وصال روحانی سے دونون کو شاد کر دیہ حکم دے کر آپ جانب دربار روانہ ہوا دایہ نے زنجیر ہائے سحر سے ان گرفتاران سلسلۂ عشق کو باندھا اور سحر پڑھکر کنیزون کو تو ہوشیار کر دیا ان دونون کو تخت سحر پر ڈالکر لے چلی کنیزون نے جو یہ ماجرا دیکھا سر اور سینہ پیٹنے لگین اور دائی کو برا بھلا کہتی تھین اور جازم ہوئین کہ سحر سے لڑکر دایہ کو قتل کرین اور ملکہ کو چھین لین لیکن خوف شاہ طلسم ایسا غالب تھا کہ جسارت نہ کر سکین اور روتی جھکتی ملکہ کی ماں پاس چلین راہ مین باہم کہتی جاتی تھین کہ لوگو نگوڑی دائی کیسا ہاتھ دھوکر ہماری ملکہ کے پیچھے پڑ گئی خدا کی مار اس کی صورت کو سات اتوار آٹھون منگل کی جھاڑو اس کو اڑھائی گھڑی کی موت آئے بی انس دائی کو دودھ پلانے کی بھی کچھ محبت نہین دائی کا ہے کو ہے قصائن ہے ہے ہے بوا میرا پلا پلایا تھا پھر مین اپنی جان نثار کرتی تھی ایک انھین سے بولی کہ تمھارا تو پلا پلایا تھا مین نے تو فقط مرزا کے لڑکے کو منھ سے میٹھا ہی کہا ہے خدا گواہ ہے کہ بغیر دیکھے اسکے قرار نہین آتا اسی طرح کی باتین یہ کنیزین باہم بناتی بہت جلد محل مین آئین یہان ہزارہا کنیزین اور ماماٸین مغلانی بیش خدمت حاضر تھین ایوان ملکۂ بادشاہ نہایت وسیع وعمدہ تھا ہر فرقہ محلہ کے لگ اپنے اپنے کام مین مشغول حسب معمول تھے ان عورتون کو روتے ہوے دیکھکر سب عورات پوچھنے لگین کہ ارے کیا ہوا خیر تو ہے انھون نے کہا اے بی بی دائی نافرمان کی جان کو روتے ہین جلد ملکہ کی امی جان کو بتاؤ ارے لوگو بڑی حضور کہان ہین ان سے کہو کہ چھوٹی حضور کو یہ موئی اتنا بکڑے ہے لیے جاتی ہے یہ سُنتا تھا کہ سب انیسین مصاحبین دوڑین بارہ دری مین ملکہ ماہ پیکر پری تمثال جادو بیٹھی ہوئی چوسر کھیل رہی تھی کہ ان سب نے کہا حضور صاحب زادی کے نوکر آئے ہین کہتے ہین کہ انکے دشمن کھلنے والی بندی قید ہو گئی یہ سُنتے ہی بڑی حضور کے بھی چھکے چھوٹے طبو سر الٹ کر بارہ دری کے باہر آئی بنفشہ کی نوکرین سب دوڑ دوڑ کے قدمون پر گرین اور چیخ مار کر روئین اور سب حال بیان کر کے کہا اے بیوی ملکہ فقط اتنی گنہگار ہین کہ اس مردوے کو دائی کے گھر سے جا کر لے آئین سو وہ بھی اسواسطے کہ اسکو قبرین اور قتل ہوؤن کی دکھائین تاکہ وہ عبرت پذیر ہو اس جُرم پر اس قطامہ دائی نے نہین معلوم کیا کیا ان کے باپ سے جا کر لگایا کہ بادشاہ خود تشریف لائے اور ملکہ کو اب دائی پکڑے لیے جاتی ہے ان باتون کو جو ماہ پیکر نے سنا فوراً اپنے یہان کے خدمتگار جو ہزار خواجہ سرا اور حلقہ کے ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور دائی کے جوتیان مار کر میری بچی کو چھین لاؤ اگر وہ قحبہ دائی دربار شاہی مین پہونچ گئی ہو تو اندر دار الامارۃ کے گھسکر چھین لانا کچھ بادشاہ کا خوف و لحاظ نہ کرنا اس کھرمنڈے کو تو سودا ہو گیا ہے پہلے تو اماں نافرمان سے کہا کہ لڑکی کو مردون کے رجھانے کیلئے لیجایا کر سو اب بڑی غیرت موئے کو آئی اے کوری میٹھی بچنے لگے مین سچ کہون میری بچی ہر بار مرد کو دیکھتی ہے اور ترس کر رہ جاتی ہے آخر لوگو وہ بھی جوان جہان ہے اسکے بھی جی ہے کہ نہین یہ باتین سنکر کنیزون اور محل کی عورتون نے تائید کلام کی کہ اے ملکہ آپ سچ فرماتی ہین۔ جس بات کا خیال

نہ کرو تو برسون نہ کرو اور جو ہر بار اسکا سامنا ہو تو حضور خطا معاف بڑی بڑی پارساؤن سے نہین رہا جاتا ہے
ایک ان مین سے بولی کہ اے بیوی ہماری صاحبزادی کو تو سیدھی بات نہ کرنا آتی تھی اب تک رو کر نام خدا سے
روٹی مانگتی ہین اسی دائی مالزادی نے دریا پہ لیجا لیجا کے دیدہ دلیر بنایا وہ تو ملکہ ہی سی نیک کوکھ کی
بیٹی تھین جو دبی دبائی رہین بلی دوسری ہوتی تو آسمان مین تھگلی لگاتی غرضکہ یہان تو عورتین غوغا کر رہی ہین ادھر
کئی سو ملازم بڑھی ملکہ کے جو دوڑے دائی راستہ ہی مین تھی کہ یہ جا پہونچے اور پکارے رہ تو جا اوغیبا نی
مارے جوتیون کے جو تجھکو فرش نہ کیا تو کچھ کام ہی نہ کیا دائی یہ کلام سنکر گھبرائی اور اُسنے پوچھا ناکہ یہ سب ملازم
ملکہ کی مان کے ہین ملکہ کو لینے آئے ہین اگر تو نے ذرا بھی انکار دینے مین کیا تو یہ بہت بُری گت بنا دینگے
خیر پھر مجھے کیا مطلب ہے جو اپنی آبرو گنوائے اور نوکرون کی مار کھائے یہ معلوم کر کے گویا ہوئی کہ صاحبو
مین تو آپ ہی ملکہ کو انکی مان پاس لائی تھی میرا کیا قصور ہے تم صاحبزادی کو لیجاؤ بھلا مین ان کے
دشمنون کو رنج پہونچاؤن کی مجھ سے کب ہوگا کہ کوئی ان کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے جب ان نوکرون نے یہ باتین
عذر آمیز سنین ملکہ کو اس سے لیکر تخت سحر پر بٹھا کر محل کی طرف لے گئے اور دائی شہزادہ **قاسم** کو لے کر جانب دربار
بادشاہ گئی ملا زمان مادر ملکہ نے ملکہ کو محل مین لا کر پہونچایا اور سحر اس پر سے برطرف کیا کہ اسکو ہوش آیا اپنے
تئین محل مین اپنی مان کے پایا اور مادر کو سامنے دیکھا فراق یار سے دم گھٹنے لگا لیکن ضبط کر کے مان کو سلام
کیا اور دل تو بھرا تھا ہی بدنام ہونیکا حیلہ کر کے رونے لگی مان نے اُٹھ کر براہ چشم نمائی اور تنبیہ دو طمانچے مارے
اور کہا او مردار بڑا غضب کیا تو نے کہ حرمت مٹا دی غیر مرد کو پہلو مین لیکر بیٹھی ملکہ یہ باتین سنکر الیسا رونی کہ ہچکی
بندھ گئی اسوقت مان نے اُٹھ کر گلے سے لگا یا پیار کیا ملکہ نے کہا آپنے بھی بے تحقیق کیے امی جان مجھکو
الزام دیا آپ دریافت کر لیجیے جو کوئی بے حرمتی ہوئی ہو مین نے تو ترس کھا کر اس قیدی کو اپنے باغ مین
بلا یا تھا دایہ اماں نے مجھپر یہ غضب ڈھایا کہ چھنال بنایا اسوقت سب محل والیان صدقے قربان ملکہ پہ
ہوتی تھین اور کہتی تھین ہئے ہئے ہماری صاحبزادی کا لہو پانی اس مردار دائی نے ایک کر دیا اے لوگو
ابھی یہ سن یاری آشنائی کرنے کے قابل ہے ابھی چھوٹی حضور ہین کیا مین اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہون
اس سال سے تو ذرا اتنا بھی ہوئی ہین کہ جوان معلوم دیتی ہین کیون بڑی کھلائی ابھی ان کو کتنا برس
کہان لگا ہے بڑی کھلائی نے کچھ پورون پر انگلیون سے حساب کر کے کہا اس مہینے کی پندرھوین کو بیری
منھ مین خاک ہونستی نہین ہون تیرھوان برس بھر کے چودھوان شروع ہوا ہے یہ سنکر ایک مغلانی نے ماتھا
کوٹ لیا حیرت زدہ ہو کر کہا دولی بیوی یہ اتنی سی چھوکری کو دائی چھنالا لگا یا وہ جو کہتے ہین کہ کیڑا لوگو
میرے تو سُن کے حواس جاتے رہے حاصل الامر مان نے ملکہ کی بیٹی کا منھ ہاتھ دھلوایا کچھ کھانا کھلایا
اُسکو یاد شہزادہ نامدار تھی کھانے سے طبیعت کو نفرت دلمین محبت یار تھی روتی رہی کچھ کھا لیا اور منھ لپیٹ
چھپر کھٹ پر پڑ رہی مان نے کہا دیکھو صاحبو میری بچی کو بخار چڑھ آیا ہے اگر اسکا ایک بال بھی بیکا ہوگا

تو مین آگ لگا کر اس گھر کو نکل جاؤنگی کیسی سلطنت مین خاک مین ملاؤن ایسی حکومت کو جہان میری بچی کرتے پھرے اس دائی کو وہان صدقہ اُتارون جہان ملکہ کی دائی نے ہاتھ دھوئے ہون سب انیسین یہ سُنکر سونے لگین اور پلنگ کے پاس جاکر ملکہ کے پنڈے کو دیکھتی تھین اور سرد آہین بھرتی تھین ان کو تو اس حال مین رکھیے اب حال دایہ سنیے کہ وہ شہزادہ کو لیے کر دربار بادشاہ مین پہونچی اور دارالامارہ کے دروازہ پر تخت کو اُتار کر شہزادہ کو ہوشیار کیا اور زنجیر کا سرا پکڑکر اندر دربار کے لائی شہزادہ نے ایک بارگاہ کفر ملاد کو دیکھا کہ ایک بادشاہ کئی زینے کے تخت پر جلوہ فرما ہے تاج کئی سو کنگرہ کا سر پر جسمین لعل وگوہر صدہا جڑا ہے قبائے قلم کار روزر اندوز گلے مین ہے کنٹھا زمرد کا گردن مین پڑا ہے لباس شاہی سے تمام جسم پیراستہ ہے اور تمام اہل دربار ساحران غدار ہین جنکے منھ آنکھ کان سے شعلے آگ کے نکلتے ہین کرسیان ذرنگار بچھے ہین فرق زنجیر قریب دروازہ کھنچی ہے کچہریان لگی ہین باادب دربار مین سب حاضر ہین بہت سے پہلوان خودسر ہین اور ایک عیار تیز وطرار بانا ہائے عیاری سے آراستہ جھولا اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے کرسی پر بیٹھا ہے اس شمع بزم صاحبقرانی نے بیچ بارگاہ مین پہونچ کر بطور خداپرستون کے سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو برحق اور واحد جانتا ہو اور اُس کے پیغمبرؐ کو مانتا ہو سب ساحرون نے یہ آواز جو سُنی نہایت برہم ہوئے اور بادشاہ نے دایہ سے فرمایا کہ تو اس گیسو بریدہ و شوخ دیدہ کو گرفتار کرکے کیون نہ لائی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا مین لاتی تھی آپ کی بیوی کے ملازم آکر مجھ سے چھین لیگئے یہ سنتے ہی بادشاہ اُٹھا اور اندر محل کے چلا نواب ناظر اور خواجہ سراؤن نے دوڑکر خبر تشریف آوری بادشاہ بانوئے بادشاہ کو پہونچائی اُسنے سب اپنی کنیزون انیسون وغیرہ کو بلاکر ایک جا استادہ کیا اور فرمایا کہ تم سب آگاہ ہو کہ اسوقت بادشاہ اس دایہ کی لگائی بجھائی سے یہان آتے ہین اور میری لڑکی کو پکڑ لے جانے کا ارادہ رکھتے ہین اور وہ نگوڑی ابھی روتے روتے ذرا سوئی ہے تم سب کو میری جان کی قسم بادشاہ اگر ہون سے تون کرے تو سب اُن کے لپٹ جانا اور خوب مارنا اگر تم نے کچھ اس کام مین قصور کیا تو مین ابھی سر پیٹتی سر کھولے نکل جاؤنگی کنیزون نے عرض کیا ہم سب آپکے تابع ہین اگر آپ خداوند سامری وجمشید سے لڑنے کو کہین تو ہم اُن سے بھی لڑین یہ عرض کرکے وہ سب آمادۂ جنگ ہوئین اور لاٹھی پتھر وغیرہ بعض نے لیے اور بعض نے دست پناہ پھکنی پرانی ہانڈی جلتی ہوئی لکڑی سوختے وغیرہ سنبھالے اور زوجہ بادشاہ بیچ صحن مین مکان کے فرش خاک پر پاؤن پھیلاکر بائینچے چڑھاکر بال سر کے پریشان کرکے بیٹھی اور سب عورتین گاتیان باندھکر پائچون مین گرہ دیکر ملکہ کے گرد کھڑی ہوئین اس عرصہ مین بادشاہ داخل شبستان ہوا کنیزون نے تسلیم بھی نہ کی بادشاہ یہ حال محل کا دیکھ کر پریشان ہوا بی بی کو اپنی زمین پر بیٹھے دیکھ کر دل سے کہتا تھا کہ یہ کونسی آفت گھر مین آئی غرض زوجہ کے قریب آکر بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ صاحب کچھ تم نے اپنی بیٹی کا بھی کرتوت سُنا اور یہ اپنا حال یون تم نے ابتر کیا ہے خدا یہ کس خیال سے

کہ مین بیٹی کے عوض تم کو کچھ کہون تو ایسا نہین ہے تم اس گیسو بریدہ کو میرے حوالے کرو تم سے کچھ واسطہ نہین یہ
کلام سُنکر ملکہ نے جواب دیا کہ بیٹھ اُدھر موئے بوباک تجکو صدقے اُتارون اپنی بچی پر سے کہ تو نے اس دائی قحبہ کے
کہنے سے میری لڑکی کو مار آتارا اور ابھی تک بھرٹرے تجھکو چین نہین بادشاہ نے یہ جواب نامعقول جو سُنا
فرط غضب سے آگ ہوگیا اور پکارا کہ مالزادی کچھ تیری قضا تو نہین آئی ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک دو ہتڑ زمین پر
مارا کہ ارے تجھ مالزادی کہنے والے کو خاک مین ملاؤن گہری گور مین تو پون تجھکو ہی ہی کر دون تیرا حلوا پکالون
لو مونڈی کاٹے نے مجھ کو بے وارثی سمجھا ہے اپنی حکومت پر دھمکاتا ہے ابھی طلسم ہوشربا آباد ہے میرے
ماں باپ بھی جیتے ہین شاہ **افراسیاب** کو سامری سلامت رکھین وہ شاہ تو میرا حال سُنکر ان جھلی
ٹھوک دیگا یہ نہ جاننا کہ مین ایسی ویسی ہون مین بھی ملک **احمر سبز پوش** کی بیٹی ہون جو بھائی ہے
ملک **اخضر سبز پوش** کا اور ملک **اخضر** باپ ہے ملکہ **لعل سخندان** کا جو شہنشاہ **افراسیاب**
کی منگیتر ہے میرے چچا نے **حیرت** کو گھر مین ڈال لینے سے آجتک بادشاہ کے ساتھ شادی نہین کی ملک
گوہر شاہ نے یہ باتین جو بی بی سے سُنین غصے مین تو بھرا تھا ہی ایک طمانچہ اُسکے رخسار پر لگایا کہ غیبانی
ٹرا سے جاتی ہے کیا کریگا وہ **افراسیاب** پر اُس طمانچے کا مارنا تھا کہ آفت آگئی بی بی نے اور زیادہ پیٹنا
شروع کیا ہی ہی وہ بندی رانڈ ہوگئی **گوہر** مرگیا اُسکی لاش نکلی ادھر تو بی بی پیٹنے لگی ادھر کنیزین وغیرہ
محل کی سب عورتین دوڑین اور کہتی تھین واہ واہ میاں تیخ تو ماں باپ کی بیٹی نہ بنا یا کوئی لونڈی بنائی
کہ جب پایا دھن کٹ کر لیا ایک بولی موئے کے ہاتھ ٹوٹین گے جیسا پیٹ سے ہماری بی بی کو مار بیٹھا
دوسری نے کہا کہ اسی طرح سامری کرے اسکی بھی ٹانڈیان کسی جائین تیسری نے کہا نا صاحب ہماری بی بی کا
ایسے جلاد موئے قصائی کے یہان گذر کہان آگ لگا کے نکل بھی جائین پھر ایک اور اُنہین سے بولی کہ
ہان بی سچ تو ہے جس شہزادی کے کبھی ماں باپ نے پھول کی چھڑی نہ چھوائی ہو اُسپر یہ مار پڑے یہ تو کہو
ملکہ ہی ایسی نیک ساعت کی پیدا اور نیک کوکھ کی جنی تھین جو اتنے دن ایسے طلمی سے نباہ بھی کر گئین
دوسری نے جواب دیا کہ پھر آخر کہان تک کلیجے پر پتھر رکھ لین اور چپ بیٹھی رہین وہ بھی آدمی ہی ہین نر ہا
گیا بول اُٹھین پھر بولین تو آفت آئی بادشاہ نے چار طرف سے جو یہ کاؤن کاؤن سُنی ہر ایک کو گھڑکا کہ
چُپ رہو مالزادیو یہ کیا غوغا مچا رکھا ہے عورتون نے کہا لو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری عذر کرنے
سے گئے اور اُلٹے آنکھین نکالنے لگے تو یہان کوئی دبنے والا نہین جب سے ہماری ملکہ کو مارا ہے ہماری
آنکھون مین خون اُتر آیا ہے جی مین آتا ہے کہ چھاتی پر چڑھ کر ڈھائی چلو لہو پی جائین بادشاہ یہ سُنکر
اُن سب کو مارنے چلا دہان تو صلاح ہو کر جنگ پر سب آمادہ ہو رہی تھین بادشاہ کے بڑھتے ہی چار سمت سے
عورتین ٹوٹ پڑین اور لاٹھی پتھر پھکنیان دسینے پڑنے لگے اور چونکہ یہ سب عورتین ملکہ مذکورہ کے میکے
کی ہین اور شاہ **افراسیاب** سے تعلق رکھتی ہین اُنکو بڑا غرور ہے کچھ خوف اس بادشاہ کی حکومت کا

ان کو نہین بھیجا با بادشاہ پر حملہ آور ہوئین ابتو ہائین ہائین لگے لگے مار ہوئے کو لینا گھیر ناکی صدا بلند ہوئی
اور تڑا تڑ چٹاق پٹاق دھون ہون کیون اور کی آواز آنے لگی بادشاہ ازبسکہ مرد میدان نبرد تھا ان کے
حملہ کو رد کرنے قریب تر پہونچا اور دو تین کو لات سے تین چار کو ہاتھ سے دھکا دیکر گرا دیتا اور کہنیاں مارتا
اسوقت ایک لونڈی کہ ٹھنگنے قد کی گول بدن سیاہ رنگ سیاہی کی گانٹھ بنی ہوئی کمر وا ایل سرین
ڈالے ڈوپٹے کی لنگوٹی باندھے تھی اُسنے جھپٹ کر تاکمون مین بادشاہ کے اپنے تئین پہونچایا اور انھین دونون
ہاتھ سے مضبوط تھامنے بادشاہ پکارا اری مالزادی یہ کیا کرتی ہے اری چھوڑ مجھے میری جان گئی ادھر تو وہ
کنیز پکڑ کر لوٹ گئی ادھر بادشاہ گر کر تڑپنے لگا اور اوپر سے عورتون نے بری گت بنا دی تاج کہین گرا
قبائے فرمانروائی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی کسی عورت نے منھ مین توے کی سیاہی بھر دی کسی نے جوتیون کا
ہار بناکر گلے مین پہنا دیا کسی نے ہانڈی کا گھیرا گردن مین ڈالا کسی نے داڑھی نوچ لی اور خوب مارا جب
دیکھا کہ بادشاہ کی جان پر بنگئی ہے اُسوقت ملکہ نے اس کنیز سے کہا کہ انھین چھوڑ دے اُسنے چھوڑ دیے
سب عورتین سامنے سے بھاگ گئین بادشاہ بھی جان چھڑا کر اٹھ کے بھاگا اور اُسی حال سے باہر
دار الامارۃ کے جو آیا سب اہل دربار ہنسنے لگے اور بعض مقرب نے دست بستہ استفسار حال کیا
اُسنے جھلا کے کہا کیا بیان کرون مین نے بارہا کہا ہے کہ بیگم کا مزاج بہت بُرا ہے اُنکا غصہ سامری کی بلا
نہ کچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین بوچھار کرنے لگتی ہین یہ کلام سنکر ایک درباری لطیفہ گو نے چپکے سے دوسرے سے کہا
آج ساری حکومت انھین ملگئی یہ تو بہ راہ ادب چپکے چپکے باتین کرنے لگے ادھر بادشاہ نے ہاتھ منھ دھو کر لباس
تبدیل کیا اور بموجب مثل نزلہ بر اعضائے ضعیف میریزد فوراً حکم دیا کہ یہ مسلمان جو قید بیٹھا ہے اُسکو قتل کرو
اتنا زبان سے نکلنا تھا کہ جلاد قوی تن سامنے آکر حاضر ہوا اور شہزادہ قاسم کو اُسی وقت برابر آبریز کے
لے جاکر ریگ کے چبوترے پر بٹھایا اور آمادہ قتل ہوکر کولے کا خط گردن پر کھینچا پھر جلاد دوسرا حکم لینے
سامنے شاہ کے آیا اُس وقت شہزادہ قاسم کو اپنے مرنے کا یقین کامل ہوا جس طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتا
تھا سوائے بیکسی و تنہائی کے کوئی یار و مددگار نظر نہ آتا تھا شہزادے نے اپنے عقائد کی تجدید لین کی
اور کلمۂ شہادت پڑھا اور ازبسکہ خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ تھا تہِ دل سے دعا بدرگاہ کبریا کرنے لگا

بصد عجز پکارا
نظم

ہر دکھ مین ہے تو ہی کام آتا	اے خالق بے عدیل میرے	غمخوار مرے کفیل میرے
جینے سے بھی اب ہوا ہون مایوس	ہے تو ہی بلاؤن سے بچاتا	زندان بلا مین ہون مین محبوس
	تو چاہے تو اس بلا سے چھوٹون	زندان غم و عنا سے چھوٹون

یہ دعا اسکی مستجاب بدرگاہ مسبب الاسباب ہوئی یکایک دار الامارۃ کے دروازے پر غلغلہ برپا ہوا
کہ خداوند تشریف لائے بادشاہ سر دیا برہنہ مع ارکان سلطنت کے اُٹھ کر جانب دروازہ دوڑا جلاد کو قتل
شہزادے سے منع کرتا گیا وہ کنارے جاکر ٹھہرا آخر شہزادے نے دیکھا کہ ایک پیر مرد کو ہر ایک سا حریر تر دیر

بتعظیم تمام لیے ہوئے آیا کہ اسکی داڑھی تا بہ سینہ ہی یہ اسکا نقشہ ہے **نظم**

ملتا تھا الم سے دست افسوس
آہستہ خرام نرم رفتار
ہے پردۂ دوستی مین دشمن
گھٹا تھا سجود کا جبین مین
تسبیح کے بغل مین تھا زنار
رہرو کو وہ غول تھا سر راہ
ظاہر مین بلالؓ دل مین بوجہل

پیدا ہوئی در سے ایک صورت
جبہ سر دوش سر پہ دستار
ظاہر مین تو تھا فرشتہ خصلت
پوشیدہ بت اسکی آستین مین
کچھ دل مین تھا قول کچھ زبان کا
یوسف کے لیے بنا تا تھا چاہ

بیٹھا تھا وہ اس جگہ جو نا یوسف
ظاہر مین کمال نیک سیرت
جو راہ نما وہی ہے رہزن
باطن مین تمام دیو سیرت
دنیا کے لیے بنا تھا دیندار
تھا فرق زمین و آسمان کا
نیکی کے حساب مین بدی سہل

اس غول صحرا ے گمراہی کو **اسکندر بن سامری** لوگ کہتے تھے اور خدا اسکو سب جانتے تھے بادشاہ پاس یہ بھی کبھی آتا ہے اور ایک ایوان عظیم الشان اسکا بنا ہے وہان رہتا ہے خلقت اس طلسم کی ہر ماہ مین جمع ہو کر اسکی پرستش کرتی ہے حال اسکا آئندہ بیان ہوگا اسوقت بادشاہ نے اسکو لاکر تخت پر بٹھایا ہر شخص نے خاک پا کو اسکی آنکھون سے لگایا جب وہ بیٹھا اور سجدہ وغیرہ سے سب نے فرصت پائی ساقی نے جام شراب لاکر دیا وہ پی کر سرخوش ہوا تو شہزادہ **قاسم** پر اسنے نگاہ کر کے پوچھا کہ کون شخص ہے اور کس جرم پر قتل ہوتا ہے قدرت کو سب خبر ہے مگر تم سے اسکا حال سننا چاہتے ہین بادشاہ نے سب حقیقت شہزادے کی بیان کی خداوند نے یہ حال سنتے ہی کہا کہ تم نے فرمان بڑے خداوند یعنی سامری کا اپنے دل سے فراموش کیا کہ وہ فرما گئے ہین کہ جہان خون مسلمان کا گرے گا وہ جگہ برباد ہوگی اور باران رحمت ہمارا وہان نہ برسے گا بادشاہ نے فریاد کی کہ یا خداوند پھر اس گنہگار کو کیونکر ہم قتل کرین اسنے تو ہمارے نام و ننگ کو مٹانا چاہا ہے اس ثانی ابلیس نے فرمایا کہ اسکو اپنے طلسم کے بیابان **حیرت** مین پھنکوا دو وہان یہ آپ ہی بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیگا اپنے کیے کی سزا پائیگا بادشاہ یہ سنکر اٹھا اور خداوند کے گرد پھر اقدمون کو اسکے بوسہ دیا کہ یا خداوند کار مشکل کا حل کرنا آپ ہی کی ذات پر ختم ہے یہ کہہ کر **نا فرمان** اور ایک ساحر اور **شمشاد جادو** نام کو حکم دیا کہ اس خطا در کو لے جاؤ بیابان مذکور مین چھوڑ کر چلے آنا بمجرد استماع حکم بادشاہ ساحران وغیرہ سر شہزادۂ نامور کو بزور سحر بیہوش کر تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوے یہ تو اس طرف گئے یہان محل سے خواجہ سرا نے آکر عرض کیا کہ سب اہل دربار اٹھ جائین ملکہ طلسم زیارت خداوند کو آتی ہین یہ خبر جو سنی خداوند نے فرمایا کہ ہم خود اس بندی کے پاس جائین گے خواجہ سرا اس کلام کو سنکر پھر گیا محل مین ملکہ نے جب آنا خداوند کا سنا آراستگی مکان و آرائش اسباب عشرت کرنے لگی سب عورتین نذر تہنیت تیار کر کے منتظر ہوئین اس اثنا مین شور مچا کہ خداوند آتے ہین ملکہ مع خادمان محل بہر استقبال گئی زنانی ڈیوڑھی کے قریب ہو کر سجدہ کیا اور خاک پاے خداوند کو لیا آنکھون سے لگایا پھر ہمراہ لیکر روان ہوئی سب عورتین بھی گرد پھرتی تصدق ہوتی ایوان میں لا مین

مسند پر بٹھایا شراب پلائی داڑھی مین عطر لگایا نذرین جواہرات بہت کچھ دیا ملکہ نے اشارہ کیا عورات نے
محل کی ہار پھول دونے مٹھائیون کے زرنقد سامنے لاکر رکھا ہاتھ باندھکر اپنی اپنی مرادین مانگنے لگین اس شیطان نے
جو کچھ انھون نے سوال کیا قیافہ سے دریافت کرکے جیسا موقع دیکھا ویسا جواب دیا اس اثنا مین اسکو خیال
ملکہ بنفشہ کا آیا اُسکی مان سے پوچھا کہ ہماری بندی بنفشہ کیا کرتی ہے اور کیون سامنے نہین آئی ملکہ نے یہ سنکر
رو رو کے تمام حال دایہ کا اور بادشاہ کا بیان کرکے عرض کیا کہ بادشاہ کو حضور سمجھاتے جائین کہ وہ دختر سے اور
مجھ سے بدی نہ کرے یہ کہکر کچھ عورتون سے حکم دیا کہ صاحبزادی کو بلا لاؤ وہ گئین اور ملکہ کو منت تمام لیکر آئین
ملکہ از بسکہ مسلمان ہوچکی تھی سوچی کہ مجھکو سجدہ کرنا پڑے گا لازم ہے کہ کچھ مکر کرون یہ سوچ کر سامنے جب آئی چیخین
مارکر رونے لگی مان نے اُٹھکر گلے سے لگایا اور سامنے خداوند کے بٹھایا یہ گردن جھکائے چپ بیٹھی رہی خداوند نے
اسکا حال دیکھکر فرمایا کہ سچ ہے لڑکی تمھاری سہم گئی ہے اسکے ہوش درست نہین ہین یہ کہکر حکم دیا کہ گوہر شاہ
کو یہان حاضر کرو خواجہ سرا وغیرہ دوڑے اور شاہ سے جاکر عرض کیا کہ جلد چلیے خداوند آپ کو بلاتے ہین بادشاہ
محل مین جانے سے ننگ وعار رکھتا تھا مگر حکم خداوند سے ناچار ہوکر داخل محل ہوا سب کنیزین تو ہٹ گئین
کہ ہم نے شاہ کو مارا ہے کیا سامنا کرین اور زوجہ اُسکی اُسی جگہ منھ پھیر کر بیٹھی رہی الغرض جب بادشاہ سامنے
خداوند کے آیا وہ بہت خفا ہوا اور بغصہ اُسنے کہا کیون او گوہر شاہ تو نے اب بدینی پر کمر باندھی ہے تو نہین جانتا
کہ بڑے خداوند استری کا کیا آدر کرتے تھے بیشاب اُسکا پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ باعث زندگی اور سبب
لذت انسانی یہی ہے اے بادشاہ اسکی پرستش ہر صبح کرنا لازم ہے بخلاف اسکے تو نے اپنی عورت کو ناراض کیا کہ
اُسنے ہم سے تیری فریاد کی بس خیریت اسی مین ہے کہ اسکے پانون پر گر اور تقصیر معاف کروا بادشاہ کی کیا مجال
تھی کہ حکم خداوند کے خلاف کرتا فوراً ہاتھ باندھکر قدمون پر اپنی بی بی کے گرا اور معذرت خواہ ہوا خداوند نے
اُسوقت ملکہ سے فرمایا کہ تم بھی گلے سے اب لگیاؤ اور خبردار کبھی خلاف حکم اپنے شوہر کے نہ کرنا ملکہ نے شوہر کو
گلے سے لگایا اور دونون نے باہم بوسے لیے اور مل گئے پھر تو سب محل کی عورتون کو خداوند نے بلوایا وہ ہر ایک
قدم پر بادشاہ کے آکر گری بادشاہ نے خطا معاف کی پھر بیٹی کو اپنے گلے سے لگایا اور بہت کچھ نشیب فراز
عالم سمجھایا بنفشہ نے روکر کہا کہ اگر اجازت اپنے باغ مین رہنے کی نہ پاؤنگی اسی طرح رو رو کر جان دونگی
نہ پانی پیونگی نہ کھانا کھاؤنگی خداوند نے یہ سنکر فرمایا کہ اے بادشاہ باغ مین اسکو اب جانے کیون نہین دیتا
وہ مسلمان بیابان حیرت سے کیا نکل آئیگا بادشاہ نے جواب دیا کہ ممکن نہین جو وہ زندہ رہے یہ کہکر بیٹی سے
کہا اچھا اے فرزند تم اپنے باغ مین جانا ملکہ یہ سنکر ہنسی اور باپ کے گلے سے لپٹ گئی آخر سب شاد و خرم
ہوے اور خداوند اٹھکر محل سے اپنے گھر گئے بادشاہ داخل دارالامارۃ ہوا ملکہ بنفشہ نے اپنی مان کی بلائین
لین اور کہا میری اچھی امی جان مجھکو باغ مین جانے دیجیے مان نے کہا اچھا جاؤ گل وغنچہ سے اپنا دل بہلاؤ
لیکن اب کوئی ایسا امر نہ کرنا جسمین مجھکو بولنا پڑے اور تم بھی بدنام ہو اُسنے کہا جی نہین اب ایسا نہ ہوگا

یہ کہکر سواری طلب کی کنیزین شہزادی کی تخت سحر تیار کرکے لائین ملکہ سوار ہوکر روانہ ہوئی اور راہ مین تصور شہزادہ قاسم کرکے گوہر اشک تار نفس مین پرونے لگی اور بیقرار ہوکر یہ اشعار زبان پر لائی کہ نظم

الفت کا برا ہو جسنے مارا
ہے عشق کا یہ فساد سارا
برگشتہ ہوے نصیب میرے
ہین دشمن جان حبیب میرے
اس دام بلا مین ہون گرفتار
اللہ سے ہے امید دیدار

اسی طرح زاری کنان باغ مین جب آئی وحشت نے اس گلشن کو صحرا بنا دیا جوش گریہ نے اس گھر کو دریا بنا دیا تیرگی بخت شب دیجور کا رنگ دکھانے لگی اس ایوان کو سیہ خانہ بنانے لگی یہ سوختہ جان شمع محبت جلانے لگی شمع کا شعلہ بھی اس سے بھڑکا ہوا تھا گر نہ آتشین تو لتا تھا ہر وزن مکان دیدہ بغول تھا زمان ہجر کے اندیشہ کو بہت طول تھا طالع سے اپنے لڑتی تھی اپنے دل سے رہ رہ کے بگڑتی تھی کبھی یاد زلف مین پیش نظر اندھیرا تھا کبھی داغ دل چراغ کی صورت جلتا تھا بیتابیون نے گھیرا تھا کبھی آنسوؤن کا تار باندھکر سمرن موتیون کی بناتی اور بہر مرگ استخارہ فرماتی گھر کی شکل نظر مین گور رکھتی سفیدی رخسار کا نور تھی بستر کو کفن سمجھتی شکن بستر کو اژدر کا پھن سمجھتی جب بیتابی کا زور ہوتا دل بہت مجبور ہوتا تو یہ کہتی کہ نظم

آنکھین رہین اپنی تر ہمیشہ
دو چار پہ گرائے گھر ہمیشہ
اشکون کا وہ متصل ٹپکنا
دیوار پہ سر کو دے ٹپکنا
بیٹھی جو کبھی ملول ہوکر
گردون سے کیا خطاب رو کر
اے خانہ خراب اے جفاکار
گردش ہے تری عجب دل آزار
کس کس کو کیا نہ تونے برباد
کس کس کو کیا نہ تونے ناشاد
آنکھون کو بنا نہ بحر زخار
اتنا تو ہنسی نہ تھی مین زنہار
عشرت کا پیا تھا کب پیالہ
ہے داغ جو دل مین مثل لالہ
نکلی تھی کہان وصال کی راہ
ایسا غم ہجر ہے جو جانکاہ
جام مے خسروی پلا دے
بچھڑے ہوے یار سے ملا دے
پھر آنکھون کو ہو نصیب دیدار
پھر کان اٹھائین لطف گفتار

اسی بیتابی مین یہ خیال آیا کہ میرے باپ نے خداوند سے کہا تھا کہ مین نے اس مجرم کو بیابان حسرت مین بھجوا دیا اور وہ ایسی جگہ ہے کہ اب اس کا رہا ہونا وہان سے ممکن نہین بس وہ ایسی ہی جاے سخت و صعب ہے کہ جہان زندہ رہنا دشوار ہے مجکو لازم ہے کہ اس سرگشتہ صحراے الفت کی خبر منگا ایسا نہ ہو کہ وہ شمع حریم صاحبقرانی صرصر صعوبت بیت طلسم سے بجھ جاے اور شیر نیستان حمزہ شکار صیاد اجل ہو یہ سوچکر پاس رسوائی کو طاق نسیان پر دھر دو کنیزون کو اپنے پاس بلاکر چپکے چپکے راز دل سے آگاہ کیا اور بمنت کہا کہ تم مجکو خبر میرے یوسف گم گشتہ کی لادو تو مین تمھاری کنیز ہو جاؤن گی انھون نے جب یہ حال اس زلیخائے مصر عاشقی کا دیکھا پند و نصیحت کو بیفائدہ سمجھکر بدنامی کو گوارا کیا اور تخت سحر سے بناکر سوار ہوئین نام ان دونون کے شعلہ جادو و شرارہ جادو ہین چلتے وقت ملکہ کو سمجھا گئین کہ اپنا حال تباہ نہ کرو اسقدر نالہ و آہ نہ کرو ہم جاتے ہین خدا کو منظور رہے تو اس شیدا کو آپکے لاتے ہین ورنہ اے ملکہ

بیت جان دی جان اگر بگڑ گئی بات جیتی ہو تو ہوگی پھر ملاقات + ملکہ نے کہا اے مونسان ہمدم وائے رفیقان محرم مین تمھارے ہی آسرے زندہ ہون جلد آنا اگر دیر لگاؤگی تو مجھکو زندہ نہ پاؤگی لو جاؤ خدائے کریم کو تمھین سونپا یہ سُنکر وہ دونون تخت اُڑا کر روانہ ہوئین یہ تو ادھر سے چلین لیکن اُدھر شمشادہ و نافرمان شہزادہ کو اُسی بیابان مین لائے اور تخت سے زمین پر اُتار کر دونون بزور سحر بلند ہوگئے شہزادہ کو سحر سے بیہوش رکھا جب بلندی پر پہونچے رد سحر پڑھ کر ہوشیار کردیا اور آپ روانہ ہوئے یہان تک کہ دربار بادشاہ مین پہونچے اور خبر پہونچا دینے شہزادے کی عرض کر کے اپنے اپنے گھر گئے یہان جب آنکھ شہزادے سیاح دشت محبت و قیس نجد اُلفت کی کھلی ایسا جنگل ہول خیز اور وحشت انگیز دیکھا کہ دل خوف سے تھرا گیا تن ناتوان مین لرزہ آگیا دل کو قوی کر کے اُٹھا اور ایک سمت روانہ ہوا دھوپ کی شدت سے بیتاب تھا ایک تو سوز مفارقت سے دل جلتا دوسرے طپش عیاذاً باللہ منھ سے سانس لینے مین شرارہ نکلتا گرد اُس صحرائے پُرخار کے پہاڑ تھے قلۂ کوہ تا بفلک دوار تھے اُن کے پتھرون سے شرر نکلتے درہ ہائے کوہ انا اسفل السافلین کا دم بھرتے دامن صحرا دامن محشر کو شرم سے چاک کرتا آفتاب وہان آفتاب قیامت کو شرمناک کرتا ہر خار پائے دل و رگ جان کے لیے نشتر کا نمونہ ہی کا کوسون تک بستر اژدر غارون مین منھ کھولے بیٹھے شعلۂ آتشین چھوڑتے ہوا گرم زہر آلود جلتی کانٹے جلے پھپھولے پھوڑتے بگولے سیاہ بسان دود آہ پیچ و تاب کھاتے دیو بنکر ڈراتے درخت کا کوسون کیا منزلون نام نہین دھوپ بھی تھراتی اسے آرام نہین اس شہریار اقلیم جنون کی اس دشت مین عجب شوکت تھی فوج یاس والم وحرمان کی بھرتی لشکر تاب و توان دجاہ و حشم کی رخصت تھی شامیانہ غبار صحرا کھنچا تھا آفتاب کا کنول اسمین جلتا تھا گردش قسمت بسان چتر بلا گردان تخت وہی تختہ بیابان بیکسی وتنہائی حاضرین جلسۂ دربار مصاحب اور رفیق قدیم خیال یار صحرا کی سائین سائین آواز اس سرکار کی شہنا نواز وحشت کا ڈنکا بجتا خاک صحرائی کی قبا تن پر آراستہ محتاجی کا تاج سر پر دھرا غولون کے نعرے نقیب کی صدا اس تجمل وشان سے زار و نالان بگولے کی طرح اس بیابان مین ہر سمت روان تھا خیال جانان مین سیل اشک بہاتا جب دل جلتا تو یہ زبان پر لاتا فرد- لطف لے افتاب کہ جون شمع گھلا جاتا ہون رحم لے آہ شرربار کہ جل جاؤنگا + یہ پروردۂ ناز و مہد دولت وہ دشت پر آفت پانون مین چھالے حلق مین کانٹے پڑے عجب عالم تھا کہ نظم

وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم
کپڑے ہوئے تر عرق مین سارے

گرمی کی وہ فصل دوپہر بیتاب
جھونکا تھا ہوا کا لطمۂ غم
رہ دور و دراز کوس کالے

منزل ہوئی سخت راہ باریک
دل بیٹھ گیا قلق کے مارے
کانٹے کف پا مین اور چھالے

اس تشنۂ دیدار یار کا پیاس سے جب حال خراب ہوا بہت بیتاب ہوا اس دشت مین آب کہان اس کو دور سے ایک ریگ کا دریا نظر پڑا اس سراب کو یہ بحر آب سمجھ کر لپکا اور اسکے پاس جب پہونچا وہ اور آگے لہراتا نظر آیا یہ ایسا بیخود تھا کہ بغیر نشیب و فراز سمجھے قدم آگے بڑھا یا جیسے ہی چند قدم آگے چلا اس بالو مین گھٹنون

تک دھنس گیا ازبسکہ صاحب قوت وطاقت تھا زور کرکے جو نکلا اُسکی کمر تک سما گیا پھر جو زور کیا سینہ تک داخل ریگ ہوا اس کشمکش مین تیغہ کہین گرا خود کسی جگہ اُتر کر رہ گیا اس دشت مین جو کسی کو چھوڑتے تھے تو لباس اور اسلحہ بھی اُسکے ساتھ کردیتے شہزادے کو بھی اسی وجہ سے مسلح یہان لائے تھے وہ سب ہتھیار جابجا گر پڑے اور یہ ماہی قلزم شاہی سینے تک جو بالو مین گیا مثل ماہی بے آب تڑپا اب کی بالکل غرق اس محیط خاک مین ہوا یہ گوہر خزینہ صاحبقرانی درج زمین رکھا گیا یا گنجینۂ بہادری تھا کہ دفن زمین ہوا قارون خزانہ لیکر زمین مین سمایا تھا یہ تہیدست نقد محبت سینے مین لیے ہمسر قارون ہوا مگر اتنا فرق البتہ رہا کہ وہ بخیل تھا اسنے جان تک دی ایسی سخاوت کی الغرض جب بالکل لقمۂ نہنگ بحر ریگ ہوا دل سے کہا وائے ناکامی کشتی حیات گرداب ہلاکت مین پھنسی ساحل نجات اب منزلون دور ہے تقدیر سے بستر مجبور ہے موج آہ کا بھی روان ہونا دشوار ہے اسے مرگ ناکامی تیرا بیڑا پار ہے نفس در قفس بالو کا محبس سانس لینا دشوار دوش سے کرتا ہستی کا بار اس آفت مین نظر بانفعال کردگار

نظم

ہوتا ہے فشار اب کہاں چین
راضی ہے تو تو کیا ہے کاہش
توچاہے تو پار رہے یہ بیڑا
بچ جائے گی مجھ غریب کی جان

سمجھا کہ ہماری آگئی موت
آئے ہین سوال کو نکیرین
ہے تو ہی تو بے نیاز یارب
طے ہے ورنہ زیست کا بکھیڑا

پہونچے تہ خاک ہوگئے فوت
خالق سے یہ بار بار خواہش
ہے تو ہی تو کارساز یارب
توچاہے تو ہو یہ مشکل آسان

اسی کشمکش رنج خاکی مین یقین تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے کہ خالق بحر و بر کو اسکے حال سقیم پر رحم آیا کنیزان ملکہ جو اسکی خبر کو چلی تھین اس جنگل مین آکر پہونچین اور ہر سمت ڈھونڈھنے لگین جب کہین پتہ نہ ملا سحر سے بلند ہوکر یک نگاہ کو چار سو دوڑایا ایک مقام پر ستارہ بالو مین چمکتا نظر آیا جب وہان پر آئین خود شہزادے کو پڑا دیکھا اور آگے بڑھین تو تیغہ چمکتا دیکھا سمجھین کہ وہ دریائے محبت کا نہنگ اس سرابگاہ مین برنگ حباب بحر فنا ہوگیا یہ سمجھ کر وہ بیتاب ہوئین اور رونے لگین اور ایسا روئین کہ دامن صحرائے آتش فشان بھگونے لگین اور بصد زاری نوحہ آغاز کیا کہ اے جوان مرگ و ناشاد تم نے اپنے ساتھ اور ایک نوجوان نامراد کو غرق بحر مرگ کیا ہائے جب ہم اس کشتۂ حسرت و ارمان سے جاکر یہ تیرا حال کہین گے کیا اسپر گذرے گی افسوس کہ وہ زندہ نہ رہے گی ہو جب

نظم

ہر اک دم تازہ اسکو اک خلش ہے
گھلے جون نرگس بیمار بیمار
اُٹھنے گی ہم سے جب تیرا یہ وہ حال
کرے گی گل کی صورت پیرہن چاک

مقیم سینہ جائے دل تپش ہے
ہے اسکے حال مین ہر دم تباہی
تو جینا اسکو ہو جائے گا جنجال
اسی اندوہ مین ملتی تھین وہ ہاتھ

تپنگ زلف کہ آشفتہ اطوار
تپان ہو جس طرح خشکی مین ماہی
نسیم آسا اُڑائے گی بہت خاک
غم و رنج و الم بس انکے تھا ساتھ

کہ ناگاہ وہ یونس ماہی ریگ طپان ہوا ریگ کو جنبش ہوئی گویا وہ سراب ابھی اسکی غم مین بیقرار ہے ان کنیزون نے معلوم کیا کہ ابھی یہ نیمجان زندہ ہے برنگ گوہر غلطان ہے بس بیتابانہ اُڑ کر اس جگہ گئین کہ جہان گنجینۂ مراد دفن تھا اور تخت سحر کو پانون کے نیچے رکھ کر کھڑی ہوئین اور ہاتھ ریگ مین ڈال کر شہزادہ کا بازو

وسر تھا اور زور کیا کہ وہ ابھرا اور جب اسکو بھی معلوم ہوا کہ زمانہ رہائی قریب آیا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے اسنے بھی اُبھر کر زور کیا کہ تخت سحر پر آگیا کنیزین اُس گنجینہ آرزو کو پاکر بہت خوش ہوئین اور پنجہ سحر سے خود و تیغہ وغیرہ اُٹھوا کر تخت کو بلند کیا شہزادہ اس مصیبت سے چور ہو رہا تھا باہر آتے ہی بیہوش ہوگیا کنیزون نے باو جسم انور سے چھڑائی خود پنہایا لباس درست کیا پھر سحر کا ابر پیدا کر کے سر پر سایہ کیا دامن کی ہوا دی اور اپنے بستر اوقات پر لائی یعنے جو پانی کھانا ساتھ لائین تھین اُسمین سے پانی حلق مین چھکایا کہ اس بیہوش بادۂ ناکامی کو ہوش آیا تخت پر اُٹھ کر بیٹھا سجدۂ شکر خدا کیا پھر اُن دونون سے مزاج ملکہ کا پوچھا اُنھون نے ماجرا خداوند **سکندر بن سامری** کا محل مین آنا اور ملکہ کے باپ کو بُلوانا بیان کیا شہزادہ ملکہ کی اُلفت اپنی نسبت معلوم کر کے بتیابیان کرنے لگا ادھر انتظار کنیزان مین ملکہ مغموم کا یہ حال تھا **رباعی**

ہم دردِ فراق سے جو گھبراتے ہین	گہ روتے ہین گاہ سر کو ٹکراتے ہین	دم پا برکاب ہے ہمارا پیارے
آنا ہو تو آؤ ورنہ ہم جاتے ہین		

اسی گریہ و زاری مین دیو شب غم نے منھ دکھایا دن کا رُخ زرد ہوا کسی کے شباب کی طرح ڈھل گیا آخر دود آہ سے عالم سیہ خانہ بنا کہ بموجب **نظم**

اک سانس مین سو مقام لینا	دل ہاتھون سے اپنا تھام لینا	اسپر یہ غضب کہ شام آئی
اندھیر ہوا اداسی چھائی	وہ خوف وہ غم وہ ہجر دلدار	وہ شام وہ آمد شب تار
بستر پہ پڑی تھی یون فسردہ	جیسے کہ پڑا ہو کوئی مردہ	در پردہ شکایتین زبان پر
کہنا اسے رکھ کے آسمان پہ	کیون اے ستم و جفا کے بنیاد	ہو یون ہی یہ مشت خاک برباد
فرقت مین جو مر گئے تو پھر کیا	ہم جی سے گذر گئے تو پھر کیا	یہ کہہ کے وفور اشکباری
پھر بستر غم پہ بیقراری		

یہ بستر ناکامی پر تڑپ رہی تھی کہ کنیزین شہزادے کو باغ مین لیکر پہونچین اور ایک ضرغے مین درختون کے اسکو بطور مخفی استادہ کر کے آپ خدمت ملکہ مین حاضر ہوئین یہ ان کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھی اور پکاری **بیت** اے پیک ما دلستان خبر یار بگو ✣ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ✣ کنیزون نے پہلے کچھ ٹال کے ادھر ادھر دیکھ بھال کے شادی مرگ ہو جانے کے خیال سے اور ہی ذکر چھیڑ انجام کو چپکے سے کہا کہ ہم اس عنقاے اوج حسن کو ڈھونڈھ لائے درختون مین چھپا کر سامنے آئے ہین یہ سنتے ہی ملکہ کو غش آگیا کچھ دیر مین جب افاقہ ہوا اُٹھ کر جانب یار چلی کنیزون نے عرض کیا کہ آپ اس باغ مین ان کو لیکر رہیے گا کوئی در انداز پھر آپکے باپ سے جا کر لگا دیگا ابکی مرتبہ اس آفت کا سامنا ہوگا جس سے مشکل دم بھر کا جینا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چند رفیقون کو اپنے ساتھ لیجیے ہم تخت سحر تیار کرین آپ مع شہزادہ سوار ہو کر ایک سمت کی راہ لین اور بیرون طلسم نکل چلین ملکہ نے کہا کیا مضایقہ ہے لیکن اُنکا مقدم راضی ہونا ہے کنیزون نے کہا وہ فرزند صاحبقران ہین کبھی بھاگنے پر راضی نہون گے اسے بیوی جو انکو بھاگنا ہی ہوتا تو وہ آپ سے اس طلسم مین کیون آتے اپنی جان آفت مین کس لیے پھنساتے

ان سے کہنا اُٹھ یہ تدبیر کرنا بیکار ہے ہم ان کو سحر سے بیہوش کر دین گے اور تخت پر ڈال کر منزل مقصد کی راہ لین گے اسنے کہا تم سچ کہتی ہو پھر اچھا تو ہے یہ کہہ کر صد وقچہ ہاے جواہر اور اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ لیا اور چند رفیقون و انیسون وغیرہ کو طلب کر کے اس راز سے آگاہ کیا وہ بھی جلد جلد براے سفر تیار ہوئین اس عرصے مین ملکہ شہزادے کے پاس آئی شہزادہ نے اسکو گلے سے لگایا بوسۂ لب و رخسار سے ذائقہ پایا ماجراے فراق یاد کر کے دونون روے پھر وصل ہونے سے شاد کام ہوے ملکہ انھین درختون مین فرش بچھوا کر بیٹھی اتنی دیر تیاری سفر مین بسر ہوئی کنیزین دونون ملکہ کے پاس آئین اور افسون خوان ہوئین کہ شہزادہ زانوے ملکہ پر سر رکھ کر سو گیا ملکہ نے تخت سحر سے بنوا کر شہزادے کو لٹایا اور آپ بھی سوار ہوئی کنیزین بھی سحر سے اُڑتی ہوئی ہمراہ ہوئین تخت کو اُڑایا اور صحرا کا راستہ لیا اور تمام رات رہروی کی صدہا کوس راہ طے کر گئی لیکن طلسم کا ایسا مقام نہین ہے کہ جسکا جی چاہے چلا آئے اور مبتلاے بلا نہو صحیح و سالم نکل جاے اس شہزادی رنگین طریق الفت دیدہ نورد منزل محبت نے ہر چند چاہا کہ باہر طلسم کے جاؤن ممکن نہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ نجم سیار طلسم افلاک سے منھ چھپا کر ردیف رلایا اور شہنشاہ کواکب براے تجسس فرایان عرصۂ سپہر مین قدم زن ہوا کہ بموجب

نظم

نظر نے صبح کی صحبت طلب کی
اٹھیں آنکھیں بشوق روے خورشید
کہ جب دیدار شب سے بھر گیا جی
لگے ہونے نظارے سوے خورشید

وقت سحر ایک کوہ بلند پر کنیزون نے تخت سحر کو اُتارا اور آپ بھی اُتر پڑین ملکہ نے کنیزون سے فرمایا کہ اس جگہ ٹھہر کر کچھ دیر آسایش کرین اور شہزادہ بھی دیر سے بیہوش ہے ایسا نہو کہ کوئی رنج اسکی جان حزین پر پہونچ جاے اسکو بھی ہوشیار کر دین اب تو بڑی دور گھر سے نکل آے ہین شہزادہ پھر کر جاے کہ پھر وہین چلا جاے ممکن نہین کنیزون نے حسب الارشاد ملکہ شہزادۂ ذیجاہ کو ہوشیار کر دیا اس مسافر صحراے غفلت کی جب آنکھ کھلی دیکھا کہ پہاڑ پر ملکہ مع چند کنیزون کے جلوہ فرما ہے یہ دیکھ کر متحیر ہو کر مستفسر ہوا کہ کیا ماجرا ہے ملکہ نے کہا گھبراتے کیون ہو جو کچھ ماجرا ہوگا معلوم ہو جاے گا یہ کہکر کنیزون سے کہا کچھ فرش اس مکان مین ہو تو بچھا دو اُنھون نے چادرین سر سے اُتار کر ایک چشمہ کے کنارے بچھائین یہ دونون سالک دشت غربت و محبت وہان بیٹھے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ اے مایۂ ناز مین تجھکو اُس مقام آفت زا سے کہ دراصل مصیبت خانہ اور غمکدہ تھا لے کر بھاگی ہون اور چاہتی ہون کہ باہر اس طلسم سے لے جاؤن شہزادے نے جملہ کیفیت سے ماہر ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تمنے میری جان اُس ریگستان سے بچائی ہے اس سبب سے مین شرمندۂ احسان اور بندۂ کرم ہون ورنہ اس حرکت بیجا کی سزا دیتا خبردار مجھ سے ربط رکھکے کبھی ایسی بات نہ کرنا اے ملکہ تم دیکھنا کہ میری قضا اگر نہین ہے تو ضرور اس طلسم کو مین فتح کرونگا اور ہرگز مین باہر اس طلسم کے نہ جاؤنگا اور تم کیا یہان لا کر آفت و مصیبت سے بچ جاؤگی رنج و غم مین مبتلا ہوگی دیکھو تو کہ ابھی فلک شعبدہ باز کیا نیرنگی دکھلاتا ہے اور کس کس رنج و غم و آفت مین مبتلا کرتا ہے اور پردۂ تقدیر سے کیا ظاہر ہوتا ہے اور صانع طلسم کونین نے

کیا چاہا ہے یہ فرما کر بعجلت تمام اُس معشوقۂ نازک بدن نازنین سیمتن سراپا ناز کے گلے مین ہاتھ ڈال کر پیار کیا ملکہ جو چند گلابیان شراب کی اپنے ہمراہ لیکر چلی تھی وہ کنیزون سے طلب کر کے مصروف بادہ کشی ہوئی کنیزین اُس پہاڑ پر سیر کرنے لگین وہ عجب وقت تھا کہ نور کا تڑکا یونہین سی خنکی چشمہ کا لہرین لینا آفتاب کا نکلتے آنا پہاڑ پر سبزہ کا لہلہانا گلون کا کھلنا ستارون کا میدان فلک سے گم ہونا مطلع صاف صبح کی سفیدی جانوران آبی کا کنارہ نہرون کے کلیلین کرنا پانی منقارون مین لیکر پرون پر چھڑکنا پھریریان لینا غوطہ پانی مین مارنا اور سیدھے ہونا چوگلا اور کوڑیالا کھلا ہوا جانوران چوپایہ کا جست وخیز کرنا ہرن بارہ سنگھے چیتل نیلگائے وغیرہ کا چرتے پھرنا طائران خوش نوا کا چہچہانا مورونکا جھنگھاڑنا جھاڑیان فرش مخملی سبزہ پر فرشی جھاڑ تھین گلون کی کنول روشن تھے بلبلین مغنی سرکار بہار تھین کہ نظم

خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز
لبریز شراب سے پیالے
تھی کبک کے قہقہے کی آواز
کھوئی تھی بہار دلکا سب رنج

صحرا مین بھی جوش گل ہے ہر سو
تھی صبح بہار صبح نوروز
چشمے کے کنارے پر برابر
طاؤس کا رقص تھا خدا ساز
چلاتی تھی بلبل آوز آوز

پھولون کی چھڑی ہے شاخ آہو
آتے تھے نظر تمام تھالے
مستون کے لگے ہوئے تھے بستر
تھی طائر خوش نوا نوا سنج
نالہ کوئی با اثر سناؤ

ایسی بہار مین یہ نئی کیفیت آشکار رہتی کہ معشوقۂ گلبدن ویاسمن پیکر زیب آغوش و زینت پہلو تھی خوف بادشاہ طلسم سے کبھی رنگ رخ زرد دلمین محبت کا درد چاہنے والے کا پہلو نصیب ہم آغوش حبیب شہزادہ کا کبھی زلف سونگھنا کبھی لب و رخسار چومنا کبھی گلے ملنا گاہ سنبھلکر کپڑون کو درست کرنا گاہ ہنس دینا کبھی رونا ایک لحظ مین تیوریان چڑھ جاتین کمانین کھینچکر طائر دل کے صید کرنے پر لیس ہوتین کبھی باتین برنگ لیلی و قیس ہوتین یہ ہنگامہ راز و نیاز برپا دونون دیار عاشقی کے سرور فرمان روا کہ نظم

نہ ٹھہری ایک لحظ کثرت ذوق
اٹھاؤ شمع ساق نور افزا
صدف کا خون سے منہ ہو جائے پھر تر
جسے بطن صدف مین اشک نیسان
ابھی لازم نہین ایسا ارادا
ہوئین شرمندہ مستی خیز آنکھین

بڑھے سینہ پہ ہاتھ اور ملگئے لب
مین حاضر پھر توقف کا سبب کیا
نبے یاقوت یہ بلور شفاف
مبارکباد دینے آئے ارمان
غرض معشوق و عاشق ہو کے باہم
جھکین دامن پہ مطلب خیز آنکھین

پھر آخر بڑھ گئی بیتابی شوق
ہوس بولی کہ مہلت دیتے ہین کب
دکھائے ملازادہ اپنا جوہر
کھلے کچھ رخنہ آئینہ صاف
کہا پاس شرع نے ہان یہی کہنا
رہے راحت فراموش دو عالم

یہ شیرین و فرہاد اس پہاڑ پر سرگرم اختلاط تھے مہیا سامان انبساط تھے کہ فلک کو رشک آیا یعنی پھران بیچارون کو فراق کی مصیبت مین پھنسایا وہ یہ کہ شاہ طلسم کا عیار آہو تگ جادو نام کہ عیار بھی ہے اور ساحر غدار بھی اور صبح کو بزور سحر اُڑکر تمام طلسم مین پھرتا ہے گرد آوری کرتا ہے جو نئی بات دیکھتا ہے بادشاہ کو اُس سے آگاہ کرتا ہے آج بھی حسب دستور وہ بے شعور طلسم مین پھرتا ہوا اس طرف آیا اور دور سے پہاڑ پر مجمع غور تونکا

دیکھ کر بزور سحر ہرن کی صورت بنکر کوہ پر آیا اور جو کچھ ملکہ وشہزادہ مین ہنگامہ محبت گرم تھا وہ سب اسنے دیکھا اور غضبناک ہوا چاہا کہ اسی وقت دونون کو گرفتار کرون مگر شہزادے نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک ہرن ہم کو دیکھ رہا ہے اسنے تیر کمان مین جوڑ کر سر کیا ہرن چوکڑی بھر کر روانہ ہوا تیر آکر ٹانگ مین ترازو ہوا اُس وقت تو ہرن نے پر نکالے اور اُڑ کر چلا مگر کہتا گیا کہ یا تش او مجرم ناشاد بڑا غضب کیا تونے کہ **بیت** ابھی تو موت سے نا آشنا ہے ❊ مزا ان لذتون کا دیکھ کیا ہے ❊ یہ کہتا ہوا ایک طرف روانہ ہو گیا ملکہ نے جو یہ ماجرا دیکھا شہزادے سے کہا اے شہریار یہ کوئی ساحر میرے باپ کا ملازم تھا اب جا کر پدر سے جو کچھ دیکھ گیا ہے بیان کرے گا وہ بہ گرفتاری آئے گا ہم کو روز بد دکھائیگا شہزادے نے فرمایا خداوند عالم مدد ہماری فرمائے گا ملکہ نے کہا اب یہان سے اور سمت بھاگ چلین اور چھپ رہین شہزادے نے فرمایا کہ ہم اب کہین نہ جائین گے اور جو تم ہمکو سحر بیہوش کر کے لے جاؤ گی تو اپنی جان گنوائین گے ملکہ مضطر ناچار ہو کر چپ ہو رہی اور تر سناک بیٹھی نہ وہ چہرہ پر بشاشت رہی نہ وہ انجمن آرائی نہ ہنسی نہ دل لگی کنیزین بھی ہر سمت پھرنا موقوف کر کے ملکہ کے گرد جمع ہوئین ملکہ پاس سے منھ ہر ایک کا تکنے لگی یہان تو حالت خوف و رجا مین ٹھہرے ہین اودھر وہ عیار شاہ طلسم کی خدمت مین اسی حال زار سے آیا بادشاہ دربار مین سحر کو شبستان سے آکر بیٹھا تھا امرائے دولت حاضر تھے کہ عیار نے حاضر ہو کر مجرا کیا اور تیر اپنے پانون پر لگا ہوا دکھایا اور ماجرائے شہزادہ و ملکہ قسم کھا کر کہہ سنایا شاہ کو غصہ آیا اُسی وقت چند جادوگرون سے فرمایا کہ جاؤ اور اُن مجرمون کو گرفتار کر لاؤ دو ساحر **آتش بیان واخگر زبان جادو** اپنے مطیع اور ساحر لیکر روانہ ہوئے اور بزور سحر اُڑ کر بہت جلد اُس پہاڑ پر کہ جہان شہزادہ و ملکہ تھے آئے اور زمین پر اُتر کر نعرہ زن ہوئے کہ باشید اے تیرہ روزگاران تم کہان اب بھاگ کر جاؤ گے شہزادہ اُن کو دیکھ کر تلوار کی افراسیابی کھینچ کر اُن کی جانب لپکا ایک ساحر نے کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ یہ کمر تک زمین مین سما گیا شہزادے کا یہ حال دیکھ کر ملکہ کو تاب نہ رہی گود پھیلا کر کبھی ساحرون کو کوستی کبھی دعا کرتی اور روتی تھی **شعلہ و شرارہ** کنیزین ملکہ کا رونا دیکھ کر آگے بڑھین اور پکارین کہ مُردون ہماری صاحبزادی تڑپی جاتی ہین خدا تم کو غارت کرے اسکی بھولی صورت پر تمھین رحم نہین آتا ہے یہ کہکر شعلہ نے ایک ناریل اُس ساحر پر سحر پڑھ کر مارا کہ جس نے شہزادہ کو غرق زمین کیا تھا وہ ناریل اس ساحر کے سینے کو توڑ گیا غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا اندھیرا ہو گیا شہزادہ زمین سے نکلا اور تلوار لیکر اُس گروہ بدکردار پر ٹوٹ پڑا پہلے ہی حملہ مین دو چار ساحرون کو مار گرایا پھر اور چند ساحرون نے افسون پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہو کے زمین پر گرا ملکہ کی کنیزین بھی نارنج ترنج مار رہی تھین اور سحر کی نیرنگیان دکھاتی تھین ہنگامہ عظیم برپا تھا کبھی روشنی تھی کبھی اوجالا تھا اُسی آفت خیز حال مین **آتش بیان** نے ایک ترنج **شعلہ** پر مارا وہ ترنج کو آتے دیکھ فوراً زمین سما گئی اور پشت پر **آتش** کے آکر نکلی اور ایک تیر آتش کا اُسپر ایسا مارا کہ اسکی پیٹھ کو توڑ کر سینے سے نکلگیا اور وہ مر کر گرا اُدھر **اخگر** اور **شرارہ** سے سامنا ہوا اخگر نے چکر سحر کا اُسپر مارا کہ اسکا سر زخمی ہوا اسنے بھی پیکان سحر کا مارا کہ اخگر کا شانہ زخم رسیدہ ہوا اس اثنا مین اور ساحر فرستادہ

شاہ طلسم یہان آئے فوج بیشمار ساتھ لائے نفیر سحر پھنکی جھانجھ بجنے لگے بیر شور مچانے لگے ڈھرو کچھ اپنی سی گانے لگے ہزارہا ساحران جنب عورتون پر ٹوٹ پڑے رائی ماش بنولون کا چھرا چلنے لگا ابر سحر برسایا شکستہ کنیزان ملکہ بھی خوب لڑین کیا کرسکتی تھین آخر زخمون سے چور ہوکر گرین ساحرون نے انکو قید سحر مین مبتلا کرکے ملکہ پر بھی سحر کیا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی ان سب کو اسیر کرکے تخت پر ڈال لیا اور روانہ ہوے پادشاہ طلسم منتظر بیٹھا تھا کہ یہ جاکر پہونچے اور تخت پر سے اُتار کر ملکہ و شہزادے کو مع کنیزان سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے ان کو ہوشیار کرایا جب یہ اسیران سلسلۂ محبت ہوشیار ہوے دربار شاہی مین اپنے تئین پایا شہزادۂ دیجاہ نے پھر حمد و ثنا خدائے تعالیٰ کی زبان پر جاری فرمائی بادشاہ نے سب اسیرون کو حکم قتل کرنے کا دیا اُسوقت ملکۂ مظلومہ کا عجب حال تھا کہ بال سر کے نقاب رخسار تھے عارض زرد گلنار تھے پنجۂ مژگان مردم دیدہ کا ماتم کرتے تھے اشک خونی روتی تھی گریبان صبر چاک دست ستم دراز کرتے تھے دمبدم شہزادہ کو بنظر یاس و حسرت دیکھتی اور فرماتی کہ ہزار جانین میری تیرے ناخن پا پر نثار ہین اے شہریار مجھکو تجھپر تصدق کرین اور قتل کر ڈالین تو خون اپنا بحل کرتی ہون بشرطیکہ تجھکو رہا کردین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے سرمایۂ زندگی عاشق کب مجھ سے ہوگا کہ تجھ ایسے یار وفادار کا مرنا دیکھون جبتک زندہ ہون کبھی تجھکو قتل نہ ہونے دونگا آگے جو مرضی خدا ملکہ بلبلا کر یہ فرماتی تھی کہ ہاے تو نے کچھ مزا اپنے شباب کا نہ پایا میرے مہمان تجھکو ان ظالمون نے ستایا اب **نظم**

مزا کچھ بھی نہ پایا ہاے تقدیر
محبت مین چلی ہے مفت مین جان
جو زندہ رہنا دُنیا مین مری جان
شگفتہ غنچۂ دل میرا کرنا

مقدر نے وہ سامان ہے دکھایا
عدوے جان ہوا ہے چرخ بے پیر
خدا حافظ ہے اب تیرا چلے ہم
لحد پر میری آکر کرنا احسان

کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
نہ نکلا ہاے دل کا کچھ بھی ارمان
لیے جاتے ہین دلمین ہجر کا غم
چڑھانا پھول دم بھروان ٹھہرنا

یہ کلمات حسرت و محبت عاشق و معشوق کے سنکر بادشاہ کمال برہم ہوا اور جلاد سے بتاکید تمام فرمایا کہ جلد تر سران بیحیاؤن کے جدا کر جلاد بتعمیل مستعد قتل ہوا لیکن اہل دربار بھی ملکہ کے بیان پر زار زار روتے تھے دست بستہ خدمت شاہ مین عرض رسا ہوے کہ اے بادشاہ **بیت**

مقبول ہو عرض یہ ہماری ٭ سکہ ترا مہر و مہ پہ جاری ٭ اس مجرم کو خداوند بیابان حیرت مین بھنکوا گئے تھے اب نہین معلوم کیا اُنکی مشیت مین گذرا جو یہان سے رہا ہوگیا ازبسکہ یہ مقدمہ خداوند سے متعلق ہے بغیر انکی اطلاع قتل اس گنہگار کو کرنا اچھا نہین ونیز ملکہ کی مادر گرامی قدر ایک مرتبہ تو ناراض درباب تنبیہ ملکہ ہوچکی ہین ابکی مرتبہ تو یقین ہے کہ اپنے دشمنون کو ہلاک کر ڈالینگی ہم جان نثارون کے نزدیک مناسب یہ ہے کہ خداوند سے اس امر مین اجازت لینا ضرور چاہیے اُن کے حکم سے مادر ملکہ بھی سرتابی نہ فرمائینگی اور حضور کے لیے بھی باعث بہبودی ہے یہ عرض مقربان بارگاہ سنکر بادشاہ نے اپنے وزیر **صدف جادو** کو حکم دیا کہ تم خدمت خداوند مین جاکر سب حال عرض کرو اور جو کچھ وہ ارشاد فرمائین سُن آؤ وزیر حسب فرمان شاہ باتوقیر خدمت خداوند

مین حاضر ہو کر حملہ کو الف زبان پر لایا خداوند حال سُن کے خود سوار ہو کر بادشاہ پاس آئے بادشاہ نے بدستور قدیم شرائط تعظیم و تکریم ادا کر کے برابر اپنے بٹھایا اس عرصہ مین خبر گرفتاری ملکہ محل مین بھی پہونچی ملکہ کی اَنّا دائیان کھلائیان چھوچھو وغیرہ سر و سینہ پیٹنے لگین کوئی کہتی تھی افسوس میرے گود کی پالی کسی نے کہا ہے ہے بچی تیری جوانی کوئی پکار رہی یا سامری میری فریاد کو پہونچو میری صاحبزادی پر سے یہ بلا دُور کر دو کسی نے کہا ارے لوگو مین کدھر جاؤن ایک بولی مین اپنی پلا لی کی اَلا بَلا لیکر مر جاؤن یہ حالت مادر ملکہ نے جو اُن سب کی دیکھی چادر سر سے پھینک بال پریشان کر یہ کہتی ہوئی شبستان سے باہر چلی کہ مین ابھی اس گھر کو پھونکا دے کے سر پھرا جاتی ہون اپنی بچی کا مرنا آنکھ سے نہ دیکھون گی جب بادشاہ بیگم اس ہئیت سے باہر چلی سب عورتین محل کی روتی پیٹتی ساتھ ہوئین کہرام پڑ گیا ہائے یہ کیسا غضب ہے اے صاحبو یہ کیون چُھری بیگناہ پر پھیرتے ہو اسی طرح کے کلمات کہتی ہوئین جلوخانۂ ایوان شاہی مین سب کی سب آئین خواجہ سراؤن نے دوڑ دوڑ کر خبر بادشاہ کو دی کہ بیگم صاحبہ روتی ہوئی دربار مین آتی ہین یہ سُننا تھا کہ بادشاہ نے خداوند کی جانب دیکھا اُس مردود بارگاہ ایزدی نے حکم دیا کہ ملکہ کو مع اُسکی کنیزون کے قید سے رہا کر کے اُسکی مان پاس پہونچا دو ہم اُسکا ایسا علاج کر دینگے کہ وہ نام بھی اس مسلمان کا اب نہ لیگی اور اس گنہگار کو بھی فی الحال قتل کرنا مناسب نہین اس لیے کہ شہزادی اُسکی عاشق ہے وہ فرط غم سے ہلاک ہو جائے گی جب مین اُسکا علاج کر دون اُسوقت اُسکو قتل کرنا یہ حکم سُنتے ہی ملازمان بادشاہ نے بہت جلد تعمیل حکم کی ملکہ پر سے قید سحر اُتاری اس کشتۂ خنجر عشق نے شہزادے سے کہا کہ مجھکو بغیر تیرے رہا ہونا منظور نہین سرکار عشق مین عاشق کی رہائی کا دستور نہین شہزادہ قتیل ابروے یار نے فرمایا کہ اے ملکہ جو قید غم سے چھوٹنا دہی سہی تم رہا ہو کر محل مین جاؤ خدا نے چاہا تو مین بھی چھوٹ جاؤنگا میری اسیری کا تم کچھ خیال نہ کرو نظر بفضل خدا رکھو ملکۂ مضطر یہ نصیحت سُنکر مصلحت اپنے رہا ہونے مین سمجھ کر داخل محلسرا ہوئی مادر ملکہ سے پہلے ہی عرض کیا گیا تھا کہ حضور باہر نہ جائین ہم ملکہ کو لاتے ہین وہ انتظار مین قریب در استادہ تھی کہ ملکہ آکر لپٹ گئی اور رونے لگی مان نے کہا اری چھوکری تیرے غم نے مجکو جیتے جی مارا ہے تو نے خوب پیٹ سے پانون نکالے ہین شاباش بچی کیا کہنا خوب باوا کا نام روشن کیا اور ا مان نگوڑی کا سر مونڈا ارے میرے یہان نی لونڈ یان بھی نہین بھاگین اد چھنالین مشہور نہین ہوئین نہ کہ بیبیان خیر شکر ہے سامری کا یہ بھی نصیبون کا ہمارے لکھا یہ کہتی ہوئی بیٹی کو لیکر اپنی جگہ پر آئی اور باآسائش رہنے کو جگہ دی اُدھر شاہزادے کو ساحرون نے لے جا کر ایک زندان تنگ و تاریک مین قید کیا کئی ہزار ساحرون کا اُس مکان مین پہرا مقرر ہوا شہزادہ یاد مین ملکہ کے بیقراریان کرتا کبھی درگاہ خدا مین اپنے چھوٹنے کے لیے گریہ و زاریان کرتا ادھر ملکہ دل ہی دل مین اس گرفتار زنجیر ستم کا غم کرتی ارمانون کا اپنے دل مین ماتم کرتی حال ان دونون وابستگان سر رشتہ زلف و گیسو کا آیندہ بیان ہوگا - اب ذکر **سیارہ بن عمرو عیار**

مذکور ہوتا ہے۔ کہ یہ عیار نیک کردار جب سرداران شہزادۂ نامدار سے رخصت ہو کر جانب کوہ چیلا گھاٹیان پہاڑ کی طے کر کے قلعہ کوہ پر پہونچا وہان ایک حصار بلند نظر آیا ہزار ہا دروازہ اُسمین بنا تھا بیچ مین ایک دروازہ بہت بڑا تھا اور کھلا تھا یہ بسم اللہ کہہ کر اُس دروازے مین داخل ہوا اندر قدم رکھتے ہی ایک آواز مہیب آئی دروازہ بند ہو گیا اور سُنائی دیا کہ اے اجل گرفتہ ماندی ماندی تا دور قیامت اینجا ماندی عیار نے اس آواز کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور آگے کی راہ لی چند گام چلا تھا کہ ایک صحرائے پُرخار دشت پُرآزار مین گذر ہوا جہان کی زمین بھی تابش آفتاب سے سیاہ تھی تیرہ بختی مسافران صحرا کی گواہ تھی غار ہر ایک تنور گرم تھا پتھر حرارت سے موم کی طرح نرم تھا ہوائے گرم کے جھونکے ہوائے خاطر مفلسان سے کہین بڑھے چڑھے دل و جگر جلائے فرط تپش سے رہرو دہان طپش کھائے پانی نام کو نہین چشمۂ چشم بھی اشکون سے خالی زبان خرگان سی سوکھی سناٹے چٹیل میدان انسان نہ حیوان کفدست کی طرح سنسان کا بیابان بگولے اڑتے درندے بھوکے پیاسے پھرتے طائر ہوش سرگرم پرواز ہر سمت سائین سائین کی آواز تپش آفتاب سے تمام بیابان تپتا ریت کا ہر ذرہ آفتاب سے ہمسری کرتا کہین کہین جانور جو نظر آتا نکلتا تا پانی کی تلاش مین پھڑ پھڑاتا زبان باہر نکالے تڑپتا کسی جگہ جو ایک دو درخت تھے جلے ہوے سوکھے ڈنڈ کھڑے تھے ان پر دو تین چیلین پر لٹکے آنکھین بند کیے بیٹھی تھین اور ہانپ رہی تھین سوز جگر کی سرد مہری سے کانپ رہی تھین دل روزگار جلتا تھا زمین کے قلب سے شعلہ نکلتا تھا ٹھیک دوپہر کو تودہ جنگل آگ کی بھٹیک بن جاتا دانہ گرتا تو بھن جاتا کہ

ابیات

ٹھیک ہوتی ہے جس گھڑی دوپہر
پر فرشتون کے جلنے لاگے ہین
غرض ایسی ہی دھوپ پڑتی سخت
وقنا ربنا عذاب النار

جلنے لگتا ہے دھڑ دھڑا کر دھر
مہر ماتھے پہ اپنے بجبر دھر
جن و انسان وحش و طیر و درخت

چیلین کیا انڈے چھوڑ بھاگے ہین
کرے ذرات پر جہان کے نظر
ہاتھ اُٹھا کر کہے مین مثل چنار

یہ عیار طرار تپیادے پاؤن مین نرم و نازک باندھ کر قدم اٹھائے اُس زمین آتش بیز کو طے کرتا چلا جاتا تھا جب بہت پیاسا ہوتا پانی مشکیزے سے نکالکر حلق تر کر لیتا اور طلسم کا معاملہ سمجھ کر کچھ دعائین اپنے اوپر دم کر لیتا تشنگی اسوقت کم پاتا دوڑ کر بہت دُور نکلجاتا اسی طرح جب دن ڈھلا اور آفتاب کی عرصہ فلک مین دوڑ دھوپ کم ہونیکا وقت آیا اُس میدان گرم سے یہ بھی نکلکر ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ جہان کچھ درخت سبز لگے تھے گھانس بھی ہری تھی چشمۂ آب بھی جاری تھا ہوا ٹھنڈی جو اس کے بدن مین لگی جان تازہ جسم مین آئی یہ ایک چشمہ کے کنارے گیا ہاتھ منھ دھو پانی پیا دن جو کم رہ گیا تھا سوچا کہ شب بھر اسی مقام پر رہنا اچھا ہے پس وہان ٹھہر کر تماشائے سبزہ زار سے دل پرسوز کو تراوت بخشی کرنے لگا دیکھا دور تک درختان سر سبز کے جھرمٹ ہین اُن کے نیچے ہزار در ہزار جانور چرتے پھرتے ہین نیل گاے ہرن بارہ سنگھے وغیرہ بیشمار ہر سمت دوڑتے ہین لیکن طرفہ ماجرا ہے کہ وہ جانور کبھی کلیلین کرتے ہین اور خوش

ہوتے ہنستے ہین اور کبھی ایک مقام پر سب اکٹھا ہوکر شاخین ایک دوسرے سے ملاکر اس طرح روتے ہین کہ دل سنگ بھی اُن کے رونے پر آب ہوتا ہے اشک کے دریا مین ہر ایک تن اپنا ڈبوتا ہے عیار کو اس تماشے کے دیکھنے سے بڑا تعجب ہوا پھر دل سے سوچا کہ یہ مقدمہ طلسم ہے ان جانوروں مین کچھ اسرار ہے آگاہ اُس سے پروردگار ہے تم بھی یہان بہیئت انسانی نہ ٹھہرو جانور بنو دیکھو تو کیا خداوند عالم دکھاتا ہے اور فلک کیا بازی تازہ بروے کار لاتا ہے یہ سوچ کر کسوت عیاری سے ہرن کی کھال نکالی اور اپنے جسم پر آراستہ کی گھنڈیان قریب سینہ کے لگا کر زمین پر گرا اور ہرن کی طرح جست و خیز کرتا دور نکلگیا پھر وہان سے دوڑ کر انھین جانورون مین آکر ملا اور انھین کی طرح گریہ و زاری کرنے لگا وہ دن تو کم باقی ہی رہ گیا تھا کچھ ہی دیر مین وہ زمانہ آیا کہ ساکن برج اسد نے غار مغرب مین منھ چھپایا اور آہوے شب نے جست و خیز کرکے عرصۂ عالم مین آ پاکر

نظم

جو چھم چھم کرکے آیا آہوے شام
بچھایا چاندنی کا ماہ نے دام
ابھرے تھے کہکشان سے جو ستارے
پھنسے انمین چکارے بنکے تارے

سر شام وہ جانور سب کے سب ایک سمت کو چہچہے کرکے چلے یہ عیار بھی اُنکے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب کچھ دور جاکر ایک میدان مین جمع ہوئے ناگاہ سامنے سے ایک ساحر سیاہ فام پیدا ہوا کہ ہر تن مو اُسکا مثل شمع کے روشن تھا اور کئی ہاتھ رکھتا تھا ہر ایک ہاتھون مین جھولیان میوے اور شیرینی کی اور روٹی سے بھری تھین بس اُس ساحر نے اُس میدان مین آکر تھالے بنائے اور اُس مین کھانا میوہ وغیرہ بھر کر آواز دی کہ اے مقیدان طلسم آؤ اور اپنا اپنا حصّہ لیکر کھاؤ سب جانور اس صدا کو سُن کر دوڑے اور اُن تھالون مین منھ ڈالکر کھانے لگے عیار نے بھی ایک تھالے مین منھ ڈالکر کھڑا رہا اس اثنا مین وہ ساحر جب ایک تھالے مین کھانا رکھ چکا جس سمت سے کہ آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا عیار نے بھی کھانا چھوڑ کر اُسی طرف چلا لیکن اس طرح سے کہ وہ ساحر تیر بھر کے فاصلے سے آگے اور یہ جھاڑیون مین چھپتا ہوا اُس کے پیچھے روان تھا صحرا مین چاندنی کی کیفیت تھی کوسون تک چادر نور بچھی تھی کوٹریالا کھلا تھا سبز سبز گھاس پر شبنم پڑی تھی معلوم ہوتا تھا کہ دانہ ہائے مروارید ریشم سبز مین پروئے ہین جانور آوازے کے جب ہوئے ہین تالاب اور جھیلین برنگ آئینہ مصفا ہین بگلے ایک پاؤن سے بغلون مین چونچ دالے کھڑے ہین مرغابیون کے غول کے غول کنارے اور ٹاپوؤن پر بیٹھے ہین قمریان ایک جگہ پرون مین سر ڈالے کھڑے ہین جنگل سے ایک آدھ ہرن بھی نکل آتا ہے مینڈک جھیل چشمہ مین اڑاتا ہے جھینگر جھین جھین کرتے ٹیٹری ٹرّاتی ہے یہ عیار ہرن بنا اس کیفیت کو دیکھتا اُس ساحر کے پیچھے دور تک گیا آخر وہ جادوگر ناپیدا ہوکر کے اُڑا یہ عیار تھم گیا اور اُسنے دیکھا کہ اس مقام پر دو راہین ہین ایک راہ تو وہ ہے جدھر وہ ساحر گیا ہے اور دوسری اُس کے خلاف ہے عیار نے اُس ساحر کا ساتھ چھوڑ دوسری جانب چلا اور ہرن کی کھال جسم پر سے اُتار کر ساحر کی صورت بنا پھر کچھ دور چلکر ایک درخت کے نیچے ٹھہرا کیونکہ کبھی پہر کا تھکا ماندہ تھا آرام پذیر ہوا کچھ کھا پی کر لیٹ رہا اور باقی رات اُسی مقام پر بسر کی جب تارے ڈوب گئے بڑے بڑے تارے نظر آنے لگے ہوا سرد چلنے لگی درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے ہرن کی ڈارین

داماں کوہ اور بیہڑ سے نکلیں جا بجا سو سو پچاس پچاس کے غول پھرنے لگے کسی طرف سے پاڑھے کسی جانب سے نیل گائیں ظاہر ہوئیں کچھار میں شیر ڈکارا ہاتھی چنگھاڑا درختوں پر مرغ جھنڈ کے جھنڈ بولنے لگے ڈھیر جھکا ہے جھیلوں پر بگلوں نے پھریری لی مچھلیاں دُم مارنے لگیں مرغابیوں نے گردنیں بلند کیں قرقروں نے پر جھاڑے چڑیاں غول باندھکر اڑیں آفتاب بلند ہوا درختوں کے پتے چمکنے لگے ملمع ساز قدرت نے زیور زمردین دشت پر کار طلائے زردی آفتاب فرمایا کہ بمقتضائے ابیات

کہ یعنی جب وہ شب مثل رخ یار
ہوئی پوشیدہ مشتاقوں سے یکبار
فروغ صبح پھیلا جیسے دامن
صدا دینے لگے مرغان گلشن

سیارہ نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ رہا تھا اور سوچتا تھا کہ ادھر جاؤں یا اُس طرف روانہ ہوں اسی خیال میں تھا کہ ایک ساحر کو دہنی جانب سے اُسنے آتے دیکھا دوڑ کر اُسکے پاس گیا اور بطور ساحران سلام کیا اُسنے جواب سلام دے کر کہا اے بھائی کہاں سے آنا ہوا اُسنے کہا یہ بھی آپکو معلوم ہو جائیگا مگر اتنا مجکو بتلائیے کہ جدھر آپ جاتے ہیں یہ راستہ کہاں گیا ہے اُسنے جواب دیا کہ اے عزیز معلوم ہوا کہ تو اس طلسم کا رہنے والا نہیں ہے عیار نے کہا آپنے خوب پہچانا میں حوالی میں اس کی رہتا ہوں اور پہلے وطن میرا طلسم ہوشربا تھا بعض اُمور سے ترک وطن کرکے حوالی میں اس طلسم کے آرہا ازبسکہ مجکو سیاحی کا مزا بہت ہے اس طلسم میں بھی آگیا اُس ساحر نے کہا تو ادھر اُلٹا تم آگئے طلسم کی چار راہیں چار سمت کی طرف ہیں ایک راہ دریا پر سے دوسری بیشۂ حیرت کے پہاڑ پر سے اور دو راہیں جو اور ہیں وہ ساکنان طلسم ہوشربا اور دیگر طلسمات کے لیئے ہیں اور اُن راہوں سے جو آتا ہے وہ گویا پشت پر سے اس طلسم کی آتا ہے تم اُدھر سے جو آئے تو اس طرف کیونکر آگئے شاید راہ بھول کر چلے آئے اور تم ساحر تھے اسوجہ سے بچ گئے ورنہ اسیر ہو جاتے عیار نے یہ سُنکر کہا ہاں مدت سے آوارۂ دشت و کوہ پھر رہا ہوں آپ دستگیری فرماکر راہ پر لگا دیجیے اس ساحر نے کہا اے عزیز جدھر میں چلتا ہوں یہ راستہ قلعۂ طلسم کا ہے اور جدھر سے تو آتا ہے یہ راہ شہر جام کی ہے اور حاکم اس شہر کا عقاب بن جام ہے اور صحرائے طلسم میں وہ لوگ جو واکی حصار سے طلسم میں ہوئے ہیں انکو نیل گائے ہرن اُسنے بنادیا ہے اور ہر شام و سحر کو ایک ساحر کھانا لیکر اُن جانوروں کے لیئے جاتا ہے جو کوئی نیا وارد نظر آتا ہے اُسکو بھی وہ جانور بنا دیتا ہے اب تم یہاں سے کچھ ہی دور آگے بڑھتے تو جانور بنجاتے خوب ہوا جو مجھ سے آکر ملے لو آؤ میرے ساتھ قلعہ میں چلو اور میرے گھر پر ٹھہرو ورنہ بادشاہ طلسم کو خبر تمھارے آنیکی ہوگی تو جب بھی قید ہو جاؤ گے یہاں کسی غیر کے آنیکا حکم نہیں ہے مالک طلسم گوہر شاہ ہے اور سکندر بن سامری ہم سب کا خدا ہے میں ایک کام کو شہر جام میں گیا تھا لیکن زمانہ پرستش خداوند قریب تھا اسلیئے جلدی واپس آیا سیارہ یہ گفتگو اُس ساحر کی سُنکر دل میں کہتا تھا کہ خوب ہوا جو تو ہرن بنکر اُس صحرا میں ٹھہر رہا ورنہ وہ ساحر جو کھانا لیکر آیا تھا انسان دیکھکر تجکو بھی جانور بنا دیتا غرض اُس ساحر کے ہمراہ یہ بھی باتیں کرتا روانہ ہوا تھوڑی ہی عرصے میں قریب قلعۂ طلسم پہونچا ایک حصن حصین بصد فر و تمکین بنا دیکھا ساحران ششدر صورت ذیل پیکر کا پہرا دیکھا سامنے قلعہ کے جو میدان تھا وہاں ہجوم تماشائیوں کا تھا اور بہت کچھ رہنے کا سامان تھا

سیارہ مع اُس ساحر کے اندر دروازہ کے داخل ہوا ازبسکہ روک ٹوک اول درجہ پر طلسم کے ہو یہان کچھ ممانعت نہ تھی یہ عیار سیر کنان آگے بڑھا عجب شہر عظیم الشان آباد دیکھا کہ معمار عقل صناعان وہان کی عمارت دیکھکر حیران ذہن رسا ہر فیتہ کا اُنکی بلندی دیکھکر سرگردان سر فلک پختہ وہموار زمین مصفا بسان آئینہ تھین کہکشان فلک ہر راہ پر دل و جان سے قربان دکانون کی شانون پر تصدق بروج آسمان رہا یا وہان کی جوان حسین ہر ایک شہر یار ملک تزئین دکانین اشیاے عمدہ سے مملو دکاندار ہر ایک خوبرو ہر سمت محبوبون کی طرحداری ناز وغمزہ کی گرم بازاری زلف کا سودا ارزان نظارہ اپنے اوپر آپ نازان کہین صرافہ کھلا اُس کے جواب مین دوسری جانب بزازہ جسمین ہر قسم کا کپڑا بہت خاصہ تھا شفق کی اطلس سرخ وہان کی اطلس کے سامنے شرم سے برنگ کتان گلبدن زیب تن گلبدنان جہان اسی طرح صرافے مین بھی وہ وہ جواہر نایاب کہ جسکے سامنے نگینۂ آفتاب داغی بے نور مہتاب اشرفیون کے سامنے گنج ستارگان فلک کی کیا حقیقت نقرۂ سفیدی قمر روپیون کے زیربرد کم قیمت یہ عیار سیر کرتا جب چوک مین آیا یہان ہر قسم کا اسباب عمدہ پایا کہین حلوائی کہین نانبائی کسی جانب کنجڑنی سنگرتی سرمایۂ حسن وناز جمع کیے سب بیٹھے ہوئے حلوائیون کی مٹھائی پر شیرین کا سامان جہان کی رال ٹپکتی نانبائیون کے کھانون کو دیکھکر نان ہوس سینون کے تنور مین پکتی کنجڑنون کی ترکاریون پر سبز رنگان عالم کا دل برنگ سبزہ پامال ہوتا راہی اساگ سبزۂ خلد سے مقابلہ کرنے پر تیار رہتا کہان تک بیان شہر کیا جائے الحق وہ مقام گلشن رضوان سے بہتر تھا

نظم

غرض ہمین تنون کا گرم بازار — ہوا تھا ہر مشتاقان دیدار
کوئی زر دے کے سودا مول لیتا — کوئی نقد دل وجان دونون دیتا
کوئی دکان پہ جاتا لینے سودا — پریشانی برنگ زلف لاتا
کوئی زرین لباسون پر تھا شیدا — برنگ زر تھی زردی رخ پہ پیدا

سیارہ کو وہ شہر بہت پسند آیا اُس ساحر ہمراہی سے تعریف کرتا ہوا آخر اُسکے گھر پر آیا اُسنے اپنے مکان کے ایک کمرہ مین مقیم کیا ہاتھ منہ دھلوایا بوتل شراب کی منگائی سیارہ نے کہا مین اپنے شہر سے شراب لیکر چلا تھا وہ بہت نایاب ہے اسکو پیو یہ کہکر اپنے پاس سے گلابی شراب کی نکالی اُسکو بھی پلائی آپ بھی نوش فرمائی اپنے ہی پاس سے میوہ مٹھائی نکالکر کھلائی آسودہ ہوا پھر سررشتہ سخن آغاز کیا کہ اے برادر آپکا نام کیا ہے اُسنے کہا مجکو مقسوم جادو کہتے ہین اسنے کہا آپ قدیم سے یہین رہتے ہین اُسنے کہا ہان اسنے پوچھا کہ آپکو تو عجائبات طلسم خوب دیکھنے مین آئے ہونگے اُسنے کہا سب عجیب واقعون سے یہ طرفہ ماجرا آجکل دیکھنے مین آیا ہے کہ ایک شہزادہ نبیرۂ حمزہ اسطرح سے داخل طلسم ہوا اور اسپر یہ سانحہ گذرا الجملہ ماجرا ابتدا سے انتہا تک اسنے شہزادہ قاسم اور ملکہ کا بیان کرکے کہا کہ اب وہ شہزادہ قید ہے کل روز جشن خداوندی ہے شہزادی کو بادشاہ برائے علاج سامنے خداوند کے لائیگا کیونکہ خداوند نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم شہزادی کے دل سے عشق اُس مسلمان کا دور کردین گے یہ ماجرا اس عیار نے سنکر دل سے کہا شکر ہے خدا کا کہ پتہ شہزادہ کا معلوم ہوا الحاصل اتنا دن اور ایک رات یہ اُس مقام پر مقیم رہا جب دوسرے دن مینائے دہر سے شراب نور ساغر مہر مین لبریز ہوئی اور شب تیرہ مثل عمر دشمن گھٹ کر گرم توسن روز سے گریز ہوئی کہ بموجب ابیات

جمالِ صبح نے کی بارشِ نور
جبین خاک چمکی مثلِ بلور
غمِ رخصت جو تھا خاموش تھی شمع
جدا پروانون سے ہونے لگی شمع

وقت سحر سیارہ تامور کمرے مین بیٹھکر تماشائے بازار دیکھ رہا تھا کہ یکایک صدائے نقارہ و دہل کان مین آئی اور خلقت گروہ گروہ ایک سمت جاتے ہوئے دکھائی دی یہ حیران ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اس اثنا مین اُس ساحر نے آکر کہا کہ اے برادر تیاری کرو آج خداوند کے دیدار کا میلہ ہے تمام خلقت اس شہر کی اور ہر سمت کی اس طلسم سے آکر جمع ہوتی ہے مین بھی جاؤنگا آپکو بھی چاہیے تشریف لے چلیے سیارہ نے کہا میری سعادت ہے سر سے ایسے مقام پر چلونگا یہ سن کر وہ ساحر اندر مکان کے گیا اور لباس تبدیل کر کے ایک جوڑا کپڑون کا اس عیار کو بھی لاکر دیا کہ تم بھی کپڑے بدل لو اسنے بھی پیرہن بدل لیا اور وہان سے اُٹھکر روانہ ہوئے شہر کی سیر کرتے جب بہت دور نکل گئے ایک میدان کوسون تک کا نظر آیا کہ اُسمین ہزارہا درخت سایہ دار نہایت بلند لگا تھا سایہ زمین پر چھایا تھا اُس سے آگے بڑھکر ایک جھیل پانی سے بھری تھی اُس میدان مین خلقت کا ہجوم ہوتا جاتا تھا دکاندار حلوائی بزاز صراف خوانچہ والے کھلونے والے آتے جاتے تھے خیمے استادہ ہو رہے تھے بازارین آراستہ تھین سیکڑون بارگاہین مخملی اور باناتی نصب تھین جن مین اُن کی الماس نگار سب تھین کلس اُنپر رنگ برنگ کے چڑھے تھے جو سونے چاندی کے تھے ساحران نامی سرداران گرامی فوج فوج قشون قشون آتے جاتے تھے بیلدار لگے تھے چبوترے بنتے تھے دکاندار دکان سجاتے جاتے تھے عجوبے پالین راوٹیان کنڈے نکلے کھڑے ہوتے تھے نشان بازارون مین سربلندی دکھاتے ترسول اُنپر چڑھتے تھے پرچم اُڑتے ہر پرچم پر تعریف سکندر بن سامری کی تحریر ہوتی و دیو خداوندان باطل کا وصف تسطیر تھی جھیل کے کنارے چبوترہ زمرد کا بنا اور اس میدان سے آگے بڑھکر ایک گنبد بہت بڑا سنگ سبز کا بنا تھا آگے اُس گنبد کے باغ لگا تھا گرد باغ کے کٹہرہ کھنچا تھا وہ بھی طلائے احمر کا تھا اندر باغ کے طرفہ بہار تھی صنعت صانع گلشن عالم آشکار تھی جوانان بوستان مثل صالح پاک و نیک رو پنجۂ مرجان برگ کف دست دعائے عابد خوش صدر مین سبحہ صد دانہ کا شمار جعفری مطبع جعفر تیار نسیم سحر مین متبرک نفس زاہدان کا اثر دفتر قدرت خدا کا ورق ہر برگ و شجر سوسن زبان شکر کنندگان داور مہندی برنگ دست ضمیران صاف باطن بوئے گل مشام اہل بزم کی ساکن غنچہ مثل دہان حقیقت آگاہان خاموش قمریون کی زبان پر ضرب حق سرّہ کا جوش کلیان صومعہ زاہدان خوشبو سنبل یاد گیسوئے قدرت مین آشفتہ موسرو آزاد لسان تارک الدنیا نہین نہین قمریون کے سینے عشق حقیقی کا زینہ لالہ ہر چند گریبان دریوزہ گر پیالہ بدست لیکن قانع مست پیمانۂ الست بلبل وظیفہ خوان عبادت خانہ بہار دیدۂ نرگس سے حقیقت بینی آشکار یاسمن و نسرین و نسترن معتقد ہوائے فصل آزار کہ ابیات

خندان ہین اسی کو دیکھ کر گل
کیا اُنکو اُسی کا تھا تصور
اُس گل کو پکارتی ہے بلبل
جاری مئے معرفت جہان مست
غنچون مین ہے صورت تفکر
گل مست چمن مین ہے جہان مست

وہ گنبد جو سرتاج باغ تھا واقعی سرتاج بہار تھا چرخ مقرنس اُسپر سو جان سے نثار تھا قبۂ چرخ اخضر

کہتا تو غلط ہی برج فلک چہارم فقط ہی دروازہ اُس گنبد کا بند تھا دروازہ پر رہبان مع کشیشان بیٹھے تھے
یا خداوند سامری و سکندر کرتے تھے جھانجھ و نفیر ناقوس رکھے تھے گھنٹے ٹنگے تھے سیارہ سے اُس ساحر نے کہا
اس باغ مین چلکر گنبد کے سامنے سجدہ کرو اُسنے کہا جب خداوند کے سامنے جائینگے اُسوقت سجدہ کرینگی
ابھی ایک مقام پر ٹھہر کر میلے کی سیر چلو کرین وہ ساحرہ یہ سُن کے پھرا اور ایک ٹیکرے پر آکر دونون بیٹھے میلہ
جمتا جاتا تھا یہ سیر دیکھنے لگے حسن چمن کا پیش نظر ہوا یہ رنگ دیکھا کہ جادوگرنیان کم سن ساریان پرزر اور
بیش قیمت باندھے کہ جنمین سے جسم نازک نظر آتا ساق کی شمع فانوس پیرہن مین روشن پیر و ابھرے چھاتیان
تنین اُنپر ہزار دن جوبن ہاتھون پر تھالیان برنجی رکھے جو کہین اُنمین جا آئے موہن بھوگ اور پھول رکھے سر
سے پاؤن تک آپ جڑاؤ گہنا پہنے چھم چھم کرتی جھیل کے کنارے آئین اور مع پیرہن نہائین جب غوطہ مار کر اُبھرتین
پھر تابان بیچ آبی سے باہر آتا پیرہن جو بدن مین لپٹ جاتا زیر ناف برج حوت نظر آتا واقعی وہ ماہی بحر حسن
جمال تھین گوہر تابندہ قلزم بمثال تھین ایک طرف نوان قمر پیکرون کا مجمع تھا ایک سمت میلہ جمع تھا دکانداروں
کی بالین تنی تھین دکانین ہر رنگ کے اسباب و اجناس کی آراستہ اور سجی تھین حلوائی تھالون مین مٹھائی
لگائے بیٹھے تھال آفتاب و ماہ کی تھالیون کو شرماتے تھے مٹھائی وہ ذائقہ رکھتی کہ سکندر جیسے آبحیات کیلیے
ترستا رہگیا ویسے ہی اس مٹھائی کو یاد کرکے ہر ایک ترسے گا اور موہنھ چاٹتا رہیگا ایک طرف ہر قسم کی ترکاری ڈھیر
لگی کنجڑن اپنا جوبن دکھاتی سیب ذقن اُسکا دیکھکر آسیب زدہ رہوتا انار پستان کا جو دیکھتا سینے مین جوش محبت
ضرور ہوتا شفتالو بوسہ تقسیم کی نعمت دلاتے جامن کو دیکھ کر لب مسی آلود اُسکے ہمیشہ یاد آتے ایک جگہ بھنگیڑ مین
اپنا جلسہ جمائے تھین دکانین لگائے تھین پیال کے اندر سبزون پر حقے رکھے تھے نیچے لگن مین بھیگتے تھے تپائیون
مین کلہیین گھڑی تھین جرس پر دم پڑتے تھے سالکھان کا سارا جہان رشید اکشمیر جرسیون کا دم فدا یار قند کے
گھونٹ تو یار قند کے گھونٹ سمجھتے ساقیون کے شربت وصل پینے پر دم نکلتے دف و دائرہ بجتا مقابلے مین کھلا آئینہ لگا
شعر خوانی ہوتی ڈھولک بجتی عاشق تن سامنے اُنکے ٹہلتے عشق کی آگ مین جلتے کہین ہولیتین اپنا رنگ جما رہی تھین
سُرخرو ہی جا رہی تھین عاشقان بے ساز و برگ کو جان سپاری کا خیال اُن سبز رنگون کے وصف مین زبان لال اُگال
اُنکے منہ کا یاقوت رنگ ہر عاشقان قوت سرخی لب اُنکے ایسی خوشنما کہ موجب شعر سرخی لب کے وصف مین جسنے + ایک مصرع
کہا تو خون تھوکا + دکانداروں کا کیا وصف کیا جائے ہر سمت عجب آرائش تھی عمدہ زیبائش کی دکان کے آگے
نٹیان آکر ناچتین مع بھڑے ڈھولک بجا کر گاتے دکان پر اڑ جاتے راستے کے کنارے فقیر چادرین بچھاتے
بیٹھے کوڑیان پیسے پھیلے شعبدہ باز تخت پر مونڈھے بچھائے بیٹھے تھے تخت کہار ہر سمت اُٹھائے پھرتے ڈفلے
بانسری بجتی ترسول منبول وہ نکلتے لاگین وگھاتے چاندی سونے کا گہنا پہنے استاد کی جے بولتے ایک
طرف گل فروش ہار بیلے کے پکارتے ساقی حقہ پلانے والے کہلاتے ہر ایک کے سامنے حقہ لیجاتے ہر سمت
دھوم دھام صنعت کا ازدحام لگیرے جا بجا تانے بیے رئیس بنے ہوے بیٹھے نزلی اُڑاتے

چلمون پر دم لگاتے اندر سبھا بھگت سپیر اگرد چیلے وغیرہ کا ناچ ہوتا آپس کی دل لگی ہٹیرون کا کھانا نئی کیفیت
عیش کا زمانہ بہت ساحر سیکیان کرتے جاتے گنبد کی طرف زمین ناپ کر قدم اُٹھاتے امرائے عظام پالکیون پر آتے
آگے لڑکون کو بٹھاتے کھلونے سامنے خرید کرکے رکھے بہت ہاتھیون پر سوار پھرتے ہر مقام بلند پر فرش بچھا
مہذبون کا وہان مجمع بعض مقام پر انیوی بیٹھے گھولا چلتا داستان ہوتی گنے چھلتے بازار مین کوتوال پیادے گشت
کرتے چور بدمعاش گھرتے اسی طرح جب دن کم رہا یکایک نفیر و بوق کی صدا سُنائی دی لگتے ابر کے سرخ و زرد رو
ہوا پر ظاہر ہوے اُن کے نیچے کئی سو تخت چمن بندی کیا ہوا گلزار ظاہر ہوا آگے اُن تختون کے باجے بجتے بارہ سو
ساحر تلوارین کھینچے مرکب پرند پر سوار گرد اُن کے اور ایک تخت پر ملک **گوہر شاہ** جلوہ فرما اور تختون پر ناظمان طلسم
دالکان قلعہ طلسم سوار تھے اور اُن کے ہمراہ کئی سو مشیران سلطنت وزیران اُبہت اور بہت سی کنیزین جادوگرنیان
پوشاکین نفیس و پُر زر پہنے غرق دریائے جواہر یہ سب آکر ایک میدان وسیع مین اُترے اتو اکابرین شہر ساحران
نامی ہر سمت سے آنے لگے بارگاہ بادشاہ کی استادہ ہوئی خیام عالی شان رؤسا کے نصب کیے گئے بادشاہ
تخت سے اُتر کر کئی سو کشتیان زر و گوہر و جواہر کی ہمراہ لیکر بارے دیدار خداوند چلا اسکے ہمراہ تمام امیر و وزیر روانہ
ہوے اور اُسی باغ مین آکر جب قریب گنبد پہونچے پجاریون نے گنبد کا دروازہ کھولا اندر گنبد کے تخت بہت بلند
بچھا تھا جواہر دوز مخملی چادر سے منڈھا تھا اُس تخت پر وہی بچہ شیطان **سکندر بن سامری** بیٹھا تھا گرد
تخت کے چوکیان صندل کی اور سنگ موسیٰ وغیرہ کی بچھی تھین اُن پر بُت پونے دو سو خداوند رکھے ہوے تھے۔
بعض کے نام اُن مین سے لکھے جاتے ہین۔ **تیتا بیتا دم خبیثا - توری گاے کا بچھڑا - گوسالہ سخنور -**
تمارت سخنگو بقیا زرین تن - تابوت معلق صندوق معلق لات منات لقا فرعون شاہ
نمرود شاہ شداد شاہ لوٹم - لوٹک چھوٹم چھوٹک سامری جمشید وغیرہ اور ان سب کے گرد عود سوز و اگر سوز
رکھے تھے بخور مہونا تھا بادشاہ اور سب امرانے ان سب کو سجدہ کیا پھر سکندر کو سجدہ کرکے نذر چڑھائی اور ہاتھ باندھکر
سامنے کھڑے رہے بعد کچھ دیر کے اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی عرض کرنے لگے خداوند نے حسب موقع ہر ایک کو جواب دیا بادشاہ نے
عرض کیا کہ یا خداوند میری دختر کا علاج فرما دیجیے کہ اُس مسلمان کا عشق اُس کے دل سے جاتا رہے اُس ابلیس زادے
نے کہا آج کل مخلوق کو ہم اپنا دیدار دکھائین گے اور اُن کے مطالب بموجب اپنی مشیت کے برائین گے کل تواپنی
لڑکی کو لانا اُسکے لیئے تدبیر معقول کیجائیگی ایسی کہ وہ بالکل اچھی ہوجائے گی بادشاہ نے یہ سُنکر سجدہ کیا پجاریون نے سنکھ
اور نفیر اور گھنٹے بجاے جے جے کا شور ہر سمت سے بلند ہوا بادشاہ گنبد سے باہر آیا اب ہر شخص میلے کا آنے والا اندر
گنبد کے جانے لگا پوجا کرنا شروع ہوا نذرین چڑھنے لگین ہزار ہا روپیہ اور دونے مٹھائیون کے چڑھ گئے
ہار پھول کی وہ کثرت ہوئی کہ تمام باغ کے درختون مین صدہا ہار لٹکتے تھے اور گنبد کے آگے پھولون کا انبار
لگا تھا بکرے بھیڑ وغیرہ ہزارون چڑھائے تھے ہر پجاری کے آگے دونون کے ڈھیر لگے روپیہ اشرفی بیشمار تھے

تھے گنبد کے ایک طرف سے پرشاد یعنی تبرک تقسیم ہو رہا تھا عورتین ہاتھ باندھے گنبد کے در سے دور تک استادہ تھین بعض ڈنڈوت کرتین بعض آنکھین بند کیے خداوند کے دھیان مین تھین اسی پوجا پاٹ مین وہ دن آخر ہوا اور آفتاب مثل گوہر شاہ گنبد فلک اخضر سے باہر آکر بارگاہ مغرب مین گیا اور مجمع کواکب و سیارگان برنگ سیاحان میلہ گنبد افلاک مین بہر پرستش خدائے یگانہ آیا

نظم

پڑا جب رخ پہ دن کے پردۂ شب
بڑھا صحن فلک مین خیل کوکب
پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام
چراغ شام کا روشن ہوا نام

شام ہو بادشاہ مذکور تو اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر میلے کی سیر کرنے لگا اور تمام میدان مین چراغون کی روشنی ہوئی طبلو نکی آواز دور تک ٹھیکا کھانے لگی غوغائے مردمان سے سارا طلسم پر ہوگیا کچھ لوگ پھر کر گھر جانے لگے کچھ اُس طرف سے آنے لگے کوئی ہمراہی کو اپنے پکارتا تھا ارے میان کس طرف ہو کوئی اپنے لڑکے کو ڈھونڈھ رہا تھا رنڈیون کے ڈیرون پر تماش بینون کا جماؤ تھا داد عیش دیتے تھے جھیل مین کنول جلا کر چھوڑ دیے تھے تیرتے پھرتے تھے جھنگیڑون کی دُکا نو نکے سامنے مہتابین چھوٹتی تھین کسی کا کچھ گر گیا تھا ڈھونڈھ رہا تھا کہین جھگڑا قضیہ ہوا تھا لوگ دوڑتے جاتے تھے سرکاری ملازم پھر رہے تھے طول تقریر تا کجا سیارہ عیار نے بھی اندر گنبد کے جا کر اس ساحر کے ساتھ جملہ کیفیت ملاحظہ کی اور اُس سے کہا کہ اے برادر تمھارے سبب سے آرام بھی پایا اور سیر بھی خوب کی اب ہم رخصت ہوتے ہین یہان سے ہمارے شہر کو کوئی نہ کوئی ضرور جائیگا ہم بھی اُس کے ساتھ چلے جائین گے اُس ساحر نے کہا واہ صاحب ایسی بیمروتی تو نہ چاہیئے اور دو چار دن تشریف رکھیے اس میلے کے آنے والے کئی دن رہتے ہین جلدی کیا ہے چلے جایئے گا عیار نے اُسکا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا اُس کے ہمراہ مکان پر اُسکے آیا اور بعد فراغ اکل و شرب جب وہ گھر مین جا کر سو رہا یہ وہان سے اُٹھ کر باہر آیا اور میلے کی طرف چلا جب آبادی شہر سے نکلکر قریب اُسی میدان کے کہ جہان میلہ تھا پہونچا ایک گوشہ مین بیٹھ کر موم بیچ روشن کیا اور آئینہ سامنے رکھ کر ایک عورت نہایت شکیلہ کی ایسی صورت بنا طرۂ زلف مشکفام نے یہ طرہ کیا کہ فرمان خوشبو جاری فرما کر چین و ختن سے خراج لیا روئے منور نے وہ نور پیدا کیا کہ سکۂ مہر و ماہ کو کھوٹا کر دیا آئینہ کو حیران بنایا حلب سے باج لینا چاہا پیشانی نے یہ فوق پیدا کیا کہ شمع طور کو بجھا دیا شعلۂ حسن مہ جبینان کی سرکشی کو مٹا دیا ابروے خمدار نے وہ بانکپن ظاہر فرمایا کہ زاہدون نے سر محراب اطاعت مین اُنکی جھکایا تیر نے گوشہ کمان مین راستی کار کے لیے چلہ بیٹھنا چاہا آنکھین عین خود بینی سے آگاہ بینی الغفلہ ما مین لغفاءہ کان جوہری حسن کی دکان لب سرخ غیرت بخش لعل بدخشان دانتون کی چمک دمک سے گوہر غلطان غلطان اور لوٹ ہیرے کے دل پر چوٹ سیب ذقن کا رنگ دیکھکر سیب قمر داغی گردن کی خوبی دیکھ کر صراحی کا قلب خالی و دوش لطافت سے ہم آغوش سینہ پر چھاتیان دل عشاق کو بیتاب بناتیان حباب بحر نور دو بھٹیان کنول کے پھول بر زنبور غرض ہمہ تن بصورت حور حسن کی کان جوہری دل عاشق کی جان

غزل

خمی کہ ابروی شوخ تو در کمان انداخت
بقصد جان من زار و ناتوان انداخت
شراب خوردہ و خوی کردہ کہ شدی بچمن
کہ آبروی تو آتش در ارغوان انداخت
بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد
فریب چشم تو صد فتنہ در جہان انداخت
ز شرم آنکہ بروی تو نسبتش کردند

سمن بدست صبا خاک در دہان انداخت
بنفشہ طرۂ مفتول خود گرہ میزد
بہر نگاہ چمن دوش مست بگذشتم
صبا حکایت زلف تو در میان انداخت
کہ از دہان توام غنچہ در گمان انداخت

جب اس شکل و شمائل سے بسان کامل درست ہوچکا ساری زردوزی باندھ کر دوپٹہ شبنم کا اوڑھا آنکھون مین سرمہ دیا لبون کو مسی آلودہ کیا مانگ مین سیندور بھرا دست و پا کو مہندی سے رنگین کیا مرصع کار زیور کانون مین اور باقی موقع و مناسب سے طلائی و نقرئی پہنا برنجی تھالی مین جو کب آٹے کی جلا کر رکھی مٹھائی اور کچھ روپے رکھ کر تھالی اُٹھا کر چھم چھم کرتا چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت راہ چلتے ہو تو مردے ہین تکلم کرتے ✤ زندہ اعجاز مسیحا کو ہواب تم کرتے ✤ اسی طرح میلے مین پہونچکر جہان مجمع نوجوانون کا دیکھتا انھین مین سے ہوکر نکلتا اکیلی عورت رات کے وقت ایسی حسینہ یارون نے جو اُسکو دیکھا لگاوٹین کرتے ہوے ساتھ ہوے کوئی کہتا واہ آشنا غرور نہ چاہیئے کسی نے کہا یہ مرادون کی گٹھری کہان دیکھیئے کھلتی ہے ایکنے آوازہ کسا کہ دیکھا چاہیئے یہ نقد انقدمال یہ دولت کس کو ملتی ہے دوسرا پکارا ذرا ایک نگاہ ادھر بھی تیسرا بولا یہ دل حاضر ہے اور جگر بھی کسی نے کہا ذرا پھر منھ پھیر کر ہنس دینا پھر ایک قریب آکر گویا ہوا ارے او ظالم نگاہ محبت سے ہان دیکھ لینا بعض جو معزز شریف کے لڑکے نئے بگڑے ہوے تھے وہ معقول گفتگو سے پیش آئے کسی نے کہا لے دولت بیدار کیا گنجینۂ شرم و حیا تو نہ لٹائے گی اور نقد دل ہمارا ہی لیجائیگی ایک بولا تیری بہت اچھی ہوگی ذرا ٹھہر جا میری پیاری مجھ رسیا کو اپنا مزا چکھا کوئی دوہا پڑھنے لگا کوئی شعر عاشقانہ زبان پر لایا کہ بیت نہ جیا تیری چشم کا مارا ✤ نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا ✤ ایکنے بحسرت دیاس کہا کہ فرد نہ تھی توفیق اگر بوسے کی تو اتنا ہی کہہ دیتے ✤ جو آیا ہے تو خالی تو نہ پھر دشنام لیتا جا ✤ پھر دوسرے نے یہ شعر پڑھا کہ شعر صد شکر کہ مرنے کی خلش اُٹھ گئی دل سے ✤ جب سے ہوے پیدا ہم اُسی دن سے مرے ہین ✤ اُس نازنین نے جب یہ کلمات عاشقانہ سُنے ناز و غمزہ کے لشکر کو اُن جوانون پر حملہ کرنے کا حکم دیا یعنی کبھی تیوریان چڑھا کر آستین پیرہن ہستی کو چین بچین کر دیا گاہے نگاہ قہر زا سے خرمن دل پر برق بلا کو گرا دیا شہید خنجر نظر کیا کبھی ہنس کر نمک خندہ سے زخم جگر کو آلہ کیا لیکن سخنان شیرین سے لبہائے شکرین کو نہ آشنا کیا دہن بے نشان کا پتہ نہ دیا اُن جوانون کو جلو مین لیے یہ شہریار ملک حسن و جمال قریب گنبد خداوند پہونچی وہ مجمع عشاق وہان اس امید پر تھم گیا کہ جب یہ بُت رعنا پرستش خداوند کی کرکے باہر آئے گی اُسوقت اُسکو رام کرین گے غرض یہ تو رُکے اور وہ قریب در گنبد پہونچی رات چونکہ زیادہ آچکی تھی پجاریون نے گنبد بند کر دیا تھا پوجا ہوچکا تھا جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ دوسرے دن پوجا کرنے کو ٹھہرے ہوے تھے جب یہ عیار دروازہ کے پاس آیا پجاریون نے کہا پھر جا کہ یہ وقت خداوند کے آرام کرنیکا ہے اور عرش اعلیٰ پر جانے کا ہے اُسنے کہا مین شب کو یہان نہین ٹھہر سکتی اسیوقت گھر جاؤنگی تم دروازہ کھول دو خداوند میری آواز سنکر عرش پر سے فرش پر اُتر آئین گے جو اُو بُلا کر آپ کیا فلک اعظم پر چلے جائین گے پجاریون نے کہا تمکو کیا خداوند نے بُلایا ہے اُس نے جواب دیا ہان لیٹی ہوئی تھی کہ یکایک آپ ہنستے ہوے گئے اور کہا جلد ہمارے پاس آ کہ تجھ بغیر ہم بےچین ہین یہ سُنکر مین حاضر ہوئی ہون تم نہ جانے دوگے تو مین شکایت تمھاری خداوند سے کرونگی پجاری یہ کلام سنکر ڈرے

اور ایک اُن مین سے اندر گنبد کے گیا سکندر گنبد کے ایک مقام عمدہ مین جواہر نگار پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور جاگتا تھا سونے اور آرام کرنے کا اسکے یہ مقام تھا کہ پشت پر اُس بتخانے کے جہان تخت بچھا تھا واقع ہوا تھا دروازہ بتخانے مین یہان آنے کے لیے لگا تھا اُس پجاری نے اُسی در کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا کہ یا خداوند آپ جاگتے ہین خداوند نے اُسکو پاس بلایا اُسنے جملہ حال زن باحسن وجمال کے آنے کا عرض کیا خداوند نے اپنی کرامت ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بندی قدرت کی سیح فرماتی ہے ہان ہمین نے اُسکو یاد کیا ہے جا جلد اُسکو بھیجدے پجاری اُسی وقت باہر آیا در گنبد وا کیا اور اُس نازنین سے کہا آؤ تو بندی مقبولۂ خداوند ہے یہ عیار تھالی سنبھالتا اندر گنبد کے پہونچا ہر ایک چھوٹے بڑے بتون کو دیکھتا ڈنڈوت کرتا یہان تک کہ پشت بتخانے کے در پر آیا پجاری اسکو اندر اُس گنبد کے پہونچا کر آپ پھر گیا اور یہ جو دروازہ سے نکلا ایک دالان مین فرش بچھا تھا شمعہاے مومی وکافوری روشن تھین خداوند پلنگ پر لیٹے تھے سامان عیش وراحت مہیا تھا یہ صورت دیکھ کر اُس عیار نے گرد پلنگ کے آکر پھرنا شروع کیا اور دوپٹہ رخ پر سے ہٹا کر روے منور اپنا خداوند کو دکھایا ایسی صورت یہ بنا تھا کہ اُس گبر نے ہرچند کہ ہزارون پری پیکرون کو دیکھا تھا لیکن ایسا حسن دلفریب اُسکی نظر سے نہ گذرا تھا شکل دیکھتے ہی بیتاب وبیقرار ہو گیا اور پلنگ سے اُٹھ کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کھینچ کر پاس بٹھایا اُسنے ایسی نشیلی نگاہ سے چہرہ خداوند کا دیکھا اور اس ادا سے شرما کر جھکایا کہ خدائی کو خداوند کی خاک مین ملا یا میخانہ چشم سے وہ ساغر بیخودی پلایا کہ اُس پیر فرتوت کو نوجوانی کا مزا دل مین سمایا پاس بٹھاتے ہی لپٹنے لگا خرمستی کرنے لگا اُس صنم نے اپنے خم ابرو کی محراب کا ساجد بنا لیا اُسکے لپٹنے سے اُسنے سسکی بھر کر کہا یا خداوند مجکو ادب بات یاد کرکے ڈر معلوم ہوتا ہے میرا ابھی سن کیا ہے خداوند نے کہا اے مایۂ ناز **بیت** مجھے بن یاد تیرے دم گذرتا ہو تو کافر ہون ۔ سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہون ۔ اس شعلہ رو نے ہنس کے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ منھہ پر خداوند کے مارا اور کہا **بیت** عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا قسم خدا کی ترے دل مین اب وہ پیار نہین ۔ خداوند نے اس بات کو سنکر منھہ بڑھایا اور بوسۂ لب شیرین لینا چاہا اُس غنچہ دہن نے منھہ ہاتھ سے سرکا دیا اور آہ سرد بھر کر کہا ہرچند اس وقت خداوند کی منظور نظر ہون مگر میری قسمت ایسی ہے کہ آپ بھی کچھ دیر مین خوار وبے اعتبار کرکے نکال دینگے خداوند کو اسکا رنج کب گوارا تھا گویا ہوا کہ اے باعث خدائی وزندگی حُسن گو مین تمام عالم کا خدا ہون لیکن تجھ ایسے بُت کا بندہ ہون کہ **شعر** فداے پیر مین ماہر دیان باد ۔ ہزار جامۂ تقوی وخرقۂ پرہیز ۔ یہ کہکر اُس ماہر و سے لپٹ گیا وہ بسان حوصلہ دمانند شعلۂ جوالہ خاطر آغوش سے تڑپ کر نکلی اب ہنگامہ اختلاط جانبین سے گرم ہوا کبھی معشوقہ سے عاشق ہم بغل خیال ہجر سے دل مین خلل گاہ وہ نازک بدن باہین گردن مین حمائل کرتی کبھی خنجر ابرو سے غصہ جتا کر گھائل کرتی کبھی عاشق منت کرتا پانون پر سر دھرتا معشوقہ کبھی نیچی آنکھین کرکے شرماتی نیرنگی چشم فتان گردش دوران کا رنگ دکھاتی عاشق زانو سے زانو مسل پستان پر ہاتھ بڑھاتا یہ سسکی بھر کر رہ جاتی اسی اختلاط مین جملہ کیفیت خدائی کرنے کی اس معشوقۂ پُر فریب نے اُس دغا باز سے دریافت کی اور مانگیا سے عطر بیہوشی کی شیشی نکالی اور کھول کر اپنے جسم مین عطر ملنے لگی خداوند نے کہا ہمین

نہین اُسنے انگوٹھا دکھا دیا دہ بیتابانہ لپٹ گیا اُسنے بھی گلے مین باہین ڈالدین اُسنے خوب سینہ ورخ و شکم پر سہلا اپنا رگڑا خوشبوئے عطر نے دماغ مین اثر کیا سر و پا کی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہو گیا عیار طرار نے بجا لاکی اُٹھکر اُس مکان مین تلاش کر کے ایک صندوق بہم پہونچایا اور اُس کے کپڑے اُتار کر پہنے رنگ و روغن لگاکر اُسی کی ایسی صورت بنا اور اُسکو صندوق مین لٹا کر پٹی بیہوشی کی ناک پر باندھکر صندوق کو مقفل کر دیا اور ایک کوٹھری مین اُٹھا کر رکھا کوٹھری مین بھی قفل لگا دیا جب اس امر عظیم سے فرصت پائی پلنگ پر خداوند کے لیٹ رہا اور بآرام تمام سو گیا جب عیار دہر نے صندوق مغرب وا کر کے خداوند سیارگان کو نکالا اور حجرۂ عدم مین کواکب ظلمت شب کو بند کیا **نظم**

سپہر نیلگون نے ڈھنگ بدلا
روش عیاری کی پھر رنگ بدلا
اُٹھا پھر دئے شب نے پردۂ شب
در آیا مہ میان برج عقرب

وقت سحر خداوند نقلی بیدار ہوے پجاریون نے آکر ڈنڈوت کی اور گنبد مین لاکر تخت پر بٹھایا خداوند نے ارشاد فرمایا کہ شب کو مابدولت نے ایک حور اپنے پاس سلانے کو بلائی تھی اب اُسکو جنت مین بھیجدیا ہے لیس اپنا بھی دل اُسکے پاس جانے کو چاہتا ہے پجاریون نے عرض کیا رات کو پھر اُسکو بلوا لیجیئے گا آپکے جانے سے سب بندے محروم رہجائینگے دیدار آپکا نہ پائینگے خداوند نے کہا اچھا بادشاہ طلسم کو حاضر کرو آج ہم اُسکے مقاصد پہلے پورے کرینگے یہ حکم سُنکر ملازمان دیر دوڑ پڑے گوہر شاہ کو خبر دی کہ جلد چلیئے زہے نصیب آپکے کہ خداوند نے آپکو طلب کیا بادشاہ مع ارکان دولت کے کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لیکر جانب گنبد چلا اُدھر پجاریون نے گھنٹے ناقوس ڈنکے بجائے ہر ایک خبردار ہوا کہ خداوند نعمت تخت خدائی پر آئے جوق جوق زن و مرد سامنے گنبد کے آنے لگے دروازہ گنبد کا کھلا درشن سب کو نصیب ہوا اُدھر وہ ساحر جسکے گھر مین سیارہ مہمان رہا تھا صبح کو مقام عیار مذکور پر آیا اُسکو نہ پایا سمجھا وہ کل ہی سے جانے کو کہتے تھے شاید رات کو چلے گئے الحاصل لباس تبدیل کر کے خداوند کا دیدار دیکھنے تنہا روانہ ہوا اور جب نقارۂ دیر بجا وہ بھی سامنے آکر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا سیارہ نے اُسکو پہچانا اور اُن ساحرون کے کیش و مذہب پر خندۂ دندان نما کیا اس اثنا مین بادشاہ طلسم سامنے حاضر ہوا اُسکو اندر گنبد کے طلب فرمایا اُسنے آکر تخت خداوندی کا طواف کیا پایۂ سریر کو بوسہ دیا نذر چڑھائی پھر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ اپنا مطلب دلی بیان کر دریائے رحمت میرا اسوقت جوش زن ہے سب تمنائین تیری پوری کرونگا بادشاہ نے یہ سُنکر برائے صحت دختر دعا کی خداوند نے فرمایا کہ ہمنے اُسکو شفائے کامل عطا فرمائی شاہ نے اس عنایت کو دیکھکر سجدہ کیا اور بار دیگر شہزادہ قاسم کے قتل کرنے کو یاد دلایا خداوند نے فرمایا کہ اس گنہگار کو یہان حاضر کر ہم اپنے سامنے اسکو ذبح کرائینگے پھر وحکم کارپردازان سلطنت دوڑے شہزادۂ مذکور کو قید خانہ سے نکلوایا تخت سحر پر ڈالکر ہزارون ساحر حصار کیے افسون پڑھتے ہوے سامنے خداوند کے لائے خداوند کی جب نگاہ شہزادۂ ذیجاہ پر پڑی حال زار اُسکا دیکھکر آنسو بھر آئے دل مضطر نے بیتابی کی یہ عالم نظر آیا کہ بال سر کے بڑھ گئے ہین آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین صورت سے پریشانی کا اظہار دل مین یاد گیسوئے یار ہے پیرہن بھی میلا کچیلا ماہتابان

سپہر صاحبقرانی سحاب مصیبت مین پوشیدہ ہے پروردہ مہد ناز و نعمت یہان قید کی آفت دل مین معشوق کا رنج فرقت ہر خوشی بر وہان فرحت و عشرت گریزان دل شکستگی عیان یہ صورت نمایان ابیات

جمی خاک تن پر بہ رنگ زمین
کہ جون خشک ہو نرگس بوستان
بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل
سو وہ ہو گئے بڑھ کے بدحال

گڑا جیسے نکلے ہی پتلا کہین
وہ تن سر سے تا پا جو تھا سو پیلا ہوا
خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل

نہ آنکھون مین رونق نہ تن مین توان
وہ جوڑا جو تھا سبز نیلا ہوا
وہ ناخن جو تھے اُسکے رنگت لال

خداوند نے دل مین تو ملال کیا بظاہر غصہ سے منھ لال کیا اور بادشاہ سے کہا کہ اس مجرم کو بجاریون کے ہمراہ جا کر پشت پر اس گنبد کے جو مکان کہ مابدولت کی آرامگاہ ہے وہان اسیر کرو آج رات کو مین اپنا غضب اسپر نازل کرونگا تاکہ ہنگام قتل خدائے نادیدہ جو اسکا خدا ہے مدد اسکی نہ کریگا اور یہ بآسانی قتل ہو جائیگا آج اگر قتل کیا جائیگا تو ہلاک نہ ہوگا اور کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائیگا کہ یہ چھوٹ کر آفت ڈھائیگا بادشاہ نے یہ فرمان خداوند سنکر کہا سچ ہے بیشک یہ مسلمان ایسے ہی سخت جان ہوتے ہین کہ مرنا نہین جانتے ہین یہ کہہ کر ساحرون سے شہزادہ کو تخت پر سے اُتروایا اور بیہوش بزور سحر کر کے کاندھے پر ایک ساحر کے لدوا کر بجاری کے ہمراہ مقام خوابگاہ خداوند پر بادشاہ خود آیا اور ایک ایوان مین شہزادہ کو ہوشیار کر کے بٹھا دیا زنجیر مین جکڑا رکھا سحر کی قید کو دور کر دیا پھر خدمت خداوند مین آکر دست بستہ استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ آجکی شب اور اتنا دن تیاری قتل مین اس مسلمان کے بسر کرو سب سامان مہیا کر رکھو یہ کہ کئی ہزار نقارے اور قرنائین شہنائیان ڈھول اور بوق و نفیر لیکر گرد گنبد کے ہزارون ساحر ٹھہرین اور ہزارون مشعلین آتش کی سلگائی جائین اُن مین عود و صندل و گوگل وغیرہ جلے اور جب صبح کو مین اُس مجرم کو بہر ذبح لٹاؤن ساحر ہزارون بجلیان سحر کی چمکائین اور آندھیان چلائین یہ اسلیے کہ جب ہنگام ذبح وہ چیخے گا جو کوئی اُس کی آواز حزین سُن لیگا فوراً ہلاک ہوگا اس ہنگامے مین اُس کی صدا کسی کے کان مین نہ جائیگی اور اسپر بھی بنا بر احتیاط ہر ایک شخص حاضر وقت کو لازم ہے کہ کان مین روئی دے لے یہ سامان توکل کے لیے کیا جاوے اور آج منادی ہو جائے کہ کوئی شخص میلے سے جائے نہین اس مسلمان کا غارت ہونا دیکھے اور جو اشخاص کہ میلے مین نہین آئے ہین اُنکے لیئے تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ وہ بھی آکر تماشہ دیکھین اور تو اسباب سامری کے پوجے کا مہیا کر کے سواپہر پوجا کر کہ اُنھون نے یہ عنایت تیرے حال پر فرمائی یعنی ایسا مرتبہ تجھکو دیا کہ تو نے اتنے بڑے پلید کو قتل کرایا ایسا ثواب کمایا بعد شکر ادا کرنے سامری کے جشن کرنا اور شب بھر جلسۂ عشرت جما کر داد عیش و کامرانی دینا صبح کو ہم اُس مسلمان کے خون سے ایک ایک ٹیکا سب کے ماتھے پر دینگے کیونکہ اُسکا خون جہان گرتا ہے وہ جگہ زرد ہو جاتی ہے پس دفع نحوست خونریزی ٹیکا دینے سے ہو جائیگی تیری اُمید بر آئیگی اور سب کے کارج سدھ ہونگے عمر و دولت بڑھ جائیگی سامری کا نام لے تجھے ہماری دیا ہے جا اپنے کام لگ تیرا بھلا ہو بادشاہ یہ نصیحت سنکر بادلِ شاد گنبد سے باہر آیا کارگذارون کو حکم محکم خداوند سنایا اُسیوقت نقارخانے گرداگرد درست ہو گئے

منقلہائے آتشین ہر سمت بیشمار رکھ دی گئین منون رال و گوگل ڈھیر ہو گیا ساحران نامی افسون خوانان گرامی ہزارہا آمادۂ سحر خوانی ہوئے ہوم خانے بنگئے یہ عالم ہوا کہ

ابیات

بجے ہر سو طرب کے شادیانے
ہزاروں من منگایا عود و عنبر
اُسی صورت یہ بٹوایا ڈھنڈورا
تماشا جو کبھی دیکھا نہ ہو گا
نہ آیا گھر سے جو ہو وہ بھی آ جائے

انگیٹھی سیکڑوں گرد اُسکے رکھیں
رکھیں سب خوشبوئین ہر سمت لاکر
کہ اک میدان بڑی ہو جسمین وسعت
نظر آئے گا وہ ہر اک کو اُس جا

ہزاروں ہی بجے نقارخانے
جو گنبد تھا خدائی کا بہ تزئین
خداوند جہان نے جو کہا تھا
وہان ہو جمع آکر ساری خلقت
کوئی میلے سے ہرگز گھر نہ جائے

صدائے دھل زن سُنکر میلے مین اور تمام طلسم مین غوغا مچ گیا نادان قبل شہزادہ سُنکر خندان ہوئے دانشمند بمہری فلک یاد کرکے پریشان ہوئے کسی طرف قہقہے بلند تھے کسی جگہ اہل دل دردمند تھے زبان پر یہ مذکور تھا کہ اس دور زمانہ کا یہ ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ اولوالعزمون کو خاک مین ملا یا کیا ناموروں کو مٹا یا کیا

خمسہ

ایک دن ہونا ہے سب ادنیٰ و اعلیٰ کو فنا
سلطنت دُنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا

یہ مسافرخانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا

شادی و غم ہے پئے شاہ و گدا دو چار دن

غرض جوق جوق ساحر ہر سمت سے میدان وسیع مین جمع ہونے لگے اور فرط عشرت سے قہقہہ لگاتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ ہمارے ہی دل پر داغ پر یہ بہار ہے فلک کجرفتار بر سر آزار ہے یہ نقارۂ کوس رحیل ہمارے ہی ہین یہ سب دوست خوار و ذلیل ہمارے ہی ہین یہ گھر ہمارا ہی برباد ہوتا ہے دل ہماری ہی جان کو روتا ہے **مؤلف** گر یگی جسپہ یہ بجلی وہ خرمن تو ہمارا ہے ✦ جسے ہم دوست سمجھے ہین وہ دشمن تو ہمارا ہے ✦ حاصل مرام یہ سب بدانجام تو مجتمع ہو کر مشتاق تماشائے قتل شہزادہ نیکنام ہوئے لیکن یہ خبر وحشت اثر اس کشتۂ ابروئے دلبر **ملکہ نفشہ** نیک سیر کو بھی پہونچی کہ شہزادہ والا گہر کل تہ خنجر ہوگا اس خبر کو اُسکی مادر خستہ جگر نے بہت چھپایا کہ ایسا نہ ہو کر میری دختر فرط محبت و جوش اُلفت سے اس سراپا مصیبت کے قتل سے ماہر ہو کر اپنے تئین جوہر کرے لیکن اس خبر کا چھپنا بہت دشوار تھا قاعدۂ مستمرہ ہے کہ جدھر مالک کی طبیعت کا میلان دیکھتے ہین ملازم اس سبب کو بڑے تپاک سے لیتے ہین کنیزون مین جدا انیسون مین علحدہ چرچا ہو رہا تھا ملکہ مضطر نے چپکے سے ایک کو بُلا کر پوچھا کہ یہ کیا تم باہم باتین کرتی ہو اور روتی ہو اُسنے بلائین لیکر کہا بی بی کیا کہوں ڈیوڑھی پر کا ہرکارہ کہتا تھا کہ کل شہزادے کے دشمن کہنے والی بندی کو وہ موا خداوند لولب قتل کرائیگا یہ سُننا تھا کہ ملکہ پہلے تو بیہوش ہوگئی پھر جو غش سے فرصت ملی گریبان صبر چاک کیا بیتابی دل سے چلا چلا کر رونے لگی ماں نے بھی آنکھ سے چشم پوشی کی اُس ایوان سے دوسرے قصر مین چلی گئی اور مخفی ملازمون کو مقرر کر گئی کہ یہ کہین جانے نہ پائے یہان تنہائی جو ہوئی ملکہ شوریدہ سر نے حال اپنا تباہ کیا فرش پر جا بیٹھی اور خاک اُڑانے لگی اپنی بربادی دکھانے لگی وہ آہ جانکاہ کی کہ فلک کو اپنی چھاتی چھپانی پڑی

وہ رُخِ پُرنور جو خاک مین بھرا تھا چاند پر خاک ڈالنے کا غم نے ارادہ کیا تھا. بلبلاتی تھی یہ زبان پر لاتی تھی خمسہ

کیونکہ خونناب سے چشم اُسکی نہ پُر نم ہووے | تو ہے گریہ کیون نہ وہ ماتم زدہ ہر دم ہووے
محفل عیش مین کیا خاک وہ خرم ہووے | جسکو اے جان جُدائی کا تری غم ہووے
خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے

سب طبیبون نے جواب اُسکو دیا ہے اب تو | بستر غم پہ وہ مردہ سا پڑا ہے اب تو
حال کیا پوچھتے ہو حال بُرا ہے اب تو | ترے بیمار کا یہ حال ہوا ہے اب تو
دست و پا دیکھتے ہین لوگ کہین دم ہووے

اُسکے بن دیکھے ہوئی ہے مری حالت جیسی | کسی دشمن کے بھی دشمن کی نہ ہووے ایسی
چھپکے بیٹھے ہو یہ ہے دوستی مجھ سے کیسی | ہمدمو کوئی تو تدبیر بتاؤ ایسی
دیکھنا اُسکا میسر جو کوئی دم ہووے

شیون اس دل کی مرے دیکھے تو بجلی بھی ڈرے | سُنکے فریاد جگر رعد بھی بھاگے ہے پرے
اور اس دیدۂ گریان مین وہ آنسو ہین بھرے | اپنے رونے کو ابھی ابر فراموش کرے
دہ بدو اُس سے جو یہ دیدۂ پُرنم ہووے

بستر غم سے بھلا اُٹھ کے مین کیونکر جاؤن | محنت و رنج و الم ترے سوا کس سے کہون
اس مرض سے تو مرا حال ہوا ہے یہ زبون | جرأت اب سانس بھی ہان مین تو نہ لے سکتا ہون
ایسی کر فکر کہ یہ درد تو کچھ کم ہووے

اسی گریہ و زاری مین وہ زمانہ آیا کہ آفتاب بھی غار مغرب مین جاکر حجلہ نشین ماتم ہوا اور دیدۂ ثوابت اشک شبنم سے نم ہوا کہ بموجب

نظم

اے عمر روز گھٹتے گھٹتے یکبار | ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار
حرارت دھوپ کی ہونے لگی سرد | بشکل آہ مظلومان پُر درد
سایہ دو شب ہجر جو اس پری پیکر

پر ہوا بیہوش ہوگئی کنیزین گود مین اُٹھا کر دالان مین لائین پلنگ پر مردے کی طرح ڈال دیا تلوے سہلانے لگین بعض رونے لگین اور کلمات افسوس زبان پر لائین ایک نے کہا ہاے اُس ناشاد کی تقدیر جو اس پر مائل ہوا تیغ اجل سے گھائل ہوا نامراد تہ خاک گیا دوسری نے کہا بھلا اور تو اتنا ہی داغ دیتے تھے کہ مرکر معشوقہ کو فراغ دیتے تھے اس شہزادہ کے ساتھ تو ملکہ بیکس نے کیا کیا پاپڑ نہین بیلے تیسری نے کہا سچ تو ہے چھنال اتنے سے سن مین یہ مشہور ہوئین تھوڑا حساب سے دو ر تھکا ریان اس ننھی سی جان نے بہنین خون خرابے ہوتے ہزارون کی جان جاتے انھون نے دیکھی واے مقدر کہ وہ پھر ہاتھ نہ آیا فلک نے یون دونون کو ترسایا ایک شب چین سے نہ گذری کوئی حسرت بھی نہ نکلی آیئے اور بولی کہ اب اس پُر ارمان کا جینا مشکل ہے در پیش صبح ہی شام عدم کی منزل ہے دوسری گویا ہوئی ہاے یہ چاند خاک مین مل جائیگا اے لوگو سکندر پھر ڈھونڈا کیا پاے گا جوان

دونون کی جان بے گا ایک اور گوہا ہوئی کہ اے پی ایسے تماشے میری آنکھون نے بہت دیکھے ہین گھر سیکڑون بگڑ جاتے دیکھے ہین اس محبت پر خدا کی مار اسنے ہزارون باغ پھلے پھولے برباد کیے کیا کیا نہ داغ دینے کون کون سے خانمان نہ اُجڑے کس کس کے گھر نہ بے چراغ کیے کوئی دشت مصیبت مین آوارہ ہوا کوئی شہر بشہر مارا مارا پھرا فلک بھی اخترون سے سینہ پر داغ رکھتا ہے غمون سے داغ پر داغ رکھتا ہی

نظم

گہ سلسلہ بہ پائے مجنون
چھالا ہے کبھی تو یہ کبھی خار
گہ سوزش جان بیقراران
زخمون کے لیے کبھی نمکدان
منصور کبھی ہے یہ کبھی دار
لیلیٰ کی کبھی یہ زلف شبگون
سینے مین کبھی یہ نوک پیکان
گہ بارش اشک اشکباران

یہ تو اس اندوہ وغم مین مصروف نالہ وشیون ہین ملکہ کی جان پر ہزارون طرح کے رنج ومحن ہین جب آنکھ غش سے کھل جاتی ہے کیا بیان ہو جو گذر جاتی ہے رو پیٹ کر پھر بیہوش ہوتی عالم رویا مین بھی روتی ادھر تو یہ حال ہے اس طرف خداوند لقلی یعنی سیارہ بعد بندوبست قریب شام تخت خدائی سے اُتر کر اپنے مقام آرام مین آیا یہان سر یر صندلین ارض پر شہزادہ با توقیر جلوہ فرما تھا شور زنجیر جادش بارگاہ تھا صدا سے دورباش دے رہا تھا عیار نے جاتے ہی دروازے اس مکان کے بند کر دیے اور قدم اقدس پر اُس شہریار اقلیم شجاعت کے گرا شہزادہ حیران تھا کہ یہ مسجود خلقت طلسم میرے پانون پر سر جھکائے ہے اس اثنا مین عیار مذکور نے عرض کیا کہ آپ متحیر نہ ہون مین آپکا خادم دیرینہ سیارہ ہون شہزادے نے یہ سنکر قید توڑنا چاہا عیار نے منع کیا کہ اس زنجیر کو برباد خراب نہ فرمائیے یہ کہکر سوہن سے ہتکڑی بیڑی دور کر دین اور حجرہ واکر کے صندوق سے سکندر کو نکالا پھر رنگ روغن عیاری لگا کر شہزادہ قاسم کی ایسی صورت اُسکو بنایا اور شہزادہ مذکور کو اُسکی صورت پر درست کر کے لباس شہزادہ کا اُسکو اور اسکا لباس جو آپ پہنے تھا وہ شہزادہ مذکور کو پہنایا اور جملہ راز خدائی کا شہزادہ سے عرض کر کے بتا دیا کہ صبح کو اس طرح اس گبر کے قتل کرنے کا مین نے سامان کیا ہے آپ وقت سحر سامنے گنبد کے اسکو لٹا کر ذبح کیجیے گا جب اس کے بیر غل مچائین گے لوگ نقارے بجائین گے ساحر بجلیان چمکائین گے علامت اسکے مرنے کی کسی بظاہر نہوگی آپ چند مدت خدائی کیجیے اور پھر از طلسم سے آگاہ ہو کر طلسم کشائی کیجیے شہزادہ نے کہا جو کچھ تمنے کہا مین نے قبول کیا لیکن سجدہ مین اپنے تئین نہ کراؤنگا مسجود خلائق نہ بناؤنگا عیار نے عرض کیا کہ اس مصلحت سے آپ تو یہ سجدہ کرائین تاکہ ابد تک رسم بت پرستی کو مٹائین گے خدائے یگانہ کا آیندہ کو ساجد ہر ایک کو بنائین گے حق تعالیٰ آپ کی نیت دلسے آگاہ ہے معاف فرمائے گا مواخذہ نہ کرے گا یہ کلمات سنکر شہزادہ نے فرمایا اچھا یہ بھی ہمنے مانا مگر ہمسے قتل کا ڈھنڈھورا جو تمنے پٹوا دیا ہے اگر ملکہ بنفشہ نے اس حال کو سنا ہوگا تو اپنا کام تمام کیا ہوگا اُسکی کیا تدبیر ہے عیار نے عرض کیا آپ یہان کھانا نوش فرما کر آرام کرین مین ملکہ کی خبر کو جاتا ہون اور اُسکو بھی اس حال سے مطلع کیے دیتا ہون صبح کو بادشاہ سے حکم دیجیے گا کہ اپنی دختر کو بلا ہم علاج اُسکا کر دین جب وہ بُلائے کہیے گا چند اسی گنبد مین ملکہ رہے تو اچھی ہو جائے گی شہزادہ یہ باتین سنکر خوشنود ہوا اور عیارہ نے کلچہ وکباب کسوت سے نکال کر شہزادہ کو کھانا کھلایا گلابیان شراب کی نکالین اور جام سامنے رکھکر کہا مین جاتا ہون آپ کسی کہاری کو بلا کر پانون دبوائیے اور آرام فرمائیے یہ کہکر

سکن رکو وہی طوق و زنجیر شہزادہ کا اُترا ہوا پہنا کر ہوشیار کر دیا اسکی جو آنکھ کھلی خدائی کا یا پلٹ ہو گئی تھی ہر چند تڑپا پھڑکا مگر مہر
سوزن زبان سے بند دست و پابستۂ زنجیر کیا کر سکتا تھا ناچار چپ ہو رہا لیکن دلمین کہتا تھا کہ واے ناکامی ساری
خدائی غائب غلہ یہ ماجرا ہی کیا ہے غرض بعد دستی جملہ امور عیارہ کو زمین دار کر دیا اُس مکان کی پھاند کر جانب ایوان شاہی روانہ ہوا
اور رو رو انہ پے شبستان کے آ کر ایک سپاہی کی ایسی صورت بنکر کھڑا ہوا کچھ عرصہ مین ایک کہاری کسی کام کو اندر سے نکلی اسنے اسکو سلام
کیا اور کہا مین بڑی دیر سے منتظر آپکا استادہ تھا اُسنے کہا تو کون ہے کہا مین بادشاہ کے پاس سے آیا ہون اُنھون نے میلے سے کنٹر عطر کا
خرید کر کے بیگم صاحب کو بھیجا ہے کہاری نے کہا لاؤ وہ کہان ہے اسنے ایک کنٹر عطر بیہوشی آمیز کا نکالکر چاندی کی کشتی مین رکھکر
تورہ پوش ڈالکر اُسکو دیا جب وہ لے جانے لگی اسنے کہا بی مہری لو یہ شیشی تم بھی لو اسمین سے نہ لینا مجھ پر بدنامی آئیگی
اُس نے کہا دوئی مین کیسا چور رہون اُسنے کہا نہین کیا ہوا تو یہ شیشی لو یہ کہہ کر ایک شیشی اسکو بھی دی اُسنے
لے کر سونگھی کہ دیکھون یہ عطر کیسا ہے سونگھنا تھا کہ بیہوش ہوئی اُس نے وہ کنٹر اور کشتی وغیرہ
لیکر پھر کسوت مین رکھی اور پرانی چادر سے ستر پوشی اُسکی کر کے کپڑے اُسکے لیئے اور اُسی کی ایسی صورت
بن کر داخل شبستان ہوا ہر سمت محل والیون کا ہجوم دیکھا قصر و الوان کی زینت دشان نے آئینہ وار حیران
بنایا ششدر ہو کر بے اختیار زبان پر لایا کہ بیت باغ رضوان مین کہان ایسی ہو گی یہ بہار بہاریان کی معشوقون
پہ سو جان سے حورین ہین نثار ؛ ہر سمت شاہدان طناز یا غنچے کلائیون پہ ڈالے دوپٹے کاندھون پر ڈھلکائے
ہوئے ہزارون انداز و ناز سے پھرتے دم خرام محشر بپا کرتے رات کا وقت شمع و چراغان روشن صحن مین چوکا لگا
پلنگون پر جو بن کوئی نیند مین غافل کوئی اکل و شرب مین کوئی لہو و لعب کا شاغل کہین چوسر کہین گنجیفہ کہین
ستارہ بجتا آئین کا ٹھیکا کہین کہانی ہو رہی کہین شعر خوانی ہو رہی کہین پڑے پڑے ہوئے چاہنے والے
در پردہ مزے اُڑاتے شام ہی سے بہو بچے ہوئے کہین دو دو آہ کی صدا کسی جا قہقہے اُڑتے پھبتیان کہنے
کی آواز برپا قلماقنیان داغ مانیان کاندھے پر رکھے پہرے پر حسین باربرداریان اڑون کے قریب جاگ
رہین مسہریان پھولون سے آراستہ پلنگون پر اوقچون کا چاندنی مین ترپنا لڑکیان محل کے نوکرون کی گڑیا کا
بیاہ رچائے ہوئے صحن مین کڑھائی چڑھائی ہوئی کچھ عورتون کا وہان مجمع بعض کمسن چھلی چھلیان کھیلتین
غنچہ وہان نازنینان زیبا کسی جا لونڈیان لڑ رہین عیث ثواب آپس مین انگشتین یار و جھگڑے بنے جاتے کسی طرف سے
آواز آتی اری ہر مزی وہ جواب دیتی جی باجی جان آئی حاضر ہوئی کوئی اپنی کنیز کو پکارتی اری نرگس تو کدھر
مر گئی کہین آواز آئی کہ جلد آ حضور رجہ کی پر گئی ہین کہین سے صدا امید اکہ ذرا ڈیوڑھی پر دیکھ امعلانی کے گھر سے
مرزا آئے ۔ غرض یہ عیار بھی اٹھلاتا آپ ہی آپ کچھ بکتا کسی کو دھکا دیتا چلتا تھا وہ کہتی تھی کہ بی مہری
آج کیا تمنے بھنگ پی ہے جو دھکے دیتی چلتی ہو یہ کہتا تمہین ہو کہ ہر وقت بوتلین چڑھاتی ہو اور ایک ایک
کو گالیان سناتی ہو لو صاحب مین نے ہزار دفعہ کہا ہے تم میرے منہ نہ لگا کرو بھلا مین دھکے دیتی ہون
یا تم ہر ایک پر گرتی پھرتی ہو یہ کہکر جھکتی ہوئی انگا پھڑکاتی آگے بڑھ گئی اور کہا صاحبو آج چھوٹی حضور کی

کوئی خبر نہین لیتا یہ جو اس نے کہا ایک مسن عورت نے اسکو بلا کر مہری ذرا ادھر آؤ اُسنے دیکھا کہ چوکا تخت کا بچھا ہے اسپر ایک عورت بکمال زیب و زینت تکیہ لگائے بیٹھی ہے یہ سمجھا کہ اس عورت کو عہدہ کوئی ہے یہ سمجھ کر اسنے قریب جا کر تسلیم کی اسنے کہا بی مہری بیٹھو یہ سلام کرکے تخت کے کونے پر بیٹھا اس عورت نے اسکے نزدیک آکر کہا بی مہری چھوٹی حضور نے جب سے اس شہزادہ کا قتل ہونا سنا ہے اپنا حال تباہ کیا ہے بھاڑ مین جائے ایسی عاشقی جس سے اپنی لعل سی جان جائے آپا کہے جنجال گیا کہے جنجال مین تو آگ لگاتی ایسی محبت کو اب چھوٹی حویلی مین مردہ سی پڑی ہین نہ کھاتی ہین نہ کچھ بات کرتی ہین تم دیکھ لینا یہ لڑکی اپنی جان دیگی۔ مہری نے کہا آپ سچ کہتی ہین لیکن قصور معاف کبھی حضور نے بھی یہ کھیل کھیلا تھا اُسنے کہا دوئی نوج پوچھا مین بیوی مین مجکو یہ مرض کبھی نہین ہوا کہاری مٹک کر اُٹھی کر بی بیٹھو ایسا کوئی چہیتا چہیتی نہین وہ کون ایسی شے ہے کہ جسمین لگی نہین اچھا جب آپ اس مزہ سے آگاہ ہی نہین تو مین آپ سے کیا بیان کرون یہ کہہ کر وہان سے ہنستی ہوئی چلی یہ تو معلوم ہو چکا تھا چھوٹی حویلی مین آئی یہان ملکہ پلنگ پر مردہ کی طرح پڑی تھین کنیزین رو رہی تھین کہ اسنے آتے ہی کہا مین اپنی شہزادی کے صدقے قربان نثار کیا جی ہے میری حضور کا یہ کہکر پلنگ پاس آکر پاؤن دابنے لگا ملکہ نے آنکھ کھول دی اور آہ کی اسنے بلائین لینے کے بہانے سے جھک کر چپکے سے کہا مین شہزادے کی خبر لیکر آئی ہون تنہائی پاؤن تو کچھ عرض کرون ملکہ یہ کلمہ سن کر جلد اُٹھ بیٹھی اور گویا ہوئی کہ ارے لوگو یہ ہجوم کیسا کر رکھا ہے کانون سے اور بھی دل اُڑا جاتا ہے جاؤ سب اپنے اپنے مقام پر مجکو کیون گھیرا ہے کنیزین یہ سن کر حرج گئین کہ یہ کہاری کچھ پیام لائی ہے پس تخلیہ اس مقام پر کر دیا اُسوقت کہاری نے کہا اے ملکہ شہزادہ عالم کا مین عیار ہون نام میرا سیارہ ہے تمھین اطلاع دینے آیا ہون کہ شہزادہ کو مین نے چھڑا لیا ہے اور خداوند سکندر کو پکڑ لیا ہے کل خداوند ذبح کیا جائیگا اور شہزادہ بشکل سکندر رہے وہ تمکو بادشاہ سے کہکر بلائیگا پھر آگے جیسا ہوگا تمھارے سامنے ظہور مین آئیگا اطمینان کامل رکھو اور چین سے آرام کرو غم و الم جانے دو ملکہ یہ سن کر فرط عشرت سے دلشاد و بند غم سے آزاد ہوئی چہرہ پر سرخی آگئی مثل گل شگفتہ خاطر ہوئی پھر دل سے کہتی تھی کہ ایسے نصیب میرے کہان ہین جو کوئی دم خوشی سے گذرے اس کہاری نے میری جان بچ جانے کے لیے یہ فقرہ بنایا ہے عیار نے اُسکو دوبارہ مکدر دیکھ کر رنگ و روغن رخسار سے اپنے دور کیا اور اپنی اصلی شکل ملکہ کو دکھا دی اُسوقت تو ملکہ کو کچھ یقین آیا اور تسکین ہوئی اپنی محرم راز کنیزون اور انیسون کو بلا کر اس راز سے آگاہ کیا اور زر و جواہر منگا کر بہت کچھ سیارہ کو دیا اس نے عرض کیا کہ باقبال حضور و بافضال رب غفور سب کچھ میرے پاس موجود ہے یہ میری جانب سے کنیزون کو دیدیجیے یہ کہہ کر شہزادے کی انگشتری نشانی لیتا آیا تھا وہ ملکہ کو دی اور اپنے سامنے کھانا کھلایا پانی پلایا پھر رخصت ہوا اور اسی قصر کے دروازہ سے ملکہ نے اپنی کنیز کے ہمراہ باہر پہنچوا دیا اُدھر بعد کچھ عرصہ کے وہ کہاری جس کو عیار بیہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوئی اور ننگا اپنے تئین۔

دیکھ کر سمجھی کہ وہ ٹھگ تھا جو عطر دینے آیا تھا خیریت گذری کہ تیری جان بچ گئی گر ایسی ہیبت سے بادشاہ بیگم کے سامنے چلی ورنہ سونے کی مچھلی اور تمغہ جو تیرے سر پر لگا تھا اُسکے جانے کا کسی کو یقین نہ آئیگا سب کہیں گے اسی نے بیچ لیا ہوگا غرض وہاں سے در دولت پر آکر رونے پیٹنے لگی کہ فریاد ہے میں لوٹی گئی سپاہیوں نے قریب آکر پوچھا نالہ و رحال پوچھا اسنے کیفیت بیان کی وہ سب خائف ہوے کہ اُسکے لوٹنے کا ہمیں لوگوں پر الزام عائد ہوگا کہاری سے کہا جا محل میں حضور سے اپنا ماجرا بیان کر یہ اندر محل کے آئی بادشاہ بیگم سے آکر سب کیفیت عرض کی اس اثنا میں وہ عورت جس کے پاس سیارہ تخت پر بیٹھا تھا آئی اور اُسنے بیگم سے کہا ابھی کچھ دیر ہوئی جو یہ کہاری چھوٹی حضور کا حال مجھ سے پوچھتی تھی کہاری نے کہا میں واقف بھی نہیں کہ آپ کیا کہتی ہیں بادشاہ بیگم عاقلہ ہے سمجھ گئی کہ یہ کچھ میری لڑکی ہی کا بھید ہے بس اس کہاری کو زر نقد لباس و تمغہ کے عوض عنایت فرما کے حکم دیا کہ اب کچھ منہ سے نہ نکالنا ہم تحقیق کر کے ٹھگ کو سزا دینگے کہاری اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئی اُدھر عیار مذکور جو محل سے روانہ ہوا میلے میں آکر ساحر کی صورت بنکر سیر کرتا رہا یہاں تک کہ وہ رات تمام ہوئی یعنی ظلمت شب سنو لیا کہاری کی طرح بیہوش ہوئی اور آفتاب مثل عیار محل سے مشرق کے نکلکر میدان فلک میں آیا میلہ کواکب کا برخاست ہوا **نظم**

نیلا لایا ہے جیسے تیغ نیلگوں رنگ | شفق کھا ساف چمکا مثل خون رنگ
یکایک شور کا اُٹھا جو طوفان | نکل شب کی گئی اکبارگی جان

آج میلے میں ڈھنڈھورا پٹنے سے بڑا مجمع ہوا تھا جو لوگ نہ آئے تھے اس میلے میں وہ بھی آئے تھے پہلے روز سے بھی آج دونا مجمع ہوا تھا صبح ہوتے ہی گنبد کے سامنے بہر زیارت خداوند سب جمع ہوے خداوند نقلی یعنی شہزادہ قاسم بھی خلوت خانہ سے باہر آکر تخت خدائی پر جلوہ گر ہوے ہر ایک نے سجدہ کیا سیارہ بھی سامنے خداوند کے گیا اور اُسنے وضع اپنی ساحروں کی ایسی بنائی ہے صورت اپنی اصلی رکھی ہے اسلیے کہ یہاں مجکو کوئی جانتا نہیں ہے پھر صورت بدلنا کیا ضرور ہے غرض جب یہ سامنے آیا خداوند نے اُسکو قریب بُلایا اور کہا ہم نے تجکو بلا زر کیا تو ہمارا بندۂ خاص ہے یہیں حاضر رہا کر اُسنے ڈنڈوت کی اور پشت سر خداوند کے آکر مروحہ جنبانی کرنے لگا اس اثنا میں بادشاہ بھی حاضر خدمت خداوند ہوا خداوند نے فرمایا کہ ساحران نامی اندر گنبد کے جائیں اور اس مسلمان کو باہر لائیں لیکن آنکھیں اپنی نیچی کیے رہیں اُسکے رُخ پر نگاہ نہ کریں کیونکہ وہ الحاح و زاری اشارہ سے بہت کچھ کریگا جس کسی کے دل میں ذرا بھی رحم اُسکی جانب آئیگا میں اُسکو جہنم میں بھیجدونگا تو بہ اسکی قبول نہ ہوگی ہمارے دشمنوں میں نام اُسکا لکھا جائیگا یہ حکم سنکر ساحر آنکھوں میں پٹیاں باندھکر اور گردنیں جھکا کر داخل خوابگاہ خداوند ہوے اور اس بچہ ابلیس کو شہزادہ سمجھ کر گردن پکڑ کر کھینچتے ہوے اور جوتیاں لات گھونسے مارتے ہوے باہر گنبد کے لائے وہ بہت کچھ تڑپا اور بہر کا اشارے کیے لیکن کسی نے اُسپر نظر ہی نہ کی عیار مذکور نے جب وہ باہر آیا سامنے چمن میں گڑھا کھود کر شمل کو سفید قربانی بنایا اور ساحروں سے کہا اب دُور جا کر کانوں میں روئی رکھکر کھڑے ہو تمام ساحر باہر جا کر پنبہ در گوش استادہ ہوے اور نقارے ہزاروں بجنے لگے ناقوس پھنکنے قرناکون کو دم ملا سینکڑے والوں نے جو ہی ساحری کی کہنہ کر غل مچایا اُس وقت پر آشوب میں وہ غوغا بلند تھا کہ سقف گردون سے

پھٹ پڑنے کا اندیشہ تھا ہر سمت سے ساحر سحر خوان تھے مشغول تماشائے ذبح ہر پیر و جوان تھے شعلہائے آتشین بر عود زرال گوگل جلتا تھا فلک دودی کے نیچے ایک اور آسمان دود کا بنگیا قدرت رب ودود آشکار تھی کہ ایسے نمرود پر شہزادہ فرزند خلیل اللہ کو نصرت دی تھی سب میلہ سمٹ کر ایک ہی جا ہو گیا تھا آدمی پر آدمی نظر آتا تھا بہت درختون پر انسان چڑھ گئے تھے ٹیلے اور ٹیکرے مملو تھے درختون کے ڈالے بوجھ سے پھٹے جاتے تھے چرخ بھی ہر چند کہ بڑا مکار ہے لیکن سیاّرہ کی اس عیاری کو دیکھ کر عقل اُسکی بھی چرخ مین تھی آفتاب بچشم عبرت یہ حال دیکھ کر تھرآتا تھا دل مین جلتا تھا اور تاؤ کھاتا تھا اُف لے مکارہ زبان پر لاتا تھا زال دُنیا بھی اس نوجوان کو ماتمی اُستاد دھیان گئی تھی الغرض شہزادہ قاسم نے سینہ پر اُس نابکار کے سوار ہو کر ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور سوزن زبان سے کھینچا اور فرمایا کہ خدائے ریختا دبے ہتاکے سجدہ کرنے کو قبول کر تو مین تجکو رہا کر دون وہ زادۂ ابلیس سوزن دور ہوتے ہی بادشاہ طلسم کو پکارا کہ ارے گوہر شاہ اپنے خداوند کی آبرو بچا یہ کیا معرکہ ہے جو تو مجکو قتل کراتا ہے اُسکی آواز اُس شور و غوغائے مردمان و صدائے دہل و نقارہ مین کون سنتا ادھر شہزادہ نے تین بار اُسکو جانب اسلام بلایا اُسنے سحر پڑھ کر رہا ہونا چاہا شہزادہ سمجھا کہ اس بیدین کو مزہ خدائی کرنے کا پڑا ہے راہ راست پر نہ آئیگا بس حجت ختم کر کے گلا اُسکا ایسا دابا کہ وہ سحر نہ پڑھ سکا اور خنجر بران حلق پر پھیرا سمت اسفل السافلین وہ کافر روانہ ہوا پھر تو قیامت کبریٰ کا ایسا ہنگامہ برپا ہوا آندھیان آئین آگ برسی بجلیان گرین اُسوقت جلد جلد نقارے اور قرنائین گھنٹے وغیرہ بجنے لگے اور ساحر آندھیان چلانے اور بجلیان گرانے لگے اُسکے مرنے کا حال کسی کو مطلق ثابت نہ ہوا سب نے یہی جانا کہ یہ غوغا سحر کریکا ہے بعد کچھ عرصہ کے صدا آئی کہ مارا سکندر بن سامری کو یہ آواز بھی بسبب نہیب درگوش ہونے کے کسی نے نہ سنی جب وہ ہنگامہ تھوڑی دیر مین موقوف ہوا سیاّرہ نے بادشاہ سے دو لڑکر کہا کہ خداوند فرماتے ہین اب نقارہ نوازی موقوف کی جائے اور ہر شخص اس گنہگار کے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگائے یہ حکم سنکر بادشاہ نے نقارون کا بجنا موقوف کرایا اور پہلے آپ خدمت خداوند نقلی مین آیا خداوند نے بالون کا انگوٹھا اُس نجس کے خون سے تر کر کے شاہ کے ماتھے پر ٹیکا دیا پھر اور ارکان دولت حاضر ہوئے اُن کے ماتھون پر ٹیکا دیکر حکم دیا کہ اب اپنے اپنے ہاتھ سے ٹیکے سب دین اُسوقت ساحر پر ساحر ٹوٹنے لگا کہ ایسا نہو خون ہو جائے اور ہم اس ثواب سے محروم رہ جائین غرض کچھ دیر مین سب خون اُس کافر کا ان کافرون کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا بنکر چڑھا انھین سب کے ماتھے گئی شہزادے کا کیا بگڑا اسرار مظلمہ انھین کے سر رہا خداوند انھین کے سر ہو رہے سب ماتھے اپنے رنگین کر کے شاد شاد وہان سے پھرے اس بھید کے خاک بھی سر نہ ہوئے کہ یہ کیا پیش آنی تھی ہماری ہی کمبختی کی نشانی تھی حاصل مرام شہزادے نے لاش اس بدمعاش کی اُٹھوا کر جھیل مین پھنکوا دی اور میلے والون کو رخصت کیا حکم پھر جانے کا دیا اُسی وقت خیمے ڈیرے لد گئے دوکانین اُٹھنے لگین ساحر سواری ہائے سحر پر سوار ہو کر اپنے اپنے گھر کی طرف راہی ہوئے بادشاہ کو حکم خداوند ہوا کہ اب اپنی دختر نیک اختر کو یہان لائے تاکہ اُسکی بھی دوا ہو جائے بموجب حکم بادشاہ خود سوار ہو کر روانہ ہوا

اور شبستان مین داخل ہوکر اپنی بی بی سے کہا صاحب دختر کو اپنی نہلا دھلا کر پوشاک عمدہ پہنا کر جلد سے چلو کہ خداوند کو میرے حال پر رحم آیا ہے صاحبزادی کو اچھا کرنے کے لیے بلایا ہے اور اُس مسلمان کو قتل فرمایا ہے بی بی نے اُسکی کہا بہت انسب و مناسب ہے آپ کچھ دیر توقف فرمائین مین تیاری کرتی ہون یہ کہہ کر دوسرے قصر مین جہان شہزادی ہے آئی یہان جب سے ستارہ ملکہ کو مژدہ وصل دلدار سنا آیا تھا ملکہ کا فرط عشرت سے یہ حال تھا کہ وہ رات انتظار مین پہاڑ ہوگئی تھی نیند نہ آتی تھی ہاتھ پانون ڈھنی تھی کروٹین بدلتی دل سے منصوبے گانٹھتی تھی کہ کل گردن یار مین باہین حمائل ہونگی وہ ہمکو چھیڑینگے ہم خفا ہوکر روٹھینگے اُنھین رُلائین گے پھر منھ سے منھ ملائین گے گدگدا کر ہنسائین گے ناگاہ دل کو یہ خیال آتا کہ بادشاہ نے شہزادے کے دشمنون کو روز بد دکھایا ہو میری تسکین کے لیے کسی کو عیار بنا کر جو کچھ تو سن چکی ہے وہ کہلا بھجوایا ہو جب یہ دھیان آتا تو وہ گلبدن مُرجھا جاتی ساری خوشی بھول جاتی پھر دل مضطر کو اس بات پر قرار آتا کہ ایسا سانحہ ہوتا تو اس دل کی تڑپ زیادہ ہوتی آج تو فرط غم سے خانۂ گور مین سوتی کبھی کہتی خداوندا کہین جلد سحر آئے کا رہو نصیب وصل یار ہو

نظم

دل کو یہ خوشی کہ کل تو ہے عید
اللہ کی ہے فقط یہ تائید
وہ بزم کہان کہان مین ناشاد
سن لی ہے مری خدا نے فریاد
ہر وقت یہ دل کو بیقراری
کس طرح کٹے گی رات ساری
حجرے سے نکل کے باہر آنا
گردون کی طرف نظر اٹھانا
یہ فکر کہ کتنی رہ گئی رات
ہو صبح کسی طرح ملاقات
تارے چھپین آفتاب نکلے
خاطر کی ہوس شتاب نکلے
ناگاہ گجر بجا سحر کا
مژدہ تھا کہ شور تھا سحر کا
مرغ سحری نے دی یہ آواز
لے باب اُمید ہوگیا باز

سحر کو اس مضطر نے بھی ہزار ہا مخبر خبر کو بھیجے یہان تک کہ اب اسکی مادر نے آکر بلائین لین اور کہا لے راحت جان حمام کرو اور بہر دیدار خداوند چلو شاید تمھارا دل سنبھل جائے میری قسمت کا یہ بل جائے یہ ناکام مادر کے دکھانے کو زار نزار رنگی کنیزین سمجھا کر حمام مین لائین یہ نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے خوب آرایش و تزئین کی وصل یار کی خوشی مین بنی سنوری کہ فرد وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب اے ترک ÷ آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا ÷ جب یہ آراستہ و پیراستہ ہوچکی مادر نے اسکی صورت دیکھ کر اپنی ایڑی دیکھی سر سے پا تک چٹ چٹ بلائین لین ایک انیس بولی میرے آنکھون مین خاک آج چھوٹی حضور کی طبیعت بحال ہے مادر ملکہ نے کہا یہ خداوند کے یہان جانے کا اثر ہے اُن کے نام کے صدقے اُن کے قربان میرے دل کو یقین ہے کہ بچی میری اچھی ہوجائے گی یہ کہہ کر سکھپال طلب کیا اور ملکہ کو لے کر سوار ہوئی ملکہ کی کنیزین انیسین بھی ہمراہ چلین نقیبون اور چاؤشون کی صدا بلند ہوئی چتر زری کا سکھپال پر سایہ ہزار ہا سوار و پیدل اردلی مین دوان پیچھے کنیزون اور انیسون وغیرہ کی سواریان اسی عظم و شان سے گنبد خداوند کے سامنے آکر پہونچی بادشاہ بھی آکر حاضر ہوا اور خداوند سے عرض کیا کہ دختر علیلہ حاضر ہے خداوند نے فرمایا کہ مادر ملکہ اُسکو لے کر میری خوابگاہ مین اُترین بادشاہ نے حسب الحکم وہان اُتار دیا بچاریون کو وہان سے

ہٹا دیا بادشاہ باہر گنبد کے رہا اور خداوند اندر تشریف فرما ہوئے اور ملکہ سے کہا کہ آپ سامنے کے ایوان مین جا بیٹھیے مین اپنی رحمت نازل کرکے ملکہ کو اچھا کیے دیتا ہون مادر ملکہ وہان سے ایوان مذکور مین چلی گئی جب تخلیہ ہوا خداوند نے ملکہ سے کہا اے جانی واے مایۂ زندگانی خاطر حزین شاد رکھ بند غم سے آزاد رکھ کہ مین ہون شیدا تیرا شہزادۂ قاسم ملکہ اب تک دل مین اپنے خائف و ترسان تھی کہ شاید شہزادہ یہ خداوند ہو لیکن اب شہزادہ کی آواز پہچانی آنکھ سے آنکھ لڑی دل کا شک گیا خاطر مضطر تسکین پذیر ہوئی شہزادہ نے خوب اپنے تئین شناخت کرا کے بادشاہ بیگم کو بلایا اُسنے آکر جو دیکھا تو ملکہ ہنس رہی ہے اور کہتی ہے کہ یا خداوند مین اب کبھی اُس مسلمان کا نام بھی نہ لونگی آپنے خوب کیا جو اُسکو ذبح کرڈالا یہ کلمات سُنکر بادشاہ بیگم بہت خوشنود ہوئی بیٹی کو گلے لگایا خداوند کو سجدہ کیا اور شکریہ ادا کرنے لگی پھر بادشاہ کو بلایا وہ بھی بیٹی کو صحت مین دیکھ کر خوش ہوا خداوند نے کہا اب مناسب یہ ہے کہ چند روز یہ بیمار ہماری سرکار مین رہے تاکہ بالکل صحیح و سالم ہو جائے گھر جائیگی تو پھر علیل ہو جائیگی مادر ملکہ نے کہا از مین چہ بہتر یہان رہنا سعادت دو جہان ہے یہ کہکر بیٹی سے پوچھا کہ کیون اے فرزند خداوند کے گھر مین رہوگی اسنے جواب دیا جیسی آپ کی مرضی جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ چند روز زیارت خداوند کی کرون مادر نے اُسکی اُسی وقت بہت سی کنیزین اور انیسون کو بہر خدمت مقرر کیا اور چھپرکھٹ طلب فرمایا میخانہ آبدارخانہ جملہ سامان عیش و راحت وہان مہیا کرادیا پھر مع بادشاہ کے خداوند سے رخصت ہو کر اپنے محل مین آئی خداوند نے بعد اُسکے جانے کے یہ انتظام کیا کہ یہان جتنے پجاری ہین اُنکو حکم دیا کہ باہر اس باغ کے جھیل کے کنارے تم لوگ منڈھیان ڈالکر استقامت پذیر ہو یہان مین چلہ مین بیٹھونگا ملاقات کسی سے نہ کرونگا یہ کہکر جو کچھ زر و جواہر کہ میلے مین چڑھا تھا اُسکا حصہ اُن پجاریون کو دیا وہ سب جھیل پر جاکر ساکن ہوے وہ مکان اور باغ بالکل جب خالی ہوگیا خلوت آرائی اور انجمن پیرائی کا شہزادہ نے سامان کیا ملکہ کو اصلی صورت اپنی بنا کر دکھائی وہ نہایت خوشنود ہوئی سیارہ عیار نے فرش عمدہ لب نہر بچھوا کر کشتیان شراب کی ڈالیان میوون کی وہان چُن دین کنیزان محرم راز سازلے کر گانے بجانے پر آمادہ ہوئین ملکہ کا یہ عالم ہے کہ بموجب مثل سیان بھئے کتوال اب ڈر کا ہے کا۔ فرط عشرت سے پھولون نہ سماتی تھی کہ یہ خواب ہے یا بیداری ہے الحاصل جب وہ دن تمام ہوا اور راہب اللیل صحیح و سالم ہو نیلگون گنبد آسمان مین آیا اور ماہ شب چہاردہم بنکر ضیا بار مثل عذار شاہد نور پیکر ہوا کہ ابیات

سحاب شام نے عالم کو گھیرا
لگا ہونے سے ملا ہر سو اندھیرا
جمال شمع نے پیدا کیا نور
ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور
بڑھی اُمید مشتاقان شب پرست
چلے ہر سمت یاران طرب دوست
کنول روشن ہوئے دی شمع نے لو
زیادہ دن سے پائی کثرت ضو
ہوئے حاضر مے و مینا و ساغر
ملے لب سے لب جام مکرر
ترقی پر طلوع کیف آیا
مزا جوش جوانی نے دکھایا
لیے بوسے گلے ملکر جو دو چار
ہوئے نیلے نزاکت سے وہ رُخسار
کہا ملکہ نے کیا حال ز دل ہے

کہا اُسنے کہ درد دل فزون ہے
نہ مونس تھا نہ کوئی مہربان تھا
کہ فرقت مین تری جینا تھا جنجال
ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا
فقط ہمراہ لطفِ آسمان تھا
کہا سب حال اور لپٹے صنم سے
اُٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا
کہا ملکہ نے پھر گذرا ہوا حال
مزے اُٹھنے لگے عیش بہم سے

سینہ بسینہ لب بلب بوسون کے چٹاخے ساق بازے ملکہ عریان انگیا مسکی ہوئی رخسار تابان تمتمائے ہوئے جسم مین پسینے آئے ہوئے شرم وحیا دور ہیبا کیان ظاہر دل ناصبور تشنۂ عشرت کا دفور اُدھر ملکہ کی وزیرزادی ماہ پیکر خوش چشم سے سیارہ کی چھیڑ چھاڑ جب وہ شرم سے جبکی بیٹھتی یہ کہتا کہ لیجیے ان پر تو کوئی صاحب چڑھ بیٹھے وہ کہتی کہ چڑھے موڈی کاٹے تیرے ہوتن سوتون پر عیار یہ سنکر ہاتھ اُسکے زانو پر مارتا وہ غصہ مین آکر تیوری چڑھا کر ہاتھ تان کر جو اسپر مارتی یہ ہٹ جاتا ہاتھ اُسکا زمین پر پڑتا چوٹ لگنے سے وہ بیتاب ہو جاتی اور ہاتھ کو ہاتھ سے پکڑ کر منھ اس طرح بناتی کہ باغ حُسن مین کلی کھلتی ہوئی نظر آتی اور تیوریان چڑھا کر عیار کو وہ کوسنے دیتی یہ کہتا اے جانی لاؤ مین چوٹ لگی ہو تو دبا دون وہ کہتی مرے تو دبا جا کے اپنی گھر والیون کو صاحب میرا تو ہاتھ ٹوٹ گیا یہ مردوا جوگا جگت بولتا ہے آخر شہزادی کے لحاظ سے وہ قمر پیکر وہان سے اُٹھکر چلی عیار بھی اُسکے پیچھے روان ہوا اور ایک مقام تنہا مین اُسکے آگے ہاتھ باندھے اسنے بھی کھلکھلا کر ہنس دیا اُسنے گود مین اُٹھا لیا وہ نہین نہین کرتی رہی اور کہتی تھی ارے مردوے تونے مجکو بھی کیا ملکہ بنایا یہ وہی ایسی کچھ لگی تھین جو ذرا مین لٹو ہو گئے مجکو بھی کھلانے لگین ارے میری آبرو مین فرق آجائیگا مین ادماتی نہین ہون وہ جو تیرے جی مین ہے وہ بارہ بارہ چوبیس برس بھی نہ ہوگا یہ ہرچند چلائی عیار مذکور نے ایک بھی نہ سُنی اُسکو لا کر لب نہر ضرغہ مین درختون کے بٹھایا اور فرش بچھا کر جام وصراحی لا کر بعشرت تمامتر بیٹھا اب کبھی یہ اُسکی بلائین لیتا وہ بھی کسی حیلے سے اسکے گلے مین باہین ڈالتی پھر شرما کر ہٹ جاتی یہ کبھی لب نازک کو چوس لیتا سینے پر ہاتھ رکھ کر غانہ حُسن مسوس لیتا وہ کہتی اللہ قسم تونے مجھ کو ہلکان کر ڈالا یہ کہہ کر اُسکا ہاتھ سینے اور سب اعضا پر رکھ کر دکھاتی کہ دیکھو میرا بنڈا پھیکا پھیکا ہے یہ عیار اُسکے لپٹ جاتا خوب مزے اُڑاتا دو چار جام شراب ارغوانی کے جو اُس نازنین نے پئے جوش جوانی مین کچھ شرم ولحاظ نہ رہا پھر تو یہ حال ہوا کہ ساق سیمین طوق کمر دلدار بنین آنکھونمین سُرخ سرخ ڈورے پڑ گئے کرتی چڑھ گئی چھاتیون نے نقاب رخ اُٹھا کر بیحجابی کی سسکیون کی صدا بلند ہوئی کہ بموجب

نظم

لبون سے آشنا باہم تھے ساغر
ہوئی شرم وحیا بھی پاس سے دور
لیا جھک کر کبھی بوسہ لبون کا
کبھی دیتی تھی بوسہ لطف کے ساتھ
تسلسل دور ساغر کا برابر
بڑھے پھر بے تکلف ہاتھ اسدم
بنے موسے کمر کے ہاتھ حلقا
چُراتی تھی کبھی وہ گل بدن کو
دکھایا نشہ نے جب عالم نور
ہوے وہ رازسے انگیا کے محرم
جھٹکتی تھی کبھی وہ نازسے ہاتھ
ملاتی تھی کبھی منھ سے دہن کو

چاندنی کھلی ہوئی شبنم سے رات بھیگی ہوئی گلون کی بہار فوارون کا آبشار اُدھر ملکہ وشہزادہ ادھر وزیرزادی

اور عیار سرمست بادہ رات بھر مصروف عیش و مسرت رہے جب آغوش دہر مین شاہد صبح نے جلوہ گری کی اور شب مثل رنج گذشتہ خاطر روزگار سے دور ہوئی **نظم**

اُڑا رنگ اخترون کا صورت دود | نشان شب ہوا عالم سے نابود
سحر پھر دھر کے تاج مہر سر پر | ہوئی رونق فزا با حشمت و فر

صبح کو شہزادے نے بعد فراغ طاعت الٰہی پھر انجمن آرائی کی صبح کی ٹھنڈھی ہوا دلون مین محبت کی ہوا در شت اوس سے بھیگے ہوئے پھول کھلے ہوئے جانورون کی زمزمہ سرائی ہر ایک مصروف یاد الٰہی لعل مین گل بوستان رعنائی رات کے جاگنے کا آنکھون مین خمار ہونٹون پر مسی اُڑی ہوئی چوٹی کھلی زلف بکھری ہر ایک سرمست و بیہوش دین و دُنیا فراموش ساکن عیش خانہ ایک دوسرے کا دیوانہ یہ تو اب بیخوف و خطر یہان بصد آرام و راحت رہتے ہین لیکن **سیارہ** عیار اُنسے رخصت ہوا اور بہر تجسس مقصد چلا اسلیے کہ یہان کبتک بیٹھین گے ایک روز یہ حال ضرور کھلے گا پھر سوائے پشیمانی کے اور کچھ بن نہ پڑیگا غرضکہ صورت ساحر کی ایسی بنا کر اس طلسم مین چار سمت دس دس بیس بیس کوس جاتا تھا اور از بسکہ **مقسوم جادو** سے پتہ شہر حام کا خوب معلوم کر لیا تھا ایک روز اُسی جانب روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اُس شہر کے قریب پہونچا حصار شہر پناہ منزلہا منزل تک کھنچا تھا دروازہ جواہر آگین بصد فر و تمکین لگا تھا کئی ہزار ساحرون کا وہان پہرا تھا بستر اُن کے لگے درجہ ہائے آرام و سکونت بنے تھے لوگ آتے جاتے تھے یہ بھی اُنھین آنے جانے والون مین ملکر داخل شہر ہوا نہایت پاکیزہ و عمدہ بستی دیکھی خلق سب ہنستی دیکھی دُکانین سرمایۂ حسن و خوبی سے معمور ہر کوچے مین خرمی کا وفور مکانات سنگین و پختہ تعمیر سراپا پری کی تصویر دیوار و در کی صفا پر آئینہ حیران سکندر کی روح ان پہ قربان جس دوکان مین کہ آئینہ لگا تھا وہان سکندر کا دل لگا تھا کیخسرو کو وہان کی سیر کا سود اتھا سڑکون پر گلاب اور کیوڑے بید مشک کا چھڑکا آیندہ و روند کا دماغ معطر حسینون کا جماؤ ہر سمت قہقہے اور چہچہے ساز خوشی کے بجتے کٹورا کھنکتا گرم بازاری طرحدار دوکاندار حسین بیوپاری کہ بموجب **ابیات**

نہایت ملک وہ آراستہ تھا | سب آرائش سے وہ پیراستہ تھا
بنے انمین ستون سنگ مرمر | مکان تھے گنبد کی صورت مدور
سڑک ہر ایک رشک کہکشان تھی | بروج چرخ سے بہتر دکان تھی
روان ہر سو گروہ ماہ رویان | فدا ہو دیکھ کر جسکو دل و جان
خریدارون کا معشوقانہ انداز | دُکانون مین بھرا سرمایۂ ناز

سیارہ سیر کرتا ہوا دار الامارۂ شاہی کو دریافت کرکے اُسی جگہ آیا یہان ایک قصر اس طرح کا دیکھا کہ چار سمت سے کھلا ہوا تھا قصر کے سامنے بہت بڑا میدان تھا بُرا ز گل برنگ بوستان تھا طائران خوش الحان نغمہ سنج تھے ہزارہا اشجار سیب و بہ و نارنج تھے درختون کا سایہ دل آسیب زدہ کو صحت بخشتا شاخ گل کا سایہ بلبل کے لیے سایۂ رحمت خدا تھا جوش بہار سے ہرا بھرا گلزار **نظم**

بہم بھی بلبلون کی گل سے تقریر | شفا کی صحن گلشن مین ہے تاثیر
جو کوئی مردہ دل اُس جا پہ آئے | توفوراً جان تازہ دم مین پائے
وہ جوبن تھا عروسان چمن پر | زمین تھی تختۂ گل سے بھی بہتر

وہ مرغان خوش الحان تھے غزلخوان | کہ آجاتی تھی جسم زار مین جان
اُس کاخ عالی شان مین دالان بنا

تھا اُسمین تخت بچھا تھا گرد تخت کے کرسیان لگی تھین تخت مثل تخت آفتاب طلاے احمر کا تھا یاقوت رمانی اُسمین جڑا تھا کرسیان سب زمرد نگار تھین نہایت طرحدار تھین سر بر باز یب اگر خورشید سپہر کمنت تھا تو کرسیان اختر آسمان اُبہت تھین ماہ فلک حکومت و ثروت تھین تخت پر ایک بادشاہ بصد شوکت وجاہ تاج شہریاری سر پہ جابر قب شہنشاہی در بر جلوہ گستر تھا کرسیون پر وزیرا میرارکین سلطنت بیٹھے تھے چتر شاہ کے سر پر پھر تا تھا اور ایک میز خوبی آمیز سامنے تخت کے بچھی تھی اُسپر کئی سو گلدستے گلزار ارم کو فرط رنگینی سے ہنستا رکھتے تھے بیچ مین اُن گلدستون کے ایک ایسا گلدستہ تھا کہ عروسان بہار اُسپر سو جان سے صدقے شاہدان فرخار ہزار دل سے قربان گویا نار نگاہ حوران جنان و گلہاے خندہ حسینان جہان کو یکجا کر کے یہ گلدستہ باندھا تھا اُس گلدستہ پر بارش نور کا قدرت خدا سے از خود ظہور تھا اور جہان وہ رکھا تھا اس جگہ سے سقف دالان کو شگافتہ کر دیا تھا لکۂ ابر اُسپر سایہ کیے تھا اور موتی برساتا تھا اور جو ساحر قریب اُسکے جاتا تھا سحر بھول جاتا تھا بدن مین سوزش پاتا تھا **سیارہ** نے باغ مین ٹھہر کر یہ سب کیفیت دیکھی اور دل سے اپنے کہا کہ مقرر اسی گلدستہ مین جسپر موتی برستے ہین لوح ہے اسکو کسی طرح سے لینا چاہیئے پھر سوچا کہ تجکو اسکا ملنا دشوار ہے شہزادے کو یہان لاکر تدبیر کرنا چاہیئے اسی سوچ مین یہان یہ ٹھہرا تھا کہ وہ ساحر جو صحرا مین مقیدان طلسم کو جانور بناتا ہے اور کھانا دینے روز جاتا ہے سامنے بادشاہ کے آیا دست ادب باندھکر یہ زبان پر لایا کہ اب قیدی بہت سے ہو گئے ہین اگر ارشاد ہو تو قدیم مقید قتل کر ڈالے جائین جدید بدستور جانور بنے رہین بادشاہ نے کہا مین نے سُنا ہے کہ سکندر نے آجکل اپنی خدائی خوب چمکائی ہے پس میرا ارادہ یہ ہوا ہے کہ جملہ مقیدان طلسم کو چھوڑ دون بلکہ اُنکو ایسی کچھ مدد دون کہ وہ جاکر اُس خداوند باطل کو نابود و معدوم کرین اچھا اے محافظ قیدیان تو سب اُن بیچارے جانورون کو یہان لے آ وہ ساحر حسب الحکم بزور سحر اُڑکر صحراے طلسم مین گیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ جملہ قیدی بصورت بہائم دوڑتے ہوے اُسکے پیچھے پیچھے چلے اور یہ اُڑکر پھر سامنے بادشاہ کے آیا وہ جانور اسی میدان سبزہ زار مین آکر ٹھہرے اُنکو دیکھکر بادشاہ تخت پر سے اُٹھا اور اُس گلدستہ طلسمی کو میز پر سے اُٹھا کر بہت بڑے لگن مین رکھکر آب طاہر و صاف سے دھویا گلدستہ کو پھر میز پر رکھ دیا اور پانی کو اور پانی مین ملاکر بہت سا کیا اور جو ساحر سامنے کھڑے تھے اُن کو دیا کہ ان جانورون پر لیجا کر چھڑک دو ساحرون نے آکر وہ پانی سب جانورون پر چھڑکا وہ سب زمین پر گر کر لوٹنے لگے بعد کچھ دیر کے انسان بن گئے اور سامنے بادشاہ جو استادہ تھا اسکے قدمون پر آکر گرے اور گویا ہوے کہ خالق عالم تجکو سلامت بصد اقبال رکھے کہ تونے ہم کو پھر جامۂ انسانی پہنایا ان آدمیون کی بسبب اس کے کہ مدت سے قید تھے یہ صورت تھی کہ تن لاغر ناتوان بال سر پریشان بال جان برہنہ تن خاک صحرا کا جسم پر پیرہن کوئی اُن مین وزیر کوئی سوداگر کوئی بادشاہ کوئی فقیر ان مین ایک شخص وجیہ و شکیل تاج شاہی سے آراستہ لباس فرمانروائی سے پیراستہ تھا لیکن خاطر زار و حزین بیجان غمگین شیشۂ غم سے نخل عیش اُسکا کاستہ تھا جب **عقاب** ابن جام کے سب قدم پر وہ قیدی گرے اس جوان نے

منت اور خوشامد کرنا مکروہ جانکر یہ بادشاہ کو سلام بھی نہ کیا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ **بیت** عدو سے دل نے جھکا یا تھا جان من مجھکو + اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجھکو + **عقاب** نے سب قیدیون کا حال دریافت کیا ہر ایک نے اپنی اپنی کیفیت بیان کی اُس نوجوان نے بھی بکراہت کچھ ماجرا اپنا کہا کہ نام میر الملک **سلطان تاج بخش** ہے فریب دینے سے دشمن کے مین وارد طلسم ہو کر گرفتار عذاب الیم ہوا **عقاب** نے اسکی وضع اور بانکپن کو کمال پسند کیا اور خلعت منگوا کر دیا اپنے مصاحبون مین مقرر کیا اور سب قیدیون کو ایک مکان مین بھجوا دیا اور حکم کیا براحت و آرام یہ لوگ قیام کرین ہم باہر طلسم کے انکو پہونچوا دین گے غرض بعد اس انتظام کے ساحر مذکور تخت پر آکر بیٹھا **سلطان** بھی کرسی پر متمکن ہوا اس اثنا مین **سیارہ** بھی جو لوگ کہ دربار مین آتے جاتے تھے اُن مین سے ایک کو بیہوش کر کے اُسی کی ایسی صورت بنکر دربار مین آکر ٹھہرا یہان دور جام مے ارغوانی تھا جلسۂ عیش و شادمانی تھا جب دماغ بادۂ ناب سے **عقاب** کا گرم ہوا **سلطان** سے مخاطب ہو کر گرم سخن ہوا کہ اے برادر تم بھی بادشاہ ہو کشور پناہ ہو اس لیے تم سے کہتا ہون کہ میرا ایک دشمن ہے ملک **گوہر شاہ** اور اسکا ایک خداوند ہے **سکندر** پس مین چاہتا ہون کہ اُس عدو پر لشکر کشی کردن اور اُس خداوند کو بھی مارون اس مقدمہ مین کیا تمھاری صلاح ہے مین نے سپہ سالار اپنے لشکر کا تمھین کو کیا **سلطان** نے جب یہ مہربانی اُسکی دیکھی تیغ زبان کے جوہر اس طرح دکھائے کہ اے بادشاہ عالی جاہ **بیت** - دیکھے جو تو قہر کی نظر سے + خورشید فلک بھی تھرتھرائے + میری عقل ناقص مین تدبیر اس مہم کی اس طرح ہے کہ فوج ظفر موج اگر بہر قتل خداوند بدخواہ جائے گی بادشاہ طلسم مقابلہ کرے گا اور بادشاہ طلسم کا قتل ہونا بغیر طلسم کشا کے دشوار ہے پس خداوند کے پاس جانا ہو گا قتل کرنا کیسا اس سے مناسب ہے کہ مع چند ارکان سلطنت اس حیلہ سے کہ ہم خداوند کی زیارت کرینگے حضور یہان سے چلین اور جب گنبد مین پاس اُس دغا باز کے پہونچین مین اُسکو پچھاڑ کر خنجر سے فوراً دل و جگر چاک کر دونگا دم بھر مین ہلاک کر دونگا بادشاہ کو خبر جب اُسکے مرنے کی ہوئی آئیگا قریب گنبد فوج دریا موج تیار رہے اُس سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ رائے **عقاب** کو بہت پسند آئی ہمت مردانہ پر **سلطان** کی تحسین و آفرین کی اور اُسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلا کر حکم تیاری کا دیا انکو لشکر اسکا آراستہ سلاح حرب و اسباب سحر سے ہوا اور پلٹنین رسالے یکے بعد دیگرے گنبد **سکندر** کی طرف روانہ ہو گئے ظاہری تزک اور احتشام کا ہنگامہ نہ کیا بعد روانگی لشکر بادشاہ براہ مکر کشتیان زر و جواہر کی نذر خداوند کے لیئے تیار کرا کر سوار ہوا **سلطان** کو بھی مرکب پری پیکر پر سوار کرا کر ساتھ لیا **سیارہ** جملہ کیفیت معلوم کر کے اسکے روانہ ہونے سے پہلے وہان سے چلا اور خدمت شہزادہ **قاسم** مین آکر جملہ ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا آپ بہت ہوشیار رہیئے **سلطان** اس ارادہ سے آتا ہے یہ کہکر شہزادے سے پیام بادشاہ کو بھجوایا کہ جلد یہان آکر حاضر ہو **گوہر شاہ** فوراً حاضر ہوا خداوند نے اندر گنبد کے بلایا بادشاہ نے اپنی دختر کو بشاش و فرحناک پایا بہت خوش ہوا شکریہ خداوند کا ادا کیا خداوند نے

فرمایا کہ مجھکو فرستگان قدرت نے خبر دی ہے کہ عقاب بن جام اس ارادہ سے آتا ہے اور فوج بھی
پوشیدہ طور سے ساتھ لاتا ہے پس تو بھی اپنی فوج کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دے لیکن شور و ہنگامہ نہو کہ وہ غلغلہ
سنکر اور ہم سب کو ہوشیار سمجھکر یہان نہ آئے بادشاہ یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا اور سرداران لشکر کو بلا کر حکم خداوند سے
خبردار کیا یہان بھی سب آلات حرب سے درست ہو کر اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے اور ہرکاسے بادشاہ نے
گرد گنبد خداوند مقرر کر دیے کہ جب کوئی ہنگامہ دیکھیں فوراً خبر دین کہ مین فوج لیکر پہونچ جاؤن اسی انتظام مین
ایک روز **عقاب** بحشم و خدم داخل قلعہ ہوا فوج اسکی گرد قلعہ کے پہلے ہی آکر اطراف مین چھپی ہوئی ٹھہری تھی
وہ اُسی میدان مین سامنے گنبد کے پہونچ کر خیمہ زن ہوا اور اپنے سردارون کو ساتھ لیکر براے زیارت خداوند
سامنے گنبد کے آیا خداوند بھی آرامگاہ مین ملکہ کو چھوڑ کر تخت خدائی پر گنبد مین آکر بیٹھے **عقاب** بے تامل اندر گنبد کے
آیا اور اُس کے ساتھ **سلطان** بھی داخل ہوا اسنے نہ خداوند کو سجدہ کیا نہ سلام اور ایک طرف تخت کے
کرسی پر **عقاب** اور دوسری جانب **سلطان** اپنی دانست مین خداوند کو گھیر کر بیٹھے خداوند نے اُنکو
ڈانٹا کہ اے بندگان بے ادب تمنے کچھ تعظیم میری نہ کی ہے شرط کرم سب کو مین زندہ جہنم مین بھیجدون اتنا کہنا تھا
کہ خنجر کھینچکر **سلطان** خداوند پر آہی پڑا شہزادہ تو اس کیفیت سے آگاہ تھا ہی ہمہ تن چشم بنا ہوا تھا خنجر اپنے تیہی
تھپکی دی کہ خنجر پٹ پڑا اسنے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا کہ خنجر اسکے ہاتھ سے چھوٹا اُسوقت تلوار کھینچکر **عقاب**
نے بھی وار کیا شہزادہ نے باڑھ تلوار کی بچا کر اسکے بند دست کو بھی تھام کر جھٹکا مارا کہ تیغہ اس کے ہاتھ سے بھی
چھوٹا اور وان دونون نے لپٹ جانیکا قصد کیا شہزادہ نے اُن کے توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ ڈالکر پھول
کی طرح دونون کو اٹھا لیا اس کے ساتھ کے سردارون نے تیغین کھینچکر حملہ کیا شہزادے نے ایک کو تو زمین پر
پٹکا کہ **سیارہ** نے حباب مار کر بیہوش کیا اور دوسرے کو بجاے سپر ہاتھ پر چڑھا کر اور تیغہ لیکر لڑنا شروع کیا
سردار جب تلوار مارتے تھے شہزادے کو اُس کے سامنے کرتا تھا سرداران شمشیر زنی کس پر کرتے ناچار گنبد سے
رو بفرار لائے شہزادے نے اُن دونون کو کمندون سے باندھا سردار جو **عقاب** کے سحر پڑھنے پر تیار ہوے تو خداوند
کے پجاری بڑے زبردست ساحر ہین اُنکے سامنے یہ سحر نہ کر سکے کیونکہ بادشاہ کی آمد سنکر شہزادہ نے اُنکو بھی
بلا لیا تھا حاصل کلام جب ان دونون کو باندھا در گنبد بند کر لیا پجاریون کو بھی باہر نکال دیا راوی بیان
کرتا ہے کہ **عقاب** بسبب گلدستہ لوح طلسمی کے رکھنے کے سحر نہین جانتا ہے اور **سلطان** تو ظاہر ہے
کہ ساحر نہین ہے اب جو یہ دونون گرفتار ہوے سخت ناچار ہوے اور شہزادے نے تنہائی مین ان سے
فرمایا کہ اے **سلطان** آگاہ ہو کہ مین **سکندر** نہین ہون نبیرہ **حمزہ بن قاسم** نوجوان ہون تیری زوجہ
کو بیچہ ظلم زنگی سے چھڑا کر تیری رہائی کے لیے اس طلسم مین آیا یہ کہکر سب حال گذشتہ ابتدا سے انتہا تک
کہہ سنایا جب سب حال **سلطان** نے سنا سمجھا کہ یہ تو میرا محسن ہے کہ اسنے میرے ناموس کو بچایا اور
میرے ہی لیے اتنی آفت جھیلی مصیبت مین آکر اپنے تئین پھنسایا یہ سمجھ کر اسنے عرض کیا کہ اے شہریار مین تو بندگی

بے دام آپکا ہون غلام کا غلام آپکا ہون شہزادے نے اسکو کھول دیا وہ قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے سر اُسکا سینے سے لگایا پھر عقاب سے سوال اسلام لانے کا کیا وہ دشمن سکندر رہ تھا جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ اس شہزادے نے دشمن کو ہلاک کیا اور اب قصد قتل ملک گوہر شاہ رکھتا ہے فتح طلسم بھی کریگا یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوا اور بخندہ پیشانی شہزادہ سے عرض کیا کہ مین بھی آپکا تابع فرمان ہون شہزادہ قاسم نے اسکو بھی کھول دیا یہ بھی قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے دونون کو کلمہ بتایا بہ صدق دل وہ مسلمان ہوئے اس اثناء مین سردار وغیرہ جو بھاگ کر گئے تھے انھون نے فوج عقاب کو فساد کی خبر دی اُدھر ہرکارون نے بادشاہ طلسم کو اس ہنگامہ سے باخبر کیا کہ خداوند سے فساد ہو گیا دونون مقامون پر لشکر جلد جلد تیار ہوکر روانہ ہوا یہان خداوندان دونون کو مسلمان کرکے باہر گنبد کے آئے اور سوار ہوکر بڑھے تھے کہ بادشاہ طلسم فوج لیے آیا اور غوغا سُنائی دیا کہ ایک لشکر بیرون شہر سے قتل وغارت کرتا آتا ہے خداوند نے عقاب سے فرمایا کہ شاید یہ تیرا لشکر ہے جا اُسکو لڑنے سے منع کر وہ ادھر روانہ ہوا اور اپنی فوج مین پہونچکر لشکریون کو لڑنے سے منع کرکے افسران کو خدمت خداوند مین لایا یہان خداوند نے بادشاہ طلسم کو لڑنے سے باز رکھ کر فرمایا کہ مین نے عقاب کو مطیع اپنا کر لیا اور وہ بالکل بیوقوف تھا مجھ سے لڑنے آیا تھا کیونکہ بندون سے سب لڑتے ہین خدا سے کوئی لڑکر سر بر نہین ہوتا ہے شاہ طلسم کا اعتقاد اور زیادہ خداوند کی طرف ہوا اور فرزند لوحدار کے مطیع ہونے سے مسرور و شاد ہوکر شکریہ خداوند ادا کرتا تھا خداوند جملہ انتظام فرماکر پھر داخل گنبد ہوئے دونون سمت کے لشکرون نے بھی کمر کھولی خداوند نے عقاب کی دعوت کی جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا رقاصان مہر طلعت و ساقیان قمر صورت حاضر ہوئے جام مے گلفام گردش مین آیا رقاصون اور مطربون نے حاضرین انجمن کو اپنا شیفتہ بنایا ایک رات اور دن بھر جلسہ رہا جب دوسرے روز یوح زرین آفتاب گلدستۂ مغرب سے ظاہر ہوئی اور چرخ جو ستارون سے ہمشکل پلنگ تھا صورت اصلی پر آیا نظم

کہ وہ شب جب گھٹی مثل شب وصل
ہوا ہر چیز کو ہر چیز سے فصل
لب مینا سے ساغر خم سے پیالے
چھٹے باہم پڑے ساقی کے پالے

سیارہ نے عقاب کو سمجھا دیا تھا کہ خداوند کو منت کرکے اپنے شہر مین لے چلنا چنانچہ اسنے حسب فہمائش عیار خداوند سے عرض کیا کہ حضور میرے ملک مین چلکر سب کو سجدہ کرائیے اور راہ راست پر لائیے خداوند نے اسکے کہنے کو قبول کیا اور شاہ طلسم سے فرمایا کہ تو اپنے قلعہ مین بہ آرام و اطمینان مقیم رہ مین شہر جام مین جاتا ہون گوہر شاہ نے عرض کیا کہ شاید خداوند کو تنہا پاکر یہ لوگ کچھ ضرر نہ پہونچائین پس مین حضور کے ہمراہ مع لشکر چلنا مناسب جانتا ہون جن اندیشہ سنکر خوب ہنسے اور کہا مجکو تو تنہا سمجھتا ہے میرے ہمراہ لاکھون فرشتے ہین اور مین جب چاہون ساری دنیا کو تقدیر کرکے غارت کر دون شاہ نے کہا بیشک اسمین کچھ فرق نہین آپ جانئے جو تسد کے خداوند ہین اچھا میری دختر کے لیے کیا حکم ہوتا ہے خداوند نے فرمایا کہ بیٹی تیری اگر خندہ رو میرے ساتھ اور رہتی صحت کامل اور شفا سے عاجل پاتی اب تجکو اختیار ہے خواہ اپنے گھر مین اُسکو لے جا یا میرے ساتھ کر دے

بادشاہ نے جواب پاکر مجکو جبتک آپ اجازت نہ دین گے بخوشی اپنے گھر لیجانے کی نہ لیجاؤنگا بے تامل خداوند اُسکو ساتھ لیجائین یہ کہکر اپنی بیٹی پاس آیا اور کہلائے فرزند خداوند یہان سے ملک جام کی طرف جاتے ہین تم گھر مین چلکر رہوگی یا خداوند کے ساتھ جاؤگی یہ کلام باپ کا سُن کر ملکہ نے آہ کی اور رونے لگی کچھ جواب نہ دیا پدر نے اُسکو بیمار جانا اور سمجھا کہ گھر مین لیجانے سے یہ پھر ویسی ہی ماندی ہو جاویگی بس اسنے سامان سفر بہر دختر بھی درست کردیا سکھپال ملکہ کے لیئے آیا کنیزان محرم راز و انیسان دلسوز فنس و چوپہلے وغیرہ پر سوار ہوئین خداوند کے جلو مین عقاب و سلطان و سیارہ روان ہوئے لشکر مین طبل و بوق بجے سواران جرار و آزمودہ کار ہمراہ ہوئے تخت خداوندی کے آگے نقارے بجتے طائران سحر سر پر سایہ کیئے نقیبون کی صدا بلند دور باش پکارتے جاؤ شان ارجمند خلاصہ یہ کہ بڑے عظم و شان سے سواری روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہر جام مین پہونچے عقاب نے ملکہ کو ایک باغ پر بہار مین اُتارا اور شہزادہ یعنی خداوند نقلی کو دارالامارۃ مین لایا فوج چھاؤنی مین جاکر مقیم ہوئی شہزادہ نے دارالامارۃ مین آکر اُس گلدستہ کو جس کا ذکر اول بیان ہوا دیکھا اور اُس کو ہاتھ مین لیکر اُس کی مٹھیک کو کچل کر توڑ ڈالا غل اور شور برپا ہوا آوازین ہیبت ازخود آئین پھر ایک دیو زرد ہوا سے اُترا جسکا سر آسمان سے گویا لگا تھا اور ہاتھ ہر ایک برگد کا ٹھنا تھا منہ مثل قعر عدم کے کھلا تھا وار شمشاد کاندھے پر رکھے ڈانٹتا ہوا سامنے آیا کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ گلدستہ لوح طلسمی کو توڑا شہزادہ نے جلد اُس گلدستہ سے لوح کو نکالا دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی جسپر زمرد کے حرف کے طلسم لکھے ہین اور سلک گوہر مین گندھی ہے بس اس لوح کو گلے مین پہنکر تیرہ بدلکر اُس دیو کا سامنا کیا اسنے وار شمشاد چرخ دے کر شہزادہ پر لگائی اُس بہادر نے جست کرکے خالی دی اور تیغ کھینچکر کمر پر بھلا دیوے کر اس زور سے ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا بزنگ شجر تناور وہ ملعون ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اندر دار و گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا محافظ لوح طلسم کو ہر گرہ نہنگان جادو کو ببرکت اسمائے الٰہی جو لوح طلسم مین تحریر تھے بعد قتل ہونے کے وہ دیو جلنے لگا گندہ دوزخ کا ہوا عقاب نے قوت بازوے شہزادہ پر آفرین کی دست زبردست کو بوسہ دیا پھر انجمن عشرت آراستہ کی شہزادے نے اب صورت اپنی اصلی بنائی اور اکابر شہر کو طلب فرمایا منادی کرادی کہ ہر شخص یہان حاضر ہوکر دین اسلام قبول کرے مردمان شہر گروہ گروہ حاضر ہو کر اطاعت اسلام قبول کرنے لگے شہر مین بتکدے منہدم ہوئے مسجدین بنگئین دربار مین نذرین شہزادے کو گذرنے لگین بعد اس انتظام کے صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی مے و مطرب و ساقی نے ہنگامہ عشرت و مسرت برپا کیا عقاب نے بڑے دھوم سے دعوت کی آرائش و زینت بزم اگر یہان ہو طول داستان ہو برسبیل اختصار یہ حال اظہار ہے اس گلزار عیش کی یہ بہار ہے کہ **نظم**

صدائے نغمہ خوشتر دلون کی آواز عجب آراستہ فضا سجا کا تھا عجز	دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز ہر اک سو عیش کا سامان مہیا	حضور انجمن ہونے لگا رقص کہ نکلے جس سے سب ارمان دل کا

دہن تر تھے مے عشرت فزا سے　　ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے　　ہر اک معشوقہ وان رشک پری تھی
امنگون مین جوانی کے بھری تھی

دن بھر یہ شہریار کشور شجاعت دربار مین جلوہ فرما رہا شب کو باغ بہار آگین مین جاکر ہمراہ ملکہ کے داد عیش دینے لگا رات بھر گردن مین باہین حمائل رہین دل سے دل تو ملا ہی تھا ظاہر مین بھی کلیجہ سے کلیجہ ملا رہا حرف و حکایات محبت کی ملاقات مین رات بسر کی کبھی ساق سے ساق لڑ گئی مسی لب کی اُڑ گئی افشان ماتھے کی بگڑ گئی سوائے اسی لڑائی اور بگاڑ کے اور کسی لڑائی کا ذکر بھی نہ تھا گاہے ہاتھا پائی کبھی دھینگا مشتی کبھی ملکہ کا کھلکھلا کر ہنسنا پلنگ پر لوٹنا شہزادہ کا گڑگڑانا کبھی منھ بنا کر بسورنا شہزادی کا بلائین لینا ملکہ کا ہنس دینا چوڑیون کا ٹوٹنا ملکہ کا منھ بنانا سرہانے سے ہاتھ کھینچ لینا فرط نزاکت سے ہاتھ کا نیلا ہو جانا لعاب شوق سے لب تر ہم بغل شدائے یکدیگر نظم

لگا ہون سے کبھی بید اغضب تھے　　کبھی وہ آشنا بوسونسے لب تھے　　کبھی تھی ساق پاجامے سے باہر
کبھی مسّی بگڑتی تھی لبون پر　　کبھی دونون تھے محو حسن رخسار　　مریض آرزوے چشم بیمار
یہ باتین تھین بھی نوبت سحر کی　　جمی تقویت سامان سفر کی　　سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش
ہجوم شوق کے ٹھنڈے ہوئے ہوش

جب پردہ شب پر سیمان شعاع آفتاب سے بندھا اور معشوقہ لیلی نے آغوش دہر سے کنارہ کیا قاسم نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اس قلعہ مین بآرام تمام رہو مین سیّارہ عیار کو تمھاری حفاظت کے لیے مقرر کرکے تمھین سپرد خدائے کریم کرتا ہون اور پھر فاتحی طلسم جاتا ہون انشاءاللہ چند روز مین پھر آکر ملونگا تمھارا باپ میرا حال سن کر اگر اس شہر کے برباد کرنے کو آئیگا تو عقاب اس سے لڑیگا پروردگار شر سے دشمن کے بچائیگا یہ فرما کر عقاب و سلطان کو طلب فرمایا ملکہ ہٹ گئی شہزادہ نے انسے بھی درباب حفاظت ملکہ تاکید فرمائی اور سب نشیب و فراز سمجھا کر ارشاد کیا کہ ہر وقت لشکر اپنا تیار رکھنا دشمن سے غفلت نہ کرنا مین طلسم توڑ کر جب آؤنگا مالک طلسم تمکو بحکم خدا بناؤنگا یہ کہکر انکو رخصت کرکے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کرکے لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا اسمین ظاہر ہوا کہ اے فتاح طلسم و سیار عجائبات زمین پر نیرنگ اگر تو عازم جنگ ساحران ہے تو اس مقام پر تو جا کہ جہان عقاب سریر حکومت پہ بیٹھا ہے اس تخت کو اٹھوا تا ایک سنگ بہتر زمین مین نصب ہو قلاب اس پتھر مین لگا ہے قلاب مین ہاتھ ڈالکر بقوت نسل صاحبقرانی پتھر کو اٹھا دہانہ نقب ظاہر ہوگا اس مین اتر جانا پھر جہان کہین پہونچنا بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا جو کوئی دوست ملے اسکو دشمن خانہ راحت کو مدفن جاننا یہان جو تریاق ہے وہ زہر ہے محبت یہان کی قہر ہے انگبین حنظل ہے گلزار ہر ایک جنگل ہے نوش یہان نیش ہے ہر قدم پر آفت درپیش ہے یہ حال لوح سے دریافت کرکے ہتھیار جسم پر آراستہ کیے اور ملکہ سے کہا۔ مصرع۔ ترا اللہ حافظ ہو ترا اللہ والی ہو ؛ وہ ناکام تاب ہجر کہان رکھتی تھی زار زار رونے لگی انیسین کنیزین گرد شہزادہ کے جمع ہو کر رونے لگین سب کو شہزادہ نے تسکین و تشفی دی ملکہ نے نذر امام ضامن ثامن علیہ السلام کی اشرفیان باندھین ہر ایک عورت دعا کرنے لگی کہ خدا تعالی ہمارے وارث و مالک کو کامیاب کرے اور

جلد تر صحیح وسالم ہم سے لا ملا دے پھر ہر ایک نے آئینہ دکھایا کہ خدا تمھارا منھ جلد دکھائے بلائین لیکر رخصت کیا
ملکہ نے بشوقت گھبرا کر بیتابانہ یہ کہا کہ کوئی خط تو ہمکو لکھنا اے بیوفا وحشت غربت مین بھول نہ جانا نظم

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا | تسلیان تو کچھ اے اضطراب دیتا جا
لیے ہین کتنے دل ایک ایک نا زیر تو نے | بغل مین بیٹھ کے انکا حساب دیتا جا

الغرض شہزادہ ذیجاہ ان سب سے رخصت ہو کر دار الامارۃ مین آیا اور تخت عقاب کے بیٹھنے کا اٹھوا کر تختہ سنگ کو دیکھا دامن گردان کے قلاب مین ہاتھ دیکر نعرۂ اللہ یا یزدان پاک کیا اور کئی ہزار من کے پتھر کو پہلے ہی زور مین گھٹنے ٹیک کر اکھیڑا اور علحدہ رکھ دیا ہر ایک کو اس زور بازو پر حیرت ہوگئی مگر اس فرزند سلیمان نے نقب دیکھ کر بسم اللہ کہہ کر اپنے تئین گرا دیا غلطان و پیچان تحت الثریٰ کی طرف چلا العبد کچھ عرصہ کے بانون زمین سے آشنا ہوئے ایک صحراے لق ودق مین اپنے تئین پایا جراءت رستمانہ سے قدم بصد ہمت آگے بڑھایا اب اس مرحلہ طلسم کی حقیقت سنیئے کہ یہ اول مرحلہ طلسم ہے اور اُسکی مالک وہی دایہ ملکہ کی نافرمان جادو ہے مکان تو اس ابلیسیہ کا وہان ہے کہ جہان اُسنے شہزادے کو لاکر قید کیا تھا لیکن قلعہ حکومت اسکا اس مقام پر ہے یہ صحرا جہان شہزادہ کا گذر ہوا ہے اُسی کی عملداری مین ہے جب شہزادہ اس جنگل مین وارد ہوا غبار زمین سے اڑکر بگولا بنا اور اس قحبہ کو خبر کرنے چلا وہ لکا تہ بادشاہ طلسم سے بعد مقید کرا دینے شہزادے کے رخصت ہو کر اپنی جاے حکومت پر آئی تھی اور دار الامارۃ مین اورنگ حکومت پر بعشرت تمام مترجلوہ گستر تھی کہ بگولے اُڑتے ہوے سامنے آئے اور ان مین سے پیر نکلے اور مجسم بشکل انسانی ہو کر گویا ہوے کہ اے ملکہ ہماری آپ غافل کیا بیٹھی ہین دشمن سر پر آپہونچا یعنی وہی شہزادہ جسکو آپ نے بیشتر قید کیا تھا لوح طلسم پا کر آپکے علاقہ مین آیا ہے خبر شرط تھی وہ کی گئی آئندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہہ کر پھر وہ پیر بگولے بنکر اُڑ گئے اور اُس مفسدہ نے یہ خبر سنکر دست تاسف ملے اندوہ غم مین پر ملال ہو کر سر بگریبان ہوئی اور کہا افسوس بادشاہ طلسم کا گھر برباد ہوا اے غضب اُسنے خداوند کو بھی مارا اور حضرت شاہ کو بھی خراب کیا اب مناسب ہے کہ شاہ طلسم کسے جا کر اسکا حال کہون پھر آپ ہی کہا کہ اب تو یہ مفسد میرے گھر آگیا ہے اسکو قید کر کے لیتی چلون یہ کہہ کر اپنی بیٹی شرارہ جادو کو طلب کیا اور اُسکو جو کچھ فہمائش کی آئندہ بیان اسکا ہوگا اور یہ سب انتظام کر کے بہر گرفتاری شہزادہ روانہ ہوئی اسکا حال بھی مذکور ہوگا - مگر کیفیت شہزادہ والا گہر لکھی جاتی ہے کہ وہ دلاور رجب بیابان پر خطر مین قدم زن ہوا بگولون کو دشمن طرح جگر مین دیکھا جھاڑیون سے یہ ظاہر تھا کہ بر رنگ زلف خاطر دشمن مین بھی الجھن ہے دھوپ کی تپش سے دل حاسد کی طرح جلن ہے پہاڑون کے پیچھو جو شرر ریزہ ہین شمع مجلس مصیبت انگیز ہین درہ اے کوہ نقشہ دہان حریص دکھاتے بھاڑ سے کھلے نظر آتے ہین تمام جنگل خانہ بخیل تھا آنے والا یہان کا ذلیل تھا کھانا ملنا کیسا پانی تک نایاب تھا ہر طائر بخورد خواب تھا مسافر صحراے اندوہ ومحن بے دانہ وآب خستہ وخراب بدشواری راہ طے کرتا تھا نہ دریا ملتا کہ پیاس بجھاتا نہ سایہ درخت پاتا کہ ٹھہر جاتا کہ بموجب **ابیات**

ہوا مین

ہوائین چلکے لپٹین سارے تن سے
ہوے شعلے سے پیدا سب بدن سے
سرا سر سحر کے سامان وہان تھے
طلسمی سب زمین و آسمان تھے
بشر جانبر نہ ہوتا تھا وہان سے
نکل سکتا نہ تھا قید مکان سے
وہان سے غیر ممکن بچ کے جائے
گرفتار اجل آئے تو آسے

شہزادہ برکت لوح طلسم ہربلا سے محفوظ تھا اور قدم ہمت بڑھائے چلا جاتا تھا یہان تک کہ دو پہر کامل رہروی کی جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور رہرو دشت ہلاک قریب ملک مغرب پہونچا اس بادیہ گرد صحراے پر آفت نے بھی اُس جنگل کو طے کیا نیرنگی طلسم سے ایکبارگی مرتبہ لالہ زار بیشہ پر بہار مین گذر ہوا یہ مسافت کشیدہ و گرسنہ ضرغہ مین درختان سایہ دار کے آکر ٹھہرا ہوش بجا نہ تھے جان آگئی سبزے نے ترا وٹ آنکھون مین بخشی وہان بیٹھ کر دم لینے لگا کیفیت سرسبزی صحرا خرمی بخش دل ہوئی محنت کی طے منزل ہوئی ہر سمت گل پھولے نظر آئے شاہدان دہر گویا انجمن مین بہار عارض رنگین دکھاتے تھے میوون کی اسقدر کثرت تھی کہ زمین وہان کی خوان پُر الوان نعمت تھی پتے جو زمین پر گرے تھے گویا فرش مشجری بچھا تھا گلون کی سرخی سے شمع انجمن بہار مین روشن کرنا ظاہر تھا شاہدان چمن برنگ معشوقان لباس سبز سے مزین ہوکر زیب دہ محفل بہار رنگ رلیان مناتے تھے نہالان دشت ایسے پھلے پھولے تھے کہ پھولے نہ سماتے تھے جانوران خوش الحان شاخون پر چہچہاتے ترانے خوشی کے گاتے تھے چشمے وجد مین آکر جوش مین بلبلین خروش مین

ابیات لمؤلفہ

گلشن کی طرح وہ دشت سارا
بوے گل سے مہک رہا تھا
سبزہ لب جو تھا لہلہاتا
ہر گل جوبن نیا دکھاتا
یون کھل رہی تھین گلون کی کلیان
جس طرح سے مسکرائے جانان
شاخون پہ تھے مرغ چہچہاتے
اپنی اپنی سی وہ بھی گاتے
ہر نخل تھا رشک قامت یار
ہر گل تھا بہار روے دلدار

شہزادہ اس بہار کو دیکھ رہا تھا کہ یکا یک روے ہوا سے چند تخت اُترے اُسمین سے ایک تخت جواہر نگار تھا کمال ہی طرحدار تھا اُس تخت پر ایک معشوق طرحدار سوار تھی اور دوسرے تختون پر کنیزین اُسکی کہ ہر ایک کنیز حور کردار تھی اس غیرت بخش صد بہار کے حسن کی یہ صورت آشکار تھی کہ زلف اُسکی مار سیاہ سے زیادہ زہریلی جس کے کاٹے کا منتر نہین اُسکی ہمسر سنبل تر نہین صیاد حسن کی یہ دام ہے آزاد اس سے کہان مرغ دل ناکام ہے دل عاشقون کے اس سے یون چسپان جیسے سنبل پر قطرۂ شبنم آویزان روے پُر نور لبسان آفتاب شبنم اُس کے روبرو تجلی طور شعاع مہر اُسکو دیکھ کر بیتاب جبین وہ نور آگین کہ رخ سحر اسکے سامنے فق آفتاب حسن کی وہ افق آئینہ خجلت سے روبرو اُسکے پانی پانی ہکا بکا کو سراسر حیرانی صانع خط جبین سے ایسا محظوظ ہوا کہ اُسکو لوح محفوظ کہنا زیبا تھا وصف ابرو کیا تحریر ہو کلک شاخ آہو سے تسطیر ہو طاق حرم تجلی بجد نہین نہین بسم اللہ کتاب حسن مد چشم نرگسی سحر نمایا کالا کافر بلکہ ساحر خود ہی ساقی و خود ہی ساغر طائر ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بردوش غمزہ و ناز مین اُستاد وصف دہن مین بارگاہ سخن درکار ہے مطلب گم ہر بار ہے سینہ پر چھاتیان باغ خوبی کی ناشپاتیان دل عشاق لبھاتیان خلاصہ یہ کہ از سرتاپا وہ صنم زیبا خدا کی شان تھی یہ اُسکی آن بان تھی نظم

سراپا اس مین پیدا تھی نزاکت | بلا کا قد بالا تھا قیامت | بھرا ہر اک سخن مین اسکے اعجاز
اٹھائے اس نے معشوقانہ انداز | بلائے جان تھے گیسوے سیہ فام | جنھین دیکھے سے جائے صبر و آرام
قیامت تھی وہ آنکھین سحر آمیز | نظر کرتی تھی ہر دل ہو چھری تیز | پتہ پائے نہ ہرگز عاشق زار
بنے دل نرگسی آنکھونکا بیمار | طبیعت جال مین زلفون کے الجھے | پڑے ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھے
گل عارض سے تھا گل کھلا تھا | کنوان چاہ زنخدان کا بھرا تھا | غرض وہ تخت سے اُس جا پہ اتری
[illegible] اُتری | چلی لٹکا کے دامن ناز کے ساتھ | اٹھایا ہر قدم انداز کے ساتھ

کنیزان سمن بر نے ایک چشمہ کے کنارہ سبزہ زنگاری پر فرش اطلس سرخ بچھایا چشمون کو سرخرو بنایا کشتیان شراب ارغوانی کی ساغر بلورین اور زنجیر جو گھڑے وغیرہ سامنے مسند کے چن دیئے جب بزم آراستہ ہو چکی وہ زینت انجمن مسند پر آکر جلوہ فگن ہوئی اُسوقت اُس صحرا کی رونق و سرسبزی کا عجب عالم تھا کہ گلہائے عارض شاہدان سبز رنگ کھلے تھے چاندنی کا لب جو مزا پر کیفیت تھا اُس گلبدن کا گیسوئے مشک بار دماغ شاہد بہار بساتا تھا چار گھڑی دن باقی عجب انجمن اور عجب ساقی دھوپ کی ہلکی ہلکی زردی سلطان بہار کے ملازمون کی سنہری وردی جانوران صحرا خوش فعلیان کرتے پرند اُڑتے پھرتے مرغان آبی ندیون پر لوٹ لوٹ کر کرتے سبزہ نوخیز لہلہاتا پانی چشمون کا تراوٹ آنکھون مین دیتا ایسی بہار مین معشوقان گل پیرہن کا برلب جو محفل آرا ہونا زاہدان خشک دماغ کو تر دامنی کراتا دل سے توبہ کو بھلاتا غرضکہ جب وہ رونق کاشانہ بہار مسند پر بیٹھی لہرین پانی کی دیکھتی تھی اور ساغر مے لبو سے لگا کر چشمہ حیوان مین حباب پیدا کرتی تھی اُسی کیفیت فرح افزا مین یکایک گوشہ صحرا کی طرف سے نعرہ عاشقانہ کی صدا پیدا ہوئی اس بہار کے لیئے دیوانہ بھی درکار تھا بغیر قیس سونا یہ دشت پرخار تھا اس لیلی عذار کا مجنون بھی آیا دل پر داغ و جگر پرخون بھی آیا آشفتہ گیسو ژولیدہ مو گریبان چاک سر پہ اُڑاتا خاک آنکھون سے سیل اشک روان نہ ثابت آستین نہ دامان اس ہیئت سے ایک شخص بے سروسامان دکھائی دیا عقل و خرد سے دور انسان دکھائی دیا جب خاک اُڑاتا تھا دامن صحرا کی دھجیان بناتا تھا اور حالت دیوانگی مین یہ اشعار زبان پر لاتا تھا آہ سرد کی ہوا چلاتا تھا کہ نظم

کھلیا ہے بلانے پیک شبنم کو | زنجیر ملا رہی ہے ہم کو | اب وحشت کہان کہان یہ دلگیر
آگئے ہین پیام طوق و زنجیر | اب قید ہی ہم ہین اور زندان | سنسان رہیگا یہ بیابان
تھے ہم سے جنون کا گرم بازار | جب ہم نہ ہوے کہان یہ دربار

جب وہ دیوانہ قریب اُس پری کے جو کنارہ سایہ فگن تھی پہنچا بے اختیار پکارا کہ اے سفاک رو قتالہ خنجر ابرو کا ایک وار ادھر بھی ملکہ دیکھو کہ دل بھی ہے اور جگر بھی اُس غارتگر ہوش نے یہ صدا سنکر عاشق شوریدہ سر کی طرف دیکھا اور تیغ نگاہ سے کام اُسکا تمام کیا یہ عالم ہوا کہ

ابیات للمولفہ

[illegible] ایکبار | بلا مین ہوئین لاکھ ادا پر نثار | سمٹ کر بدن کو چرانے لگی

حیا نیچی نظریں دکھانے لگی تو
کبھی چوری چوری سے دیکھا ادھر
کبھی منہ کو شرما کے دیکھا ادھر
کبھی ہنس ہنس کے دیکھا کبھی رو دیا
کبھی ہاتھ مل کر تاسف کیا
پھر بصد انداز اُس سراپا ناز نے

آہستہ سے کہا کہ اے عاشق بیتاب واسطہ اپنے دین و مشرب کا اپنی جوانی پر رحم فرما جلد یہان سے چلا جا اگر میں ظالم کے بس میں ہوں طائر آسا مقید قفس میں ہوں تو کیوں اپنی جان گنواتا ہے یہ کہکر رونے لگی گوہر اشک برسانے لگی پھر تو شیدا کے یکبارگی میں یہ عالم ہوا کہ دل اُنکی بیکسی پر پسیجا تھا مثنوی از ارشاد داستان گو

یہ کتنے دنوں سے بخور دخواب
تھی صدمۂ عشق سے وہ بیتاب
کرتا تھا یہ باتیں شور کرکے
رہ جاتی تھی وہ بسور کرکے
پر لیتا تھا دور سے بلائیں
دکھلاتی تھی وہ اپنی وہ ادائیں
کہتا تھا کہ جان ہے یہ جاتی
انگلی تھی وہ دانت سے دباتی
ہو چین بجبین وہ مسکراتی
معشوق پن اپنا تھی دکھاتی
کہتا یہ جواب بات کا دو
پھر پھیر کے مری طرف کو دیکھو
ورنہ میں اپنی جان دونگا
تنکے چن چن کے میں مرونگا
وہ کہتی خفا ہو نہیں مت لاؤ
رسوا نہ کرو بس اب چلے جاؤ
ناحق تھی ٹھنڈی سانس بھرتے
خون اپنا عبث ہو ہم یہ کرتے
واہی ہو زیادہ مت بکو تم
جا کر کہیں اور جان دو تم
مت ایسا جو دشمنوں کو سودا
فصدیں کھلواؤ اپنے گھر جا

اُس عاشق پریشان نے رکھائی جانان کی دیکھکر بہ منت کہا کہ اے ساقی بیحجاب مجکو یہ تمنا ہے کہ ایک جام شراب اپنے لبون سے لگا کر تو مجکو عطا کر کہ میں اسی وسیلہ سے تیرے لب بلب ہون کہ بیت

با یار شکر لب و گل اندام
بے بوس و کنار خوش نباشد

اس نازنین نے آنکھوں کو پھیر لینی ساغر انکار کو چھلکا دیا کہ نہیں اُس عاشق نے پھر منت کی ناچار معشوقہ نے تیوریان چڑھا کر جام مئے گلفام سے لبریز کیا اور اپنے لبون سے لگا کر یہ جام ستم کو گردش دی اور سمت نگارین سمت شیدا بڑھایا آفتاب مرحمت نے ذرہ نوازی کی یمن محبت سے طلوع ہوا عاشق سرشار دوڑ کر قریب اُس ساقی کے آیا چاہتا تھا کہ جام دست نگین یار سے لون لیکن فلک کو رشک آیا آمد کی صدا ہو کر ایک دیو زبردست تیرہ رو ڈانٹتا ہوا صحرا سے اُس پری کے پاس آیا اور پکار کر بیت سنبھالو ذرا اٹھا سکنے یہ یہ دیکھا نہ جائیگا ⁂ دیکھو قریب آج کیا اپنا پائیگا ⁂ اس گلبدن نے بگڑ کر کہا اور دیو میں نے تجھ سے ہزار مرتبہ کہا ہے کہ تو میرے مقدمہ میں دخل نہ دیا کر مجھے اس بیچارے سے واسطہ ہی کیا ہے میں قسم کھاتی ہوں کہ اس شخص کی پہلو میں کبھی نہیں بیٹھی ہوں یہ ہمیشہ میرا عاشق ترستا ہی رہا پھر اگر میرے دیکھنے کو یہ آگیا تو کیا گناہ نہ کیا نہ صاحب میں ایسی قید تیری نہ اٹھاؤنگی او موئے تو کیا میرا حاکم ہے کہ تیرے مارے میں کسی سے بات نہ کروں میں کسی کی لونڈی باندی نہیں ہوں دیو نے کہا اے جان من اس تیرے عاشق کو آج بغیر قتل کیئے نہ رہونگا یہ کہکر جانب عاشق لپکا اس سیمتن نے اُسے ٹھکر روکا اور کہا اے دیو تجکو میری جان کی قسم تجکو حضرت سلیمان کی قسم جو تو اس بیچارے کو ستائے دیکھ میں کہے دیتی ہوں کہ میرا کہنا جو تو نہ مانیگا پھر میں تیرے

پاس نہ رہون گی اور ہر ایک سے ہنسا بولا کرونگی دیونے کہنا اس ماہ پارہ کا مطلق نہ سُنا اور اس عاشق خستہ تن سے لپٹ گیا وہ گلرو پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ اے عاشق نامراد و ناشاد مین تجھ سے کہتی تھی کہ یہان نہ ٹھہر مجھ سے بات نہ کر تونے نہ مانا آخر اس ظالم کے ہاتھون تیری جان گئی یہ معشوقہ باتین تو کر ہی رہی تھی کہ ایک طرف سے شور فریاد اور سنائی دیا اور ایک ادھیڑ عورت کو دیکھا کہ برہنہ سر زانو پیٹتی منھ پر طمانچے لگاتی ہائے فرزند ہائے ہائے بیٹا کہتی آتی ہے اور اُسکے ساتھ اور بہت سی عورتین سر و سینہ پیٹتی اے میرے شہزادے ہائے ہمارے گود دون کے پالے کہتی آتی ہین اور وہ عورت جو ادھیڑ ہے اس طرح روتی ہے کہ دل سنگ بھی آب ہوتا ہے صبر و قرار آرام خاطر طائران و وحشیان صحرا کے دل سے جاتا ہے اور یہ بین کرتی ہے **نظم**

ہے ہے میرے دل کے چین بیٹا
دم بھر کو بھی ہوے نہ شاد فرزند
اب کو کھ جلی یہ مان کدھر جائے
کیونکر دیکھون گی دم نکلتے
کب رات کو چین سے مین سوئی
یون دیو کو منھ مین دھرتے دیکھون

ہے ہے مرے نور عین بیٹا
پالا تھا تمھین برائے عفریت
آتی نہین موت بھی کہ مر جاے
پائی جب دار تی تو جیتی
تم روئے تو رات بھر مین روئی

ہے ہے مرے نامراد فرزند
مین زندہ ہون تمکو کھا لئے عفریت
بچے لوگو یونھین ہین سپلتے
صدقے ہو ہو کے تمپہ جیتی
آج اس طرح تمکو مرتے دیکھون

اسی طرح زاری کنان وہ سب عورتین متصل اُس جوان کے پہونچین اور دیو کی بھی منتین کرنے لگین لیکن اس لعین نے نہ مانا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان کو چیر پھاڑ کر کھا جائے اسوقت اس ادھیڑ عورت نے بلبلا کر چارطرف نگاہ کی اور شہزادہ **قاسم** کو ایک سمت استادہ دیکھ کر پکاری کہ لے نوجوان مین نے سُنا ہے کہ آپ وارث غریبان و والی بیکسان ہین فرزند **حمزہ صاحبقران** ہین واسطہ اپنے دین و مذہب کا میرے بچے کی جان بچایئے اس بلا سے چھڑائیے یہ فریاد اسکی سنکر شہزادہ دلاور نے نعرہ مار کہ باش اودیو جفا کار اور جھپٹ کر اپنے تئین قریب اسکے پہونچایا دیو اس نوجوان کو چھوڑ کر اُس بہادر سے لپٹ گیا کشتی بصد درشتی شروع ہوئی تکہ چلنے لگی وہ عورت اور عورتون سے گویا ہوئی کہ ارے لوگو دعا کرو کہ یہ بڑا پوت اپنی میّا کا لال جو مجھ دکھیا کے لیے اس آفت مین پھنسا ہے اس موذی کے ہاتھ سے نجات پائے سب عورتین گود پھیلا کر شہزادہ کو دعائین دینے لگین اور وہ ادھیڑ عورت شہزادے کے پاس اُسی کشتی لڑنے مین آئی اور بلائین بار بار لیتی تھی کہ تیرے صدقے تیرے قربان تیری جننے والی کا کلیجہ ٹھنڈا رہے خدا کرے وہ اپنی مانگ کوکھ سے آباد رہے جیسا اُسکا بچہ میرے اسوقت آڑے آیا یہ کہتی تھی اور بلائین لینے کی طرف ہاتھ پھیر کر شہزادے کی لیتی تھی اُسی دست بُردی مین ڈورا لوح کا اُسکی گردن مین سے اسنے کاٹ دیا اور دوسرے ہاتھ سے لوح کو کھینچ کر اپنے قابو مین کیا شہزادہ بہ برکت لوح اُس دیو پر غالب تھا اور اُسکو پچھاڑا چاہتا تھا لوح کے جانے سے تھیا نے لگا دست و پا بیطاقت ہوسے یقین تھا کہ زیر ہو جائے اسوقت بموجب ع - خدا مہربان ہو تو کل مہربان ہو نیکی آگے آئی وہ جوان عاشق کہ بیٹا ہے **نافرمان** کا اور وہ ادھیڑ عورت وہی دایہ اسکی مان ہے یعنی شیطانیہ نے

ایک عورت کو پہلے معشوقہ بنا کر بھیجا تھا اور دیو مالک مرحلہ سے کہہ دیا تھا کہ تو ایسا کرنا پس اس مکر سے لوح اُس نے شہزادے سے لی ہے چنانچہ فرزند دایہ مذکور ہمت مردانہ شہزادہ دیکھ کر بر سر ترحم ہوا کہ اس بیچارے نے میرے واسطے اپنی جان گرامی کو دریغ نہ کیا کیسا میرے بدلے اس دیو سے لڑنے لگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسا بہادر مبتلائے بلا ہو کر مارا جائے چنانچہ ایسا کچھ سوچ کر دوڑا اور اپنی ماں کے گلے سے لپٹ گیا اُسنے بمحبت سینے سے لپٹا لیا اُسنے ایک ہاتھ اُسکے منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اُس طرح دبایا کہ وہ بڑھیا پیرزال فرہاد کش جان شیرین سلامت نہ لیجا سکی روح نجس اسکی بُرے مقام کی طرف سے نکلکر قعر جہنم مین پہونچی اور اُس رحم دل نے لوح لیکر شہزادے کو پہنچائی شہزادہ نے دیو کو اُکھیڑ کر زمین پر مارا اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا ادھر اس دایہ کے مرنے کا شور برپا تھا اب دیو کے مرنے کا غلغلہ بلند ہوا اور تمام جنگل برباد ہوا درخت جڑ سے اُکھڑ گئے پانی چشمون کا خشک ہو گیا اندھیان آئین بیرون نے اُس کے فریاد کی اسی تاریکی مین وہ نازنین عورت مع سب عورتون کے بھاگ کر اور لاشہ دایہ اُٹھا کر جانب بادشاہ طلسم گئی جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا فرزند دایہ شرارہ جادو نے سر عجز قدم اقدس شہزادہ پہ جھکایا اور اپنی ماں کے مکر سے آگاہ کیا شہزادے نے سر اُسکا سینہ سے لگا کر اُسکی خیر خواہی کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا اے بہادر انصاف پسند تو میرا بھائی ہے مین عمر بھر تیرا احسان مانون گا اسنے عرض کیا کہ میرے قلعہ مین تشریف لے چلیے سب کو مطیع اپنا کیجیے شہزادہ اُسکے ہمراہ کچھ دور چلکر قلعہ نافرمانیہ مین آیا اور اُس سے فرمایا کہ تم میرا خط لے کر اپنے ہمراہ اُن لوگون کو لو کہ جو تمھارے دوست ہون اور جانب قلعہ جام روانہ ہو کیونکہ بادشاہ طلسم میرا حال سنکر یہان آئیگا اور مین فتاحی طلسم کو جاتا ہون تم کو تنہا پاکر ضرر پہونچائے گا یہ حکم سنکر وہ آمادہ سفر ہوا اپنے افسران لشکر اور اکابرین شہر کو بلا کر سوال اطاعت کرنے کا کیا جسنے کہ اطاعت کی اُسکو اپنے ہمراہ لیا اور مال و اسباب بار کرا کے شہزادہ سے نامہ لیا شہزادہ نے **عقاب بن جام** کو سرفراز نامہ لکھا کہ اے بادشاہ شہر جام یہ دوست صادق اور محب واثق ہمارا تمھارے پاس آتا ہے بجائے ہمارے اُسکو سمجھنا اور بڑی آسائش سے رکھنا یہ نامہ لیکر وہ روانہ ہوا اور مرحلہ ٹوٹنے سے راستہ تو کھل گیا تھا ہی بہت جلد شہر جام مین آکر مقیم ہوا اُدھر شہزادہ اس قلعہ سے نکلکر اور آگے چلا لیکن بادشاہ طلسم کا ماجرا سنیے کہ وہ اپنے دربار مین کہہ رہا تھا کہ شہر جام کے تسخیر کرنے کا مدت سے مین ارادہ رکھتا تھا دیکھیے خداوند نے ایسی قدرت نمائی کی کہ وہ شہر آپ ہی تسخیر ہو گیا اور نبیرۂ **حمزہ** بھی قتل کیا گیا سب کام میرے نکلے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا کان مین آئی اور روتے ہوا سے کنیزین لاشہ **نافرمان** لیے اُترین اور پکارین کہ اے شاہ طلسم دایہ اس طرح سے ہلاک ہوئین جملہ ماجرا دایہ کے مکر کرنے کا عرض کیا شاہ یہ حال سنکر سُن ہو گیا اور کف افسوس ملکر گویا ہوا کہ ہائے افسوس یہ خداوند نہ تھے وہی مسلمان تھا جس نے خداوند کو ذبح کیا اور خون اُنکا ہمارے ماتھے پر لگایا اب ملک بھی گیا بیٹی بھی خراب ہوئی مین جانتا ہون یہ میری دختر نے کچھ تدبیر کر کے خداوند کو قتل کرایا غرض دیر تک یہ بادشاہ اپنے حال پر رویا پھر لاشہ دایہ کے اُٹھنے کا حکم دیا اور آپ طلسم کشا کی گرفتاری کے لیے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت

ایک ساحر **بیران جادو** نام سرداروں کی احترام دربار مین حاضر تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض پیرا ہوا کہ حضور جانب شہر حام جائین اور مطیعان شہزادۂ ناکام کو گرفتار فرمائین مین جاتا ہون اور اُس بدانجام کو بیخ جھین کر قید کرکے لاتا ہون بادشاہ نے اُسکو خلعت رخصت عنایت فرمایا کہ وہ روانہ ہوا حال اسکا وقت پر بیان ہوگا بعد اُس کے جانے کے بادشاہ نے حکم آراستگی لشکر دیا نفیر سحر پھنکی کرنا کا شور بلند ہوا نائے ترکی کی صدا سے ترک فلک چکرایا ہر ساحر توسن غضب پر سوار ہوا قہر خدا آشکار ہوا روے ہوا ابر سحر سے رنگین تھا رشک دو نگارخانہ چین تھا مار و عقرب کی بارش تھی بیرون سے سازش تھی کئی لاکھ ساحر طائر و اژدر پر سوار تھے ہاتھون مین تازیانۂ مار رکھتے جادو کی پڑھنت سامری کے منتر پڑھتے اپنے کرتب دکھاتے تھے پرے جمائے روے ہوا پر نظر آتے تھے جب لشکر تیار ہو چکا بادشاہ نے سوار ہونیکا قصد کیا اُس وقت اور دو سرداروں نے کہ نام اُن کے **نیران و ہومان جادو** ہین عرض کیا کہ اے شاہ آپ توقف فرمائین ہم جاتے ہین اور سب مفسدون کو پکڑ لاتے ہین بادشاہ نے اُن کو رخصت فرمایا اور کہہ دیا کہ میری دختر کو بھی اسیر کرکے بحال خراب لانا یہ دونون اژدر سحر پر سوار ہو کر اُس لشکر گران کو ساتھ لیکر روانہ ہوے اور کسی جگہ راہ مین قیام نہ کیا برسم یلغر چلے یہان تک کہ بہت جلد قریب قلعہ حام پہونچ کر سرسواری قلعہ مذکور کو لینا چاہا یہ خبر **عقاب** کو پہونچی کہ فوج دشمن سر پر آگئی وہ بھی اپنی فوج تیار کرا کر باہر قلعہ کے نکلا ساحر اُڑتے ہوے آئے دلاورون نے پرے جمائے غول ہر سمت چلائے اگیا بیتالون نے اُس انجمن سحر مین چراغ جلائے بیرون نے بھنیٹین پائین پرنین مہمان آئین برسی تھالیون کی چھت بندھ گئی شعلہ ہاے سحر رقصان ہوے ڈیرو بجا بیرون کے راگ شروع ہوے مہر سحر ایسا ہوا کہ ڈھولا جھومنے لگا غرض ساحرون نے دیے سحر کے جلائے بیر جو لیے دیے تھے اُسوقت کام آئے زمین ہیبت سے شق ہوگئی ابر چھا گیا آندھیون کا طوفان عالمگیر ہوا اسی ہنگامہ آفت زا مین برق شمشیر چمکی یعنی **ہومان و نیران** نے حکم دیا کہ فوج ہماری کئی لاکھ ہے اور گروہ مخالف چند ہزار پھر کیا ضرور ہے کہ ایک ایک سے لڑکر دیر لگائے اُن کو ہر سمت سے گھیر کر مار لینا چاہیے افسران لشکر یہ حکم سُنکر محاصرہ پذیر ہوے چار طرف سے گھیر کر فوج نے حملہ کیا مار مار کی صدا بلند ہوئی اژدر دھکار دلاورون نے نعرے مارے ساحر لونا چماری کو دھنتر کے پاس لاپچ دینے لگے دشمن کی جان لینے لگے ہزارہا نشان کفر و ضلالت کی جنہین شان کھلگئے میدان جنگ مین مرنامرد تلگئے غولون کے غولون نے جسد کو مسافر روح کیلئے دشت ہولخیز بنا دیا آتش غیظ و غضب بھڑکا کر جنگل جلا دیا نارنج ترنج ناریل گولے وغیرہ اُچھلنے لگے یہ گو اور یہ میدان گویا کہتے تھے آگ دھتورے کے پھل پر ہر ایک یون بھنگیائی تھی گوگل کی چراہند سر جان جہ عندی ہو کر بھاگی تھی ایکطرف دلاورون نے ترکش خالی کردیے تھے تیرون کے بیرون نے کلیجے بھنیٹ مین لیے تھے سیہون کالی کالی تھین بلکہ کالی کلکتے والی تھین تلوار خون آلودہ جوان پر پڑتی تھین کالی کی نکلی ہوئی زبان کا نشان دیتی تھین کمانین چلا چلا کر سحر ایسا پڑھتی تھین کہ سُن سُنکر تن سے جانین نکلتی تھین۔

تیرون کی سائین سائین بھی زوال تھا سحر پڑھتی تھی یون کی صورت چھائی تنی تھی تلوارون کے غیا کے چھو منتر کی صدا تھی خنجر عامل جان کے لیے حصار تھے کلہ عمود کا چلتا تھا گو یا ساحر سحر پڑھتا تھا تیغ کا افسون بڑا جلالی تھا۔ مقدمہ حالی تھا کہ بموجب **ابیات**

وہ باد مخالف بھی رن مین چلی
روان تیر کا مینہ فوراً ہوا
کہ سر چڑھ کے وہ جان کو لیتے تھے

نہ کلوانہ پھیرون کا یہ شور تھا
گئی نخل ہستی کی مرجھا کلی
جو تھے سحر خوان کلہ اسے عمود
اُنھین بھینٹ مین مغز سب تھے

جو کچھ بیر کا تیغ کے زد رہتا
جو سوفار کے لب نے منتر پڑھا
بڑھی اُنکے جادو کی دن مین نمود
ازبسکہ **عقاب** فوج کم رکھتا

تھا بسبب گلدستہ طلسم کے ہمیشہ بادشاہ طلسم پر غالب آتا تھا کیونکہ اسلیے باعث سے سحر اُس پر اثر نہ کرتا تھا وہ گلدستہ اب باقی نہین پس لشکر سارا کام آیا بکثرت سے ساحر فرار ہوئے ملک **سلطان وعقاب** زخمون مین چور ہوکر میدان مین گرے ساحران عدو نے بلوہ کرکے سب کو گرفتار کرلیا بہت ساحر ہلاک ہوئے باقی بھاگ کر زندہ بچے دشمنون نے طبل فتح وظفر بجایا **ہومان وتیران** نے قلعہ پر حملہ کیا رعایائے شہر دست ادب باندھ کر باہر نکل آئی اور عرض رسا ہوئی کہ ہم جیتے ہین اُن کو امان ملی تمام شہر تسخیر ہوا سیّا عیار بھاگ گیا اور قیدیون کو طوق وسلاسل پہنا کر **ہومان** محل مین گیا اور ملکہ **بنفشہ** کو مع انیسون وغیرہ کے اسیر کیا اس قدر عزت اُسکی رکھی کہ زنجیر طلائی پانوئن مین ڈال کر پالکی مین سوار کرلیا ملکہ کا یاد مین شہزادے کی بیقراری کرنا گریہ وزاری کرنا آگے بیان ہوگا الغرض سحر کے تختہ پر قیدیون کو ڈال کر شادان وفرحان یہ ساحر باد قلعہ طلسم کی طرف روانہ ہوئے اور بہت جلد راہ طے کرکے پہونچ گئے شاہ نے قیدیون کو زندان سخت وصعب مین بھیجا اور فرمایا کہ وہ نبیرۂ **حمزہ** بھی گرفتار ہوکر آئے تو اُسی کے ساتھ سب کو قتل کرونگا یہ سب تو بیچارے قید مین ہین بادشاہ طلسم انتظار **ببران** مین ہے لیکن شہزادہ **قاسم** جو قلعہ نافرمانیہ سے نکلکر روانہ ہوئے نیرنگی طلسم راہ مین دیکھتے چلے جاتے تھے یہان تک کہ ایک روز صحرائے سبزہ زار ہمیشہ خرم وپُر بہار مین گذر ہوا کبھی ایسا گلشن بھی نظر سے نہ گذرا تھا صحرا ایسا تھا کہ چشمے ہزارون جاری دوران بادبہاری درختون کی سبزی زبان برگ سے آنکھون سکہ کلیجے ٹھنڈک کہتی گلہائے رنگارنگ کی سرخی آنکھون مین کھبتی شاخین مال اثمار سے جو نہال تھین ہر ایک اہل کرم سی جھکی ہوئین بے سازوبرگی سے بری دست خزان کے ظلم سے رُکی ہوئین چمن آرائے باغ عالم نے وہ وہ گلکاریان اُس سطحہ غبرا پر بنائی تھین کہ مرقع دہر مین ایسی صنعتین کہان نظر آئی تھین گلہائے خودرو سے چراغ ایوان بہار مین روشن صدر نشینان انجمن گلہائے چمن تھے پھولون کا جگہ جگہ انبار طرفہ بہار **نظم**

گل کھلے تھے ہر طرف کو بیشمار
وہ کنول تھے شمع ایوان بہار

چہچہاتے نغمہ سنجان بہار
جنگ مین فوج خزان سے ترک غل

تھے کنول کے پھول چشمون مین کھلے
تختہ صحرا تھا میدان بہار

اُس دشت رنگین مین ایک طرف کو ایک دیو لکڑی کا استادہ اور ایک ہاتھ مین اس کے طنبورہ تھا

دوسرے مین گرز رکھتا تھا اور دوسری جانب کو ایک جوگن کھڑی تھی وہ بھی تصویر لکڑی کی تھی اُس کی صورت مثل پری تھی حلقہ زری سر پر تھا کنڈل اور مندرے کانون مین پڑے تھے بال سر کے بکھرے ہوئے تھے ہاتھون مین سمرنین موتیون کی بندھی تھین پشواز زرتار پہنے تھی وہ حسن و صورت رکھتی تھی کہ واقعی تصویر آذری تھی زلف اُسکی سیکھے ہوئے کافر کیشی تھی آنکھ ہر ایک جادو بھری تھی چتون سے فریب پیدا سر تا پا ستمگری کا نقشہ بین کاندھے پر رکھے لبون سے تبسم ظاہر نگاہون سے عشوہ و غمزہ ہویدا دیو کو دیکھ رہی تھی گویا دیو کے مقابل مین پری تھی شہزادہ یہ حسن زیبا اُسکا دیکھ کر عالم حیرت مین تھا کہ یکایک ایک طوطا اُڑتا ہوا آیا اور جوگن کے سر پر بیٹھ کر پکارا کہ اے ناہیدۂ طلسم شہزادہ والا نژاد ایسا شخص قدردان اس دشت مین اتفاق سے تشریف فرما ہوا ہے کچھ ہنر اپنا اُسکو دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ تصویر انسان ہوئی اور بین بجانے لگی جوگیا گانے لگی اور اس طرح ناچی کہ دل قابو مین شہزادے کا نہ رہا گویا ناہیدہ فلک کا ناچ برج سنبلہ مین ہوتا تھا یہ اُس کا عالم تھا کہ بقول میرحسن **مثنوی**

	ہوئیں بین پر انگلیان یون دوان	کہ ہاتھون سے اُسکے ہوا دل روان
روان و دوان کر دیا جان کو	رُلایا ہر ایک جن و انسان کو	نظر حسن پر گاہ گہ بین پر
سراپا دل اس لعبت چین پر	رہا تن بدن کا نہ کچھ اُسکو ہوش	بنا گل وہ جون نقش پا چشم و گوش

یعنے شہزادہ اسکے گانے بجانے پر ایسا شیفتہ ہوا کہ آئینہ کی طرح حیران سکتے مین کھڑا تھا اس اثنا مین وہ جوگن ناچتی ہوئی سامنے اُس دیو کے گئی وہ بھی گرز پھینک کر طنبورہ بجانے لگا اور ناچنے لگا شہزادہ مالک لوح طلسم تھا اس سبب سے ہوشیار رہا ورنہ بیہوش ہوجاتا از خود فراموش ہوجاتا اُسی بیخودی مین یہ خیال آیا کہ لوح کو ذرا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے بس فوراً لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا کہ اے فاتح طلسم یہ سب نیرنگی طلسم ہے جادو کا ڈھکوسلا ہے تو لوح طلسم کو ان دونون جوگن اور دیو کے درمیان مین ڈال دے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھے شہزادہ نے فوراً لوح کو اُتار کر درمیان مین ان دونون کے ڈالا لوح کے گرتے ہی وہ طوطا جو جوگن کے سر پر بیٹھا تھا اُڑ کر دیو کے سر پر جا بیٹھا اور پکارا کہ اے دیو مار اس غیبانی کو کہ اسنے خواہ مخواہ کی نتنی مچا رکھی ہے یہ سننا تھا کہ اس دیو نے طنبورہ پھینک کر گرز ہاتھ مین لیا اور چرخ دیکر سر پر جوگن کے مارا جوگن نے بین کو دیو کے سر پر مارا کہ بین سے شرر نکل کر اُسکو جلانے لگا اور گرز سے آتش پیدا ہو کر رخت ہستی جوگن کو جلانے لگی دھڑ دھڑ دونون جلکر خاک ہوئے صحرا بھی سب برباد ہوا اور طوطا بھی جل گیا آندھی آئی آگ برسی آواز آئی کہ مارا ناہیدہ جادو کو بعد کچھ عرصہ کے جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا ایک ساحرہ کی لاش پڑی دیکھی پھر اس نعش کو بگولے اُڑا کر جانب شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شہزادہ سجدۂ شکر بجا لاکر آگے روانہ ہوا اور جب بہت دور نکل گیا ایک کوہ پرشکوہ نظر پڑا درہ مین اس پہاڑ کے قدم رکھا تاریکی پائی بدشواری وہ راہ طے فرمائی جب درہ سے باہر نکلا وہی بیشہ حیرت کہ جہان ملک سلطان کی زوجہ کو قید سے زنگی کے چھڑایا تھا نظر آیا اور اپنے لشکر کو اُترا ہوا پایا اندر لشکر کے قدم زن ہوا سمجھا کہ یہ مرحلہ جو ٹوٹا تو شاید اس طرف کا راستہ طلسم کا کھل گیا

بزنجیر

لشکریون نے شہزادے کو پہچان کر غلغلۂ شادمانی بلند کیا ہمایون بن شداد سالم شیر شکار ترک جوشن پوش معظم خان بن بہرام اپنے سردارون کو دیکھا کہ میرے غم مین لباس فقیرانہ پہنے اس وقت فرط عشرت سے ہنستے ہوئے آتے ہین شہزادہ نے اُن کو بڑھ کر گلے سے لگایا اور اندر بارگاہ کے تشریف لایا مسند مغرق پر تشریف فرما ہوا سردارون سے حال فتاحی طلسم بیان کیا پھر خاصہ منگایا میوہ کچھ نوش فرمایا اور بسبب خستگی راہ کے پلنگڑی بچھی تھی اُسپر جاکر آرام فرمایا ہنوز اچھی طرح نہ سویا تھا کہ آواز ہیبتناک کان مین آئی گھبرا کر اُسکی آنکھ کھلی ایک ساحر خبیث صورت کو سرہانے استادہ پایا کہ لوح طلسم اُسنے گلے سے اُتار لی ہے اور کھڑا ہنس رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی گھبرا کر اُٹھنے کا قصد کیا دیکھا تو آدھے دھڑ تک کا دم نکل گیا ہے ناچار خاموش ہو رہا اور اس ساحر شیطان سیرت نے نعرہ کیا کہ منم ببران جادو ارے مفسد بہت دنون اُڑتا پھرا سارا طلسم تونے برباد کیا کاہے کو تو پھنستا جو مین یہ دام تزویر تیرے لشکر کی شبیہ بنا کر نہ بچھاتا یہ کہہ کر اُس ملعون نے خوب سحر مین اُس بہادر کو جکڑا اور اپنے ساتھ کے ساحرون کو لیکر شہزادہ دلاور کو تخت پر ڈال کر روانہ ہوا اور خدمت شاہ طلسم مین لایا بادشاہ طلسم شہزادہ کو مقید دیکھ کر اُچھل پڑا اور کلاہ اپنی اچھالی رانون پر ہاتھ مارے سب اہل دربار مبارکباد دینے لگے فرط عشرت سے باہم گلے ملتے تھے نعرے خوشی کے مارتے تھے بادشاہ نے اُسی وقت حکم دیا کہ اور سب قیدیون کو لاکر زیر تیغ بٹھاؤ یہ حکم سنتے ہی جلادان قوی بازو زشت رو حاضر ہوے مجرمون کو لاکر بوریون پر بٹھا دیا ڈھنڈھورا پٹ گیا کہ سب رعایاے شہر آکر قتل ہونا مفسدون کا دیکھے ملکہ بنفشہ کو بھی مشکین باندھ کر پہلوے شہزادہ مین زیر تیغ بٹھایا اُسکی مادر ناکام نے بھی حال اسیری دختر نیک انجام سنا لیکن خداوند سکندر کے قتل ہونے کا ماجرا یاد کرکے اور بربادی طلسم خیال کرکے اب کی مرتبہ شر و فساد شوہر سے کرنا مناسب جانا صبر کرکے چپ ہو رہی یہان سامنے دار الامارۃ کے جو میدان تھا اُس مین دلیرین استادہ ہوئین فوج مسلح و مکمل ہوکر بہر حفاظت آگئی خلقت شہر کی جمع ہوئی ہر زن و مرد حال ملکہ بیکس پر رحم کرکے گریہ کرتے تھے کہ عجب بد قسمت یہ طلعت ہے اس سن و سال مین یہ غم و اندوہ ناکامی و ستم بعض اُنمین سے کہتے تھے کہ اے برادران یہ وہی سرکش ہے کہ جسنے خداوند کو قتل کرکے ہم لوگون کو گنہگار رکھا یا جہنم کے جلنے کے لائق کیا خوب ہوا جو یہ قید ہوا بعض بیوفائی دہر غدار بیان کرتے تھے کہ ہائے نبیرۂ صاحبقران مالک جملہ جہان اسطرح گرفتار ہے اے فلک کج رفتار یہ کیا تیری خو ہے کہ عالی مرتبہ لوگون کو ذلیل و خوار کرتا ہے ذلیلون کو سردار کرتا ہے۔ تخت نشینون کو تختۂ تابوت دیتا ہے

نظم

چنین ست آئین چرخ روان ۔۔ توانا بہر کار و ما ناتوان
چنین ست کردار گردندہ دہر ۔۔ نگہ کن کزو چند یابی تو بہر

سب تو اس حال مین ہین اور ملکہ شہزادہ کو دیکھ دیکھ کر روتی تھی اور کہتی تھی اے یار جانی افسوس تیری نوجوانی پر میرے گھر آکر تونے راحت نہ پائی میری محبت مین جان گنوائی ہائے یہ حال دیکھنے کو مین جیتی رہی مجکو موت نہ آئی شہزادہ بھی اُسکے حال پر آنسو بہاتا تھا یہ بیقرار ہوکر کہتی تھی کہ

غزل

از ثبات عشق دائم پا بدامن داشتم — اگرچہ داغ لالہ در آتش نشیمن داشتم
شعلہ بر میخاست از بیطاقتی وے نشست — من نہ جنبیدم زجا جا نہا بہ گلخن داشتم
بہر ہر نامحرمے چاک جگر خواہم نمود — من کہ زخمش را نہان از چشم سوزن داشتم
در زلال خضر اکنون صد تغافل میزنم — من کہ چشم از تشنگی بر آب آہن داشتم
روشنی از بزم من دریوزہ میکرد آفتاب — در چراغ عیش تا از بادہ روغن داشتم
ہمچو ماہی غیر داغم پوششش دیگر نبود — تا کفن آید ہمین یک جامہ بر تن داشتم
داغ را جز بر کنار زخم ننہادہ کلیم — بہر گلگشت تو من در خانہ گلشن داشتم

ملکہ تو یہ گریہ کر رہی تھی جلاد شاہ طلسم سے حکم قتل کرنے کا لیتے تھے **سلطان و عقاب و شرارہ** و کنیزان ملکہ سب بیتاب ہو کر روتے تھے شہزادہ ازبسکہ قوی دل تھا ہر ایک کو تسکین دیتا تھا اور نظر بہ کرم رب اکرم رکھکر تہ دل سے مناجات کرتا کہ اے خالق کل مخلوقات تیرے سوا اسوقت کون مددگار ہے **نظم**

یارب غمگین رہوں گا کب تک — یہ رنج و الم سہوں گا کب تک — اے چارہ کار دردمندان
اے دار وے دردمندان — اس فوج ستم میں ہوں پھنسا میں — تو چاہے تو ہوں ابھی رہا میں
اس قید میں آج ہوں گرفتار — ہے کون ترے سوا مددگار — طالب میں ہوں کریم تو ہے
خاطی میں ہوں رحیم تو ہے

یہ دعا اس بیقرار کی مستجاب بدرگاہ کردگار ہوئی یعنی ارکان دولت واعیان مملکت نے بادشاہ طلسم سے دست بستہ عرض کیا کہ اے شاہ گردون پائگاہ آج بلند اقبال طالع یاور نصیب رہبر ہیں کہ قاتل خداوند سکندر زیر تیغ و خنجر ہیں اب ہمکو لازم ہے کہ جو خوشی کریں وہ کم ہے دل چاہتا ہے کہ تمام رات آج کی جلسہ عشرت آراستہ کرکے داد عیش و کامرانی دیں اور اس بیدین کو خوب لاؤ جنب بزم عشرت اسکے حال پر خندہ زن ہو اسی وقت تہ تیغ یہ خستہ تن موجود و دست بستہ ہیں بستر ناکامی پر شب بھر تڑپیں اور کچھ کر نہ سکیں رات بھر دنیا آنکھوں میں اندھیر ہے ستارہ طالع بد کا پھیر ہے اتنے میں سب ساکنان طلسم بھی جمع ہو جائیں گے دست شاد و دشمن آپکے رنج اٹھائیں گے یہ عرض اہل دربار کی بادشاہ نے قبول فرمائی جلادون کو حکم توقف در باب قتل دیا اور فراہمی اسباب عشرت کا اشارہ کیا اسیوقت تنبولیے جا بجا نصب ہو گئے نوبتخانے بنگلے نوبتیں بجنے لگیں دار الامارہ سے کئی کوس تک اندر شہر کے ہنگامہ عشرت کی گرم بازاری ہوئی دو رویہ ٹھاٹھر بندی ہو گئی جھاڑ فرشی قد آدم بلند استادہ ہو گئے دکانیں جھلکیں دکاندار پوشاکیں رنگین پہن کر بیٹھے آئینہ دکانوں میں لگا دیے شیشہ آلات سجا گیا ہر کمرہ ہمسر برج آسمان بنا کولیاں قمر بیکر کا سماؤ اُبھر تھا سڑکوں پر تماشا بین پھرنے چلنے لگے ہر جگہ ناچ گانے کا سمان بندھا بادشاہ اور اہل دربار نے لباس رنگین زیب قامت فرمایا میخانہ بصد حسن و تزئین آراستہ ہوا ساغر بلورین و سبوے زرین نے بادہ کشوں کو للچایا ساقیان پری رو گل اندام و رقاصان سمن و لالہ فام زینت آرائے انجمن ہوئے غیرت بخش بہار چمن ہوئے اس عرصہ میں وہ

روز الم اندوز شہزادہ بسر ہوا یعنی فلک کیمہ رنے مہر تابان کو مثل اپنی مہر ولی کے نظر عالم سے معدوم کیا اور تاریکی ظلم وستم پھیلا کر شب تیرہ اُس کو موسوم کیا **نظم**

سر محفل جو آیا مطرب شام　　دف مہتاب سے اُسنے لیا کام
ستارون کا ستار اُسنے بجایا　　کہین زہرہ سے بڑھکر خوب گایا

سر شام سے ہر سمت وہ روشنی ضیا بخش ہوئی کہ روز روشن جس سے شرماکر روپوش تھا قنادیل وکنولہائے بلورین سے یہ ثابت کہ فلک عشرت پر ستارے نکلے ہین ہر خوش شان شہرنے کلیجہ شب کا خون کردیا تھا مردمان سلح قہقہے لگاتے پھرتے تھے بلبلان باغ مسرت کی طرح چہچہاتے پھرتے تھے ہر جگہ ساز عیش بجتا تھا ہنگامہ طرب برپا تھا میکشی کا چرچا تھا شہرپون مین یہ کیفیت تھی بارگاہ شاہی کی یہ حالت تھی کہ شاہ سریر کمنت بہزار خوشی وخرمی جلوہ گر اہل دربار حاضر ساقی ساغر شراب روح پرور پلاتے بادہ کش اور لاؤ لاؤ کا شور مچاتے مغنی غزلہائے عاشقانہ گاتے یہ انجمن کبھی کیقباد نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور کیکاؤس نے قصہ کہانی مین بھی نہ سُنی ہوگی جمشید کی روح ہر پیمانہ تھا شراب کے رنگ پر قربان حسن جانانہ تھا آئینہ خانہ ایسا بنا تھا کہ سکندر کا وہان دل لگا تھا نازنینان پری تمثال کے ناچ نے ناہید فلک کو آسیب زدہ کی طرح چرخ مین ڈالا تھا راجہ اندر کو پردیس نکالا تھا یہ اس انجمن عشرت کا نقشہ تھا کہ **ابیات**

تھا جلسۂ جشن کیقبادی　　ہنگامۂ عیش و بزم شادی　　نازک بدنون سے تھا ہویدا
ہے نازہ اس جگہ سے پیدا　　رقاصون کے ناچ کا یہ سامان　　تھی لولی چرخ انیر قربان
تھی روشنی اسقدر ضیا بار　　ہر جھاڑ تھا رشک نجم سیّار　　ہانڈی کو تھا دعوۂ انا الشمس
دعوی کی دلیل تھی من الامس　　ہ مجمع گلرخان تھا ہر سو　　جیسے تھا کھلا گلستان ہر سو
مطرب وساقی بادہ وجام　　عشرت سے وہان تھا دلکو آرام　　یہ سب تو بصورت عیش ونشاط

ہین لیکن سیّارہ عیار جو شہر جام سے ردبھزار لایا تھا صورت اپنی ساکنان طلسم کی ایسی بناکر یہ بھی اسی قلعہ مین آیا اور شہریون کے ہمراہ حال شہزادے کے قتل کا دیکھکر چھپا ہوا رہتا تھا اب جو رات بھر کا وقفہ قتل ہونے مین اُسکو ثابت ہوا اور جلسۂ عشرت آراستہ ہونے لگا اُسنے بھی بزم عیاری مین شمع خرد روشن کی اور بادۂ فطرت سے دماغ جان گرم کیا ولولہ ایسا جوش زن ہوا کہ رقاص بنادیا عقل ضیلے باطن سے آئینہ بند ہوا ایک ہنگامہ اُٹھا نا اُسکو بھی یاد آیا اُس جلسہ گاہ مین ہر سمت پھرنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ یہ جلسہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھلائے غرض یہ پھرتا ہوا ایسے مقام پر پہونچا کہ جہان بادشاہ کی مجرئی بنڈیان اُتری ہوئی تھین میدان مین خیمہ استادہ تھا فرش آگے خیمہ کے سفید بچھا تھا تکیہ پر کہنی ٹیکے نائکہ بیٹھی تھی پاندان کھلا تھا گرد اُس کے نوجیان جوان جوان جلوہ فرما تھین باغ حسن کا گل لالہ کھلا تھا پشواز مین زرنگار ہر ایک پہنے سرون پر جھکے لگائے ماتھے پر افشان چنی دیے مہر وماہ سے بازی جیتے ہوئے تھین رئیسان شہر کے جوان لڑکے نائکہ پاس رنڈیون سے آنکھین لڑانے کو بیٹھے باہم اشارے ہوتے فرمائشین ہوتین بعض نوجیان خیمے سے نکلکر آتین

امی جان کہہ کر نائکہ کو تسلیم کرتین وہ دعا دیتی کسی کو پاس بلا کر منہ چومتی بلائین لیتی کسی کو گھٹنے پر بٹھا لیتی شہر کے نوجوان لوگ اُسی جگہ جماؤ کیئے ہوئے ایک طرف کو سازندے ساز چھیڑتے۔ راہرو ٹھہر کر آوازہ کستے کوئی نائکہ کی طرف دیکھکر خطاب کرتا بیت حذر بہتر ہے مکاری سے تیری ÷ کھٹکتا ہون مین عیاری سے تیری

سیارہ نے یہ حال وہان کا دیکھکر سلطانی مرثیے کی صورت پر اپنے تئین بنایا چکوے دار پگڑی جسمین تمغہ طلائی لگا سر پر رکھی چپکن چنی ہوئی پہنی عصا گنگا جمنی بنا ہوا ہاتھ مین لیا اور سامنے نائکہ کے آیا اُسنے اُسکو بادشاہی نوکر سمجھ کر کہا مرثیے صاحب آیئے گلوری کھایئے اسنے کہا بی صاحب مین بادشاہ کے بہنوئی پاس سے آیا ہون اور ایک رنڈی جو بہت حسین تھی اُسکو بتا کر انکے لیئے کچھ پیام لایا ہون آپ ان سے کہین کہ ذرا خیمہ مین الگ چلین نائکہ نے اُس نازنین سے کہا کہ لے مرادن ذرا جا کر سن آ کہ یہ کیا کہتے ہین وہ گلبدن کمر کو بل دے کر تیوری چڑھا کر اُٹھی اور پھر ناک بھون سمیٹ کر بیٹھ گئی آخر بڑے ناز و انداز سے اندر خیمہ کے آئی مرثیے نے وہان پہونچتے ہی کمر سے خاصدان نکالا کہ مرصع کار تھا اور اس ماہ پیکر کو دیا اور کہا کہ حضور ہمارے آپ پر مرتے ہین ہجر مین آہ و نالے کرتے ہین یہ اُنھون نے بھیجا ہے اور مجھ سے کہہ دیا تھا کہ چھپا کے سب سے علیحدہ بلا کے دینا نہین تو نائکہ لے لیگی اور قسم دی تھی کہ ایک گلوری اپنے ہاتھ سے کھلا کر آنا رنڈی نے خاصدان جو کھولا پچاس اشرفیان اس مین رکھی دیکھین اور گلوریان خوشبو سے بسی ورق لگی رکھی پائین ایک گلوری اُسمین سے ہنسکر کھائی اور پوچھا انکا مزاج تو اچھا ہے مرثیے نے جواب نہ دیا تھا کہ پیک حلق کے نیچے اُتری اور وہ عورت بیہوش ہوئی اسنے جلد کپڑے اُسکے اُتارے اور آئینہ سامنے رکھکر بہت جلد اُسی کی ایسی صورت بنا اور اُسکو دری مین لپیٹ کر ایک قنات کی آڑ مین کھڑا کر دیا اور آپ وہان سے اٹھلاتا ہوا ناز دکھاتا کبھی مسکراتا کبھی تیوری چڑھاتا نائکہ کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ مرثیے کیا کہہ گئے اُسنے شرما کے آنکھین جھکا کے کہا پوچھتے تھے اتنا کہہ کر بولی بھئی ہمکو تو نگوڑی شرم آتی ہے نائکہ نے کہا سچ تو ہے وہ کمبخت ابھی بچہ کیا جانے مرثیے بھی خوب آدمی ہین کہ فرض کر کے الگ اُسے بلا لے گئے لے کہو یہ نگوڑی کون ایسی بات تھی جو مجھ سے نہ کہی اور رنڈیان جو کھیلی کھائی کمائی کرنے والی تھین وہ قہقہہ مار کر ہنسین اور مرادن کو چھیڑنے لگین ایک بولی ہان ہان بتا تو مرد ہا کیا کہتا تھا دوسری نے کہا اری چھوکری شرماتی کیون ہے لو صاحب بیدا تو ہوئین کسی کے یہان شرم کرنے مین بہو بیٹیون کے کان کاٹتی ہین تیسری نے کہا کہتا کیا ہوگا کسی امیر نے سر ڈھانکنے کا پیام دیا ہوگا مرادن نے یہ کلمہ سنکر نائکہ کے گلے مین باہین ڈال کر کہا میری اچھی امی جان کیا میرا سر کھلا رہا کرتا ہے جو یہ سر ڈھانکنے کو کہتی ہین سچ بتا دو سر ڈھانکنا کیا ہے سب رنڈیان اسکے پوچھنے پر اور زیادہ ہنسین نائکہ بھی خوب ہنسی مرادن نیچی نگاہ کر کے رونے لگی کہ واہ سب نے مجکو کھیلا بنایا ہے نائکہ نے اُس کی بلائین لین اور کہا بیٹا سر ڈھانکنا ایک رسم ہے وہ تمکو معلوم ہو جائیگی مین صدقے روؤ نہین سر مین درد ہونے لگے گا۔ یہ باتین یہان ہو رہی تھین کہ داروغۂ ارباب نشاط کا آدمی آکر کہہ گیا بی سندر جلد تیار ہو کر چلو کہ گھر اتن

مجرا کر چکی ہین طائفہ بدلنے کا حکم ہے اتنا سنتے ہی نائکہ نے صندوقچہ زیور کا منگا کر مرادن کو گہنا پہنایا خوب آراستہ کیا اور سازندے درست کر کے ہمراہ ہوئے نائکہ بھی سادی وضع بنائے ہاتھون مین ہیرے کے کڑے پہنے بازو پر اکے نورتن باندھے کانون مین انتیان ڈالے اونچا جوڑا الوریکا باندھے مرادن کو چوپہلے مین بٹھا کر روانہ ہوئی اور رنڈیان بھی ڈولیون مین سوار ہو کر چلین خیمے کی نگہبانی کو ایک بڑھیا رہ گئی یہ سب دربار شاہی کے مقام پر پہونچکر مودب تسلیمین بجا لا کر بیٹھین انکے آتے ہی طائفہ بدل گیا تھا اب طبلے پر تھاپ لگی ادھر کے سازندے نے بائین کو لگا تھوڑی سے ٹھونکا سارنگی کی طربین ملا کر گت بجانا شروع کیا مرادن پانون بجاتی طبلے کی بستنی پر انگلیان رکھ کر کھڑی ہوئی **گوہر شاہ** اور سب انجمن پیراؤن نے جو اسکی صورت زیبا اور طلعت رعنا کو دیکھا عالم عشق طاری ہوا سکتہ مین ہو کر ٹکٹکی باندھی یہ عالم نظر آیا کہ پیشانی پر اُسکے جو چین پڑی تھی دریائے نزاکت مین لہر اُٹھی تھی زلف شبگون شامت عاشقان سے بڑھی ہوئی تھی نگاہ ہر چند کہ بھوے پن سے سیدھی تھی پھر بھی تیغ نظر فسان تغافل پر چڑھی تھی رخسار آتشین کی لو نے شمع ولولہ ایوان کی خاطر مین روشن کی تھی بلکہ بموجب بیت واہ کیا تاثیر ہو رخسار آتشناک کی + شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوے + زلف کا رخسار پر لہرانا چشمہ خورشید مین موج کا آنا تھا دل عشاق کی طرح لٹکا ہوا بالون مین موتی کا دانہ تھا جو بار بار کانون مین کچھ ایسا بھید کہتا تھا حال آرزو و اُمید کہتا تھا دہان تنگ باغ اُمید کی کلی بات ہر اک نبات کی ڈلی اسی طرح سرتاپا تک شک سے درست بہت چاق و چست سینہ پر چھاتیان گدرائی ہوے پھل کا رنگ دکھاتی ہو مین کرتی کا چاک کھلا انگیا کسی ہوئی اُس مین سے رنگ چھاتیون کا پھوٹا نکلتا شکم تختہ نور زیر ناف تختی بلور شمع طور فانوس

پیرہن مین نور کا ظہور بموجب مسدس

وصف پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے	صاف ہین گول ہین وہ ساعد و بازو کیسے
جام صہبائے صفا کاسۂ زانو کیسے	دو ہین پیمانے حُسن سے مملو کیسے
سینۂ صاف نہین حُسن کا گنجینہ ہے	جس مین عکس رخ قدرت ہی وہ آئینہ ہی
ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین	ہم اُسے حُسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین	جھوٹ سب سچ ہی وہی ہم جو خبر کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہین	پر تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہی
پانون وہ پانون کہ جن کی ہے جگہ دیدۂ حور	آنکھین پہ یان بھی ملین پائین اگر قرب حضور
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہے نور	چشم مہ انجم افلاک کی اس سے رہے دور
وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین	فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

بادشاہ اس کی شکل دیکھ کر دیوانہ ہوا اُس پریوش نے بھی ٹھوکر سے دامن پیشوازہ اُلٹکر اسطرح کا ناز و انداز ناچنے مین دکھایا کہ خاطر اہل انجمن کو پامال کر دیا ہر عضو نے پھڑک کر یکتائی کا دعوی کیا وہ گردن ہلانا وہ آنکھین پھرانا

بھوؤن کو چڑھانا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ناچتے آنا پیشواز کا اُڑ کر ران کھل جانا اُنگلی سے اُنگلی کا ٹھہر کر ہاتھ پر لانا
فلک حسن پر چاند کا نکل آنا عجب انداز جانانہ تھا کہ دل اُس پر ہر ایک کا دیوانہ تھا بادشاہ کو تاب نہ رہی
ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ نائکہ کو اُس کمرے مین جلد لے جائے وہ فوراً نائکہ کو وہان لے گیا بادشاہ بھی
اُٹھ کر وہان گیا نائکہ نے نذر دی بادشاہ نے نذر معاف کر کے خلعت فاخرہ دیا اور ایک توڑا اشرفی کا عنایت
فرما کر ارشاد کیا کہ اپنی نوچی کو یہان بھیجدے ہم اُسکا محل کرین گے جاگیر مین علاقہ دین گے اُس نے کہا بہت خوب
زہے نصیب میرے یہ کہکر بلائین لین اور کہا واری ابھی وہ الڑھ ہے اُسکو زیادہ ستانا نہین کیونکہ پھوٹی
آنکھ کا ایک دیدہ ہی مجھ نہ دیکھی کھٹیا ہے اپنی روح مین اُسکو سمجھتی ہون مین سچ کہون مجھ سے اُسکا تڑپنا نہ
دیکھا جائیگا بادشاہ نے کہا بی جی تم گھبراؤ نہین بہت چین سے وہ رہے گی نائکہ وہان سے شاد باہر آئی ملا زمان
بادشاہ نے جلد طائفہ بدلوا دیا انجمن مین تو اسی طرح ناچ کا جلسہ رہا اور مرادن کو نائکہ سمجھاتی دم دلاسا دیتی
گہنے کا لالچ دلاتی بادشاہ پاس لائی یہان شبستان آراستہ ہوئی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوگیا مرادن مسند پر
پہلوے بادشاہ مین بیٹھی نائکہ پاس سے جانے لگی مرادن بھی اُٹھی کہ امی جان مین بھی چلتی ہون اکیلے مین مردوے
پاس مجکو چھوڑ کر آپ کہان جاتی ہین بادشاہ نے ایک عطر دان جواہر کا جو مور کی صورت پر بنا تھا اور فوارہ کی طرح
چھوٹتا تھا اُٹھا کر مرادن کا ہاتھ پکڑ کر کہا لو یہ لو انھین جانے بھی دو لیس اس نازکبدن نے وہ عطر دان لیا اور بادشاہ
کی گود مین بیٹھ کر پیچ اُسکا کھولنے لگی نائکہ چلی گئی شاہ نے گلے سے لگایا اور بوسۂ رخسار لینا چاہا اسنے منھ ہٹا لیا اور کہا
واہ تم ہم کو پیار کرنے والے کون ہو ہماری امی جان نے منع کر دیا ہے کہ پیار کسی کو نہ کرانا بادشاہ نے یہ بھولاپن
دیکھ کر کہا کہ فردیا کروگی بتاؤ تو آگے ؛ تم قیامت ابھی سے ڈھاتی ہو ؛ یہ کہہ کر اُسکے شلوار بند پر ہاتھ ڈالا اُس نے
تیوریان چڑھا کر کہا واہ تم مجکو کیا ننگا کروگے یہ عطر دان اسی واسطے تم نے دیا ہے بھاڑ مین جائے عطر دان لو اپنا
دھر چھوڑو اے لو اب مین سمجھی امی جان کہا کرتی تھین کہ ننگا کرکے مردوے جورو بناتے ہین ہان ہان یہی بات ہے
بس بس مین تاڑ گئی سو یہ ہونا نہین یہ کہہ کر آنکھون مین آنسو بھر لائی اور آپ ہی وہ آنسو پونچھے ہاتھ مین سرمہ کا سفوف
بیہوشی بھرا ہوا تھا آنسو جو پونچھے گال پر وہ سفوف لگا لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کاجل بہ آیا ہے اور گال مین بھرا ہے بادشاہ نے ہاتھ گردن مین ڈالے
اور کہا رو نہین لے جانی میرے دل کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہین اس نازکبدن نے رخسار پر رخسار رکھ دیا اُسنے بوسہ گال پر لیا کاجل ہونٹون
مین اُسکے بھرا اور کچھ ناک مین بھی لگا ایسا تیز سفوف تھا کہ دماغ اسکی خوشبو کا متحمل نہ ہوسکا فوراً ناک مین بھرتے ہی تڑاق سے
اُسکو چھینک آئی اس شوخ نے کہا ودّی مجکو چھینکتے ہوے تو پیار نہ کرد نہ صاحب ناک اپنی ملدو یہ کہہ کر چٹکی سے ناک
بادشاہ کی آپ ملدی وہ دو تین چھینکین مار کر بیہوش ہوگیا اس عیار نے لباس اُسکا اُتار کر اس جگہ ٹھہر کر صورت اپنی
اُسکی ایسی بنائی تاج سر پر پہنکر اُسکی زبان مین سوزن دیکر خوب بیہوش کر کے تخت کے نیچے چھپا دیا اور آپ باہر آکر کمرہ بند کرکے
ملازمون کو حکم دیا کہ ہمین معشوق مابدولت آرام کرتی ہے خبردار اندر اسکے کوئی نجائے ملازمون نے پہرا کر لیا اور یہ وہان سے
آکر تخت شاہی پر انجمن مین بیٹھا نائکہ مرادن کی اپنے بستر پر چلی گئی وہان اتفاق سے کسی نے اُس ددّی کو بھی کھولا کہ حسین مرادن

لیٹی ہوئی تھی اُسکو برہنہ اُسی طرح بیہوش ناگہ کے سامنے لایا اُسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مرادن نے حال کہا کہ مردھے نے مجکو یون گلوری کھلائی تھی پھر مجکو نہین معلوم کہ کیا ہوا ناگہ دل مین اپنے ڈری کہ بادشاہ دیکھیے میرا کیا حال کرتا ہی وہ شاید کوئی عیار ہے جو شاہ کے پاس مرادن بنکر گیا ہے اب مناسب ہے کہ چُپ ہو رہ کسی سے یہ حال نہ کہہ دیکھ تو کیا ہوتا ہے پھر خیال آیا کہ مبادا بادشاہ کچھ بتری سازش عیار سے ثابت ہوا و رتجکو ضرر پہونچائے بس تو بادشاہ سے چلکر مرادن کا بیہوش ہونا اور جملہ کیفیت بیان کر دے یہ سوچ کر وہان سے چلی اور دربار مین آئی یہان بادشاہ نقلی کو تخت پر بیٹھے دیکھا فرط رعب سے کچھ جسارت نہ کر سکی چپکی کھڑی رہی لیکن بادشاہ یعنی عیار نے سب اہل دربار افسران لشکر و وزیران سلطنت سے فرمایا کہ مین تم لوگون سے داد طلب ہون اس امر کا کہ اگر طلسم کشا کا کوئی طرفدار یہان آکر ہمکو ضرر پہونچائے اور اُسکو قید سے چھڑا ائے تو دین اُسکا سچّا ہے یا نہین سب نے عرض کیا کہ بیشک دین اُسکا برحق ہے شاہ نے فرمایا کہ اُسکا اقبال ایسا بلند ہے کہ خداوند سکندر کو اُسنے مارا شہر جام کو تسخیر کیا دایہ قتل ہوئی مرحلہ ناہید توڑا اگر قید بھی ہوا تو بظاہر رہائی کی کوئی تدبیر نہین لیکن بباطن وہ قید نہین ہے اگر ہم اُسکو قتل کرینگے تو قتل نہ ہوگا اور اُسکو جو کوئی ضرر پہونچائے گا دادا اُسکا **حمزہ** قاتل کی ذریات کو بھی زندہ نہ رکھے گا اور **عمرو** عیار جو شاہ جادوان **افراسیاب** سے لڑ رہا ہے آفت ڈھائیگا سوا اس کے باپ بھائی وغیرہ اس شہزادے کے صاحبان ملک مال ہین دیو کش باطل کنندہ سحر و طلسمات ہین وہ نہین معلوم کہ کیا قیامت برپا کرین گے لہذا مین تو مطیع اسلام ہوتا ہون تم سب اُس مقدمہ مین کیا کہتے ہو۔ ہر ایک نے عرض کیا کہ جو آپنے فرمایا بہت درست ہے ہم سب آپ سے عرض نہ کر سکتے تھے اب جو حضور اس شہزادے کی اطاعت پر آمادہ ہین تو ہم بدل راضی ہین یہ سُننا تھا کہ اسنے حکم دیا شہزادہ کو سامنے لاؤ ملازم قریب لائے اسنے سر قدم پر اُسکے رکھا اور قید سحر کو دفع کرا کر رہا کرایا سب رفیق شہزادہ بھی رہا ہوئے ملکہ **بنفشہ** کو رہا کر کے محل مین بھیجا ادر نے اُسکی بادشاہ کا مطیع الاسلام ہونا سنکر خوشی کی کہ دختر کی جان بچی بیٹی کی بلائین لین سب محل کی عورتون مین صدائے مبارکباد بلند ہوئی دربار مین شہزادہ **قاسم** نے ہر سردار لشکر اور اعیان مملکت کو مطیع الاسلام کیا جا کا برین شہر جشن مین حاضر تھے سب نے اطاعت کی شہر مین غلغلہ یا نعرۂ صلوٰۃ بلند ہوا وہ جشن جو قتل کے لیے ہوا تھا فسخ ہو گیا **بعد ان** سے بادشاہ نقلی نے لوح طلسم مانگ کر شہزادہ کو دی جب لوح قبضہ مین آچکی اسوقت بادشاہ نے نعرہ کیا کہ جو کوئی مجھکو جانتا ہے جانتا ہے اور جو نہین جانتا ہے وہ اب جانے کہ مین ہون **سیارہ** بن **عمرو** عیار شہزادہ نامدار شاہ طلسم کو مین نے گرفتار کیا ہے اب تم سب کی کیا صلاح ہے ہر ایک نے عرض کیا کہ واقعی شہزادہ صاحب اقبال ہے ہم سب مطیع ہو چکے ہین فرمابردار ہین یہ کلام اُن سے سنکر عیار مذکور مطمئن ہوا اس انتظام مین آخر وہ زمانہ آیا کہ شاہ خاور کو شل شاہزادہ خاوری عیار دہر نے قید طلسم شب سے رہا کر دیا کہ

نظم

چو برزد سر از کوہ رخشان چراغ
زمین شد بگردار زرین ایاغ
تو گفتی کہ جامے زیاقوت زرد
نہادند بر چادر لاجورد

وقت سحر شہزادہ نامور نے بادشاہ طلسم کو کمرے سے نکلوایا وہ ہوشیار ہو کر قید آہن پہنے بندھا سامنے آیا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ہر سمت دیکھا کہ یہ کیا غضب ہوا اور یہ کیا انقلاب ہو گیا کہ میری جگہ پر طلسم کشا اور اُسکی جگہ پر مین آگیا واہ رے سپہر بازیگر

واژگون جیسا تو اوندھا ہے ویسی ہی عقل بھی اوندھی رکھتا ہے جو کچھ تو کرتا ہے اُلٹی ہی کرتا ہے شام عشرت کو صبح مصیبت کرتا ہے انجمن عیش کو خانہ تعزیت بناتا ہے یہ کیا تیرا معمول ہے کہ مقتول قاتل قاتل مقتول ہے دوست سب غیرون دشمن کی طرح دلون مین سب کے بیر مین ہنسنے والون کو رُلاتا ہے رونے والون کو ہنساتا ہے کہ بموجب **ابیات**

چنین ست کردار چرخ بلند	دل اندر سرائے سپنجی مبند	کسے گنج یا بیم از دگاہ رنج
پس از ہر دو رفتن سرائے سپنج	سرانجام بستر بود تیرہ خاک	یکے را فرازد یکے را مغاک

حاصل مرام عیار شہزادہ عالیمقام نے شاہ سے کہا کہ اے بادشاہ دیکھا تو نے قدرت خدائے قادر مطلق کو کہ شہزادہ کو کس طرح تجھپر غالب کیا اب کیا کہتا ہے اطاعت اسلام مین تجکو شرم نہین آتی کہ اُس بندۂ نجس یعنی سکندر کو پوجتا ہے کہ جس کو مین نے تیرے سامنے کس ذلت کے ساتھ قتل کیا اور اُسکا خون تیرے ماتھے پر لگایا ارے خدائے برحق وہ ہے کہ جسنے اپنی قدرت دکھانے کو ہمین تجھپر غالب کیا طلسم عالم کو بنایا باغ دنیا مین کیا کیا گل کھلائے کیسے کیسے نیرنگ اپنی قدرت کے دکھائے مالک الملک نے کسی کو دم بھر مین تخت عزت سے اُتار کر ذلیل و خوار کیا کسی کو خاک مذلت سے اُٹھا کر تاجدار کیا **نظم**

کسے را کہ خواہد کند ارجمند	بفرمان اوبست گیتی بپاسے	ہم او بست بر نیکوسے رہنماسے
بلندی و فرّ و دہر آفرید	ز پستی بر آرد بچرخ بلند	بدان دادگر کو سپہر آفرید
	خداوند کیوان و خورشید و ماہ	خداوند پیروزی و دستگاہ

جب حمد الٰہی اس طرح زبان پر جاری کی زنگ کفر آئینہ خاطر شاہ طلسم پر سے دور ہوا بادۂ وحدت کے نشہ کا سرور ہوا زبان سے بیان کیا کہ محکو دین ابراہیم مطیع الاسلام ہوا شہزادہ کا بجان و دل غلام ہوا عیار نے اُسکو کھول دیا زبان سے سوزن نکالا شاہ نے بھی شہزادہ کے قدم پر بوسہ دیکر سر رکھ دیا شہزادہ نے سر اُسکا سینہ سے لگایا طنطنۂ شادی و غلغلۂ مبارکباد دی بلند ہوا نئے سر سے جلسۂ عیش و مسرت کی بنیاد ہوئی ناگہ مرادون کی حاضر دربار تھی بصدق دل مسلمان ہوئی تمام شہر مین اسلام شائع ہوا بعد فراغ جشن عشرت شہزادۂ پرشوکت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین معلوم ہوا کہ یہ طلسم کو بانیان طلسم ہوش ربا نے ایک تحفہ رکھنے کیلئے بنایا تھا اس لیے بہت سے مرحلے اسمین قائم نہ کیے تھے صرف ایک مرحلہ بنایا تھا اور وہ تحفہ رکھ دیا تھا اور اس مقام کو آباد کر کے ایک بادشاہ مقرر کر دیا تھا اور لوح قلعہ جام مین رکھ دی تھی راستہ دونون قلعون کا مسدود کر دیا تھا اب تو نے جو دو مرحلے شکست کیے طلسم کے بنانے والون نے نہ بنائے تھے بلکہ اس شاہ طلسم کے بنائے تھے اسی وجہ سے وہان کچھ نیرنگ نہ تھا ساحرون کے سحر کا ڈھکوسلا تھا لہذا اُس مقام کو کہ جہان سکندر رہتا تھا بالکل کھدوانا چاہیئے زیر زمین ایک قصر عالی بنا ہوا ہے وہی مقام بنوایا ہوا بانیان طلسم ہوشربا کا ہے اسی جگہ خزانہ اور مال و اسباب طلسمی رکھا ہے اور وہ تحفہ کہ جس کے لیے یہ طلسم بنا ہے اسی جگہ ہے۔ یہ حال لوح سے معلوم کر کے شہزادہ دیجاہ مع بادشاہ و ارکان مملکت مکان مذکور کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بیجا دیون کو بھی مطیع الاسلام کیا اور حکم دیا کہ اس گنبد کو منہدم کر دو حسب الحکم ہزارہا بیلدار مشغول کار ہوا دم بھر مین نشان بھی اُسکا باقی نہ رکھا جب زمین کئی گز نیچے کھدی ایک کاخ رفیع پر از نقش و نگار بنا ہوا ظاہر ہوا کہ شکوے عالم پر نیرنگ مین ایسی عشرتستان رنگین کوئی نہ تھی ایوان عظیم الشان ہوا لان مین

نازنین بصد فر و تمکین بنی تھی طاق دلبری و خوبی مین طاق عمدگی سے جفت محرابون کی قیمت مین دل و جان بھی مفت گردش
قصر کے ہزارہا برج و گنبد تعمیر تھے خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر تھے صحن مکان مین بلغ رنگین و پر بہار لگا دل اسیر شیدا اُسکا ہونا اُن کی
جان تھا عجب طلسمی وہ ایوان اور بوستان تھا کہ ہر بلبل دل کو اُسکی سیر کا ارمان تھا نظم

بدو اندر ایوان گوہر نگار
برو اندرون چند گونہ گہر
زمین درخشان تر از چرخ ماہ
ز مشک و ہمہ خاک زر خشت

بدو اندرون کاخ و ایوان و باغ
یکے گنبد از آبنوس و زعاج
ز باغ و ز میدان و آب روان
ز فرش ز یاقوت و آبش گلاب

بیکدست رود و بیکدست ایاغ
بہ یک جا زمین پیکر شیر و ساج
ہمی تازہ شد پیر گشتہ جوان
ز مینش سپہر آسمان آفتاب

یکے کاخ دید اندرون شہریار
ہمہ طاقہا سر بسر سیم و زر
بگردید بر گرد آن کاخ شاہ
کسے کو ندید ست خرم بہشت

اُن ایوان عظیم مین جو گرد اگرد اُس کاخ بزرگ کے تھے گنج شایگان و خزانہ فراوان تھا صندوقہا سے پر از جواہر و خمہا سے زر و خفتان و خود یاقوت احمر کے رکھے تھے مرکبہا سے پری پیکر رفتار مین ہمسر صرصر بندھے تھے اور اندر مکانات کے پریزادان طلسم و نازنینان گل اندام دشمن ہوش رہتی تھین اور وہان راستہ طلسم ہوشربا مین جانے کا تھا کہ وہ لوگ آمد و رفت رکھتے تھے شہزادہ سب تماشا ملاحظہ کرتا ہوا قریب ایک گنبد کے آیا کہ وہ طلائی تھا اور قفل اُسمین لگا تھا وہان لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو قفل سے لگا دے دروازہ کھل جائیگا اندر اس گنبد کے جانا طلسم بنا پائیگا بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا شہزادے نے لوح کو قفل سے لگا کے دروازہ وا کیا اور اندر قدم رکھا عجب تماشا نظر آیا کہ ہر سمت آئینے دیواروں مین لگے ہین فرش زمرد بچھا ہے تخت یاقوت نگار گسترده ہین اُن تختون پر پری پیکران مہ صورت و معشوقان قمر طلعت بیٹھی ہین مگر سب پتھر کی ہین اور ایک سمت سب تختون سے خوبی مین دو چند جائے بلند پر ایک تخت بچھا تھا اُسپر ایک عورت نہایت حسین بصد فر و تمکین بیٹھی تھی ناز اُسکا غلام شوخی اُسکی کنیزی کا دم بھرتی تھی اور وہ مایۂ ناز گیسوے دراز اپنے کھولے تھی اور زار زار برنگ ابر بہار روتی تھی یہ ماجرا اُسکا نظم

ازین سو زانسو پرستندگان
زبان تا زنان دست بر یار و کے
کہ بگریست بر حال خود زار زار

پس پشت و پیش اندرون بندگان
سرشکے ز مژگان بیندازد وے
دو رخ سرخ و مژگان چو ابر بہار

نشستہ نگارے خوب بر تخت ناز
نشستہ بران تخت بے گفتگو
ہر آنکس کہ دیدی مراد او ز دل

پر از شرم با جامہاے دراز
بگریان ز نے مانند آن ماہرو
ز نے یا فتی شیفتہ چہرہ ز نور

شہزادۂ والا گہر جب ان سنگین پیکرون کے قریب آیا تو تماشاے آذری کا نقشہ پایا ہر ایک صنم سنگدل کی صورت پتھر کی تصویر تھی حسن مین بے نظیر تھی واقعی بدر منیر تھی دہن غنچہ رنگ اُن کے شہزادہ سیارہ باغ طلسم کو دیکھ کر کھل گئے سب قہقہہ مار کر ہنسین شہزادہ بھی اُنکو ہنستے دیکھ کر ہنسنے لگا اور یہی طلسم اُن تصویرون مین ہے کہ جو وہ کرینگی آنے والا بھی یہان کا وہی کریگا شہزادہ از بسکہ مالک لوح طلسم تھا ہنسنے پر اُن کے ہنسا تو لیکن ساتھ ہی لوح کو بھی دیکھا معلوم ہوا کہ اے فاتح طلسم یہ تصویرین ابھی تو ہنستی ہین کچھ دیر مین روئینگی اور وہ عورت جو سب کی افسر بنی ہوئی تخت پر بیٹھی ہے اُسکو یہ سب رو رو کر سمجھائینگی پس اس دعا کو جو حاشیہ لوح پر لکھی ہے تو ورد زبان کر اور چپکا کھڑے رہ کر اُنکی باتین سن کہ وہ سب تیرے کام آئینگی اور دعا کو پڑھنا موقوف نہ کرنا ورنہ اگر یہ روئینگی تو گریہ تجھپر بھی طاری ہوگا اور یہان تک روئیگا کہ مرگ تجھپر ہنسیگی روتے روتے جان جائیگی شہزادے نے یہ معلوم کرکے جلد

دعائے حاشیۂ لوح کو یاد کرکے پڑھنا شروع کیا کہ ہنسنا موقوف ہوا ادھر وہ سب قمر پیکران سنگین بدن یکایک ہنستے ہنستے
منھ پر آنچل دوپٹون کے لیکر رونے لگین اور اپنی جگہ سے اُٹھکر اُس تخت نشین کے پاس آئین گرد تخت پھرن بلاگردان ہوکر
گویا ہوئین کہ لے بیوی مسافر کے پیچھے رونا زیون ہے یہ اچھا نہین شگون ہے ایک بولی کہ سامری تیرے وارث کو زندہ پھر لاکر
ملائین گے دوسری نے کہا اس بھڑوے افراسیاب نے سارا طلسم برباد کرایا ہمیشہ جورو کی بغل مین پڑا رہا کچھ خیال ملک و
مال نہ رکھا تیسری نے جواب دیا کہ اب جو مسلمانون نے میخ ماری ہے تو یترا امیر اکھڑ اجاڑتا ہے ہر ایک کو لڑائی پر بھیجتا ہے پھر یہ
فکر نہین ہے کہ کوئی کیا کرتا ہے مرتا ہے کہ جیتا ہے چوتھی نے کہا ہائے یہی تو غضب ہے اور ردنا کا ہیکا ہے ہمارے میان کو ہمر
سلاکٹ عقدہ جاگیر جادو کو حمزہ سے لڑنے بھیجا ہے اُسکے پوتے نے ہماری بی بی ملکہ سنگین بدن کے تمام گھر کو
غارت کردیا ہے اور اب ملکہ موصوفہ سے تیغۂ گوہر نگار لینے آیا ہے انہین سے اور بولی کہ ہٹ مرلیے افراسیاب نے ذرا بھی خبر نہ لی
کہ طلسم کو ہر گرہ پر کیا گذری پھر اور ایک نے کہا اب جا ہے وہ خبرے یا نہ لے جو ہونا تھا وہ ہوگیا اور عورت بولی کہ یہ رونا دھونا
موقوف کرو شاہ جادوان خبر نہین لیتا تو نہ لے نبیرۂ حمزہ ایسا وارث ہم سب کا یہان آگیا ہے اب اسکی منت خوشامد کرکے اپنی
جان بچاؤ یہ کلام اُس عورت کا سُنکر وہ تخت نشین اُٹھی اور شہزادے سے آنکھ ملاکر گھر ریز تکلم ہوئی کہ اے شہزادۂ ذیجاہ ہم غریبون
کے انتہت پناہ یہان تشریف لائیے ہم مصیبت زدون کے حال پر رحم فرمائیے اس آن واد لگے یہ کلمے اُس گلپیرہن سنگین بدن
نے کہے کہ کیسا ہی سنگدل ہو تو موم ہو جائے شہزادے نے فوراً لوح کو دیکھا انہین معلوم ہوا کہ اس عربدہ جو سے کہہ کہ تو مجکو کلید اُس
صندوق کی جسمین تیغۂ گوہر نگار ہے دے تو مین تیرے پاس آؤن اور تیرے کہنے کو مانون شہزادہ نے حسب ہدایت لوح فرمایا کہ اے
مایۂ ناز و سراپا انداز جب سے کہ مین نے تیرا جمال حور تمثال دیکھا ہے کیا کہون جو کچھ حال میرے دل کا ہے مگر ناچار ہون کیا کرون
عہد کرچکا ہون کہ تیغۂ گوہر نگار جبتک پاؤنگا کسی محبوب کے پہلو مین نہ بیٹھونگا اور کسی تیغ ابرو کا گھائل نہ ہونگا پس تو مجھے
کلید صندوق تیغۂ مذکور عنایت کر کہ اپنی مراد کو پہونچون اور جو کچھ تو ارشاد کرے بجا لاؤن اُس زن طلسمی نے یہ سنکر تیغ ابرو کو
کج کیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہیہات ہیہات کہا وہ سب پتھر کی پتلیان شہزادے کو سمجھانے لگین کہ اے شہزادۂ جوان بخت
جو کوئی اپنے سے محبت کرے ترسانا اسکو نہ چاہیئے غم مفارقت مین رُلانا نہ چاہیئے یہ بیچاری آفت کی ماری کیا جانین کہ تیغہ
کہان رکھا ہے اور کنجی کہان ہے سارا گھر نکالٹ چکا ہے ہزارہا کنجیان انکے پاس ہین ان کو کیا معلوم ہے کہ آپ کسکی کنجی مانگتے ہین
شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا انہین ظاہر ہوا کہ وہ کنجی مین مانگتا ہون جو انکے جوڑے مین ہے شہزادے نے یہی کہا کہ انکو اگر میری
تمنا ہے ملاقات ہے تو مجکو وہ کنجی دین جو اُن کے جوڑے مین ہے ان پتلیون نے کہا اے میان ہٹ کنجی کو یہ کیون دینگی کہ انہین تو
اُن کے شوہر کی جان ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر یہ شوہر پر اپنے فریفتہ ہین تو پھر مجھ سے محبت کرنا بیکار ہے مین شراکت کی اُلفت
نہین کرتا ایک دل دو طرف نہین ہوتا اس تخت نشین عورت نے ان پتلیون کو گھُرکا کہ کیا بیہودہ تقریر کررہی ہو میرا شوہر
کون ہے مین تو اسی شہریار کی دلدادہ ہون یہ کہکر شہزادے سے کہا اے یار دلنواز آئیے تشریف لائیے جو آپ مانگتے ہین مین
وہی دونگی شہزادہ نے اسکے اقرار کرنے سے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اسکے پاس جاؤ ہزارہا کنجیان تمہین دکھلائے گی تم
سب کنجیون پر عکس لوح ڈالنا جو کنجی کہ شمع کی طرح روشن ہو جائے وہ لے لینا یہ زن مکارہ اس کلید کو تم سے چھیننا چاہے گی

فوراً لوح طلسم کو اسکے جسم سے مس کرنا اور نیرنگی طلسم کا تماشا دیکھنا یہ معلوم کرکے شہزادے نے قدم آگے بڑھایا اور کہا اے ملکہ تمھاری محبت نے مجھکو دیوانہ بنایا ہے اُسنے بھی آگے بڑھ کر دست نگارین سے ہاتھ شہزادے کا تھاما اور کہا **فرد**
مہربان یار جفا کار ہوا ہے مجھپر ✤ دل مضطر کا ہے اب میرے خدا ہی حافظ ✤ غرضکہ دونون ہنستے ہوے بالائے تخت پہونچے اُس بُت نے رام ہوکر گردن مین باہین ڈال دین پیشانی و رخسار کے بوسے لینا چاہے اس خودکام نے منھ ہٹا کر کہا واہ اے پیمان شکن ابھی سے وعدہ اپنا فراموش کیا **بیت** او تغافل شعار و عیار ✤ او فراموش کار عاشق زار ✤ جلد میرے سوال کو پورا کر اُسنے اس کلام پر ہنس کر جوڑا اپنا کھولا اور ایک ہار کئی ہزار کنجیون کا نکال کر سامنے رکھا شہزادے نے لوح کا عکس سب کنجیون پر ڈالا ایک کنجی بہ قدرت فروغ بخش مشعل شمع و قمر بہ رنگ شمع منور ہوگئی شہزادے نے وہی کلید ہاتھ مین لیکر ہار سے نکالنا چاہی اُسوقت تو وہ عورت اُسکے ہاتھون سے لپٹ گئی اسنے لوح طلسم اسکے سینہ و شکم مین لگادی پھر تو آواز مہیب آئی اور سر اُس عورت کا پھٹ گیا اسمین سے دھوان نکلنے لگا اسی طرح ہر ایک تلی کا سر شق ہوا وہ مقام توپخانہ بنگیا قلعہ حسن سے توپین چھوٹنے لگین فتح طلسم کی خوشی مین شہزادے کی سلامی اُترنے لگی تا دیر آوازین مہیب آیا کین آخر وہ سب پتلیان مع اُس زن تخت نشین کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پتھریان ہوگئین دھوان سمٹ کر کوئلے کی طرح ہوا اور ایک سمت صدا دیتا ہوا چلا کہ اے طلسم کشا مین مدت تک قید تھا تیری بدولت رہا ہوا تو بھی یہان اب سنہ ٹھہر مال طلسمی لیکر اپنے دادا کے لشکر مین جا کہ وہ آفت مین مبتلا ہے مصیبت مین گھرا ہے یہ آواز دے کر دھوان غائب ہوا شہزادہ وہ کنجی لیکر اپنے رفقا کے پاس آیا اور اس قصر کے گنبد و برج کو کھلوایا ہر اسبا غنہائے زر قلابون مین لٹکے دیکھے ہزارہان صندوق پُراز جواہر رکھے پائے نقارون کی طلائی اور نقرئی جوڑیان رنگین صندوقون مین خفتانین اور اسلحہ جواہر نگار بھرا پایا اور ایک صندوق طلائے احمر کا ایک تخت پر رکھا تھا جسپر غلاف مخمل کا جواہر دوز چڑھا تھا شہزادے نے اسی کلید سے جسکا ذکر اول مین بیان ہوا اس صندوق کو کھولا ایک تلوار آبدار دشمن شکار اسمین رکھی تھی جسپر دستہ جواہر جڑا تھا موتی اُسمین لگے تھے نیام مین بھی موتی ٹنکے تھے شہزادے نے خوش ہوکر اُس شمشیر کو لیا اور کھینچکے دیکھا عجب جوہر دار تیغ پایا کہ دیدۂ جوہر مریخ پر آنکھین نکالتے تھے زبان تیغ ہندی وفلک کو للکارتی تھی **قطعہ**

اس تیغ مین جلوہ گر ہین جوہر چلنے مین وہ تھی زبان طرار	یا دامن کہکشان مین اختر کھنچنے مین تھی صاف دامن یار	حرفون سے مثال کیون نہ مین دون اکرم ہو اجو اس سے صحبت قیس	لکھا ہے قضا نے قصۂ خون لیلے سے ہو قطع اُلفت قیس

بعد اس تیغہ پر قبضہ کرنے کے اور تمام اسباب طلسمی کو نکلوایا ایسی متاع خوب کو پایا کہ **ابیات**

ز دیباج و دیبا و خز و حریر دو فرشی و رفشان ز دیبای چین جہلتہ ز دیبای زر لفت گون ریا ہر یکے افسر شاہوار	ز عود و ز عنبر ز مشک و عبیر کہ پیدا نبودی ز دیبا زمین کشیدہ زبرجد برنا اندرون صد اسپ و صد اشتر ترین ببار	ہم از پارہ و گوہر شاہوار بصد مرد فرا زجا سے بر داشتی ز دینار و گوہر ز طوق و ز تاج	ہم از طوق و از افسر و گوشوار ز ہامون بگردون برافراشتی ہمان مہد پیروزہ و تخت عاج

پھر یہ شہریار با تمکین و وقار بارگاہ مین تشریف لایا اسی طرح کا جیسا پہلے جلسۂ عشرت جما تھا ہنگامہ مسرت آراستہ فرمایا اسی جشن نشاط مین ملکہ بنفشہ سے اپنا اور وزیرزادی سے

اُسکی سیّارہ عیار کا عقد کیا دن بھر داد عیش دیتا رہا جب عروس شب افشان ستارون کی چُنکر دلھن بنی اور آفتاب سہرا خطوط شعاع کا باندھے حجلۂ مغرب میں ہر آرام گیا کہ **نظم** ـ

ہوا افسانہ کش ہر گیسوئے شام
فراج شاہ نے آرام چاہا
ہوس نے دل کی اپنا کام چاہا
کیا شاطلی کا شوق نے کام

شہزادہ عیار حجلۂ عروسی مین داماد بنے ہوئے بصد اشتیاق آئے یہان کی تیاریان اور آرائش بیحساب کا کیا شمار ہو شبستان کے صحن مین اشجار جواہر کے اور گلدستہ رکھے تھے شمیم گل کا دریا بہ رہا تھا مسہریان لاجواب پھولون سے ملو بچھی تھین اوٹ پھولون کے کھڑے تھے جواہر آگین پلنگ آراستہ تھے عود و عنبر سُلگ رہا تھا قرابے گلاب و کیوڑے کے بہولکے ذخیرے رکھے ہوئے تھی عطر کی شیشیان خوشبو انگیز تھین مسندین زرریز تھین جام و سبو و بادۂ ارغوانی مہیا معشوقین بناؤ سنگار کرکے مسندون پر جلوہ فرما کنیزان مہ پارہ سرگرم کار و بار یہ کیفیت و بہار آشکار **نظم**

شہ قاسم شہنشاہ خوش اقبال
کہ تھا مشتاق معشوقہ بہر حال
شبستان مین ہوا پھر جلوہ آور زا
چلا جام شراب فرحت اندوز

بھرا سینون مین تھا جوش محبت
ہوئے دونون ہم آغوش محبت
ہم تھے بادۂ مستی سے مدہوش
وہ کھل کھیلے یہان ہو کر ہم آغوش

بڑا شلوار پر بے ساختہ ہاتھ
کھلا عقدہ سر انگشت کے ساتھ
ہوئی بے جسد صبا نوپے شلوار
ہوا پیدا ستارہ یمن دمدار

دہن تھا تنگ غنچہ اُسکا بستہ
نہ تھا بوئے چمن کو جسمین رستہ
ادھر بھی تھی وہ شاخ گلفشان تر
چھٹا گوشہ سے جو یہ بیکان تیر

گرا فوارۂ نیسان صدف پر
شمال تیر جب پہونچا ہدف پر
بر آیا کام دل حسب تمنا
ملا آرام دل حسب تمنا

رہا شب بھر یہی عیش جوانی
ہوا روشن چراغ آسمانی
ستارون کے کئے چھُٹے آئے تارے
ہوئے نظرون سے پوشیدہ وہ سارے

جب چادر سحر چادر پلنگ عروس خاور شفق سے رنگین ہوئی یہ ظاہر تھا کہ جو دس دہر کا ازالۂ بکر ہوا ہے شہزادہ شبستان سے اُٹھکر حمام مین گیا اور نہا دھو کر فریضہ نماز سحر ادا کیا ملکہ بھی نہائی دھوئی وزیرزادی بھی خلوت سرا سے باہر آئی ہمنشینین چھیڑ چھاڑ کرنے لگین قہقہے اُڑنے لگے جلسۂ عشرت جا بہان تو یہ رنگ تھا ادھر شہزادہ و عیار نے دربار مین آکر اپنے مقام پر جلوہ گستری کی سرداران نے آکر تسلیم کی بادشاہ طلسم اور وزیر نے خلعت دامادی پایا شہزادے نے ملک حام کی حکومت عقاب بے جنایت کی سرارہ کو قلعۂ نافرمانیہ عطا فرمایا بادشاہ کو اسی طرح حاکم طلسم کی زمین کا رکھا جب انتظام سب کر چکا حکم تیاری لشکر دیا ملک سلطان تاج بخش کو اپنے ہمراہ لیکر خفتا نہائے طلسمی لشکریون کو عنایت فرماکر ساٹھ ہزار سواران جرار و آزمودہ کار کو آراستہ فرمایا ڈنکے بجے نائے ترکی کا شور بلند ہوا ارابے زر سرخ و سفید سے لدگئے بارگاہین طلسمی خیامون پر بلند ہوئین شہزادہ آپ بھی آراستہ ہوکر تیغ طلسمی زیب کمر فرماکر مرکب پری پیکر پر سوار ہوا ملکہ بنفشہ کو سکھپال مین اور انھیون کنیزون وغیرہ کو چوپہلون مین بٹھا کر پڑے کرد فر و عظم و شان سے کوچ کیا شاہ طلسم بھی کچھ دور کے لیے ساتھ چلا **نظم**

چو برخاست آواز طبل رحیل
بخاک اندر آمد سر شیر و پیل
ز لوران از ہند و از چین و روم
زہر کشورے کان بد آباد و بوم

غلام و پرستندہ از ہر درے
ز زر و ز یاقوت و ہر گوہرے
ز دینار و بخش گرانہ نہ بود
چو خرد اندر زمانہ نہ بود

دگر پیل جنگی ہزار و دویست
کہ گفتی ازان در زمین جائے نیست
دگر اسپ جنگی چل و شش ہزار
کہ بودند ہمراہ آن شہریار

دگر دہ ہزار اشتر سرخ موے
کہ کس را نبود آن زمان یک چو سے
دہ و دو ہزار اشتر بارکش
عماری کش و گام زن شصت و شش

سواران جنگی ہزاران ہزار — طلسمی و از ساحران بے شمار
زکرسی و خرگاه و پرده سرائے — ہمان خیمہ و آخور و چارپائے
چو از کوه و ز دشت برداشت بہر — ہمی رفت شادی کنان سوئے شہر
زنالیدن بوق و بانگ سرود — ہوا گشت ز آواز بے تار و پود

باین کروفر و عظمت و جلال یہ اختر آسمان اقبال اس سرزمین طلسم سے نکلکر بیشہ حیرت مین تشریف فرما ہوا یہان وہ قلعہ لوح کے سبزہ زار و دریا جو علامت طلسمی تھی وہ سب غائب تھی پہاڑ کے دامن مین سرداران شہزادہ اُترے ہوے تھے آمد سے اپنے مالک کی خوشنود ہو کر حاضر خدمت ہوے ہمایون بن شداد وغیرہ سوارون کو دیکھا کہ میرے غم ہجر مین لباس فقیری پہنے ہین شہزادے نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیا یہان زوجہ ملک سلطان کے جاسوس خبر کو حاضر تھے وہ دوڑ کر در دولت ملکہ مذکورہ پر آئے اور خبر آمد شہزادہ دیکر ملکہ کو مسرور کیا وہ اسیوقت سوار ہو کر شہزادے کے پاس آئی اور خیمہ مین شہزادہ کو بلا کر گرد پھری نثار ہوئی اور قدم پر سر رکھکر منت کنان عرض پیرا ہوئی کہ بھیا ایک شب میرے غریبخانہ پر قدم رنجہ فرمائیے کہ مین اچھی طرح آپ کو دیکھ لون شہزادے نے کہنا اُس کا قبول کر کے کوچ کیا ملکہ موصوفہ سبقت کر کے برائے انتظام آرائش ملک ایوان روانہ ہوئی اور قلعہ مین آکر فوج کو بہر استقبال روانہ کیا توپخانہ تیار ہو کر سلامی اُڑنے لگی طبل بشارت پر چوب پڑی تمام شہر مین غلغلہ بلند ہوا کہ ہمارا بادشاہ جو طلسم مین قید ہو گیا تھا آتا ہے اور وہ شہزادہ جسنے شہزادی کو پنجہ زنگی سے چھڑایا تھا بادشاہ کے ساتھ ہے وہی شاہ کو طلسم سے رہا کر کے لایا ہے اس خبر کے منتشر ہونے سے تمام رئیسان و ساکنان شہر سواری دیکھنے کو سرراہ جمع ہوے زن و مرد کا در و بام پر ہجوم ہوا ملکہ شہر کے حکم سے شہر آئینہ بند ہوا یہ عالم تھا کہ **نظم**

بفرمود تا گاو دم بر دمش — دمیدند و بر بانگ شد کشورش
برآمد ہم آواز رامشگران — درین شہر از ایوان کران تا کران
ز جائے فراز و ز جائے نشیب — نسیم گلان آمد و بوئے طیب
بہ بستند آذین بہ بیراه و راه — برآورد از شیر مین خاور سپاه
بزرگانش از جائے برخاستند — بنزدیک شہ جائے آراستند
لب شاه قاسم پر از خنده گشت — ہمہ کہتران خنده را بنده گشت

اسی آرائش مین پیک نگاه نے خبر دی کہ وه شہزاده والا گہر کی سواری آئی سب نے نگاه ہی سمت لڑائی وه عظیم و شان نظر آئی کہ کسی نے خواب مین بھی نہ دیکھی تھی۔ **نظم**

ز دیبائے زربفت تاج و کمر — ہمان تخت زرین و زرین سپر
دو صد مرد برناز فرمان بران — با دستہ نرگس و زعفران
ہم از پیش آنکس کہ بالائے خوش — ہمی رفت با مشک صد آبکش
چو شاہان بہ بالائے سی صد سوار — ہمی راند با نامور شہریار
ہمی راند با تاج و با گوشوار — بزر یافتہ جامۂ شہریار
چو آمد بہ نزدیکی شہر شاه — سپاہی پذیره شدندش براه
دو صد مرد تا مجمر افروختند — بر و عود و عنبر ہمے سوختند
ہمی پیش بودند تا باد بوے — چو آید ز ہر سو رساند بدوے
ہمہ رہ ہمی آب را بر زدند — تو گفتی گلابے بہ عنبر زدند
ہمہ جامہ ہا سرخ و زرد و بنفش — شہنشاه با کاویانی درفش

تمام خلق نے سواری کو دیکھکر نعره خوشی کا بلند کیا اور تالیان بجائین تسلیم کو گردنین جھکائین ملکہ شہر کے ملازم زر سر شہزاده پر سے نثار کرنے لگے محتاجان شہر کثرت بارش زر سے تونگر ہو گئے اسی طرح ایوان شاہی مین سواری پہونچی وزرائے سلطنت و اُمرائے مملکت اپنے بادشاه سے ملے شہزاده کو بادشاه ہمراه لیکر داخل شبستان ہوا یہان تمام سامان عشرت مہیا تھا ملکہ بسان کنیزان کمترین کار و بار دعوت خود کر رہی تھی شہزاده مسند پر آکر جلوه گر ہوا

ہنگامۂ نشاط نے گرمی کی ساقیان ماہ پیکر کی ادائین مستی خیز چشم مخمور پیمانۂ شراب فرحت انگیز معشوقان جادو نگاہ کا ہنسنا فیرنگی باغ حسن دکھاتا عین مستی مین شراب دو آتشہ کا مزہ آتا بلورین جام مین شراب سرخ پیمانۂ آفتاب مین شفق کا رنگ دکھاتا اس انجمن مین مستونکا جھومنا لب ساغر کو چومنا متاع جان کے بہت سے خریدار حسن و غمزہ کا گرم بازار قلقل کی صراحیون سے آواز حسینون کا تازہ نشہ کی ترنگ دلین اُمنگ چاندنیون مین شکن پیشانیون پر چین معشوقان کا جوبن مستی مین جھوم کر چلنا دلونکا مچلنا شراب کا دور مستونکا نرالا طور گانے کا شور عشرت کا دفور عجیب رنگ کا تماشا سنگدل بھی موم ہو جاتا رقاصونکی ٹھوکر کا رمسیحا کرتی مردہ دلونکو جلاتی **نظم**

گران مایہ کاخے بیارا ستند ‖ ہمہ تخت زرین بہ پیرا ستند
کنیزان و رقاص ہمہ ماہروے ‖ پرستندہ رقصندہ با رنگ و بوے
ہمہ روز با زوج سلطان بُدے ‖ ہمون بر شبستان مہمان بُدے
زر زرین و سیمین و گوہر نگار ‖ ہمہ مایۂ عیش بدشاہوار

دو روز اس مقام پر دعوت وضیافت مین بسر ہوئے تیسرے دن جب بزم دہر قندیل گیتی فروز مہر سے منور ہوئی کہ **بیت** چو پیدا شد آن قرص خورشید زرد ✚ بہ چید زلف شب لاجورد ✚ **قاسم** نے حکم تیاری لشکر دیا اور ملکہ **سلطان** سے مع اُسکی زوجہ کے رخصت لیکر جانب لشکر امیر کشورگیر روانہ ہوا یہ شہزادۂ فلک مرتبت تو اس طرف سے چلتے ہین لیکن شمہ حال لشکر **امیر** سُنیے **مولف**

ساقیا ایسی پلا سرخ بھبھوکا سی شراب ‖ جیسے ہو وقت غضب رنگ رخ شیخ و شاب
قلقل شیشہ بنے نعرۂ مرد میدان ‖ خون زاہد سے سوا سرخ ہو بادہ اس آن
کس لیے ہوچکا سب حال طلسمات بیان ‖ بزم معشوق پری چہرہ کے تازہ سامان
اب تو پھر جنگ کا لکھنا ہے مجھے کچھ احوال ‖ پھر وہی لشکر جنگی وہی تیغ و گوپال
وہی جمعیت لشکر وہی قتل کفار ‖ وہی میدان جدل تیغ کی جس مین جھنکار
پھر وہی رزم و قتال اور وہی افسون خوانی ‖ وہی مکاریان عیارون کی اور لسانی
چون سرائید ہی تو این قصۂ نادر مضمون ‖ **جاہ** از نائے قلم تازہ دمیدی افسون

تیغ آزمایان معرکۂ سخندانی۔ وسپہ فگنان عرصۂ افسانہ خوانی۔ جوہر شمشیر داستان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین اور تیغ زباندانی سے کشور سخن یون تسخیر فرماتے ہین کہ لقاے بیچارہ راندۂ درگاہ آنزمر و **شاہ** بمقابلہ امیر عالم پناہ پریشان حال و دل بستۂ ملالی اُترا ہوا تھا اور معین و مددگار اسکا سوا **صبائے جادو** کے اور کوئی باقی نہ تھا وہ قمہ بھی خوف حیلۂ ساحران سحر مقابلہ اسلامیان نہ کرتی تھی ہمیشہ دشت و کوہ مین مخفی رہتی تھی چنانچہ کئی نامے اسنے در باب طلب امداد خدمت شاہ جادوان **افراسیاب** بے ایمان مین بھیجے تھے کہ مین یہان تنہا ہون کسی ساحر کو میری مدد کیلیے روانہ کیجیے شاہ مذکور نے حسب الطلب اکثر ساحران نامی مثل جنون و **مجنون** وغیرہ بھیجے مگر وہ سب طعمۂ نہنگ شمشیر اسلامیان ہوئے غرضکہ اُن بیچاری یعنی صبا نے پھر عریضہ بادشاہ طلسم کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ خداوند لقا بندگان خدا بی سے بہت پریشان ہین جلد انکی خبر لیجیے ورنہ وہ ناراض ہوکر یہان سے چلے جائینگے نامہ شاہ جادوان کو بارگاہ **حیرت** مین ملا کیونکہ بران کو ظلمات مین قید کر کے وہ بارگاہ ملکہ کو مین آیا تھا اور نہایت مسرور بیٹھا تھا الحاصل جب مضمون عرضی کا اُسنے پڑھا حیرت سے کہا

کہ اے ملکہ اب مہرخ وغیرہ نمکحراموں کا قتل کرنا بہت آسان ہو گیا ہے کیونکہ اُس جھوکری بُران کو مین قید کر چکا ہون اور اُسکے باپ کوکب کی سرکوبی کو جہانگیر جا چکا ہے میرے جی مین آتا ہے کہ مسلمانون کی ذریات کو پردۂ دنیا پر باقی نہ رکھون یہان سے خانۂ کعبہ تک سب کو غارت و برباد کردون اور خدائے باختر کو تخت خدائی پر بٹھاؤن اب تک جتنے ساحر کہ بہ استعانت خداوند گئے عیارون نے قتل کیے ابکی ایسے ساحر کو بھیجتا ہون نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ اسم اعظم اُسپر اثر کرے نہ کوئی عیار اُسکو بیہوش کرکے ہلاک کرسکے حیرت نے یہ کلام سُنکر کہا اے بادشاہ ازین چہ بہتر مین تو سامری سے چاہتی ہون کہ یہ مسلمان غارت ہون شاہ نے اُسی وقت اپنے جوڑے سے ایک بیضہ نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ شکم ماکیان ارض مین سما گیا بعد کچھ دیر کے یہ پر و بال اس بیضہ نے نکالے کہ لکہ ہائے ابر آسمان پر نمودار ہوے اور موتی برسانے لگے پھر ایک مرغ زرین بال اُڑتا ہوا آیا جو درازی قامت مین ہمسر جو الہا تھا سر اسکے سامنے کنجشک کا بچہ تھا طائر از دہا خوار فیل شکار بسرخ خوف اسکے کوہ قاف مین پنہان بہموت ارض نام سے اُسکے تہ زمین لرزان منقار بزرگ مثل خرطوم فیل پنجۂ دراز مثل سکے تیر خنجر نظم

چنان بود مرغی کہ اسپے بتن
بسر برود گیسو سیہ چون رسن
تنش زرد و گوش و دامنش سیاہ
ندیدہ کسے را در انگر گرم گاہ
دو چنگش بکردار چنگ ہزبر
خروشش ہمی برگذشتی ز ابر

اُس مرغ نے سامنے بادشاہ کے ایک انڈا دیا کہ وہ بیضہ مثل ایک برج و گنبد کے تھا بعد لمحہ کے وہ بیضہ شق ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر بندے چرخ کو بھی غش آجاتا شیطان کے لیے اُستاد پیدا ہوا تھا جیسا طائر تھا ویسا ہی بچہ بھی اُسنے دیا تھا۔ نظم

تنش زشت بینی کژ و روسیے زرد
بد اندیش و کوتاہ دل پر ز درد
ہمان بد دل و سفلہ و بیفروغ
سرش پُر ز کین و زبان پر دروغ
دو چشمش کژ و سبز و دندان بزرگ
بزہ اندرون کژ رو و ہمچو گرگ

اُس ملعون دون بداختر و سیہ روے بادشاہ ساحران کو سلام کیا بادشاہ اُسکی صورت دیکھکر ہنسا تمام اہل دربار بھی قہقہہ مارنے لگے بادشاہ نے پھر ارشاد کیا کہ اے گوہر سلک عقدہ گیر جادو بہت دنون اُترے اُڑے پھرے اب لڑنیکا تمھارا زمانہ آگیا جاؤ خداوند باختر کی زیارت بھی کرو اور اُنکے دشمنون کو بھی مارو اس خیرہ سر نے ایک آہ بھرکر کہا اے بادشاہ مجھکو سامری نے جو پیدا کیا ہے تو یہ وعدہ رکھا ہے کہ جو کوئی مجھکو بلائے اُسنے سحر مین پیدا ہون اور پھر بطن ساحر مین چلا جاؤن لیکن مردن نہین لیس یہ طائر جسکے بیضہ سے مین خلق ہوا ہون اگر زندہ رہا تو مین تمام مسلمانون کو ہلاک کرونگا اور اگر یہ طائر جلگیا تو البتہ میری زندگی مین شک ہے یہ سخن ہنوز ناتمام تھا کہ وہ طائر منقار وا کرکے چیخا اور دہن سے اُسکے شعلہ نکلا کہ سراپا جلنے لگا آخر جلکر خاک ہو گیا شاہ بھی اسکے جلنے سے محزون ہوا مگر اس ساحر کو سمجھانے لگا کہ یہ مسکن تیرا تھا اسکے جلنے سے غمگین نہ ہونا چاہیئے یہ کوئی دلیل تیرے مرنے کی نہین ہے مین خوب جانتا ہون کہ قضا تیری خداوند سامری نے خلق نہین کی اب توقف نہ کر زیارت خداوند سے مشرف ہو وہ یہ حکم سُنکر آمادہ چلنے پر ہوا اور شاہ طلسم نے بارہ ہزار ساحران خدار انتخاب روزگار اُسکے ہمراہ کیے وہ بھی تخت پر سوار ہوکر چلے نفیر سحر بجی نائے ترکی کو دم ملا ابر سحر چھا گئے ساحر طائر و اژدر پر چڑھکر روانہ ہوے نظم

خروش آمد از نائے و زنگا و دم
ہمان نعرۂ پیل و رویینہ خم
تو گفتی بجنبید ہمید شت راغ
شدہ روے خورشید چون پر زاغ
ہمہ ساحران برکشیدند صف
ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بکف
زمین سر بسر گفتی از جوشن ست
ستارہ ز نوک سنان روشن ست

ہمہ ساحران پر زکبر و منی	اہا جوشن و تیغ آہرمنی
جفا پیشہ بربیل تنہا برفت	بسوئے لقا ہم خرامیدہ تفت

اسی کر و فر سے بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے باہر نکلکر قریب لشکر لقا خود سر پہونچا یہان وہ بے ایمان تخت خدائی پر بیٹھا تقدیرین بگھار رہا تھا کہ یکایک لکہ ہائے ابر پیدا ہوکر موتی برسانے لگے اُس بے آبرو نے علامت سحر برباد دیکھکر کہا تقدیر کی مین نے کہ بندہ خاص اسوقت آکر سجدہ کرے مجکو شیطان درگاہ اسکا بہر استقبال روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین ساحر مذکور سے ملا لشکر اُسکا مقام عمدہ پر اوترایا اُسکو باعزاز سامنے خداوند کے لایا اسنے سجدہ کیا خلعت سرفرازی پایا کرسی زرین پر بیٹھا ساقی نے جام مئے سُرخ دیا جب دماغ اُسکا مئے سُرخ سے گرم ہوا ملک بختیارک نے شیطنت شروع کی پوچھا کہ اے جمشید روزگار یہان کیون آئے کچھ اپنی جان گرامی کا پاس نہ آیا اسنے کہا ملک جی مین مدت سے مشتاق زیارت خداوند تھا بارے آج طالع یاور ہوئے جو دیدار نصیب ہوا شیطان نے کہا اچھا زیارت خداوند کرچکے اب جان بچانا بھی ضرور ہے رو بفرار رکھو اور یہان آنے سے اپنے اوپر آپ ہزار من بار لعنت کرو طلسم مین رہتے تو زندگی باآرام کچھ دن بسر ہوجاتی اور یہان تو یہ حال ہے کہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند+ گوہر یہ کلمات سُنکر بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ ملک جی تمکو میرے مرنے کا خیال بیکار ہے مین مرنا جانتا ہی نہین تمکو یقین نہ ہو تو خداوند سے پوچھ لو کہ میری موت پیدا کی ہے یا نہین لقا یہ کلمہ سُنکر سمجھا کہ اس ساحر مین کچھ تو ایسی صفت ہے جب تو دعویٰ اس طرح کا کرتا ہے تو بھی تقدیر الٰہی کے کہنے کے بموجب کرلیں یہ کہکر بھی للکارا کہ اے شیطان درگاہ مین یہ بندہ میرا سچ کہتا ہے مین نے اسکو زندگی جاوید عطا کی ہے مرنا جانتا ہی نہین ہے شیطان نے کہا اور جو اسکا خود مرنے کو جی چاہے تو کیا ہوگا لقا نے کہا تو بجھک مارتا ہے یہ کبھی نہ مریگا وہ ساحر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا ملک جی تم سچ ہی جانو مین مرتا نہین جانتا ہون کوئی حربہ مجھپر اثر نہین کرتا نہ عیار بیہوش کرکے ہلاک کرسکے گا شیطان نے کہا اندھا جب بتیائے جب دو آنکھین پائے یہان بھی ایسے بندے خداوند کے ہین جو مرنا سکھا دیتے ہین بغیر قضا آئے تہ خاک سُلا دیتے ہین یہ باتین تھین کہ ساحر نے ایک گوشہ بارگاہ کی طرف دیکھا وہان دو عیار فراش بنے ہوئے اہل اسلام کے کھڑے تھے کیونکہ عیاران لشکر امیر صورت بدلے اکثر یہان رہتے ہین اسوقت غلغلہ آمد ساحر مذکور سُنکر ابوالفتح و سمک یہان آئے تھے اور ساحر کی تقریر مُہمل سُن رہے تھے اور دل سے کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ اسکے شر سے لشکر خدا پرستان کو بچائے مختصر یہ کہ ساحر مذکور نے انکی جانب دیکھتے ہی بختیارک سے کہا کہ ملک جی دو عیار وہ دیکھو فراش بنے کھڑے ہین یہ کلام اسنے کہا ہی تھا کہ عیار رو بفرار لائے لیکن اسنے پکار کر کہا کہ اے ابوالفتح و سمک کہان جاتے ہو ہماری ملاقات کو تو آؤ اتنی بے مروتی تمھین زیبا نہین روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی یہ تقریر اسکی ایسی پر تاثیر تھی کہ عیار فوراً پھر کر سامنے اسکے آئے اسنے کرسیان بیٹھنے کو دین اور بہت خاطر کی پھر زبان کو تقریر کی سان پر چڑھایا کہ اے عیارو مین خوب جانتا ہون کہ تم اپنے کام مین بڑے لائق و فائق ہو بلکہ یکتا ہو لیکن مجھپر عیاری کرنا ایسا ہے کہ جیسے حباب کو گوہر جاننا آئینہ کو دیا مجھنا ہوا کو مٹھی مین تاپنا اپنے عکس سے آپ کشتی لڑنا ہے اور ساحر جتنے آئے سب مرنا بھی جانتے تھے مین یہ سبق بھول کر بھی نہین پڑھا تھا کیونکہ قضا کرگئی بار احسان ہستی میرے سر پر دھر گئی تم میرا کچھ نہ کرسکوگے لہذا تم مجھپر عیاری نہ کرنا ورنہ مین تمکو

قتل کرونگا - اس لیے اول تم کو خبردار کردیا تاکہ عذر مقبین کوئی باقی نہ رہے اب تم جاکر حمزہ کو بھی سمجھاؤ کہ سرکشی سے باز آئے اور خداوند کو سجدہ کرے سلطنت تمام عالم کی اسکو ملیگی جان بھی بچے گی ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا اسکا محال ہے اسم اعظم بھی مجھپر نہ چلیگا دم بھر مین سب جاہ و جلال اسکا خاک مین ملیگا - عیارون نے یہ تقریر اُس پر تقصیر کی سُنکر خندۂ دندان نما کیا اور کہا بجا ارشاد آپکا ہے لیکن ہم یہ عرض کرتے ہین کہ خداوند جو آپ کے ہین وہ بھی مرنا جانتے ہین پھر آپ کی زندگی دائمی کیونکر ہوسکتی ہے جہان فانی مین کون ایسا ہے جو مرنا نہ جانتا ہو اور مرے نہین کہ **بیت** چہ مردم چہ آہرمن بت پرست ✤ ز مرگ اند بر سر نہادہ دو دست ✤ معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری قضا کسی تحفۂ طلسمی سے ہے اسی وجہ سے تم کو فخر و ناز ہے کہ میری موت نہین ہے - اور اگر ایسا بھی ہے کہ آپکی موت شیطان کی طرح تا بروز قیام نہین ہے تو ما جیسے ہم تمام عمر عیاری کرتے رہے ہین اب بھی کرینگے اور **صاحبقران** کا فر کشی کا شیوہ رکھتے ہین وہ ایک آپکے مرنا نہ جاننے سے کیونکر لڑنا چھوڑ دینگے یہ آپ کا خیال خام اور تصور ناتمام ہے اچھا آپ اپنی جان لیے بیٹھے رہیے ہم جاتے ہین اور ہوسکتا ہے تو آپکے مرنے کی تدبیر یاد کرکے آتے ہین یہ کہکر وہان سے جست و خیز کرکے روانہ ہوئے گوہر یہ تقریر سُنکر ششدر ہوگیا **بختیارک** نے اسوقت کہا کہ کیون میان گوہر تمنے سُنا کہ ان عیارون نے کیا کہا سچ کہنا کیا تپتے کی بات کہی اب تو مان گئے ہوگے اور خیریت اسی مین ہے کہ اپنے رادھا کو یاد کرو اور دال پیش دو چلہ و سبق پڑھو ساحر نے کہا عیار یونہین واہیات بکتے ہین ملک جی ان مسلمانون کی قضا ہی آگئی ہے تم دیکھ لینا کہ کس عذاب الیم سے ہلاک ہوتے ہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین اُٹھ گیا اور ایک شب و روز آرام پذیر رہا جب دوسرے روز ساحر گیتی افروز ظلمت شب نے تدبیر مرنے کی بتائی اور تاریکی نے عالمگیر ہوکر ضیائے خورشید خاک مین ملائی **نظم**

چو پژمردہ شد چہرۂ آفتاب	ز شہر و ز بازار برخاست غو
چو شب چادر قیر گون کرد فرش	ہمی ساخت ہر مہترے جائے خواب

گوہر بارگاہ **لقا** مین آیا اور شراب خواری کرکے مست ہوا حکم طبل جنگ بجنے کا دیا بموجب حکم نفیر سحر بجی طبل جمشیدی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر امیر کے خبر لیکر خدمت فیضدرجت جناب شہنشاہ اسلامیان مین آئے اور گوشۂ سریر ادب کو چوم کر دعا و ثنائے بادشاہی زبان پر لائے - **نظم**

مبادی ہمیشہ مگر شاد شاد	مبادا جہان بے چنین شہریار	ز سیر و ز گر آفرین بر تو باد
مبینا وکس روز بے کام تو	نشستہ بخورشید بر نام تو	برومند باد اوران روزگار
بر و بوم بے لشکر تو مباد		جہان بے سر و افسر تو مباد

بعد لبساط گستری دعا جملہ ماجرا آمد گوہر و اسکے دعوی باطل کرنے کا اور طبل جنگ بجوانے کا معرض بیان مین لائے اُسوقت **ابوالفتح** و **سمک** نے بھی حاضر ہوکر اپنا حال بیان کیا کہ یون ہم کو ساحر نے سحر سے بلاکر فہمائش کی بادشاہ دامیر نے فرمایا کہ بمدد ایزد برحق ہمارے لشکر مین بھی کوس رزم پر چوب پڑے **ابوالفتح** کہ اب عمرو کی جگہ افسر ہے حسب ارشاد شاہ والا نژاد نقارخانے مین آیا اور نذر قلابہ جینی کی لیکر خواجہ کے نام پر جمع کرادی پھر نقارہ سکندری کا غاشیہ اُٹھاکر ڈال دی تمام عالم پر از غلغلہ شر و فساد ہوا نالے ترکی وصبح کیومرثی کو دم ملا ہیبت سے عجب تھا جو پیر فلک کا دم نکلتا دلاوران عرصہ کارزار جلادت شعار آگاہ و خبردار ہوئے کہ کل معرکۂ جدال ہے رد زنبرد

یوم قتال ہوا اور ایسے دشمن صعب سے مقابلہ ہے جو مرنا نہین جانتا ہے دیکھیے فردا روز فردا ہوگا قیامت کا ہنگامہ ہوگا بادشاہ نے دربار برخاست فرما کر شبستان مین داخلہ کیا امیر مسجد کرباس مین آکر مصروف عبادت خدا ہوئے سرداران لشکر اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوا لیے ہتھیار نکلنے لگے فرط اسلحہ سے خانہ دہر آہن کدہ تھا تیغہاے آبدار کی چمک موج دریاے قہر تھی آفت کی طغیانی تھی بلا کی لہر تھی زبان تیغ کا بیان تھا کہ وہی مرد انا ہے جو گھاٹ گھاٹ کا ہمارے پانی پیے ہو ہزارون بار آب شمشیر سے دہان زخم ترکیے ہو زبان سنان نیزہ یہ سناتی کہ راست بازوہی ہے جو سینہ تانکر میدان مین کھڑا ہو کمانین چلاتی تھین کہ وہ سمجھ دار ہے جو لب سوفار کی بات سمجھتا ہو زبان پیکان کہتی کہ اے گوشہ گیران عرصہ جنگ لائق زہ کام کرنا تیرون کو برنگ آرزو دراز سینون مین دھرنا کلہ گو پال لاف زنی پر تیار سر بلند کیے زبان حال سے کہتے اے سرداران سر دینے مین کمی نہ کرنا خبردار رہنا خود خودبینی کا دعوے باندھے ہوئے زرہ ہر حلقے سے آنکھین نکالے ہوئے تبر عدو کو تبر کرنیکا ارادہ رکھے تفنگ دم شجاعت کا دم بھرتے نائے ترکی کا شور نفخ صور کا ہمدم شور محشر اس ہنگامہ کے روبرو بہت کم نقیب ہر سمت للکارتے بہادر نعرہ مارتے گھوڑے شیہے بھرتے پیادے تنتے سوارون کے پرے سامان رزم کرتے کوئی تلوار کو صیقل کرتا کوئی تیرون کو زہر آبدار بناتا کوئی کمانین سینک کر درست کرتا کوئی کمر ہمت چست کرتا رن مہتابین اور مشعلین روشن بہار پر شجاعت کا گلشن ہر سمت بخشا نخے گلہائے باغ تھے تلوار و خنجر چمکتے یا جلتے چراغ تھے چہرہ ہاے بہادران بسان شمع منور گلہاے سپر سے دماغ ہاے بہادران معطر چقا چاق شمشیران سے ارض و سما مین تہلکہ تھا اس طرف تو یہ ہنگامہ تھا اُدھر ساحران نامی نے کڑاہیان چڑھائی تھین پوئین مہمان بلائی تھین بھینٹ مین جھٹکے چڑھ رہے تھے لشکریان کفار رو ہا صاف کرتے تھے یہ نقشہ تھا نظم

چو در شب خروش آمد از کرنای	بجستند سالار جنگی ز جای	ز لشکر برآمد ہر انسان خروش
که شیر ژیان را بدرید گوش	یکے مرد گر را ندانست باز	شب تیره و نیزه ہاے دراز
بخنجر ہمے آتش افروختند	ہوا و زمین را ہمے سوختند	چار پہر رات اسی جوش و خروش

مین بسر ہوئی جب طلسم دہر کا دروازہ کھلا اور آفتاب بصد آب و تاب فتاح طلسم ظلمت شب بنا ہوا لوح زرین لیے اُس در سے باہر آیا کہ ابیات

چو پنہان شد آن چادر آبنوس	جہان تا سپیده دمان بر دمید	شب تیره گون دامن اندر کشید
	بگوش آمد از دور بانگ خروس	ہنگام سحر لشکر جانبین سے خیل خیل

ذیل ذیل قشون قشون ہر ملک کے لوگ ہر طرح کی قومین جانب میدان مصاف روانہ ہوئین زمانہ گرد سیاہ سے سیاہ ہوا وہ وقت تھا کہ نوبت پر ٹکور لگتی تھی نسیم آہستہ آہستہ چلتی تھی شمع مہر روشن ہوا چاہتی تھی شمع انجمن کے رُخ پر اُداسی تھی اسوقت سرداران نے جلد جلد نہا کر نماز سے فراغت کی سلاح حربی تن پر آراستہ کیے مرکبون پر سوار ہو کر خدمت امیر باکرم مین آئے امیر ذی حشم نے بھی دعا کر کے ہتھیار جسم پر لگائے فندق نے اشقر دیوزاد کو حاضر کیا حضور سوار ہوئے بہرام گرد خاقان چین تہلیل وفادار نے اول مجرا کیا پھر تو تمام سردارون نے تسلیم کی اور حضور کے ہمراہ ہوئے ایک سمت سے ابوالفتح وسمات نے آکر داہنے بائین رکابون کو تھاما علم اژدہا پیکر کا سر ہم

سایہ ہوا دوشاخے پنجشاخے روشن نقیبون کی آوازہ خوش لحن اسی طرح سواری مجاہد راہ خدا کی جلوخانہ بادشاہی مین پہونچی کچھ ہی دیر مین عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا جلوس سواری حضرت قدر قدرت نکلنے لگا ہزار بارہ سو پنجشاخہ جھلکتا نظر آیا سترہ سو فانوس مینا کار روشن تھی پھر کئی سو تخت آرائش کا جنبر گلدستے جواہر کے چنے تھے نکلے ڈیوڑھی تک عورتین یہ سامان لیے آئین اور مردون کو دیکر کنارے ہوئین طفلان ماہ طلعت لوٹے تخلون کے لیکر بڑھے بان دار خاص بردار چوبدار پرے باندھ کر دو رکھڑے ہوئے نقیبون نے یکایک بسم اللہ کا شور بلند کیا امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جا کر ٹھہرے تھے کہ سلطان عالم پناہ سلیمان جاہ دارا دربان برآمد ہوئے مرد ہا پکار ابلی راج رہے دھرم کاج رہے دیگ تیگ کے مالک رہین جہان پناہ سلامت رہین نگاہ رو برو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھائی امیر نے مجرا کیا پھر تو سب سرداران کو سلام لیکر سرفراز شاہ نے فرمایا سینہ پر ہاتھ رکھکر امیر کو اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر دوبارہ آداب بجا لاکر سوار ہوے اور چالیس قدم سرداری کے آگے بڑھ کر چلے پیچھے تمام سردار ہوے قلب لشکر مین تخت شاہی قائم ہوا تو قشون قشون بہادر ساتھ چلے سترہ اٹھارہ سو سقے تامی کی لنگیان باندھے مشکون کے دہانے پر فوارے چڑھائے چھینٹون سے گرد و غبار بٹھاتے روانہ ہوے زمین و زمان مین ایک تزلزل پڑ گیا شور طبل و بوق تا بہ گنبد سما پہونچا کہ ابیات

سیہ شد ہمہ کشور از گرد سم | برآمد خروشیدن گاؤ دم | چنین راند در دست آن شہ سپاہ
در و دشت شد سرخ و زرد و سیاہ | دران جاے چون آن سپہ برکشید | ہوا نیلگون شد زمین ناپدید
سپہ بود بر میمنہ چہل ہزار | سواران ژوبین در و نیزہ دار | ابر میسرہ چہل ہزار دگر
ہمہ ناوک انداز و پرخاش خر | بقلب اندرون نامور چل ہزار | چہ نیزہ گذار و چہ خنجر گذار

اسی طرح جب میدان حرب مین پہونچے تبرداروں نے جھاڑی جھنڈی کاٹ دی بیلدارون نے میدان صاف کیا سقے آبپاشی کر گئے میدان میدان اجل بنگیا اُدھر سے لقا الکیس ہاتھیون کے تخت پر سوار آیا ساٹھ لاکھ سوار کی جمعیت ہمراہ تھی ایک سمت سے آمد فوج ساحران ہوئی گوہر اژدر پر تخت کھنچوائے پشت پر بارہ ہزار سوار ساحر غدار پرا جمائے رال گوگل اڑاتے آئے روے دہر سحر کے دھوئین سے کالا تھا عالم زمانہ کا نرالا تھا ابر سحر چھائے تھے نقارے سحر کے بجتے نشان ہر سمت رنگ برنگ کے کھلے تھے غرضکہ صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون نے کلگز نقابت کی کر کیٹ کرکا کہنے لگے اسوقت گوہر اژدر اپنا بڑھا کر سامنے تخت لقا کے آیا اور سجدہ کر کے طالب اجازت ہوا لقا نے کہا یدقدرت کے سپرد کیا شیطان نے کہا اے گوہر آگ کا کام ہے جلا دینا پانی کا کام ہے بہا دینا تلوار کا کام ہے کاٹ ڈالنا ذرا خوب سمجھ بوجھ کے لڑنا او رخداوند آپ بھی اپنے ید قدرت کی شرم کیجیے گا اس گبر نے کہا ابکی خوب مستحکم تقدیر کی ہے شیطان نے کہا دونون مٹھیان اچھی طرح بند رکھیے گا ایسا نہو کہ کھلجائین خداوند نے کہا تو مجھ سے بھی چہل کرتا ہے اسنے کہا آپ کی تقدیرات سے مین خوب باخبر ہون یہ تو اسطرح مضحکہ کر رہا ہے ادھر گوہر تخت پر بیٹھے کر اژدر اڑا کر وسط میدان مین آیا اور پکارا کہ اے فرقۂ خدا پرستان اب بھی کچھ نہین

گیا ہے آؤ خداوند کو سجدہ کرو ورنہ کچھ دیر مین نقشہ زیست تمھارا بدل جائیگا ملک ہستی آج ملک شہر فنا بن جائیگا سرداران اسلام نے بجواب ان باتون کے لعن وطعن کرکے فرمایا کہ جو تجھ سے ہوسکے تو ہمین کمی نہ کرنا خدا ہمارا نگہبان ہے یہ سننا تھا کہ اُسنے بغضب تمام تر ایک ناریل کمر سے نکال کر جانب آسمان مارا کہ وہ بلند ہوکر شق ہوا اور دھوان اسمین سے نکلا فوراً ابر تیرہ و تار ہر سمت سے گھر آیا دُنیا سیاہ ہوگئی اندھیرا چھایا اور موتی برسنے لگے عیاران لشکر اسلام لشکر سے نکلکر رو بہ فرار لائے اور بہت سردار پکارے کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون مگر پہلو پر ایک روشنی دکھائی دی جب اس طرف نگاہ کی ایک عورت قبول صورت نظر پڑی یہ اُسکے شمع رخسار کی روشنی تھی امیر نے پردۂ قاف کی برسون سیر کی ہے لیکن ایسی شکل زیبا کسی پری کی بھی دیکھی تھی زلف پر پیچ اُسکی شامت لانے پر اسلامیون کے کمر باندھے مثل کافر تھی جادوگری سے خوب ماہر تھی بیرون مین کلوا بیر تھی جلسازی کی یاد اُسکو تدبیر تھی مانگ اُسکی راست بازون کو اپنے عشق کی کجروی سکھاتی کہکشان ہنگام مقابلہ ٹیڑھی سیدھی سُناتی پیشانی آئینہ صورت نماے نیرنگی ابرو ہر ایک مائل بہ سرکشی مژگان وہ تیر کہ ہر طائر دل جس سے نخچیر آنکھ ہر ایک فتنہ پرداز غمزہ کا ساحرانہ انداز حدقۂ چشم حلقۂ زنجیر مردم نگاہ عشاق جسکی اسیر رخسار گلستان ساحری کے دو پھول غار زنخدی خانمان خاطر عشاق جسکا معمول دہن تنگ پوشیدہ مسلمانون کا دشمن آسیب رسان سیب ذقن بیاض گردن حسن وخوبی کی دفتر سینہ پر چھاتیان سرکش و خودسر اسی طرح ازسرتا پا قیامت کا ٹکڑا غضب کا نقشہ آفت کا پرکالہ کہ بموجب نظم

بالا چو سرو و بسینہ چو سیم	بدیدار نیکو چو در یتیم	بہ ابرو کمان و بہ چہرہ نکوے
زگوہر بیار استہ بوی موے	بہ رخسارہ چون روز و گیسو چو شب	ہمی دُر بارید گفتی ز لب
در و لعل و بینی چو سیمین قلم	دو بیجادہ خندان و نرگس دژم	بجو بار رزم کردی بگردون نگاہ
بخستی بنوک مژہ روے ماہ	اُس ماہ وش کو دیکھتے ہی امیر نے عقل و ہوش کھویا اسم اعظم پڑھنا گیا	
دین و ایمان رونمائی مین دیا المؤلفہ	بھولے قرآن جو اُسکا رخ روشن دیکھے	رکھدے پوتھی کو اگر ہاتھ برہمن دیکھے

اس کافر ادا کو خطاب کرکے پکارے کہ فرد فتنہ زوے زمین آنکھون کا ہے تیرے غلام + خامہ غمزون کی تیرے گردش افلاک ہے + اس پریوش نے ہنس کر برق تبسم سے خرمن صبر کو جلا دیا اور کہا آپ میرے اگر شیدا و فریفتہ ہین تو میرے باغ مین آئیے دو گھڑی میرے گلزار حسن کی سیر دیکھ کر چلے آئیے گا یہ کہکر آن و ادا دکھاتی کمر کو بل دیتی روانہ ہوئی امیر بھی اشقر اُٹھا کر اُسکے پیچھے چلے اس اندھیرے اور ہنگامۂ سحر مین کسی نے نہ دیکھا کہ امیر پہ کیا ماجرا گذرا اور کدھر گئے جب امیر عقب زن سحر لشکر سے نکل گئے بارش ابر سحر نے طغیانی کی موتی کثرت سے برسنے لگے سپرون کو سرداران لشکر نے سر پر آڑ کیا مگر وہ موتی جس کے سر پر گرا مع راکب و مرکب اُسکو پتھر کا کیا صف اول لشکر اسلام بالکل پتھر کی ہوگئی فلک سنگدل نے نرم دلون کو یہ سختی دکھائی تجانہ آذری لشکر خلیلی کی صورت بنائی یہ نقشہ جو عیارون نے کنارے لشکر سے دیکھا دوڑکر قریب سردارون کے آئے اور حباب بیہوشی مار کر انکو بیہوش کرکے

بیٹھ پر لاد کر کے بھاگے اسی طرح بادشاہ لشکر اسلام کو بھی فیروز بن عمر و بیہوش کر کے لے گیا اسوقت بختیارک نے قریب گوہر اپنے تئین پہونچایا تعریف سحر بہت کچھ کر کے کہا کہ مسلمانون کا دستور ہے اول بھاگ جاتے ہین پھر آکر اپنا بدلہ لیتے ہین ان کو جانے نہ دو اور گھیر کر مار لو گوہر نے ساحرون کو حکم محاصرہ کرنے کا دیا اور لقا پکارا کہ ہان ان بندگان معتوب کو جانے نہ دینا پھر تو ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا اُدھر بادشاہ اور سردارون کے چلے جانے سے لشکر اسلام مین بھگدر پڑی منچلون نے اتنا تو کیا کہ کچھ دیر اس معرکہ مین ہنر شجاعت کر دکھائے کہ جان بیچ کر لشکر حریف پر جا پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے دو لشکر باہم لپٹ گئے دارو گیر و بکش کی صدا بلند ہوئی لیکن ساحرون نے مہلت نہ دی طائران سحر بڑھ کر آگے آئے لکہائے ابر رنگ برنگ کے اُڑنے لگے گرڈ گڑاہٹ کی آوازین آنے لگین پیکان و تیر برسنے لگے اولے پڑنے لگے پتھر برسے آتش سحر شعلہ زد ہوئی گولے گرنے لگے بجلیان کڑکنے لگین جنگل سے اژدر و فیل و ضیغم نعرہ زن آکر شکار دشمن کرنے لگے اسوقت تو تمام لشکر مین بھگدر پڑ گئی کفار عقب مین چلے جا بجا غار زمین مین پڑ گئے لشکریان لقا ایسے وقت مین لبان شیر غضبناک شمشیر زنی کرتے تھے ہزارہا مسلمان مارے گئے تھے صدہا خاک و خون مین پڑے تڑپ رہے تھے کفن پوش بستر خاک بیکسی سے ہر ایک ہلاک کہ نظم

بس پشت او اندر آمد سیاہ
ز خون شد رود دشت چون آبگیر
شد آن تاجور شاہ و چندین سپاہ
نہ تا مہر بانیش پیدا نہ مہر

شدہ مہر از پر پیکان سیاہ
سر سروران شد بخاک اندرون
ہمان تخت زرین و زرین کلاہ

بخستند خرطوم پیلان بہ تیر
بریزاند رش جائے شد غرق خون
چنین ست کردار گردان سپہر

جب یہ آفت لشکر اسلام پر آئی ملکہ گرد یہ بانو و زبیدہ شیر گیر کہ محلات مین یہ دونون بجائے امیر ہین جیسے امیر سپہ سالار ہین ویسے ہی یہ عورات مین افسر ہین اور ملکہ مہر گیر تاجدار دختر نوشیروان ہمشیرہ مہر نگار مرحومہ بانوئے بانوان ہے غرضکہ ان دونون افسرون نے عورات کے جملہ عورات ملازم کو مردانہ لباس پنہایا اور نقابین اپنے چہرون پر ڈال کر سب کو نقاب پوش بنا کر جملہ شہزادیون کو فلنس وغیرہ مین سوار کرا کر شبستان سے نکلکر صحرا کا راستہ پکڑا یہ حال تھا کہ آگے آگے گرد یہ و زبیدہ تلوارین کھینچے مرکبون پر سوار پیچھے جملہ عورتین گھوڑون پر تلوارون کا فلنسون پر سایہ کیے روانہ ہوئین جب یہ گروہ اس طرح سے چلا صحرا مین عیاران اسلام نے ان کو جاتے دیکھا وہ سب بھی بانہائے عیاری پکڑ پکڑ کر ان کے ہمراہ ہوئے اُدھر بہت سے عیار لشپائے سردارون اور بادشاہ کے لیے آئے باقی بارگاہ سلیمانی و اساسۂ صاحبقرانی سب چھوٹ گیا کچھ ہمراہ نہ لا سکے یہان تک کہ یہ سب بھاگ کر دس کوس پر وہان سے ایک پہاڑ تھا آئے اور قلۂ کوہ پر چڑھ گئے سردارون اور بادشاہ کو فرش خاک پر لٹا دیا اور اس مصلحت سے ہوشیار نہ کیا کہ یہ بہادر ہوشیار ہوتے ہی بمقابلہ عدو جائین گے لڑنے سے باز نہ آئین گے غرض گرد تمام سردارون کی عورتین بال کھولکر با موے پریشان و با سر عریان درگاہ باری تعالی مین رو رو کر دعا کرتی تھین کہ اے خالق اکبر ہمارے وارثون کی جان بچا لے اور ہماری عصمت پر نگاہ رکھ کہ نظم

بغلطید در پیش یزدان پاک
ہمی ریختہ بر سر و روے خاک

خدایا درین رزم آرام دہ | برین ساحران مرد را کام دہ
ازین جنگ ما گیتی آباد کن | مراد سپاہ مرا شاد کن
پراگندہ گردان عدو را سپاہ | نگونسار باشند ہمہ روسیاہ

عیار سب گھاٹیان پہاڑ کی روک کر تیر و پتھر وغیرہ لے کر آمادہ مرگ و مہیاے قضا استادہ ہوے یہان تو یہ سب سامان تھا ادھر تمام لشکری تباہ و برباد ہوے بہت بھاگ کر جنگل مین گئے اور کوہ و مغاک مین متواری ہوے اور ہزارون بارش گوہر ہاے سحر سے پتھر کے ہو گئے دشت لاشون سے بھر گیا ہر جگہ لاشون کے ڈھیر تھے ساحران نابکار و لشکریان لقاے غدار خندہ زنان بہ فتح و فیروزی قتل و غارت کرتے ہوے پڑاو پر آئے مال اسباب اسلامیان پر قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی مین لقا آکر اترا اور گنجور سے اپنے تختہاے یاقوت نگار و تاج مرصع کار و خلعت زرتار مع فرمان کئی ملک کے منگا کر گوہر کو عنایت فرمایا اور چاہا کہ جشن فتح اس مقام پر کرون اسوقت بختیارک نے کہا کہ دشمن کو چین نہ لینے دینا چاہیے اس فتح کو فتح نہ سمجھو ابھی امیر اور سب سردار زندہ ہین عیار آفت روزگار باقی ہین دم یہ کہ خداوند کی تقدیرات کا کچھ اعتبار نہین کا ہے جنین گاہے چنان کبھی ادھر کبھی ادھر ڈھالی کے بیگن ہین پس لازم ہے کہ ڈھونڈھکر ان مسلمانون کو قتل کرو اور اطمینان سے بعد اُن کے فیصلہ کرنے کے بعشرت تمامتر بیٹھو گوہر نے یہ تقریر سنکر کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو لقا بھی پکارا کہ یہ تقدیر ہزار برس پیشتر کی ہے کہ آج جملہ بندگان باغی ہلاک کیے جائینگے گوہر نے فوراً طائران سحر خبر کو بھیجے کہ یہ سب باغی کدھر گئے ہین اُنکی خبر لائین طائر اُڑ گئے اور کچھ دیر مین آکر مخبر ہوے کہ فلان پہاڑ پر سب ہین یہ سنتا تھا کہ گوہر فوج اپنی لیکر اُسی طرف روانہ ہوا پیچھے اُسکے لقا بھی مع لشکر کو ہیان و سنجابی با فتری وغیرہ کے ہنستا ہوا فیل پر سوار ہو کر چلا اور برسم یلغر قریب اُس پہاڑ کے جسپر اہل اسلام پناہ گزین تھے پہونچا اور حکم محاصرہ کرنے کا چار سمت سے پہاڑ کا دیا کہ تمام لشکر گرد کوہ کے ہو گیا اُسوقت ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائین عیاران اسلام مرنے پر کمر باندھ کر حقہ ہاے نفتی بیہوشی آمیز لیکر بڑھے اور ایک باڑھ حقون کی ماری کہ تمام میدان دامن کوہ پر از دود بیہوشی ہوا اور بہت سے ساحر بیہوش ہوے اور بہت ساحرون کے جسم مین آگ لگی رہوارون نے الف ہو کر بہتون کو گرا دیا عیارون نے تیر اور پتھر مار کر سیکڑون کو واصل جہنم کیا منہ ساحرون کا پھرا اور ایسا گھبرائے کہ سحر کرنا بھولے بھاگ کھڑے ہوے بختیارک نے کہا اے گوہر کسی ساحر کی مجال نہین جو اوپر جا سکے تم یہین سے سحر کرو کہ عیار وغیرہ پتھر کے ہو جائین پھر پہاڑ پر جا کر قتل و غارت کرنا ساحر نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ عیار ایک جگہ پر نہین ہین پوشیدہ اور منتشر ہین مین کچھ دیر سحر پڑھکر ایسا جادو کرون کہ یہ عیار سب آپس مین لڑکر اپنی جان دیدین یہ کہہ کر دامن کوہ مین لشکر کے قیام کرنے کا حکم دیا خیام و بارگاہ نصب ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اُتری اسی اثنا مین دن تمام ہو گیا تھا لشکر انجم خسرو نجم پر تاخت لایا اور خورشید عرصۂ افلاک سے بھاگ کر مثل اسلامیان کوہ مغرب مین گیا۔

نظم

ہمانگہ چو خورشید شد ناپدید | شب تیرہ خرگاہ بر دن کشید
چو بنمود شب بر فلک تیرہ روے | گریزان شدہ مہر از جنگ اوے

سر شام سے گوہر بعد اکل و شرب تنہا بارگاہ مین آکر سحر خوانی مین مصروف ہوا اور لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر ناچ دیکھنے اور

شراب پینے مین مشغول ہوا جلسۂ عشرت اُسنے جمایا اُدھر بہاڑ پر سب عورتین گریہ و بکا کرتی ہین درگاہ خدا مین دعا کرتی ہین اُنکو
اس حال مین چھوڑکر حال افراسیاب خیرہ سر سُنیے کہ یہ ملعون بارگاہ حیرت مین بیٹھا داد عیش کامرانی دے رہا تھا کہ
ناگاہ چند ساحر طلسم گوہر گرد سے بھاگے ہوے دربارگاہ پر آئے اور فریاد کرنے لگے شاہ طلسم نے اُن کو سامنے بُلواکر
ماجرا استفسار فرمایا انھون کے جملہ کیفیت بربادی طلسم گوہر کی بیان کرکے کہا کہ اب نبیرہ حمزہ تیغۂ گوہر نگار لیکر اپنے لشکر
کی طرف گیا ہی یہ حال سنتے ہی بادشاہ گھبرایا اور فرمایا کہ لک گوہر شاہ سے تو مین بعد کو سمجھونگا لیکن کوئی ایسا ساحر جائے
کہ شہزادہ قاسم سے تیغۂ گوہر نگار چھین کر اُسکو پکڑ لائے یہ حکم سُنکر ایک ساحر عذاربت پرست تیرہ باطن جادو کہ حاضر دربار
تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض رسا ہوا کہ مین جاکر اُس باغی کو لاتا ہون یہ کہہ کر تخت سحر تیار کرکے عازم روانگی
ہوا اُسوقت بادشاہ نے صرصر عیارہ کو بُلاکر اُس کے ساتھ کیا اور کہا تو عیاری کرکے تیغہ کو قاسم سے لینا یہ ساحر
اُسکو پکڑ لائیگا غرض یہ دونون تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوے اور بہت جلد طلسم سے نکلکر بیشۂ حیرت مین آئے صرصر
اس ساحر سے علیحدہ ہوکر فکر عیاری مین گئی اور وہ بھی سحر تازہ کی تدبیر کرنے لگا اُدھر شہزادہ قاسم جانب لشکر امیر رواں
تھے کہ اثنائے راہ مین ایک صحرائے سبزہ زار وادی پُر بہار دیکھا جسمین ہزارون چشمے جاری اور ہر سمت صدہا طیور و
وحوش دلفریب شکاری شہزادہ صید افگنی مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آہو نظر پڑا کہ خوش چشمان دہر کی جان تھا بت
رم خوردہ عاشق کا ایمان تھا شہزادے نے اُسکو زندہ گرفتار کرنا چاہا اور اُس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکر سے
کئی کوس تنہا نکل آیا وہان ہرن غائب ہوا یہ ٹھہر کر دم لینے لگا سپاہ بھی پیچھے رہ گئی تھی بالکل یہ اکیلا تھا اُسوقت
ایک ساحر ڈانٹتا سامنے سے آیا اور پکارا کہ اے اجل رسیدہ کیون تو اس بیشۂ بیرنگ مین قدمزن ہوا شہزادہ نے
تو اُس سے بہت عذر ناواقفی کیا جب اُسنے نہ مانا تو آمادۂ حرب ہوا اور تیغۂ گوہر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اُس وقت
... طرف سے زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نہایت حسینہ تہ زمین سے نکلی اور پکاری کہ اے شہزادہ یہ ساحر
... طلسم ہے اس تیغہ سے نہ مارا جائیگا یہ کہتی ہوئی وہ قریب آئی اور بیضۂ بیہوشی شہزادہ کی ناک پر مارکر بیہوش کیا تیغہ
... لیکر تخت سحر پر ڈالکر اپنا راستہ پکڑا۔ اب خاکسار جاہ اس جلد کو تمام کرتا ہے انشاء اللہ اگر حیات مستعا
...ی رہی اور ناظرین والا اعتبار نے قدردانی فرمائی تو آیندہ جلد چہارم بھی لکھے گا اور اُس جلد مین نتیجہ ان تینون
جلدون کی ہر داستان کا بیان کریگا یعنی شہزادہ قاسم کا حال اور لشکر امیر ولقا کی کیفیت بران کے چھوٹنے کا ذکر
کہ زندان طلسمات سے کیونکر رہائی ہوئی پل پریزادان کا ٹوٹنا حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا شہزادۂ اسد کا گنبد نور پر سے
چھوٹنا شہزادہ جہانگیر کا طلسم کوکب کے مرحلے توڑنا خواجک جابک عیار سے عیاریان کرنا بران کا کشتۂ
سحر ہونا بیابان گلریز سے معمار قدرت کا آکر تالاب بنانا اُسمین نعش بران کا رکھنا سیتور بن تمیز اور جمشید
بن کوکب کی لڑائیان باغبان وزیر کا اندھا ہونا اور شرکت عمرو کی کرنا صنعت وزیرہ کا مارا جانا کوہ زلازل
کا بیان شہر داؤدیہ کا تسخیر ہونا خداوند داؤد جادو کا مسلمان ہونا عمرو کا کتاب سامری افراسیاب کے
ہاتھ سے دُھلوانا آخر طلسم ہوشربا کا ٹوٹنا سب کچھ لکھا جائیگا اب امید ناظرین قدردان سے یہ ہے کہ نظر

اس سراپا تقصیر کی غلطیون پر نہ فرمائین دامن عفو مین چھپائین کہ بڑے انتشار و پریشانی مین اس جلد کو مین نے لکھا ہے اولاد کا غم دل کو رہا ہے بہت عرصہ تک خود علیل رہا ضعف دل اور درد ماغ ہوا اُسپر بھی اپنا طریقہ تحریر نہ چھوڑا اب یہ قسم لکھتا ہون کہ مسودہ کے سوا دوبارہ اُسکو صاف بھی نہین کیا جو ایکبار قلم سے نکلگیا وہی لکھا ہر جلد کا طرز تحریر جدا رکھا لڑائیان سحر رزم و بزم سراپائے معشوقان و باغ و صحرا وغیرہ کا بیان ہر چند کہ ایک بات ہے مگر اس حقیر نے الگ الگ سب کا بیان کیا اُسپر بھی عجب نہین جو حاسد کہین کہ طول بہت دیا سنتے ظاہر ہے کہ بچے بھی کہانی کہتے ہین تو اپنی ہمت عقل کے موافق اس طرح کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان بلبلین چہکتی ہین میوہ گوناگون لگا ہے الحق مر طول ہی دینا مزا ہے قصہ کوتاہ کا + فی الجملہ حضرات سخن سنج داد سخن دینگے اور مجکو بنیکی یاد کرینگے اور مین خدا چاہے گا تو آیندہ قصہ بیان کرنے کی نسبت بذریعہ اشتہار اطلاع دونگا خداوندا جبتک طلسم عالم آباد ہے پڑھنے والون کو اس فسانہ کے اور سُننے والون کو آباد و دلشاد رکھ میرے دوست بھی بعزت و حرمت مسرور و صحیح و سالم رہین اور مجکو ہیچمدان کی بھی مرادین دلی برآئین ایمان و امان رہے آبرو و عزت سے بسر ہو آمین

قطعہ

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب نتیجہ طبع احقر العباد خاکسار احسن سخندان مؤلف

واقعی ہوش رباہے یہ طلسم
شعر جو اس مین ہے لاثانی ہے
کہین ہے خشکی صحرا کا بیان
واہ کیا حسن زبان دانی ہے
سحر و نیرنگ و طلسمات کی سیر
وصف گل مین جو گل افشانی ہے
ہے کہین ہجر و مصیبت کا بیان
اپنی بپتا رشتہ خوانی ہے

جس کے ہر لفظ مین سو معنی ہین
کیا فصاحت کا مرقع ہے کھنچا
کہین دریاؤن کی طغیانی ہے
عرصۂ جنگ مین پریون کا جماؤ
رزم سازی و فسون خوانی ہے
ہے کہین وصل مین عاشق کو مزا
صورت آئینہ حیرانی ہے
فکر تاریخ تھی ہاتف نے کہا

اثر ایسا کہ اُسکے دل و جان قربان
دیکھکر دنگ جسے مانی ہے
چوچلے کرنا وہ معشوقون کا
رزم بھی بزم سلیمانی ہے
ہے وہان باغ بلاغت کی بہار
عیش و عشرت کی فراوانی ہے
خود سمجھ لین گے زمانے کے فصیح
جاہ کیون اتنی پریشانی ہے

سن ہجری مین لکھو یہ مصرع
زینت بزم سخندانی ہے ۱۳۰۲ھ

اعلان

افسانہ طلسم ہوشربا سات جلدون مین ترتیب پاگیا ہے کل ساتون جلد کا مجموعہ یکجائی موجود ہے اور علیحدہ علیحدہ جلدین خریداران کو بہم پہونچ سکتی ہین ہر ایک شہر کے کتب فروشان سے اور نیز مطبع نولکشور لکھنؤ و کانپور سے

بوستان خیال۔ جلد دوم	صہ/
" جلد سوم	للعہ/
" جلد چہارم	لعہ/
" جلد پنجم	صے/
" جلد ششم	۸/
" جلد ہفتم	۸/
" جلد ہشتم	ے/
" جلد نہم	للعہ/
سوانحعمری عمرو عیار۔ نہایت دلچسپ قصہ	۱۲/

جادۂ تسخیر ہمرنگ فسانہ عجائب۔	۱۲/
سنگاسن بتیسی۔	۱۴/
گل بکاولی۔	۳/
قصہ گل و صنوبر۔	۲/
قصہ اگر گل۔	۱۴/
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔	۶/
سیر مقبول۔	۱۲/
لطائف ہندی۔ نہایت دلچسپ لطیفے۔	۲/
فسانۂ معقول۔	۱/

دلچسپ ناول

مسٹر رینالڈ کے ناولوں کے ترجمے

فسانۂ آلہ دین و لیلی۔	۱۲/
غریب حسن۔	۱۲/
فسانۂ سوزن عشق۔	۴/
فسانۂ لارنس و روتھر۔	۱۴/
فسانۂ حسرت وصل۔	۵/
مارگیرٹ۔	۶/
روز الیبرٹ	للعہ/
ناول اسرار۔	۶/
وگلو ولسیڈا۔	۱۲/
شام جوانی حصۂ اول۔	۵/
" حصۂ دوم۔	۹/
دھوکا یا طلسمی فانوس۔	۸/

دیگر مصنفوں کے انگریزی ناولوں کے ترجمے

تسخیر۔	۵/
خون ناحق۔	۶/
شاہد طرار۔	۸/
طلسم خیالات۔	۱۱/
ثمرۂ نیکی۔	۱۲/
قصہ حاجی بابا اصفہانی۔	۱۲/
کرشمۂ تقدیر۔	۷/
لال کپتان۔	۵/
نیرنگ فرنگ۔	۱۴/
شہید جفا۔	۱۲/
سیتا۔	۸/
ہنگامۂ عشق۔	۷/

ناول ترجمۂ سید وجاہت حسین

خوبی قسمت۔	۱۱/
بوالہوس۔	۱۲/
جوش خون۔	۱۴/
چابک سوار معشوقہ۔	۱۲/
بادشاہ سلامت۔	۱۵/
خلق مجسم۔	۱۴/
حور عین حصۂ اول۔	۱۴/

متفرق ناولوں کے ترجمے

تگڈم۔	۹/
الوکی دم فاختہ۔	۵/
کلجگ کی کھونٹی۔	۵/

الف لیلہ و نیا زا و بطرز ناول۔ ۱۲/ ع
معشوقۂ فرنگ۔ ۵/
اسرار ہند۔ ۹/
منارۂ قیصری۔ ۱۰/
الف لیلہ بطرز ناول رتن ناتھ سرشار

بنگالی ناولون کے ترجمے

بنگالی دولھن۔ ۱۰/
پرتاپ۔ ۱۰/
ردہنی۔ ۸/
ماراستینین۔ ۸/
مرنالنی۔ ۸/

اور مشغل ناول

سروان خانم۔ ۴/
خوش نصیب۔ ۶/
خواتین ثلاثہ مستورات کے واسطے نہایت ہی نصیحت آموز ناول ہی۔ عہ
جام زہر۔ ۱۰/
راز عشق۔ ۹/

طویلہ کی بلا بندر کے سر۔ ۲/
طلسم شرر عرف گلاب کنور۔ ۱۲/
عیارون کا عیار۔ عہ
فریب نیرنگ۔ ۴/
مفید عام و خاص۔ ۱۴/
ناشاد۔ ۷/
نئی نویلی۔ ۳/
نئے بگڑے۔ ۵/
وقائع نادری۔ ۵/
ہم خرما و ہم ثواب۔ ۵/
شمس و قمر۔ ۲/
خواب کلکتہ حصۂ سوم و چہارم ۱۲/
سبز باغ۔ ۵/
التمش۔ عہ۳
سندر شاناتا کامل چہار حصہ۔ عہ
بزم اکبری ہر دو حصہ۔ ۴/ ع
مکاری کا پتلہ۔ ۱۰/
جفا و فا۔ ۱۰/
دلچسپ حصۂ اول۔ ۴/
بلاس کماری۔ ۱۴/

پھول وتی عرف سندر شاناتا۔ ۴/ ع
دربار اودھ حصۂ دوم۔ عہ
حجاب عصمت پردہ کے متعلق نہایت دلچسپ بحث۔ ۲/
کرشن کانتا ہر دو حصہ۔ ۴/ ع
شوکت آرا بیگم حصۂ اول و دوم مجلد کاغذ گندہ۔ [illegible]
" بلا جلد کا [illegible]
" حصۂ سوم مجلد کاغذ گندہ [illegible]
" " بلا جلد کا [illegible]
ملازا غلول۔ ۸/
خاتون اودھ۔ ۱۰/
منصور و منیرہ ۶/
دیر پرتاب۔ ۴/
لال چین۔ ۱۰/
زمان قضا۔ [illegible]
عائشہ بیگم۔ [illegible]
سوانحعمری اورنگ زیب۔ ۱۲/
حامد و محمود۔ ۸/
سوانحعمری اکبر۔ [illegible]
خدائی فوجدار۔ [illegible]

المشتہر
منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو حضرت گنج۔ لکھنؤ